

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

شرح صحیح مسلم

تأليف
ابن حجر عسقلانی
مؤيد الدين بن حجر

الطبعة الأولى
الطبعة الثانية
الطبعة الثالثة

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَذَكَّرُونَ لَكُمْ سَعِيرٌ
 اور رسول تم کو جو احکام دیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں اُن سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

میں نے لکھا

جلد اول

مقدمہ کتاب الایمان، کتاب الطہارۃ، کتاب الحض، کتاب الصلوٰۃ

تفسیر اسلام

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک ٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Copyright ©

All Rights reserved

This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



الطبع التاسع : صفر ۱۴۲۳ھ / مئی ۲۰۰۲ء

الطبع العاشر : صفر ۱۴۲۴ھ / اپریل ۲۰۰۳ء

تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

مطبع : ہاشم اینڈ حماد برٹرز، لاہور

انتساب

بہ حضور سرور کائنات عَلَیْہِ اَافْضَلُ الصَّلَواتِ وَاکْبَرُ التَّحِيَّاتِ

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللَّهُمَّ ارِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِي اتِّبَاعَهُ
 اللَّهُمَّ ارِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنِي اجْتِنَابَهُ

اے اللہ! مجھ پر حق کی حقانیت واضح کر، اور مجھے اس کی اتباع عطا فرما،
 اے اللہ! مجھ پر باطل کا بطلان واضح کر، اور مجھے اس سے اجتناب عطا فرما!

(امین)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فہرست مضامین شرح صحیح مسلم جلد اول

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تقدیم	۳۷	۱۸	امام بخاری سے تعلق خاطر۔	۵۱
۲	محققین سے اختلاف رائے کی تحقیق۔	۳۷	۱۹	تصانیف۔	۵۱
۳	مصنف کے رجوع کردہ مسائل کا بیان۔	۳۹	۲۰	وصالی۔	۵۱
۴	کتاب و سنت و اجماع کے خلاف مصنف کی رائے حجت نہیں۔	۴۰	۲۱	حسن ماقبت	۵۱
۵	شرح صحیح مسلم پر معاندین کے اعتراضات کی بحث۔	۴۰	۲۲	شرح صحیح مسلم	۵۲
۶	امام سے مقلد کے اختلاف کرنے کی تحقیق۔	۴۱	۲۳	صحیح مسلم	۵۵
۷	شرح صحیح مسلم میں اعادہ کیے ہوئے مسائل کی تفصیل۔	۴۱	۲۴	سبب تالیف اور مدت	۵۵
۸	شرح صحیح مسلم کی تصنیف میں دارالعلوم نعیمیہ کا حصہ اور دیگر معاونین کے تعاون کا بیان۔	۴۲	۲۵	تسمیہ۔	۵۶
۹	تبیین القرآن، لکھنے کا عزم۔	۴۲	۲۶	اسلوب۔	۵۶
۱۰	امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ	۴۲	۲۷	شرائط۔	۵۷
۱۱	ولادت اور سلسلہ نسب۔	۴۲	۲۸	تعلیقات	۵۸
۱۲	تحصیل علم حدیث۔	۴۲	۲۹	عدم روایات	۵۹
۱۳	شخصیت۔	۴۲	۳۰	مستحبات	۵۹
۱۴	اساتذہ اور مشائخ۔	۴۲	۳۱	شرح احکام صحیح مسلم	۶۰
۱۵	تلامذہ۔	۴۲	۳۲	شرح صحیح مسلم، از قاری عبد المجید بریلوی۔	۶۳
۱۶	کلمات الثناء	۴۲	۳۳	شرح صحیح مسلم، از مفتی گل رحمان بریلوی۔	۶۸
۱۷	علمی شکوہ۔	۴۲	۳۴	مقدمہ از شائع صحیح مسلم	۷۱
۱۸	حضرت حدیث۔	۴۲	۳۵	حضرت حدیث۔	۷۱
۱۹	حجیت حدیث۔	۴۲	۳۶	حجیت حدیث۔	۷۲

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۰۲	حدیث بمقتل ادریس کا معنی۔	۷۹	مندیٰ حدیث۔	۳۷
۱۰۲	حدیث اور حافظ کی تعریف۔	۸۰	صحیح بخاری کی احادیث کا بیان۔	۳۸
۱۰۲	تعدد اور تفرد کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم۔	۸۱	صحیح مسلم کی احادیث، اور صحیح بخاری، اور	۳۹
۱۰۲	غیر متواتر کی تعریف اور شرائط۔	۸۲	صحیح مسلم میں تقابل کا بیان۔	۴۰
۱۰۳	غیر متواتر کا حکم۔	۸۳	صحیحین کے علاوہ باقی کتب حدیث کی احادیث	۴۱
۱۰۳	غیر متواتر کی اقسام۔	۸۴	صحیح کا بیان۔	۴۲
۱۰۳	غیر الاماد کا لفظ اور اصطلاحی معنی اور اس کی اقسام۔	۸۵	جامع ترمذی کی احادیث کی فنی حیثیت کا بیان	۴۳
۱۰۴	حدیث مشہور کی تعریف۔	۸۶	سنن ابی داؤد کی فنی حیثیت کا بیان۔	۴۴
۱۰۴	حدیث عزیز کی تعریف۔	۸۷	سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیان۔	۴۵
۱۰۵	حدیث غریب کی تعریف اور اس کی اقسام۔	۸۸	سنن ابن ماجہ کی فنی حیثیت کا بیان۔	۴۶
۱۰۵	قوت اور ضعف کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم۔	۸۹	موطا المہ مالک کی فنی حیثیت کا بیان۔	۴۷
۱۰۶	حدیث مقبول کا بیان۔	۹۰	کتب خمسہ کے ساتھ غیر اہماتی کتب احادیث کا بیان۔	۴۸
۱۰۶	حدیث صحیح کی تعریف۔	۹۱	سنن دارمی کی فنی حیثیت کا بیان۔	۴۹
۱۰۶	حدیث صحیح کے مراتب۔	۹۲	مسند احمد کی فنی حیثیت کا بیان۔	۵۰
۱۰۶	حدیث صحیح نسبیہ کی تعریف۔	۹۳	مسند جبار کی فنی حیثیت کا بیان۔	۵۱
۱۰۸	حدیث حسن لغاتہ کی تعریف۔	۹۴	مسند عطاء کی فنی حیثیت کا بیان۔	۵۲
۱۱۰	حدیث حسن نسبیہ کی تعریف۔	۹۵	حدیث صحیح کے راوی کی شرائط کا بیان۔	۵۳
۱۱۲	حدیث مردود کا بیان۔	۹۶	از صحاح ستہ کی شرائط کا بیان۔	۵۴
۱۱۲	حدیث ضعیف کی تعریف۔	۹۷	اصحاب زہری کے طبقات حسبہ کا بیان۔	۵۵
۱۱۳	سقوط راوی کے اعتبار سے حدیث ضعیف کی اقسام۔	۹۸	متاخرین کے لیے سند حدیث کی تصحیح تحقیق اور تصنیف کرنے کی تحقیق۔	۵۶
۱۱۳	حدیث معلق کی تعریف اور اس کا حکم۔	۹۹	چند ضروری اصطلاحات کا بیان۔	۵۷
۱۱۵	حدیث مرسل کی تعریف اور اس کا حکم۔	۱۰۰	کتب احادیث کے اسماء۔	۵۸
۱۱۵	حدیث مرسل کو قبول کرنے میں مذاہب ائمہ۔	۱۰۱	تعدد احادیث کا بیان۔	۵۹
۱۱۶	حدیث مرسل کی فنی حیثیت۔	۱۰۲	علم احادیث روایت اور علم احادیث درایت کی تعریفات۔	۶۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۳	حدیث مرسل کے مقبول ہونے پر فقہاء ائمہ کے دلائل۔	۱۱۸	۱۰۵	حدیث مقحوب کا بیان۔	۱۲۸
۸۴	حدیث مرسل کی حجیت پر قسمان مجیدے استدلال۔	۱۱۸	۱۰۶	حدیث المذید فی متصل الاسانید کا بیان۔	۱۲۹
۸۵	حدیث مرسل کی حجیت پر احادیث مستدر لال۔	۱۱۹	۱۰۷	حدیث مضطرب کا بیان۔	۱۳۰
۸۶	حدیث مرسل کی حجیت پر عقلی دلائل۔	۱۲۰	۱۰۸	حدیث معصفت کا بیان۔	۱۳۱
۸۷	حدیث معضل کی تفریق اور اس کا حکم۔	۱۲۳	۱۰۹	مجموع راوی کی حدیث کا بیان۔	۱۳۲
۸۸	حدیث معضل اور حدیث حلق کے مابین عموم و خصوص من وجہ کی نسبت کا بیان۔	۱۲۴	۱۱۰	سبب راوی کی حدیث کا بیان۔	۱۳۳
۸۹	حدیث منقطع کی تعریف اور اس کا حکم۔	۱۲۴	۱۱۱	بدعتی راوی کی حدیث کا بیان۔	۱۳۴
۹۰	حدیث مدلس کی تعریف اور اس کا حکم۔	۱۲۵	۱۱۲	بدعت مکفرہ کا بیان۔	۱۳۵
۹۱	حدیث مرسل غنی کی تعریف اور اس کا حکم۔	۱۲۷	۱۱۳	روافض کی روایت کا بیان۔	۱۳۵
۹۲	حدیث معنعن اور متوقن۔	۱۲۸	۱۱۴	فسق سے تائب کی روایت کا بیان۔	۱۳۶
۹۳	راوی میں طعن کے اعتبار سے حدیث مردود کا بیان۔	۱۲۹	۱۱۵	روایت اور شہادت کا فرق۔	۱۳۶
۹۴	حدیث موضوع کی تحقیق۔	۱۲۹	۱۱۶	حدیث پر اجترت ایسے واسطے کی روایت کا بیان۔	۱۳۷
۹۵	حدیث موضوع کے تحقق پر دلائل۔	۱۲۹	۱۱۷	بدعت کا بیان۔	۱۳۷
۹۶	حدیث موضوع کی معرفت کے قسمان اور اس کا حکم۔	۱۳۰	۱۱۸	جرح اور تعدیل کے الفاظ کا بیان۔	۱۳۸
۹۷	دعا میں اور ان کی بنائی ہوئی حدیثوں کا بیان۔	۱۳۰	۱۱۹	حدیث ضعیف کے مراتب۔	۱۳۸
۹۸	حدیث موضوع کی معرفت کے قواعد و ضوابط۔	۱۳۲	۱۲۰	حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی تحقیق۔	۱۳۹
۹۹	حدیث مترک کا بیان۔	۱۳۸	۱۲۱	تقدیر اسانید سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق۔	۱۴۱
۱۰۰	حدیث منکر کا بیان۔	۱۳۹	۱۲۲	حدیث ضعیف کی تقویت کا وجہ۔	۱۴۳
۱۰۱	منکر کی مقابل "معروف" کا بیان۔	۱۴۱	۱۲۳	مجتہد کے استدلال سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق۔	۱۴۴
۱۰۲	شاذ اور محفوظ کا بیان۔	۱۴۲	۱۲۴	اہل علم کے عمل کی وجہ سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق۔	۱۴۵
۱۰۳	حدیث معلق کا بیان۔	۱۴۳	۱۲۵	کشف اور تجربہ سے حدیث ضعیف کی تقویت۔	۱۴۶
۱۰۴	حدیث مدرج کا بیان۔	۱۴۵			

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۶	اہل علم کے اتفاق سے حدیث ضعیف کی تقریر کی تحقیق۔	۱۲۵	۱۸۳	اکابر اور افاضت تابعین کا بیان۔	۱۸۳
۱۲۷	امت کی تلقین یا بقول سے حدیث ضعیف کی تقریر کی تحقیق۔	۱۲۶	۱۸۴	حدیث مستند کی تعریف۔	۱۸۴
۱۲۸	جب کسی مستند پر صرف حدیث ضعیف پیش ہو تو اس سے استدلال کی تحقیق۔	۱۲۷	۱۸۵	حدیث متفقہ کی تعریف۔	۱۸۵
۱۲۹	حدیث ضعیف کہنے کی بجائے سند ضعیف کہنے کا بیان۔	۱۲۸	۱۸۶	مختلف احادیث کا بیان۔	۱۸۶
۱۳۰	امام اعظم کے دلائل کے باوجود احادیث ضعیف پر مبنی ہونے کی تحقیق۔	۱۲۹	۱۸۷	حدیث ناسخ اور منسوخ کا بیان۔	۱۸۷
۱۳۱	روایت قبول کرنے کے لیے راوی کی شرط۔	۱۳۰	۱۸۸	اعتبار متابع اور شاہد کا بیان۔	۱۸۸
۱۳۲	اتمہ صحاح ستہ کی شرائط۔	۱۳۱	۱۸۹	زیادات ثقات کا بیان۔	۱۸۹
۱۳۳	انتہاء اسناد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام۔	۱۳۲	۱۹۰	تحمل حدیث کے طرق۔	۱۹۰
۱۳۴	حدیث مرفوع قرآن، فعلاً، تقریراً، صراحۃً اور کھٹکا کا بیان۔	۱۳۳	۱۹۱	سماع۔	۱۹۱
۱۳۵	صحابی کی تعریف کی تحقیق۔	۱۳۴	۱۹۲	تسوات۔	۱۹۲
۱۳۶	جو مسلمان آپ سے ملاقات کے بعد مرتد ہو گیا پھر آپ کی وفات کے بعد مسلمان ہوا، اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب ائمہ۔	۱۳۵	۱۹۳	اجازۃ۔	۱۹۳
۱۳۷	صحابی کی معرفت کے فروع۔	۱۳۶	۱۹۴	مناد۔	۱۹۴
۱۳۸	تمام صحابہ کے فروع ہونے کا بیان۔	۱۳۷	۱۹۵	مرکاتہ۔	۱۹۵
۱۳۹	کثیر المعاریت صحابہ کا بیان۔	۱۳۸	۱۹۶	السلام۔	۱۹۶
۱۴۰	فقہاء صحابہ کا بیان۔	۱۳۹	۱۹۷	وصیت۔	۱۹۷
۱۴۱	احادیث روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد۔	۱۴۰	۱۹۸	وجاہۃ۔	۱۹۸
۱۴۲	طبقات صحابہ کا بیان۔	۱۴۱	۲۰۰	استاد عالی اور استاد نازل اور ان کی اقسام کا بیان۔	۲۰۰
۱۴۳	تابعین کا بیان۔	۱۴۲	۲۰۱	حدیث مسلسل کا بیان۔	۲۰۱
۱۴۴	مختصرین کا بیان۔	۱۴۳	۲۰۲	روایت بالمعنی کی تحقیق۔	۲۰۲
			۲۰۳	اختصار حدیث کے جواز میں مذاہب علماء۔	۲۰۳
			۲۰۴	حدیث کی تقطیع میں مذاہب ائمہ۔	۲۰۴
			۲۰۵	حرف آخر۔	۲۰۵
			۲۰۶	مقدمہ صحیح مسلم۔	۲۰۶
			۲۰۷	باب ۱: حدیث گھڑنے کی ممانعت۔	۲۰۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶۹	باب ۲: تحقیق حدیث بیان کرنے سے ممانعت۔	۲۱۷	۱۸۲	ایمان کی تعریف میں مستزاد کے دلائل کے جوابات۔	۲۵۷
۱۷۰	باب ۳: ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی ممانعت۔		۱۸۳	ایمان کی تعریف میں بخارج کے دلائل کے جوابات۔	۲۶۱
۱۶۱	باب ۴: اسناد حدیث اور راویوں پر تحقیق کی اہمیت۔	۲۱۷	۱۸۵	ایمان کی تعریف میں مرسلہ کے دلائل کے جوابات۔	۲۶۳
۱۶۲	باب ۵: حدیث معنعن کی حجیت پر دلائل۔	۲۳۵	۱۸۶	ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۴
۱۶۳	کتاب الایمان		۱۸۷	ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۵
۱۶۴	ایمان کے لغوی معنی کی تفصیل اور تحقیق۔	۲۳۶	۱۸۸	ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۶
۱۶۵	ایمان کے شرعی معنی کی تفصیل اور تحقیق۔	۲۳۷		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۷
۱۶۶	نفس ایمان اور ایمان کامل کا بیان۔	۲۵۰		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۸
۱۶۷	مومن ہونے کے لیے فقط جاننا کافی نہیں ہے بلکہ حاضر و برہنہ ہے۔			ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۶۹
۱۶۸	ایمان کی حقیقت میں فقط تصدیق کے مستبر ہونے پر قرآن مجید سے استشہاد۔	۲۵۱		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۰
۱۶۹	ایمان کی حقیقت میں فقط اقرار کے غیر مستبر ہونے پر قرآن مجید سے استشہاد۔	۲۵۲		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۱
۱۷۰	ایمان کی حقیقت میں اہمال کے غیر مستبر ہونے پر قرآن مجید سے استشہاد۔	۲۵۳		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۲
۱۷۱	ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر قرآن مجید سے استشہاد۔	۲۵۴		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۳
۱۷۲	ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر احادیث سے استشہاد۔	۲۵۵		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۴
۱۷۳	ایمان میں کمی اور زیادتی کے دلائل کے جوابات۔	۲۵۶		ایمان کی تعریف میں اہل قبلہ کے مذاہب کا فائدہ۔	۲۷۵

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۸	رحمی کرنے کے متعلق علم مذہبیہ کا نظریہ ۔	۲۹۰	میں غائب ہونا ۔	۲۰۰
۳۰۹	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ ملکی اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق علماء احسان کا نظریہ ۔	۲۹۱	بعض کفار کے دلوں پر میر لگا دینا ان کے اختیار کے خلاف نہیں ہے ۔	۲۰۱
۳۱۰	نہا نے یا مسجد کا جواز اور بحث و نظر ۔	۲۹۲	تقدیر مبرم اور تقدیر حسن کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث ۔	۲۰۲
۳۱۴	اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا مسجد کے ساتھ بنانا اور خطاب کرنا ۔	۲۹۳	تقدیر مبرم اور تقدیر حسن کے متعلق معجزوں کی تقدیر مبرم اور تقدیر حسن کے متعلق خدیں کی تقدیر مبرم اور تقدیر حسن کے متعلق سنہیں اور کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ بدعتیہ ۔	۲۰۳
۳۲۰	اللہ تعالیٰ کی ذات میں علم غیب کے انحصار کی خصوصیت کا سبب ۔	۲۹۴	کفار اور بدعتیہ لوگوں سے محبت نہ کرنے کی تحقیق ۔	۲۰۴
۳۲۲	مرحہ احسان کی تفصیل اور تحقیق ۔	۲۹۵	کفار اور بدعتیہ لوگوں سے محبت نہ کرنے کی آیات ۔	۲۰۵
۳۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیب حاصل کرنے کے متعلق علم غیب کی تحدیدات ۔	۲۹۶	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۰۶
۳۲۸	اللہ تعالیٰ کی ذات میں علم غیب کے انحصار کی خصوصیت کا سبب ۔	۲۹۷	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۰۷
۳۲۹	فرمانے کا سبب ۔	۲۹۸	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۰۸
۳۳۱	باب ۱۱ : معاذ کا بیان جوار کان اسلام میں سے ایک رکعت ہے ۔	۲۹۹	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۰۹
۳۳۲	نظمی عبادت کو چار حصوں کے وجوب پر فقہاء احسان کے دلائل ۔	۳۰۰	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۱۰
۳۳۳	فساد نفس میں کمی اور اضافہ کرنے کی توضیح ۔	۳۰۱	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۱۱
۳۳۴	غیر اللہ کی قسم کھانے کا شرعی حکم ۔	۳۰۲	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۱۲
۳۳۵	تسبیح کی وصیت کے منسوخ ہونے کا بیان ۔	۳۰۳	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۱۳
۳۳۶	وہر کی نماز کے وجوب میں اختلاف فقہاء اور فقہاء احسان کے موقف پر دلائل ۔	۳۰۴	کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور ملکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال ۔	۲۱۴

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۵۹	وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔	۳۳۸	رمضان کے روزوں اور زکوٰۃ کے علاوہ دیگر	
۳۶۲	توفیق کا معنی اور شرک کی تعریف۔	۳۳۹	رمضان اور صدقات کے فرض نہ ہونے کی	
	باب ۲۱	۳۳۵	تحقیق۔	
۳۶۲	اسلام کے ارکان اور عظیم ستونوں کا بیان۔	۳۳۸	باب ۲۰	
۳۶۲	الفاظ حدیث میں رد و بدل کرنے کی ممانعت	۳۳۵	ارکان اسلام سے متعلق سوال۔	
	باب ۵	۳۳۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات کو منع کرنے	
۳۶۲	اللہ تعالیٰ اور میں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۵	کی وجوہات۔	
	پر ایمان لانے، احکام شریعت پر عمل کرنے،	۳۳۸	انجیکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے کی تحقیق	
	ان کو یاد رکھنے اور ان کی روایت دینے اور	۳۳۹	روزہ کے لغوی اور شرعی معنی۔	
۳۶۲	تبلیغ کرنے کا حکم۔	۳۴۰	روزہ کے مفہومات اور تصدیقات کا بیان۔	
۳۶۹	حرمیت حد سے زمینوں میں جہاد کرنے کی تحقیق	۳۴۰	انجیکشن سے روزہ ٹوٹنے پر عقل اور مشاہدہ	
۳۶۰	ایک اشکال کا جواب۔	۳۳۷	سے استدلال۔	
	چار قسموں کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت	۳۳۷	روزہ میں انجیکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے	
۳۶۰	کی وضاحت۔	۳۳۷	پر احادیث اور آثار سے استدلال۔	
۳۶۰	نبیذ کا معنی۔	۳۳۷	روزہ میں انجیکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے	
	باب ۶	۳۳۷	پر فقہی جزئیات سے استدلال۔	
	ترجید و رسالت کی گوی اور احکام شریعت کی گوی	۳۳۷	انسانی بدن کی شریعت کے معلق قدیم فقہ کی نہیں	
۳۶۱	دینا۔	۳۳۷	آباد کا قلعہ ہونا۔	
۳۶۲	باب ۷ کوئی حدیث سے استنباط شدہ مسائل	۳۳۷	انجیکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کی دلیل کا تجزیہ	
	آیا کفار احکام شریعت فرجیہ کے مخاطب ہیں یا	۳۳۷	آیا روزہ دار میں انجیکشن لگائے جائیں۔	
۳۶۳	نہیں؟	۳۳۷	انجیکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے	
	باب ۸	۳۳۷	کا شہرہ اختلاف اور برائے تنزیل استدلال۔	
	جب تک لوگ لا الہ الا اللہ کہیں اللہ سے	۳۳۷	روزہ میں انجیکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے	
۳۶۵	قتال کرنے کا حکم۔	۳۳۷	کے سلسلہ میں حرف آخر۔	
	حضرت ابو بکر کے عہد میں مرتدین اور مانعین	۳۳۷	باب ۳	
۳۶۸	زکوٰۃ کا بیان۔	۳۳۷	ایمان کے جس درجہ کی وجہ سے جنت کے دخول	
۳۶۹	مانعین زکوٰۃ کا شبہ۔	۳۳۷	کا استحقاق ہے اور جس نے احکام پر عمل کیا	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۱	بائیں زکوٰۃ کو مرتدین میں شمار کرنے کی ترجیح اور ان کے شہد کا جواب۔	۳۷۵	۲۵۱	میں ملکہ کو منسوخ کرنے کی وجہ اور دیگر مسائل	۳۰۰
۲۵۸	قرآن مجید کے خطاب کرنے کی انتظام	۳۸۰	۲۵۲	بیت سے منہ میہ دیکھ کے اجتہاد کا بیان۔	۳۱۰
۲۵۹	ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔	۳۸۱	۲۵۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود حضرت عذائے حدیث نجات کیوں بیان کی؟	۳۰
۲۶۰	حدیث مذکورہ کی تفصیل میں دیگر احادیث۔	۳۸۲	۲۵۴	حضرت عقیبان بن مالک انصاری کی روایت سے استنباط شدہ مسائل۔	۳۱
۲۶۱	باب مذکورہ حدیث سے استنباط شدہ دیگر مسائل۔	۳۸۳	۲۵۵	باب ۱۰: جہنم	
۲۶۲	باب ۸: موت کے وقت غرض موت سے پہلے بیان لانے کی صحت مشرکین کے لیے استنفاذ کا منسوخ ہونا اور اس پر دلیل کہ شریعت پر مبنی ہے۔	۳۸۴	۲۵۶	جہنم میں داخل ہونے کو جب اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان کر راضی ہو اور مومن ہے خواہ وہ کفار کبیرہ کا ارتکاب کرے۔	۳۱۳
۲۶۳	غرض موت کے وقت ایمان نامقبول ہونے پر دلیل اور ابو طالب کے ایمان نہ لانے کی تکفیر۔	۳۸۵	۲۵۷	باب ۱۱: ایمان کی شاخوں کی تعداد ایمان کے علی اور ان کے وجہ کا بیان اور کیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔	۳۲
۲۶۴	ابو طالب کے ایمان نہ لانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور ان کی تفسیر میں مذاہب پر کے مفسرین کی تصریحات۔	۳۸۶	۲۵۸	ایمان کی شاخوں کے تعداد میں مختلف روایات میں طبع روایت کا بیان۔	۳۱۵
۲۶۵	ابو طالب کے ایمان نہ لانے کے متعلق ابو طالب کے ایمان نہ لانے کی تکفیر میں مصنف کا موقف۔	۳۸۷	۲۵۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۱۶
۲۶۶	باب ۹: جس شخص کا ترمیم پر خدا تعالیٰ جنت میں قطعی طور پر داخل ہوگا۔	۳۸۸	۲۶۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۱۷
۲۶۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۸۹	۲۶۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۱۸
۲۶۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۰	۲۶۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۱۹
۲۶۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۱	۲۶۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۰
۲۷۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۲	۲۶۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۱
۲۷۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۳	۲۶۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۲
۲۷۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۴	۲۶۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۳
۲۷۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۵	۲۶۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۴
۲۷۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۶	۲۶۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۵
۲۷۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۷	۲۶۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۶
۲۷۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۸	۲۷۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۷
۲۷۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۹۹	۲۷۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۸
۲۷۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۰	۲۷۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۲۹
۲۷۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۱	۲۷۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۰
۲۸۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۲	۲۷۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۱
۲۸۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۳	۲۷۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۲
۲۸۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۴	۲۷۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۳
۲۸۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۵	۲۷۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۴
۲۸۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۶	۲۷۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۵
۲۸۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۷	۲۷۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۶
۲۸۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۸	۲۸۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۷
۲۸۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۰۹	۲۸۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۸
۲۸۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۰	۲۸۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۳۹
۲۸۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۱	۲۸۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۰
۲۹۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۲	۲۸۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۱
۲۹۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۳	۲۸۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۲
۲۹۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۴	۲۸۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۳
۲۹۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۵	۲۸۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۴
۲۹۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۶	۲۸۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۵
۲۹۵	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۷	۲۸۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۶
۲۹۶	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۸	۲۹۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۷
۲۹۷	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۱۹	۲۹۱	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۸
۲۹۸	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۲۰	۲۹۲	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۴۹
۲۹۹	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۲۱	۲۹۳	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۵۰
۳۰۰	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۴۲۲	۲۹۴	ایمان کی شاخوں کی تفسیر اور تفسیر۔	۳۵۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۸۲	تاریخ کا بیان۔	۴۲۳	۲۹۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و ترقی کرنا۔	۴۲۲
	باب ۱۴۱		۴۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامۃ و سلام پڑھنا۔	۴۲۳
۲۸۳	ان خصائص کا بیان جن کے ساتھ مصنف نے		۳۰۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق جوٹا۔	۴۲۴
۲۸۴	سے ایمان کی عداوت حاصل ہوتی ہے۔		۳۰۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں سے	۴۲۵
۲۸۵	عداوت ایمان کا معنی۔		۴۲۲	محبت کرنا۔	۴۲۵
	۲۸۵		۴۲۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتوں سے	۴۲۸
	محبوب ہونے کی وجہ۔		۴۲۴	محبت کرنا۔	۴۲۸
	باب ۱۵۱		۴۲۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے	۴۲۹
۲۸۶	اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ		۴۲۶	عداوت رکھنا۔	۴۲۹
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا		۴۲۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات محبت	۴۵۱
	وجوب۔		۴۲۸	بی حرف آخر۔	
۲۸۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واجب		۴۲۹	باب ۱۶۰	
۲۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ		۴۳۰	ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو اچھی چیز اپنے	
	ملکف کرنے کی توجیہ۔		۴۳۱	یہ پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے	
۲۸۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہونے کی		۴۳۲	یہ بھی پسند کرے۔	۴۵۲
	وجوہات۔		۴۳۳	جو چیز لائق استفادہ اللہ تعالیٰ استعمال نہ ہے	
۲۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت		۴۳۴	اس کا دوسرے مسلمانوں کو دینا جائز نہیں اللہ	
	کے چند مظاہر۔		۴۳۵	جو چیز پسندیدہ نہ ہو لیکن قابل استعمل ہو	
۲۹۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامات		۴۳۶	اس کا دینا جائز ہے۔	۴۵۳
۲۹۲	اطاعت رسول۔		۴۳۷	باب ۱۶۱	
۲۹۳	اتباع رسول کی عداوت۔		۴۳۸	پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت۔	۴۵۴
۲۹۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیہ عیب ہونا۔		۴۳۹	پڑوسی کے حقوق کا بیان۔	۴۵۵
۲۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ کثرت ذکر کرنا۔		۴۴۰	باب ۱۸۲	
۲۹۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے		۴۴۱	پڑوسی اور مہلوں کی نگرانی کرنا اور ان کی کلمات	
	خوش ہونا۔		۴۴۲	کے سوا غامض رسائیات بیان کرنا۔	۴۵۵
۲۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے				
	میں غلو سے احتراز کرنا۔				

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۳۱۰	افضلیت سکوت کے مواقع۔	۳۲۴	نقص اور کمیت کی تعریفات	۳۴۰	نقص اور کمیت کی تعریفات
۳۱۱	مہمان کے حقوق اور میزبانی کے آداب۔	۳۲۵	باب: ۱۹	۳۴۱	باب: ۲۱
۳۱۲	برائی سے روکنا ایمان کی علامت ہے اور ایمان میں زیادتی اور کمی برائی ہے۔	۳۲۸	خطبہ کو نماز عید پر مقدم کرنے کا یہی منظر اور پیش منظر۔	۳۴۲	جنت میں موت مومنین داخل ہوں گے، مومنین سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور زیادہ سلام کرنا محبت کا سبب ہے۔
۳۱۳	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مفصل و دقیق۔	۳۲۹	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۳۴۳	مسلمانوں کے درمیان حسن معاشرت کا بیان۔
۳۱۴	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق احادیث۔	۳۳۰	کن حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا جائز ہے۔	۳۴۴	باب: ۲۲
۳۱۵	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے خود نیک ہو کر تاہم دوسری باتیں ہیں۔	۳۳۱	موقوفہ کہنے کا بطلان۔	۳۴۵	دین خیر خواہی ہے۔
۳۱۶	کسی شخص سے محبت کی وجہ سے امر بالمعروف کو ترک نہ کیا جائے۔	۳۳۲	امر بالمعروف میں ممانعت کو اختیار کیا جائے۔	۳۴۶	تہ تیہ، رسول اللہ سے تہ عید و مسلم اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کی تفصیل۔
۳۱۷	صلوات کا معنی۔	۳۳۳	کسی شخص سے محبت کی وجہ سے امر بالمعروف کو ترک نہ کیا جائے۔	۳۴۷	باب: ۲۳
۳۱۸	باب: ۲۰	۳۳۴	اہل ایمان کی ایمان میں ایک دوسرے پر فضیلت اور اہل ایمان کی ایمان میں ترجیح۔	۳۴۸	گنہگاروں سے ایمان کامل میں کمی اور گناہ کے اور کتاب کے وقت ایمان کامل کا مستحق ہونا۔
۳۱۹	اہل ایمان میں ایک دوسرے پر فضیلت اور اہل ایمان کی ایمان میں ترجیح۔	۳۳۵	بہت دین اہل قید کی تکفیر کے متعلق مشکائین ظہر۔	۳۴۹	حدیث الباب کی تشریح۔
۳۲۰	بہت دین اہل قید کی تکفیر کے متعلق مشکائین ظہر۔	۳۳۶	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔	۳۵۰	باب: ۲۴
۳۲۱	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔	۳۳۷	باب: ۲۱	۳۵۱	مناقیح کی صفات کا بیان۔
۳۲۲	باب: ۲۱	۳۳۸	اہل ایمان کی ایمان میں ایک دوسرے پر فضیلت اور اہل ایمان کی ایمان میں ترجیح۔	۳۵۲	تین خصصوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ۔
۳۲۳	اہل ایمان کی ایمان میں ایک دوسرے پر فضیلت اور اہل ایمان کی ایمان میں ترجیح۔	۳۳۹	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔	۳۵۳	ان تین خصصوں کا منافق کی کیا ہونے کی وجہ۔
۳۲۴	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔	۳۴۰	باب: ۲۲	۳۵۴	باب: ۲۵
۳۲۵	باب: ۲۲	۳۴۱	مناقیح کی صفات کا بیان۔	۳۵۵	مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم۔
۳۲۶	باب: ۲۲	۳۴۲	تین خصصوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ۔	۳۵۶	مسلمان کو کافر کہنے والے کی تکفیر کی ترجیحات۔
۳۲۷	باب: ۲۲	۳۴۳	ان تین خصصوں کا منافق کی کیا ہونے کی وجہ۔	۳۵۷	بہت دین اہل قید کی تکفیر کے متعلق مشکائین ظہر۔
۳۲۸	باب: ۲۲	۳۴۴	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔	۳۵۸	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔
۳۲۹	باب: ۲۲	۳۴۵	باب: ۲۱	۳۵۹	باب: ۲۶
۳۳۰	باب: ۲۲	۳۴۶	مناقیح کی صفات کا بیان۔	۳۶۰	جرم شخص مسلم کے باوجود اپنے باپ کے سبب سے
۳۳۱	باب: ۲۲	۳۴۷	تین خصصوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ۔		
۳۳۲	باب: ۲۲	۳۴۸	ان تین خصصوں کا منافق کی کیا ہونے کی وجہ۔		
۳۳۳	باب: ۲۲	۳۴۹	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔		
۳۳۴	باب: ۲۲	۳۵۰	باب: ۲۱		
۳۳۵	باب: ۲۲	۳۵۱	مناقیح کی صفات کا بیان۔		
۳۳۶	باب: ۲۲	۳۵۲	تین خصصوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ۔		
۳۳۷	باب: ۲۲	۳۵۳	ان تین خصصوں کا منافق کی کیا ہونے کی وجہ۔		
۳۳۸	باب: ۲۲	۳۵۴	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔		
۳۳۹	باب: ۲۲	۳۵۵	باب: ۲۱		
۳۴۰	باب: ۲۲	۳۵۶	مناقیح کی صفات کا بیان۔		
۳۴۱	باب: ۲۲	۳۵۷	تین خصصوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ۔		
۳۴۲	باب: ۲۲	۳۵۸	ان تین خصصوں کا منافق کی کیا ہونے کی وجہ۔		
۳۴۳	باب: ۲۲	۳۵۹	غیر کے مال پر دھوئی گئے کا حکم۔		
۳۴۴	باب: ۲۲	۳۶۰	باب: ۲۱		
۳۴۵	باب: ۲۲				
۳۴۶	باب: ۲۲				
۳۴۷	باب: ۲۲				
۳۴۸	باب: ۲۲				
۳۴۹	باب: ۲۲				
۳۵۰	باب: ۲۲				

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱۰	جوابات ۔	۴۸۵	نکار کر کے اس کے ایمان کا بیان ۔	
۵۱۱	چہرہ پیشے کے حوزہ پر علماء شیعہ کا فرق عید سے	۴۸۶	استغاثہ قریب کا بیان	۳۴۲
۵۱۲	استدلال اندام کا جواب ۔	۴۸۷	باب ۲۷:	
۵۱۳	ناظر پیشے کے حوزہ پر علماء شیعہ کا فرق عید سے	۴۸۸	اس کا بیان مسلمان کو برکنہ فتنہ ہے ۔	۳۴۳
۵۱۴	سے استدلال اور اس کا جواب ۔	۴۸۹	اس سے قتل کرنا کفر ہے ۔	
۵۱۵	سینہ پیشے کے حوزہ پر علماء شیعہ کا فرق عید سے	۴۹۰	فسق کا بیان ۔	۳۴۴
۵۱۶	ماہ سے استدلال اور اس کا جواب ۔	۴۹۱	مسلمان سے فرق پرکھ کے علاقہ کی ترسہ	۳۴۵
۵۱۷	نورہ رخسار اور سینہ پیشے علماء میں تھاک	۴۹۲	باب ۲۸:	
۵۱۸	دست سے حوزہ پر علماء شیعہ کا کتب میرت	۴۹۳	اس حدیث کا بیان کہ میر سے نہ ایک دوسرے	۳۴۶
۵۱۹	اور تاریخ سے استدلال اور اس کا جواب ۔	۴۹۴	کی گزریں ماکر کا نام نہ ہو جانا ۔	
۵۲۰	دست حسین کے شش کا جواب	۴۹۵	بک دوسرے کے قتل پر کفر کے علاقہ کی	۳۴۷
۵۲۱	اتم کی ابتدا کرنے سے دستہ تائین حسین تھے	۴۹۶	ترجیبات ۔	
۵۲۲	باب ۲۹:	۴۹۷	باب ۲۹:	
۵۲۳	ہاگے سے نام پر کا ذکر کا طوق ۔	۴۹۸	نسب میں ثمن کرنے و نہ کرنے پر کفر کا	۳۴۸
۵۲۴	س حدیث سے بد مذہب استدلال کرتے	۴۹۹	علاقہ ۔	
۵۲۵	یہاں کو چھپا سے کی سچانے ان کا جواب	۵۰۰	تقریب و مذہب حوزہ پر علماء شیعہ کے فرق	۳۴۹
۵۲۶	دیا جائے ۔	۵۰۱	اور ان کی کتابت حدیث بہ شہد ۔	
۵۲۷	باب ۳۰:	۵۰۲	مروءہ نام کی خدمت پر تہمت پر جیسے سند	۳۵۰
۵۲۸	نہ شخص یہ کہتا کہ سند کے بعد سے	۵۰۳	مروءہ نام کی خدمت پر عادیب سے استدلال	۳۵۱
۵۲۹	ارشاد موفی ہے اس کے کفر کا بیان ۔	۵۰۴	مروءہ نام کی خدمت پر علماء شیعہ کی تائید سے	۳۵۲
۵۳۰	ستاروں کے مؤثرہ جمعے کا قرآن مجید	۵۰۵	شدائے ۔	
۵۳۱	سے ابھار	۵۰۶	مروءہ نام کی خدمت پر حج ابو ذر سے سندس ۔	۳۵۳
۵۳۲	کواکب سیارگان اور برج کا بیان ۔	۵۰۷	مروءہ نام کی خدمت پر علماء شیعہ کی احادیث سے	۳۵۴
۵۳۳	ستارہ پرستوں کا نظریہ ۔	۵۰۸	شدائے ۔	
۵۳۴	اسباب کی تاثیر کا بیان ۔	۵۰۹	مروءہ نام کی خدمت پر علماء شیعہ کی نقل کر کے	۳۵۵
۵۳۵	باب ۳۱:	۵۱۰	معاہدات سے استدلال ۔	
۵۳۶	انصار اور حضرت علی سے محبت رکھنا بیان	۵۱۱	نوع کے حوزہ پر علماء شیعہ کے درانی کے	۳۵۶

صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۷۱	۳۸۷	ک، ل، م، ن سے بعض رکعتوں کی تلاوت ہے۔	۵۳۷
۳۷۲	۳۸۸	حدیث الباب کی تشریح۔	۵۳۸
۳۷۳	۳۸۹	باب ۳۳:	۵۳۹
۳۷۴	۳۹۰	باطل کی کما سے بیان کا حکم مولا، در کفر	۵۴۰
۳۷۵	۳۹۱	کا کفر ان نعمت پر اطلاق۔	۵۴۱
۳۷۶	۳۹۲	مومن کو لعنت کرنے کا حکم	۵۴۲
۳۷۷	۳۹۳	عورت کی نصف شہادت کی حقیقت۔	۵۴۳
۳۷۸	۳۹۴	دو امور جن میں صرف مردوں کی گواہی مستحب ہے۔	۵۴۴
۳۷۹	۳۹۵	عورت کی شہادت کو نصف شہادت قرار دینے کی حکمتیں۔	۵۴۵
۳۸۰	۳۹۶	حدیث الباب سے استنباط شدہ مسائل۔	۵۴۶
۳۸۱	۳۹۷	باب ۳۴:	۵۴۷
۳۸۲	۳۹۸	ناز ترک کرنے پر کفر کا اطلاق۔	۵۴۸
۳۸۳	۳۹۹	تارک ناز کو کافر قرار دینے یا قتل کرنے میں غلامی فقہاء۔	۵۴۹
۳۸۴	۴۰۰	باب ۳۵:	۵۵۰
۳۸۵	۴۰۱	اللہ پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہے۔	۵۵۱
۳۸۶	۴۰۲	افضل عمل کی حدیث میں تارکین کے جواباً۔	۵۵۲
۳۸۷	۴۰۳	باب ۳۶:	۵۵۳
۳۸۸	۴۰۴	سب سے بڑا گناہ، شرک ہے اور اس کے بعد بڑے گناہوں کا بیان۔	۵۵۴
۳۸۹	۴۰۵	باب ۳۷:	۵۵۵
۳۹۰	۴۰۶	مسیحیت کبیرہ و کبیر کبیر کا بیان۔	۵۵۶
۳۹۱	۴۰۷	سات کبائر کو مصیبت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ۔	۵۵۷
۳۹۲	۴۰۸	کبیرہ اور صغیرہ میں فرق۔	۵۵۸
۳۹۳	۴۰۹	کبیرہ اور صغیرہ کی تعریفیں۔	۵۵۹
۳۹۴	۴۱۰	امرا و مصیبت اور دیگر مصیبت۔	۵۶۰
۳۹۵	۴۱۱	شرک کی تعریف۔	۵۶۱
۳۹۶	۴۱۲	محرک کی تعریف۔	۵۶۲
۳۹۷	۴۱۳	باب ۳۸:	۵۶۳
۳۹۸	۴۱۴	تکبر کے حکم ہونے کا بیان۔	۵۶۴
۳۹۹	۴۱۵	اللہ تعالیٰ پر میل کا اطلاق کرنے کی بحث۔	۵۶۵
۴۰۰	۴۱۶	اللہ تعالیٰ پر ان اسماء کے اطلاق کی بحث۔	۵۶۶
۴۰۱	۴۱۷	جن کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے۔	۵۶۷
۴۰۲	۴۱۸	جنت میں تکبر کے داخلی نہ ہونے کی قرینہ۔	۵۶۸
۴۰۳	۴۱۹	قیمتی لباس بہت اور عمدہ کھانے کا نا تکبر نہیں ہے۔	۵۶۹
۴۰۴	۴۲۰	باب ۳۹:	۵۷۰
۴۰۵	۴۲۱	جوشن، اللہ کے ساتھ شرک کیے بغیر زلی	۵۷۱
۴۰۶	۴۲۲	اس کے معنی ہونے پر درجہ ستر پر	۵۷۲
۴۰۷	۴۲۳	اس کے معنی ہونے پر دلیل۔	۵۷۳
۴۰۸	۴۲۴	کیا صرف لا الہ الا اللہ پڑھنا نجات کے لیے کافی ہے؟	۵۷۴
۴۰۹	۴۲۵	باب ۴۰:	۵۷۵
۴۱۰	۴۲۶	کہ بڑے بڑے کے بعد کام کو قتل کر، حرم	۵۷۶
۴۱۱	۴۲۷	ایک شہان محفل کو قتل کرنے کے بارے	۵۷۷
۴۱۲	۴۲۸	حضرت اسامہ پر قصاص، دیت اور کفار	۵۷۸
۴۱۳	۴۲۹	تہ کرنے کی وجہ۔	۵۷۹
۴۱۴	۴۳۰	باب ۴۱:	۵۸۰
۴۱۵	۴۳۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا، رشاد، جوشن	۵۸۱
۴۱۶	۴۳۲	بھیار اٹھانے و ہم میں سے نہیں ہے۔	۵۸۲
۴۱۷	۴۳۳	۵۸۳

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۵۷۵	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۴	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۱
۵۷۶	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۵	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۲
۵۷۷	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۶	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۳
۵۷۸	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۷	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۴
۵۷۹	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۸	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۵
۵۸۰	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۱۹	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۶
۵۸۱	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۰	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۷
۵۸۲	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۱	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۸
۵۸۳	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۲	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۰۹
۵۸۴	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۳	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۰
۵۸۵	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۴	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۱
۵۸۶	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۵	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۲
۵۸۷	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۶	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۳
۵۸۸	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۷	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۴
۵۸۹	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۸	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۵
۵۹۰	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۲۹	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۶
۵۹۱	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۰	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۷
۵۹۲	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۱	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۸
۵۹۳	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۲	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۱۹
۵۹۴	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۳	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۰
۵۹۵	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۴	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۱
۵۹۶	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۵	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۲
۵۹۷	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۶	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۳
۵۹۸	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۷	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۴
۵۹۹	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۸	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۵
۶۰۰	باب ۲۸: باب کی حدیث سے استنباط مسائل	۴۳۹	باب ۲۲: باب ۲۲	۴۲۶

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۲۸	حدیث الباب کی تشہید کی۔	۵۰۷	احکام۔
۲۲۹	باب: ۵۶	۲۲۱	فقہاء احناف کے نزدیک شہید کے احکام
۲۳۰	حدیث منس اور خواطر سے دو گند کرنا۔	۲۲۲	باب: ۵۷
۲۳۱	بیانی اور بدی کے ہم۔ کے حکم کا بیان۔	۵۸۷	معا یا کے ساتھ ضمانت کرنے والے حاکم
۲۳۲	ہم اور عزم کی توبہ بقس و اس کا شرعی عذر۔	۵۹۳	کے لیے دوزخ کی دہیہ۔
۲۳۳	دن سے بے کمات سوگنا اور اس سے بھی	۲۲۳	صحت کے یام میں حدت منقل سے حدیث
۲۳۴	زیادہ اجر عطا فرمانے کی تحقیق۔	۵۹۵	کیوں نہیں بیان کی؟
۲۳۵	باب: ۵۷	۲۲۴	باب: ۵۸
۲۳۶	بیان میں دوسرے کا بیان در دوسرے کے وقت	۵۹۷	بعض دلوں سے ایمان اور امانت کا اٹھ
۲۳۷	کیا کہنا چاہیے۔	۲۲۵	جاننا اور دلوں پر فتویٰ کا طاری ہونا۔
۲۳۸	شیطان دوسروں کی حد قس۔	۵۹۸	عبادت کے کفارہ ہونے کا بیان۔
۲۳۹	مترتال کے وجود پر دلیل اور شہادت	۲۲۶	حضرت عذیقہ کی حدیث کے بعد اسی د
۲۴۰	کے شہید کا ابطال۔	۶۰۰	ہونے کا بیان۔
۲۴۱	باب: ۵۸	۲۲۷	باب: ۵۹
۲۴۲	بھوٹی قسم کا کر کسی انسان کا حق مانے پر	۶۰۱	اسلام ابتداء میں اجنبی تھا اور انتہا میں بھی
۲۴۳	دفعہ کے کی دہیہ۔	۶۰۲	اجنبی ہو جانے کا اور وہ مسجدوں میں گس جانے کا۔
۲۴۴	باطن میں کھار فائدہ ہونے پر ائمہ ثلاثہ	۶۰۳	قول "عرس، سلام نے صبیحہ نے سے پیرا۔"
۲۴۵	کا حدیث الباب سے استدلال۔	۶۰۴	باب: ۶۰
۲۴۶	تلاش کے شد و جزب و رادہ نظر	۶۰۵	اخیر زمانہ میں ایمان کا رخصت ہو جانا۔
۲۴۷	کی دلیل۔	۶۰۶	باب: ۶۱
۲۴۸	باب: ۵۹	۶۰۷	خوف زدہ شخص کے لیے ایمان غنکی رکھنے
۲۴۹	خیر کا مال ماحق پھیلتے سے و غرن ساج سے	۶۰۸	کا جواز۔
۲۵۰	ورنگہ و اس لڑائی کے دوران قتل ہو جانے	۶۰۹	نقیہ کی تحقیق۔
۲۵۱	تو روزی سب اور اگر صاحب حق قتل ہو جائے	۶۱۰	نقیہ کی تعریف جس کی قسام ورس کے
۲۵۲	تو وہ شہید ہے۔	۶۱۱	نہ علی احکام۔
۲۵۳	شہید کی دہیہ نسیم۔	۶۱۲	مدارات کی تحقیق۔
۲۵۴	فقہاء شافعیہ کے نزدیک شہید کی قسام اور	۶۱۳	تقیر کے متعلق خواجہ کا نظریہ۔

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۴۵۵	تقیہ کے متعلق شیعہ کا نظریہ۔	۶۲۲	اکا سفر اختیار کرنا۔	۶۲۰
۴۵۶	تقیہ کے بطور پر نفلی و مستحبی دلائل۔	۶۲۲	اہل کتاب کو دین جبر سے کی تحقیق۔	۶۲۰
۴۵۷	تقیہ کے متعلق ائمہ شیعہ کی روایات۔	۶۲۳	خواتین کو تقیہ دینا۔	۶۲۱
۴۵۸	تقیہ کے متعلق شیعہ مفسرین کی عبارات۔	۶۲۵	باب: ۶۸	
۴۵۹	کتب شیعہ سے تقیہ کا بطور۔	۶۲۰	حضرت عیسیٰ بن مریم کے نازل ہونے اور	
	باب: ۶۵		شریعت محمدی کے مطابق احکام جاری کرنے	
۴۶۰	جس شخص کے ایمان کے ضعف کا خطورہ اس		کا بیان۔	۶۲۲
	کی تائید قلب و برہینوں کے کسی کو تعلق		میں تائید عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دینا	۶۲۲
	مومن کہنے کی ممانعت۔	۶۲۰	باب: ۶۹	
۴۶۱	مدیشت الباب کی تشریح۔	۶۲۲	اس زمانہ کا بیان ہمیں ایمان نہیں قبول کیا	
	باب: ۶۶		ہونے کا۔	۶۲۵
۴۶۲	دلائل کی ریاضت سے ایمان کا قوی ہونا۔	۶۲۳	دجال کا بیان۔	۶۲۷
۴۶۳	مردوں کو زندہ کر کے دکھانے کے لیے		واجبۃ الارض کا بیان۔	۶۲۸
	حضرت برائید علیہ السلام کی دعا کی توجیہ۔	۶۲۳	سودج کے سجدہ کرنے اور مسجد میں	
۴۶۴	حضرت لوط علیہ السلام کے مضبوط سترن کی		پیشے رہنے کی توجیہ۔	۶۲۸
	پناہ چاہنے کی توجیہ۔	۶۲۵	باب: ۷۰	
۴۶۵	قید خانہ سے رہائی کا موقع ہونے کے باوجود		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی	
	یہ صفت علیہ السلام کے نہ جانے کی توجیہ۔	۶۲۵	کی ابتداء کرنے کا بیان۔	۴۶۹
	باب: ۶۷		وحی کا لڑی مٹی۔	۴۷۳
۴۶۶	جہاں سے نبی سیدنا محمد سے اللہ علیہ وسلم کی نیت		وحی کا شعری مٹی۔	۴۷۴
	کے غم پر ایمان لانے کا وجوب اور آپ		الہام اور فراست کی تشریحیں۔	۴۷۵
	کی نیت سے تمام ملتوں کے منسوخ ہونے		نزول وحی کا صور میں اور اقسام۔	۴۷۶
	کا بیان۔	۶۲۶	حجاب کی تشریح اور اقسام	۴۷۷
۴۶۷	سجود کی تشریح اور خرق عادت کے اقسام۔	۶۲۸	ابتداء نبوت میں غار تر جانے کی حکمتیں۔	۴۷۷
	ایک حدیث کے مٹی کی غوی ترکیب کے اعتبار		بہشت سے پہلے آپ کی عبادت کی حکمتیں۔	۴۷۷
	سے وضاحت۔	۶۳۰	نبی سے اللہ علیہ وسلم کے فرشتہ کو پہچاننے کی	
۴۶۸	علم حدیث کے حصول کے لیے وعدہ دینا		تحقیق	۴۷۸

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۸۷	میرا میں فرشتے کی تہ -	۴۵۹	حضرت جبرائیل کا دوسرے حضور کو پی صلی
۴۸۸	ما انا بقاری کا تحقیق -	۴۶۰	صورت و کیا تا شب معراج میں دیدار الہی کے
۴۸۹	پہلی وحی نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ	۴۹۰	خلافت نہیں ہے -
۴۹۰	علیہ وسلم کے خوف اور گھبراہٹ کی توجیہ -	۵۰۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
۴۹۱	حضرت عیسیٰ کے تسلی نہ ثابت کی تہ -	۴۹۱	موجب فضیلت اللہ کا قرب اور اس کا دیدار
۴۹۲	دوسرے بن نزل کے پاس جانے کی توجیہ -	۴۹۲	ہے ذکر حضرت جبرائیل کا قرب اور ان کا
۴۹۳	آپا وحی ترک جانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۹۳	دیدار -
۴۹۴	نے خود کو پہاڑ سے گرا دینے کا ارادہ کیا تھا	۵۰۸	شب معراج دیدار الہی کے بیان میں عارض
۴۹۵	تطالع وحی کی مدت کا بیان -	۴۹۴	اور اشارہ -
۴۹۶	امکان نبوت سے پہلے آپ کے نبوت سے	۵۰۹	شب معراج دیدار الہی کے متعلق علی مکیہ
۴۹۷	مستغنی ہونے کی تحقیق -	۴۹۵	کا نظریہ -
۴۹۸	باب ۱۰	۵۱۰	شب معراج دیدار الہی کے متعلق علی مکیہ
۴۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اور شانہ	۵۱۱	کا نظریہ -
۵۰۰	کی فریاد کا بیان -	۴۹۶	شب معراج دیدار الہی کے متعلق علی مکیہ
۵۰۱	معراج کا لغوی معنی -	۵۱۲	کا نظریہ -
۵۰۲	معراج کا اصطلاحی معنی -	۵۱۳	شب معراج دیدار الہی کے متعلق علی مکیہ
۵۰۳	شب معراج نہ تھی کہ کتب میں مذکور است	۵۱۴	کا نظریہ -
۵۰۴	کا بیان	۵۱۵	واقعہ معراج کی تاریخ
۵۰۵	سورہ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر درج	۵۱۶	واقعہ معراج کی تاریخ کی بنا پر
۵۰۶	کے فوائد اور نکات -	۵۱۷	معراج کی احادیث میں تو رسمی کی توجیہ
۵۰۷	لفظ سبحان کے اسرار	۵۱۸	کتب احادیث کے مختلف اقتباسات کے
۵۰۸	لفظ جہدہ کے اسرار	۵۱۹	واقعہ معراج کا مربوط بیان -
۵۰۹	لفظ اسرئی کے اسرار	۵۲۰	رات میں معراج کرانے کے اسرار -
۵۱۰	معراج کے متعلق سورہ البقرہ کی آیات -	۵۲۱	معراج کی ابتدا کی جگہ کے متعلق مختلف تفصیلات
۵۱۱	انجم اذا صودی کے اسرار -	۵۲۲	میں تطبیق -
۵۱۲	شم وحی فتناتی کے اسرار -	۵۲۳	حضرت برہان کی گھر کی جھٹ شنی کر کے فتنہ
۵۱۳	فکان قاب قوسین کے اسرار -	۵۲۴	کے گھنے کے اسرار -

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۲۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے سبز معراج	۴۳۵	۵۳۶	انبیاء اور اولیاء کا آن واحد میں متحد جگہ موجود ہونا۔	۴۵۹
۵۲۱	شوقِ صدر کے متعلق احادیث کی تخریج اور تحقیق۔	۴۶۶	۵۳۷	شبِ معراج عام بزرگ کے وقت دکھانے کے لئے ہے۔	۴۶۲
۵۲۲	تین بار شوقِ صدر کرنے کے امر۔	۴۷۰	۵۳۸	مسجدِ اقصیٰ میں نبیاریہ سب سے بڑی امامت	۴۶۲
۵۲۳	ہذا حفظہ من الشیطان کے امر۔	۴۷۱	۵۳۹	آسمانوں پر جانے کے امر۔	۴۷۵
۵۲۴	قلبِ اہم کو سونے کے لشت میں رکھنے	۴۷۳	۵۴۰	سعدۃ المتقین سے آگے گزرنے کے	۴۷۵
۵۲۵	شوقِ صدر کے سر کا تکرار	۴۷۴	۵۴۱	قف یا محمد فان و بک یصلی	۴۷۶
۵۲۶	برق پر سوری کے امر۔	۴۷۴	۵۴۲	حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت سے	۴۷۶
۵۲۷	قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کے سر۔	۴۷۶	۵۴۳	ناراضی میں کسی کے امر۔	۴۷۶
۵۲۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ زلفہ ہونے کی تحقیق۔	۴۷۷	۵۴۴	الصلوۃ مع اہل المؤمنین کے امر۔	۴۷۷
۵۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرِ نبوی میں سلام کا جواب دینا۔	۴۷۹	۵۴۵	کفارِ کفریہ کو دیے ہوئے جوابات کے	۴۷۸
۵۳۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قدموں میں درود شریف پیش کیا جانا۔	۴۷۹	۵۴۶	شبِ معراج دیدارِ الہی کے امر۔	۴۷۹
۵۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرِ نبوی میں نماز پڑھنا۔	۴۸۰	۵۴۷	باب ۲۱	۴۸۰
۵۳۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبرِ اہل بیت میں امت کے اعمال کو پیش کیا جانا۔	۴۸۱	۵۴۸	کراخ کا بیان۔	۴۸۸
۵۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کائنات کو غلام فرمانا۔	۴۸۲	۵۴۹	نورانی امراہ کی تحقیق۔	۴۸۹
۵۳۴	صحابیین امت کا نبی اور پیغمبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا۔	۴۸۳	۵۵۰	باب ۲۲	۴۸۹
۵۳۵	جہانِ مشرق کا تکرار۔	۴۸۴	۵۵۱	آخرت میں مومنین کے لیے اللہ کا نیک	۴۸۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۷۹	مہر کا سنی ۔	۸۶۱	۵۹۶	مصرفت کے متعدد اسباب اور ان کے ثمرات	۸۷۸
۵۸۰	باب ۸۴		۵۹۷	باب ۸۶	
۵۸۱	نماز کے یہ طہارت کا وجوب ۔	۸۶۳	۵۹۸	وضو کے بعد مستحب ذکر کا بیان ۔	۸۷۸
۵۸۲	موجب طہارت کی تحقیق ۔	۸۶۴	۵۹۹	باب ۸۷	
۵۸۳	فنا قدر الطہورین پر نماز کے وجوب میں	۸۶۵	۶۰۰	وضو کے طریقہ کی تفصیل ۔	۸۸۰
۵۸۴	فقہاء شافعیہ کے قول ۔	۸۶۶	۶۰۱	ایک بیوی یا متعدد بیویوں سے نکاح کرنے	
۵۸۵	فنا قدر الطہورین پر نماز کے وجوب	۸۶۷	۶۰۲	وزنات میں باقی ڈالنے کے مستحق مذہب	
۵۸۶	میں فقہاء احناف کا نظریہ	۸۶۸	۶۰۳	نکاح	
۵۸۷	بلا طہارت نماز پڑھنے والے کو کافر قرار	۸۶۹	۶۰۴	استنجا کرنا ۔	
۵۸۸	دینے کی تحقیق ۔	۸۷۰	۶۰۵	باب ۸۸	
۵۸۹	فاسخوں کے لیے زحماً ومانہ کی جگہ ۔	۸۷۱	۶۰۶	باب ۸۹	
۵۹۰	مال حرام سے استبراء کا طریقہ ۔	۸۷۲	۶۰۷	وضو میں عمل بیرون کے دھوئے کا وجوب	
۵۹۱	باب ۹۳		۶۰۸	وضو میں بیرون کے دھوئے کے	
۵۹۲	کامل وضو کرنے کا طریقہ ۔	۸۷۳	۶۰۹	متعلق اہل قبلہ کے مذاہب ۔	
۵۹۳	سر کے مسح میں بخور کے مسنون ہونے پر	۸۷۴	۶۱۰	وضو میں بیرون پر مسح کرنے کے متعلق مآل	
۵۹۴	امام شافعی کے دلائل ۔	۸۷۵	۶۱۱	تشیہ کے دلائل ۔	
۵۹۵	سر کے مسح میں بخور کے مسنون ہونے پر	۸۷۶	۶۱۲	آیت وضو میں ذرات جبرست علی تشیہ کے	
۵۹۶	اثر ثلاثہ کے دلائل ۔	۸۷۷	۶۱۳	استنجا مال کے حرمان	
۵۹۷	سر پر مسح کی مقدار کی فرضیت میں مذہب	۸۷۸	۶۱۴	عل شیعہ کی پیش کردہ روایات کے جواب	
۵۹۸	فقہاء ۔	۸۷۹	۶۱۵	بیرون کے دھوئے کے ثبوت میں احادیث	
۵۹۹	جو فضائی منہ پر مسح کرنے کی فرضیت پر فقہاء	۸۸۰	۶۱۶	اور اشارہ کیا ۔	
۶۰۰	احناف کے دلائل ۔	۸۸۱	۶۱۷	مذاہب شیعہ کی عقلی دلیل کا جواب ۔	
۶۰۱	جو فضائی منہ پر مسح کرنے کے متعلق اماریت ۔	۸۸۲	۶۱۸	باب ۹۰	
۶۰۲	نماز میں منوعہ ظہرات اور وسوس کا بیان	۸۸۳	۶۱۹	تمام اعضاء وضو کو مکمل طور پر دھونے کا	
۶۰۳	وضو اور نماز کے بعد مشغرت کا بیان ۔	۸۸۴	۶۲۰	استنجا ۔	
۶۰۴	باب ۸۵		۶۲۱	وضو اور تیمم میں اعضاء طہارت کے کسی جز	
۶۰۵	وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے کی فرضیت	۸۸۵			

نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمارہ	مضمون	صفحہ نمبر
۹۰	مسواک کے متعلق احکام شریعیہ۔	۶۲۴	۹۱۱	کی طہارت کے ترک مرہا سے کا حکم۔	۶۲۴
۹۱	منجن اور ٹوٹھ پیسٹ وغیرہ سے طہارت صاف کرنا بھی مسواک کے حکم میں سے۔	۶۲۵	۹۱۲	باب ۹۱: ۹۱۱	۶۲۵
۹۲	حکام شریعیہ کا بھی حصہ ہے نہ صلیب و مسلم کی طرف موصول ہونا۔	۶۲۶	۹۱۳	باب ۹۲: ۹۱۲	۶۲۶
۹۳	باب ۹۵	۶۲۷	۹۱۴	اعضاء و عضو کو میکا نے کیلئے مقررہ حصے	۶۲۷
۹۴	باب ۹۵	۶۲۸	۹۱۵	زیادہ دھوئے ۱۲ استقباب۔	۶۲۸
۹۵	باب ۹۵	۶۲۹	۹۱۶	غزہ اور تخیل کے لوہے میں متہا رتہ فنیہ ۱۲	۶۲۹
۹۶	باب ۹۵	۶۳۰	۹۱۷	نظرہ	۶۳۰
۹۷	باب ۹۵	۶۳۱	۹۱۸	غزہ و تخیل کے لوہے میں فقہ حنبلیہ کا نظریہ۔	۶۳۱
۹۸	باب ۹۵	۶۳۲	۹۱۹	غزہ اور تخیل کے لوہے میں فقہ مالکیہ کا نظریہ۔	۶۳۲
۹۹	باب ۹۵	۶۳۳	۹۲۰	غزہ و تخیل کے لوہے میں فقہ حنفیہ کا نظریہ۔	۶۳۳
۱۰۰	باب ۹۵	۶۳۴	۹۲۱	حوض سے دور کئے جانے والوں کی	۶۳۴
۱۰۱	باب ۹۵	۶۳۵	۹۲۲	تیسین میں مختلف قرا۔	۶۳۵
۱۰۲	باب ۹۵	۶۳۶	۹۲۳	بھن مرتین کو حوض پر سیمال ہونے کی وجہ	۶۳۶
۱۰۳	باب ۹۵	۶۳۷	۹۲۴	سے رسوں اندر سے نہ صلیب و مسلم کے مل	۶۳۷
۱۰۴	باب ۹۵	۶۳۸	۹۲۵	پر اطراف کے حرمت۔	۶۳۸
۱۰۵	باب ۹۵	۶۳۹	۹۲۶	مستقبل کے یقینی امور کے متعلق احکامات	۶۳۹
۱۰۶	باب ۹۵	۶۴۰	۹۲۷	کہنے کا بیان۔	۶۴۰
۱۰۷	باب ۹۵	۶۴۱	۹۲۸	بدھ میں آنے والے مندوں کو رسومات مل	۶۴۱
۱۰۸	باب ۹۵	۶۴۲	۹۲۹	علیہ و ستر کے دیکھنے کی تکفیل۔	۶۴۲
۱۰۹	باب ۹۵	۶۴۳	۹۳۰	عوام کے سامنے شرعی فیصلوں پر عمل کرنے	۶۴۳
۱۱۰	باب ۹۵	۶۴۴	۹۳۱	سے پر پڑ گیا جاتے۔	۶۴۴
۱۱۱	باب ۹۵	۶۴۵	۹۳۲	باب ۹۳: ۹۳۱	۶۴۵
۱۱۲	باب ۹۵	۶۴۶	۹۳۳	تکلیف کے وقت ممکن و ضرور کر کے کی نصیحت	۶۴۶
۱۱۳	باب ۹۵	۶۴۷	۹۳۴	باب ۹۴: ۹۳۲	۶۴۷
۱۱۴	باب ۹۵	۶۴۸	۹۳۵	مسواک کا بیان۔	۶۴۸
۱۱۵	باب ۹۵	۶۴۹	۹۳۶	مسواک کا لغوی اور شرعی معنی۔	۶۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۵۲	کے دلائل۔	۹۳۳	باب: ۹۶	استنجا۔	۹۳۳
۹۵۳	باب: ۱۰۰	۹۳۴	۹۳۳	۹۳۳	۹۳۳
۹۵۴	تین بار اتر دھوئے سے پہلے پانی کے	۹۳۵	۹۳۴	۹۳۴	۹۳۴
۹۵۵	برتن میں اتر دھوئے کی کراہت۔	۹۳۶	۹۳۵	۹۳۵	۹۳۵
۹۵۶	باب مذکور سے استنباط شدہ مسائل۔	۹۳۷	۹۳۶	۹۳۶	۹۳۶
۹۵۷	باب: ۱۰۱	۹۳۸	۹۳۷	۹۳۷	۹۳۷
۹۵۸	کتنے کے جوڑے کا حکم۔	۹۳۹	۹۳۸	۹۳۸	۹۳۸
۹۵۹	کتنے کے جوڑے برتن کو پاک کرنے کے	۹۴۰	۹۳۹	۹۳۹	۹۳۹
۹۶۰	مستقل اثر شاذ کا نظریہ۔	۹۴۱	۹۴۰	۹۴۰	۹۴۰
۹۶۱	کتنے کے جوڑے برتن کو پاک کرنے کے	۹۴۲	۹۴۱	۹۴۱	۹۴۱
۹۶۲	مستقل نظام البرص کا نظریہ۔	۹۴۳	۹۴۲	۹۴۲	۹۴۲
۹۶۳	باب: ۱۰۲	۹۴۴	۹۴۳	۹۴۳	۹۴۳
۹۶۴	مٹے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی	۹۴۵	۹۴۴	۹۴۴	۹۴۴
۹۶۵	کراہت۔	۹۴۶	۹۴۵	۹۴۵	۹۴۵
۹۶۶	کثیر پانی کے سہارے میں مذہب فقہاء۔	۹۴۷	۹۴۶	۹۴۶	۹۴۶
۹۶۷	باب: ۱۰۳	۹۴۸	۹۴۷	۹۴۷	۹۴۷
۹۶۸	جمع شدہ پانی کے اندر غسل کرنے کی ممانعت۔	۹۴۹	۹۴۸	۹۴۸	۹۴۸
۹۶۹	باب: ۱۰۴	۹۵۰	۹۴۹	۹۴۹	۹۴۹
۹۷۰	جب مسجد پیشاب یا دیگر نجاستوں سے ملے	۹۵۱	۹۵۰	۹۵۰	۹۵۰
۹۷۱	ہو جائے تو اس کے دھوئے کا وجوب اور	۹۵۲	۹۵۱	۹۵۱	۹۵۱
۹۷۲	طہارت کے لیے پانی سے دھوئے کا کافی	۹۵۳	۹۵۲	۹۵۲	۹۵۲
۹۷۳	ہونا۔	۹۵۴	۹۵۳	۹۵۳	۹۵۳
۹۷۴	زمین سے نجاست کا اثر زائل ہونے	۹۵۵	۹۵۴	۹۵۴	۹۵۴
۹۷۵	سے اس کے پاک ہونے کا بیان۔	۹۵۶	۹۵۵	۹۵۵	۹۵۵
۹۷۶	مساجد میں دنیاوی کاموں اور سونے کا حکم	۹۵۷	۹۵۶	۹۵۶	۹۵۶
۹۷۷	حدیث مذکور سے بعض دیگر استنباط	۹۵۸	۹۵۷	۹۵۷	۹۵۷
۹۷۸	شدہ مسائل۔	۹۵۹	۹۵۸	۹۵۸	۹۵۸
۹۷۹		۹۶۰	۹۵۹	۹۵۹	۹۵۹
۹۸۰		۹۶۱	۹۶۰	۹۶۰	۹۶۰
۹۸۱		۹۶۲	۹۶۱	۹۶۱	۹۶۱
۹۸۲		۹۶۳	۹۶۲	۹۶۲	۹۶۲
۹۸۳		۹۶۴	۹۶۳	۹۶۳	۹۶۳
۹۸۴		۹۶۵	۹۶۴	۹۶۴	۹۶۴
۹۸۵		۹۶۶	۹۶۵	۹۶۵	۹۶۵
۹۸۶		۹۶۷	۹۶۶	۹۶۶	۹۶۶
۹۸۷		۹۶۸	۹۶۷	۹۶۷	۹۶۷
۹۸۸		۹۶۹	۹۶۸	۹۶۸	۹۶۸
۹۸۹		۹۷۰	۹۶۹	۹۶۹	۹۶۹
۹۹۰		۹۷۱	۹۷۰	۹۷۰	۹۷۰
۹۹۱		۹۷۲	۹۷۱	۹۷۱	۹۷۱
۹۹۲		۹۷۳	۹۷۲	۹۷۲	۹۷۲
۹۹۳		۹۷۴	۹۷۳	۹۷۳	۹۷۳
۹۹۴		۹۷۵	۹۷۴	۹۷۴	۹۷۴
۹۹۵		۹۷۶	۹۷۵	۹۷۵	۹۷۵
۹۹۶		۹۷۷	۹۷۶	۹۷۶	۹۷۶
۹۹۷		۹۷۸	۹۷۷	۹۷۷	۹۷۷
۹۹۸		۹۷۹	۹۷۸	۹۷۸	۹۷۸
۹۹۹		۹۸۰	۹۷۹	۹۷۹	۹۷۹
۱۰۰۰		۹۸۱	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۹۸۵	دین کا بیک وقت رابطہ۔		باب: ۱۰۵	
۹۹۰	کتاب الحیض	۹۹۵	شیخ غوار بنجے کے پیشاب آورد کپڑے کو دھونے کا حکم۔	۹۸۰
۹۹۰	حیض اور استیضہ کا لغوی معنی۔	۹۹۵	شیخ غوار بنجے کے پیشاب آورد کپڑے کو دھونے کے حکم میں مذامب فقہاء۔ در دیگر مسائل۔	۹۸۱
۹۹۰	حیض اور استیضہ کی مدت میں مذامب فقہاء۔	۹۹۵	باب: ۱۰۶	
۹۹۱	حیض کے مسائل۔	۹۹۵	منی کا حکم۔	۹۸۲
۹۹۲	باب: ۱۰۷	۹۹۵	منی کی چھارت یا سد ثلثت میں مذامب فقہاء۔	۹۸۳
۹۹۲	ملبوس صاف کرنے کے ساتھ پیشاب۔	۹۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضیلت کی طہارت کا بیان۔	۹۸۴
۹۹۲	مانعہ عمدت کے ساتھ مساحت کی قسم۔	۹۹۵	رطوبت فرج کی چھارت یا سد ثلثت کی تحقیق۔	۹۸۵
۹۹۵	ور ان کے احکام۔	۹۹۵	باب: ۱۰۸	
۹۹۵	مکار بن عدیت کے ایک اعتراض کا جواب۔	۹۹۵	حرم کی نجاست اور اس کو دھونے کا طریقہ۔	۹۸۶
۹۹۶	باب: ۱۱۰	۹۹۵	نجاست کو زائل کرنے کے متعلق فقہاء کا اختلاف۔	۹۸۷
۹۹۶	مانعہ کے ساتھ ایک صاف پانی۔	۹۹۵	کالاء۔	
۹۹۶	باب: ۱۱۱	۹۹۵	باب: ۱۰۸	
۹۹۶	مانعہ عمدت کے ساتھ پانی کا کھانا۔	۹۹۵	پیشاب کی نجاست پر دلیل اور اس سے احتراز کا وجوب۔	۹۸۸
۹۹۶	پانی میں کھانا کر کے صاف کرنے کے بعد اس کا پانی۔	۹۹۵	گناہ وغیرہ اور کبیرہ کی تحقیق۔	۹۸۹
۹۹۶	کالاء کو پانی کی گرو میں ضرر کہنے اور اس کی گرو میں قرآن پڑھنے کا جواز۔	۹۹۵	قبر پر سبز شات اور پھول رکھنے کے متعلق فقہاء اور اہل کے نظریات اور بحث و نظر۔	۹۹۰
۹۹۶	پانی کی صفائی مندی سے اس سے خدمت پانے کا جواز۔	۹۹۵	ایصال ثواب میں مذامب فقہاء اور بحث و نظر۔	۹۹۱
۱۰۰	باب: ۱۱۲	۹۹۵	باب مذکور کی حدیث کے دیگر مسائل۔	۹۹۲
۱۰۰	غری کا حکم۔	۹۹۵	برزخ اور ذیلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	۹۹۳
۱۰۰	باب مذکور کی حدیث کے مسائل۔	۹۹۵		
۱۰۰	باب: ۱۱۳	۹۹۵		
۱۰۰	پنجد سے بیدار ہو کر پانچ مرتبہ دھونا۔	۹۹۵		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۹۷	باب ۱۱۴ منی کے لیے سونے کا حجاز اور اس کے لیے کھانے پینے کے وقت یا حمام سے پہلے استنجہ اور وضو کرنے کا استحباب۔	۱۰۰۲	۱۰۰۹	باب ۱۱۹ خسل میں سر و خیرہ پر تین مرتبہ پانی ڈالتا۔	۱۰۲۱
۶۹۸	مجاہد کے بعد دوبارہ مجاہد کرنے یا سونے سے پہلے وضو کرنے کا استحباب۔	۱۰۰۴	۱۰۱۰	باب ۱۲۰ خسل میں مینہ حیدر کا حکم۔	۱۰۲۳
۶۹۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تہذیب کی تحصیل اور تحقیق۔	۱۰۰۵	۱۰۱۱	باب ۱۲۱ عائشہ کا غسل کے بعد حن کی جگہ خیر شبر کھانے کا استحباب۔	۱۰۲۴
۸۰۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تہذیب و ادب کے احکامات کے جویا۔	۱۰۰۸	۱۰۱۲	باب ۱۲۲ مستحاضہ کے غسل و اس کی غائے حکام۔	۱۰۲۶
۷۰۱	باب ۱۱۵ احکام کے بعد عورت پر غسل کرے کا وجوب۔	۱۰۰۹	۱۰۱۳	باب ۱۲۳ پرائی شہر گاہ دیکھنے کی حرمت۔	۱۰۲۸
۷۰۲	باب ۱۱۶ مرد اور عورت کی منی کی خصوصیات اور یہ کہ کچھ ان کے پانی سے پیدا ہوتا ہے۔	۱۰۱۱	۱۰۱۴	باب ۱۲۴ پروہ کی اوٹ میں غسل کرنا۔	۱۰۲۹
۷۰۳	باب ۱۱۷ خسل جنابت کا طہر۔	۱۰۱۳	۱۰۱۵	باب ۱۲۵ مخارم اور منی مردوں کے علاوہ قول کا ایک دورہ کی شرم کا دورہ، آبی بن نو دیکھنے کے شرعی حلال۔	۱۰۳۱
۷۰۴	باب ۱۱۸ خسل جنابت سے بیت زانی کی مستحب مقدار۔	۱۰۱۵	۱۰۱۶	باب ۱۲۶ تمنائی میں پردہ کے ساتھ غسل کرنے کی فضیلت۔	۱۰۳۲
۷۰۵	باب ۱۱۹ شوہر اور زوجہ کا ایک برقی سے پانی سے کر غسل کرنا۔	۱۰۱۵	۱۰۱۷	باب ۱۲۷ تمنائی میں پردہ میں غسل کرنے کا حجاز۔	۱۰۳۱
۷۰۶	باب ۱۲۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زواج مطہرات کے ساتھ غسل کرنے کی وضاحت۔	۱۰۱۶	۱۰۱۸	باب ۱۲۸ شرم گاہ چھپانے کی کوشش کرنا۔	۱۰۳۲
۷۰۷	باب ۱۲۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غسل کر کے دیکھا اور اس پر اعتراض کا جواب۔	۱۰۱۶	۱۰۱۹	باب ۱۲۹ تقفا و حاجت کے وقت پردہ کرنا۔	۱۰۳۳
۷۰۸	باب ۱۲۲ عورتوں کے سر کے بال کٹوانے کی تحقیق۔	۱۰۲۰	۱۰۲۰

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار	مضمون
۶۶۱	باب: ۱۲۹ غسل عشاء کے احکام۔	۱۰۳۵	باب: ۱۳۵ مسلمان کے نجس نہ ہونے پر دلیل۔
۶۶۲	غسل جنابت کا وجوب۔	۱۰۳۸	آدمی کے جسم کی طہارت کا بیان۔
۶۶۳	باب: ۱۳۰ آگ سے بچی ہوئی چیز کو کھانے کے بعد وضو کا وجوب۔	۱۰۳۹	باب: ۱۳۶ جنابت میں پانی پر جنابت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر۔
۶۶۴	باب: ۱۳۱ ارٹ کا اگر شکت کھانے کے بعد وضو کرے یا نہ کرے۔	۱۰۴۰	جنسی اندری حص کے سے ترک مسجد کا لازم نہ ہوتا ہے۔
۶۶۵	باب: ۱۳۲ جس شخص کو وضو کا تیس ہو، پھر وضو نہ کرے یا شک ہو جائے تو وہ اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔	۱۰۴۱	باب: ۱۳۷ بے وضو کے کھانے کا جواز اور علی الغرض وضو کا واجب و ہر نماز۔
۶۶۶	باب: ۱۳۳ شک سے یقین ناٹل نہیں ہوتا۔	۱۰۴۲	باب: ۱۳۸ بیعت اٹھانا جاننے کے وقت کی دعا۔
۶۶۷	باب: ۱۳۴ مرد و عورت کی کھان کا گھسنے سے پاک ہونا۔	۱۰۴۳	باب: ۱۳۹ بیٹھنے کی حالت میں نیند سے وضو نہیں ہوتا۔
۶۶۸	باب: ۱۳۵ واپس سے کھان کے پاک ہونے میں غماض فقہاء۔	۱۰۴۴	باب: ۱۴۰ بچہ سے وضو ٹوٹنے میں غماض فقہاء۔
۶۶۹	باب: ۱۳۶ واپس شدہ کھان کے شرعی حکام۔	۱۰۴۵	باب: ۱۴۱ کتاب الصلوٰۃ
۶۷۰	باب: ۱۳۷ تیمم۔	۱۰۴۶	اذان کے مباحث۔
۶۷۱	باب: ۱۳۸ تیمم کی شرائط اور شرعی احکام میں فقہاء کے نظریات۔	۱۰۴۷	اذان کی ابتداء کا بیان۔
۶۷۲	باب: ۱۳۹ حدیث تیمم سے استنباط شدہ مسائل۔	۱۰۴۸	تقریباً اذان دینے کی تحقیق۔
۶۷۳	باب: ۱۴۰ حضرت عائشہ کے گھر شدہ امر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نکت۔	۱۰۴۹	باب: ۱۴۱ تیمم کے بعد اذان دینے کی تحقیق۔
۶۷۴	باب: ۱۴۱ تیمم کے بعض مسائل۔	۱۰۵۰	باب: ۱۴۲ اذان کی ابتداء۔
		۱۰۵۱	اذان کی مشروعیت کا بیان۔
		۱۰۵۲

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۱۴۱			
۵۱	اذان کے کلمات کو دو مرتبہ اور ایک کلمہ کے سوا اقامت کے کلمات کو ایک ایک مرتبہ کہنے کا حکم۔	۱۰۷۹	اذان سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا۔	۱۰۹۱
۵۲	کلمات اقامت کی تعداد میں مذہب فقہاء۔	۱۰۷۵	اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کے معمول کا شرعی حکم۔	۱۰۹۲
۵۳	کلمات اقامت کی تعداد میں امام برصغیر کے مذہب پر ملائی۔	۱۰۸۰	اذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے کی تکلیف میں حروف آخر۔	۱۰۹۳
۵۴	باب: ۱۴۲		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک رحمت اور پڑھنے والے پر دس رحمتیں مارا ہونے کی ترجیح۔	۱۰۹۵
۵۵	اذان میں ترجیح کر کے کہ جس۔	۱۰۸۳	باب: ۱۴۳	
۵۶	باب: ۱۴۳		ایک سجدہ میں دو مرتبہ رکعتیں کا استحباب۔	۱۰۸۶
۵۷	ماہی کے اذان دینے کا جواز۔	۱۰۸۸	قیامت کے دن مؤذنین کی لمبی گزریں ہونے کی تشبیہ۔	۱۰۹۸
۵۸	حضرت بن ام مکتوم کی سوانح۔	۱۰۸۷	اقامت کے دوران امام و نمازیوں کے حسی ملی اندراج پر کھڑے ہونے کی تحقیق۔	۱۰۹۸
۵۹	باب: ۱۴۴		باب: ۱۴۸	
۶۰	جب نابینا کے ساتھ بیٹا ہو تو اس کی اذان کا جواز۔	۱۰۸۷	تنبیہ احرام کے ساتھ رکوع میں اور کعبہ سے رہتے وقت کندھوں تک رقعہ پھینک دینے کا استحباب۔	۱۱۰۲
۶۱	باب: ۱۴۵		رفع یدین کی حکمتیں۔	۱۱۰۳
۶۲	دار الکفر میں کسی قوم کے علاوہ میں اذان کی تلاوت سننے کے بعد ان پر ندا کرنے کی حرمت۔	۱۰۸۸	رفع یدین کی حد میں مذہب فقہاء۔	۱۱۰۴
۶۳	باب: ۱۴۶		سکونوں تک اذیت اٹھانے کے متعلق احادیث اور اُتار۔	۱۱۰۵
۶۴	اذان کا جواب دینے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے اور آپ کے لیے وسیلہ کے سوال کرنے کا استحباب۔	۱۰۸۹		
۶۵	اذان میں امام اقدس سن کر گنگوٹھے چمکانا۔	۱۰۹۰		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۰۴	باب ۱۵۱: امام کے پیچھے بلند آواز سے قرأت کرنے کی ممانعت۔	۱۵۵	۸۱۵	تشہید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصد سلام عرض کرنے کی تحقیق۔	۱۱۸۷
۸۰۵	قرأت خلعت الامام سے ممانعت کی ممانعت	۱۱۵۶	۸۱۶	باب ۱۵۲: تشہد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قصد خیریت پڑھنے کا بیان۔	۱۱۸۵
۸۰۶	باب ۱۵۲: بسم اللہ کہ سر پڑھنے والوں کے دلائل۔	۱۵۷	۸۱۷	ناز میں درود شریف پڑھنے کے متعلق	۱۱۸۷
۸۰۷	ناز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے متعلق مذاہب ائمہ کا خلاصہ۔	۱۵۸	۸۱۸	ائمہ مذاہب کی آثار۔	۱۱۸۷
۸۰۸	باب ۱۵۲: جی لوگوں کے نزدیک سورت توبہ کے بعد بسم اللہ ہر سورت کا جہت ہے ان کے دلائل۔	۱۵۸	۸۱۹	نئی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود رک رکھا کر	۱۱۸۷
۸۰۹	باب ۱۵۳: ہر سورت کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے جزاء ہونے کے دلائل۔	۱۵۹	۸۲۰	حضرت ابراہیم کے درود کے ساتھ تظہیر دینے کی ترجیحات۔	۱۱۸۹
۸۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان۔	۱۶۰	۸۲۱	درود شریف کا بیان	۸۱
۸۱۱	باب ۱۵۴: مینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر وایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا اور تین بار دونوں ہاتھوں کو گنڈھے کے بالقابل رکھنا۔	۱۶۱	۸۲۲	جس موقع پر درود شریف پڑھنا کرنا ہے	۱۱۸۲
۸۱۲	باب ۱۵۵: ناز میں تشہد کا بیان۔	۱۶۱	۸۲۳	درود شریف کے فضل و کرم پر مضمون ہونے کی ترجیح۔	۱۱۸۲
۸۱۳	تشہد میں مذاہب ائمہ۔	۱۶۲	۸۲۴	درود شریف پڑھنے کا فائدہ آیا صرف	۱۱۸۲
۸۱۴	باب ۱۵۶: ناز میں تشہد کا بیان۔	۱۶۳	۸۲۵	پڑھنے سے کہ پہلے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جی؟	۱۱۸۳
۸۱۵	باب ۱۵۷: تشہد میں مذاہب ائمہ۔	۱۶۴	۸۲۶	نہ انبیاء علیہم السلام پر استقلال و صلوات پڑھنے کی تحقیق۔	۱۱۸۳
			۸۲۷	نہ انبیاء علیہم السلام کو علیہ السلام کہنے کی تحقیق	۱۸۵
			۸۲۸	باب ۱۵۸: سم اللہ لمن حمد و مرینا لك الحمد اور آمین کا بیان۔	۱۱۸۶
			۸۲۹	آمین کہنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۱۱۸۹

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۸۲۸	آمین کہنے کے متعلق فقہار مالکیہ کا فتویٰ	۸۲۲۱ ۱۱۸۹	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ناز پر جانے کے متعلق حدیث شریفہ کا خلاصہ	۱۲۱۳
۸۲۹	آمین کہنے کے متعلق فقہ حنبلیہ کا نظریہ	۱۱۸۹	باب ۱۶۰	
۸۳۰	آمین کہنے کے متعلق فقہ احناف کا نظریہ	۱۱۹۰	جب امام کے کہنے میں دیر ہو تو کسی شخص کو امام بنانے کا جواز	۱۲۱۴
۸۳۱	آمین بالسر پر دل کی	۱۱۹۱	باب نمکدہ کی احادیث کے مسائل	۱۲۱۵
۸۳۲	باب ۱۵۸		باب ۱۶۱	
۸۳۳	امام کی اقتدا کرنے کا بیان	۸۲۴۱ ۱۱۹۲	امام کو متنبہ کرنے کے لیے مرد و بھانہ اللہ کہیں اور نہ ہو تو پھر مرد و بھانہ	۱۲۱۶
۸۳۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سے گرنے کی حکمتیں	۸۲۵ ۱۱۹۳	باب ۱۶۲	
۸۳۵	امام کے لیے رسالت حدیث کی سند	۱۱۹۴	باب ۱۶۳	
۸۳۶	جب امام بیٹھا ہو تو اس کے پیچھے مندرجہ کے بیٹھے کے متعلق مذاہب اللہ	۸۲۶ ۱۱۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بشارت کے حامی ہونے کا بیان	۱۲۱۷
۸۳۷	باب ۱۵۹		باب ۱۶۴	
۸۳۸	مرض باسفر کے حد کی وجہ سے	۸۲۷ ۱۱۹۶	عام سے پہلے رکعت واجبہ وغیرہ کہنے کی ممانعت	۱۲۱۸
۸۳۹	یہ کسی کو علیحدہ نماز کا حسب اہم	۸۲۸ ۱۱۹۷	گدھے کی صورت میں مسج کے لئے کی تجویز	۱۲۱۹
۸۴۰	اس کے پیچھے بیٹھنا یا نہ بیٹھنا	۸۲۹ ۱۱۹۸	باب ۱۶۵	
۸۴۱	باب ۱۵۸		نار میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت	۱۲۲۰
۸۴۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا آپ کے شانہ الامر میں ہونے کے معانی نہیں ہے	۸۳۰ ۱۱۹۹	باب ۱۶۶	
۸۴۳	حضرت ابو بکر کا امامت کرانے سے منکر ہونے کا وجہ	۸۳۱ ۱۲۰۰	مکوں سے روکنا یا نہ روکنا	۱۲۲۱
۸۴۴	پیش کرنے کا وجہ	۸۳۲ ۱۲۰۱	کے وقت نماز اللہ نے اور اہل حق سے اشارہ کرنے کی ممانعت اور پہلی صفت کو مکمل کرنے اور رکوع کرنے کا حکم	۱۲۲۲
۸۴۵	باب ۱۵۹		رفیع یدین کا منسوخ ہونا	۱۲۲۳
۸۴۶	باب ۱۵۸		

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۸۵۷	باب: ۱۶۶ نازکی صفوں کو درست کرنے اور بالترتیب انکی صفوں کی انقیست کا بیان۔	۲۳۰	ملاقات کے متعلق دو متعارض مدثریوں میں تطبیق اور حقائق کے مکتبہ جوئے کا بیان۔	۱۶۴۶
۸۵۸	باب: ۱۶۷ عشاء کی ناز کو عتہ کہنے کی ترجیح۔	۱۶۳۳	باب: ۱۶۷ عشاء کی ناز میں قرأت۔	۱۶۴۷
۸۵۹	باب: ۱۶۸ جبر میں نازوں میں متوسط آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا۔	۱۶۴۰	باب: ۱۶۸ ناز کے ارکان میں اعتدال کرنا اور ناز کو مکمل کرنے میں تخفیف کرنا۔	۱۶۴۳
۸۶۰	باب: ۱۶۹ قسمان مجید سننے کا حکم۔	۱۶۴۱	باب: ۱۶۹ قسمان مجید سننے کا حکم۔	۱۶۴۳
۸۶۱	باب: ۱۷۰ قرآن مجید سننے کا حکم۔	۱۶۴۲	باب: ۱۷۰ قرآن مجید سننے کا حکم۔	۱۶۴۳
۸۶۲	باب: ۱۷۱ بام کے لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبیہوں کا شرعی حکم۔	۱۶۴۳	باب: ۱۷۱ بام کے لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبیہوں کا شرعی حکم۔	۱۶۴۳
۸۶۳	باب: ۱۷۲ صبح کی ناز میں جبراً قرأت کرنا اور جہد پر قرآن مجید پڑھنا۔	۱۶۴۴	باب: ۱۷۲ صبح کی ناز میں جبراً قرأت کرنا اور جہد پر قرآن مجید پڑھنا۔	۱۶۴۳
۸۶۴	باب: ۱۷۳ جنت کی حور ہند سے مدثریہ و سلم سے	۸۶۴	باب: ۱۷۳ جنت کی حور ہند سے مدثریہ و سلم سے	۸۶۴

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمد الشاكرين والصلوة والسلام على
خاتم النبيين سيد الانبياء واهل بيته اكرام الاولين و
الاخرين حامل نواء الحمد يوم الدين اول الشافعين
والمشفعين صاحب المقام المحمود بين المحشورين
الذي نطقه وحى رب العالمين والذي خلقه معيار
للحسن في الاولين والاخرين رحمة للعالمين حبيب
رب العالمين سيدنا محمد وعلى اهل البيت الطيبين الطاهرين
واصحابه الراشدين المهديين وازواجه الطاهرات
المطهرات اقبهات المؤمنين وولياء ائمة الواصدين
لكاملين وعماء ائمة الراشدين من المفسرين
والمحدثين والائمة المجتهدين اجمعين



تعبات کے شر سے اللہ کی پناہ میں آنا ہوں۔

امام سے تقلد کے اختلاف کرنے کی تحقیق ایک بحث یہ اٹھائی جاتی ہے کہ اگر تقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف کوئی حدیث مل جائے تو کیا وہ اپنے امام سے اختلاف کر کے اس حدیث پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی ہم سب سے پہلے حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بخاری و مسند میں دیکھتے ہیں:

عن عكرمة ان اهل المدينة سألوا ابن عباس عن امرأة طافت فوجدت قال لهم تنفروا لو لا نأخذ بقولكم وندع قول يزيد قال اذا قدمتم المدينة فاسئلوا فقد هو المدينة فكان في من سألوا امر سليم فذكوت حديثه صفية -

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۰)

(مطبوعہ کراچی)

مکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا کہ جس عورت سے طواف و زکوة کر لیا ہو مگر اس کو حیض آجائے اور اگر وہ طواف و زکوة کے بعد اپس ماسکتی ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم آپ کے قول کی وجہ سے حضرت زید بن ثابت کے قول کو ترک کر رہے ہیں، حضرت زید کہتے تھے کہ وہ طواف و زکوة کیا بیٹھ کر کر سکتی، حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب نہ بد نہ بد تو اس مسئلہ کی تحقیق کریں، جب وہ مدینہ کے رخصت ہوئے تو آپ کی تحقیق کی اور حضرت ام سلمہ سے بھی پوچھی اور انہوں نے حضرت صفیہ کی یہ حدیث بیان کی کہ ایسی صورت میں یہ طواف سے اتنا بعد و سب سے حضرت صفیہ کو طواف و زکوة کرنے کی اجازت دی گئی۔

سب اہل مدینہ کو نہ یہ خبر کہ حدیث میں گئی تو انہوں نے حضرت ابن عباس کے اس حکم کو قبول کر لیا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

فرجعوا الى ابن عباس فقالوا وجدنا الحديث كما حدثت

(فتح الباری ج ۳ ص ۵۸۸ طبع لاہور)

اور حضرت زید بن ثابت کو جب یہ حدیث مل گئی تو انہوں نے بھی رجوع فرمایا۔

حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے امام نسائی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال فرجعوا به، فقالوا اولئك لا قد صدقت بلفظ مسلم ولفظي كنت عند ابن عباس فقال زید بن ثابت انت لذي تفق

مکرمہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن ثابت نے رجوع کر لیا اور حضرت ابن عباس سے فرمایا: مجھے یہ یقین ہے کہ آپ نے سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہا، یہ صحیح مسلم کی

بھی ہمارے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد سے اختلاف کیا ہے اس کی ایک مثال یہ ہے:
 احادیث صحیحہ میں عقیدہ نفیست اور استجاب کو بیان کیا گیا ہے لیکن ماننا یہ احادیث امام ابو حنیفہ اور صاحبین کو
 نہیں تھیں کیونکہ انھوں نے عقیدہ کسے سے کیا ہے اور صاحب نے نقیض امام محمد کا ایک قول تحت کا بھی نقل
 کیا ہے علامہ امجدی رحمہ اللہ سے ان قول سے مدد اور اختلاف کس کے عقیدہ کو صفت کہاتے، گو اپنے فتاویٰ
 کی صراحت میں کہ امام اپنے عقیدہ کی نفیست کے متعلق احادیث کا ذکر کریں گے، پھر علامہ اور دوسرے دیگر متباعد سے
 مذہب حنا نقل کریں گے اور اس کے بعد علامہ امجدی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کریں گے، فقہ حنابلہ التوفیق
 وجہ الاستعانة بملیق۔

امام بخاری رعایت کرتے ہیں:

عن سلمان بن عامر الضبی قال قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم العلام عقيقة فهريقوا

عنه دما فاميطوا عنه الاذى۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۲)

امام ترمذی رعایت کرتے ہیں:

عن مكرّمنا انها سالت رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن العقيقة فقال عن غلام تاتان

وعن البجارية واحدة لا يخنر كهر دكران كن

ام افاقا هذا حديث صحيح۔

عن سمرّة قال قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم لغلام صرّتهن بعقيقة يذبح

عنه يوم السابعة ويسمي ويحلق راسه، هذا

حديث حسن صحيح۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۸۸۳ اکتب خزانة رشیدیہ دہلی)

احادیث کے بعد ان حنا اور نقیض احادیث کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

امام محمد رعایت کرتے ہیں:

محمد عن يعقوب عن ابي حنيفة (رضی

الله عنه) قال (أي قوم) ولا يعق عن غلام

ولا عن البجارية۔

(المکالم الصغیر ص ۵۳۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے

عقیدہ سے اس سے عمر بہتر اور اس کی عمر کی دوڑ

کرو۔

حضرت مکرّمنا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سے عقيقة کے سہل سوان یا

پید نے فرمایا جسے نون سے دو بھریاں اور نون کی طرف

سے اب عرقی، ایک کریں اس میں کوئی ذلت نہیں کہ وہ

نوجوان یا ماوراء۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت عقيقة سے مدد میں گڑی

سے دوسرے کے سابق دن میں کی طرف سے ذلت کو بپا

اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بال مونڈے جائیں یہ

حدیث حسن صحیح ہے۔

امام محمد از امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ رعایت کرتے

ہیں کہ عقيقة کی بات نہ کرے گی کہ

امام محمد کہتے ہیں:

قال محمد، ما العقيقة قبلت انما كانت في لجاهلية وقد فعت في اول الاسلام ثم نسخ الاصحى كل ذبح كان قبله ونسخ صوم شهر رمضان كل صوم كان قبله ونسخ غسل الجنابة كل غسل كان قبله ونسخت الزكوة كل صدقة كان قبلها كذلك بلغت۔

اور محمد فرماتے ہیں میں یہ حدیث پہنچی ہے کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں تھا اور بعد اسلام میں بھی عقیقہ ہو گیا، پھر قرآن آئے۔ اس فریج کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور رمضان کے صوم کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور غسل جنابت کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور زکوٰۃ کے منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور زکوٰۃ کے منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور زکوٰۃ کے منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا، اور زکوٰۃ کے منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا۔

اور امام محمد ص ۸۹-۸۸، مطبوعہ رشیدیہ دہلی،

علامہ اسحاق حنفی کہتے ہیں:

عنقیدہ روزِ جمعہ جو بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن کیا جاتا ہے، عد نے عقیقہ اور عقیقہ کا منسوخ ہونا اس وقت سے پہچانا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رمضان کے مہینے میں عقیقہ کر دیا اور قرآن سے اس سے پہلے کے ہر ذبح کو منسوخ کر دیا، اور غسل جنابت نے اس سے پہلے کے غسل کو منسوخ کر دیا، اور عقیقہ سے پہلے کے عقیقہ کو منسوخ کر دیا، اور زکوٰۃ کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

روایات مندرجہ ص ۸۹-۸۸، مطبوعہ رشیدیہ دہلی،

اور ترمذی ص ۸۹-۸۸، مطبوعہ رشیدیہ دہلی،

العقيقة عن الغلام وعن الجارية وهي

ذبح ساق في سابع الولادة وضياحة مناس وحلق شعور سنة ونداجبة كذا في الوجيز للكوثری۔ وذكر محمد رحمه الله تعالى في بعقيقة فمن شاء فعل ومن شاء لم يفعل وهذا يشير الى الاباحية فيمنع كونها سنة وذكر في الجامعة الصغير ولا يعق عن الغلام وعن الجارية وانه اشار الى الكراهية كذا في البدائع في كتاب الاضحية۔

ولادت کے ساتویں دن لڑکے یا لڑکی کی طرف

سے عقیقہ کر کے، اور لڑکیوں کو نہ عقیقہ کرنا اور عقیقہ کرنا بال موزنہ عقیقہ سے۔۔۔ نہ سنت سے اور نہ واجب سے۔ اسی طرح سرور علی و بی بی میں سے، نہ عقیقہ کرنا عقیقہ کرنا کی طرف اشارہ ہے جو واجب کر کے اور جو پاب ہے ذکر سے اس کا اشارہ بحث کی طرف سے، اس لیے اس کا اشارہ عقیقہ کرنا عقیقہ کرنا کی طرف اشارہ ہے، اور اگر محمد نے جائز منع میں ذکر کیا ہے لڑکے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور یہ کریمت کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح بحث کی کتاب نتیجہ میں سے۔

دہلی گریجویٹ ص ۸۹-۸۸، مطبوعہ رشیدیہ دہلی،

فلا بد یہ ہے کہ امام محمد نے جامع مغیرہ میں امام احمد اور ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ عقیقہ مذکور کا ہے۔ پس یہ مفاد یہ ہے کہ عقیقہ مذکور کا وہ ہے اور میں امام محمد میں لکھا ہے کہ عقیقہ مفسوخ ہو گیا، مگر میں نسخہ کو عقیقہ کے استحباب پر محمول کیا جانتے تو عقیقہ مباح سے یاچہ مکروہ سے جیسا کہ علامہ کاسانی نے لکھا ہے تو پھر احکامات کے نزدیک عقیقہ مکروہ ہے یا مباح ہے جو حال سنت یا کار ثواب میں ہے۔

اور علامہ مجدلی عنایت میں اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے، یہ جو بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عقیقہ سنت نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سنت ترکہ نہیں ورنہ جب مورد حضور اقدس سے سنت کا ثبوت یہ وہ نام کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے، مطلقاً اس کی سنت سے انکار صحیح نہیں۔

در بار شریعت جلد ۵، ص ۵۰، مطبوعہ شریعہ عالم علی ہند سنہ ۱۳۶۱ھ

علامہ مجدلی رحمہ اللہ کی اس عبارت پر حسب ذیل اعتراضات ہیں:

- ۱۔ ایک فعل کو مباح و مستحب دونوں قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ مباح پر ثواب نہیں ہوتا اور مستحب پر ثواب ہوتا ہے۔
- ۲۔ ہم نے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے امام محمد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ روئے کے اور روئے کی طرف سے عقیقہ مذکور جائز ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ عقیقہ مذکور مکروہ ہے جیسا کہ مذکور گیا ہے یا نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مباح یا مکروہ کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ سنت ترکہ نہیں ہے یعنی فیہ مکروہ سنت ہے ورنہ عقیقہ سنت کی نفی نہیں ہوتی تو وجہ انکلام بالایدہ نفی ہوتا ہے۔

- ۳۔ امام محمد کی روایت مبارک سے یہ ہے کہ جو عقیقہ کرے اور جو نہ کرے یہ اباحت کی انتہا ہے اس سے عقیقہ کے سنت ہونے کا مطلب نکالتا صحیح نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص تقلید محض کی سستی سے نہیں نکلتا تو اس کو عقیقہ کرنے سے منع کرنا چاہیے تاکہ نہ کم نہ کہنہ چاہئے نہ عقیقہ مباح ہے اور کار ثواب نہیں ہے اور اس کو یہ نہیں چاہیے کہ امام اعظم کے قول کو اپنی ذمہ داری کے مطابق ٹھکان کرے کہ امام اعظم کے نزدیک عقیقہ سنت ہے لیکن سنت مکروہ یا سنت ثامہ نہیں ہے اور اگر وہ میدان تحقیق میں وارد ہے تو اس کو یہ کہنا چاہیے کہ عقیقہ سنت و مستحب ہے کیونکہ روایت صحیحہ میں اس کا ثبوت ہے اور تمام امت نے ان روایت کو قبول کیا ہے اور امام اعظم کو یہ احادیث میں سچیں ورنہ وہ عقیقہ کو مکروہ رکھنے کی وجہ اس زمانہ میں نہ تھا کہ روایت کے ذریعہ اور سوال متنبہ نہیں کئے جاتے اب ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لے کر امام احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ تک اس سے قویٰ روایتیں ہیں اور علامہ شافعی نے بھلکت کہ اگر کوئی حدیث صحیحہ امام کے قول کے خلاف ہو تو حدیث صحیحہ پر عمل کیا جائے گا۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۲ مطبوعہ استنبول) اس سے یہاں امام کے قول کے خلاف حدیث پر عمل کرنا تقلید کے خلاف نہیں ہے۔

مورن ابداً بخفی صوط امام محمد کے تائید میں لکھتے ہیں:

امام محمد کی اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ وہ بانی سے بعد عقیقہ مشرووع نہیں ہے اور یہ قول تسبیح میں ہے کہ وہ عادیث معتبرہ میں عقیقہ کی سنت و مستحب اور استحباب کی بہت زیادہ صراحت ہے، ورنہ کسی حدیث سے انتہائی مذکور کی احادیث ورنہ امام کے قول پر قہر جو وہ روایت کی قطعاً موقوف ہو اور عقیقہ مفسوخ ہو گیا تھا تو انہی سے قطعاً وہ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا

نیز میں ان کی عنایت کا بھی سزاوارتوں میں سے ایک اور مجھے مزید دستِ استاذِ اعلیٰ مرحوم مولانا حافظ اسحاق غلام محمد سیالوی نے توفیق عطا فرمائی۔
 نزدیک بہ بیس سالوں کی لائبریری کا قیام سے پہلے ہی سے بہت فائدہ چاہیے، اور میرے لئے جو ضرورتیں تھیں، ان میں سے کچھ بھی اس کتاب میں شامل ہے۔
 میں نے ان کا بھی ذکر میں نے سابقہ جلد کے ابتدائی باب میں کیا ہے۔
 حضرت مولانا حافظ محمد امجد علی عثمانی صاحب کاسپاس نے جو
 جھگڑوں نے انتہائی ٹھن اور جانفشانی سے اس کتاب کی تصحیح کی، اور کتابتِ حضرت کیسب نور کے ہاتھوں میں
 بھروسے سے بہت خوبصورت اور دل آویز کتابت کی، اور بخیر میں سید محمد اعجاز ملک فرہنگ سبزی نے اسے
 میں نے بھروسے سے انتہائی محنت اور رقیق رفتاری کے ساتھ اس کتاب کو جہتِ حسین درجائے غرہ علیہ سے
 کر کے انتہائی سزاوارتوں میں سے ایک کیا ہے۔

تبدیلان القرآن لکھنے کا عزم
 دوستوں اور خاص طور پر سید محمد مجاہد صاحب کی فرمائش سے کہ قرآن مجید مادہ لغویہ لکھوں، میں نے اسے قبول کیا۔
 کے نام سے تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور ان شاء اللہ وہ رمضان ۱۴۱۴ھ کے کسی مبارک دن میں تفسیر کے
 کام کا آئی کر دوں گا، اور جب تک محنت قادر رہی اور میرے دل کا ساتھ دیا، تو میں لکھا کروں گا۔
 اور اس کی مشیت میں ہے کہ یہ کام کہاں تک پہنچ سکے گا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے
 حق کا اظہار فرمائے اور اس سے کتاب مرصع فرمائے۔ دعاؤں کی مجلسی میں ہے۔
 اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے، اور اسے مصنف اور اسے کام میں اس کے معاونین اس کتاب کے
 کاتب مصحف اور ناشرین اس کتاب کے قارئین اور مصنف کے والدین و تمام مسلمانوں کی سعادت و فلاح کے لیے
 کریم باریہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے بہرہ مند ہوں۔ ان کو اپنا رزق خیر کی صورت میں عطا فرمائے۔
 کو دے گا کہ ہم ہمہ وقت دعا کرتے ہیں یا رب العالمین بحاجہ حبیبک سیدنا محمد خاتم النبیین فضل
 الانبیاء والمرسلین فامدد غرضنا بحجبتک وعلیٰ بہ نصیبنا دعائنا بحاجتک میں ورد جب نظر آئے ہوں۔
 المؤمنین وعلیٰ سائر وعبادہ منہ وعبادہ ملتہ اجمعین۔

غلام رسول عیدنی خٹک
 غلام محمد ریث دارالعلوم نعیمیہ
 جاک نمبر ۱۱ فیڈرل بی، میرپور، کراچی۔ ۳۸
 ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء

امام بخاری سے تعلق خاطر | جس طرح امام بخاری ایمان کے مکتب ہونے کے مسئلہ میں متفقہ دستے اور اس شخص سے روایت نہیں لیتے تھے حرم طہات مان کا قاتل ہو، اسی طرح امام محمد بن یحییٰ ذہبی نے قرآن کے مسئلہ میں متفقہ دستے اور اس شخص سے سخت ہزار تھے جو الفاظ قرآن کے مخلوق مانا ہو۔ جب امام محمد بن یحییٰ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان میں امام بخاری میں سخت مفسریت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ کب دن محمد بن یحییٰ ذہبی نے اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ جو شخص الفاظ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ ہمارے مجلس سے چلا جائے۔ جس کے نام مسلم نے بنا طرد سفیہارا اور امام ذہبی کی مجلس سے کٹ کر چلے گئے اور امام ذہبی سے انھوں نے جس قدر احادیث ضبط کی تھیں وہ سب انھیں واپس بھجوا دیں۔

تصانیف | امام مسلم کی مدد کا کٹا جتنا روایت حدیث کے حصول کے لیے مختلف حصوں میں سفر کرتے ہوئے گذرے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ درس و تدریس میں بھی بے حد مشغول رہے۔ ان کے باوجود ان سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

۱۔ اسما مع الصبیح ۲۔ مسند الکبیر ۳۔ کتاب الاسماء و لکھنی ۴۔ کتاب النجاة علی الباب ۵۔ کتاب العسل ۶۔ کتاب الوجدان ۷۔ کتاب الافراد ۸۔ کتاب سوانح سعد بن منبہ ۹۔ کتاب حدیث عمرو بن شعیب ۱۰۔ کتاب الانتفاع بامسب السبا ۱۱۔ کتاب مشائخ مالک ۱۲۔ کتاب مشائخ ثوری ۱۳۔ کتاب مشائخ شعبہ ۱۴۔ کتاب من لم یسئلہ ما رآہ وہد ۱۵۔ کتاب المحضرین ۱۶۔ کتاب اولاد الصحابة ۱۷۔ کتاب اولاد محمد بن ۱۸۔ کتاب الطبقات ۱۹۔ کتاب مشائخ افراد شامیین ۲۰۔ مسند مالک ۲۱۔ مسند الصحابة۔

ماظ بن حجر مستقانی لکھتے ہیں کہ امام مسلم نے مسند الصحابة بڑی تھیں سے تکمیل فرمائی اور اس کی تمام وفات پائے اور اگر وہ اس کو پورا کر لیتے تو وہ ایک ضخیم تصنیف ہوتی۔

وصال | امام مسلم کے وصال کا سبب بھی نہایت عجیب و غریب بیان کیا گیا ہے۔ عاظم بن حجر مستقانی لکھتے ہیں کہ ایک دن مجلس مذاکرہ میں امام مسلم سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا اس وقت آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ گھر پر پہنچ کر اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تلاش شروع کر دی۔ قریب ہی کچھ دنوں کا ایک ذکر بھی رکھی ہوا تھا۔ امام مسلم کے استغراق و صاف ہوا کہ یہ عالم تھا کہ کچھ دنوں کی مشاغل کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو سکی اور حدیث ملنے تک کچھ دنوں کا سارا ذکر انحال ہو گیا اور غیر ادوی طبع پر کچھ دنوں کا نہ یاد رکھا ابنا سی ان کی موت کا سبب بن گیا۔ وہ ص ۲۲ ط ۲۲ رجب ۲۶ھ اتوار کے دن شام کے وقت ۴۵ حدیث کو یہ درخشاں کتاب منسوب ہو گیا اور گھر کے منہ پر کے دن خراسان کے اس عظیم محدث کو چہرہ نہاکر دیا گیا۔

حسن ما قبلت | امام مسلم سادہ دل و درویش تھے اور علم و مال کی باتیں انھیں کے جامع تھے۔ اندھالی نے انھیں ان کی خدمات کا بہت ہی صلہ عطا فرمایا۔ برعکس سنی بیان کرتے ہیں کہ امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دیکھ کر یہ کہتا تھا کہ انھوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے، اور میں اس میں جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔ سنے

۱۔ امام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ۲۸۰ھ، تذکرۃ النظار جلد ۲ ص ۵۹ مطبوعہ ادارہ احیاء التراث العربی بیروت
۲۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۶۹ھ، بستان الحدیث ص ۲۸۱ مطبوعہ سیدہ کچن کوئی

وہی کسی نے آپ کو غزالی لڑائی دوزی دوروں حضرت امام محمد سید عالمی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کیا، یعنی کے نام کی نسبت سے اسٹاذ محترم خود کو سیدی سمجھنے ہیں اور حضرت قبلہ ذوالنراں سے بیعت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

نومبر ۱۹۹۵ء میں حضرت استاذ محترم نے ہمارے نصیب نامور میں پڑھان سہ دے کیا۔ پہلے چار سال مفکرة علاء بن وردیجہ علوم و فنون کی کتابیں پڑھا میں دورہ ۱۹۷۷ء سے باقاعدہ مکمل دورہ حدیث پڑھا شروع کر دیا۔ دوسرے سال دوسرے تحریر جاری سے ۱۹۹۶ء میں آپ نے حافظ مہر تقی دہرو پڑھی سے محفل میل و کے جواز پر مناظرہ کیا وہ بھڑی محفل میں حافظہ نگار کو جواب کر دیا وہ محفل نے تسلیم کر لیا۔ اگر تعین شریعی نہ ہو تو بارہ بیت، کتب کس سے پڑھے وہ اس کے بعد کے ایام میں بولتے تھے، ائمہ میر و مہر کے لفظی حدیث کی کثرت جیسے کہ یہاں ہے جس کو عرب میں بول دینی سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرے تحریر آپ کو پڑھ کر دے دی اس مناظرہ میں سادات مفت حضرت مولانا گلگیر شریف قادری نقشبندی بھی تشریف فرما تھے، ان کے مولودہ و بیعت سے علماء اہل سنت تھے، ۱۹۹۵ء میں حافظہ نگار سے مکرر غیب بہا خرمہ مولانا مناظرہ میں جب سادات ذمہ دار نے وہ حدیث حسنہ فرما دی جو ان کے بیان سے مولانا نے ان کے ثبوت میں کیساں کا قول پتہ کیا تو حافظہ نگار بدحواس ہو گئے، وہ محفل نے مذاکرہ کرنے سے انکار کیا یہ دونوں صاحب حدیث کے بدست عطاء کے بدست جاری رہے تھے، دور میں فلسفین کے کثرت علی شاہ آپ تھے، دونوں مناظرہ سے طبع ہو چکے ہیں

۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۸ء کے وسط تک آپ جامعہ جمیہ نامور میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۹۸ء کے وسط میں آپ حضرت مفتی محمد شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کی دعوت پر راجی گئے اور ایک سال تک درالحدیث جمیہ لڑی میں درجہ حدیث کے اساتذہ پڑھاتے رہے، بعد ازاں حضرت مولانا مفتی محمد حسین غیبی کی حواشی پر دوبارہ نامور چلے گئے اور جولائی ۱۹۹۵ء تک بعد ازاں پڑھتے رہے۔ ۱۹۹۳ء میں آپ کو کہہ کر دربار حق ہوا بعد ازاں شوگر ہوئی، دور اس کے بعد بدھ پرنس کا عارضہ لاحق ہو گیا، چونکہ وہ ہسپتال میں آپ کافی بیمار تھے، وہ حدیث مفتی سید تنجماست علی قادری رحمہ اللہ کا شاگرد تھا کہ آپ کو چھ ماہیں آپ کا علاج ہو جانے کا سوا آپ ۶ جولائی ۱۹۹۵ء کو انتقال فرما کر آپ گئے، وہ دور دورہ پڑھتے تھے، قاضی پڑھتے تھے۔

آپ کی بہ کثرت تصانیف ہیں جو متعدد باب طبع ہو کر فارسی میں سے عربی میں عربی میں لکھی ہیں، ۱۹۹۰ء میں دینی تہذیبی مدائن، دورہ میں سو دست متعلق ایک رٹ کی مامور کر دی تھی اس وقت یہ سولہ پیشین تھا کہ اگر قرآن پر سورہ یا پابلے اور قرآن خواہ کو چند سال بعد اس کی موت میں رتہ و ایس سے ترقی طرز کی وجہ سے چند سال بعد دورہ قرآن یا ریت کی یا اس سے بھی کم رہ جائے گی، سلام میں اس کا کیا مل ہے، ایک دیکھیں نے حضرت استاذ محترم کی مقالات سیدی سے، اس مسئلہ کا حل پیش کیا، اس وقت وفاقی قریبی عدالت کے چیف جسٹس مولانا تنزیل الرحمن تھے، وہ اس حل سے بہت متاثر ہوئے، مدخلوں نے متعدد ایسے سے ایک سال تک مسلسل کوشش کی کہ حضرت استاذ محترم وفاقی شریعتی عدالت میں جسٹس کا عہدہ قبول کر لیں، لیکن حضرت استاذ محترم نے اس پیش کش کو بہرہ کمر و کر دیا کہ میں عدالت کی ذمہ داریاں

سے۔ جسٹس عمری، ارجمان نے سولہ کثرت رجو تا ریخ ساز فیصلہ کھا ہے اس میں بھی مقالات سیدی کے ایک کتاب اس کا حوالہ دے، یہ فیصلہ مفت مولانا لنگی، جنوری ۱۹۹۶ء کے فیصلے میں شائع ہو چکا ہے۔

قبول کرنے کے بعد شرح صحیح مسلم کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکوں گا۔

آپ کی تصانیف اور تلامذہ کا حلقہ برصغیر یورپ اور افریقہ کے دور دراز موقوں تک پھیلنا ہوا ہے، شرط یہ ہیں آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی کافی تعداد ہے۔ ۱۹۱۰ء میں آپ حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن مجاہد دہلوی نے یہ سجادہ دہلی شریف متیم برطانیہ کی حکومت پر برطانیہ گئے اور پندرہ ماہ تک رہا۔ انہوں نے متعدد تہذیبی و دینی جلسوں سے خطاب کیا اور واپسی میں برصغیر میں شیعہ کی زیارت و طرحہ کی سعادت سے سرفراز ہو کر وطن واپس ہوئے اہل برطانیہ کی خواہش اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی درخواست پر ۱۹۹۳ء میں آپ دوبارہ برطانیہ تشریف لے گئے اور متعدد دینی اجتماعات سے خطاب کیا۔

حضرت استاد محترم نے شرح صحیح مسلم مکمل فرمایا ہے اور اب "تبیان عقائد" کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھنا چاہتے ہیں۔ درود ان شاء اللہ مستعان مبارک ۲۰۱۲ء کے کسی مبارک دن میں اس کی تصنیف کا آغاز کریں گے۔ ہمارے صحیح مسلم کی تہذیب و مقبولیت و محبوبیت سے اتنا متعلق و وابستہ ہیں کہ حضرت سے درود و خدمت کی کہ ان کے درود کو تفسیر شائع کرنے کا موقع دیں۔ لیکن حضرت نے ذخیرہ ہمارے فیسرید یک مثال نہ ہو سے ایمان و اہل کو برقرار رکھا اور بہت سی پچھلے پیش کشوں سے معذرت کر لی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کو "تبیان عقائد" مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حدیث پاک کی خدمت سے سوا کیا ہے اسی طرح آپ کی قرآن مجید کی خدمت سے بھی مشکور فرمائے۔ در "تبیان عقائد" کو سہ ماہی کر دے اللہ ان دونوں کتابوں کو قبول و عطا فرمائے۔

سید محمد اشرف جیلانی

صحیحہ سے سند موجود کے ساتھ بھی مروی ہیں اسی سے یہ روایات بھی کلمہ صحیح میں یہ

عقد و روایات صحیح مسلم کی کل احادیث کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ بدرالغرض احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم کی کل احادیث بارہ ہزار ہیں اور بدرغض نے بیان کیا ہے کہ آٹھ ہزار ہیں۔ ابجد اتر می نے اس کی تشریح کی ہے اور حذیفہ مکررات کے بعد صحیح مسلم میں بالاتفاق چار ہزار احادیث ہیں۔

حافظان صلوات کہتے ہیں کہ حافظ برق شیش بیان کرتے ہیں کہ ہم شیخ بزرگ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام
آئے اور سلام کہہ کے مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر اپنی صلیح کو پیش کر کے کہا کہ چار ہزار احادیث صحیحہ کا مجموعہ ہے شیخ بزرگ نے سن
کر کہا باقی احادیث کس کے لیے تیار دیں۔ حافظان صلوات کہتے ہیں کہ چار ہزار احادیث سے امام مسلم کی مراد وہ احادیث تھیں جو
غیر مکرر ہیں۔

مستخرجات اصطلاح حدیث میں مستخرج حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی کتاب کی احادیث کو دیگر اسانید کے ساتھ اس کے مصنف کی شرح، ربط، جمع کیا جائے۔ صحیح مسلم کی احادیث کا تخریج میں بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں چند انماں یہ ہیں:

(۱) المسند ایچ عالم مسلم | اکر تینو رخ میں امام مسلم کے شریک میں ۔
 ع حافظ برکبر محمد بن محمد التیث پوری انا سفر شنی لتوفی ۲۸۶ھ کی تصنیف سے ۔ حافظ اسفرانی

(۲) التخریج علی صحیح مسلم | یہ ابو جعفر احمد بن محمد بن حنبل بن زید شافعی نے تالیف کیا ہے۔

(۳) مختصر المسند العجمی جامع
یہ حافظ ابو حمزہ معقرب بن اسحاق الاسفرائینی المتوفی ۳۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ انھوں نے
یونس بن عبد ربیع اور عوف مسعود شیبانی سے روایت کی ہے۔

(۴) التحریج علی مسلم | یہ الفہرست نمبر ۱۷۸۱، اشاعتی، مکتوبی ۳۴۲، ترک تالیف ہے۔

(۵) التخریج علی مسلم | یہ الرواد احمد بن محمد الشافعی الشافعی البغوی المتوفی ۳۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۳) المسند الصحيح على مسلم | یہ الحاکم محمد بن عبد اللہ کھڑکی، انیسویں صدی، ۱۸۸۸ء کو تالیف ہے۔

(۷) المستخرج علی مسلم | یہ حافظ ابوسعید احمد بن عبداللہ الاسفہانی المتوفی ۴۳۰ھ کی تالیف ہے۔

(۸) المخرج علی بن مسلم | یہ ابو زید حسان بن محمد القشیری المتوفی ۴۳۹ھ کو تصنیف ہے۔

۵۔ شیخ محمد بدین دہلوی بن خیرت نور علی مدنی، مقدمہ شرح مسلم جلد، ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد اصحی المطابع کراچی، ۱۳۷۹ھ

٥٤. شیخ طاهر بن صلاح الحکیمی
تذکرہ المنظر ص ۳۳. مطبوعہ مصر

شروعات صحیح مسلم

صحیح مسلم پر مشہور عثمانی نسخے، اور بیت سنی روایات تصنیف کی گئی ہیں درتقدیر ۱۰۱۰ھ میں ملازم اسحاق ابن اسحاق نے تصنیف صحیح مسلم کی روایت کے سروروز اور حقائق روایت کی بار کرتے رہے ہیں۔ سحر فیل میں چند شراح کے سرور ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱)۔ **المفہم فی شرح غریب مسلم** | یہ امام عبد الغفار بن حلیل غازی متوفی ۵۲۹ھ کی تالیف ہے۔

(۲)۔ **شرح مسلم** | یہ امام ابو القاسم حلیل بن محمد مصنفان متوفی ۵۳۵ھ کی تالیف ہے۔

(۳)۔ **المعلم بقواعد کتاب مسلم** | یہ ابو عبد اللہ محمد بن علی ماریسی متوفی ۵۳۶ھ کی تالیف ہے۔

(۴)۔ **الاکمال فی شرح مسلم** | یہ تاجیہ بن موسیٰ ماریسی متوفی ۵۴۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵)۔ **شرح مسلم** | یہ حماد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ ماریسی متوفی ۶۲۲ھ کی تالیف ہے۔

(۶)۔ **المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم** | یہ شرح براساس حسن عبد بن ابی حنیفہ ماریسی متوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔ اس شرح میں میں اختلاف جبرہ کے معانی، ۱۰۱۰ھ کی تالیف درالادب سے مستند دیگر نکات کو بیان کیا گیا ہے۔

(۷)۔ **المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج** | یہ شرح حافظ ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن زکریا، دمشقی متوفی ۶۷۶ھ کی تالیف ہے۔

اس شرح میں اس کی شرح کرتا، اللہ تعالیٰ نے اس شرح کو بے حد مستحب و پسند فرمائی، عام طور پر برصغیر کے علماء کے پاس بھی شرح ہے جسے صحیح مسلم کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے۔ حافظ تفسیر ابن عسکری متوفی ۷۸۸ھ نے اس شرح کا اختصار بھی کیا ہے۔

(۸)۔ **شرح مسلم** | یہ شرح ابو طرچہ لبسی بن مسعود مروزی متوفی ۸۴۲ھ کی تالیف ہے۔ پانچ جلدوں پر مشتمل یہ ایک نفیس شرح ہے۔

(۲)۔ مختصر صحیح مسلم | حافظ ذکی الدین عبدالمعین المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔

(۳)۔ شرح مختصر صحیح مسلم | یحییٰ بن عبدالمکعب مکرزی المتوفی ۶۵۰ھ کی تالیف ہے۔

(۴)۔ شرح مختصر صحیح مسلم | یحییٰ بن احمد الاسود المتوفی ۶۴۳ھ کی تالیف ہے۔

شرح و محققات و مستحبات کے علاوہ مسلم کے اسرار و حقائق میں لکھی گئی ہیں جن میں ابو جعفر محمد بن علی الاصغری المتوفی ۶۴۹ھ کی تالیف مقبوضہ ہے۔

شرح صحیح مسلم

از قلم: قاری عبد المجید شریف پوری بریل برعائید

۱۹۶۶ء میں پہلی بار میں نے علامہ غلام رسول سیدی کو دیکھا، کچھ عرصہ ان کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ یہ واحد غلام دین ہیں جو اس کم عمری میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، کچھ عرصہ بعد میں سے حضرت علامہ کی ایک کتاب خیر المیزان بریل اور پھر یہ نام میرے ذہن سے غور ہو گیا، ۱۹۸۲ء میں پاکستان سے برعائید شہر مولانا احمد نثار ریگ نے ایک نسخہ میں ایک ماہنامہ نکالا جس میں انھوں نے وجود بانی پر حضرت علامہ سیدی کی ایک مضمون شائع کیا، یہ مضمون پڑھ کر مجھے حضرت علامہ کے علم و فضل کا اندازہ ہوا، اس کے بعد پھر بہ نامہ ذہن سے غائب ہو گیا۔

۱۹۹۰ء میں میں نے پاکستان سے جس دینی کتابیں منکوب ہیں جن میں سے ایک کتاب کا نام "شرع صحیح مسلم" تھا اور مصنف کا نام تھا علامہ غلام رسول سیدی، میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا، اس کے پڑھنے میں اتنا سہولت آیا کہ جب تک چاروں جلدیں جملہ نہیں کر لیں، چین نہیں آیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ برعائید میں ہر روز نئے مسائل کا سامنا ہوتا ہے، کبھی عقائد پر کبھی احکامات پر کبھی معاملات پر غریب مسلمانوں کے اعتراضات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب شرع صحیح مسلم کا مطالعہ کیا تو خدا کے فضل سے ان کے بہت سے معاملات مل گئے، پھر پانچویں جلد آ گئی اس میں اور دوسرے بہت سے مسائل کی تائید تھی، اب جب کہ میرے پاس شرع صحیح مسلم ہے، مجھے کسی اور کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ایک دن کا واقعہ ہے میرے ایک نو مسلم دوست محمد خلیل نے مجھے فون کیا کہ میں نے ایک یہودی پر دھیس کرنا دیکھا جو شخص حوض کوثر سے پانی پینے کا اس کو دوبارہ پیاسا نہیں لگے گا، اس یہودی پر دھیس کرنے والے کو تو جہنم میں نہیں کس لیے بنائی ہیں، میں نے اپنے نو مسلم دوست سے کہا کہ گھڑ بدلوں کرنا، پھر ہم نے شرع صحیح مسلم کی پانچوں جلدوں کی فہرست دیکھ کر مگر وہ مسئلہ نہ مل، اس سخت پریشان برعائید تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا تھا، اس نے کہا کہ تمہارا پاکستان سے پاگل ہے۔ میں نے پارل کھولا تو وہ شرع صحیح مسلم کی جلد سادس مل گئی، میں نے جلد نہ فہرست دیکھی تو اس میں حوض کوثر کی بحث مل گئی، اور اس بحث میں اس سوال کا جواب بھی لکھا تھا کہ حوض کوثر کا پانی پینے کے بعد پیاس تو کبھی نہیں لگے گا اور جہنم کی نہروں کا پانی پیاس بجھانے کے لیے نہیں موصول لذت کے لیے پیا جلتے گا۔ اس سال جب علامہ صاحب برعائید آئے تھے تو میں نے ان سے چند مسائل کا ذکر کیا جو یہاں کے مسلمانوں کو رہش ہیں، آپ نے فرمایا میں نے شرع صحیح مسلم کی ساتویں جلد میں اس مسئلے پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے، ان شاء اللہ شرع صحیح مسلم کی تکمیل کے بعد کرنی یہ مسئلہ نہیں رہے گا جس کا حل شرع صحیح مسلم میں نہ ہو۔

حضرت علامہ کا مخرج صحیح مسلم میں اسلوب یہ ہے کہ آپ میں سند پر بحث کرتے ہیں تو پہلے قرآن مجید آیات سے استدلال کرتے ہیں پھر حدیث صحیحہ سے استشہاد کرتے ہیں اور بعد کے اقوال و روایات کے اصل آقا سے پیش کرتے ہیں اس سے بعد اس پر بحث کرنے والے جدید و قدیم مذاہب کے جرات دینے میں کتاب کو پڑھنے سے فاری کو امداد ہونا سب سے گناہ ہے اس نے اس کو سمجھنے دکت حدیث کتابوں کا طبع معاند کیا ہے پھر آپ اپنے معاند علی سے مذاکرہ کرتے ہیں تب کہیں جا کر اس مسئلہ کے متعلق اپنی طے قائم کرتے ہیں اور بعد ہی مسائل میں سے جس تائید مسئلہ پر آپ اپنی راستے پیش کرتے ہیں اس کے آخر میں لکھ دیتے ہیں اگر یہ رائے حق اور صواب ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے انصاف سے دیا ہے میری فکر کو تاہی اور صواب کی کمی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اللہ علیہ وسلم سے مراد ہیں۔

عام علم پر مکتفہ دلوں کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مشہور مصنف کی کتاب سے اس بات پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ اس مصنف کو کسی علم سے میں کوئی سرواچہ ہو گیا تو یہ بھی اس طرح مکتفی نہیں ہار دیتے ہیں اور نہ ترمیم کے اور معارف مصنفین تو الگ رہے۔ حضرت علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں متنبہ کیا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی اور ابوبکر بن تیمیہ وغیرہم کو بھی بعض مقامات پر حنفی مذہب کو نقل کر کے میں مہم ہوا ہے اس کے برعکس حضرت علامہ جب کسی مذہب کا مذہب نقل کرتے ہیں تو کسی دوسرے مذہب کی کتاب پر صاف صاف کہتے ہیں بلکہ اس مذہب کے محدثین سے حوادث نقل کرتے ہیں۔

حضرت علامہ جب کسی مسئلہ میں دوسروں سے اختلاف کرتے ہیں تو بہت اذیت نقل اور نقلی درجہ میں کرتے ہیں اور جس کتاب پر کہتے ہیں اس کا اثری حدیث وہ حق سے انکار کرتے ہیں جس کو وہ بدعتی حنفی کا نظریہ یہ ہے کہ اگر فقہ کا علم نہ ہو تو علمت کے چہرے اور انھوں کی حق دیکھنا مناسب ہے اور حضرت علامہ کے ایک موقع ضرورت کے علاوہ علمت کا چہرہ اور اذیت بھی واجب الستر ہے۔ اس مقام پر علامہ بدعتی سے اختلاف کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ علامہ بدعتی کی اگر دعویٰ بھی ہے سمجھتے فقہ حنفی کی حدیث اس کے علاوہ مکتفی نے جو علمت اسلامیہ پر مکتفہ حسان کیا ہے اس کے وجہ سے ہم بھی نہ میں اٹھا سکتے ہیں علامہ بدعتی کے علم و عقل کے باوجود ہم نہ کہتے ہیں نہیں۔ وہ سب کچھ کے چہرے اور انھوں کو سننے کے مستحق کرنا صحیح مذہب سے کہہ دینی ہے کہ مذہب ہم سے کمال اذیت کو بغیر کسی استثناء سے واجب الستر قرار دیا ہے امام فخری روایت کرتے ہیں انہی سے مذہب و علم نے فراموشی اور تاہم واجب مستتر ہے اور شرح صحیح مسلم ص ۵ نم ۶۵ ۶۶۔

اس سے پہلے صحیح مسلم کی جس حدیث میں ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح علامہ فخری کی ہے لیکن اس شرح میں آپ دیکھیں گے کہ علامہ فخری نے مذہب حنفی کی پوری زبان فراموش کی ہے اور کثیر مقامات پر مذہب اختلاف کا رد کرتے ہیں حدیث پر بہت فخری و علمی مذاہب کرتے ہیں، ہندو فقہاء خلاف پر یہ قرنی تھا کہ میں وہاں میں سے کوئی ایسا مرد میدان پیدا ہو جو اس کو قتل کرتا۔ اسے اور صحیح مسلم کی کسی شرح سمجھتے ہیں میں علامہ فخری کے تاثر اعتراضات کے جوابات میں وہ نہ مذہب پر مذہب حنفی کی برتری کا بیان جو وقتاً رسماً نے یہ سواد حضرت علامہ سعیدی کے نقیب میں لکھ دی تھی۔ علامہ بن مسعود نے لکھا ہے کہ صحیح بخاری کے جواب کے ترجمہ کی حدیث کے ساتھ ساتھ وقت بیان کرنا یہ بدعتی کی کامیت مسلمہ پر ترمیم ہے۔ رسول نے لکھا ہے کہ علامہ بدعتی محمود بن عبد بن

رحمہ اللہ نے عمدۃ الفقہ کی تفسیر کو تار و پاس سے جو جس طرح لومرہ می سے صحیح بخاری کی شرح لکھ کر ہم ساری کلاسیوں
اور اسے مدار سعیدی نے صحیح مسلم کی شرح لکھ کر ملازمہ نوری کا تفسیر تار و پاس سے دورانِ دلوں تہ جوں کی دھ سے محمد سند
بد کہ رد شیعین کے تفسیر سے تہ ہدی ہو گئے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ شرح صحیح مسلم صرف صحیح مسلم ہی کی شرح نہیں ہے
بلکہ یہ پوری صحاح ستہ کی تفسیر کی شرح ہے کیونکہ صحاح ستہ کی احادیث کم و سب سے کہیں میں صرف اس سبب مذکور ہے
کیا ترتیب کے لحاظ سے فرق ہے۔

ب میں چند مسائل کا ترجمہ ہے کہ ذکر کر رہے ہوں مثلاً ناسی کی ماست ایک یہ عنوان ہے جس پر سب سے پہلے
آج تک تفسیر تفصیل سے نہیں لکھی گئی سی طرح مسافت فقہ کی مس طرح حضرت نے تحقیق کی ہے وہ بڑے شخص سے فقہ
رکھتی ہے، اس مسئلہ پر فقہ نے اپنے صاحب کو لکھا کہ وہ فقہ سے اس مسئلہ کو تفسیر فرما
عصری مسائل میں سے بہت کم مسائل سے مدح، مقال حسن و مستحسن، وہ فقہ کی ہوندر ساری رحمت
مبسوط بحث کی ہے، اختلافات میں سے کم غیب، نور و جہ، بدعت و مہملہ رحمت سے بہت عظیم و مستحسن و احسن و احسن
تجربہ پر کیا ہے، رقم الحروف رکش میں بہت ہے، اس میں بیرون کی رحمت مستحسن ہے، مستحسن سوری عرب
کویت، بحرین، و تھیں و غنہ کے غنہ، علی تفسیر کے عنوان کے ہے یہاں سکا شیب پر تفسیر میں، المدد و اسے
وہی اختلافات میں مدح و مذمت و بدعت و بدعت میں، مدح و مذمت و بدعت و بدعت میں، مدح و مذمت و بدعت و بدعت میں
کے ملانے سے ہدایت کا منبع یہ ہے، میں نے ان کے ملانے سے مدح و مذمت و بدعت و بدعت میں، مدح و مذمت و بدعت و بدعت میں
ترغیوں نے کہا اگر واقعی مدح و مذمت کے ہی نظریات میں ترجمہ کرنے سے کوئی اختلاف نہیں ہے، سب سے
ان کی مدح و مذمت سے کہ کوئی صاحب مدح و مذمت کو مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
مسکاک کی تفسیر ترجمانی ہو سکے، مدح و مذمت جو مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
میں اور بریلوئیوں کو مدح و مذمت کی طرح کوئی گھر و ذرت قرآن دیتے ہیں اس کا مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
غیر مقلد عام کو شرح صحیح مسلم کے چند اقتباسات میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
شخص کے کما حقہ پر عیبت کر لوں۔

فصل در احادیث پر سید زکریا کی کتاب موجود ہے مگر اس میں لکھنے والے غلط طرز کی کتاب روایات جمع کی ہیں علامہ سعیدی
نے اس مسئلہ پر مدح و مذمت کے اقوال بیان کیے اور غلام کے تمام اقوال، احادیث کے جذبات دیے ہیں، اس سے پہلے اس
موضوع پر کراچی کے ایک مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
شرح صحیح مسلم میں مدار سعیدی کی تحقیق سب سے زیادہ جانتی ہے۔

Test and a barney پر بھی حضرت مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں
تو بہت محظوظ ہوا، چند دنوں کے بعد میں ایک میٹنگ میں شریک ہوا، جس میں ایک دین کے قریب انگریز سکا رہا، محمد تقی، اس
مجلس میں میں نے اسلام کی حقانیت پر چند باتیں پیش کیں، میں نے کہا میں نے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا، وہ مستقبل
کی خبریں دینا تو لگ رہا میں تو ان کے ایک غلام کی رحمت بیان کرتا ہوں، علامہ شمس الدین غفری کے لکھا ہے کہ:
جس شخص کا آرتھریٹس سٹا ہو جو مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں مدح و مذمت میں

عورت کی اہلام ثانی میں پینے لگا، اور پھر بیدار ہو جائے گا تو اس کا نسب اس عورت کے متبرک سے ثابت ہوگا، اور چونکہ وہ شخص جو عا نہیں کر سکتا اس سے فقہار نے عورت کو بلیغ کے ساتھ بیکاری کی اجازت دی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۳) میں نے کہا ہندوئی سائنس کو آج معلوم ہوئے کہ نیا جماع کے پھر پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ ہم سے فقہان سے ایک ہزار سال پہلے یہ مسئلہ بتا دیا تھا۔ جب انھوں نے یہ تقریر سنی تو ان میں سے دو انگریزوں نے اسلام قبول کر لیا، ان میں سے ایک کا نام محمد سعید اور دوسرے کا نام محمد طاہر رکھا، اب یہ تھان کے نعل سے وہ دونوں نماز و طہرہ سیکھ رہے ہیں۔

مدیر مدرس کی جس عبارت کا حوالہ سن کر دو انگریز مسلمان ہو گئے وہ تقریباً ایک ہزار سال سے مبسوط میں چھپ رہی ہے، لیکن اس عبارت کو مبسوط میں لکھنے والے نے اس کو ٹیسٹ ٹیوب سے فیہ بریق کرنے سے وہ اسلامی فقہان نہ بنیں اور افاقیت کو اُٹا کر کرے گا مگر اندر کیج سیکھ کر سے۔ انی ملاقات کے مسئلہ پر ایک معصی مادہ کی تحقیق پڑھ کر جانے ایک خطی عالم دین نے مذہب میں کہہ دیا کہ میں مسئلہ میں فقہاء احناف کا مسلک درست نہیں ہے، لیکن جب انھوں نے شرح صحیح مسلم میں تمام علامات کے جو امتیاز سے خوب معلوم کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ لقب و احناف کا مؤقت ہی پر حق ہے۔

علامہ سعیدی وہ دوسرا وہ ہیں جنھوں نے وہ دور میں دشمنان سے بولنے کی شخصیت سے جس سے ممکن ہے ملائکہ کے تمام اعلاہات اخذ کرتے ہیں یہ گفتگو امت سے ملتا ہے کہ سے بولنے کے خوب وقت حدت مدد سعیدی نے نکالے کیونکہ ملائکہ حزمہ مدد میں ہوں ملائکہ کے وقت سے ان کے خود کوئی کرتے ہیں، غور نہ دوس سے کنی بار انکار کرتے کے متبعین نے مسئلہ پر بحث کی کہ میں ان کو ان سے نہیں خوب سب سے تمام باتا، لیکن جب سے میں نے نہ سمجھ سکا میں میں بحث کر رہا ہے ممکن ہے ملائکہ کو اسکت خوب وقتوں۔

ایک اور اہم موضوع سے اسلامی سیاست کا مسئلہ میں کہتے ہیں کہ یہاں یہ مادہ میں ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں اسلام اور جہوریت، ایک ہی چیز سے عارفہ و تاریخی موانع کو مہیا ایک مسلکی جس خلیفہ جو سکتا ہے بارش کا، اسلام میں وجود نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ مدیر سعیدی سے اس موضوع کو نکال کر بیت شخصیت سے میں کیا ہے، میں یہی رہنماؤں کو پیشورہ دوں گا کہ وہ نہ سمجھ سکا میں میں بحث کر رہا ہے۔

فقہ کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حج کا نفل سے عرب باہر سے کے ساتھ سورہ فاح کو کھنا جائز ہے، یہ قول انھوں نے ائمہ علماء سے اس کے متعلق یہی مگر جو کہ بہت سے بڑے بڑے فقہاء نے لکھی تھی، یہی سب نے اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا، مدد سعیدی سے پہلی بار اس غور کو کر رہا ہے

میں کہتا ہوں کہ خیر یا پیشاب کے ساتھ سورہ فاتحہ لکھنے والے کا بیان جہو میں ہے اگر کسی آدمی کو روزہ نشی سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کو شفا ہو جائے گی تب بھی اس کا یہ ماننا اس سے بہتر ہے کہ وہ خیر یا بیت کے ساتھ سورہ فاتحہ لکھنے کی جرات کرے، لہذا ان فقہاء کو حاف کرے ان کی کانٹا لکھنے اور حیات مستفید کرے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شیعہ سرزد ہو گیا اور ان کے ذہن میں قرآن مجید کی عزت و حرمت بہت زیادہ تھی۔

(شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۵۵۷)

آپ نے دیکھا حضرت علامہ سعیدی نے فقہاء کے طرز و کلام کو بھی برقرار رکھا اور اصل مسئلہ بھی حکیمانہ طریقہ سے بیان کر دیا۔

یہ سید کی بیعت، موشگرم اور سرمایہ داری، فلاحی بانڈ، ریجم، عدالت کی تباہی، فکریس اور کتاب اکھنڈ کے متعلق تبصرہ کرنا چاہتا تھا، مگر طوالت کی وجہ سے میں نے اس وقت ترک کر دیا میری رائے میں شرح صحیح مسلم، مشرق اور مغرب کے لوگوں کے لیے یکساں مفید ہے اور علامہ غلام رسول سعیدی کا نام ان شاء اللہ تاریخ میں اسی طرح زندہ رہے گا، جس طرح علامہ نووی، علامہ ابن حجر، مسلمان، علامہ بدر الدین عینی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ علی قاری اور دیگر کارِ علم، کا نام زندہ ہے۔

بلاشبک و شبہ شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی کی محنت اور کاوش کا ثمرہ ہے لیکن اس عطیہ کرام کی تکمیل میں دورِ مسلم نیمہ اور اس کے اثرِ سفید کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ محمول سے علامہ سعیدی کو اس قدر بدولتیں مل چکی ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ شرح صحیح مسلم کی تصنیف میں مصروف ہیں، خود حضرت علامہ سعیدی نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث سید نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صرف دو پیر پڑھانے کا مکلف کیا ہے، وہ حدیث تدریس کے موضوع پر پڑھانے میں وہ اپنی تمام دینیات و شرعیات صحیح مسلم کے لیے وقف ہیں اس کے علاوہ انھوں نے اپنی دارِ علوم و نامہ گاہوں کی چابیاں حدیث و علم کے حوالے کر دی ہیں تاکہ ان کو تحقیق و تدقیق کے دوران کوئی رکاوٹ نہ ہو، اللہ تعالیٰ حدیث غنی صاحب رحمہ اللہ کو جنت میں اصل مقام عطا فرمائے اور ان کی تمام حسنات کو مقبول فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو ان کے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔

اس سلسلہ میں دوسرا نام حضرت پروفیسر غنی غنیب، ارحم الراحمین، صاحبِ عقیدہ کا ہے جن کے تعلق احداث علامہ سعیدی نے مجھے بتایا کہ دراصل علومِ فیمین وہ ان کے سب سے بڑے حلیف اور پیرو ہیں اور محض قدرتی تدانیت سے وہ بکثرت رکھتے ہیں اور ان کی خواہشیں کا احترام کرتے ہیں، شرح صحیح مسلم کے کام میں وہ مددِ اوقاف سے ان کے تعاون ہیں، فریاد کیا شاں سے ناکام ملکا اعلیٰ کی وساطت سے ملے جاتے ہیں، اور شرح صحیح مسلم کے بعض مباحث میں حدیثِ علامہ سے مشورہ بھی کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں تیسرا نام سید محمد عجاز، ملک فرید بک، سسٹن کا ہے جنھوں نے اپنی تلمیذی کے باوجود تہذیبی و علمی اور برقی رفتار سے ساتھ شرح صحیح مسلم کی طباعت کی، ملاحظہ کیا کہ حدیث و تفسیر میں مثالی شمس کو قائم رکھی اور اس کی متوالی قیمت رکھی، اس وقت مارکیٹ میں اتنے صفحات کی جس قدر کتابیں ہیں شرح صحیح مسلم کی قیمت سب سے کم ہے، وہ کاغذ طباعت اور جلد کا معیار ان سب سے بہتر ہے۔

خیر میں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ کے معاونین کی اس محنت اور کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو ایسے فضل سے ہمراز کرے۔ آمین

عبد المجید شتر قجوری پرنس برقیہ

26 Brutonville Rd, Easton

Bristol B 956 DA England

Tel: 0272 - 351318

شرح صحیح مسلم

بقلم مفتی محمد گل رحمان ری بکھارت نہ

شرح صحیح مسلم علامہ مہدی کے تدریس کے تحت لکھی گئی ہے۔ بل سنت کے نئی کارناموں میں علامہ کا خوشنودت رہے، بعد میں لکھنے والوں کے لیے تشریح و تحقیق کی سہولت رہے، اور حفظہ علامہ کی سعادت و کائنات کے لیے پُر امید و سیدہ ہے۔

حدیث علامہ مہدی نے ہم مسائل فقہاء مہدیوں کے ساتھ پیش کیا ہے جس کا اندازہ آپ کی حدیث اور عقیدہ تحقیقات سے ملے گا۔ ہونا ہے۔ تشریح صحیح مسلم در عمل اور احادیث کے ساتھ۔ درمیان میں علامہ نے بیان تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں احادیث سے حدیثی مسائل و مسطور کیا گیا ہے۔ درمیان میں احادیث کے زور سے ترجیح کا مقام حاصل کیا ہے۔ جب مسائل میں آپ سے حدیث فقہاء میں حاصل کیا ہے۔ ہر کوئی محض لکھنے والوں کی روشنی میں اپنے علم و فکر کا۔ نہ جہاں پر المیہ۔ درجہ علامہ کے مہذب و مستعد علامہ نے حدیث فکر کے پیش نظر یہ ان کا علمی حق ہے۔

علامہ کے مسئلوں کے تحت علامہ کے مسائل کا کتاب و سنت سے مکتوب علامہ، ان تقویٰ علامہ کا منصب ہے، جو شبہ کنی فروغی مسائل میں حضرت علامہ نے ترجیح دے کر یہ کتاب مسائل حاصل کی ہے۔ چنانچہ درود سعادت و مسلسل محنت و کوشش کا ثمر ہے۔

حضرت علامہ نے شرح صحیح مسلم میں سنت مسلم کی سہولت کے پیش میں اس قدر احتیاط کیا ہے تاہم بعض مسائل میں انہوں نے مکرر ستر، عقیدہ کب سے مشاعرات عامہ جس ذریعہ بلاغ کی جگہ جوجی کی۔ وی، و دیگر وجہ کو اسلام کی شہادت کے لیے احتمال میں لانا جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ در سنت مسلم کا اس درجہ سے دور علامہ کی معاشی ضرورت کے پیش نظر غرضتین اسلام کے تعلیم کا حصول، و رفتہ رفتہ علامہ کے تحت علامہ کو فقہاء، وقت کا تقاضا اور تقاضا علامہ کے تحت آتا ہے، و نہ سہولت بادی کے نفع علامہ کے معاشی و معاشی حقوق کا پیہر نہ ہونا فقہاء کا باعث ہوگا، و نہ ضرر کی اس قسم کی مشکلات کے لیے مزید غور و فکر و اجتہاد کی ضرورت ہے۔

جدید مسائل کرمل کرنے میں حضرت علامہ نے انتہائی سعی جمیل سے کام لیا ہے۔ حضرت علامہ مہدی نے شرح صحیح مسلم کو رد و ان میں لکھ کر، مددگارین علامہ اور بی تحقیق و متصفین کو جدید انداز میں فکر و اجتہاد کے ساتھ اسلامی علوم کی تشریح و توضیح اور مستطاب و عمل کا راستہ دکھایا ہے۔ عام مسلمانوں اساتذہ حدیث و علم حدیث کو شرح صحیح مسلم

ہمارے ملک پاکستان میں ریڈیو اور ٹی۔ وی کی نشریات ہوتی ہیں ان میں صرف برے ماہ زیادہ سے زیادہ ایک فیصد
دینی اور اسلامی پروگرام ہوتے ہیں اسی بنا پر کسی نے صد ہونے پر سوچتی ہے کہ درجہ اولیٰ خلاق عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں۔
ابھی جو شخص ریڈیو اور ٹی۔ وی کی نشریات سنے گا اور دیکھے گا اس پر اس ایک فی صد کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس وہ سننے
نے صد میں ثواب جاسے گا، ریڈیو اور ٹی۔ وی کی نشریات کے شرعی حکم کو اس حد سے مستبعد کیا جاسکتا ہے۔

یستلومک عن العسر وانعسر قد فیہما
تہد کبیر ومنہ نفع للئن من والہما کبیر من
نفعہما۔ ۱ بقراءۃ ۲۰۹

لوگ آپ سے شراب اور جھوٹے کے متعلق پوچھتے ہیں
آپ وہاں دیکھتے ہیں وہاں میں بڑا گناہ ہے وہ لوگوں کے لیے
کچھ فائدہ سے بچا جائے اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے

بہت بڑا ہے۔

شرعی احکام میں میرا جی نہیں ہے بستر ٹھیکہ دیاں شرعی گناہیں ہوں اور جس چیز میں شر بہت زیادہ غالب ہو وہ
غیر بہت مغلوب مردانہ جہت اسلام کا ہے۔ جہت سے کہ وہ نہ کثیر کی نہ پر غیر قبیل کو ترک کر دیتی ہے۔
آج کل دنیا میں بہت سے یہ ٹیویٹ ٹیلی ویژن عالمی سطح پر اپنے پروگرام نشر کر رہے ہیں اور ان کی نشریات
سٹیشن کے ذریعہ تو یہ دنیا بھر میں دیکھی جا رہی ہیں۔ سیاسی میں ٹیلی ویژن، ٹی بی سی ٹیلی ویژن اور شارٹ نیوٹین
وغیرہ اگر بعض ممالک مسلمان عالمی سطح پر ایسا بر ٹیویٹ ٹی۔ وی چینل قائم کرے جس کی نشریات شدت کے ذریعہ عالمی سطح
پر دیکھی جائیں اور ان نشریات سے بہت اور صرف اسلامی بہت نشر کی جائے جس میں ذہن مجید کی تلاوت اور تفسیر
اور احادیث پر بھی جائیں اور کس مو اور خالص اسلامی اور فقہی مسلمات مہیا کی جائیں اور جو امن کی نشاں دیکھتی
سے لگی اعتبار کیا جائے اور توجہ دہانے میں اسلام کو کہیں کیا جاسکتا تو اس کا دیکھنا وہ سننا ماننا ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

مقدمہ از شاخ صحیح مسلم

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور ان کی تہذیب کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حجاب سے پہلے تک صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و رسمہ کے شہد کے ہونا ہے ان کے سب سے پہلے ہدایت میں بھیجا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کا خلاصہ کیا غلویت و جہولیت، سفور و عورتی حالات سے لے کر علم و سائنس و طب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ نہیں ہے مگر اس دھڑکتی ہوئی زندگی نے محفوظ کر دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ سب سے بڑے کرمیوں کے احادیث محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کے عہد تا نہیں رہے۔ یہ ہیں۔ سننے والے اور کتابت کے عمل کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ وہ یہی حدیث جو کسی کے بعد حدیث کی باقاعدہ تہذیب بن گئی۔ اور ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں تیار ہوئیں۔ ان میں سے اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت میراث اور دین کی مکمل تصویر پہنچ سکی۔

کاربرد و فائدہ اور مہر و نجات نے تہذیب کی جہت سے ان حدیثوں و فقہ کی فقہ، انھوں سے بار بار ایک حدیث کی تمام سیکنڈ و سیل کا سہو کیا۔ غلبہ حدیث میں کوئی چیز ان کی بار میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی، وہ اپنے شاگرد و شاگرد سے بھی احادیث روایت کھاتے تھے۔ انھوں نے امت کو سب سے سب سے حدیثوں میں محفوظ کیا، انھیں حدیث کو پرکھنے کے لیے علم حاصل ایسا کیا۔ اور میں میدان میں حدیث نگار کے ہر علم سے ہر علم و سب سے علم حدیث کے ان مشیخ کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ حدیث کی جہت میں کیا عیب ہے اور کدورت کے پاس آج احادیث کا یہ سرمایہ ہونا تو دین کی بے غلویت و جہولیت و غلویت۔

صحیح مسلم کی تہذیب شروع کرنے سے پہلے مناسب مہر و نجات کے بعد حدیث کے بعد موضوعات پر اجاب گفتگو کر لی جائے تاکہ قارئین کو حدیث تہذیب کی مثال و تہذیب و معرفت حاصل ہو سکے، اس سلسلہ میں ہم حدیث کی ضرورت و حقیقت اور تہذیب پر مختصر گفتگو کریں گے۔ اور اس کے بعد حدیث کی تعریف، اقسام و کتب حدیث کی افلاح و روشنی پر مختصر محاضرات کا مختصر بیان کریں گے۔

فرمان کریم میں شرفائی نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی بیان فرمائے ہیں، جن کی تہذیب ضرورت حدیث و تشریح تہذیب و تہذیب کے ممکن نہیں ہے نیز علماء کی تہذیب و تہذیب بیان کرنے کے لیے اسوۂ رسول کا ضرورت ہے۔ احادیث رسول ہمیں قرآنی حکام کی تفسیر و تہذیب و تہذیب سے ملنے والی ہیں، مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج،

حج اور عمرہ پر محض امانتیں ہیں۔ ان میں اتنا فرق ہے کہ وہ مسلمان ہیں تاہی جو شریعت میں مقرر ہے۔ پس اگر عورت رسول کو جہد نہ جوں تو جہاد سے اس کو کبھی کبھار منع نہیں کیا جائے گا۔
حجیتِ حدیث : حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام سے روایت ہے:

۱. و جعوا لہ و جعوا لہ (آل عمران: ۳۲)
 ۲. و ما ت کہ رسول فخذوا و ما ت کہ عدا فاقتلہ (آل عمران: ۳۱)
 ۳. قدر کنتہ تحبوت اللہ و یحبو (آل عمران: ۳۱)
 ۴. بقدا کاں کہ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب: ۲۱)
- ان آیات مبارکات معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت نہ آپ کے انکار کی قیادت نہ آپ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ" (جو میری نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا)۔

ان آیات مبارکات معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت نہ آپ کے انکار کی قیادت نہ آپ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ" (جو میری نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا)۔

عادت سے منع نہ کرنا اور عادت سے منع نہ کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ" (جو میری نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا)۔

و انزلنا لیلک لعلک تتبین بینک من ھا (فصل: ۴۴)
 نزل سیدھا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَحْمِلُ لَكُمْ نَظَائِرَ وَبَرٍّ عَزِيزٍ ۝۱۵۷ (اعراف: ۱۵۷)

رسول اللہ ان کے لیے پاک چیزوں کو مان کر رہے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا تو ان میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے، ان کا ذکر صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے دامن و دندان اور پند و اندیشہ کو حرام کیا، اور اگر کشتی اور شہر ت ال جن کو ترک کیا، اور ہمارے لیے ان حکام کا علم صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول کو تحت زمانہ جائے تو علت و حرمت کے تمام احکام کے لیے شریعت، اسلامیہ تکفل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کے نفس مضمون کو سمجھنے کے لیے بھی ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے۔ کہو کہ قرآن مجید کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہو سکتا ہے جن دنوں کسی خاص سبب سے کوئی آیت نازل ہوئی ہے اور بعض مرتبہ مکرر کن یا مثلاً یقین کی کسی بات کے رد میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے کبھی کسی آیت میں مہم رسالت میں ہونے والے کسی واقعہ پر اشارہ ہوتا ہے اور کبھی کسی مسئلہ کے پس منظر پر سبب نسل کا ذکر ہو سکتا ہے اور کبھی وضع معنی سمجھ میں نہیں آتا اور اگر ہم قرآن کے یہ احادیث نوید ایک معتبرامد و رجحان سے قرآن مجید کی بعض آیات کی حدیثوں اور معنی کو سمجھ لیں گے۔

عام طور پر مسکریں حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ابو

تدوین حدیث سالہ کی گئی ہے اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار ہیں جس کی بنا پر یہ قول سخت مضبوط و قریبی پر مبنی ہے کیونکہ احادیث رسول کی حدیث و کتابت کے سلسلہ میں مہم رسالت سے کہ کتابت میں نہایت کمال اور سے مسلسل اور تدریج کا یہ منظر ہوتا ہے اور وہ حقیقی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی قطع میں بھی اس کام کا اطلاق نہیں ہوا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مبارک زمانہ میں مندرجہ بالا حدیث کو رقم بد کہ لاشعور کر دیا یا امام بخاری ہی ایسی صحیح میں روایت کرنے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ وہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قول خطبہ دیا۔ بن کے ایک شخص (ابو شاہ) نے آکر عرض کیا۔

میرے لیے یہ خطبہ کچھ دیکھئے۔

اكتب فی یادسون رتہ

آپ نے حکم دیا:

اس شخص کے لیے خطبہ کچھ دو۔

کتبہ فی خلاصہ

اس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو احادیث سمجھنے کی عام اجازت تھی۔

اہم اور اور روایت کرتے ہیں:

عن عید اللہ بن عمرو قال کنت
اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اريد حفظہ فنهتني وقالوا
تکتب کل شیء اسمعه ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بشریتکلم فی الغضب والرضا
فامسکت عن الکتابۃ فذکرت ذلک الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما ما سمع
الی فیہ فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ
ما ینحرج منه الا حق۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں یاد کرنے کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سن کر ہر بات کو لیتا تھا بعض لوگوں نے مجھے منع کیا کہ
کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر بات کو لیتے
ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک بشر ہیں
کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض رہیں گے میں نے جواب
دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر میں نے جواب
دیا تو ان کو کیا تو آپ نے پانی انگلی سے اپنے منہ کی طرف تھام
کر کے دیا بھی کر دیا۔ تمہارے اس وقت ان کے قبضہ میں
میرے جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے احادیث کہنے کا تذکرہ کیا
ہے فرماتے ہیں:

ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احد اکثر حدیث عنہ منی الا ما کان من عبد
اللہ بن عمرو فانه کان یکتب ولا اکتب بل

صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہ تھیں سوا عبد اللہ
بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں
نہیں لکھتا تھا۔

امام بروافور درامہ بخاری کہ ان روایت سے یہ ثابت ہو رہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی احادیث تلبد کیا کرتے تھے۔
رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھیں اللہ تعالیٰ منہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج سے ان کا حفظ بہت تیز ہو گیا تھا اس وجہ سے
وہ احادیث نہیں لکھتے تھے تاہم ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کتب اور منی لفظ کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔
چنانچہ عمر بن امیہ بیان کرتے ہیں:

تحدثت عند جہیر بن عبد بن جندب فخذ بیدي
الی بیتہ فارنا کتبا من حدیث النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وقال ہذا هو مکتوب عدی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پر گفتگو
ہوئی تو وہ یہ بات پکڑ کر اپنے گھر لے گئے وہیں احادیث
کی کتابیں رکھی تھیں اور کہا کہ مجھ کو حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس انکی تمام روایات بھی برقی محفوظ تھیں، حافظہ ان کی جبر مستعدان فرماتے
ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسالت میں احادیث نہیں لکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے احادیث

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث مترقی ۲۷۵ھ سن ۱۰۱ھ مطبوعہ مطبعہ ولی محمد امین مسر کرچی

۲۔ ابو محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۵ھ سن ۱۰۱ھ مطبوعہ دار المعرفۃ مطبعہ کراچی ۱۴۸ھ

۳۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر مستدرق متوفی ۸۵۲ھ مطبوعہ فتح ابابہ ج ۱ ص ۲۱۷ مطبوعہ

جامع اسلوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا۔

کتاب احادیث کے ان اوراق کو پیش کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مشہور کتب احادیث کا اجماع قارئین ذکر کر دیا جائے۔

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں:

صحیح بخاری کی احادیث کا بیان

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے سب سے پہلے احادیث صحیحہ کا مجموعہ تصنیف کیا اور ان کے بعد امام ابو النجاشی مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ نے احادیث صحیحہ کا مجموعہ پیش کیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم، کتاب اللہ کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں اور ان دونوں میں صحیح بخاری زیادہ صحیح ہے، حافظ نیشاپوری اور بعض متاخر علماء حدیث نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے، اس کا مکمل یہ ہے کہ صحیح مسلم میں صرف احادیث صحیحہ ہیں جب کہ صحیح بخاری کے ترجمہ میں بعض غیر صحیح احادیث بھی موجود ہیں لیکن محنت اور قوت کے لحاظ سے صحیح بخاری کی احادیث صحیح مسلم پر ترجیح ہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کتابوں میں تمام احادیث صحیحہ کو سمجھ کر نہ صرف نقل کیا، امام بخاری نے خود لکھا ہے میں نے اپنی کتاب جامع میں صرف احادیث صحیحہ کو درج کیا ہے اور طریقت کی وجہ سے میں نے ان احادیث صحیحہ کو ترک کر دیا اور امام مسلم نے کہا ہے کہ میں نے اپنی صحیح میں نہ ان احادیث کو درج کیا ہے جن کی محنت پر اجماع ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ بن ابراہیم نے کہا کہ امام بخاری اور امام مسلم سے جو احادیث روایت کی ہیں ان کی تعداد بیست کم ہے، لیکن یہ نقل صحیح نہیں، یہ متر وک احادیث کم ہیں کیونکہ امام حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری کی مستدرک علیٰ شعیبین بیست بڑی کتاب ہے اور جہازی سازک چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں ان احادیث صحیحہ کی بیست بڑی تعداد ہے، جو امام بخاری و امام مسلم کی شرطوں کے موافق ہونے سے باوجود ان کی کتابوں میں نہیں ہے، درغور امام بخاری نے کہا ہے کہ مجھے ایک لاکھ احادیث صحیحہ اور دو لاکھ احادیث غیر صحیحہ حفظ ہیں، جب کہ ان کی کتاب صحیح بخاری میں صرف اسی احادیث صحیحہ کی تعداد سات ہزار و سو پچیس ہے اور ان میں سے احادیث صحیحہ کے حذف کرنے کے بعد کل احادیث کی تعداد چار ہزار ہے، ہاں اگر آثار صحابہ اور تابعین کو بھی شمار کیا جائے تو یہ تعداد اس سے زیادہ ہے اور محدثین کی اصطلاح میں جو حدیث و حد و سندوں سے روایت کی گئی ہو اس کو بھی وہ حدیثیں قرار دیا جاتا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی سے اس طرح کل احادیث کی تعداد نہ ہزار یا سبائیائی سے اعلافت مکررات کے بعد کل احادیث مرفورہ کی تعداد دو ہزار چھ سو تیس بتائی ہے۔

صحیح مسلم کی احادیث اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تقابل کا بیان

معارف بخاری لکھتے ہیں:

بعض اہل مغرب نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے حافظ ابو علی حسین بن علی نیشاپوری نے کہا ہے کہ اسلام کے نیچے امام مسلم کی کتاب سے زیادہ کوئی کتاب صحیح نہیں ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ امام بخاری کی کتاب کے فوائد زیادہ ہیں اور اس کے مصادر دقیق ہیں جن راویوں سے روایت کرنے میں امام بخاری متفرد ہیں ان کی تعداد چار سو پینتیس ہے اور ان میں سے جن کو ضعیف کہا گیا ہے ان کی

اہم ترمذی سے پہلے امر حدیث کے نزدیک حدیث کی ہر طرف دو قسمیں معروف تھیں، صحیح اور ضعیف، اور ضعیف ان کے نزدیک وہ بھی جو صحیح کے درجہ سے کم ہو، پھر اگر ضعیف کا رادی متوجہ بالکذب یا کثیر غلط ہو تو وہ ان کے نزدیک متروک ہو جاتا تھا اور اگر اس کا رادی مستہم یا کذب نہ ہو تو وہ ان کے نزدیک حسن نوری تھی اور امام احمد نے جریہ کہا ہے کہ حدیث ضعیف یہ عمل کرتا قیاس سے اولیٰ ہے اس سے ان کی یہی مراد ہے۔

امام ترمذی کے نزدیک مستور کی حدیث بھی حسن سے (جس راوی سے ایک سے زیادہ لوگوں نے روایت کی ہو اور اس کی توثیق نہ ہو) مستور ہے، اور جو روای مانظر کی غرائی کی وجہ سے ضعیف ہو اور جو حدیث میں غلطی و زللہ کرنے کی وجہ سے ضعیف ہو اور اختلاط کے بعد مختلف حدیث اور مختلف کرنے دار اس اور جس کی سند میں انقطاع و خفیف ہو۔ ان تمام راویوں کی حدیثیں امام ترمذی کے نزدیک حسن ہیں، بشرطیکہ ان میں کوئی راوی متہم بالکذب نہ ہو (۲) اس حدیث کا اسناد شافعیہ ہو (۳) وہ حدیث مشککہ یا نحوہ کسی اور سند سے یا کئی اور اسناد سے بھی راوی ہو۔ اور یہ تمام حدیثیں ایک مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ بعض، بعض سے قوی ہوتی ہیں، امام ترمذی کے انتقال سند کو اصل اور میسر نہیں قرار دیا اس وجہ سے وہ بہت سی احادیث نقطہ کر بھی حدیث حسن کہتے ہیں۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

حافظ ابو طاهر سلطی نے جو یہ کہا ہے کہ مشرق اور مغرب کے علماء کا کتب خمسہ کی حدیث کی حکمت پر اتفاق ہے اس کی توجیہ میں ابن سبید الناس نے یہ لکھا ہے کہ اس سے دو بقیہ نہیں ہوں (ابو داؤد، ترمذی اور نسائی) کی وہ احادیث ہیں جن کے متعلق ان کے مصنفین نے ضعف کی تصریح نہیں کی وہ ان پر حکمت کی ایسی تمام حدیث صحیح ہیں، لیکن مطلقاً یہ قول درست نہیں ہے بلکہ ان کتاب میں ایسی حدیث بھی ہیں جن سے امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے غلام نہیں کیا اور نہ کسی اور نے کلام کیا ہے اس سے باوجود وہ حدیث ضعیف ہیں۔ اہم علامہ نووی کی توجیہ حسن ہے انھوں نے کہا ہے کہ بقیہ نہیں کتابوں کی اکثر احادیث رقیق مستدل میں الدیرہ رحیمی سرسکتی سے، صحیح اور جس کی درجہ بہت ان کتابوں میں ضعیف احادیث پر بہت کم ہیں اس لیے حافظ سلطی نے ان کا اقتدار نہیں کیا۔

حافظ ابو اسماعیل سے وی یہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک امام ترمذی کی کتاب امام بخاری اور امام مسلم کی کتابوں سے زیادہ نفع رسا ہے، کیونکہ ان کی کتابوں سے منہجہ عالمی سے موازنہ کرنا زیادہ نہیں اٹھا سکتا اور جامع ترمذی سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

جامع ترمذی کی کل احادیث مقصورہ کی تعداد ۳۸۵۵ ہے اور تراجم اور شواہد کو ملا کر یہ تعداد ۳۹۵۶ ہے۔

امام ترمذی بن العاصی لکھتے ہیں:

سنن ابو داؤد کی فنی حیثیت کا بیان امام ابو داؤد سجستانی کی سنن بھی حسن کے قبیل سے ہے، جو نے امام ابو داؤد سے روایت کی ہے انھوں نے کہا میں نے ان کتاب میں صحیح اس کے مشابہ اور اس کے مفارب احادیث کو جمع کیا

۱۔ حافظ ابو حفص احمد بن علی بن حجر مسکنی متوفی ۸۵۲ھ، انکس علی کتاب بنی اعلیٰ ج ۲ ص ۲۸۰ ۲۸۱ خلاصہ، حیات اہل بیت اسلامیہ، بیروت ۱۳۰۴ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۹۰ھ، فتح المغیث مترجم لکھنؤ ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶

سب اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ وہ ہر باب میں اس باب کی صحیح ترین حدیث کو ذکر کریں گے، اور امام ابو داؤد نے کہا میری کتاب کی جس حدیث میں شدید ضعف ہو میں اس کو بیان کر دیتا ہوں اور جس حدیث کے متعلق میں کچھ ذکر نہ کروں وہ سند لال کی صلاحیت رکھتی ہے، اور بعض حدیثیں بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔

(حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں) میں کہتا ہوں ہم نے یہ دیکھا کہ جس حدیث پر امام ابو داؤد نے سکوت کیا اور وہ حدیث بخاری اور مسلم میں نہیں ہے اور نہ کسی ماہر نقاد نے اس کی صحت کی تصریح کی ہے تو ہم نے اس حدیث کی یہ ترویث کی ہے کہ وہ امام ابو داؤد کے نزدیک حسن ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ حدیث کسی اور امام کے نزدیک حسن نہیں ہوتی، اور وہ بخاری بیان کر دے حسن کی ترویث کے مطابق ہوتی ہے (زیر تحریر مقدمہ میں حسن مذات کی ترویث میں)۔
 پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ سعدی غفرلہ، حافظ ابو عبد اللہ بن سعد نے محمد بن سعد باوردی سے روایت کیا ہے کہ امام ابو عبد الرحمن نسائی کا مذہب یہ تھا کہ وہ راوی جس کے ترک پر جماع نہ ہو وہ اس کی حدیث نہایت کر لیتے ہیں، امام بن سعد نے کہا اسی طرح امام ابو داؤد بحث فی وجوب کسی ماہ میں ضعیف راوی سے سوا اور کسی کی حدیث سے قوی سند ضعیف سے حدیث روایت کر لیتے ہیں کیونکہ امام ابو داؤد کے نزدیک حدیث ضعیف بھی لوگوں کی رسوخ سے قوی ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ امام ابو داؤد سے یہ روایت ہے کہ جس حدیث پر ائمہ نے سکوت کیا ہو وہ حسن ہے، لکھ حافظ زین الدین طاقی لکھتے ہیں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر نے حافظ ابن الصلاح پر یہ ائمہ اہل کیا ہے کہ جس حدیث کے متعلق امام ابو داؤد نے سکوت کیا ہے نہ ضعف کی اس کو امام ابو داؤد کے نزدیک قطعاً حسن قرار دینا صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ احتیاج و مستند لال کی صلاحیت رکھتی ہے، اور ائمہ اس حدیث صحیح بھی ہو سکتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر امام ابو داؤد صحیح اور ضعیف کے درمیان حسن کے یہ تہ کے قابل تھے تو احتیاط اس میں ہے کہ اس کو حسن قرار دیا جائے، اور اگر وہ متقدمان کی طرح حدیث کی شدت و قوتیں صحیح اور ضعیف قرار دیتے تھے تو نیز صحیح اس کو صحیح کہنے کی عادت ہوئی، اس سے بھی قہر طے ہے۔

حافظ ابو الفتح عینی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابو داؤد نے حسن کی طرف بالکل نہیں کی، بلکہ ان کا قول امام مسلم کے قول کی طرف سے، امام ابو داؤد نے کہا کہ میں نے حدیث صحیحہ و حسن کے متناہ اور متناہ ب دونوں کا ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے کہا ہے کہ حدیث صحیحہ و حسن وہی ہیں جو مالک، شعبہ اور سفیان کے پاس ہیں (یعنی اولیٰ کے راوی ہیں یعنی کامل مضبوط وال تقان اور کثیر الملازمہ مع شیعہ) اس لیے اس سے کہہ دے کہ وہ لوگوں کی حدیث کی بھی قدرت ہے، مثلاً ایبٹ بن ابی سیم، مظاہر بن ابی سیم، اور زید بن ابی ریاواریہ طبقہ تائید کے راوی ہیں

۱۔ حافظ ابو عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر۔ زری، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹

یعنی ناقص المضبوط والافتحان اور کثیر الفاظ مع استیخا کیونکہ یہ بھی عادل اور عاقل ہیں اگرچہ حفظ اور اتقان میں ان کا درجہ کم ہے اور ان دونوں کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں ہے لہذا امام مسلم نے صحیح کی شرط لگائی ہے اس لیے وہ طبعاً ثلثہ کی حدیثوں سے انتخاب کرتے ہیں اور امام ابو داؤد نے صحیح کی شرط نہیں لگائی اس لیے جس راوی میں شدید ضعف ہو وہ اس کی روایت بھی لے لیتے ہیں اور اس کے ضعف کا بیان کر دیتے ہیں، اور امام ابو داؤد نے جو کہہ ہے کہ بعض حدیثیں بعض سے زیادہ صحیح ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ انھوں نے حدیث صحیحہ روایت کی ہیں، اگرچہ وہ محدث میں مختلف درجات کی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ امام مسلم اور امام ابو داؤد میں فرق یہ ہے کہ امام مسلم نے حدیث صحیحہ کی شرط لگائی ہے بلکہ اس صحیح کی حدیث کی حدیث میں اس کی حدیث میں اس کا اجماع ہوا اس لیے امام مسلم کی حدیث کو حسن نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس حدیث سے جو صحیح سے کم درجہ کی ہو، اور امام ابو داؤد نے یہ کہا ہے کہ جس حدیث سے میں نے سکت کیا ہے وہ صاف احتیاج لائق استناد اس سے اور صاف صحیح بھی ہو سکتی ہے درجہ بھی۔ لہذا حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

امام ابو داؤد نے یہ کہا ہے کہ جس حدیث میں شدید ضعف ہو اس کا میں بیان کر دیتا ہوں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس میں ضعف فیہ شدید ہو اس کو وہ بیان نہیں کرتے اور اس سے یہ معلوم ہو کہ جن احادیث پر امام ابو داؤد نے سکت کیا ہے وہ نام کی امام حدیثیں اصطلاحاً حسن نہیں ہیں بلکہ ان کی کوئی غماض نہیں ہے، وہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ہیں یا محدث کی شرط میں (۲) وہ حسن مذکور ہیں، (۳) اگر ان حدیث کی بجا اسانید سے تواتر ہو جائے تو وہ حسن کے تفسیر سے ہیں بخیر الذکر وہ نہیں ان کی کتاب میں بہت زیادہ ہیں، (۴) وہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن وہ ایسے راویوں کی حدیثیں ہیں جن کے ترک پر اجماع نہیں ہے اور تمام اقسام احتجاج اور استناد کی وجوہات کہتی ہیں جبکہ حافظ بن منذر نے امام ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ امام ابو داؤد حدیث ضعیف کو اس وقت روایت کرتے ہیں جب اس باب میں اس کے سوا اور کوئی روایت نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک حدیث ضعیف راوی مجتہدین کی حدیث سے زیادہ قوی ہے، حافظ ابن عبدبر نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ لہذا

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

امام ابو داؤد ضعیفہ کی ایک جماعت سے سندوں کو روایت کرتے ہیں مثلاً بن مہدیہ صالح مولیٰ التوامر عبد بن محمد بن شعیب بن موسیٰ بن دروان سلمہ بن الفضل، ورواہ عن صالح وغیرہ، اس سے ہے، حدیث پر امام ابو داؤد نے سکت کیا ہے ان میں امام ابو داؤد کی خلیفہ کر کے ان سے سندوں میں کرنا چاہیے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس حدیث کا کوئی صالح سے ہے یا نہیں اگر نہ ہو تو اس حدیث غریب ہے اور اس میں زافت کیا جائے، خصوصاً اس وقت جب اس حدیث میں کسی زیادہ سند نہ ہو، لیکن اہل سنت کی حدیث کی حدیث میں وہ از فیہ مشکوٰۃ ہو جائے گی کیونکہ امام ابو داؤد نے ان سے بھی زیادہ ضعیف راویوں سے حدیث روایت کی ہے، مثلاً حارث بن وحیہ، صدقہ دقیتی، عثمان بن قنہ، عمر بن محمد بن عبد الرحمن بن عیسیٰ، ابو جناب کلبی، سیمان بن ارقم، یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی فرہ، اور ان کی مثل مسند بن

۱۔ حافظ زین الدین عبد الرحمن بن حسین عراقی متوفی ۷۰۸ھ، التقدید، بیجاچ ۵۴-۵۵، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، ۱۳۸۹ھ

۲۔ حافظ ابن عسقلانی، حدیث ثانی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، مکتبہ بن کتاب بن النور، ج ۱، ۳۵-۳۶، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۳ھ

اسی طرح جن پر امام ابو داؤد نے سکوت کیا ہے ان میں اسانید مقطوعہ ہیں اور حدیثین کی محدث کے ساتھ روایات ہیں اور بہت سے راویوں کے نام نہیں ہیں۔ اس لیے ایسی ہی عادیث کو اس وجہ سے حسن قرار دینا کہ ان پر امام ابو داؤد نے سکوت کیا ہے صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام ابو داؤد بھی اس وجہ سے سکوت کرتے ہیں کہ وہ ایسے کسی باب میں اس راوی پر امام کرچکے ہوتے ہیں، اور کبھی وہ اس کے ضعف کا ذکر کر، محمول ہوتے ہیں، اور کبھی اس وجہ سے کہ اس راوی کا ضعف بہت شدید اور واضح ہوتا ہے اور اس کی روایت کو ترک کرنے پر نہ کا حقائق ہوتا ہے۔ جبے ابو الحویرت بھی بن ہوں، وجہ ہما، اور کبھی سکوت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سنن ابو داؤد کے علاوہ کسی اور کتاب میں وہ ابو داؤد اس راوی کا ضعف بیان کرچکے ہوتے ہیں، جیسے محمد بن ثابت سہمی، سنن ابو داؤد میں بخور نے اس پر سکوت کیا ہے اور کتاب المنقرض میں امام احمد سے نقل کیا ہے یہ منکر الحدیث ہے، اس سے صحیح یہ ہے کہ امام ابو داؤد کے فقط سکوت پر فتاوہ کیا جائے کیونکہ ہم یہاں کرچکے ہیں کہ امام ابو داؤد روایت ضعیفہ سے بھی استدلال کرتے ہیں اور ان کے واسطے پر مقدم رکھتے ہیں، علامہ نووی نے کہا ہے کہ سنن ابو داؤد میں ایسی عادیث ہیں جن کا ضعف ظاہر ہے اور اس کو امام ابو داؤد نے یہاں نہیں کیا، نہ بخور ان کا ضعف متعین علیہ ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ جن عادیث کا ضعف، امام ابو داؤد نے یہاں نہیں کیا، وہ کسی محدث نے اس کا صحیح یا حسن بونا ہوا ہے یا نہیں کا تو وہ حسن ہے اور اگر کسی معتد نے اس کے ضعف کی تصدیق کی ہے، کسی مامون نے دیکھا کہ اس کی سند میں کوئی ضعف کا مقتضی ہے اور اس کی توثیق کرنے والا کوئی نہیں ہے، اس حدیث پر ضعف کا حکم لگا دینے کا وہ امام ابو داؤد کے سکوت کی طرف التفات نہیں کیا جاتے گا یہ علامہ نووی نے یہاں کچھ بھی سبب تحقیق ہی ہے۔ چہ کہ ترجیح بہت ہے۔

یہاں نے بخور نے مجرور امام ابو داؤد کے سکوت سے بھی کسی حدیث کے حسن پر اسے پر استدلال کیا ہے لیکن اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔

علامہ سنی وی لکھتے ہیں

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ محدثین میں سنن ابو داؤد کی تینوں کتاب تھیں جن میں صحیح صحابی

اور صحیح مسلم سے زیادہ اور احسن نفی حکام ہیں۔

سنن ابو داؤد کی کل عادیث کی تعداد بتمول ۴۸۰۰ ہے۔ حدیثیں کی تعداد ۶۰۰۰ ہے۔

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

سنن نسائی کی فنی حیثیت کا بیانات

غالباً حافظ بن کثیر کی سب سے زیادہ سنن سے مراد سنن کبریٰ لسانی ہے۔ ذکر سنن مجتبیٰ اور جماعے ان امام متذکران کتاب سنن مجتبیٰ ہے جو سنن لسانی کے نام سے مشہور ہے۔

حافظ ابن الصلاح نے بھی لکھا ہے کہ خطیب نے سنن لسانی پر صحیح کا اطلاق کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ ابو علی نیشاپوری، ابو احمد بن عدی، ابو الحسن دارقطنی، ابن مندہ، عبد الغنی بن سعید اور ابو علی اسمعیل وغیرہ نے بھی سنن لسانی پر صحیح کا اطلاق کیا ہے، اور ہر کم غش پوری نے سنن لسانی، ابو داؤد و ترمذی تینوں پر صحیح کا اطلاق کیا ہے۔

ابو عبد اللہ ابن مندہ نے کہا ہے جن ائمہ سے حدیث صحیح کو روایت کیا ہے وہ چار ہیں: بخاری، مسلم، ابو داؤد، اور لسانی، ابو علی بن سنان نے بھی اسی کو ان ائمہ کے ساتھ ساتھ حافظ ابن الصلاح سے حوالہ دے کر روایت کیا ہے کہ امام لسانی ان سے روایت کرتے ہیں جن کے ترک پر اجماع نہ ہو۔ اس سے ان کی مراد اس کا یہ ہے۔

یہ طرز معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کے متعلق امام لسانی کا مذہب حدیث و سنن ہے، کسی فی الواقع اس طرح نہیں ہے، کیونکہ کہتے روایت سے امام ابو داؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں۔ امام لسانی ان سے اعتبار کرتے ہیں بلکہ امام لسانی صحیحین کے بھی متعدد رجحان سے اعتبار کرتے ہیں۔ اس میں ابن علی لکھتے ہیں میں سے احمد بن حنبل زنجانی سے ایک شخص کے متعلق سواں کہا ہوں ہے کہ وہ فقہ ہے کہ امام لسانی، ان سے استدلال نہیں کرتے انھوں نے کہا ہے بیٹے رجال میں امام لسانی کی شرط امام بخاری اور امام مسلم کی مذہب سے زیادہ سخت ہے۔

حافظ ابو بکر برغانی نے اپنے ایک رسالہ میں ان راویوں کے نام لکھے ہیں جن سے امام بخاری و امام مسلم نے احادیث روایت کی ہیں اور امام لسانی نے ان پر تنقیہ کی ہے۔ احمد بن محمد بن علی نے کہا ہے کہ میں نے امام لسانی سے سنا ہے کہ جب میں نے سنن کو جمع کرنے کا ارادہ کیا تو میں مستخرج کے متعلق مجھے دوسروں میں تردد تھا ان کے پاس میں نے استعمال کیا اور اس سے دل میں بات نہ آئی کہ میں ان کو ترک کر دوں۔

محمد بن معاذ، احمد بن حنبل، امام لسانی کی کتاب، سنن مسلم صحیح ہے، وہ اس کی معنی و روایت معقول ہیں، مگر انھوں نے اس کی حدیث بیان نہیں کی، اور انھوں نے اس کا نتیجہ کہ جسے مجاہد کا نام بخشی رکھا ہے اس کی کلی احادیث صحیحین امام بخاری کی کتاب میں، اب سنن کبریٰ کے نام سے جو جہاد میں حبیب گمنی سے، دار لکھنؤ علیہ بیروت نے اس کو مخطوطہ سے منتقل کر کے طبع کیا ہے اس کی پہلی شاعت ۱۲۰۱ھ میں ہوئی اور محمد مندہ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔

سعیدی غفرلہ

علامہ ابن رجب نے کہا کہ امام لسانی کی کتاب سنن میں تصنیف کے لحاظ سے زیادہ بدیع و زیبا ان حسین ہے اور ان کی کتاب امام بخاری اور امام مسلم کی کتابوں سے زیادہ جامع ہے اور اس میں بیان طبع کا اضافہ ہے۔
خداوند یہ سب کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد جس کتاب میں ضعیف اور مجروح روایت سب سے کم ہیں وہ امام لسانی

حافظ ابن الصلاح کا دینی کی کتاب کو مستند کہنا ان کا دوسرا ہے۔ یہ کتاب مستند نہیں ہے جس میں منجانبی کی روایات کو ملے۔
 ایک حدیث کیا جاتا ہے بلکہ یہ کتاب فقہی باب پر تب کی گئی ہے۔ اور یہ اصطلاح محدثین میں سنن ہے۔ لیکن اس کتاب کا
 نام سند دینی مشہور ہو گیا۔ جیسے امام بخاری کی کتاب کا نام المستدرک جامع الصحیح مشہور ہو گیا اگرچہ وہ بھی ابواب پر تب سے ہے۔
 کیونکہ امام بخاری کی احادیث مستند ہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند متصل سے) اس کے برعکس سند دینی
 میں بہ کثرت احادیث مستند منقطعہ معطلہ در مخطوطہ ہیں۔

مسند احمد کی فتنی حیثیت کا بیان

یہ ضعیف قول ہے، کیونکہ اس میں احادیث ضعیفہ ہیں بلکہ احادیث موضوعہ بھی ہیں جیسے مرد و عساکار کی فضیلت میں احادیث
 ہیں درمیں کے نزدیک بعض حد و فضیلت میں حدیث ہے اور ان کے علاوہ بھی موضوع احادیث ہیں جیسا کہ حفاظ میں
 ایک جماعت نے اس کی تفسیر کی ہے مسانید میں سے در کوئی مستند اس کے پاس نہیں ہے اس کے باوجود امام احمد
 سے روایت احادیث رہ گئی ہیں۔ مگر اس میں تقابلاً اس وقت کے روایات نہیں ہیں کہ روایات صحیحہ کی روایت کریں ہیں بلکہ
 حافظ زین الدین عراقی کہتے ہیں:

حافظ ابن الصلاح سے مسند احمد کا نام صحیح نہیں کہ اسے در حافظہ ہی لئے کہ امام احمد یہ تردید کی کہ وہ یہی مسند
 میں حدیث صحیح کو درج کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ تفسیر نہیں کرتے کہ امام احمد نے اپنی کتاب میں صحت کی
 شرط رکھی تھی۔ حافظ دینی سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا یا انھوں نے کہا بھی یہ مسند احمد میں ہے یا نہیں۔ اگر مسند احمد میں ہے تو بہ نسبت ہے
 ورنہ نہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسند احمد کی تمام احادیث حجت ہیں۔ در مسند احمد کے سو کوئی حدیث حجت نہیں ہے
 کیونکہ کثرتی احادیث صحیحہ کثرت صحیحہ میں ہیں۔ در وہ مسند میں نہیں ہیں۔

مسند احمد میں حدیث ضعیف کا وجود محقق ہے مگر اس میں احادیث موضوعہ بھی ہیں جس نے ان کو ایک رسالہ میں
 جمع کیا ہے۔ امام احمد نے خود بعض احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے ان میں سے ایک یہ حدیث ہے: حضرت عائشہ سے
 مروی روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن حذافہ کو حضرت انس کے پاس لے کر دیکھا اور اس میں عبدالرحمن
 بن زاذان کی سند سے حدیث کے متعلق امام احمد نے اہل کذب و مکر سے اور کہا امام احمد حدیث منافیہ کی روایت کرتا
 ہے اور ابن جنہ نے اس حدیث کو موضوعات میں درج کیا کہ ابن ابی شیبہ سے حضرت عمر کی اس حدیث کو بھی موضوعات
 میں درج کیا ہے۔ اس امت میں وہ امام کا ایک شخص ہو گا۔ در حضرت انس کی اس حدیث کو جو بعض علماء میں چالیس سال کی امامی
 گزرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کسی قسم کی لاولیٰ جنون عظام اور بریں کو دور کر دیتا ہے اور حضرت انس کی اس حدیث کو "عساکار حدیث"
 المعروفین ہے اس میں سے قیامت کے دن ستر ستر کروڑ حجت کیا جائے گا جن پر کوئی حساب نہیں ہو گا۔ یہ تمام موضوعات احادیث
 مسند احمد میں ہیں۔ در اس میں احادیث منقطعہ بھی ہیں مثلاً حضرت بریدہ کی یہ حدیث: تم خراسان کی جماعت میں۔ جو پھر مروی کے تہر جاؤ

۱۔ حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین عراقی متوفی ۷۰۰ھ۔ تنقید و بیاض ص ۵۶، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، یہ منورہ ۱۳۹۹ھ
 ۲۔ حافظ لادریں، اس میں ان عمر المعروفان کی کثیر متوفی ۷۰۰ھ۔ حقیقہ علوم حدیث ص ۲۶-۲۵، مطبوعہ دارالحدیث، نقارہ

کیونکہ اس کو دو ائمہ نے بنایا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے مسند میں زیادات کی ہیں ان میں ضعیف و موصوع احادیث ہیں اور موطا میں
یہ ہے: حضرت محمد بن مالک اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے حضرت مل کے دروازے کے صاحب دروازے بدر
ورہ ابن جوزی نے اس کو موطا میں درج کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو راویوں نے وضع کیا ہے۔
علامہ سخاوی کہتے ہیں:

مسند احمد تمام مسانید میں سیاق و سباق کے لحاظ سے تمام مسانید میں اکبر اور احسن ہے اس جوہر انہوں نے سند
سات لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جس حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو اس کو مسند
احمد میں نکالیں کہ اگر اس میں دل جلانے ترغیب اور رد و حجت نہیں ہے، اور بعض نے مبالغہ کر کے اس کو بھیج فر دیا۔ وہ
تحقیق یہ ہے کہ اس میں رکثت احادیث ضعیف ہیں، اور بعض کا ضعف جس سے زیادہ متدہ سے اتنی کہ ابن جوزی نے
اس کی جہت سے احادیث کا موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن حافظ طاقی نے بعض حدیث کو مضعف قرار دینے میں ابن جوزی
سے اختلاف کیا ہے۔ ابن جوزی کا رد کیا ہے اور جن یہ ہے کہ جس کتابوں میں صحت و سترہ نہیں کیا گیا ان میں مسند
احمد صحت کے علمہ کتاب ہے۔
علامہ احمد محمد شاہ کہتے ہیں:

ما تذاہب عن مسند ابن جریر مسند ابن جریر ایک رسالہ تھا جسے "مسند ابن جریر" نام دیا گیا، اس میں ان لوگوں کا
رد کیا ہے جنہوں نے کہا ہے کہ مسند احمد میں مضعفات ہیں، وہ شیخ ابن تیمیہ نے التوسل و التوسید میں لکھا ہے، اگر
مضعفات سے مراد اسے جس کی سند میں کتابوں میں ترمذی، احمد میں ابی کوئی راوی نہیں ہے، اور اگر اس سے مراد ایسی
حدیث ہے جو ہیضے، اندھیہ و دیگر قس نہیں ہے خواہ وہ راوی کی غلطی کی وجہ سے ہو، اس کے حالہ کی خرابی کے وجہ سے
"مسند اور سنن میں ایسی رکثت مضمحل ہیں۔"

حافظ طاقی نے کہا ہے کہ اس میں تقریباً ان دو سو صحابہ کی روایات ہیں جو صحیحین میں ہیں، یہ انتہائی کم ہے، بلکہ بہت
کم صحیحین کی حد نہیں اس میں شامل ہونے سے روکیں اور جو کسی صحابی کی حدیث اس میں نہ لکھی ہے تو اس کی عمر مسمی حدیث
کسی اور صحابی کی روایت سے اس میں نہ کور ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ مسند میں امام سنن کو جمع کر لیا گیا ہے تو یہ صحت
سے بعید نہیں ہے، امام احمد نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن احمد (جو مسند کے راوی ہیں) سے کہا: اس مسند کو حفظ کرو،
یہ کہ مضمحل یہ یہ لوگوں کی بہتروں کو، اور انہوں نے کہا میں کتاب میں میں نے ساری سے سات لاکھ احادیث سے انتخاب
کے حدیثیں جمع کی ہیں، سبب مسئلوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کے متعلق اختلاف ہو تو اس کو مسند میں
نکالت کرو اگر وہ حدیث اس کتاب میں مل گئی تو جب وہ نہ وہ حدیث حجت نہیں ہے، حافظ طاقی نے کہا کہ مسند احمد اب تیس
ہے ایسا ہی ہے ورنہ صحیحین سنن اور اجزاء میں ایسی قوی احادیث ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔

۱۔ حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسن عراقی متوفی ۷۸۰ھ التقیید و الایضاح ص ۵۸-۵۹، مطبوعہ مکتبہ سفیہ دہلی، ۱۳۰۹ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۷۹۰ھ فتح المغنی بشرح الفیہ المکرم ج ۱ ص ۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۰۲ھ

۳۔ علامہ احمد محمد شاہ، اباحت الحقیث ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر، القاہرہ ۱۳۵۹ھ

نیر لاملہ احمد محمد شاہ کرتے ہیں:

۱۳۱۳ھ مسند احمد مصر میں جو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی، یہ مطبوعہ مصر سے شائع ہوئی جس میں سرحدیث کی تقریباً ۱۰۰۰ گنتی اور اس کی صحت اور ضعف کا بیان کیا گیا، اس تحقیق کے ساتھ ہی ایک اور جلدوں میں مسند احمد شائع ہوئی ہے جو چھ جلدوں والی مسند کی ایک جلد اور دوسری ایک جلد ہے اور یہ ان شمار انداز میں جلدوں میں مکمل ہوگی، تاہم جلدوں میں کل ۱۰۰۰ حدیثیں ہیں جن میں سے ۵۳۳ صحیح حدیثیں ہیں اور ۴۶۷ ضعیف حدیثیں ہیں اس طرح مسند احمد میں ضعیف احادیث کی تعداد بارہ فی صد سے بھی کم ہے اور یہ حافظ ابن کثیر کے اس قول پر شاہد ملے گا کہ مسند احمد میں سداور متن کے لحاظ سے نہ کذاب الہی حدیثیں ہیں نہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے محدثین میں بکار اس میں ایسی احادیث بھی ہیں جو صحاح ستہ میں ہیں (اختلاف مسلم و احمد میں ص ۲۲) اور بے شک حافظ ابن کثیر دوسرے لوگوں کی بہ نسبت مسند احمد کے مت زیادہ مہذب تھے۔

مسند بزار کی فنی حیثیت کا بیان | حافظ بن عبد بن الدین مرقی لکھتے ہیں:

مسند بزار میں حدیث صحیحہ اور ضعیفہ کا محض ذکر ہے، بہت کم کہیں کہیں مصنف نے تنبیہ کی ہے، اور جو روایت کسی حدیث میں متروک ہو، اس کا ذکر کرتے ہیں اور اگر اس کا کوئی متاب ہو تو اس کو بھی یاں کر دیتے ہیں۔ اور مسند دوسری میں بہ کثرت ضعیف اور مرسل روایات ہیں۔

مسند دیک لکھام کی فنی حیثیت کا بیان | حافظ بن اسحاق لکھتے ہیں:

جو حدیثیں امام بخاری اور امام مسلم سے روایتی ہیں ان پر استدراک و ضاد کرنے کے لیے امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ نے مسند دیک لکھام جو یاہر و بیروت میں شائع ہوئی، امام حاکم نے امام بخاری اور امام مسلم کے راویوں سے حدیثیں روایت کیں یا ان دونوں کی زبان میں سے کسی ایک کی شرط پر حدیثیں روایت کیں، اور جو حدیثیں ان کے اجتہاد کے مطابق صحیح تھیں تو وہ ان میں سے کسی ایک کی شرط کے مطابق نہ ہوں، حدیث کو صحیح قرار دینے میں وہ وسیع الشرب تھے اور سخت دلیل سے ان کے متنبہ تھے، کسی حدیث پر اولیٰ ہی سے کہ جو متروک قول اختیار کریں، وہ وہ ہے کہ جس حدیث کو امام حاکم صحیح کہیں، اگر کسی حدیث سے اس حدیث کو صحیح نہ کہا تو اگر وہ صحیح نہیں ہے تو کم از کم جس سے اسے استدرک کیا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا یہ شرط حدیث میں کوئی علت نہ ہو تو اس نے صحت کا موجب ہو۔

حافظ بن عبد بن الدین مرقی لکھتے ہیں:

قاضی القضاہ بدر الدین بن تمار نے اس سے اختلاف کیا کہ کسی حدیث کی صحیحی میں منفرد ہو تو اس کو صحت قرار دیا جائے گا وہ کہتے ہیں کہ تحقیق کی بات ہے کہ اس حدیث کا صحیح حکم معلوم کیا جائے گا یا وہ صحیح ہے یا ضعیف ہے اور اس کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا۔

۱۔ علامہ احمد محمد شاہ، صحت حدیث ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر، القاہرہ، ۱۳۵۵ھ

۲۔ حافظ بن عبد بن الدین مرقی، ص ۸۰، التقریب و التبیان ص ۵۸، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، ۲۰۸۹ھ

۳۔ ابن ابی عمیر و عثمان بن عبد الرحمن شہر زوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ھ، مطبوعہ مکتبہ المدینہ منورہ، ۲۰۸۹ھ

۴۔ حافظ بن عبد الرحمن بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ، التقریب و التبیان ص ۳۰، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، ۱۳۸۹ھ

ما نظر ابن حجر سنخانی لکھتے ہیں :

مستدرک میں امام حاکم کی غلطی کی روایت کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں :

۱۔ جس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اس کو انھوں نے صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کے راویوں سے روایت اجتماع پر مطابقت کیا ہے جس سے امام بخاری اور مسلم دونوں یا کسی ایک نے استدلال کیا ہو، اور وہ اصل سے محفوظ ہے۔ اس قسم کی حدیث مستدرک میں بہت نادر ہے۔

۲۔ جس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اس کی اسناد سے، اور بخاری اور امام مسلم نے طور اسنادوں حدیث روایت نہیں کی بلکہ شواہد متابعات، توافیق و تضامیں اس سدا ذکر کیا ہو، اس قسم کی حدیث صحیح کے درجہ سے کم ہیں، بلکہ ان میں شاذ و ضعیف بھی ہیں لیکن ایسی حدیثوں کی بہت نسبت کم نہیں ہے۔ امام حاکم نے امام حاکم متقدمین کی اتباع میں صحیح و حسن میں فرق نہیں کرتے بلکہ امام ابن حزمیہ اور امام ابن حبان نے اپنے مشائخ کی اتباع میں ان کو احادیث صحیحہ قرار دینے میں لیکن یہ جب ان کے اس دعویٰ کے مدین سے کہ مستدرک میں شیخیں یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر احادیث ہیں۔

۳۔ جس حدیث کو امام حاکم نے مطابقت کیا ہے اس کی اسناد سے امام بخاری اور امام مسلم نے نہ طور اسنادوں حدیث روایت کی نہ وہ متابعات اس قسم کی حدیث مستدرک میں بہت ہیں، اور حاکم ایسے بہت دنوں سے حدیث روایت کرتے ہیں جو صحیحین میں نہیں ہیں لیکن وہ وہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہیں، اور بعض اوقات وہ کہے کہ اسنادوں سے یہ دعویٰ کرتے ہیں، اور اس قسم میں مسئلہ سے کوئی ایسی حدیث ہوگی جو حدیث صحیح کے درجہ کو مستحق تشخیص کی شرط پر نہ ہو تا بہت دور کی بات ہے۔

اس لئے ہم اسے بیان کر دے کہے کہ مستدرک میں جو احادیث شیخیں یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہیں ان کی تعداد ایک سو سے گنی کہ ہے۔ ۱۵

علامہ سیوطی لکھتے ہیں :

امام حاکم صحیح حدیث میں متبادل میں دباہ زوری نے شرح لمہذب میں بھی ہے کہ وہ ۱۵ میں یہ اتفاق ہے کہ حاکم کے شاگرد و پیروں نے ان سے زیادہ تحقیق کرتے ہیں حافظ ابوی نے مستدرک کا خلاصہ یا ہے وہ مستدرک کی بکثرت احادیث کو ضعیف قرار دے رہا ہے اور ایک رسالہ میں مستدرک کی تقریباً ایک سو و تیس احادیث میں کی ہیں۔

ابوسعید مالینی نے کہا میں نے مستدرک کا ۱۱۱ سے آخر تک مطالعہ کیا اس میں ایک حدیث بھی صحیح میں کی شرط پر نہیں ہے، حافظ ذہبی نے کہا یہ انتہائی غلط ہے، وہ کہ میں شیخیں کی تعداد پر یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر بکثرت احادیث ہیں اور شاید اس کا محمود نفع کتاب کے برابر ہو اور چوتھائی مستدرک میں دیگر صحیح سند عادت ہیں اور ان میں سے بعض میں ضعف یا علت ہے اور باقی چوتھائی میں ضعیف اور مشک مطایات ہیں، اور بعض موضوعات بھی ہیں۔

شیخ الاسلام (ماخذ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ امام مالک کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے کتاب کا مسودہ تیار کیا اور اس پر نظر ثانی کرنے سے پہلے ان کو موت نے آیا، (الی قولہ) علامہ نووی نے کہا ہے مستدرک کی جس حدیث کو متقدمین نے صحیح قرار دیا ہو نہ ضعیف، اگر اس میں منفعہ کی کوئی وجہ نہ ہو تو ہم اس کو حسن قرار دیں گے نہ علامہ سنن اوی کہتے ہیں:

امام مالک مقابل ہیں اور انھوں نے ضعیف، عارضی تراکیب، مہمل کئی موضوع، مہمل کو بھی صحیح قرار دیا ہے اس کی وجہ یا تو تعصب ہے کیونکہ ان پر تشیع کی نفرت تھی، لہذا اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے اپنی عمدہ کے غرض مستدرک کو تصنیف کیا، اس وقت اس کے حافظہ میں غیر موسی کا بن وہ بن پرست تھی یہی بخاری ان کو اس پر نظر ثانی کر کے موقع نہ مل سکا، اور وہ ان حدیث مستندانی سے بے محاسبہ کہ جن میں وہیں کا عالم نے کتاب بے اعتناء ہی دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے روایت کرنے کو مسابقت، ہرگز وہ ان کی روایات کو مستدرک ہی صحیح سمجھا ہے ان روایات میں سے کہ اوی مدللین بن زید بن سلمہ سے، سان میاں ج ۵ ص ۲۲۲ اس کی دلیل یہ ہے کہ مستدرک کے پسے ہر عہد میں باقی کتاب کی نسبت تساہل بہت کم ہے۔ ۵

سنت صحیح مسلم حدیث کے لیے یہ وجہ مایوس میں نہ سے ہر ماہ کے تساہل کے معنی نہ ثابت ہوں گے، زیادہ دیکھ کر یہی۔

مشہور کتب حدیث کے قاریوں کے بعد مؤلف وہی سمجھتے ہیں کہ حدیث صحیح اور صحیح سند کے روایوں کی شرائط بیان کر دی جائیں۔

حدیث صحیح کے راوی کی شرط کا بیان | راہ دیکر ایسا ہی لکھتے ہیں

۱۔ پہلی شرط سلام سے، کیونکہ حدیث کہیں کی روایت کتاب سنت اور احادیث سے مراد دوسرے ہرگز کسی شخص سے حالت فکر میں کوئی حدیث کسی بھروسے کو سلام قبول کرنے کے بعد روایت کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ دوسری شرط عقل سے، کیونکہ کچھ درجنوں کی روایت مقبول ہوئی ہے، نہایت، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، ان شخصوں نے فوج تلو میں سونے و حتی کہ بیدار ہو جائے، کچھ حتی کہ مانع ہو جائے، اور مخموران حتی کہ اس کی عقل صحیح ہو جائے۔

۳۔ تیسری شرط صدق سے، کیونکہ جو شخص یا تو حدیث میں جھوٹ و سے کا ترس کی حدیث مر دو ہے خود دوا کر کے، اور یا جو شخص لوگوں سے جھوٹ بے گاہ اس کی حدیث بھی مر دو ہے، اس طرح جو شخص شیعہ بن کر قبول کرنے میں مشہور ہو اور جس شخص کا روایت کرنے میں تساہل مشہور ہو اس کی حدیث بھی مر دو ہے۔

۴۔ اس حدیث کا راوی مدلس نہیں ہو نا چاہیے۔

۱۔ علامہ حلی ابن سیرین ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴،

۵۔ اس حدیث کا لہری مادل ہونا چاہیے۔ عدالت سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا اور لوگوں کے ابتلا ب کرتا ہو اور صرف یہ کافی نہیں ہے کہ وہ کبوتر سے مجتنب ہو بلکہ صفات پر انداز کرنے سے بھی مجتنب ہو۔ اور نبوت عدالت کے بعد اس میں کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو عدالت کے منافی ہو۔۔۔ نہ شرط سے نہ جملے کے بعد اس میں سب ذیل شرائط کا مزید پایا جائے درجی ہے۔:

۱۔ اہل علم میں اس شخص کی یہ شہرت ہو کہ وہ حدیث کا طالب ہے اور حدیث کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔

۲۔ اس شخص نے علماء حدیث سے سن کر احادیث روایت کی ہوں کتابوں سے دیکھ کر تیں۔

۳۔ سماع حدیث کے وقت سے اس کو وہ حدیث منضبط ہو اور اپنے شیخ سے اس روایت کی سکتہ تہی ہو اور تدلیس نہ ہو۔

۴۔ وہ شخص حاضر داغ اور بعد از مغرب ہو اور اس پر غفلت طاری نہ آتی ہو۔

۵۔ اس شخص کو فطری اور دسم بہت کم مارن جوتا ہو۔ کیونکہ جو شخص کثیر الغلط نہ رہی ہو گا اس کی حدیث دود ہوگی۔

۶۔ وہ شخص سنجیدہ اور باوقار ہو۔

۷۔ وہ شخص خود دانے نہ ہو اور حدیث سے متنب ہو کیونکہ بدعتی کی وہ روایت مقبول نہیں ہوتی جس کی بدعت کی مویہ ہو۔

حدیث صحیح کے راوی کے یہ جامع اصوات ہیں اور ان کے توابع و رواتق میں جن کا پر علم ہوا نہ تہہ کے بعد ہی ممکن ہے۔

۸۔ نمبر کا شمار حدیث کے استنباط کی کیفیت میں الگ الگ ہے۔

۹۔ امام حدیث صحیح کو سند کے ساتھ روایت کرتا ہے وہ راوی کے مشائخ

میں بدل کا اعتبار کرتا ہے اور جس قدر راویوں سے وہ مشائخ روایت کرتے ہیں ان سے گھر جس راوی صحیح ہوں

اور بعض میں ایسی صلاحیت نہ ہوتی کہ حدیث کو نہایت خواہ اور متابعات کے طور پر ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اس کو ہم

ایک مثال کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ اصحاب زہری کے یا علی طبقات میں وہ ہر طبقہ کو اپنے

بعد واسطے طبقہ پر ایک فرقیہ حاصل ہے۔ پس ہر طبقہ والے سے راوی ہیں وہ ثابت صحت میں ہیں وہ امام بخاری

کا فایت مقصود ہیں۔ اور طبقہ ثانیہ سے راوی حدیث میں تو طبقہ اولیٰ کے مساوی ہیں لیکن طبقہ اولیٰ کے راوی اصل منضبط

والا اتفاق اور ہمہری کے ساتھ ثوابل اعلیٰ میں حتیٰ کہ وہ سفر اور حفر میں رہی کے ساتھ ہے اور طبقہ ثانیہ کے راوی

زہری کے ساتھ تھوڑا حد مدرم ہے۔ اس لیے ان کو زہری کی احادیث کا تنازعہ میں ہے اور وہ منضبط اور اتفاق میں

بھی پہلے مرتبہ سے کہ ہیں اور یہ راوی امام مسلم کی شرط ہیں۔ اور طبقہ ثانیہ میں وہ راوی ہیں جو زہری کے ساتھ تیسرا طبقہ

ہیں لیکن وہ شدید جرح سے محفوظ نہیں ہیں اس لیے وہ رد اور قبول کے درمیان میں۔ اور یہ امام ابو داؤد اور نسائی کی شرط

ہیں اور طبقہ رابع جو جرح اور تعدیل میں طبقہ ثانیہ کے مساوی ہیں لیکن یہ زہری کے ساتھ بہت کم عرصہ ہے اس

لیے ان کو زہری کی حدیث کا بہت کم قریہ ہے اور یہ امام ترمذی کی شرط ہے۔ حد حقیقت امام ترمذی کی شرط اور ابو داؤد

کی شرط سے زیادہ ملین ہے کیونکہ سب حدیث ضعیف ہو یا اس کا کھرج طبقہ رابع ترمذی اس حدیث کا ضعف میں رہتے ہیں۔

وجہ ضعف یہ ہے کہ جس اور ان کی حدیث خواہ اور متابعات کے باب سے موق سے وہ طبقہ سابعاً و علقاً و کچھ ہیں کی جانت

حافظ ابن الدین عراقی لکھتے ہیں:

ملازم تروی نے حافظ ابن الصلاح کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے اس کو جائز کہا ہے اور جس کو ملازم تروی نے ترجیح دی ہے اس پر بھی شیخ کامل سے، کیونکہ شاخسب بن کی ایک جماعت نے ان احادیث کو صحیح قرار دیا ہے جن کی صحت کے متعلق متقدمین کی تصریح نہیں ہے۔ حافظ ابن الصلاح کے ماصر حافظ ابن القفطان صاحب کتاب بیان الہم، الایضام متوفی ۷۳۸ھ نے متعدد احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان میں سے سند ہزار کی بہ حدیث سے حضرت ابن عمرؓ کرتے اور ان کی نقلیں کجاوہ میں مومنین جن بیروہ نسخ کرتے اور وہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ حافظ ابن القفطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ بن عبدالح کے کہ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی متوفی ۷۴۳ھ نے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا جس میں احادیث صحیحہ درج کرنے کا التزام کیا، اس طرح حافظ ابی الدین مندرجہ متوفی ۷۵۹ھ نے ایک رسالہ لکھا اور اس میں منقولہ متن مذکورہ معانی خود کے متعلق تمام حدیثیں درج کیں جو اس طبقہ کے بعد کے حفاظ نے بھی تصحیح کی ان میں سے حافظ شریف مدین عبدالمومن بن خلف و بن ابی یوسف جنہوں نے زمزم کے پانی سے متعلق حدیث جابر کی مرفوع حدیث کو صحیح قرار دیا اور ایک رسالہ میں اس سے متعلق احادیث کو درج کیا، بعد میں ضلع کے قریب شیخ تقی الدین بک بن جعفر نے شفا السقام نامہ سے ایک رسالہ لکھا جس میں آیات قرآن سے منافی احادیث بحث کیں۔

حافظ ابن حجر مستطانی لکھتے ہیں:

جب کوئی محدث کسی حدیث کو روایت کرے اور اس کی اسناد میں ترویہ صحت پائی جائے اور محدث اس حدیث میں کسی علت پر مطلع نہ ہو تو اس حدیث پر بحث کا حکم نگاہ سے کیا چیز منہ سے، خواہ متقدمین سے کسی نے اس حدیث کی صحت کی تصریح نہ کی ہو اور یہ کثرت ایسی حدیثیں ہیں جن کے احادیث صحیحہ کے راوی ہیں اور جس شخص کو بھی اس فن کا ذوق ہو گا وہ اس میں مناقض نہیں کہے گا۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر مستطانی سے کہا ہے کہ حافظ بن الصلاح کی ذہنی یہ ہے کہ حدیث صحیح میں جس وجہ کا ضبط مطلوب ہوگا ہے وہ اسانید میں نہیں ہے۔ اگر اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ نہ اسانید میں نہ شرط نہیں پائی جاتی تو یہ منوع ہے کیونکہ بعض اسانید میں رجال صحیح ہوتے ہیں اور اگر ان میں وجہ ہے کہ بعض اسانید ایسی ہیں جو اس سلسلہ بہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ جرنیہ کی سند صحیح ہے اس سے کہ کسی حدیث کو صحیح نہیں کہا جاسکتا۔ حدیث کی جو کتابیں مسند ہیں ان میں یہ نہ درست نہیں ہے کہ ہم اس کتاب تک اپنی اسناد ثابت کریں، پھر حدیث کو روایت کریں، بعضے اسانید اور اس میں جب اللہ میں سے کوئی مصنف کسی حدیث کو روایت کرے اور اس حدیث میں سختی نام بشرط الی جائیں اور یہ حدیث اس میں کسی علت پر مطلع نہ ہو تو اس حدیث کے لیے اس حدیث پر صحت کا حکم لگانا منوع ہیں جو کاثرہ متقدمین میں سے کسی نے اس حدیث کے متعلق صحت کی تصریح نہ کی ہو۔

۱۔ حافظ ابن الدین عبد الرحیم بن حسین عراقی متوفی ۷۵۹ھ، مقتصد و بیجاہ ص ۲۲۲، ۲۲۳، مصنف دکتہ مصلیہ مدینہ منورہ ۱۳۵۰ھ

۲۔ حافظ ابن حجر مستطانی علی بن حجر مستطانی متوفی ۷۶۳ھ، نکات علی کتاب ابن سلیمان ص ۷۷، مقبوضات فی تاریخ اسلامیہ ص ۲۸، ۲۹

یہی سلسلے ائمہ مدینہ و سلم کی طرف سے قول فعل، تقریر
و وصف کی نسبت کی گئی ہے اس کے بیان کو حدیث کہتے ہیں۔

لقد ما اضعیف الى النبي صلى الله عليه و
سلم من قول وفعل او تقريرا ووصفا
ملا لائقا في حدیث کی یہ ترین کی ہے۔

یہی سلسلے ائمہ مدینہ و سلم سے قول فعل یا تقریر یا
جو یا جو آپ کا خلقی وصف ظاہر ہو یا آپ کی خلقی نسبت ظاہر
جو اس کے بیان کو حدیث کہتے ہیں۔

نقل ما صدر و ظهر عن النبي صلى الله
عليه وسلم قولاً وفعلاً او تقريراً او وصفاً خلقياً
و نعتاً خلقياً

سنت میں سنت کا اسی ہے طریقہ اور سیرت، بعض علما نے کہا سنت حدیث کے مترادف ہے اور
علامہ ابن اثیر نے سنت کی یہ ترین کی ہے:

سنت

جس چیز کا ہی سلسلے ائمہ مدینہ و سلم نے حکم دیا اور جس
چیز سے منع فرمایا اور جس چیز کو قول اور فعل سے پسندیدہ
قرار دیا، وہ سنت ہے، ان امور کا قرآن مجید میں ذکر نہ ہوا اور
امور سنت ہیں۔

ما امر به النبي صلى الله عليه و سلم
نهي عنه وتداب اليه قولاً او فعلاً مما لم
ينطق به الكتاب العزيز

خبر اور حدیث مترادف ہے اور ایک قول ہے کہ ہی سلسلے ائمہ مدینہ و سلم، صحابی اور تابعی کی طرف سے قول
منسوب ہو وہ حدیث ہے، خبر عام سے خود وہ نبی سلسلے ائمہ مدینہ و سلم کی طرف منسوب ہو یا کسی ان کی
طرف، اسی وجہ سے جو حدیث میں مشور ہو اس کو حدیث اور حوائج میں مشور ہو اس کو خبر ہی کہتے ہیں۔
یہ حدیث کا مترادف ہے، اس ایک قول سے کہ صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال کو کہتے ہیں۔

خبر

اسناد، سند رجال در اوپوں کا وہ سلسلہ جو متن حدیث تک پہنچائے۔

متن جس کلام تک پہنچ کر سند ختم ہو جائے یہ حدیث کی عبارت۔

کتاب احادیث کے اسماء

۱۔ وہ کتاب جس میں مرتبی نے روایت کی کہ ایک جہ میں روایت ہو، وہ حدیث مرویہ جس کی سند متصل ہو، سند متصل
و مسلم تک متصل ہو۔

مستند

۲۔ وہ کتاب جس کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو، جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

صحیح

۳۔ وہ کتاب جس میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث آئی ہو، یہی اور وہ یہ ہیں۔ سیرت اب تفسیر عقائد، فتن، حلال
و حرام، مناقب، جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔

جامع

۴۔ وہ کتاب جس میں سلطان محمد نقاری متوفی ۱۰۱۰ھ شرح شرح تفسیر الفکر ص ۶، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۵۷ھ
۵۔ وہ کتاب جس میں علامہ محمد جبرسی المعروف بامام لانہ متوفی ۶۰۰ھ شرح ص ۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۵۷ھ
۶۔ وہ کتاب جس میں علامہ محمد جبرسی المعروف بامام لانہ متوفی ۶۰۰ھ شرح ص ۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۵۷ھ

سنن جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث میں جیسے سنن ابی داؤد، نسائی

معجم جس کتاب میں ترتیب شیخ سے احادیث لائی گئی ہیں جیسے معجم طبرانی۔

مستخرج جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو کتابت کرنے کے لیے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ کے دیگر اساد سے طرہ کیا جائے۔ جیسے مستخرج ابی نعیم، ابی نعیم، ابی نعیم۔

مسند جس کتاب میں مختلف ادب کے تحت ان احادیث کو رکھا جاتا ہے جو ان ادب میں کسی اور مصنف سے روایت ہوں جیسے امام مسلم کی تصانیف۔

رسالہ جس کتاب میں جامع کے آٹھ سواؤں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث میں جیسے امام محمد کی کتاب مہذب

جزء جس کتاب میں صرف ایک موضوع پر احادیث میں جیسے "در بخاری" جزء حرۃ صفت، الامام۔

اربعین جس کتاب میں چالیس احادیث میں جیسے "اربعین فردی"۔

امالی جس کتاب میں شیخ کے لاد کر اسے موت سے فائدہ حدیث میں جیسے امالی امام محمد۔

المصنف جس کتاب میں حدیث کا مصنف وہ شخص ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دست کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طریق اور اسانید بیان کر دیے جائیں یا بعض کتب مخصوص کی سانیہ بیان کی جائیں۔ جیسے طرف الکتاب الخمر لابی ابی اسیر اور اطراف المزی۔

مصنف جس کتاب کی ترتیب فقہی ادب پر ہو اور اس میں متن و حواہ اور ان تالیفیں و تالیفیں بہ کثرت ہوں۔

تعداد احادیث کا بیان حافظ بن جریر مقدنی لکھتے ہیں

ابو جعفر محمد بن حسین مروانی نے کہا۔ فقہ میں بھی ہے کہ توری، اشعیر، یحییٰ بن سعید، القفطان، بن مہدی اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ لا تخرار احادیث معجمہ خویشی سے امام سعید و مسلم سے مستخرج ہیں ان کی کل تعداد چار ہزار چار سو سے زیادہ احادیث ہیں جو باجماع حکام سے متعلق ہیں۔

امام اسحاق بن زبیر سے روایت ہے کہ ان کی تعداد سات ہزار سے زیادہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا میں نے ابن مہدی سے سنا کہ علال و زبیر سے متعلق آٹھ سو احادیث ہیں۔ امام اسحاق بن زبیر نے بھی یحییٰ بن سعید سے اس طرح نقل کیا ہے۔

قاسم ابو جعفر ابن عمر نے فرمایا ہے کہ صحیحین میں حکام سے متعلق تقریباً دو ہزار حدیثیں ہیں۔ امام ابو داؤد نے امام ابن المبارک سے نقل کیا ہے کہ علال اور علال سے متعلق بیسے تالیف و مسلم کے کل قوال حدیث کی تعداد نو سو سے۔ ان تالیف قوال کی فوج یہ ہے کہ سیکھنے ان احادیث کا شمار کہلے حواس تک پہنچی ہیں

اس وجہ سے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔

امام حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں

یہ قول کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا عدد دس ہزار تک بھی نہیں پہنچتا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہزار مردوں اور عورتوں نے احادیث کو روایت کیا ہے جو بیس سال سے زیادہ مکہ اور مدینہ میں آپ کی صحبت میں رہے اور انہوں نے آپ کے اقوال اور افعال کو محفوظ رکھا۔ اور آپ کی نیند اور آپ کی عیاری آپ کی حرکات اور سکناات، آپ کے قیام اور قعود، عبادت میں آپ کا مہاجرہ، آپ کی سیرت، آپ کے سہارے اور مغازی آپ کا مہربان اور آپ کا جھڑکا، آپ کا خطبہ اور آپ کا کمانہ پینا، آپ کا چننا، آپ کا خاموش رہنا، آپ کی گھڑوں سے ساتھ خوش طبعی اور آپ کا گھوڑے کو سدھانا، مشرکین اور مسلمین کو شرط رکھنا اور آپ کے مہود اور مہنق، غرضیکہ صحابہ کرم نے ہر لحظہ اور ہر منٹ کے احوال کو یاد رکھا۔ اور یہ نام اور عبادات اور صلاں اور حرام سے متعلق ان احکام شریعت کے علاوہ ہیں جن کو انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور یاد رکھا اور ان تمام قضایا اور فیصلوں کے واسطے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت امیر اور حاکم کے فیصلہ سنایا، کیا ان حالات میں زیادہ کے لیے یہ ممکن کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہزاروں صحابہ جو مہربان جہاد میں درصفت نظر آتے ہیں وہ کوئی حد بت بیان کیے بغیر ان کے لیے گھر سدھار گئے، نتیجہ کہ کچھ سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ کے ساتھ پندرہ ہزار صحابہ تھے۔

امام احمد بن حنبل نے کہا احادیث صحیحہ کی تعداد سات لاکھ ہے، امام حقیق بن زبیر اپنے حافظ سے ستہ ہزار احادیث کھجوا دیتے تھے، حافظ برکریب نے کوفہ میں تین لاکھ احادیث بیان کیں، محدث ابو بکر بن ابی دارم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی انگلیوں سے شمار کر کے، ابو جعفر مضمی سے ایک لاکھ حدیثیں کھیں، ابو محمد بن مسیب کا بیان ہے کہ جب میں مصر میں سفر کر رہا تھا تو میرے پاس ایک سرور جزدوست تھا اور وہ جزدوست میں ایک ہزار حدیثیں تھیں (گھر یا کل دس لاکھ حدیثیں تھیں)۔

تقریباً ۱۰ لاکھ

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا ہے کہ کتب خمسہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں تقریباً کل احادیث موجود ہیں اور ان کے علاوہ بہت کم حدیثیں رہ جاتی ہیں، حافظ عراقی نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری نے کہا مجھے ایک لاکھ صحیح روایت لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ امام بخاری کی یہ مراد ہو کہ وہ احادیث مکررہ لا سانید ہیں اور ان میں موقوفات اور اول صحابہ بھی ہیں۔ کیونکہ اگر ایک حدیث دو سندوں سے مروی ہو تو وہ محدثین کے نزدیک دو حدیثیں ہیں، ابن جریر نے اسل اندری میں یہ لکھا ہے یا امام بخاری کی مراد کثرت میں مبالغہ ہے لیکن پہلی ترجمہ یہ تو یہ ہے۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اگر تمام مسانید، جوامع، سنن اور اجزاء و طبرہ کا تتبع کیا جائے تو بلا تکرار احادیث صحیحہ اور غیر صحیحہ کی کل تعداد ایک لاکھ کو بھی نہیں پہنچتی، بلکہ پچاس ہزار کو بھی نہیں پہنچتی، اور یہ بات بہت بعید سے

۱۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، انکسار لکچر، ۲۰۰۹ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۲۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۳۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۴۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۵۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۶۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۷۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۸۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۹۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ۱۰۔ علامہ ابن کثیر، جامع تفسیر القرآن، ۸۵۲ء، ج ۱، ص ۱۰۰۔

ان اقوال اور اقوال کی روایت، ان کے ضبط اور ان کے
لحاظ کی تحریر پر مشتمل ہو۔

علمیہ و سلو و افعال و روایتہا ضبطہا و
تحریرہا الفاظہا۔

اور علم کھدیت روایت کی تعریف یہ ہے:

هو علم يعرف منه حقيقة الرواية و
شروطها و انواعها و احكامها و حال
الرواة و شروطهم و اصناف المرويات
وما يتعلق بها۔

یہ وہ علم ہے جس سے روایت کی حقیقت، اس کی
شرائط، اس کی اقسام، اس کے احکام، راویوں کے احوال اور
اس کی شرائط، مرویات کی قسام اور ان کے مستحقات کی معرفت
ہو۔

روایت کا معنی یہ ہے کہ سنت، اثر کو نقل یا مانے اور حدث یا خبروں کے احاطہ سے ان کی نسبت ان کے بیان
کرنے والے کی طرف کی جائے، اس کی شرائط میں سے بعض یہ ہیں کہ اس روایت کے راوی نے اس روایت کو پہلے
سنت سے سنا ہو یا اس کو وہ روایت سنی ہو، یا سنی نے ہی روایت کا محور اس کو سنت کو اسے نقل کرنے کی جرات
دی ہو، روایت کی بعض اقسام یہ ہیں مثلاً روایت کا متصل یا سدا ہو یا مقطوع مرنا اور اس کے احکام یہ ہیں قبول کرنا
بامعنی کرنا اور راویوں کے احوال یہ ہیں عدالت اور حرج اور روایت کرنے والے کو بیان کرنے کی شرائط کا ذکر کرنا
آنے والے روایت کی شمار سے مراد کتب حدیث کی شمار میں مثلاً مسند، مجمع، ورجز و غیرہ، در مستحقات سے مراد حدیث
کی دیگر اصطلاحات ہیں۔

اور شیخ عز الدین رحمہ اللہ نے یہ تعریف کی ہے:

علم کھدیت ان توہمیں کی معرفت کرکے ہیں جس سے
سند اور متن کے احوال کا علم ہوتا ہے، اور اس کا موضوع
سند اور متن ہے اور اس کی غرض حدیث صحیح و غیر صحیح کی
معرفت ہے۔

علم الحدیث علم بقواہل يعرف بها
حول السند والمتن وموضوعه سند
والمعن و عایتہ معرفة الصحیح من
غیرہ۔

اور شیخ الاسلام بر غفل بن عمر سعدی نے یہ تعریف کی ہے:

روای اور مروی کے احوال کی معرفت کے قواعد کا

معرفة قواعد لمعرفة حرج مروی و

المروی۔

علامہ کرائی نے کہا ہے کہ علم کھدیت روایت کا مجموعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلت مبارکہ سے بتائیت مولیٰ
اللہ اور اس کی تعریف یہ ہے۔

علم کھدیت وہ علم ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے قول رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کی معرفت حاصل ہو۔

اللہ علیہ وسلم و افعاله و احواله۔

علامہ۔ نور محمد بن سید علی مرقی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۴۰ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ الطبعة الثانیة ۱۳۵۲ھ

علامہ۔ محمد بن عبد اللہ بن سید علی مرقی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۴۰ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ الطبعة الثانیة ۱۳۵۲ھ

حدیث: متن اور سند کا معنی | متن کے طریق لکھنا کہ حدیث کہتے ہیں اور متن حدیث کے نفاذ کہتے ہیں جن کے ساتھ معانی قائم ہوں، حدیث کا معنی قدیم کی ضد ہے یعنی حادث، اور علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ حدیث کا اصطلاحی معنی یہ ہے:

ما یحدث فیہ فی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جس چیز کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی جائے وہ حدیث ہے۔

گویا اگر یہ قول مجید کے مقابل میں ہے، گویا کہ کلام اللہ قدیم ہے اور کلام رسول حدیث اور اس کے علاوہ طبعی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابی اور تابعی کے قول نقل اور تقریر پر حدیث کا اطلاق موزن ہے، اور کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو حدیث اور صحابی کے قول کو اثر کہتے ہیں اور کبھی اول ذکر کو حدیث مطلق اور ثانی ذکر کو حدیث موقوف کہتے ہیں۔

حدیث اور حافظ کی تعریف | شیخ فخر الدین نے یہ کہا ہے کہ حافظ سے مراد وہ شخص ہے جو علم الحدیث روایت و تدوین کا ماہر ہو اور بہ کثرت روایوں اور مرویات پر مطلع ہو۔

حافظ الحدیث کو کس قدر احادیث یاد ہونی چاہئیں، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام محمد بن منہج نے کہا میں نے مسند کرامت سے سات لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے، اور امام یوسف نے کہا امام محمد کو سات لاکھ احادیث حفظ تھیں، اور عیسیٰ بن مہین نے کہا میں نے دس لاکھ احادیث اپنے اہل بیت سے سیکھی ہیں، امام بخاری نے کہا مجھے ایک لاکھ احادیث صحیحہ اور دو لاکھ احادیث غیر صحیحہ حفظ تھیں، امام مسلم نے کہا میں نے چالیس لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے جو میں نے خود سنی تھیں، امام شافعی نے کہا میں نے ایک لاکھ احادیث حفظ مرقی تھیں اور امام احمد کہتے تھے کہ سات لاکھ احادیث صحیح ہیں، اور ابو زرہ کو سات لاکھ احادیث حفظ تھیں، ان میں اثنی عشر اور اثنی عشر تالیفات میں شامل ہیں۔

ان اہم اصطلاحات کو بیان کرنے کے بعد ہم اقسام حدیث کو بیان کرتے ہیں:

تعدد اور تفرد کے، متبادر سے حدیث کی تقسیم | ہم ایک حدیث پہنچنے کے متبادر سے حدیث کی دو قسمیں ہیں: خیر متواتر اور خیر واحد۔

خیر متواتر کی تعریف اور شرائط | تواتر کا لفظ معنی ہے کسی چیز کا ایسے بعد دیگرے اور گنا گنا بار بار لگنا و بار بار ہونا عرب کہتے ہیں تواتر معنی تکرار اور اصطلاحی معنی ہے:

ما رواہ عدد کثیر تعجب العادۃ
تواطؤہم علی الکذب۔
کسی چیز کو اس قدر زیادہ بار بار بیان کرے کہ اسے بول کر عقل کے نزدیک ان کا مجبوراً پرستش ہونا محال ہو۔

خبر متواتر کی حسب ذیل شرائط ہیں:

۱۔ خبر متواتر کو روایت کرنے والے عدد کثیر ہوں۔

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ عدد معجزی نے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ کم از کم دس افراد ہوں کیونکہ یہ جمع کثرت ہے۔ بعض نے کہا چالیس ہوں، بعض نے کہا ستر ہوں، بعض نے کہا تین سو تیرہ ہوں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ عدد کثیر کو کسی خاص عدد میں مضبوط کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ تین سو گروں کا عدد ہونا چاہیے جن کا عادتہ کذب پر متفق ہونا محال ہو۔ علامہ عبد اللہ بن حسین شاذلی لکھتے ہیں:

علامہ اصیل نے لکھا ہے کہ توڑ کا یہ عدد یقین کے حصول پر ہے، جب تک حماقت کسی چیز کی ضرورت سے اور اس سے یقین حاصل ہو جائے تو وہ تواتر ہے، علامہ ابن حجر نے کہا کہ متواتر وہ خبر ہے جو بغیر مضبوطی کے ہو کہ کفران سے ظلم کا نام نہ پہنچائے۔

(ب) یہ کثرت سند کے تمام حقائق میں پائی جائے، یعنی ابتداء سے، نہایت تک زوای کثیر ہوں۔

(ج) یہ کثرت اس درجہ کی ہو کہ ان کا عادتہ کذب پر متعلق ہونا محال ہو۔

(د) اس خبر کی سند کا اعتبار احساس اور مشاہدہ ہو، مثلاً وہ کہیں نہ نے سنا ہو نہ دیکھا ہو نہ ہم نے سنا ہو نہ دیکھا ہو۔

سوتگھا، اور اگر ان کا سند و عقل پر جو شوق و حدیث عام تریہ خبر متواتر نہیں ہے۔

خبر متواتر کا حکم | خبر متواتر علم ضروری و علم بدیہی کا فائدہ دیتی ہے جس کی سنے والا غیر اختیاری طور پر تصدیق کرتا ہے۔

خبر متواتر کی قسم | خبر متواتر کی دو قسمیں ہیں غلطی اور معجزی۔ متواتر غلطی وہ ہے جس کے الفاظ و معانی و قول متواتر ہوں، ورتو نہ معجزی وہ ہے جس کے معنی و معانی متواتر ہوں، الفاظ متواتر نہ ہوں۔

خبر متواتر غلطی کی قسم | یہ ایک حدیث سے یا کو بہت سے محدثین نے روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعد علی کذب فلیتبعوا مقعدہ من النار۔

علامہ جلال الدین سیوطی ترمذی ۱۰۹، ترمذی ابی حنیفہ ۱۰۹، مطبوعہ مکتبہ ملیہ مدینہ منورہ، طبعة ثانیہ ۱۳۹۲ھ

علامہ ابن حجر عسقلانی ترمذی ۱۰۵، شرح نخبۃ العکرم ۸، مطبوعہ رجم کبیری کراچی

علامہ ابن حجر عسقلانی ترمذی ۱۰۵، شرح نخبۃ العکرم ۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

اس حدیث کو صحابہ کرام کے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، حافظ بزرگوار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو چارہاں صحابہ نے روایت کیا ہے، اور بعض حفاظ نے لکھا ہے اس کو ستر سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں اور اس حدیث کے علاوہ دنیا میں اور کوئی حدیث نہیں ہے جس کو تمام عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو، اور اس ایک حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث ایسی نہیں ہے جس کو ساتھ صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہو، ارحم الراحمین لکھتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ بعض محدثین نے اس کا عدد اس سے بھی زیادہ بیان کیا ہے اور وہ بدولت اس کے راوی شہرہ ہے ہیں۔ لہذا خبر متواتر کی دوسری تفسیر معنوی ہے جس کے مستحق علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

معنی متواتر احادیث۔ کہ جب اس حدیث سے حرم کے مسکن مذہب سب سے جو یکساں سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے موزوں پر جس کی حدیث صحابہ سے مروی ہے، اس میں قطع یدین کرنے کی حدیث یکساں صحابہ سے مروی ہے مفسر ہند اموا سید مقال قیامہ میں بتا رہا ہے کہ جس نے میری حدیث کی تردید کی ہے اس سے مروی ہے اور قرآن مجید سات حرف لیا ہے، اس پر حدیث تائید کی ہے، مروی ہے جس نے حد کے لیے کلمہ شاق، حد اس کے لیے جنت میں مگر حد کے لیے حدیث میں صحابہ سے مروی ہے، کسی طرح ہر مسئلہ اور چیز حرام ہے، اسلام اتنا ہی جیسا تھا، منکر و بیکر کا رسول اور جنت کی عمارت معنی متواتر ہے۔ لہذا

خبر الامداد کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس کی اقسام | حد و احادیث میں حد کی حد سے، اندر سے منہ جرد و حد حدیث ہے جس کو ایک شخص روایت کرے، خبر و

کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

هو ما لحد یجمع شروہ لغویاً۔

وہ غیر واحد ہے۔

خبر و حد کی تین قسمیں ہیں، مشہور، عزیز و غریب۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

حدیث مشہور کی تعریف

حدیث مشہور ایک روایت کے مطابق حدیث صحیح

اور بعض ائمہ نے یہ کہا ہے، مستفیض وہ حد ہے

جس کی تبادر اور اتہاد میں کثرت طاق بر بہ ہوں و حدیث مشہور اس سے عام ہے۔

مشہور ہو اعمامیہ علی راوی و منہ

من غایہ بین المستفیض و مشہور ب

المستفیض بكون فی ابتدئہ و انتہائہ سو

والمشہور عند من دلت۔ لہ

لہ۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن تبریزی المیزاب الصلاح ترقی ۶۴۲ھ علوم الحدیث ص ۴۴۰، ۴۴۱، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۴۶ھ

لہ۔ مدار جلال ابن سبکی ترقی ۹۱ھ تدریب الراوی ص ۱۸۰، ۱۸۱، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲ھ

لہ۔ حافظ ابو الفضل محمد بن محمد عسقلانی متول ۸۵۵ھ تشریح النسخۃ، مشکوٰۃ ص ۳، مطبوعہ مکتبہ کبیری کراچی

غلام سیوطی لکھتے ہیں:

المشہور ماہ طرق مضمود کا با کثر من الثنتين

مشہور وہ حدیث ہے جو دو سے زائد سندوں

وہ بیلہ حد المتواتر

سے مروی ہو اور حد تراثر سے کہ ہو۔

کبھی اس حدیث کو بھی مشہور کہا جاتا ہے جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہو خواہ اس کی ایک سند ہو یا ایک سند بھی نہ ہو۔
یہ غوی مشہور ہے اور مصلح حدیث مشہور کی مثال یہ ہے اللہ تعالیٰ بندوں کے سبب سے نیکو کر دے۔
اٹھائے گا اور یہ حدیث جو شخص جہد کے لیے آئے وہ غسل کرے اور قائم اور بن صلاحت سے اس کی یہ ماں دی ہے۔
اعمال کا مدار نیات پر ہے۔ یہ تینوں صحیح حدیثیں ہیں اور لکم کا طلب کرنا مسلم پر فرض ہے۔ حدیث حسن سے
اور کان سر سے ہیں یہ حدیث ضعیف سے۔

حدیث عزیز کی تعریف | عزیز کا لغوی معنی ہے کیاب، حدیث عزیز کو عزیز اس سے کہتے ہیں کہ اس کا
وجود نادر ہے۔

حافظ ابن حجر سفہانی نے حدیث عزیز کی یہ تعریف کی ہے:

العزیز وہو راریہ اقل من تنہین

حدیث عزیز وہ ہے جس میں سند کے کسی طبقہ میں

من تنہین سے

دوست سے کم نہ ہوں۔
اس کی مثال یہ حدیث ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے حدیث ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ میں نے کوئی شخص اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک میں اس کے والد
اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں، اس حدیث کو حضرت انس سے قتادہ اور عبد بن حبیب نے روایت کیا ہے
اور قتادہ سے شعبہ اور سعید نے روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
کیا ہے اور اسی طرح مرادی سے جب جماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حدیث غریب کی تعریف اور اس کی اقسام | غریب کا لغوی معنی ہے منفرد، مسافر یا جلی۔ اور اس کا اصطلاحی
معنی یہ ہے:

حافظ ابن حجر سفہانی لکھتے ہیں:

الغریب هو ما یفرد بروایت شخص واحد

غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں کسی

فی ای موضع وہاں اس سے پہلے

مگر بھی روایت میں متفق نہ ہو۔

حالی تاری لکھتے ہیں۔ غریب کی دو قسمیں ہیں فرد مطلق اور فرد نسبی اگر اصل سند میں تعدد ہو تو اس کو فرد مطلق کہتے

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی سنہ ۹۱۱ھ، تدریب الزوی ج ۲ ص ۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۴۰ھ
۲۔ مائتہ و عمل حدیث ابن حجر سفہانی سنہ ۸۵۲ھ، تدریب الخیر ص ۱۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت
۳۔ شرح تخریج الخیر ص ۱۴
۴۔ شرح تخریج الخیر ص ۱۴

الحديث الذي لا يخلو رجال استأذنه
من مستور له تتحقق اهليته غير انه ليس
مغفلا كثيرا الخطأ فيما يرويه ولا هو متهم
بالكذب في الحديث بل هو يصدق منه تعدد
للكذب في الحديث دل عليه سبب آخر مفسد
ويكون متن الحديث مع ذلك قد عرف
بان روى مثله او نحوه من وجه آخر او
اكثر حتى اعترضه بمنابعه من تابعه رايه
على مثله او بماله من ثبوت وهو روى حديث نحوه
ببحر به ذلك عن يجمع نادر ومكروا له

امام ترمذی کہتے ہیں:

كل حديث يروي لا يكون في استأذنه من
يتهم بالكذب ولا يكون الحديث شاذ يروى من
غير وجه ونحو ذلك فهو عندنا حديث حسن بل
لا يروى كذا

الحسن فان الخطأ هو ما عرف من حرج
واشتهر رجاله
علامہ سیوطی کہتے ہیں:

وقال الطبري لوقيل الحسن مسند عن
قريب درجة الثقة او مرسل ثقة او ما روى
كلاهما من غير وجه وسلم من شذوذ وعلة
لكان اجماع الحدود

وقال شيخنا الامام تقي الدين الشافعي

بعض حدیث اس سند میں راوی مستور ہیں ان کی اہلیت
متحقق نہ ہو، البتہ وہ اپنی روایت میں معضل و رکبہ نہ ہو
مگر یہی حدیث میں اس کا عمدہ جھوٹوں کی طرف ہوا وہ
نہ کسی وجہ اس میں فتنہ ہو اس کے باوجود اس حدیث کا متن
معروف ہو، بایں طور کہ وہ حدیث اپنی الفاظ کے ساتھ یا
اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ کے ساتھ کسی دوسرے
یا اسانید کے ساتھ بھی مروی ہو، حتیٰ کہ اس حدیث کی اس
کے متاب یا اس کے شاذ کے ساتھ اس کی تصدیق ہو
حتیٰ کہ وہ حدیث شاذ یا منکر مونسے سے خارج ہو جائے

مروہ حدیث جس کی سند میں یہ راوی نہ ہو جو متہم
بالکذب ہو اور نہ وہ حدیث شاذ ہو، اور نہ حدیث متہم
سانید سے مروی ہو اور نہ حدیث ہمارے نزدیک حسن

مروہ حدیث جس کے کہ ہے کہ حدیث حسن وہ سے
حسن کا خارج موقوف ہو و جس کی سند مشہور ہو۔

علامہ طبرسی نے کہا کہ جس راوی کا درجہ نقد کے ذیل
ہو اس کی متقل حدیث ہو یا نقد راوی کی مرسل حدیث ہو
اور یہ دونوں منقطع و اسانید سے مروی ہو یا درجہ شاذ و غیر
متصل ہوں تو یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ جانتے رہے کہ حدیث
تقریباً ہے۔

علامہ شیخ ابوالفتح ابوالحسن نے کہا ہے کہ حسن

- ۱۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہزادہ بنی امیہ نے ۵۶۵ھ میں حدیث ۵۶۵۰ بشیورہ مکتبہ علیہ ۳۸۶۰
۲۔ ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۵۴ھ، جامع ترمذی میں ۵۶۵۰ مطبوعہ ترمذ ۵۶۵۰ تجارت کتب گراہی
۳۔ علاء الدین بن سرف ترمذی متوفی ۵۶۴ھ، تہذیب التذوق مع ابن ربیع ج ۵۳، مطبوعہ مکتبہ علیہ ۳۸۶۰
۴۔ علامہ علاء الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تہذیب التذوق ج ۵۹، مطبوعہ مکتبہ علیہ مدرہ منورہ ۱۳۵۲ھ

ربیعہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابو سعید، حضرت انس، حضرت عائشہ، حضرت جابر اور حضرت ابو جعفر و انہی سے بھی حدیث مروی ہے۔ اور امام بن ربیعہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ حدیث چونکہ متعدد صحیح روایات سے مروی ہے اس لیے حسن مندر ہے۔

امام ترمذی جب کسی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں تو اس کی متعدد ترجیحات ہیں۔

(۱) یہ حدیث حسن لفظ اور صحیح لغو ہے۔

(۲) یہ حدیث بعض سندوں کے مندر سے حسن اور بعض سندوں کے اکتفا سے صحیح ہے۔

(۳) مصنف کو اس کے صحیح یا حسن ہونے میں تردد ہے۔

اس کی مزید ترجیحات ہم نے تذکرۃ المحدثین میں بیان کی ہیں، اس مقدمہ میں جامع ترمذی کی امتیازی حقیقت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

علامہ نووی کہتے ہیں:

حدیث حسن حوالہ سند لال میں مندر ہے، اگرچہ یہ قوت میں اس سے کم ہے، اسی وجہ سے ایک جماعت نے اس کو صحیح کی قسم میں درج کیا ہے اور جب میں نے یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے یا صحیح الاسناد سے تو ان کا یہ قول اس قول سے کم مرتبہ کا ہے کہ یہ حدیث صحیح است یا حسن ہے۔ کیونکہ بھی سند صحیح یا حسن اہل حق ہے اور متین میں طرہ نہیں مزانکہ اس میں کوئی تندرہ یا علت ہوتی ہے اور جب کوئی مستند حافظ اس پر اقتدار کرے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ متن کی تصحیح یا تحسین کر رہا ہے۔ اور امام ترمذی جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے تو اس کا مطلب ہے اس کی در سند میں ایک کاتفاض صحت ہے اور وہ مروی کا حسن ہے۔

حافظ ابن حجر مستطانی کہتے ہیں:

جب امام ترمذی یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اس وقت یہ شکال ہوتا ہے کہ حدیث حسن وہ ہوتی ہے جو کئی سندوں سے مروی ہو اور غریب کی صفت ایک سند ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حدیث حسن کئی سندوں سے مروی ہوتی ہے اور چہرہ کے نزدیک یہ تندرہ نہیں ہے امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب سے قریب ان کا حسن کیا جہود کی اصطلاح پر ہے۔

علامہ یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح کی صفات میں سے صرف راوی کے ضبط میں کمی ہو اور اس کمی کی تلافی تندرہ طریق روایت سے ہو جائے تو وہ حدیث صحیح مندر ہے۔ اور اگر تندرہ طریق روایت سے اس کمی کی تلافی نہ ہو تو وہ حدیث حسن مندر ہے اور اگر راوی میں ضبط کے علاوہ عدالت میں بھی کمی ہو اور اس کی تلافی تندرہ اسانید سے ہو جائے تو یہ حدیث حسن مندر ہے۔

۱۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۰۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تہذیبی کتب کراچی

۲۔ علامہ عیسیٰ بن سیرین متوفی ۲۵۹ھ تقریب النواوی میر القریب ج ۱ ص ۱۶۱-۱۶۰، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۵۲ھ

۳۔ حافظ ابو العیسیٰ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۶۵۲ھ، تہذیب النواوی ص ۳۶۰-۳۶۱، مطبوعہ رحیم آباد میکر جی

سے اور اگر یہی قدر اسانید سے دور رہے ہر ترجمہ یہ حدیث ضعیف سے
حافظ ابن حجر مستفاد کے کلام سے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حدیث حسن لہذا میں تندرہ طرق روایت کی قید نہیں ہے
بلکہ حافظ ابن حجر نے اور ہر ترجمہ وغیرہ سے جو حدیث حسن کی تصریح منقول سے اس میں یہ قید ہے۔

فكل عن الحسن لا لئلا والصحيح
لا لئلا، انه انما يحصل بكثره الطرق التي
الراوي الصحيح طاهر العداة وراوي الحسن
مستور عداة به

حدیث حسن غیہ اور حدیث صحیح غیہ دونوں کا
کثرۃ طرق اور اسانید سے ہونا ہے، مگر صحیح غیہ کے
راوی کی عدالت اور ہر قیاس سے حدیث حسن غیہ کی
عدالت مستقر ہوتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث حسن عداۃ کی عدالت ظاہر ہوتی ہے اس کے مرتب ضبط میں کی ہوتی ہے
اور تندرہ طرق سے اس کی توثیق نہیں ہوتی، حافظ ابن حجر مستفاد نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح کی ہے، اور حدیث
حسن غیہ میں ضبط میں کی اور عدالت مستور ہوتی ہے اور اس کی توثیق تندرہ طرق سے ہوتی ہے۔

حدیث مردود کا بیان | ایک حدیث سے زائد شرائط کا فقدان ہے۔ اور اس کی وجہ غیر مقبول کی
سے زیادہ اقسام بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر کا مستقل نام لکھا ہے اور بعض اقسام کا کوئی مستقل نام نہیں
ہے ان کو وہ صرف ایک عام نام ضعیف کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔

حدیث کے مردود ہونے کے اسباب تربیت ہیں لیکن عام سبب دو ہیں (۱) سند سے کسی راوی کا سقوط۔
(۲) راوی میں ظن، اور ان دو سببوں کے تحت متعدد اقسام ہیں، ہم ان شاء اللہ عنقریب ان پر تفصیلی بحث کریں گے
اور سب سے پہلے ہم حدیث ضعیف سے تہر کر رہے ہیں۔ فنقول وبالله التوفیق وہ (لاستعانة بغيره)
عنك کے اعتبار سے ضعیف ترقی کی قدر ہے، اور ضعف کسی حدیث سے ہونا ہے
حدیث ضعیف کی تعریف | اگر کوئی حدیث اور یہاں ضعف سے مراد کوئی حدیث ہے۔ اور حدیث

ضعیف کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:
حافظ ابن الصلاح کہتے ہیں

ہر وہ حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی ایک یا ایک سے زائد صفات نہ ہوں وہ حدیث ضعیف
ہے اور اگر حاتم بن عمار بستی نے اس کی اسباب اقسام بیان کی ہیں۔ رالی قول (حدیث ضعیف کی اقسام میں سے
جستجو ہیں اور ان کا معروف نام ہے اور یہ ہیں امر غریب، مقلوب، شاذ، سلسل، مضطرب، مرسل، متقطع، اور متصل۔
حدیث ضعیف کی مثال یہ حدیث ہے:

۱۔ لا علی بن سیدان محمد بن قاری متوفی ۱۰۲۴ھ شرح تہذیب فکر میں ۱، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوثر ۱۳۹۷ھ ۲۸۷
۲۔ حافظ ابن حجر عثمان بن عبد الرحمن قندوزی متوفی ۷۳۲ھ طراز الحدیث ص ۲۸، ۲۹، مطبوعہ مکتبہ دار حدیث دمشق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، جس شخص نے حدیث سے روٹی کی، یا کسی حدیث کی روٹی میں روٹی کی یا جو شخص کسی کھانے کے پاس گیا سمئے، سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل شدہ روئے کا انکار کیا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قح حائضاً او امرأة فی دبرھا او کاهناً فترکھما بعد انزل علی محمد یہ

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

وضعت محمد هذا الحدیث من قبل

اسناد ۵ -

امام بخاری نے سند کے اعتبار سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

پہلے ہم حدیث ضعیف کی وہ اقسام بیان کریں گے جو سند میں راوی کے سقوط کے اعتبار سے ہیں، پھر وہ اقسام بیان کریں گے جو راوی میں ظن کے اعتبار سے ہیں۔

سقوط راوی کے اعتبار سے حدیث ضعیف کی اقسام | اس سے مراد یہ ہے کہ راوی نے سلسلہ سند میں سے ایک یا ایک سے زیادہ راویوں کو غلط یا غیر عمدہ ساقط کر دیا ہو، سند کے اول سے آخر سے یا اثناء سند سے خواہ یہ سقوط ظاہر ہو یا خفی ظہور اور خفاء کے اعتبار سے سلسلہ سند سے راویوں کے سقوط کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) - سقوط ظاہر: سقوط کی اس قسم کی معرفت میں، نہ حدیث اور نام میں حدیث دونوں مشترک ہیں، یہ سقوط راوی اور اس کے شیخ کے درمیان ملاقات نہ ہونے سے پہچانا جاتا ہے، اس کا ایک سبب یہ ہے کہ راوی نے اپنے شیخ کا نام نہ نہیں پایا، دوسرا سبب یہ ہے کہ راوی نے اپنے شیخ کا نام نہ دیا لیکن اس سے ملاقات نہیں کی راوی راوی کو شیخ سے اجازت حاصل سے، یہی طے کہ شیخ نے کہا کہ میں نے اپنی روایات کی اپنے زمانہ والوں کو روایت کرنے کی اجازت دی، اور نہ اس کو شیخ سے وجہات حاصل ہو، یہی طے کہ راوی اپنے شیخ کے غلط کو پہچانتا ہو اور اسے اس خط میں شیخ کی روایات مل گئی ہوں، اس کو جاننے کے لیے راوی کو ناپسند جاننے کی ضرورت پیش آئے گی، جس سے اس کے پیدا ہونے، فوت ہونے طلب نام کے اوقات اور سفر طلب علم کے اوقات کا پتا چلے گا۔

علماء حدیث نے سقوط ظاہر کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں کی ہیں (۱) معلق (۲) مرسل (۳) معضل (۴) منقطع۔ (ب) سقوط خفی: یہ وہ قسم ہے کہ سواہر ان، ام، نہ کے جو طریق حدیث اور عمل حدیث پر مشتمل ہوتے ہیں اور کمال ان کی معرفت قابل یہ کہ سکتا، اس کی دو قسمیں ہیں مدلس اور مرسل خفی۔

حدیث معلق کی تعریف اور اس کا حکم | تعلیق کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ ایسا کرنا اور حدیث معلق چونکہ عالی جہت سے متصل اور اس جہت سے منقطع ہوتی ہے تو یہ اس

منقول ہو یا مرسل۔ اور امام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام راویسید بھی مٹی یہ کہتے ہیں کہ اگر روای نقد و حیرتہ دونوں کو بخیر و
بہتر اس کی حدیث نقل نہ مقبول نہیں ہے۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں:

حدیث مرسل کی فضیلت

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ جو حدیث تیسویں تفسیر کی مرسل ہو وہ فقہاء احناف کے نزدیک مقبول ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ حدیث میں سے ”پچھو کذب عام ہو جائے گا۔“ اس حدیث کو امام لسان نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل مقبول ہوتی ہے اور ان میں سے کسی کا اس سے انکار مقبول نہیں ہے اور ان کے بعد دو سو سال تک شہ میں سے کسی کا انکار مقبول نہیں ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے یہ کہا کہ امام ترمذی پہلے روایوں میں جنہوں نے حدیث مرسل کو مسترد کیا ہے اور بعض نے اس سے تو حدیث مرسل کو مسترد نہیں کیا۔ پر بھی نہ حیرتہ سے اہل سنت نے کہا جب کوئی روای پوری حدیث بیان کرے۔ کتاب ہے تو وہ اس کی تحقیق کو تم پر چھوڑ دیتا ہے ورنہ وہ حدیث کے کسی روای کو چھوڑ دینا سے تو وہ اس کی تحقیق و ثقاہت کا غامض ہو جاتا ہے (یعنی اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے اس کا میں مضماع میں اور سند میں باقی جو روای میں سے ذکر کیے ہیں)۔
کچھان بین تم لوگو کو (مرسل) ہے

نیز علامہ سیوطی کہتے ہیں:

امام حاکم نے حوالہ اکابر میں لکھا ہے کہ اہل مدینہ سعید بن مسیب سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مکتہ
عطار بن ابی رباح سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل نجد و حجاز سعید بن مسیب سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مدینہ
اور اہل مصر سعید بن ابی ہلال سے مرسل نام لکھتے ہیں ان میں سے زیادہ صحیح مرسل بن مسیب کی ہیں ان میں سے
بھی یہ کہا ہے کیونکہ وہ اول و دوم ہیں سے ہیں۔ انہوں نے طبرستان و ہمدان کو کیا ہے اور وہ اہل حجاز کے نسب و رشتہ
سندھ۔ اور وہ ان سات فقہاء میں سب سے پہلے ہیں جن کے اصحاب کو امام حاکم نے نام لکھا۔ جامع فرار دہشت
اور متقدمین نے سعید بن مسیب کی مرسل کی حجت دین کی رو سے سب کا صحیح تحقیق و درود اس کی مرسل میں یہ سند نہیں
پائی جاتی۔ کتاب اور سنت میں حدیث مرسل نہ حدیث مرسل میں سے

امام حاکم نے حوالہ اکابر میں لکھا ہے کہ اہل مدینہ سعید بن مسیب سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مکتہ
عطار بن ابی رباح سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل نجد و حجاز سعید بن مسیب سے مرسل کی روایت کرتے ہیں اور اہل مدینہ
اور اہل مصر سعید بن ابی ہلال سے مرسل نام لکھتے ہیں ان میں سے زیادہ صحیح مرسل بن مسیب کی ہیں ان میں سے
بھی یہ کہا ہے کیونکہ وہ اول و دوم ہیں سے ہیں۔ انہوں نے طبرستان و ہمدان کو کیا ہے اور وہ اہل حجاز کے نسب و رشتہ
سندھ۔ اور وہ ان سات فقہاء میں سب سے پہلے ہیں جن کے اصحاب کو امام حاکم نے نام لکھا۔ جامع فرار دہشت
اور متقدمین نے سعید بن مسیب کی مرسل کی حجت دین کی رو سے سب کا صحیح تحقیق و درود اس کی مرسل میں یہ سند نہیں
پائی جاتی۔ کتاب اور سنت میں حدیث مرسل نہ حدیث مرسل میں سے

۱۔ حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن محمد عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، شرح تفسیر تفسیر ۵۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ ہلال ابن سیرین متوفی ۱۱۱ھ، تہذیب الراوی ج ۱ ص ۱۶۲ - بیروت مطبوعہ دار الفکر ۱۳۹۲ھ

قاضی بیضاوی نے کہا آپ نے قرآن مجید کی نیت کو پہنچانے کا حکم دیا ہے حدیث کا ہمیں ذرا دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ ناسن ہے۔ تو حیب اس کے باوجود آپ نے قرآن مجید کی آیت پہنچانے کا حکم دیا ہے تو حدیث کا پہنچانا یہ طریق دلی واجب ہے۔

نیز امام بخاری رعایت کرتے ہیں:

عن ابی بکر ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیبلغ الشاہد ما ثبت فیہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاہد کو حدیث پہنچا دے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ثاید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصر اللہ امرأ سمع منا حدیثاً وحفظہ حتی یبلغہ غیرہ قرب عامل فقہ الی من ہوا فہ منہ ۃ

حضرت ثاید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ (خوش و خوش) رکھے جس نے ہم سے ایک حدیث کو سن کر اس کو دوسرے شخص تک پہنچا دیا، بس اوقات ایک نفع کا حامل ہونے سے زیادہ فقیہ تک پہنچانا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصر اللہ امرأ سمع من شیثا فبلغہ کما سمعہ قرب مبلغ اوعی من سامع ۃ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اس کو صحیح طریق سے پہنچا دیا، کیونکہ ہمیں وہ لوگ ہیں کہ حدیث پہنچا دی جائے سے دالے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

ان احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند اور مسلسل کا فرق کبے نیز حدیث کے پہنچانے کا حکم دیا ہے اس لیے یہ احادیث بھی پیشہ علوم کے اعتبار سے احادیث کی سرسبیل پر حجت ہیں۔

حدیث مسلسل کی حجیت پر عقلی درمل | حدیث مسلسل کی حجیت پر عامیوں نے سب سے زیادہ سوال کیا ہے۔

(۱) سبب روای کسی حدیث کو مسلسل روایت کرتا ہے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر پر قطعی شہادت دیتا ہے اور بعد میں آنے والوں کو روای کے متعلق بحث اور تحقیق

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۸ھ

۲۔ امام ابو یوسف محمد بن یونس ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ج ۱، ۳۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۸ھ

۳۔ امام ابو یوسف محمد بن یونس ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ج ۱، ۳۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۸ھ

منتقل یہ معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹی گورہی دہشت میں، اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی جہاد و جدوجہد کا اعتبار کیا تھا۔ یہ کہ جس کے منتقل حدیث کے خلاف کوئی بات ثابت ہو گئی ہو مگر اس نے جس روئے کو لکھ کر دیا ہے وہ بھی اس کی حدیث ظاہر ہوئی ہے۔ پھر یہ کہ سب سے دور وہ اس کو ذکر کر دیتا اور جو شخص بدی سرعاً مقرر مل جائے کہ اس کی حدیث قبول کی جائے۔ اتنا یہ کہ اس کے رد کا کوئی مستغنی یا باہان نہ ہو، اور یہ چیز تابعین کے زمانہ میں نمایاں تھی۔ نیز وہ بعض صحابہ کے بعد غیر انصاروں تھا۔ اور ان میں کوئی شخص جھوٹا مشہور نہیں تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اس قدر جھوٹا مشہور ہو کر اس کا جھوٹ مانا نہ ہو، اور یہ واضح بات ہے کہ تابعین اس سے روایت کرنے والے نہ تھے۔ اور اس طرح کے مشہور کذب مستحکم نہیں تھے۔

باتیں انھیں کے ساتھ ان میں حاکم بن علی بن ابی حمزہ سے کہا ہے کہ تابعین اور تابعات تابعین کی تمام مرسلات کو بل کر قبول کرتے ہیں اور ان سے اس بات کو کہ جس میں یہ بات انتہائی مشکل ہے کہ عیسیٰ بن مان اور ابو بکر رضی اللہ عنہما سے کہ قرآن ثانی اور تیسرا اور بعد کے قرآن کی مرسلات قبول میں یہ شرط ہے کہ وہ عقل کی مرسل ہو۔ علامہ زوی سے شرط مذکور میں لکھا ہے کہ بہ کثرت علماء حدیث مرسل پر عمل کرتے ہیں اور عام غرض الیٰ اللہ سے کہ جھوٹ سے نقل کیا ہے۔ اور عام طور پر دینے اپنے زمانہ میں لکھا ہے کہ وہی ہیں کثر علماء مثلاً صحابہ ثمریٰ الہی الہی در اور علی مرسل سے استدلال کرتے تھے۔ حتیٰ کہ امت فقیہ کا زمانہ یا اور انھوں سے اس پر اعتدال نہیں کیا۔ حافظ سیوطی سے نقل مدر میں لکھا ہے کہ محمد بن جریر بھی اسے کہا ہے کہ تابعین کا حدیث مرسل کے قبول پر اجماع ہے اور ان کے بعد دو سو سال تک امت میں اسے کسی نے حدیث مرسل کا اسکار نہیں کیا۔

حدیث معضل کی تشریح اور اس کا حکم۔ مت میں سخت مشکل اور محذور بننے والے کا کہ کہ مفضل کہتے ہیں اس شخص میں اس کا حکم ہے کہ اس کی مستحکم معنی کے ساتھ کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس کا اصطلاحی معنی یہ ہے:۔
ما سقط من اسنادہ افتقاراً کثیراً جس حدیث کی سند میں دو یا دو سے زیادہ راوی علی التوالی۔
مترادف ساقطی ہوں۔

حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:۔
اس کی مثال یہ ہے کہ تین تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف فرمایا اس سے بھی نچلے درجے کا تابعی یہ کہے کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ز حضرت ابو بکر یا ز حضرت عمر۔
امام حاکم نے اس کی یہ مثال دی ہے:۔

عن مالک انہ بلغه ان ابا هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يورث قال امام مالك سے روایت ہے کہ ان کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہر جو درسی المحدث ابن الصلاح مرقا ۴۳۳ کہ علوم احدثت میں ۵۰ مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔

راوی میں طعن کے اعتبار سے حدیث مردود کا بیان | راوی میں طعن کا مطلب یہ ہے کہ راوی پر زبان سے جحد کی باتیں اور اس کی حدیث اور دین داری اور اس کے ضبط و ضبط اور بیدار مغزی سے بحث کی جائے۔ راوی میں طعن کے دس اسباب ہیں، پانچ کا تعلق عدالت سے ہے اور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔ عدالت کے اعتبار سے طعن کی یہ درجات ہیں: (۱) کذب (۲) کذب کی اہت (۳) فسق (۴) بدعت (۵) جہاں اور ضبط کے اعتبار سے طعن کی یہ پانچ قسمیں ہیں: (۱) فحش غلطی کرنا (۲) بدعا فظہ ہونا (۳) غفلت (۴) کثرت اولام (۵) مخالفت ثقات۔

حدیث موضوع کی تحقیق | جب راوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کا طعن ہو تو اس کی حدیث موضوع کہلاتی ہے، علت میں وضع کا معنی ہے کسی چیز کو پست کرنا، اس کا مرتبہ کم کرنا اور چونکہ اس حدیث کا مرتبہ کم ہوتا ہے اس لیے اس کو موضوع کہتے ہیں، اور اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

ما علی قاری لکھتے ہیں:

الموضوع هو الحديث الذي فيه الطعن بكذب الراوي - ۱
موضوع وہ حدیث ہے جس میں کذب راوی کی وجہ سے طعن ہو۔
ما لفظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:
الموضوع المختلف المصنوع - ۲
جو جھوٹ بات گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی گئی ہو اس کو حدیث موضوع کہتے ہیں۔

حدیث موضوع کے تحقق پر دراصل | حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:
کسی حدیث کے موضوع ہونے کا حکم طعن غالب سے لگا جاتا ہے اور قطعیت کے ساتھ کسی حدیث کو موضوع نہیں کہا جاتا، کیونکہ کبھی جھوٹا آدمی جیسی بات کہتا ہے لیکن علماء حدیث کو ایسا قوی حکم حاصل ہوتا ہے جس سے وہ حدیث موضوع کو غیر موضوع سے متمیز کر لیتے ہیں، اور یہ حکم کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کو حکم حدیث کی کامل اطلاع ہو اور اس کا ذہن مدہش ہو اور اس کی فہم قوی ہو اور وہ حدیث موضوع کے قرائن سے اس کی معرفت حاصل کرے اور کبھی حدیث کے موضوع ہونے کا اس کے واضح کے آثار سے علم ہو جاتا ہے، بن دوقیع العید نے کہا لیکن یہ بات قطع نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے اندر اس میں بھی جھوٹا ہو، اس قول سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ واضح کے قرار پر بالکل عمل نہیں کیا جانے کا، حالانکہ بن دوقیع العید کا یہ مراد نہیں ہے انھوں نے صرف قطعیت کی نفی کی ہے، اور کسی حدیث پر قطعیت کے ساتھ موضوع ہونے کا حکم نہ لگانے سے یہ راجح نہیں آتا کہ اس میں طعن غالب سے بھی موضوع ہونے کا حکم نہ لگایا جائے، اور یہاں سہارا ہی طرح ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو قائل کے اقرار سے اس کو نقل کرنا اور نہ تا کے مستزہن کو رجم کرنا بھی جائز نہ ہوتا، نیز یہ بھی یہ احتمال ہے کہ وہ دوقیع اپنے اعتراض میں جھوٹے ہوں

حدیث موضوع کی معرفت کے قرائن اور اس کا حکم | جن قرائن سے حدیث کے موضوع ہونے کا علم ہوتا ہے ان میں سے ایک قرینہ راوی کا حال سے ایک مرتبہ

۱۔ ما علی بن سلیمان محمد نقاری متوفی ۱۰۰۲ھ، شرح شریعت النجیۃ، المکر، ص ۱۲۳، مطبوعہ ریحیم اکیڈمی کراچی
۲۔ حافظ ابو عثمان بن عبد الرحمن شہروردی المعروف: ابن الصلاح متوفی ۷۲۳ھ، علوم الحدیث ص ۱۵، مطبوعہ مکتبہ المدینہ منورہ، ۱۳۸۷ھ

مذکور کو ترک کر دیا تھا جس دن یہ فوت ہو کر اس دن بندہ کے بازار بند ہو گئے تھے، حالانکہ یہ اسی دین گزرتا تھا، اس سے موت کے وقت پر ہوا گیا جتنیں اپنے مستحق حسن ظن سے، اس نے کہا کیسے نہیں ہو گا میں نے حضرت سال کی نفیبت کے مستحق مقرر شدہ ہیں گھر ہی ہیں۔

ابو داؤد کئی سالوں تک انہار سے قائم رہا تھا۔ اسی کے باوجود وہ حدیثیں گھڑتے تھے اور ابو بشر احمد بن محمد نقیہ مروزی سنت کے زبردست حامی اور بدعت کے سخت مخالف تھے اور حدیثیں گھڑتے تھے۔ ابن عدی نے کہا کہ وہیب بن جعفر ماسکین میں سے تھے، بخیر نے بیس سال تک کسی سے غلام نہیں کیا اور فحش جھوٹ بولتے تھے بلکہ علامی قاری لکھتے ہیں:

حقیقت نے بیان کیست کہ دنیا میں نے چودہ ستر ارب دیت تھی جس مہدی نے کہا یہ ست سانسے ایک
نزدیق نے اقرار کیا کہ اس نے سو نہ نہیں گھر ہی ہیں۔ بن مہدی نے کہا جب عبدالکریم بن محمد کو کپڑہ کر دیا گیا، وہ اس کی گردن
اڑانے کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا میں نے تمہیں چار ہزار حدیثیں گھر گھر پھیلادی ہیں، بن میں نے حرم کو حلال، وہ
حلال کو حرم کر دیا ہے۔ مہدی دنیا میں سے عمارت کذب تھا جس نے بہت کا دعویٰ کیا تھا اور ہزاروں حدیثیں
گھر گھر پھیل، جب بن مبارک سے اس کا دین موقوفہ کے متعلق استویش کا اظہار کیا گیا تو انھوں نے کہہ ان کے لیے
ناقدر اور ماہرین حدیث موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذكر وانا له الحفظون۔

ان کی مراد یہ تھی کہ سترہاں تفسیران مجیدہ کے لحاظ و معانی دونوں کا محض نقطہ سے و سادہ روایت نبویہ قرآن کے معانی میں جن سے قرآن مجید کے لحاظ کی وضاحت ہر وقت سے نہ نکالی جاسکتا ہے :

تجربہ آپ دیکھ کر بیان کریں کہ نئی طرہ کیا نازل
کی گئی ہے۔

۱ فصل: ۳۴

اس لیے حقیقت کتاب اور سنت کا مذاق آں محض ہے اور اس نے بدلتوں میں سے مرتب بلکہ سر
نشانہ میں ایسے عام کو پیدا کرتا ہے جو دین کے امور کی تجدید کرتا ہے۔ حدیث موضوع کی پرکھ وہ پہچان کے متعلق
ہم ابن عدی نے کتاب اعتقاد بھی، خود میں نے بھی، اور امام ابن جوزی نے موضوعات بھی لکھی ہیں یہ کتابوں کے قریب
کیے ہیں کیونکہ ان میں غیر موضوع احادیث کو بھی درست کر دیا ہے، علامہ سیرٹک نے اس موضوع پر احوال المصنوعہ لکھی ہے۔

عز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

میر ملا علی قاری فرماتے ہیں:

شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور میرے پاس ایک لمبی ڈاڑھی والا شخص بیٹھ و کھڑا رہتا اور اس کے گرد لوگوں کا ایک بڑا حلقہ تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں نے فلاں سے اور فلاں نے فلاں

میر ملا علی قاری فرماتے ہیں:

شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور میرے پاس ایک لمبی ڈاڑھی والا شخص بیٹھ و کھڑا رہتا اور اس کے گرد لوگوں کا ایک بڑا حلقہ تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں نے فلاں سے اور فلاں نے فلاں

المحرر: علامہ عبداللہ بن سید علی متوفی ۹۱۱ھ۔ تدریب المرادی ج ۲ ص ۲۴۳
مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۲۹۔ علامہ ابن سلطان محمد القادری متوفی ۱۰۱۲ھ، ترجمہ شریعۃ النجیۃ الفکرہ ص ۱۳۷-۱۴۷، مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ کوئٹہ، ۲۰۰۶ء

سے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے دو سو بندے میں دو سو خود سے دوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ایک بار چھوڑنے سے دگر بے ہوش ہوں گے اور دوسری بار قیامت کے لیے چھوڑا جائے گا۔ شکی کہتے ہیں میں اپنے نفس کو ضبط نہ کر سکا میں جلدی سے ناز ختم کر کے ان کی طرف مڑا اللہ ان سے کہا اسے شیخ! خدا سے ڈرنا اور غلط نہ بیان کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک صومہ پیدا کیا ہے اور اسی کو دوبار چھوڑا جائے گا، اس شیخ نے کہا اسے فاجسہ! مجھ سے خدا ن فلاں نے یہ حدیث بیان کی ہے اور تو مجھ پر رد کرتا ہے پھر اس نے اپنی جگہ اٹھا کر مجھے پیشنا شروع کر دیا اور اس کی پیروی میں اس کے تمام مریدوں نے مجھے اپنے جوتوں سے مارنا شروع کر دیا اور بہ خدا ان لوگوں نے مجھ کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ حضور نے مجھ سے یہ نہیں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تین صومہ پیدا کیے ہیں! ۱۔

حافظ ابن مساکر بیان کرتے ہیں کہ رستید کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا، خلیفہ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اس زندیق نے کہا تم مجھ کو قتل کر دو گے لیکن چار ہزار حدیثوں کا کیا کرے گا جن کو وضع کر کے میں نے لوگوں میں پسند دیا ہے۔ اور ان میں حدیث کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زبیا ہوا ایک حسن بھی نہیں ہے۔ رستید نے کہا اسے زندیق! تو عبد اللہ بن مبارک در بن اسمانی غوری کو کیا سمجھتا ہے ان کی تنقید کی چھینی سے تیری وضع کی ہوئی حدیثوں کا ایک ایک حرف نکل جائے گا۔ ۲۔

حدیث منوعہ کی معرفت کے قواعد اور ضوابط | علامہ قاری ابن قیم جلدیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں (رحم

علامہ قاری نے اختلاف کہا ہے۔ سعدی غفرلہ) ہم ایسے چند قواعد طیار بیان کرتے ہیں جن سے کسی حدیث کا موضوع مونا معلوم ہو سکے گا۔ کسی حدیث میں ایسی بات ہو کہ وہ بے اصول باتیں ہوں جن کا کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے اور اس کی حدیث موضوع میں بہت مثالیں ہیں، ایک مثال یہ ہے:

جہن شخص نے لا الہ الا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ اس کو لکھ سے ایک پندرہ پیدا کرے گا جس کی ستر ہزار زبانیں ہوں گی اور ہر زبان کی ستر ہزار سناتوں ہوں گی اور وہ پندرہ سے اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے اور جس شخص نے فلاں فلاں کام کیا اس کو جنت میں ستر ہزار شہر ملیں گے اور ہر شہر میں ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل میں ستر ہزار حدیثیں ہوں گی، اور اس جیسی حدیثیں، ان کو نبی نے نہ کہتا تھا اور حق تھا اور یا وہ زندیق شخص تھا وہ اس قسم کی احادیث گھر گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص من جات تھا۔ (۱) ایسی حدیث جس کی جس اور مشاہدہ تکذیب کرتا ہو جیسے یہ حدیث کہ: میں نے کھانا ہر نمازی سے شفاء ہے، اسی طرح یہ حدیث کہ اگر کسی حدیث کو بیان کرتے وقت اس کو چھینک دے تو وہ اس کی صداقت کی دلیل ہے، حالانکہ کئی مرتبہ جھوٹ جھوٹے وقت لوگوں کو چھینک آجاتی ہے، لہذا کئی شخص حدیث بیان کرے اور اس کی ایک

۱۔ علامہ ابن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ موضوعات کبیرہ ص ۱۲، مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی
۲۔ حافظ ابو القاسم علی بن حسن لحدوت بان مکرنتوفی ۵۵۰ھ مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۵۰، مطبوعہ دار الفکر دمشق، ۲۰۱۴ھ

لاکھ مرتبہ بھی چھینیں تہا میں تو اس سے اس حدیث کی محنت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(۳) وہ حدیث جو کسی قطعہ خیرات پر مشتمل ہو مثلاً یہ حدیث کہ اگر چاول، دہی، برتن، تو حلیم، الطبع، برتن، جوہر کا شخص چاروں کھاتا ہے وہ میر ہو جاتا ہے۔ یہ بات کسی عام فاضل شخص سے بھی متصور نہیں ہے چہ جائیکہ سید انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ اسی طرح یہ حدیث کہ خروٹ کھانا بزدلی کی علامت ہے اور جب یہ پیٹ میں جاتا ہے تو شفا بن جاتا ہے۔

(۴) وہ حدیث جو کسی صریح منہ کے خلاف ہو اور اس میں واضح تضاد ہو سوہر وہ حدیث جو کسی فساد، ظلم، محبت، باطل کی مدح یا حق کی مذمت پر مشتمل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑی ہیں۔ یہی حدیث ہے جس کا نام محمد یا محمد بن جوہر کا نام محمد یا احمد رکھے جنہم میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ ہم کو دین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص محض سہارا، دراز، نقاب کی بنا پر دوزخ سے نجات نہیں پائے گا نجات تو صرف ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے ہوگی۔

(۵) جس حدیث میں یہ دیکھی گئی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کے سامنے علی الاعلان کوئی کام کیا اور وہ سب صحابہ اس کے چھپانے پر متفق ہو گئے اور کسی نے اس کو حرام نہیں کیا جیسا کہ ہوش کدین نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجت اور اس سے وابستہ پر تمام صحابہ کے سامنے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اور سب صحابہ نے اس کو پہچان لیا کہ یہ میری بیوی ہے اور یہی صحابی ہے جو میرے بدخلیفہ ہے، اس کے احکام سننا اور اس کی اطاعت کرنا بہر حال اس کو چھپانے اور اس کو متغیر کرنے پر متفق ہو گئے۔

(۶) ایسی حدیث جہاں نفس باطل ہو وہ اس کا نفس مضمون اس پر دلالت کرتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتا جیسے یہ احادیث ہیں: (۱) جب رب غضب میں ہوتا ہے تو نہ کسی میں کلام کرتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو ہر میں کلام کرتا ہے۔ (۲) چھ چیریں نسیان کو پیدا کرتی ہیں، چوتھے کا بھڑکا، جون کو آگ میں ڈالنا، شہر سے موٹے پانی میں پیشاب کرنا، خدا سے چہانا، کھٹ سیب کھانا، گندی کی رگ میں نصد لگاتے ہوئے ہاتھ کرنا۔ (۳) اے میرا دلچسپ میں گرم پانی سے غسل نہ کرنا میں سے ہر میں پیدا ہوتا ہے (۴) جس شخص کے پاس حدیث کے لیے مال نہ ہو وہ بد و نفا سے یہ منہ کرے، کیونکہ لعنت کبھی ہی حدیث کا بدل نہیں ہے (۵) جس نے قسم کھائی ہے کہ میں کا، محمد بن احمد، ہر گاہ اس کو دوزخ میں داخل نہیں کروں گا۔

(۷) جو حدیث کلام انبیاء کے مشابہ نہ ہو جیسے یہ حدیث: (۱) تم میں چہرے اور سیاہ آنکھوں کو دیکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی طرح کو دوزخ میں ڈالنے سے حیا فرماتا ہے رب، خود کو سر مڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اور حضرت علی، ان کے پیشوا ہیں۔

(۸) ہر وہ حدیث جس میں حسین تیسرے دائرہ کے مدح و ثناء ہو، یا ان کی تکفیر و ان سے اپنی مانتیں طلب کرنے کا حکم ہو اور یہ کہ آگ ان کو نہیں چھوئے گی یہ سب جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں ہیں البتہ یہ حدیث کہ حسین چہرے والوں سے خیر طلب کرو، اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے، اور امام طبرانی، امام ابویہ، امام بیہقی، امام ابن عساکر وغیرہ نے مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے، یہ موضوع نہیں ہے حسن یا خبیث ہے۔

اس کو ننان اجرو گنا فیسی اور واحدی نے ہر حدیث کے شرٹوں میں اس قسم کی احادیث ذکر کی ہیں اور میضای اللہ زبشری نے ہر حدیث کے آخر میں ذکر کی ہیں، اور مفتی ابوالسعود نے بھی ان کی تباہ کی ہے اور ذوالیقوب نے ان حدیثوں کے دفع کرنے کا اعتراض کیا ہے۔ (اس کے حوالے گذر چکے ہیں)۔

(۲۲) حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت میں یہ احادیث موضوع ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکر کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔ (اب) جو کچھ اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا وہ میں نے ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا۔ (رج) جب اللہ تعالیٰ نے رسول کو پسند کیا تو ابو بکر کی روح کو پسند کیا۔

(۲۳) حضرت علی کی فضیلت میں احادیث موضوع ہیں؛ حافظ ابویس نے کہا کہ، فقیروں نے حضرت علی اور اہل بیت کی فضیلت میں تین لاکھ سے زیادہ احادیث وضع کی ہیں۔

(۲۴) امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے ماموں کے ساتھ ان کی تثبیت میں حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔

(۲۵) حضرت امیر مویہ، حضرت عمرو بن ساعس اور خزامیہ کی مذمت میں احادیث گھڑی گئی ہیں۔

(۲۶) منصور اور سفاح کی مدح میں حدیثیں بنائی گئی ہیں۔

(۲۷) یزید، ولید اور مروان بن الحکم کی مذمت میں حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔

(۲۸) ہشام، ہشام، کوفہ، مرو، تہرین، مستقان اور اسکندریہ کی مذمت میں احادیث وضع کی گئی ہیں۔

(۲۹) اولاد عباس پر موضوع حدیثیں جو ان کے لیے حدیث کے متعلق احادیث وضع کی گئی ہیں۔

(۳۰) حضرت ابوموسیٰ کی مذمت میں جھوٹ احادیث بنائی گئی ہیں۔

(۳۱) جس حدیث میں سے کہ ننان شہ جنت کے تھروں میں سے ہے اور لال شہ دوزخ کے شہروں میں سے ہے۔

(۳۲) ایمان میں کمی بیشی کی غلطی وراثیات میں احادیث وضع کی گئی ہیں۔

(۳۳) بھولوں کی فضیلت میں احادیث وضع کی گئی ہیں مثلاً زکریا اور یونس کے بچنے میں اور یہ سب جھوٹ ہیں۔

(۳۴) ایک حدیث میں سے رسول تنہا سے مدینہ دسم کی طرح کی محفل میں آئے اور آپ نے رقص کیا حتیٰ کہ آپ کی

فقیں پھٹ گئی، اللہ تعالیٰ اس کے راضی پر سنت کرے اس نے کسی جرأت کی ہے، جاہل موفیاء کی اس طرح

کی بتائی ہوئی احادیث موضوع ہیں۔

(۳۵) جس شخص نے کسی بھتے کو آدھی کے ساتھ کھا کھا یا وہ بھی بخشا جائے گا، اس طرح کی احادیث موضوع ہیں

(۳۶) جب تم میں سے کسی کو نماز میں ہانپے تو اس کے ہانپے پر جلنے اور حب آپ بلائے تو نہ جائے اس کو

عبداللہ بن زبیر، ابان قرشی، اموی سے روایت کیا ہے، یہ شخص کذاب تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔ (نقل ناریں مسند

اسی طرح سے، البتہ فرض نماز میں ہانکے پر بھی نہیں ہے۔ شرح صحیح مسلم مدد صالح میں اس کی تفسیل ہے)

حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

کبھی کوئی حدیث منقطع کی وجہ سے بھی موضوع ہو جاتی ہے، اس کی مثال یہ حدیث ہے:

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن اسمعیل بن محمد الطلحی عن

قائمت بن موسی الزاہد عن شریک عن

الاعمش عن ابی سفیان عن جابر مرفوعاً

من کثرت صلاۃ باللیل حسن وجهہ

بالنہاء۔

اسماعیل بن محمد از ثابت بن موسیٰ زہد از

شریک از اعمش از ابو سفیان از حضرت جابر روایت

ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص

رات کو بہ کثرت نماز پڑھے صبح اس کا چہرہ حسین

ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۹۳: طرہ زر محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث میں مخاطب کا مکر نے ذکر کیا ہے کہ: بت بن موسیٰ بن شریک بن عبد اللہ کے پاس گئے اور حدیث کہنے والے ان

کے اور شریک کے درمیان بیٹھا تھا، شریک نے اس کو دکھوانے کے لیے کہا: زاعمش از ابو سفیان از جابر روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حدیث کا متن نہیں لکھو یا تھا کہ چاہے ان کی کتابت بن موسیٰ کی طرف نظر پڑی تو کہنے لگے: جو

شخص رات کو بہ کثرت نماز پڑھے صبح اس کا چہرہ حسین ہوتا ہے، اور ان کی اس سے مراد ثابت تھے، کہو کہ نہ بہت ظاہر

اور متعنی تھے، اور ثابت نے یہ گمان کیا کہ اعمش نے اس سند کے ساتھ یہ حدیث مرفوعاً روایت کی ہے، قرآن بت اس حدیث

کو شریک سے روایت کرے گئے۔

ما نظر عراقی نے اس کا ذکر شرح الغیہ میں بھی کیا ہے۔

ما نظر زکریا انصاری نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ما نظر ابن عجبہ مسئلہ نقل کرتے ہیں:

ومن جملة اقوال ابن ابي عمير

الافراط بالوعيد الشديد على الامور اليسير

او بالوعد العظيمة على الفعل اليسير وهذا

كثير موجود في حديث القصاص و

الطريقة۔

حدیث کے ذمہ دہ ہونے پر ایک قرینہ یہ ہے کہ

کسی قدر ہی سہی بات پر بہت سخت مذہب کی وعید ہو یا کسی

تقصیر سے کام پر بہت عظیم ثواب کی بشارت ہو اور یہ

چیز بازار می لوگوں اور فقہوں کے مذاہب میں ان کے لئے دلوں

میں بکثرت موجود ہے۔

اس کی مثال یہ ہے، ما علی قاری لکھتے ہیں:

امام احمد اور یحییٰ بن سین نے مسجد صحابہ میں نماز پڑھی ان کے سامنے ایک فقہ گر کھڑا ہوا اور اس نے حدیث بیان

کی از احمد بن حنبل و یحییٰ بن سین از عبدالرزاق از حماد قتادہ از انس روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر لمحہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی چوٹی سونے کی ہوتی ہے۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسکری بن حبیب عریقی متوفی ۸۰۷ھ، التبیان فی شرح الصحاح ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ مکتبہ سلیمان بن عبد الرحمن

۲۔ التبیان فی شرح الصحاح ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۳۔ حافظ زکریا بن محمد انصاری شافعی متوفی ۹۲۶ھ، فتح الباقی علی الفیہ العراقي ج ۱ ص ۲۷۸

۴۔ حافظ ابو یوسف احمد بن محمد بن محمد بن عسکری متوفی ۸۵۲ھ، التبیان فی شرح الصحاح ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

قال الحافظ البيهقي هو الفرد الذي لا يعرف مثله عن غيره راويه وكذا اطلقه كثير من الصواب فيه لتفصيل الذي في التذ -

حافظ بردی نے کہا کہ منکر اس فرد حدیث کو کہتے ہیں جس کا متن اس راوی کے علاوہ کسی راوی سے نہیں ملتا ہو اکثر علماء نے منکر کو اسی طرح مطلقاً بیان کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اس میں بھی شاذ و اذ غفیل ہے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

حدیث منکر کی دو تعریفیں ہیں ایک وہ تعریف ہے جو حافظ بردی بھی سے منقول ہے اور دوسری تعریف یہ ہے کہ وہ فرد حدیث ہے جس کے راویوں میں کوئی ثقہ اور صاحب اتقان راوی نہ ہو جو اس تغذ کا حامل ہو بلکہ اول مذکور تعریف کے اعتبار سے اس کی مثال یہ حدیث ہے۔

امام البراء و روایت کرتے ہیں:

عن همام عن ابن جوييع عن الزهري عن انس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم دخل محلاً فوضع خدماً قال بود ذو هذا حديث منكر وانما يعرف عن ابن جوييع عن زياد بن سعد عن الزهري عن انس قال ان النبي صلى الله عليه وسلم اتخذه خاتماً من ورق ثم القاه والوجه فيه من همام ولو يرواه الاهمام بك

از امام زہن جویج زہری عن انس نقلاً سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو اپنی انگوٹھی تار دیتے، امام البراء نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کے مقابلہ میں معروف حدیث یہ ہے کہ ابن جویج از زیاد بن سعد از زہری از حضرت انس روایت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پاندی ل ایک انگوٹھی بنائی چھس کر چھیک دیا اس (منکر) حدیث میں امام کو عدم موا ہے، اور ہمام کے سوا کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔

ثانی لکڑی تعریف جس کا راوی غیر ثقہ ہوا اس میں سے ساتھ متفقہ ہوا کے اعتبار سے منکر کی مثال یہ حدیث ہے امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن يحيى بن محمد بن قيس المدني ثنا همام بن عمرو عن بيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كفو النبد بالتمر كلوا الحلق بالجد يد فأت الشيطان يفضب ويقول بقي ابن آدم

زکیحی بن محمد بن قیس مدنی: ہمام بن عمرو از عروہ از حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور کو کھجور کے سب سے ساتھ ملا کر کھاؤ، اور پانی کھجور کو نمی کھجور کے ساتھ ملا کر کھاؤ کیونکہ شیطان غصب ناک ہوتا ہے اور کہتا ہے

۱۔ علامہ یحییٰ بن عمر بن فروی متوفی ۶۷۳ھ، تقریباً اس راوی مع التدریب ج ۲۳۹-۲۴۰: بخیر و کتبہ علیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۲۔ علامہ جلال سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تصحیح الراوی ج ۲۳۹، مطبوعہ مکتبہ علیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۳۔ امام برادر سلیمان بن اسمعت متوفی ۷۰۰ھ، صحیح الراوی ج ۲۴۰، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ ماکہ مکہ المکرمہ ۱۴۰۵ھ

حق اکل الخلق بالجدید

کہ ابن آدم اتنا عرصہ زندہ رہا کہ پرانی کھجور نئی کھجور کے ساتھ کھا رہا ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

امام نسائی نے کہا کہ یہ حدیث منکبہ ہے، اس کی روایت میں ابو ذر کیر ریحی بن محمد بن قیس (متفرد ہے اور وہ شیخ صالح ہے، امام مسلم نے اس کی متابعات کو روایت کیا ہے البتہ وہ اس مرتبہ کا نہیں ہے کہ اس کے تفرد کو قبول کر لیا جائے۔ بلکہ اثر حدیث نے اس کے ضعف کی تصریح کی ہے، ابن مہین نے کہا وہ ضعیف ہے، ابن حبان نے کہا اس کی روایات سے استدلال نہیں کیا جاتا، عقیلی نے کہا اس کی حدیث کا کوئی متابع نہیں ہے، ابن عدی نے اس کی چار منکر روایات بیان کی ہیں۔ ۱۴

اس کے علاوہ اس حدیث میں منوی رکاکت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ شیطان مومن کی بعض لمبی حیات سے غضب ناک نہیں ہوتا بلکہ اس کی اطاعت اور عبادت سے اور توبہ اور استغفار سے غضب ناک ہوتا ہے۔

حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

یہ ہے کہ منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں غیر ثقہ راوی، ثقہ راوی کی مخالفت کرے اس کی مثال یہ ہے: مالک عن الزہری عن علی بن حسین عن عمر بن عثمان عن امامہ بن زید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یوث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم۔ فرمایا مسلمان کا کفر، اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ اس میں مالک نے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے انھوں نے عمر بن عثمان کہا ہے اور امام مسلم نے کتاب التیمیز میں لکھا ہے زہری کے اصحاب میں سے جس نے علی اس کو روایت کیا ہے اس نے عمرو بن عثمان کہا ہے، اور وہ روایت کے وقت عمر بن عثمان کے گھر کی طرف اشارہ بھی کرتا تھا کیونکہ وہ اسے راوی اس کی مخالفت کرتے ہیں اور عمر اور عمرو دونوں عثمان کے بیٹے ہیں اور اس روایت کا راوی عمرو ہے۔ ۱۵

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

منکر کی مقابل "معروف" کا بیان

ان وقعت المخالفة مع الضعف فالراجح یقال له المعروف ومقابلہ یقال له المنکر۔ اگر ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت کو منکر اور ثقہ کی متابعت کو معروف کہتے ہیں۔ اس کی مثال ابن ابی حاتم کی یہ روایت ہے:

حبیب بن حبیب عن ابی اسحق عن العیزار حبیب بن حبیب زہری عن ابی اسحق زعیر بن حمیر

۱۴۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ۲۳۵-۲۳۸ھ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان

۱۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تہذیب الراوی ج ۱، ص ۲۴۰، مطبوعہ مکتبہ ملیہ مدینہ منورہ، ۱۳۵۲ھ

۱۶۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن ابراہیم شہر زہری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ھ، علوم الحدیث ص ۶۲، مطبوعہ مکتبہ ملیہ مدینہ منورہ، ۱۳۸۷ھ

۱۷۔ حافظ ابو العفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، شرح نخبة الفكر ص ۳۰، مطبوعہ رحیم اکیڈمی کراچی

علامہ مخدومی نے کہا کبھی علت نفیعت راوی کر شد کے ساتھ بدل دینے سے ہرتق ہے جیسے ابن مریۃ کی یہ حدیث ہے:

موسیٰ بن عقبہ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روايت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی بڑا میلان کو دور کر دیا۔

اس حدیث میں ابن مردودہ کی نقل ہے یہ ہے کہ اس نے موسیٰ بن عقبہ کہا حالانکہ یہ موسیٰ بن عبید ہے اور یہ ثقہ راوی ہے اور ابن عقبہ ضعیف ہے۔
حدیث مرسل کو موصول روایت کرنے کی وجہ سے قلت کی مثال یہ حدیث ہے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

امام ربیع کی روایت کرتے ہیں:

حدثنا ولید بن مسلم جبوتی ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغيرة عن اسفيوة بن شعبان ابني ملى الله عليه وسلم مسلم على الخف ومفده

ولید بن مسلم از ثور بن یزید از رجاء بن حیوة از کاتب المغیرہ بن شعبان ابی بنی ملى اللہ علیہ وسلم مسلم علی الخف و مفده

امام ربیع اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

مفید و از مخیر بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولے پر و پر اوہ پہنچے مس کیا۔

مفید و از مخیر بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولے پر و پر اوہ پہنچے مس کیا۔

امام رندی اس حدیث کے سنی تھے ہیں؛
یہ حدیث معلول سے؛ ثوبان بن یزید کے شاگردوں میں سے ولید بن مسلم کے سہ کسی نے اس کو موقوف کیا۔
نہیں کیا، میں نے امام ابو زرہ اور امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح
نہیں ہے، کیونکہ امام ابن المبارک نے اس کو از ثور از رجاء روایت کیا ہے، فقہ از کاتب مغیرہ از ہی سے
اقتد علیہ وسلم یہ حدیث صحیحاً بیان کی گئی ہے اور اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔
علامہ نووی لکھتے ہیں:

علامہ کوروی لکھتے ہیں:

حدیث معلیٰ کا اطلاق کبھی اس تفسیر میں مذکور کے تیسرے پر بھی کیا جاتا ہے، مثلاً راوی کے کذب، اس کی غفلت اس کے بدعاطفہ وغیرہ پر جو ضعف حدیث کے اسباب میں، اور امام ترمذی نے نسخ کو بھی علت لکھا ہے اور بعض ائمہ نے انہی علل غفلت پر بھی علت کا اطلاق کیا ہے جو وجہ یمن نہیں ہے، مثلاً ثقہ اور ضابطہ راوی ہیں حدیث کو موزن بیان کرے، اس کو مرسل بیان کرنا مستحب نہیں ہے، بعض نے کہا بعض صحیح حدیث معلیٰ میں جیسا کہ کہا جاتا ہے بعض صحیح حدیث شاذ ہیں۔

ہم نے اس سے پہلے حدیث مسلسل کی جو مثالیں ذکر کی ہیں ان میں سند میں علت تحقیقی بعض اوقات متن میں بھی

۱۔ خواجہ بن سلطان محمد نقاشی متوفی ۱۲۔ شرح شریعہ شریعہ الفکر ص ۱۳۱، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ
 ۲۔ امام ابوعلی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۹۹ھ جامع ترمذی ص ۳۱-۳۰، مطبوعہ دار محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۳۔ شرح کنز الدینی شرح نووی متوفی ۶۷۲ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۵۰-۲۵۱، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

بھی علت تفسیر ہوتی ہے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے قاضی قاری لکھتے ہیں:

امام مسلم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:

عن الولید بن مسلم حدثنا روزی عن قتادة
انه كتب اليه يخبره عن انس بن مالك انه حدثه
قال صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم واني
بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم وكانوا
يستفتون بالحمد لله رب العالمين (بذكرين
بسم الله الرحمن الرحيم في رواية ولاني اخبرها)
اس حدیث کو حمید نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت انس نے
یہ کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی
بلکہ صرف یہ ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے پیچھے نماز پڑھی، اور ولید بن مسلم نے
جو روایت میں یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، امام ابن عبد البر نے کہا یہ ان
کے نزدیک خطا ہے، امام بیہقی نے کتاب الآثار میں ذکر کیا ہے کہ امام شافعی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
کی حدیث کو مٹول قرار دیا ہے۔

حدیث مدرج کا بیان | مدرج، درج کا اسم مفعول ہے کسی چیز کو کسی چیز میں داخل کرنا یا کسی چیز کو کسی چیز کے
مجموعہ میں کرنا یہ اور درج کا لفظی معنی ہے۔

مدرج کی دو قسمیں ہیں، مدرج الاسناد اور مدرج المتن مدرج الاسناد کی تعریف یہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ما يقع فيه المخالفة للثقات بسبب تغيير سيق
الاسناد فهو مدرج الاسناد۔

جس حدیث کی سند میں تنبیہ کی وجہ سے ثقات کی
مخالفت ہو وہ مدرج الاسناد ہے۔

مدرج الاسناد کی حسب ذیل اقسام ہیں:

- ۱۔ ایک جماعت ایک حدیث کو مختلف سندوں کے ساتھ بیان کرے اور کوئی راوی ان تمام مختلف سندوں کو ایک
سند بنا کر حدیث روایت کرے اور ان کا اختلاف نہ بیان کرے۔
- ۲۔ ایک راوی ایک متن کو ایک سند کے ساتھ روایت کرتا ہو اور اس متن کے بعض حصہ کو دوسری سند سے روایت
کرتا ہو اور یہ مخالفت کر کے پورے متن کو پہلی سند کے ساتھ بیان کر دے۔
- ۳۔ ایک راوی ایک حدیث کو ایک شیخ سے سنتا ہے اور اس کے بعض حصے کو اس شیخ کے شیخ سے کسی واسطے
سنتا ہے اور یہ شخص اس پوری روایت کو شیخ انشیخ سے روایت کرے اور اس واسطے کو حذف کر دے۔

۲۔ ایک راوی دو مختلف حدیثوں کو دو مختلف سندوں کے ساتھ بیان کرتا ہو اور یہ مخالفت ان دونوں حدیثوں کو ظاہر کرے ایک سند کے ساتھ روایت کرے، ایک حدیث کو اس کی سند کے ساتھ بیان کرے لیکن اس میں دوسری حدیث کے الفاظ شامل کر دے، جو اس میں نہیں ہیں۔

۳۔ شیخ کوئی سند یا حدیث بیان کرے، پھر کسی عارضہ کی بناء پر وہ خود کوئی بات کہے اور سننے والا یہ گمان کرے کہ یہ بات اس سند سے مروی ہے اور اس کی اسی طرح روایت کر دے۔

یہ مدارج لا سناد کی قسام نہیں، در مدارج المتن و حدیث سے کہ متن حدیث میں ایسا کلام داخل کیا جائے جو حدیث کا حصہ نہ ہو کبھی یہ مدارج حدیث کے اول میں موتا ہے، کبھی وسط میں اور کبھی آخر میں اور یہ اکثر ہوتا ہے یا یہ مخالفت اس طرح مرقن سے کہ ہی صلے تہذیب و رسم کے کلام میں صحابہ یا حد کے لوگوں کا کلام داخل کر دیا جاتا ہے، اور یہ حدیث مدارج المتن ہوتا ہے۔

اور اس مدارج کا انداز دوسری مفصل حدیث کے ورد مرقن سے مرقن ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ حدیث میں اتنا حصہ مدارج سے باہر خود اس کی تصریح کرتا ہے کہ اصل حدیث میں اتنا حصہ مدارج سے یا اس میں اندر جو اس مدارج پر مطلق ہوتے ہیں وہ اس کی تصریح کر دیتے ہیں یا وہ مخالف ہے مرقن سے ہی کہ ہی صلے تہذیب و رسم کے کلام و در حال ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

حدیث کے اول میں مدارج کی مثال یہ ہے: خطیب نے برقطن اور شہابہ سے روایت کیا ہے:
عن شعبۃ عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الوضوء میں لڑکتا جاؤں گا
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو مکمل کی
کرد کہ چونکہ جنگ اڑیوں کے لیے دوزخ کا دروازہ

اس حدیث میں اسبقوا الوضوء کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اول سے اول سے تہذیب و رسم کا ارشاد نہیں ہے، کیونکہ امام بخاری ہی روایت کرتے ہیں۔

عن و عن شعبۃ عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرۃ
زیاد قال سمعت باہریرۃ و کان یمر ب و
الناس یوضؤون من المظہرۃ فقال مسبقوا
الوضوء فان ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم
قال ویل للاحقاب من اتاد۔
اور بخاری ج ۳ ص ۲۸

تخلیص نے کہا ہے کہ ابقظن در شہابہ کہ شہابہ سے اس روایت میں وہم ہوا ہے کیونکہ ایک ہم غیر نے اس حدیث کو آدم کی طرح روایت کیا ہے۔ نہ کبھی روی کسی حکم کو مستنبط کر کے زائد اس کو حدیث کے وسط میں درج کر دیتا ہے اس کی شان یہ ہے:

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عبد الحمید بن جعفر از بشام بن عروہ ز عروہ از ہجرہ
بنت صفوان روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ میں آدمی نے اپنے ذکر بھیسوں یا
بھڑوں کو چھو داؤہ وغیرہ کرے۔

حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن هشام
بن عروہ عن أمیہ عن بسرة بنت صفوان
قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يقول من مس ذکرہ و انتیہ ذکر فحیب
فلیتوضأ۔

امام دارقطنی اس حدیث کے متن تک کہتے ہیں:

عبد الحمید بن جعفر نے بشام سے اس حدیث کو سی طرح روایت کیا ہے۔ دیشین اور رقی کو ذکر کرنے میں
اس کو وہم ہوا ہے، ورنہ نہایت درج ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ عروہ کا قول ہے جو غیر فریغ ہے، یہ سختیائی،
جماد بن زید اور دوسرے ثقات نے بشام سے سی طرح روایت کیا ہے، صحیح فریغ روایت الارا تعلق کی ہے
انہوں نے ازیزید بن زید یا زایب، زبام بن عروہ از ہجرہ روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس نے اپنے ذکر کو چھو داؤہ وغیرہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس ذکر کا حکم بیان کیا تھا عبد الحمید بن جعفر نے اس پر بیسوں اور بھڑوں
کو تیا س کر کے ان کا بھی حدیث میں ذکر کر دیا۔ اور کبھی بعض مشغل غافل غیبیہ کی روایت کے وسط میں ذکر کر دیتا
ہے، اس کی مثال یہ حدیث ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

از ابن شہاب زہری ز عروہ بن زبیر ز حضرت
عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یروون ان ابتد دیک خوابوں سے
کٹتی، آپ جو خواب بھی دیکھتے روشن صبح کی طرح اس کی
تفسیر آفاق پھر آپ کے دل میں غلٹ گزرتی کہ محبت پیدا
کی گئی، آپ فارغ راہ میں تنہائی میں بیٹھتے اور اس میں تھکتے
کرتے اور وہ اس کا معنی، کئی کئی رات تک عبادت

عن ابن شہاب عن عروہ بن زبیر عن
عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا و عن
بدی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الوحی الرؤیا الصالحة فی النوم فكان لا یرو
رؤیا الا جاء مثل فلق الصبح ثم حجب الیہ
الخلأ وکان یخلو بقادر حواء فیتحدث
فیہ وھو التعلیم اللیالی ذوات لعدد یتھ

۱۔ علامہ عبد اللہ بن سیرین متوفی ۹۱۱ھ زہری زہری ج ۱ ص ۲۶۰، مطبوعہ مکتبہ طبعیہ مدینہ منورہ ۱۴۲۰ھ

۲۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۹۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ السیاق

۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲، مطبوعہ مکتبہ المدینہ ج ۱ ص ۲۸۱

مکرنا ہے

حدیث میں تفسیر کا معنی نہ سہی نے اپنی طرف سے درج کیا ہے اور اس کی عادت میں بہت مثالیں ہیں:
حدیث مقلوب کا بیان | مقلوب، اقلب کا اسم مفعول ہے، اور اقلب کا معنی ہے کسی شے کو الٹا کرنا، الٹ پلٹ کرنا، اور اصطلاح میں حدیث مقلوب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند یا متن میں کسی لفظ کو بدل دیا جائے یا مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں مقلوب السند اور مقلوب المتن۔

مقلوب السند وہ حدیث ہے جس کی سند میں تبدیلی واقع ہو، اور اس کی دو صورتیں ہیں:
 (۱) کسی راوی کے سبب میں تقدیم تاخیر کر دی جائے مثلاً حدیث کعب بن مرہ سے مروی ہے اور راوی اس کو قزو بن کعب بیان کہے۔
 (۲) راوی کا نام بدل دیا جائے، مثلاً کوئی حدیث سالم سے مروی ہو اور سالم کی جگہ نافع کا ذکر کیا جائے۔
 علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

حماد بن عمرو، شیبی، اور اسماعیل اور یحییٰ بن ابی حنیفہ، یحییٰ بن جابر بن عبید گندی سند میں راویوں کے نام بدل دیا کرتے تھے، ابن دقین العید نے کہا ہے کہ اس قسم کے راویوں کے متعلق کہا جائے کہ یہ ساری احادیث ہیں، مگر قی نے اس کی یہ مثال بیان کی ہے:

عمر بن خالد الحرافی عن حماد المصیبی عن
 الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ مرفوعاً
 از الزمریہ وروایت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم شریکین سے راستہ میں ملاقات کرو تو ان کو سلام میں پہل دو۔

یہ حدیث مقلوب ہے، حماد نے اس کو مقلوب کر دیا اور اس کو اعمش سے روایت کیا حالانکہ یہ حدیث از سمیل بن ابی صالح اور بھاک معروف سے، اور مسلم سے اس حدیث کو شعبہ، شعیب، حذیفہ، حذیر بن عبد الحمید اور عبد العزیز وراوی سے روایت کیا ہے، اور یہ سب اس حدیث سے روایت کرتے ہیں۔
 علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ حدیث مقلوب اس کا مثال یہ ہے کہ عبید بن عبد الرحمن نے اپنی پوربھی، میر سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

اذ اذن ابن مکتوم فكلوا - شربوا و
 اذن بلال فلات كلوا ولا تشربوا حدیث - اور جب بلال اذان کہے تو نہ کھاؤ اور نہ پیو۔
 اس حدیث کو امام احمد، امام ابن خزمیہ اور امام ابن حبان نے روایت کیا ہے، اور حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ سے مشہور روایت یہ ہے:

ان بلال یؤذن بلیل فكلوا و شربوا حتی
 یؤذن ابن مکتوم
 بے شک بلال اذان دیتے ہیں نہ کہ

چیتے رہو، حتی کہ ابن مکتوم اذان دیں

علامہ بلقیانی نے کہا جو روایت اس کے خلاف ہے وہ مقلوب ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے مقلوب المستحکم کی مثال میں یہ حدیث ذکر کی ہے، امام مسلم رعایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ اسبغۃ الذین یظلمھما اللہ فی ظلمہ ففیہ ورجل تصدق بصدقۃ اخفاھا حق لا تعلم یمینہ ما تنفق شمالہ۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سات آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے میں ہوں گے اور اس میں سے کہ جس آدمی نے چھپا کر صدقہ دیا حتیٰ کہ دائیں ہاتھ کو غلم نہیں ہوا کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

اس میں ایک راوی نے متن مقلوب کر دیا ہے اصل میں ہے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتا چلے کہ وہیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، بخاری اور مسلم میں ایک اور جگہ اسی طرح ہے۔

اسی طرح امام طبرانی نے ایک مقلوب حدیث روایت کی ہے:

عن ابی ہریرۃ ذاکموتکم بئشی فأتوہ واذا نہیتکم عن شئ فاجتنبوہ ما استطعتم۔
حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو کرو، اور جب تم کو کسی چیز سے روک دوں تو بہ قدر استطاعت اس سے بچو۔

اصل میں یہ حدیث اسی طرح ہے:

ما نہیتکم عنہ فاجتنبوہ وما امرکم بہ فافعلو منہ ما استطعتم۔
جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو، اور جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو بہ قدر استطاعت کرو۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث اسی طرح ہے:

حدیث الزبیدی فی متصل الاسانید کا بیان
یہ وہ حدیث ہے جس میں ملائی اشار سند میں زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے یا اس کو وہ وجہ و غلطی سے منقطع سند میں ایک یا ایک سے زیادہ زہدوں کا ان ثقہات کی بہ نسبت زیادہ ذکر کرے، اور ان کی شرط یہ ہے کہ راوی کی جگہ پر ان ثقہات نے اپنے سماع کی تصریح کی ہو ورنہ اگر ان کی حدیث مضمون ہوئی تو پھر اس کی زیادہ تر ترجیح مولیٰ کیونکہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔
علامہ علی قاری کہتے ہیں:

عن ابن المبارک قال حدثنا سفیان عن عبد الرحمن
ابن یزید حدثنی جسر بن عبد اللہ قال سمعت ابی اودیس قال
از ابن مبارک از سفیان، از عبد الرحمن بن یزید
از جسر بن عبد اللہ از ابی اودیس از دائد از ابو مرثد

۱۔ علامہ جمال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب، راوی ج ۱ ص ۲۵۲-۲۶۲، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ
۲۔ حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، شرح منجیہ الفکر ص ۶۵، مطبوعہ رحیمہ کتب طبعی کراچی

سمعت وثقة يقول سمعت بأمرنا يقول سمعت — روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:
رسولنا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لا تجلسوا على قبور ولا تقصروا فيها۔ قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف مانشہ نہ کرو۔

اس حدیث میں دو جگہ نبی کی گئی ہے پہلی جگہ میں لفظ سفیان سے وہ دوسری جگہ میں لفظ ابو ریس سے اور
بر بادتی کا سبب زوی کا وہم سے لفظ سفیان کو زیادہ ذکر کرتے کی وجہ ابن مبارک سے سننے والے کا وہم سے کہو کہ
ثقف راویوں کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ابن مبارک سے از عبد الرحمن بن یزید روایت کیا ہے وہ سننے سے یہ
تصریح بھی کی ہے کہ ابن مبارک نے عبد الرحمن بن یزید سے سنا ہے، لہذا سننے والے کو گویا کہ درمیان میں سفیان کا لفظ
زائد ہے۔ اور لفظ ابو ریس کی نہادتی یہ ابن مبارک کا وہم سے کہو کہ ثقف راویوں کی ایک جماعت نے اس حدیث کو
عبد الرحمن بن یزید سے روایت کیا ہے وہ ابو ریس کا وہم نہیں کیا اور بس ثقف راویوں نے یہ تصریح کی ہے کہ بس
بن عبید اللہ نے وثاقہ سے سنا ہے کہ اس کا وہم نہیں کیا اور درمیان میں ابو ریس کا ذکر نہ ہوتا ہے۔

اس کا فساد وہم یہ ہے کہ ابو حاتم سی نے بیان کیا ہے کہ ستر ستر میں وہ اللہ ابو ریس سے روایت کرتے
ہیں، اس لیے ابن مبارک کو وہم ہوا وہ محوں نے یہ گمان کیا کہ ہر نے اس کو بھی ابو ریس سے روایت کیا ہے تاکہ
یہاں ہر نے وثاقہ سے سنا ہے کہ

حدیث منطرب کا بیان | لغت میں منطرب کا معنی ہے کسی عا کافہ و کسی نہ کہ نخلوں، جب سمندر کی
تاریف یہ ہے:

ماخذ ابن الصلاح کہتے ہیں:

منطرب وہ حدیث ہے جو مختلف مندوں سے مروی ہو یا ان کی روایت مختلف مواد وہ سندیں یا وہ
قوت کی مولا اگر وہ سندیں مادی نہ مولا شہ کسی سند کے روی کا مانف زیادہ قوی ہو یا وہ اپنے شیخ کے ساتھ زیادہ
مادہ رہا ہو یا کوئی اور وجہ ترجیح ہو۔ ترجیح اور مرجوح میں است کوئی بھی منطرب نہیں ہوگی۔ ترجیح حدیث کو ترجیح قرار
دیا جائے گا اور مرجوح قرار دیا جائے گا۔

پھر منطرب بھی منہ حدیث میں ہو نہایت اور بھی اسناد میں۔ اور منطرب کہیں ایک زوی سے ہوتا ہے
اور کہیں کئی زوئوں سے، اور منطرب حدیث میں جمع کا موجب ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روای
نے حدیث کو ضبط نہیں کیا۔
علامہ سیوطی کہتے ہیں:

حدیث منطرب السند کی مثال یہ حدیث ہے:

عن بی بکر اللہ قال: یا رسول اللہ! — حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ ملائ بن سلمان محمد بن قاری متوفی ۴۰۰ ہجری مترج ثقتہ شکر بن ۱۳۹۱ ہجری، مکتبہ المدینہ کوئٹہ ۲۴۰ ہ

۲۔ حافظ عمر عثمان بن عبد الرحمن ترمذی المتوفی ۳۲۰ ہجری ۴۴۳ ہجری ۸۵۵ ہجری مطبوعہ مکتبہ علیہ مدینہ ۲۵۰ ہ

شیت شیتنی هود و اخوتھا۔

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ میں بڑھاپے کے آثار دیکھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اس جیسے سورتوں سے بڑھا کر دیا۔

(جامع ترمذی ص ۴۰۲)

امام دارقطنی نے کہا یہ حدیث مضطرب ہے، کیونکہ یہ صوفیوں کی سند سے مروی ہے، اور ابواسحق سے اس حدیث کو دس مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے، بعض نے اس کو مرسل روایت کیا، بعض نے اس کو حضرت ابوبکر سے مندرجہ (متفق) روایت کیا، بعض نے اس کو حضرت سعد سے مندرجہ روایت کیا، بعض نے اس کو حضرت عائشہ سے مندرجہ روایت کیا، اس کے علاوہ دوسری سندیں ہیں، اور سب کے راوی ثقہ ہیں، اور ان میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دینا ممکن نہیں ہے اور ان پر تطبیق مشکل ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ہاں میں زکوٰۃ کے علاوہ اور کچھ حق ہے۔

عن فاطمة بنت قیس قالت سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الزكاة فقال ان في مال بحق سوى الزكاة۔

(جامع ترمذی ص ۱۱۹)

امام ترمذی نے اس حدیث کو اس سند سے روایت کیا ہے، ابوشریک از ابی حمزہ، از شعبی از فاطمہ ابی امام ابن ماجہ نے بھی اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس میں یہ غلطی نہیں ہے۔

ليس في المال حق سوى الزكاة۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۲۸)

اور یہ ایسا اضطراب ہے جو کسی تادیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

حدیث مصحّفت کا بیان | اس کا اصطلاحی معنی یہ ہے:

حافظ ابن حجر مستطیل کہتے ہیں:

ما یکون لخالفه الثقات فيه بتغيير حرف او حروف مع بقاء صورته لخط في السياق فان كان ذلك بالنسبة الى النقط فالصحف وان كان بالنسبة الى الشكل فالصحف

جس حدیث میں ثقہ راویوں کی مخالفت کسی حرف یا حروف کے تغیر سے کی گئی اور لکھنے کی صورت باقی ہو، اگر صرف نقطوں میں مخالفت کی ہو تو اس کو مستحکم کہتے ہیں اگر شکل میں مخالفت ہو تو اس کو محرف کہتے ہیں۔

۱۔ علامہ عبداللہ بن یوسف متوفی ۱۱۱ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۶۶۔ ۲۔ مطبوعہ مکتبہ المدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۳۔ حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، شرح منہج الفکر ج ۱ ص ۶۶۔ ۴۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت

طولی قاری اس کی مثالوں کے بیان میں لکھتے ہیں: تصنیف کبھی سند میں ہوتی ہے اور کبھی متن میں، اور کبھی اس کا سبب شیخ سے لفظ کو سننے میں تھا ہوتا ہے اور کبھی صحیفہ سے حدیث کو پڑھنے میں غلط کرنا، اس کا سبب ہوتا ہے، جیسا کہ حسب ذیل مثالوں سے ظاہر ہے۔

تصحیف فی الاسناد: شعبہ کی حدیث ہے عن العوام بن مروحہ اس میں ابن مسین نے تصحیف کی اور کہا عن العوام بن مراحہ۔

تصحیف فی المتن: حضرت زید بن ثابت روایت کرتے ہیں:

ان ابنی صلی اللہ علیہ وسلم احین جوفی المسجد۔
ابن الجعد نے اس میں یوں تصحیف کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم فی مسجد۔
سماع کے سبب سے تصحیف ہے، ایک حدیث ناممحل سے مراد ہے، سننے والے نے اس کو نقل سے داخل اصحاب بنا۔

بعض کے سبب سے تصحیف: اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لکھنے والا بدخط ہوتا ہے اور کچھ کا کچھ پڑھا جاتا ہے یا لکھنے والا لکھتے ہیں غلطاً مثلاً حدیث میں ہے
من صام رمضان وابتغى شوال۔
جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے متعلق شوال کے چھ روزے رکھے۔

پڑھنے والے نے اس کو یوں پڑھا:

من صام رمضان وابتغى شوال۔
جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے متعلق شوال کے کچھ روزے رکھے۔

تصحیف فی المعنی: حدیث صحیح میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی
الی عنترۃ۔
یوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید لعصب کے

اس میں ابوہریرہ عنہری نے یوں تصحیف کر دی کہ ہم کو یہ شریعت حاصل ہے کہ ہم قید عنترہ سے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنترہ کی طرف نماز پڑھی ہے، حالانکہ حدیث میں عنترہ سے مراد لعصب تھا نیز وہ ہے قید عنترہ نہیں ہے۔

مجہول راوی کی حدیث کا بیان
مجہول اس راوی کہتے ہیں جس کی نوات اور شخصیت کا پتا نہ چلے یا ذات و شخصیت کا پتا ہو لیکن اس کی صفت کا پتا نہ ہو یا وہ عادل ہے یا غیر عادل۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

جس شخص کی شخصیت معلوم ہو لیکن اس کی عدالت ظاہر اور باطن مجہول ہو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی، اور جس شخص کی شخصیت معلوم ہو اور اس کی عدالت مستور ہو یعنی وہ بہ ظاہر عادل ہو اور اس کے باطن کا پتہ نہ ہو اس کی روایت قبول کی جاتی ہے، حافظ ابن الصلاح نے لکھا ہے اکثر کتب حدیث میں اسی پر عمل کیا جاتا ہے، اس کو مجہول کہا جاتا ہے، یہ مجہول کی تیسری قسم مجہول بعین ہے، اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے، میرا کہ اس سے دور عادل راوی روایت کریں تو اس کی جہالت جاتی رہتی ہے، محدثین کے نزدیک مجہول بعین وہ شخص ہے جس کی علامہ نہ پہچانتے ہوں، حدود خود طلب علم میں مشہور ہو، اور اس کی حدیث صرف ایک راوی کی جہت سے معروف ہو، حافظ ابن الصلاح نے لکھا ہے جس شخص سے صرف ایک راوی روایت کرتے ہو مجہول ہے یہ قاعدہ صحابہ کے ماسوا میں ہے، کیونکہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت مرثد بن مالک سہمی سے روایت کی ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ربیع بن کعب سہمی سے روایت کی ہے اور اول لکھنے سے صرف تیس من ابی حازم نے روایت کی ہے اور ثانی لکھنے سے صرف ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے روایت کی ہے، کیونکہ یہ دونوں مشہور صحابی ہیں اور تمام صحابہ روایت کرنے میں عادل ہیں۔

مجہول کی روایت کا کرنی مستقل نام نہیں ہے اور اس کی روایت کو حدیث ضعیف کی اقسام میں شمار کیا جاتا ہے۔

مہم راوی کی حدیث کا بیان کی قسم ہے اور اس کا کرنی مستقل نام نہیں ہے۔

اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

هو من لم يصدر عنه شيء في الحديث۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

جو علام یا عورت معروف ہو اس کی تبدیلی قبر کی جاتی ہے، اگر جس شخص کی شخصیت اور عدالت معروف ہو اور اس کا نام مجہول ہو اس کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، جب راوی یہ کہے کہ مجھے فلاں یا فلاں نے خبر دی اور وہ عادل ہیں تو اس روایت سے استدلال کیا جائے گا، اگر وہ اس کی عدالت سے لاعلم ہو یا کہے کہ فلاں نے کہا ہے یا اس کے غیر نے تو اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایسی بہت حدیثیں ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ ثمامہ بن عنزہ قشیری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمید کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے ایک حبشہ فاقن کے متعلق فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہے اس سے پوچھو۔

اور دوسری حدیث کی مثال یہ ہے:

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ج ۱ ص ۳۱۸-۳۱۹، مطبوعہ مکتبہ علیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

۲۔ علامہ بیہقی بن مشرف نووی متوفی ۷۵۶ھ، تدریب الراوی مع التدریب ج ۱ ص ۳۲۲-۳۲۱، مطبوعہ مکتبہ المدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

عن شعبۃ عن سمعة بن کھیل عن ابی الزعراء وعن مزید بن وہب ان سوید بن غفلة دخل علی علی بن ابی طالب فقال یا امیر المؤمنین فی مروت بقوم یدکون اما بکرم و عمر الحدیث۔

روایت ہے کہ سوید بن غفلة حضرت علی بن ابی طالب کے پاس گئے، اور کہا: اے امیر المؤمنین میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذر جو حضرت ابو بکر و عمر کا روال کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ (حدیث)

صحیح مسلم میں ایسی احادیث ہیں جن کے بعض جاں مہم ہیں: مثلاً کتاب المغیرہ میں ایک حدیث کی سند اس طرح ذکر کی ہے،

حدثنا صاحب لنا عن سید بن دکویہ عن الاعمش۔

ماتے کہ صاحب نے سماعیل بن زکریا سے اس نے اعمش سے روایت کی۔

اور کتاب البخاری میں ایک سند ذکر کی ہے:

حدثنی من سمع حجاج الاخوم بحدیث خروجه صلی اللہ علیہ وسلم الی بقیعہ۔

جس شخص نے اسے حج سے حدیث سنی ہے

اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے کی طرف جانے کی حدیث بیان کی۔

اور باب الاحتکار میں ایک حدیث کی یہ سند ہے:

حدثنی بعض اصحابی عن عمر بن عون بن حماد بن عبد اللہ۔

ہماری بعض اصحاب نے مجھ سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ عمر بن عون نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ حماد بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی۔

در کتاب البخاری میں نہ ہی سے روایت یہ ہے:

حدثنی رجاء عن ابی ہریرۃ مثل حدیث من قتہد الجنار کما روت

جس شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی وہ حدیث ہے کہ رجاء نے حدیث بیان کی کہ ابی ہریرہ نے حدیث بیان کی کہ جنار کا تار کھینچنا۔

بدلتی راوی کی حدیث کا بیان

بدلتی کی روایت کردہ حدیث کا کوئی مستقل نام نہیں ہے تاہم اس کی حدیث مردود کی اقسام میں شمار کیا جاتا ہے۔

ما فظ ابن عبد عسقلانی لکھتے ہیں:

بدلتی کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعت کفرہ ہے، اور ایک دوسری بدعت مفسدہ ہے۔ بدعت کفرہ کے مرتکب کی حدیث کو مجبوراً محدثین قبول نہیں کرتے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس روایت مفسدہ متبرک

یا غلو کے ساتھ ہو، مثلاً جو شخص حضرت علی کے خلاف جنگ کرنے میں کلام کرے، اور یہ تثنیٰ باوجود تقویٰ اور پرہیزگاری کے بہ کثرت تابعین اور تبع تابعین میں تھا، اور اس میں غلو کرنا درحقیقت ہو، مگر اور حدیث غیر کا مرتبہ کم کرنا اور اس کی طرف دعوت دینا سوائے لوگوں کی ہدایت قبول نہیں ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں کوئی صادق اور امین نہیں ہے، بلکہ ان کا شکار کذب اور تہقیر ہے، اور ان کی ملامت نفاق ہے، اور ایک دوسرے مقام پر علامہ ذہبی نے لکھا ہے: رافضی کی روایت کے متعلق تین قول ہیں (۱) مطلقاً منع ہے (۲) کذاب اور وضاع کے علاوہ مطلقاً شخصیت ہے (۳) جو حدیث کی مصرفت رکھتا ہو اس کے لیے جائز ہے۔ امام مالک نے کہا: رافضی سے کلام کرو نہ ان کی روایت قبول کرو، امام شافعی نے کہا میں نے رافضی سے زیادہ کسی کو جھوٹ لگایا ہی دیتے ہوئے نہیں دیکھا، یزید بن ابی سہب نے کہا: رافضیوں کے سوا ہر پستی کی ہدایت نکھل پاتے۔ ۱۵

فتن سے تائب کی روایت کا بیان | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں وضاع کے خلاف ہر فتن سے توبہ کرنے والے کی روایت مقبول ہے، امام محمد بن فضیل، امام جہدہ، امام شیعہ بخاری کا بھی قول ہے، میری سے کہا جس شخص کی حدیث کو کذب کی وجہ سے مانتے ہو وہ اس کی توبہ قبول نہیں کرتے، اور جس کو ضعیف قرار دے دیں اس کی اس سے پہلے کی تمام روایات کو ساقط کرنا واجب ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ قول ہمارے اور دیگر ائمہ مذہب کے تادمہ کے خلاف ہے۔ ۱۶

روایت اور شہادت کا فرق | امام سیوطی سے روایت اور شہادت میں حسب ذیل وجہ تفرق بیان کیے ہیں:

- ۱۔ روایت میں مدد کی شرط نہیں ہے، اور شہادت میں مدد کی شرط ہے۔
- ۲۔ روایت میں مطلقاً مدد ہونے کی شرط نہیں ہے، اور بعض جگہ شہادت میں مدد ہونے کی شرط ہے (مثلاً مدد میں)۔
- ۳۔ روایت میں اگر دوسرے کی شرط نہیں ہے، اور شہادت میں مطلقاً یہ شرط ہے۔
- ۴۔ روایت میں برون کی شرط نہیں ہے، اور شہادت میں یہ شرط ہے۔
- ۵۔ جو حدیث کا داعی ہو اس کی شہادت مقبول ہے، روایت مقبول نہیں ہے۔
- ۶۔ وضع سے تائب کی شہادت قبول ہے، روایت مقبول نہیں ہے۔
- ۷۔ جو ایک حدیث میں جھوٹ ہو اسے اس کی پہلی تمام روایات مردود ہو جاتی ہیں، اور جو ایک مرتبہ جھوٹ گواہی دے اس کی کچھلی تمام گواہیاں مردود نہیں ہوتیں۔

۱۵۔ علامہ حلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ج ۱، ص ۳۲۶-۳۲۷، مطبوعہ مکتبہ طلیعہ مدینہ منورہ، ۱۴۰۲ھ

۱۶۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواری متوفی ۷۴۷ھ، تقریب الراوی ج ۱، ص ۲۷۱-۲۷۲، مطبوعہ مکتبہ طلیعہ مدینہ منورہ، ۱۴۰۲ھ

۸۔ جو اپنے نفع کے لیے یا اپنے منہ کو رونے کے لیے شہادت دے، اس کی شہادت مقبول نہیں ہے اس کے برعکس ایسی روایت مقبول ہے۔

۹۔ اصل نسخہ اور غلام کی شہادت مقبول نہیں ہوتی اور ان کی روایت مقبول مرقی ہے۔

۱۰۔ روایت میں ایک آدمی کی جرح و تعدیل بھی صحیح سے اور شہادت میں صحیح نہیں ہے۔

۱۱۔ روایت کی اجرت لینا جائز ہے اور شہادت کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، (الغبنہ سوری کی اجرت لے سکتا ہے)۔

۱۲۔ جب تک اصل شہادت ممکن مرشہا دت مل اشہا دت جائز نہیں ہے اور روایت میں بہ جائز ہے بلکہ حدیث پر اجرت لینے والے کی روایت کا بیان

امام احمد، اسحاق، اور ابو حاتم کے نزدیک حدیث بیان کرنے کی اجرت لینے والے کی روایت مقبول نہیں ہے، اور امام ابو نعیم، علی بن عبد العزیز اور دیگر ائمہ کے نزدیک اس کی روایت مقبول ہے، اور شیخ ابواسحاق شیرازی کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص حدیث میں تنقلیت کی وجہ سے اپنے عیال کے لیے کسب نہ کر سکے اس کے لیے حدیث کی اجرت لینا جائز ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

ظاہر قرآن میں اس کی شہادت ہے کیونکہ وہی کو جب حاجت ہو یا یتیم کے مال کی حفاظت کی وجہ سے وہ کسب نہ کر سکے تو وہ یتیم کے مال سے اجرت لے سکتا ہے۔

عافظ بن عبد الستار لکھتے ہیں

بدھانظ کی روایت کا بیان | بدھانظ سے مراد وہ شخص ہے جس کی صحت، خطا پر اکتفا نہ ہو، ایک وہ ہے کہ اس کا بدھانظ ہونا تمام حالات میں اس کو لازم ہو جس کی حدیث تنازع ہوتی ہے، دوسری قسم یہ ہے کہ عافظ کا شمار اس کو بدھانظ میں نہیں ہوتا، اس کے بورشے مونس کے بعد یا اس کی بیانیہ چلی جائے کے بعد یا اس کی کتابیں جل جائیں کے بعد کیونکہ وہ ان کتابوں پر اکتفا کرتا تھا اور پھر اپنے مافظہ پر اعتماد کرنے لگا، اس راوی کو محتاط کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ تفسیر موجب ہے کہ فلاں روایت اس کے اختلاف سے پہلے کی ہے تو وہ مقبول ہوگی، ورنہ اگر تفسیر نہ ملے تو اس کی روایت موقوف ہوگی، اسی طرح جس کا معاملہ مشتبہ ہو اس کی روایت بھی موقوف ہوگی، جب بدھانظ، مختلف غیر تفسیر، مستور اور اس کی روایت کا کوئی معتبر متابع مل جائے تو متابع اور متابع کے مجموعے سے وہ حدیث حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بدھانظ اور مختلف وغیرہ میں سے ہر ایک کی روایت صواب اور غیر صواب کا احتمال رکھتی ہے اور جب معتبرین میں سے کوئی روایت ان کے موافق مل جائے تو اس کے صواب کی جانب کو ترجیح ہو جاتی ہے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ وہ

۱۵۔ علامہ جمال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۳۳۳۔ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۱۶۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ تقریب الراوی مع التدریب ج ۱ ص ۳۳۴۔ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۱۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ج ۱ ص ۳۳۸۔ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

سے پہلے رکھنا چاہیے اور سند کے اعتبار سے حدیث ضعیف کی اقسام کی ترتیب اس طرح سے، بدترین ضعیف معضل ہے، پھر منقطع ہے پھر مدلس سے پھر مرسل سے، دوسرے بالکل واضح ہے۔

حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی تحقیق علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

بہت شمار حملہ ضعف سے مروی ہے کہ جو اہل حدیث حلال اور حرام کرنے سے متعلق ہوں ان میں صرف ان لوگوں کی روایت جائز ہے جو حدیث سے بری ہوں اور بدگمانی سے دور ہوں اور جو احادیث ترغیب اور موعظہ سے متعلق ہوں ان کو تمام مشائخ سے لکھنا جائز ہے، سفیان بخاری کہتے تھے کہ حلال اور حرام میں اس علم کو صرف ان لوگوں سے حاصل کرو جو سلفین کے رئیس ہیں اور علم میں مستور ہیں جو کسی اور زیادتی کی معرفت رکھتے ہیں، اور اس کے ماسوا میں بالمشائخ سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جب ہم حلال، حرام، سنن اور احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سخت تیر و نگاتے ہیں، وہ جب ہم فضائل میں بھی جملے اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے کوئی فکر و گور متنبہ نہ حافظ مانتا ہے تو یہ ہم اسانید میں تساہل کرتے ہیں۔ بوذرجمانی بخاری نے کہا جب کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے یا درستی نہ کرنے کے متعلق حدیث وارد نہ ہو اور غیب یا تمہید یا تشدید یا ترجمیں ہو تو اس سے احتیاط کرنا اور اس کے رویوں کے اصول سے تساہل کرنا واجب ہے۔

حافظ ابوہریرہ بن مسعود لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہ اپنی فقہاء کے نزدیک موضوع حدیث کے مراد احادیث ضعیفہ کو بغیر بیان ضعف کے روایت کرنا جائز ہے، بہرہ ہیکہ دو حدیث متذکرہ کی صفات اور حلال اور حرام اور دیگر کام نہ لیتے سے متعلق نہ ہوں مثلاً موعظہ، قصص، فضائل اہل بیت، ترغیب و ترہیب کے دیگر اقوال سے متعلق ہوں، جن کا احکام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور ان میں نہ سب سے تساہل کیا جائے نہ سب سے احتیاط کرنا چاہیے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہ کے نزدیک موضوع حدیث سے مراد وہ حدیث ضعیفہ کی سند میں حدیث کے وقت تساہل کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق حدیث کی صفات اور احکام شرعیہ سے نہ ہو اور حرام سے نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب، مرادوی ج ۱ ص ۲۵۵، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

۲۔ حافظ ابوہریرہ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ، کفایۃ فی علم الرویہ ص ۳۲، ۳۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

۳۔ حافظ ابوہریرہ عثمان بن عبد الرحمن شہر زوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۷۴۳ھ، علوم الحدیث ص ۹۲، ۹۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۴۷ھ، تقریب التاوی مع تدریب المرادوی ج ۱ ص ۲۵۵، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

علامہ سیوطی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:
شیخ الاسلام (حافظ ابن قیم عسقلانی) نے فضائل اعمال وغیرہ سے متعلق ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین
شرائط ذکر کی ہیں:

(۱)۔ اس حدیث میں شدید ضعف نہ ہو جو جس حدیث کی روایت میں کوئی کاذب روئی یا مستہم یا کذاب روئی منقول ہو وہ
اس قاعدہ سے خارج ہے، اس طرح جو روئی کسی قطعی کتب سے ہو اس کی روایت بھی خارج ہے، علامہ غزالی
نے اس شرط پر اتفاق نقل کیا ہے۔

(۲)۔ وہ حدیث کسی معمول پر قاعدہ کے تحت مندرج ہو۔

(۳)۔ اس حدیث پر عمل کرتے وقت اس حدیث کے ثبوت کا مستند دہ کرے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے یہ
ڈاکٹر محمد عثمان نے بھی ان تین شرط کو حافظ بن حجر عسقلانی کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ ۵۰
صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح میں علامہ نووی نے اس مسئلہ پر محققانہ گفتگو کی ہے کہ حلال اور حرام ایسے
احکام طہریہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے، لکھتے ہیں:

بسا اوقات محدثین ضعیف روایوں سے ترقیب، ترمیم، فضائل اعمال اور قصص کی حدیث اور زہرہ
اور مکارم، غلظت وغیرہ کی روایت روایت کرتے ہیں جن کا سوا درجہ اولیٰ و دیگر احکام طہریہ سے کوئی تعلق نہیں
ہوتا، اس قسم کی احادیث میں محدثین وغیرہ کے نزدیک ضابطہ جائز ہے اور غیر موضوع کی روایت بھی جائز ہے اور اس
پر عمل کرنا بھی جائز ہے، مگر چونکہ اس کے ذریعہ صحیح شریعت میں شر اور طہر کے نزدیک مغفرت ہیں، بہر حال جب
ضعیف راوی احکام سے متعلق حدیث کی روایت میں منقول ہوں تو اس حدیث سے استدلال نہیں کرتے بلکہ
یہ ایسا عمل ہے جس کو اس حدیث میں سے کسی امام نے درجہ یقین علماء میں سے کسی عالم نے نہیں کیا، اور کتب فقہانہ
نے جو ضعیف راویوں پر اجماع کیا ہے وہ صحیح ہیں بلکہ جہت قبض سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس روئی
کا ضعف معلوم ہے تو ان کے اسے استدلال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ
ضعیف حدیث سے احکام میں استدلال نہیں کیا جاتا اور اگر اس کا ضعف معلوم نہیں ہے تب بھی بحث اور تفسیر
ایل علم سے سال کیے نہ اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے ۵۱
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

موضوع کے ماسوا احادیث کو ترقیب، ترمیم، تفسیر موعظہ اور سیسے دیگر امور میں بیان کرنا جائز ہے
البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اعمال اور جسم میں ان کو بیان کرنا جائز نہیں ہے، بن مہدی اور امام محمد بن فضل نے حدیث
ضعیف کو روایت کرنے کی اجازت دی ہے اور جب تم بغیر سند کے بھی علمائے دین علیہ وسلم کی طرف کسی حدیث

۵۰۔ علامہ حلال، مدین سیوطی، ص ۹۰، ترمیم الراوی ج ۱، ص ۲۹۵-۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ المدینہ منورہ، ۳۹۲ھ

۵۱۔ ڈاکٹر محمد عثمان، تفسیر معصوم حدیث، ص ۶۵-۶۶، مطبوعہ نشر السنۃ، عمان

۵۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۷۶۷ھ، شریعت مسلم ج ۲، ص ۲۰، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۳۷۵ھ

کہ منسوب کردہ کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرت فرمایا ہے یا اسی طرح کے دیگر الفاظ جائزہ استعمال نہ کر دے بلکہ تریض کے معنی کو استعمال کر دے، (مثلاً روایت ہے) اسی طرح جس حدیث کی صحت میں شک ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ ۱۷

حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

حدیث ضعیف کہ بغیر بیان کے ذکر کرنا جائز ہے جب کہ اس سے احکام اور عقائد کو ثابت نہ کیا جائے بلکہ مراعات اور قصص میں تزیین اور ترمیم کے لیے اور فضائل اعمال وغیرہ میں اس کا بیان کرنا جائز ہے اور حلال اور حرام سے متعلق احکام نہ سیر میں، اور امتداد کی صفات اور دیگر عقائد کے تباہی میں حدیث ضعیف کو ذکر کرنا جائز نہیں ہے، امام عبدالرحمان بن ہمدی، امام احمد بن حنبل اور امام عسکری علیہ السلام نے اس کی تصریح کی ہے۔ ۱۸

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اور عدم نوری نے کہا ہے کہ احتیاط کے سوا کسی میں کوئی حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے، مثلاً بیع با نكاح سے متعلق کسی معاملہ میں حدیث ضعیف السند سے کلامت ثابت ہو تو اس سے بچنا مستحب ہے لیکن واجب نہیں ہے، اور تاج ابن ابی بکر ابن العربی مالکی نے کہا ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحباً ممنوع ہے لیکن علامہ نوری نے اپنی کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ محدثین کا اجماع ہے کہ فضائل وغیرہ میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اور اس کی حسب ذیل شرائط ہیں:

(۱)۔ اس حدیث کی سند میں منفعہ متدید نہ ہو۔

(۲)۔ وہ حدیث کسی ایسے عام قاعدہ کے تحت مسج ہو جس سے کسی کا استثناء نہ کیا گیا ہو۔

(۳)۔ اس پر عمل کے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھا جائے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھا جائے۔ ۱۹

احمد محمد شاہ نے بھی ان شرائط کا ذکر کیا ہے۔ ۲۰

تقدیراً سانید سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق | حافظ بن عسکری لکھتے ہیں:

احادیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ وہ مستند و سانید سے مروی ہوتی ہیں مثلاً الاذنان من اللہ اور دونوں کان سر سے ملتی ہیں: جب یہ حدیث مستند و سانید سے مروی ہے تو اس کو حسن کیوں نہیں قرار دیا گیا؟

۱۷۔ حافظ حماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۴۴ھ، اختصار علوم الحدیث ص ۶۷، ۶۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ۱۳۹۹ھ

۱۸۔ حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ، المستدرک والحدیث ج ۱ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الباز للفرش والانتزاع، بیروت

۱۹۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ، فتح المغیث ج ۱ ص ۳۲۲-۳۲۳، مطبوعہ دار الفکر مطبوعہ ۱۴۱۲ھ

۲۰۔ احمد محمد شاہ، الباعث الحثیث ص ۷، مطبوعہ دارالافتاء، بیروت ۱۳۹۹ھ

اس کا جواب یہ ہے کہ بقاعدہ کلید نہیں ہے کہ تعدد اسانید سے کسی حدیث کا ضعف جاتا ہے تاہم اس حکم میں تفصیل ہے، اگر کسی راوی کے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہو اور وہ روی صادق اور عادل ہو، پھر وہ حدیث کسی اور سند سے بھی مروی ہو تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور اس کے ضبط میں غلط نہیں ہے، اسی طرح کسی حدیث میں ضعف اگر سال کی وجہ سے ہو وہ ارسال کے لئے والا امام حافظ ہو تو اس میں ضعف قلیل ہے اور جب وہ حدیث کسی اور سند سے مروی ہو تو اس کا ضعف زائل ہو جاتا ہے گا، اور ایک ضعف وہ ہے جو بہت شدید ہوتا ہے اور یہ ضعف تعدد اسانید سے زائل نہیں ہوتا، اس ضعف کا سبب راوی کا متہم بالکذب ہونا یا اس حدیث کا غلط روئے سے ملنا

۱۔ غلط طرائق سے بھی حافظین حدیث کی کس جہالت کو قتل کیے۔ ۲۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں:

اگر کسی حدیث ضعیف میں راوی کے حافظہ میں خرابی یا کسی راوی کے ارسال کی وجہ سے ضعف ہو اور اس حدیث کا کوئی راوی کذب سے متہم نہ ہو اور نہ وہ حدیث شاذ ہو تو پھر تعدد طرق سے وہ حدیث مس ہو جاتی ہے لیکن اگر اس میں اتہام کذب یا شذوذ یا کسی حدیث سے ضعف ہو تو پھر وہ کثرت طرق کے بارے میں حسن نہیں مرقی، مثلاً یہ حدیث:

من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً۔ جس نے میری امت کے لیے چار بیس حدیثیں حفظ کیں۔

علامہ نووی نے قتل کیا ہے کہ تمام حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث کثرت اسانید کے باوجود ضعیف ہے لیکن ایسی حدیث جس کا ضعف کثرت اسانید سے زائل نہ ہو اس حدیث میں تعدد طرق سے بہر حال اٹلی ہوتی ہے جس کے تقدضے پر عمل کر، کسی حال میں عاجز ہیں سے اور یہی حدیث فضائل میں قلیل کی جا سکتی ہے۔ ۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

ما یظن بوجہ حسن اس القائل منہ سے تعدد طرق کے کہ حدیث حسن منہ سے نہ جگہ سند لال نہیں ہوتا بلکہ اس پر حدیث فضائل اعمال میں مل گیا جاتا ہے اور فوس، وجہ درجہ حرمت کے حکام میں اس پر عمل نہیں کیا جاتا، ان گزاس کی اسانید متعدد مولیٰ یا القصاص میں کے ساتھ اس کی قویت ہو با کوئی تاہم صحیح اس کے موافق ہو یا ظاہر قرآن میں اس کی تائید ہو تو پھر ہو سکتا ہے۔

یہ قول انصاف کے مطابق ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ راہ ترمذی جس حدیث کو حسن کہیں ان کے نزدیک اس سے استدلال لازم نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے ایک حدیث از عیثمہ بعدی از عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت

۱۳۸۷ھ

۱۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہر، ورمی المدینہ، ابن عبد الجبار سنو ۲۴۳ھ، بیہرہ حدیث ۳۱۔ ۲۔ مطبوعہ مکتبہ مدنیہ بیروت۔

۲۔ حافظ ابن الدین عبد الرحمن حسین عداق سنو ۸۰۹ھ، القبصرہ و تذکرہ تخرج القبرج اص ۹۲۔ ۹۔ مطبوعہ دارالانشاء بیروت۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سنو ۹۰۲ھ، تلخ مغیث ج اص ۹۳۔ ۱۰۔ مطبوعہ دارالامان، الطبری ۱۳۱۲ھ

اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس کا اسناد اس پلئے کا نہیں، اور کتاب اعظم میں تفصیلت علم میں ایک حدیث روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ہم نے اس کو صحیح اس لیے نہیں کہا کہ اس میں اٹھس نئے تدلیس کی سب سے۔
علامہ ابن عساکر نے فرماتے ہیں:

جس ضعیف حدیث میں راوی کے فقر کی وجہ سے ضعف ہو وہ تعدد اسانید کی وجہ سے قوی، مستدلان نہیں بنتی اور اگر راوی میں فقر نہ ہو بلکہ وہ صادق اور عادل ہو لیکن اس کے حفظ میں خرابی ہو تو اس کی حدیث تعدد اسانید کی بنا پر لائق استدلال ہو جاتی ہے۔
نیز علامہ نووی فرماتے ہیں:

حضرات محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اہل اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن علماء اور محدث کے حکم سے، نکاح و طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں آتا کہ اس میں، ثنیا و توثیق یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز وليستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعا واما الاحکام كالاحلال والحرام والبیع والشکوک والطلاق وغیر ذلک فلا یعمل فیہا الا بالحدیث الصحیح والحسن الا ان یكون فی احتیاط فی شئ کم اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض لیسوء والا لیکو۔
علامہ ابن عساکر نے فرماتے ہیں:

ہم سے ائمہ فقہاء، اصولیین اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ مناقب میں بھی حدیث ضعیف حجت ہے۔
مسل ہے جس طرح قابل شمار علماء کا اس پر اجماع کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف حجت ہوتی ہے۔

الذی اطبق علیہ اثنتان الفقهاء والاصولیین والحفاظ ان الحدیث الضعیف حجة فی المناقب کما نہ ینتم باجماع من یعتقد به حجة فی فضائل الاعمال۔

حدیث ضعیف کی تقویت کی وجوہ

مذکورہ نسخہ روایات سے معلوم ہو گیا کہ وجوب اور درست کے اثبات میں احادیث ضعیف کا اعتبار نہیں ہوتا، لیکن فضائل اہل اور مناقب میں حدیث ضعیف کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان بعض نسخوں کا ذکر کر دیا جائے جن کی بناء پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ضعف جاتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو حسن وغیرہ ہو جاتی ہے چنانچہ تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ قوی ہے۔

حدیث متوفی ۱۲۰۲ھ

۱۔ حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن محمد مسطلانی متوفی ۸۵۲ھ، المکتب علی کتاب ابن عساکر ج ۳ ص ۳۳۲، مطبوعہ دار احیاء التراث اسلامی
۲۔ علامہ کمال الدین ابن امام متوفی ۸۷۱ھ، التقریر والتخیر ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار کتب العلمیہ بیروت
۳۔ ابو زکریا یحییٰ بن مشرف نووی متوفی ۷۲۷ھ، کتاب الاذکار ص ۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت
۴۔ علامہ احمد بن محمد ہیثمی متوفی ۹۰۲ھ، تطہیر ایمان واللسان ص ۱۳، مطبوعہ مکتبۃ غفرۃ ۱۳۸۵ھ

مجتہد کے استدلال سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق علامہ ابن مابین شامی لکھتے ہیں:

ان المجتهد اذا استدلل بحديث كان
تصحيحه حاله كما في التحريض وغيره

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس
کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جس
طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

علامہ ابن ہمام کی تحقیق کا ہم منقریب نوکر کر رہے ہیں:
امام عبد الوہاب شرمانی تافہل لکھتے ہیں

ان قيل بضعف شيء من دولة مذهب فدين
الضعف انما هو بالنظر للمرواة انت وليس
عن مسنده بعد موته (الاقوية) وكفت
صفة الحديث استدلال مجتهد به

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام ابو حنیفہ کے دلائل
میں سے کوئی حدیث ضعیف ہے تو یہ ضعف امام اعظم
کی سند میں ان نیچے کے راویوں کی وجہ سے تجہول
نے اور ان کے موت کے بعد اس حدیث کو روایت کیا ہے
وہ نہیں کسی حدیث کی صحت کے لیے کافی ہے کہ ایک
امام مجتہد نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

ويثبت لتعديل بحكمه 'لقاضي تعدل
وعمل المجتهد لث رطين لان ما يعمد
سوى كونه على وفق

شامی کی عدالت، اس قاضی کا دوس کے نصیب اور
راوی کی عدالت، اس مجتہد کے عمل سے ثابت ہو جائیگی
جو قاضی اور راوی میں عدالت کی شرط لگاتے ہوں، وہ اگر
اس کے سوا اور کوئی چیز معلوم نہ ہو کہ وہ روایت اس مجتہد
کے موافق سے تو پھر عدالت ثابت نہیں ہوگی۔

علامہ ابن امیر اسحاق شامی لکھتے ہیں:

جو عالم شاہد میں عدالت کی شرط لگانا ہو اور وہ غیر عادل کی شہادت پر مبنی نہ ہو تو وہ عالم فاسق ہو جائیگا اسی طرح
جو مجتہد راوی میں عدالت کی شرط لگانا ہو وہ غیر عادل کی روایت سے اجتہاد کرے تو وہ مجتہد بھی فاسق ہو جائے گا۔ وہ
مطلوبہ یہ ہے کہ عالم اور مجتہد عادل ہیں، اس لیے ان کا کسی شہاد اور راوی کی شہادت اور روایت پر عمل کرنا اس راوی کی عدالت
کے قائم مقام ہے، پھر اس راوی کی روایت پر عمل کرنا دو شرطوں کے ساتھ مشروع ہے، پہلی شرط یہ ہے کہ یہ مسلم ہو
کہ اس روایت کے سوا مجتہد کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہے، دوسری شرط یہ ہے کہ یہ معلوم ہو کہ اس مجتہد کا اس وقت

۱۔ علامہ سید محمد امین ابن مابین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ۲۔ المنار ج ۲ ص ۱، مطبوعہ مکتبۃ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۳۔ علامہ عبد الوہاب شرمانی متوفی ۹۷۳ھ، میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۵ ص ۶۵، مطبوعہ مطبعہ عربیہ مصر، ۱۳۵۱ھ

۴۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، التقریرات المتقریرات ج ۲ ص ۲۴۹-۲۵۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ سروت

پر عمل کرنا امتیاط فی الدین پر مبنی ہیں ہے، آخری قید سے ملازمین بنام نے ان دو شرطوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔
 دوسری بحث یہ ہے کہ اگر کوئی ملازم راوی کسی ضعیف راوی کی حدیث کو روایت کرے تو وہ اس کی تبدیل سے بائیں، ایک
 قول یہ ہے کہ یہ مطلقاً تبدیل ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مطلقاً تبدیل نہیں ہے، اور یہ قول حافظ بن ابراہیم نے
 اکثر ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور آدمی اور بنی حاجب کے نزدیک بھی یہی مختار
 ہے اور اس قول کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ وہ راوی صرف عاوی سے روایت کرتا ہے تو اس کا کسی راوی
 سے روایت کرنا اس کی تبدیل سے کیونکہ اصل یہ ہے کہ انسان اپنی حدیث کے مطابق عمل کرتا ہے، اور اگر یہ معلوم
 نہ ہو تو پھر اس کا کسی سے روایت کرنا اس کی تبدیل نہیں ہے۔ لہ

اہل علم کے عمل کی وجہ سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق | ہمیں اوقات ملا۔ اور علماء کے عمل کی
 وجہ سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

امام حاکم نیشاپوری صلوٰۃ اللہ علیہ کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں،
 وعما یستدل به علی صحۃ هذا الحدیث
 استعمال الاثمة من تنازع بعین او
 عصرنا هذا ایہ دوا ضبطتہ علیہ تعلیمہ
 الناس منہم سیدنا بن مبارک رحمۃ اللہ
 علیہ۔
 مولانا عبدالحی بکھنوی متوفی ۳۰۴ھ نے لکھا کہ امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک صلوٰۃ
 اللہ علیہ یڑھتے تھے اور بعد کے نام علم اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے رہے اور اس عمل میں
 اس حدیث مرفوعہ کی تقویت ہے۔ (دار الفکر ص ۲۳)
 لیکن میں نے امام بیہقی کی سب کبریٰ مدونہ السنن والا تمار در شطب روایات میں دیکھی ان کتابوں میں یہ عبارت
 نہیں ہے، واللہ قالے اعلم۔
 ملاحظہ فرمائیے

امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی،
 عن علی ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'اذ'
 اتی احدکم لصلوۃ ولا امام علی حال فلیصنہ
 حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے آئے تو امام

لہ۔ امام ابن امیر کماج متوفی ۶۰۹ھ، التقریر والتحریر ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ مکتبہ ملیہ بیروت
 ت امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ملکہ نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱ ص ۳۰۹، مطبوعہ دار ابن الجوزی دمشق

كما يصنع الامام وقال هذا حديث غريب
لا نعرف احدا | اسناد الا مروي من هذا
الوجه قال: العمل على هذا عند اهل العلم

جس مال پر ہر دینی رکعت میں ہر یا سجدہ میں ہر تواسی
طرح کرے جس طرح امام کر رہا ہے، اور امام قسطنطینی
نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس سند کے علاوہ یہ کسی
اور سند سے مندرآمدی نہیں ہے، اور اہل علم کا اس
حدیث پر عمل ہے۔

اس کے بدلا علی تاری کہتے ہیں:

قال النودى وسناداه ضعيف نقله
ميروك فكان الترمذى يريد تقوية الحديث
بعمل اهل العلم

علاوہ نودی نے میرک سے نقل کیا ہے کہ اس
حدیث کو سہ ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے
عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کر رہے ہیں۔

طاعی تاری کہتے ہیں

کشف اور تحریک حدیث ضعیف کی تقویت

شیخ محی الدین بن عربی نے کہا مجھے یہی علم اللہ

علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور
جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا، اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ دیا اور
میں نے باخبر کسی شخص کے بیٹے کو جو غصے کی نیت نہیں کی، پھر اتفاق سے میں بعض اصحاب کی ایک مجلس میں
شریک ہوا ان میں ایک نوجوان تھا جس کے متعلق یہ مشورہ تھا کہ اس کو کشف ہوتا ہے، چاہے وہ کھانے کلا بیان
روئے لگا، میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا اس سے کہا میں نے اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے،
میں نے دل ہی دل میں اس ستر ہزار بار پڑھے ہوئے لا الہ الا اللہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر نوجوان نے
لگا، اور کہا اب میں اسی ماں کو مجھے حال میں دیکھ رہا ہوں شیخ بن عربی نے کہا میں نے اس حدیث کی صحت کو اس
جوان کے کشف سے جان لیا اور میں جو ان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔ لے

جس حدیث کے مدلول پر علماء کا اتفاق ہو
سو ایسی حدیث بھی مقبول ہے اور اس

اہل علم کے اتفاق سے حدیث ضعیف کی تقویت کی تحقیق

کے متعلق پر عمل کرنا واجب ہے۔

ما لفظ ابن حجر مستطانی کہتے ہیں:

من جملة صفات لقبون لتي يحدتعمرون
بها شيخنا ان يتفق معما، على العمل
بعد بول حديث انه يقبل حتى يجب العمل

میں مجاہد ان صفات کے جن کی وجہ سے حدیث
قبول کی جاتی ہے یہ صفت ہے جس کو ہمارے
شیخ نے ذکر نہیں کیا، اور وہ یہ ہے کہ جس حدیث

۱- ملا علی بن سلطانی محمد بن قاسم بن سنانی ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

شیخ تقی الدین بن تیمیہ مترقی ۷۲۸ھ کی اس عبارت پر بعض علماء نے یہ الزام لگایا ہے کہ صرف خبر واحدہ قطعی کا نذر نہیں دیتی اور جب امت اس خبر پر عمل کرے گی تو وہ ظن کی بناء پر ہوگا اور اس سے اس خبر کے صدق پر مت کی قطعیت ممکن نہیں کیونکہ یہ جزم بلا علم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امت باطل میں خطا سے معصوم ہے اور کسی خبر کی تصدیق پر ان کا اجماع اس طرح ہے جیسے کسی عمل کے ویرانہ پر ان کا اجماع ہو اور سرچند کہ نفراوی طور پر ان میں سے کسی کا کاذب ہو نا یا غلط ہونا، لیکن جب امت کاذب اور غلط سے معصوم ہے۔ جیسے اہل التواتر میں سے کسی ایک کا کذب یا غلط لیکن ہے لیکن تمام اہل تواتر سے کذب اور غلط مستثنیٰ ہے۔ لہٰذا علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

وَكَذَا إِذَا تَلَقَّتِ الْأُمَّةُ الضَّعِيفَ بِالْقَبُولِ
يَعْمَلُ بِهِ عَلَى الصَّحِيحَةِ حَتَّى نَهَ يَنْتَزِلَ مَنَزِلُهُ
الْمُتَوَاتِرُ فِي أَنَّهُ يَنْسَخُ بِمَقْهُورَةٍ وَلِهَذَا
قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي حَدِيثِ رَدِّهِ
لِوَارِثَاتِهِ أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَلَكِنْ
الْعَامَّةُ تَلَقَّتْهُ بِالْقَبُولِ وَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى جَعَلُوهُ
نَاسِخًا لِأَيَّةِ الْوَصِيَّةِ رَحِمَهُ

جب امت کسی حدیث ضعیف کو قبول کرے تو صحیح نہ سب کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا اور حدیث بمنزلہ حدیث متواتر ہوگی، اور اس سے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جس حدیث میں ہے وارث کے یہ حدیث نہیں ہے یہ حدیث ائمہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے، لیکن اس حدیث پر سب نے عمل کیا ہے حتیٰ کہ اس حدیث سے میت وصیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔

علامہ سخاوی نے امام شافعی کی جس عبارت کا ترجمہ دیا ہے وہ یہ ہے۔
امام شافعی لکھتے ہیں:

قَالَ وَرَوَى بَعْضُ الشَّافِعِيِّينَ حَدِيثًا
لَيْسَ مِمَّا يَثْبُتُ أَهْلَ الْحَدِيثِ فِيهِ: أَنَّ
بَعْضَ رِجَالِهِ مَجْهُولُونَ فَرَوَيْتُ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْطُوعًا وَأَنَّ قَبِيلَ
بَنِي وَصْفَتْ مِنْ نَقْلِ أَهْلِ الْمَغَازِي وَأَجْزَاءِ
الْعَامَّةِ عَلَيْهِ وَإِنْ كُنَّا قَدْ ذَكَرْنَا الْحَدِيثَ
فِيهِ وَاعْتَمَدْنَا عَلَى حَدِيثِ أَهْلِ الْمَغَازِي

بعض شافعیوں نے ایک ایسی حدیث روایت کی ہے حرامہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کی سند میں بعض روای مجہول ہیں، ہم نے اس کو ہی سلسلہ نہ مدبرہ مسلم سے منعاً روایت کیا ہے (بعض مجاہدوں نے اس کو منقطعاً روایت کیا ہے، اور شافعیوں نے اس کو مستند روایت کیا ہے گویا اس کی سند میں مجہول روای ہیں) ہم نے اس صفت کے ساتھ اس حدیث کو قبول کر

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی مترقی ۷۲۸ھ کی اس عبارت کی تفسیر انصاری ۳۷۰، ۳۷۱، مطبوعہ بیروت، مترقی ۷۲۸ھ، ۷۲۹ھ، ۷۳۰ھ، ۷۳۱ھ، ۷۳۲ھ، ۷۳۳ھ، ۷۳۴ھ، ۷۳۵ھ، ۷۳۶ھ، ۷۳۷ھ، ۷۳۸ھ، ۷۳۹ھ، ۷۴۰ھ، ۷۴۱ھ، ۷۴۲ھ، ۷۴۳ھ، ۷۴۴ھ، ۷۴۵ھ، ۷۴۶ھ، ۷۴۷ھ، ۷۴۸ھ، ۷۴۹ھ، ۷۵۰ھ، ۷۵۱ھ، ۷۵۲ھ، ۷۵۳ھ، ۷۵۴ھ، ۷۵۵ھ، ۷۵۶ھ، ۷۵۷ھ، ۷۵۸ھ، ۷۵۹ھ، ۷۶۰ھ، ۷۶۱ھ، ۷۶۲ھ، ۷۶۳ھ، ۷۶۴ھ، ۷۶۵ھ، ۷۶۶ھ، ۷۶۷ھ، ۷۶۸ھ، ۷۶۹ھ، ۷۷۰ھ، ۷۷۱ھ، ۷۷۲ھ، ۷۷۳ھ، ۷۷۴ھ، ۷۷۵ھ، ۷۷۶ھ، ۷۷۷ھ، ۷۷۸ھ، ۷۷۹ھ، ۷۸۰ھ، ۷۸۱ھ، ۷۸۲ھ، ۷۸۳ھ، ۷۸۴ھ، ۷۸۵ھ، ۷۸۶ھ، ۷۸۷ھ، ۷۸۸ھ، ۷۸۹ھ، ۷۹۰ھ، ۷۹۱ھ، ۷۹۲ھ، ۷۹۳ھ، ۷۹۴ھ، ۷۹۵ھ، ۷۹۶ھ، ۷۹۷ھ، ۷۹۸ھ، ۷۹۹ھ، ۸۰۰ھ، ۸۰۱ھ، ۸۰۲ھ، ۸۰۳ھ، ۸۰۴ھ، ۸۰۵ھ، ۸۰۶ھ، ۸۰۷ھ، ۸۰۸ھ، ۸۰۹ھ، ۸۱۰ھ، ۸۱۱ھ، ۸۱۲ھ، ۸۱۳ھ، ۸۱۴ھ، ۸۱۵ھ، ۸۱۶ھ، ۸۱۷ھ، ۸۱۸ھ، ۸۱۹ھ، ۸۲۰ھ، ۸۲۱ھ، ۸۲۲ھ، ۸۲۳ھ، ۸۲۴ھ، ۸۲۵ھ، ۸۲۶ھ، ۸۲۷ھ، ۸۲۸ھ، ۸۲۹ھ، ۸۳۰ھ، ۸۳۱ھ، ۸۳۲ھ، ۸۳۳ھ، ۸۳۴ھ، ۸۳۵ھ، ۸۳۶ھ، ۸۳۷ھ، ۸۳۸ھ، ۸۳۹ھ، ۸۴۰ھ، ۸۴۱ھ، ۸۴۲ھ، ۸۴۳ھ، ۸۴۴ھ، ۸۴۵ھ، ۸۴۶ھ، ۸۴۷ھ، ۸۴۸ھ، ۸۴۹ھ، ۸۵۰ھ، ۸۵۱ھ، ۸۵۲ھ، ۸۵۳ھ، ۸۵۴ھ، ۸۵۵ھ، ۸۵۶ھ، ۸۵۷ھ، ۸۵۸ھ، ۸۵۹ھ، ۸۶۰ھ، ۸۶۱ھ، ۸۶۲ھ، ۸۶۳ھ، ۸۶۴ھ، ۸۶۵ھ، ۸۶۶ھ، ۸۶۷ھ، ۸۶۸ھ، ۸۶۹ھ، ۸۷۰ھ، ۸۷۱ھ، ۸۷۲ھ، ۸۷۳ھ، ۸۷۴ھ، ۸۷۵ھ، ۸۷۶ھ، ۸۷۷ھ، ۸۷۸ھ، ۸۷۹ھ، ۸۸۰ھ، ۸۸۱ھ، ۸۸۲ھ، ۸۸۳ھ، ۸۸۴ھ، ۸۸۵ھ، ۸۸۶ھ، ۸۸۷ھ، ۸۸۸ھ، ۸۸۹ھ، ۸۹۰ھ، ۸۹۱ھ، ۸۹۲ھ، ۸۹۳ھ، ۸۹۴ھ، ۸۹۵ھ، ۸۹۶ھ، ۸۹۷ھ، ۸۹۸ھ، ۸۹۹ھ، ۹۰۰ھ، ۹۰۱ھ، ۹۰۲ھ، ۹۰۳ھ، ۹۰۴ھ، ۹۰۵ھ، ۹۰۶ھ، ۹۰۷ھ، ۹۰۸ھ، ۹۰۹ھ، ۹۱۰ھ، ۹۱۱ھ، ۹۱۲ھ، ۹۱۳ھ، ۹۱۴ھ، ۹۱۵ھ، ۹۱۶ھ، ۹۱۷ھ، ۹۱۸ھ، ۹۱۹ھ، ۹۲۰ھ، ۹۲۱ھ، ۹۲۲ھ، ۹۲۳ھ، ۹۲۴ھ، ۹۲۵ھ، ۹۲۶ھ، ۹۲۷ھ، ۹۲۸ھ، ۹۲۹ھ، ۹۳۰ھ، ۹۳۱ھ، ۹۳۲ھ، ۹۳۳ھ، ۹۳۴ھ، ۹۳۵ھ، ۹۳۶ھ، ۹۳۷ھ، ۹۳۸ھ، ۹۳۹ھ، ۹۴۰ھ، ۹۴۱ھ، ۹۴۲ھ، ۹۴۳ھ، ۹۴۴ھ، ۹۴۵ھ، ۹۴۶ھ، ۹۴۷ھ، ۹۴۸ھ، ۹۴۹ھ، ۹۵۰ھ، ۹۵۱ھ، ۹۵۲ھ، ۹۵۳ھ، ۹۵۴ھ، ۹۵۵ھ، ۹۵۶ھ، ۹۵۷ھ، ۹۵۸ھ، ۹۵۹ھ، ۹۶۰ھ، ۹۶۱ھ، ۹۶۲ھ، ۹۶۳ھ، ۹۶۴ھ، ۹۶۵ھ، ۹۶۶ھ، ۹۶۷ھ، ۹۶۸ھ، ۹۶۹ھ، ۹۷۰ھ، ۹۷۱ھ، ۹۷۲ھ، ۹۷۳ھ، ۹۷۴ھ، ۹۷۵ھ، ۹۷۶ھ، ۹۷۷ھ، ۹۷۸ھ، ۹۷۹ھ، ۹۸۰ھ، ۹۸۱ھ، ۹۸۲ھ، ۹۸۳ھ، ۹۸۴ھ، ۹۸۵ھ، ۹۸۶ھ، ۹۸۷ھ، ۹۸۸ھ، ۹۸۹ھ، ۹۹۰ھ، ۹۹۱ھ، ۹۹۲ھ، ۹۹۳ھ، ۹۹۴ھ، ۹۹۵ھ، ۹۹۶ھ، ۹۹۷ھ، ۹۹۸ھ، ۹۹۹ھ، ۱۰۰۰ھ، ۱۰۰۱ھ، ۱۰۰۲ھ، ۱۰۰۳ھ، ۱۰۰۴ھ، ۱۰۰۵ھ، ۱۰۰۶ھ، ۱۰۰۷ھ، ۱۰۰۸ھ، ۱۰۰۹ھ، ۱۰۱۰ھ، ۱۰۱۱ھ، ۱۰۱۲ھ، ۱۰۱۳ھ، ۱۰۱۴ھ، ۱۰۱۵ھ، ۱۰۱۶ھ، ۱۰۱۷ھ، ۱۰۱۸ھ، ۱۰۱۹ھ، ۱۰۲۰ھ، ۱۰۲۱ھ، ۱۰۲۲ھ، ۱۰۲۳ھ، ۱۰۲۴ھ، ۱۰۲۵ھ، ۱۰۲۶ھ، ۱۰۲۷ھ، ۱۰۲۸ھ، ۱۰۲۹ھ، ۱۰۳۰ھ، ۱۰۳۱ھ، ۱۰۳۲ھ، ۱۰۳۳ھ، ۱۰۳۴ھ، ۱۰۳۵ھ، ۱۰۳۶ھ، ۱۰۳۷ھ، ۱۰۳۸ھ، ۱۰۳۹ھ، ۱۰۴۰ھ، ۱۰۴۱ھ، ۱۰۴۲ھ، ۱۰۴۳ھ، ۱۰۴۴ھ، ۱۰۴۵ھ، ۱۰۴۶ھ، ۱۰۴۷ھ، ۱۰۴۸ھ، ۱۰۴۹ھ، ۱۰۵۰ھ، ۱۰۵۱ھ، ۱۰۵۲ھ، ۱۰۵۳ھ، ۱۰۵۴ھ، ۱۰۵۵ھ، ۱۰۵۶ھ، ۱۰۵۷ھ، ۱۰۵۸ھ، ۱۰۵۹ھ، ۱۰۶۰ھ، ۱۰۶۱ھ، ۱۰۶۲ھ، ۱۰۶۳ھ، ۱۰۶۴ھ، ۱۰۶۵ھ، ۱۰۶۶ھ، ۱۰۶۷ھ، ۱۰۶۸ھ، ۱۰۶۹ھ، ۱۰۷۰ھ، ۱۰۷۱ھ، ۱۰۷۲ھ، ۱۰۷۳ھ، ۱۰۷۴ھ، ۱۰۷۵ھ، ۱۰۷۶ھ، ۱۰۷۷ھ، ۱۰۷۸ھ، ۱۰۷۹ھ، ۱۰۸۰ھ، ۱۰۸۱ھ، ۱۰۸۲ھ، ۱۰۸۳ھ، ۱۰۸۴ھ، ۱۰۸۵ھ، ۱۰۸۶ھ، ۱۰۸۷ھ، ۱۰۸۸ھ، ۱۰۸۹ھ، ۱۰۹۰ھ، ۱۰۹۱ھ، ۱۰۹۲ھ، ۱۰۹۳ھ، ۱۰۹۴ھ، ۱۰۹۵ھ، ۱۰۹۶ھ، ۱۰۹۷ھ، ۱۰۹۸ھ، ۱۰۹۹ھ، ۱۱۰۰ھ، ۱۱۰۱ھ، ۱۱۰۲ھ، ۱۱۰۳ھ، ۱۱۰۴ھ، ۱۱۰۵ھ، ۱۱۰۶ھ، ۱۱۰۷ھ، ۱۱۰۸ھ، ۱۱۰۹ھ، ۱۱۱۰ھ، ۱۱۱۱ھ، ۱۱۱۲ھ، ۱۱۱۳ھ، ۱۱۱۴ھ، ۱۱۱۵ھ، ۱۱۱۶ھ، ۱۱۱۷ھ، ۱۱۱۸ھ، ۱۱۱۹ھ، ۱۱۲۰ھ، ۱۱۲۱ھ، ۱۱۲۲ھ، ۱۱۲۳ھ، ۱۱۲۴ھ، ۱۱۲۵ھ، ۱۱۲۶ھ، ۱۱۲۷ھ، ۱۱۲۸ھ، ۱۱۲۹ھ، ۱۱۳۰ھ، ۱۱۳۱ھ، ۱۱۳۲ھ، ۱۱۳۳ھ، ۱۱۳۴ھ، ۱۱۳۵ھ، ۱۱۳۶ھ، ۱۱۳۷ھ، ۱۱۳۸ھ، ۱۱۳۹ھ، ۱۱۴۰ھ، ۱۱۴۱ھ، ۱۱۴۲ھ، ۱۱۴۳ھ، ۱۱۴۴ھ، ۱۱۴۵ھ، ۱۱۴۶ھ، ۱۱۴۷ھ، ۱۱۴۸ھ، ۱۱۴۹ھ، ۱۱۵۰ھ، ۱۱۵۱ھ، ۱۱۵۲ھ، ۱۱۵۳ھ، ۱۱۵۴ھ، ۱۱۵۵ھ، ۱۱۵۶ھ، ۱۱۵۷ھ، ۱۱۵۸ھ، ۱۱۵۹ھ، ۱۱۶۰ھ، ۱۱۶۱ھ، ۱۱۶۲ھ، ۱۱۶۳ھ، ۱۱۶۴ھ، ۱۱۶۵ھ، ۱۱۶۶ھ، ۱۱۶۷ھ، ۱۱۶۸ھ، ۱۱۶۹ھ، ۱۱۷۰ھ، ۱۱۷۱ھ، ۱۱۷۲ھ، ۱۱۷۳ھ، ۱۱۷۴ھ، ۱۱۷۵ھ، ۱۱۷۶ھ، ۱۱۷۷ھ، ۱۱۷۸ھ، ۱۱۷۹ھ، ۱۱۸۰ھ، ۱۱۸۱ھ، ۱۱۸۲ھ، ۱۱۸۳ھ، ۱۱۸۴ھ، ۱۱۸۵ھ، ۱۱۸۶ھ، ۱۱۸۷ھ، ۱۱۸۸ھ، ۱۱۸۹ھ، ۱۱۹۰ھ، ۱۱۹۱ھ، ۱۱۹۲ھ، ۱۱۹۳ھ، ۱۱۹۴ھ، ۱۱۹۵ھ، ۱۱۹۶ھ، ۱۱۹۷ھ، ۱۱۹۸ھ، ۱۱۹۹ھ، ۱۲۰۰ھ، ۱۲۰۱ھ، ۱۲۰۲ھ، ۱۲۰۳ھ، ۱۲۰۴ھ، ۱۲۰۵ھ، ۱۲۰۶ھ، ۱۲۰۷ھ، ۱۲۰۸ھ، ۱۲۰۹ھ، ۱۲۱۰ھ، ۱۲۱۱ھ، ۱۲۱۲ھ، ۱۲۱۳ھ، ۱۲۱۴ھ، ۱۲۱۵ھ، ۱۲۱۶ھ، ۱۲۱۷ھ، ۱۲۱۸ھ، ۱۲۱۹ھ، ۱۲۲۰ھ، ۱۲۲۱ھ، ۱۲۲۲ھ، ۱۲۲۳ھ، ۱۲۲۴ھ، ۱۲۲۵ھ، ۱۲۲۶ھ، ۱۲۲۷ھ، ۱۲۲۸ھ، ۱۲۲۹ھ، ۱۲۳۰ھ، ۱۲۳۱ھ، ۱۲۳۲ھ، ۱۲۳۳ھ، ۱۲۳۴ھ، ۱۲۳۵ھ، ۱۲۳۶ھ، ۱۲۳۷ھ، ۱۲۳۸ھ، ۱۲۳۹ھ، ۱۲۴۰ھ، ۱۲۴۱ھ، ۱۲۴۲ھ، ۱۲۴۳ھ، ۱۲۴۴ھ، ۱۲۴۵ھ، ۱۲۴۶ھ، ۱۲۴۷ھ، ۱۲۴۸ھ، ۱۲۴۹ھ، ۱۲۵۰ھ، ۱۲۵۱ھ، ۱۲۵۲ھ، ۱۲۵۳ھ، ۱۲۵۴ھ، ۱۲۵۵ھ، ۱۲۵۶ھ، ۱۲۵۷ھ، ۱۲۵۸ھ، ۱۲۵۹ھ، ۱۲۶۰ھ، ۱۲۶۱ھ، ۱۲۶۲ھ، ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۴ھ، ۱۲۶۵ھ، ۱۲۶۶ھ، ۱۲۶۷ھ، ۱۲۶۸ھ، ۱۲۶۹ھ، ۱۲۷۰ھ، ۱۲۷۱ھ، ۱۲۷۲ھ، ۱۲۷۳ھ، ۱۲۷۴ھ، ۱۲۷۵ھ، ۱۲۷۶ھ، ۱۲۷۷ھ، ۱۲۷۸ھ، ۱۲۷۹ھ، ۱۲۸۰ھ، ۱۲۸۱ھ، ۱۲۸۲ھ، ۱۲۸۳ھ، ۱۲۸۴ھ، ۱۲۸۵ھ، ۱۲۸۶ھ، ۱۲۸۷ھ، ۱۲۸۸ھ، ۱۲۸۹ھ، ۱۲۹۰ھ، ۱۲۹۱ھ، ۱۲۹۲ھ، ۱۲۹۳ھ، ۱۲۹۴ھ، ۱۲۹۵ھ، ۱۲۹۶ھ، ۱۲۹۷ھ، ۱۲۹۸ھ، ۱۲۹۹ھ، ۱۳۰۰ھ، ۱۳۰۱ھ، ۱۳۰۲ھ، ۱۳۰۳ھ، ۱۳۰۴ھ، ۱۳۰۵ھ، ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۷ھ، ۱۳۰۸ھ، ۱۳۰۹ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ، ۱۳۱۳ھ، ۱۳۱۴ھ، ۱۳۱۵ھ، ۱۳۱۶ھ، ۱۳۱۷ھ، ۱۳۱۸ھ، ۱۳۱۹ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۲ھ، ۱۳۲۳ھ، ۱۳۲۴ھ، ۱۳۲۵ھ، ۱۳۲۶ھ، ۱۳۲۷ھ، ۱۳۲۸ھ، ۱۳۲۹ھ، ۱۳۳۰ھ، ۱۳۳۱ھ، ۱۳۳۲ھ، ۱۳۳۳ھ، ۱۳۳۴ھ، ۱۳۳۵ھ، ۱۳۳۶ھ، ۱۳۳۷ھ، ۱۳۳۸ھ، ۱۳۳۹ھ، ۱۳۴۰ھ، ۱۳۴۱ھ، ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۳ھ، ۱۳۴۴ھ، ۱۳۴۵ھ، ۱۳۴۶ھ، ۱۳۴۷ھ، ۱۳۴۸ھ، ۱۳۴۹ھ، ۱۳۵۰ھ، ۱۳۵۱ھ، ۱۳۵۲ھ، ۱۳۵۳ھ، ۱۳۵۴ھ، ۱۳۵۵ھ، ۱۳۵۶ھ، ۱۳۵۷ھ، ۱۳۵۸ھ، ۱۳۵۹ھ، ۱۳۶۰ھ، ۱۳۶۱ھ، ۱۳۶۲ھ، ۱۳۶۳ھ، ۱۳۶۴ھ، ۱۳۶۵ھ، ۱۳۶۶ھ، ۱۳۶۷ھ، ۱۳۶۸ھ، ۱۳۶۹ھ، ۱۳۷۰ھ، ۱۳۷۱ھ، ۱۳۷۲ھ، ۱۳۷۳ھ، ۱۳۷۴ھ، ۱۳۷۵ھ، ۱۳۷۶ھ، ۱۳۷۷ھ، ۱۳۷۸ھ، ۱۳۷۹ھ، ۱۳۸۰ھ، ۱۳۸۱ھ، ۱۳۸۲ھ، ۱۳۸۳ھ، ۱۳۸۴ھ، ۱۳۸۵ھ، ۱۳۸۶ھ، ۱۳۸۷ھ، ۱۳۸۸ھ، ۱۳۸۹ھ، ۱۳۹۰ھ، ۱۳۹۱ھ، ۱۳۹۲ھ، ۱۳۹۳ھ، ۱۳۹۴ھ، ۱۳۹۵ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۳۹۷ھ، ۱۳۹۸ھ، ۱۳۹۹ھ، ۱۴۰۰ھ، ۱۴۰۱ھ، ۱۴۰۲ھ، ۱۴۰۳ھ، ۱۴۰۴ھ، ۱۴۰۵ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۷ھ، ۱۴۰۸ھ، ۱۴۰۹ھ، ۱۴۱۰ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۱۲ھ، ۱۴۱۳ھ، ۱۴۱۴ھ، ۱۴۱۵ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۱۷ھ، ۱۴۱۸ھ، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۲۰ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۳ھ، ۱۴۲۴ھ، ۱۴۲۵ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۲۷ھ، ۱۴۲۸ھ، ۱۴۲۹ھ، ۱۴۳۰ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۳۲ھ، ۱۴۳۳ھ، ۱۴۳۴ھ، ۱۴۳۵ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۳۷ھ، ۱۴۳۸ھ، ۱۴۳۹ھ، ۱۴۴۰ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۴۲ھ، ۱۴۴۳ھ، ۱۴۴۴ھ، ۱۴۴۵ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۴۷ھ، ۱۴۴۸ھ، ۱۴۴۹ھ، ۱۴۵۰ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۵۲ھ، ۱۴۵۳ھ، ۱۴۵۴ھ، ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۵۷ھ، ۱۴۵۸ھ، ۱۴۵۹ھ، ۱۴۶۰ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۲ھ، ۱۴۶۳ھ، ۱۴۶۴ھ، ۱۴۶۵ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۶۷ھ، ۱۴۶۸ھ، ۱۴۶۹ھ، ۱۴۷۰ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۲ھ، ۱۴۷۳ھ، ۱۴۷۴ھ، ۱۴۷۵ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۷۷ھ، ۱۴۷۸ھ، ۱۴۷۹ھ، ۱۴۸۰ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۲ھ، ۱۴۸۳ھ، ۱۴۸۴ھ، ۱۴۸۵ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۸۷ھ، ۱۴۸۸ھ، ۱۴۸۹ھ، ۱۴۹۰ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۲ھ، ۱۴۹۳ھ، ۱۴۹۴ھ، ۱۴۹۵ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۴۹۷ھ، ۱۴۹۸ھ، ۱۴۹۹ھ، ۱۵۰۰ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۰۲ھ، ۱۵۰۳ھ، ۱۵۰۴ھ، ۱۵۰۵ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۰۷ھ، ۱۵۰۸ھ، ۱۵۰۹ھ، ۱۵۱۰ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۱۲ھ، ۱۵۱۳ھ، ۱۵۱۴ھ، ۱۵۱۵ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۱۷ھ، ۱۵۱۸ھ، ۱۵۱۹ھ، ۱۵۲۰ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۲۲ھ، ۱۵۲۳ھ، ۱۵۲۴ھ، ۱۵۲۵ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۲۷ھ، ۱۵۲۸ھ، ۱۵۲۹ھ، ۱۵۳۰ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۳۲ھ، ۱۵۳۳ھ، ۱۵۳۴ھ، ۱۵۳۵ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۳۷ھ، ۱۵۳۸ھ، ۱۵۳۹ھ، ۱۵۴۰ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۴۲ھ، ۱۵۴۳ھ، ۱۵۴۴ھ، ۱۵۴۵ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۴۷ھ، ۱۵۴۸ھ، ۱۵۴۹ھ، ۱۵۵۰ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۵۲ھ، ۱۵۵۳ھ، ۱۵۵۴ھ، ۱۵۵۵ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۵۷ھ، ۱۵۵۸ھ، ۱۵۵۹ھ، ۱۵۶۰ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۶۲ھ، ۱۵۶۳ھ، ۱۵۶۴ھ، ۱۵۶۵ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۶۷ھ، ۱۵۶۸ھ، ۱۵۶۹ھ، ۱۵۷۰ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۷۲ھ، ۱۵۷۳ھ، ۱۵۷۴ھ، ۱۵۷۵ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۷۷ھ، ۱۵۷۸ھ، ۱۵۷۹ھ، ۱۵۸۰ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۸۲ھ، ۱۵۸۳ھ، ۱۵۸۴ھ، ۱۵۸۵ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۸۷ھ، ۱۵۸۸ھ، ۱۵۸۹ھ، ۱۵۹۰ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۵۹۲ھ، ۱۵۹۳ھ، ۱۵۹۴ھ، ۱۵۹۵ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۵۹۷ھ، ۱۵۹۸ھ، ۱۵۹۹ھ، ۱۶۰۰ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۰۲ھ، ۱۶۰۳ھ، ۱۶۰۴ھ، ۱۶۰۵ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۰۷ھ، ۱۶۰۸ھ، ۱۶۰۹ھ، ۱۶۱۰ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۱۲ھ، ۱۶۱۳ھ، ۱۶۱۴ھ، ۱۶۱۵ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۱۷ھ، ۱۶۱۸ھ، ۱۶۱۹ھ، ۱۶۲۰ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۲۲ھ، ۱۶۲۳ھ، ۱۶۲۴ھ، ۱۶۲۵ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۲۷ھ، ۱۶۲۸ھ، ۱۶۲۹ھ، ۱۶۳۰ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۳۲ھ، ۱۶۳۳ھ، ۱۶۳۴ھ، ۱۶۳۵ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۳۷ھ، ۱۶۳۸ھ، ۱۶۳۹ھ، ۱۶۴۰ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۴۲ھ، ۱۶۴۳ھ، ۱۶۴۴ھ، ۱۶۴۵ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۴۷ھ، ۱۶۴۸ھ، ۱۶۴۹ھ، ۱۶۵۰ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۵۲ھ، ۱۶۵۳ھ، ۱۶۵۴ھ، ۱۶۵۵ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۵۷ھ، ۱۶۵۸ھ، ۱۶۵۹ھ، ۱۶۶۰ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۶۲ھ، ۱۶۶۳ھ، ۱۶۶۴ھ، ۱۶۶۵ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۶۷ھ، ۱۶۶۸ھ، ۱۶۶۹ھ، ۱۶۷۰ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۷۲ھ، ۱۶۷۳ھ، ۱۶۷۴ھ، ۱۶۷۵ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۷۷ھ، ۱۶۷۸ھ، ۱۶۷۹ھ، ۱۶۸۰ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۸۲ھ، ۱۶۸۳ھ، ۱۶۸۴ھ، ۱۶۸۵ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۸۷ھ، ۱۶۸۸ھ، ۱۶۸۹ھ، ۱۶۹۰ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۶۹۲ھ، ۱۶۹۳ھ، ۱۶۹۴ھ، ۱۶۹۵ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۶۹۷ھ، ۱۶۹۸ھ، ۱۶۹۹ھ، ۱۷۰۰ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۰۲ھ، ۱۷۰۳ھ، ۱۷۰۴ھ، ۱۷۰۵ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۰۷ھ، ۱۷۰۸ھ، ۱۷۰۹ھ، ۱۷۱۰ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۱۲ھ، ۱۷۱۳ھ، ۱۷۱۴ھ، ۱۷۱۵ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۱۷ھ، ۱۷۱۸ھ، ۱۷۱۹ھ، ۱۷۲۰ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۲۲ھ، ۱۷۲۳ھ، ۱۷۲۴ھ، ۱۷۲۵ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۲۷ھ، ۱۷۲۸ھ، ۱۷۲۹ھ، ۱۷۳۰ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۳۲ھ، ۱۷۳۳ھ، ۱۷۳۴ھ، ۱۷۳۵ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۳۷ھ، ۱۷۳۸ھ، ۱۷۳۹ھ، ۱۷۴۰ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۴۲ھ، ۱۷۴۳ھ، ۱۷۴۴ھ، ۱۷۴۵ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۴۷ھ، ۱۷۴۸ھ، ۱۷۴۹ھ، ۱۷۵۰ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۵۲ھ، ۱۷۵۳ھ، ۱۷۵۴ھ، ۱۷۵۵ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۵۷ھ، ۱۷۵۸ھ، ۱۷۵۹ھ، ۱۷۶۰ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۶۲ھ، ۱۷۶۳ھ، ۱۷۶۴ھ، ۱۷۶۵ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۶۷ھ، ۱۷۶۸ھ، ۱۷۶۹ھ، ۱۷۷۰ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۷۲ھ، ۱۷۷۳ھ، ۱۷۷۴ھ، ۱۷

عَامًا وَاجْمَاعَ النَّاسِ اخْبِرَن سَفِيَانُ عَنْ
سَلِيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ مَجَاهِدٍ اَنْ رَسُوهُ
اَللّٰهُ قَالَ : لَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ فَاَسْتَدَلُّنَا
بِهَآءِ وَصْفَتِ مَنْ نَقَلَ عَامَّةَ اَهْلِ اَمَّازِي
عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ (لَا وَصِيَّةَ
لَوَارِثٍ : عَلٰى اَنْ الْمَوَارِثَ نَاسَخَتْ
لِلْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالزَّوْجَةِ مَعَ الْخَبَرِ
الْمَنْقُطَةِ عَنْ النَّبِيِّ وَاجْمَاعِ الْعَامَّةِ
عَلٰى الْقَوْلِ بِهٖ ۛ

لیا ہے کیونکہ اس کو اہل منازعی نے نقل کیا ہے اور
اس پر عام علماء کا اجماع ہے، بے شک ہم نے اس
حدیث کی صفت (اللفظی اور جہلی) کو بیان کر دیا ہے
اور ہم نے عام اہل منازعی اور لوگوں کے اجماع پر اعتماد
کیا ہے: سفیان از سہمان احول از مجاہد روایت ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وارث
کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے، ہم نے عام
منازعی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ وارث
کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، علاوہ انہی روایات
کی آیات بھی والدین اور زوجہ کے لیے وصیت کی ناسخ
میں درپہ حدیث متفقہ بھی وصیت کے تین ناسخ ہے
اور عام علماء کا اس قول پر اجماع ہے۔

جب کسی مسئلہ پر صرف حدیث ضعیف یا تیسر ہو تو اس سے استدلال کی تحقیق میں: علامہ تناوی لکھتے ہیں:

جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ اور کوئی حدیث نہ ہو تو عام اسیاق رحمہ اللہ نے حدیث ضعیف سے
استدلال کیا ہے، امام بروذوڈ نے بھی اس کی اتباع کی ہے اور ان دونوں نے اس کو طے اور قیاس پر مقدم رکھا
ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے، اور امام شافعی کو جب کسی مسئلہ میں حدیث مرسل کے علاوہ
اور کوئی حدیث نہ ملے تو وہ حدیث مرسل سے استدلال کرتے ہیں۔ ۛ
میں کہتا ہوں کہ صرف امام اسحاق اور امام ابو داؤد کی بات نہیں ہے بلکہ جب کسی مسئلہ پر حدیث صحیح نہ ملے تو امام
بخاری اور امام ترمذی بھی حدیث ضعیف سے استدلال کرتے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَضَى بِالْأَدْنَى قَبْلَ الْوَصِيَّةِ ۛ
ما نفا ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

هَذَا طَرَفٌ مِنْ حَدِيثِ أَخِي حَجَّاجٍ حَمْدًا

اور مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
سے پہلے قرآن اور کمرے کا قبیلہ کیا۔

یہ اس پورے حدیث کا ایک جملہ ہے جس کو امام

ۛ۔ امام محمد بن ابوالکسیر شافعی ترمذی ۲۰۴ھ، الرسالہ ۱۲۶-۱۲۹، مطبوعہ مکتبہ دارالترتیب قاہرہ، ۱۰، الطبعة الثانية ۱۳۹۹ھ،

ۛ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن صفاوی ترمذی ۴۰۲ھ، فتاویٰ المتوفی عنہ ابن القیث، المکتبۃ الشریعیہ، ۳۳ مطبوعہ دارالامان القطری، ۱۴۱۲ھ

ۛ۔ امام محمد بن اسماعیل بن یحییٰ ترمذی ۲۵۷ھ، مسند ابی یوسف، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، ۱۳۸ھ

الترمذی وغیرہما من طریق الحارث و
 هو لا یعور عن علی بن ابی طالب قال قضی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین قبل
 الوصیۃ واما تقرؤن الوصیۃ قبل
 الدین لفظ احمد و هو اسناد ضعیف
 لکن قال الترمذی ان العمل علیہ عند
 اهل العلم وکان البخاری اعتماد علیہ
 لا اعتضادہ بالانفاق علی مقتضایہ
 و لا قبح تجردہ ان یورد الضعیف
 فی مقام الاحتیاج بہ

امام ترمذی روایت کرتے ہیں،

عن حارث عن علی بن ابی طالب صلی اللہ
 علیہ وسلم قضی بادیہ قبل الوصیۃ واما
 تقرؤن الوصیۃ من الدین و العمل شی
 هذا عند عامة اهل العلم و قد رددہ
 قبل الوصیۃ

اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے یہ حدیث بیان کی ہے
 ویدکر عن ابی ہریرۃ رفعہ ریتصوۃ
 الامام فی مکان و لہ یصح

احمد اور امام ترمذی نے الزہری سے الزہری سے الزہری سے روایت
 کیا ہے، امام احمد کے الفاظ یہ ہیں (سیدنا) محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم نے یہ لفظ کیا کہ قرض وصیت سے پہلے ادا کیا
 جائے اللہ قسم کہ میں اسے "وصیت کو قرض سے پہلے
 پڑھتے ہو، اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لیکن امام
 ترمذی نے کہا اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے، اور
 امام بخاری نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے کیونکہ اس
 حدیث کو اس امر سے تقریت سے کہ اس کے مقتضی پر
 سب کا اتفاق ہے مدینہ بخاری کی یہ روایت نہیں ہے
 کہ وہ مقام استدلال میں کسی ضعیف حدیث کو قرار دے کر ہے۔

الزہری سے حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت ہے:
 ہی سے ترمذی نے لفظ کیا کہ قرض وصیت پر
 مقدم ہے حدیث قرآن مجید میں وصیت کو قرض پر مقدم
 پڑھتے ہو، ورنہ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ
 قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔

اور حدیث ازہری سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:
 امام یہ نگہ علی سنت و خبر، نہ پڑھے اور نہ حدیث
 صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسہ مسندوں میں حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

- ۱۔ زاد المعاد لکھنؤ میں محمد مسعودی متوفی ۵۲۰ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۷۷، شرح دار الفکر کتب اسلامیہ لاہور ۱۳۸۰ھ
- ۲۔ زاد المعاد لکھنؤ میں محمد مسعودی متوفی ۵۲۰ھ، جامع ترمذی ص ۳۹، مطبوعہ دار الفکر کتب اسلامیہ لاہور ۱۳۸۰ھ
- ۳۔ زاد المعاد لکھنؤ میں محمد بن یحییٰ بن محمد متوفی ۵۲۰ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵
- ۴۔ زاد المعاد لکھنؤ میں محمد بن یحییٰ بن محمد متوفی ۵۲۰ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۱۳، مطبوعہ کتب اسلامی بیروت ۱۳۹۲ھ
- ۵۔ زاد المعاد لکھنؤ میں محمد بن یحییٰ بن محمد متوفی ۵۲۰ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۷، مطبوعہ دار الفکر کتب اسلامیہ لاہور ۱۳۸۰ھ

یتحول من مکانہ۔

سننیں نہ پڑھے۔

امام احمد نے کہا حدیث علی کے علاوہ کسی سے میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا گریبان کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ کی مذکور الصدر روایت ثابت نہیں ہے۔ ۱۷

غرض یہ کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ کی اس ضعیف حدیث کو اپنی کتاب میں اس لیے درج کیا کہ ان کو اس مسئلہ میں صحیح حدیث نہیں مل سکا چنانچہ اس باب میں حدیث حسن بھی موجود تھی ہو سکتا ہے امام بخاری کے نزدیک ابو بن ابی شیبہ کی روایت حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے فروتر ہو!

حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

حدیث ضعیف کرنے کی بجائے سند ضعیف کرنے کا بیان | جب ہمیں کوئی حدیث سند ضعیف کے ساتھ ملے تو ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ یہ حدیث ضعیف اسناد سے اور اس کو مطلقاً ضعیف نہیں کہنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ وہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اور سند صحیح ہو، اور اس سند سے وہ حدیث ثابت ہو، بلکہ جب تک اس حدیث میں سے کسی امام کی یہ صراحت نہ ملے کہ اس حدیث کی کوئی ایسی سند نہیں ہے جس سے وہ حدیث ثابت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس امام نے اس کی وجہ ضعیف بھی تفصیلاً بیان کی ہو تو اس پر ضعیف کا اطلاق کرنے سے قناعت کرنا چاہیے۔ اور جب تک اس حدیث ضعیف کو نقل کرنے کا ارادہ نہ ہو، یا جس کی محنت اور ضعیف میں تردد ہو، بلکہ عیناً روایت سے درج ہے، حدیث میں آیا ہے، ہمیں یہ بات پہنچی ہے کے ساتھ ذکر کرو، اور موضوع حدیث کا ذکر اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے زور ہونے کا بیان نہ کیا جائے۔ ۱۸

امام اعظم کے دلائل کے باوجود احادیث ضعیفہ پر مبتنی ہونے کی تحقیق | علامہ عبد الوہاب شرابی لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراف کیا جائے کہ یہ کہتے ہو کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے کیونکہ امام عطاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو ردی میں وہ صحابہ اور تابعین ہیں اور وہ جرح سے محفوظ ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض حفاظ نے امام اعظم کے بعض دلائل کو ضعیف احادیث پر مبنی قرار دیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب بعض راویوں نے ضعیف کہا گیا ہے وہ امام اعظم کی روایت کے بعد ان کی سند کے نیچے درج کی راوی ہیں، وہ انہوں نے اس حدیث کو امام اعظم کی سند کے علاوہ کسی اور سند سے روایت کیا ہے کیونکہ امام اعظم کی مسند میں ان میں سے کسی حدیث کا ذکر نہیں ہے، اور جب صحیح میں کوئی حدیث صحیح نہ ہوتی تو امام اعظم اسے کبھی استدلال نہ کرتے، اور امام اعظم کی سند کے نیچے راویوں میں سے کوئی راوی کذاب یا متہم

۱۷۔ حافظ ابو حفص محمد بن علی بن عبد المستطی متوفی ۵۰۵ھ بمطابق ۱۱۱۲ھ مطبوعہ دار الفکر، مکتبہ دار السیاح، بیروت۔
۱۸۔ حاضریہ لیس، محمد بن حسین عراقی متوفی ۷۰۰ھ، التبیان، ذکرہ ج ۱ ص ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲،

بالکذب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اس حدیث کی محبت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اس حدیث سے مجتہد نے استدلال کیا ہے۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس حدیث پر عمل کریں خواہ اس کو کسی اور نے روایت نہ کیا ہو، اور جب تک امام اعظم کی مسانید ثلثہ میں ان کے مذہب کی دلیل کو کچھ نہ لیا جائے اور یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس کی دلیل ان مسانید میں موجود نہیں ہے، اس وقت ان کے مذہب کی کسی دلیل کو ضعیف نہ کیا جائے، اور یہ ہر ممکن بات کہ بعد کے علماء احناف نظام اعظم کے مذہب پر جو دلائل قاذب کیے ہیں ان میں سے کوئی دلیل کسی ضعیف حدیث پر مبنی ہو مگر امام اعظم کا دامن اس سے بری ہے۔^{۱۱}

میں کہتا ہوں کہ یہ بات دلائل سے بیان کی جا چکی ہے کہ مطلقاً کسی حدیث کا ضعف مضر نہیں ہے جب کہ بہت سے مسائل میں احادیث ضعیفہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اور ہم متعدد حوالوں سے یہ بیان کر چکے ہیں کہ اثبات عقائد اور فرہیت اور حرمت کے بیان میں ضعاف کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور فضائل و مناقب تزیین و ترہیب اور استحباب اور کراہت کے بیان میں احادیث ضعیفہ کا بالاتفاق اعتبار کیا جاتا ہے اور بعد کے علماء احناف کی اگر کوئی دلیل کسی حدیث ضعیف پر مبنی ہے تو وہ اسی قبیل سے ہے جو حیرت پس ہے کہ امام بخاری، امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام شافعی کسی مسئلہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کریں تو ان کی محبت اور ثقافت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر کوئی حنفی فقیہ کسی مسئلہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کرے تو اس کو اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

روایت قبول کرنے کے لیے راوی کی شرائط | علامہ نووی لکھتے ہیں:

ذیل شرط ہیں:

- (۱)۔ جمہور ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ کا اس پر اجماع ہے کہ راوی عادل و رشید ہو نا چاہیے یعنی مسلمان بالغ، عاقل ہو اور وہ اسباب فسق اور ناپسندیدہ مادیات سے محفوظ ہو اور بیدار مغیر ہو، اگر وہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرتا ہو تو ان کا حافظہ قوی ہو، اور اگر وہ اپنی اصل سے حدیث بیان کرتا ہو تو اس کے پاس حدیث لکھی ہوئی مضبوط ہو، اور اگر وہ رسالت بالمعنی کہتا ہو تو حدیث امام مام ہو۔
- (۲)۔ اس کی عدالت و وفادار شخصوں کی آغوش سے شہادت مرگ یا پل ملے کے درمیان اس کی عدالت مشہور ہو اور ان کا اس کی تعریف کرنا کافی ہے، جیسے امام مالک، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، امام احمد، لیث بن سعد، ابن المبارک، دیکھ، ابن معین، ابن مدینی اور اس قسم کے کئی ائمہ ہیں۔ اگر کوئی اس راوی کی تعریف میں کوئی کلمہ کہے تو یہ کافی ہے۔

- (۳)۔ ثقافت متقین کی بہ کثرت موافقت کی وجہ سے اس راوی کا ضبط معروض ہو اور اگر وہ نادرا ان کی مخالفت کرتا ہو تو یہ مضر نہیں ہے اور اگر وہ ان کی زیادہ مخالفت کرے تو اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جائے۔

۱۔ علامہ عبد الحلیم شرانی متوفی ۱۳۷۳ھ، میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۵، مطبوعہ مطبعہ دار احیاء التراث العربیہ ۱۳۵۱ھ

۲۔ علامہ دیکھ بن شرف نووی متوفی ۷۶۷ھ، تقریب الراوی مع اندرہیب ج ۱ ص ۳۰۲ - ۳۰۰، مطبوعہ مکتبہ علمیہ، مصر ۱۳۹۲ھ

ائمہ صحیح سنیہ کی شرائط | ائمہ سنیہ حدیث صحیح کو روایت کرتے ہیں یعنی جس کی سند متصل ہو اس کا راوی مسلم بالغ عاقل ہو اور وہ اسباب فسق و فساد پندیدہ عادتوں سے محفوظ ہو، اس کا لفظ صحیح ہو اس کے پاس وہ حدیث لکھی ہوئی محفوظ ہو اور وہ حدیث غیہ شاذ اور غیر معلل ہو، باقی ضبط اور اتصال یہ ان ائمہ کے مختلف معیار ہیں۔

ملاحظہ فرمائی گھٹتے ہیں:

علامہ مازنی نے شروط ائمہ میں لکھا ہے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ اس حدیث کی روایت کرتے ہیں جس کی سند متصل ہو، اس کے کم و بیش تقابلات اور کمال ضبط و اتقان ہوں، سفر اور حضر میں طریقی الملازمۃ مع الشیخ ہوں اور کبھی وہ اس طبقہ سے کم درجہ کے راوی سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں جو قلیل الملازمۃ مع الشیخ ہوتے ہیں۔ ائمہ اہل مسلم ان دونوں طبقوں کے علاوہ کبھی ان کی حدیث بھی قبول کر لیتے ہیں جو جرح سے محفوظ نہ ہوں نہ طریقہ وہ طویل الملازمۃ مع الشیخ ہوں جیسے حارث بن مسلم، ثابت البنانی اور ابوبکر وغیرہ۔

ائمہ سنیہ کی شرائط کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)۔ امام بخاری کمال ضبط و اتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ کی روایات کا استیجاب کرتے ہیں اور کمال ضبط و اتقان اور قلیل، ملامتہ مع الشیخ کی روایات سے انتخاب کرتے ہیں۔

(۲)۔ امام مسلم کمال ضبط اور کثیر، ملازمۃ مع کمال ضبط اور قلیل، ملازمۃ سے استیجاب کرتے ہیں اور ناقص ضبط اور کثیر الملازمۃ سے انتخاب کرتے ہیں۔

(۳)۔ امام ابو داؤد کمال ضبط اور کثیر، ملازمۃ مع کمال ضبط اور قلیل، ملازمۃ مع ناقص ضبط اور کثیر الملازمۃ، ان میں طبقوں کی روایات سے استیجاب کرتے ہیں اور ناقص ضبط اور قلیل الملازمۃ اس چوتھے طبقہ کی روایات سے انتخاب کرتے ہیں۔

(۴)۔ ائمہ ترمذی ان چاروں طبقوں کی روایات سے استیجاب کرتے ہیں، وہ پانچویں طبقہ یعنی ناقص ضبط و قلیل الملازمۃ مع غرائل جرح سے انتخاب کرتے ہیں۔

(۵)۔ امام نسائی بھی پہلے تین طبقوں کی روایات سے استیجاب کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں اور پانچویں طبقہ سے علاحدہ روایت نہیں کرتے، ان کی شرائط امام ابو داؤد کی طرح ہیں۔

(۶)۔ امام ابن ماجہ ان چاروں طبقوں سے استیجاب کر لیتے ہیں۔

حافظ بن عبدالمطلب کہتے ہیں:

انتہاء انساب کے اعتبار سے حدیث کی اقسام | اسناد یا قریبی ملے ائمہ علیہ وسلم پر مراحضہ یا حکمائتہ ہو گا یا

صحیح یا تابعی پر، اول الذکر حدیث مرفوعہ ہے وراثتی الذکر حدیث موقوف ہے اور ثالث، الذکر حدیث منقطع ہے۔ پھر اس سند کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کیا جائے گا یا آپ کا فعل بیان کیا جائے گا یا آپ کی تقریر

بیان کی جائے گی، تقریر سے مراد یہ ہے کہ آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس کو مقرر رکھا اور اس کو رد نہیں فرمایا۔ حدیث مؤلف اور مقطوع کی بھی اسی طرح تین قسمیں ہیں۔

حدیث مرفوع قولاً، فعلاً، تقریراً، صراحۃً اور کلاً کا بیان | یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔

حدیث مرفوع فعلی صراحۃً کی مثال یہ ہے کہ صحابی یہ کہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کام کہتے ہوئے دیکھا۔

حدیث مرفوع تقریری صراحۃً کی مثال یہ ہے کہ صحابی یہ کہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کام کیا اور میں پر آپ کا انکار نقل نہ کرے۔ یہ تینوں اقسام مرفوع صریح کی ہیں اور مرفوع قولی صریح کی مثال یہ ہے:

جو صحابی اسرئیلیات کو نقل نہیں کرتے، وہ ایسی حدیث بیان کرے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو ورنہ اس کا بیان غلط سے تلقین رکھتا ہو مثلاً وہ بذوق سے متعلق گزشتہ اسود کی خبر بیان کرے اور نبیہ و طیبہ السلام کے واقعات بیان کرے یا مستقبل کے واقعات مثلاً قرب قیامت کے نکتے اور حوال قیامت بیان کرے، یا کسی کام کے قصور میں تائب یا غصہ غلاب کر بیان کرے تو یہ حدیث صریح مرفوع ہے، کیونکہ جن چیزوں میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو ان کا بیان حدیث صریح کے اندر ہو سکتا ہے اور صحابہ کرام کا حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا منقول ہے، کیونکہ یہ فعل کیا گیا ہے کہ وہ صحابی اسرئیلیات کو نقل نہیں کرتا، اس لیے یہ مرفوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خواہ اس صحابی نے حضور سے بہ راہ مامومت سنا ہو یا بالواسطہ۔

مرفوع فعلی صریح کی مثال یہ ہے کہ صحابی ایسا کام کرے جس میں اجتہاد کا دخل نہ ہو تو وہ اس پر محمول کیا جائے گا کہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے جیسے امام شافعی نے کہا ہے کہ حدیث صریح نازک سون کی ہر حرکت میں مد سے زیادہ نکوح کرتے تھے۔

مرفوع تقریری صریح صریح کی مثال یہ ہے کہ صحابہ میں سے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کام کرتے تھے، اور یہ اس جہت سے کہ ان کے کام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدعی ہوتے تھے کیونکہ کسی کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کے لیے ان کے پاس متعدد مواقع تھے اور وہ زمانہ نزول وحی کا زمانہ تھا، اس لیے صحابہ کسی ایسے فعل کو دہرائیں کر سکتے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو اور حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما نے جواز عداں پر اس لیے استدلال کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کرتے تھے ورنہ حاکم قرآن نازل نہ تھا۔ اگر یہ ممنوع ہوتا تو اس سے قرآن مجید منع فرما دیتا۔

مرفوع قولی صریح کی مثال یہ ہے کہ صحابی یہ کہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر سنی ہے یا آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں یا آپ کی طرف پہنچاتے ہیں اور کبھی حدیث قول پر اقتضار کرتے ہیں اور نقل کو حذف کر

دیتے ہیں، مثلاً بن سیرین، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے، انہوں نے کہا: آپؐ نے فرمایا تم ایک قوم سے تلوں کو کھنڈیٹ، خطاب سے کہہ سب کہ یہ اہل بصرہ کی خاص اصطلاح ہے، "مخنی صیتوں میں سے سماں کا یہ قول ہے من، اللہ کنڈا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ بھی مرفوع ہے۔ اس بعد ابھرے یہ کہا ہے کہ جب غیر صحابی یہ کہے پھر بھی حدیث مرفوعہ ہے اتنا یہ کہ وہ کسی کی سنت کی طرف اضافت کرے مثلاً یہ سنت عمرؓ میں ہے، ملاحظہ یہ ہے کہ جب مطلقاً سنت کا غلط ہونا جائے تو اس سے رسول اللہؐ سے متعلقہ و مسلم کی سنت مراد ہوتی ہے، اسی قبیل سے سماں کا یہ قول ہے "اموماً بکنہ اونیہما بکنہما" ہم کو اس چیز کا حکم دیا گیا، ہم کو اس چیز سے روکا گیا، کیونکہ مطلق امر اور نہی ہمیں سے متعلقہ و مسلم کی طرف راجع ہے۔ وراحمی سینہ میں سے۔ "میں نے کنا لفظ کیا؟" ہم اس طرح کرتے تھے، "اور اسی قبیل سے کسی فعل پر صحابی کا یہ حکم لگا، تب کہہ اتنا فانی اور اس کے رسول کی اطاعت سے یا یہ کہہ اور اس کے رسول کی سینہ سے مثلاً حضرت عمارؓ نے کہا: میں سے ہوم شک کو روزہ رکھا اس نے ابو تقاسم سے، اللہ علیہ وسلم کی سنت کی، یہ حدیث بھی حکماً مرفوعہ ہے کیونکہ عمارؓ سے کہہ حضرت عمارؓ نے اس حکم کو نہی سے متعلقہ و مسلم سے حاصل کیا تھا۔

عاطف بن حمزہ مستثنیٰ صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

صحابی کی تعریف کی تحقیق

هو من لقي النبي صلى الله عليه وسلم
مومنًا به و مات على الاسلام ولو
تخللت ردة في الاصح
صحابی وہ شخص ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا
کی صورتوں حالیکہ وہ آپؐ پر ایمان لایا ہو اور وہ اسلام پذیر
ہوا ہو خواہ درمیان میں وہ مرتد ہو گیا ہو یہی زیادہ صحیح ہے۔

ملاقات سے مراد عام ہے خواہ وہ شخص آپؐ کے ساتھ بیٹھا ہو، آپؐ کے ساتھ بیٹھا ہو، یا آپؐ تک پہنچا ہو، خواہ آپؐ کے
ساتھ ملازم نہ کیا ہو، اور اس میں آپؐ کو دیکھنا بھی داخل ہے خواہ قصداً آپؐ کو دیکھا ہو یا بے قصداً بعض لوگوں نے صحابی کی تعریف
میں کہا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، لیکن اس تعریف پر یہ اعتراض اٹھ سکتا ہے کہ اس تعریف سے ناہین صحابہ
صحابیت سے خارج رہ جائیں گے، حالانکہ وہ بالاتر درجہ صحابہ میں، اس لیے تعریف میں ملاقات کا لفظ اولیٰ ہے، اس
تعریف میں ایمان کی قید سے روکنے کے لئے صورتوں سے حالت کفر میں آپؐ سے ملاقات کی، "چنانچہ آپؐ پر ایمان لانے کی قیہ
ملاقات ہے اس لیے وہ لوگ نکل سکتے جو مرتد ہوئے یا باغیانہ لڑے تھے، لیکن جن لوگوں نے آپؐ سے
ملاقات کی وہ لوگ حالیکہ ان کا ایمان تھا۔ آپؐ کی بعثت ہو گئی لیکن انہوں نے بعثت کا زمانہ نہیں پایا، آیا وہ صحابی ہیں یا نہیں،
یہ بحث ضرور طلب ہے، اس تعریف میں یہ قیہ ہے کہ ان کی موت اسلام پر ہوئی ہو اس لیے وہ لوگ صحابی کی تعریف
سے نکل گئے جنہوں نے ایمان کی حالت میں آپؐ سے ملاقات کی اور بعد میں (بیا و بائہ) مرتد ہو کر مرے، مثلاً عبید اللہ
بن جحش اور ابن غفل، اور تعریف میں یہ قید بھی ہے کہ خواہ وہ میانہ عرصہ میں وہ مرتد ہو چکے ہوں۔ یہی پہلے ایمان کی
حالت میں آپؐ سے ملاقات کی پھر مرتد ہو گئے پھر دوبارہ اسلام لائے اور اسلام پر قائم ہو، تو وہ بھی صحابی ہیں، خواہ
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں، اسلام قبول کیا ہو یا آپؐ کی وفات کے بعد، اور خواہ انہوں نے دوبارہ
آپؐ سے ملاقات کی ہو یا نہ ہو، اور تعریف میں بخوبی قید ہے کہ یہی نیا صحیح ہے، اس میں اشارہ ہے کہ اس سند
میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس امت مسلمہ میں نہیں مرتد ہو گئے تھے، میری تائید کر کے

حضرت ابو جریج صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا، انھوں نے پھر اسلام قبول کر لیا، حضرت ابو جریج نے ان کا اسلام قبول کر لیا اور اپنی بہن سے ان کا نکاح کر دیا اور ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے اور میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اس طرح ان کی روایات کو سانیہ میں ذکر کرنے میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ۵
اس مسئلہ میں فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ عنقریب آنے لگی۔
علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحابی کی تعریف میں اختلاف ہے، محدثین کے نزدیک معروف ترین یہ ہے: ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہے، اور صحابہ الاولیاء کے نزدیک یہ تعریف ہے: جس نے بطریق ثابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقی مجلس حاصل کی، اور سعید بن مسیب سے یہ تعریف مقرر ہے کہ صحابی صرف وہ مسلمان ہے جو آپ کے ساتھ ایک یا دو سال یا دو غزووں میں شرکت کی یہ تعریف ضعیف ہے کیونکہ اس کے اعتبار سے حضرت جبرئیل بن عبد اللہ بھی اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما صحابی نہیں ہیں اور ان کے صحابی ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ۶
علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

علامہ نووی، حافظ ابن السکاح اور ماہ بخاری نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے: ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اس تعریف پر یہ متفق ہیں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، منہ تقے انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا حالانکہ وہ بالاتفاق صحابی ہیں، اور جس شخص نے آپ کو کفر کی حالت میں دیکھا اور وہ آپ کی وفات کے بعد اسلام لایا جیسے قیس کا اہلیجی اس تعریف کے مطابق وہ صحابی ہے حالانکہ وہ صحابی نہیں ہے اور جس شخص نے آپ کو وفات کے بعد دفن سے پہلے دیکھا جیسے ابو زویب، نوید بن عامر، نعل، اس پر بھی یہ نوعیت صادق آتی ہے، حالانکہ وہ صحابی نہیں ہے، اور اگر یہ تعریف کی جائے کہ جس مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ صحابی ہے تو اس تعریف میں تمام امت داخل ہو جائے گی کیونکہ شبہ سراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت کو نبی بھی تھا، نیز یہ تعریف میں یہ بھی صادق آئے گی جو آپ کی صحبت میں رہا پھر مرتد ہو گیا، مثلاً بنی نضیر وغیرہ، اس لیے دلی تعریف یہ ہے: جس شخص نے ایمان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور اسلام نہ لیا، یہ تعریف اس شخص پر بھی صادق ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا اور اسلام پر رہا، مگر نبی کے پاس یہ سبائی کی تعریف صادق آئے یہ قدر صحت سے، کیونکہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ نے یہ تہ تیغ کی ہے کہ مرتد ہونے سے ایمان باطل ہو جاتا ہے جس اور ظاہر یہ ہے کہ ارتداد سے اس کی صحابیت بھی باطل ہو گئی، جیسے قزوین میسرہ وراثت بن قیس اور جن لوگوں نے مرتد ہونے کے بعد آپ کی حیات میں اسلام کی طرف رجوع کر لیا جیسے عبد اللہ بن ابی مرثد قرظ بن صحابی کی تعریف صادق ہے اس سے کوئی مانع نہیں ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ذوق سے کہا ہے کہ یہ دور میں سے پہلی قسم، دونوں صحابی ہیں۔ ۷

۵۔ حافظ ابن السکاح، احمد بن علی بن عبد العزیز عسقلانی مترقی ۸۵۲، ستر سکتہ اشکد مس ۸۶ - ۸۷، مطبوعہ دار الفکر، کراچی

۶۔ علامہ یحییٰ بن خضر نووی سنہ ۷۴۷ھ، تقریب الزواوی مع التدریب ج ۲ ص ۲۱۲ - ۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی مترقی ۹۱۱ھ، تدریب الزواوی ج ۲ ص ۲۰۵، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۵۰ھ

جو مسلمان آپ سے ملاقات کے بعد مرتد ہو گیا، پھر آپ کی وفات کے بعد مسلمان
ہوا، اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب ائمہ

علامہ محمد اکرم سندھی لکھتے ہیں۔

امام شافعی اور ان کے متبعین کے مذہب کا نفاذ سب سے پہلے بغداد سے، عمال اس وقت باطل ہوتے ہیں جب
کفر و بدعت ہو اور ہمارے مذہب میں یہ نہ ہے کہ ارتداد سے تمام عمال کا تراب باطل ہو جاتا ہے، اور اگر وہ
قبول کرے تو اس پر حج واجب نہ رہتا، اور اگر وہ کفر سے توبہ کرے تو اس کی صحابیت باطل ہوگی، اب اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بعد پھر اسلام لایا تو وہ صحابی نہیں، اور کابل جو آپ کی حیات مبارکہ میں دوبارہ اسلام سے آیا تو وہ صحابی ہوگا
امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔

حافظ سلطان نے اپنے مختار پر یہ دلیل دی تھی کہ اشعث بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مرتد
ہو گئے تھے، اور انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلام قبول کیا، وہ ان کا سب سے صحابی
نثار کہتے ہیں کہ ان کی احادیث کو رد کیا ہے۔

علامہ سندھی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

جن لوگوں نے اشعث بن قیس کا ذکر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اشعث نے وفات سے اس کا شمار صحابہ میں کیا، یا اس
کا صحابہ میں شمار اس وجہ سے کیا کہ وہ صحابہ کے دور میں تھا، ورنہ لوگوں نے اس کی احادیث کو مسترد کیا ہے، انھوں
نے روای کے حالات و جہالت کو وجہ سے ایسا کیا، یا اس نے دوسرے صحابہ سے جو حدیث روایت کی تھی اس کو مسترد
کیا یا یہ تخمینہ اس قول پر ہے کہ کفر کی حالت میں حدیث سننا اور اس کو سلام میں اور اگر ناجائز ہے وہ نہ فقہاء احناف
کی کتابوں یا بحیثیت کتاب شہادت میں یکساں کہ مرتد نے جو حدیث روایت کی وہ باطل ہے اور مرتد ہونے کے
بعد اس کی احادیث کو سننے والے کے لیے روایت کرنا ناجائز نہیں ہے۔

علامہ علی نے قاضی عیاض کی شفا کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ مسند احمد اور مسند ابی یوسف میں اشعث کی
روایت ذکر کی ہے اور یہ تشریح کی ہے کہ وہ صحابی ہے اور اس کا صحابی بننا کسی قوی پر مشروط ہے کہ جب ارتداد پر
موت ہر تہمل باطل ہو جاتا ہے، جیسا کہ امام شافعی کا قول ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ نفس ارتداد سے مل باطل ہو جاتا
ہے خواہ وہ موت سے پہلے اسلام قبول کرے، جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے تو پھر اشعث کا صحابہ میں
شمار کیا جائیگا نہیں ہے۔

ن۔ علامہ محمد اکرم سندھی من علماء قرآن اسلامی عصر اربعہ ص ۲۴ طبع دار الفکر بیروت

ت۔ اسان النظر ص ۲۰۷

امام ابو حنیفہ قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

ومن يكفر باللهيمان فقد حبط عمله۔
اور جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تو اس کا
عمل ضائع ہو گیا۔ (صائدہ: ۵۰)

اور امام شافعی کثرین مجید اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

ومن يردد ذنبا عن دينه عيبت وهو
کافر واولئك حبطت اعمالهم في الدنيا
الاخرة واولئك صعب انوارهم فيها
خلدون۔ (نور: ۲۰)

اور تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے
پھر وہ کافر ہوئے کی حالت میں مرے، تو ان لوگوں کے
(نیک) عمل دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے، وہ دوزخی
ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ اس آیت میں اعمال کا ضائع ہونا موت میں، مکفر بہ مسلک کیا گیا ہے، اور امام ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں
کہ اس آیت میں دو چیزیں ہیں۔ ایک وہ سزائیں بیان کی گئی ہیں، پہلا جہنم سے، مرتد ہونا اور دوسرا جہنم سے اس کو قائم
رکھنا حتیٰ کہ کفر ہو جاتا۔ دوسری سزا ہے دنیا اور آخرت میں اعمال کا ضائع ہونا اور دوسری سزا ہے ہمیشہ دوزخ میں ہونا
اور پہلی سزا پہلے جہنم سے متعلق ہے اور دوسری سزا دوسرے جہنم سے متعلق ہے۔ یہی صرف مرتد ہونے سے اعمال
ضائع ہو جائیں گے، اور اگر کسی نے اس کو قائم رکھا حتیٰ کہ کفر پھر دوزخ میں ہمیشہ کے لیے دوزخی ہو گا۔
اس لیے صحیح یہی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور اس نے آپ سے ملاقات کی پھر
مرتد ہو گیا اور آپ کی وفات کے بعد مسلمان ہوا، اس کی صحابیت زائل ہو گئی، اب دونا بھی ہے صحابی نہیں ہے۔

امام سیوطی لکھتے ہیں:

صحابی کی معرفت کے شرائط صحابی کی معرفت کے حسب ذیل طرق اور ذرائع ہیں:

- ۱۔ قوائد: جیسے حضرت ابو بکر اور عمر و باقی عشرہ مبشرہ کے متعلق توڑے سے معلوم ہے کہ وہ صحابی ہیں۔
- ۲۔ شہادت: تواتر سے کہ وہ نبی کی شہادت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انہوں صحابی ہے جیسے حضرت تمام بن ثعلبہ
اور حضرت عکاتہ۔
- ۳۔ قول صحابی: کوئی صحابی یہ شہادت دے کہ فلاں شخص صحابی ہے، جیسے حضرت حمہ بن ابی حمزہ دوسی، اصحابان
میں پیٹ کی بیماری میں فوت ہوئے، تو حضرت ابو موسیٰ اشجری نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا یہ شہید ہوئے۔
- ۴۔ کوئی تابعی کہے کہ فلاں شخص صحابی ہے۔
- ۵۔ کوئی عادل شخص خود یہ دعویٰ کرے کہ میں صحابی ہوں، یہ نہ ہو کہ اس کا ثبوت ممکن ہو۔ کیونکہ جیسا کہ اللہ علیہ وسلم کی
وفات کے ایک سو سال بعد کسی کی صحابیت کا دعویٰ مقبول نہیں ہے، خواہ وہ اس سے پہلے عادل ہو کیونکہ
صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بناؤ یہ کون سی بات ہے، کیونکہ اس کے ایک سو سال
بعد دوسرے زمین پر کوئی شخص زندہ نہیں رہے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رشتہ آپ کی وفات
کے سال تھا۔

روایت ہے کہ تمام صحابہ کا علم چھ افراد پر منتہی ہوتا ہے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ پھر ان چھ کا علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود پر ختم ہوتا ہے اور صحابہ میں سے عبادہ بن لہیع عبد اللہ نام کے، بن عمر، بن عباس، ابن الزبیر اور ابن عمر بن العاص ہیں۔ ابن مسعود ان میں نہیں ہیں۔ علامہ سیوطی نے کہا ہے یہ امام احمد کا قول ہے، امام بیہقی نے کہا حضرت ابن مسعود کی پہلے وفات ہو گئی تھی اور یہ لوگ بعد تک زندہ رہے اور ان کے علم کی ضرورت پیش آئی اور جب یہ چاروں کسی بات پر متفق ہو جائیں تو کہا جاتا ہے یہ عبادہ کا قول ہے۔ بعض نے کہا عبادہ تین ہیں اور ان میں سے حضرت ابن الزبیر کو ماقول کر دیا جو ہماری سند میں کسی پر تقصیر کیا ہے۔ علامہ نووی نے تہذیب المعانی میں اور علامہ رفعتی نے دیات میں بھی اسے کو عبادہ چار ہیں اور ان میں حضرت ابن عمر بن العاص کی جگہ حضرت ابن مسعود کا ذکر کیا ہے۔ روایتی نے فیصل میں لکھا ہے عبادہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، اور حضرت ابن عباس ہیں۔ یہ ان کا نام ہے اور اصطلاح میں مطلقاً ہے اور ایک مسند میں صحابہ کا نام عبد اللہ ہے۔ طے

میں کہنا ہوں صحیح اصطلاح وہی ہے جس کو علامہ بخاری نے بیان کیا ہے عبد اللہ نام کے تمام صحابہ میں علم اور ثقہ کے اعتبار سے کوئی صحابی حضرت ابن مسعود کے پاسے کا نہیں ہے۔ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

ہم نے علی بن عبد اللہ مدینی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ان تین کے پاسے کا کوئی نہیں تھا، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، ان میں سے ہر ایک کے بہت شاگرد تھے جو ان کے قول پر لوگوں کو قوت دیتے تھے۔ اس کے بعد جنوں نے سہ وقت کی مذکورہ تعداد روایات بیان کی ہے، پھر شبلی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو سے علم حاصل کیا یا انھوں نے حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت اور ان کا علم ایک دوسرے کے مشابہ تھا، اور حضرت علی حضرت اشعری، حضرت ابی ان کا علم آپس میں مشابہ تھا اور وہ شافعی نے کہا یہ تہذیب المعانی و تحقیق و درمیان میں ہم سے بہت بلند تھے حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

احادیث روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد ۱۰۰ ابوہریرہ رازی سے سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے کتنے صحابہ ہیں، انھوں نے کہا، ان کو کون مسدود کر سکتا ہے، میں نے ان سے کہنا کہ وہ سب کے ساتھ تھے اور ان میں سے عبادہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابن عمر، ابن عباس، ابن الزبیر، ابن عمر بن العاص، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابن الزبیر اور ابن عمر بن العاص، ان میں سے ہر ایک کے بہت شاگرد تھے جو ان کے قول پر لوگوں کو قوت دیتے تھے۔ اس کے بعد جنوں نے سہ وقت کی مذکورہ تعداد روایات بیان کی ہے، پھر شبلی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو سے علم حاصل کیا یا انھوں نے حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت اور ان کا علم ایک دوسرے کے مشابہ تھا، اور حضرت علی حضرت اشعری، حضرت ابی ان کا علم آپس میں مشابہ تھا اور وہ شافعی نے کہا یہ تہذیب المعانی و تحقیق و درمیان میں ہم سے بہت بلند تھے حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۴۹ھ تقریب النواوی مع التدریب ج ۲ ص ۲۲۰-۲۱۸۔ مطبوعہ مکتبہ علیہ مدینیہ منورہ ۱۳۹۲ھ
 ۲۔ حافظ ابوہریرہ عثمان بن عبد الرحمن شریفی المعروف بابن الصلاح متوفی ۷۴۳ھ علوم الکتاب ص ۲۶۶-۲۶۷۔ مطبوعہ مکتبہ مدینیہ منورہ ۱۳۸۲ھ

علامہ سیوطی کہتے ہیں۔

مختصر میں کا بیان

مختصر میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ اور نبی سے قبل اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا اور آپ کو نہیں دیکھا، اور نہ ان کو صحبت حاصل ہوئی، یہ علامہ حدیث کی اصطلاح سے، امام مسلم نے پیشین مراد مختصر میں ذکر کیا ہے اور وہ ہجرت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اہل سنت کی اصطلاح میں مختصر میں ان لوگوں کو کہتے ہیں، جن کی آدمی عمر جاہلیت میں اور آدمی عمر اسلام میں گزری خواہ انہوں نے صحابہ کو پایا ہو یا نہیں، ان دونوں اصطلاحوں کے درمیان عموم و خصوص من وجه ہے، لہذا حکیم بن حنبل وغیرہ اعتبار سے مختصر میں، امام مسلم نے پیشین مختصر میں کا بیان کیا ہے اور ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں

اکابر اور افاضل تابعین کا بیان

اکابر تابعین میں ابو ہریرہؓ سے سات فقہاء ہیں: (۱) سعید بن المسیب (۲) قاسم بن محمد بن ابی جکر صدیق (۳) مروان بن زبیر (۴) خارجہ بن زید بن ثابت (۵) برید بن عبد اللہ بن عمرو (۶) عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود (۷) سلیمان بن یسار (۸) عطاء بن یسار (۹) یزید بن ابی اسحاق (۱۰) ابو سلمہ بن عبد اللہ بن مسعود (۱۱) ابو ہریرہؓ بن عمر اور ابوالزناد نے ان کی جگہ ابو بکر بن عبد الرحمن کا شمار کیا ہے۔

امام ابن الدیلمی نے بارہ نقباء تابعین کا ذکر کیا ہے: (۱) ابن مسیب (۲) برید (۳) قاسم (۴) خارجہ (۵) اس کا بھائی سماع (۶) سالمہ (۷) حمزہ (۸) زید (۹) عبید اللہ (۱۰) بلال (۱۱) مؤخرہ کبریٰ انچوں حضرت ابن عمر کے بیٹے ہیں (۱۲) ابان بن عثمان (۱۳) قیس بن ذریب۔

امام احمد نے کہا، افضل تابعین سعید بن مسیب ہیں، ان سے کہا گیا اور علقمہ اور سوہد تو انہوں نے کہا وہ بھی ہیں، ان سے ایک روایت یہ ہے کہ برعثان ہمدانی در قیس بن ابی حازم سے، افضل کوئی نہیں ہے اور علقمہ اور سوہد بھی بلند درجہ تابعی ہیں۔

ابو عبد اللہ بن حنیف نے کہا، اہل مدینہ سعید بن مسیب کو افضل تابعین کہتے ہیں، اہل کوفہ اویس قرنی کو افضل بصرہ حسن بصری کو افضل تابعین کہتے ہیں، امام احمد نے کہا عطاء کے مفتی تھے اور حسن بصری بصرہ کے مفتی تھے۔ بلقیعی نے کہا، تابعین میں سے سب سے پہلے ابو زید عمر بن زید کی وفات ہوئی، یہ سنہ ۳۳ھ میں خراسان یا آذربائیجان میں قتل کر دیے گئے تھے، اور سب سے آخر میں علقمہ بن خلیل کی وفات ہوئی یہ سنہ ۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

مسند، اسناد کا اسم مفول ہے جس کا معنی سے اضافت کہنا اور نسبت کرنا۔

حدیث مسند کی تعریف

اور اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

ما اتصل بسند لا مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس حدیث مرفوع کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ج ۲ ص ۲۳۹-۲۳۸، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ مدینہ منورہ ۱۳۵۲ھ

۲۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ج ۲ ص ۲۳۳-۲۳۲، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ مدینہ منورہ ۱۳۵۲ھ

فنا صریح ہے کہ جس حدیث میں ہے کوئی نہ من مستدی نہیں ہوتا اس کا مکمل یہ ہے کہ مرض خود بخود مستدی نہیں ہوتا، اور جس حدیث میں ہے ہدام کے مریض سے بھاگ کر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرض مستدی ہوتا ہے اس کا مکمل یہ ہے کہ متقون نے مریض کے ساتھ احتیاط کو مرض کے مستعد ہونے کا موجب بنا دیا ہے جیسے اور کیا بنا ہے یہ لیکن کبھی اس میں تخلف بھی ہو جاتا ہے اور احتیاط کے باوجود مرض مستدی نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حجر مستدنی کہتے ہیں:

حدیث ناسخ اور منسوخ کا بیان اگر دو حدیثیں متعارض ہوں اور پہلی معلوم ہو جائے کہ فلاں حدیث مؤخر ہے اور فلاں مقدم ہے تو مؤخر کو ناسخ اور مقدم کو منسوخ کہتے ہیں نسخ کا لفظ کئی فوائد سے ہوتا ہے اور سب سے مزید یہ ہے کہ خود حدیث میں یہ تصریح ہو جیسے، "مسلم سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے:

كنت نهيتكم عن زيارة القبور
فقد وردوا -
میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب
تہ قبور کی زیارت کیا ہو۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی صحابی نے تصریح کی ہو کہ یہ حدیث متخرسے جیسا کہ امام زہری نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

كان اخرا لا مرين من رسول الله
صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما
مستنه الثمر -
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل یہ تھا کہ
پپ نے تک پرچی مولی چیز کے چھوٹے سے دھو
کرنے کو ترک فرمایا تھا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مؤخر اور ناسخ حدیث کی معرفت تاریخ سے حاصل ہو جیسا کہ سیوطی کہتے ہیں:

امام ابو داؤد اور سائی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:
افطرو الحاجر والمحجور -
فقد رگائے والے اور فصد لگانے والے روز
کا روزہ ٹوٹ گیا۔

امام شافعی نے فرمایا یہ حدیث امام مسلم کی روایت سے منسوخ ہے۔

عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
احتجم وهو محرم صائم -
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں قطع گوشت
نہ کی ایک پٹ محرم تھے۔

کیونکہ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جبہ اوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محرم تھے اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے شہد کرنا کہ ان کے زمانہ میں روایت کی تھی۔

اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اجماع کی ولایت سے کسی حدیث کو منسوخ قرار دیا جاتے، مثلاً امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے جو شخص چوتھی بار شراب پیتے اس کو قتل کر دو، اور اس پر اجماع ہے کہ شراب کو قتل نہیں کیا جاتا، اجماع حدیث کا ناسخ نہیں ہے، لیکن وہ نسخ پر ولایت کرتا ہے اور نہ یہ بحث صورت

میں اس ن تائید سنت نبی بھی موجود ہے کیونکہ امام ترمذی نے حدیث جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کڑے لگائے اور قتل نہیں کیا، اسی حدیث زہری نے قیس بن ذویب سے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ بن جبر مستطانی لکھتے ہیں:

جو صحابی بعد میں اسلام لایا، ہو اگر اس کی روایت اس صحابی کے معارض ہو جو اس سے پہلے اسلام لایا تھا تو متاخر کے روایت کو ناسخ نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ جو کتنا ہے متاخر نے اس حدیث کو اس مقدم سے پہلے یا اس کے ساتھ اسلام لانے والے صحابی سے سنا ہو وہ سن کوہ سنا روایت کر دیا ہو یا نہ کر وہ متاخر اسلام لانا یہ تصریح کرے گا اس نے اس حدیث کو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کی حدیث کو ناسخ قرار دیا جائے گا۔ علامہ سندھی لکھتے ہیں:

امام ہنذی نے کہا ہے کہ طلق بن علی کی حسب ذیل روایت حضرت ابوہریرہ کی روایت سے منقول ہے:

عن طلق بن علی - قال مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن مسير رجل وكوه بعد ما يتوضأ قال هل عو الا بضعه منك -

علق بن علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص نے وضو کے بعد ذکر کو کس کی رائے کا کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا وہ تیار جسم کا ایک عضو ہی تو ہے!

اور اس کی ناسخ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی پر روایت ہے جس کو امام دارقطنی نے روایت کیا ہے:

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اخفى احدكم بیدہ و ذکوة لیس بینہ و بینہا شیء فلیتوضأ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بلا حجاب اپنے ذکر کو کپڑے توڑ دینا کرے۔

امام ہنذی نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، طلق بن علی کے بیان سے بعد اسلام لائے تھے، اس لیے حضرت ابوہریرہ کی روایت متاخر ہے اور طلق بن علی کی روایت کے لیے ناسخ ہے۔ لیکن ملاحظہ بن جبر مستطانی نے جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کے مطابق حدیث ابوہریرہ کی روایت کو ناسخ قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ نے اپنے غور شننے کی تصریح نہیں کی، علاوہ انہی حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ضعف ہے کیونکہ اس کی سند میں یزید بن عبد الملک، ضعیف راوی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس کی نظیر حضرت جریر کی حدیث ہے کیونکہ جریر کے وقت پہلے سے فرض تھا لیکن اس کی

۱۔ علامہ جمال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تدریب امروہی ج ۲ ص ۱۱۲-۱۱۱، مطبوعہ مکتبہ ملیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

۲۔ ملاحظہ بن جبر مستطانی متوفی ۸۵۲ھ، مترجہ مختصر، مطبوعہ ۸۰، مطبوعہ رحیم آبادی مٹان

۳۔ علامہ محمد اکرم سندھی من طبع قرن اسکاوی عشرہ، اعلان النظر ص ۹۵-۹۴، مطبوعہ مکتبہ دارالاندلس حیدرآباد دکن

فرضیت کا بیان سورۃ مائدہ کی آیت دفعہ میں نازل ہوا اور حضرت جریر سورہ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے وہ لوگ
نے موزوں پر سچ کرنے کی حدیث بیان کی، اس سے معلوم ہوا کہ جب موزوں سے پہلے ہوتے ہوں تو پیر دھوئے کی
فرضیت منسوخ ہو گئی اور اس کی ناسخ حضرت جریر کی حدیث سے حرم سورہ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے ہیں۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن همام بن الحارث قال قال جويهر
عبد الله ثم توفنا ومسح علي خفيه قيل له
انفعل هذا قال وما يمنعني وقد رايت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل ذلك وكان
يعجبهم حديث جرير لان اسلامه كان
بعد نزول المائدة - ۱۸۸

تمام بن حارث روایت کرتے ہیں کہ حضرت جریر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر دھو لیا اور
موزوں پر سچ کیا ان سے کہا گیا کیا اس طرح کر سکتے
ہیں، انھوں نے کہا جی ہاں اس چیز سے کہا جاتا ہے
سب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح
کرتے جیسے دیکھا ہے، اور ان کو حضرت
جریر کی حدیث پسند تھی کیونکہ وہ سورہ مائدہ کے نزول
کے بعد اسلام لائے تھے۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن مشهور بن حوشب قال رايت جويهر
بن عبد الله توفنا ومسح علي خفيه
فقلت له في ذلك فقال - بت رسول الله
صلى الله عليه وسلم توفنا ومسح علي
خفيه فقلت له اقبل المائدة او بعد
المائدة فقال ما اسلمت الا بعد
المائدة - ۱۸۹

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے
دیکھا حضرت جویہ بن عبد اللہ نے وضو کیا اور موزوں
پر سچ کیا میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں
نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے وضو کیا اور موزوں پر سچ کیا، میں نے پوچھا سورہ مائدہ
کے نزول سے پہلے یا بعد، انھوں نے کہا میں سورہ مائدہ
کے نزول کے بعد ہی تو مسلمان ہوا ہوں۔

لہذا حضرت جریر کے اسلام لانے کی تاریخ سے موزوں کے مسح کی تاریخ پر امتداد کیا گیا ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

انروز حدیثیں متعارض ہوں، وزاریہ کا بیان پیش کیے، وہ سندیا متیقن کے محاط سے ایک حدیث کو کسی وجہ سے
دوسری حدیث پر ترجیح دینا ممکن ہو، ایک حدیث کو رنج اور دوسری کو مرحوم قرار دیا جائے گا اور دونوں احادیث میں سے
کسی ایک پر بھی عمل نہیں ہو سکے گا اور ان پر توقف کیا جائے گا۔ ۱۸۹

۱۸۹۔ ابویوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجریت کتب کرچی

۱۹۰۔ جامع ترمذی ص ۴۰، ”

۱۹۱۔ حافظ ابن عسقلانی، محمد بن علی بن عبد اللہ عسقلانی متوفی ۷۵۶ھ، شرح مشکوٰۃ الفکر ص ۴۴، ۴۵، مطبوعہ مکتبہ کبیری کراچی

اعتبار، متابع اور شاہد کا بیان اگر سند حدیث میں کوئی راوی ایسے شیخ سے ہے جس کی روایت میں منقرد ہو اور اس سے یہ معلوم ہو کہ جس راوی کو اس کے شیخ سے روایت کرنے میں منقرد بھی رہا تھا اس کی متابعت ایک اور راوی بھی کر رہا ہے تو وہ حدیث غرابت سے نکل جاتی ہے اور اس منقرد راوی کو متابع اور اس کی متابعت کرنے والے راوی کو متا پیلا اور اس کے شیخ کو متابع علیہ کہتے ہیں اور اس عمل کو اعتبار اور متابعت کہتے ہیں، نیز اگر دوسرا راوی منقرد کے شیخ سے روایت کرے تو اس کو متابعت تامہ کہتے ہیں، اور اگر دوسرا راوی منقرد کے شیخ اشقی سے اس حدیث کو روایت کرے تو اس کو متابعت قاصہ کہتے ہیں نیز اگر وہ دوسرا راوی اسی حدیث کو بلفظ روایت کرے تو اس حدیث کو شاہد کہتے ہیں اور اس کے سبب مشک کا لفظ ذکر کرتے ہیں، اگر وہ دوسرا راوی اس حدیث کے بذمہ حدیث روایت کرے تو اس حدیث کو ثبوت کہتے ہیں اور اس کے لیے نحوہ کا لفظ لاتے ہیں، حافظ ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ متابعت میں اسی صحابی سے روایت ہوئی ہے اور شاہد میں کسی اور صحابی سے نہ حدیث مروی ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے مسند طبرانی نے شرح منجذہ الطبرانی میں ان تمام امور کی مثالیں دی ہیں، جن کو وہ ان کے حوالے سے ذکر کر رہے ہیں:

متابع تامہ کی مثال: امام شافعی نے کتاب اہم میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

عن مالك عن عبد الله بن دينار عن يونس بن مرقه عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "الشهر تسعة وعشرون فلا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تقطروا حق تروا فان غم عليكم فاكملوا بعدة ثلاثين۔"

ترمذی پرری کر رہا۔

اگرچہ یہ یگانہ کیا کہ ان الفاظ کے ساتھ امام مالک سے روایت کرنے میں امام شافعی منقرد ہیں اور ان کی اس حدیث کو غریب قرار دیا، کیونکہ امام مالک کے دوسرے صحابہ (شاگردوں) نے اسی سند سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے،

فان غم عليكم فاقطروا۔

لیکن ہم کو امام شافعی کی روایت کا ایک متابع مل گیا کہ یونس بن مرقہ اشقی نے ہے، اس حدیث کو امام مالک سے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ متابعت تامہ ہے: اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدثنا عبد الله بن مسلمة ثنا مالك عن عبد الله بن عمر بن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "الشهر تسعة وعشرون" الحديث۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس سند میں امام شافعی متابع ہیں، عبد اللہ بن مسلمہ متابع ہیں، اور امام مالک متابع علیہ ہیں اور یہ متابعت تامہ ہے۔

- ۲۔ جس زیادتی میں کسی ثقہ راوی کی مخالفت نہ ہو مثلاً کوئی ثقہ راوی حدیث کے کسی جملہ کے ساتھ متفق و موافق ہو تو وہ مقبول ہے۔ خطیب نے کہا اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔
- ۳۔ حدیث میں کسی ایسے لفظ کی زیادتی جس کو باقی تمام راوی ذکر نہ کرتے ہوں، جیسے حدیث میں سے: جعلت فی الارض مسجداً او طہوراً۔ متمام نہیں میرے لیے مسجد اور تیمم رکا آلمہ) بنا دی گئی ہے۔ "ابو ہلک الشعمی اس حدیث میں اس لفظ کی زیادتی کے ساتھ متفق و موافق ہے، و تو بہتھ" قصہ۔ "اور اس کی مٹی پاک کرنے والی ہے" شیخین نے اسے رد کیا ہے کہ یہ قسم پہلی قسم کے مشابہ سے یعنی ثقہ راویوں کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہے، اور دوسری قسم کے مشابہ سے کیونکہ یہ پہلی ثقہ راویوں کی روایت کے منافی نہیں ہے، اس لیے مقبول ہے، اور صحیح قول دوسرا قول ہے، یعنی یہ زیادتی مقبول ہے۔ لہ
- علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

زیادات اشتقات کی حسب ذیل مثالیں ہیں:

- ۱۔ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
عن ابن مسعود قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: العمل افضل من الصلوٰۃ لوقتھا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا۔

- حسن بن کمرہ اور بندر نے اپنی روایتوں میں یہ زیادتی کی کہ اول وقتہ "میں نماز اس کے اول وقت میں پڑھنا" تاکم اور ابن حبان نے اس زیادتی کو صحیح قرار دیا۔
- ۲۔ امام بخاری اور امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ
عن انس: امر لعل یشتعل الادل و یوتر الاقامۃ۔
- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے حکوات دو دو بار اور اقامت کے حکوات ایک ایک بار پڑھیں۔

- ساک بن عقیقہ نے سر میں یہ ہونے کی لاقامۃ تاکم اور ابن حبان نے اس زیادتی کو صحیح قرار دیا۔
- ۳۔ عن علی ان النکۃ وکاء العین۔
- سر میں صلف آٹھ کاسر بند ہے یہ مسلوب المعنی ہے یہی آٹھ عمر بن کاسر بند ہے، کیونکہ جب تک اس میں جاکا رہتا ہے سر میں کو بھیج کر رکھتا ہے، اور مولا فارح ہونے نہیں دیتا اور جب اس کی سوجاتا ہے تو سر میں کا صلف کھنکھاتا ہے اور مولا فارح ہو جاتی ہے۔

ابراہیم بن موسیٰ نے میں یہ زیادت کی ہے عن مام فذیل تو ضاً۔ یس جہاد می سر ہائے و وفور کے ہے۔
تتمل حدیث کے طرق | مسندہ سے نقل اور اخذ حدیث کے آٹھ طریقے ہیں: سماع، قراءۃ، اسناد، سناد
 رکاتبہ، اعلام، و معیت و روایۃ۔ ان کی ترتیب اور تفصیل حسب ذیل ہے۔

سماع: | خطیب بغدادی کہتے ہیں: محدثین کے نزدیک سماع سے یہ مراد ہے کہ شاگرد استاد کے الفاظ کئے بحوالہ استاد کسی کتاب سے
 یہ الفاظ پڑھ کر سنا رہا ہو یا اپنے حافظہ سے حوالہ وہ اپنے شاگرد کو کھوسکے یا نہیں۔ حدیث کا راوی سبب مدنا اخبرنا
 بہنا، ذکر کیا یا قائل سنا کہ اس نے یہ بتا دیا کہ میرے استاد نے مجھے یہ حدیث سنائی۔ ام محمد
 نے فرمایا مدتنا وہ اخبرنا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ بعض متاخرین نے یہ کہا جب استاد خود بیان کرے تو
 شاگرد حدیث کہے اور جب شاگرد نے خود حدیث پڑھی تو قرأت کہتے۔ حدیث شاگرد کے کسی اور ساتھی نے استاد
 کو حدیث پڑھ کر سنائی ہو تو قرأت علیہ دنا اسمع کہے اور یہ بھی اصطلاح سے کہ جب کہ استاد کو پڑھ کر سنا ہے تو
 خبیث کہے اور کسی ساتھی نے پڑھ کر سنا ہو تو راجحہ کہے۔

قرأت: | علامہ نووی کہتے ہیں: قرأت سے مراد ہے سنا کر سننے پر عمل، اکثر محدثین میں کو حدیث بھی کہتے ہیں بحوالہ خود
 پڑھا ہو یا اعتبار سے فیہ نے پڑھا ہو، اور کہ کسی کتاب سے یا اپنے حافظہ سے سن رہے ہو جب کہ شیخ نے
 ابھی اصل کے سامنے رکھی ہو یا اس کے کسی مسموع نے عروایت کی ہو حدیث محض عروایت ہو، امام مالک اور ان کے
 اصحاب اور شیعہ کے نزدیک قرأت سماع سے مساوی ہے اور جمہور مل مسترق کے نزدیک سماع قرأت پر ترجیح
 ہے اور امام ابو حنیفہ اور ابن ابی شیبہ و دیگر روایات کے مطابق امام مالک کے نزدیک قرأت سماع پر ترجیح
 ہے، میں میں سماع و طریقہ سے کہ راویوں کے قرأت علی حدیث یا قرأت علیہ و اسمع یا قروہ۔

اجازۃ: | امام راہ کی حالت اتنا سام جس کی تخمین حسب ذیل ہے۔
 (۱)۔ ایک مسموع استاد راہ امام کی رہی، مسموع شاگرد، مثلاً امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبلہ کی یا اپنی
 ان روایات کو روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ جس کے نزدیک اس طریقہ سے حدیث کو روایت کرنا جائز
 ہے، بعض علامہ یہ سے کہ اس کو جائز کہہ سے ہیں ان کا قول دلیل ہے۔
 (۲)۔ ایک شخص کسی میرے ہیں چیز کی اپنے غیر کو اجازت دے کہ وہ اس کے روایت کرے، مثلاً امام مالک کی حالت دیتا ہوں اس میں
 جس اختلاف سے، لیکن جو روایت اسے اجازت دے۔

مسند علامہ حلال بدین سیوطی متاثر ۹۱۱ھ۔ درعیب بغدادی ج ۱ ص ۲۴۹-۲۵۰ طبع مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ
 ۱۔ حافظ سرکر احمد بن علی المعروف بالخطیب المصلیٰ سنن ۳ ص ۵۰۰، الکفای فی علم الروایۃ ص ۲۹۶-۲۹۷ مکتبہ مطبوعہ کتب خانہ مدینہ منورہ
 ۲۔ علامہ شافعی ص ۲۷۹ و ۲۸۰، تقریب النور فی علم الروایۃ ج ۲ ص ۱۰۷، مکتبہ مطبوعہ کتب خانہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ھ

(ج)۔ کسی غیر یمنین کو عام وصیت کے ساتھ اجازت دے کر مثلاً کہے میں نے مسلمانوں کو اجازت دی یا ہر ایک کو اجازت دی یا اپنے زیادہ دلوں کو اجازت دی، اس میں متاخرین کا اختلاف ہے قاضی ابوالطیب اور خطیب وغیرہ نے اس کو جائز کہا ہے۔

(د)۔ کسی مجہول چیز کی اجازت دے، یا مثلاً وہ منن کی کئی کتابوں کی روایت کرتا ہوا کہے میں نے تم کو سنن کی اجازت دی، یا کہے میں نے محمد بن خالد و شقی کو اجازت دی اور وہاں اس نام کے کئی آدمی ہوں، اس کے جواز میں بھی اختلاف ہے۔

(و)۔ کسی متعدد شخص کو اجازت دے، مثلاً فلاں کے باں جہر بیٹا پیدا ہو گا، اس کو اجازت دی، اس کے جواز میں بھی اختلاف ہے یہ سب کو یہ بالکل ہے۔

(ز)۔ چیز نے کسی حدیث کو حاصل کیا ہو اور یہ اجازت دے کر جب وہ اس کو حاصل کرے تو مجاز اس کی روایت کرے۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔

(ح)۔ ایک شخص کو جن روایات کی اجازت ملی ہو اس کی اجازت دے، مثلاً کہے میں تم کو اپنی تمنازات کی اجازت دیتا ہوں، بعض لوگوں نے کہا یہ ناجائز ہے، اور محمد کے نزدیک یہ جائز ہے، امام دارقطنی، امام ابن عساکر، امام ابن قیم، امام ابوالفتح نضر المقدسی وغیرہ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

علامہ نووی کہتے ہیں:

مناولہ مناوہ کہ دو قسمیں ہیں، مناوہ مجرورہ اور مناوہ منقولہ بانجاز۔ مناوہ منقولہ، انواع اجازت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، اس کی متعدد صورتیں ہیں:

(۱)۔ شیخ، طالب کو اپنے ساتھ لے کر یا نقل دے کر کہے میں نے فلاں شخص سے ان احادیث کو روایت کیا ہے اب تم ان کو روایت کرو، یا کہے میں نے تم کو اپنی حدیث سے ان کو روایت کرنے کی اجازت دی، پھر اس تحریر کو اس کی ملک کر دے تاکہ وہ اس کو بکھلے۔

(۲)۔ طالب نے شیخ سے سن کر جو احادیث بکھی میں وہ اپنی مسوغات شیخ کو دے، شیخ ان کا مطالعہ کرے وہاں جاکر وہ حاضر و ناغ ہو، پھر وہ اس کو بکھلے کہے یہ میری حدیثیں یا میری روایات میں ان کو مجھ سے روایت کرو، یا کہے میں نے تمہیں ان کو روایت کرنے کی اجازت دی، یہ کثرت آمدت سے نہ ناکام نہ رہیں۔ کہا ہے اور جو کچھ قرأت کو بھی عرض کہتے ہیں، اس سے اس کو عرض المناولہ کہنا چاہیے، اس کو عرض المقرءۃ۔ زہری، ربیعہ، یحییٰ بن سعید، انصاری، عبادہ، شعبی، علقمہ، ابراہیم، ابو العالیہ، ابو الزہیر، ابوالترکی، مالک، بن دعب، ابن قاسم اور دیگر ائمہ کے نزدیک یہ مناوہ بمنزلہ سماع ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ سماع اور قرأت سے کم درجہ کا ہے۔ ثوری، اوزاعی، ابن المبارک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، برویسی، مرزئی، امام احمد، اسحاق، یحییٰ بن یحییٰ اور دیگر ائمہ کا یہی قول ہے۔

(۳)۔ شیخ، طالب کو اپنی مسوغات دے کر ان کو روایت کرنے کی اجازت دے، پھر شیخ اس کو ان کا مالک بنائے

یہ پہلی صورت سے کم درجہ ہے۔ اور طالب کے لیے ان احادیث کو شیخ سے روایت کرنا جائز ہے
منازلہ مجرورہ یہ ہے کہ شیخ طالب کو اپنی مسومات کی اصل یا نقل دے اور صرف اتنا کہے کہ یہ میری مسومات
میں، فقہاء اور اصحاب الانوار کا مذہب یہ ہے کہ اس میں اس شیخ سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ

علامہ نووی لکھتے ہیں:

مکاتبہ

کتابت کی تعریف یہ ہے کہ شیخ اپنی مسومات کسی حاضر شخص کو خود دیکھ کر دے یا کسی سے لکھوا کر
دے، یا کسی غائب شخص کو خود لکھ کر یا لکھوا کر دے اس کی دو قسمیں ہیں ایک مجرورہ عن الہیادۃ اور دوسری کتبت
مقرورہ بالاہوازۃ، مقرورہ یہ ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کو تم کو اجازت دیتی ہے، یہ صحت اور قوت میں مندرجہ
مقرورہ کی مثل ہے۔ در کتبت مجرورہ یہ ہے کہ اس کو صرف لکھ کر دے۔ قاضی مادودی شافعی نے کتابت مجرورہ کی
روایت کرنے سے منع کیا ہے اور کثر متقدمین اور متاخرین نے اس کی اجازت دی ہے، اور محدثین میں بھی
مشہور ہے اور ان کی تصنیفات میں یہ مہارت پائی جاتی ہے، میری طرف فلاں نے لکھا اس نے کہا مجھ سے فلاں
نے حدیث بیان کی اس سے یہی صحت مراد ہوتی ہے، صحابی نے کہا یہ ہزارہ سے زیادہ قوی ہے، اور اس
میں مادوی کے یہ کتاب کے غلط کن پہچاننا کافی ہے۔ نہ

علامہ نووی لکھتے ہیں:

الاعلام

الاعلام یہ ہے کہ شیخ طالب سے صحت اتنا کہے کہ یہ حدیث میری مثنی ہوئی ہے یا اس کتاب میں میری
مثنی ہوئی حدیثیں ہیں اور اس کو روایت کرنے کی اجازت دے، کثیر اصحاب الحدیث، فقہاء اور محدثین کے
نزدیک طالب کے لباس کو روت کرنا جائز ہے ابن جریر بن کعبہ الشافعی، ابواسحاق بن عیسیٰ ماتی
وغیرہ نے اس کے جواب کی تصریح کی ہے اور بہ کثرت محدثین نے یہ تصریح کہ اس کی روایت جائز ہے یعنی اس کی سند صحیح
ہو تو اس کے تقاضے پر عمل کرنا واجب ہے۔ لکھ

علامہ نووی لکھتے ہیں:

وصییت

وصییت یہ ہے کہ ایک شخص موت کے وقت یا سفر کے وقت یہ وصییت کرے کہ وہ اس کتاب
سے روایت کرتا ہے، بعض متقدمین نے کہا جس کے لیے یہ وصییت کرے اس کا اس کتاب سے احادیث
روایت کرنا جائز ہے، اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

وجاہۃ

یہ وجہ کا مصنفی مصدر سے، عرب میں یہ مسطور نہیں ہے، اس کی ترجمان یہ ہے کہ ایک شخص کسی آدمی
کے ہاتھ کی کبھی جوئی احادیث پر مطلع ہو اور وہ ان احادیث کو اس شخص سے منکر یا بابت سے روایت
نہ کرتا ہو تو اس کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ میں نے فلاں شخص کی کبھی جوئی احادیث پر نہیں پڑھی یا اس کی کتاب

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریک دی مرقی ۶۰ ص تقریب النوادی مع التدریب ج ۵ ص ۵۰-۴۴، مجمعہ مطبوعہ مکتبہ المدینہ بنہ سنہ ۱۳۹۲ھ

۲۔ تقریب النوادی مع التدریب ج ۵ ص ۵۵-۵۵

۳۔ تقریب النوادی مع التدریب ج ۵ ص ۵۴-۵۵

میں اس کے لئے تو سے لکھا ہوا تھا حدیثا لکھا، پھر پوری سند اور متن بیان کرے، یا یہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کی فلاں سے روایت پڑھی۔ اس پر شروع سے لے کر اب تک ٹھل ہو رہا ہے، بعض لوگوں نے بے تکلفی سے اس میں حدیثا و اخیر نا بھی کہا اور ان پر الزام کر دیا گیا۔

اسناد عالی اور اسناد نازل اور ان کی اقسام کا بیان | اسناد عالی و اسناد نازل: ایک حدیث دو سندوں سے مروی ہو ایک سند میں رجال کم ہوں اور دوسری میں زیادہ ہوں تو جس سند میں کم رجال ہوں اس کو اسناد عالی اور جس سند میں زیادہ رجال ہوں اس کو اسناد نازل کہتے ہیں۔

اسناد عالی کی پانچ قسمیں ہیں، ایک قسم مطلق ہے باقی ملوئسی ہیں:

- (۱) سند صحیح تطبیق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب، یہ مطلق ہے۔
 - (۲) ائمہ حدیث میں سے کسی امام کا قرب خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رجال زیادہ ہوں مثلاً سند صحیح کے ساتھ ائمہ، ابن جریج یا امام کا قرب۔
 - (۳) صحاح ستہ یا دیگر کتب معتبرہ کے رجال میں سے کسی آدمی کے ساتھ سند صحیح سے قرب۔
 - (۴) راوی کی وفات مقدم ہونے کی وجہ سے ملو، از بیعتی از عاکم یہ سند اس سند سے عالی ہے، از ابی بکر بن خلف از عاکم، کیونکہ بیعتی کی وفات ابی بکر بن خلف سے پہلے ہے، اس صورت میں ہر چند کہ عدد برابر ہیں کیونکہ دونوں ملو دواوی ہیں لیکن ملو تقدم وفات کی وجہ سے ہے۔
 - (۵) تقدم سماع کی وجہ سے ملو مثلاً ایک شیخ سے دو راویوں نے سماع کیا ایک نے اس وقت سماع کیا جب شیخ کی عمر چالیس سال تھی اور دوسرے نے اس وقت سماع کیا جب شیخ کی عمر ساڑھے سال تھی تو خواہ سند میں رجال کے عدد برابر ہوں لیکن جس نے شیخ سے پہلے سماع کیا ہے اس کی سند ان سے اور یہ ملو اس وقت اور بھی مؤکد ہو جاتا ہے جب آخر عمر میں شیخ کا حافظہ کمزور یا کھٹل ہو گیا ہو۔
- دوسری قسم نہ حدیث میں سے کسی کا قرب ہونا ہے اس کی چار قسمیں ہیں موافقت، بدل، مساوات، مصاحفہ۔

موافقت: موافقت کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کی کسی کتاب کے مؤلف کے شیخ تک کسی دوسری سند سے پہنچ جائیں جس میں اس سے کم رجال ہوں مثلاً امام بخاری ایک حدیث از قتیبہ از مالک روایت کرتے ہیں، اب کوئی دوسرا شیخ کسی اور سند سے چار روایت قتیبہ سے روایت کرے اور اس سند میں امام بخاری کی بہ نسبت کم رجال ہوں۔

بدل: اگر کوئی شخص مؤلف کتاب کے شیخ یا شیخ تک کسی اور سند سے پہنچ جائے اور اس کی سند میں رجال کم ہوں تو اس کو بدل کہتے ہیں مثلاً مذکورہ مقدمہ میں کوئی شخص قتیبی از مالک روایت کرے تو اس صورت میں قتیبی

القائم صلی اللہ علیہ وسلم وقال خلق الله الارض يوم السبت الحديث فقد تسلسل لنا تشبيك كل واحد من رواة بيده من رواه عنه - سلم

کہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ میں ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کے دن زمین کو پیدا کیا حدیث، پھر ہر مریض نے اپنے زوی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ حدیث روایت کی۔

علامہ سیاحی لکھتے ہیں:

قول کے تسلسل کی دیگر مثالیں یہ ہیں، سر پہ ہاتھ رکھنا، طاب کا ہاتھ پکڑنا، درود شریف پڑھنے وقت ہاتھ کی پانچ انگلیوں سے گنتا، مصافحہ کرنا، نماز میں سترے پیریں کرنا، ٹیک لگا کر بیٹھنا، کھانا پلانا، سمجھنا، دعا پڑھنا، قول افضل مقرر کے تسلسل کے متعلق حافظ ذرازی نے یہ مثال دی ہے۔

حدثنا محمد بن اسمعيل بن ابراهيم انصاري قال نا والدي ويحيى بن علي بن محمد الفلاني قال نا علي بن محمد بن الحسن قال ثنا يحيى بن محمود الثقفي ثنا اسماعيل بن محمد بن الفضل ثنا احمد بن علي بن خلف ثنا محمد بن عبد الله الحاکم ثنا الزبير بن عبد الواحد ثنا يوسف بن عبد الله بن احمد لثا نفي ثنا سليمان بن شعيب الكسافي ثنا مسعيد، لادم ثنا شهاب بن خراش قال سمعت يزيد بن واقيث يحدث عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجد عبدا حلاوة زيمان حتى يومئذ بالقدر خيرة وشره حلوه ومرة قال وقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم على بعثته وقال انتم

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم انصاری اپنے والد اور یحییٰ بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن الحسن، یحییٰ بن محمود ثقفی، اسماعیل بن محمد بن الفضل، احمد بن علی بن خلف، محمد بن عبد اللہ الحاکم، الزبیر بن عبد الواحد، یوسف بن عبد اللہ بن احمد، لثانی، سلیمان بن شعیب الکسافی، مسعد، لادم، شہاب بن خراش، یزید بن واقیث، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک بندہ ایمان کی صفات حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ چھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ حضرت انس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑا اور فرمایا: اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔ پھر بری نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑا اور فرمایا: اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔ پھر بری نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑا اور فرمایا: اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔

بالقدر خيرة وشره حلوه ومرة -

پھر حضرت انس نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑ کر کہا میں اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔ پھر بری نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑ کر کہا میں اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔ پھر بری نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑ کر کہا میں اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔ پھر بری نے اپنی ڈاڑھی کو کھٹی میں پکڑ کر کہا میں اچھی اور بری، میٹھی اور کڑھی تقدیر پر ایمان لایا۔

۱۔ حافظ ابن الدین عبد الرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ، متبصرہ والحدیث شرح، فیہ ج ۲ ص ۲۰۵، مطبوعہ دارالعلوم، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ۔ ۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سنائی متوفی ۹۰۶ھ، فتح مبینک شرح لفظ الحدیث ج ۳ ص ۳۰، مطبوعہ دارالعلوم، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ۔

شیخ محمد بن اسماعیل نے اپنی ڈیڑھی کوشش میں پکڑ کر کہا میں ابھی اور برسی میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لا رہا۔
اس حدیث کو حافظ ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۳۹، مطبوعہ دمشق)
مصنف نے جب اس حدیث کو لکھا تو مصنف نے بھی اپنی ڈیڑھی کوشش پکڑ کر کہا: امنت بالقد رخبیرہ
وشرہ حلوة و مسرة۔ اور قارئین سے بھی، تمنا کس ہے کہ جب وہ ان سلسلہ کو پڑھیں تو
اپنی ڈیڑھی کوشش میں پکڑ کر کہیں امنت بالقد ر حیدرة و شدة حلوة و مسرة۔ تاکہ سلسلہ رجال کے نقل اور
فصل کے تسلسل کے ساتھ ان کا قلب اور فعل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کے ساتھ منسلک ہو
جائے۔ اور صیغہ اوامر میں تسلسل کی مثال میں حافظ عراقی نے لکھا ہے:
مثلاً ہر راوی یہ کہے سمعت فلان "میرے نے فلان سے سنا ہے" پھر وہ کہے سمعت فلان، اسی
طرح تمام رجال کہیں یا مر راوی حدث کہے، ہر راوی اخبار یا کہے تو یہ صیغہ اوامر میں تسلسل سے۔
روایت بالمعنی کی تحقیق | حافظ عراقی لکھتے ہیں:

روایت بالمعنی کرنا جائز نہیں ہے اور میں پر وجہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے لفاظ کو نقل کرے اور اکثر محدثین
فقہاء اور ائمہ دین نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ لفاظ کے معانی و مقاصد کا عالم ہے تو اس کے لیے روایت بالمعنی
کرنا جائز ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں روایت بالمعنی کرنا جائز نہیں ہے،
اور دیگر خبروں میں جائز ہے۔ اور پہلے نزل ہی میگا ہے، کیونکہ متعدد صحابہ سے اس کے جہاز کی تصریح منقول ہے
اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے متعدد ائمہ کو متعدد لفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور حافظ ابن مندہ نے
حضرت عبد اللہ بن سلیمان بن اکیمر یعنی اسے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے حدیث سنا
ہوں اور میں اس کی استقامت نہیں رکھتا کہ میں اس حدیث کو حسین سے طرح ادا کروں جس طرح آپ سے سنا
میں میں کوئی حریف زیادہ ہوگا یا کم ہوگا، آپ نے فرمایا جب تم کسی حوالہ کو صلا نہ کرو، اور کسی صلا کو صلا نہ کرو اور
صحیح معنی برقرار رکھو تو کروا حریف نہیں ہے۔

حافظ ابن الصلاح نے کہا ہمارے راستے میں یہ اوقات کہیں عادیث سے حدیث کو نقل کرنے میں جاری نہیں ہے اور
عمل سے علم کے مطابق کسی نے اس کو کتب حدیث میں جاری کیا ہے، اس سے کسی شخص کے لیے یہ حاکم نہیں ہے
کہ وہ کسی مصنف کی کتاب سے کسی حدیث کو نقل کرے اور اس میں الفاظ کو تبدیل کر دے کیونکہ محضوں نے روایت
بالمعنی کی نصحت دی ہے اس کا وجہ یہ تھا کہ الفاظ کو تبدیل کرنے اور اس پر جو رد و برقرار۔ لکھے میں شہادت تھی اور کتابوں کے اوراق سے
عادیث کے نقل کرنے میں یہ مشقت تھی یہ ہے چہ چند کہ اس کو الفاظ تبدیل کر لیا اکتفا ہے لیکن کسی کی تصنیف کو تبدیل کرنے کا اکتفا نہیں ہے۔

۱۔	حافظ ابن الدین عبد الرحیم بن حبیب عرقی متوفی ۲۸۷ھ المتبرعہ و التذکرہ شرح ضیاء المصباح ۲۸۷-۲۸۸ھ مطبوعہ دار الباز للشرع و الترویج			
۲۔	"	"	"	المتبرعہ و التذکرہ شرح الفیج ۲۸۷ھ
۳۔	"	"	"	المتبرعہ و التذکرہ شرح الفیج ج ۲ ص ۲۹۰-۲۹۱ھ

حافظ بن الصلاح کہتے ہیں:

اختصار حدیث کے جواز میں مذاہب علماء ایک حدیث واحد کا اختصار کرنا اور اس کے بعض حلقہ کو

روایت کرنا اور بعض کو روایت نہ کرنا درست یا نہیں؟ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء نے اس کو مطلقاً ناجائز کہا، ان کا یہ قول روایت بالمتن کے عدم جواز پر مبنی ہے، بعض علماء روایت بالمتن کو جائز کہتے ہیں، علماء نے ایک خاص صورت میں اختصار حدیث سے منع کیا ہے جب راوی نے دوسری مرتبہ میں مکمل حدیث بیان نہ کی ہو اور اس کو کہہ کر کہہ کر مکمل حدیث کو بیان کر دیا ہے پھر اس کا اختصار کرنا جائز نہیں ہے، بعض علماء نے حتیٰ حدیث کو مطلقاً جائز کہا ہے اور اس کی کوئی تفصیل نہیں کی، ہم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حدیث کا جو حصہ بیان نہ کرنا جائز ہے اس میں زیادتی نہ کرے۔

صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل سے اور وہ یہ ہے کہ عالم وہ عالم کے لیے، اختصار حدیث کرنا جوڑ سے بضر فیکہ اس نے حدیث کا جو حصہ ترک کیا ہے وہ اس کے ذکر کیے ہوئے حصے سے متغیر اور غیر متعلق ہو، اس حیثیت سے کہ اس ترک کیے ہوئے حصے کی وجہ سے اس کے بیان میں غلطی نہ ہو جس کو اس نے ترک کیا ہے اور اس کی وجہ سے مختلف ہو، اس صورت میں اختصار جائز ہونا چاہیے کیونکہ اس صورت میں — اس کا ذکر کیا ہوا حصہ اور ترک کیا ہوا حصہ دو الگ الگ درست نقل مدنی ہیں اور ایک حصہ کا دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، وہ شخص جتنا تہہ والہ ہو نا چاہیے، جس برکت کی کوئی سبیل نہ ہو اور جس شخص اس پاس نہ لائے ہو اور جب اس نے ایک مرتبہ پوری حدیث روایت کی اور جب وہ دوسری بار اس کا بعض حصہ روایت کرے تو اس کو یہ خوف ہو کہ اس پر یہ تہمت لگائی جائے گی کہ اس نے پہلی بار حدیث میں اس حصہ کا اضافہ کیا تھا جس کو اس نے اپنے پیش سے نہیں سنایا یا اس پر یہ تہمت لگے گی کہ دوسری بار وہ ایک حصہ کو روایت کرنا بھول گیا اور اس میں ضبط کی قلمت ہے اور وہ بہت لفظی کرتا ہے تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس سے اس تہمت کو دور کرے وہ اگر براہِ طبع لازمی نے کہا ہے کہ جس شخص نے پہلے ایک حدیث کے ایک حصہ کو روایت کیا اور بعد میں یہ زودہ کیا کہ وہ اس کو مکمل روایت کرے اور اس کو یہ خوف ہو کہ اگر اس نے مکمل حدیث روایت کی تو اس پر حدیث میں زیادتی کرے کی تہمت لگے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ زیادتی کو ترک کرے میں کہتا ہوں کہ ایسے شخص کو جتنا مکمل حدیث بیان کرنی چاہیے۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

جب حد کا مذہب یہ ہے کہ جو مل روایت بالمتن کو جائز کہتے ہیں اس کو اختصار حدیث سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جس نے حدیث کے بعض حصہ کو نقل کیا اور بعض کو حذف کر دیا اور اس کا ایک دوسرے سے ربط نہ ہو تو وہ دو منفصل خبروں کے قائم مقام ہیں کسی ایک کا دوسرے سے تعلق نہیں ہے۔

علامہ سخاوی اختصار حدیث پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہرہ درعی المصنف بن الفضل متوفی ۹۲۳ھ مہم الحدیث ص ۹۳۔ ۹۴۔ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ سورہ ۲۰۰

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۸۹۰ھ، فتوح المغنی بشرح المغنی للحدیث ج ۳ ص ۵۳۔ مطبوعہ دارالامام العسکری ۱۴۱۲ھ

امام ابو داؤد نے باب رفع الصوت بالقرآن فی الصلاة المبل میں (روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال میں نے سنا کہ تم کچھ حصہ اس سورت سے پڑھتے تھے، دیکھو حدیث سورت کا پڑھتے تھے تو حضرت بلال نے کہا یہ کام طیب ہے اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ساتھ جمع کر دیتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کی تصویر کی۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر تازہ اور خوش و خرم رکھے جس نے میرے کلام کو سنا اور اس میں زیادتی نہیں کی۔ اگر آپ کے کلام میں کمی کرنا بھی ناہانہ برتاؤ آپ اس کا بھی ذکر فرمادیتے اور جو شخص حدیث کا جتنا حصہ بھی روایت کر رہا ہے وہ اس میں صادق ہے تو ممانعت کا کوئی وجہ نہیں ہے۔ ۱۷

حافظ ابن الصلاح کہتے ہیں:

حدیث کی تقطیع میں مذاہب ائمہ

مصنف کا حدیث واحد کے متن کی تقطیع (پارہ پارہ) کرنا اور حدیث کے ان ٹکڑوں کو مختلف ابواب میں تقسیم کرنا جواز کے قریب ہے اور عدم جواز سے بعید ہے امام مالک، امام بخاری اور متعدد ائمہ حدیث نے حدیث کی تقطیع کی ہے اور بہ کراہت سے غالی نہیں ہے۔ ۱۸ علامہ سخاوی کہتے ہیں:

رشید طبر نے تصریح کی ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، یہ ظاہر امام مسلم کے نزدیک یہ منہ ہے کیونکہ انھوں نے امام بخاری کی طرح مسائل اور احکام کے استنباط کا قصد نہیں کیا اس لیے وہ اختصار اور تقطیع کے بغیر مکمل حدیث کو وارد کرتے ہیں امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام ابو داؤد اور امام نسائی نے تقطیع کی ہے غلام نے امام احمد سے روایت کیا ہے تقطیع نہیں کرنی چاہیے، حافظ ابن الصلاح کا بھی یہی منہ ہے، لیکن علامہ نووی نے ان کی موافقت نہیں کی، اور حافظ عبد بن سید نے تقطیع حدیث کو مستحب نہ کہا ہے، ابن رقیق العید نے شرح الامام میں لکھا ہے کہ اگر حدیث کے ایک حصہ کو حذف کرنے سے باقی حصہ میں فعل نہیں رہتا تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے اور اگر حدیث کے کسی حصہ کو حذف کرنے سے باقی میں فعل واقع ہوتا ہے تو پھر تقطیع مکروہ ہے و فعل جتنا زیادہ ہوگا کراہت اتنی زیادہ ہوگی۔ ۱۹

اس بحث پر میں اصول حدیث سے متعلق اصطلاحات کے مسائل اور مباحث کو ختم کرتا ہوں، مجھ سے بعض احباب نے فرمائش کی تھی کہ میں شرح صحیح مسلم کی پہلی جلد میں اصول حدیث کے مباحث پر متنی ایک مہرہ مقدمہ لکھ دوں، مومن نے اس فرمائش کو پورا کرنے کے لیے یہ مقدمہ لکھا یہ بھی خواہش تھی کہ امام مسلم کے مقدمہ کی شرح لکھوں، لیکن یہ جلد بہت ضخیم ہو گئی ہے اور اس میں اس کی شرح کی گنجائش نہیں ہے، لہذا میرے اس مقدمہ کو امام مسلم کے مقدمہ کی شرح کے قائم مقام سمجھ لیا جائے۔

۱۷۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۰ھ، فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث ج ۳ ص ۱۵۶، مطبوعہ دارالامام الطبری ۱۴۱۲ھ

۱۸۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن متوفی ۲۴۳ھ، علوم الحدیث ص ۱۹۴، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدنیہ منہجہ ۱۳۸۲ھ

۱۹۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۰ھ، فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث ج ۳ ص ۱۵۸-۱۵۶، مطبوعہ دارالامام الطبری ۱۴۱۲ھ

کئی چیزوں کی تفصیل اور تحقیق کرنے کا ارادہ تھا، لیکن طرالت کے باعث میں نہیں کر سکا، میں نے اس مقدمہ کو بہت آسان سمجھنے کی کوشش کی تاکہ حدیث سے دل چسپی رکھنے والے تمام تارکین اس سے استفادہ کر سکیں، تاہم بعض علمی اصطلاحات کو سہل نویسی کی سہی بسیار کے باوجود میں وطن نکھنا پڑا ہے۔

غیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مقدمہ کو حدیث کی فہم کے لیے نافع بنائے، اور نجات کے دن اللہ تعالیٰ میرے حشر خادمین حدیث کی جماعت میں کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب نصیب فرماتے، وہ اس کتاب کو میرے لیے وسیلہ نجات اور صدقہ جاریہ کرے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین
افضل الانبیاء والموسلمین قدّم الغفر المحجلین وعلی بہ صیبین لدھرین وعلیٰ نصابہ
الکاملین الراشدین واولیاء الطاہرات اعمہات المؤمنین وعلیٰ دسء متہ وعلیٰ دسء
ملتہ اجمعین الی یوم الدین ۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مقدمہ صحیح مسلم

از امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری

تمام قرعین اللہ تعالیٰ کے لیے میں جو تمام
جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخصوص
رحمتیں سیدنا محمد پر نازل فرمائے جو تمام انبیاء
میں اور تمام انبیاء پر بھی رحمتیں نازل فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلٰی عَلٰی
مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

امام مسلم اپنے شاگرد براسحاق کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ممد و صلوة کے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کہ تم
نے اپنے رب کی توفیق سے یہ ذکر کیا کہ اصول دین اور
احکام شریعت سے متعلق جو احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہیں ان کو تلاش کر کے جمع کرنا چاہیے، اسی
طرح ثواب اللہ فلان اور رغبت اور محبت اور ان جیسے
موضوعات سے متعلق احادیث کو ایسی اسانید کے ساتھ
جمع کرنا چاہیے جو اہل علم کے نزدیک مقبول ہوں، اللہ
تعالیٰ تم کو ہدایت دے کہ تم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس قسم
کی تمام احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے۔

تمہاری خواہش یہ بھی تھی کہ میں بکثرت تکرار کے
احادیث جمع کروں کیونکہ کثرت تکرار کی وجہ سے احادیث
میں تبدیلی اور ان سے مسائل کے استخراج میں دشواری ہوگی

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰہُ بِتَوْفِیْقِیْ
حَالِیْكَ ذَکَرْتُ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْمَعْصُومِ
عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الرَّحْمٰنِ الْمَكْرُوْرَةِ عَنْ
تَسْوِیْلِ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فِیْ مُنْتَهٰی
الدِّیْنِ وَ اَحْکَامِہِ وَمَا کَانَ مِنْہَا فِیْ نَحْوِہِ
وَالْعَقَابِ وَالْعَزِیْظِ وَالْعَزِیْظِ وَالْعَزِیْظِ
ذٰلِکَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَقْطَابِ بِاَلَا سَرَّیْنِیْدِیْ
یَمَّا لَعَلَّتْ وَ کَدَّ وَلَمَّا اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْہَا
بَنَیْہُمْ فَاَرَدْتُ اَنْ شَدَّ لَیْ اللّٰہُ اَنْ
تَوَقَّفَ عَلٰی جُمْلَتِہَا مَوْ لَفَ مَحْصَاۃً
وَمَا لَیْتِیْ اَنْ اَلْخِصَمَہَا لَکَ فِی الْکَلِیْفِ
بَلَا تَکْرُرْ یَکْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِکَ مَرَعَمْتُ

مَتَّ يَشْفِيكَ عَمَّا تَهْ فَصَدَقَتْ مِنَ الْقَهْرِ
فِيهَا وَرَأَيْتُهَا مِنْهَا وَبَدَتْ سَأَلَتْ كَرَمَكَ اللَّهُ
حِينَ جَعَلْتَ لِي تَدْبِيرَهُ وَمَا تَوَدُّنِي بِهِ
الْعَالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَاقِبَةُ الْمُتَحَمُّدِ وَ
مَنْقَرَةُ الْمُوجُودِ

وَقَدِمْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَجَسُّهُ ذَلِكَ
نُ لَوْ عَزِمَ لِي عَلَيْهِ وَقَطَعِي فِي شِمَامِهِ كَانَ
بَلْ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعٌ ذِيكَ يَ وَخَصَمَةٌ
قَبْلَ سِيرِي مِنْ مَثَائِرِ لَأَسْبَابِ يَتَيَوَّرُ
يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ

إِلَّا أَنْ جُمِعَ دِيكَ أَنْ صَبَّحَ ثَقِيلُ
مِنْ هَذَا الشَّانِ وَرَأَيْتُهَا أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ
مِنْ مَعْلَجَةٍ تُكْتَبُ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ
مَنْ لَا تَمَيُّزَ عِنْدَ لَوْنِ الْقَوَامِ إِلَّا بِأَنْ
يُؤَيِّقَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ كَيْفَ كَانَ الْأَمْرُ
فِي هَذَا كَمَا قَصَصْتَ وَنَقَضْتَ وَنَقَضْتَ حِينَ
لَقِيلُ وَفِي بَعْضِهِ مَنْ يُدِيَارُ لَشَقِيحٍ

وَلَا تَمَيُّزَ يُرْجَى بَعْضُ الْمُنْفَعَةِ فِي لَيْسَ كَذَلِكَ
مِنْ هَذَا الشَّانِ وَجَمْعُهُ مُكَرَّرٌ مِنْ مَثَرَةٍ قَدْرَةٍ
مِنْ أَمَّا مَنْ يَقْنُ دُرُوقَ بَيْنَ نَفْسِ الشَّقِيظِ وَ
الْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَبَيْنَ قَدْرٍ لَمْ يَنْفَعِ
لَهُ يَهْتَجِرُ بِمَا وَفَّقَ مِنْ دِيكَ عَلَى
الْقَائِدَةِ فِي لَيْسَ كَذَلِكَ مِنْ جَمْعِهِ قَدْرَتِ
عَوَّلَ النَّاسُ الَّذِينَ هُمْ بِحِلَافٍ مَعَانِي حَافِظِ
مِنْ أَهْلِ تَقِيظٍ وَتَعْرِفَةٍ قَدْرَ مَعْنَى لَهُمْ

فِي ظَلَمِ الْحَدِيثِ الْكَيْفِ وَكَذَلِكَ عَجَزُ دَاعِي
لَقَدْ رَأَى سَاءَ اللَّهُ مُبْتَدِئُونَ فِي تَخْرِيجِ
مَا سَأَلْتُ وَتَأَلَّفُهُ عَلَى قِيَظَةٍ سَوْنِ أَذْكَوْهُدَى
وَهُوَ أَتَى لَعْمَدًا جُمْلَةً مَتَّ أَسْنِدَ مِنْ

انہ تعالیٰ تہیں سرور فرمائے میں نے جس وقت تہا ہی
ان معروضات اور ان کے تانچے پر غور کیا تو میں نے یہ سمجھا
کہ اس کام کو کرنے سے ان شاء اللہ مجھے تسنن و تقوت
اور اجر عظیم حاصل ہوگا۔

اب اسے عزیز! جس وقت تم نے مجھ سے اس
سائنس کے بارگاہ کو اٹھانے کا سوال کیا تو میں نے جواب
کہ اگر میری قسمت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا تو اور
درگزر نسبت اس کا نہ سب سے پہلے مجھ ہی کو
پہنچے گا۔

اس تالیف کے جامع عناصر اور مصالح کو درجالات
کہ وہ سے یہاں میں کہا جاسکتا ہے بعض اوقات یہ
کہ بکثرت احادیث کو جمع کرنے سے بہتر ہے کہ کم تعداد
میں حادثات جمع کیا جائیں کیونکہ حوام کے لیے کم تعداد میں
احادیث کا حفظ کرنا آسان ہوتا ہے خاص طور پر وہ لوگ
جو حدیث صحیحہ و غیر صحیحہ کے فرق کو نہیں سمجھتے۔ اس لیے
ضمیمہ روایات کی جگہ پر کرنے سے حدیث صحیحہ پر
احتساب کرنا بہتر ہے خواہ وہ تعداد میں کم کیوں نہ ہوں۔

البتہ تو لوگ جن حدیث کے نام میں اور اسانید
کے اسباب و اس کی معرفت رکھتے ہیں ان کے سبب کثرت
روایات اور احادیث مکررہ کرنا کرنے میں کوئی حاشیہ
نہیں ہے، بلکہ حوام خاص جہ حدیث کی سانیہ میں
خاص کی کہ نہ ناظر اس سمجھتے نہ اس کے لیے کثیر روایات کا
ذکر لگانا ہے ورنہ اس سبب سے حدیث میں سبب کہ
یہ لوگ جہ حدیث میں ہیں پوری حیاں چٹک نہیں کر سکتے

مَعْرِفَةِ الْقَيْلِ
اب ہم یہاں خواہش کے ساتھ بقا مکتبہ کے
ساتھ احادیث بیان کریں گے ان احادیث کو جمع کرنے
کے لیے ہم نے چند شرطیں مقرر کی ہیں ان میں سے بعض

الْأَخْبَارَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَقَّصْنَاهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَكَذَلِكَ طَبَقَاتُ
مِنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكَرُّرٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ
لَا يَسْتَعْنِي فِيهِ عَنْ تَوَدُّادِ حَدِيثٍ فِيهِ زِيَادَةٌ
مَعْنَى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ اسْتِنَادٍ لِيَعْلَمَ
تَكَرُّرُ هَذَا -

يَأْتِي الْمَعْنَى التَّزِيدُ فِي الْحَدِيثِ الْمُحْتَبَرِ لِيَعْلَمَ
يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَأْتِي فَلَا بُدَّ مِنْ رِاعَةِ دَرَجَةِ
الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ
وَأَنْ يَفْصَلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنْ مُجْمَلِ الْحَدِيثِ
عَلَى اخْتِصَارٍ ۵ ۱۵ أَوْ امْكُنْ وَبِئْسَ تَفْصِيلُهُ رُكْنًا
عَسَرُ مِنْ جُمْلَتِهِ فَإِعَادَتُهُ بِقَبْلَتِهِ إِذَا صَدَّقَ
ذَلِكَ اسْمُهُ فَامَامًا وَجَدْنِ بَدْءًا مِنْ إِعَادَتِهِ
بِجُمْلَتِهِ عَنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مَثَلُ بَيْنِهِ فَلَا تَشْكُرُ
فَعَلَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

فَمَا أَنْقَضْنَاهُ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ تَوَخُّجٌ نَفِيذٌ رَحِيحٌ
الَّذِي هُوَ اسْمُهُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَتَأْتِي مِنْ
أَنْ يَكُونَ مَذْكُورًا أَهْلُ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ
وَالْعَدَالِ لِمَا نَعْلَمُ اللَّهُ يُوَحِّدُ فِيهِ وَيَتَهَمُّ
إِخْتِلَافٌ سَكْرٌ يَدُوْلَا كَخَيْطٍ فَحِشٌّ كَمَا قَدْ
غُيِّرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ
ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ فَإِذَا نَحْنُ نَقْصَبُ خَبَرَ
هَذَا الصَّنِيفِ مِنَ النَّاسِ اتَّبَعْنَا هَذَا الْخَبَرَ أَيْقَمُ
فِي إِسْنَادِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِأَمْرٍ صَوِّفٍ
بِالْحَفِيفِ وَإِنْ تَقَانَ كَالصَّنِيفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ
عَلَى تَهْمَةٍ وَإِنْ كَانُوا فِي بَسَا وَصَفَاءُ وَكُلُّهُ

یہ ہیں کہ جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستعمل
مروی ہیں ان کو ہم راویوں کے عین طبقوں میں تقسیم کرتے
ہیں۔ ان احادیث کو ہم نے حتی الامکان بلا تکرار ذکر کیا ہے
سورن مسودوں کے جہاں تکرار ناگزیر تھا۔ مثلاً ایک حدیث
دوسری سند کے ساتھ کس لفظ کی زیادتی کہیں یہ غلط تفسیر
مشکل ہے یہی حدیث کس اور سند کے ساتھ مروی ہے
جس سند میں کوئی زائد ملے۔

جب تک متن حدیث مثلاً دو سندوں کے ساتھ مروی
مواہد دوسری سند کے ساتھ متن حدیث میں کوئی زائد معنی
جو کو یہ حدیث یک مستقل حدیث کے قافیہ منہم ہوتی ہے
ہذا ہم اس حدیث کو اس کی دوسری سند کے ساتھ دوبارہ
ذکر کرنے پر مجبور ہیں۔ ایسی صورت میں ہم باوقا
اختصار سے کام لیتے ہیں کہ اور تودیتے ہیں کہ اس سند
کے ساتھ اس حدیث میں کمی زیادتی یا تغیر سے لیکن جب
کوئی مقام یا مصلحت اس قسم کے اختصار کا تحمل نہ ہو تو
مما رہی ہے پر اس حدیث کا اور وہ کیسے نیز کوئی چارہ کار
نہیں رہتا تاہم اگر تحریر سے بچنے کی کوئی صورت نکل
سکے تو ہم ہرگز تکرار نہیں کرتے۔

قمر اول میں ہم پہلے ان احادیث کو بیان کریں گے
جن کی سانید بہ نسبت دوسری سانید کے خوب اور
نقا نس سے محض وہ ہیں جن سے راوی معتبر، ثقہ، دوقی
ماں، ایک میں رہان کی روایات میں سند یا اختلاف
اور کہیں ختم نہ نہیں ہوتا اور یہ بات ان کی روایت کردہ آثار
سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے اس قسم کے لوگوں کی
روایات بیان کر لے کے بعد ہم ان روایات کا ذکر کریں گے
جن کی سندیں بعض ایسے راوی بھی ہوں گے جو عامت اور
توت حفظ میں قمر اول کے پایہ کے نہیں ہوں گے، اگرچہ
تقوی اور چہ ہیز گاہی اور عدالت اور اذیت میں ان کا مرتبہ
کم نہیں ہوگا۔ مثلاً عطاء بن سائب، یزید بن ابی فریاد، ہبیت

فَاتَّسَمَّ الشَّيْخُ وَالصِّدِّيقُ وَتَقَرَّطَى الْعِلْمُ
يُفَضِّلُهُمْ كَعَدْلِهِ بْنِ الشَّامِيِّ وَيَزِيدُ بْنُ
أَبِي زَيْدٍ وَكَتَبَتْ بَنِي أَبِي مُلَيْكٍ وَأَصْحَابُ بَيْتِهِمْ
مِنْ حَمَّالٍ الْأَكْبَادُ وَكُنَّا لِرَأْيِهِمْ قَهْرٌ قَدَرْنَا
كَأَنَّا بَيْتًا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالشَّيْخِ عِنْدَ
أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ كَغَيْرِهِمْ مِنْ
أَقْرَبِيهِمْ وَمِنْ عِنْدِهِمْ مَعْرُوفَاتٌ دُرَرٌ مِنْ
الْإِتْقَانِ وَالْإِسْتِقَامَةِ فِي سِرِّهِمْ وَآيَاتِهِ
يُفَضِّلُوهُمْ فِي حَقِّهِمْ وَبُحْبُوحِهِمْ وَكَتَبَتْ هَذَا
عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةً زَوِيَّةً وَخَصْلَةً
سَيِّئَةً لَا تَرَى أَتَمَّكَ إِذَا رَأَيْتَ هُوَ لَا يُفَضِّلُ
الَّذِينَ مَعَهُمْ عَطَاءً وَبِرَّيْدًا وَبَيْتًا بِمَنْشُورٍ
بَيْنَ الْمُعْتَمِرِينَ وَسَيِّئِينَ لَا غَمَّسَ وَلَا مَعِيَّاتٍ بَيْنَ فِي
كَمَالِهِ فِي الْإِتْقَانِ لِحَبَابَتِهِ وَكَسْبَتِهِ مِمَّا يَنْبَغِي
وَجَدْتُهُمْ مُتَبَايِنِينَ نَهْمًا لَا يَدَاؤُهُمْ هَلَاكُهُمْ عِنْدَ
أَهْلِ الْعِلْمِ بِالصِّدِّيقِ فِي ذَلِكَ تَدْرِي شَيْئًا قَرَى
عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةٍ حَفِيظٍ مُنْصَوِّبٍ وَلَا غَمَّسَ وَلَا مَعِيَّاتٍ
وَالْتَقَانِيَهُمْ لِحَدِيثِهِمْ وَفِيهِمْ نَهْمٌ يَغْرُكُهُمْ بِمَنْشُورٍ
لَا يَدَاؤُهُمْ عَطَاءً وَبِرَّيْدًا وَكَتَبَتْ فِي مَعْرِفَةِ ذَلِكَ
مَعْرِفِي هُوَ لَا يَدَاؤُهُمْ إِذَا رَأَيْتَ بَيْنَ لَاقِيَيْنِ
كَأَنَّ عَوْنًا وَكَتَبَتْ لَشَفِيقِي فِي مَعْرِفَةِ عَوْنِ بَنِي أَبِي
جَبَلَةَ وَشَفِيقِي الْعُمَرَاءِ فِي وَهْمًا مَا جَبَلَتِ الْعَمَلِ
وَأَبْنِ سَيِّئِينَ كَمَا أَنَّ أَنْ عَوْنًا وَكَتَبَتْ
صَاحِبًا هَهُنَا إِلَّا أَنَّ الْبُيُوتَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هَذَيْنِ
بَعِيدًا فِي كَمَالِ الْعَقْلِ وَصِحَّةِ النُّقْلِ وَإِنْ كَانَ
عَوْنًا وَشَفِيقِي غَيْرَ مَدْعُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ
وَأَمَّا نَهْمٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَكَتَبَتْ نَحَالًا مَا وَصَفْنَا
مِنْ تَمَازُجِهِ عِنْدَ أَهْلِ بَيْتِهِمْ وَرَأَيْنَا مَعْتَمِدًا
هُوَ لَا يَدَاؤُهُ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمَثُّلُهُمْ مِثْلَهُ

بنی ابی سلیم، ابی زید، ابی مریض، ابی بکر، ابی جعفر، ابی
توالت، ابی سلمہ کے نزدیک معروف اور مشہور ہیں لیکن ان کے معاصر
دوسرے سے روایات میں ان پر فوقیت کہتے
ہیں۔ اور جب تک ان مذکورہ حضرات یعنی عطاء، یزید اور بیٹ
کا مقابلہ منصور بن معتمر، سلیمان، امش اور اسمعیل بن ابی خالد
سے کر دے تو تم پر سات غبار جڑے گا کہ تم کا نظریہ
اور ثقافت میں ان کے درمیان نمایاں فرق ہے اور
علم و حدیث کے نزدیک اس بات میں کوئی شک نہیں ہے
کہ محبت اور ثقافت میں عطاء، یزید اور سمیت کی روایات
کسی حال میں ہی منصور، امش اور اسماعیل کے ہم پایہ نہیں ہیں
اسی طرح اگر ایک حدیث کے روایات میں مقابلہ کیا جائے
تو وہ جہد معاصر اور ہمزمان مرنے والے ہیں ان میں نمایاں فرق
نہیں ہے اگر ابی حنوفہ اور ابی سنیاتی کا مقابلہ عطاء بن حنبلہ
اور اشعث حرانی سے کیا جائے حالانکہ یہ چاروں حسن
بصری اور ابن سیرین کے شاگرد ہیں تو ان میں واضح فرق
نظر سے آئے گا کیونکہ نقل حدیث میں جو عبارت اشیائے
نہیں ہیں اور اسباب کو حاصل ہے وہ عطاء اور اشعث کو
حاصل نہیں ہوئی، اگرچہ تقویٰ اور پرہیزگاری میں عطاء اور
اشعث، بل مگر کے نزدیک ان سے کم نہیں ہیں۔ اس کے
ماوجود روایات حدیث میں ابی سلمہ سے ان کو ابی حنوفہ اور ابی
کا مقام یہ دیا۔ ہمارے نام سے کہ ان راویوں کی عبارت
مثلاً اس سے دی ہیں کہ جو لوگ حدیثیں کے انہوں اور
تتبع کے طریق کار کو نہیں جانتے وہ آسانی کے ساتھ
راویوں کے مرتبہ کو پہچان سکیں تاکہ جہد مرتبہ شخص کو اس
کی حیثیت سے کم اور کم مرتبہ شخص کو اس کی حیثیت سے
زیادہ مقام نہ دیا جائے شیخوں کی روایت کو اس کی حیثیت کے
مطابق مقام دیا جائے۔ کوئی حق دار اپنے حق سے محروم
نہ ہو اور ہر شخص کو اس کے منصب کے مطابق مقام ملے
کیونکہ ہم ان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

يَصْدُرُ عَنْ قَهْمِهِمَا مَنْ غَبَى عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ
الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ قَدْ يُقْصَرُ
بِالْوَجَلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ
مُسْتَعِينُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ قُوَّةَ مَنَزَلَتِهِ وَيُعْطَى
كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقُّهُ وَيُنَزَّلُ فِيهِ مَنَزَلُهُ
وَقَدْ دُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنَزَّلَ النَّاسَ مَا رَسَمَهُ مَعَهُ
مَا نَطَقَ بِهِ الْكُرْآنُ مِنْ قَوْلٍ لِلَّهِ تَعَالَى
ذِكْرًا وَ قُوَّةَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ.

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كُحُولِ بَنِي
قَالَتْ مِنْ لَدُنْهَا رَعْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْلِهِ هُوَ عِنْدَ
أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّفَقٌ وَ عِنْدَ لَدُنْهُمْ مُتَّفَقٌ
نَفْسًا غَلِيظَةً يَتَخَرَّجُ عَنْهَا كَعَبِيدٍ نَحْوِ مَسْجُودٍ
إِنِّي جَعَلْتُ الْمَدَائِنَ وَ عَمَدَ نَحْوِ كَحَائِبٍ وَ عَبِيدٍ لِقُدْسٍ
مَنْ مَيَّ وَ مُتَّحِقِينَ مَعِيدٍ لِمَصْنُوبٍ وَ بَنَاتٍ مِنْ
بَنَاتِهِمْ وَ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ دَاوُدَ النَّفْعِيِّ وَ
أَشْبَاهَهُمْ مِمَّنْ لَيْسَ بِوَضِيْعٍ بِحَدِيثٍ وَ شَوَاهِدٍ
أَخْبَارُ وَ كَذَلِكَ مِنَ الْعَالِيَةِ عَلَى حَدِيثِهِ نَحْنُ
أَوْ الْعَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِ.

وَ عِلَامَةُ الْمَكْرُوفِ فِي حَدِيثِ الْمَكْرُوفِ إِذَا مَا قُوَّةُ
رَدِّ آيَةِ الْخَدِيثِ عَلَى رَدِّ آيَةِ عِيَرِهِ مِنْ أَهْلِ
الْحِفْظِ وَ الْوَظَنِ خَالَفَتْ رَدُّ يَتَّهِمُ أَوْ لَوْ
تَكَذَّبُوا أَوْ فَرَّقُوا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ
كَذَلِكَ كَانَ مَهْجُورًا لِحَدِيثِهِ عِيَرَهُ مَقْبُولًا
وَلَا مُسْتَعْمَلًا فِيمَنْ هَذَا الصَّرْفُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ
سَبَّحَ اللَّهُ مَنْ مَعْرُوفٍ وَ بَحْجَى نَحْنُ إِنِّي أَيْسَرُ
وَ الْجَزَاءُ مِنَ الْمُتَّهَمِ أَبُو الْعَطَاءِ وَ عَمَّادُ بْنُ

کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے
ان کے مرتبہ اور منصب کے مطابق سلوک کیا جائے اور
قرآن کریم سے جہاں اس کی تائید ملتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا
ارشاد ہے کہ قُلْ كُلٌّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٍ مَعَهُ عِلْمٌ سَمِيعٌ
کُلُّ مَالِمٍ جَوَالِبُ۔

اس مقدمہ مذکورہ کے مطابق راے شاگرد و مریدین
مہم تہا ہی خوشنویس سے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی احادیث جمع کریں گے۔ رہے وہ لوگ جو تمام علماء حدیث
یا کثرت کے نزدیک مطہرون میں جیسے عبد اللہ بن مسعود، ابو جعفر
حدیثی، عمرو بن خالد، عبد القدوس شہامی، محمد بن سید مصعب
حدیثی، ابن براہیم، سلیمان بن عمرو، ابی داؤد غنی اور ان جیسے
دوسرے لوگ جن پر شریعت و سنن گھڑت، حدیث بیان کرنے
کی تہمت ہے۔ وہ وہ ان حدیث و سنن کرنے اور
بنانے میں بدنام ہیں اسی طرح وہ لوگ جس کی خاص
مطابقت ملے موقوف ہیں یا جن کی مطایات میں کثرت الفاظ
میں قوی سے تمام لوگوں کی روایات کو ہم اپنی کتاب میں جمع نہیں
کریں گے۔

محدثین کے اصطلاح میں منکر اس شخص کی حدیث کو کہتے
ہیں جو ثقہ اور متبہ زویوں کی حدیث کے خلاف ہو اور ان
محدث حدیث میں کسی طرح موافقت اور موافقت نہ ہو
کے۔ بسبب اس شخص کی اکثر روایات اس قسم کی ہوتی ہیں کہ
روایت کردہ روایت کو ترک کر دیا جائے۔ وہ محدثین کے
زادیک وہ قابل قبول نہیں ہوتے اور نہ وہ قابل اس ہوتے ہیں
محدثین کے نزدیک ان لوگوں میں عبد اللہ بن عمر، یحییٰ بن
ابن ابیہ، جراح بن منہال، ابو اسود، عباد بن کثیر، حسین
بن عبد اللہ بن حمید، عہد میں مصباح کا شمار ہوتا ہے۔ اسی
طرح جرادی ان کے اسلوب کے مطابق حدیث کرتے
ہیں ان کی روایات کو بھی اپنی کتاب میں جمع نہیں کریں گے۔

كَثِيرٌ وَحَسْبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَبِيحَةَ وَعُمَرُ
 بْنُ صُهَيْبَانَ وَمَنْ تَحَا نَحْوَهُمْ فِي رَدِّ يَدِهِ
 أَمَّنْكَ مِنَ الْحَدِيثِ فَلَسْتَ تَعْرِضُ عَلَى حَدِيثِهِمْ
 وَلَا تَقْشَرُ عَنْ يَدِ مَنْ حُكِّمَ أَهْلُ يَحْيَى وَكَوْنِ
 يُعْرِضُ مِنْ مَدَّ هَيْبَهُمْ فِي كَبُولِ مَا يَنْفَرُ
 بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنْ تَعْدِيَّتِهِ أَنْ يَكُونَ قَدْ
 شَاءَ ذَلِكَ الْيَقَاقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَنَحْصِطُ
 فِي بَعْضِ مَا وَفَّ وَأَمْعَنَ فِي ذَلِكَ عَلَى
 الْمَوَاقِعِ لَهُمْ مَيَّادَا وَجِدَتْ شَرْعًا
 بَعْدَ ذَلِكَ تَبَيَّنَ لَيْسَ جِلْدًا مُتَعَابٍ قُبِلَتْ زِيَادَةُ قَاتَا
 مَنْ تَرَاهُ يُعِيدُ كَيْشَلُ رُحْمَتِي فِي حَدِيثِهِمْ وَكَوْنُ أَتَعَابِهِ
 الْخَطَّابُ الْمُتَلَبِّينَ يَحْدِثُهُ وَحَدِيثُ خَيْرٍ وَ
 يُعِيدُ حَدِيثُ يَحْيَى مِنْ عَمْرُو وَفَا وَحَدِيثُهُمَا
 عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْسُوكَا مُشْتَرَكَا قَدْ نَقَلَ
 أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثُهُمَا عَلَى الْإِقْفَاقِ مِنْهُمْ
 فِي أَكْثَرِهِ فَتُرَوَّى عَنْهُمْ وَغُنَّ أَحَدُهُمَا
 الْعِدَّةَ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَغْفِرُ أَحَدًا مِنْ
 صَحَابِهِمَا وَلَيْسَ بِمَنْ قَدْ شَاءَ رُحْمَتِي لِقَائِهِ
 مِمَّا عِنْدَهُمْ وَغَيْرُ جَائِرٍ قَوْلُ حَدِيثِ هَذَا
 الطَّرِيقِ مِنَ النَّاسِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ -

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَدَّ هَيْبِ الْحَدِيثِ وَ
 أَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّبُ بِهِ مَنْ آمَرَ أَدَمِيلُ
 الْمَكْرُومَ وَوَقَعَ لَهَا وَسَبْرِيْدَاتُ شَاءَ اللَّهُ
 تَسْوَحًا وَإِضْاحًا فِي مَوْجِنَةٍ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ
 ذِكْرِ الْخَبَرِ لِمُعَلِّمَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي زَمَانِ
 الرِّقِّ يَلْبِقُ بِهَا نَشْرُوهَا وَإِضْاحًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
 وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَكُونَا الْقَدِي رَيْنَا

احادیث صحیح کرنے میں ہم نے اس مسئلہ کو اس
 لیے اختیار کیا ہے کہ جو وہی یہی روایت میں متفق ہو اس
 کے ہتھ میں ملے روایت کا موقف یہ ہے کہ اس شخص کی
 بعض روایت کو دوسرے سے ثقہ اور عفا ظرادیلوں سے بھی
 روایت کیا ہوا انھوں نے کسی حدیث میں اس کی نہ نقلت کی
 ہو اس شرط کے پاسے ہتھ کے بعد اگر وہ متفق و ردی
 اپنی حدیث میں بعض نقل کو نہ وہ روایت کرتا ہے جن کو
 اس کے دوسرے صحابہ روایت نہیں کرتے تو اس
 کی اس زیادتی کو قبول کیا جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ
 حاکم امام زہری سے روایت کرنے والے کثیر التعداد
 حدیثوں کی طرح ہشام بن عروہ سے روایت کرنے
 والوں کی جی ایک حدیث بڑی تعداد سے ان مدور ناموں
 کی حدیث سے مشہور میں حدیث کے شاگردوں نے
 ان کو کتب روایات کو اتھانی روایت کیا ہے۔ اب اگر اس
 شخص ان شہاب زہری درست ہا عروہ دونوں ان میں
 سے کسی ایک سے کوئی ایسی حدیث روایت کرے جس
 کو ان کے شاگردوں میں سے کوئی وہ شخص بیان نہیں کرتا
 اور یہ شخص ان دونوں میں سے کسی نہیں ہے جو صحیح روایت
 میں ان کے شاگردوں کا شریک رہا ہو تو ایسی حدیث میں
 اس شخص کی روایت کو قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

یہاں تک کہ ہم نے روایت حدیث کے مسئلہ میں
 محدثین کے مسئلہ اور موقف کو بیان کر دیا ہے تاکہ جو
 لوگ اصول روایت سے واقف ہیں ان کو کبھی غیب
 ہو اور ان شاء اللہ ہم اس کی مزید وضاحت ان مقامات پر
 کریں گے جہاں احادیث جملہ کا تذکرہ ہو گا۔

اسے شاگرد عزیز اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے

مِنْ سُوَرٍ صَنِيعَةٍ كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ
مَحَدًا كَمَا فَيْسَا يَنْزِلُهُمْ مِنْ طَرَجٍ الْأَحَادِيثِ
الْمُتَعَيِّنَةِ وَالزَّوَايَا الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمْ
الْإِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ
وَمَا نَقَلَهُ الْيَقَاتُ الْأَعَزُّ وَفَوْنُ الْيَقِظِ
الْأَمَانَةِ بَعْدَ تَعْرِفَتِهِمْ وَاقْتِرَافِهِمْ بِالْمُسْتَنَدِ
أَنْ كَثُرُوا أَمَّا يَقْضَى فَوْنُ يَهْ إِلَى الْأَكْبَرِ
مِنْ النَّاسِ هُوَ مُسْتَعْنَكٌ وَمَنْقُودٌ عَنْ قَوْمٍ
غَيْرِ مَرْضِيٍّ وَمَنْ ذَمَّ الزَّوَايَا عَنْهُمْ رِثَّةُ
الْحَدِيثِ مِثْلُ مَا لَيْتَ بْنِ أَلَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ
الْحَجَّاجِ وَسُقَيْنَ بْنَ عَيْتَةَ وَيَحْيَى بْنَ سَعْدٍ
الْقَطَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ
مَنْ أَرَادَ رِثَّةَ نَاسِئِهِمْ عَلَيْنَا الْإِقْتِصَارَ بِمَا
سَأَلَتْ مِنْ التَّمْيِيزِ وَالتَّخْصِيلِ وَكَيُنَ مِنْ
أَجْلِ مَا عَلِمْنَا مِنْ كَثِيرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارِ
الْمُنْكَرَةِ بِالْأَسَانِيدِ الضَّعِيفَةِ الْمَجْهُولَةِ
قَدْ قَرِهَهُمْ يَحْيَى إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ لَا يَغْفِرُونَ
غَيْرُهَا نَحْنُ عَلَى كَلِّ بِنَا رِجَالًا إِلَى مَا سَأَلَتْ
وَأَعْلَمُ وَفَقَلَ اللَّهُ أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ
أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ الزَّوَايَا وَتَضَعِيهِ
وَبَهَائِ التَّافِيلِينَ هَذَا مِنَ التَّمْيِيزِ أَنْ لَا يَرِيكَ
مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفْتَ صِحَّةً فَحَاجِبٌ وَنَيْتَ زَوْجِي نَاقِصٌ
وَكَنْ يَتَّقِي مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا مِنْ هَلٍ لَهَا وَ
الْمُعَايِنِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْدِ وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنَّ
الَّذِي قُلْنَا مِنْ هَذَا هُوَ الَّذِي مَرَدُّونَ مَا خَالَفَهُ
قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَكُفُّوا

لَا يَحْتَمِلُ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ جَاءَهُمْ قَاسٍ
نَهًا سَنِيئًا أَنْ تُصِيبَهُ قَوْمًا يَجْعَلُكَ تَضْفِئُوا
إِلَى مَا قَعَدْتُمْ نَادٍ مَنُورٌ

تہا ہی اس فراموشی کو پرہیز کرنے کا سبب یہ بھی تھا کہ ہم
نے بعض ایسے محدثین کو رد کیا جو امارت صحیح مشہورہ پر
اکتفا نہیں کرتے تھیں ان لوگوں سے روایت کیا ہے
جو اپنی ثقافت، صدق اور دیانت میں مشہور ہیں خصوصاً
اس صورت میں جب کہ یہ محدثین خود اپنی زبان سے اس
بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کی بیان کردہ اکثر روایات
جو ہ معلوم افراد کی طرف منسوب ہیں منکر اور غیر مقبول ہیں
اور ایسے افراد سے روایت حدیث کرنے کی حق حدیث
کے مجلس القند اللہ مثلاً امام مالک بن انس شہید بن حجاج
سفیان بن عیینہ یحییٰ بن سید القفان اور عبد الرحمن بن
معدی دغیرہ نے سخت مذمت کی ہے۔ لہذا جب
ہم نے یہ دیکھا کہ بعض محدثین حدیث منکرہ کو ضعیف
اور محل سندوں کے ساتھ بااثر کرتے ہیں اور عام
لوگوں میں یہ بیعت نہیں ہے کہ وہ صحیح اور ضعیف احادیث
کر لگ کر لگ کر کے حیا نہ سکیں تو ہم نے سوچا کہ تباری
فراموشی پر ہی کر کے حدیث صحیحہ کا ایک نمونہ پیش
کر دیں۔

یاد رکھو جو محدث امارت صحیحہ اور غیر صحیحہ میں تمایز
کر سکتا ہو اور ثقہ اور غیر ثقہ راویوں کی پہچان کر سکتا ہو
اس کو صرف ایسی احادیث ذکر کرنی چاہئیں جو سند صحیحہ
سے مروی ہوں اور ان کے راویوں میں سے کوئی شخص
بھی جھوٹ کے ساتھ متنبہ نہ ہو اور مخالف سنت نہ ہو
اور جس سند کا کوئی راوی اس قسم کا ہو اس کی کوئی حدیث
ہرگز قبول نہ کرے بلکہ اس قول کی تائید قرآن کریم
کی ان آیات سے ہوتی ہے۔ (فقہ حنفی)

”اے مومنو! جب فاسق تہا سے پاس کوئی خبر
سے آئے تو پہلے اس خبر کی تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں لاطمی
میں تم کسی شخص کے پاس سے کوئی ایسی بات کہہ دو جس
پر ہم میں پختانہ برپا نہ ہو۔“ نیز ارشاد باری ہے جو

متنبہ ہے پسندیدہ گواہ ہوں

نیز ارشاد ہے "ان رگوں کو گروہ بناؤ جو تم میں علیہ
متفق اور پرہیزگار ہوں" قرآن کریم کی یہ آیات اس بات
پر دلالت کرتی ہیں کہ فاسق شخص کی خبر غیر مقبول اور پرہیزگار
شخص کی گواہی مردود ہوتی ہے۔ مرنید کہ ہدایت اور
شہادت میں کافی فرق ہے تاہم بعض منکرات میں وہ شریک
میں کہہ چکے فاسق کی روایت ہلکم کے نزدیک سی طرح
مردود ہے جیسے مرد و گروہ کے نزدیک اس کی شہادت
مردود ہے اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ منکر
احادیث فیہ مقبول ہیں۔

جس دن قسم کرے یا من کی خبر کا فیہ متنبہ
من اثبات سے اس طرح حدیث شریف سے ہی فاسق
کا خبر کا مردود ہوتا اثبات سے اور اس بارہ میں حضرت
امہ علیہ السلام کی یہ حدیث مشہور ہے کہ جس شخص نے ہم کے
باوجود خبری حدیث کو میری طرف منسوب کیا وہ مجی عمروں
میں سے ایک ہے تاہم اس حدیث کو امام مسلم نے
اپنی دستحد کے ساتھ حدیث مفید بن شعبہ سے
روایت کیا ہے۔

وَقَالَ جَلَّ نَسَاؤُهُ مَتْنٌ قَوَّصُونَ مِنْ
الْبُشَاطِ وَأَقَالَ وَأَشْهَدُ وَأَدْوَى عَدْلٍ مِمَّنْكُمْ
قَدَلْ يَسَاءَ كَرْنَا مِنْ هَذِهِ لَا يَأْتِي الْخَبْرُ لَفَاسِقٍ
سَاقِطٌ عَنِ الْمَقْبُولِ وَأَنْ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ
مَرْدُودَةٌ وَأَلْخَبَرُ وَإِنْ قَارَقَ مَعْنَاكَ مَعْنَى
الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ فَتَقْدَرُ يَجْمَعُونَ فِي الْعَظِيمِ
مَقْلُوبًا إِذَا كَانَ حَذْرُ لَفَاسِقٍ عَنِ الْمَقْبُولِ بِشَدَّةِ
أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَةَ مَرْدُودَةٌ وَعِنْدَ
جَمِيعِهِمْ وَقَدَلَتْ الشَّيْءُ عَلَى رَدِّ يَتَرَأْسُكَ
مِنْ الْأَخْبَارِ

گنجوہ دلالتہ القرائن علی نفی خبر لفا سق
وهو الذکر المشہور عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حدیث عقی یحییٰ بن یزید أنہ
کذب مہموا أحد الکاذبین حدیثنا أبو بکر بن
آبی شیبہ قال ما وکیف عن شعبہ عن الحکم
عن عبید اللہ بن رافع یحییٰ عن سمرہ بن
مندیب عن حماد بن ابی سنان عن ابی نعیم یحییٰ
قال ما وکیف عن شعبہ عن سفیان عن حبيب بن
میسون بن آبی شیبہ عن تميم بن شعبة
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلیف



باب

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث گھڑنے کی ممانعت

رہیں ہیں حراست کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوران خطہ کا یہ تصور ملے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے تم سے بہ کثرت حدیث بیان کرنے سے صرف یہ چیز روک کر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تصد میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اس کو ایسا نیکو نامہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اسے پناہ کا مکان دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا کوئی معصوم بات نہیں ہے جو شخص مجھ پر تصد افتراء کرتا ہے اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ شُعْبَةَ (ر) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ عَنْ مَعْمُورٍ عَنْ رُبَيْعِ بْنِ جَرَّاشٍ أَنَّ اللَّهَ سَمِعَ عَيْنًا رَوَى اللَّهُ عَنْهُ يَحْضُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَكُنْ يَدِيهِ النَّارَ۔

۲۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّهُ يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْغَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ سَيِّئًا مَتَّعِمًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ سَيِّئًا مَتَّعِمًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

كَذِبَ عَلَى أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَى مَنْعَمٍ أَفْلَسَ
مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ وَحَدَّثَنِي عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ السَّخَّيْنِيِّ
قَالَ نَأَيْبُ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَصْبَغِيُّ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَمْدِيِّ عَنْ الصَّفِيِّ بْنِ
شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَكَفَى
بِدُكْرَانٍ كَذِبًا عَلَى لَيْسَ كَذِبٌ عَلَى أَحَدٍ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کسی کی شہادت
معاذت سب سے اس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ مجھ پر جھوٹ
باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی مثل نہیں ہے۔
سو جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ
میں بنا لے۔

باب

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

بلا تحقیق حدیث بیان کرنے سے ممانعت

۵- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ لَعْمَرِيُّ قَالَ
أَبُو وَحْدَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسْمَتٍ قَالَ نَأَيْبُ بْنُ
مُهْدِيٍّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاثٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ
بِكُلِّ مَا سَمِعَ

حدیث ابو مرثدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹے ہونے
کے سبب یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان
کر دے۔

۶- وَحَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَّا عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ مَا عَلِيَ
بْنُ حَفْصٍ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاثٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ذَلِكَ
۷- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ
عَنْ سُلَيْمَانَ الْقَيْسِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ سُلَيْمَانَ الشَّهْدِيِّ
قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَفْظِ بِحَسْبِ تَرْوٍ مِنْ
لَعْمَرٍ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ
سے اس روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

۸- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَرْبٍ قَالَ أَنَا أَبُو وَطْبٍ
قَالَ قَالَ لِي مَرْثَدُ بْنُ الْحَمْدِ أَنَّهُ يَسْأَلُ رَجُلًا
حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِذَا مَا أَبَدًا
هُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

حضرت عمر بن الخطاب بیان فرماتے ہیں کہ کسی
شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے
کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

حضرت امام مالک نے فرمایا ہر سنی ہوئی بات
کو بیان کر دینے دار غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتا،
اور ہر ایسا شخص کبھی فن حدیث میں امام ہو سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کالہبے کہ وہ ہر
سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

حضرت عبدالرحمان بن مہدی کے بیان فرمایا کہ جب
ایک انسان سنی سنائی باتوں سے اپنی زبان کو نہیں روکے گا
وہ لائق اقلہ امام نہیں ہوگا۔

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایسا
بن معاویہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم تم سعدان کے ہمارے
میرے سامنے قرآن کی میری کسی سورت کی تفسیر بیان کرو
تو مجھے بتا دے کہ کونسا ہے۔ سفیان نے کہا میں نے
ان کے حکم کی تعمیل کی۔ اس بن معاویہ نے کہا کہ میری اس
نصیحت کو یاد رکھو کہ اقبال متبار عادیث بیان نہ کرو بلکہ
ایسا کرنے والا شخص خود بھی اپنی نظروں میں حقیر ہوتا ہے
اور دوسرے لوگ بھی اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
تم لوگوں کے سامنے ایسی احادیث بیان کر دے جس کا مطلب
وہ نہ سمجھ سکیں نہ یہ چیزیں میں سے بعض لوگوں کے لیے
فقہ کا سبب بن جائے گی۔

۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
كَانَ نَاسُفِيَانُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْصِبُ الْمَرْءُ مِنَ الْكُذِبِ
أَنْ يُحَدِّثَ بِكُنْ مَا سَمِعَ۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ قَهْلَبٍ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ
إِمَامًا يَفْتَدِي بِهِ حَتَّى يُنْسِلَكَ عَنْ بَعْضِ
مَا سَمِعَ۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سَمِعُ
عَلِيَّ بْنَ مُقَدَّمٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُسَيْنٍ قَالَ
سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنْ لَمْ
قَدْ كَلِمْتُ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَأَقْرَأُ عَلَى مَوَدَّةٍ
تَسِيرُ حَتَّى أَنْظُرَ فِيْمَا عَلِمْتُ أَنْ تَقْعُدُ
فَقَالَ لِي إِحْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ يَا وَلِشَاعَةَ
فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَدْ مَا حَقَّقَهَا أَحَدٌ إِلَّا دَانَ لِنَفْسِهِ
وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ۔

۱۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو لُطَايْفٍ وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى
قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا نَتَّيْتُ بِحَدِيثٍ قَوْمًا
حَدِيثًا لَا يَبْلُغُهُ عَقْلُ مَعْرِفَةٍ وَلَا كَانَتْ بَعْضُهُمْ يَفْتَنُهُ

باب

ضعیف راویوں کے روایت کرنے کی نعت

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرَّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ
وَالْإِحْتِيَاظِ فِي تَحْمِيلِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اخیر زمانہ میں
لوگ ایسی احادیث بیان کریں گے جن کو پہلے رقم نے سنا

۱۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
وَرُحَيْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا تَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ
قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ أَبِي كَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي

بُرْهَانَ فِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يَخْتَلِفُونَ
بَيْنَهُمْ سَمِعُوا أَلْفًا وَلَا أَبَاؤُكُمْ قِيَامًا كَفَرًا
وَيَا هُمْ

مہرگا اور نہ مہارے باپ دادا نے لہذا ان سے جس قدر
ممکن ہو دور رہنا۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي حُزَيْمَةُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ حُزَيْمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْقَيْسِ قَالَ قَالَ أَبُو وَفَى
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو شَيْبَةَ عَنْ سَمِعَةَ بْنِ جَبَل
بْنِ يَزِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ
كَذَّابُونَ يَأْتُرُكُمْ مِنْ رِجَالِهِمْ سَمَاعٌ سَمِعُوا
أَلْفًا وَلَا أَبَاؤُكُمْ قِيَامًا كَفَرًا فَهُمْ لَا يَصِلُونَكُمْ
وَلَا يَنْتَفِعُونَكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
اللہ سے اللہ حبیب سے فرمایا، خیر زمانہ میں جو لوگ جہاں
لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن
کو تم نے سنا ہوگا نہ مہارے باپ دادا نے جس قدر
ممکن ہو تم ان سے دور رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنہ
میں نہ مبتلا نہ کریں۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ الْأَعْمَشِ عَنِ مُسَيْبِ بْنِ زَائِدٍ عَنْ
عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ
الْشَّيْطَانِ لَيْتَ لِي مِثْلُ فِي مَوَدَّةِ الرَّجُلِ قِيَامًا لِقَوْمٍ
فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذِّبِ فَيُتَكَفَّرُ عَنْ
فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَخْبَرَنِي
وَجْهًا وَلَا ذَرِيَّةً مَا اللَّهُ يُحَدِّثُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ شیطان، انسانی شکل میں اگر لوگوں کے سامنے
کرتی جھوٹی بات کہہ دیتا ہے پھر وہ منتشر ہو جاتے
ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے میں ایک شخص کی شکل پہچانتا
ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا وہ یہ بات بیان کر رہا تھا۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَائِدٍ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ أَنَا مَعْمَرُ عَنِ ابْنِ قَاسِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرِو بْنِ النَّصَّاصِ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَدِينَةِ كَثِيرًا مِنْ
مُسْجُودَةٍ أَوْ كَثِيرًا مِنْ يَوْشِكٍ وَنَحْوِهَا
فَتَقَرَّرَ أَعْلَى النَّاسِ قُرْآنًا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ مندر میں بہت سے شیطان مقید ہیں
جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے مقید کیا ہے قریب
ہے کہ ان میں سے کوئی شیطان نکل کر لوگوں کے سامنے
قرآن پڑھنا شروع کر دے۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاسِعُ بْنُ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ جَمِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ
قَالَ سَمِعْتُ أَنَا سَفِيَّانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ

طاؤس بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن کعب حضرت
عبداللہ بن عباس کے پاس گئے اور ہاکہ کچھ حدیثیں بیان
کیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا فلاں فلاں حدیث کو کچھ

عَبَّاسٍ عَنْ يَحْيَىٰ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدَّ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَهُ ثُمَّ حَدِّثْهُ فَقَالَ لَهُ عُدَّ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعَزَّتْ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتُ هَذَا أَمْ نَكُرْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَاعْرَفْتُ هَذَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ تُعَدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَكُنْ يُكْذِبُ عَلَيْكَ فَلَمَّا رَكِبَ الْمَتَأَمَّنْ سَقَعَتْ وَالْمَتَأَمَّنْ كَرَّكَتْ، نَحْدِثُكَ سَلَامًا.

دوسرا وہ بشیر نے وہ حدیثیں دہرا کر پھر کچھ اور حدیثیں بیان کیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا فلاں فلاں حدیث کو پھر بیان کرو وہ بشیر نے وہ حدیثیں پھر دوبارہ بیان کیں اس کے بعد بشیر نے عرض کیا میں نہیں سمجھ سکا کہ آپؐ نے میری بیان کردہ تمام احادیث کی تصدیق کی ہے یا سب کی تکذیب کی ہے یا ان میں سے صرف انکی تکذیب کی ہے جبکہ آپؐ وہ دایا عرضت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیا کرتے تھے جب آپؐ کی طرف جھوٹ بات کی نسبت نہیں کی باقی سچی تھیں جب سے لوگوں نے سچی اور جھوٹ ہر قسم کی حدیث روایت کرنا شروع کیا تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم خود احادیث یاد رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کی باقی تھیں لیکن جب سے لوگوں نے قرآن کی روایات بیان کرنا شروع کر دیں تو ہم نے اس فن کو چھوڑ دیا۔

۱۸- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ مَعْمُورًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِشْمَاكُ نَحْفُظُ حَدِيثَ النَّبِيِّ وَالْحَدِيثَ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَكِبْنَا دَلِمَا نَصِيبُ وَدَلِمَا نَقْصُورُ.

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن کعب مدنی ستر ابن عباسؓ کے پاس اگر حدیث بیان کرنے لگے اللہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... لیکن حضرت ابن عباسؓ نے نہ تو ان کی بیان کردہ حدیث غور سے سنی اور نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھی بشیر کہنے لگے اے ابن عباسؓ میں آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہا ہوں اور آپ قرآن بھی تمہیں کرتے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ایک وقت وہ وقت کہ جب کوئی شخص یہ کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... تو سبے ساختہ ہمارے نگاہیں اس کی طرف اٹھتیں اور ہم فوراً اس کی حدیث سنتے لیکن جب سے لوگوں نے نصیحت اور خروج ہر قسم کی روایات بیان کرنی شروع کر دیں تو ہم صرف ان

۱۹- وَحَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ سَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْكِلَابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مِيرَ بْنَ يَحْيَى الْقَعْقَرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ تَابِيَّ عَنْ تَابِيٍّ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ لَعْدٍ وَثَقٍ فِي ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَدْرِي لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْصُرُ ابْنَهُ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا لِي لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ يَحْدِثُنِي أَحَدٌ ثَلَاثَ عَشْرَ رُسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَهُمْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا كَلْبًا مَرَّةً إِذَا سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَدَ رَنَّهُ أَبْصَارُنَا وَاصْقَيْنَا إِلَيْهِ يَأْذِنَا فَلَمَّا رَكِبَ الْمَتَأَمَّنْ

الْحَبِيبَةُ دَلَّ لَوْلَا لَمْ نَأْخُذْ مِنْ لَنَا مِنْ زَلَمًا مَرُوفٍ
۲۰ - وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو وَهَبُ بْنُ
قَالَ نَا فَافِعُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ
قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ مُسْئِلَةً أَنْ يَكْتُبَ
لِي كِتَابًا وَيُخَيِّرَ عَنِّي كَقَدْرَ مَا يَصِلُ إِلَى
أَحْتَارُ لَهُ لَمْ لَا مَوْزِعًا غَيْرَ دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ
قَدْ عَابَقْتُ دَاوُدَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَ يَكْتُبُ
مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَسْمُرُ بِهَا أَشْيَاءَ فَيَقُولُ وَاللَّهِ
مَا قَضَى بِهَذَا عَنِّي إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلًّا

امادیت کہ سنتے ہیں جن کا ہمیں پیسے سے علم ہے۔
ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس
کی طرف لکھا کہ میرے پاس کچھ امادیت لکھو اگر پرشیدہ طریقہ
سے مجھ کو دیکھو۔ حضرت ابن عباس نے سوچا کہ یہ تعجب نیک
فطرت ہے میں امادیت کے کچھ ہونے وغیرہ میں سے
میں صحیح امادیت منتخب کر کے اس کو روانہ کر دوں گا اس کے
ساتھ حضرت ابن عباس نے حضرت علی کے کچھ ہونے نصیب
منعائے وہ ان میں سے بعض آٹا رکھنے شروع کیے اور
ان آٹا کا مطالعہ کرتے ہوئے حضرت ابن عباس فرماتے
ہیں تم سمجھا اگر حضرت علی سے یہ نصیب کیا جوتا تو وہ گمراہ ہو
جاتے ویسی لوگوں نے آٹا۔ علی میں بھی اپنی طرف سے اتنی
داری تھیں۔ سعیدی

۲۱ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْقَدْرِ رَسُومًا مِنْ
عَيْنِي عَنْ هُشَيْمِ بْنِ حَجَّافٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ
أَبِي ابْنِ عَبَّاسٍ بِرَبِّتٍ فِيهِ قَضَاءٌ مُقْبِلٌ كَمَا
لَا تَذَرُ كَأَنَّ رَسُومًا مِنْ عَيْنِي بِذَلِكَ

دوسری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے پاس
ایک کتاب لائی گئی جس میں حضرت علی کے فتاویٰ تھے۔ حضرت
ابن عباس نے چند سطروں کے سراسر کو مشاویہ راوی
نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کر کے تیار۔

۲۲ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ دَاوُدَ بْنِ
يَحْيَى ابْنِ أَدَمَ قَالَ نَا لِدَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُومٍ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ نَا لِدَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُومٍ
بَعْدَ عَمْرٍو قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ سَلَمَةَ قَالَ نَا لِدَاوُدَ بْنِ
لِللَّهِ فِي عَمْرٍو أَفْسَدَ وَ

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کے وسائل
کے بعد جب بعض لوگوں نے آپ کے اقوال میں اپنی طرف
سے نئی باتیں ملاویں تو حضرت علی کے ایک ساتھی نے
کہ خدا ان لوگوں کو رس کرے انہوں نے کہا قدر عظیم
مکرم حاصل کر دیا۔

۲۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خُسْرٍ قَالَ نَا لِدَاوُدَ بْنِ
يَحْيَى ابْنِ عَمْرٍو قَالَ نَا لِدَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُومٍ
لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَنْ عَمْرٍو فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ زَا
مِنْ أَصْحَابِ عَمْرٍو دَلَّ ابْنِ مَسْعُودٍ

حضرت منیرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کے ان
کو حضرت عبد بن عمرو کے ساتھیوں کے علاوہ اور کسی
شخص نے صحیح طور پر بیان نہیں کیا۔

باب

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْتَادَ مِنَ الدِّينِ وَ
أَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنِ الثِّقَاتِ وَلَنْ
جَوْحَ الرِّوَايَةِ بِمَا هُوَ فِيهِمْ جَائِزٌ وَاجِبٌ
وَإِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْغَيْبَةِ الْمُحَرَّمَةِ

اسناد حدیث اور راویوں پر تنقید کی اہمیت

محمد بن سیرین نے کہا کہ علم حدیث دین کا ایک حصہ
ہے لہذا تم کو دیکھنا چاہیے کہ تم کس شخص سے اپنا دین
مائل کر رہے ہو۔

۲۴۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ رَبِيعٍ قَالَ سَمِعْتُ
نُرَيْدَ بْنَ أَنَسٍ وَهَاشِمَ بْنَ مُخْتَدِمٍ قَالَا وَ
حَدَّثَنَا قُضَيْلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
حُسَيْنٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيمٍ قَالَ رَأَى
هَذَا الْعَمَلُ دِينَ قَاتِلُ صَرْوَةٍ عَنْ مَنْ يَحْذَرُونَ دِيْنَهُمْ
۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَسْبِ
قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ زَكْرِيَّا عَنْ عَمْرِو بْنِ
عَمْرِو بْنِ سَلِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ نُرَيْدَ بْنَ أَنَسٍ
أَيْسَادُ قُلُوبًا وَقَعَتْ لِفَيْسَةَ قَالُوا أَسْمُوا سَمَاءُ
بِحَالِكُمْ فَيَسْطَرُّوْهُ هَلْ مَشَى فَيُؤْخَذُ حَيْثُ يَمْشِي وَيُنْظَرُ
إِلَى أَهْلِ الْبَيْتِ فَلَا يُوْخَذُ حَيْثُ يَمْشِي

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ سند
حدیث کی تحقیق نہیں کرتے تھے لیکن جب دین میں بدلتا
مہتر اور فتنہ داخل ہو گئے تو لوگ سند حدیث کی تحقیق کرنے
لگے اور جس حدیث کی سند میں اہل سنت رہی ہوتے اس
کو قبول کرتے اور جس کی سند میں اہل بدعت ہوتے
اس کو چھوڑ دیتے۔

۲۶۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ نُرَيْهِمَةَ نَحْنُ طَائِفَةٌ قَالَ
أَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ أَرْوَاكَ بْنَ
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ صَاحِبًا فَقُلْتُ
حَدَّثَنِي فَلَمْ يَكُنْ وَكَانَتْ قَوْلِي كَأَنَّهُ كَانَ مَجْلُكُ
مَدِينَةٍ فَخَذْتُ عَنْهُ

سلمان بن موسی بیان کرتے ہیں۔ میں نے ہمارے
سے ایک ملاقات میں کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے اس
طرح حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا اگر وہ شخص تھکے ہوئے
اور دین دار سے تو اس کی حدیث قبول کر۔

۲۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ خَالٍ
قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعْقِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ
كُلْتُ بِطَائِفٍ أَنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا قَالَ إِنْ
كَانَ صَاحِبُكَ سَلِيمًا فَخَذْتُ عَنْهُ

سلمان بن موسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے طائف
سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے اس طرح حدیث بیان
کی ہے انہوں نے کہا اگر وہ شخص تھکے ہوئے تو اس کی
حدیث قبول کر۔

ابن ابی اثنا واپس والد سے روایت کرتے ہیں کہ
میں نے عید میں سواوی ایسے دیکھے جو ایک سیرت تھے
مگر انہیں روایت حدیث کا اہل نہیں سمجھا جاتا تھا۔

مصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابراہیم سے
مشاورہ فرمائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ادارین نقد خدمات کے علاوہ اور کسی سے روایت نہ کرو۔

عبدان بن عثمان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک
روایت کرتے تھے کہ حدیث کے سند امر دین میں سب سے
اور اگر حدیث کے ثبوت کے لیے سند ضروری نہ ہوتی تو ہر
شخص اپنی مرضی سے دین میں اپنی اپنی باتیں کہتے
اور عاصم بن زید کہتے ہیں کہ حدیث عبداللہ بن مبارک
نے کہا میں نے درباروں کے درمیان سند حدیث کے
ستون مائل بن اور ابواسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے
میں کہ میں نے حدیث بن مبارک سے کہا ہے ابو عبد اللہ
اس حدیث کے اسم میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اپنی بات
کے ساتھ اس بات پر کہ اس کے لیے نام پڑھنا اور اپنے
دروازوں کے ساتھ اپنے دربار سے ہے دروازے
رکھنا، کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ان مبارک نے مجھ سے یہ بھی
اسے ابواسحاق اس حدیث کو کس سے روایت کیا ہے؟
میں نے کہا کہ شہاب بن خراسان نے، بن مبارک سے کہا
کہ وہ ثقہ راوی ہے چھ! اس نے کس شخص سے روایت
کی ہے؟ میں نے کہا مجاہد بن دینار سے فرمایا: مجاہد
بھی ثقہ ہے لیکن اس نے کس سے روایت کیا ہے؟
میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اسے ابواسحاق! مجاہد بن دینار
در حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تربت طویل زمان سے

۲۸۔ حَدَّثَنَا مُعْزُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ قَالَ ثَنَا
الْأَصْبَغِيُّ عَنْ ابْنِ لُؤْلُؤٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَوْرَدْتُ
بِالْمَدِينَةِ مِائَةَ كَلْبٍ مِمَّا مَوْرَثَ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمْ
الْحَدِيثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ
۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ أَمِيْنُ قَالَ ثَنَا
سُفْيَانُ ۚ حَدَّثَنِي أَبُو تَكْرُمٍ حَدَّثَنَا هُوَ وَتَفَقَّهَ لَهُ
قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
سَعْدَ بْنَ أَبِي رَاهِمَةَ يَقُولُ لَا يَخْدِتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا النِّقَاتُ
۳۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُتَيْبَةَ
مِنْ أَهْلِ مَرْوَةٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُثْمَانَ
يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ لُبَابَةَ يَقُولُ يَطْلُبُ الْإِسْنَادُ
مِنَ الْبُيُوتِ وَكَوْنُ الْإِسْنَادِ بِدَلٍّ مِنْ تَعَدُّ قَالَ وَقَالَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ
بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَ الْقَوْمِ الْقَرَابَةِ يَغْنِي رِوَاةُ سَعْدٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عِيْسَى ابْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ
قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَنْبَارِيِّ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَنُ
الْحَدِيثِ الَّذِي جَاءَ مِنْكَ مِنَ الْأَنْبَارِيِّ قَالَ بَيْنَ
أَنْ تُصَلِّيَ رِوَاةُ سَعْدٍ مَعَكَ صَلَاتُكَ وَتُصَوِّرَ هَهُنَا
مَعَهُ صَوْمُكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا سُلَيْمَانَ عَنْ
مَنْ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَهَذَا مِنْ حَدِيثِ بَنِي قَبِيلٍ
بْنِ خَيْرٍ قَالَ يَقْتَضِي عَنْهُ قَالَ قُلْتُ عَنْ
الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ ثِقَةٌ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا
أَنَا السُّنَنُ إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَبَيْنَ
السُّنَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَادِيرٌ تَمْلِكُهَا
فِيهَا أَعْمَالُ الْمَطْعِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي لَقْدَقَةٍ
إِخْتِلَافٌ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ

شَقِيقِي يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ مَعَالِي رُؤُوسِ النَّاسِ دَعَا أَحَدَهُمْ عَنْهُ وَبُنْ كَاتِبَ فَإِنَّهُ كَانَ يَسْتَبُ السَّلَفَ .

یعنی یہ حدیث منقطع سے کیونکہ جو ج بن دینار تابعین تابعین میں سے ہیں۔ سعید بن مسعود (تاہم یہ مسئلہ صحیح ہے کہ نقل) نماز اور روزوں کا ثواب والدین کو پہنچایا جاسکتا ہے اور علی بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے برسر عام سنا وہ فرماتے تھے کہ عمرو بن ثابت کی روایات کو ترک کر دو۔ کیونکہ یہ شخص سلف صالحین کو گامیاں دیتا ہے۔

۳۱ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَصْبَرٍ بْنُ أَبِي النَّصْرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو لَقْظَرٍ مَا يَتَّبِعُهُ الْقَاسِمُ قَالَ لَنَا أَبُو عَقِيلٍ صَاحِبُ بُهَيْهٍ قَالَ كُنْتُ حَاضِرًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ سَعِيدٍ اللَّهُ وَبَحِيحِي بْنُ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى الْقَاسِمُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَتَدْرِي عَلَى مِثْلِكَ عِصْمَةٌ أَنْ تَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الَّذِي قَدْ لَوْحَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَرَأَوْهُ أَوْ عَلِمُوا مَا خُفِيَ لِقَالٍ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَرٌ دَرَّ قَالَ رَأَيْتُكَ مِنْ إِمَامٍ هَذَا ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَرٌ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَرُ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخَذَ عَنْ غَيْرِ بَقِيَّةٍ قَالَ فَسَكَتَ كَمَا أَحَابَنَ .

ابو عقیل بیان کرتے ہیں کہ میں قاسم بن سعید اللہ سے کہنے بن سعید کے پاس بیٹھا تھا تو یحییٰ نے قاسم سے کہا ہے ابو محمد جب جیسے ملیم اشان عالم دین کے لیے یہ بات باعث عار ہے کہ آپ سے دین کے متعلق کوئی سوال کیا جائے اور آپ کے پاس ہی مسئلہ کامل اور اس کے بارے میں کوئی دینی معلومات نہ ہوں۔ قاسم نے پرچا کیوں باعث عار ہے کیجی نے کہا اس لیے کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر اماموں کی اولاد میں سے ہیں۔ اس کے جواب میں قاسم نے کہا میں شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہو اس کے نزدیک سب سے زیادہ عار اور باعث ننگ و عار بات یہ ہے کہ وہ بغیر علم کے کوئی بات کہے یا کسی سوال کے جواب میں کسی غیر متبر شخص کی روایت بیان کر دے پھر کیجی نہ ہو برگیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

۳۲ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ الْحَكَمِ الْقَبْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيْهٍ أَنَّ ابْنَ تَعْبَدٍ اللَّهُ بْنُ عُمَرَ مَالُوهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فَبَيَّهَ عِلْمُهُ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنْ لَا عِظَمَ أَنْ يَكُونَ بِمِثْلِكَ وَكَتَبَ ابْنُ أَمْرِ مَنِ اللَّهُ وَبَحِيحِي عَمْرٌ وَابْنُ عَمْرٍ تَسْأَلُ عَنْ أَمْرِ لَيْسَ عِنْدَكَ فَبَيَّهَ عِلْمُهُ فَقَالَ أَكْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَاللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ

حضرت ابو عقیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سعید کے صاحبزادے سے لوگوں نے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا جس کا اخص علم نہیں تھا یہ دیکھ کر یحییٰ بن سعید ان سے کہے گئے قسم بخدا یہ بات مجھے باعث عار معلوم ہوتی ہے کہ آپ جیسے شخص سے جو جلیل القدر امام حضرت عمر و حضرت عبداللہ بن عمر و صاحبزادہ ہر کوئی بات پر بھی جائے دودھ۔ تسمیہ وہ دہانے کے خدا کی قسم جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہو اس کے نزدیک اس سے زیادہ باعث ننگ و عار یہ ہے کہ وہ بغیر علم کے

عَنْ لُؤْلُؤٍ الْأَوْدِيِّ بِعَلِّ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
أَبُو هُرَيْرَةَ يَخْبِي عَنْ لُؤْلُؤٍ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ

۳۳۔ وَحَدَّثَنَا عَنْ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ يَخْبِي لَنْ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ
الشَّوَّازِ وَشُعْبَةَ وَمَالِكُ بْنُ عَمِيْنَةَ عَنْ لُؤْلُؤٍ
لَا يَكُونُ مَهْشَا فِي الْحَدِيثِ قِيَامًا بَيْنِي لَوْ جَدُّ لَيْسَ بَيْنِي
عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْنَاهُ ثُمَّ يَنْسُ بِهَيْبَةٍ

۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
النُّفَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَرَبَةَ عَنْ حَدِيثِ يَشْهَدُ
وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُمِّكَفَةٍ بَابٍ فَقَالَ إِنَّ مَهْشَرَ
تَرْكُوهَ إِنَّ مَهْشَرَ تَرْكُوهَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
سَمِعْتُ ابْنَ الْحَجَّاجِ يَقُولُ أَخْبَرْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
تَكَلَّمُوا فِيهِ

۳۵۔ حَدَّثَنَا حَظَّاءُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
سَعِيدَ بْنَ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَعِيدٍ
سَمِعْتُ

۳۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْرٍ
مِنْ أَهْلِ مَوْزِقٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَهْرٍ قَالَ
يُسْقِيَانِ الْخَوَارِجَ ثُمَّ عَمِيْنَةُ وَابْنُ كَثِيرٍ مِنْ قَهْرٍ
حَالَهُ وَرَأَى حَدَّثَنَا جَاءَهُمَا مِنْ عَمِيْنَةَ فَكَوَى
إِنْ أَقُولُ بِلَدِّكَ بِلَدِّكَ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ
مَلِيٍّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ رَدًّا كُنْتُ فِي مَتَابِلِيسٍ
ذِكْرٍ مِنْ عَمِيْنَةَ وَاشْتَبَهْتُ عَمِيْنَةَ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ
لَا تَأْخُذْ عَنْهُ

۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْرٍ
قَالَ قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى
شُعْبَةَ فَقَالَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ فَكَلَّمَ رُوَاهُ

کوئی بات تلاش کرے یا کسی سواں کے جواب میں غیر معتبر شخص
کی روایت بیان کرے۔

یہی بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفیان
ثوری، شعبہ، مالک احمد ابن حنبلہ سے پرچیں کہ بعض لوگ
محمد سے ایسے راوی کے ہاتھ میں پرچتے ہیں برتاؤ میں
مستعار ہوتا ہے میں ان سے کہا کہ ان سب نے کہا ان
لوگوں سے کہہ دو کہ وہ راوی ناقابل اعتبار ہے۔

نہایت میں کہ بن حنبلہ سے وروزی کی پڑھت
پر کھڑے ہونے سے۔ اس سے کسی شخص نے شہر کی خوش
کی روایت کے ہاتھ میں پرچا انہوں نے جواب دیا اس
کو نیز وہ سنہ کی گاہ ہے اس کو نیز وہ سے زکوٰۃ کیا
کیا ہے۔ انہوں نے فرماتے ہیں میں نے محمد سے اس کی تصدیق
کر کے اس کو جس طرح مصلحت کے نیز وہ سے گھال
کیا ہے۔

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میری شہر سے ملاقات ہوئی
لیکن میں نے اس کی روایت کو قابل روایت نہیں سمجھا۔

ابن حنبلہ بن داؤد بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ
بن مبارک سے سفیان ثوری سے کہا کہ عبد اللہ بن کثیر کی
روایت و مسائل سے اب وقت میں وہ مایوس و غمناک
نزد ہونے کے مرضی محبوب و قریب امادہ بیان کرتے
ہیں اب کی کہ راستے سے میں لوگوں کو ان کی امادہ بیان
رہنے سے روک دوں میں انہوں نے کہا کہ میں اس
حضرت عبد اللہ بن مبارک کو دیکھتا ہوں جب کسی عمل میں مشغول
ہو کر ہوتا تو میں اس کی عبادت و ریاضت کا ذکر کرتا لیکن میں اس کی
روایت قبول کرے کہ لوگوں کو کہہ دیتا۔

میں بیان کرتے ہیں کہ میں شعبہ کے پاس گیا تو انہوں
نے کہا یہ شخص عبد اللہ بن کثیر سے ان کی بیان کردہ روایت سے
احتراز کیا کرو۔

نفس بن سہل بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی راہی سے محمد بن سعید کے متعلق سوال کیا جس سے عباد بن کثیر نے روایت کیا ہے تراجموں نے کہا کہ مجھے عیسیٰ بن یونس نے بتایا کہ میں ایک دن اس کے دروازہ پر کھڑا تھا اور اس کے پاس سلیمان تھے جب سلیمان باہر نکلے تو میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ یہ بہت جھوٹا شخص ہے۔

سید تقان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بہت سے نیک لوگوں کو حدیث میں جھوٹ بولتے ہوئے دیکھا ابن ابی قتیبہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات سید تقان کے کنبزار سے ہوئی انہوں نے بیان کیا کہ میرے دامد کہتے ہیں کہ ضرور لے جائیں کہ حدیث کے سوا اور کسی بات میں جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا، امام مسلم اس کا تو یہ بڑا فراموش ہے کہ یہ لوگ حدیث شریف میں جھوٹ باطل کا صاف نہیں کرتے تھے جو اتفاقاً حدیث کے معاملہ میں ان کی زبان سے جھوٹ نکل جاتا تھا۔

خلیفہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں غائب بن عبد اللہ کے پاس گیا تو وہ مجھے سحلوں کی روایت کردہ حدیث سنانے لگا اسی وقت ان کو پیشاب آگیا میں نے اس وقت میں ان کی اصل کتاب کو یہی نو اس میں وہ روایت اس طرح تھی کہ ہاں سے انس سے روایت کی اور ابان نے فلاں شخص سے میں اسی وقت اس سے چلا گیا اور میں نے اس بن علی کے پاس سے یہ سننا کہ میں نے سفان کی اصل کتاب میں اس سے عبد العزیز کی حدیث بشام ابی ہشام کی سند سے دیکھی، بشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے یہ حدیث بیان کی جس کو یحییٰ بن لاٹ کہا جاتا ہے اور وہ محدث کتب سے روایت کرتا ہے مولیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سفان سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بشام نے اس حدیث کو محمد بن سنان سے سنا ہے سفان نے کہا اسی وجہ سے تو بشام کو نہیں

۳۸۔ وَحَدَّثَنِي الْقَضْرُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعَلَّى الرَّائِزِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ أَلَيْدَى رَوَى عَنْهُ عُبَادُ بْنُ كَثِيرٍ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَيْسَى ابْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى تَابِهِ وَتَلْفِيَانِ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدْنَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدْنَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا تَوَلَّى الصَّاحِبِيُّ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ بَنُو أَبِي عَدْنَانَ فَلَقِيتُ أَبَا مُحَمَّدٍ بَنِي يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا تَوَلَّى أَهْلُ نَجْدٍ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ يَحْيَى أَكْذَبَ عَلَى لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكُذْبَ۔

۴۰۔ حَدَّثَنِي الْقَضْرُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنِي وَحِيدُ بْنُ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَالِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَجَعَلَ يُنَادِي عَلَى حَدِّثْنِي مَكْحُولٌ فَحَدَّثَهُ الْبُيُوتُ فَقَامَ فَتَنَظَّرْتُ فِي الْكُتُبِ لَسْتُ فِي ذَاتِهَا حَتَّى بَلَغْتُ أَبَا عَنْ مَسْرُوعٍ وَأَنَا عَنْ مُزَيْنٍ فَتَرَسَّوْتُ وَفُتُّتُ وَتَمَعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى يَقُولُ تَأَيَّنْتُ فِي كِتَابِ سَفَانَ حَدِيثَ هِشَامِ بْنِ عَقْدَامٍ حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامُ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ قَدْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قُلْتُ لَعَفَانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ۔

قَالَ إِنَّمَا بُشِّلِي مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْحَبِيبَةِ كَأَن يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ أَدْعَى بَعْدَ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ مُحَمَّدٍ .

۴۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْزَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ ابْنَ جَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي طَمْرَةَ يَوْمَ الْجَوْثِ قَالَ سَمِعْتُهُ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْزَادٍ قَالَتْ مَا وَصَفْتُ فِي يَدَيْكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قَهْزَادٍ وَصَفْتُ وَهَبُ بْنُ زَمْعَةَ يَزِيدُ كُرْعَنَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ لَوْ رَأَيْتُ رَأَوْهُ لَنُفِطِرُ صَاحِبَ الدُّمِّ قَدَرُ الَّذِي هُوَ وَجَعَلْتُ لِيهِ مَجِيئًا وَجَعَلْتُ سَخِيئًا مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَكُونُوا فِي جَالِ سَامِعَةٍ كَرَاهِيَةٍ .

۴۲- وَحَدَّثَنِي ابْنُ قَهْزَادٍ قَالَ سَمِعْتُ وَهَبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَقِيَّةٌ صَدُوقٌ لِلنَّاسِ وَلَيْكُتُهُ يَأْخُذُ عَنْ مَنْ أَقْبَلَ وَكَذِبَرُ .

۴۳- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِيَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْأَعْوَرِ الْهَمْدَانِيُّ أَنَّهُ كَانَ كَذِبًا .

۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ بَسْرَةَ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ مَا أَبْوَأَسَامَةَ عَنْ مُقَاتِلٍ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْأَعْوَرِ وَهُوَ بِشَهْدِ أَهْلِ أَهْلِكَ دِيَّيْنِ .

۴۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِيَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسٍ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَوَاتُ

کہا جاتا ہے۔ پہلے ہشام کہتا تھا کہ میں یحییٰ سے روایت کرتا ہوں اور اب وہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں بعد میں وہ اس واسطے کہ حذف کر کے کہنے لگا میں ہشام راست محمد بن کعب سے روایت کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عثمان بن جبلة بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے پرچھا وہ کون شخص ہے جس سے آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ عید الفطر تک نہ تھافت کا دن ہے نہ بیکار کر نے جواب دیا سیماں بن حجاج سے اور فرمایا میں نے جو تم کو سیماں بن حجاج کی روایت بیان کی ہے تم ان میں مورد لکھ کر لینا اور عبداللہ بن مبارک نے کہا میں نے حدیث ثمامہ سے کم خرگ کی نجات صحت سے اس کے راوی روم بن طریف کو درگاہ میں بیٹھے دیکھا لیکن چونکہ اس کی حدیث قابل قبول نہیں جاتی لہذا اس روایت کے منکر وہ ہونے کی وجہ سے مجھے شرم آئی کہ کہیں میرے اصحاب مجھے اس کے ساتھ دیکھ نہ لیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان فرماتے ہیں کہ بقیہ سچا آدمی ہے لیکن وہ ہراسنے جانے والے شخص سے حدیث روایت کرتا ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ عمارت اعور ہمدانی نے مجھے ایک حدیث بیان کی مگر وہ مجھ سے شخص تھا۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ عمارت اعور ہمدانی نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور شعبی اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ وہ مجھ سے شخص ہے۔

علقمہ نے کہا میں نے تیس سال کریم و سال میں یاد کر لیا، عمارت نے جواب میں کہا کہ قرآن کو یہ کو حاصل کرنا

آسان ہے اور احادیث کو حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

حادث نے کہا کہ میں نے تیس سال کو تین سال میں
اور حدیث شریف کو دو یا تین سال میں حاصل کر لیا ہے۔

ابوہیم بیان کرتے ہیں کہ حادث، کذب و رفس
کے ساتھ متہم تھا۔

مذہب زہد بیان کرتے ہیں کہ مروی حدیث نے حادث
سے کوئی (جھوٹی) حدیث سنی۔ انھوں نے حادث سے
کہا: درود اذہ پر بیٹھ جاؤ۔ درود پڑھو اور اٹھالائے حادث
کو اس نظر سے احساس ہو گیا۔ درود پڑھا اور گھبرا گیا۔

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوہیم نے کہا
میں نے ابن سیدہ و ابو عبد اللہ بن سیدہ سے روایت کرنے میں
استرا کرنا کیونکہ یہ دونوں جھوٹے شخص ہیں۔

عاصم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حجازی میں ابو عبد اللہ
مسی کے پاس جایا کرتے تھے۔ انھوں نے ہمیں یسعیت
کہہ کر ہوا انھوں کے سوا اور کسی شخص سے حدیث نہ سننا
خاص طور پر شیعہ سے استرا کرنا۔ یہ شخص عادی تھا۔
(بغداد شیعہ) ابوہم کے کیونکہ وہ ثقہ راوی ہیں، سیدی

جبر بیان کرتے ہیں کہ میری جابر بن یزید جعفی سے
طلاقات ملتی ہیں اس کی روایت کو نہیں لکھا
کیونکہ وہ رجعت کا عقیدہ باطل رکھتا تھا۔

الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ فَقَالَ الْحَرِثُ الْقُرْآنَ هَيِّنٌ
وَالنُّوحَى أَشَدُّ -

۴۶۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا
أَحْمَدُ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ أَنَّ الْحَرِثَ قَالَ كُنْتُ
الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَ النُّوحَى فِي سِتِّينَ أَوْ
قَالَ النُّوحَى فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ
۴۷۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِي
أَحْمَدُ وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ مُسْلِمٍ
وَمُعِينَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ أَنَّ الْحَرِثَ أَخْبَرَهُ

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ
عَنْ حَنْزَلَةَ الزِّيَّاتِ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَةَ الْعَمْدِ ابْنِ
مِنْ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَفَعَدَّ يَدَ الْبَابِ
قَالَ فَدَخَلَ مَرْثَةً وَ أَخَذَ سَيْفَهُ وَقَالَ وَ أَحْمَرُ
الْحَيَاتُ يَا سَلْبُ فَذَهَبَ -

۴۹۔ وَحَدَّثَنِي عُثَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ ابْنُ تَهْمِيذٍ قَالَ
نَا أَحْمَدُ ابْنُ تَهْمِيذٍ عَنْ ابْنِ غَوْنٍ قَالَ قَالَ نَا زَيْدُ
ابْنُ كُوفَةَ الْمُعِيرَةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
فَاتَمَّ كَذِبًا -

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ جَحْدَرِيُّ قَالَ نَا
حَقَّادُ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا عَاصِمَةُ قَالَ نَا ابْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَلَبِيٍّ وَ تَخَنُّ بْنُ يَزِيدَ وَ كَانَ
يَقُولُ لَنَا لَا تَجَالِسُوا الْقَهْدَ صَ غَيْرَ ابْنِ الْأَخْوَصِ
وَ ابْنُ كُوفَةَ وَ شَيْعَةً قَالَ وَ كَانَ شَيْعَةً هَذَا ابْنُ
رَأَى الْخَوَارِجَ وَ كَيْسَ بَابِي وَ آثِلَ -

۵۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو عَسَاةَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو وَ النُّوَيْقِ
قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ يَقِينُ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ
الْبُجَعْفِيُّ لَمْ أَكُتِّبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِأَرْوَاحِهِ -

۵۲۔ وَحَدَّثَنِي حَسَنُ الْخُضَاعِيُّ قَالَ قَالَ نَائِيخِيُّ بْنُ
أَدَمَ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
يُحَدِّثُ مَا أَحَدَّثَ -

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ قَالَ
الْحَمِيدِيُّ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا
أَظْهَرُوا تَهَمُّهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَكَرِهَتْ بَعْضُ
النَّاسِ قِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ لَا يُرِيحُ بَارِتُخَةَ

مسعر بیان کرتے ہیں کہ ہم جابر بن یزید سے اس
کی بدعتیگیوں کے طور سے پہلے اس کی بیان کردہ احادیث
روایت کرتے تھے۔

سفیان بیان کرتے ہیں کہ جب تک جابر نے اپنے
باطل عقائد کا اظہار نہیں کیا تھا لوگ اس سے روایت کرتے
تھے لیکن جب اس کی بدعتیگی ظاہر ہو گئی تو وہ سبھی ائمہ
مروگیا اور بعض حضرات نے اس سے روایت ترک کر دی۔ سفیان
سے پوچھا گیا کہ ماہر نے کس بدعتیگی کا اظہار کیا تھا سفیان
نے جواب دیا رحمت کا۔

نوٹ:۔ روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ابراہیم میں ان کا اولاد میں سے ایک امام مسند پر بیٹا ہو گا اور جب
حضرت علی امام وقت کے خلاف خروج میں اس کی مدد کے لیے اولاد ملی کر پکاریں گے تو سب لوگ اس کی مدد کو نہیں گئے۔
۵۴۔ وَحَدَّثَنِي حَسَنُ الْخُضَاعِيُّ قَالَ قَالَ نَائِيخِيُّ بْنُ
يَعْقُوبَ الْخُضَاعِيُّ قَالَ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ
يَقُولُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا
أَظْهَرُوا تَهَمُّهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَكَرِهَتْ بَعْضُ
النَّاسِ قِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ لَا يُرِيحُ بَارِتُخَةَ

جراح بن یحیی کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن یزید
یہ سن کر میرے پاس حاضر ہوئے ائمہ علیہ وسلم کی سزاوار
احادیث میں جو ابو جعفر سے مروی ہیں۔

نہر بن ابان کرتے ہیں کہ میں نے جابر سے سنا کہ
میرے پاس پچاس ہزار ایسی احادیث ہیں جن سے میں
سنے ابھی تک کوئی بیان نہیں کر سکا۔ پھر ایک دن اس نے
ایک حدیث بیان کی کہ اس کا یہ ان پچاس ہزار احادیث
میں سے ہے۔

۵۵۔ وَحَدَّثَنِي حَسَنُ الْخُضَاعِيُّ قَالَ قَالَ نَائِيخِيُّ بْنُ
يَعْقُوبَ الْخُضَاعِيُّ قَالَ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ
يَقُولُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا
أَظْهَرُوا تَهَمُّهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَكَرِهَتْ بَعْضُ
النَّاسِ قِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ لَا يُرِيحُ بَارِتُخَةَ

سلام بن ابی طیب کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن یزید سے
سننا کہ میرے پاس پچاس ہزار احادیث ہیں جو سب رسول
ائمہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ قَالَ
الْحَمِيدِيُّ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا
أَظْهَرُوا تَهَمُّهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَكَرِهَتْ بَعْضُ
النَّاسِ قِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ لَا يُرِيحُ بَارِتُخَةَ

سفیان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ماہر
سے سوال کیا کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بدعتی نہیں ہے

۵۷۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ قَالَ
الْحَمِيدِيُّ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ تَابِعُ بْنُ جَابِرٍ
يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا
أَظْهَرُوا تَهَمُّهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَكَرِهَتْ بَعْضُ
النَّاسِ قِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ لَا يُرِيحُ بَارِتُخَةَ

سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى قُلْنَ بُرْسًا لَأَرَوْهُ
حَتَّى يَأْتِيَ لِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ
الْحَاكِمِينَ. قَالَ فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِئْهُ مَتَّ
هَذِهِ قَالَ سَفِيَانٌ وَكَذَبْتُ فَقُلْتُ وَمَتَّ
أَرَادَ بِهَذَا قَوْلَ إِيَّانَ لَوْ قِضَتْ تَقُولُ إِيَّانَ
عَلَيَّ فِي سَحَابٍ وَلَا تَخْرُجُ مَعَهُ مَنْ يَخْرُجُ
مِنْ ذَلِكُمْ حَتَّى يَكَادِيَ مَتَّادٍ مَنِ اسْتَدَّ
يُرِيدُكَ عَدِيَّةً أَوْ يَكَادِي أَوْ أُخْرِجُوهُ مَعَهُ فَلَا
يَقُولُ جَابِرٌ هَذَا وَيُرِيدُ هَذِهِ وَكَذَبْتُ
كَانَتْ فِي إِخْوَانِهِ يَوْمَئِذٍ.

اور من متی یا نئی ابی او یکم اللہ و ہر خبر اسما کیوں۔
(قد حجه: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے
سب سے بڑے بھائی نے مصر میں بیابان پر چربی کا
الزام لگنے کے بعد کہا: "میں یہاں سے اس وقت تک
نہیں باؤں گا یہاں تک کہ میرے والدہ بارت دی یا اللہ
تعالیٰ حکم فرمائے اور وہ سب سے بہتر حاکم ہے۔"
(۸۰۲) اور سنے کہا اس آیت کا تفسیر بھی ظاہر نہیں ہوئی۔
سفیان نے کہا اس نے جھٹ بولا لوگوں نے سفیان سے
پر حیا جابر کی کیا مراد تھی سفیان نے کہا شاید یہ کہتے ہیں کہ حضرت
علی بادلوں میں ہیں اور اُن کی دلدل سے اہم برحق اس
وقت کسی امام وقت کے حیات جنگ کے لیے میں نکلتے گا
جب تک حضرت علی بادلوں سے نہیں پکاریں گے کہ باؤ
اس کی حیات میں جنگ کرو۔ سفیان نے کہا جابر بھائی ہے
یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے تعلق
ہے۔

۵۸. وَحَدَّثَنَا سَمْعَةُ قَالَ رَأَى نَحْمِيْدَ فِي
قَالَ نَاسُفِيْنُ قَالَ مِمَّنْ جَرِيْرًا يَحْدِثُ
يَنْجُو مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُ حَيَاتٍ مَا اسْتَجِدَّ
أَنْ أَذْكَرَ مِنْهَا مُنْبَأٌ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا
سَمِعْتُ أَمَّا عَسَانُ مُحْتَدٍ مِنْ غَيْرِهِ نَوَافِلُ
قَالَ سَأَلْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقُلْتُ
الْخَبْرُ بْنُ حَصِيْرَةَ يَقِيْنَةُ قَالَ قَعْدَةُ كَلْبِيَّةٍ طَوِيْلُ
الشُّكُوْبِ يُصِرُّ عَلَى أَمْرِ عَظِيْمٍ.

سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر سے جیس
مڑ۔ جیس ہادیث سنی میں جن میں سے میں کسی کا ذکر نہیں
سمجھتا انوار میں کے مفسر نے کسی مال دیا مائے بڑا
محمد بن عمرو بن بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد الحمید
سے سنا کہ آپ عادت میں حصیر سے ملے میں غول
نے کہا میں وہ ایک بڑا شخص ہے زیادہ تر خاموش رہتا
سے لیکن مڑی سے بڑی حاشیہ بات پر فٹ مائے۔

۵۹. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ
قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَهْبَلَةَ عَنْ حَمْدِ
بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ وَذَكَرَ أَيُّوْبُ رَجُلًا يُؤْمَرُ مَا قَالَتْ لَمْ
يَكُنْ يَمُسْتَقِيْمٌ بِلِسَانٍ وَذَكَرَ آخَرَ فَقَالَ هُوَ
يَزِيْدُ فِي الْوَقْفَةِ.

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایوب نے ایک
شخص کے بارے میں کہا کہ وہ تمہارا نہیں ہے اور دوسرے
کے بارے میں کہا کہ وہ تمہارے میں زیادتی کر دیتا ہے۔

۶۰. حَدَّثَنَا حُجَّابُ بْنُ اسْتَبْرِقَةَ قَالَ سَأَلَ

ابوب نے ذکر کیا کہ میرا ایک تمہارے سے اور وہ

سَمِعْتُ مِنْ حَزْبٍ قَالَ لَا حَقَّ رَبُّنَا رِيْدُ قَالَ
قَالَ يُوْبُ بْنُ أَبِي خَارِثَةَ ذَكَرَ مِنْ قَصِيْدَةٍ
لَوْ شَهِدَ عَلَى لَمْرَبَةٍ مَاتَتْ بِشَهَادَتِهَا خَيْرًا
۶۱ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ وَحَدَّثَنَا
لُقْمَةُ بْنُ قَاتِلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرَيْشٍ
أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ

۶۲ حَدَّثَنِي لُقْمَةُ بْنُ قَاتِلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرَيْشٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ
عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ

۶۳ وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ
قَاتِلِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ قُرَيْشِ بْنِ قَاتِلِ بْنِ قُرَيْشٍ
عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ

۶۴ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ
كَانَ يَصْنَعُ أَحَادِيثَ كَلَامَ حَقٍّ وَبَسْتُ مِنْ
أَحَادِيثِ لَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ وَكَانَ
يُزِيلُهَا عَنْ لَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ

میں تو یہیوں ولا ہے ماتم گروہ درجہ رو کے بارے
میں بھی تہات و سست تو ہیں اس کی شہادت کو ہاڑ نہیں
بھولیں گے۔

موت کہتے ہیں کہ میں نے عبد لکرم کے علاوہ ایوب
کو اور کسی شخص کا عیب بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس
کے بارے میں میں نے کہا وہ غیر فقہ سے کسی شخص سے
حدیث لکرم کی ایک حدیث سنیں اور یہ کہنا پھرنا کہ میں
نے یہ سب حدیث لکرم سے کی ہے۔

تمام بیان کرتے ہیں کہ برواؤ و نام کا ایک ایسا
شخص تھا کہ اس نے اس سے روایت کیا اور
نہیں اور قمری نے کہا اس حدیث سنیں ہم نے
حدیث قاتل سے اس کی تین حدیثیں سنیں کہ اس نے کہا کہ یہ ہم نے
یہ شخص کا علم جارفت کے زمانہ میں لوگوں سے حدیث لکرم
پھرنا تھا اور اس نے ان سے حدیث نہیں کیا۔

نوٹ: امام لکرم فرماتے ہیں کہ ان حدیث سے اس شخص سے حدیث لکرم
تمام بیان کرتے ہیں کہ برواؤ و نام کا ایک ایسا
شخص تھا کہ اس نے اس سے روایت کیا اور
نہیں اور قمری نے کہا اس حدیث سنیں ہم نے
حدیث قاتل سے اس کی تین حدیثیں سنیں کہ اس نے کہا کہ یہ ہم نے
یہ شخص کا علم جارفت کے زمانہ میں لوگوں سے حدیث لکرم
پھرنا تھا اور اس نے ان سے حدیث نہیں کیا۔

رقبہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر ہاشمی رقی اور لکرم
آئمہ کرام کو حدیث بنا ڈالتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ
یہ حدیث کی حدیث میں ہمارا کوئی واقعہ وہ باتیں جو اس کا
نہ ہوتی تھیں۔

نہیں لگائے جائیں گے۔ ایوب نے کہا جھوٹ کہتا ہے
میں نے خود حسن بصری سے سنا ہے کہ جو شخص عیسیٰ بنی مریم
پر حملے کے کرٹے لگائیں جائیں گے۔

مسلم بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ ایوب کو یہ خبر پہنچی کہ میں عمرو
کے پاس روایت حدیث کے لیے جاتا ہوں ایک دن وہ
مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ یہ بتاؤ تمہیں جس شخص کے
پہلو کا شمار تمہارے سے کیا کرتے ہیں، عثمان دیکھ کر
سکھٹے ہو۔

ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن عقیل سے
اس وقت حدیث کا سامع کیا تھا جب اس نے حدیثیں
وضع (کوفی) کرنی شروع ہیں گئیں تھیں۔

مسلم بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو نکالا
ابو شیبہ قاضی وسط کے پاس سے میں آپ کی کیا رائے ہے
شعبہ نے مجھے جواب میں نکالا کہ ابو شیبہ کی کوئی روایت نہ
کھنک اور میرے اس خط کو پھاڑ دینا۔

سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن مسلمہ کے
ساتھ وہ حدیث سنا لی جس کو صالح بن عقیل نے ثابت سے
روایت کیا ہے محمد نے کہا صالح بن عقیل جھوٹا ہے اور
میں نے ہمام کے ساتھ ساتھ محمد بن عقیل کی حدیث بیان کی تو
ہمام نے بھی کہا کہ صالح بن عقیل جھوٹا ہے۔

ابو داؤد کہنے لگے ہیں کہ ابو جہر سے شعبہ نے کہا کہ ابو جہر بن
عازم سے ہے کہ ابو جہر کہ حسن بن عمارہ کی کوئی روایت بیان
کرنا حارہ ہے اس سے میں نے کہا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے ابو داؤد
کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے کہا یہ کہیے جو کتنا ہے شعبہ
نے کہا حسن نے حکم کی روایت سے میں ایسی احادیث
بیان کی ہیں جن کی کوئی حدیث میں سے میں نے شعبہ سے
پوچھا ایسی کوئی حدیث ہے انھوں نے کہا میں نے
حکم سے پوچھا تھا کہ تمہارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
مازہ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا نہیں ہے صحیحی مگر حسن بن عمارہ

الْحَسَنُ قَالَ لَا يَجُودُ الشَّكْرَانُ مِنْ شَيْبَةٍ
فَقَالَ كَذَبْتَ إِنَّمَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ يُجُودُ
الشَّكْرَانُ مِنَ الشَّيْبَةِ

۴۹۔ وَحَدَّثَنِي حُجَّابُ قَالَ رَأَيْتُ بَنِي
حُزَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَامَةَ بْنَ أَبِي مُطَيْعٍ يَقُولُ بَنُو
أَبِيؤَبَى آتَى أُمَّيْ عَمْرٍو وَاقْتَدَرَ عَلَى يَوْمَ مَافَقَانِ
رَأَيْتُ رَجُلًا قَامَ مَعَهُ مَعْنَى دَيْنٍ كَثُفَتْ عَنْهُ
عَنْ الْحَدِيثِ

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي سَمَاءُ بْنُ شَيْبٍ قَالَ
الْحُسَيْنِيُّ قَالَ رَأَيْتُ بَنِيؤَبَى قَامَ مَعَهُ مَعْنَى دَيْنٍ
يَقُولُ مَا عَمْرٍو بَنُو عُبَيْدٍ قَدَرَتْ عَلَيْهِ

۵۱۔ حَدَّثَنِي عُقَيْدَةُ بْنُ مَعْدٍ الْقَسْبَرِيُّ
قَالَ نَأَى فِي هَذَا كَتَبْتُ لِي شُعْبَةُ بْنُ كَعْبٍ عَنْ
شَيْبَةَ قَاضِي دِيْنٍ فَلَكَتُ رَأَيْتُ عَنْهُ
شَيْئًا وَمَرَّقَ كِتَابِي

۵۲۔ وَحَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ قَالَ سَمِعْتُ عَقَانَ
قَالَ حَدَّثْتُ حَمَادَ بْنَ سَمَةَ عَنْ صَدِيقٍ مَعْنَى
يَعْنِي عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبْتَ وَحَدَّثْتُ هَمَامًا
عَنْ صَالِحٍ لَمْ يَكُنْ يَحْبِبُ قَوْلَ مَذْهَبِ

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي مَخْمُودُ بْنُ سَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ
أَبُو دَاؤُدَ قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ بْنُ كَعْبٍ جَرِيرٌ مِنْ
حَالِمٍ قَتَلَ لَمْ لَا يَحْسِبُ لَمْ يَكُنْ تَرَى عَنْ
الْحَسَنِ بْنِ عَمَارَةَ قَالَ لَمْ يَكُنْ تَرَى بُو دَاؤُدَ
قَتَلَ بِشَيْبَةَ وَكَيْفَ لَمْ قَتَلَ عَنْ جِنِّ الْحَكَمِ
بِأَشْيَاءَ لَمْ يَجِدْ لَهَا صَدَقًا قَتَلَ لَمْ يَكُنْ
شَيْءٌ قَالَ قَتَلَ لِحَكَمٍ صَلَّى الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتَلَ أَحَدُ قَتَلَ لَمْ يَكُنْ
عَلَيْهِ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَمَارَةَ عَنْ الْحَكَمِ

نے حکم سے روایت کیا وہ مقسم از ابن عباس کی سند سے
 بیان کیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اہل
 نماز پر بھی ایسے پھر ان کو دل کر دیا، اس کے علاوہ میں نے حکم
 سے وہ انہماک نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا
 حکم نے کہا اب اسے لوگوں کی عادت جنازہ پڑھنے کی
 میں نے پوچھا اب یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہیں
 انہوں نے ماضن بن ہری سے لیکن حسن بن ماریہ نے
 یہ حدیث حکم سے کہی بن جریر از حضرت علی روایت کی،
 یعنی چلی حدیثوں میں عبارت میں وہ دوسری کی سند
 میں قطعی کی ہے۔

یزید بن ہرون نے زیاد بن میمون کے ہاتھ سے
 میں بہائم میں سمجھا گیا کہ اس سے کوئی حدیث
 روایت کرے کہ وہ زید بن محمد وحی سے کہو کہ ایک
 بار میں نے زیاد بن میمون سے ایک حدیث پوچھی تو زیاد
 نے مجھ کو بتائی کہ حدیث سے وہ حدیث بیان کی، دوبارہ
 اوقات پر اس سے وہی حدیث پوچھی تو اس نے توراتی کی
 روایت سے بیان کیا دوبارہ اوقات پر اس نے یہی
 حدیث پوچھی تو وہی حدیث حسن کی روایت سے بیان کی،
 بن ہرون نے زیاد اور زیاد دونوں کو جھوٹا کہتے تھے۔
 صوفی کہتے ہیں کہ عبد اللہ کے سامنے زیاد بن میمون کا
 ذکر ہوا تو انہوں نے بھی اسے جھوٹا قرار دیا۔

محمد بن عیسیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 ابو ذر وہاب سے پوچھا کہ اب عمار بن منصور کی روایت
 بعثت بیان کیا کرنے تھے کیا آپ نے ان سے علم
 فروکش عورت کی وہ حدیث نہیں سنی جو نصر بن تمیم نے
 ہم سے بیان کی تھی، ابو ذر وہاب نے جواب دیا خاموش رہا
 ایک دفعہ میں در عبد الرحمن بن مہدی، زیاد بن میمون
 سے ملے تھے اور ان سے پوچھا حضرت انس رضی اللہ
 عنہ سے جو تم احادیث روایت کرتے ہو وہ کہاں تک

عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَفَنَهُ قُبُورُ
 يَلْحَكُمُ مَا تَقُولُ فِي ذِكْرِ الْوَيْلِ قَالَ يُصَلِّي
 عَلَيْهِمْ قُبُورُ مِنْ حَيْثُ نَبَتْ مَنْ تَبُو وَيَقُولُ يُرْوَى
 عَنْ الْحَسَنِ بْنِ نَصْرِ بْنِ قَفَّالٍ لِحَسَنِ بْنِ عُمَرَ
 ثَنَا نَحْكُمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَجَّارِ عَنْ عَمْرِو
 وَرِوَعِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ .

۴۴۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَنْدَلٍ قَالَ سَمِعْتُ
 يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ وَذَكَرَ يَزِيدُ بْنُ مَيْمُونٍ
 فَقَالَ حَدَّثْتُكَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَدْنَةَ شَهِدَ وَكَسَنَ
 خَالِدُ بْنُ مَخْدُومٍ قَالَ لَيْفَ زَيْدُ بْنُ
 مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ وَحَدَّثَنِي بِهِ
 عَنْ تَكْرِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ حَدَّثْتُ بَيْنَهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ
 عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ حَدَّثْتُ بَيْنَهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ
 الْحَسَنُ وَكَانَ يَنْسُبُهُ إِلَى الْكَذِبِ قَالَ حَنْدَلٌ
 سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ وَذَكَرْتُ يَزِيدَ بْنَ
 مَيْمُونٍ فَتَنَسَّبَ إِلَيَّ الْكَذِبَ .

۴۵۔ وَحَدَّثَنَا مَخْمُودُ بْنُ عَزِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
 يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ وَذَكَرَ يَزِيدُ بْنُ مَيْمُونٍ
 فَقَالَ حَدَّثْتُكَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَدْنَةَ شَهِدَ وَكَسَنَ
 خَالِدُ بْنُ مَخْدُومٍ قَالَ لَيْفَ زَيْدُ بْنُ
 مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ وَحَدَّثَنِي بِهِ
 عَنْ تَكْرِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ حَدَّثْتُ بَيْنَهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ
 الْحَسَنُ وَكَانَ يَنْسُبُهُ إِلَى الْكَذِبِ قَالَ حَنْدَلٌ
 سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ وَذَكَرْتُ يَزِيدَ بْنَ
 مَيْمُونٍ فَتَنَسَّبَ إِلَيَّ الْكَذِبَ .

فَلَمَّا نَعِمَ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ سِيسَ مِنْ دَا
قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَفْهَمُ الْمَثَلُ
فَإِنَّهُمْ لَا تَعْلَمُونَ إِيَّاهُ لَوْ كُنْتُ قَدْ كُنْتُ
دَاوُدَ فَبَعَثَ بَعْدَ ذَلِكَ يَزِيدُ فَكَتَبَ لَهُ
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَكْتُوبُ لَكَ بَعْدَ يَحْيَى
كَتَبْنَا لَهُ

صحیح میں نہ یاد کرنے پر جواب دیا اگر کوئی شخص گناہ کرے تو
پھر اس پر توبہ کرے تو کیا تم دونوں کے خیال میں اللہ تعالیٰ
اس کی توبہ نہیں قبول کرے گا مگر نے کہا کیوں نہیں دے
نے کہا جس نے حضرت انس سے کسی قسم کی کوئی صحبت روا رکھ
نہیں کی ہے چند کہ عام لوگوں کو اس بات کا پتا نہیں تاہم تم
دونوں نے باتیں ہو کر میں نے نہ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے ملاقات کی ہے ورنہ ان کا نام یاد ہے۔ بروایت
نے ہا کچھ عرصہ کے بعد میں یہ معلوم ہوا کہ زیاد نے بصرہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرنی شروع کر دی ہیں
میں در عبدالرحمن روایت ہے اس کے پاس گئے اس نے
بصرہ کو دیکھا لیکن پھر توبہ و توبہ میں حضرت انس کی روایت
بیان کرنے لگا۔ بالآخر ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

معاذ اللہ اس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے سامنے لیٹ کر عرض کیا کہ میں نے اپنے شیخ مرثدہ سے
ان سے میں حدیث کا مطلب پوچھا گیا انہوں نے کہا
جو رغل موت کے ہے وہ دبور میں کوئی مدد دینا
ماتے دیکھتے ہیں حدیث میں ان میں کی اصل غلط فہمی
ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ نہ ملے مستحق کرنے کے یہ سکا جاندار کو تھکے مستحق نہ
نہا رہا ہے۔ سعید بن ابی سعید فرماتے ہیں کہ جب یہ تین
مرد میرے ساتھ تھے کہ وہ دن بہ دن میرے پاس آتے تھے
پاس بیٹھ کر میرے ایک شعر کی تفسیر اشارہ کر کے کیا
نہیں چشمہ نہا میں طہارت سے نکلے انہوں نے
اثبات میں کہا ان اسے ابواسمائل۔

ابو عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جس سے
بہن حسن کی روایت سنی میں اس کو سے کہ فرما ان میں ابی
عیاض کے پاس گیا اب وہاں نے اسی وقت وہ حدیث
پڑھ کر مجھے سنا دی۔

علی بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی حمزہ رضی اللہ عنہ

۶۶۔ حَدَّثَنَا أَحْسَنُ الْخُلَائِفَةِ قَالَ سَمِعْتُ
كُتَيْبَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ وَسَّيْتُمْ لَنَا لِيَقُولَ
سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ قَالَ لَسْنَا نَسَمِعُ سَمِعْتُ عَبْدَ
اللَّهِ دُونَ يَقُولُ سَمِعْتُ سَمِعْتُ لَنَا لِيَقُولَ
وَسَمِعْتُ أَنْ تَتَّخِذَ شَرْعًا مَعَهُ قَالَ فَيَقْبَلُ
أَيُّ نَبِيٍّ هَذَا أَفَرَّ يَحْيَى يَتَّخِذُ نَوَافِلَ فِي حَالِهِ
لِيَتَّخِذَ خَلْفَهُ يَزِيدُ وَنَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ
عَمْرًا لَقَوَاهُ يَزِيدُ لَقَوَاهُ سَمِعْتُ حَمَّادُ بْنُ رَافِعٍ
يَقُولُ لَوْ خَلَّ بَعْدَ مَا حَمَّادُ فَهَذَا هَذَا
يَأْتِيَاهُ مَا مَدَّ لَعَيْنُ سَمِعْتُ الْإِمَامَ يَحْيَى
قَبْلَكَ قَالَ نَعْدُ يَا زَيْدُ سَمِعْتُ

۶۷۔ وَحَدَّثَنَا أَحْسَنُ الْخُلَائِفَةِ قَالَ سَمِعْتُ
عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ سَمِعْتُ قَالَ مَا بَلَغَنِي عَنْ
الْحَسَنِ حَدِيثٌ إِلَّا تَمَنَيْتُ بِهِ أَبَا بَنْدَةَ سَمِعْتُ
فَقَالَ آتَنِي

۶۸۔ وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَسَمِعْتُ

نے ان بنی نباشوں نے تقریباً ایک سو بار حدیث کا یہ
کہ جو حبیب میری حمزہ سے طاقتوں کو تو انہوں نے کہا
کہ میں نے خواب میں رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کی نیابت
کی میں نے حضور سے اللہ علیہ وسلم کو ان سے سنی ہوئی حدیث
سنائیں بن میں سے حضور سے اللہ علیہ وسلم نے صرف پانچ
چند حدیثوں کی تصدیق کی۔

کر کہ بنی مدنی میں کرتے ہیں کہ ہر اس حق فزیری
نے عجیب کہ لفظ غیر معروف حضرت کی روایات میں
ہاں کہیں تو وہ بھی لکھنا اور سماع بن علی بن ابی حمزہ
کسی روایت کو نہ لکھا اور معروف حضرت سے بیان کرے
یا غیر معروف حضرت سے۔

بن عباس سے کہ باقیہ منقہ شخص ہے کاش وہ
وہ سے ناموں کو ان کی کتابوں کے ساتھ اوردان
ان کی کتابوں کو ان کے ناموں سے تبدیل کر دیتا۔ ایک
عرصہ تک وہ ہم کو مسجد و خانہ کی روایت باب کو تاراجا بعد
میں حیا میں سے ملوہ ہوا وہ سداقت کس ہے۔
حدیث میں کہتے ہیں کہ میں نے ابن ہمارک کو عبد القدوس
کے سا کسی شخص کو جھڑپا کرتے ہوئے نہیں سنا۔

میر تقی میر رحمان دہلوی بیان کرتے ہیں کہ انہیں
نے کہا کہ یہ کے سامنے میں بن عرفان نے کہا کہ ابوہریرہ
نے میں کہا کہ ہمارے سامنے عبد اللہ بن مسعود جنگ صفین
کے میں سے تھے۔ ابوہریرہ نے اس پر ہنسنے لگے کہ
ہوئے کہ تمہارے خیال میں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ
ہو گئے تھے۔

مفضل بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبد
الرحمن بن ابی سلمہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک
کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے
روایت بیان کی میں نے کہا وہ غیر معتبر شخص سے وہ شخص
کہنے لگا کہ میں نے اس کی غیبت کی ہے ہن کر عمر بن عبد

عَلَى بْنِ مُسَيْهِوٍ سَمِعْتُ أَبَا وَحْشَةَ وَابْنَهُ
مِنْ بَنِي بَنِي عَتَا بَنِي تَخْوَمٍ مِنَ الْقَبِيلَةِ حَبِيبِ
قَالَ عَلِيُّ فَلَقِيتُ حَبِيبًا وَقَدْ خُبِرَ بِأَرْجَاةٍ
الَّتِي صَاتَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لُحْمِهِمْ فَعَرَسَ عَلَيْهِ
مَا سَمِعَ مِنْ أَهْلِ قَوْمِهِ مِنْهُ فَكَتَبْتُ لِي بِهَا
خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً

۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ
قَالَ لَمْ تَذْكُرْ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ قَيْسٍ قَالَ لِي أَبُو
إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ كَتَبَ عَنْ بَقِيَّةٍ مِمَّا رَوَى عَنْ
غَيْرِ مَعْرُوفِينَ وَكَتَبْتُ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ عَدِيٍّ
مِمَّا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِ وَكَتَبْتُ عَنْ غَيْرِهِمْ

۱۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي
قَالَ سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ
ابْنُ الْحُبَابِ لِي بِهَذَا رَجُلٌ يُدْعَى كُرْدًا تَكْنِي
لَا سَامِيٍّ وَبِشْطِي لَدُنِي هَذَا ذَكَرَ بِحَدِيثِ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْوُحَاظِيِّ مَعْرُوفٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ

۸۱۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زَيْدِ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَرْثَدَةَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً
أَلْبَسَتْ بِطَبْعُهَا بِقَوِيَّةٍ كَذَلِكَ يَكُونُ لَهَا كَذَلِكَ

۸۲۔ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ خُسَيْنٍ
الدَّارِمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا شَيْئًا
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

۸۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا شَيْئًا
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

یہی حرقہ کو اختیار کر کے گاہل علم کے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ درود ششمین مانہ کہہ دے گئے۔ بجائے خیال کہہ دے گا زیادہ مستحق ہوگا۔

ایاب

بَابُ حُجَّةِ الْإِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيثِ الْمُنْفَعِ
إِذَا أُمِّكُنَ لِقَاءُ الْمُنْفَعِينَ وَلَمْ يَكُنْ
فِيهِمْ مَدَدٌ

حدیثِ ممنن کی حیثیت پر دلائل

نورث: حدیث مسنونہ میں جس حدیث میں من کا لفظ آئے جیسے من علقہ من عبد اللہ بن مسعود من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مسنونہ کے بارے میں مٹی بن ماری اور امام بخاری کا کہنا یہ ہے کہ یہ حدیث اس وقت قبول ہوگی جب راوی کی مدوی عنہ سے ملاقات ثابت ہو جیسے للفقہ کہ حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے اس کے برخلاف امام مسلم اور دوسرے محدثین یہ کہتے ہیں کہ اگر راوی مدای عنہ یا جامعہ موصیہ ہیں اس کی روایت مقبول ہوگی خواہ ان کی یہ ملاقات ثابت ہو یا نہ ہو کہ روایت باب میں امام مسلم سے اپنے اس مسئلہ کی محبت یہ روایت قائم کیے گئے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَجِلِي أُخْبَارِهِ مِنْ
أَهْلِ عَقْرِ زَاوِي تَضَجَّجِهِ بِمَا يَدَّ تَقْسِيمُهَا
يَقُولُ بَوَاصِرُ بَنَاتِ عَرَجِكُمْ بَرَّةٌ وَذَوِي قَسَدٍ لَا
مَقَامَ لَهَا رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبَ صَحِيحٍ وَبَاشَرُ مَنْ
عَنِ الْقَوْلِ الْمَشْرُوحِ آخِرُ رَأْيَانِيهِ وَرَحْمَتُ
ذِكْرِكَ كَثِيرٌ وَأَجِدُ أَنَّ زَاوِيَّ ذِي تَمِيمَةٍ
يَلْحَقُونَ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّ لَنَا تَخَوُّتَ مِنْ تَمِيمٍ
أَعْوَابِيبَ وَغَيْرَ رَأْيَانِيهِ بِمَحَدِّثٍ مَرُورٍ
وَأَسْرَعِهِمْ فِي عُنَيْتِ دَحْطٍ وَالْمُعْطَيْنِ وَ
أَلَا قَوْلَ اللَّهِ قَصِيَّةٍ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأْيَانِيهِ لَكَشْفِ
عَنْ قَسَدٍ قَوْلِهِ وَرَأْيَانِيهِ يَتَشَارِقَانِ يَلْبِقُ
بِهِمَا مَنْ يَرَى أَجْدَرُ عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْسَنُ
لِلْعَلَّاقَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَرَأْيَانِيهِ لَقَائِهِ
لَدَى فَتَحَتِ كَلَامَ عُلُوِّ حِكْمَانِيهِ عَنْ قَوْلِهِ

اور فساد کے بارے میں ایک بین غلط شرط مائدہ کی ہے جس کا اگر ہم ذکر نہ کرتے تو یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا جو قول: اصل اور مردود جو اس کا ذکر نہ کرتا ہی زیادہ بہتر ہے تاہم ہم نے جیسا کہ کہہ چکے ہیں اس شرط کو ذکر کر کے اس کا رد کیا جائے تو ممکن ہے کہ کوئی تا وقت تنہا اس میں قول کرے جس سے سمجھ لے کہ جو تکمیل و وقت تک نہیں آتا، قول کے زیادہ مردود و عجیب و غریب شرائط کے زیادہ تنبیہ ہوتے ہیں لہذا اب ہم ان معاصریں کی اس باطل شرط کو ذکر کر کے اس کا فساد بطلان اور ثبوت بیان ذکر کریں گے تاکہ مامور گ غلط بھی سے محفوظ رہیں۔

ان بعض معاصرین کا خیال ہے کہ جس حدیث کی سند
فلاں عن فلاں (فلاں فلاں سے روایت کرتا ہے) ہر
اورد ہم کہ یہ بھی معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دونوں مجمعہ ہیں اس

وَالْأَخْبَارُ عَنْ مُسَوِّدٍ رَوَيْتُهُ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ
يَحْدُثُ بِهِ فُتْرَانِ عَنْ فُتْرَانٍ وَقَدْ حَكَكَ
الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا ذَنْ كَانِ فِي عَصْرِ وَاحِدٍ وَجَازٍ
أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ كَذِبِي دَرَدِي رَوَى
عَمْرُو دَرَدِي عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهُ
بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا تَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعٌ وَكَوْنُهُ جَدُّ
فِي شَيْءٍ مِنْ الرِّوَايَاتِ أَلَيْسَ لَكُمْ تَقِيَّةٌ قَطُّ أَوْ
لَقَدْ شَافَهَا بِحَدِيثِ أَبِي خُبَيْرٍ لَا تَقُولُ مِنْهُ فِي كُلِّ
عَصْرِ جَاءَ هَذَا السَّحْبُ حَتَّى يَكُونَ عَنْهُ الْعِلْمُ
بِأَنَّهُمَا قَدْ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرٍ وَاحِدٍ مَرَّةً كَصَاعِدَا
أَوْ لَقَدْ شَافَهَا بِأَحَدِيَّتَيْنِ لَهَا أَوْ تَرَدَّدَتْ فِي رِوَايَاتٍ
اجْتَمَاعِهَا أَوْ تَدَارُفَتِ مَرَّةً مَرَّةً وَهَرَجِدَ قَدْ
قَوَّيْتُهَا فَإِنْ تَرَدَّدَ يَكُنْ عِنْدَ غَايَةِ ذَلِكَ وَهَذَا تَرَدَّدَتْ
رِوَايَةُ أَبِي خُبَيْرٍ أَنَّ هَذَا رَوَى عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ
يَقِيَّةٌ مَرَّةً وَاسْمُهُ مُشَيْبٌ تَرَدَّدَ يَكُنْ فِي تَقْلِيدِهِ
الْخَبَرُ عَمْرُو دَرَدِي عَنْهُ يَكُنْ ذَلِكَ وَدَرَدُو
كَمَا وَصَفَتْ الْحُجَّةُ وَكَانَ تَعْبِيرُهُ دَرَدِي وَكَانَ
يُرَوِّعُهُ بِسَمَاعِهِ مِنْهُ يَتَنَبَّهُ مِنَ الْحَدِيثِ قَدْ
كُنْتُ فِي رَوَايَةِ مِنْهُمْ مَا تَرَدَّدَ وَهَذَا يَنْقُورُ
يَزْحَمُكَ اللَّهُ فِي الْعَصْرِ فِي رِوَايَتِهِ قَوْلُ
مُحَمَّدٍ مُسْتَحْدَثٌ نَزِيرٌ مُسْتَبْرَقٌ قَدْ جَازِيَهُ
وَلَا تَسْمَاعُهُ لَهُ مِنْ أَهْلِ أَيْمِهِ عَيْنُهُ وَذَلِكَ
أَنْ يَقُولَ لَشَيْءٍ سَمِعْتُ مِنْهُ يَنْوِي هَذَا يُعْنَى
بِالْأَخْبَارِ وَرَوَى بِقَدِيمَتِهِمَا وَحَدِيثُ أَنْ كُلَّ رَحَلٍ
يُنْقَرُ رَوَى عَنْ مُشَيْبٍ حَدِيثُ وَجَازٍ مُشَيْبٌ لَهُ
لَقَدْ دُكِّدَ الْعِلْمُ مِنْهُ لِكُونِهِمَا جَمِيعًا كَانِ فِي
عَصْرِ وَاحِدٍ قَدْ تَرَدَّدَتْ فِي عَصْرِ وَاحِدٍ أَلَيْسَ
اجْتَمَعَا وَلَا لَقَدْ قَدْ يَكْلَامُ قَالُوا يَكُنْ كَيْفَ تَرَدَّدَتْ
وَلَا خُجَّةٌ بِنَاءً لَمْ تَرَدَّدَتْ تَكُونُ هَذَا دَرَدِي

یہ ممکن ہے کہ دوسری نے مروی حدیث سے ملاقات کی ہو اور
اس سے اس حدیث کا سماع کیا ہو البتہ جہاں سے اس کوئی
دلیل یا روایت نہ ہو جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہو کہ ان
دووں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے اور ایک
نے — دوسرے سے بالمشافہ حدیث سنی ہے تو
ایسی حدیث ان لوگوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے
ان کے نزدیک اس قسم کی جو بھی حدیث مرسل وہ اس وقت
تک قابل اعتبار نہیں ہوگی جب تک ان میں سے بات کا
یقین نہ ہو جائے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار آپس میں
ملے ہیں یا ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے بات
حدیث کی ہے یا کوئی ایسی روایت ہو جس سے یہ ثابت
ہو کہ یہ دونوں زندگی میں کم از کم ایک بار ملے ہیں اور اگر
ان کو نہ کسی دلیل سے نہ کہ ملاقات کا یقین ہو نہ کسی روایت
سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت ہو تو ان کے نزدیک
اس روایت کا قبول کرنا اس وقت تک موقوف رہے گا
جب تک کہ کسی دلیل سے ان کی ملاقات و سماع ثابت
نہ ہو جائے خواہ ایسی روایات قلیل ہوں یا کثیر۔

ان صاحبوں کی یہ شرط بالکل نئی و اختراعی ہے
بیشمار علماء محدثین سے کسی شخص سے یہ شرط عام نہیں
کی ورنہ موجودہ اہل علم میں سے کسی شخص نے اس شرط کی
موافقت کی ہے۔ کہونکہ موجودہ اہل سنی تمام ملاحدیث
اسباب میں اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب
ایک شخص اور عامل شخص آپس میں ایسے معاملہ اور سماع
شخص سے کوئی حدیث روایت کئے جس سے اس کی
ملاقات اور سماع ممکن ہو تو اس کی یہ روایت قابل قبول
اور محبت ہے خواہ ہمارے پاس ان کی باہمی ملاقات
اور بالمشافہ حدیث سننے پر نہ کوئی دلیل ہو ورنہ کسی اور
روایت سے یہ چیز ثابت ہو البتہ کہ کسی دلیل یا روایت
سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ ان دونوں کی

انہیں میں ملاقات نہیں ہوئی ہے یا ملاقات تو ہوئی ہے
لیکن انہوں نے ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کی مگر اسی
شکل میں یقیناً یہ روایت غیر معتبر ہوگی اور جب تک یہ
ثابت نہ ہو اور صرف ابہام ہو تو یہ روایت یقیناً مقبول
ہوگی۔

ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ تو تم بھی تسلیم
کرتے ہو کہ ایک ثقہ راوی کی دوسرے ثقہ راوی سے
روایت جنت موت ہے اور اس کے مستثنیٰ پر عمل لازم
مقتضیٰ اب تم نے اس میں ایک مزید شرط کا اضافہ
کر دیا کہ ان دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے اب یہ بتاؤ
کہ یہ نئی شرط فن حدیث کے علماء سابقین اور اسلاف نے
بھی مانہ کی تھی یا صرف تم نے کسی دلیل کی بناء پر یہ نئی اختراعی
اور مس گھڑت شرط وضع کی ہے یہی صورت تو یقیناً باطل
ہے کیونکہ اسلاف سے ایسی کوئی شرط منقول نہیں ہے
اور دوسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ اس شرط کے
اضافہ پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ گریہ لوگ اپنی اختراعی شرط
کے ثبوت میں یہ کہیں کہ ہم نے سنا حال اور ماضی میں بہت
سے ایسے راویان حدیث دیکھے ہیں جن ایک دوسرے
سے روایت کرتے ہیں حالانکہ ان راویوں نے نہ ایک
دوسرے کو دیکھا ہوتا ہے اور نہ کوئی حدیث سنی ہوئی ہے
اس قسم کی حدیث مرسل کہلانی سے درجہ بالا علم کے
نزدیک حدیث مرسل مقبول نہیں ہوتی۔ اس لیے ہم نے
سند حدیث میں راوی کے سماع کی شرط مانہ کر دی ہے
اب اگر ہمیں کسی قرینہ یا دلیل یا کسی خبر اور روایت سے
یہ معلوم ہو جائے کہ راوی نے مروی حدیث سے حدیث سنی
سے تو اس کی کل روایات مقبول ہوں گی اور اگر ہم کو کسی
قرینہ یا روایت سے سماع کا ثبوت نہ مل سکا تو ہمارے
نزدیک یہ حدیث موقوف ہوگی کیونکہ اس حدیث کے نقل
مسنے کا احتمال موجود ہے۔

بَيِّنَةُ أَنَّ هَذَا لَرَأْيٍ لَمْ يَكُنْ مِنْ رَأْيِ عَنْهُ أَوْ
لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا قَامًا وَأَرَادَ مَرُّ مَبْهَظٍ عَلَى
لَا مَكَانَ الَّذِي قَسَرْنَا فَارَادَ يَتَعَلَّقُ بِشَيْءٍ
أَيْدٍ أَحَدٍ لِيَكُونَ الدَّلِيلُ الَّذِي يَبَيِّنُ قِيَّاسًا لِيُخْبِرَ
هَذَا الْقَوْلُ أَنَّ كَصَفَةِ مَقَامَةٍ وَبَدَلُهَا عَنْهُ
قَدْ أُعْطِيَ فِي جُمْلَةٍ قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ
الْيَقِينُ عَنِ الْوَحِيدِ إِتَّفَقَ حُجَّتُهُ بَلْ كَرَاهِيَةٍ نَعْمَلُ
لَهُ أَوْ تَحَلَّتْ فِيهِ الْفُتُورَةُ بَعْدَ فَتْنَةٍ حَتَّى يَخْلُوهَا
أَتَمُّ مَا قَدْ كَانَتْ التَّقِيَّةُ مَرَّةً قَدْ صَارَ إِذَا دَسَّعَ مِنْهُ
شَيْئًا فَهَذَا يُجِدُ هَذَا الشَّرْطَ الَّذِي مَسْتَرْطَةً
عَنْ أَحَدٍ يَكُونُ قَوْلُهُ وَارَادَ قَوْلَهُ دَلِيلًا عَلَى مَا
زَعَمْتَ فَإِنَّ ادَّعَى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عَدَمَاءِ الشَّعْبِ
يَمَّا زَعَمَ مِنْ دَعْوَاهِ لَشَيْءٍ يَصْرُ فِي تَمَيُّنٍ
الْخَبَرُ طَوِيلٌ بِهِ وَلَنْ يُجِدَ هُوَ وَدَعْوَاهُ
لَنْ يُجَادِيَ سَبِيلًا قَرَأَ هُوَ دَعْوَى فِيمَا زَعَمَ
دَلِيلًا يُحْتَجُّ بِهِ قِيْلَ لَهُ وَمَا ذِيكَ الدَّلِيلُ
فَيَا قَالَ قُلْتُمْ يَدَّيْ وَحَدَّثَ رَوَاهُ لَأَخْبَارِ
قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَزِيدُ فِي أَحَدٍ هَذَا مِنْ رَجَاءِ حَدِيثٍ
دَلِيلًا يُبَيِّنُهُ وَلَا مَعِيَّةَ مِنْهُ شَيْئًا فَكَيْفَ قُلْتُمْ لَهُ
إِسْتِجَادُ أَوْ دَايَمَةُ الْحَدِيثِ يَتَنَبَّهُ هَكَذَا عَلَى
الْإِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنْ رَوَايَةٍ
فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ جَنَابِ رَحْمَتِهِمْ
بِحَقِيقَةٍ إِنْ حَبِطَتْ لِمَا وَصَفْتُمْ مِنَ الْبَعْدِ رَوَى
الْبَحْثُ عَنْ مَتَابَعِ لَرَأْيٍ كُلِّ عَجَبٍ عَنْ رَوَايَةٍ
كَذَا أَنَّ هَجَمْتَ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ يَدَّيْ شَيْءٍ
كُنْتُ عِنْدِي بِذَلِكَ جَمِيعُهُ مَا يُرَوَى عَنْهُ بَعْدَ
فِي عَزَائِبِ عَقْبِي مَعْرِضَةً ذَلِكَ أَوْ قَعْتُ لِيُخْبِرَكُمْ
يَكُنْ عِنْدِي مَوْجِبُهُ حُجَّتُهُ لَا مَكَانَ الْإِرْسَالِ فَيَنْ
قِيَّاسًا لَهُ فَإِنْ كَانَتْ النِّسْبَةُ فِي تَضَعُفِكَ لِحَبَرٍ

خاص حدیث میں جس کو دو بیان برابر اسے اپنے مروی سند سے
سماع کی تصریح ذکر سے اس حدیث میں سہل سونے کا احتمال
موجود ہے۔ لہذا ائمہ کا دہ کے مطابق یہ تمام احادیث
غیر مقبول ہونی چاہئیں۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے
شیخ سے متعدد احادیث سنی ہوتی ہیں لیکن کبھی تو وہ سند میں
اپنے شیخ سے روایت کا ذکر کرتا ہے وہ کبھی شیخ الاشجلی
سے روایت کا ذکر کرتا ہے اور شیخ کا درمیان میں ذکر
نہیں کرتا۔ ہم نے جو سند بیان کرنے کا یہ طریقہ ذکر کیا ہے
یہ تعادل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشہور معروف ہے
مثلاً ابوب قتیبہ بن مبارک وکیع ابن نیر اور ان کے
علاوہ محدثین کی ایک کثیر جماعت نے سند مذکور ذیل
کے ساتھ ایک حدیث روایت کی ہے: از ہشام بن عروہ
از والدہ خود رضی عروہ عن عائشہ۔ روایتی ہیں کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم، ہنہ بنہ اور کھو بنہ دونوں
مواقع پر حضور کو وہ شہر لگایا کرتی تھیں جو میرے پاس
بہتر سے بہتر مرتور ہوتی۔ لیکن اسی حدیث کو لیث بن سعد
داؤد، عطاء، حمید بن اسود، و حسیب بن خالد اور ابواسامہ
نے ہشام سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ہشام
بیان کر رہے ہیں کہ کچھ عثمان بن عروہ نے حدیث بیان کی
میں رعدہ از عائشہ از نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوٹ: امام مسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دراصل ہشام
سند میں اس کا ذکر نہیں اور دوسری میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ از ہشام از والدہ از عائشہ:
وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت استکان میں اپنا
منہ میرے قریب کر دیتے اور میں آپ کے منہ کے
میں لکھی کرتی ملاحظہ میں اس وقت حالت حیض۔ (یام ہولای)
میں ہوتی تھی۔ اور بعد اسی روایت کو مالک بن انس نے
اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ از زہری از عروہ

الشَّخْبِ فِي الْبَرِّ سُبَّاحٌ لِيَا وَكَيْفَ وَابْنِ نَمِيرٍ
وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ
بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ
أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِحَدَّثِهِ وَيَحْزَمُ بِأَطْبَبٍ مَا أَحَدٌ قَرَوَى
هَذِهِ الزَّوِيَّةَ يَحْيِيهَا الْكَبِشُ بْنُ سَعْدٍ
وَدَاوُدُ الْقَطَّاءُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ
وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَدَاوُدُ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَتْ يَدَايَ إِلَى مَرَأَتِهِ
فَأَمَّ جِلْدَهُ وَأَتَا حَاطِئَهُ حَتَّى وَاهَتْ
بَعَيْنَاهَا مَا لَيْكَ بِنِّسْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ازلمہ ازماشہ از نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ: امام مسلم کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث عربوں سے براہ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں مانی بلکہ عربوں کے واسطے سے مانی لیکن پہلے سند میں عربوں کے واسطے کا ذکر نہیں کیا اور دوسری میں اس کا ذکر کر دیا ہے

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَكْتَنَ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ
لِللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيلُ فَيُؤْصِلُ فَقَالَ
يُخَيِّرُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي هَذَا يُخَيِّرُ فِي تَقْلِيدِ
أَحَبِّهِ فِي كِبَرِ سَلَمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَحَبُّهُ أَنَّ عُمَرَ وَهُوَ أَحَبُّهُ أَنَّ عَائِشَةَ
أَحَبُّهُ ثُمَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ يَسْتَبِيحُهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ

بیمبہر مثال یہ ہے کہ زہری اور صالح بن ابی حکن
ابو سلمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے
میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے لی حالت میں ہیں
بوسہ دیتے تھے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے اس حدیث کو
اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ بروسلہ نے مانویہ
حدیث بیان کر کے کہا مجھے یہ حدیث علم ابی عبد اللہ
نے بیان کی ان کو عوارہ سے بیان کیا اور ان سے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیں راستہ کی حالت میں بوسہ دیا کرتے تھے

نوٹ: امام مسلم کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث اصل اور سب سے عمدہ سند میں اور عربوں کے واسطے سے مانی لیکن عربوں کے واسطے سے مانی لیکن پہلے سند میں عربوں کے واسطے کا ذکر نہیں کیا اور دوسری میں اس کا ذکر کر دیا ہے

وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَكْتَنَ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ
لِللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيلُ فَيُؤْصِلُ فَقَالَ
يُخَيِّرُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي هَذَا يُخَيِّرُ فِي تَقْلِيدِ
أَحَبِّهِ فِي كِبَرِ سَلَمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
أَحَبُّهُ أَنَّ عُمَرَ وَهُوَ أَحَبُّهُ أَنَّ عَائِشَةَ
أَحَبُّهُ ثُمَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ يَسْتَبِيحُهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ

بروٹنی مساجد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان
فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں پر کھڑے
کے ساتھ اور یا لنگڑوں کے کھڑے کھڑے سے منع کر
دیا اور اس حدیث میں احمد بن زید نے کہا کہ اس حدیث سے
محمد بن علی سے احمد بن زید سے احمد بن زید سے احمد بن زید سے
اور انہوں نے احمد بن زید سے احمد بن زید سے احمد بن زید سے احمد بن زید سے

نوٹ: امام مسلم کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث عربوں سے براہ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں مانی بلکہ عربوں کے واسطے سے مانی لیکن پہلے سند میں عربوں کے واسطے کا ذکر نہیں کیا اور دوسری میں اس کا ذکر کر دیا ہے

وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي بَرَزِيَّةٍ يَتَشَبَّهُ بِبَرَزِيَّةٍ
وَفِيهَا دُكُونٌ مِنْهَا كَقَوْلِهِ يَتَشَبَّهُ بِبَرَزِيَّةٍ
كَأَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهُ مِنْ وَصْلَتِ قَوْلِهِ مِنْ قَبْلِ ابْنِ
كَثِيرٍ لِحَدِيثٍ وَكَرِهْنَاهُ ذَالِكُمْ لِيَعْلَمَ أَنَّ بَرَزِيَّةً
قَدْ سَمِعَهُ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يُدْرِكُ
فِيهِ نِيَمَةً قَدْ لَزِمَتْ لِاحْتِجَابِ فِي قَبْلِ قَوْلِهِ بِرَزِيَّةٍ

اس قسم کی روایات زیادہ بہت زیادہ سے لیکن
مقلد سند کے لیے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ چند
مثالیں بھی کافی ہیں کہ جن لوگوں کے نزدیک حدیث کے
غیر معتبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی حدیث کی سند میں نہ کہ
راویوں میں سے کسی ایک کا دوسرے سے سماع معلوم
نہ ہو کہ وہ حدیث مسلموں کے واسطے سے مانی لیکن پہلے سند میں عربوں کے واسطے کا ذکر نہیں کیا اور دوسری میں اس کا ذکر کر دیا ہے

مَنْ يَفْلَحْ لَهُ قَدْحَةٌ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ رُوحٍ عَنْهُ إِذَا قِيَسَ
بِشَجَرِ الْإِثْمِ فِي قَبْرِهِ ذُكُورًا سِتْمَاءً سَمًا
بَيْتًا مِنْ قَبْرِ عَيْنِ أَرْمِيَةٍ أَيْدِيَهُمْ تَقْلُوبًا
أَلَمْ تَبْهَرِ أَتَاهُ كَانَتْ تَهْذِقَاتُ كَيْزِيلُونَ
فِيهِمَا الْحَدِيثُ الرَّسَّارُ وَزَادَ كُرُؤُونَ مَنْ
تَسْمِعُونَ مِنْهُ وَتَارَاتٍ تَسْمَعُونَ فِيهِمَا وَ
يُسْتَعْدُونَ تَعْبِيرُ سَيِّ قَدَامَ مَا تَسْمِعُونَ
فِي خَيْرِ ذُنُوبٍ يَأْتُونَ قَبِيرِ الْتَوَسُّوْ
يَا لَتَقْمُونَ قَبِيرِ سَعِدُ ذُ كَمَا تَشْرَحُ حَتَّ
ذَلِكَ عَنْهُمْ

سے کا کردہ ایسی تمام روایات کو رد کر دیں جس میں مروی
کی مروی منہ سے سماح کی تصریح نہ ہو۔ حالانکہ جیسا کہ ہم بھی
ان مشاہد سے واضح کر چکے ہیں کہ کبھی تو سند حدیث کی
سند میں سے بعض روایوں کے ذکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور
حدیث کو بطور اسل بیان کرتے ہیں اور کبھی ان کا دل چاہتا
ہے تو حدیث کی نقل سے کسی طرح بیان کر دے جس
طرح غرض سے اپنے شیخ سے کئی ہوتی ہے۔ اور اگر
کسی سند میں اس سے کہ اسطرحوں سے اپنی شیخ کی
موجود کی ہیں شیخ شیخ سے روایت حدیث کی ہو بازیاہ
واسطوں سے روایت کی ہو یاں طور کر شیخ اس شیخ سے
روایت کی ہو تو اس تمام تفصیل کا ذکر کر دیتے ہیں۔ پہلی
مذمت اصطلاح حدیث میں متعدد اور درجہ ہی نزول کہلاتی
ہے سیدھی جیسا کہ ہم بھی مشاہدوں سے واضح کر چکے
ہیں۔

وَمَا عَدِمْنَا أَحَدًا مِنْ أَيْمَنَةِ شَيْبٍ
مَنْ يَسْتَعْمِلُ الْأَكْبَادَ وَيَتَقَدُّ صِغَةً
الْأَسَايِدَ وَسُقْمَهَا مَنْ سَوَّ شَجِيحًا يَ وَ
ابْنِ عَوْبٍ وَمَالِكِ بْنِ سَسٍ وَسُقْمًا يَ عَيْتَابَ
وَيَجِيئُ بِنِ سَعِيدِ الْقَطَّانِ وَتَبْدِ يَحْمَدِ بْنِ
مُهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُ عَنْ سَبِّ الْحَدِيثِ
قَلْبًا عَنْ مَوْئِدِهِ أَيْدِيَهُ فِي رَأْسَائِهِ
كَمَا دَعَاةُ شَرَفٍ وَغَدَاةُ حَوْثٍ مِنْ قَدَرٍ
وَأَشْمَاكَ كَانَتْ تَقْدَرُ مَنْ تَقْدَرُ مِنْهُمْ سَمَاءُ
رُؤَاةِ الْحَدِيثِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ عَنْهُمْ إِذَا كَانَ

مستافین میں سے نہ حدیث مثلاً ایوب سختیانی
ابن عون مالک بن انس شعب بن جراح کبھی اس سید قطان
مذہب میں نہ ہدی وہ بعد کے تمام محدثین کا ولیہ یہ حق
کہ درجہ حدیث بار کرتے ہیں سند کی خوب پھان ہیں
کرتے لیکن ہمارے علم میں ان میں سے کسی حدیث نے ہمیں
حدیث کے قبول کر سنے کے لیے مروی کے مروی منہ
سے سماح کی نید نہیں لگاں جس میں ان لوگوں نے یہ باطل
شرط عائد کی ہے ابھر مروی یہ دلیل کرنے میں مشہور
ہو اس سے ہمارے میں محدثین یہ تحقیق ضرور کرتے ہیں کہ
وہ جس شیخ کی طرف روایت کی نسبت کرنا سے فی الواقع اس

سلسلہ میں لباس کا منہ ہے شہید اگر ہاں حدیث کی اصطلاح میں تعدد میں اس عمل کو کہتے ہیں کہ وہی نے اپنے شیخ سے حدیث کی ہو اور کبھی
تہمت نہ لگنا اور مثلاً متہم الذنب مواس میں وہی روایت کو مقبول نہاتے کہ یہ اپنے شیخ سے شیخ کی حدیث کی نسبت کرتا ہے جس کی
بھی شہرت مرقی ہے تاکہ وہ اس میں سے پتہ مرکہ مروی سنے اس شیخ سے براہ راست حدیث کی سے۔ حالانکہ اس نے اس سے وہ
حدیث ہمیں مرقی ایسے راوی کو کہ اس حدیث کی روایت کرتا ہے کہ اس سے کہتے ہیں۔ سیدھی

الزَّائِدُ مِنْ حُرُوفٍ بِالنَّكَدِ لَيْسَ فِي الْحَدِيثِ
وَشَرَاهُ قِيَمَتُهُ يَنْحَلُونَ عَنْ سَمَاعِهِ
فِي رِوَايَتِهِ وَيَتَقَدُّونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَيْ
يَنْزَحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّشْدِيدِ قَدْ بَنَى
ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مَدَّ لَيْسَ عَلَى الْوَحْشِ الَّذِي
لَعَنَهُ مَنْ حَكَمَتْ قَوْلَهُ قَدْ سَمِعْنَا ذَلِكَ
عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمِعْتُمْ وَلَمْ تَسْمَعُوا مِنْ رِوَايَةٍ

شخص سے اس نے حدیث سنی ہے یا اس کی طرف سے
نسبت کر دیا ہے اور اصل میں کسی اور شخص سے حدیث
منحسب ہے۔ تاکہ حدیث کا مکمل تحقیق ہو جائے اور اگر لاف
مادی نے سند میں تدبیر کی ہو تو اس سند کا عیب ظاہر ہو
جائے لیکن جس شخص پر تدبیر کی نسبت نہ ہو اس کی سند اور
روایت کے بارے میں اس قسم کی تحقیق نہیں کیا کرتے کہ
روایت نے مروی سند سے سماع کیلئے یا نہیں۔ حدیث
کو قبل کرنے کے لیے ان لوگوں نے جو یہ باطل شرط
مانا کہ سب اس کا ذکر ہم نے فن حدیث کے کسی امام سے
نہیں سنا خواہ وہ ائمہ حدیث ہوں جن کا ذکر ہم پہلے کر
چکے ہیں یا ان کے علاوہ۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ عبد اللہ بن یزید انصاری
کم سن صحابی ہیں وہ حضرت حذیفہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ
سے حدیث روایت کرتے ہیں اس کے باوجود وہ
اپنی کسی روایت میں ان سے سماع کا ذکر نہیں کرتے اور
نہ ہی کسی روایت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن
یزید نے ان دونوں صحابیوں سے ملاقات کی ہو اور اہل علم
میں سے کسی شخص نے بھی عبد اللہ بن یزید کی روایت پر اس
وجہ سے اعتراض نہیں کیا کہ ان ۱۱ حذیفہ اور ابو مسعود
سے ملاقات اور سماع ثابت نہیں ہے اس وجہ سے ان
کی روایات ضعیف اور غیر معتبر ہیں اس کے برخلاف ہم سے
علم میں جس تعداد میں علم میں وہ سب ان کی سند کو قریب ترین
سانید میں سے شمار کرتے ہیں، ان کی روایات سے منہل
کرتے ہیں اور ان کے مقتضی پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ
ان لوگوں (امام بخاری اور علی بن مدینی) کے تحت روایت
کے مطابق یہ تمام روایات ضعیف اور غیر معتبر ہیں۔ اگر ہم
ان تمام امارات کا شمار کرنا شروع کریں جن کو تمام اہل علم
نے صحیح قرار دیا ہے اور وہ ان لوگوں کی مزیعہ شرط پر روایت
نہیں کرتے تو اس کے لیے ایک منجم کتاب درکار ہوگی۔

فِي ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ
تَلَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرَّرَ
عَنْ حَذِيفَةَ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ
عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثًا يُسَيِّدُهُ فِي شَيْءٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَاسٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمَا ذَكَرُوا
السَّمَاعَ مِنْهُمَا وَكَانَتْ فِي شَيْءٍ مِنْ رِوَايَاتِهِ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ كَانَ قَدْ حُدِّثَ بِمَا مَسْجُودٌ
بِحَدِيثٍ قَطْرًا وَلَا وَجَدْنَا ذَكَرًا لِرِوَايَتِهِ رِثَاءَهُمَا فِي
رِوَايَةِ بَعْضِنَاهَا وَنَحْنُ نَسْمَعُ عَنْ أَحَدٍ مِنْ هَذِهِ
الْعُلَمَاءِ مِمَّنْ مَعْنَى وَدَمَقْتُمْ ذَكَرْنَا أَنَّهُ طَعَنَ
فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ كَثِيرِينَ رَوَوْهَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ تَرِيذٍ عَنْ حَذِيفَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ بِضَعْفٍ
فِيهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا أَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ رَوَوْهَا مِنْ
أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ مِنْ صَحَّاحٍ لَاصِلِيٍّ وَكُونِيَّ
يَزِيدُ اسْتِغْنَالًا مَا تَلَّى بِهَا وَلَا حَرَجًا بِمَا أَتَتْ
مِنْ سُكْنٍ وَآثَارٍ وَهِيَ فِي رُشْدٍ مِنْ حَكِيمَةٍ قَوِيَّةٍ
مِنْ قَبْلِ وَاهِيَةٍ مُفْتَلِكَةٍ حَتَّى يُصِيبَ سَمَاعُ
الزَّائِدِ عَنْهُ دَوَى وَكَوْنُهُمَا كَمِثْرٍ وَخَبَرٍ

لِقَاعَا عِنْدَ أَهْلِ بَيْتِهِمْ مِمَّنْ يَنْبَغِي بِزَعْمِهِ
هَذَا الْقَائِلُ وَنُحْصِيهَا لَعَجْرُنَا عَنْ تَقْصِيصِ
ذِكْرِهَا وَأَخْصَارِهَا كُنْهَا وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ
مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَنَّا عَنْهُ مِنْهَا -

وَهَذَا أَبُو عُثْمَانَ التَّمِيمِيُّ وَأَبُو ذَرٍّ
الضَّائِعُ وَهُمَا مِمَّنْ أَذْرَكَ النُّجَاجِيَّةُ وَصَحْبًا فَتَحَات
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بُدْرِيِّينَ هُمَا
جَعْرًا وَقَلَّا عَنْهُمَا الْأَخْبَارُ حَتَّى سَرَّاهُ بِمِثْلِ رِجْلِي
مَرْيُومَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوَيْهِمَا قَدْ اسْتَدَّ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَنَحْنُ نَسْتَمِدُّ فِي رِوَايَةِ بَعْضِهَا عَنْهُمَا
عَائِنَا بَيْتًا أَوْ سَمِعَهُ مِنْهُ شَيْئًا -

وَاسْتَدَّ أَبُو قَتْمٍ وَشَيْبَانِي وَهُوَ مِمَّنْ
أَذْرَكَ النُّجَاجِيَّةُ وَكَانَ فِي رَمَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْلًا وَأَبُو مَعْنٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَجْدَةَ
كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْرُ بْنُ -

وَاسْتَدَّ حَبِيدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَكَمَةَ
رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا
وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ رَمَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

وَاسْتَدَّ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَدْ أَذْرَكَ
رَمَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي
مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَحْبَابٍ -

وَاسْتَدَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ رِجْلِي لَيْسِي وَقَدْ
حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحْبٍ عَلَيْهِمَا عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس کا یہ مقدمہ نقل نہیں ہے اس کے باوجود ہم یہ چاہتے
ہیں کہ بطور نمونہ کے ایسی متفق علیہ احادیث کی چند مثالیں
پیش کریں جو تمام اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں لیکن ان لوگوں
کی شرط کے مطابق وہ ضعیف اور نہ مستبر قرار پاتی ہیں۔

ابو عثمان ندی اور ابو ذریح صافح ہیں انھوں
نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور صحابہ کرام میں سے بہت سے
بدری صحابہ کی مجلس میں رہے، وہ ان سے احادیث
روایت کیں حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن
عمر سے بھی احادیث روایت کیں اور انھوں نے حضرت
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی احادیث روایت کی ہیں حالانکہ کسی روایت
سے ہمیں اس بات کا ثبوت نہیں مل سکا کہ انھوں نے
ابی بن کعب سے سنا کیا ہریان سے ملاقات کی ہو۔

دوسری مثل ابو عمرو شیبانی کی ہے۔ انھوں نے
جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے اور ابو ہریرہ
بن سجدہ ان دونوں میں سے ہر شخص نے حضرت ابو مسعود
انصاری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

تیسری مثال یہ ہے کہ ہبید بن غبر نے جو زمانہ
رسالت میں پیدا ہوئے تھے ام المؤمنین حضرت اسمہ
رضی اللہ عنہا کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
ایک حدیث روایت کی ہے۔

چوتھی مثال یہ ہے کہ قیس بن ابی حازم نے جنھوں
نے زمانہ رسالت پایا، ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے
واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین حدیثیں نقل
کی ہیں۔

پانچویں مثال یہ ہے کہ عبد الرحمن بن ابی ہریرہ
نے عمر بن الخطاب اور حضرت علی کا زمانہ پایا۔ حضرت انس
بن مالک کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

کتاب الایمان

ایمان کے لغوی معنی کی تفصیل و تحقیق | علامہ رافق اعظمی فرماتے ہیں:
ایمان امن سے ماخوذ ہے۔ درامن کا معنی ہے نفس کا مطمئن ہونا اور خوف کا زائل ہونا۔ امن... امانت، دسامان اصل میں معاہدہ ہے۔ امان انسان کی حالت امن کو کہتے ہیں، انسان کے پاس جو چیز حفاظت کے لیے رکھی جائے، اس کو امانت کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ
الرَّسُولَ وَخُفُوفَ مَنَافِكُمْ (نساء: ۲۵)
اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو
اور نہ اپنی ٹانگوں میں خیانت کرو۔

نیز قرآن مجید میں ہے:
أَنَا عَرْضْنَا أَمَانَةً عَلَى نَسَفُوتِ دَارِضِ
وَالْجِبَالِ (احزاب: ۷۲)
بے شک ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر
اپنی امانت پیش کی۔

اور قرآن مجید میں ہے:
وَمَنْ دَخَلَ كَانَ آمِنًا (نحر: ۹۷)
میں وہ دوزخ سے بے خوف ہو گیا، بارہ دنیا کی نصیحتوں سے بے خوف ہو گیا اس کا معنی ہے کہ حرم میں اس سے
تعامس یہ جائے گا نہ اس کو قتل کیا جائے گا۔
ایمان کا استعمال کسی شخص پر کیا جاتا ہے جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا
وہ علم اللہ کے پاس سے کر آئے، اس، سنتوں کے مطابق قرآن مجید کی یہ آیت ہے:
ان الذين آمنوا والذين هادوا اوالنصارى
والصابئين (بقرہ: ۶۲)
یہودی اور عیسائی اور صابئین۔

ایمان کے ساتھ اس شخص کو متصف کیا جاتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں داخل ہو ورنہ مالیک
وہ اللہ تعالیٰ کا احکام کی نجات کا اقرار کرتا ہو۔
اور کبھی ایمان کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد زمین کا یہ طور تصدیق حق کرنا اور قبول کرنا ہے اور

اس کا تحقق دل کے ماننے، زبان سے اقرار کرنے اور اعضاء کے عمل کرنے سے ہوتا ہے، اس اعتبار سے ایمان کا اطلاق قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَرَسُولِ اللَّهِ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ عِنْدَ رَبِّهِمْ هُمُ الْمُتَّقُونَ
اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے وہی اپنے رب کی بارگاہ میں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے رزق کا اجر اور نور ہے۔

تصدیق بالقلم، اقرار باللسان اور عمل بالاعمال میں سے ہر ایک پر ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تصدیق بالقلم پر ایمان کا اطلاق قرآن مجید کی اس آیت میں سے
أُولَٰئِكَ كُتِبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانُ
(مجادلہ، ۲۲)

دل میں مرن تصدیق مرقی ہے اس لیے اس آیت میں ایمان سے مراد مرن تصدیق سے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں بھی ایمان کا اطلاق تصدیق پر کیا گیا ہے:
وَمَا آتَتْ بِمَنْ مَّا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ
(یوسف، ۷۷)
اور اعمال ماکہ پر ایمان کا اطلاق سورہ مجید کی اس آیت میں ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ عَمَلَكُمْ
اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہاری تعمیل سے پہلے تمہاری سعی مرقی، نازوں کو ضائع کر دے۔
(بقرہ، ۱۸۳)

جب جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کے تعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں، اس کے رسولوں، قبضت اور سر میں چیز کو تقدیر کے ساتھ دالبتہ ماننا ایمان ہے، اس حدیث میں چھ چیزیں دل کے ماننے پر ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے، یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری مشہور کتابوں میں ہے۔

علامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:
ایمان تصدیق سے، حدیث بخاری نے ساس میں ہی پر مقتدر کیا ہے، اور اہل علم میں سے اہل لغت وغیرہ کا اسی پر اتفاق ہے، علامہ سعد بن تغلابی نے کہا ہے کہ ایمان کا حقیقی معنی تصدیق ہے، درکتوں میں لکھا ہے کہ کسی شخص پر ایمان لانے کا معنی یہ ہے کہ اس کو تکذیب سے مامون اور محفوظ رکھا جائے، بعض محققین نے کہا ہے کہ ایمان بمعنی تصدیق مرقی یہ بنفسہ متقدی ہوتا ہے، اور جب اس کا معنی ازمان (ماننا اور قبول کرنا) ہو تو لام کے ساتھ متقدی ہوتا ہے اللہ جب اس کا معنی اعتراف مرقی جس لام کے ساتھ متقدی ہوتا ہے، از مری نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے بندے کو جس امت پر ایمان بنایا ہے اس میں صدق کے ساتھ داخل ہونا ایمان ہے، اگر بندہ جس طرح زبان سے تصدیق کرتا ہے اسی طرح دل

وان محمد رسول الله واقام الصلوة وايتام
الزكوة وصيام رمضان وان تعطوا من المغنم
الخمس۔ (صحیح مسلم)

نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت
لاستحق نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ
اداکرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال خیریت سے
نفس ہانا کرنا۔

یہی حدیث میں ایمان اصل ایمان یا نفس ایمان کے معنی میں ہے اور اس دوسری حدیث میں ایمان، ایمان کامل کے معنی
میں ہے، اور جن احادیث میں عباد کی نفی سے ایمان کی نفی کی گئی ہے، ان میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے اور جن احادیث
میں مل کی نفی کے باوجود ایمان کا صحت کی گئی ہے اور جہت کی اشارت دی گئی ہے ان میں ایمان سے مراد نفس ایمان ہے۔
اس کی مثال یہ ہے:

لا یزنی الزانی حن بونی وهو مؤمن۔ جس وقت زانی نہ کرتا ہے اس وقت وہ مومن
نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں ایمان کامل کی نفی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات
على ذلك لا دخل الجنة قلت ان ربي و
سرق قال وان زني وان سرق۔
(صحیح مسلم)

سبب نفس نے بھی زانہ، اللہ کہا پھر کسی پر مر گیا وہ
جہنم میں داخل ہوا۔ چوری کی سزا آپ نے فرمایا خواہ اس نے
زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔

اس حدیث میں نفس ایمان مراد ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلافات لفظی ہے کیونکہ اس کا رجوع ایمان کی تفسیر کی طرف ہے اور ایمان کا کون
سامع منقول شرعی ہے اور کون سامع منقول مجاز ہے اس میں اختلاف ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس ایمان
کی وجہ سے روزے میں دفع سے نجات ملتی ہے وہ ایمان کامل ہے اس پر سب سے اتفاق ہے اور میں ایمان کی وجہ سے روزے کے غلو
سے نجات ملتی ہے وہ نفس ایمان ہے، اس میں اس سنت کا اتفاق ہے اور خارج اور مستزاد کا اس میں اختلاف ہے۔
حاصل بحث یہ ہے کہ سلف اور امام شافعی نے جو احادیث کو ایمان کی جرح کہی ہے اس ایمان سے مراد ایمان
کامل ہے نہ کہ نفس ایمان یا اصل ایمان مردہ اور عیب وہ کسی بے عمل یا بے عمل شخص پر مومن کا اطلاق کرتے ہیں تو اس
سے ان کی مراد نفس ایمان ہوتی ہے نہ کہ ایمان کامل وہ کہتے ہیں کہ اس شخص میں ہر چند کہ ایمان کامل نہیں ہے لیکن وہ
نفس ایمان کی وجہ سے نجات پا جائے گا۔

مومن ہونے کے لیے نقطہ جاننا کافی نہیں ہے بلکہ ماننا ضروری ہے | علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:
ایمان کی تعریف میں جو تعریفیں

بالعقب مغبر سے جس سے مرد علم معرفت اور ایمان میں سے جگہ جس سے مرد امتثال کی وحدانیت کو سب کو نہ وہ
نہی ملے اللہ تعالیٰ کے دوسرے نبوت کی تصدیق کرنا وہ آپ کو بخیر برحق امانت سے کہو کہ بعض کفار بھی حضرت محمد سے
اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتے تھے لیکن وہ مومن نہیں تھے۔ قصہ سید محمد میں ہے:

الذین آتینہم الكتاب يعرفونه كما
يعرفون آبائهم

(بقرہ ۱۴۶) یہی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۵۰ سال پہلے، انھوں نے لوگوں سے فرمایا:

قال لقد علمت ما تقول هؤلاء لا يب
السموات والارض بشاره او زلفه يا هؤلاء
مثمور۱۔

یہی سو دیکھو۔

اس سے معلوم ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ عزت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا کفار و کافروں کو علم
تھا، اس کے باوجود وہ کافر تھے اور وہ مومن نہیں تھے۔ یہ اس سے واضح ہو کہ ہان کے تحقق کے ساتھ نہایت جتنا
کافی نہیں ہے ماننا ضروری ہے، یہی اپنے قصہ و غبار سے لے کر ان طرف مدنی و مصوبہ کتب اللہ سے اس
کی وہی موفی خبروں میں صادق تسلیم کر دے۔

ایمان کی حقیقت میں فقط تصدیق کے متیر ہونے پر ایمان مجید سے استنباط
ابتداء میں

ذکر کیا تھا کہ متیقن کا سبب یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت فقط تصدیق، بالقب سے اس متیقن سے حسب ذیل دلیل
پیش کیے ہیں: قرآن میں ہے:

ادشك كتب في قلوبهم الایمان۔

فرما۔

(بجاولہ ۲۲)

قالوا امنا باحواءهم ولم تؤمن قلوبهم۔

(مائتہ ۴۱)

انھوں نے اپنے منہ سے کہا ہم ایمان لائے
ہیں، حالانکہ ان کے دل مومن نہیں۔

وہاں کے لوگوں سے مانع ہان سے آپ

رہا تم یہاں نہیں لائے بلکہ کہہ سہم نے ہمت کی

سے دراصل تک یہاں نبی سے دونوں میں، غل نہیں

ہوا۔

قالوا الاغراب امنا قل لم تؤمنوا

ولكن قولوا اسلمنا ولم ایدخل الایمان

في قلوبكم۔

(حجرات ۱۴)

۱۔ علامہ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ مثنوی ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۸۔ ۱۵۰۹۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۱۱۔ ۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳۔ ۱۵۱۴۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۱۶۔ ۱۵۱۷۔ ۱۵۱۸۔ ۱۵۱۹۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۲۔ ۱۵۲۳۔ ۱۵۲۴۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۲۶۔ ۱۵۲۷۔ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۳۱۔ ۱۵۳۲۔ ۱۵۳۳۔ ۱۵۳۴۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۳۶۔ ۱۵۳۷۔ ۱۵۳۸۔ ۱۵۳۹۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۱۔ ۱۵۴۲۔ ۱۵۴۳۔ ۱۵۴۴۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۴۶۔ ۱۵۴۷۔ ۱۵۴۸۔ ۱۵۴۹۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۵۱۔ ۱۵۵۲۔ ۱۵۵۳۔ ۱۵۵۴۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۵۶۔ ۱۵۵۷۔ ۱۵۵۸۔ ۱۵۵۹۔ ۱۵۶۰۔ ۱۵۶۱۔ ۱۵۶۲۔ ۱۵۶۳۔ ۱۵۶۴۔ ۱۵۶۵۔ ۱۵۶۶۔ ۱۵۶۷۔ ۱۵۶۸۔ ۱۵۶۹۔ ۱۵۷۰۔ ۱۵۷۱۔ ۱۵۷۲۔ ۱۵۷۳۔ ۱۵۷۴۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۷۶۔ ۱۵۷۷۔ ۱۵۷۸۔ ۱۵۷۹۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۸۱۔ ۱۵۸۲۔ ۱۵۸۳۔ ۱۵۸۴۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۸۶۔ ۱۵۸۷۔ ۱۵۸۸۔ ۱۵۸۹۔ ۱۵۹۰۔ ۱۵۹۱۔ ۱۵۹۲۔ ۱۵۹۳۔ ۱۵۹۴۔ ۱۵۹۵۔ ۱۵۹۶۔ ۱۵۹۷۔ ۱۵۹۸۔ ۱۵۹۹۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۰۱۔ ۱۶۰۲۔ ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۴۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۰۶۔ ۱۶۰۷۔ ۱۶۰۸۔ ۱۶۰۹۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۱۱۔ ۱۶۱۲۔ ۱۶۱۳۔ ۱۶۱۴۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۱۶۔ ۱۶۱۷۔ ۱۶۱۸۔ ۱۶۱۹۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۲۱۔ ۱۶۲۲۔ ۱۶۲۳۔ ۱۶۲۴۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۲۶۔ ۱۶۲۷۔ ۱۶۲۸۔ ۱۶۲۹۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۳۱۔ ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۳۔ ۱۶۳۴۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۳۶۔ ۱۶۳۷۔ ۱۶۳۸۔ ۱۶۳۹۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۴۱۔ ۱۶۴۲۔ ۱۶۴۳۔ ۱۶۴۴۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۴۶۔ ۱۶۴۷۔ ۱۶۴۸۔ ۱۶۴۹۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۵۱۔ ۱۶۵۲۔ ۱۶۵۳۔ ۱۶۵۴۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۵۶۔ ۱۶۵۷۔ ۱۶۵۸۔ ۱۶۵۹۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۶۱۔ ۱۶۶۲۔ ۱۶۶۳۔ ۱۶۶۴۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۶۶۔ ۱۶۶۷۔ ۱۶۶۸۔ ۱۶۶۹۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۷۱۔ ۱۶۷۲۔ ۱۶۷۳۔ ۱۶۷۴۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۷۶۔ ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۸۔ ۱۶۷۹۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۸۱۔ ۱۶۸۲۔ ۱۶۸۳۔ ۱۶۸۴۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۸۶۔ ۱۶۸۷۔ ۱۶۸۸۔ ۱۶۸۹۔ ۱۶۹۰۔ ۱۶۹۱۔ ۱۶۹۲۔ ۱۶۹۳۔ ۱۶۹۴۔ ۱۶۹۵۔ ۱۶۹۶۔ ۱۶۹۷۔ ۱۶۹۸۔ ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۰۱۔ ۱۷۰۲۔ ۱۷۰۳۔ ۱۷۰۴۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۰۶۔ ۱۷۰۷۔ ۱۷۰۸۔ ۱۷۰۹۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۱۱۔ ۱۷۱۲۔ ۱۷۱۳۔ ۱۷۱۴۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۱۶۔ ۱۷۱۷۔ ۱۷۱۸۔ ۱۷۱۹۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۲۱۔

ظَلَمًا وَلَا هَفْيًا - (طہ ۱۱۳)

و صلحو ذات بینکھ واطیعوا اللہ ورسولہ

ار کنتھ مؤمنین - (انفال ۱)

قرآن مجید میں مرکب کبیر پر بھی مومن کا اطلاق کیا گیا ہے اگر نیک اعمال ایمان کی جڑ ہوتے تو معصیت کبیرہ کرنے والے پر مومن کا اطلاق نہ کیا جاتا

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی - (بقرہ ۱۷۸)

تصا من قاتل پر فرض کیا جاتا ہے اور اس آیت میں ناکہ پر مومن کا اطلاق کیا گیا ہے اور قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے

وان کا ثقتان من المؤمنین قتلوا فاصلحو بینہما - (احقوت ۹)

جب دو جہادیں قاتل کریں گی تو ان میں سے ایک حق پر اور دوسری باطل پر ہوگی اور اس آیت میں دونوں جہادوں پر مومن کا اطلاق کیا گیا ہے

وقد یوای اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون - (ہود ۲۱)

تو یہ معصیت پر واجب ہوتی ہے اس آیت میں مومن کو توبہ کا حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معصیت ایمان کے منافی نہیں ہے اور سنی بھی یہ ہے

یا ایہا الذین امنوا التوبہ لی اللہ توبۃ نصوحاً - (توبہ ۸۰)

ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر قرآن مجید استنباط کرتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی موقی سے وہ قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہیں:

و اذا قلت علیہ انہ ردہ بہما - (نفاذ ۲۰)

واذا ما نزلت سورۃ فمتھم من یقولون ایکم زادہ ایماناً فیما الدین امنوا فزادتم ایماناً وہم یستبشرون (توبہ ۱۲۳)

الذین قال لھما الناس ان الناس قد جمعوا لکم فخشوہم فزادھم ایماناً

۱۰۳

قرآن کو ظلم کا خوف ہو گا نہ کسی نقصان کا

اور اپنے بائیں معاملات درست رکھو اور اللہ

اور اس کے رسول کا حکم مانو، یہ بشرطیکہ تم مومن ہو

قرآن مجید میں مرکب کبیر پر بھی مومن کا اطلاق کیا گیا ہے اگر نیک اعمال ایمان کی جڑ ہوتے تو معصیت کبیرہ کرنے

سے ایمان والو اہم پر ان کا بدلہ لیں کیا گیا ہے جن کو ناحق قتل کیا گیا ہے

تصا من قاتل پر فرض کیا جاتا ہے اور اس آیت میں ناکہ پر مومن کا اطلاق کیا گیا ہے اور قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے

گر ایمان والوں کی دو جہادیں آپس میں قاتل کرنا تو ان میں صبیح کو در

جب دو جہادیں قاتل کریں گی تو ان میں سے ایک حق پر اور دوسری باطل پر ہوگی اور اس آیت میں دونوں جہادوں پر مومن کا اطلاق کیا گیا ہے

اسے مومن اہم سب اللہ کی طرف توبہ کرو

تو یہ معصیت پر واجب ہوتی ہے اس آیت میں مومن کو توبہ کا حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معصیت ایمان کے منافی نہیں ہے اور سنی بھی یہ ہے

ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر قرآن مجید استنباط کرتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی موقی سے وہ قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہیں:

و اذا قلت علیہ انہ ردہ بہما - (نفاذ ۲۰)

واذا ما نزلت سورۃ فمتھم من یقولون ایکم زادہ ایماناً فیما الدین امنوا فزادتم ایماناً وہم یستبشرون (توبہ ۱۲۳)

الذین قال لھما الناس ان الناس قد جمعوا لکم فخشوہم فزادھم ایماناً

۱۰۳

۱۰۳

وَلَسَاءَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَادَقُوا الْأَيْمَانَ

(احزاب: ۲۲)

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

(محمد: ۱۷)

انهم فتيحة امنوا ببرهم وزد منهم هدى

(کہف: ۱۳)

ويزيد الله الدين اهتدوا هدى

(مريم: ۷۱)

وما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين

كفروا ليستيقن الذين اوتوا الكتاب ويزود
الذين امنوا ايماناً

۱ صد ثر ۳۱۰

هو الذي اقول المكينة في قلوب المؤمنين

ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم

(نوح: ۳)

اور جب مسلمانوں نے دکاؤں کے شکر دیکھے
(قر) کہنے لگے یہ وہ ہے جس کا اقدار اس کے رسول
نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے
سچ فرمایا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اسلام اور
زیادہ ہی ہوا۔

اور جن لوگوں نے ہدایت کو قبول کیا اللہ نے ان
کی ہدایت کو روزِ زیادہ کر دیا۔

بے شک کچھ جہان اپنے رب پر بہانہ لائے
اور محمد نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا۔

اور جن لوگوں نے ہدایت پائی، اللہ ان کی ہدایت
کو زیادہ کر دیتا ہے۔

اور ہم نے (روزِ عکس) فرشتوں کی تعداد صرف
اس لیے مقرر کی ہے کہ کافروں کی آزمائش ہو۔ اہل کتاب
یقین کر لیں اور ایمان والوں کا ایمان اور زیادہ ہو
جائے۔

وہی ذات ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں
میں سکون پیدا فرمایا تاکہ ان کے ایمان میں اور ایمان
کی زیادتی ہو۔

ایمان میں کمی اور زیادتی کے ثبوت پر احادیث سے استشہاد

داخل ہیں اور ایمان میں کمی اور زیادتی مرقی ہے، انھوں نے بکثرت احادیث سے استدلال کیا ہے، جن میں سے
بعض احادیث یہ ہیں:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و

سلم قال الایمان بضعة وستون شعبۃ والحبیاء
شعبۃ من الایمان ر ۱۷

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کے ساٹھ اور
کچھ حصے ہیں، اور احیاء میں ایمان کا ایک حصہ ہے۔
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے

دلائل کا یہ تقاضا ہے کہ ایمان کی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے۔ ان سے مراد ایمان کامل ہے جس میں اعمال داخل ہیں۔ بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ ایمان کی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے، خواہ ایمان تصدیق اور اعمال کا مجموعہ ہو یا فقط تصدیق کا نام ہی کیونکہ تصدیق یا تقبیل وہ اعتقاد جازم ہے جو قوت اور ضعف کو قبول کرتا ہے، کیونکہ جس شخص کو ہم قریب سے دیکھتے ہیں اس کی ہمیں اس سے زیادہ تصدیق ہوتی ہے جس کو ہم دُور سے دیکھتے ہیں۔

بعض محققین نے یہ کہا کہ حق یہ ہے کہ تصدیق و وجہوں سے کمی اور زیادتی کو قبول کرتی ہے، یہی وجہ تریہ ہے کہ تصدیق کیفیت نفسانیہ ہے، جیسے غشی، غم اور غصہ وغیرہ کیفیات نفسانیہ ہیں اور ان میں قوت و ضعف اور کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اسی طرح تصدیق میں بھی کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام افراد امت کا ایمان برابر ہو اور یہ جہاں باطل سے اور دوسری وجہ ہے تصدیق تفصیل، کیونکہ انسان کو جس چیز کے متعلق علم مرتا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کسے کرتے ہیں، اس کا ایمان اس کے ساتھ مستحق ہوتا جلدیگا اور ایمان زیادہ ہوتا جائے گا۔

بعض علماء نے اس کی تفصیل میں یہ کہا ہے کہ پہلے انسان، جالی طور پر تمام شریعت پر ایمان لاتا ہے، پھر جیسے جیسے اس کو احکام شریعت کی تفصیل کا علم مرتا جاتا ہے وہ ان سب پر ایمان لاتا جاتا ہے اور یوں اس کا ایمان بڑا ہوتا جاتا ہے، اور بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ زیادہ حور و فکر کرنے اور کثرت دلائل سے ایمان زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صدیقین اور علماء راسخین کا ایمان دوسروں کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تشکیک اور منہ لطفہ آفرینی سے ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوتا۔

ایمان کی تعریف میں معتزلہ کے دلائل کے جوابات | معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ مصیبت کے ارتکاب سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا اور ان کے نزدیک اس کو دائما دوزخ میں مذاب ہوتا ہے۔

وہ قرآن مجید کی ان آیات سے، استدلال کرتے ہیں:

ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاءہ ۴
جہنم خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنتہ
وواعدہ عذاباً عظیماً۔
جو شخص کسی مومن کو عمدتاً قتل کرے تو وہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس کو جہنم سے دُور کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

۱ نسخہ ۹۳۰

معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل کے ارتکاب پر دوزخ کے دائمی مذاب کی طید سنائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے، اس دلیل کے حسب ذیل جوابات ہیں:

(۱)۔ یہ آیت ایک شخص مقیس بن ضبابہ کنانی کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اسلام کے بعد مرتد ہو گیا اور اس نے بوفہ کے

بیت مسلمان شخص کو قتل کر دیا تھا۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۵)

(۲)۔ یہ آیت عام مخصوص عند بعض ہے، یعنی اگر کسی کافر نے مسلمان کو قتل کر دیا تو اس کی سزا دوزخ میں دائمی عذاب، اللہ کا غضب، اس کی لعنت اور عذاب عظیم ہے۔

(۳)۔ جب مشفق پر حکم دیا جائے تو اس کا مبداء، اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے، یعنی جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور قتل کی علت مومن کا ایمان تھی، اور اس نے اس کے مسلمان اور مومن ہونے کے سبب سے اس کو قتل کیا اور جو اس وجہ سے کسی مومن کو قتل کرے گا زورہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا دائمی عذاب ہی ہے۔

(۴)۔ اگر کسی مسلمان نے مومن کو قتل کیا ہے تو وہ بھی دائمی عذاب کا مستحق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما کر اس کی سزا کم کر دے گا یا بالکل مانت کر دے گا۔

(۵)۔ مثلاً کامنی ہے مستحق یعنی جس شخص نے حلال کچھ کر کسی مسلمان کو قتل کیا، اس کی سزا دائمی عذاب ہے کیونکہ حرم کو حلال بنانے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

(۶)۔ غلو سے زیادہ کٹاؤیل ہے، یعنی وہ زیادہ عرصہ تک جہنم میں رہے گا۔

(۷)۔ یہ آیت انشاء عجب پر محمول ہے، یعنی زبرد قویح اور ڈرانے کے لیے اس طرح فرمایا ہے۔

(۸)۔ اس آیت کے بعد ایک قید محذوف ہے، یعنی اگر میں اس قاتل کو معاف نہ کروں تو اس کو دائمی عذاب دوں گا اسی کو خلف و بعد کے جواز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شرح صحیح مسلم بعد سابق کے آخر میں ہم نے اس آیت کی زیادہ تفصیل اور تحقیق کی ہے۔

مستزاد کی دوسری دلیل یہ آیت ہے:

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ
يَدْخُلْهُ نَارَ آخِالٍ أَفِئَةٍ وَلَسَّ عَذَابٌ
مُهِينٌ۔

جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرے اور اس کی رقام، حدود سے تجاوز نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

(نساء، ۴)

اس آیت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اس شخص کو دائمی عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جو جمیع حدود سے تجاوز کرے اور جمیع حدود میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت بھی داخل ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دائمی عذاب کا مستحق ہوگا۔

پہلی آیت سے استدلال کے جواب میں جو جوابات دیے گئے ہیں وہ بھی اس آیت کے جواب میں جاری ہو جائیں گے۔

مستزاد کی تیسری دلیل یہ آیت ہے:

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ غَظِيبَتُهُ
فَادْخُلْنَاكَ النَّارَ مَعَ الصَّاحِبِ۔ (بقرہ ۸۱)

کیوں نہیں، میں نے بُرائی کی، اور اس کو اس کے گناہوں نے گیر لیا تو وہی لوگ دوزخ میں ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت سے استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں:

(۱)۔ یہ آیت یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی ہے جیسے کہ ہم کو صرف چند روز و زمر کا غذاب ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا وہ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲)۔ اس آیت میں اعطاء سے یہ مراد ہے کہ بڑائی اس کے ظاہر اور باطن کا مکمل احاطہ کرے، حتیٰ کہ اس کے دل میں تصدیق سے ذہان پر اقرار رہے، تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا اور اس کو جہنم میں دائمی مذاب ہو گا۔ اس آیت سے استدلال کے جواب میں پہلے آیت کے جوابات بھی جاری ہوں گے۔

ان تینوں آیات سے استدلال کے جواب میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آیات، ان آیات سے معارض ہیں جن میں مومنین کو جنت میں دائمی ثواب کی بشارت دی گئی ہے اور رفع تعارض کے لیے یہ کہا جائے گا کہ آیات وحید میں خلوص بمعنی کثرت طویل ہے۔ دائمی ثواب کی بشارت کی بعض آیات یہ ہیں:

وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها و
منكن طيبة في جنت عدن۔
(توبہ ۴۱)

ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات
كانت لهم جنت الفردوس موراها خالدين
فيها لا يبغون عنها حولا۔
(کہف ۱۰۷، ۱۰۸)

اس طرح کی اور بہت سی آیات میں جن میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جنت میں دوام کی بشارت دی ہے اور اگر صاحب کبیرہ مومنین کو دائمی مذاب دیا جائے تو ان آیات میں تعارض لازم آئے گا اس لیے تعارض دور کرنے کے لیے یہ کہا جائے گا کہ جن آیات میں صاحب کبیرہ کو دائمی مذاب کی وعید سنائی گئی ہے وہ انشاء و تخیل پر محمول ہیں، تاکہ ان آیات میں تطبیق ہو، اگر اعتراض کیا جائے کہ تعارض دفع کرنے کی یہ صورت بھی برسرِ کتب ہے کہ جن آیات میں مومنین کو دائمی ثواب کی بشارت دی گئی ہے ان کو انشاء و تزیین پر محمول کر دیا جائے اور جن آیات میں صاحب کبیرہ کو دائمی مذاب کی وعید سنائی گئی ہے ان کو اپنے ظاہر پر برقرار رکھا جائے اس طرح تطبیق بھی ہو جائے گی اور متزلزلہ کا مذہب بھی ثابت رہے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب انعام کا وعدہ کرے تو اس کے خلاف نہیں کرتا اور جب سزا کی وعید سنائے تو معاف کر دیتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق یہی ہے کہ وعدہ کی آیات کو پورا کرے اور گنہگاروں کو معاف کرے و وعدہ کی آیات کا بظاہر خلاف کرے۔ ہماری تقریر کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عثمان قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من مات وهو يعلم انه لا اله الا الله
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس حال میں مرا کہ

سے غاصب ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

ایمان کی تعریف میں غوارج کے دلائل کے جوابات | غوارج کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے گناہ کا ارتکاب کیا وہ کافر ہے خواہ وہ گناہ صغیرہ

ہو یا کبیرہ، ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ھو الکافرون۔ (مائدہ ۴۵)
اور جو اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق
نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اس دلیل کے جوابات حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ اس آیت میں حکم ذکر کرنے سے مراد تصدیق نہ کرنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی تصدیق نہ کرنا ہے۔

(۲)۔ جو بظور استہانت اور توہین اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہ کرے وہ کافر ہے۔

(۳)۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرے، حتیٰ کہ اس پر ایمان بھی نہ لائے وہ بلاشبہ کافر ہے۔

(۴)۔ یہ آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے، اور ما انزل اللہ سے مراد توہیات سے، اور سیاق کا تعلق مزید سے کہ جس شخص نے توہیات کے حکم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کی اور زانی کو رحم کرنے سے انکار کیا وہ کافر ہے۔

غوارج نے حسب ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا ہے:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ نہ سمعہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس من
رجل ادعی لغير ابیہ وھو یعلمہ ان کفر
ومن ادعی ما لیس لہ فلیس ما ولیتہ
مقعدہ من النار ومن دعا رجلا بالكفر
او قال عدو اللہ و لیس کذبت للاحار
علیہ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا،
جس شخص نے ہم کے باوجود کسی غیر کی طرف، پناہ سبب
کیا وہ کافر ہو جائے گا، اور جس شخص نے غیر کے مال کا دھوکا
کھا وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا
بنائے اور جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کافر یا دشمن
کہا جب کہ وہ یہ نہ ہو تو وہ کفر اس کی طرف لوٹ آئیگا۔
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان اور شرک
اور کفر کے درمیان نماز کے ترک کا فرق ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لوجل و بین الشریک
والکفر تولد الصلوة۔

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیربستی، ۲۶۰، صحیح مسلم ج ۱، ۵، مطبوعہ دار الفکر، ۱۳۵۰ھ

۲۔ " " "

۳۔ صحیح مسلم ج ۱، ۱۶۱، " " "

(۱)۔ ان احادیث میں معصیت کے ارتکاب پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے، اور ان کے چند جملات ہیں:۔
(۱)۔ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے نماز کو ترک کرے، یا اپنا نسب غیر کی طرف باز سمجھ کر منسوب کرے

وہ کافر ہے۔

(۲)۔ جو شخص بطور استہانت معصیت کا ارتکاب کرے۔

(۳)۔ ان احادیث میں کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے، وہ کفر نہیں ہے جو ایمان کے مقابلہ میں ہے۔

(۴)۔ مرکب معصیت کو بطور تقلید اور تہدید کفر کہا گیا ہے۔

(۵)۔ ایسا شخص کفر کے قریب ہے۔

سار اہل سنت جو یہ کہتے ہیں کہ مومن کی معصیت مغیرہ ہو یا کبیرہ وہ معصیت کی وجہ سے ایمان سے خارج ہوتا ہے، نہ کفر میں داخل ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے شرک کے سوا ہر معصیت لائقِ ممان ہے۔

ان الله لا یغفر ان یتشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

ہے شک اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور جو اس سے کم ہو اس کو معاف کر دیتا ہے جس کے لیے چاہے۔

(نساء: ۱۰۰)

اس آیت کی تائید اس حدیث میں ہے، امام مسلم روایت کرتے ہیں،

عن النسر بن مالک ان بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعاذ بن جبل ردیفہ علی الرجل فقال یا معاذ قال لیسک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لیسک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لیسک یا رسول اللہ وسعدیک قال ما من عبد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله الا حرم ما للہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بها فیستبشروا فقال اذن یشکلوا فانا خبر بها معاذ عند موته تائشما۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کبارے میں تشریف فرما تھے اور حضرت معاذ بن جبل ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اے معاذ، انھوں نے کہا لیسک یا رسول اللہ، میں حاضر ہوں، آپ سے فرمایا، اے معاذ! انھوں نے کہا لیسک یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا لیسک یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ سے فرمایا عرض میں یہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر وعدہ حرم کر دے گا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں گواہ کو اس کی خبر دوں جس سے وہ خوش ہوں؟ آپ سے فرمایا پھر رگہ اسی پر اعتماد کر لیں گے! پھر حضرت معاذ سے (معلم کو چھپانے کے، گناہ سے بچنے کے لیے موت سے

پہلے اس کی خبر دے دیا۔

ایمان کی تعریف میں مرحلہ کے دلائل کے جوابات | مرحلہ کا یہ نظریہ سب سے کہ ایمان لانے کے بعد مصیبت سے کوئی ضرر نہیں ہوتا، اور ہر مومن بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا، خواہ اس نے کتنے ہی گناہ کیے ہوں، ان کی دلیل یہ ہے کہ دوزخ میں دخول ذلت کا موجب ہے، اور مومن کو اللہ تعالیٰ ذیل نہیں کرے گا، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دوزخ میں داخل نہیں کرے گا، دوزخ میں دخول ذلت کا موجب ہے، اس پر دلیل یہ آیت ہے:

مَهِنًا أَدْخَلَكَ مِنْ تَحْتِ الْأَنْفَارِ فَقَدْ خَضِيقَتْهُ - (آل عمران ۱۹۳)

اور مومن کو اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرے گا، اس پر دلیل یہ آیت ہے:

يَوْمَ لَا يَخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا - (تحریم ۸۰)

جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو رسوا کرے گا، ان لوگوں کو جس کے ساتھ ایمان لائے۔

اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ مطلقاً دوزخ میں داخل نہ ہونا ذلت اور رسوائی کا سبب نہیں ہے، بلکہ دائمی دخول ذلت کا سبب ہے اور گناہ گار مومن کا دوزخ میں دائمی دخول ہو گا، وہ بھی نظیر کے لیے ہو گا تاکہ وہ جنت میں جانے کے اہل ہو جائیں، ان کے لیے دوزخ میں دخول ذلت اس وقت ہوتا جب ان کو صاف دکھایا جاتا ہے کہ وہ دوزخ سے نکلانہ جاتا اور جس آیت میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو رسوا نہیں کرے گا، وہاں یہ قید ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ایمان لائے والوں کو رسوا نہیں کرے گا، مطلقاً مومنوں کے لیے یہ نہیں فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے والے حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تو دوزخ کے عذاب سے بالکل محفوظ رہنے کی فرید

حضرات صحابہ کرام کے لیے ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

ما سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا مِنَ الْمُصَلِّينَ ۚ وَلَوْ أَنَّا نَعْمُ الْمُسْكِينُ ۚ

(مداثر ۴۳-۴۲)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۚ الَّذِي جُمِعَ مَا لَا يُعَدُّدُهُ ۚ يَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَةٌ ۚ كَلَّا ۚ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۚ نَارُ اللَّهِ الْمَوْقُودَةُ ۚ الَّتِي تَطْلَعُ عَلَى الْأَقْيَدَةِ ۚ

أَنهَآ عَلَيْهِمْ مَوْجُودَةٌ ۚ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۚ

(سورة البقرة)

ہر طعنہ دینے والے اور غیبت کرنے والے کے لیے تباہی ہے، جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال (دنیا میں) اسے

بیشمار لگندہ رکھے گا، ہرگز نہیں! وہ ضرور چور چور کر دینے والی میں پھینک دیا جائے گا اور آپ کیا

سمجھے، چور چور کر دینے والی کیا چیز ہے؟ یہ اللہ کی آگ ہے، بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر چڑھ جائے گی

(۳)۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایمان کے دو جز ہیں، اقرار اور تصدیق، لیکن اگر اس کے وقت ذکر ساتھ ہو سکتا ہے۔

(۴)۔ اثر نکاح اور محدثین کے نزدیک ایمان کے تین جز ہیں تصدیق، اقرار اور اعمال صالحہ لیکن ایمان کے ترک کرنے سے انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ورنہ کفر میں داخل ہوتا ہے۔ بلکہ فاسق ہوتا ہے۔ (۵)۔ معتزلہ میں سے واصل بن عطاء، ابو البزلی اور قاضی عہد الجبار کا یہ نظریہ ہے کہ تصدیق، اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور اعمال میں واجب اور مستحب و داخل میں اور عمل کے ترک کر سنا انسان میں سے نکل جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ عمل کی نفی سے وہ ایمان سے خارج ہو گا اور واجب ذکر کرنے کا دوسرے مکفر میں داخل نہیں ہوا۔

(۶)۔ ابو علی جبائی معتزلی اور ابو ہاشم معتزلی کا یہ مسلک ہے کہ فقط ایمان واجب کا نام ایمان ہے۔ باقی تمہیل واجب سابق ہے۔

(۷)۔ نظام معتزلی کا مذہب ہے جس کام پر جدید ہے اس کے ترک کرے کا نام ایمان ہے۔ (۸)۔ غار ج کا مذہب ہے تصدیق، اقرار اور اعمال کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور انسان تمہیل کے رنگاب سے کافر ہو جاتا ہے خواہ تمہیل صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

(۹)۔ کزاییہ کا یہ قول ہے کہ فقط ایمان سے قرار کرتا ایمان ہے۔ (۱۰)۔ جیلان بن مسلم دمشقی، در فضل توحشی کا یہ نظریہ ہے کہ اقرار بہ شرط معرفت کا نام ایمان ہے۔ (۱۱)۔ جہم بن صفوان کا یہ نظریہ ہے کہ فقط معرفت بالقول کا نام ایمان ہے۔ (۱۲)۔ مرجئہ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

لازمہ والدین یعنی مکھے میں۔

آیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ایک بحث یہ ہے کہ آیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ لغت میں اسلام کا معنی ہے انقیاد و اطاعت اور ایمان کا معنی ہے تسلیم کرنا۔ اور اسلام کا تشریحی معنی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر اللہ کی اطاعت کرنا۔ کھڑی بات یہ ہے کہ جو جہات پر عمل کرنا اور منعمات کو ترک کرنا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے اسلام کو مان کر اللہ کی اطاعت کرنا اور اللہ کے ساتھ کھڑے رہنا کہ وہ شریک نہ کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ مفروضہ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اسلام کا حلاق دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں دین بیرونی، دین نصرائیت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الدین عند الله الاسلام، ان عر۔

اور یہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ذاق طعم الاسلام من دعى بالله رسا و
ان با اس نے اسلام کا ذوق چکھ لیا۔

پھر اس میں مدد کا اختلاف ہے، محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام متضاد نہیں اور یہی صحیح ہے۔ اور بعض محدثین، متکلمین اور جمہور معتزلیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام شرعاً مترادف ہیں، علامہ غزالی نے کہا ایمان اور اسلام مطلقاً متضاد یا متضاد نہیں ہیں، کیونکہ مسلم بعض اوقات مسلم ہوتا ہے، اور بعض اوقات مسلم نہیں ہوتا، (یعنی بعض اوقات اسلام کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور بعض اوقات نہیں کرتا) اور مومن مروت مومن ہوتا ہے، یعنی ہر وقت انقیاد باطن کرتا ہے، لہذا ہر مسلم مومن ہوتا ہے اور ہر مومن مسلم نہیں ہوتا۔

ایمان کی اصل تصدیق ہے۔ اور اسلام کی اصل استقامت اور انقیاد و طاعت ہے۔ بسا اوقات انسان ظاہر میں طاعت گزار ہوتا ہے اور باطن میں اطاعت گزار نہیں ہوتا اور کبھی باطن میں صادق ہوتا ہے اور ظاہر میں طاعت گزار نہیں ہوتا۔ اس کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، جیسا کہ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر کی ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ان میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ کبھی ایمان بغیر اسلام کے ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص کسی پیدائش پر اپنی عقل سے اللہ کی معرفت حاصل کرے اور کسی نبی کی دعوت پہنچنے سے پہلے، اللہ کی وجہ، اس کی وعدت و وعاس کی تمام صفات کی تصدیق کرے اسی طرح کوئی شخص نام و روایات دین پر ایمان لے لے کر آئے اور اقرار اور عمل کرنے سے پہلے، چنانچہ مروجہ قویہ مومن ہے اور مسلم نہیں ہے، کیونکہ اس نے باطنی اطاعت کی اور ظاہری اطاعت نہیں کی، اور منافقین ظاہری اطاعت کرتے تھے اور باطنی اطاعت نہیں کرتے تھے تو وہ مسلم تھے مومن نہیں تھے درحقیقت کلام، ایمان اور اسلام میں ایک مادہ اجتماعی و دروداد سے لفظی ہیں۔ علامہ غزالی کا ایمان و اسلام کو متضاد قرار دینا صحیح نہیں ہے تحقیق یہ ہے کہ ایمان و اسلام مفہوماً متضاد اور معصداً متحد ہیں۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

ایمان اور اسلام واحد ہیں، کیونکہ اسلام شمول اور انقیاد ہے، یعنی احکام کو قبول کرنا اور ماننا، اور ایمان کی حقیقت ہے، اور اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ملتی ہے:

فاخو جن آمن کما فیہا من المؤمنین واما
وحداناً فیہا غیر بدیت من محمدین۔
(سورہ کوثر، آیت ۲-۱)

اگر اسلام، ایمان کا غیر ہوتا تو اس آیت میں مومنین سے مسلمانوں کا استثناء صحیح نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ فلاں شخص مومن ہے اور مسلم نہیں ہے یا مسلم ہے اور مومن نہیں ہے، ایمان و اسلام کے اتحاد سے ہماری یہی مراد ہے، لیکن ان دونوں کا مصداق واحد ہے خواہ مفہوم متضاد ہو (م) اور متضاد کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کو مصداق کے لحاظ سے واحد اور مفہوم کے لحاظ سے

سے متاثر مانتے ہیں جیسا کہ کفار یہ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خیروں اس کے ادا اور تو اس کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے اور انقیاد اور خضوع (اطاعت) کا نام اسلام ہے، اور جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے ادا اور فراہمی کی تصدیق نہیں کرے گا، انقیاد مستحق نہیں ہوگا، اس لیے ایمان اسلام سے مصدق کے لحاظ سے الگ نہیں ہوتا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید میں ہے:

قَالَتِ الْاَهْوَابُ اِمْنًا قُلْ لِمَ تَوَثَّنُوْا وَلٰكِنْ

قُولُوا اِسْلَمْنَا۔ (حجرات: ۱۴) دہاتیوں نے کہا ہم ایمان لانے آ رہے ہیں تم کیا نہیں لائے ہوں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے (طبیعی ہونے ہیں)۔ اس آیت میں ایمان کے بغیر اسلام کے تحقق کی تصریح ہے، ہم اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ نہ نیت میں جو اسلام مستحب ہے وہ ایمان کے بغیر تحقق نہیں ہوتا، اور اس آیت میں اسلام کا شرعی معنی مراد نہیں ہے بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی تم ظاہری اطاعت کر رہے ہو بالظنی اطاعت نہیں کر رہے، جیسے کوئی شخص بغیر تصدیق کے طرہات پڑھ لے۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

الاسلام ان تشہدان لا الہ الا اللہ وان
محمد رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتزوٰی
الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت
ان استطعت الیہ سبیلاً۔
(بخاری و مسلم)

اسلام یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی
عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور
زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور اگر تم کو
استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔

اس حدیث میں یہ وہی ہے کہ اسلام اعمال کا نام ہے نہ کہ تصدیق قلبی کا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث
میں اسلام سے مراد اسلام کے ثمرات اور اس کی علامات ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس
کے وفد سے فرمایا:

اندرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا
اللہ ورسولہ اعلمت ان لا شہادۃ الا اللہ
الا اللہ وان محمد رسول اللہ وافت امر
الصلوٰۃ وابتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان
وان تعطوا من المغنم الخمس۔
(بخاری)

کیا تم جانتے ہو کہ فقط اللہ پر ایمان لانے کا
کہا معنی ہے، انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول
کو زیادہ علم ہے، آپ نے فرمایا، یہ گواہی دینا کہ اللہ
کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور (حضرت) محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا
اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور
مال فقیہت میں سے خمس ادا کرنا۔

اس حدیث میں بھی ایمان سے مراد ایمان کی علامات اور اس کے ثمرات ہیں اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَادْبَاهَا مَاطَةُ رِذَى عَنْ
 (بخاری و مسلم)
 ایمان کے مترادف کچھ ہے یہی سب سے اعلیٰ
 وہ ہے لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اور اونی و دہ رت سے
 تکلیف وہ چیز کو ہٹانا ہے۔
 اس حدیث میں بھی ایمان سے مراد ایمان کی علامات اور اس کے ثمرات ہیں یہ
 نیز علامہ نقشبانی فرماتے ہیں:

حشویہ اور بعض مستندہ کا مذہب یہ ہے کہ بیان اور اسلام میں تقابیر ہے کیونکہ ایمان کا معنی ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا اور اسلام کا معنی ہے تسلیم کرنا اور اہانت کرنا۔ اور تصدیق کا تعلق ہے
 خبر و بنا اور اسلام کا تعلق ہے داد اور غواہی کو تسلیم کرنا ان لایک دلیل تو محدثہ محرت کی آیت نمبر ۱۱ سے جس کا جواب
 ہم ذکر کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے
 ان المؤمنین و المسلمین و المتؤمنین و

المؤمنات - (جزا ۲۵۱)
 اس آیت میں بیان کا اسلام پر مطلق کیا گیا ہے اور مطلق تقاضا کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ
 مطلق کے لیے تائید بالمفہوم کالی سے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ایمان اور اسلام مفہوم ما مشاثر اور مصداق قائم
 ہیں۔ اور تحقیق یہ ہے کہ اسلام در بیان و دھورں کامر مع اذعان اور قبول ہے اور تصدیق کا تعلق جس طرح خبر
 دینے سے ہے اسی طرح اس کا تعلق ادا اور نر می سے بھی ہے باقی طور کہ تمام ادا اور نر ہی حق ہیں۔
 علامہ نقشبانی نے ایمان اور اسلام کے عقائد پر اس سے استدلال کیا ہے کہ قرآن مجید میں ایمان کی جگہ
 اسلام اور اسلام کی جگہ ایمان کا استعمال کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْنَا ذِكْرًا
 عَلَى سَلَامٍ وَلَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ
 (حجرات ۱۰۱)
 یہ لوگ آپ پر اپنے سلام لانے کا احسان فرماتے
 میں آپ پر ان میں سے جو پر اپنے اسلام کا احسان دے رہا ہوں
 یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان
 کا ہدایت دی۔

سباق کلام میں اسلام کا ذکر تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آخر میں اسلام کی جگہ ایمان کا ذکر کیا اس سے معلوم
 ہوا کہ اسلام اور ایمان واحد ہیں۔

أَن تَسْمَعُ الْإِسْلَامَ يَوْمَئِذٍ فَمَنْ
 (نمل ۸۱)
 آپ صرف ان ہی کو سناتے ہیں جو ہماری آیات
 پر ایمان لاتے ہیں تو وہی مسلمان ہیں۔

یہاں انہیں 'مؤمن' کہتے ہیں۔ لہذا حق تعالیٰ
 وراحمون لا وراحمون مسلمون - (نمل ۱۰۲)
 اسے ایمان والہ، اللہ سے ڈرنا، جس طرح
 اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تم کو صرف حالت

۱۔ علامہ سعد الدین مسعود بن نقشبانی متوفی ۷۹۱ھ جو تدریج عقائد فلسفی ص ۹۲-۹۴ مطبوعہ فرماتے صحیح النسخہ لکھنؤ

اسلام میں ہی موت سنے۔

ان آیات میں اسلام کی جگہ ایمان کا اور ایمان کی جگہ اسلام کا اطلاق کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام واحد ہیں ان آیات کے علاوہ اور بھی بہت آیات ہیں؛ مثلاً علامہ ابن ہمام کہتے ہیں:

قد اتفق اهل الحق وهو فريقان: فريق لا سعة والحنفية على انه لا ايمان بلا اسلام وعكسه. ^۱
 اس عبارت کی شرح میں علامہ کمال بن ابی شریف لکھتے ہیں:
 ای لا اسلام یعتبر بحدوث ایمان فلا ینفك احدهما عن الآخر ^۲
 علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:
 واما ان الاسلام هو لا ايمان فلدن لايمان لو كان غير الاسلام لما قل من یتغیه لقوله تعالى ومن یتغم غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه ^۳
 علامہ شکیلین کے ان دلائل اور تفسیحات سے واضح ہو گیا کہ ایمان اور اسلام واحد ہیں یہ مفہوم متنازعہ نہیں اور محدثین اور فضول نے ان میں تنازعہ کا قائل کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے۔

مومن اور مسلمان کی تعریف

الایمان فی الشرع هو تصدیق بما جاء به من عند الله تعالى ی تصدیق اسی تصدیق اسی ما یقرب فی جمیع ما علیه بالضرر وما لا یجیبه من عند الله تعالی اجباً لا فائده کاف فی الخروج عن عهده ^۴
 الایمان ^۵
 شریعت میں ایمان کا معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے جو کچھ (احکام اور خبریں) ملے کر اُسے میں ان سب کی تصدیق کی جائے، یعنی جن چیزوں کے متعلق برائیت کے ساتھ یہ اجمالاً معلوم ہو کہ آپ ان کو اللہ کے پاس سے ملے کر آئے ہیں ان کو

۱۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، مزاج مقام ج ۲ ص ۲۶۱۔ ۲۶۰، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ ۱۴۰۷ھ

۲۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، مسأله مع السامرج ۲ ص ۳۱۰، مطبوعہ دار المعارف الاسلامیہ مکہ مکرمہ

۳۔ علامہ کمال بن ابی شریف متوفی ۹۰۵ھ، مسأله ج ۲ ص ۳۱۰۔ ۳۱۱

۴۔ میر سید شریف الدین محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، شرح مواقف ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مشرقی نو، لکھنؤ

۵۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد ص ۹۰، مطبوعہ دار محمد امجدی، علی گڑھ

دل سے مان لینا مومن ہونے کے سبب سے کافی ہے۔
مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان پہلے ادیان باطلہ سے برأت کا اظہار کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی روشنی میں
اس کی ذات اور تمام صفات پر بیان لائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی اور آخری رسول ہونے پر ایمان لائے
تو ان مجید پروردگار تمام سابقہ انسانی کتابوں پر ایمان لائے۔ تمام نبیوں پر تمام فرشتوں پر، تقدیر پر، قیامت پر ہونے
کے بدلے پھر اور جنہاں اور سزا پر ایمان لائے، دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازوں پر پڑھنے، رمضان کے روزے
رکھنے، نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے اور بشرط استطاعت حج کرنے کا اقرار کرے، جھوٹ، قتل، زنا، پاکدامنی
کو قیمت لگانے، شراب رستی، چوری، ڈکرائی اور دیگر تمام محرمات سے مجتنب رہنے کا اقرار کرے۔ اور اجمالاً یہ
ماننے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے جو چیزیں لے کر آئے ہیں وہ سب سچی ہیں اور آپ جو احکام لے کر آئے
ہیں وہ سب برحق ہیں، جن کاموں کا آپ نے منع کر دیا ہے ان پر وہ عمل کرے گا اور جن کاموں سے آپ نے منع
فرمایا ہے ان سے جتناب کرے گا۔ اس عہد کو ماننے اور اس کی تصدیق کرے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے جو کچھ لے کر آئے اس کی تفصیل قرآن مجید اور آپ کی احادیث میں ہے ہم
آپ کی احادیث کے ایک مجموعہ صحیح مسلم کی شرح لکھ رہے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق اور استطاعت دی تو یہ سب
قرآن مجید کی تفسیر بھی بنیں گے تاکہ سلام کو ہم تفصیلی طور پر خود جانیں اور سمجھیں اور جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ لوگوں کو
بھی سمجھا سکیں، ارحم الراحمین میں اس شرح میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھنا اور غلطی اور غلطی سے محفوظ رکھنا، نفس کے شر
سے بچا اور حق و صواب سمجھنے اور بیان کرنے کی توفیق ملے فرما! فمنقول وبإذنه التوفیق وبہ الاستعانة
ببلیق۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایمان کا بیان

انہر بر کسبیں علم بن کچن رضی اللہ عنہ منہ مرآتے میں
 کو نم نہ تامل مدو سے اقاہر کہتے ہیں در اسی کہ کانی
 بچھتے ہیں اور نامہ ہی کہ جس حدت اللہ عزوجل کہ مدو سے
 امام مسلم بن الحکیم سند کے ساتھ یحییٰ بن عمر سے روایت
 کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سالم کہ جس شخص سے سب سے
 پسے قدر کا نکار کہ وہ مسیحی نام کا ایک شخص تھا لاہور
 میں۔ متاف یحییٰ بن عمر کہتے ہیں کہ میں اور یحییٰ بن عبد الرحمن
 حمیری جی مالہہ کافرس سے لگتے اور عمر سے ہمیں یہ کہا
 کاش ہمارے ساتھی تہذیب و تمدن کے ساتھ ملے
 کس میں سے جو ماننے اور ایمان سے تہذیب کے لئے
 میں مطہرات حاصل کریں۔ اتفاقاً ہماری ذہانت حضرت عبد اللہ
 بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس وقت ہوا جس وقت وہ
 مسجد کے اندر موجود تھے، میں دوسرے ساتھی ہم
 دونوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ
 میں سے لیا ایک نے دائیں جانب سے اور دوسرے
 سے بائیں جانب سے۔ یہ خیال تھا کہ میرا ساتھی مجھے بات
 کرے کہ مومن دے گا، لہذا میں نے کہا اسے اللہ عزوجل
 ہم سے اس کچھ بیسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جو قرآن پڑھتے
 ہیں اور علمی کمیتیں کرتے ہیں راوی سے ان کا علمی نتیجہ
 بیان کیا، اللہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ تہذیب و تمدن چیز نہیں ہے
 اور جب کچھ بھی دنیا میں دو عالم پذیر ہوا اسے وہ اللہ نے

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ نَحْجَارٍ نُسْتَرِي
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعُونُ الْمَدِينَةَ بِتَبَرِيٍّ وَدِيٍّ كَالْمُسْتَكْنَى وَ
 مَا تَوْفِيقًا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ .
 ۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَيْثُمَةَ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ حَدَّثَنَا
 وَكَيْعٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى
 بْنِ يَعْقَرٍ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَبْدِيُّ
 وَهَذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ
 عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقَرٍ قَالَ كَانَ
 أَوَّلَ مَنْ قَاتَلَ فِي الْقَدِيرِ بِأَلْبَصَرٍ وَمُعَبَّدٌ جُهَنِيٌّ
 فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْرِيُّ
 حَاجَّيْنِ وَمُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْتُ أَلَا يَتَيَّمَنُ
 أَحَدًا مِنْ أَهْلِ حَبْشٍ وَشَوَّابٍ أَوْ صَنِيٍّ لِلَّهِ سَبِيَّةً
 وَمَا لَمْ يَفْعَلْ هَذَا عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدِيرِ
 فَتَوَفَّقْتُ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 دَاخِلَ الْمَسْجِدِ فَكَتَفْتُهُ نَوَاصِيحِي
 أَحَدُنَا عَنْ يَمِينٍ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالٍ
 فَضَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ
 إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ لِقَاءَ
 قَلَمٍ قَبْلَتَانِ مَنِ يَهْرَعُونَ الْقُرْآنَ وَ
 يَتَقَرَّوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرُوا مِنْ شَأْنِهِمْ وَ
 إِشْهَهُ يَزْعُمُونَ أَنَّ قَدْرَ مَا فِي كِتَابِهِ

قَالَ اَذْهَبْتِ وَيَسَّكَ فَخَبِرَ هُوَ فِي
بِرِّهِمْ وَمِنْهُمْ قَاتِلُهُمْ مَوْتَهُمْ وَمِثْلِي وَالَّذِي
يَحْيِيهِمْ عَمْرُؤُهُمْ بَيْنَ عَمْرٍاءُ وَارْتَحِلَهُمْ
مِنْهُ أَحَدٌ وَهَبْتُ فَتَقَاتِلُوا قِيلَ إِنَّهُ
مِنْهُ حَتَّى يُؤْتِيَهُمْ بِالنَّقْدِ ثُمَّ قَاتِلُوا حَتَّى
أَيُّ عَمْرٍاءُ يُحْطَبُ قَاتِلُوا يُمْنًا حَتَّى
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبِالْيَوْمِ إِذْ ضَلَّ عَيْنٌ رَجُلٌ شَرِيدٌ
بِأَيِّهِ الْيَتِيمَ بِشَرِّهِمْ مَوْتَهُمْ لَشَقِيرٍ
يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ الشَّقِيرِ وَكَأَيُّ عَمْرٍاءُ هُمُ
أَحَدٌ حَتَّى جَعَلُوا فِي يَتِيمِي عَمْرٍاءُ لَمْ يَكُنْ
وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كَيْفَ وَكَيْفَ وَوَضَعُ لَيْسَ
عَلَى وَجْهِهِ وَكَأَيُّ رَجُلٍ مُحَمَّدٌ خَيْرٌ
مَنْ يَأْتِيهِمْ قَاتِلُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَسُولِهِمْ شَهِدَ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَأَيُّ عَمْرٍاءُ
اللَّهُ وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي زَكَاةَ
تَصُومُ مَقَاتِلًا وَنَحْرًا لَيْسَ
أَسْتَطَعْتُ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَاتِلُوا هُمُ
قَاتِلُوا حَتَّى يَكُونُوا يَتِيمًا وَتَقَاتِلُوا
قَالَ فَخَبِرَ عَنْ رِبَابِ قَاتِلٍ
كُلُّ مَنْ يَأْتِيهِ وَمَنْ يَكُونُ وَكَأَيُّ
رَسُولِهِ وَكَيْفَ رَجُلٍ وَكَيْفَ لَقَدْ
خَبِرَ وَكَأَيُّ قَاتِلٍ قَاتِلٍ فَخَبِرَ
عَنِ الْإِسْبَابِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ
تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرُوكَ
قَاتِلُوا فَخَبِرَ عَنْ الشَّاعِرِ قَالَ
مَا الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ مِنْ أُمَّتٍ
قَاتِلُوا فَخَبِرَ عَنْ أُمَّتِهِمْ قَاتِلُوا

کے طور پر بنے بغیر تہذیب و تمدن میں آنا ہے۔ حضرت محمد
بن عمر نے فرمایا جب تہذیب و تمدن لوگوں سے طرد ہو گیا
تو اس سے کہا کریں اس سے رقیق مومن اور وہ مجھ
سے درجہ بہتر بن کر غلبہ کرتا ہے کہ اگر اس لوگوں میں
سے کوئی شخص اُمہ بیادِ جنت سونا بھی خیرات کر دے
تو نہ خدا اس کے اس میں کراس دولت تک قبول نہیں کرے گا
جب تک کہ وہ نقدیر پر ایمان دے اسے آئے پھر حضرت
محمد بن عمر نے کہا میرے والد حضرت عمرؓ کا خطاب
تہذیب و تمدن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
میں ہے جو نے تھے۔ یہ ایک شخص آج اس کا حال
امتیازی سبب ۱۰ روپے گھر سے ماہ تھے اس کی حالت
نے آتا نہ تھکا نہ نہیں ہوتے تھے اور ہم میں سے
ہر شخص سے یہ دور جتنی فاصلہ آکر حضور صلی اللہ علیہ
وہ وسلم کے پاس سے دور ہو بیٹھ گیا۔ اس سے اپنے گھروں
بجائے حضور کے گھروں سے رہا ہوا۔ اور اپنی تنہائی میں
راہوں پر رکھ لیں (یعنی حضور کے سامنے اس کو نہ سنا
جیسے سارے رہنے والے کے ساتھ ساتھ رہتا ہے)
اور کہتے تھے یا محمد! سے بڑھ کر اسلام سے ہر
میں تھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم
اللہ کی توحید و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے
کا گواہ دو بار پڑھو کہ وہ ادا کرو۔ رمضان شریف
کے روز سے گھر آکر اگر ترقی ہو تو حج کرو۔ اس میں
نے کہا اب یہ سچ فرما، حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے کہیں
تعبیر میں کہ ان میں پڑھا گیا ہے اور بعد میں اس کی
تصدیق بھی کرنا ہے، اس شخص سے حضور سے کہا مجھے
ایمان کے، اسے میں بتاؤ، حضور نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ
اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں، اس کے رسولوں،
قیامت اور ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وابستہ
ہو۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے اب مجھے (ترتیب)

أَنْ تَدَّ الْأَمَّةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى لِحُفَاكَ
نُعْرَاقَ الْعَانَةِ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَاوُلُونَ
فِي الْبُتْبَانِ قَالَ ثُمَّ نَصَقَ فَتَبَيَّنَتْ
مَدِيْنًا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي
مِنْ السَّائِلِ قُلْتُ أَلَا دَرَسُوا
أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جَبْرِيٌّ أَتَاكُمْ
يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ .

اسان کے بارے میں بتا دیتے جس سے زیادہ اللہ
نہا کی سعادت میں رہیں کہ وہ کیا کرتا ہے وہ تمام روکھ
سب ہوا اور گھر میں مال لے کر اس کو رہا مال آکر
جینا دیکھ اسے اس سے پہلے کیا امت کے بارے
میں تلاش ہے آپ نے فرمایا اس کے بارے میں جواب ہے
وال سوال کرنے والے سے زیادہ حاشیہ والا ہے
اس شخص نے کہا مجھے تو امت کی امتیں ملتی ہیں
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بائیسوں سے ان
کے آقا پیدا ہوں اور جب وہ بخیر کو پہنچے تو ہر مہینہ
انکے دست چرواہے کی شہر میں ہمارے ہیں ۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم سب گئے حضرت عمرؓ نے فرمایا
عمرؓ نے دیر تک بیٹھ رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسے تم کی بات جاننے پر یہ شخص کون تھا بلکہ
عمرؓ نے فرمایا کہ وہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہی حرم میں دین سکھانے
کے لیے تہمتیں مل آجائیں ۔

یعنی یہ خبر کے زمانے میں جب معبد سے اللہ کا ملا
یہ قرآن کو اس مسئلہ میں تردید ہوا ۔ تہمتیں ملیں اور
حمید بن عبد الرحمن حمیری حج کے لئے امام مسلم
فرما رہے ہیں اس کے بعد یحییٰ بن یحییٰ سے اس غلطی فرق
کے ساتھ وہی حدیث بیان کی ہے جگہ پر اس سے اور اس
میں کچھ اضافہ اور کمی ہے ۔

یحییٰ بن عمر اور حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے
ہیں کہ ہماری ملاقات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے ہوئی ۔ ہم نے ان سے سنا کہ یہ حدیث کا سارا ماجرا
ذکر کیا اس کے بعد انھوں نے وہی نام قصہ اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی مگر اس روایت کے بعض

۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَفَانَةَ قَالَا حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَصْرُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بَرْقِيَّةٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ لَقَاكَ كُتْمُ
مُعَيْدٍ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَيْءٍ انْقَضَ بِكَ كُتْمُ
ذَلِكَ قَالَ فَتَحَبَّحْتُ نَ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ الْجُمَيْدِيُّ حَبَّةٌ وَسَأَلُو لَحْدِيثَ بَعُو
حَدِيثَ كَهْمَسٍ قَرَأْتَهُ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَلَقَّصَانِ آخِرُ

۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا
بُنُ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا عِثْمَانُ بْنُ عَفِيَّةٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرْقِيَّةٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقُوبَ وَحُمَيْدُ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ لَا يَقِينُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
كَذَلِكَ لَقَدْ رَوَى مَا يَقُولُونَ فِيهِ قَاتِلُ

لحاظ میں کمی بیشی ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے
اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کو بیان کرنے
میں جو تفصیل سے گذر چکی ہے۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجلس صحابہ میں بیٹھے، جس سے نئے ناکام
ایک شخص آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ! ایمان کی کیا تعبیر ہے
آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرستوں اس
کی خدمت میں اس سے ملاقات کرنے، اس کے تمام احکام
اور سنتوں کے ہر دو بار پابندی کیے جائے کہ ان کو اس نے کہا یا رسول
اللہ! سلام کہ یہ تعریف ہے، آپ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مالدوس
ناروا کرو، فرض زکوٰۃ داکرو اور رمضان کے روزے
رکھو اس سے کہ یا رسول اللہ! حسان کی تعریف کیجئے، اس
نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اس حال میں عبادت کرو کہ گویا تم نہ
توں کو بھروسہ ہو اور اگر اس کیفیت کو پاسکو تو
وہ تو تم کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے، اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ
قیامت تک ہر راقی کو آپ کے فرمایا اس بات میں
جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ جانتے
والا نہیں ہے لیکن میں تم کو قیامت کی ستائیاں بتا رہا ہوں، جب
برسمنی برہمن پادروں کے سردار میں ہوں تو یہ قیامت
ن علامت ہے، اور جب چھوٹا ہے بڑی بڑی علامتیں
میں سے گئیں تو یہ قیامت کی علامت ہے، اور یہ علم ان
یا نبیؐ یزید میں سے ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا
لذات خود کوئی نہیں جانتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْحَدِيثُ كَلَّا وَحَدَّثَنِي عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ شَيْءٌ مِّنْ مِّمَّا دَقَّ
وَقَدْ لَقِصْتُ مِنْهُ شَيْئًا.

۴ - وَحَدَّثَنِي حُجَّابُ بْنُ الْوَلَدِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ
بُرَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ
يَعْقَبَ عَنْ أَبِي سَمُرَةَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَحْوِيلٍ شَهْرٍ.

۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُثَيْمَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِیْزَاهِيَةَ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي ذَرَّةَ
بْنِ عَمْرٍو عَنْ جَوْرِ بْنِ أَبِي مُزَيْنَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي
رَجُلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُكَلِّفُنِي قِتَالُ مَنْ
تُؤْتِي مِنْ يَدِ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَرُسُلِهِ
وَقَوْمِهِمْ يَا بَعْثُ الْآخِرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ فَقَالَ يُسْلِمُ مَنْ تَقَبَّلَهُ اللَّهُ
وَلَا تَشْوَكَ بِهِ شَيْئًا وَتَقَبَّلَهُ مَقْصُودُ الْكُفْرَةِ
وَالْكَوْفِ وَالْكَوْفِ لَمْ يَكُنْ فُضَّةً وَتَقْصُومَ
تَقْضَانِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُحْسَنُ
قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا شِئْتَ تَرَاهُ فَتَدْرِكُ
إِنْ لَا قَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرِيكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَتَى لِقَاءُكَ فَقَالَ مَا لَمْ تُسْأَلْ عَنْهُ
يَا أَعْلَمَ مِنْ سَائِلٍ وَلَكِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ
أَشْرَاطِهَا وَأَوَّلَاتِهَا لَمْ أَهْمُ رَأَيْتَ فَتَدْرِكُ
مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتْ الْعَرَاةُ الْعُفَّةُ
رُعُوسَ لِبَاسٍ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا
نَظَّوْا لِرُكْبَةِ الْبُهْمِ فِي الْمُبْتَلَيْنِ فَذَاكَ
مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُ مَنْ لَا اللَّهَ
عَزَّ وَحَدَّثَنَا كَتَبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي لَئِنْ لَمْ يَأْتِ أَزْجَرَ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ فَاتَّخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا جَبْرِيْلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ

۶۔ حَلَّ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَشْرِحٌ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَمَنْ لَهُ قِيَمَانٌ فِي رِوَايَتِهِ زَاوَدَتْ الْأَمَةُ بَعْلَهَا بِغَيْرِ الشَّرَافِ

۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَمْرٍاءَ وَهُوَ ابْنُ لُقْمَةَ عَنْ أَبِي ذُرٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَوْنِي فِيهَا بَوَدَ أَنْ يُسْأَلُوهُ قَالَ فَبَجَاءَ رَجُلٌ فَجَسَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا وَتَقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ قَالَ

صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَخْشَى اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَا تَرَاهُ فَتَذَكَّرُ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِعَلِمٍ

نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: (ترجمہ) قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں فوت ہوگا ہے اللہ تعالیٰ جانتے والا خبر دینے والا ہے۔

پھر وہ شخص واپس چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس بلاؤ صحابہ بلائے گئے تو انہیں کچھ نظر نہ آیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا یہ جبریل تھے جو لوگوں کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک فرق کے

ساتھ ہی روایت منقول ہے، فرق یہ ہے کہ اس میں باندی سے اس کا مالک پیدا ہوگا کہ بگ یہ ہے کہ جب باندی سے اس کا توہم پیدا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: مجھ سے سوائے کسی کو نہیں صحابہ سوال کرنے سے چھٹکتے تھے، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں پھر ایک دن ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اسلام کی تعریف کیجئے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اس شخص نے کہا آپ نے یہ فرمایا پھر کہا یا رسول اللہ بیان کی تعریف کیجئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ، اس سے تمام فرشتوں، اس کی تمام کتابوں اس سے طرقات، اس کے تمام رسولوں مرے کے بعد دوبارہ اٹھنے اور تمام قوم کے تقدیر سے

والستہ ہونے پر ایمان لاؤ، اس نے کہا آپ نے یہ سچ فرمایا پھر کہا یا رسول اللہ احسان کی تعریف کیجئے، فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جیسے اس کو دیکھو رہے ہو اور اگر یہ نہ کر سکو تو وہ سر حال میں تم کو دیکھ رہا ہے اس

مِنَ الشَّيْثَانِ وَ سَأَلَهُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ
إِذَا مَرَّ آيَاتُ لِقَا رَبِّهِ
مِنْ شَرِّهَا قَدْ رَأَى آيَاتَ الْحَقِّ
الْعَرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مَمْلُوءَةً
مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا بَتِ
يَسْطُ وَلَوْ فِي الْبُيُوتِ قَدْ رَأَى
فِي حَمِيسٍ مِنَ الْعَنَبِ لَا يَعْلَمُونَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ رَأَى
قُدْرَةَ الْأَيْمَرِ بَدَنَهُ عِنْدَ
دَائِمِزِلُ لُغَيْتٍ وَيَعْلَمُ مَا فِي
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْتُمُ
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ رُحْنٍ تَكُونُ
إِلَى آخِرِ السُّورَةِ قَالَ ثُمَّ قَامَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَى
رُؤُوسَ عُلَاقٍ فَتَشْمِسُ فَلَمْ يَجِدْ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا أَجْبَرُ
أَنْ تَعْلَمُوا إِرَادَةَ اللَّهِ تَسْأَلُونَ

شخص نے کہا میں نے یہ فرمایا پھر کیا ہے
قیامت کب واقع ہوگی، آپ نے فرمایا اس بار سے
میں جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ
نہیں جانتا۔ لیکن میں نہ کہ قیامت کی علامات بتاتا ہوں
جب تم دیکھو کہ باندیوں سے ان کے آنے پیدا ہوں تو
یہ قیامت کی علامت سے جب تم دیکھو کہ برمنہ کی
برمنہ یا برمنہ کے گونگے غلاموں کے سرداروں جہاں تو
یہ قیامت کی علامت سے جب تم دیکھو کہ حریت
عبد نشان عمارت بنانے لگے ہیں تو یہ قیامت کی
علامت سے وہ وقوع قیامت کا علم اس طبع سے
متعلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے سوز و غم اور اگر اللہ
جہاں ہر رسول سے ہے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت لکھا
کہ رسول اللہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے
وہ انہیں برسانا ہے یہی جانتا ہے وہ ان کے
ہیبت میں کیا ہے ہرگز نہیں جانتا کہ وہ کی کیا
کرتے گا وہ کوئی شخص نہ جانتا ہے کہ وہ کہاں ٹوٹ
ہوگا۔ (حدیث کے آخر تک)۔

سورہ شمس چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
تجھے اللہ تعالیٰ نے پکارا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کے ہمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام علماء اور صاحبین کے لیے رضی اللہ عنہ کہتے اور لکھتے کا جواز

اس کتاب کے مرتب نے لکھا: امام ابو العباس مسلم بن الحجاج قشیری رضی اللہ عنہ نے کہا:
 امام مسلم کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ یہ دعائیہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ
 خاص نہیں ہے بلکہ تمام علماء ربانین اور صلحاء و متقین کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ جملہ استعمال کیا جاسکتا ہے، البتہ
 ہر آدمی اور ہر گروہ کے لیے ان تعظیہ کلمات کو اسٹوں نہیں کرنا چاہیے، اس کی دلیل قرآن مجید کی ان آیات میں ہے:
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ
 لِمَنْ عَشِيَ مَرْبً - (البقرہ: ۸۰)
 اور یہ رضامندی ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ
 سے ڈرتے ہیں۔

نیز قرآن کریم میں ہے:

وَلَسَّاقُونَ اَزْوَاجٍ مِّنْ تِلْكَ جُجُورِ
 وَالْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ تَبِعُوْهُمُ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُمْ
 پہلی آیت میں رضی اللہ عنہ کی بشارت اللہ سے ہر ڈرنے والے مسلمان کے لیے ہے جس کو عن میں متقی
 کہا جاتا ہے اور دوسری آیت میں یہ بشارت ہاجرین اور انصار صحابہ کی اتباع بالاحسان کرنے والوں کے لیے
 ہے۔ قیامت تک جو مسلمان صحابہ کرام کی حسن و خوبی کے ساتھ اتباع اور پیروی کریں گے اور ان کا حسن و خوبی کے
 ساتھ ذکر کریں گے، ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہم کی بشارت شامل ہوگی۔
 علامہ نووی فرماتے ہیں:

يُتَرْضَى وَيُتْرَجَعُ عَلَى مَا تَرَى الْعُلَمَاءُ وَ
 الْاِخْيَارُ وَيَكْتَبُ كُلُّ هَذَا لِي
 تمام علماء دین اور صاحبین کے لیے رضی اللہ عنہم اور
 رحمہ اللہ کہنا اور لکھنا چاہیے۔

ہیں۔ واللہ الموفق

قضاء و قدر کے لغوی معنی کی تحقیق | حدیث نمبر ایک میں مذکور ہے: جس شخص نے سب سے پہلے تقدیر کا انکار کیا وہ سید بھنی نام کا ایک شخص تھا جو بعرو میں رہتا تھا۔

تقضاء کے معنی ہیں حکم، اللہ تعالیٰ کی قضاء یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم، اور قدر کے معنی ہیں اندازہ، اللہ تعالیٰ کی قدر یعنی کسی چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا پیشگی اندازہ جو اللہ تعالیٰ کے طراز ہی سے عبارت ہے اور اس کے اندازے میں غلطی، اور اس کے علم میں تغیر اور تبدل حال ہے۔ علامہ ابن منظور انفریقہ لکھتے ہیں:

القدر القضاء للموفق يفتل قدر زاده
كذا التقدير، و د و د و حق الشيء متى
قلت جاء قدده ابن سيدة القدود لعدد
القضاء والحكم وهو ما يقدر الله عز وجل
من القضاء ويحكم به من الامور

میز علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

والتقدير على وجه من المعاني: أحدهما
التروية والتفكير في تسوية مرد ونبشة وانت في
تقديره بعلامات يقطع عليها وثبات ثمود
امر بعقدك تقول قدرت امر كذا وكذا اي سوية
وعقدت عليه ويقال قدرت الامر كذا قدر له
واقدر قدرا اذا نظرت فيه ودينته وقيسته
ومنه قول عائشة رضون الله عيها فقدروا قدر
الجارية بعد شدة السن اي قدر وادق يسود
وانظروا فافكروا فيه، ثم يقال قدرت
اي هيأت وقدرة اي اطلقت وقدرة اي
ملكته وقدرة اي وقت، قال ابو عبيد
قدر بذر علي بيننا اي ابصر واعرف قدره
(اللقية) وقدرة اي ضيقه، قال الفراء في قوله

قدر کا معنی ہے جس قضاء کی توفیق دی گئی، کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کو مقدّر کر دیا، اور جب تک چیز کسی چیز کے موافق ہو تو رقم کہتے ہیں اس کی تقدیر ہو گئی، بن سیدہ سے کہا قدر اللہ قدر کا معنی ہے: قضاء اور حکم یہ وہ چیز ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان کا اندازہ کیا ہے۔

تقدیر کے کئی معانی ہیں۔ (۱) کسی چیز کو بنانے میں غور و فکر کرنا، (۲) ایک چیز کو نشانیوں سے دوسری چیز کے مطابق کرنا، (۳) کسی چیز کی نیت کرنا، کسی چیز کا عزم یا مجزم کرنا، (۴) کسی چیز کے متعلق غور و فکر کرنا، قیاس اور اندازہ کرنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک کمرہ کی کئی کئی قدر (اندازہ) کرو، ثم سئیت تقدیر کے معنی ہیں بنانا، طاقت رکھنا، مالک ہونا اللہ کی چیز کا وقت مقرر کرنا، ابو عبیدہ سے کہا اس کا معنی ہے کسی چیز کا مرتبہ۔ نیز تقدیر کا معنی ہے نگی کرنا، قرآن مجید میں ہے، حضرت یونس علیہ السلام حبیب اپنی قوم سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ سے جارت بیٹے بنیں، چلے گئے ترابوں نے یہ گمان کیا کہ تم ان پر مکی ہیں کریں گے، اس آیت میں تقدیر تعنی کے معنی میں ہے اور

عز وجل وذا النون اذ ذهب مغاضباً فظن ان لن نقدر عليه من العقوبة ما قدرنا فاما
من اعتقد ان يؤنس عليه السلام ظن ان لن
يقدر الله عليه فهو كافران من ظن ذلك
غير مؤمن ويؤنس عليه السلام رسول لا يجوز
ذلك الظن عليه (الى قوله) فاما يكون قوله ان
لن نقدر عليه من القدرة فلا يجوز لان
من ظن هذا كفر به
علامہ زبیدی کہتے ہیں:

جس نے اس کو قدرت کے معنی میں یا یعنی حضرت یونس
علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر قدرت نہیں پائیں گے
وہ کافر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق قاعدہ ہونے کا
گمان کرنا کفر ہے، اور حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے
رسول ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ گمان کرنا ممکن
نہیں ہے، لہذا اس آیت میں تقدیر کے لفظ کو قدرت
کے معنی میں لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق
قاعدہ ہونے کا گمان کرنا کفر ہے۔

علامہ ازہری نے لیسٹ سے نقل کیا ہے کہ تقدیر کا معنی ہے، تقضار اور احکام، اس کا معنی ہے، اللہ تعالیٰ جو
قضاء مقدر کرتا ہے اس میں چیزوں کا حکم دیتا ہے، نیز تقدیر کا معنی ہے کسی چیز کا مبالغہ کرنا، مثلاً مقدر، افسانہ
کا معنی ہے، طاقت، اور منکر تقدیر کو یہ کہتے ہیں، ان سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ستنوں کو انزل میں ملے خدا کے انسانوں
میں سے کون ایمان لائے گا، اور کون کفر کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے میں علم سابق کو ثبت کر دیا اور رکھ دیا، اسی کو تقدیر
کہتے ہیں، تقدیر کا معنی تنگی بھی ہے، حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جو قرآن مجید میں، فظن ان لن نقدر عليه
(انبیاء ۸۷) اس کا معنی ہے انہوں نے یہ گمان کیا کہ ہم ان پر ہرگز تنگی نہیں کریں گے، اس آیت میں تقدیر کو
قدرت سے تعبیر کیا کفر ہے۔ ۱۰

قضاء و قدر کے اصطلاحی معنی کی تحقیق | علامہ قسطلانی قضاء کا معنی کہتے ہیں:

هو عبارة عن الفعل مع زيادة الاحكام
علامہ زبیدی کہتے ہیں:

يؤيده قوله تعالى فقضاهن سبعة سنين
فهو من الصفات الفعلية وفي ستر المواقف
ان قضاء الله تعالى هو ارادته
الارادية لا تشييء على ما هي
عليه فيزال فهو من الصفات

قضاء من فعل کے ساتھ تعبیر کرنے کی تاہم اس
آیت میں سے: (ترجمہ) ترخصیں مکمل سات آسمان
بنادیا (رحمہم اللہ) ۱۲، لہذا قضاء صفات فقیرہ میں
سے ہے، اور شرح المواقف میں ہے کہ انزل میں
اللہ تعالیٰ نے اشیاء کا جیسی وہ ہیں، ارادہ کیا تھا اس

۱۰۔ علامہ جمال الدین محمد بن کرم بن منظور افریقی مشرقی ۱۱۱ھ، لسان العرب ج ۵ ص ۷۷، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۳۵۵ھ

۱۱۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۴۸۲-۴۸۱، مطبوعہ المطبعة العزیزہ مصر ۱۳۷۷ھ

۱۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن علی قسطلانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۷۲، مطبوعہ مطبعہ حنفی دہلی ۱۳۲۷ھ

معتزلہ اور جبر یہ کے نظریہ کا بطدان اور افعال کے خلق اور کسب کا بیان | علامہ تفتازنی لکھتے ہیں: معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ بندہ

اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ اور اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ .
(الصفّٰت: ۹۶) تمہیں اور تمہارے سب کاموں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔

معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ ہم ارتداد پہنچنے والے اور موت دہانے کی حرکت میں مدبر جہ خلق دیکھتے ہیں کہ پہلی حرکت فنیاری اور دوسری انظار امی سے یہ اگر انسان کے افعال کا متعالی خالق ہو تو انسان کو تکلف کرنا اس کے اپنے کاموں پر مشعر اور ثواب اور جہ سے کاموں کی مذمت اور ان پر مذہب دینا باطل ہو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ التزام تہریر کی طرف متوجہ ہو گا جو انسان کے کسب اور اختیار کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ درہم بہر حال کسب اور اختیار کے حامل ہیں جیسا کہ ہم معتزلیوں کی تحقیق کریں گے۔

انسان کے افعال اختیار ہی ہوتے ہیں وہ اگر نیک کام کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے اور اگر بُرے کام کرے تو اس کو عذاب ملتا ہے۔ اس کے برخلاف جبر یہ یہ کہتے ہیں کہ بندہ کا بالکل اختیار نہیں ہوتا اور اس کی حرکات بالکل اس کی حرکت کی طرح ہیں۔ اس سے نیک بر، نیک قدرت نہیں ہوتی، اور نہ اس کا کوئی قصد اور اختیار ہوتا ہے۔ اور یہ باطل ہے کہ جو کہ نہ کسی چیز کو قوت کے ساتھ کوڑنے اور رحمت کی حرکت میں مدبر جہ خلق کرتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیار ہی سے اور دوسری انظار امی سے ہے۔ اور اگر بندے کا بالکل کوئی صل نہ ہوتا تو اس کو تکلف کرنا بھی نصیب ہونا اور نہ اس کے افعال پر ثواب اور عذاب کا استحقاق نہ رہتا ہوتا اور اسان کی طرف اس کے افعال کی نسبت صحیح نہ ہوتی، حالانکہ قرآن مجید کی نصیحتیں تعلیم اس کی نفی کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مِّمَّا خَفِيَ لَدُنَّكَ قُرْآنَ
عِیں جزاء بما کانوا یعملون .
(سجہ ۷۰)

ترکسی کو اور آپ آنکھوں کی مشق نہ معلوم نہیں جو ان کے لیے یہ شہیدہ رکھتی ہے یہ انہما سے ان انیک کاموں کے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے۔ ہر ماں جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کے لیے رہنے کے باغات ہیں۔ یہ وہاں ہے ان انیک کاموں کے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے۔

أَمَّا الْبَاقِیْنَ أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ
جَنَّتِ الْمَعَادِیْ نَزَلًا بِمَا كَانُوا یَعْمَلُونَ .
(سجہ ۱۹)

انہیں وہی بدلہ ملے گا جو رکھی وہ مل کر تھے۔

هُد ۱۳۴
(اعراف: ۱۳۴)

بے شک وہ دشمنی انہما پاک ہیں، اللہ ان ٹھکانا

انہم رحمت و ما وہم جہنم حرہ

کاخوابیکسیون ۔ (توبہ : ۹۵) جہنم ہے یہ س کسب کی سزا ہے جو وہ کرنے لگے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بندہ کے فاضل بال اختیار ہوئے کا صرف یہ معنی ہے کہ وہ قصد اور ارادہ کے ساتھ اپنے افعال کا موجب ہو، اور نہ پہلے یہ کہہ چکے ہو کہ بندہ کے، فاضل کا اللہ تعالیٰ موجب ہے، اور مقدر و مدد و مستقل قدرتوں کے تحت و اقل نہیں کر سکتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ خالق و مقرر اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بھی بلا مت سے معلوم ہے کہ بعض افعال میں بندہ کا دخل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا مثلاً کسی چیز کو قوت سے پھڑکنے میں اس کا دخل سے اور غشک حرکت میں اس کا دخل نہیں ہے اس لیے یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور بندہ کاسب ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ بندہ کا اپنی قدرت و ارادہ کو صرف کرنا کسب ہے اور بندہ کے ارادہ کے بعد اس پر فعل پیدا کرنا خلق ہے۔ وہ عمل کے ساتھ بندہ کی قدرت پر حیثیت کسب متعلق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیثیت خلق متعلق ہے۔

علامہ غزالی لکھتے ہیں:

تقدیر کے متعلق اہل سنت اور اہل بدعت کے نظریات

ثابت سے اور تقدیر کا معنی یہ ہے کہ ازل میں اللہ سبحانہ نے اشیاء کو مقدر کیا، ان کا ہونا کیا، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ جان لیا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اس طرح واقع ہوں گی کہ اللہ سبحانہ کو علم ہے تو یہ اشیاء ان اوقات میں ان مقامات کے مطابق واقع ہوتی ہیں، ان کا اللہ سبحانہ کو زل میں علم تھا، تقدیر منکرین تقدیر نے ان کا انکار کیا اور ان کا یہ زلمہ تھا کہ اللہ سبحانہ نے ان اشیاء کو ہونے سے منع نہیں کیا، اور نہ پہلے اللہ تعالیٰ کو ان کا علم تھا ان اشیاء کے واقع ہونے کے بعد اللہ سبحانہ کو ان کا علم ملا ہے، اس فرقہ کو تقدیر یہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ تقدیر کا انکار کرتا ہے، منکرین تقدیر نے کہا کہ یہ فرقہ اب ختم ہو چکا ہے، اور اہل بدعت میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں ہے، اجتہاد میں تقدیر ان لوگوں کو کہا جائے جو تقدیر کے مستند ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اللہ تعالیٰ اس سے بندہ کی جانب سے اہل حق تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف موقوف کرتے ہیں، اور تقدیر تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور تقدیر افعال کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں، امام اکرمین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر اس امت کے بخوس میں ہے، اب نے یہ تشبیہ اس لیے کہ بخوس درخت مانتے ہیں نیز دان خاق خیر اور اس میں خالق شر اسی طرح تقدیر بھی خیر کا خالق ہے اور شر کا خالق اس لیے کہ کوثر روایت ہے میں یہ امام اکرمین اور امام ابن قتیبہ کا کلام ہے، امام اکرمین نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اس کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

مدونہ خطاب نے کہا ہے کہ بہت لوگوں کا یہ گمان ہے کہ فضا اور تقدیر کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے علم اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کر دیا ہے حالانکہ اس طرف معاملہ نہیں ہے، تقدیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازل سے پہلے ہی یہ خبر دے دی ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کیا

کام کرے گا اور کیا کام نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے غیر اور شتر میں سے کیا کیا پیدا کیا ہے۔
قرآن مجید میں ہے:

وکل شیء فعلوہ فی الذبہ وکل صغیر
وکیبر مستطور۔ (قصہ: ۵۲-۵۳)

اس آیت میں نہیں فرمایا کہ جو کچھ ذشتوں میں وجود تھا انہوں نے وہی کیا بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ پہلے سے موجود تھا اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، یعنی علم معلوم کے تابع ہے، معلوم علم کے تابع نہیں ہے، علامہ قرطبی نے لکھتے ہیں:

یعنی ان سے پہلے امتوں نے جو کچھ اچھے اور بُرے کام کیے تھے وہ سب لکھے گئے تھے، اس آیت میں قرآن مجید کی اس آیت کا بیان ہے:

انما کل شیء عندنا بقدر۔
بے شک ہم نے ہر چیز (ایک خاص) انداز سے بنائی ہے۔ (قصہ: ۴۹)

اور زبر سے مراد لوح محفوظ ہے، یعنی انسانوں نے جو کچھ اپنے قصد اور اختیار سے کیا ہے وہ سب پہلے سے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، ایک قول یہ ہے کہ کائنات میں نے ان کے کاموں کو احوال نامہ میں لکھ کر محفوظ کیا ہوا ہے اور انسان کا ہر گناہ چھوٹا اور بڑا وہ اس کے کرنے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا علم سابق اور علم ازل ہے اور اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ لہٰذا
نیز علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

الی سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اشیاء کو مقرر کیا، یعنی چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے وہ ان کی متادیر، ان کے احوال اور ان کے نافع و مضر کو جانتا تھا، پھر اس نے ان چیزوں کو اپنے علم سابق کے مطابق پیدا کیا، لہٰذا عالم ماضی ہو یا معلوم اس میں جو چیز بھی صادر ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کے ارادہ سے صادر ہوتی ہے، اس میں غلطی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، البتہ مخلوق کا ایک قسم کا کسب ہوتا ہے اور ان کی طرف افعال کی نسبت اور منافعت ہوتی ہے اور یہ کسب اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی قدرت اس کی تفسیر، اس کی توفیق اور اس کے ارادہ سے ہوتا ہے اور غافل صرف اللہ سبحانہ ہے، اس کے برعکس تقدیر نے یہ کہا کہ اعمال ہم پیدا کرتے ہیں اور ان کی قدرت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں خبر ان کا ولد آیا اور اس نے کہا اے اہل ہمارے قبیلے میں ہے اور اہل ہمارے قبیلے میں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔
انما کل شیء عندنا بقدر۔

بے شک ہم نے ہر چیز (ایک خاص) انداز سے بنائی ہے۔ (قصہ: ۴۹)

انہوں نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے گناہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر ہمیں اس پر عذاب دیا جاتا

۱۔ علامہ یحییٰ بن سیرین شافعی ۲۶۷ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۶۷، مطبوعہ دار الفکر، بیروت ۱۴۰۵ھ
۲۔ علامہ ابو سعید محمد بن اسماعیل قرطبی ۴۵۰ھ، جامع لاوہ کام القرآن ج ۱ ص ۱۴۹، مطبوعہ انتشارات، مصر و بیروت ۱۳۸۸ھ

ہے با آپ نے فرمایا تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جھگڑو گے۔

امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوالزیر سے روایت کی ہے کہ حضرت حابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی تقدیر کا الکار کر کے دے اس امت کے مجوس ہیں۔
 وہ اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، وہ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ، اور اگر ان سے ملاقات ہو تو ان کو سلام نہ کرو، نیز امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے، ہر خبیثہ اور قدریہ اور اہل نفاق نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ قدریہ کہتے ہیں کہ خیر اور شر ہماری قبضہ میں ہے، ان کے لیے خیر و شقاوت سے کوئی حصہ نہیں ہے، میں ان سے ہوں نہ ما جھڑے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر پر ایمان لانا حکم اور نعم کہ وکفر کر دینا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حکم کھا کر فرمایا: اگر کوئی شخص اُحد ہزار کے برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے، نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا منکرین تقدیر سے کہہ دو کہ میں ان سے بری ہوں اور ما جھڑے بری ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کے یہ کسے سے پہلے اس کا علم تھا اللہ تعالیٰ کے اسی علم سابق کو تقدیر کہتے ہیں، بلا تشبیہ و تمثیل جس طرح ایک انجینئر ڈیم بنانے سے پہلے اس کی تمام تفصیلات پر غور کرتا ہے اس میں استعمال ہونے والے میٹریل اور اس کی صلاحیت کا جائزہ لیتا ہے۔ اور ڈیم بنانے سے پہلے اس کا ایک تفصیلی نقشہ تیار کرتا ہے پھر اس کو بنانے سے پہلے اس کے میٹریل کی استعداد اور اس کی کارکردگی کی طرہ کا اندازہ کر کے پیش کر دیتی کہ وہ تیار ہے کہ مثلاً یہ ڈیم سو سال تک کارآمد ہو سکتا ہے۔ لیکن انجینئر کا علم چیز کو ناقص ہوتا ہے اس لیے اس کا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور صحیح ہے اس لیے اس کے اندازہ میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اسے اس کائنات کی تمام حقیقتوں کا پیدا کرنے سے پہلے علم تھا کہ بعد میں پیدا ہونے والی یہ تمام مخلوق کس بیج پر کام کرے گی۔ کتنا عرصہ کام کرے گی اور اس کے لیے جو کاموں میں سے کتنے کام قابلِ ستائش ہوں گے اور کتنے لائقِ مذمت۔ اللہ تعالیٰ کے اسی اعلیٰ علم کا نام تقدیر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تقدیر کے متعلق قرآن مجید کی آیات**

ان الله بالعلم اعمده فقد جعل الله لكل شئ قدرا۔
 بے شک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک

(طلاق: ۲)

نحن قدرنا بيبكم الموت (لواقم: ۶۰)
وما تحمل من انثى ولا تضع
بعلمه وما يعمر من معمر ولا ينقص من
عمره الا في كتاب - (فاهر: ۱۱)
ما اصاب من مصيبة في الارض
ولا في انفسكم الا في كتب من قبل ان
نبراهنا ان ذلك على الله يسير الكيلا
تأمنوا على ما اوتاكم وراقعوا سمعكم
والله لا يحب كل مختال فخور

(حدید: ۲۳-۲۲)

قل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا
هو مولنا وعلى الله فليتوكل المؤمنون -
(توبہ: ۵۱)

يقولون لو كان لنا من الاموتى ما
قتلنا ههنا قد سوكنتم في بيوتكم
لبرض الذين كتب عليهم لقتل الى
مضاجعهم (ال عمران: ۱۵۴)
ولكل امم اجل فاناذا جاء اجلهم
لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون

(اعراف: ۳۴)

اين ما تكلوا يدرككم الموت ولو
كنتم في بروج مشيدة وان تصبهم
حسنه يقولوا هذه من عند الله و
ان تصيبهم سيئة يقولوا هذه من عندك
قل كل من عند الله فمال هؤلاء القوم

انداز مقرر کیا ہے۔

ہم نے ہی نصاب سے درمیان موت کو مقرر فرمایا۔
اللہ کے علم سے ہی۔ بارہ عاقل مورتی ہے وہ
وضع حق کرتی ہے، اور جس تکر شخص کو طہ دی جاتی ہے
یا اس کی عمر کم کی جاتی ہے، وہ سب لوح محفوظ ہے۔
زمین میں یا آسمان کے غلوں میں تم کو جو بھی مصیبت
پہنچتی ہے، اس سے پہلے کہ ہم اس مصیبت کو پیدا
کریں وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے، اب شک یہ
اللہ پر بہت ہی آسان ہے، یہ اس سے کہ اگر
کوئی چیز تباہ ہے یا تھوڑے جاتی رہے تو اس پر
الکسوس ذکر و اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیاست اس
پر اترا بانہ کرو اور اللہ کسی انسان کے والے شکر کو
پسند نہیں کرتا۔

آپ فرمادیتے ہیں وہی (مصیبت) پہنچتی ہے
جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے، وہی ہمارا مالک
ہے اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا
چاہیے۔

منافق کہتے ہیں اگر ہماری مات و من جاتی تو
ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے، آپ کہیے اگر تمہارے گھر
میں کسی موٹے ترخن کے پتے بیان مرنا مقدر ہے چکا تھا
نہ خود نکل کر اسے قتل میں پہنچاتے۔

اور یہ قوم کی ایک میعاد ہے، اور جب ان کی میا
آجائے گی تو وہ ایک پل (ساعت) ٹوٹ کر جو ٹکڑے
نہ مقدم۔

تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم کو موت ایک دم سے
خواہ تم مضبوط قلوں میں ہو اور اگر انہیں کچھ بھلائی
پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے
اور اگر انہیں کچھ برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اسے
(رسول) یہ آپ کی طرف سے ہے، آپ فرمادیتے

لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا۔

(نساء: ۷۸)

کہ سب اللہ کی طرف سے ہے اس قوم کو یہ ہو گیا ہے کہ یہ کسی بات کو سمجھنے کے قریب بھی نہیں آتے۔

مسئلہ تقدیر میں ایک قوم نے فکر کیا اور یہ کہا کہ انسان مجبور محض ہے، اس کو کسی

انسان کے لیے آزادی عمل اور کسب اور اختیار کا بیان

پھر کا اختیار نہیں ہے، یہ نظریہ بھی باطل ہے، یہ درست ہے کہ انسان کے عمل اور ارادہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک نوع کا اختیار دیا ہے خلق اللہ کی جانب سے ہے اور کسب بندگی کی جانب سے ہے اگر انسان کا سب اور مختار نہ ہوتا، تو انبیاء علیہم السلام کو کسب کی تبلیغ کے لیے مبعوث فرمانا انسان کو احکام کا مکلف کرنا اور اس کو اس کے اعمال پر جزا اور سزا دینا بے معنی اور عبث ہوتا، اللہ تعالیٰ کا کوئی کام عبث نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے غیر اور شر دلوں کو پیدا کیا ہے، شر کی طرف ترقی کے لیے شیطان کو پیدا کیا اور خیر کی طرف رہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انسان کو عقل و شعور دے کر یہ اختیار دیا کہ وہ ان میں جس راستے کو چاہے اختیار کرے، پھر وہ جس کام کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق اس میں پیدا کر دیتا ہے اور وہ کام اس کے لیے آسان کر دیتا ہے، خواہ یہ کی ہو یا بدی اور اسی اختیار کے اعتبار سے وہ جہاد اور سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انسان کے کسب اور اختیار کے متعلق قرآن مجید کی آیات

الْمَوْجِعُ لَهُ عَيْنَيْنِ • وَلَمَّا نَآو

شَقَتَيْنِ • وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ • فَلَا تَحْزَمِ الْعُقَبَةَ •

(بلد: ۱۱-۸)

ان سبیکم لشتی • فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰ وَاتَّقٰ • وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی • فَسَنِيْسِرُهُ لِلْيُسْرٰی • وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی • وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی • فَسَنِيْسِرُهُ لِلْعُسْرٰی •

(اللیل: ۱۰-۳)

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا • (عنکبوت: ۶۹)

وَ اِنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسْفٰی • وَ اِنْ سَعِيْهِ سَوْفَ يَرْزٰی • ثُمَّ يَجْزٰیهِ الْجِزَاءَ الْاَوَّلٰی • (نجم: ۳۱-۳۹)

کیا ہم نے انسان کی دو آنکھیں نہیں بنائیں، اور اس کی زبان اور دو ہرٹ (نہیں بنائے) اور ہم نے اسے زمین اور بہمی کے، دونوں فتح راستے دکھا دیے کہ وہ عمل کی، دشوار گھاٹی میں سے کیوں نہیں گزرا۔ بڑا شہ تھری کو شمشیں مختلف نوع کی ہیں، تو جس نے (راہ حق میں) دیا اور اللہ سے ڈرا، اور اچھی بات کہ سچ مانا، تو عفتہ یب ہم اس کے لیے سہولت کا راستہ آسان کر دیں گے اور جس نے (راہ حق میں) بخل کیا اور بے پروا رہا اور نیک بات کو جھٹلایا، تو ہم بہت جلد اس کے لیے دشواری کا راستہ مہیا کر دیں گے۔

اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنی راہ میں دکھائیں گے۔

انسان کو وہی اجر ملے گا جس کی وہ سعی کرتا ہے اور منقریب اس کی سعی دیکھی جائے گی، پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن
يعمل مثقال ذرة شرا يره (۲۸۸)

ترجمہ: جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا۔
اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کی سزا دیکھے گا۔

انسان کا امور سماویہ میں مجبور اور ان کا مشرعیہ میں مختار ہونا
یا امر تکوینیہ میں مجبور ہے اور حکام تشریعیہ میں مختار ہے۔ مثلاً موت اور حیات، بھکت اور مفلح، حادث اور معانہ، غفلت کی
سچی اور دیگر سادہ، اور تکوینی امور میں انسان مجبور ہے۔ وہ بیان دیکھ کر، بہک نکل اور ہلک کرے۔ میں انسان مختار سے اور اس
کے تقدیر سے انسان حرا اور مستر کا معنی ہوتا ہے، ہم نے تقدیر کے تحت میں جو قرآن مجید سے آیات ہدایت کی ہیں
ان کا تعلق آسمانی اور تکوینی امور سے ہے جن میں انسان مجبور ہے۔ حکام تشریعیہ میں انسان مختار ہے، اس کے ثبوت میں قرآن
مجید کی یہ آیات ہیں:

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (کہف: ۲۹)
من عمل صالحا فليخسره ومن ساء فعليه
وما دبك نظرم بالعبيد
احد متحدہ ۲۸
لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت
۱ بقرہ: ۲۸۶

ترجمہ: جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔
جس سے ایک کام کیا وہ اپنے حق کے برابر
جس سے برا کام کیا وہ اپنے غم کے برابر اور آپ لا لب
مدد پر ظالم کرے وہ اپنے سزا سے۔
خود سے ہر نیک کام کیا فرس و نادمہ کی کے
ہے جس سے وہ اس سے برا کام کیا تو اس کا سزا بھی
اس کے اوپر ہے

بعض کفار کے دلوں پر رہبر لگا دینا ان کے اختیار کے منافی نہیں ہے
ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تعز و تعالیٰ

مرد لگا دیا ہے اور یہ کہ وہ بیان نہ لائیں کہ اس میں ان کا کیا قصور ہے، کہہ کر قرآن مجید میں ہے
ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم
(بقرہ: ۷۰)

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا دل اس وقت بند ہے جب تک کہ وہ حق سے جہت مٹ کر مٹ چکے اور اللہ تعالیٰ کے جس کی
اسی سبب گستاخی و حرافت و ساقی کسی راستہ منافی سے نہ لکھ سزا ان کے دلوں پر لگا دی کہ وہ اس کے بیٹے بیان نہ
لکھ ہی نہیں راہ قرآن مجید میں ہے:

فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم
ببیت الله وقتلهم الانبیاء غیر حق و
قولہم قلوب علیہم من عند الله علیہ
یکف ح ح دیثون لا قلیذ

مجران کی حد شکنی کے باعث وہ اس وجہ سے
کہ انھوں نے تعذبات و آفات کا سزا کیا وہ جہاد میں
قتل کیا وہ انھوں سے کہا کہ مٹا دے دلوں و ظلال کی
ظلال میں ہیں بلکہ تعذبات نے ان کے کھڑکی و بیٹے

غریب۔ لہ

غریب ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزيد في العمر الا بالبر ولا يرد القدر الا بالداء وان الرجل ليحرم الرزق بخطيئة - لہ
امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر موت نیکی سے زیادہ برکت ہے اور تقدیر صرف دعائے غمی سے ورنہ انسان اپنے گناہوں کے سزا سے محروم ہو جاتا ہے۔

عن انس بن مالك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سر كان بسط له رزقه او ينسأ في اثره فليص رحمه - لہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس کو نقد کی کٹ دگی یا عمر میں تاخیر سے خوشی ہو وہ رشتہ داروں سے تعلق محو ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ لہ
اور فقہاء کرام کے متعلق یہ روایت ہے:

قال ابو هريرة قال قال رسول الله عليه وسلم جف القوم بما انت لاق - لہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سے ملنے والے جو شخص جو اس کے متعلق قوم غفلت ہو چکا ہے

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق ثوانته ر حدكهم بجمع جعل اهل النار حتى ما يكون بينه وبينه غير وراة فيسبق عليه الكتاب فيعمن بهم هل حجة فيد حله و ارجل ليعمل عمل هل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ یہ بات سنی گئی ہے: یہ عداوت میں سے کوئی شخص روکڑے سے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوست کے درمیان صرف ایک گن کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جہنمیوں کے عمل کرتا ہے اور حیرت

لہ۔ امام ابوالحسن محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۱۲، مطبوعہ دار فائدہ تجارت کتب کرمی

لہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۱ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۰

لہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۷، مطبوعہ دار محمد مع المطابع کرمی

لہ۔ امام مسلم بن الحجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، مطبوعہ دار محمد مع المطابع کرمی

لہ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۷، مطبوعہ دار محمد مع المطابع کرمی، ۲۸۱ھ

الجنة حتى ما يكون بينه وبينها غير ذراع
فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل
النار فيدخلها. ۱۰

میں داخل ہو جاتا ہے، اور کوئی شخص جہنم کے
محل کو تار تار سے جانتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان
صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر تقدیر غالب
آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے محل کو تار تار سے اور دوزخ
میں داخل ہو جاتا ہے۔

تقدیر مبہم اور تقدیر معلق کے متعلق مفسرین کی آراء | قضاء معلق اور قضاء مبہم کے متعلق مفسرین کی آراء
حسب ذیل ہیں:

امام لاری یسبحوا اللہ ما بشاء ویتبدل کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
اگر یہ امر اعلیٰ کی جائے کہ ل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ موانع کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے تو پھر
روح میں کسی چیز کے ملنے اور اس کو ثابت رکھنے کا کیا مطلب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو ادا و اثبات
کے متعلق بھی قلم خشک ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم نزل اور اس کی قضاء میں یہ پہلے سے تھا کہ کس چیز کو مثلاً ہے
اور کس چیز کو ہائی اگر ممانع اور اس آیت میں ہم کتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ ۱۰
علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اور یہ محو ادا و اثبات قضاء میں پہلے سے تھا،
اور جو کچھ قضاء میں مقرر ہو چکا ہے وہ حتمی طور پر واقع ہو گا ہے، حضرت ابن عباس سے م کتاب کے متعلق سوال
کیا گیا تو انہوں نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ ۱۰
علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

بعض افاضل نے تقدیر کے مسئلہ میں یہ لکھا ہے کہ ہر چیز میں تقدیر اور تبدل ممکن ہے حتیٰ کہ قضاء ازل میں بھی
تغیر اور تبدل ممکن ہے، ان کے بعض دلائل یہ ہیں:

حدیث صحیح میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت میں دعا کی:
و قتی شرہم افضیت۔
ترجمہ جو قضا کی ہے اس کے شر سے مجھے

محفوظ رکھ۔

اس دعا میں قضاء ازل کے شر سے محفوظ رہنے کی طلب ہے اور اگر قضاء نزل میں تغیر ممکن نہ ہوتا تو اس سے
محفوظ رہنے کی طلب صحیح نہیں تھی، نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے لیے نہ آنے کا غدر بیان کیا تو فرمایا:
مجھے یہ غدر ہے کہ تراویح تم پر فرض کر دی جائیگی
خشیت ان تعرض علیکم فتعجزوا

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۶، مطبوعہ نور محمد، طبع المطابع کرچی ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۳۔ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۸ھ، إكمال الأحكام للقرآن ج ۹ ص ۲۳۳-۲۳۲، مطبوعہ انتشارات، مصر و لبنان، ۱۳۸۷ھ

عنہما۔

اور تم اس کے پڑھنے سے عاجز ہو جاؤ گے!

کیونکہ اگر قضا اور فی میں اس کا فرض ہونا تھا تو یہ ہر حال میں فرض ہوتا اور اگر قضا و سابق میں اس کی فرضیت نہیں تھی تو اگر آپ ترویج فرماتے رہتے تب بھی اس کا فرض ہونا محال تھا اس لیے آپ کو ترویج کی فرضیت کا جو عقد تھا وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب قضا و سابق میں تغیر ممکن ہو نیز جب معراج آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ صرف باپ کا نہیں بلکہ فیض ہوگی اور ان کے علاوہ ماہ فیض نہیں ہوگی، اس کے باوجود آپ کو یہ غلط تھا کہ ترویج فرض نہ ہو پھر اسی اور یہ عقد بھی صحیح ہو سکتا ہے جب قضا و سابق میں تغیر ممکن ہو نیز جب سخت آدمی تھی تو آپ کو یہ خوف ہونا کہ کہیں قیامت نہ آگئی ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہر دی تھی کہ قیامت آنے سے پہلے مہدی کا نور ہوگا، یہ جو تاجاجرج اور دہانہ الارض کا غرض ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رول ہوگا، درمیان مغرب سے طلوع ہوگا، درن لیاصل کے طور سے پہلے آپ کریا کے اے کا خوف و امن گیر ہونا، اسی وقت درمیان سے جب آپ کے نزدیک قضا و سابق میں تغیر ممکن ہو سکی طاع جن صحابہ کو آپ نے صحت کی بشارت دے دی تھی، وہ بھی دوسرے صحت قسمت تھے حتیٰ کہ جن یہ کہتے تھے کہ "کاش میری ماں نے مجھ کو حیات موت" حضرت عمر بہ فرماتے تھے کہ اگر یہ حدیث کو دیا جائے کہ ایک شخص کے سوا سب صحت میں چلے جائیں گے تو مجھے یہ لگن ہوگا کہ وہ ایک ہی ہو۔ اور جب خیر بادنی کے جتنی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو ان کے گن کی صرف یہ وجہ ہے کہ قضا و سابق میں تغیر ممکن ہے، نیز گزشتہ میں تغیر ممکن نہ ہو تو پھر وہاں انوار طبعیت ہوگا کیونکہ اگر وہ کام ہونا ہے تو وہاں کرے یا نہ کرے وہ کام ہو جائے گا اور اگر نہیں ہونا تو وہاں کرے سے اور اس کام کو طلب کرنے میں کو طلب کرنا ہے، حالانکہ وہاں کرنے کا حکم ہے، درمیان کا یہ جو بے صحیح نہیں ہے کہ بعض ہمت کے اظہار و اعتدال اور غلبہ کرنا کرنے کے لیے وہاں کی ہمت سے کہہ کر رہتا تھا اس نے فرمایا ہے۔

دعویٰ اسینجب سکد۔ تم مجھ سے دو کرو میں تمہاری دعا نہیں کروں گا۔

نیز امام حاکم کے تصحیح سے حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

لا ینفع احد من قدر وکلن اللہ

تعالیٰ یمحو ما لدی و ما لک و من قدر

مذاق و من قدر و من قدر

مذاق و من قدر و من قدر

اللہ ہی مہربان و درامد بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا قوت عینک بتفسیرھا و لا قوت

عین امتی بعدی بتفسیرھا الصدقة علی

وحمھا و بالوالدین و اصصاء المعروف

محول الشفاء و سعادۃ و ینزیدی فی العمر و ینقی

مصارع السوء۔

سے بدل دیتا ہے فرزندہ کرتا ہے اور انہیں ان لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس حدیث کا سنی اسی وقت درست ہوگا جب قضا و قدر میں تغیر ممکن ہو، اور تقدیر میں تغیر اور تبدل کے متعلق اس قدر زیادہ احادیث اور آثار ہیں جو شمار سے باہر ہیں، لیکن اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قضا و قدر میں تغیر اور تبدل کے متعلق جس قدر احادیث اور آثار ہیں ان سب کا رجوع قضا و قدر کے متعلق کی طرف ہے اور قضا و قدر میں تغیر اور تبدل کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم ہے اور وہی تقدیر یہ ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں تغیر اور تبدل ممکن نہیں ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کا اصل لازم آئے گا تعالیٰ مدہ عدل و دلت عدل و کسب و کمال و تقدیر میرم اور تقدیر معلق کے متعلق محدثین کی آراء ذیل میں:

علامہ نووی کہتے ہیں:

بعض احادیث میں جو ایک اعمال کی وجہ سے رزق اور علم میں زیادتی کا ذکر ہے، بہ فرشتوں اور جبرائیل کے مقابلاً ہے، مثلاً فرشتوں کے سب سے پہلے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی مدد سے اس سے، البتہ اگر اس نے عملہ رحمی کی تو اس کی عمر چالیس سال زیادہ کر دی جائے گی، اور اللہ سبحانہ کو علم ہوتا ہے کہ واقعہ میں اس کی عمر کتنی ہوگی، اور قرآن مجید کی آیت یدعوا اللہ صلیت و بیت سے بھی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تقدیر میرم کے اعتبار سے اس کی عمر میں کوئی اضافہ نہیں ہے بلکہ زیادتی محال ہے و مخلوق پر جو جبر و مفقود سے ظاہر کیا جاتا ہے اس کے اعتبار سے زیادتی ہے اور ہی حدیث یہاں مراد ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں ہے اس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوتا، اور جو چیز مخلوق کے علم میں ہے اس کے اعتبار سے تغیر و تبدل جائز ہے، اس علم کا خلق کرنا یا نہیں، اور دیگر فرشتوں سے ہوتا ہے جو انسانوں کے ساتھ ہو کر ہوتے ہیں، اور اسی علم میں محو اور اشیاء واقع ہوتے ہیں، مثلاً علم کا یہ وہ آدم کو ہونا، اور جو چیز اللہ کے علم میں ہے اس میں کوئی محو اور اشیاء نہیں ہے ورنہ تغیر و تبدل ممکن نہ ہوتا، اس کو سے۔

حافظ بدرالدین عینی صلی علیہ وسلم سے کہتے ہیں:

حافظ ابو موسیٰ مدنی اپنی سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن سعید مدنی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج مدت ایک حبیب خواب دیکھی ہے جس میں سے ایک شخص کے پاس ایک الموت علیہ السلام روح میں کہنے کے لیے آیا تو اس کے پاس میں کے باپ کی مٹی تھی اور اس نے ملک الموت کو روک لیا کہ یہاں سے کہنا یہ حدیث بہت حسن ہے۔ نیز انھوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ابن آدم! اپنے رب سے

۱۔ علامہ ابو الفضل سید محمد آوسی متوفی ۳۵۰ھ، روح المعالی ج ۱۳ ص ۱۰۱-۱۰۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۔ علامہ یحییٰ بن خضر متوفی ۶۰۶ھ، ترحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، مطبوعہ دار محمد صحیح المعاد کراچی، ۲۰۱۵ھ

۳۔ علامہ شہاب الدین حداد بن محمد عسقلانی متوفی ۷۵۶ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

مکہ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے، اس سے تیری عمر میں اضافہ ہوگا، تیری آسائیاں (مزید) آسان ہوں گی، تیری مشکلات دفع ہوں گی اور تیرا رزق آسان ہوگا، اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی لکھ کر زیادہ کرتی ہے، اور حضرت ثربان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر میں زیادتی صرف ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے ہوتی ہے اور رزق میں زیادتی صرف صلہ رحمی سے ہوتی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی سے کہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۖ

اللَّهُ تَعَالَى جَدُّ جَائِلٌ فِي شَاوِيَتِ اَوَّلِ عَرَبِيَّاتِ

ہے ثابت رکھتا ہے

آپ نے فرمایا: صحیح طریقہ سے صدقہ دینا ماں باپ سے حسن سلوک کرنا، نیک کام کرنا، اور صلہ رحمی کرنا، بڑی تقدیر کراچی تقدیر سے بدل دیتا ہے عمر زیادہ کرتا ہے دنیا گہانی آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ سبیل روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جس شخص نے ان میں سے ایک نیکی بھی کر لی، اللہ تعالیٰ اس کو تینوں صدقے عطا کرتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک انسان صلہ رحمی کرتا رہتا ہے اور اس کی عمر (کردہ) عمر میں سے ہفت تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال زیادہ کر دیتا ہے، اور ایک آدمی قطع رحمی رشتہ داروں سے تعلق مسقطع کرتا رہتا ہے اور بھی اس کی عمر (کردہ) عمر میں تیس سال باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کر دیتا ہے، چنانچہ اس کی عمر میں صرف تین دن باقی رہ جاتے ہیں پھر جاہل حدیث حسن غریب بنے اور انھوں نے ماؤ و بن ملیسی سے روایت کیا کہ قورت میں نکاح کے صلہ رحمی حسن علاق اور رشتہ داروں سے نیکی کرنا، گھر دل کو آباد رکھتا ہے، مال میں فائدہ کرتا ہے اور عمر زیادہ کرتا ہے، خواہ لوگ کافر ہوں، پھر کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور حدیث الوسیعہ قدوسی سے اس حدیث کو قورات سے مرفوع روایت کیا ہے۔ لہذا یہ تمام احادیث حاطہ ہو کر مدینہ نے الترخیب و ترتیب میں اپنی اس نیک سے ساتھ روایت کی ہیں۔

اگر یہ ائمہ اربعہ کی ہائے کشف و کرم تقدیر میں مقدسہ تقدیر ہو چکا ہے چہرے میں یہ کی اور زیادتی کس طرح مقصور ہوگی، مگر ابو الفرات سے اس کے پانچ جواب دیے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

۱۔ رزق میں زیادتی سے مراد صدق کی وسعت اور کم میں زیادتی سے مراد محنت و لہ ہے کہ چونکہ کثرت کو حیات اور فقر کو موت کہا جاتا ہے۔

۲۔ انسان کی زندگی سو سال کھو گئی، اور اس کی زندگی کے مئی سال کھٹے گئے اور جب اس نے صلہ رحمی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں بیس سال بڑھا دیے۔ یہ دونوں جواب علامہ ابن قتیبہ نے دیے ہیں۔

۳۔ عمر میں یہ زیادتی بھی ارسل میں مقرر تھی، لیکن میں اضافہ کو بہ طور غلام کے صلہ رحمی پر موقوف کیا گیا تھا، جو یہاں گیتا کہ ملاں شخص بیچا سو سال زندہ رہے گا اور اگر اس نے صلہ رحمی کی تو ساٹھ سال زندہ رہے گا۔

۴۔ یہ زیادتی لوح محفوظ میں کھو گئی سے (یعنی لوح میں بیچا سو سال مشائخہ ساٹھ سال نکو دیا گیا) اور اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ کے مناسبت سے ہوتا ہے تو انسان کی عمر کی انتہا معلوم ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اور

روح محفوظ رہی ہوئی عمر کو کبھی شاکہ بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو برقرار رکھا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو انجام کار اس کی عمر کا جو علم ہے وہ جتنی اور قطعی ہے، اس میں کوئی کمی بیشی اور تغیر اور تبدل نہیں ہے، اگر یہ اشکال ہو کہ جب انسان کی جتنی عمر میں کوئی کمی بیشی جس جوتی تر روح محفوظ رہی ہوئی عمر میں کمی اور بیشی کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معاملات خواہر پر مبنی ہیں اور معلوم باطن راہ تھان کا اند علم ممکن ہے اس پر کوئی حکم معلق نہیں ہے پس یہ جائز ہے کہ روح محفوظ رکھے گئے میں زیادتی اور کمی اور عوارث ثابت ہوتا کہ یہ کمی بیشی شارع علیہ السلام کی ترجمانی سے انسانوں تک پہنچے اور اس سے ماں باپ کے ساتھ نیک کی فضیلت اور سعادت اور ماں باپ کی، فرمانی کی مدت اور نحوست کا علم ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ اس زیادتی اور کمی کا ملاکہ علیہم السلام کے ساتھ تعلق ہو اور انھیں انسان کی عمر کو برقرار رکھنے اور اس میں تبدیلی کرنے کا حکم دیا جائے اور جتنی اور قطعی حکم پر ملاکہ علیہم السلام کو طلوع نہ ہو۔

(۵)۔ عمر میں زیادتی سے مراد عمر میں برکت نیک کاموں کی توفیق دینا اور کم عمر میں اپنی نجات اور مفاد کو انجام تک پہنچا دینا ہے جن کو دوسرے زیادہ عمر میں بہ مشکل پہنچا سکتے ہیں، اور واقعی مباحض نے یہ کہا اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے گا اگر یا کہ وہ مرانہیں زندہ ہے اور حکیم ترمذی نے کہا اس سے مراد برکت میں کم وعده کا نیا م ہے۔

تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کے متعلق متذکرین کی آراء جن احادیث میں نیک سے عمر میں اضافہ کا ذکر ہے ان کے متعلق علامہ تفت زانی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر انسان نے مثلاً یہ نیکی نہیں کی تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی، لیکن اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ انسان وہ نیکی کرے گا اور اس کی عمر ستر سال ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کی بناء پر اس اضافہ کی نسبت اس نیکی کی طرف کر دی گئی۔

علامہ شمس الدین خیالی لکھتے ہیں:

بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ تمام احادیث اخبار اُحادیہ ہیں اور جن آیات قطعیہ سے تقدیر مبرم ثابت ہے یہ ان سے معارضہ کی صدا حیت ہیں۔ لکھتے ہیں یا پھر عمر میں اضافہ سے مراد خیر اور برکت میں اضافہ ہے۔

علامہ عبد العزیز پر باروی اس بحث میں لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ عبادت سے عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح سبب مقدر سے کسی طرح سبب بھی مقدر ہے اور یہ جواب مشکوٰۃ نبوت سے مستفاد ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا دم اور دعا تقدیر کو بدل دیتی ہیں، تو آپ نے فرمایا دم اور دعا کو بھی اللہ نے مقدر کیا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱، ص ۱۸۲-۱۸۱، مطبوعہ ادارۃ المطابع المشرقیہ مصر ۱۳۲۸ھ

۲۔ علامہ سعد الدین محمود بن عمر تفت زانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد منسفی ص ۷۳، مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی

۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن موسیٰ خیالی متوفی ۸۷۰ھ، حاجۃ النجیالی ص ۱۱۳، مطبوعہ مطبع برسنفی لکھنؤ

یصحوا للہ ما یشدو بیتیث و عندہ امر
 الکتاب۔ (رعد ۳۹۰)
 اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے شادیتا ہے و جو چاہتا ہے
 ثبات رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔
 اور بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس دو کتابیں ہیں، ایک کتاب المحو و الالات ہے جس
 میں تغیر اور تبدل ہوتا ہے اور ایک ہم الکتاب ہے جس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوتا۔
 نیز علامہ پراروی لکھتے ہیں:

مسند تقدیر میں لوگوں کی بعض خرافات ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ قضاء کی دو قسمیں ہیں ایک مبرم سے
 جس میں تغیر نہیں ہوتا اور ایک تنشاء معلقہ جس میں دعا اور دعا سے تخیہ موحا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ کل قضاء
 مبرم ہیں و اللہ تعالیٰ کا علم جل سے منقلب ہو جائے گا۔ تعدی اللہ عن ذلک۔

اپنی خرافات میں سے بعض شارعیین بیفہ وی کا یہ قول ہے کہ قضاء مبرم میں بھی تغیر ہو جاتا ہے کیونکہ ایک
 حدیث میں ہے کہ ایک کچھ کے قرآن مجید پڑھنے سے حق مذہب اٹھ جاتا ہے و منہ کو معلوم ہے کہ یہ حدیث موضوع
 ہے اسی طرح بعض صوفیاء کا یہ قول ہے کہ قضاء مبرم میں مرث شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تعین کرتے
 ہیں، اور اخفی خرافات میں سے یہ قول ہے کہ بعض مشائخ سے دعا کا سوال کیا گیا انھوں نے کہا قضاء بھی میں اس
 کے خلاف مقرر ہو چکا ہے پھر انھوں نے دعا کی و دعا کی دعا قبول ہو گئی، اس قسم کے تمام اقوال باطل ہیں۔
 میں کہتوں کہ جن مشائخ اور اکابر صوفیہ کی عبارت میں یہ مذکور ہے کہ ان کی دعا سے کفار مبرم گل جانی سے
 اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اس سے مراد صرف غلامی سے، حقیقی مبرم نہیں ہے مبرم غلامی سے یہ مراد ہے کہ
 حقیقت میں تنشاء معلق سے لیکن ان سے کم درجہ کے مشائخ کی دعا سے وہ تغیر نہیں مل سکتی تھی، اس لیے ان
 کے عقیدہ سے وہ مبرم تھے اور حقا حقیقتاً مبرم ہو رہا تھا اس لیے اس کو کوئی جہل نہال سکتا، اور وہی اللہ تعالیٰ کا
 علم ازل ہے، باقی علماء پراروی کا قضاء معلق و خرافات میں شمار کرنا صحیح نہیں ہے۔

تقدیر کا موضوع سنت و سمعت کو جاتا ہے، نہ سے یہاں متفقہ فصاحت کی ہے، تقدیر کے بعض موقوف
 پر مرنے تک مفصل مفاد نکھات، جو مختار صیغہ میں شامل ہے و اس کے حق دوسرے پہلوؤں پر
 نے شرح صحیح مسلم جلد سات میں بحث کی ہے جزئیات اس موضوع کو تنقیس سے بڑھنا چاہیں وہ ان مقامات
 کا بھی مطالعہ کریں۔

کفار اور بدعتیہ لوگوں سے تعلقات رکھنے کی تحقیق | اس حدیث میں ہے، حضرت عبداللہ
 رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان لوگوں
 (ملکین تقدیر) سے ملو تو ان سے کہنا کہ میں ان سے لاتعلقی ہوں، اور وہ مجھ سے، اور عبداللہ بن عمر رضیہ اللہ عنہما
 کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خیریت کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اس میں کوئی قیمت
 تک قبول نہیں کرے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار اور بدعتیہ لوگوں میں میل جول اور دوستی رکھنا حرام ہے، البتہ محبت اور
دلی تعلق کے بغیر ان سے محض معاملہ اور کاروبار کرنا جائز ہے، کفار اور بدعتیہ لوگوں سے محبت اور دوستی
کی ممانعت تفسران مجیدہ کی آیات سے ثابت ہے۔

کفار اور بدعتیہ لوگوں سے محبت رکھنے اور دوستی کرنے کی ممانعت کے متعلق قرآن مجید
کی آیات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي
وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ فِيهِمْ مُمْلَكَةٌ وَقَدْ
كُفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ

(ممتحنہ: ۱۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَكْفُرُونَ بِالْخُرُوجِ كَمَا يَتَّبِعُونَ
مِنَ أَصْحَابِ الْقُبُورِ

(ممتحنہ: ۱۳)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ مِنْ حَادٍ إِلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

(مجادلہ: ۲۲)

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَكُونُ
فِي شَيْءٍ رَازٍ نَفْتَرًا مِنْهُمْ نَفَثًا وَيُحَذِّرُكُمُ
اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ الْمَصِيرُ

(آل عمران: ۲۸)

وَلَا تَرْكَبُوا فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا فِتْنَةً

النَّامُ - (هود: ۱۱۳)

اسے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو
دوست نہ بناؤ۔ تم ان کو دوستی کا پیغام بھیجنے
حال نہ مٹوں گے اس حق کا انکار کیسے جو تمہارے
پاس آیا ہے۔

اسے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی نہ
کرو جن پر اللہ نے غضب فرمایا، بے شک وہ آخرت
سے مایوس ہو چکے، جیسے کفار قبر والوں سے مایوس
ہو چکے ہیں۔

اسے محبوب! جو لوگ اللہ پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان رکھتے ہیں، آپ انہیں اس حال پر نہ پائیں گے
کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے
رسول سے عداوت رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے
باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے
قریبی رشتہ دار!

ایمان والے مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست
نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے، اس کا اللہ سے کوئی
تعلق نہیں، البتہ اگر تم ان سے جان بچانا چاہو تو
دوستی کے اظہار میں حرص نہیں، اور اللہ تمہیں اپنے
غضب سے ڈلاتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف
لوٹ کر جانا ہے۔

اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کی طرف مائل
نہ ہو ورنہ تمہیں روزِ حق کی آگ پہنچے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ بِإِيمَانٍ (۱۸۱)
وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَأَمَّا يَنْسِبُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

(انعام: ۶۸)

وَاسْتَعْتِمِ يَتِ اللَّهِ يَكْرِهَهَا وَاسْتَهْرَأْ
لَهَا قَدْ تَقَعَّدَ وَامْعَةً حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ
غَيْرِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنْكُمْ أَدَامَتُهُمْ

(نساء: ۳۰)

اسے ایمان والوں! غیروں کو اپنا راز و راز نہ بناؤ۔
وہ تمہاری تباہی میں کمی نہیں کریں گے۔
اور اسے مخاطب) جب قرآن لوگوں کو پہنچے
جو ہماری باتوں میں کج بحثی کرتے ہیں قرآن سے مزحیج
ہے حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں، اور
اگرچہ شیطان بھلا سے تو یاد آئے کہ بد علم کرے
والی قوم کے ساتھ نہ بیٹھ۔

جب تم لوگ بتائے بات کا انکار کیا جا رہا ہے
اور ان کا مستہزاد کیا جا رہا ہے قرآن کے ساتھ نہ بیٹھو
حتیٰ کہ وہ کسی دوسری بات میں متغیر ہو جائیں روئے،
بیشک اس وقت تم بھی، اسی کی مثل ہو جاؤ گے۔

آج کل کے دور آئینہ سے معلوم ہوا کہ کفار و بدعتیہ و رگڑ کے پاس میں وقت بیٹھا منع سے جب وہ دین
اسلام کے خلاف باتیں کر رہے ہوں، ان کی تحریک میں مطلقاً بیٹھا منع نہیں ہے، البتہ کفار اور بدعتیہ لوگوں
سے محبت اور دوستی رکھنا مطلقاً حرام و ممنوع ہے جیسا کہ بانی و کر کے وہ آیات سے واضح ہو گیا۔

کفار اور بدعتیہ لوگوں سے محبت رکھنے اور دوستی کرنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور اثار

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أَتَس
يَعْدُو نَكَرًا سَمَاءً لَمْ تَسْمَعُوا سَمَاءً بِأَنَّهُ كَرِهَ
فَأَيَّاهُ وَيَأْهُدِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے
آخر میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو تمہارے سامنے کسی
حدیث بیان کریں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تھا
باپ دار نے تمہارے دور رہا وہ تم سے دور
رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں
دجال اور کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیث
لائیں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تھا اسے باپ دار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ
كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنْ رَحَائِدِ بَنِي إِسْرَءِيلَ
أَتَمُّ وَرَأْيًا كَرِيهًا كَرِيهًا وَيَأْهُدِيكُمْ

ولا یفتنونک۔ ۱۰

نے، تم ان سے دودھ نہ پیاؤ تم سے دودھ نہیں کہیں وہ
تم کو گمراہ نہ کرے، تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاذا رايتم نذير
يبتغون ما تشابه منه فادلك الدين
سمى الله فاحذروا وهو ۱۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو
جو آیات منشا بہت کی تاویل کرتے ہیں، تو یہی لوگ
ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے دین میں
کجی ہے، اللہ سے اجتناب کرو۔

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه و
سلم قال القدريه مجوس هذه الامة ان مرضوا
فلا تعود وهو ان ماتوا فلا تشهد وهو ۱۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی امت کے مجوس ہیں،
وہ اگر بیمار ہوں تو ان کی عبادت نہ کرو، اور اگر وہ مر
جائیں تو ان کے جنازے سے نہ جاؤ۔

عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لكل مة مجوس ومجوس هذه رمة
الذين يقولون لا قدر من مات منهم فلا
تشهد واجازته ومن مرض منهم فلا
تعود وهو ۱۰

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر امت کے مجوس ہیں،
اور اسی امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو منکر تقدیر ہیں وہ
اگر مر جائیں تو ان کے جنازے سے نہ جاؤ اور اگر وہ بیمار
ہوں تو ان کی عبادت نہ کرو۔

عن عبد بن الخطاب ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لا تجالسوا اهل القدر ولا
تفارقوهم ۱۰

حضرت عبد بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منکرین تقدیر
کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان سے بحث کرو۔

ما لا اله الا الله

عن شمر بن الخطاب عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لعائشة يا عائشة ان

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے

۱۰۔	امام ابن حجر عسقلانی، مستدرک صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ	۱۱۔	سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۱۳۵۵ھ	۱۲۔	سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۱۳۵۵ھ	۱۳۔	سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۱۳۵۵ھ	۱۴۔	سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۱۳۵۵ھ	۱۵۔	سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۱۳۵۵ھ
-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--	-----	--

فرمایا: "حق و کبریا نے دین میں تفریق کی وہ ایک کہ وہ تھا۔
اس سے مراد بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں، ان کی زبان سے
میں ان سے بری ہوں اور یہ مجھ سے بری ہیں، اس حدیث
کو امام طبرانی نے کرم صغیر میں روایت کیا ہے۔ در کہ میں
بقیہ اور محال دین سیدہ و ضعیف راوی ہیں۔

انہیں فرق وادعتہم و کانوا شیعیہ ہذا حدیث صحیحہ
و اصحاب الایہواء لیس لہم توبۃ انما منہم
بری و وہو منی ہواء و ہوا الطبرانی فی الصغیر
وفیہ بقیۃ و مع لدین سعید و کراہما ضعیف۔

علامہ ابن حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والعقیلی فی تصدعہ عن نس اب اللہ
ختاری واحد و صحابہ و صحابہ و سید و
قوم یسیرنہم و منقصونہم ولا یخسوہم
ولا تشارہوہم و لا یؤامروہم و لا ینہوہم۔

۱۔ عقیل نے کتاب الغنۃ میں حضرت انس رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے
ساتھ میرے صحابہ اور سسرال کو منتخب فرمایا، منقر بہ یہ
لوگ نہیں گئے جو میرے صحابہ و سسرال و ان کے گھر
کیسے گئے اور ان کے عیب نکالیں گے تم ان کے
ساتھ مت بیٹھنا، ان کے ساتھ پیانا کھانا، لہذا ان
کے ساتھ نکاح کرنا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ایوب، قال ابو قلابۃ لا تجالسوا
اہل الایہواء و لا یجادلوہم و لا یامسوا
یغمسوکم فی ضلالتہم و یدبوا علیکم ما کنتم
تعرفون۔

ابوبہار کہتے ہیں کہ بوقلابہ نے کہا گمراہ
فرتل کے پاس نہ بیٹھو۔ نہ سے بحث کرو، کیونکہ
مجھے۔ نہ سے کہ وہ اپنی گمراہی میں تم کو مبتلا کر
دیں گے، یا تمہارے مقام کو تم پر مشتبہ کر دیں گے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے کہ

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن فی جعفر قال لا تتجالسوا ہذا رحد
فانہم الذین یخوضون فی آیات اللہ۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ گمراہ فرقوں کے ساتھ نہ بیٹھو،
کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں کج بحثی

۱۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فی تہذیب التہذیب ص ۲۰۰ میں جمع الاوائد ج ۱ ص ۱۸۸، مطبوعہ دار الفکر، بیروت ۱۴۰۲ھ

۲۔ علامہ احمد بن عبد ربیع رحمہ اللہ نے فی تہذیب التہذیب ص ۲۰۰، سنن علی بن الحنفیہ ج ۲، مطبوعہ مکتبۃ القادریہ، بیروت ۱۳۸۵ھ

۳۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فی جامعہ ص ۲۵۵، سنن دارمی ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ شریعتیہ، بیروت ۱۳۸۵ھ

۴۔ امام ابو بکر احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فی مسند ج ۱ ص ۲۵۹، شعب الایمان ج ۱ ص ۶۰، مطبوعہ دار کتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۰ھ

۵۔ شعب الایمان ج ۱ ص ۶۰، مطبوعہ دار الفکر، بیروت ۱۴۰۲ھ

کرتے ہیں۔

دشمن بن مہار بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت یوش بن زن کی طرف وحی کی کہ میں تمہاری قوم میں سے ایک ناکہ چاہیں مگر یہ نیکو کاروں کو اور ساتھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوش نے عرض کیا اسے میرے رب! تو بدکاروں کو تو ہلاک فرماتے گا، نیکو کاروں کو کیوں ہلاک فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بدکاروں کے پاس جاتے تھے، ان کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے، اور انہی کے غضب کی وجہ سے ان پر غضب ناک نہیں جرتے تھے۔

عن موصی بن عاص۔ قال وحی اللہ عزوجل
حد ای یوشع بن نون انی مہنت من قومک مائة
الف واربعمین سدا من حیارہم وستین الف
من سر رھم فار۔ یارب تھلک سر رھم فھا
بال حیارہم؟ قال۔ لھم یدخلون علی
الاسترار فیئو کلومہم ویستارونھم وکلا
یعضبون غضبی۔

کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور نیکی کرنے پر قرآن مجید سے استدلال

کفار، مشرکین اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنا تو مسلمانوں کے لیے حرام ہے، اللہ عزوجل نے کافروں اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رکھ کرنا اور معاشرتی معاملات قائم رکھنا جائز ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا معاملہ کرنا ناجائز و حرام ہے۔
غیر عربی کافروں اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور معاشرتی معاملات کے ترز پر قرآن مجید کا یہ آیت دلیل ہے:

اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ صلہ اور نیکی کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھر واپس نہیں نکالا، بے شک اللہ تعالیٰ انعام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

لایمھنکم اللہ عن ذلک من بعد ذلک
الذین ولد یحرجوکم من دینکم من بعد دھم
ولتقسموا ایھد ان تھب سسین
(متحنتہ: ۱۸)

کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور نیکی کرنے پر احادیث سے استدلال

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَذَا وَارْهَيْمِ بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فَبَدَأَ مَلِكًا أَوْ
بِجَارٍ فَقَالَ عَطَوْهَا أَجْرًا وَاهْدَيْتَ لِي النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فَبَيْعْتُهَا سَمًّا وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ
وَاهْدَى مَلِكًا أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَقْلَةً بَيْضَاءَ فَكَسَاهَا بَرْدًا وَكَتَبَ لَهَا
بَيْعَ حَرَمٍ - ۱۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی وہ ایک بستی میں گئے جس میں
ایک لادم بادشاہ تھا، اس ظالم بادشاہ نے جب حضرت
سارہ کو دیکھ دیکھ میں سے روئے اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایک یہودی لورٹ کی طرف سے ایک زہر توڑ
بجری دی گئی، اور ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایک سفید خچر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس بادشاہ کو ایک چاند پہنائی اور اس کے سے اس
ملاقات کی حکومت منکوحی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ أَنَسٍ رَوَى عَنْهُ دُوسَةُ أَهْدَى إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ۱۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیس
دوسہ ربیعہ کے قریب ایک بستی کا عیسائی سردار
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا۔

صحیح مسلم میں سے س نے آپ کو ایک شیر پکڑا دیا کیا تجارت
نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ لُحَيْكَ قَالَ كُنْتُ مَعَ
بَنِي صُلَيْمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَدَجِينَ وَمَنْشَةَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكُمْ أَحَدٌ
مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ الرَّجُلِ صَاعٌ مِنْ صَوْنٍ
أَوْ نَحْوَهُ فَبَعْضُ تَمْرٍ جَاءَ رَجُلٌ مَسْتَوْدِعٌ مَشْعَانِ
طَوِيلَ بَغْتَةٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَصِيَّةً وَقَالَ مَرْهَبَةٌ قَالَ لَزِلْ
بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً - ۱۲

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ جب ایک سو تیس لقرنی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا
تم میں سے کسی ایک شخص کے پاس طعام ہے، اس
وقت کسی ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کے
قریب طعام تھا اس کو گوندھا گیا پھر ایک روز قد مشرک
آگیا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ کہاں
جھکتا ہوا لایا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ
بکریاں بیچو گے یا میکرو گے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ

۱۰۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۲۵۰، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی، ۱۴۲۱ھ

۱۱۔ " " " " صحیح بخاری ج ۱، ص ۳۵۶

۱۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲، ص ۹۲، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی، ۱۴۲۵ھ

۱۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۳۵۰، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی، ۱۴۲۱ھ

کفار اور بدعتیہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ جمی کرنے کے متعلق علماء و احناف کا منظر یہ:

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

اکثر مفسرین کا یہ مختار ہے کہ یہ آیت ن کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہے، جو صلہ جمی کے مستحق ہیں اور اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ ذمہ تول پر مدغم کرنا جائز ہے اور اگر کسی باپ ذمی ہو تو اس کا نفقہ واجب ہے، اور اگر اس کا باپ حربی ہو تو پھر اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کو قتل کرنا واجب ہے، علامہ قرظین علیہ السلام سے قتادی نے کہا کہ اب ایسے میں سمجھا ہے کہ کافر کے لیے نیام نہ کیا جلتے، کیونکہ ہم کہ ان کی اہانت کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر کافر سے کسی بڑے نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے لیے قیام جائز ہے۔

علامہ ربیعانی حنفی لکھتے ہیں:

مسلمان کا کافر کے لیے وصیت کرنا جائز ہے
وہ کافر کا مسلمان کے لیے وصیت کرنا جائز ہے،
ولیٰ ذکر کے جواز کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نہیں ن لوگوں کے ساتھ عدل
رہنچی کرنے سے نہیں روکتا جنھوں نے دین میں تم
سے جنگ نہیں کی، اور ثانی ذکر کے جواز میں یہ
ہے کہ جب کافروں سے قوم و جمعیہ کا معاہدہ ہو گیا
تو وہ معاملات میں مسلمانوں کے مساوی ہونگے، اس
لیے دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور احسان
کرنا جائز ہے اور جب زندگی میں جائز سے موت
کے بعد بھی جائز ہے، جامع منیر میں ہے کہ حربی کافروں
کے لیے وصیت کرنا باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اللہ تعالیٰ نہیں ن سے منع کرتا ہے جو دین میں
تم سے جنگ کرتے ہیں۔

و یجوز ر یوصی المسلم مکافراً و نکافراً
للمسلم فأرادوا نقولہ دعویٰ زینہا کہ اللہ
عن الذین بو عیقاتہ لو کہ فی الدین ر ذیۃ د
التانی لانہم بعد ر ذیۃ سادوا مسلمین
فی المعاملات و بعد ا حار الترمز من الجائز
فی الحیوة فکذا بعد اسماء و فی العاصم
الصغیر الوصیۃ لاهل الحرب فہذا نقولہ
تعالیٰ انما یمنہا کہ اللہ عن الذین ف التلو کہ
فی الدین۔

پاکستان کی اسلامی حکومت نے اپنے آئین کے ذریعہ تمام اشرافیوں کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اس
لیے پاکستان میں رہنے والے تمام کافر غیر حربی ہیں اور زمینوں کے حکم میں ہیں، اسی لیے پاکستان میں رہنے والے تمام
کافر یا بدعتیہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور دیگر معاشرتی معاملات استوار کرنا جائز ہے، البتہ ان کے ساتھ محبت اور دوستی

۱۔ علامہ سہاب الدین اب محمد آلوسی متوفی ۷۰۸ھ ر ریح السالی ج ۲ ص ۷۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۵۳ھ ص ۶۰، یہ خیرین ص ۶۵، مطبوعہ مکتبہ شریعت علیہ طہان

نفسہ فتنۃ اویسیہ بعد از ابیہ -
 س سے ڈریں کہ انھیں کوئی آفت پہنچے یا نہ کر دے کہ
 مظلوم پہنچے جائے۔

(۲) - سعید بن جبیر نے یہ تفسیر کی کہ جس طرح قرآن عامیانا انداز سے (ایک دوسرے سے گوندا کھاتے کی طرح
 آپ کو یاد دکر دے بلکہ آپ کو غلطی سے بگاڑوں یا کسی حد تک یاد نہ ہو جائے یا اس سے کوئی اور

(۳) - آپ کو جند کوز سے نہ مارا، کیونکہ قرآن مجید میں نہ زکریا، مدح کی سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سامنے آواز پست رکھتے ہیں۔

(۴) - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رقیہ کو کے اپنے بدن پر سے اتار دیا (ضرر) سے ڈرے
 کیونکہ آپ کی دعا و درگزر کی بات نہیں ہے، اس کی تالیف بھی ہے۔

بعض علماء نے سید بن جبیر کی تفسیر کے واسطے سے یہ لکھا ہے کہ یہی تھے ائمہ دین و سکھ کر با محمد کہ گوندا
 کرنا منع ہے اور یا رسول اللہ کہ گوندا کرنا جائز ہے اس کے بعد میں یہاں

(۵) - آپ کو با محمد کے ساتھ دکرنا اس صورت میں نہ سے حسب اس انداز سے آپ کو بلانا مقصود ہو جیسے
 ہم نام لے کر ایک دوسرے کو بلانے میں نہ غلط یا محسوس کیا منع نہیں ہے۔

(۶) - لفظ محمد کے در اعتبار میں ایک ہی خط سے یہ آپ کا نام منظم ہے جب اس خط سے آپ کا شخص کریم اور
 ہوا اور ایک اعتبار سے یہ آپ کی صفت سے اور سعید بن جبیر کی تفسیر کے مطابق غلط محسوس ہے آپ کا علم و
 نام اس کے گویا محمد کا ہے اور یہ تفسیر صفت کے یا محمد کا نام نہ ہے "نہایت جبرائیل کا آپ کو
 یا محمد کہنا اسی صورت پر معمول ہے۔

علامہ ابن قیم جو یہ لکھتے ہیں:

دیقان حمد فخر محمد بن عبد اللہ
 فہو معاد و ہذا علو صفہ حنیہ و ریح
 فی حنیہ صلی اللہ علیہ وسلم -
 کہا جاتا ہے "ماں تمہاری گئی تو وہ محمد ہے،
 جس طرح کہا جاتا ہے اس سے تعلیم دی تو وہ مسلم ہے
 فہذا یہ لفظ محمد علم نام بھی ہے اور صفت بھی
 اور آپ کے حق میں یہ دونوں چیزیں جوت ہیں۔

نیز علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

والوصفیۃ فیہما تلتانی نعیمیۃ و
 معنأھما مقصود -
 نعمد و محمد میں دو معنییت علیست (نام ہونے)
 کے معانی نہیں ہے اور ان دونوں معنوں کا تقدیر کیا
 جاتا ہے۔

۱۔ امام غزالی نے محمد بن حنفیہ کی تفسیر میں ۹۰۶ء تک تفسیر کی ہے - ۲۔ مطبوعہ دار فکر ہریت، ۲۹۸ء
 ۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن ابی محمد نے محمد بن حنفیہ کی تفسیر میں ۹۰۶ء تک تفسیر کی ہے - ۴۔ مطبوعہ دار فکر ہریت، ۲۹۸ء
 ۵۔ علامہ ابن قیم نے محمد بن حنفیہ کی تفسیر میں ۹۰۶ء تک تفسیر کی ہے - ۶۔ مطبوعہ دار فکر ہریت، ۲۹۸ء

لا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں:

اد قصد به المعنی الوصفی دون المعنی

العلمی۔

جب حضرت جبرائیل نے آپ کو یا محمد کہا تو اس سے
لفظ محمد کے دھنسی سنی کا اردہ کیا اور فلمی رام کے (معنی
کا ارادہ نہیں کیا۔

شیخ شبیر احمد عثمانی نے بھی علی قاری کے حوالے سے اس جواب کا ذکر کیا ہے۔

(ج) لفظ محمد سے آپ کا علم اور نام ہی مقصود ہو، لیکن آپ کو بلانا مقصود نہ ہو صرف اظہار محبت اور فراق و
شوق سے محض آپ کے نام کا غور و نگاہ مقصود ہو، جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

امام مسلم حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے:

ارحب بسم الله صلى الله عليه وسلم مدينة من مدن الجنة

اے نبی! مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے

اور بچے اور خدام، راستوں میں پھیل گئے اور وہ

نعرے لگاتے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا محمد

یا رسول اللہ۔

فصعد لرجال والنساء فوق نيبوت

وتفرق الغلمان والخدم في الطرقات

ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا

رسول الله

حافظ ابن کثیر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے حوالے میں لکھتے ہیں:

وكان شعارهم يومئذ يا محمد يا محمد

حقاً۔

حافظ ابن کثیر نے بھی اسی طرز لکھا ہے۔

(د) لفظ یا محمد کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا وہ آپ کو یاد کرنا مقصود ہو پھر بھی یا محمد کہنا جائز

ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن سعد قال

حدثت رجلاً من عمر فقالت له وحي

ادكر حب التين ليت فعاتب

محمد

عبد الرحمن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن

عمر کا یہ پیش ہو گیا، ایک شخص نے کہا، اسی کو یاد کرو جو

تم کو سب سے زیادہ محبت ہو حضرت ابن عمر نے کہا

یا محمد۔

۱۔ علامہ ابن سعدان خود بخاری ص ۱۰۱۲، مرفوع ج ۱، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ مستن ۱۳۹۰ھ

۲۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۱، ص ۴۴، مطبوعہ مدینہ ریسس بکٹور

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲، ص ۴۱۹، مطبوعہ دار محمد الفاضل، مطبعہ کرمی، ۱۳۷۵ھ

۴۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۴۱ھ، البیہ بیہ و نہایہ ج ۲، ص ۳۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ

۵۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم السیسی متوفی ۷۳۰ھ، الکامل فی التاریخ ج ۲، ص ۲۴۶، مطبوعہ دار الکتب الحرمیہ بیروت

۶۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، لاوب المردوم، ۲۵، مطبوعہ مطبعۃ الشریعہ لاہور

یا محمد کہنے کے جواز پر سب سے واضح و صریح دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نبی کو
معاذ اللہ تعالیٰ اس میں یہ الفاظ ہیں:

اللہم انی استلک واتوجه الیک
بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجهت
بک انی فی حاجتی هذه لتفتنی اللہم
فتشفعہ فی رسلہ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مدد تیری
طرف محمد نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیع سے
متوجہ ہونا ہوں، یا محمد! میں آپ کے وسیع سے اپنی
اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ
یہ حاجت پروری ہو اسے اللہ حضور کی شفاعت کو میرے
حق میں قبول فرما۔

حافظ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو جامع ترمذی، سنن نسائی اور تفسیر مکتب حدیث کے تراویح سے نقل کیا ہے اور
اس میں یا محمد کے الفاظ ہیں۔

غیر متقلدین کے مشہور عالم شیخ عبد الرحمن مبارک برہانی نے اس حدیث کو امام ابن ماجہ، امام ابن خزمیہ، امام مالک
اور امام طبرانی کے تراویح سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس میں یا محمد کے الفاظ ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول الذی نفس الی
القائمہ بیدۃ لیتزلن عیسیٰ بن مریم اماماً
مقسطاً وحکماً عدلاً فیکسرن الصلیب
ولیقتلن الخنزیر، ولیمصلحن ذات
البین ولیمدھبن المشحناً ولیمحرمن
علیہ المال فلا یقبلہ ثم لئن قام علی
قبری فقتال یا محمد لاجبتہ رکۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سنا ہے: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوالقاسم کی
جان ہے عیسیٰ بن مریم خدا نازل ہوں گے، وہ نصف
امام اور عادل و حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے
خنزیر کو قتل کریں گے، لوگوں کی صلیب کو امیں گے، بنی قریظہ کو
دور کر دیں گے، ان پر مال عیشیں کیا جانے گا وہ اس کو
قبول نہیں کریں گے، پھر بخدا اگر وہ میری قبر پر کھڑے
ہوں تو یا محمد کہیں کریں ان کو ضرور جواب دوں گا۔"

اس حدیث کا حافظ بن عبد المستغان نے بھی ذکر کیا ہے، اور اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
میں حیات پر استدلال کیا ہے۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۹۹، مطبوعہ دار غفران تجارت کتب کرچی

۲۔ شیخ تقی الدین ابوالسکس احمد بن تمیم متوفی ۷۲۸ھ، مجموعہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۶۷، مطبوعہ سعودی عربیہ

۳۔ شیخ عبد الرحمن مبارک برہانی متوفی ۱۳۲۵ھ، تحفۃ الاحادیث ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۴۔ حافظ احمد بن محمد بن علی بن ابی عمیر متوفی ۳۰۷ھ، مسند البریل ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار الامون تراش بیروت، ۱۴۰۴ھ

۵۔ حافظ احمد بن علی بن عبد المستغان متوفی ۸۵۲ھ، المطالب العالیہ ج ۲ ص ۳۴۹، ۲۳۰، مطبوعہ مکتبہ

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا اور خطاب کرنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فاضل بریلوی مدظلہ

سورہ العزیم تحریر فرماتے ہیں:

یہی ہے امام شافعی و امام مالک و امام ابو حنیفہ۔ دوسری روایتیں امام شافعی و امام مالک و امام ابو حنیفہ سے تفسیر کر یہ مذکورہ میں مذکور
یا رسول اللہ کہہ کر، اسی طرح امام شافعی و امام مالک سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے لئے
تصدیق فرماتے ہیں حضور خدا کے لئے علیہ السلام کو، اس سے کہ ندا کرنا حرام ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے
جیسے اس کا نام رسول اللہ تعالیٰ اس کے لئے پکارتے غلام کی کہ میں کو واجب ہے کہ ندا کرے۔
یہ روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ حدیث میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ
وہم کو نام سے کہ نہیں پکارا، مگر یہ روایت قدس سرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہ بجز ان کے ساتھ خطاب کیا ہے
اور نہ مکالمہ ہے۔ اور ہمارے نزدیک احادیث بھی مجتہد ہیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام رسول اللہ تعالیٰ سے حدیث کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں

فقال يا محمد في بيت
سعد بن زيد في بيت
فرضت عيب في بيت
بعشر اعداء في بيت
هي خمس عيب في بيت
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد آپ سے کہا میں
اور رسول اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے قریب یہ تبدیلی
نہیں ہوئی، میں نے جس طرح آپ پر اسم الکتاب میں
نمازیں فرض کی ہیں وہ سب اس کے لئے ہے لہذا کتاب
میں کچھ نمازیں ہیں وہ آپ پر پانچ نمازیں اور کچھ
اللہ تعالیٰ نے اس کو حدیث میں روایت کرتے ہیں اس میں ہے:

فقال يا محمد في بيت
سعد بن زيد في بيت
فرضت عيب في بيت
بعشر اعداء في بيت
هي خمس عيب في بيت
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد آپ سے کہا میں
اور رسول اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے قریب یہ تبدیلی
نہیں ہوئی، میں نے جس طرح آپ پر اسم الکتاب میں
نمازیں فرض کی ہیں وہ سب اس کے لئے ہے لہذا کتاب
میں کچھ نمازیں ہیں وہ آپ پر پانچ نمازیں اور کچھ
اللہ تعالیٰ نے اس کو حدیث میں روایت کرتے ہیں اس میں ہے:

نداء اعلیٰ حضرت دار حدیث بریلوی شریف ۳۰ ج ۱، تہذیب الفقہ ۲۷، مطبوعہ دار الحدیث بریلوی ۱۴۰۰ھ
۲۷ ج ۱، مطبوعہ دار الحدیث بریلوی شریف ۳۰ ج ۱، تہذیب الفقہ ۲۷، مطبوعہ دار الحدیث بریلوی ۱۴۰۰ھ
۲۷ ج ۱، مطبوعہ دار الحدیث بریلوی شریف ۳۰ ج ۱، تہذیب الفقہ ۲۷، مطبوعہ دار الحدیث بریلوی ۱۴۰۰ھ

فاذا سارایتہ وقعت ساجدا فیدعی
ماشاء اللہ اریدا عتی، ثم یقول ارفع محمد
وقل تسمع واشفع تشفع وصل تعطه ۛ

پھر میں دیکھوں گا کہ میں سجدہ میں گر جاؤں گا، پھر
جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا،
پھر اُڑے گا یا محمد! کیسے آپ کی بات سنی جائے گی شفاعت
کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگیئے آپ
کو دیا جائے گا۔

اس حدیث میں نحوی قواعد کے مطابق یا محمدوں سے۔

امام ابوہریرہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں، اس میں ہے،
فیقول اللہ یا محمد ارفع، اسلک
وقل تسمع واشفع تشفع ۛ

اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا محمد! اپنا سر اٹھائیے،
کیسے آپ کی بات سنی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ
کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

امام ابوہریرہ، حضرت انس بن مالک سے اس حدیث کی روایت کرتے ہیں، اس میں ہے،
فیدعی ما شاء اللہ ثم قال لی،
ارفع راسک یا محمد قل تسمع و تشفع
تشفع وصل تعطه ۛ

پھر اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے
دے گا، پھر مجھ سے فرمائے گا: یا محمد! اپنا سر اٹھائیے
کیسے آپ کی بات سنی جائے گی اور شفاعت کیجئے،
آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگیئے آپ کو
دیا جائے گا۔

امام ابوہریرہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال: ما نلت اشفع الی ربی و یشفعنی
حتی اقول: رب یشفعنی فیمن قال لا
الا اللہ، قال فیقول: لیست ہرہ
لک یا محمد انما ہی لی اما و عزتی
و حلمی و رحمتی لا ادع فی الذنر احدا
او قال عبدا قال: لا الا اللہ ۛ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا میں اپنے رب کی
طرف مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا اور میری شفاعت
قبول کی جاتی رہے گی، حتیٰ کہ میں کہوں گا اے میرے
رب مجھوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے، ان کے لیے
میری شفاعت قبول فرما، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یا محمد! ان
کی مغفرت کرنا تمہارا منصب نہیں ہے، ان کی راہ
راست (مغفرت کرنا صرف میری خصوصیت ہے)۔

- ۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۸، مطبوعہ دار محمد اصبح المطابع کراچی، ۱۳۸ھ
- ۲۔ امام ابوہریرہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی متوفی ۳۱۶ھ، مسند ابوہریرہ ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ دار الباز للنشر و التوزیع مکہ مکرمہ
- ۳۔ حافظ احمد بن علی المثنیٰ التیمی متوفی ۳۰۴ھ، مسند ابوہریرہ الموصلی ج ۳ ص ۲۶۹، مطبوعہ دار الامون تراث بیروت ۱۴۰۱ھ
- ۴۔ حافظ احمد بن علی المثنیٰ التیمی متوفی ۳۰۴ھ، مسند ابوہریرہ الموصلی ج ۳ ص ۱۸۸، مطبوعہ دار الامون تراث بیروت ۱۴۰۲ھ

مجھے اپنی عزت اپنے جہ اور اپنی رحمت کی قسم میں اس میں کسی ایسے شخص کو نہیں رہے وہاں گاہیں سنے
(لا الہ الا اللہ کہہاں ہو۔)

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
'تخذ عسب یسکک بہ من وادحی اللہ
الیہ . یا محمد لا تکرر قدر متد مدرو
العسب مع بعد ینہ

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاعر رکھی جس سے لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے متدقیانے آپ کی طرف وحی کی یا مجھ ا
یہی امرت کے روں کو نہ توڑیں، اس کے بعد آپ
کے پاس وہ شاعر نہیں دھکیں گے۔

علامہ علی بن ابی نضر بن زید کے حوالے سے کہتے ہیں:

عن علی عن علی صلی اللہ علیہ وسلم
عن ابوہ لایمن حدیث نبیل عن اللہ سرور
قال یا محمد اکثر من صلی اللہ علیہ وسلم
فانہ لقی مصراع سورۃ الحدیث ینہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا یا محمد! یہ کہتے
نیک کام کیا کریں کیونکہ میں نے ناگہانی آفات سے
کھانا ہیں۔

نام بخاری نے کہا اس حدیث کی سند میں ایک بڑی حد تک من باب سے جس پر وگ بھوت کی ہمت لگانے
ہیں یعنی یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن رجال اہل حدیث ضعیف ہوتے ہیں۔
امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عیاض بن حماد المجاہلی ان
نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم
فی خطبۃ الا ان یری او ان یری امری ان
اعلمتکم ما جہلتکم علمتی یوم ہذا
فمن کرا الحدیث قال فقال یا محمد
انما بعثتک لا بتلیک وابتلی بک و
اتولت علیک کتاباً لا یغسلہ الماء

عیاض بن حماد مجاہلی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دوران خطبہ فرمایا
سناؤ میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جو چیزیں
مذکور ہیں حضور وہ نہ کہنا اور جن کا اللہ تعالیٰ سے مجھے
آج ہوا بات چھوڑنا یا محمد! میں نے نہ کہ تمہارا
میں نے کہے جیسے بھوت کیا ہے اور میں نہ ہوں
اجہ سے (بھی) امتحان دل کا اور میں سننے سے ہر

۱۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۰ھ، تصنیف ج ۲ ص ۱۰۵، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ اسلامی بیروت ۱۴۰۰ھ
۲۔ علامہ علی بن شعیب بن حاتم بن زید بن زید متوفی ۲۰۵ھ، کنز العمال ج ۲ ص ۵۹، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۵ھ

یہ ہیں احادیث قدسیہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نذر اور خطاب کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نذر اور خطاب کرنا امام بخاری

معراج میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت مرثی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا محمد واللہ قدر اودت بنی امیہ قوی علی ادنی من ہذا فضعفوا وتوکلوا سے اس سے کم نازوں میں تجھ پر کیا ہے، وہ کہہ دیں گے اور انھوں نے ان نازوں کو ترک کر دیا۔

علامہ علی متقی، امام ابونعیم اور امام ابن ابی شیبہ کے حوالوں سے حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں: فقال ابوہریرہ یا محمد مو امتک فیکونوا من عدا اس اجمۃ در رضاء و سعة و تروثہ ہیبۃ فقال محمد لا مرہیہ و ما غرر من البجۃ فقال ابراہیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ یشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا یا محمد اپنی امت کو حکم دیں کہ جنت کے درختوں میں اضافہ کریں، کیونکہ اس کی زمین وسیع ہے اور اس کی مٹی پاکیزہ ہے، حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمایا: جنت کے درخت کیا چیز ہیں؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ماخذ ابن عبد الستار، امام ابی حنیفہ کے حوالے سے حضرت ابراہیم کی روایت ذکر کرتے ہیں: ولئن قام علی قبری فذل یا محمد لا جیبۃ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر کھڑے ہو کہہ نہا کریں یا محمد قبر میں اس کا جواب دوں گا۔

امام ابویعلیٰ کی روایت یہ ہے:

عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول واذی نفس افی القاسم بیدۃ لیزلن عیسیٰ بن مریم مانہ مضط و حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتلن الحذیر و یصدقن ذنہن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے حدیث عیسیٰ ابن مریم ورمادوں میں گئے وہ عصاں کرے گا، ام اور عدل کرنے والے حاکم بنائے گا وہ ضرر صلیب کو توڑیں گے و خیر برائے

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۱ھ

۲۔ علامہ علی متقی بن حسان الدین ہندی برہن پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ حافظ احمد بن علی بن محمد غسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، المطالب العالیہ ج ۳ ص ۲۴۹، مطبوعہ مکتبہ مکررہ

ولیدھن الشحاء ولیدرضن علیہ المالی
فلا یقبلہ ثلثن قام علی قبری فقال
یا محمد لا جبتہ - ۱۵

کریں گے اور ٹٹنے والوں میں صلح کو نہیں گئے اور یقین کو دوسرے کیلئے
ان پر مال ضرر و بیش کیا جائے گا اور وہ اس کو قبول نہیں
کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں "یا محمد"
تو میں ان کو ضرر و جواب دوں گا۔

مہر میں مستند احادیث بیان کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا
کی ہے، اور پانچ احادیث بیان کی ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کی ہے اور صحابہ کرام
اور عام مسلمانوں کے "یا محمد" کے ساتھ ندا کے حوالے ہم نے پہلے بیان کر دیے ہیں۔ اب ہم خود علیٰ حضرت احمد رضا
رحمہ اللہ کی کتاب مذکور کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کی ہے :
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

ابن عربیہ اپنی تفسیر میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے راوی غفور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

ما حلف اللہ بحیوة احد قط لا حیوة
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال تعالیٰ لعز
نم لفی سکوتمہ یعمرون دحیاتک یا محمد -

اس کتاب کے صفحہ ۲۶ پر اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنا
حرام ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارتے غلام کی کیا مجال کہ وہ ادب سے تجاوز کرے
اور صفحہ ۲۸ پر یہ روایت استدلال میں پیش کی ہے جس میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کی ہے
ہم اس تقاضی اور تسامح سے مدت نظر کرتے ہوئے صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث اور آثار کی روشنی میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے، اور یہ تمام ادب اور احترام کے خلاف نہیں ہے، اگر نداء
کرنا ادب اور احترام کے خلاف ہو تا تو کیا اللہ کہنا بھی حرام ہوتا، نداء کا معنی ہے منادی کو اپنی طرف متوجہ کرنا، ہم "یا محمد" کہہ کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں، ادب کے خلاف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام سے
پکار کر بلا یا جائے جیسے زید، عمرو، کرنا، لے کر لاتے ہیں اور ایک تفسیر کے مطابق اس کی قرآن مجید میں ممانعت ہے
نیز "محمد" آپ کا نام بھی ہے اور آپ کی صفت بھی سو اگر اس لفظ سے آپ کی صفت کا قصد کر کے غلام کی جائے تو کوئی
اشکال ہی نہیں ہے اور کبھی نداء کسی کو یاد کرنے کے لیے بھی کی جاتی ہے ہذا "یا محمد" اگر بہ طمع ذکر کہا جائے یا غبار
مسترت کے لیے غور لگاتے ہوئے "یا محمد" کہا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور صحابہ کرام نے جو "یا محمد" کے ساتھ ندا کی ہے
وہ اسی سنی پر محمول ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جو "یا محمد" کہا تھا وہ سورہ نزل کی آیت لا تجعلوادعاء الرسول الخ
(۹۳) سے منسوخ ہو گیا یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ محمد کہنے میں ہے اولیٰ تم کی تو کیا اس آیت کے نازل ہونے سے

۱۵۔ حافظ ابن عربی المشقۃ المتوفی ۷۳۰ھ مسند ابراہیم الرضوی ج ۶ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الامون ترش بیروت ۱۴۰۲ھ

۱۶۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، تحفہ الیقین ص ۲۸، مطبوعہ حامد شد گپنی روبر

پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی امیاد باشد جائز تھی۔ جب کہ اس آیت کے نزول کے بعد بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام اور تابعین عظام یا محمد کے ساتھ نہ آگے رہتے رہے یہی، اس مسئلہ پر یہ دو احوال اللہ سیر حاصل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم بعد سابع کے شروع در آخر میں کی ہے اس بحث کو وہاں بھی دیکھ لیا جائے۔ میں نے اس سند میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نہ آگے نہ کرنے کو مسلمان حرام سمجھنے سے باز رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، صحابہ کرام، تابعین عظام، سلف صالحین اور اختیار امت کی اتباع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھڑیں۔ واخرو دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام

— علی سیدنا محمد خاتم النبیین دعنی الہ والصلواتہ والرحمۃ اجمعین

ارکان اسلام میں جہاد کو ذکر کرنے کی وجہ

اس ریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں توحید و رسالت کی گروہی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا ذکر فرمایا، اس پر یہ اشکال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں جہاد کا ذکر نہیں فرمایا، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارکان کا بیان فرمایا ہے جو ہر حال میں فرض مبین میں اور جہاد بعض احوال میں فرض مبین ہے، تبلیغ اسلام کے لیے جہاد، فرض کفایہ ہے اور جب تک کسی مسلمان ملک کی سرحدوں پر حملہ کرے تو اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہر اس مسلمان پر جہاد فرض مبین ہے جس کو مسلمانوں کا امیر جہاد کے لیے بلائے۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل نے بیان کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے فرائض، اس کے جیموں، اس کے رسولوں، قیامت اللہ غیر و شر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے دالہت مانو۔ سلام اور ایمان کا لہجہ اور اصطلاح معنی اعلان کے، باہمی مہجوروں میں فرق کی تفصیل اور تحقیق جو کتاب الایمان کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

اس حدیث میں سے حضرت جبرائیل نے کیا مجھے (مرتبہ) حدان کے متعلق نہایت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس حال میں کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس حال کو نہ پا سکو تو اللہ تعالیٰ تم کو یقیناً دیکھ رہے۔

مرتبہ احسان کی تفصیل اور تحقیق

لازم فرمادیں گے بیان کیلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احسان کے دو مرتبے بیان کیے ہیں ان دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر باغرض کوئی شخص اس بات پر قادر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور اس کو دیکھ رہا ہو تو وہ عبادت کو پورے کمال کے ساتھ انجام دے گا اور اس کے ظاہری ارکان و آداب اور باطنی خفوع و خشوع میں سے کسی چیز میں کمی نہیں کرے گا اور انتہائی احسن اور اکمل طریقہ سے عبادت کو انجام دے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ ہے کہ ہر حال میں عبادت اسی طرح کرو کہ گویا کہ تم خدا کے سامنے کھڑے ہو خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان فرمایا ہے کہ احسان کے پہلے مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے دل پر معرفت الہیہ کا اسی قدر غلبہ ہو کہ وہ مشاہدہ حق میں اس طرح گم ہو جائے گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ معرفت الہیہ کے اس مقام پر نہ آئے کہ چہ نہ ہو لیکن اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات حاضر رہے کہ اللہ تعالیٰ

اس کو دیکھ رہا ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احسان کا پہلا مرتبہ عبادت کے احوال اور اس کی واردات قطعہ کی طرف اشارہ ہے یعنی سادہ پر ایسا حال طاری ہو جائے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور احسان کے دوسرے مرتبہ میں عابد کے علم کی طرف اشارہ ہے یعنی جس وقت کوئی مسلمان عبادت کرے تو اس علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور جب کسی مردود کو یہ علم ہو کہ مالک اس کو کام کرانے، جو اسے دیکھ رہا ہے تو وہ کام میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ پس عابد بھی علم کی اسی کیفیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

احسان کا پہلا مرتبہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس حال میں کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کامین کا حق ہے، کیونکہ ان لوگوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ نعمت ملنے کے وقت ان کی نظر نعمت پر نہیں منہم کی طرف ہوتی ہے، اس طرح مصیبت کے حال میں ان کی توجہ مصیبت پر نہیں ہوتی ورنہ اس کے اثرات یعنی رنج و ملال ان کی طبیعت پر مرتب ہوتے ہیں بلکہ ان کی نظر مصیبت ڈالنے والے کی طرف ہوتی ہے اور جن لوگوں کا یہ حال ہو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اچانک چھت سے ساپ گر پڑا تمام لوگ مسجد سے نازیب تھڑکے بھاگ گئے لیکن امام اعظم کو پتا چل نہ پایا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اسی طرح عروہ بن مسعود کے جسم کے کسی عضو میں زخم تھا وہ اس عضو کو کاٹنا چاہتے تھے۔ نماز کی حالت میں ان کا عضو کاٹ ڈالا گیا۔ اور ان کو اس کا مطلق احساس نہیں ہوا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ایک مرتبہ امام بخاری نماز پڑھ رہے تھے، نماز کے بعد انھوں نے قبیل کا دامن اٹھایا اور ایک شاگرد سے کہا ذرا دیکھنا میری قمیص کے بچے کیسے شاگرد نے دیکھا قمیص کے بچے زہرور (بھڑ) تھی جس نے ان کے بدن پر سولہ ٹمک لگائے تھے جس کی وجہ سے ان کا جو جگہ سے ٹوٹا گیا تھا، شاگرد نے پوچھا جب زہرور نے پہلی مرتبہ کاٹا تو آپ نے اس وقت نماز کیوں نہیں توڑ دی، فرمایا میں قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا اس کے ذوق میں اتنا مدغم ہوا تھا کہ اس تکلیف کی طرف متوجہ ہی نہ ہو سکا۔ (لہذا الساری ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ مصر)

بہر حال یہ نفوس قدسیہ مشاہدہ حال ذات اور معرفت میں اس قدر منہمک و مستغرق ہوتے ہیں کہ نماز کی حالت میں دنیا کی کسی بات یا جسمانی تکلیف کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی، بعد حسب مخلوق کے حسن و جہاں میں محویت کا یہ عالم تھا کہ مصر کی عورتوں نے علوہ لبرست دیکھنے کے بعد لیموں کی جگہ بنی انگلیاں کاٹ ڈالیں تو جن نفوس قدسیہ کے سامنے تجلیات خالق بے حجاب ہوتی ہوں نہیں اپنا یا اپنے گرد و پیش کا کب احساس ہو سکتا ہے۔

اور احسان کا دوسرا مرتبہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کرنے والا یہ یقین رکھے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے یہ متوسلین حضرات کا مرتبہ ہے جن کی صفت یہ ہے کہ اگر مشاہدہ ذات اور معرفت حق کے اس مرتبہ کو نہیں پاسکے تو کم از کم خضوع و خشوع اور خلاص اور عینیت کا یہ مرتبہ تو ہوتا ہے نہیں باسنے دیتے کہ عین عبادت کے عالم میں یہ ذہن میں رکھیں کہ خود مینود ہمارا ہی طرف دیکھ رہا ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ عابدین کے یہ اعتبار بیان کے تین مراتب میں ایک وہ شخص ہے جو غلاب کے خوف اور ثواب کی کلمے سے اطاعت کرتا ہے اس کا بیان علم یقین کے مرتبہ میں سے اور اس کی اطاعت کہ

عبادت کہتے ہیں دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اطاعت کے شوق سے کرتا ہے اس کا ایمان یقین کے مرتبہ میں ہے اور اس کی اطاعت کو عبودیت کہتے ہیں تیسرا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت محض اس غیبت سے کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور بندہ کا یہی کام ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے اس شخص کا ایمان حق یقین کے مرتبہ میں ہے اور اس کی اطاعت کو عبودہ کہتے ہیں اور احسان کے پہلے مرتبہ سے مراد اصحاب حق یقین ہیں اور احسان کے دوسرے مرتبہ سے مراد اصحاب یقین ہیں، رہے ہم لوگ قرآن ایمان کے تیسرے درجہ میں آتے ہیں جن کا ایمان علم یقین کے درجہ کا ہے اور جن کی اطاعت عبادت سے آگے نہیں بڑھتی، ہم وہ لوگ ہیں جو مرتبہ احسان کی دونوں قسموں سے ماری ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہمیں مرتبہ احسان سے حظ و فربط ملے (آمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم خمسہ حاصل ہونے کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات

یہ ہے سائل نے کہا مجھے قیامت کے متعلق بتائیے! آپ نے فرمایا: اس کے متعلق جواب دینے والا سول کرے والے سے زبان مانگے والا نہیں ہے۔

قیامت کب واقع ہوگی، بارش کب ہوگی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، انسان کل کیا کرے گا اللہ کو ان شخص کس جگہ مرے گا، یہ وہ امور خمسہ ہیں جن کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، بحث اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے یا نہیں، لیکن علماء سلف نے یک نیتی کے ساتھ یہ کہا یہ علوم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس نے مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں پر مطلع نہیں فرمایا، اور اکثر اہل اسلام نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو موعوداً اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصاً ان پانچ چیزوں کے علوم میں سے بھی حظ و فربط فرمایا ہے۔ اب ہم ذیل میں ان علماء اسلام کی عبادت پیش کر رہے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علوم کے مطالعے کے واسطے کی تعمیل کی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

قال القرطبي ضمن دعوى عدم شئ مما يغيب
مسند الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان كاذباً في دعواه - هـ

علامہ قرطبی نے کہا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت کے بغیر ان پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ اس طرحی میں جھوٹا

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ احمد قسطلانی، ملا علی قاری، اور شیخ عثمانی نے بھی اپنی مشروح میں علامہ قرطبی

۱۔ علامہ بدر الدین محمد بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر المیریہ مصر ۱۳۸۸ھ
۲۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۲۴، مطبوعہ دار الفکر المیریہ مصر ۱۳۸۸ھ
۳۔ علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، ارتقا طالب رسی ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۰۶ھ

۴۔ ملا علی بن سلطان محمد لغاری حنفی متوفی ۱۰۴۱ھ، ہرقات ج ۱ ص ۲۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بنگالہ ۱۳۹۰ھ

۵۔ شیخ تبصر احمد عثمانی متوفی ۱۳۷۶ھ، فتح الملک ج ۱ ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتبہ امجدیہ کراچی

کی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال بعضهم ليس في الآية دليل على ان الله لم يطلع نبيا على حقيقة ارواح بل يعتقد ان يكون اطلعه ولم يأمره به بطلعه وقد قالوا في علم الساعة نحو هذا والله علم به

بعض علماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا، بلکہ اُنہی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا، اور آپ کو اس کی اطلاع دینے کا حکم نہ دیا، اور قیامت کے علم کے متعلق بھی اُنہی نے اسی طرح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

علامہ احمد عسقلانی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

علامہ درقانی السامی کی شرح میں لکھتے ہیں:

(وقد قالوا في علم الساعة) وباقى الخمس المذكورة في آية ان الله عنده علم الساعة (نحو هذا) يعنى به علمهم ثم مر بكتبت

علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا سورہ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے علماء نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا، اور آپ کو انہیں مخفی نہ کرنے کا حکم دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

ذهب بعضهم الى انه صلى الله عليه وسلم اوتي علم الخمس ايضا وعلم وقت الساعة والروح انه امر بكتوب ذلك

اور بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے علم کا علم عطا فرمایا ہے اور وقوع قیامت کا اور روح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپ کو ان کے مخفی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

قال العلماء الحق انه لم يخرج مبتنا من

علامہ کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول

۱۔ علامہ شہاب الدین محمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۴۰۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔

۲۔ علامہ احمد عسقلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، ارتداد الساری ج ۲ ص ۲۸۳، مطبوعہ مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۰۲ھ۔

۳۔ ایضاً علامہ احمد عسقلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، المواہب اللدنیہ مع الزیادۃ ج ۱ ص ۲۶۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۲ھ۔

۴۔ علامہ محمد عبد الباقی ندوی مالکی متوفی ۱۱۲۳ھ، شرح المصاب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۲ھ۔

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الخفائض، کبیری ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ رضویہ فیصل آباد۔

۶۔ ایضاً علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ مصر۔

الدنیا حتی اصلحه لله علی تلك الخمس ولكنه امره بكتبتها لله

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمایا لیکن آپ کو ان علوم کے عقلی رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور علامہ اگر کسی فرماتے ہیں:

لہ یقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حتی علم کل شیء یمکن بعدہ بہ رتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا۔

میر علامہ اگر کسی لکھتے ہیں:

ویجوز ان یکون اللہ تعالیٰ قد اصلحه حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی وقت قبضہ علی وجہ کامل سکن لا عی وجہ بحدی علمہ تعالیٰ بہ لانه سبعاہ او جب علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکمتہ لحکمتہ ویكون ذلك من خواصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ویمس عندی ما یعیبہ الحرمہ بذلک رتہ

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انواع وقت قیامت پر مکمل اطلاع دی ہو مگر اس کا لائق یہ نہیں کہ اس سے علم الہی کا استنباط سوائے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا انفرادی وجہ کر دیا ہو اور یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہو لیکن مجھے اس پر کوئی قطع دلیل حاصل نہیں ہوئی۔

امام نازی لکھتے ہیں:

عالم الغیب فلا ینظر علی علیہ مخصوص وهو قیام القیامة احد ثم قال بعدہ لکن من ارتضیٰ من رسول رتہ

اللہ تعالیٰ عالم الغیب سے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرمائے البتہ ان کو مطلع فرماتا ہے جن سے وہ رضی مژنا ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۔ علامہ احمد صاوی مالکی تفسیر صاوی ج ۳ ص ۲۱۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربیہ مصر

۲۔ علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۵۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربیہ بیروت

۳۔ علامہ ابو الغضنفر سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۱ ص ۲۳۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربیہ بیروت

۴۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عراقی متوفی ۷۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۵۸ھ

علامہ علاؤ الدین خازن نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ ۱۔
علامہ تفت زانی کہتے ہیں:

والجواب ان الغیب ہفتائیس بالمعوم
بن مطلق و معین ہو وقت وقوع القیمۃ
بقریۃ السیاق و لا یبعد ان یطلعه علیہ
بعض الرسل من الملائکۃ و البشر۔ ۲۔

اگر جواب یہ ہے کہ یہاں غیب عموم کے لیے
نہیں ہے بلکہ مطلق ہے یا اس سے غیب خاص مراد
ہے یعنی وقت وقوع قیامت اور آیات کے سلسلہ
رہے ہیں یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات مستبعد نہیں
ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض رسولوں کو وقت وقوع قیامت پر
مطلق فرمائے خواہ وہ کل ملائکہ ہوں یا رسول بشر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں:

و حق آنست کہ ہر آیت ویلے نیست بر آنکوی تنائی
مطلع نگر و ایندہ است حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم بر بیت
روح بلکہ احتمال دارد کہ مطلع گرد ایندہ باشد و امر نکردار کہ
مطلع گرد و امر این قوم را و بعضی از علماء در علم ساعت نیز
ہیں معنی گفتہ اندالی ان قال و سے گوید بندہ مسکین محمدانہ
بنوہا سلم و البیقین و چگونہ جملت کند مومن عارف کہ لعلی سلم
ہر حقیقت روح سید مرسلین و امام عارفین صلے اللہ علیہ وسلم
کند و دادہ است و اعتراف سبحانہ علم ذات و صفات خود
فتح کردہ بدو سے فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح
انسانی چہ باشد کہ در جنب حقیقت جامعہ مدنی طورہ ایست
از و ریاضے از بیاضے ما فہم و باللہ لترقی۔ ۳۔

حق یہ ہے کہ سلطان کی بیت میں مسات پر کوئی
وہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ
وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ جانوسے کہ مطلع
کی سزاؤں کو بگاڑنے کا حکم پ کو نہ دیا ہو۔ اور بعض
علمائے علم قیامت کے جاسے ہیں بھی ہی قرآن کیا ہے
اگر بندہ مسکین را انداز اس کو نور نہ اور یقین کے ساتھ
فرمائے یہ کہتا ہے کہ کوئی مومن عارف حضور صلے اللہ
علیہ وسلم سے روح کے علم کی کیسے نفی کر سکتا ہے۔
وہ جو سید مرسلین اور امام عارفین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے
اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین
اور آخرین کے علوم آپ کو عطا کیے ہیں ان کے سامنے
روح کے علم کی حیثیت ہے۔ آپ کے علم کے سلسلہ
کے سلسلے روح کے علم کی ایک قطرہ سے زیادہ کیا
حقیقت ہے۔

سید عبد العزیز و بدیع عارف کامل فرماتے ہیں:

و کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پنج چیزوں

۱۔ علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۵۰ھ تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۱۹۔ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن علی تفت زانی متوفی ۷۹۰ھ شرح لقاہ ج ۲ ص ۲۰۵۔ مطبوعہ دار الامارات الشانہ ۱۴۰۱ھ

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ مارج البیوت ج ۲ ص ۱۰۰۔ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف من امة الشریفة لا یمكنه التصرف الا بمعرفته هذه الخمس رسة

کا علم کیسے محقق ہوگا، حالانکہ آپ کی امت خریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہو سکتا جب کہ اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں علوم خمسہ کے انحصار کی خصوصیت کا سبب | سورہ لقمان کی اس آخری آیت میں یہ فرمایا گیا ہے:

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب عداها وما تدري نفس بأي رحى تموت ان الله عليهم خبير

بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم، اور وہی بارشیں نازل کرتا ہے، اور وہی جانتا ہے جو رحموں میں ہے، اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کہاں سے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے لگے گا، بے شک اللہ ہی جانتے والا، جسے چاہے، خبر دینے والا ہے۔

لقد انزل

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا ذاتی علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ ہر چیز کا ذاتی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، پھر ان پانچ چیزوں کی تخصیص کیا ہے، اس کے دو جواب ہیں، ایک یہ کہ مشرکین ان چیزوں کے متعلق سوال کرتے تھے اس لیے بتایا گیا کہ ان چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ان کے کاجنوں اور نجومیوں کو ان کا علم ہے اس لیے بتایا گیا کہ ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔
علامہ اسماعیل محقق لکھتے ہیں:

اس آیت میں ان پانچ چیزوں کا شمار کیا گیا ہے، حدیث عامہ میں بات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کے متعلق سوال کرتے تھے حدیث سے کہ دیہاتیوں میں سے عارث بن عمر بنی ملی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے قیامت کے وقت کے متعلق سوال کیا، اور یہ کہ ہماری زمین خشک ہے میں نے اس میں بیج ڈالنے ہیں، بارش کب ہوگی؟ اور میری عورت حاملہ ہے، اس کے پیٹ میں مذکر ہے یا مؤنث، اور مجھے گزشتہ کل کا تو علم ہے لیکن آئندہ کل میں کیا کروں گا؟ اللہ مجھے یہ علم فرمے کہ میں کس جگہ پیدا ہو، لیکن میں کہاں مروں گا؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز اہل جاہلیت نجومیوں کے پاس جا کر سوال کرتے تھے امدان کا یہ زلم تھا کہ نجومیوں کو ان چیزوں کا علم ہوتا ہے اور اگر کائنات میں غیب کی کوئی خبر دے امد کوئی شخص اس کی تصدیق کرے تو یہ کفر ہے، یہی اصلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کائنات کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کرے تو اس نے محمد اصلے اللہ علیہ وسلم پر ناز و ستودہا کا کفر کیا۔

اور یہ جو بعض روایت میں ہے کہ نبی علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب کی خبریں دیتے ہیں تو ان کا یہ خبر دینا، وحی، الہام اور کشف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم دینے سے مترتب ہے، لہذا ان پانچ چیزوں کے علم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص جو اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان غیب پر انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

عَالَمُ الْغَيْبِ لَا يَنْظُرُ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ سُبْحَانَ الَّذِي فِي يَدَيْهِ مَصَاجِدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِي لَهُ خَلْقُ الْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔
(جن: ۲۵: ۷۶)

اور بعض غیب وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر دیا، جن کی اطلاع کسی مقرب فرشتے کو ہے اور نہ کسی نبی مرسلاً کہ اس آیت میں اشارہ ہے:

عِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔
(اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، اس کے سوا۔ بذات خود، انہیں کوئی نہیں جانتا۔)

قیامت کا علم بھی انہی امور میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے وقوع قیامت کے علم کو مخفی رکھا، لیکن صاحب شرع کی زبان سے اس کی علامتوں کو ظاہر فرمایا، مثلاً خروج و مابال، نزول عیسیٰ، و سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اسی طرح بعض اولیاء نے الہام صحیح سے بارشش ہونے کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ مالک کے پیٹ میں کیا ہے، اسی طرح بزرگوار صغباتی شیر زمیں، بیمار ہو گئے انہوں نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے طریقہ کس میں موت کی دعا کی ہے اگر بالفرض میں شیر زمیں نہ گیا تو مجھے یو دیوں کے قبرستان میں دفن کر دینا، (یعنی ان کو یقین تھا کہ ان کی موت طریق میں اُسے گی) وہ تندرست ہو گئے اور بعد میں طریق میں ان کی وفات ہوئی، وہ میرے شیخ نے بیس سال پہلے اپنی موت کا وقت بتا دیا تھا، اور وہ اپنے بتائے ہوئے وقت پر ہی فوت ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کی علامات کو بیان فرمانے اور سن بیان نہ فرمانے کا سبب

اس حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتیں بتلائی، جب باندہ ہوں گے ان کے آقا پیدا ہوں، اور جب تم دیکھو کہ برہنہ تن، برہنہ پا، تنگ دست چرواہے بڑی بڑی ٹہریں بنا لگیں۔
چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت وقوع قیامت کا علم تھا لیکن اس علم کو عام لوگوں سے مخفی رکھا

مقصود تھا، اس لیے سائل نے جب وقت وقوع قیامت کے بارے میں استفسار کیا تو حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میں وقت قیامت کو نہیں جانتا بلکہ یہ فرما کر بات ٹال دی کہ اس بات کے بارے میں میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

باندیوں سے آقا پیدل ہونے کے مشرعیین نے بہت سے مطالب بیان کیے ہیں لیکن زیادہ ترین تو اس یہ ہے کہ قرب قیامت میں اولاد اپنی ماں کی نافرمانی کرے گی، اس سے توہین آمیز سلوک کرے گی، ماں پر پٹنا حکم چلائے گی اور ولاد کے سامنے مائیں یوں معلوم ہوں گی جیسے آقاؤں کے سامنے ان کی باندیاں ہوں۔

قیامت کی علامتوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صحت و درجہ متین بیان فرمائی ہیں۔ ایک باندیوں سے آقا کا پیدا ہونا، دوسری حیرتوں کا امیر و کبیر ہو جانا، دیگر احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی متعدد علامتیں بیان فرمائی ہیں مثلاً یاجوج ماجوج اور دابة الارض کا خروج اور حضرت عیسیٰ اور مہدی کا ظہور، عورتوں کا عریاں لباس پہننا، نابل و گور کا منصب، رت پرفاں ہونا ان کے لئے حضور نے مہینہ اور تاریخ بھی بتلائی کہ خرم کا مہینہ اور دس تا یک سو گزوں میں بتلایا کہ جس کا دن ہو گا صرف سن نہیں بتلایا، کیونکہ اگر سن بھی بتلا دیتے تو آج ایک سچے جی صاحب کا کہنا ہوتا کہ قیامت آنے میں کتنے سال رہ گئے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں ہے:

وَنُفِثُكَ بِالْبَغْتَةِ (اعراف ۸۷) تم پر قیامت اپنا ٹک ہی اُسنے گی۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقوع قیامت کا سن بھی بتلا دیتے تو قیامت کا انا اچانک نہ رہتا اور قرآن مجید ہوتا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے کتب میں معذرت کرتے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تصدیق کے لیے سن نہیں بتلایا اور اپنا علم خدا پر کرنے کے لیے آپ نے عام علامتوں سے لے کر دن اور تاریخ تک سب کچھ بتلا دیا۔

جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تین دن بعد بتلایا کہ وہ اجنبی شخص حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ درحقیقت ابوہریرہ کی روایت میں جس کا ذکر امام مسلم اسی باب کی پاکی میں اور تھیں حدیث میں گریں گے، مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجنبی شخص کے ہاتھ ہی فرمایا اس کو دایسے پاؤں، صحابہ کرام فوراً مجلس سے اٹھ کر گئے لیکن خیریں وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ تب سبوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتلایا کہ وہ آئے وہاں شخص جبریل تھا، علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کو تین دن بعد معلوم ہوا، اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں گے اور پھر تین دن بعد ان کو حضور سے پوچھنے پر معلوم ہوا ہو گا کہ وہ شخص جبریل تھے۔

۱۰

نفل عبادات کو پورا کرنے کے وجوب پر فقہاء احناف کے دلائل | حدیث نمبر ۱۰۰۰ میں ہے: اوص
فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں اس شخص نے پورا کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی فرض ہے !
آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل نمازیں پڑھو۔
علامہ نووی سمجھتے ہیں:

ہم اسے صحابہ شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ یہ جملہ اسناد منقطع ہے، اور اس کا معنی یہ ہے لیکن تھابہ
یہ نفل پڑھنا مستحب ہے، جن میں سے کسی کو اسناد متصل قرار دیا اور اس سے بہ استدلال کیا کہ جس آدمی نے
نفل روزہ یا نفل نماز شروع کی، اس پر اس کو ہذا کرنا واجب ہے، ورنہ سبب یہ ہے کہ نفل شروع کرنے
کے بعد اس کو پورا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔
فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ نفل عبادات مثلاً نماز روزہ سے کو شروع کرنے کے بعد پورا کرنا واجب ہے،
اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے نفل شروع کر کے، اس کو توڑ دیا اور بعد میں اس کو قضاء نہیں کیا تو اس کا وہ
عمل باطل ہو جائے گا، اور قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَبْطُلُوا عَمَّا كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْأُمُورِ الْكَافِرِينَ
اور اپنے عمل کو باطل نہ کرو۔
اس آیت نفل نماز اور نفل روزہ سے کو توڑنے کے بعد اس کی قضاء کرنا واجب ہے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل روزہ توڑنے پر اس کی قضاء کرنے کا حکم دیا ہے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت كنت بأوحيدة
صائمة فعرض لداؤد شهت ذوقه
منه قال قنط يوماً خرو مكانه
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں
وحدت خفہ (نفل) روزہ سے تھیں، عمار سے
پس یہاں آیا مجھے کھانے کو، ہمارا دل چاہتا
تھا، ہم نے اس سے کچھ کھایا، آپ نے فرمایا:
اس کے بعد اسے دوسرا روزہ قضاء کرنا۔

اس حدیث کو امام الکلیث اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔
قرآن مجید کی آیت کریمہ اور احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نفل نماز اور روزہ سے کو توڑنے
کے بعد اس کی قضاء کرنا واجب ہے اور اس معاملہ میں فقہاء احناف کثر بم اقتدا کا مدعی بھی قرآن اور حدیث

۱۔ علامہ یحییٰ بن مرفع شافعی متوفی ۲۰۴ھ و بشرح محمد ج ۱ ص ۳۰ مطبوعہ دار محمد امجد مطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
۲۔ امام یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۵۵ھ و ۲۵۶ھ مع ترمذی ص ۱۲۹ مطبوعہ دار محمد امجد مطابع کراچی
۳۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۱۸۰ھ و ۱۸۱ھ مطبوعہ دار محمد امجد مطابع کراچی
۴۔ امام محمد بن حنفیہ ترمذی متوفی ۲۴۱ھ و ۲۴۲ھ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

اس حدیث میں ہے وہ شخص واپس چلا گیا اور جاتے ہوئے یہ
نے کی توجیہ کہہ رہا تھا یہ خدا میں ان احکام میں زیادتی کروں گا نہ کی، رسول
رہا: اگر یہ شخص سچا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

حارث تے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کامیابی کی جو بشارت دی ہے وہ اس شخص کے اس قول کی
وجہ سے ہے "میں ان احکام میں کوئی زیادتی کروں گا اور نہ کی" اگر اس پر یہ اشکال ہو کہ اگر کسی شخص نے غلی
عبادات لہا وہ کیں تو کیا وہ کامیاب نہیں ہوگا، اس کا جواب یہ ہے کہ جب صرف فرض اور واجب کی ادائیگی سے
فلاح حاصل ہو جائے گی تو ان کے ساتھ مستحبات ادا کرنے سے بہ طریقہ اولیٰ فلاح حاصل ہوگی۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ اس شخص نے یہ کیوں کہا کہ میں ان عبادات پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا، حالانکہ اس حدیث
میں تمام واجبات کا ذکر ہے نہ تمام منہیات کا اور مستحبات کا، اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایت
میں زیادہ وضاحت ہے، اس میں مذکور ہے اس شخص نے کہا: "خدا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو کچھ فرض کیا ہے
اس میں میں کوئی اضافہ کروں گا نہ کی، باقی سے نوافل تو ہو سکتے ہیں کہ یہ حدیث نوافل کی مشروعیت سے پہلے
کی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرض میں اضافہ کرنے سے اس کی مراد یہ ہو کہ مثلاً وہ نہر کے فرض چار رکعت
ہی پڑھے گا، پانچ رکعت نہیں پڑھے گا، اس کی مراد یہ ہو کہ وہ دن رات میں پانچ فرض نمازیں پڑھے گا، چھ
فرض نہیں پڑھے گا، اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف نوافل اور واجبات ادا کرے، رخصت اور
نوافل اور مستحبات کو ترک کر دے تب بھی اس کو نفس فلاح اور نجات حاصل ہو جائے گی، اگرچہ علاج کامل کے
لیے سنن اور نوافل کو ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ بعض روایات میں حج کا ذکر نہیں ہے، بعض میں روزے کا اور
بعض میں صلہ رحمی کا، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض راویوں سے بعض چیزوں کا ذکر چھوٹ گیا، ورنہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام فرائض اور واجبات بیان فرما دیے ہوتے۔

غیر اللہ کی قسم کھانے کا شرعی حکم | اس کے باپ کی قسم، اگر یہ شخص سچا ہے تو کامیاب ہوگا:

علامہ نووی لکھتے ہیں، اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم
کھانی ہے وہ صرف اللہ کی قسم کھائے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہارے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے،
اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کے باپ کی قسم "یہ اہل عرب کے کلام و رن کے
عرف اور عادت کے مطابق ہے کہ وہ قسم کا ارادہ کیے تو اس قسم کے کلمات کہتے تھے، اور آپ کا منع فرمانا نص
اور ارادہ سے غیر اللہ کی قسم کھانے پر محمول ہے یا جب کوئی شخص کسی آدمی کی تعظیم کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے ساتھ متاثر کر

میز امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ ابن مرید بن یحییٰ صلی اللہ علیہ وسلم قال من زاد عن وثرة فیسعد اذا أصبح۔ ۱۰

حضرت عبد القدر بن سید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی ناکہ پڑھے بغیر سو جائے تو جب صبح ہو تو روزہ پڑھ لے۔

رمضان کے روزوں اور زکوٰۃ کے علاوہ دیگر روزوں اور صدقات کے فرض نہ ہونے کی تحقیق

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماشورام کا روزہ واجب نہیں ہے، نہ رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ واجب ہے، اور یہ اجماعی امر ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے ماشورام کا روزہ واجب تھا یا فرض امام شافعی کے اس میں دو قریب ہیں، انہیں یہ ہے کہ ماشورام کا روزہ واجب نہیں تھا، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب تھا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسلمان صاحب نصاب ہو اس کے مال میں زکوٰۃ کے سوا اور کوئی حق واجب نہیں ہے۔ ۱۱

تفسار رمضان کفارہ ظہار، کفارہ قتل اور کفارہ قسم کے روزے بھی فرض ہیں، قصہ رمضان کا سفرہ توڑنے سے کفارے کے روزے بھی فرض ہیں، حرام میں منہوم کام کرنے سے بھی روزے فرض ہیں، اور نذر کے روزے واجب ہیں، مال صدقات ہیں روزہ کا فایہ واجب ہے اور صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے، اور اگر کسی حد تک اندر مان تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، اس لیے علامہ نووی کا علی الاطلاق یہ کفایہ بھی نہیں ہے کہ رمضان کے روزوں کے علاوہ اور کوئی روزہ واجب ہے نہ زکوٰۃ کے سوا اور کوئی مال صدقہ واجب ہے۔

اسکان اسلام سے متعلق سوال

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے سے روک دیا گیا، اس لیے ہماری خواہش تھی کہ کوئی مجھ پر دیکھ جائے اور حضور سے سوالات کرے اور ہم حضور

۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ أَبُو مَتَّى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْنَا أَرَأَيْتَ لَوْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۱۰۔ امام ابویسی محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۲، مطبوعہ نور محمد، المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
۱۱۔ علامہ یحییٰ بن حنفیہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شرح مسنون ص ۳، مطبوعہ نور محمد، المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

وَسَمِعَ عَنْ شَيْءٍ فَيَكُنْ يُعِيذُكَ رَبُّكَ تَجِيءُ لِرَبِّكَ
مِنْ أَهْلِ بَدَايَةِ لَوْ قَدْ قِيَسَتْ لَهُ وَتَحْسُنُ سَمْعَهُ
وَجَاءَ رَحْمَتُكَ مِنْ بَدَايَةِ قَوْلِهِ قَوْلًا يَنْفَعُكَ
أَنْ تَارِسْتُمْ لَكَ قَدْ سَمِعْتُمْ لَنَا أَقْدَرُ تَرْغُطُكَ
اللَّهُ أَمَا سَلَكْتَ قَالَ صَدَقَ قَوْلُكَ فَتَنَ تَخْلُقُ
السَّمَاءَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَتَنَ تَخْلُقُ لَأَرْضَ
قَوْلِهِ تَعَالَى قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ حَبْرًا
وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللَّهُ قَوْلُكَ قِيَادُ
تَحْسُنُ السَّمَاءَ وَتَخْلُقُ لَأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ
الْجِبَالِ اللَّهُ رَسَلْتُكَ قَوْلُكَ تَعْمَلُ قَوْلُكَ وَتَعْمَلُ
رَسُولُكَ أَنْ تَعْبُدَ خَيْرَ صِلَتِكَ فِي تَحْسُنُ
وَيَكُنْ قَوْلُكَ صَدَقَ قَوْلُكَ قِيَادُ رَسَلْتُكَ
أَمْرًا بِهَذَا قَالَ تَعْمَلُ قَوْلُكَ وَتَعْمَلُ رَسُولُكَ
أَنْ تَعْبُدَ رَسُولُكَ قَوْلُكَ تَعْمَلُ قَوْلُكَ
قِيَادُ رَسَلْتُكَ اللَّهُ أَمْرًا بِهَذَا قَالَ تَعْمَلُ
قَوْلُكَ وَتَعْمَلُ رَسُولُكَ أَنْ تَعْبُدَ رَسُولُكَ
رَسَلْتُكَ فِي سَمْعِكَ قَالَ صَدَقَ قَوْلُكَ قِيَادُ
رَسَلْتُكَ اللَّهُ أَمْرًا بِهَذَا قَالَ تَعْمَلُ قَوْلُكَ
رَعَمَ رَسُولُكَ أَنْ تَعْبُدَ خَيْرَ صِلَتِكَ مِنْ
سَمْعِكَ إِلَيْكَ سَمْعًا قَوْلُكَ صَدَقَ قَوْلُكَ تَعْمَلُ
قَوْلُكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ رَأْسُ يَدِ عَيْنِهِ
وَلَا تَقْصُرْ مِنْهُمْ فَتَنَ لَيْسَ صِلَتِكَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَمِعَ لَيْسَ صَدَقَ قَوْلُكَ خَيْرَ لِحَبْرَةٍ

کے جوابات سنیں۔ ایک دن ایک وہابی آیا اور کہنے لگا
کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کا قلم مبارک
پاس آیا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول
بن کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے،
اس نے پرچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پرچھا زمین کو کس نے پیدا
کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پرچھا
زمین پر پہاڑوں کو کس نے نصب کیا اور باقی چیزیں زمین
میں کس نے پیدا کیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔
اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان
کو پیدا کیا جس نے زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو اس
میں نصب کیا، اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو رسول بنایا
ہے، آپ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا آپ کا قلم
کہتا ہے کہ ہم پر رون کر رہتے ہیں پانچ نمازیں فرض
ہیں، آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے
کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا
ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان مازوں کا حکم دیا
سب سے آپ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا آپ کا قلم کہتا
ہے کہ ہم پر عام ہے اس میں نیکو مومن فرض ہے آپ
نے فرمایا اس نے سچ کہا اس نے پرچھا قسم ہے اس
ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا کیا اللہ تعالیٰ نے
آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے، آپ نے فرمایا ہاں،
اس نے کہا آپ کا قلم کہتا ہے ہم پر سات میں ایک
بار ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں آپ نے فرمایا
اس نے سچ کہا اس نے کہا میں آپ کو اس ذات کی
قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کیا آپ کو
اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا
ہاں اس نے کہا آپ کا قلم کہتا ہے کہ ہم سے
جو شخص حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے

آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا، حضرت انس کہتے ہیں کہ وہ دیہاتی جو گیا اور جانے وقت کہہ رہا تھا کہ تم سے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے نہ میں ان احکام میں اپنی طرف سے کچھ زیادتی کروں گا اور نہ کسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو عمر و رحمت میں داخل ہو گا۔

امام مسلم ایک اس سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قرآن کریم میں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ ماقی حدیث حسب سابق بیان کی۔"

۱۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ لَعَبْدِي حَدَّثَنَا بِهِ حَدَّثَنَا سَيْبُ مَانُ بْنُ كَعْبٍ عَنْ كَابِتٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ كَثِيرٍ إِنِّي سَأَلْتُ عَنْ تَسْأَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَيِّئَةٍ وَتَسْأَلِ الْحَدِيثِ بِمِثْلِهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کو منع کرنے کی وجوہات اس باب کی حدیث میں ہیں۔
سے سوال کرنے سے روک دیا گیا تھا۔

قرآن مجید کی اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے سے روک دیا گیا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَسْتَأْذِنُوا فِي الْأَشْيَاءِ
ان تبدلکم تستوکم۔ ما تدری؟
حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں،

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو ہر گاہ غیبت کے آداب بتانے میں کہ آپ سے غیر متعلق اور بے فائدہ چیزوں کے متعلق سوالات مست کر دو۔ ان کی تحقیق کے واسطے نہ ہو کیونکہ اگر تم پر وہ امور ظاہر کر دیے گئے تو بعض اوقات وہ تم پر گرجیں گے، امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ سے انجوت سوالات کیے گئے تو آپ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا "تم آج مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کر دے گی تم کو اس کی خبر دوں گا۔ یہ سن کر صحابہ خوف زدہ ہو گئے اور ہر شخص اپنے کپڑے میں منہ چھپا کر روئے دیا، پھر ایک شخص اٹھا جس کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا، اس نے پوچھا: اسے اللہ کے نبی! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: منہ! باپ خدا ہے! پھر حضرت عمر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: ہم اللہ کو رب مان کر رہے ہیں، اور دین اسلام پر راہی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راہی ہیں۔ نیز امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مٹاں عاتکہ آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ تھا، جب آپ منبر پر بیٹھ گئے تو ایک شخص نے سوال کیا: میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ ہے! اس

کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سترہ سو سال گزرنے سے پہلے کوئی کہتا تھا میرا باپ کون ہے؟ کوئی کہتا تھا میری دینی کہاں گئی؟ میری آیت نازل ہوئی۔ اور امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ بَيْتِہٖ لِیَبْتَغُوا فَلَاحًا ۚ وَفِیْہِ لَآئِنٌ لِّمَنْ یَعْقِلُ ۚ
الیہ مبیلا۔

تو صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج ہے؟ آپ پھر خاموش تھے، انہوں نے جو کہا کیا ہر سال میں حج ہے؟ اب نے فرمایا نہیں: "اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور اگر یہ ہر سال فرض ہو جاتا تو کہ میں کوئی دکان سے لے کر ایک گناہ تک ہر چیز کے متعلق سوال کرتا تو وہ میری باتیں تو فرما کر ناگوار ہو جاتیں۔ اس حدیث میں ہے: آپ کا قصد کہتا ہے کہ ہم انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کی تحقیق
ہر سال میں ایک بار ماہ رمضان کے روزے

فرض ہیں آپ نے فرمایا اس سے بچ کر۔

اس حدیث میں غزوہ کا ذکر کیا گیا ہے، ہمارے زمانہ میں انجیکشن ایک تازہ ایجاد ہے انجیکشن دوا کا بھی لگایا جاتا ہے اور گلوکز کی صورت میں غذا کا بھی انجیکشن لگایا جاتا ہے، کئی عمارتیں بننے سے پہلے یہ ہے کہ خواہ کسی قسم کا انجیکشن لگایا جائے، وہ دوا کا انجیکشن جو جہان کا وقت کا، یا جیس کا وقت کا، یا گلوکز کی ڈسپ لگانی ہائے یا کسی دوا کی ڈسپ لگانی ہائے، کسی طریقہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ ان کے نزدیک جب تک دوا بانہ جوت عمدہ یا جوت دماغ میں نہ پہنچے، ان کا کہنا ہے کہ دماغ اور معدہ کے درمیان ایک منفذ (نالی) ہے جس کے ذریعہ دماغ سے معدہ میں غذا یا دوا منتقل ہوتی ہے، روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس مسئلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ دوا یا گلوکز کا انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ غذا ہضم کے مراحل طے کرنے کے بعد گلوکز بن جاتی ہے، اور اسی سے ہمارے جسم کو توانائی حاصل ہوتی ہے لہذا جب منہ کے ذریعہ غذا گلوکز بن کر، ہمارے جسم میں پہنچ جائے اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اگر براہ راست گلوکز، انجیکشن یا ڈسپ کے ذریعہ ہمارے جسم میں پہنچا دیا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح جب منہ سے دوا کھائی جائے تو وہ معدہ کے بعد ہمارے خون میں شامل ہو جاتی ہے اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اگر انجیکشن کے ذریعہ وہ دوا براہ راست خون میں پہنچا دی جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ انجیکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بھی وہی فائدہ زیادہ سرعت و زیادہ اثر نیکری سے

حاصل ہوتا ہے، لہذا بجیکشن سے پہلے ہی اولیٰ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر کوئی روزہ دار شخص روزے کی حالت میں کسی اور نیک تکلیف یا بیماری کا شکار ہو جائے تو اس کے لیے اسلام میں روزہ توڑنے کی رعیت سے جکلی اس حالت میں اس پر روزہ توڑنا واجب ہے، کیونکہ اس کے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، ورنہ اس جسم کو کسی طور سے بھی نقصان پہنچانے کا مجاز نہیں ہے، لہذا ڈاکٹر اس کے لیے بجیکشن لگانا تجویز کرے یا منہ سے کھانے کی دوا، اس پر لازم ہے کہ وہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق علاج کرے اور اس صورت میں تندرست ہونے کے بعد اس پر اس روزے کی صرف تغافل لازم ہوگی، کفارہ لازم نہیں ہوگا، ان تمام امور پر ہم آگے چل کر تفصیل سے شرعی دلائل بیان کریں گے۔

اس سلسلہ میں ہم پہلے روزے کا عمومی اور شرعی معنی بیان کریں گے، پھر روزے کے مفہومات بیان کریں گے اور ان میں سے روزہ ٹوٹ جانا سے (یعنی عقل، مشاہدہ اور تجربہ کی مدد سے بہ استدلال کریں گے کہ انجیکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، پھر احادیث عظیمہ سے استنبہ و کریں گے اور اس کے بعد فقہاء کے ذکر کردہ جزئیوں سے، اس پر استدلال کریں گے، پھر جزئیات معنی اور دماغ کی قید اور منافذ اصبیح کی شرط پر گفتگو کریں گے، پھر انجیکشن لگوانے سے روزہ نہ ٹوٹنے کی دلیل کا تجزیہ کریں گے، اور اخیر میں یہ بیان کریں گے کہ اگر کسی روزہ درگزر کرنے کی حالت میں اپنا تک کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہو جائے تو اس پر اس کا علاج کرانے کے لیے روزہ توڑ دینا واجب ہے، خواہ اس علاج میں منہ سے کھانے والی دوا کی پڑے یا انجیکشن لگوا کر پڑے، اور اس کا روزہ نہ توڑنا کوئی تقویٰ یا پرہیز گاری نہیں ہے بلکہ شدید گناہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک اور آپ کے حکام کی محنت و درمی سے، اور اس فہم کی بناء پر روزہ توڑنے سے اس پر کفار و کافران نہیں ہوگا بلکہ تندرست ہونے کے بعد صحت و تندرستی کے بعد روزہ روزہ ہوگی۔

روزہ کے لغوی اور شرعی معنی | علامہ ابن منظور، فرائضی لکھنے میں:

روزہ کے لغوی اور شرعی معنی | مولانا منظور فریدی لکھتے ہیں:

کھانے پینے، جماع و کلام کے ترک کرنے
مفت ہے۔

انصوم ترك الطعام والشراب والنفاء و
الكلام في الله
والغيري میں ہے:

روزہ کا شرعی معنی یہ ہے کہ جو شخص روزہ رکھنے کا اہل ہو وہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کو ترک کر دے۔

اما نفسي وفهمي عبارة عن قوت الاكل وشرب
والجماع من الصبح الى غروب شمس بنية
التقرب من الاله كذا في الكافي . ٢٥

۱۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منتظروا فریقہ متوفی ۱۱۱۸ھ، لسان العرب ج ۲، ص ۳۵۰، مطبوعہ نشر ادب کوئٹہ، قمر آباد، ۱۳۰۵ھ

۲۵۔ نظام الدین خلیفہ متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بوزرق مصر، ۱۳۱۰ھ

علامہ حاکمی حنفی نے لکھا ہے کہ روزہ کی اہیت کے لیے مسکن اور سفین و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے عقل، بصر اور سماعت روزہ کے لیے شرط نہیں ہیں، کیونکہ بچہ، مجنون اور بیمار کا روزہ بھی صحیح ہے۔ روزہ کے مفطرات اور نفسیات کا بیان | بعض چیزوں سے روزہ توڑنے پر صرف نفا لازم ہے اور بعض چیزوں سے روزہ توڑنے پر نفا و کفارہ دونوں لازم ہیں، اس سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز صرۃ اور مفتی دونوں طرح مفطر ہو مثلاً منہ کے طریقہ جسم میں دوا یا غذا پہنچانا یا کسی عورت سے جماع کرنا اس سے نفا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، اور جو چیز صرف صرۃ مفطر ہو مثلاً کاغذ، مٹی، کنگر، رستے کا ٹکڑا یا پلاسٹک کا ٹکڑا یا مینا سے صرف نفا ہے کفارہ نہیں ہے، اور جو چیز صرف مفتی مفطر ہو صرۃ مفطر نہ ہو مثلاً کان میں تیل یا دوا ڈالنا کیونکہ اس سے نفا و بدن حاصل ہوتی ہے یا استنہاد یا سید کرنا کیونکہ اس سے مفتی نہ ہوتی ہوتی ہے، اس سے بھی مرثیہ کے کی نفا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے۔ علامہ کا سال لکھتے ہیں:

روزہ توڑنے کے ساتھ دو حکم متعلق ہونے میں، ایک نفا کا وجوب اور دوسرا کفارہ کا وجوب روزہ توڑنے سے نفا تو مطلقاً واجب ہے، خواہ صرۃ در معنی روزہ توڑے، یا صرف صرۃ یا صرف مفتی، عام ازیں کہ عدا روزہ توڑے یا خطا، غدر کی وجہ سے روزہ توڑے یا بجز غدر کے، کیونکہ نفا کسی نیت شدہ چیز کی کفائی کے لیے واجب ہوتی ہے، اس وجہ سے نفا کے لیے صرف روزہ کا نیت ہونا کافی ہے، در روزہ کا نیت ہونا اس کو مطلقاً توڑنے سے حاصل ہو جائے گا، اور کفارہ کا وجوب روزہ سے کو مخصوص طریقہ سے توڑنے پر ہوگا در وہ انظار کامل سے ہوگا، یعنی کھانا یا پینا یا جماع کرنا صرۃ اور مفتی دونوں طرح سے ہو اور غدر اور بلا غدر، مولا میں روزہ توڑنے کی شخصیت کا کوئی غدر (سفر یا مرض) ہو نہ اس کا شبہ ہو، صرۃ اور مفتی مفطر ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ منہ کے

فاما صوم رمضان فيتعلق بفساد حکان احدھا وجوب الفقد و انتائ و حدوث الفقد اما وجوب بقضاء ما به يتبدت بخلق و فساد سواء كان صرۃ و مفتی و صرۃ و مفتی و مفتی و لا صرۃ و سواء كان عمداً و خطاً و سواء كان بعداً و او بغير عذر لان القضاء واجب جبر للفاش فيستدعي حرث الصوم لا عب و نفوات يحصل بمطلق الافساد فتقع الحاجة الى الخبر بالقضاء ليقتره مدام انفاش فيجب جبر الغوات مفتی و اما وجوب الكفارة فيتعلق بالفساد منصوص وهو لا يطرأ حكم من بوجود الاكل او الشرب او الجماع صرۃ و مفتی متعمداً من غير عذر مبيح ولا مخصص ولا شبهة الاباحة و مفتی بصرۃ الاكل و الشرب و معناهما ايصال ما يقصد به لتعدي او التداوى الى جوفه من الفقدان به يحصل

رہتے پیٹ میں اس چیز کو پہنچانا جس سے دوا یا غذا کا قصد کیا جاتا ہو، کیونکہ اس سے مکمل طور پر پیٹ کی خواہش پوری ہو جاتی ہے، اور صورت اور منہ جہاں سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنے آکر کو عورت کے اندام نہانی میں داخل کرے، کیونکہ سی سے فرج کی شہوت کا تشاخص ممکن طور پر پورا ہوتا ہے اور اس پر کفارہ کے واجب ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے (مرد اور عورت دونوں پر کفارہ واجب ہے)

قضاء شهوة البطن على سبيل الكمال وغى
بصورة الجماع ومعتلا يلاجر لفرج في قدر
لان كمال قضاء شهوة الفرج لا يحصل ارب
ولا خلاف في وجوب الكفارة على الرجل
بالجماع . ۱۵

علامہ رفینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولو قطر في اربية النساء ودخيلهم
فيفسد صومهم لا بعد . والمعنى والصوم
بخلات ما اذا دخله مدھن . ۱۶

اگر روزہ در اپنے کان میں پانی ٹپکایا یا پانی خود پیر گیا تو اس کا روزہ نہیں فاسد ہوگا، کیونکہ یہ صورت مفسد نہیں ہے، کیونکہ منہ سے نہیں پیا اور مدھنی مفسر ہے، کیونکہ پانی کے چند قطروں سے اصلاح بدن نہیں ہوتی، اس کے برخلاف کان میں تیل ٹپکنے سے روزہ ٹوٹ جاتے گا۔

علامہ بدرالدین حنفی اس کی شہرح میں لکھتے ہیں:
يعنى انظر اذا دخر في ذية لدهن
لوجود صلاح البدر . ۱۷

یعنی روزہ فار اگر کان میں تیل ڈالنے تو سی سے روزہ ٹوٹ جاتے گا کیونکہ اس سے صلاح (منفعت) بدن حاصل ہوتی ہے۔

بیز علامہ المرغینانی لکھتے ہیں:

ومن ابتدء الحصة او التحديد فطر
لوجود صورة العذر لا كذا في عيبه
لعدم المعنى . ۱۸

جس شخص نے سب سے پہلے یا کنک کا ٹکڑا، نکل یا سی کا روزہ ٹوٹ جانے کا کیونکہ یہ عمل صورت مفسد ہے اور اس پر کفارہ نہیں ہے، کیونکہ یہ عمل مدھنی مفسر نہیں ہے، (کیونکہ یہ چیزیں دوا یا غذا نہیں ہیں)

- ۱۵۔ علامہ ابوبکر بن مسعود کا سال حنفی مترقی ۵۹۰ھ، تاریخ التلخیص ج ۲ ص ۹۸-۹۹، مطبوعہ، بیچ۔ ایم۔ سعید، یڈ کبھی، ۲۰۰۰ء
- ۱۶۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی مترقی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۲۰۰، مطبوعہ کارخانہ محمد علی کراچی
- ۱۷۔ علامہ بدرالدین محمود بن محمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، ہدایہ ج ۲ ص ۱۳۳۹، مطبوعہ ملک سنز خضیل آباد
- ۱۸۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی مترقی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۹۹، مطبوعہ کارخانہ محمد علی کراچی

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ولو اتزل فیما دون انشیز فعلیہ لقضاء
ولا کذا دة علیہ لقصور فی الجماء لوجودہ
معنی ولا صورۃ لہ
اگر کسی شخص نے موت کے اندام نہانی کے بغیر
پنی منی خارج کی تو اس پر روزے کی قضا شمار کفایہ نہیں
ہے، کیونکہ یہ ناقص جماع ہے منی جماع ہے اور
صورۃ نہیں ہے

انجیکشن سے روزہ ٹوٹنے پر عقل اور مشاہدہ سے استدلال | پختوں، لمبیات اور چکنائی پر
مشتل جو غذا کھاتے ہیں اس میں مختلف جیاتین (VITAMINS) اور معدنی نمکیات (MINERALS) ہوتے
ہیں۔ دماغ منر کے ذریعہ غذا مکمل طور پر تھم جاتی ہے اور تیز و بدن بنتی ہے، اس لیے انسان کی نشو و نما اور
جسمانی ساخت کا خوب صورتی و بقا کے لیے دماغ مزید ایک اہم رول ادا کرتے ہیں، اسی طرح معدنی نمکیات
بھی انسان کی صحت اور بقا کے لیے بہت ضروری ہیں، خون کی کمی دور کرنے کے لیے فریڈ (FERRUM) کی ضرورت
ہوتی ہے، ہڈیوں و اعصاب کی کمزوری دور کرنے کے لیے اور فوڈر جسم میں جذب کرنے کے لیے
کیلشیم کی ضرورت ہوتی ہے اور جگر پریش کو متوازن رکھنے کے لیے سوڈیم کی ایک خاص مقدار کی ضرورت
ہوتی ہے۔

پال۔ جے۔ فرائیڈمین۔ ایم۔ ڈی (Paul Jay Freedman - M.D) لکھتے ہیں:

(۱)۔ وٹامن۔ اے (V.A) قوت بینائی میں مدد دیتا ہے اور ہلکے کی خوبصورتی برقرار رکھتا ہے۔
(۲)۔ وٹامن۔ بی۔ کمپلکس (V.B Complex) جسم کی نشو و نما کے لیے بے حد ضروری ہے، اس کی کمی
سے اعصابی، جلدی اور دماغی کا نظام صحیح طور پر کام نہیں کر پاتا، نیز اس کی کمی سے خون کی کمی (ANEMIA)
ہو جاتی ہے۔

(۳)۔ وٹامن۔ سی۔ (ASCORBIC ACID) جسم میں فریڈر جذب کرنے میں معاون ہے، اس کی کمی سے
سورٹھوں کی بیماری ہو جاتی ہے۔

(۴)۔ وٹامن۔ ڈی۔ (V.D) جسم میں کیلشیم کو جذب کرنے میں معاون ہے۔

۱۔ علامہ ابن کثیر من مسودہ کاسانی حنفی سنہ ۵۸۰ھ بدیع الصنائع ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ ریچ۔ ایم سید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ

۲۔ پال۔ جے۔ فرائیڈمین۔ ایم۔ ڈی۔ بائیو کیمسٹری ص ۵۶، مطبوعہ نیوزی لینڈ ابار سوم

۳۔ " " " " بائیو کیمسٹری ص ۴۱-۴۲، " " " "

۴۔ " " " " بائیو کیمسٹری ص ۵۵، " " " "

۵۔ " " " " بائیو کیمسٹری ص ۵۵-۵۶، " " " "

(۵)۔ وٹامن۔ ای (V.E) جسم میں چربی کے انہضام میں معاون ہے، اس کی کمی سے خون میں سرخ جیسے ٹوٹنے لگتے ہیں، اعصابی کمزوری ہوتی ہے اور مادہ تربید میں کمی ہوتی ہے۔ ۱۵

۱۶)۔ وٹامن۔ کے (V.K) اس کی کمی سے خون میں جمنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ ۱۵

یہ تمام وٹامنز اور معدنی نمکیات مختلف سبزیوں، پھلوں، ٹیکنی، درہمیات میں ہوتے ہیں، بعض اوقات غذا میں قدر پر ہضم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے یہ وٹامنز جسم میں بالکل تیار ہی نہیں ہوتے یا پھر بہت کم مقدار میں تو ہوتے ہیں، اور ان کی کمی کی وجہ سے انسان مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، قدیم زمانہ میں اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب کیمیائی طریقہ سے ان تمام وٹامنز اور معدنی نمکیات کو تیار کر لیا گیا ہے اور جس شخص کو ان وٹامنز یا معدنی نمکیات کی ضرورت ہو اس کی روزمرہ کی غذا میں یہ کیمیائی وٹامنز اور معدنی نمکیات غذائی حریر پر شامل کیے جاتے ہیں اور اگر اس کے معدہ کی کارکردگی بہت کم ہو یا اس کے جسم کو ان کی فوری ضرورت ہو تو یہ وٹامنز اور معدنی نمکیات انجیکشن اور قذیب کے ذریعہ اس کے خون میں داخل کر دیے جاتے ہیں۔

بہی حال منہ سے کھانے والی دواؤں کا ہے، جب کسی مرض کے تقاضے سے دوا کا فوری اثر مطلوب ہو تو انسان کا معدہ بہت کم زور ہو اور نظام ہضم بہت خراب ہو اور منہ کے ذریعہ دوا کی کارکردگی کے بل ہضم سے گزرنے کے بعد اس دوا کے خون میں شامل ہونے اور بیماری کے خدایا موثر ہونے تک یا تو مدد خطرات کی حد تک بڑھ جاتا ہے یا یہ بھی مر جاتا ہے، انجیکشن کی سیوا سے پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب اس کی خدمت اور فوری علاج کے حصول کے لیے منہ سے کھانے والی دوا کے طریقہ کار کو ترک کر کے انجیکشن کے ذریعہ وہ دوا براہ راست خون میں پہنچا دی جاتی ہے۔

بہی حال غذا کا ہے، ہم جو کچھ بھی غذا کھاتے ہیں وہ ہضم کے مراحل سے گزرنے کے بعد مال کار گلو کو زہن جاتی ہے تو اگر انجیکشن یا قذیب کے ذریعہ خود گلو کو زہن کو رگ پر مدد مست جسم میں پہنچا دیا جائے تو گلو کو زہن پروری ہو جاتی ہے، یہ درست ہے کہ گلو کو زہن عام معتاد اور معدہ و دلت غذا نہیں ہے، لیکن یہ کسی نہ کسی درجہ میں غذا کا تبادلہ ضرور ہے، جب کسی انسان کے پتہ کا آپریشن کن ہو یا کوئی اور پیٹ کا بڑا آپریشن کرنا ہو تو اس کے معدہ کو غذائی کر لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات دس پندرہ دن تک اس کا آپریشن نہیں ہوتا، اس عرصہ میں اس کا معدہ غذا سے نہالی رکھا جاتا ہے اور معدہ گلو کو زہن کے ذریعہ اس کو غذا ملتی ہے۔

ڈاکٹر رچرڈ۔ اے۔ ہاروی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (RICHARD A. HARVEY, PH.D.) کہتے ہیں:

ایک گرم گلو کو زہن سے ۳.۷۴ کیلو میٹر (۳.۷۴) km/hr (3.74 km/hr)
 of glucose. حاصل ہوتا ہے۔

۱۵۔ پال۔ جے۔ فرائیڈمین۔ ایم۔ ڈی۔ بائیو کیمسٹری ص ۵۸ مطبوعہ نیوزی لینڈ، ۱۹۵۸

۱۶۔ " " " " بائیو کیمسٹری ص ۱۵۹ " " " " Sydney

۱۷۔ RICHARD A. HARVEY, PH.D. LIPPINCOTT'S PAGE 96-London/New York

اصل معنی یہ ہے کہ انجیکشن کے ذریعہ جسم میں درد یا غذا (گلوکوز) داخل کی جاتی ہے خواہ وہ انجیکشن رگ میں لگایا جائے یا مسلول میں لگایا جائے اور اس سے انسان کے بدن کو صلاح اور منفعت حاصل ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جس کے دخول سے انسان کے بدن کو صلاح یا منفعت حاصل ہو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ انجیکشن یا ڈرپ کے ذریعہ دوا یا گلوکوز کے دخول سے روزہ دار پر صرف نقص لازم ہوگا، اگر وہ لازم نہیں ہوگا۔ قدیم فقہاء کے زمانہ میں میڈیکل سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اور ان کے زمانہ میں انجیکشن یا ڈرپ کے ذریعہ انسان کے جسم میں دوا یا گلوکوز پہنچانے کا کوئی مکتور نہیں تھا، ان کے زمانہ میں صرف سنہ یا ناک کے ذریعہ جسم میں دوا یا غذا پہنچائی جاسکتی تھی، اس لیے انھوں نے صرف اسی معروف طریقہ سے جسم میں دوا یا غذا پہنچانے کو روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار دیا ہے، اور دوا یا غذا کے جوت ممدہ میں پہنچنے کی قید انھوں نے اپنے جہاد سے اس لیے لگائی تھی کہ جب تک غذا یا دوا ممدہ کے عمل مضمر سے گذر کر خون میں نہ پہنچ جائے اس وقت تک اس سے منفعت و صلاح حاصل نہیں ہوتی، اور جب یہ دوا یا غذا (گلوکوز) ممدہ کی وساطت کے بغیر انجیکشن کے ذریعہ بہت راست ترین میں پہنچ جائے تو پھر یہ طریقہ دلی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے پر حدیث اور آثار سے استدلال

رہی چاہیے کہ نفل یا دوا کے لیے جوت مہدہ یا حوت و مانع میں پیشینگی کی قید فقہاء نے اپنے اجتہاد سے لگائی ہے احادیث اور آثار میں نیز کسی قید کے مطلقاً حکم ہے کہ مطلقہ ہذا حد کس چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے۔ عام فہم یہ کہ وہ چیز جس کے کسی حد میں بھی داخل ہو ماسوا جسم کے ان حصوں کے جن کا شاکا علیہ السلام نے خود استنساہ کر دیا ہے مثلاً آنکھ میں سرور ڈالنے کی ہانت دین سے

۱۔ باقی ماندگی کو سنے، ماک میں باقی ڈالنے کی جانت سہنے، ان جھوٹ اور ان چیزوں کے سوا جہد کے جس حصہ میں کسی طریقہ سے بھی دریا نہ پہنچائی گئی تو ان احوال پریش اور آشام کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا وہ عادیات اور غار یہ ہیں:

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنبر لہف لاسے اور فرمایا اسے عائشہ کہ روٹی کا کوئی ٹکڑا ہے ہمیں آپ کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر آئی، آپ نے اسے منہ پر رکھ کر فرمایا اسے عائشہ! بتاؤ اس سے کوئی چیز میرے پیٹ میں گئی؟ یہی سارا روزہ دار کے برہہ جینے کا ہے، روزہ صرف کسی جسم کے داخل ہونے سے

عن عائشة قالت دخل رسول الله
صلى الله عليه وسلم وعائشة ثنية
هل من سرقة في ثيابه فقصدها
على نية وقتال عائشة هر دخل
بعض منه حتى عك ذلك قبلة الصلاة
انما لا فطار مما دخل ولبس
مما خرج رواه ابو يعلى

۱۰ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر اہلبیت شریفی ۱۰۰۰ھ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۷۷ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ حیدرآباد ۱۴۰۳ھ

ملی نذاقیاس جب انجیکشن یا ڈرپ کے ذریعہ کسی روزہ دار کے جسم میں دوا یا گلوکوز پہنچایا جائے گا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اس پر اس روزہ کی صرف قضاء لازم ہوگی۔

اور علماء مذہب ہرگز اسے کسی متعلق ملازمہ فریضائی نہ کہتے ہیں:

فان استفتی عمنہ امر فیہ فعلیہ لقضاء
لما یردینا والقیاس متردئ بہ وزکفارة
لعدم الصورة۔
اگر کسی شخص نے علماء مذہب ہرگز اسے کسی متعلق ملازمہ فریضائی نہ کہتے ہیں:

کفارہ نہیں ہے۔

فلا صبر یہ ہے کہ متحدہ اسانید صحیحہ سے یہ حدیث وارد ہے کہ کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور جوف مہ یا حرن مانع ایک پہنچنے کی قید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لگائی، یہ قید فقہاء نے اپنے اجتہاد سے لگائی تھی کیونکہ دوا یا گلوکوز کے خون میں شامل ہونے کا شخص صرف مہ کے عمل بغیر پر تھا، اور اب چونکہ انجیکشن اور ڈرپ کے ذریعہ دوا اور گلوکوز مہ کے عمل کی وساطت کے بغیر بہ رگ راسیت خون میں داخل کیا جاسکتا ہے اس لیے اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، البتہ اس سے صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

جو لوگ اس بات کے تالی ہیں کہ انجیکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان کے نزدیک کسی بھی انجیکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ جسمانی طاقت کا انجیکشن ہو، جنسی طاقت کا انجیکشن ہو، دوا کا انجیکشن ہو، گلوکوز کی ڈرپ ہو یا دوا کی، کسی چیز سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اب دیکھیے اللہ تعالیٰ نے تو روزے میں کدنا پینا بند کر کے انسان کو بھوک اور پیاس میں مبتلا کیا ہے اور اس کی حیوانی طاقت کو کم کیا ہے، اب ایک شخص روزہ رکھ کر گلوکوز کی ڈرپ لگا کر تروتازگی اور توانائی کو روزے میں بحال رکھ رہا ہے تو کیا یہ شخص اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق نظام کو ناکام کرنے کی سعی نہیں کر رہا۔

امام بخاری اچلی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینبأ بان یخد
شیئاً فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا معشر الشباب من استغنى عن متکون الیاء
فلیتزوج فانہ اعطى للنصر واحسن
للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
جوانی میں تھے، اور ہم سے پاس باکل مال ہیں تھا،
ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
جوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی وسعت رکھتا
ہو وہ شادی کرے، کیونکہ اس سے نظر نیچی رہتی ہے

خامہ نہ وجاء۔ سے

اور آدمی پاک دامن رہتا ہے اور جو شادی کرنے کی
دست نہ رکھتا ہر روز سے رکھے، کیونکہ روزہ اس
کی جنسی طاقت کم کرے گا۔

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ روزوں سے جنسی طاقت کم ہوتی ہے، اب فرض کیجئے ایک شخص روزہ رکھتا
ہے اور روزوں میں جنسی طاقت کے انجیکشن لگاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائشوں کی بات
عقل نہ گئی۔ میں نے روزے رکھے اور میری جنسی طاقت میں کمی نہیں ہوئی۔ یہ نہایت قریبی اشکال ہے، اور اس کا صحیح
جواب اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب یہ مانا یا جائے کہ انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، وہ اس شخص سے
کہا جائے کہ تم نے روزے رکھے ہی ہیں، کیونکہ انجیکشن لگوانے سے تمہارا روزہ جاتا رہا، اس لیے اگر زبانِ نیت
کی تصدیق کرنے سے تو یہ مانا ہو گا کہ انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزے میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے پر فقہی جزئیات سے استدلال اور اگر مجتہدین
نے اگر انجیکشن لگوانے کو روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار نہیں دیا تو وہ اس میں منہ نہ منے، کیونکہ ان کے زمانہ میں انجیکشن رواج
نہیں ملا تھا تاہم ان کے بیان کردہ بعض امور سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ روزے سے ہی انجیکشن لگوانے سے روزہ
ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ ماہر سے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ کھانا پینا و رفقہ پر یا معنی اس سے روزہ ٹوٹ جاتا
ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انجیکشن کے ذریعہ معنی دیا گیا ہو کہ روزہ حاصل ہوتا ہے۔
لکھ اللہ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ان مضافاتی معنی - عند ذلک مو
صوری و ذلک بآرکی و شرب و طعام و
کان صورة و معنی و صورۃ و معنی
لا صورة و معنی
کسی چیز کے رکن کے فوت ہو جانے سے اس
چیز کا ٹوٹ جانا دیکھیں اور اسے درجہ (یعنی روزہ ٹوٹا)
کھائے، اور پیئے اور جماع سے بڑا ہے خواہ یہ
صورۃ اور معنی ہو یا صرف صورۃ و معنی ہو یا صرف معنی
مجموعہ صورۃ نہ ہو۔

میز فقہاء کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ جب منہ کے علاوہ کسی اور اعضاء سے کوئی چیز بسم میں داخل ہو تو اس
سے روزہ اس وقت ٹوٹتا ہے جب اس سے صلوات بدن حاصل ہو، کیونکہ فقہاء کے نزدیک کان میں پانی پانے
سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس لیے روزہ ٹوٹ جانے سے روزہ ٹوٹ جانے سے صلوات بدن حاصل نہیں ہوتی اور
نیل سے حاصل ہوتی ہے۔
علامہ الریفی ثانی لکھتے ہیں:

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۸، معجم ترمذی ج ۱ ص ۲۰۰
۲۔ عروۃ الثکمین مسند کاسانی ص ۵۵۸، جامع ترمذی ج ۱ ص ۷۰، مسند ابی یوسف ج ۱ ص ۲۰۰

ولو اقطر فی اذنیہ لماء او دخلہم لا یفسد صومہ زائدہ لیسعی والصورۃ بخلاف ما اذا دخلہ لدھن ۛ

اگر روزہ دار نے اپنے کانوں میں، یا ٹیکے یا یا خود پانی چلا گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ صوفہ مفسر سے (منہ سے کھانا پینا) اور نہ سنی (صلاحتہ) اس کے برخلاف کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتے گا۔

علامہ بدر الدین عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی اضطراد' دحل فی ذنیہ مدھر لوجود صلاۃ البدن ۛ

یعنی روزہ دار اگر کان میں تیل ڈالے تو اس کے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے صلاحتہ بدن حاصل ہو جاتی ہے۔

حدید طبعی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کان کے پردہ میں کوئی سودا نہیں ہے اور کان کا مدہ یا داغ کی طرف کوئی منفذ نہیں ہے، اور جب کان میں تیل یا دوا ڈالی جائے تو وہ مدہ یا داغ کی طرف نہیں پہنچتی، اس کے باوجود نام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ جزئیۃ بعینہ انجکشن سے روزہ ٹوٹنے پر دلیل ہے کہ جب انجکشن کے ذریعہ جسم میں دوا یا گلوکوز سپرد کیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتے گا، خواہ وہ دوا مدہ یا داغ تک نہ پہنچے۔

نیز ہم سے فقہاء نے یہ مان لیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پیٹ پر تین مل روگے اور ان کو نزال ہو جائے یا اس کو روم سے یا اس کو آغوش میں لے لے اور اس کو نزال ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن اس پر کفارہ نہیں ہے صرف نضاء سے، کیونکہ اس کا یہ فعل مسی جماع ہے، اس سے کہ اس فعل سے نفث شہوت موبائی ہے (اگرچہ یہ فعل صورت جماع نہیں ہے) اس لیے اس پر کفارہ نہیں ہے) اسی صورت کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ انجکشن لگوانے سے خون میں دوا یا غذا جمع ہوتی ہے اور نہ اس کے ذریعہ مدہ میں دوا یا غذا پہنچانے سے بھی یہ مقصد ہوتا ہے کہ خون میں دوا یا گلوکوز پہنچے اس لیے دوا یا غذا کھانے کا مقصد انجکشن لگوانے سے بدرجہ اتم پیدا ہو جاتا ہے اس لیے انجکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتے گا لیکن چونکہ یہ صرف معنی مفسر سے صوفہ مفسر نہیں ہے اس لیے اس میں بھی صرف نضاء ہے کفارہ نہیں ہے ہم سے فقہاء کے مان کردہ جس مسئلہ پر قیاس کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے:

علامہ کا مافی لکھتے ہیں:

ولو جامع امرتہ فیما دون الفرج و ان ادماثرھا او قبیلھا او لمسھا بتمہوۃ فانزل

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے رجم کے واسطے میں جماع کیا اور اس کو نزال ہو گیا یا اس کو پشایا یا اس

ۛ علامہ علی بن ابی بکر المرینی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، دریہ تلمین ص ۲۰۰، مطبوعہ کارخانہ محمد علی گرجی
ۛ علامہ بدر الدین محمود ص ۸۸۵، بنابہ ج ۲ ص ۱۳۳۹، مطبوعہ ملک بینڈ سنز فیصل آباد

یفسد صومہ وعلیہ القضاء ولا کفارة
عیدہ وکذا "اذ نفس ذلک فانزیت المرأة
لوجود الجماع من حیث المعنی وهو
قضاء الشهوة بفعله وهو المسمى به

کو رسد یا اس کو تہوت سے حیوانہ اس کو اڑاں ہو
گیا تو اس پر قضاء سے مد کفارہ نہیں ہے، اسی طرح
من عورت میں اگر عورت کو انزال ہو گو دوس پر بھی
تقدہ سے در کفارہ نہیں ہے کیونکہ یہ من حیث المعنی
جماع سے کہہ کر اس کے چھوٹنے سے اس کی نہوت
بروری ہو گئی اللہ ہی جماع کا مقصد ہے۔

۱۔ باقی رہا یہ اشکار کہ جہاں سے تقدہ سے منی نکھانا پینا اس کو قمر دیا
منافذہ صلیبہ کے اشکال کا جواب سے کالہاں کے جسم میں منافذہ صلیبہ زینتہ، ناک، بکات اور
دوسرے سے کوئی چیز اس کے خوف سے یا جوت دماغ میں پہنچ مانتے اور اگر کسی معزلی سورج سے کوئی دوا یا غذا
معدہ اور دماغ کے مابین کسی حصہ میں پہنچ جائے تو یہ ان کے نزدیک منی کی مابین ہیں سے اور نہ کس
سے ان کے نزدیک روزہ لڑنا ہے۔

اس کا اور تجربہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کسی معزلی سورج سے بھی جوت معدہ یا جوت
دماغ میں دوا پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی سے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جسم میں دوا یا غذا پہنچنے کے لیے
منفذہ اصلی ضروری اور شرط ہے۔
علامہ کا سانی لکھتے ہیں:

وامامنا وصل فی الحوف وی مدھا
عن غیر الخارق الاصلیۃ بن دوی الجسۃ
والآمة فان دواها بدوا علی نفس یفسد
لانہ لو یصل الی الحوف ولا الی الدماغ وسو
عندہ وصل یفسد فی شوب و حیضہ دن
داوہا بدوا و عارض یفسد عند ذی حیضہ
وعندہما یفسد ہما عتیر لمخارق
لاصلیۃ لان لوصون و الحوف من الخارق
لاصلیۃ متیقن بہ ومن عیوہا متکوک
فیہ فلا تحکم بانفسہ دمع الشک ولا بی حیضہ
ان دوا اذا کان رطباً فالطاهر هو الموصول
لوجود المنفذ الی الحوف فیبتی احکم

جو چیز پیٹ یا دماغ میں منفذہ اصلی کے بغیر
اثر معزلی سورج کر سکتے ہیں، نیچے بائیں حصہ کہ پیٹ
یا دماغ کے زمرہ میں جوتائی گئی جائے، تو اگر خشک دوا
نکائی گئی ہے تو روزہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ پیٹ
تک پہنچ سکتا ہے نہ دماغ تک، اور اگر یہ یقین ہو جائے
کہ وہ دوا بہت زیادہ دماغ تک پہنچ گئی ہے تو امام ابو حنیفہ
کے قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر
تردد لگائی ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بہر حال
روزہ ٹوٹ جائے گا اور صاحبین کے نزدیک روزہ
نہیں ٹوٹے گا، مابین منافذہ صلیبہ کا اعتبار کرتے
ہیں کیونکہ منافذہ صلیبہ سے پیٹ تک پہنچا جیتی ہے
اور غیر منافذہ صلیبہ سے پیٹ تک پہنچنا مشکل ہے

علی الظاہر یہ

اس سے تک کے ساتھ روزے کے نساد کا حکم
نہیں لگایا جائے گا، اور اہم اور حقیقہ کی دلیل یہ ہے
کہ جو روزہ تر ہے اس کا ہیٹ تک پہنچنا حرام ہے
کیونکہ زخم کی وجہ سے ہیٹ تک منقطع ہے اس
لیے ظاہر کلام کے اعتبار سے حکم لگا دیا جائے گا۔

مدار کا سال کی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ روزہ ٹوٹنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دوا یا غذا کو
کو منقطع اصل سے جسم میں پہنچا جائے بلکہ اگر کسی مصنوعی سورج کے ذریعہ بھی دوا یا غذا کو جسم میں پہنچ جائے
تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر یہ طے ہو گیا ہو کہ عیسائی کے فقہاء کے نزدیک دوا یا غذا کا مطلق جسم میں پہنچنا
معنی صوم نہیں ہے بلکہ روزہ ٹوٹنے کے لیے دوا یا غذا کا جو معدہ یا خون و دماغ میں پہنچا ضروری ہے تو اس کے متعدد جواب ہیں:
(۱)۔ کان میں تیل یا درازڈنٹ سے فقہاء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے، حالانکہ اب یہ بات تحقیق سے
ثابت ہو چکی ہے کہ کان کے پردے میں کوئی بہ سورج یا منقطع نہیں ہے جس سے تیل یا درازڈنٹ یا
دماغ تک پہنچ جائے۔ اول، ان کے فقہی حجتیں یہ ہیں کہ معدہ میں دوا یا غذا جسم میں پہنچانے کے
لیے منقطع اصلی ضروری نہیں ہے اور ثانی، ان کے فقہی حجتیں یہ ہیں کہ معدہ میں دوا یا غذا جسم میں پہنچانے کے
غذا کا معدہ یا دماغ تک پہنچنا ضروری نہیں ہے صرف اصلاح بدن ضروری ہے اور ان دونوں چیزوں
سے یہ معلوم ہوا کہ انجیکشن کے ذریعہ دوا یا غذا کو کونہ جسم میں پہنچا دیا جائے خواہ وہ معدہ یا دماغ تک نہ پہنچے
تب بھی اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ج)۔ فقہاء نے دوا یا غذا کے معدہ میں پہنچنے کی شرط اس لیے لگائی تھی کہ جب تک معدہ کے عمل مضمر کام طبع نہ
ہو اس وقت تک غذا گلوکوز بن کر خون میں شامل نہیں ہوتی، معدہ ہی دماغوں میں شامل ہوتی ہے
اسی چیز کو فقہاء وصول کان سے قیہ کرتے ہیں۔ وہ اس زمرہ میں منسلک سائنس نے اتنی ترغیب نہیں کی تھی،
اور انجیکشن کا طریقہ ثابت ہوا تو اس سے معدہ کی وسعت کے بیرون دوا یا غذا کو کونہ معدہ سے مست خوں
میں پہنچا دیا جائے، اگر قیہ فقہاء کے زمانہ میں انجیکشن کے قیہ دوا یا غذا کو کونہ معدہ میں پہنچنے کے طریقے
دریافت ہو گیا ہوتا تو وہ یقیناً اس سے روزہ ٹوٹنے کا حکم لگا دیتے۔

(جی)۔ انسانی جسم اور اس کے تمام اعضاء امدان کی ساخت و ران کے باہمی ارتباط کے باوجود میں تدبیر زمانہ میں
تنہا معلومات میں ہوئیں تھیں، اب تو پوسٹ مارٹم کے ذریعہ انسانی جسم کے ایک ایک عضو اور ایک ایک
رگ و ریشہ کے متعلق صحیح معلومات ہتیا ہو گئی ہیں جو مشاہدہ اور معائنہ پر مبنی ہیں اور انسانی جسم کی وسعت کے متعلق
قدیم فقہاء کے بعض نظریات کا غلط ہونا واضح ہو گیا ہے کہ یہ روزے کے جو حکام انسان کے بدن کی
تشریح کے متعلق ہیں ان کو اب بھی قدیم فقہاء کی رائے کے مطابق قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

اس کی تفصیل تم بیان کر رہے ہو:

انسانی بدن کی تشریح کے مطابق قدیم فقہاء کی بعض آراء کا غلط ہونا | قدیم زمانہ میں فقہاء نے جو کچھ
 کہا وہ اللہ کے ظن اور تحقیق پر مبنی تھا وہ ان کے بعض قیاس اور انداز سے تھے (اور وہ اس میں معتد رہتے) اور موجودہ علم اور تحقیق سے
 ان کی کئی باتیں غلط ثابت ہو گئی ہیں، اس سبب اس علم اور تحقیق سے حقائق سامنے آئے ہیں کہ باوجود اسی پرانی کیم
 کو پیٹھ جان کوئی دانش مندی کی بات نہیں ہے بلکہ قدیم فقہاء نے کہا کہ دماغ اور معدہ کے درمیان ایک منفذ
 ہے اور دماغ سے چیز معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔
 علامہ کامانی لکھتے ہیں:

اما اذا وصل الى الحوف فلا شك فيه
 لوجود الاكل من حيث الصورة وكذا
 اذا وصل الى المعدة فلا شك فيه
 الحوف فكل من غيرة من روي
 الحوف عنه
 جب دریاغ معدہ میں پہنچ جائے تو فساد
 صوم میں کوئی شک نہیں کیونکہ صورتہ، نظارہ، لگا،
 اسی طرح جب کوئی چیز دماغ میں پہنچ جائے تو فساد
 فاسد ہوگا، کیونکہ دماغ کا میٹ کی حوت منفذ ہے
 در دماغ صفت کے باروں (دگشوں کوڑوں) میں سے
 ایک لادیر (گوشہ) گشتا ہے۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وفي تتحقق ان بين لجوفين معدتين
 اصلياً هما وصل في جوف ابرس يصل
 الى جوف البطن كذا في نهائية والبدن ثمة
 یہ بات تازہ ترین علم و تحقیق کے خلاف ہے دماغ در میٹ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے اور نہ دماغ
 پیٹ کا لادیر ہے۔
 اسی طرح قدیم فقہاء نے یہ کہا ہے کہ کان اور میٹ کے درمیان منفذ ہے در کان سے کوئی چیز ذیلی
 جائے تو وہ پیٹ میں پہنچ جائے، اسی طرح کان در دماغ میں منفذ ہے در کان میں پانی ڈالنے سے دماغ میں
 پلا جاتا ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

اذا خاض الماء فدخل اذنه لا يفسد
 جب کسی شخص نے پانی میں غوطہ کھایا اور پانی

۱۔ علامہ ابو بکر بن سعد کامانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ، مدائح مشہور ج ۲ ص ۹۳، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سید احمد کنبی کراچی ۲۰۰۰م
 ۲۔ علامہ زین الدین ابن عیینہ شافعی متوفی ۵۰۷ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ

صومہ وان صب الماء فیہا اختلف فیہ و
الصحيح هو الفساد لانه موصل لی الجوف
بفعله۔ ۱۰

کے کان میں داخل ہوگی تو اس کا روزہ ناسد نہیں ہوتا اور اگر
اس نے خود کان میں پانی ڈالا تو اس میں اختلاف ہے
اور صحیح یہ ہے کہ روزہ ناسد ہو جائے گا، کیونکہ وہ اپنے
فصل سے پانی کو پیٹ تک پہنچا رہا ہے۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

فلو دخل الماء فی الفسل انفه او ذنه ووصل
الدماء لا شیء عیدہ ۱۱
اور یہ بات بھی تازہ ترین علم اور تحقیق کے خلاف ہے۔ کان میں ایک پردہ ہے اور اس میں کوئی سوراخ نہیں
ہے، نہ کوئی منفذ ہے، جو چیز کان میں ڈالی جائے وہ کان ہی میں رہتی ہے، کان سے پیٹ میں جاتی ہے،
و داخ میں پہنچتا ہے۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف میں یہ اختلاف ہے کہ پیشاب کی نالی اور پیٹ کے درمیان کوئی
منفذ ہے یا نہیں؟

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں:

وقع عند ابی یوسف ان بینہ و بین
الجوف منفذاً ولہذا ینخرج منه البول و
وقع عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ ان المشانہ
بینہما حائل والبول یتوصلہ مدہ ۱۲
امام ابو یوسف کے نزدیک مثانہ اور پیٹ کے
درمیان ایک منفذ (نالی) ہے، اسی لیے مثانہ سے
پیشاب خارج ہوتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک پیشاب کی نالی اور پیٹ کے درمیان مثانہ
حائل ہے جس سے پیشاب مرشح ہو کر پیشاب کی نالی
سے خارج ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اس اختلاف سے یہ معلوم ہو گیا کہ تشدد کے ارادہ ان کے متعلق لفظ کا
علم صرف ظن، تخمین، قیاس اور انداز سے پر مبنی تھا، انھوں نے اعضا بدن کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، اس لیے ان
امور میں صحیح فیصلہ صحیح معلومات کی بنیاد پر ہی کیا جاسکتا ہے۔

علامہ خوارزمی لکھتے ہیں:

وہذا البس من باب العقد ای فقه لشریعة
بل یرجع الی معرفة فقه الحب۔ ۱۳
اس چیز کا خلق شریعت کی نفع سے نہیں ہے،
بلکہ طہر کی نفع سے ہے۔

- ۱۰۔ علامہ کمال الدین ابن حمام متوفی ۸۶۰ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ
- ۱۱۔ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۷۹۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۹، مطبوعہ مطبوعہ علیہ مصر، ۱۳۱۱ھ
- ۱۲۔ علامہ ذہب، حسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۳۰، مطبوعہ کارخانہ محمد علی کراچی
- ۱۳۔ علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ علی الہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ

کیونکہ پیٹ سے متانہ کی طرف بستان کا منتقل ہونا کسی فقہ کے اجتہاد پر موقوف نہیں ہے البتہ واقع میں ایک طریقہ ہے اور اس کی معرفت علم طب کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ روزہ ٹوٹنے کے لیے دو یا غذا کے جوت حصہ یا جوت دماغ میں پہنچنے کی شرط قرار بخیر اور حدیث شریف میں مذکور نہیں ہے، یہ شرط قدیم فقہاء نے صرف اپنے جتناو سے لگا لی ہے، اور اس شرط کا تعلق انسان کے اعضاء اور تشریکات بدن سے ہے اور تشریکات بدن کے متعلق صحیح علم حاصل کرنے کے فرائض اس قدر میں قبضہ نہیں تھے، اس لیے اس سلسلہ میں ان کا اس وقت کا اجتہاد غیر معتبر و غیر مستند ہے، نیز ہمارے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ چونکہ حصہ کے محل ہضم کے بعد ہی دماغ میں شامل ہوتی ہے اور حصہ میں ہضم ہونے کے بعد ہی غذا گلوکز بن کر خون میں داخل ہوتی ہے، اس لیے قدیم فقہاء نے حصہ میں پہنچنے کی قید لگائی اور اب جب کہ غذا بالکل گلوکز کو حصہ کے وسعت کے بغیر انجیکشن کے ذریعہ سرور و دست خون میں پہنچا جاتا ہے تو اس سے بہ طریق اولیٰ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس سے اس روزہ کی صرف نفاذ لادم ہوگی اور اگر قدیم فقہاء کے زمانہ میں انجیکشن ایجاد ہوگئی ہوتا تو وہ بھی یہی حکم دیتے کیونکہ شریعت کی غشاء و در اس کا صحیح انداز اور صرف علماء ہمارے ہی بہ نسبت ان میں بہت زیادہ ہے۔

انجیکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کی دلیل کا تجزیہ | انجیکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے پر بعض علماء نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ پھر شہد کی مکھی یا بھڑکے ڈنک مارنے یا کسی بھی رہیے کیڑے کے کاٹنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، حالانکہ نام جانوروں کے کاٹنے سے جسم کے ذریعہ بلا مادہ اس ننان سے داخل ہوتا ہے جس انداز سے انجیکشن لگانے سے داخل ہوتا ہے۔ اس پر یہ بھی تیا س کیا جاسکتا ہے کہ انجیکشن بھی مفید موم نہیں ہے۔

یہ دلیل حسب ذیل وجوہ سے صحیح نہیں ہے :-

(۱)۔ شہد کی مکھی، بھڑکے یا کسی بھی زہریلے جانور کے ڈنک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اس سے احتراز کرنا انسان کے لیے ممکن نہیں ہے، درحقیقت سے احتراز کرنا ممکن ہے، ہر اس کو علوم ہولی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں :

اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی جائے تو اس سے روزہ میں ٹوٹے گا کیونکہ اس سے احتراز کرنا ممکن نہیں ہے۔

ولو دخل سد باب حلقہ بعد یقصر لا لانہ لا یمكنه الاحتراز عنه۔

عالم گیری میں ہے :

جس کا کھانا مقصود نہ ہو اور جس سے احتراز

و ما یس بمقصود بالاکل ولا یمكن

علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی سن ۱۰۵۰ھ، جامع المناہج ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی کراچی

اس کے برخلاف بھڑ یا کسی بھی زہریلے کیرے کے کاٹنے سے بطور انجیکشن جزد ہر علامہ جسم میں داخل ہوتا ہے اس سے اصلاح بدن حاصل نہیں ہوتی بلکہ اضرار بدن ہوتا ہے۔
 خلاصہ یہ ہے کہ بھڑ وغیرہ کے ڈنک لگانے اور دوا یا طاقت کے انجیکشن لگانے میں تین وجہ سے فرق ہے، بھڑ وغیرہ کا کاٹنا علم اور ارادہ کے بغیر ہوتا ہے، اس سے اعتزاز ممکن نہیں اور اس میں اضرار بدن ہے، اور دوا یا طاقت کے انجیکشن علم اور ارادہ سے لگائے جاتے ہیں، ان سے اعتزاز ممکن ہے اور اس میں بدن کی اصلاح اور تقویت ہے، اس لیے بھڑ وغیرہ کے ڈنک لگانے پر انجیکشن کرنا درست نہیں ہے۔

آیا روزه دار میں انجیکشن لگوانے یا نہیں؟ اس چیز کی وضاحت کے بعد کہ انجیکشن یا ٹیپ لگوانے سے بدن ٹوٹ جاتا ہے، ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی روزہ دار میں کوئی تکلیف لاحق ہو جائے اور ڈاکٹر اس کے لیے منہ سے کھانے کی دوا یا انجیکشن تجویز کرے تو اس کو ٹیپ لگوانے کی ضرورت کے مطابق فری علاج کرنا چاہیے، اور علاج نہ کرے اگر بیماری کو برقرار رکھنا یا بیماری بڑھنا کوئی تقویٰ اور پرہیزگاری نہیں ہے بلکہ گناہ ہے کیونکہ ہم جسم کے مالک نہیں ہیں اور اس کو خراب کرنے کا ہمیں اختیار ہے نہ جانتے اس لیے روزہ میں لاحق ہونے والے مرض کا علاج کرنا لازم ہے اور اس سے منہ سے کھانے کا حق قطعاً لازم ہوگی، گناہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اصل حکم رخصتیت بھی مشروع فرمایا ہے، اور عذر کے وقت رخصت بھی مشروع فرمائی ہے کیونکہ اسلام دین فطرت و درین ہر سب سے، اور جس طرح بلا عذر اصل حکم پر عمل نہ کرنا گناہ ہے، اسی طرح عذر کے وقت رخصت پر عمل نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

امام مسلم رعایت کرتے ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لیے اللہ کی جادوی ہوتی رخصتوں پر عمل کرنا واجب ہے جو اس نے تم کو دی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدکم برخصة الله الذي رخص لكم۔

امام احمد بن حنبل رعایت کرتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱، ص ۳۵۶، مطبوعہ دار محمد، ص ۱۳۵، ۱۳۵ھ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو قبول نہیں کیا اس کو عزت کے پہاڑوں جتنا گناہ ہو گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم من لم یقبل رخصۃ اللہ کان علیہ من الاثم مثل جبال عرفہ ۱۰

بیز امام احمد روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی دی ہوئی نعمتوں پر عمل کو اسی طرح پسند کر لے جس طرح اپنی نافرمانی کو ناپسند کرتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان توفی رخصۃ کما یکرہ ان توفی معصیتہ ۱۱

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ روزہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھ لیا جب آپ کراٹھ الینیم پر پہنچے تو آپ نے پانی کا پیارہ منگوا کر لے اور پیراٹھا یا سستی کہ لوگوں نے اسے دیکھ لیا، پھر آپ نے وہ پانی پی لیا، آپ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ اپنے منہ سے پرستگار ہیں، آپ نے فرمایا وہ نافرمان ہیں! وہ نافرمان ہیں!!

عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج عام الفتح الی مکة فی رمضان فصام حتی بدہ کرع الغیم فصام الناس ثم دعا بقدر من ماء فرفعہ حتی نظر الناس الیہ ثم شرب فقیل لہ بعد ذلک ان یحضر الناس قد صام فقاتل اولئک العصاة اولئک العصاة ۱۲

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

سفر میں روزہ رکھنا اس وقت گناہ ہے جب سفر میں روزہ رکھنے سے ضرر ہو۔

هذا محمول علی من یضرہ بالصوم ۱۳

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

جو شخص رمضان میں بیمار ہو، اور روزہ پر پورا

ومن کان مریضاً فی رمضان فحافت

۱۰۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۱۱۔ " " مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۸

۱۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۶، مطبوعہ نوریہ دار الصحیح المطابع کراچی

۱۳۔ علامہ سیوطی بن شرف نووی متوفی ۷۶۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۳۵۶

ان صام اذداد هر ضه افطر وقضی (قوله) لان زیادة لسرمض وامتدادہ قد تلفی الی الهلاک لیجب الاحتراز عنه

اس صائم نے روزہ افطار و قضا کی قوت سے زیادہ سرفض و امتدادہ قد تلفی الی الهلاک لیجب الاحتراز عنه

ان احادیث اور عبارات فقہار سے یہ معلوم ہوا کہ جب مریض کے لیے روزہ پر بقرار رہنا مرض میں اضافہ اور اور تکلیف میں شدت کا سبب ہو تو اب روزہ کو ترک کرنا واجب ہے اور روزے کو بقرار رکھنا گناہ ہے۔ اس لیے ایک معقول اور مخلص کی فکر مریض کو یہ بتانے کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متقی نہیں ہیں آپ نے سفر میں ضرر کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا تھا۔ اس لیے تم بھی افطار کرو، اللہ کی دی ہوئی رحمت پر عمل کرو، اور یہ کہ رحمت پر عمل کرنا کار ثواب ہے و مثل نہ کرنا گناہ ہے، اسلام دین فہرت اور دین یسر ہے اس نے ہر مشکل کا حل رکھا ہے اور انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلف نہیں کیا، اس لیے ضرورت مند مریض روزے میں انجیکشن ضرور لگوانے کے بجائے کھانے کی دوا بھی کھائے اور اس ایک روزہ کی قضا کرے۔ اور یہ اس سے کہیں آسان ہے کہ انجیکشن لگنا کہ بدن کی اصلاح بھی حاصل کرے اور اپنے نفس کو یہ فریب دے کہ وہ بدستور روزہ دار ہے اور روزے کی قضا سے جان چھڑاتا ہے۔

انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا ثمرہ اختلاف اب بوسبیل تنزیل اللہ جل جلالہ اس بات کے قائل ہیں کہ

انجیکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ان کے اور ہمارے اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ اگر کسی بیمار آدمی نے روزے میں انجیکشن بخور لیا تو ان کے نزدیک اس روزے کی قضا لازم نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اس روزے کی قضا لازم ہے، اب دیکھیے شرعی تقاضے کو پورا کر کے، خوف خدا اور احتیاط کے اعتبار سے کون سا نظریہ زیادہ صحیح ہے آیا اس روزہ کی قضا کرنا یا قضا نہ کرنا، اگر ہمارے دوسروں کی رائے درست ہوئی اور پھر بھی اس روزے کی قضا کر لی گئی تو آخرت میں اس شخص کو ایک نہ روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا، اور اگر واقع میں ہماری رائے درست ہوئی اور روزہ دار نے روزے میں انجیکشن لگوا کر اس روزہ کی قضا نہ کی تو اس سے اس روزے کا مواخذہ ہوگا اور اگر اس نے اس روزہ کی قضا کر لی تو وہ بار عبادت سے بری الذمہ ہوگا، اس لیے ہر تقدیر پر اخروی نجات ہی نظر سے رکھ کر مطابق عمل کرنے پر موقوف ہے اور انجیکشن لگا کر روزہ کی قضا نہ کرنے والا اخروی مواخذہ کے خطرہ سے ہر حال دوچار رہے گا۔

روزے میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کے سلسلہ میں حرف آخر

المفتاویٰ الاسلامیہ ج ۱ ص ۸۹، ج ۵ ص ۸۵، مطبوعہ مصر، یسٹونک فی الدین والحبیة ج ۱ ص ۱۲۲، مطبوعہ بیروت، الفقہ الاسلامی وادلہ لہ ج ۲ ص ۶۵۸،

(مطبوعہ بیروت) اور لکھا دینی فورید (ج ۲ ص ۱۳۲ - ۱۴۰ مطبوعہ لاہور) میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ روزے کے
میں انجیکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور ویل یہ کلام کی ہے کہ ہمارے فقہاء کے نزدیک منافذ اصبغ کے علاوہ کسی
اور سولنخ سے معدہ اور رمانخ کے علاوہ جسم کے کسی حصہ میں دوا یا غذا پہنچ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن
جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا قدیم فقہاء کے زمانہ میں گلوکز کے خون میں شامل ہونے یا حیاتین اور سد نیات یا ودا کے
خون میں شامل ہونے کا موقوف اور عام طریقہ صرف معدہ کا عمل مضخم تھا اس لیے الغرض لے فذا یا ودا کے لیے معدہ
میں پینپنے کی تیز لگائی اگر ان کے زمانہ میں کیسیاں طریقوں سے معدہ کی وساطت کے بغیر براہ راست گلوکز کے خون
میں شامل ہوئے یا حیاتین اور او دیات کے براہ راست خون میں شامل ہونے کا موقوف اور عام طریقہ ہوتا تو وہ اس
سے روزہ ٹوٹنے کا حکم بطریق اولیٰ نکالتے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ پیٹھ پر نمک کی وساطت سے سامع تک روزہ
پہنچانے کا ذریعہ تھا اور جب لاؤڈ اسپیکر ایجاد ہوا تو بجائے وساطت سے فقط تک آواز نہ بچانے کا ذریعہ بن گیا
ہو گیا اس لیے متقدمین فقہاء کی تصانیف میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے اور پڑھنے کا ذکر نہیں ہے، لیکن
مؤخرین نے اس کو اشتراک علت کی وجہ سے جائز قرار دیا، اسی طرح پہلے نظر کی میٹک لگا کر قرآن مجید پڑھنے
کا تصور نہیں تھا، دور بین سے چاند دیکھنے کا مقصد نہیں تھا، سین جب یہ آلات ایجاد ہو گئے تو اشتراک
علت کی بناء پر احکام شرعیہ میں ان سے استفادہ کیا جائے گا، قدیم فقہاء کے زمانہ میں از منوال اللیل گلابوں
پر سفر کیا جاتا تھا، اور اسی کے لحاظ سے مسافت قصر کے شرعی احکام مرتب ہوتے تھے، اب ریل اور ہوائی جہاز
سے مسافت قصر کے احکام مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ مسافت قصر کی علت ان تمام سواریوں میں مشترک ہے اسی
طرح معدہ میں فذا یا ودا جانے کے بعد کھانے پینے کا مقصد تب پورا ہوتا ہے جب گلوکز اور ودا خون میں
شامل ہو جائے اور یہ مقصد انجیکشن کے ذریعہ بدستور قائم ہوتا ہے اور جب مقصد دونوں میں مشترک ہے
تو دونوں سے روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ روزے میں انجیکشن لگوانے سے صرف روزہ کی قضاء لازم ہوگی،
کفارہ لازم نہیں ہوگا، جس نے کافی تردد نہ کرنے کے بعد یہ مسئلہ اسی طرح سمجھا ہے، اگر یہ حق و صواب ہے تو
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جانب سے سے روزہ میری فکر کی غلطی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ السلام
وسلم اس سے برتری میں و خود عرفان احمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا
محمد خاتم النبیین قائد المرسلین کروڑوں نبیین و روضین و علیہ الصلوٰۃ الطاہرین
والصالحین کاملین و روجہ مہتاب مؤمنین و وسیع امنہ و علماء ملتہ و امتہ جمعین ۔

ایمان کے جس درجہ کی وجہ سے جنت کے
دخول کا استحقاق ہے اور جس نے احکام
پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ

حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حُذَيْفَةَ
مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي أَبُو يُؤُوبَ عَنْ عُرَيْبِ بْنِ
مَوْصِلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَمْ يَرْفَعْ فِي سَفَرٍ قَدْ خَدَّ يَحْطِئُهُ نَافِثَةٌ وَكَذِبَ قَوْلُهَا
ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي
بِمَا يَقْبَلُ بَنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يَأْبَى عَذَابِي مِنْ
النَّارِ قَالَ فَكُنْتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَنْظُرْ فِي صَفَائِهِمْ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ دُوِّنُوا وَقَدْ
هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قَدْ عَادَ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا وَتَقِيهِمُ الظُّلُمَةَ وَتُؤْتِي زَكَاةً وَتُؤْتِي
الرِّجْلَ دِينَ مَقَاتِلَةٍ -

۱۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاجِبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
ابْنِ يَسْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا شَيْبَةُ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
وَبُؤُوكَ عَنْ ثَمَانَ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي يُؤُوبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْحَدِيثِ -

۱۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ عَنْ ابْنِ يَسْرٍ عَنْ شَيْبَةَ عَنْ
الْأَخْوَصِ عَنْ وَحْدَةَ بْنِ أَبِي نُورٍ عَنْ ابْنِ سِينَةَ
حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ ابْنِ سِينَةَ عَنْ مُوسَى
بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي يُؤُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذُنُوبِي عَلَى عَمَلٍ
أَعْمَلُهُ يَدْخِلُنِي مِنَ الْجَنَّةِ فَيُبَايِعُنِي مِنْ بَنِي
قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيهِمُ
الظُّلُمَةَ وَتُؤْتِي زَكَاةً وَتُؤْتِي الْفَقِيرَ ذَا رَحْمَةٍ فَكُنَّا
أَذْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
تَسْتَكْبِرُ بِنَا أَمْرِيهِ دَخَلَ لَجَنَّةٍ فِي رِوَايَةِ ابْنِ
أَبِي سَيْبَةَ إِنَّ تَمَشَّكُ بِهِ -

یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف
لے جا رہے تھے، اچانک ایک دیہاتی آیا اور آپ کی
اوشنی کی ٹیکل پکڑ کر کہنے لگا یا رسول اللہ وہ چیز تبلیغ
جو مجھ کو جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر رگ گئے اور
اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا اس شخص کو اس سوال
کی من جانب اللہ تفریق ملے ہے، اس کے بعد آپ نے
اس شخص کی طرف منسوب ہو کر فرمایا تم نے کیا کہا تھا، اس
شخص نے اپنا سوال دہرایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا
شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور صلہ رحمی
کرو۔ اب اوشنی کی ٹیکل چھوڑ دو۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ اس حدیث کو
انصاف کی جینیہ ہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا
اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے
جو مجھ کو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا
شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اپنے رشتہ
داروں سے حسن سلوک کرو۔ جب وہ شخص چلا گیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس شخص نے ان
باتوں پر عمل کیا تو جنت میں جائے گا۔

۱۵۔ حَدَّثَنَا ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ سَعْنٍ حَدَّثَنَا عَنْ
حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَتَنِي عَلَى عَمَلٍ ذَا عَمَلْتُ
فَعَلْتُ نَجْتَهُ قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَرَأَيْتُكَ بِهِ
شَيْئًا وَتَقِيْمُ لِمَقَرَّةِ الْمَكْتُوبَةِ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ
الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ مَرَمَضَانَ قَالَ وَ لَذِي
نَفْسِي بِمِيْدَةٍ لَا أَيْدِي عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا
وَلَا أَنْطَمُسُ مِنْهُ قَدَمًا وَلِي قَالَ لَتَنِي صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّاهُ نَ يُضْعِفِي رَجُلٍ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَبِيْلُطْرُ لِي هَذَا .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا
اُس نے لگایا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس کو
اعتیار کرنے سے میں جنت میں جلا جاؤں۔ آپ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک
نہ بناؤ، فرض نماز پورا کرو، فرض زکوٰۃ دو، رمضان کے
روزے رکھو، دیہاتی نے کہا قسم اس ذات کی جس
کے قبضہ میں میری جان ہے میں ان احکام میں نہ کچھ
زیادتی کروں گا اور نہ کمی، جب وہ شخص چلا گیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جہنمی کے
سیکھنے سے خوش ہو رہا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي سَبِيَةَ وَ أَبُو
كَرَيْبٌ وَاللَّفْظُ لِي عَنْ أَبِي ثَابِتٍ رَحِمَهُمَا أَبُو
مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ
جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقُعَمَاءُ ابْنُ قَوْحَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ رَأَى
صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ فَاحْتَلَمْتُ
لَحْمًا أَوْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَقَالَ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَعَمَلٍ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس نھان بن قریظ
آئے وہ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے یہ بتائیے کہ اگر
میں فرض نمازیں پڑھتا ہوں، حرام سے بچتا ہوں
اور حلال کام کرتا ہوں تو کیا میں جنت میں جلا جاؤں گا۔
آپ نے فرمایا ہاں۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنَا ثَنَا حُجَّاجُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ
بُنْ رَكِيْقٍ قَالَا حَدَّثَنَا غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى
عَنْ شَيْبَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي
سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
الْقُعَمَاءُ ابْنُ قَوْحَلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمِثْلِهِ وَ
زَادَ فِيهِ وَلَمْ أَرِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا .

امام مسلم ایک اور سند سے ساتھ حضرت جابر کی
یہی روایت ذکر کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ
نھان بن قریظ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں ان احکام پر کچھ زیادتی نہ کروں گا۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنَا ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اِمْحَسَنَ بِنِ اَعْلٰی حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ حَامِدٍ نَحْوُ
مَا لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ صَاحِبُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَاسْتَلَمَ لَقَالَ
رَبِّكَ ذَا صِلٰتٍ اَصْحٰبُوتٍ مُّتَذَوِّبَاتٍ وَ
صُمْتُ رَمَضَانَ وَتَحَلُّتُ بِحَدِّكَ وَحَدَّثْتُ
الْحَدَّثَ وَكَتَبْتُ عَلَى ذٰلِكَ شَبَّابٌ وَحَدَّثْتُ
قَالَ لَعَنَ اللّٰهَ رَجُلًا يَدْعُو دِيْعًا
سَنِيًّا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا مجھے یہ تہنسیب کرے کہ میں فرض نماز پڑھتا رہوں ،
رمضان کے روزے رکھوں ، حدیث کا کام کروں کہوں
سے بگڑوں اور ان کاموں پہ کمال حاصل نہ کروں تو کیا
میں جنت میں چل جاؤں گا یا آپ نے فرمایا میں
فرض سے کہا ہر روز میں ان کام پہ کوئی بندہ نہ
کروں گا۔

تَرْفِيقُ كَالْمَعْنٰی اَوْ شَرْكَی تَعْرِیْفُ | حدیث نمبر ۱۲۱۱ مکرر ہے ۔ اس شخص کو من باب تَرْفِیقِ مَعْنٰی سے
علامہ نووی سمجھتے ہیں تَرْفِیقُ كَالْمَعْنٰی ہے طاعت کی قدرت کو پیدا کرنا
اور خدا کی مَعْنٰی سے مَعْنِیَّت کی قدرت کو پیدا کرنا ، اسی حدیث میں ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ
اللہ کے شریک بنانے کا یہ معنی ہے کسی کو اللہ کے ساتھ ماننا ، لیکن کسی شخص کو واجب و حرام کی صفات
مستقل اور قدیم اور اس کی عبادت کا مستحق ماننا۔
علامہ تفتازانی سمجھتے ہیں

لَا شَرَكَ لَهٗ اَنْ تَكُنْ تَشْرِكُ فِي الرُّوْحِیَّةِ
بِمَعْنٰی وَجُوبِ الْوُجُودِ كَمَا لِلْعَاجِزِ اَوْ بِمَعْنٰی
مُسْتَحَقَّ الْعِبَادَةِ كَمَا لِلْعَبْدِ وَرَضَاهُ بِهِ

شُرک کرنا یہ ہے کہ کسی شریک کو واجب و حرام
اور عبادت مانا جائے جیسے مجبور کا ماننے میں یا کسی کو
عبادت کا مستحق مانا جائے جیسے بت پرست ماننے

حدیث نمبر ۱۵۱۱ میں ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جنتی مرد کو دیکھ کر خوش ہو جائے
وہ اس شخص کو بیخبر ہے۔

علامہ نووی سمجھتے ہیں :
ظاہر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ شخص ان حکام پر عمل کرے گا اور ان کو ہمیشہ کرے گا ،
اور جنت میں داخل ہوگا۔

بَابُ بَيَانِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ لِعِظَامِهِ
اسلام کے ارکان اور عظیم ستونوں کا بیان

۱۔ علامہ سعد الدین سورینی عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ شرح عقائد المسلمین ص ۶۱ ، مطبوعہ مطبعہ مجتہدانی مدنی
۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۶۷ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱ ، مطبوعہ دار المعرفۃ المطابع کراچی

۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُمَيْرٍ
الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يُعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ
عَقِيَّانَ الْأَخْمَرِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ
سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى خَمْسَةِ
عَلَى أَنْ يُوحِدَ اللَّهُ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى
الزَّكَاةَ وَصَيَّامَ رَمَضَانَ وَاتَّخَذَ قَعًا لِمَاءِ
السَّعَةِ وَصَيَّامَ رَمَضَانَ قَالَ نَدَّيْنِهِ رَمَضَانَ
وَالْحَرِيقَ فَكَذَّبَ سَمِيعُهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی
بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا،
نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے
رکھنا اور حج کرنا، ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر
سے کہا حج اور رمضان کے روزے؟ فرمایا نہیں
رمضان کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے۔

۲۰۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكِيَّاءَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ الشَّكْبِيُّ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَنِي إِسْرَءِيلَ
عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرُ بَعْدَهُ
ذُوْمُهُ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَ
خَرَجَ الْبَيْتَ وَصَوَّاهُ رَمَضَانَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام
کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرنا اور اس کے سوا سب کی عبادت کا انکار کرنا، نماز
پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان
کے روزے رکھنا۔

۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
أَبُو حَكِيمٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ رَيْدٍ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَنِي إِسْرَءِيلَ
عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتِ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
وَخَرَجَ الْبَيْتَ وَصَوَّاهُ رَمَضَانَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام
کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کے ایک
ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے بند
اور اس کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا،
زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے
روزے رکھنا۔

۲۲۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي
حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَةَ بْنَ خَالِدٍ
يُحَدِّثُ قَالَ وَسَأَلْتُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ يَعْبُدُ اللَّهَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص
نے سوال کیا آپ جہاد کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

ابْنُ شَرَرٍ لَا تَعْدُوْا قَوْلَ رَافِيٍّ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِرَّسُوْلَةِ
بُنِي سُلَيْمٍ خَمْسَةً شَهَادَةً اَنْ رَّسَا اِلَیْهِ رَسُوْلًا
وَاَنْ مَرَّ لِقَوْلِهِ اَيْتَاءُ الزَّكُوٰةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ
وَحَقَّ الْبَيْتِ -

آپ فرماریہے تھے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے
اللہ تعالیٰ کی ترغیب کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا
کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت شہ کا
حج کرنا۔

الفاظ حدیث میں رو و بدل کرنے کی ممانعت

رمضان کے روزے کو کوفریں ہوئے ہا اور
حج سلسلہ کو فریں ہوا۔

حدیث نمبر ۱۹ میں ہے حضرت عہد شہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسلام کی پانچ بنیادیں بیان کرتے ہوئے
رمضان کے روزے اور حج کا ذکر کیا، اور جب ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہا حج اور رمضان
کے روزے ہا تو فرمایا نہیں رمضان کے روزے اور حج ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح
سنا ہے۔ اور حدیث نمبر ۲۱ میں حضرت عبد اللہ بن عمر نے عہد ان پانچ چیزوں کے بیان میں پہلے حج اور پھر رمضان
کے روزوں کا ذکر کیا۔

علامہ نووی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ کا اس کی توجیہ میں اختلاف ہے کہ حضرت ابن عمر نے حج کو رمضان سے مقدم کرنے پر کیوں اصرار
کیا جب کہ حضرت ابن عمر سے بھی اسی ترتیب سے روایت ہے نہادہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے در مرتبہ یہ سنا تھا، ایک بار آپ نے رمضان کو حج پر مقدم فرمایا اور دوسری بار حج کو
رمضان پر، اور اسی طرح حضرت ابن عمر نے ان دو حدیثوں کو دو مختلف وقتوں میں روایت کیا، اور جب اس شخص نے
اس حدیث کو دہرایا اور حج کا ذکر مقدم کیا تو حضرت ابن عمر نے فرمایا نہ بغیر علم کے اس روایت کی ترتیب نہ بدل دو
اسی پر اعتراض ذکر کیا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے، اور اس میں دوسری حدیث
کی نقل نہیں ہے، اور میں جانتا ہوں کہ اس حدیث میں دو روایتیں ہیں یا دوسری اس حدیث
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص کو اس شخص سے یہ بھی معلوم ہو کہ جس طرح حدیث سنی ہو اسی طرح
روایت کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ اگرنا اور حدیث کے الفاظ کی ترتیب بدلتی ہو تو نہیں ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّالْعَالَمِ الدِّينِ وَالْعَدَاوَةِ
إِلَيْهِ وَالشُّوَالِ عَنْهُ وَحِفْظُهُ وَتَبْلِيغُهُ مَنْ
لَّمْ يَبْلُغْهُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لانے اور ان کا شریعت پر عمل کرنے ان کو باور رکھنے اور
ان کی دعوت دینے اور تبلیغ کرنے کا حکم

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۲۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ يَسَافٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

۱۔ علامہ یحییٰ بن کثیر نووی حنفی ۲۴۲، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۲، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، لاہور ۱۳۷۵ھ

ثُمَّ قَالَ ابْنُ جُمَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ بَحْنٍ وَاللَّهُ لَمَّا اخْتَارَنَا عِدَّةَ دُفْنٍ رَدِي
عَنْ ابْنِ جُمَرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفَدَّ
عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذِهِ لِحَيٍّ مِنْ
رَبِيعَةٍ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَعَارُ مُضَرَ
وَلَا تَخْلُصُ إِلَيْكَ رَأً فِي شَهْرِ لِحَدَامٍ قَدِمَتْ
يَا مُرَّ تَعْمَلُ بِهِ وَتَدْعُو بَنِيهِ مِنْ دَرَكِ عَوَافٍ
أَمْ كُمْ يَا رَبِّعٍ وَأَنْتَ كُمْ عَنْ أَرْبَعٍ رِيَّاسَةٍ
يَا اللَّهُ جُمَرَةٌ كَسَرَهَا لَهُمْ فَقَالَ سَهَابٌ هُنَّ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَدْ
مُتَلَوٌّ وَآيَاتُهُ مَرْكُوبَةٌ وَأَنْ كُودٌ وَاحْمُسُ
مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْتَ كُمْ عَنِ الدُّنْيَا وَنَحْنُ
وَالثَّقِيْبُ وَالْمُقْبِرُ وَرَأْدُ حَقِّ فِي يَوْمٍ وَبِهِ
سَهَابٌ أَنْ لَا نَرَاهُ اللَّهُ وَنَعْقِدُ وَاجِدًا

میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس
کا وفد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے وہ آپ
کے درمیان قبیہ مضر کے کفار شامل ہیں اور ہم صحت حضرت
وہاں سے یہیںوں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے
ہیں لہذا آپ ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم دیجئے جس پر ہم خود
میں عمل کریں اور اپنے قبیہ کے لوگوں کو بھی اس پر عمل
کرنے کی دعوت دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں تم کو پر چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اور چار چیزوں
سے روکتا ہوں، اللہ پر ایمان لانا، پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی تفسیر کی اور فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ
میں تمہارے کے سر کوئی عبادت کا مستحق نہیں، یہ کہ محمد
اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، مال
نہمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا، اور جس تم کو شک
کدو کے برتن، سبز گھٹے، لکڑی کے برتن اور اس برتن
کے استعمال سے منع کرنا جو اس پر روغن قار (مائل)
ملا ہوا ہو، خلف بن جثامہ نے اپنی روایت میں یہ ضافہ
بھی کیا کہ جب آپ نے سیدہ ثعلیٰ کی وداعیت کا ذکر فرمایا
تو اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

ابو جمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت بن عباس
رضی اللہ عنہما اور وہ مجھ سے لوگوں کے درمیان ترجمان
کیا کرتا تھا، ایک دفعہ ایک عورت آئی اور اس نے حضرت
ابن عباس سے گھڑے میں خاستے ہوئے نمید کے
بارے میں سوال کیا حضرت بن عباس نے فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر
ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون گویا ہیں
ان لوگوں نے کہا یہ یہاں آپ نے فرمایا ان لوگوں کو خوش ہونے
ہو یہ لوگ یہاں شرمندہ و رنادم نہیں ہوں گے، ان
لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں دست و پا
سے آئے ہیں، پھر ہمارے اور آپ کے درمیان قبیہ

۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحُمَيْدُ
بْنُ اَلْمُنْكَثَرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَّارٍ وَآخَرُهُمْ مُتَّفَقُونَ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ رَءُوفٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ
لَاخَرُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ
عَنْ ابْنِ جُمَرَةَ قَالَ كُنْتُ أَتُوجَرُّ بَيْنَ يَدَيِ
ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاتَتْهُ مَرَأَةٌ تَسْأَلُهُ
عَنْ تَبْيِيدِ الْبَجَرِ فَقَالَ إِنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ
أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَوْفَدِ
أَوْ مِنْ الْقَوْمِ فَسُورَ بَيْعَةٍ قَالَ مَوْعِدٌ بِالنَّوْمِ
أَوْ بِالْوَفْدِ عِبْرَةً خَرَابًا وَلَا لَمَدًا هِيَ حَتَّى

مصر کے کفار مائل ہیں اس لیے ہم حضرت موسیٰ سے سبیل کے علاوہ اور کسی سبیل میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے لہذا آپ ہمیں کرنا فیصلہ کن بات بتا دیجئے جس کی تبلیغ ہم اپنے قبیلہ کے لوگوں کو بھی کریں اور ہم جنت میں داخل ہو جائیں حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چار باتوں کا حکم دیا اللہ چار سے بڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حد سے زبردستی ان کے لئے کا حکم دیا اور فرمایا کیا نہیں خدا سے زبردستی پر بیان کرنے کا مطلب معلوم ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی کیا وہ بتائے دے ہیں آپ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے یا پھر ماں و باپ سے اور ان کو نہ شک کند سے بنائے ہوئے برتن، سبز گھڑ سے اور سبیل قاری سے ہوئے برتن کے استعمال سے روکا، شعبہ نے لکھڑی کے برتن کا بھی ذکر کیا، حضور نے فرمایا ان باتوں کو مرد بھی یاد کرے اور اس کے قبلہ کے لوگوں تک پہنچا دے، ابو بکر بن ابی شیبہ نے یہ روایت میں لکھڑی کے رتن کا ذکر نہیں کیا۔

اہم مسلم سی حدیث کو ایک اور سند کے ساتھ بیان کر کے یہ اعجاز ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو اس زمین سے منع کرتا ہوں جو کھدو اور لکھڑی کے برتن میں اور سبز گھڑ سے اور رنجن قاری سے ہوئے برتن میں بنایا جاتا ہے اور معاذ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رند عبد القیس کے سردار سے کہا تم میں دو شخص ہیں ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند

فَقَدْ لَوْ اَيَّارَ سُوْلٍ اَلَمْ يَكُنْ تَابِيكَ مِنْ شَقَّةٍ بَعِيْدَةٍ
وَاَنْ يَبِيْنَا وَبِيْنِكَ هَذَا الْحَقُّ مِنْ كُفَّارٍ
مُفْتَرٍ وَاَنْ لَا نَسْتَصِيْعُ اَنْ تَابِيكَ لَا فِي سَفِيْهِ
الْحَرَمِ فَسَمَزْنَا بِاَمْرِ فُضِّلَ خَيْرٌ يَهْ مِنْ
وَرَاءَكَ وَتَدَّخُلُ بِوَالْبَحْثَةِ قَالَ فَامَرَهُمْ
عَنْ رُبْعٍ وَتَهَا هُمْ عَنْ اَرْبَعٍ قَالَ فَامَرَهُمْ
بِاِيْمَانٍ بِاَللّٰهِ وَحْدَهُ وَوَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ
مَا اَلِ اِيْمَانٍ بِاَللّٰهِ وَحْدَهُ فَكَانَ سُوْدًا لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
اَعْلَمُوْا قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِفَاءُ لِنُصْرَةِ رُوَيْتَهُ
الزَّكَاةَ وَهَوْمُ رَمَصَانَ وَنَ تُوْدُ اِحْمَسًا
مِّنَ الْمُخَنِيْمِ وَتَهَا هُمْ عَيْنَ اَلذِّتِ وَوَالْحَنَّةِ
وَلَمَرْقَبِ قَالَ شَعْنَةُ وَرُبْعَةُ قَالَ بَيِّنْ
فَالْ وَرُبْعُهُ قَالَ لِمُعْتَبِرٍ خُفْظُوْهُ وَ
اَخِيْرُهُ اِيْهِ مِنْ وَرَاءَهُ كُفُّ وَفَالْ بُوَيْكِرُ بْنُ
اَيُّ شَيْبَةَ فِيْ رُوَيْتِهِ مِنْ وَرَاءَهُ كُفُّ وَتَيْسُ
فِيْ رُوَيْتِهِ الْمُتَّبَعِ

۲۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوَيْدٍ حَدَّثَنَا
اَبُوْ جَرٍّ وَحَدَّثَنَا سَمُرْتُ عَنْ اَبِيْ جَرٍّ عَنْ
اَبِيْ اَيُّوبَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ رَوَى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ
بَنِيْ جَمْرَةَ عَنْ بَنِيْ عَبَسَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَخَيْرُ حَدِيثٍ
سَمِعْتُهُ وَقَالَ اَللّٰهُ كَذَبًا يُمْنُ فِيْ النَّبِيِّ
وَالنَّبِيِّ وَالْحَنَّةِ وَالْمَرْقَبِ وَرَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
فِيْ عِدَّةٍ عَنْ رُبْعٍ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَدَا شَيْخٍ اَنْشَجَ
عَبْدًا لِقَيْسٍ اِنْ فَبِكَ تَخَصَّصْتَنِ لِحَبِيْبَتِنَا
اللہ اَچْلَمُ وَالْاَنَاءُ -

۲۶. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا بَنْ
عَبِيَّةٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ عَنْ
قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْنُسَ
قَدِمْوْا عَلَيَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ عَبْدٍ لِقَيْسٍ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرْتُ ذَاكَ
لَنَصْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُدْرِيِّ فِي حَدِيْثٍ
هَذَا اَنْ اَنَا سَمَاعٌ عَنْ عَبْدِ لِقَيْسٍ قَدِمْوْا عَلَيَّ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَاثُوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدًا مِنْ تَرَبُّعَةٍ وَتَبَسَّكَ
بِيَدِكَ كَفَّ رَمَضَةً وَرَأَيْتُكَ عَنْكَ يَحْيَى
اَشْهَرُ الْكُفْرِ قَمْرًا بِأَمْرٍ مُّزِيٍّ مِنْ قَدَرٍ
وَنَدَّ حُلِيَّ الْجَنَّةِ لَمْ يَخُذْ اَحَدًا يَهْدِي
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا
بِأَمْرٍ بَعْدَ قَوْلِهَا كَمْ عَنْ أَمْرٍ بَعْدَ اَللّٰهِ
وَلَمْ يَكُنْ كَوَايِدُ هَيْبَةٍ وَاقْفُوْا الصُّبَّةَ لَوْ لَوْدَةٍ
وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاعْظُمُوْا لِحَمَلِ مَسْ
اَلْعَنَانِ وَانْهَاطُكُمْ عَنْ اَنْ يَبْعَثَ عَنْ
وَلَحْنَتِهِمْ وَانْهَاطُكُمْ عَنْ اَنْ يَبْعَثَ عَنْ
اللّٰهِ مَا عَلَيْكَ يَا لِقَيْسُ قَتَالَ بَنِي جَدْعٍ
تَنْفَرُوْنَ فَتَقْدَرُوْنَ فَمِنْ لِقَيْسٍ
قَالَ سَعِيدٌ اَوْ قَالَ مِنْ اَشْخَرِيَّةٍ تَصُدُّوْنَ
فِيهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى اِذَا مَكَرَ غَلِيًّا كُنْ شَرِيْفًا
حَتّٰى اِنْ اَحَدَكُمْ وَارَاَ اَحَدًا هُوَ اَيُّضَرُّ
اَبْنُ سَيْبٍ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَحَدٌ
اَصَابَتْهُ جَرَاخَةٌ كَذِيْكَ قَالَ وَكُنْتُ اَخْبَاهَا
حَيًّا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمان ہے: سجدہ اور پرورداری۔

قائد کہتے ہیں میں نے اس شخص سے حدیث
سنی ہے جس نے اس وقت سے ملاقات کی تھی جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکا۔ سعید
بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ قاتادہ نے بیان کیا کہ انھوں نے
ابو نضرہ کے واسطے سے حضرت ابو سعید خدری سے
روایت بیان کی کہ عبد القیس کے کچھ لوگ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربيعة سے ہیں اللہ ہمارے
ارباب کے درمیان کبیدہ مقرر کے کفار و عامل ہیں اس لیے
حرمت مانگے مہینوں کے علاوہ اگر کسی مہینہ میں باغری
ممانے سے ملے نہیں سے لہذا آپ ہم کو یہ حکم
دیکھتے جو ہم اپنے قبیلہ تک پہنچائیں اور ہم خود بھی اس
پر عمل کر کے جنت میں داخل ہوں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم دیتا
ہوں، اللہ چار چیزوں سے روکتا ہوں، اللہ تمہارے
کی عبادت کر دو اگر کسی کو اس کا شریک مت بناؤ نماز
قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو
مالی غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرو، وہ چار چیزوں
سے تم کو روکتا ہوں، ان کا استعمال مت کرو، خشک
کھجور سے بنے ہوئے برتن، سبز گھٹنے لکڑی
کے برتن اور روغن تار سے ہوئے برتن۔ ان لوگوں
نے عرض کیا حضور! آپ کو معلوم ہے لکڑی کا برتن کیسا
ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
نہیں! تم مکہ کی کوکھ کھلا کر کے اس کو پوری ہلکے
مور اور ادا کر خشک ہے کھجوریں فرما یا بھجوریں،
اور جب اس کا پتہ پانی جو شش کھا کر خشک ہونے سے

كَلَّمْتُ قَبِيضَةَ نَشَرْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فِي
 أُسْفِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يُلَاقُ عَلَى أَفْوَاهِهَا قَوْلُ
 يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنْ أَرْضَتْ كَيْفَ شِئْتَ أَنْجُودَافَ وَلَا
 تُكَلِّمَنِي بِهَا أُسْفِيَةَ كَذَا مَرَّةً فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجُرُودُ وَوَيْ
 أَكَلَتْهَا الْجُرُودُ قَدْ أَكَلَتْهَا الْجُرُودُ وَكَانَ
 فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشِيحَةً
 عَبْدُ لُقَيْسٍ بِكَ فَيُكَلِّمُ نَحْوَهُ يَحْتَبِسُ مَا لَهُ
 الْحِلْمُ وَالْإِسَاءَةُ

تم اس کر پیتے ہو جس کے نشہ کا یہ اثر مرتب ہے یہاں تک کہ تم
 میں سے ایک شخص اپنے چہرہ کو تھوڑے سے قتل کر
 ڈالتا ہے۔ وہ نہ میں سے ایک شخص خاص کر سنی وجہ
 سے زخم لگا تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے اشرک کی وجہ سے اپنا زخم چھپا ہوا تھا اس
 لئے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر تم کس قسم کے
 برحقوں میں رہا کریں، آپ نے فرمایا چڑے کی ننگوں
 میں بیروجن کے نہ بندھے ہوئے ہوں۔ اہل نقد
 نے عرض کیا یہ نبی خدا ہمارے علاقہ میں چرسے کھڑے
 ہیں وہاں چڑے کے معجزہ وغیرہ نہیں رہ سکتے، یہ
 سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ہی
 برتنوں میں بیو اگرچہ چرسے کاٹ ڈالیں، اگرچہ چرسے
 کاٹ ڈالیں، اگرچہ چرسے کاٹ ڈالیں، چھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الحنیس کے سر و سر سے
 فرمایا تہا سے اندر وہ ایسی نصیحتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ
 پسند فرماتا ہے: سمجھو اور برآمد ہادی۔

اللہ سلم نے قادی کی اسی حدیث کو ایک اور سند
 کے ساتھ بیان کیا جس میں کچھ لفظی تغیر سے کچھ دوس
 کو بانی میں قاسم کے یہ تقدیروں کی جگہ تہذیبوں
 کا لفظ ہے اور اس میں سدی سید کا یہ قول بھی نہیں کہ
 "اس کو شک ہے کہ حضور نے کچھ بڑوں کا ذکر کیا تھا
 یا محمد رسول اللہ"

۲۷ - حَدَّثَنَا مُتَمِّدُ بْنُ اَلْمُنْشِقِ وَنُ بَشَرِ
 قَارَ حَدَّثَنَا بَنُ فِي عَدِي عَنْ سَعِيدِ عَنْ
 قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَزِيزٌ وَاحِدٌ بَنِي دِينَ اَلْوَقْدِ
 وَكَوْكَابَا نَصْرَةَ عَنْ بَنِي سَعِيدِ بِحَدِيثِي أَنَّ
 وَفَدَّ عَبْدُ لُقَيْسٍ تَدَّ قَدْ مَوَّيَّ عَدَى رَسُوْبِ اَللّٰهِ
 صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اَبِي سَعِيدٍ
 عَزِيزٌ وَفَدَّ يَهْوَتُ بَيْنَهُ مِنْ اَلْقَصِيْدِ وَ
 اَلْمُتَوَسِّلِ وَفَدَّ يَهْوَتُ قَدْ سَعِيدٌ وَفَدَّ
 مِنْ مَشْرِيقِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ جب وفد عبد القیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! تمہارا
 ہمیں آپ پر خدا کس سے کس قسم کے برکتوں میں ملتا

۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَحْوَارٍ بِمَنْصُورِ
 حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ اَبِي خَرِيْبَةَ وَحَدَّثَنِي
 مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَنُفْطَ لَه حَدَّثَنَا عَبْدُ رَحْمَنِ
 خَيْرٌ نَاسٌ بِحَدِيثِهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قَرْظَةَ

أَنْ بَانَ ظَرْفُ أَخْبَرَكَ دَحَسْتَ أَخْبَرَ هُمَا أَنْ أَبَا
تَعْنِيدُ نُحْدِرُ قِي أَخْبَرَكَ أَنْ وَقَدْ عَبْدُ الْقَيْسِ
لَقْنَا أَتَوَا يَتَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوبًا
يَتَى اللَّهِ جَعَلَتْ اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلَحُ لَكَ
مِنْ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي الْبَيْتِ
قَالُوا يَا يَتَى اللَّهِ جَعَلَتْ اللَّهُ فِدَاكَ وَتَدْرِي
مَا الْبَيْتُ قَالَ نَعَمْ لِحْذِمْ يَمِينُكَ وَسُطَةُ وَدَا فِي
الْبَيْتِ عَدَا فِي الْحَنْمَةِ وَغَيْرِهَا بِأَمْرِكَ

ہمارے لیے جائز ہے، آپ نے فرمایا کھڑی کے برتنوں میں
ست پیار کر دہ اہل وضع نے عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں
آپ پر فدا کرے آپ کو معلوم ہے کھڑی کا برتن کیسا ہوتا
ہے؟ آپ نے فرمایا اہل کھڑی کو اندر سے کھو دیتے ہیں
پھر فرمایا کہ دیکھ برتن کو استعمال کرو وہ میز گھر سے کو ان کی
بجائے چڑھے کہ ان مٹکوں سے یا کر دین کا منہ بندھا
ہوا ہو۔

حرمت واسطے مہینوں میں جہاد کرنے کی تحقیق | حدیث نمبر ۲۲ میں سے وفد عبد القیس نے کہا ہم صرف
محرم واسطے مہینوں میں آپ کی خدمت میں آسکتے ہیں۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
حرمت واسطے مہینے چار ہیں، جیسے کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے، اور وہ یہ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ،
محرم اور رجب تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ چار مہینے واسطے مہینے ہیں۔
علامہ آرمی حنفی لکھتے ہیں:

اہل عرب میں حضرت ابراہیم کے وقت سے یہ قاعدہ پورا آئے تھا کہ غزوں نے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے مہینے
جج کے لیے نام کر لیے تھے اور رجب کا مہینہ عمر کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ان چار مہینوں میں جنگ، قتل، و سفارت
مکمل نہ ہو سکتی تھی تاکہ زمین گرب، امن و امان سے بہت اندر تک جائیں اور جی یا ملو کہ کے اپنے اپنے گھروں کو واپس آ
سکیں، اس بنا پر ان مہینوں کو حرمت واسطے مہینوں کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

وفد عبد القیس کا مطلب بھی یہ تھا کہ چونکہ ان کی سفر کے لافروں سے آویز بخش رہتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلامتی کے ساتھ حاضر ہونے کے لیے حرمت واسطے مہینوں کا وقت ہی مناسب تھا جب
کافر بھی جنگ سے اپنے ہتھیار رکھ لیتے تھے۔

ان حرمت واسطے مہینوں میں مسلمانوں کو کفار سے نہ لڑنا جنگ کرنے سے روک دیا گیا تھا جیسا کہ اس آیت
سے ظاہر ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَحِلُّ لَكُمْ لُغْمُ اللَّهِ
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ۔ ۲۰۵

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نشانگیری کی جے حرمت
ذکر و اور نہ حرمت واسطے مہینوں میں جنگ کر دہ۔
اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ کیا ان مہینوں میں اب بھی کفار سے جہاد کرنا جائز ہے؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف
ہے تاہم ان میں علماء کا مسلک یہ ہے کہ یہ حکم بھی باقی ہے اور مسلمان ان مہینوں میں کفار پر حملہ آور نہیں ہو سکتے الا یہ کہ ان

ہمیں میں کفار مسلماً پر حملہ کریں اور ان سے بدافعت میں جنگ کی جائے۔ اور تابعین میں سے دوسرے نے
حضرت سید بن مسیب فرماتے ہیں کہ یہ حکم اب باقی نہیں ہے، کیونکہ اسلام کی سرحدیں اب سرزمین عرب تک محدود
نہیں رہیں بلکہ مشرق و مغرب میں پھیل چکی ہیں اور سرزمین عرب کے علاوہ دوسرے علاقوں میں جہاد کرنے کے لیے ان
ہمیں کی حرمت مانگ نہیں ہے کیونکہ جس وجہ سے ان ہمیں میں جنگ و جدال سے منع کیا تھا وہ وہ عرب
علاقوں میں نہیں پائی جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصین فرمادی کہ محرم ۱۰ھ میں بنو تمیمہ پر حملہ کے
لیے صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس محرم کو طائف کا معاہدہ کیا۔ اور محرم حرمت دے
ہمیں میں سے ہے یہ علامہ آؤسی نے بیان کیا ہے کہ حرمت دے ہمیں میں جنگ کے جائزہ پر اجماع ہو چکا ہے
عنوان باب کی مطابقت حدیث شریف کے اسی جلد سے ہے جس میں ذہب عبد القیس نے حضور صلی اللہ

صلیہ وسلم سے وغیرہ سنت کی کہ حضور ان کو احکام بیان فرماتے تاکہ وہ ان احکام کی پسنے قہید میں تبلیغ کریں۔ اس
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ یہ حالت میں امارت کی یاد کرنے اور انھیں دوسروں تک پہنچانے کا سدا تھا
اور یہ حقیقت حدیث کی دلیل ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت مسلمہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں لیکن
ایک اشکال کا جواب پانچ چیزیں فرمائی ہیں (۱) آیات رسالہ (۲) ترمذی (۳) انجیل (۴) زکوة (۵) دن
نفیث کا پانچواں حصہ (۶) اس سوال کے کئی جواب دیئے گئے ہیں جن میں سے زیادہ عقل جواب یہ ہے کہ مال
نفیث کا پانچواں حصہ اور کتنا کوئی علیحدہ حکم نہیں ہے بلکہ گناہ ہی کا ایک حصہ ہے۔

چار قسم کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کی وضاحت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار قسم کے
برتنوں میں نبینہ بنا کر پینے سے اس لیے
منع فرمایا تھا کہ پہلے ان برتنوں میں تہاب بنائی جاتی تھی جس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم اب بھی باقی ہے یا منسوخ ہو گیا۔
معمور کی حالت یہ ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ امام مسلم نے یہی صحیح میں حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو کھجوروں میں نبینہ بنانے سے منع کیا تھا اب ہر برتن میں نبینہ بنا
سکتے ہو لیکن اس کو نشہ آور کر کے نہ پینا۔ اس کے بعد اہل صحابہ میں اختلاف ہوا حضرت ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہما
ملک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک حرمت کا یہ حکم اب بھی باقی ہے۔

نبینہ کا معنی
انگور جو یا کھجوروں کو تھنی و بریک پانی میں رکھا جائے کہ اس میں کچھ مٹی یا پتھر ملا جائے یا ان چیزوں
کو پانی میں ڈال کر معمولی پرشش دیا جائے کہ اس سے نبینہ بن جاتا ہے اس کا پتھر یا تھنی سے صحابہ کرام
بالعموم نبینہ پیتے تھے لیکن اگر ان چیزوں کو پانی میں زیادہ دیر رکھا جائے حتیٰ کہ پانی گاڑھا ہو کہ جھاگ چھوڑنے لگے
پھر یہ نشہ آور ہو جاتا ہے اور یہ تہاب غاصص سے اس کا پتھر حرم ہے اور یہ ناپاک ہے پھر اور دیگر نشہ آور نہ ہو مگر
کی تعریف اور ان کے احکام شرح صحیح مسلم جلد رابعہ، جلد سادس میں ملاحظہ فرمائیے۔

۳۱۔ حَدَّثَنَا أُمِّيَةُ بْنُ يَسْطَارٍ تَعْلِيْقِي حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا زَوْجُهُ وَهُوَ ابْنُ نَقِيْبٍ
عَنْ سَمْعِيْلَ بْنِ مَيْمُونَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ بَعَثَ
مَعَاذَ ابْنِ لَيْثِمٍ قَائِلًا إِنَّكَ تَقْرَأُ عَنِ قَوْمٍ أَهْلٍ
كَلِيبٌ فَلْيَكُنْ قَوْلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةَ
اللَّهِ فَإِذَا أَعْرَفُوا اللَّهَ دَخَلُوا مَعَنَا اللَّهُ قَدْ
كَرَضَ عَلَيْهِمْ تَحْمُسَ مَسَوِيَّتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَ
كَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا دَخَلْنَا مَعَهُمْ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ قَدْ كَرَضَ عَلَيْهِمْ ذِكْرَهُ لَنُؤْخِذَ بِهِ
أَمْوَالَهُمْ فَتَرُدُّوا عَلَى قَدَرِ يَوْمِهِمْ فَاذْهَبُوا
بِهِ نَحْنُ نَحْذَرُهُمْ وَتَوَقَّ كَرِيْهُهُ أَمْوَالَهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل
کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا قرآن کتاب کے پاس جاؤ گے
سب سے پہلے انھیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینا،
جب وہ اس کو قبول کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے
ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ
اس حکم کی تعمیل کر لیں تو انھیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر
زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اموال سے لے کر علی کے
نقد و عین تقسیم کر دی جائے گی، جب وہ اس کو مان لیں
تو ان سے زکوٰۃ لینا لیکن ان کے بہترین مال سے تفریق نہ
کرنا۔

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:
(۱) غیر واحد کو قبول کرنا صحیح ہے اور اس کے مقتضی پر

باب مذکور کی حدیث سے استنباط شدہ مسائل

- (۱) مل کر نانا واجب ہے۔
- (۲) علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ در واجب نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت معاذ کو اپنی وفات سے بہت کم عرصہ پہلے یمن بھیجا تھا اور اس حدیث میں صحت دن اور رات میں پانچ نماز
کی ارضیت کا ذکر ہے، علامہ نووی کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ذکر فرض نہیں ہے واجب ہے اور
اس کے وجوب پر دلیل ہم باب ۱۰ میں بیان کر چکے ہیں۔
- (۳) سنت یہ ہے کہ کفار اے جلال کرنے سے پہلے انھیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی دعوت دی
جانی چاہیے۔
- (۴) جب تک کہ شخص کفر شہادت نہ دے اسے مس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔
- (۵) دن اور رات میں پانچ نمازوں کا پڑھنا فرض ہے۔
- (۶) ظلم بہت شدید حرام ہے ورام پر لازم ہے کہ وہ اپنے حکام کو نصیحت کرے، ان کو اللہ سے ڈرے اور
شدت کے ساتھ ظلم کرنے سے روکے اور ظلم پر سختی کے عذاب کو بیان کرے۔
- (۷) زکوٰۃ وصول کرنے والے عاملین پر زکوٰۃ دینے والوں کے بہترین مال کو لینا حرام ہے، اسی طرح زکوٰۃ دینے
والے پر خراب مال دینا حرام ہے بلکہ متوسط مان دینا اور لینا جایا ہے۔
- (۸) کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح غنی کو ایک نصاب کو زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں ہے۔

(۹)۔ علامہ خطابی مابکی نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک شہر کی نیکو کو دوسرے شہر و مل پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے انبیاء سے مال لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے لیکن یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ ان کے فقراء کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے فقراء میں مال تقسیم کر دیا جائے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس شہر کے فقراء میں مال تقسیم کر دیا جائے، اور جب دونوں احتمال ہیں تو استدلال صحیح نہیں ہے۔

(۱۰)۔ بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کفار نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت اور قتل اور زنا کی حرمت ایسے احکام شرعیہ فرعیہ کے مخاطب نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے ان کو اللہ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دینے کی دعوت دینا سو گھر وہ اس کو مان میں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر وہ احکامات میں پانچ نازیب لڑائی کی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اللہ خالی وہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں تو ان پر پانچ نازیب پڑنا واجب نہیں ہے، یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ان کو یہ بتلایا جائے کہ دنیا میں ان سے نازیب پڑنے اور دیگر احکام شرعیہ پر عمل کرنے کا مطالبہ ہے، اور دنیا میں یہ مطالبہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی ہوگا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ احکام شرعیہ کے مخاطب نہ ہوں تاکہ ان احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عاقبت میں ان پر عذاب زیادہ کیا جائے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دینے میں اہمیت کے اعتبار سے مدت تک کو عقیدہ فرمایا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ نے فرمایا پہلے ان کو مان کی دعوت دو جب اس کو مان میں تو ان کو یہ بتاؤ کہ ان پر زکوٰۃ بھی فرض ہے اور اس کا کوئی بھی مخالف نہیں ہے کہ انسان صرف فرضیت نماز کا مخاطب ہے وہ زکوٰۃ کا مخاطب نہیں ہے۔

آیا کفار احکام شرعیہ فرعیہ کے مخاطب ہیں یا نہیں؟ علامہ نووی نے کہا ہے کہ محققین اور اکثرین کا قول یہ ہے کہ کفار تمام احکام شرعیہ فرعیہ کے مخاطب ہیں، عام ازیں کہ وہ احکام مامورات ہوں یا منہیات، اور ایک قریب ہے کہ وہ احکام فرعیہ کے مطلقا مخاطب نہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ مامورات کے مخاطب ہیں اور منہیات کے مخاطب نہیں ہیں۔ ۱۵

قرآن مجید میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - (بقرہ ۲۱)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا اس امید سے کہ تم کو تقویٰ ملے

تافاضی بیضاوی شافعی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

اس آیت میں اگرچہ کفار کو عبادت کرنے کا حکم دیا ہے لیکن حکم کفار کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ عبادت کرنے کا حکم عبادت کی ابتدا کرنے اور عبادت میں زیادتی و دوام کرنے میں مشترک ہے، پس کفار سے مطلوب یہ ہے

کہ وہ ایمان لاکر عبادت کو شروع کریں کیونکہ عبادت کی صحت ایمان لانے پر موقوف ہے اور جب کسی چیز کو واجب کیا جائے تو اس کا مقدر اور موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے اور جس طرح کسی شخص کا بے وضو ہونا اس پر نماز کے وجوب کے منافی نہیں، اسی طرح کسی شخص کا کفر اس پر عبادت کے وجوب پر منافی نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ ایمان لاکر عبادت کو شروع کرے، اور کہ نہیں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ عبادت کرنے پر ثبات قدم رہیں اور اس عبادت میں اور لیاوتی کریں۔ ۱۷

علامہ محمد بن الدین قزوینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یا ایہا الناس میں تین فرقوں سے خطاب کر کے ان کو عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) مومن مخلص اور (۲) کافر ظالم (۳) منافق مداحین، کہ فرضی سر کو جو عبادت کرنے کا حکم دیا ہے اس سے مطلوب یہ ہے کہ پہلے تعین بالقلب و الاعتقاد اعلان کریں اور پھر عبادت کریں کیونکہ عبادت کی شرط ایمان ہے اور کسی کام کا حکم اس کام کی شرط کے حکم کے بھی مستلزم ہوتا ہے جیسے بے وضو مسلمان کو نماز کا حکم دینا ہے یہ بے وضو کے حکم کا مستلزم ہوتا ہے اور مسلمان کو عبادت کے حکم سے مطلوب یہ ہے کہ وہ عبادت پر رقرار ہے اور عبادت عبادت کرے اور منافق کو عبادت کے حکم سے مطلوب یہ ہے کہ وہ ڈروی ایمان میں اعلان سے کام لے۔ اعتقاد عبادت تینوں معانی میں مستلزم ہے اگرچہ اکثر احن بزرگ مہد حنفیہ کے نزدیک عقد متہک سے ایک وقت متعدد معانی کا ارادہ کرنا جائز نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حنفیہ کے نزدیک بھی شرک معنوی جائز ہے یعنی لفظ مشرک سے ایک عام معنی مراد لیا جائے اور تمام مختلف معانی اس کے افراد بن جائیں، سو یہاں وہ بے عبادت کہ وہ عام ازیں کہ شرط عبادت کے بعد ابتداء عبادت کر دیا عبادت میں برقرار رہے، با عبادت میں اخصار لڑو۔ ۱۸

علامہ شہاب الدین خوافی حنفی لکھتے ہیں:

یہ اس بحث کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مولیٰ فقہ میں بیان کی گئی ہے کہ آیا کفار حکام فرعیہ کے مخاطب ہیں یا نہیں، علامہ ابن تیمیہ نے "تحریر میں بھی ہے کہ محل نزاع یہ ہے کہ جن احکام کے لیے بیان شرط ہے کیا نیز ایمان کے ان احکام کا مکلف کرنا صحیح ہے یا نہیں، مشائخ سمرقند نے یہ کہا ہے کہ جن احکام کے لیے ایمان شرط ہے نیز ایمان کے ان احکام کا مکلف کرنا صحیح نہیں ہے، ایمان عام عبادات میں اظہار و نام عبادات میں اصل ہے، لہذا اس سے کم و بیش کی عبادات میں بیان کرنا شرط اور تین فرقوں کے اس کا مکلف نہیں کیا جائے گا اور مشائخ سمرقند کے علاوہ باقی تمام مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ احکام فرعیہ کا مکلف کرنا صحیح ہے، ایمان کا احکام کا صحت اعتقاد کے اعتبار سے مکلف کیا جائے گا فقہاء احناف میں سے، بلکہ ان کا اور فقہاء شافعیہ کا یہ نظر ہے کہ کفار کو احکام فرعیہ کے اعتقاد ایمان کے ادا کرنے و وفوں کا مکلف کیا جائے گا ان کے نزدیک کفار کو احکام فرعیہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بھی گناہ ہوگا اور فقہاء بخاری کا نظریہ یہ ہے کہ انہیں صرف احکام فرعیہ پر اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے گناہ ہوگا، امام

۱۷۔ غامدی ابو یوسف محمد بن عمر بخاری شافعی متوفی ۲۵۶ھ، الارزاق علی بن ابی شامہ الحنفی ج ۲ ص ۷۰، مطہر دار احیاء علوم و دین

۱۸۔ علامہ محمد بن الدین محمد بن معوی قزوینی متوفی ۹۵۱ھ، حاشیہ شیخ زاد علی البیضاوی ص ۱۰۹-۱۱۰، مطہر مکتبہ ریفیہ دہلی

ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے ان میں سے کسی چیز کی تفسیر صحیح نہیں کی ہے، البتہ امام محمد کے قول میں فقہاء مشافہہ کے مختار پر دلالت ہے اور سوان مجید کی اس آیت سے بھی یہ ظاہر اسکا تاثر ہے :-

وَدِيلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَاذِبُونَ (آل عمران: ۹۰-۹۱) دیتے اور وہ بھی عسرت کے شکر میں۔

البتہ اس پر اتفاق ہے کہ کفار عذاب اور معاملات کے مخاطب ہیں۔

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں :-

کفار بھی عبادت کرنے کے مکمل میں داخل ہیں اور ان کو جس طرح حکام ذمہ پر اعتقاد رکھنے کا حکم دیا گیا اسی طرح ان کو ادا کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، اور کسی چیز کا حکم اس کے مقدمہ اور صورت علیہ کا بھی حکم ہوتا ہے، اور یہ کہنا مطلق ہے کہ ایمان عبادت کی اصل ہے، اگر احکام فریہ کے سبب سے ایمان واجب ہوا جو اصل تھا وہ بالیقین موعودے گا، کیونکہ یہ تب متناجب ایمان اعلائے دراستقلاان واجب نہ ہوتا، اور تعجب ہے کہ مشائخ عمر قد پر یہ نکتہ کیسے محض رہا، فقہاء طریق اور فقہاء دست فیرہ کے مذہب پر یہ آیات دلیل ہیں :-

وَدِيلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

(آل عمران: ۹۰-۹۱)

دیتے۔

فَأَسَدُكُمْ فِي سَفَرٍ ۚ قَالُوا لَا نَدْرِكُ مِنَ
الْمُصَلِّينَ ۚ وَلَهُمْ نِكَاحٌ مُّسْكِنٌ ۚ

(مدثر: ۴۳-۴۲)

فقہاء بخارا کا مذہب یہ ہے کہ کفار احکام ذمہ پر اعتقاد رکھنے کے مکلف ہیں، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں کسی جانب فقہ صحیح نہیں کی، بلکہ کلام میں اس پر دلالت ہے، امام اعظم نے اس لیے تفسیر صحیح نہیں کی کہ وہ یہ ہیں اس اختلاف کا کرنی لڑا نہیں کیونکہ جب وہ کافر ہیں تو ان کا حکام ذمہ پر عمل کرنا محال ہے، اور بیان کرنے کے حدیث سے ان احکام کی قضا و مطابہ نہیں ہو گا، اس اختلاف کا اثر صرف آخرت میں ہو گا جن کے نزدیک وہ حکام ذمہ کے مخاطب ہیں ان کے نزدیک آخرت میں کفار کو ان احکام پر اعتقاد نہ رکھنے اور عمل نہ کرنے دونوں وجہوں سے عذاب ملے گا، اور جن کے نزدیک وہ حکام ذمہ کے مخاطب نہیں ہیں، صرف ان پر اعتقاد رکھنے کے مخاطب ہیں ان کے نزدیک کفار کو آخرت میں احکام ذمہ پر اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے عذاب ملے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ وَجِبُوا لَكُمْ
الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ وَجِبُوا لَكُمْ

۱۔ علامہ احمد شاہ الدین خاں حنفی، متوفی ۱۲۹۹ھ، حنایۃ القامی ج ۲ ص ۷، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۴۸۳ھ

۲۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَّ نَسْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْيَفَ بُوَيْكِرُ لَصِيدِيْنُ بَعْدَ مَا كَفَرَ مَنْ كَفَرَ بِالْعَرَبِ قَالَ سَمِعْتُ عُقَيْبَ بْنَ رِجَاءٍ يَكُوْكِيْفُ الْقَائِلُ مَنْ مَنَ وَهَذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُوتُوا أَلْ دِينُ النَّاسِ حَتَّى يَقْرَأُوا آيَةَ الْكُرْآنِ لَا تَدْعُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصِمَ مِنْ مَنَهِ وَنَفْسِهِ لَا يَحْقِيقُ رِجْسًا بِهِ عَنِ اللَّهِ فَقَدْ بُوَيْكِرُ وَ اللَّهِ كَأَنَّهُ يَكُنْ مِنْ قَرْنٍ بَيْنَ مَشْرُودٍ وَ الزُّكُوفَةِ فَإِنْ زَكُوفَةٌ حَقَّ لَهَا وَ لَمْ يَمُوتْ فَتَعَذَّبْ يَعْقَرُ كَأَنَّهُ يُوْدُّ وَ نَسْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَّ عَنْ مَنَهِ كَفَرَ عُقَيْبُ بْنُ رِجَاءٍ قَوْلَهُ مَا هُوَ إِلَّا نَسْرُكَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ شَوْخٌ صَدَرَ فِي تَكْوِيْلَقْتِ بِ مَعْرِفَتِ لَمْ يَكُنْ الْحَقُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہو گیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبائل میں ہجرت ہو گئے اور حضرت ابوہریرہ نے زکوٰۃ کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حدیث صدیق اکبر سے عرض کیا آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں اور لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میری طرف سے ان کی جان و مال محفوظ ہے البتہ جس شخص نے اسلام اسلامیہ کی خلاف ورزی کی اس سے مواخذہ ہوگا۔ اور اس کے باطن کا حال اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے حضرت ابوہریرہ نے اس کے جواب میں فرمایا یہ خدا میں تمہیں سے ضرور جنگ کروں گا جو ماد اور زکوٰۃ کی دیگی میں ذرا کسرے گا، کیونکہ ماں زکوٰۃ میں اللہ کا حق ہے۔ بعد ازاں اگر یہ لوگ رسی کے اس ٹکڑے کو دینے سے بھی انکار کریں جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ یہ خدا میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں حضرت ابوہریرہ کا سیدہ کھول دیا ہے اور مجھے بھی یقین ہو گیا کہ صحیح بات ہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں اور لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میری طرف سے ان کی جان و مال محفوظ ہے اور اس کے باطن کا حال اللہ کے سپرد ہے البتہ اگر کسی شخص نے اسلامی احکام کی خلاف ورزی کی تو اس سے مواخذہ ہوگا۔

۳۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو لُقْطَاهُ وَحَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ رِجَاءٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَرْتُ أَنْ يُقَاتِلَ النَّاسُ حَتَّى يَقْرَأُوا آيَةَ الْكُرْآنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَقَمَ مِنِّي مَالَهُ قَالَتْ لَا يَحِقُّهُ
وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ -

۳۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُشَيْرِيُّ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ يَحْيَى لَدَارَ وَرَدِي عَنْ لُعْذَةَ وَحَدَّثَنَا
حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ سَطَاءٍ وَنَقُطَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ
بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا دَوْعٌ عَنْ لُعْذَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ يَعْقُوبَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ قَاتِلَ
النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبُشِّرُوا
بِإِيَّائِي جَنَّتْ بِهِمْ فِي ذَلِكَ فَعَمَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي
وَمَا تَهْدُوا وَأَمَرُوا لِيَوْمَ يَحْقِظُهُمْ وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ -

۳۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُلَيْمٍ
عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ
أَنْ قَاتِلَ النَّاسَ بِمِثْرِ حَبِثِثِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
وَكَيْعٍ عَنْ وَحْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَحْيَى ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَتْ سَمِعْتُ حَدَّثَنَا
سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْتُكَ أَنْ قَاتِلَ
النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَاتَلُوا
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَقَمُوا مِنِّي وَمَا تَهْدُوا وَأَمَرُوا لِيَوْمَ
يَحْقِظُهُمْ وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى قَرَأَ امْسَأ
أَنْتَ مَذْكُورٌ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُسَيَّبٍ -

۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ وَاحِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ
لُثَيْمَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس وقت تک لوگوں
سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ
الہ الا اللہ کہیں اور میری رسالت کا قرارہ نہ کریں اس کے بعد ہر
طرف سے ان کی جان اور مال محفوظ ہے اور ان کے
باطن کا حال اللہ کے سپرد ہے البتہ اسلامی احکام کی خلاف
وفندی پر ان سے مواخذہ ہوگا۔

امام مسلم نے ایک انداز سے حضرت ابو ہریرہ
کی یہ روایت بیان کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس وقت تک
لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک
وہ لا الہ الا اللہ کہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میری طرف سے
ان کی جان اور مال محفوظ ہے البتہ اسلامی احکام
کی خلاف ورزی پر ان سے مواخذہ ہوگا اور ان کے
باطن کا حال اللہ کے سپرد ہے پھر آپ نے ایک
آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے (اے نبی لوگوں
کو نصیحت کرنے والے ہیں ان پر جبر کرنے والے
نہیں ہیں۔)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس
وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے

اور دیگر احکام شرعیہ کو ترک کر دیا اور زمانہ جاہلیت کے پچھلے طریقہ کی طرف لوٹ گئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر صرف تین مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا جا رہا تھا، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد عبدالمطلب جس میں قریش میں تھی۔ مزید عرب کی دوسری قسم وہ تھی جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا تھا، انہوں نے غنائک فریضت کا اقرار کیا اور زکوٰۃ کی فریضت اور امام کو زکوٰۃ ادا کرنے کے وجہ کا انکار کیا، یہ لوگ درحقیقت باغی تھے، اس زمانہ میں ان لوگوں کو باغی نہیں کہا گیا تھا اور ان کو مرتدین کی سلک میں منسلک کر دیا گیا تھا کیونکہ باغیوں کی اصطلاح حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوئی تھی، ان میں سے بعض لوگ زکوٰۃ دینا چاہتے تھے، مگر ان کے سرورہ نے انہیں روک دیا، یہ جو یہودیوں کے لوگ تھے، انہوں نے اپنے صدقات جمع کر کے حضرت ابوبکر کو دینا چاہا، لیکن مالک بن نویرہ نے ان کو منع کر دیا اور ان کے صدقات کو انہی میں تقسیم کر دیا، انہی لوگوں کے سامنے حضرت عمر کو شبہ لاحق ہوا تھا اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہوا، اور بحث ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہے ہیں اور جس نے لا الہ الا اللہ نہ لیا اس نے اپنی جان اور ماں کو محفوظ کر لیا، حضرت عمر نے اس حدیث کی غاہری عبارت سے استدلال کیا تھا اور اس کے معانی اور شرائط پر غور نہیں کیا تھا، حضرت ابوبکر نے فرمایا زکوٰۃ مال کا حق ہے اور ملکہ پڑھنے والے کی جان اور مال اس وقت محفوظ رہے گی جب وہ ان کے تقاضوں کو پورا کرے گا، اور تمام احکام شریعہ کو تسلیم کرے گا، کیا جس شخص نے نماز کا انکار کیا اس سے قتال واجب نہیں؟ اس طرح زکوٰۃ کا انکار کرنے والے سے بھی قتال واجب ہے، حضرت عمر نے حدیث کی غاہری عبارت سے استدلال کیا تھا اور حضرت ابوبکر نے تیس سے استدلال کیا تھا، انہوں نے زکوٰۃ کو گناہ پر تیس کر لیا تھا۔

مانعین زکوٰۃ کا مشبہ مانعین زکوٰۃ میں سے بعض مرتدین تھے جنہوں نے زکوٰۃ کی فریضت کا انکار کر دیا تھا اور بعض اصل دین پر قائم تھے زکوٰۃ کی فریضت منستے تھے، لیکن امام کو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے، دو کہتے تھے کہ زکوٰۃ وصول کرنا ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی ان کا استدلال اس آیت کریمہ سے تھا۔

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم ویزکیہم
بہا واصل علیہم ان صلواتک مکن سمہ
ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجیے جس کے ذریعہ
آپ انہیں پاک و برکت کروں اور ان کے لیے دعا
کیجئے، بے شک آپ کی دعا ان کے لیے باعث تسکین
(توبہ، ۱۳)

مانعین زکوٰۃ کو مرتدین میں شمار کرنے کی توجیہ اور ان کے شبہ کا جواب یہ لوگ دراصل باغی تھے، لیکن ان کو بھی اس قدر میں مزید کہا گیا، اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ وہ جس کے بعض احکام پر عمل نہ کرنے اور اس پر اصرار کرنے میں یہ مرتدین کے ساتھ تھے یا ان پر مرتد کا اطلاق لغوی معنی کے اعتبار سے کیا گیا، کیونکہ یہ ادائیگی زکوٰۃ کے طریقہ سابقہ سے پیچھے گئے تھے، اور اس اعتبار سے یہ بھی مرتد تھے، باقی رہا ان کا یہ کہن کہ زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا،

یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کے خطابات کئی قسم کے ہیں اور، خطاب عام وہ خطاب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو اور دوسرا اس میں شریک نہ ہو، اور وہ آیت جس میں خطاب آپ کو ہے اور امت بھی اس میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ اور وہ آیت جس میں خطاب آپ کو ہے اور مراد آپ کا غیر ہے، ان کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

قرآن مجید کے خطاب کرنے کی اقسام [

یا ایہ الذین امنوا کتب علیکم الصیام (بقرہ ۱۸۳) اسے ایمان والا، تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔

یا ایہ الذین امنوا اداؤا قضاۃ یم بدین و حد مسمی فاکتبوا۔ (بقرہ ۲۸۲) سے بان والا جب تم ایک مدت مقررہ تک قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ دو۔

اور خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو اور اس خطاب میں آپ کی امت شریک نہ ہو اس کی یہ مثال ہے: ومن اللیل فتجدہ نہ فلفہ لک۔ (ہو اسرئیل ۷۹) رات کے کچھ حصے میں تمہارے گناہوں کو لکھ دے گا۔

و مواتہ مؤمنہ ان وھبت نفسہا سبی ان ارد البی ن یستنکھھا حالۃ لک من دون المؤمنین۔ (احزاب ۵۰) اور مسلمان عورت اگر راز بہر اپنے آپ کو نبی کے لیے دہر کر دے مگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے (تقریر مانت ہے) یہ حکم آپ کے ساتھ مخصوص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے۔

جو خطاب آپ کے ساتھ مخصوص ہو اس میں اس قسم کی خصوصیت کی علامات ضروری ہیں جیسی مذکورہ اعداد آیات میں ہیں اور جس آیت میں خطاب آپ کو ہو اور آپ کی امت بھی اس حکم میں شریک ہو اس کی مثال یہ ہے: اقم الصلوۃ لدلوۃ الشمس لی غسق لیل۔ (ہو اسرئیل ۷۹) نماز قائم کریں سورج غروب ہونے کے وقت اور ظہر رات کی تاریکی تک۔ (مغرب و عشاء)

جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو شیطان الرجیم۔ (احمل ۹۹) فاذا قرأت القرآن فاستعذ بانہ من نسیح الرجیم۔

ہر چند کہ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن اس حکم آپ کو آپ کی امت دونوں کو شامل ہے، اسی طرح خذ من موحہ حد فقتہ میں بھی خطاب اگرچہ آپ کو ہے لیکن اس کے حکم میں آپ اور آپ کی امت دونوں شامل ہیں، کیونکہ اس آیت میں آپ کے ساتھ اس حکم کی خصوصیت کی کوئی علامت نہیں ہے، اور جب یہ حکم دونوں کو شامل ہے تو آپ کو خطاب کرنے کی کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ احکام شریعیہ کے داعی ہیں اور آیات قرآن کے معانی اور مراد بیان کرنے والے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بعض مواقع پر صرف آپ کو خطاب کیا اور بعض مواقع پر پہلے آپ کو خطاب کیا اور پھر آپ کی امت کو خطاب کیا، تاکہ اس حکم پر عمل کرنے میں امت آپ کے عمل سے راہنمائی حاصل کرے، اس نئی تفسیر قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن
اسے نبی! جب تم لوگ اپنی عورتوں کو طلاق دو تو
ان کی مدت کے وقت (اسے پہلے طہر میں) انہیں طلاق
لعدتھن۔

(طلاق ۱۰)

اور کبھی آیت میں خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتا ہے اور اس سے مرد آپ کا غیر ہوتا ہے، اس کی مثال
یہ ہے:

فان كنت في شك مما انزلنا اليك
فاسئل الذين يقرءون الكتاب من قبلك
تر: بالغرض، اگر آپ کو اس کلام میں شک ہو جو ہم
نے آپ پر نازل کیا ہے، تو آپ ان لوگوں سے پوچھ لیں،
جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔

(یوسف ۹۴)

یہ ممکن نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کے
اس خطاب میں آپ سے مراد آپ کا غیر ہے۔

لین اشرکت لیحبطن عملک و انت کوئن
من الخاسرین۔ (زمر ۲۵)
اگر (بالغرض) آپ نے شرک کیا تو آپ کے سب
عمل منسوخ ہو جائیں گے اور ضرور آپ نقصان
مائل ہیں گے۔

ولین اتبعن اھودھو من بعد ما
جاءک من العلم انک اداھن تطمین۔
اور اگر (بالغرض) تم آنے کے بعد آپ نے
ان اسافروں کی پیروی کی تو بے شک اس وقت ضرور
آپ ظلم کر کے والوں میں سے ہوں گے۔

(بقرہ ۲۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کرنا، رسا فروع کی اتباع کرنا اور لوگوں امر محال ہیں اس لیے لامحالہ ان
آیات میں اگرچہ خطاب آپ کو ہے لیکن مراد آپ کے غیر ہیں۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ کسی آیت میں آپ کو خطاب ہونے (مثلاً اخذ من اموالھم صدقة)
سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حکم آپ کے ساتھ مخصوص ہو، بلکہ یہ بھی لازم نہیں ہے کہ اس خطاب سے آپ کی ذات
مقدسہ مراد ہو کیونکہ بعض اوقات اس خطاب سے آپ کا غیر مراد ہوتا ہے، اور بعض اوقات اس خطاب میں امت
بھی شریک ہوتی ہے وہ حکم آپ کے ساتھ اس وقت مخصوص ہوتا ہے جب کہ اس کی خصوصیت پر قرآن اور
علامات ہوں جیسے ہم اس کی مثال بیان کر چکے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے احوال سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم
قیامت تک کے تمام ائمہ مسلمین کو ہے اور ائمہ اور مائین زکوٰۃ کے لیے مستحب ہے کہ وہ صدقہ دینے والے
کے لیے حصول برکت کی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھیں کہ وہ ان کی دعا قبول فرمائے گا۔

ضروریات دین کا انکار کھنڈ ہے
اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جن لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ان کو تم نے باطلی قرار دیا ہے تو

اگر آپ کوئی گروہ زکوٰۃ کی فرضیت اور اہم کو ادائیگی کا انکار کر دے تو آپ اس کو باطلی قرار دیا جائے گا یا مبرا؟ اس
کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے اب زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کیا وہ اجماع مسلمین سے کافر ہے اس نکتہ کے

لوگوں میں اسباب کے لوگوں میں فرق ہے، وہ لوگ نزول شریعت کے زمانہ کے قریب تھے جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے، نیز وہ لوگ شیعہ نے اسلام میں داخل ہوئے تھے، ان کو احکام اسلام کا پورا پورا علم نہیں تھا اس لیے وہ لوگ ان شبہات کی وجہ سے معذور تھے، لیکن اب دین اسلام کی مکمل شاعت ہو چکی ہے، اور ہر خاص و عام کو نزکوۃ کی فرضیت قطعیہ کا علم ہو چکا ہے، اس میں عالم اور جاہل کا کوئی فرق نہیں ہے، اس لیے اب جس شخص نے نزکوۃ کی فرضیت کا انکار کیا، اس کے لیے کسی قدر کٹھنا لکھ نہیں ہے، اور اس کو لای کا قرار دیا جائے گا، اسی طرح پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، حج، غسل جنابت کی فرضیت، زنا، شرب، قتل اور محارم سے نکاح کی حرمت و طہرہ، یہ امور ضروریات دین میں سے ہیں اور ان کے دین ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے اور ان کا علم شائع ہو چکا ہے، لہذا جس شخص نے ان میں سے کسی کا بھی انکار کیا وہ کافر ہو جائے گا۔

حدیث مذکور کی تفصیل میں دیگر احادیث | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو جس طرح بتایا

ہیں اور ان الفاظ کے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو یہ شبہ لاحق ہوا، وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں تمام الفاظ حدیث موجود ہیں جس کی وجہ سے کوئی شبہ نہیں ہوتا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ یہ شہادت دے دیں کہ لا انا اللہ محمد رسول اللہ نہ انہما شہد ہیں اور کلاۃ ادا کریں، اور جب وہ یہ کہیں گے تو وہ اپنی مالوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے لبتہ جو اسلام کا حق ہوگا وہ باجائے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ یہ شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور وہ حملے قبیلہ کی طرف نہ کریں اور ہمارا زمین کو نہیں اور ہماری تازہ پڑھیں، جب وہ ایسا کہیں گے تو ان کا خون اور ان کا مال ہم پر حرم ہے، ان جان اور مال کا حق ان سے وصول کیا جائے گا اور ان کے لیے وہی حقوق اور فرائض ہوں گے جو مسلمان کے حقوق اور فرائض ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابوہریرہؓ اور حضرت عمرؓ کو حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایت مستحضر نہیں تھی ورنہ حضرت عمرؓ کے اس اشکال کا جواب اس حدیث میں صراحتاً موجود ہے، اور حدیث ابوہریرہؓ کو بھی قیاس سے استدلال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ اس حدیث میں مذکور ہے جو نزکوۃ نہیں دے گا اس سے جنگ کی جائے گی۔

باب مذکور کی حدیث سے استنباط شدہ دیگر مسائل | اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

- (۱)۔ اس حدیث میں جن سے قتال کا حکم ہے وہ مکافہ اور مشرکین ہیں۔
- (۲)۔ "جان اور مال کا حق ہوں کیا جائے گا" اس سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے اسلام لائے کے بعد کسی کا خدا یا خدا کا مٹا کر اس کے بدلہ میں اللہ کا مٹا دیا جائے گا، اگر کسی کو قتل کیا تو بدلہ میں قتل کر دیا جائے گا اور مال کے بدلہ میں مال وصول کیا جائے گا۔

(۳)۔ "ان کا حساب اللہ پر ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اگر کسی کا حق مار لیا اور اس کا پتا نہیں چلا تو اس کا حساب اللہ پر ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص نے اسلام کو ظاہر کیا اور دل میں کفر رکھا تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ پر ہے، اکثر علماء کا بھی قول ہے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ زندقہ کی توبہ قبول نہیں ہوتی، امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی۔

(۴)۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا "اگر کسی شخص نے وہ مقال ہیں وہی جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دینا تھا تو میں اسی سے قتال کروں گا" اس حدیث میں مقال کا کیا معنی ہے؟ بعض علما نے کہا مقال سے مراد سالانہ زکوٰۃ ہے، بعض علما نے کہا اونٹ کے گلے کی رسی مراد ہے یعنی اگر زکوٰۃ میں ایک اونٹ دینا ہے تو اس کے گلے کی رسی بھی دینی ہوگی، بعض علما نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص رسیوں کی تجارت کرتا ہو تو زکوٰۃ کے حساب سے جو رسی نکلے وہ دینی ہوگی، بعض علما نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک رسی کے ٹکڑے کے برابر بھی زکوٰۃ نکلتی ہو تو دینا ہوگی۔

(۵)۔ حضرت عمرؓ نے عثت کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے قول کی طرف رجوع کر لیا یہ ان کی طبیعت کی علامت ہے۔

(۶)۔ اس حدیث میں ہے کہ بس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا اس سے قتال نہیں کیا جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص دین اسلام پر ایمان لے آئے اور کلمہ پڑھ لے تو یہ اس کے مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے اور اس پر متکلمین کے دلائل کو بانٹنا ضروری نہیں ہے۔

(۷)۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت پر دلیل ہے کہ وہ کفار اور مرتدین کے خلاف جنگ کرنے میں ثابت قدم رہے، انھوں نے مدینہ منورہ سے باہر دشمنان، اسلام سے بھی جنگ کی اور مدینہ منورہ کے اندر جو داخلی فتنے مٹنے کا بھی جرأت سے مقابلہ کیا، اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علم پر بھی دلیل ہے، محمدؐ نے وقت نظر اور صحیح فکر و فراست سے وہ مسائل مستنبط کیے جن میں کما کوئی ریسکت نہیں ہے اسی وجہ سے اہل حق کا جماع ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ہیں۔

(۸)۔ اس حدیث میں اہل ظلم کے مباحثہ اور حق کی طرف رجوع کرنے کا بیان ہے۔

(۹)۔ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ احکام اسلام جاری کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ زبان سے کلمہ بڑھا جائے۔

(۱۰)۔ اس حدیث میں جہاد کے درجہ کا بیان ہے۔

(۱۱)۔ جو شخص کلمہ پڑھے اس کی جان اور مال محفوظ ہے۔

(۱۲)۔ احکام شریعہ انسان کے دل و جان کے مطابق جاری ہوتے ہیں اور دل کے حال کا اللہ مالک ہے۔

(۱۳)۔ اس حدیث میں تیاکس سے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بیان ہے۔

(۱۴)۔ نماز، زکوٰۃ اور دیگر احکام شریعہ میں سے اگر کوئی شخص کسی حکم پر منظور اسما عمل کرنے سے بھی انکار کرے تو اس سے جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اگر یہ زکوٰۃ میں سے ایک بکری کا بچہ یا رسی کا ٹکڑا بھی نہ دیں تو میں اسی سے جہاد کروں گا۔

(۵۸) اس حدیث میں علوم سے استدلال کرنے کا بیان ہے، کیونکہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: زکوٰۃ مال کا حق ہے۔

(۵۹) بائیں سے قتال کرنا واجب ہے۔

(۶۰) پیشین آمد مسائل میں علماء کو فخر و فکر کرنا اور بحث مباحثہ کرنا چاہیے درحق واضح ہونے کے بعد اپنے ساتھی کی بات مان لینا چاہیے۔

(۶۱) مسائل فریبہ میں جب مجتہدین کا اختلاف ہو تو ایک دوسرے کو غلط نہیں کہنا چاہیے، کیونکہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے یہ نہیں کہا تم غلط کہتے ہو۔

(۶۲) اگر مجتہدین میں سے ایک کا بھی اختلاف ہو تو اجماع منعقد نہیں ہوگا۔

(۶۳) اس حدیث میں لا الہ الا اللہ پڑھنے پر ترکِ نفل کا بیان ہے، اس سے مراد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کر ہے اور یہاں جزا کا اطلاق کل پر کیا گیا ہے یا اس لیے کہ لا الہ الا اللہ پر سے کلمہ طیبہ کا کلمہ نام ہے اچھے کہتے ہیں کلمہ شریف پڑھو، یعنی سورہ فاتحہ پڑھو، یہ واضح ہے کہ حضرت بن عمرؓ اور حضرت انسؓ رضی اللہ عنہم کہ مفصل روایت میں پر سے کلمہ طیبہ کا ذکر ہے، یہ اختصار صرف لغت ابو مرزبان نے کہا ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صَحَّةِ إِسْلَامٍ مَنِ حَضَرَ
الْمَوْتَ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي التَّزَوُّعِ وَهُوَ الْغَرَضَةُ
وَسَيِّحُ جَوَازِ الْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالذَّلِيلِ
عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ
أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ
مِنَ الْوَسَائِلِ .

سید بن مسیبؓ کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ابوطالبؓ کی وفات کا وقت قریب آچینا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت ابوطالبؓ کے پاس ابو جہلؓ اور عبد اللہ بن ابی امیہؓ بھی موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا ایک مار لا الہ الا اللہ کہو تو میں تمہارے حق میں اسلام کی نگری دوں گا۔ ابو جہلؓ اور

۴۰۔ حَدَّثَنِي حَرْمَةُ بْنُ يَحْيَى الشَّجْدِيُّ
أَخْبَرَنَا عَنْهُ لَقِيَهُ وَهَبُ بْنُ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ سَلْبٍ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ بَابُ طَابٍ لَوْفُ قَا
حَاءَ كَتَبُوا لِلَّهِ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ
يُذَكِّرُهُ أَنَّ حَمِيمٌ وَحَبِيدٌ لِلَّهِ ثُمَّ إِذَا أُمِّيَّةٌ بَيْنَ
مُعِيدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ علامہ کبیریؒ شرفِ نوویؒ ترمذیؒ ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۳، ص ۳۰، ۳۱، مخصر و مرفوع، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد، کراچی ۱۴۲۰ھ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْيِيهِ عِنْدَ
أَمْرٍ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُكَ بِهَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالِي قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تِلْكَ لَا
تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الْآيَةَ .

۴۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ مَيْمُونٍ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
كَثِيرٍ عَنْ أَبِي حَاتِمٍ لَا تُشْجَعِي عَنْ يَزِيدِ بْنِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْيِيهِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُكَ بِهَا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْ أَنَّ تَعْيِيرَ فِي قُرَيْشٍ يَقُولُونَ
الْمُحَمَّدُ عَلَى ذِيكَ يُخَوِّعُ قُرَيْشًا بِهَا
عَيْنَيْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تِلْكَ لَا تَهْدِي مَنْ
أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ .

دن آپ کے اسلام کی گواہی دوں گا لیکن بوطالب
نے انکار کر دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا
لا تھدی من احببت .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (بوطالب) سے
ذیاباب کلمہ پڑھائیجی میں قیامت کے دن آپ کے اسلام
کی گواہی دوں گا۔ بوطالب نے کہا اگر مجھے قریش کی ان
باتوں سے فارغ ہوتا کہ بوطالب موت سے ڈر کر مسلمان
ہو گیا، تو میں کلمہ پڑھ کر تھکایا، انھیں ٹھنڈی کر دیتا اس
وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ملک لا تھدی
من احببت ولكن الله يهدى من يشاء .

غزیرہ موت کے وقت ایمان نہ مقبول ہونے پر دلیل، اور بوطالب کے ایمان نہ لانے کی بحث

حدیث نمبر ۴۰۰ میں سے جب بوطالب کی وفات کا وقت قریب آچکا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تشریف لے گئے اور اس کو دعوت سلام دی .

غزیرہ موت اس وقت کہتے ہیں جب انسان کے بدن سے روح نکال جاتی ہے جب انسان خودی مٹا
کو دیکھ لیتا ہے اس وقت ایمان مانا نہیں جاتا قرآن مجید میں ہے .

ولست النبوة مدین یعمدون المیت حتی
اذا حضر احدہم الموت قال فی قلبہ لا انا ولا
الذین یموتون وھو کفار .

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوطالب کو دعوت سلام دی تھی تو اس پر یہ وقت ابھی نہیں آیا تھا کیونکہ بوطالب
نے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کفار قریش سے کافی باتیں کی تھیں .

بوطالب کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں ہوئی، ابن نادر اس نے کہا ہے کہ جس وقت بوطالب
کی وفات ہوئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۰ سال آٹھ ماہ گیارہ دن تھی، بوطالب کی وفات
کے تین دن بعد حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی .

۱- علامہ یحییٰ بن شرف نووی مرتبی ۴۷۰ھ متراج مسلم ج ۱ ص ۴۰ مہر نو محمد ص ۱۳۷۵ کراچی . ۱۳۷۵ھ

علامہ دمشقی ابی یحییٰ لکھتے ہیں۔

جب ابوطالب پر موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور ابوطالب کو سلام کی دعوت دی، علامہ خطابی نے کہا: ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محل میں تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے پھر آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کی کفالت کی، اور جب وہ فوت ہو گئے تو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی کفالت کی، ابوطالب آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کی حفاظت کرتے تھے اور قریش میں سے جو لوگ آپ کو ایذا پہنچانے کی کوشش کرتے ان سے ممانعت کرتے تھے، قریش نے یہ سنا تو کیا کہ وہ آپ کو ان کے حوالے کر دیں، مگر ابوطالب نے انکار کر دیا، پھر قریش اور کفار مکہ نے یہ قسم کھائی کہ وہ خود شتم کا بائیکاٹ کریں گے، ان سے عہد و فریفت کا کوئی معاہدہ کریں گے نہ نکاح کریں گے پھر شوبہ ابی طالب میں ابوطالب اور بنو شتم تین سال تک سخت جنگی میں محصور رہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس اعلان کے صحیفہ کو ختم کر دیا۔

اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ ابوطالب کا خاتمہ شرک پر ہوا۔ سہیل نے کہا ہے کہ میں نے مسعودی کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ابوطالب کی موت بیان پر مولیٰ یحییٰ یہ قرآن مجید کی ان آیات اور احادیث کی وجہ سے صحیح نہیں ہے، جہاں اس باب میں مذکور ہیں، اور بعض سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عباس نے کہا میرے بھائی نے وہ کلمہ پڑھ لیا جس کا آپ نے حکم دیا، اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں سنا، اور عباس اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس لیے ان کی شہادت معتبر نہیں ہے، یہ شیعہ کی روایت ہے، امام بیہقی نے کہا اس کی سند منقطع ہے، نیز صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ اسلام لانے کے بعد حضرت عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطالب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ بخیر رہے، آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے آخری طبقہ میں ہوتا (دلائل النبوة ج ۲ ص ۳۲۶)۔ سیوطی غفرلہ، اگر یہ کہا جائے کہ ابوطالب دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق بن گیا اس وجہ سے اس کو مومن کہا جائے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے ایمان کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے۔

ابوطالب کے ایمان نہ لانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور ان کی تفسیر میں تداہب اربعہ کے مفسرین کی تصریحات

حدیث نمبر ۴۰ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت سے کچھ وقت پہلے ابوطالب کو اسلام قبول کرنے کی تلقین کی لیکن ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدا میں تھا، اس لیے اس وقت تک منہ پر کرتا رہوں گا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ اس سے شک نہ دے، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا

بیروت

۱۰۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلف دمشقی ابی یحییٰ متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکامال ج ۱ ص ۱۱۱۔ ۱۱۔ مطبوعہ دار مکتبہ علمیہ

للمشركين ولو كانوا اولي قربي من بعد ما
تبين لهم انهم اصحاب الحميم -

مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں، خود وہ ان کے
قربابت درمیان، جب ان پر ظاہر ہو چکا کہ وہ کفر
ہیں۔

(توبہ، ۱۱۳)

علامہ انوکسی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی ہے، کیونکہ امام احمد، امام ابن ابی شیبہ، امام کمالی،
امام مسلم، امام نسائی، امام ابن جریر، امام ابی منذر اور ابو یوسف نے سید بن حزن سے روایت کیا ہے کہ جب ابوطالب
کی وفات کا وقت آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت اس کے پاس، زوجین اور
عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے چچا! لا الہ الا اللہ کہو، میں اللہ
کے نزدیک اس کلمہ سے محبت پکڑوں گا، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب
کی محبت سے اعراض کر رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر لا الہ الا اللہ پیش کرتے رہے، اور ابو جہل
اور عبد اللہ اس کو اس کلمہ کے خلاف بھڑکانے لگے، آخر میں ابوطالب نے کہا کہ وہ عبدالمطلب کی محبت پر سے
اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے پہلے اس وقت تک
مغفرت کی دعا کرتا ہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کیا جائے، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

عسین بن فضل نے یہ کہا ہے کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ہے، اور یہ دعوت میری
میں آخر میں نازل ہوئی ہے، اس لیے اس حدیث کو اس آیت کا نشانہ نہ لیں، تو روایت مستند سے علاوہ دیگر
نے کہا یہ اعتقاد خود مستند ہے، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کی موت کے بعد اس کے
پہلے غسل استغفار کرتے رہے، جو اس حدیث کے برخلاف ہے، یہ نیت نازل ہو گئی کیونکہ کفر کے ساتھ سختی کرے
کی آیات مدینہ منورہ میں ہی نازل ہوئی ہیں، اس آیت کی نذر پر حدیث کا صحیح بہ ہوگا، اس لیے اللہ نے یہ آیت نازل
کی، یہ معنی نہیں ہوگا، اس کے بعد یہ نیت نازل کی اور نازل میں خاصہ اس کے لیے ہوگی نہ کہ تنقیہ کے
لیے، اکثر علماء نے اس کو حسیہ کر لیا ہے ابویہ سے بھی علماء فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو بہ حق ہونا ہے کہ
امام ابن سعد اور امام ابن عساکر نے حدیث میں سے روایت کی ہے کہ ابوطالب کی موت کے بعد کئی دن تک نبی صلی
اللہ علیہ وسلم اس کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ جبرائیل اس آیت کو لے کر نازل ہوئے، اس کا جواب
یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، دوسرے جواب یہ ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ سورہ ورنہ کی یہ آیت مکہ میں پہلے نازل
ہوئی ہو، باقی آیات بعد میں مدینہ میں نازل ہوئی ہوں، اس صورت کو بہ حق ثابت کرنے کے لیے کہا، تو یہاں
یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ ابوطالب کفر پر مبرا درپیشی، بل حدیث دجھلت کا معروف مذہب ہے۔

امام ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک خوب حدیث روایت کی ہے
میں یہ ہے کہ ابوطالب کے مرض الموت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ سے چچا آپ! یہ آیت
کہیں تاکہ تباہت کے دن آپ کے سے میری شفاعت جائز ہو، درجی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث روایت
دی، ابوطالب نے کہا یہ دعا اسے پہنچے، اگر مجھے یہ حدیث نہ ملتا کہ میرے بعد نہ حق تم پر اور تمہارے باپ کی اولاد پر

بہتر قرآن مجید میں ہے:

لَا تُقَدِّمُ مِنْ أَحَبِّتَ وَلَكِنْ اَللّٰهُ

يَهْدِي مِنْ يَشَاءُ

(قصص ۵۶)

بے شک آپ جیسے چاہیں اس کو ہدایت یافتہ
نہیں کرتے، لیکن اللہ جیسے چاہے اس کو ہدایت
پاؤں کرتا ہے۔ (آپ بظاہر ہدایت دیتے ہیں،
حقیقتہً ہدایت نہیں دیتے، حقیقتہً ہدایت اللہ تعالیٰ
دیتا ہے، یعنی ہدایت کو پیدا کرتا ہے۔)

حافظ ابن کثیر ضلی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں بحرف احوث کے حوالہ سے ابراہیم کا ایمان نہ مانا بیان

کیا ہے۔

علامہ قرطبی مابقی نے بھی یہی لکھا ہے۔

امام رازی شافعی لکھتے ہیں:

بظاہر اس آیت کی برواہب کے کفر پر دلالت نہیں ہے۔ نہ جانچنے کہا مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ
آیت ابراہیم کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ابراہیم نے اپنی موت کے وقت کہا: اے بڑے عابدین کی ہدایت!
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، اور ان کی نصیحت کرو، تم ہدایت اللہ فلاح پاؤ گے، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا آپ ان کو تو نصیحت کر رہے ہیں خود اس نصیحت پر عمل کیوں نہیں کرتے،
ابراہیم نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: آج آپ کا دنیا میں آخری دن ہے، اپنی چاہتا ہوں کہ آپ لار
الا اللہ کہیں تاکہ میں اللہ کے سامنے آپ کے بیان کی گواہی دلاں! ابراہیم نے کہا: سے جتنی میں چاہتا ہوں
کہ تم صادق ہو لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ کہا جائے کہ ابراہیم نے موت سے ڈر گیا، اگر یہ بات نہ ہو تو
تو میں یہ کہہ پڑھ کر نہ رہا ہوں: تمہارے ہاتھوں کو ٹھنڈ کرنا، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم بہت نصیحت کرتے ہو، اور بہت علم کھاتے
ہو، لیکن میں عنقریب عبد مطلب، امّ سلمہ اور عبد مناف کی قدرت پر جان دوں گا۔

علامہ آرمی مابقی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام محمد بن حنفیہ، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن ابی حاتم، امام بن ماریہ، ورنہ مابقی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اللہ سے ہدایت کہا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
گئے اور فرمایا: اے چچا! اللہ کیسے، میں تباہی کے دن اللہ کے سامنے آپ کے حق میں گواہی دوں گا،
ابراہیم نے کہا: اگر مجھے فرشتوں کی لائیت کا عہد نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ اس نے موت کے ڈر سے ظہر پڑی
سے تو میں تمہاری، کھیں ٹھنڈی کر دیتا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

۱۔ حافظ ابراہیم محمد بن کثیر ضلی، توفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر، ۵ ص ۲۹۲-۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۸۵ھ

۲۔ علامہ ابراہیم محمد بن احمد مالکی قرطبی، توفی ۷۶۸ھ، الکام فی احکام القرآن ج ۱ ص ۲۹۹، مطبوعہ انتشارات الخیر بیروت، ۱۳۸۶ھ

۳۔ امام غزالی محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، توفی ۷۶۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

لَنْ تَقْدِرَ عَلَىٰ حُبِّهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔
بے شک آپ جسے چاہیں اس کو ہدایت یافتہ نہیں کر سکتے
لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہدایت یافتہ کرتا ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام احمد، امام نسائی، اور دیگر ائمہ حدیث نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ
آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی ہے، لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے سلام لانے کے لیے شدید
اصرار کیا، امام ابن مردودہ نے بھی اس روایت کو حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے، علامہ نووی شافعی نے لکھا
ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۴۱)۔

ابوطالب کے اسلام کا مسئلہ مختلف قیہ سے، اور یہ کہنا کہ تمام مسلمانوں کا، یا تمام مفسرین کا اس پر اجماع
ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی ہے، صحیح نہیں ہے، کیونکہ علامہ شبیر اور ان کے اکثر مفسرین کا یہ نظریہ
ہے کہ ابوطالب اسلام سے آگے تھے، دورانِ کفر ہی تھے کہ نہ بل جنت کا بھی اس پر اجماع ہے، اور ابوطالب
کے اکثر نقباء اس پر شہادت ہیں، اور جن کو یہ دعویٰ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق
نازل ہوئی ہے، وہ علامہ شبیر کے خلاق، دورانِ کفر روایات کا اقتباس نہیں کرتے، تاہم ابوطالب کے سلام نہ
لانے کے قول کے باوجود ابوطالب کو برا نہیں کہنا چاہیے اور نہ اس کے حق میں یا د گزری کرنی چاہیے، کیونکہ اس
سے علوٰیہ کو ایذا پہنچتی ہے اور یہ بعید نہیں ہے کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچے۔ ۱۵

قرآن مجید میں ہے:

وَهُدَاهُم مِّنْهُنَّ وَيُثَبِّتُ لَهُمْ
وَعَدَهُ لِيُحْصِيَ الْآفَافَ۔
اور وہ لوگوں کو (انہیں) ایذا پہنچانے سے
روکنے میں اور خودوں سے دور رہنے میں۔

علامہ قرطبی مالکی نے اس آیت سے ابوطالب کا ایمان نہ لانا ثابت کیا ہے اور قرآن اور حدیث سے
بکثرت دلائل پیش کیے ہیں۔ ۱۶

حافظ ابن کثیر حنبلی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ابوطالب کا ایمان نہ لانا بیان کیا ہے۔ ۱۷

اور امام راہزی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
اس آیت کی تفسیر میں دو قرآن ہیں: بعض میں "وَعَدَهُ" نے کہا کہ کفار لوگوں کو نہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے
اور آپ کی رسالت کا اقرار کرنے سے روکنے میں اور خود بھی آپ سے دور رہتے ہیں اور عطا اور متقابل نے
یہ کہا کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی ہے، کیونکہ ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے
سے قریش کو منع کرتا تھا اور خود بھی آپ سے دور رہتا تھا، اور آپ کے دین کی اتباع نہیں کرتا تھا لیکن قول
اقل حق کے زیادہ شاہد ہے۔ ۱۸

۱۵۔ علامہ شبیر محمد آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المسانی ج ۲، ص ۲۲۰۔ ۱۶۔ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۷۴ھ۔
۱۷۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۵۷۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۰۸-۴۰۹، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، مدینہ۔
۱۸۔ حافظ و الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۵ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۲۰۵۰ھ۔
۱۹۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر راہزی متوفی ۷۶۰ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۷۷، مطبوعہ دار الفکر، بیروت ۱۳۹۸ھ۔

علامہ سید اوسى حسنى لکھتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ، امام ابن حمید، امام ابن جریر اور امام ابن المنذر وغیرہم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ کفار لوگوں کو قرآن سننے سے روکتے ہیں اور خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں اور امام ابن جریر، امام ابن المنذر، امام ابی حاتم، امام ابن مردودہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی آپ سے دور رہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت بر طالع اور ان کے اتباع کے متعلق نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اس کے باوجود خود آپ سے دور رہتے ہیں اور آپ پر ایمان نہیں لاتے۔

اس روایت کی بناء پر بعض علماء نے اس آیت سے ابو طالب کے ایمان نہ لانے پر استدلال کیا ہے لیکن امام حنفی نے اس تفسیر کو رد کر دیا ہے کہ نہ آیات متقدمہ مشرکین کی مذمت میں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی سے روکنا مذموم نہیں ہے۔ ۵

امام حنفی کے اعتراض کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذمت آپ کو ایذا رسانی سے منع کرنے کی نہیں ہے بلکہ مذمت اس بات کی ہے کہ خود ایمان نہیں لاتے اور ایمان لانے سے دور بھاگتے ہیں، جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو دوسروں کو کسی کا حکم دیتے ہیں اور خود انکی نہیں کر سکتے۔

ان امور میں ما لکھو و تنصیو تنصو
وانتم تتلون الکتاب فلا تصقلون
آپ کو بھوں جلتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو
کیا تم قتل نہیں رکھتے؟

اس آیت میں بھی نبی کا حکم دینے کی مذمت نہیں کی گئی بلکہ انکی کا حکم دینے کے باوجود انکی پر عمل نہ کرنے کی مذمت کی گئی ہے، اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی ممانعت کی مذمت نہیں کی گئی بلکہ مذمت اس بات کی ہے کہ آپ کو ایذا رسانی سے منع کرنے کے باوجود وہ لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے اور آپ سے دور بھاگتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سورہ کورہ، سورہ قصص اور سورہ فاطر کی ان تین آیات میں ابو طالب کے ایمان نہ لانے کو بیان کیا گیا ہے اور ان کی اہل سنت و جماعت کو اس سے منع کیا گیا ہے، البتہ جب کوئی مسئلہ پوچھے تو صرف اتنا کہنا چاہیے کہ ابو طالب کا ایمان قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہے، اور میں اہل سنت و جماعت کا مختار سے، لازمیت اور بلا وجہ ابو طالب کو کافر کہنے کی رت لگانا چاہیے، اور نہ دیگر خاندانوں کی حریت ابو طالب کو بڑا کہنا چاہیے کیوں کہ بہر حال ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورشش آپ کی حفاظت اور آپ کی ممانعت کی ہے اور اسی قرابت اور ابو طالب کی خدمات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب سے بہت محبت تھی، آپ آخر وقت تک ابو طالب کو مسلمان کرنے کی کوشش فرماتے رہے لیکن تقدیر کا کھایا اور ہو کر رہتا ہے، اب ہم ابو طالب کے

ایمان نہ لانے کے متعلق احادیث بیان کر رہے ہیں:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ابوطالب کے ایمان نہ لانے کے متعلق احادیث

ناصف بن المسیب عن ابيه انه اخبر
انه لما حضرت باطاب مؤفلاً جاءه رسول
الله صلى الله عليه وسلم فوجد عند ۱۷ جھل
بن هشام وعبد الله بن أبي امية بن النعير
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا ابي طالب في عمه قتل لانه لا الله كلمة
للهديت بها عند الله فقتل بوجهد و
عبد الله بن أبي امية يا ابا طالب قرع
عن ملة عبد المطلب فله يزل رسول
الله صلى الله عليه وسلم يعرضه عليه
ويعود ان يهلك مثلك حتى قال بوجهد
احرم كلهم به هو عن ملة عبد المطلب
وابي ان يقول لانه لا الله فقتل رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما دام الله لا يفسخ
ملك ما لم تهنه فآمن الله فيه مكان
للبنی الاية رله

سید بن مسیب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کسوت آنے
لگی تو اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لے گئے آپ نے وہاں ابوہریرہ بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی
امیہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابوطالب سے کہا: اے چچا! کہہ لا الہ الا اللہ تیرے
میں نیامت کے دن اس ملک آپ کے یہ شہادتوں کا، ابوہریرہ
اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابوطالب کیا تم نے
کہ ملت سے آ کر رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم مسلسل ابوطالب پر کلمہ پیش کرتے رہے
اور وہ دوڑاں پنی بات دہراتے رہے حتیٰ کہ ابوطالب
نے آخر میں یہ کہا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہے،
اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ میں آپ کے لیے اس
وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے
اس سے روک نہ جائے اس وجہ سے اللہ
تعالیٰ نے یہ آیت ازل کی: میں درمؤمنین کے
لیے یہ نافرہی کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کر لیں۔

اس حدیث کو امام مسلم، امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۴۸ - ۱۸۱ ص ۶۵، مطبوعہ نور محمد المصنف مطاب کرچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰، مطبوعہ نور محمد المصنف المطاب کرچی، ۱۳۵۵ھ

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۴۰، مطبوعہ نور محمد المصنف المطاب کرچی، ۱۳۵۵ھ

۴۔ حضرت عبد المطلب رحمہ اللہ فوت میں تھے، یہ معمولی تعلیق سے ثابت ہے، تاہنا جس روایات صحیحہ سے حضرت عبد المطلب

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباد کاموحد اور مؤمنوں کی تائید ہے، شرعاً صحیح مسلم جلد
ثانی میں محمد نے اس پر دلائل پیش کیے ہیں اس لیے ابوطالب کا اپنے دین کو حضرت عبد المطلب کی ملت قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

نیز یہ حدیث مسند احمد اور دلائل النبوت میں بھی موجود ہے۔
نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعنه من زانه الله مثله نكاح يوم لقياً من قال من ان تعير في قرين يقرين سماحه على ذلك الجزاء لا تدرت به عينتك فزول الله تعالى الله لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہلتے لہجہ لہجہ لہجہ پر چہلیں میں قیامت کے دن آپ کے حق میں اس کی گری و زنگار احوطاً طلب کرنے کہا اگر مجھے زبانی کے لہجہ و لہجہ کا خوف نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ یہ ہے صبری کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔ میں کلمہ پڑھ کر منہ میں آجی بخند کر رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَهْدُوا مَنْ هَدَىٰ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ**۔

اس حدیث کو امام ترمذی، دار امام محمد نے بھی روایت کیا ہے۔
امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حدثنا العباس بن عبد المطلب قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ما اغنيت عن عملك فإنه كان يحوطك ويغضب لك قال هو في ضحضض من النار ولولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے چہلتے لہجہ لہجہ پر چہلیں میں قیامت کے دن آپ کے حق میں اس کی گری و زنگار احوطاً طلب کرنے کہا اگر مجھے زبانی کے لہجہ و لہجہ کا خوف نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ یہ ہے صبری کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔ میں کلمہ پڑھ کر منہ میں آجی بخند کر رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَهْدُوا مَنْ هَدَىٰ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ**۔

- ۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۳۳۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۸۱ھ
- ۲۔ امام ابو بکر عبد بن حسین بن ہشام متوفی ۲۵۰ھ، دلائل نبوت ج ۲ ص ۳۲۳-۳۲۲، مطبوعہ دار المکتب مطبوعہ بیروت
- ۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ دار المعتمد مطبوعہ بیروت ۱۳۷۵ھ
- ۴۔ امام ابو یوسف محمد بن یوسف ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۵۹، مطبوعہ دار المعتمد مطبوعہ بیروت ۱۳۷۵ھ
- ۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۴۲-۴۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۸۰ھ
- ۶۔ دار المعتمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۵ھ، صحیح بخاری ج ۵ ص ۴۸، مطبوعہ دار المعتمد مطبوعہ بیروت ۱۳۸۰ھ

اس حدیث کو امام مسلم، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔
نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری عنہ سمعہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم وہ ذکر عبدہ عمہ فقال لعبدہ
تنتفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی صحفہ
من النار یبذلہ کعبیہ یطی منہ دماغہ رشہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ انھوں نے کعبہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانسے ابو
طالب کا ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا قیامت کے دن
میری شفاعت سے اسی کو نفع پہنچے گا، اس کو خوشی
سی آگ میں ڈال جائے گا جو اس کے دشمنوں تک
پہنچے گی، جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا۔

اس حدیث کو امام مسلم، امام احمد اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔
امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ہوں ہذا انہ رعد بآیو
طائب دھو منتعل بعلین یحیی مہم
دماغہ رشہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے
کم وزن کا قندیل ابو طالب کو ہو گا اس کو آگ کی زد
جو تیاں پہنائی جائیں گی جن سے اس کا دماغ کھول رہا
ہو گا۔

اس حدیث کو امام احمد اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

- ۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۰ھ، صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۰۵، مطبوعہ دار محمد، المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
- ۲۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱، ص ۲۰۷، ج ۳، ص ۱۵۵-۱۵۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
- ۳۔ حافظ احمد بن علی التتبی متوفی ۳۰۷ھ، مسند ابو یوسف ج ۲، ص ۳۵۵-۱۲۵، مطبوعہ دار الامون تروت بیروت، ۱۴۰۴ھ
- ۴۔ حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوة ج ۲، ص ۳۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
- ۵۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۵۴۸، مطبوعہ دار محمد، المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
- ۶۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۵، مطبوعہ دار محمد، المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
- ۷۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳، ص ۱۵۵-۱۵۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
- ۸۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوة ج ۲، ص ۳۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
- ۹۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۱۵، مطبوعہ دار محمد، المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
- ۱۰۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱، ص ۲۹۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
- ۱۱۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوة ج ۲، ص ۳۴۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن النعمان بن بشیر عن النبي صلى الله عليه وسلم ان اهل بيته من اهل البيت يوم القيمة رجل غصص قدميه حمونان يخل منهما دماعه كما يعلى مرجل منقمته

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ امت کے دن دوزخ میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے پیروں کے تلووں میں دو انگاسے ہوں گے جن سے اس کا داغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح پیل کے انگوٹھ میں پانی کھولتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم، امام ردی، اور امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔

امام احمد نے اس حدیث کو حدیث برہہ، حضرت ریشہ، حضرت ابو شیبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن علي بن ابي طالب عن النبي صلى الله عليه وسلم ان عدوك سبعة ينادون قدوم فلان بوزية فان ذهب فليس له شيء

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ کا دشمن گمراہ عداوت کرے گا جس میں کوئی دن کرے گا کہ آپ نے وہ ہمارا ہے آپ کو اس میں دن کر دے۔

اس حدیث کو امام ردی، امام برہہ، امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

- ۱۔ امام محمد بن اسماعیل سیونی ۵۶۶ھ شیخ بخاری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۸ ص
- ۲۔ امام مسلم بن حجاج قرطبی متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۵ ص
- ۳۔ امام ابویوسف محمد بن یونس قرطبی متوفی ۲۵۹ھ جامع قرطبی ج ۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۵۳ ص
- ۴۔ امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارقطنی متوفی ۲۵۵ھ مسند دارقطنی ج ۲ ص ۲۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۴۶ ص
- ۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱

عن علی رضی اللہ عنہ انہ اقی التبی صلی
للہ علیہ وسلم فقال ان اباح ذب مات فقال
ہ انبی صلی للہ علیہ وسلم اذهب فوارہ
فقال ان مات مشرکاً فقال اذهب فوارہ
فلما واریتہ رجعت الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال لی اغتسل لی

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
ابوطالب فوت ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
جا کر اس کو دفن کر دو، میں نے عرض کیا وہ مشرک
ہونے کی حالت میں فوت ہوا ہے، آپ نے فرمایا
جا کر اس کو دفن کر دو، جب میں دفن کر کے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا تو آپ نے
فرمایا غسل کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔
امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الشعبي قال لدمت ابو طالب
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان
عمت نشیخ لکافر فدمت لحدیث

شعبی بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت
ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جا کر کہا آپ کا پرڑھا چچی جو کافر
حقان فوت ہو گیا۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس فی قول اللہ عز وجل
وہم ینہون عنہ ویستون عنہ قال مررت
فی اقی طالب کان ینشی مشرکاً سیو ذو
رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم وینبأعد
صباحاً وہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن
مجید کی آیت: "اور وہ لوگوں کو راغب نہیں نیند پر پہنچانے
سے منع کرتے ہیں اور خود ان سے روکتے
ہیں۔" ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی تھی وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بداد پہنچانے سے منع
کونش کرنا تھا، وہ آپ کے لائے جانے ہیں
نہ ہوتا تھا۔

ابوطالب کے ایمان نہ لانے کی بحث میں مسنف کا موقف | قرآن مجید کی آیات
اللہ تعالیٰ مذکور حدیث صحیحہ

- ۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲

کی روشنی میں مذہبِ اربعہ کے معروف علماء، فقہاء، مفسرین اور جمہور اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ اہلِ طالع کا ایمان ثابت نہیں ہے، ہم مسئلہ ان تمام تصریحات کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ جملے سے یہ کئی خوشگوار موقع نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خواہش تھی کہ اہلِ طالع ایمان لے آئے، لیکن تقدیر کا کچھ پورا ہو کر رہا۔ یہ بہت نازک مقام ہے، جو لوگ اس مسئلہ میں شدت کرتے ہیں اور اہلِ طالع کی اہمیت اور ارجحی کی طرح مذمت کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کے خطرہ میں ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی دل آزاری سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ہم اس بحث میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے اہلِ طالع کا ایمان ثابت نہیں ہے اور یہ چیز ہم پر بھی انتہائی گراں اور باعثِ رنج سے جتنی اہل بیت کے لیے ہے، اس سے زیادہ ہم اس بحث میں کچھ سمجھنا چاہتے ہیں اور نہ اس مسئلہ کی باریکیوں میں الجھنا چاہتے ہیں، بعض علماء اہل سنت نے اہل طالع کے ایمان کو ثابت کیا ہے ہر چند کہ یہ راستے تحقیق اور جمہور کے موقف کے خلاف ہے، لیکن ان کی نیت محبتِ اہل بیت ہے، اسی لیے ان پر ظن نہیں کرنا چاہیے۔

جس شخص کا توجیہ پر خاتمہ ہوا وہ جنت میں
تقصی طور پر داخل ہوگا

بَابُ التَّرْجِيهِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى
التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس
بیان پر مہم کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہو گا۔

٣٣٠ . حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مِنْ سُنَنِ عَنْ خَالِدِ بْنِ
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مِنْ سُنَنِ عَنْ خَالِدِ بْنِ
عُقْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَغْلُدُ أَشَدَّ لَهْلَاءَ الْإِنْسَانِ
اللَّهُ وَنَحْنُ لِحَبَّةٍ .

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عثمان کی یہی روایت بیان کی ہے۔

٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ
عَنْ تَوْوَلِيدٍ أَيْ بِشْرِ قَالَ سَمِعْتُ حُمُرَانَ
يَقُولُ سَمِعْتُ عَتَمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُفُ النَّاسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر

٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُطَّهِرِ بْنِ أَبِي الْغُبَرِ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْمُطَّهِرِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي

عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ
صَحَابَةِ بْنِ مَصْرُوفٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ قَتَادَةَ
قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ
قَالَ فَنَعِدْتُ رُؤُودَ الْقَوْمِ فَإِنْ حَتَّى هَلْ مَنَعُوا
بَعْضَ حِمَارِي لَهُمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ السُّوَيْدِ
لَوْ جَمَعْتُ مَا بَقِيَ مِنْ رُؤُودِ الْقَوْمِ قَدْ عَوَتْ
اللَّهُ عَلَيْهِمَا قَالَ فَقَالَ قَالَ قَتَادَةُ وَدُو الْبُيُوتِ
يَبْرُؤُ رُؤُودَ الْقَوْمِ بِشَرِّهِمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ مُبَاهِدُ
رُؤُودِ الْقَوْمِ بِمَنْوَالِهِ قَدْتُ وَمَا كُنَا يَصْنَعُونَ
بِالْمَنْوَالِ قَالَ كَانُوا يَمْشُونَ وَبِشَرِّهِمْ عَلَيْهِ
الْعَمَاءُ قَالَ قَدْ عَايَنْتُهَا قَالَ حَتَّى مَدَّ لِقَوْمِهِ
أَزِيدَ تَكْفُفًا قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ أَشْهَدُ أَنَّ
لِللَّهِ إِلَهًا وَفِي رَسُولِهِ نَبِيٌّ لَا يَنْفِي بِلَهَائِهِ
وَحَلَّ بِهِمَا عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيهِمَا الْإِسْلَامُ
الْجَنَّةُ

۴۶۔ وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَبُؤَيْبُ
مُحَمَّدُ بْنُ عَدِيٍّ وَجَمِيعُ عَنْ أَبِي مُقَرِيَةَ قَالَ
أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُقَرِيَةَ عَنْ عَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكُنْتُ فِي مَعِيذِ شَقِيقِ
الرَّعْمَضِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ بَنِي سُلَيْمٍ مَدَّ
النَّاسَ مَجَاعَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ جَائِعُونَ
لَمَّا قَدْ حَزَنَّا نَوَاحِدًا فَكَلَّدَ وَذَهَبَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوا فَإِنَّ
فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَعَلْتُ
قَلْبًا لَطَمَهُ وَلَكِنْ دَعَيْتُهُ بِقَضِيٍّ رُؤُودِهِمْ
لَهُ أَدْنَى اللَّهِ سَهْرًا سَيِّئًا نَاسِبًا كَرِهَ اللَّهُ

غزوہ بنو نضل) میں جاری ہے تھے کہ زاد راہ ختم ہو گیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ بعض اونٹ ذبح کر دیے
جائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل
آپ لوگوں کے بچے کچھ کھائے کو جمع کر کے اس پر برکت
کی دعا فرمائیں! حضور نے یہاں تک پہنچے جس شخص کے
پاس گندم تھا وہ گندم سے آیا، وہ جس کے پاس کھجوریں
تھیں وہ کھجوریں سے آیا، مجاہد نے کہا اور جس کے
پاس گٹھیاں تھیں وہ گٹھیاں سے آیا۔ راوی نے کہا
میں نے مجاہد سے پوچھا کہ گٹھیوں کا وہ روگ کیا کرتے
تھے؟ کامیاب نے کہا کہ ان کو جس کو پانی پی پیتے تھے،
حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان تمام چیزوں کو اکٹھا کر کے دعا فرمائی جس
کی برکت سے وہ کھان سے قدرتیہ وہ ہو گئی کہ تمام لوگوں
نے اپنے برتنوں کو بھریا۔ یہ دیکھ کر وہ سب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اسی لیے کہ میں اللہ کا رسول
ہوں جو شخص ترجیح درمات پر ایمان کی حالت میں اللہ
تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ جنتی ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہما نے بیان فرمایا کہ غزوہ بنو نضل کے سفر میں لوگوں
کو سخت بھوک لگی موی علی، صحابہ کرم نے عرض کیا یا
رسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم بیانیہ
دوسے اونٹوں کو ذبح کر کے کھائیں اور تیرہ لاکھ
بنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت سے
دی، اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے وہ عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے یہاں کیا تو سواریاں کم ہو
جائیں گی، البتہ آپ لوگوں کا بھی ہوا کہ ان کو کھانا
اس پر برکت کی رو کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے
کہ وہ برکت دعا فرمائے گا جس سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ رَسُولٌ مِّنْهُ مَتَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَابَ بَنُو قَيْسِ بْنِ
 شَمَةَ دَعَا بَعْضُ رُؤَسَاءِ هَذِهِ قَبَائِلِ الْوَجَلِ
 يَحْيَىٰ يَكْفِي ذُرِّيَّةَ قَالٍ وَجَعَلَ يَحْيَىٰ لَدُنْهُ
 بَلَقَ شَمْرَةَ قَالَ وَيَحْيَىٰ لَأَحْمَرُ يَكْسِرُ حَتَّى
 اجْتَمَعَ عَلَى الْقَطِيعِ مِنْ ذَلِكَ نَبِيُّ عَيْسَى قَالٍ
 قَدْ عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِالنَّبَرَةِ ثُمَّ قَالَ لَسْتُ خَدُّ فِي ذِي وَعَيْسَى
 قَالٍ وَخَدُّ رَافِي أَوْ عَيْسَى حَتَّى مَا تَرَكُوا
 فِي نَفْسِكَ وَعَاثِرًا مَّا تَكُونُ قَالٍ قَالَهُ
 حَتَّى شَمْرَةَ وَفَضِّلَتْ فَضِّلَتْ لَقَدْ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُ
 رَزَالَةَ رَأْيِهِ وَرَأْيَ رَسُولِهِ مِمَّنْ رَأَيْتُ
 بَعْدَ عَيْسَى لَمْ يَكُنْ فِي مَحَابِلِ بَنِي سَهْمَةَ

۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بْنُ رَجِيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتُ لُؤْبَيْدٍ
 يَحْيَى بْنُ عَمِيْرٍ عَنِ ابْنِ تَابِيْتٍ حَدَّثَنِي
 عُمَيْرُ بْنُ هَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُذَافَةُ بْنُ
 أُمَيَّةَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ
 شَهِدًا أَنْ لَمْ يَرَأَ رَأْيَهُ وَخَدُّهُ لَا يَسْرِيدُهُ
 وَأَنْ مَعَهُ حَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ يَحْيَى عَدُوُّ
 دَانِ أُمَيَّةَ وَكَلِمَتُهُ لَقَدْ هَدَىٰ مَرْيَمَ وَرُؤُوسَ
 يَمَنٍ وَأَنْ الْجَنَّةَ خَوْفًا وَأَنْ نَشْرَحَ حَقَّ دَحْدَ
 لَهُ مِنْ آتِي أَبَوَيْ حَبْرَةَ امْتَنَانِيَّةَ شَدَّ

منہ فرمایا ٹھیک سے۔ اور ایک چیز سے کا دیتے تھیں۔ پھر رازگار کا بھی بڑا کما مٹکا یا کوئی شخص اس کی سمجھ میں
 جوار اور کوئی کچھ نہیں اور کوئی نہ ہی کے ٹکڑے سے
 چلا آ رہا تھا۔ یہ سب چیزیں مل کر بہت تھوڑی مقدار میں
 جمع ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت
 کی دعا فرمائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ سب اپنے اپنے برتنوں میں کھانا بھر لیں چنانچہ
 تمام لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر
 کے تمام برتن بھر گئے اور سب نے مل کر کھانا کھا لیا
 پھر برتن لے کر کھانا بھر بھی بڑھ گیا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا میں لوگوں میں دینوں کہ
 اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ یہ کہ میں اللہ
 تعالیٰ کا رسول ہوں اور جو شخص میں اس کلمہ پر یقین کے
 ساتھ تہذیبی سے ملاقات کرے گا۔ وہ شخص جہنمی ہوگا۔
 حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
 کلمہ شہادت پڑھے اور اس بات کی گواہی دے کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے۔ اس کی ہندی
 مرید کے بیٹے ہیں اور اس کا وہ علم میں جس کو اس نے
 حضرت مریم کی طرف تھا کیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ
 روح ہے۔ اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔
 تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کھانے و روزوں میں سے
 جس روز سے وہ چاہے گا اس کو جنت میں
 داخل کر دے گا۔

امام مسلم نے یہی حدیث ایک اور سند سے جو اس
 کے سے جس کے غیر میں یہ ہے کہ اس کے مثل جیسے
 بھی ہوں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیگا
 اور اس روایت میں آٹھ دروزوں میں سے جس سے حدیث

۳۹ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّوْرِيُّ
 حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ رَافِعٍ
 عَنْ حَمِيرِ بْنِ هَدَّادٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِعَثَلَةٍ عَمْرٍ
 تَعْنِي دَحْدَ لَمْ تَعْمَلْ عَلَى مَا كَانَ مِنْ

کا ذکر نہیں ہے۔

عَمِلَ وَلَوْ يَدُكُورُ مِنْ أَيْ الْبَوَابِ الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةً
شَاءَ.

۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ
عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ
حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ اسْمَاعِيلَ بْنِ حَبَّانَ
عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ وَخَدْتُ عَلَيْكَ
وَهُوَ فِي التَّوْبِ قَبْلُكَ فَقَالَ يَا مَعْزُومُ تَوَلَّى
فَوَاللَّهِ لَيَنْ أَسْلَمْتُ شَهَدْتُ رَأَيْتُكَ نَكَ وَ
لَيَنْ شَفِيعْتُ لَا شَفِيعَ بَكَ وَلَيَنْ أَسْطَعْتُ
لَا نَفْعَ لَكَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ مِمَّنْ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةٍ
أَحَدًا إِلَّا حَقَّ كُفُورُهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوَّ
أَحَدًا كُفُورُهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أَحْبَبْتُ بِنَفْسِي مِمَّنْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
شَهِدَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ
اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

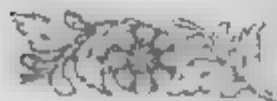
منا۔ کئی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ بن مسعود
کی عبادت کے لیے گیا۔ حضرت عبادہ نزع کی حالت میں
تھے میں انہیں دیکھ کر رونے لگا انہوں نے فرمایا کہ
کیوں برا بہ خدا اگر مجھے گمراہ بنایا گیا تو میں تمہارے
حق میں گمراہی دوں گا، اور اگر مجھے شفیع بنایا گیا تو میں
تمہارے حق میں شفاعت کروں گا، اور اگر مجھے قدرت
ہوئی تو تم کو ضرور طع پسیا دوں گا، اس کے بعد فرمایا
میں نے ایک حدیث کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کبھی ہوئی تمام احادیث تم کو سنا دیں اور وہ
حدیث بھی آج تم کو سنا دیتا ہوں، کیونکہ میرا آخری
وقت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کہ جس شخص نے اے اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی
دی، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
ایک سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری
پر آپ کے پیچھے بیٹھ ہوا تھا۔ میرے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوے کی درمیانی
کڑی شامل تھی، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا بیک
یا رسول اللہ! کچھ دودھ پینے کے بعد پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے
عرض کیا بیک یا رسول اللہ! پھر کچھ دودھ پینے کے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ بن
جبل! میں نے عرض کیا میں آپ کی فرمانبرداری کے لیے
تیار ہوں، آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ

۵۱۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ حَزِيمٍ لَزْدِي
حَدَّثَنَا هَنَاءُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ
مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَيَّنَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الْإِثْمُ
مَوْجُودٌ الْوَحْدُ فَقَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّ حَبِيبُ كُنْتُ
تَبَيَّنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ تَمَّ مَبْ
سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ حَبِيبٍ كُنْتُ تَبَيَّنْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَأَلْتُ ثُمَّ
قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ حَبِيبٍ كُنْتُ تَبَيَّنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَسَعْدَيْكَ قَالَ قُلْ مَذِيرِي مَا حَقَّ لِي عَنِّي
أَعْبَدْتُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْبَدْتُ قُلْتُ
حَقَّ لِلَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُ

بِمَشِيئَتِكَ سَاعَةً لِّقَوْلِ يَٰ مَعْزُومٍ
جَبَلٌ كُنْتَ كَتَيْبَتِكَ يَٰ تَسْؤُلُ اللّٰهَ وَتَسْعَدُ يَدَكَ
كَانَ هَذَا تَذَرِيٍّ مَّا حَقَّ يُعْبَدُ عَلَى اللّٰهِ اِذَا
فَعَلُوا ذٰلِكَ كُنْتَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ ذٰلِكَ
اَنْ لَا يُعْبَدَ بَعْدَهُ

تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا
رسول ہی خوب جاننے والا ہے آپ نے فرمایا بندوں
پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں
اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اس کے بعد حضور کچھ
دیر تک سہر کرتے رہے پھر فرمایا اسے معاذ بن جبل
میں نے عرض کیا بیک میں آپ کے احکام کی اطاعت
کے لیے حاضر ہوں، یا رسول اللہ! فرمایا تمہیں معلوم ہے
جب بندے یہ احکام بجا لائے تو ان کا اللہ تعالیٰ پر
کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول
ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا بندوں کا، اللہ تعالیٰ پر حق
یہ ہے کہ اللہ انہیں طلب نہ دے



۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو
الْأَحْوَصِ سَلَامٌ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
عَبْدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ كُنْتُ
رَدَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً
يَوْمَ بَيْتِ لَحْمٍ قَالَ لَقَدْ كَانَ يَٰ مَعْزُومٍ تَذَرِيٍّ
مَّا حَقَّ لِلَّهِ عَلَى الْعِبَادِ رَدَفَ حَقِّي يُعْبَدُ عَلَى اللَّهِ
ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ ذٰلِكَ قُلْتُ حَقٌّ
اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ اِنْ لَا يُشْرَكَ بِهِ
سَبَّحْتَ وَحَقٌّ اِيَّاهُ يَتَعَلَّى اللَّهُ اَنْ لَا يُعْبَدَ مِنْ
لَا يُشْرَكَ بِهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَفَلَا
أُبَشِّرُكَ نَسْ قَالَ لَا تُبَشِّرُهُ قَبْلَ تَكْمُلِهِ

حضرت معاذ بن جبل یعنی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں میں غیظ نامی دربارِ محض پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا حضور نے فرمایا، اسے
معاذ کیا کہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اور بندوں
کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور
اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا اللہ
تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں
اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں
کا حق یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے، حضور نے
کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرایا، حضرت معاذ کہتے ہیں
میں نے عرض کیا حضور میں لوگوں کو یہ خوش خبری نہ سناؤں
فرمایا انہیں در نہ وہ اسی پر توکل کر کے بیٹھ جائیں گے۔
حضرت معاذ بن جبل یعنی اللہ عنہ بیان کرتے

۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثْمٍ عَنْ

قَالَ ابْنُ الْمُنْثَرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَرِثَ شُعْبَةُ بْنُ سُلَيْمٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِذَلٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَذَرُنِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ بَلَى وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَتُفَعِّلُ اللَّهَ وَلَا بُشِيرُ بِهِ شَيْءٌ قَالَ أَتَذَرُنِي مَا حَقَّهُمْ عَلَيْهِمْ رَدَّ الْقُلُوبَ إِلَيْكَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَحْدِثَ بِهِمْ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سوال کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے ہمیں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دیں۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے یہ احکام بھولائیں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے ہمیں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے والا ہے۔ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اس میں یہ تغیر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو بلایا اور پھر یہ مکالمہ ہوا۔

۵۴۔ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِذَلٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذَ يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فَقَالَ تَذَرُنِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ يَحْبُو حَدِيثُهُمْ

حضرت ابوسریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ دیگر صحابہ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے اور کافی دیر تک تشریف نہ لائے تو ہمیں محو ہوا کہ کہیں خدا نخواستہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو، اس خیال سے ہم سب کھڑے ہو گئے سب سے پہلے میں گھبرا کر آپ کی تلاش میں نکلا اور انصار میں شجائے باغ تک پہنچ گیا میں باغ کے چاروں طرف گھومتا رہا لیکن مجھے اندر جانے کے لیے کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک نالہ دکھائی دیا

۵۵۔ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ رَهَافٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يَكُوشٍ أَخْبَرَنِي حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَتْ أَبُوتُكُمْ دَعَاؤِي تَقَرُّ قُلُوبُكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَهْلِيهِمْ أَنْ يَصَافِيَتْ وَخَشِيَتْ أَنْ يُفْطَحَ دُورَتُكُمْ فَكُنْتُ وَفِي مَنْ فَرَعًا فَخَرَجْتُ فَبَتَّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِضًا يَلَا تُصَدِّقُنِي النَّجَارُ فَقَدَرْتُ بِهِ هَذَا أَجَدَلَهُ يَابَ قَتَمُ أَجَدُ ذَا أَرَبِيَّةٍ يَذْخَرُ فِي حَرْفٍ حَائِضٍ مِنْ بَيْنِ

لَا خَارَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَخَفِضْتُ كَمَا
يُخَفِّضُ الثَّغْلُ فَقَدْ خَفَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ نَعِمَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا مَنَّا نَدَّ قَالَ قُلْتُ
كُنْتُ بَيْنَ أَهْلِهَا فَخَفَّتْ وَخَفَّتْ وَخَفَّتْ عَنِّي
فَخَفِضْتُ أَنْ يَفْقَهُ دُونَ فَخَفِضْتُ فَخَفَّتْ
قَوْلَ مَنْ فَرَغَ فَأَقْبَلْتُ هَذَا الْخَبَرَ فَخَفِضْتُ
كَمَا يَخَفِضُ الثَّغْلُ وَهُوَ لَا يَسُودُ رَأْيِي
قَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَنْتَ أَيْ تَعْلِيهِ فَقَالَ
أَلَمْ تَرَ بَيْنَ هَاتَيْنِ قَوْلَيْنِ لَقِيتُ مِنْ دَرَجَةٍ
هَذِهِ الْخَبَرُ بِشَهَادَةِ رِوَايَةِ اللَّهِ مُشْتَبِهًا
بِهَا قَلْبَهُ فَخَفِضْتُ بِأَنْتَ فَكَانَ كَوَلِّ مَنْ
لَقِيتُ سَمَرُ بْنُ الْعَقَدِ فَقَالَ مَا هَذَا
الْفَقْدَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَيْنِ تَعْلِيهِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي
بِهِمَا مَنْ يَقِينُ بِشَهَادَتِهِ رِوَايَةِ اللَّهِ
مُضْمِنَتِ لَهَا قَلْبَهُ تَشْرُفُ بِأَجْنَتِهِ فَكَانَ
فَضْرَبَ غَمْرُ مَبْدِهِ تَنْ تَذِيْقَ فَخَرَّتْ
بِرِسْقِي فَقَالَ أَرْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَخَفِضْتُ
أَوْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَجَّهْتُ لِكَلَامِهِ تَرَكْتَنِي عَمْرُودًا هُوَ
عَلَى آثَرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ
لَقِيتُ عَمْرُودًا خَبَرْتُ بِأَنْتَ دِي بَعَثَنِي
بِهِ فَضْرَبَ تَنْ تَذِيْقَ فَخَرَّتْ فَخَرَّتْ
بِرِسْقِي فَقَالَ أَرْجِعْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَمَرُ مَا حَمَلْتُ سَمِي مَا
فَعَلْتُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَنِي آدَمَ قُلْتُ
بَعَثْتُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ بِشَهَادَتِكَ مَنْ يَقِي بِشَهَادَتِهِ

جو باہر کے کوئی سے باغ کے اندر کی طرف جا رہا تھا
میں لومڑی کی طرح گھسٹ کر اس نالہ کے راستہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا جی یا رسول
اللہ! حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان تشریف فرما
تھے۔ پھر آپ اچانک اٹھ کر تشریف لے گئے آپ
کی راہی میں دیر ہو گئی، اس وجہ سے ہمیں خوف
واس گیر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو تنہا دیکھ کر پریشان
نہ کریں، ہم سب گھر آکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب
سے پہلے میں آپ کی تلاش میں نکلا۔ پس میں اس
باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح گھسٹ کر باغ کے اندر
پہنچا بال صحابہ میرے پیچھے آ رہے ہیں، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعین مبارک مجھے
عطا فرمائی اور فرمایا اسے ابو ہریرہ! میری یہ دونوں
جوتیاں لے کر ملے جاؤ اور باغ کے باہر نہ گھس
تے کہ تمہارے دل یقین سے شہادت دیتا ہوا ہے
اس کو جنت کی بشارت دے وہ حضرت ابو ہریرہ
کہتے ہیں کہ باغ کے باہر سب سے پہلے میری
ملقات حضرت عمر سے ہوئی، انھوں نے پوچھا
اسے ابو ہریرہ! یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں ہیں جو حضور
نے مجھے اس لیے دی ہیں کہ جو شخص مجھے یقین
کے ساتھ علمِ حبیب کی گواہی دیتا ہو اسے اس کو جنت
کی بشارت دے دوں۔ یہ سن کر حضرت عمر نے میرے
سینہ پر ایک تھپڑ مارا جس کی وجہ سے میں بیٹھ کے
بل گر پڑا، پھر حضرت عمر نے مجھ سے کہا، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس جاؤ! پس
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر

أَنَّ لَدُنَّ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيَقَّتٌ بِهَا قَبْلَهُ بَشَرٌ
يَأْتِيهِ فَتَنْتَعَزَّ قَالَ فَتَلْتَفَعَنَّ فَتَرَى
أَحْسَنَ أَنْ تَتَّكِلَ مَنْ سُرَّ قَعْنِيهِمْ يَفْتَنُونَ
قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَخَلَّيَهُمْ

موتے لگا ساقی حضرت عمرؓ کی پہنچ گئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اسے ابوہریرہؓ کیا ہوا
میں نے عرض کیا سب سے پہلے میری ملاقات حضرت
عمرؓ سے ہوئی میں نے ان کو آپ کا پیغام پہنچایا انھوں
نے میرے سید پر قہقہہ مار کر مجھے پیٹھ کے بل گرا
دیا اور کہا واپس چلے جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا حضرت
عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دانتی آپ نے ابوہریرہؓ
کو دینی جورتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص اسے
یقین قلب کے ساتھ کلمہ طیبہ کی گواہی دیتا ہو اسے
اس کو یہ جنت کی بشارت دے دے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حضرت عمرؓ نے عرض
کیا حضور ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ
پھر کلمہ پر ہی بھروسہ کر کے پیٹھ جانیں گے ان کو اس
کرنے دیجئے آپ نے فرمایا اچھا پھر انھیں عمل
کرنے دو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری پر سوار تھے اور
حضرت معاذ بن جبلؓ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے
تھے پھر نے فرمایا یا معاذ! حضرت معاذؓ نے کہا
ایک یا رسول اللہ! آپ نے پھر فرمایا یا معاذ! حضرت
معاذؓ نے کہا بیک یا رسول اللہ! آپ نے پھر فرمایا
معاذ! حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا بیک یا رسول اللہ!
آپ نے فرمایا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ
کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ
اس شخص کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔ حضرت معاذؓ نے
عرض کیا کہ حضور! میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دوں۔
آپ نے فرمایا پھر لوگ اس پر اعتماد کر کے پیٹھ

۵۶۔ حَدَّثَنَا اسْحَبُ بْنُ مَسْعُودٍ أَخْبَرَنَا
مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَدْرَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا نَسْرُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ لَيْثِي مَاتَ بِمَدِينَةِ
عَلِيٍّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ تَأْدِيفَةً
عَلَى الرَّحْمَنِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ تَجِدُكَ
رَسُولُ اللَّهِ وَسَعْدُكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ
لَتَجِدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدُكَ قَالَ يَا
مُعَاذُ قَالَ لَتَجِدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدُكَ
قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَمَهُ
اللَّهُ عَلَى الشَّيْطَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
أُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَنْبِرُوا قَالَ أَفَلَا تَشْكُرُوا
فَأَخْبَرُ بِهَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ تَتَشَاءُ

جائیں گے، پھر حضرت معاذ نے موت کے دن تک اس سے
بچنے کے لیے یہ حدیث بیان کر دی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن
سے کہا کہ مدینہ میں میری ملاقات بقیان بن مالک رضی اللہ عنہ سے
ہوئی میں نے کہا میں نے آپ کی روایت کردہ ایک حدیث
سنی ہے وہ مجھے براہ راست سنا ہے، حضرت بقیان
نے کہا میری آنکھوں میں کچھ عقیق واقع ہو گئی تھی اس
لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچا دیا کہ حضور میری تناس سے کہ آپ میرے گھر
تشریف لائے اگر کسی بگڑا ہوا بیٹھ میں تاک میں اس جگہ کرنا
پڑھنے کے لیے ستین کروں حضرت بقیان نے کہا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ میرے
گھر تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
مشغول ہو گئے اور صحابہ آپس میں باتیں کرنے لگے،
وہاں گفت و مالک بن دشتم کا بھی ذکر کیا گیا، لوگوں نے
اسے معذور اور متکبر کہا اور یہ غرامش ظاہر کی کہ حضور اس
کے حق میں بلا کت کی دعا فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے غار سے فارغ ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا
مالک بن دشتم میں بات کی گوی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول
ہوں صحابہ نے کہا وہ نہ بانی تو کہتا ہے لیکن اس سے
نہیں کہتا، آپ نے فرمایا جو شخص جس بات کی گواہی دے
کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں
اللہ کا رسول ہوں، وہ دوزخ میں داخل ہو گا نہ دوزخ
اسے کھائے گی، حضرت انس کہتے ہیں کہ یہ حدیث
مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی، میں نے اپنے بیٹے سے
کہا اس کو تم کو تو انہوں نے اس حدیث کو لکھ لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے
بقیان بن مالک رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ وہ نابینا ہو گئے

۵۷۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ يَعْقِبِ بْنِ الْمُعَيْتَرِ قَالَ حَدَّثَنَا
ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي
مَعْمُودُ بْنُ الزَّيْبِعِ عَنْ عَثْبَانَ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَقِيتُ بِبَقِيَّانٍ فَقُلْتُ
حَدِيثُكَ بَدَخَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي
بَعْضُ شَيْءٍ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ تَنْتَظِرَ
نُصْلِي فِي مَنْزِلِي فَإِنْ جِدَ مَصْلِي قَالَ قَالَ
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ
مَنْهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَذَكَرَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي
مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بِكُنْهِهِمْ مَعَهُ
أَسْتَدُذُّ أَعْظَمَ ذَلِكَ وَيَبْرَأُونَ مَالِكِ بْنِ
دُعْشَمٍ قَالَ وَذَكَرَ أَنَّهُ دَعَا عَيْنِي فَهَلَلْتُ
ذَكَرَ أَنَّهُ أَصَابَنِي شَيْءٌ فَكُفِيَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ
أَنْتُمْ يَشْهَدُونَ زَكَاةً إِلَّا لِلَّهِ فَإِنْ رَسُلُ
اللَّهِ قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَمَا هُوَ فِي
قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ إِلَّا لِلَّهِ
وَأَيُّ رَسُولٍ اللَّهُ فَبَدَخَنِي ذَلِكَ وَتَطَعْتُ
قَالَ أَنَسٌ فَأُعْجِبَنِي هَذِهِ حَدِيثُ قُلْتُ
لِإِنِّي لَكُنْتُ فَبَكَتْ بَنِي.

۵۸۔ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاوُدَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا
بَهْرٌ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ

قَدْ نَبِيٍّ رَحِيمًا بَيْنَ مَالِكٍ تَنْبِيٍّ قَارِئًا
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ تَقَال
فَنُظَرُ إِلَى مَسْجِدِ أَجْمَعٍ رَشُونَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَاةٍ قَوْمَهُ فَتَعَيَّبَ رَجُلًا
مِنْهُمْ يَقُولُ لَمْ يَمْلِكْ بَيْنَ مَالِكٍ تَنْبِيٍّ شَرُّ ذَكَرَ خَوْ
حَدِيثُ سَلِيمَانَ بْنِ الْأَنْبِيَاءِ

تھے اس وجہ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرے مکان پر تشریف
لا کر نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ متعین کر دیجئے،
جب حضور تشریف لائے تو حضرت عثمان بن مالک کے
خانہ کی طرف گئے، لیکن مالک بن نوید نے انہیں اسے
باتی حدیث حسب سابق ہے۔

آیات مرکب کبیرہ کی بغیر مذاب کے نجات ہو سکتی ہے یا نہیں | حدیث نمبر ۴۲ میں ہے جو شخص توحید
پر مرادہ جنت میں داخل ہوگا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی کہتے ہیں:

اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص بھی توحید و رسالت کے مفیدہ پر نوت ہوا وہ سر حال میں
جنت میں داخل ہوگا، اگر وہ گناہوں سے بالکل محفوظ رہے، یعنی بچے، وہ شخص جو طہارت کی ابتداء سے بہنوں تھا اور
اسی جنوں پر نوت ہوا، جس شخص نے تمام گناہوں سے توبہ کر لی اور بعد میں کوئی گناہ نہیں کیا، اور وہ شخص جس نے
اللہ تعالیٰ کی توفیق سے زندگی میں کوئی گناہ نہیں کیا، یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخ میں بالکل داخل
نہیں ہوں گے، البتہ ان کا حرف جہنم کو عبور کرنے کے لیے جہنم سے گزرے ہوگا اور اس میں بھی اختلاط ہے
کہ وہ جہنم سے گھبرائیں گے یا جہنم کے اوپر رکے ہوئے ہیں صراط سے گزریں گے، اور صحیح قول یہ ہے کہ ان کا
پل صراط سے ہی گزرے ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ اور تمام ضرر دینے والی چیزوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔
اور جو شخص نے گناہ کبیرہ کیے مگر توبہ کیے، نیز مرگیا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ چاہے تو اس کو
معاف کر دے اور اس کو ابتداء جنت میں داخل کر دے اور اگر وہ چاہے تو اس کے گناہوں کے حساب
سے اس کو مذاب دے اور پھر جنت میں داخل کر دے، لہذا جو شخص بھی مفیدہ توحید پر نوت ہوا اس کو دوزخ
میں دائمی مذاب نہیں ہوگا، خواہ اس نے گناہ کبیرہ کیے ہوں، جس طرح وہ شخص مرگے جنت میں داخل نہیں ہوگا
جس کا کفر پر خاتمہ ہوا ہو، خواہ اس نے کتنی ہی نیکیاں کی ہوں یہ مسئلہ اہل حق کے موقف کا مختصر بیان
ہے، اور قرآن و سنت اور اجماع سے اس موقف پر کثرت و اہل قائم ہیں، اور اس موقف پر خصوص متواترہ
قائم ہیں جن سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے اور اعادیت سے بھی اس کی تائید اور تقویت ہوتی ہے اور جو
حدیث بظاہر اس موقف کے خلاف ہو اس کی تاویل اور توجیہ کرنا واجب ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے، اس کے متعلق اختلاف ہے، مرجعہ
نے کہا کہ ایمان کے بعد معصیت سے کوئی ضرر نہیں مگر عوام نے کہا کہ معصیت کے ارتکاب سے مسلمان
کافر ہو جاتا ہے، معتزلہ نے کہا کہ معصیت کبیرہ سے اس کو دوزخ میں دائمی مذاب ہوگا، اور اس پر مومن کا طلاق ہوگا
نہ کافر کا، اور وہ فاسق ہے، اشاعرہ نے کہا کہ وہ مومن سے اور گناہ کی مغفرت نہ ہو اور اس کو مذاب ہو تو پھر حال
اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا اور اس باب کی حدیثیں خواہ مخواہ پر حجت ہیں، مرجعہ

اس باب کی احادیث سے استدلال کر سکتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ترکیب کبیرہ کی مغفرت کر دی جائے گی اس لیے وہ جنت میں جائے گا، یا اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں جائے گا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا یہ تاویل کرنا اس لیے ضروری ہے کہ بعض احادیث میں گناہوں پر سزا دینے کا بیان ہے اگر ان احادیث میں تاویل نہ کی جائے تو پھر احادیث میں تناقض لازم آئے گا۔ ۱۵

کلمہ گو کے لیے جنت کی بشارت کا حکم دینا پھر اس حکم کو منسوخ کرنے کی وجہ اور دیگر مسائل

حدیث نمبر ۵۵ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری درمیان بیٹھے ہوئے تھے، پھر آپ اللہ جلے گئے اور واپس آنے میں دیر ہو گئی، حضرت ابوہریرہؓ آپ کو تلاش کرتے ہوئے بنو نجار کے باغ میں پہنچے آپ نے کلمہ پڑھنے والے کو جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا پھر حضرت عمرؓ کے مشورہ سے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

اس حدیث سے مستنبط ہونے والے مسائل حسب ذیل ہیں،

- (۱)۔ عام کو اپنے اصحاب اور عام سائین کے ساتھ بٹھنا چاہیے تاکہ ان کو اپنے علم سے فائدہ پہنچائے۔
- (۲)۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدد ورجہ تعظیم اور آپ سے محبت کرتے تھے اور اگر آپ کو فائدہ دیر ہو جاتی تو مشکل مر جاتے۔
- (۳)۔ بنو نجار کے باغ کے چاروں طرف چار دیواری تھی، اور سب دروازے بند تھے، اس کے باوجود حضرت ابوہریرہؓ کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں موجود ہیں، اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ شام نورت اور خوشبو نے رسالت سے استنسا تھے۔ انہیں باغ کے اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آرہی تھی، اس لیے انہوں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں موجود ہیں، نیز باغ میں جس قسم کے پھول، پھل، مرن، پھولوں اور پھلوں کی خوشبو دروازوں تک پھیلتی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اس باغ کے پھولوں کی خوشبو پر غالب تھی اور باغ کے پھولوں کی خوشبو مغلوب تھی۔
- (۴)۔ جب انسان کو یہ معلوم ہو کہ ملک کو اس کے آنے سے اعتراف نہیں ہوگا تو ملک کی اجازت کے بغیر بھی اس کی ملک میں داخل ہونا جائز ہے۔

کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ اس باغ میں بغیر اجازت کے داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو برقرار رکھا، اسیہ اجازت صوت کسی کے گھر جانے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس کی چیزوں کو استعمال کرنے، اس کے طعام کو کھانے، اس کے طعام کو پینے کے لیے گھر سے جانے، اس کی سواری پر سوار ہونے اور اس

قسم کے دیگر تعارفات کو بھی شامل ہے، مجبور و مطلق اور غفلت کے نزدیک یہی صحیح فہم ہے، البتہ تدریس معروض سے زیادہ کھانا اور اشکار سے جانا جائز نہیں ہے، احساس کی اصل تسکین مجید کی یہ آیت ہے:

لَیْسَ عَلَی لَاحِظٍ حَرِجٌ وَلَا عَلَی لَاحِظٍ حَرِجٌ وَلَا عَلَی لَاحِظٍ حَرِجٌ
وَلَا عَلَی نَفْسٍ سَکَنَةٍ تَأْكُلُ مِنْ بَیْوتِکُمْ وَبَیْوتِ
آبَائِکُمْ وَبَیْوتِ مِهْنَتِکُمْ وَبَیْوتِ اِخْوَانِکُمْ
وَبَیْوتِ اِخْوَانِکُمْ وَبَیْوتِ اَعْمَالِکُمْ اَوْ
بَیْوتِ عَمَلِکُمْ اَوْ بَیْوتِ اِخْوَالِکُمْ اَوْ بَیْوتِ
عَمَلِکُمْ وَمَا مَلَکَتْکُمْ مَفَاتِحُ اَوْ صَدِيقُکُمْ
لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوا مِنْ جَمِیعِ
اَشْیَائِکُمْ

(النور: ۲۱)

اندر سے پر کچھ ٹنگی نہیں اور نہ لگڑ سے پر کوئی
معاذت سے اور نہ بیمار پر کوئی روک اور نہ تنہا ہی
بازوں پر رکوئی رکاوٹ کی کھاؤ اپنے (اور اپنی اولاد
کے) گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے
یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے
گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا
اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں
کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے
یا اپنی خالائوں کے گھروں سے یا جس جگہ کی بھینیاں
تعلق سے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے
تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو جو اپنی اُنیلین دے کر بھیجا اس سے معلوم ہوا
کہ جب اہل قوم کی طرف کسی کو اپنا پیغام دے کر بھیجے تو ایسی علامت دے کر بھیجے
جس کو وہ پہچانتے ہوں تاکہ وہ مطمئن ہوں۔

۶۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس ایمان کی وجہ سے انسان دوزخ کے دائمی مذاہب سے محفوظ رہتا ہے
اس کا زبان سے ظہار کرنا ضروری ہے۔

۷۔ حضرت عمر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تجویز مارا جس سے وہ گر گئے اور بعد میں پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا واقعی آپ نے ابوہریرہ کو اپنی حسین دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص بھی یقین
سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اس کو جنت کی بشارت دے وہ اس سے حضرت عمر کا مقصد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا یا آپ کے حکم کو مسترد کرنا نہ تھا، کیونکہ اس پیغام سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف امت کی دلداری و دان کر بشارت دینا تھا، حضرت عمر کی یہ رائے
تھی کہ اس بشارت کو مخفی رکھنا بہتر ہے تاکہ لوگ صرف کلمہ پڑھ لینے پر ہی تکیہ نہ کر لیں اور اعمال سے
نافل ہو جائیں، اور جب حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ رائے پیش کی تو آپ
نے اس کو صحیح قرار دیا۔ اس حدیث میں اکابر کا اصاغر کی رائے سے موافقت کرنے کا بیان ہے۔
۸۔ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ اگر اصاغر کی رائے میں کوئی مصلحت ہو تو اکابر کو ان کی رائے کی طرف
رجوع کر لینا چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کا بیان | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جو یہ حکم دیا تھا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھنے والوں کو نجات

کا عام بشارت دے دیں اور پھر آپ نے اس سے منع فرمادیا تو وہ اس پر نبی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد و تکفیر اور کیا تھا اور محققین کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد کرنا جائز ہے بلکہ رقع سے اور آپ کو تمام مجتہدین پر یہ زوقیت حاصل ہے کہ آپ اجتہاد میں خطا پر برقرار نہیں رہتے، اور جو علماء آپ کے اجتہاد کی نفی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ امور دینیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بغیر کچھ نہیں فرماتے، ان کے طور پر بھی یہ ہو سکتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے گفتگو فرما رہے ہوں اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی، جس کی وجہ سے آپ نے اپنے سابق قول کو منسوخ کر دیا ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں تفصیل مستور ہے، دنیاوی امور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے جواز اور وقوع پر تمام علماء کا اتفاق ہے، اور احکام دینیہ میں اکثر علماء کا یہ نظریہ ہے کہ آپ کے لیے اجتہاد کرنا جائز ہے، کیونکہ جب دوسروں کے لیے اجتہاد کرنا جائز ہے تو آپ کے لیے بہ طریق اولیٰ اجتہاد جائز ہوگا اور بعض علماء نے کہا آپ کے لیے اجتہاد جائز نہیں ہے کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعہ یقینی حکم حاصل کرے یہ قدرت ہے۔ بعض علماء نے کہا جنگی معاملات میں اجتہاد کرنا جائز ہے اور باقی معاملات میں جائز نہیں ہے، اور بعض علماء نے اس مسئلہ میں توقف کیا، پھر جو علماء جن کے نزدیک آپ کا اجتہاد کرنا جائز ہے، ان میں یہ اختلاف ہے کہ اجتہاد واقع ہے یا نہیں، ان میں سے اکثر نے کہا کہ آپ نے اجتہاد کیا ہے اور دوسروں نے کہا آپ نے اجتہاد نہیں کیا، اور بعض نے تردد کیا، پھر وہ اکثر علماء جنہوں نے کہا آپ کا اجتہاد جائز ہے اور آپ نے اجتہاد کیا ہے، ان کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی اجتہاد خطا جائز ہے یا نہیں، محققین نے کہا آپ کی اجتہاد خطا جائز نہیں ہے اور اکثر علماء نے یہ کہا کہ آپ کی اجتہاد خطا جائز ہے لیکن آپ اس پر برقرار نہیں رہتے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے متعلق ہر سی تفصیل ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں بیان کر دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود حضرت معاذ نے حدیث نجات کیوں بیان کی؟

حدیث نمبر ۵۶ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لا الہ الا اللہ و محمدٌ احدہ درسلہ کی شہادت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دو نعمتیں کو حرام کر دیتا ہے، حضرت معاذ نے پوچھا میں لوگوں کو اس کی بشارت دے دوں؟ آپ نے فرمایا پھر لوگ اتنی پر اعتماد کریں گے! پھر حضرت معاذ نے گناہ سے نیکنے کے لیے

موت سے پہلے یہ حدیث بیان کر دی۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

حضرت معاذ علم کی حفاظت کرتے تھے اور ان کو یہ خبر تھا کہ ان کی موت سے یہ ظلم نصبت ہو جائے گا اور ان کا شمار ظلم کے چھپانے والوں میں ہوگا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی احادیث کی تبلیغ کا حکم دیا ہے اس پر ان سے عمل نہیں ہو سکے گا، اس لیے انھوں نے احتیاط پر عمل کیا، اور موت سے پہلے یہ حدیث بیان کر دی، اور ان کا یہ خیال تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بیان کرنے سے تحریم یا منع نہیں فرمایا، یا ان کا خیال تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو عام لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے منع فرمایا تھا، کیونکہ ہو سکتا تھا کہ لوگوں کی فہم و ذہانت کم ہو وہ اس حدیث کو سن کر غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور صرف کلمہ پڑھ لینے کو ہی نجات کے لیے کافی سمجھیں اور اعمال کو ترک کر دیں، اس لیے حضرت معاذ نے موت سے پہلے خواص اور اہل علم کو اس حدیث کی اطلاع دے دی۔

حضرت عتبان بن مالک انصاری کی روایت سے استنباط شدہ مسائل | حدیث نمبر ۵

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ میرے گھر تشریف لاکر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس کو معافی بنا لوں!

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

- ۱۔ جب کوئی شخص مسجد میں جانے سے منذور ہو تو گھر کی کسی جگہ نماز کے لیے مخصوص کر دینا مستحب ہے۔
- ۲۔ نوافل کی جماعت جائز ہے۔
- ۳۔ رئیس کا اپنے ماننے والوں کے گھر جانا جائز ہے۔
- ۴۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن میں و نوشت کا بیان ہے۔
- ۵۔ نابینا شخص کی امامت جائز ہے۔
- ۶۔ بارش، اندھیرے یا جان کے خوف کے نذر کی وجہ سے جماعت سے نماز پڑھنے کو ترک کرنا جائز ہے۔
- ۷۔ کسی شخص کا اپنی بیماری یا اور کسی مصیبت کی خبر دینا، تسکینت سے نہ صبر کے خلاف ہے۔
- ۸۔ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ مہمان گھر والوں کو نماز کی امامت کرا سکتا ہے، بعض علماء نے کہا کہ صاحب خانہ مہمان کی بہ نسبت امامت کرانے کا زیادہ حقدار ہے، اور بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان جماعت کرا سکتا ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ صاحب خانہ کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب اس سے افضل شخص اس کے گھر آئے تو اس کو نماز کے لیے مقدم کرے اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان کا نماز پڑھنا جائز ہے۔

- ۹۔ مکان میں جس جگہ کو مسجد بنایا جائے وہ مالک مکان کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی، اس کے برعکس مکہ میں جو مسجد بنائی جائے وہ بندہ نے اسے کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے۔
- ۱۰۔ نیک لوگوں کے نماز پڑھنے اور فاضل لوگوں کے سجدہ کرنے کی جگہ سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔
- ۱۱۔ جب کسی نیک شخص کو کوئی آدمی اس سے تبرک حاصل کرنے کے لیے بلائے تو اس کو مانا چاہیے، بشرطیکہ اس سے تکبر پیدا نہ ہو۔
- ۱۲۔ جب کہیں جانے کا وعدہ کیا جائے تو اس کو پورا کرے۔
- ۱۳۔ دن میں نوافل کی جماعت جائز ہے۔
- ۱۴۔ علماء کی ضیافت کر کے ان کی تعلیم کرنا چاہیے۔
- ۱۵۔ ام کو فساق و روافق پر معتد نہ کرنا جائز ہے۔
- ۱۶۔ اگر کوئی کسی شخص پر فسق کی شہرت لگائے اور وہ فاسق نہ ہو تو ام پر لازم ہے کہ اس کی برأت بیان کرے۔
- ۱۷۔ اگر کوئی شخص غیر مذکر کے جماعت میں شریک نہ ہو تو وہ بدگمانی کے محل میں ہے۔
- ۱۸۔ دن کے نفل و دو رکہ کے پڑھنے چاہئیں۔
- ۱۹۔ اگر کسی شخص کو دعوت دی ہو پھر بھی اس کو میزبان کے گھر میں داخل مرنے سے پہلے اجانت طلب کرنی چاہیے۔
- ۲۰۔ جب کوئی نیک شخص کسی کے گھر جائے تو اہل مکہ کو بھی اس کی زیارت اور اس سے استفادہ کے لیے مانا چاہیے۔
- ۲۱۔ جو شخص توجہ پر مرنے سے اس کو دوسرے میں دائمی عذاب نہیں ہوگا۔
- ۲۲۔ بعض صحابہ نے حضرت مالک بن دحثم کے متعلق یہ گمان کیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کیا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوں کے محل پڑھتے ہیں۔
- ۲۳۔ اس حدیث کے آخر میں سے حضرت انس نے اپنے بیٹے سے کہا اس حدیث کو لکھو، اس میں عادیث کے لکھنے کا ثبوت ہے۔ اور جس حدیث میں حدیث کو لکھنے کی ممانعت ہے وہ اجداد امر پر محسوس ہے، اس کی تفصیل ترمذی صحیح مسلم جلد سابع میں ہے۔
- ۲۴۔ اس حدیث میں سے پہلے آپ نے نماز پڑھائی اور پھر کھانا کھایا، کیونکہ حضرت عثمان نے آپ کو نماز پڑھنے کے لیے بلایا تھا، اور حضرت اسم سلیم کی حدیث میں ہے پہلے آپ نے کھانا کھایا پھر آپ نے نماز پڑھائی، کیونکہ انھوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لیے بلایا تھا، خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جگہ آپ نے تقاضائے حال کے لحاظ سے ترتیب رکھی۔
- ۲۵۔ اگر نماز بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتیں ساری ساری تو اس سے فائدہ کے شعور میں فرق نہیں تا کیونکہ حضور نے صحابہ کی باتیں ساری ساری ان پر منحصر فرمایا:
- نوٹ: یہ حدیث صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں لیا تو تفصیل سے اُن سے حدیث و روایات کے اعتبار سے ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب اسلام کو دین اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان کر راضی ہو
وہ مومن ہے خواہ وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب

کرے

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین، اور محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہو گیا اس
نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا
وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنْ أَرْتَكَبَ لُغْوً
الْكَبِيرَ

۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَبِي عُثْمَةَ يُزَيْدُ
وَيُشَوُّ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ هُوَ
ابْنُ مُحَمَّدٍ النَّدَّاءُ وَرُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُوَيْدٍ
أَنْتَابِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الْمُصَلِّبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ
مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا.

ن: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے سوا اور کسی چیز کو پناہ طلب نہیں بنایا، اسلام کے
سوا اور کسی طریقہ کو نہیں اپنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کی شریعت کو نہیں اپنایا، اس کے ظاہر
اور باطن میں اسلام سرایت کر جائے گا۔

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْصَحُهَا
وَأَدْنَاهَا وَفِصِيئَةُ الْحَيَاءِ وَكَوْنُهُ مِنَ
الْإِيمَانِ

ایمان کی شاخوں کی تعداد ایمان کے اعلیٰ
اور ادنیٰ درجہ کا بیان اور حیا بھی ایمان
کا ایک حصہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر (۷۰)
سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک
شاخ ہے۔

۶۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ لُحَيْدٍ حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ
أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بَضْعَةٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَحَيَاءٌ
شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

ہے کہ ایمان کی ستر اور کچھ شاخیں ہیں اور امام بخاری نے بعض اسانید سے ساتھ اور کچھ شاخوں کی حدیث روایت کی ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کون سی روایت رائج ہے، قاضی عیاض نے کہا ستر شاخوں والی روایت صحیح ہے، امام بیہقی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، اور بعض علماء نے ساتھ شاخوں والی روایت کو ترجیح دی ہے، پھر ان ساتھ شاخوں کی تعین میں بھی تفصیل ہے، امام ابو عبد اللہ عینی شافعی نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، اور اسی کی فکر کی ایک کتاب امام بیہقی نے لکھی ہے جس کا نام انھوں نے شعب الایمان رکھا ہے۔ یہ ایک کتاب پہلے نایاب تھی، اب الحمد للہ بیروت میں چھپ گئی ہے اور میں دستیاب بھی ہے۔ اس موضوع پر اور بھی کتابیں ہیں، سیدی غفرلہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

ایمان کی شاخوں کی تفصیل اور تعین ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، ان کی تفصیل اور تعین میں بہت کچھ کہا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں، تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان، تصدیق کے لحاظ سے ایمان کی بکتیس شاخیں ہیں، اقرار کے لحاظ سے سات اور عمل کے لحاظ سے چالیس شاخیں ہیں اور یہ کل اٹھتر شاخیں ہیں۔ تصدیق بالقلب کے لحاظ سے ایمان کی شاخیں:

- (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور وحدانیت پر ایمان لانا، بایں طور کہ اس کی کوئی مثل نہیں ہے (۲) اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز کے حادث، جو منہ پر ایمان لانا، (۳) فرشتوں پر ایمان لانا، (۴) اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان لانا، (۵) اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا، (۶) ہر خیر اور بر شر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ وابستہ ماننا، (۷) قیامت پر ایمان لانا، اس میں قبر کے سوال اور عذاب مرنے کے بعد اٹھنا، حساب میزان اور پل صراط پر ایمان لانا داخل ہے، (۸) جنت کے وعدہ اور اس کے دوام پر ایمان لانا، (۹) دوزخ کی وعید، اس کے عذاب اور اس کے غیر فانی ہونے پر ایمان لانا، (۱۰) اللہ تعالیٰ کی محبت پر ایمان لانا، (۱۱) اللہ سے بی محبت اور اللہ کے لیے بغض مثلاً مہاجرین اور انصار تمام صحابہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت کرنا، اور کافروں سے بغض رکھنا، (۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا، آپ پر درود پڑھنا اور آپ کی سنتوں کی اتباع کرنا، (۱۳) اخلاص، اس میں رباہ اور نفی کو ترک کرنا داخل ہے، (۱۴) توبہ کرنا اور نادوم مونا، (۱۵) خدا سے ڈرنا، (۱۶) خدا سے امید رکھنا، (۱۷) ناامیدی کو ترک کرنا، (۱۸) شک کرنا، (۱۹) غیب پر اکرنا، (۲۰) عبرت کرنا، (۲۱) تواضع کرنا اور بڑوں کی تعظیم کرنا، (۲۲) رحمت کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، (۲۳) قضا و قدر پر راضی رہنا، (۲۴) توکل کرنا، (۲۵) غم کو ترک کرنا، اس میں خود سرائی اور خود پسندی کو ترک کرنا بھی داخل ہے، (۲۶) حسد کو ترک کرنا، (۲۷) کینه و بغض کو ترک کرنا، (۲۸) غیظ و غضب کو ترک کرنا، (۲۹) دھوکا دہی کو ترک کرنا، بدگمانی اور کد و قریب کو ترک کرنا بھی اس میں داخل ہے، (۳۰) دنیا یعنی مال اور جاہ کی محبت کو ترک کرنا، (۳۱) جہاد کرنا، یعنی خون و مال سے

سلسلہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شریفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۴۱۶، مطبوعہ دارالحدیث کراچی، ۱۳۷۵ھ

گناہوں اور بڑی باتوں کو ترک کرنا۔

اقرار باللسان کے لحاظ سے ایمان کی شاخیں

- (۱)۔ توحید و رسالت کا اقرار کرنا، (۲) قرآن کی تلاوت کرنا، (۳) علم دین حاصل کرنا، (۴) علم دین پڑھانا۔
- (۵) دعا کرنا، (۶) ذکر کرنا، اس میں استغفار کرنا بھی داخل ہے، (۷) فضول باتوں سے اجتناب کرنا۔
- عمل بالارکان یعنی بدن کے اعمال کے اعتبار سے ایمان کی شاخیں:
- (۱) پاکیزگی حاصل کرنا، یعنی بدن، کپڑے اور جگہ کو پاک کرنا، اس میں وضو اور غسل جنابت اور حیض و نفاس کے انقطاع کے بعد غسل کرنا داخل ہے۔ (۲) ناپہ پڑھنا، اس میں فرائض، نوافل اور قضاء نمازوں کا پڑھنا داخل ہے (۳) رکوع ادا کرنا، اس میں مدتہ فطر، اور دیگر صدقات داخل ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرنا اور کھانا کھانا بھی اس میں داخل ہے۔ (۴) روزہ رکھنا خواہ فرض ہو یا نفل (۵) حج اور عمرہ کرنا، (۶) اعتکاف کرنا اور میلۃ القدر کو تلاش کرنا، (۷) دین کو بچانے کے لیے جنگل کی طرف بھاگنا اور دارالکفر سے ہجرت کرنا، (۸) تندہ پوری کرنا، (۹) قسم پوری کرنا، (۱۰) کفارہ ادا کرنا، (۱۱) شرنگاہ کی حفاظت کرنا، خواہ نماز کی حالت ہو یا غیر حالت نماز، (۱۲) قربانی کرنا، (۱۳) نماز جنازہ پڑھنا، (۱۴) قرض ادا کرنا، (۱۵) معاملات میں صدق اور اخلاص سے کام لینا اور دیرام سے اعتراف کرنا، (۱۶) سچی گواہی دینا اور گواہی چھپانے سے احتراز کرنا، (۱۷) نکاح کے بعد پھر پاکیزگی حاصل کرنا، (۱۸) اہل و عیال اور خدام کے حقوق ادا کرنا، (۱۹) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کرنا، (۲۰) اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا، (۲۱) رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا، (۲۲) مالک کی اطاعت کرنا، (۲۳) لوگوں کے درمیان صلح کرنا، اور خاہ جیوں اور باغیوں سے جنگ کرنا، (۲۴) عدل سے حکومت کرنا، (۲۵) جماعت کی پیروی کرنا، (۲۶) حکام کی اطاعت کرنا، (۲۷) نیکی میں تعاون کرنا، (۲۸) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، (۲۹) حدود قائم کرنا، (۳۰) جہاد کرنا اور سرحدوں کی حفاظت کرنا، (۳۱) قرض کو وقت پر ادا کرنا، (۳۲) پیروی کے حقوق ادا کرنا، (۳۳) حسن معاشرت سے کام لینا، (۳۴) ماں کو صحیح طریقہ سے خرچ کرنا اور بھنل اور اسراف سے اجتناب کرنا، (۳۵) سلام کا جواب دینا، (۳۶) چھینک کا جواب دینا، (۳۷) لوگوں کو اپنے ضرر سے محفوظ رکھنا، (۳۸) لہو و لصب سے جتناب کرنا، (۳۹) راستہ سے تعلق وہ چیز کو ہٹانا۔

ایمان کی یہ اٹھ ہر شاخیں ہیں۔

اس حدیث میں ہے حیاد ایمان کی ایک شاخ ہے۔

حیاد کا لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ہے حیاد جزو ایمان ہے، بعض روایات میں ہے حیاد سے صرت خیر حاصل ہوتی

ہے بعض میں ہے حیاد پوری کی پوری خیر ہے

امام واحدی نے کہا اہل لعنت کے نزدیک حیا، حیات سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ حیات کے سبب سے علم حاصل ہوتا ہے اور جب انسان کو عیب لگنے کے کاموں کا علم ہو تو وہ ان سے احتراز کرتا ہے اور یہی حیا ہے، لہذا حیا، حیات اور جس کی قوت اور لطیف سے حاصل ہوتی ہے، اس کا ابراہیم تشریف نے سید جنید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کی دسی ہوئی نعمتوں کو اور اپنی تکفیر کو دیکھتا ہے تو اس سے جو حالت پیدا ہوتی ہے وہ حیا ہے۔ قاضی عیاض اور دیگر شراح نے بیان کیا ہے کہ حیا انسان کی ایک جبلتی اور فطری صفت ہے جو اس کے اختیار میں نہیں ہے اس کے باوجود حیا کر، بیان کا جزو قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان اور دیگر نیک کاموں کی طرح حیا کا بھی اکتساب کرتا ہے اور اس کو اپنے قصداً اختیار سے حاصل کرتا ہے حیا انسان کا وہ وصف ہے جو اس کو نیک کاموں پر براہِ نیکیہ کرتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے، اس اعتبار سے حیا ایمان کا جزو ہے۔ سحر نگار نے یہ اعتراض کیا کہ بعض اوقات انسان شہت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے سامنے حق بات کہہ نہیں سکتا اور ہم بالمدون اور ہی من، منکر کو ترک کر دیتا ہے اور بعض اوقات حیا کی وجہ سے انسان بعض حقوق کی اور نیکی نہیں کرتا پھر حیا پر یہی کی پوری خیر کس طرح ہوگی؟ علامہ ابو عمر دینی الصلاح نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ یہ وصف حیا نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان حق بات نہ کہہ سکے اور حق کام نہ کر سکے بلکہ یہ مجزئ کم محض در بندوں سے، اس کو عرف میں مجازاً حیا کہتے ہیں، حقیقت میں یہ حیا نہیں ہے، حیا کی تعریف یہ ہے:

الحياء خلق يبعث من تركه لفتنة ونبه
من التقصير في حق ذي حق به
حیا وہ وصف ہے جو بُرے کام کے ترک
پر براہِ نیکیہ کرتا ہے اور مقدار کے حق کی ان نیکی میں
تقصیر سے منع کرتا ہے۔

علامہ بدر الدین مینی لکھتے ہیں:

حیا کا شرعی معنی

سب سے زیادہ جس سے حیا کرنی چاہیے وہ اللہ تعالیٰ ہے، اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو وہ کام کرتے ہوئے نہ دیکھے جس کام سے اللہ تعالیٰ نے تم کو منع کیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اس طرح اللہ تعالیٰ کی مبادرت کو دیکھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اور اگر اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ پاؤ تو یہ یقین رکھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے" اور امام حرملی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیا کہہ دو جو حیا کرنے کا حق ہے، صحابہ کرام نے کہا: اللہ تعالیٰ ہم حیا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ حیا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کہہ نا جو حیا کا حق ہے، وہ یہ ہے کہ ہر انداز کے نیچے کے اعضاء اور بیٹ اور اس کے نیچے والے اعضاء کی راز نگاہ محضیت سے حفاظت کرو، اور موت کو اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھو، سو جس نے ایسا کر لیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کی جو حیا کرنے کا حق ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ تمام شاخوں میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کا خصوصیت کے ساتھ کیوں ذکر فرمایا: اس کا جواب یہ ہے کہ حیاء تمام شاخوں کو شامل ہے، کیونکہ گناہ اور بے حیائی کے کام کرنے سے دنیا اور آخرت میں رسوائی ہوتی ہے اور حیاء خدا آدمی رسوائی سے ڈرتا ہے اس لیے وہ گناہوں سے باز رہے گا انتقام احکام شرعیہ پر عمل کرے گا، علامہ طیبی نے کہا کہ حیاء کو خصوصیت سے الگ ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ ایمان کی سترے و پردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے کیا انسان نے اس کو مکمل طور پر حاصل کر لیا ہے! اس پر قیام کر کے سوچے کہ ایمان کی تمام شاخوں کو حاصل کرنا کس قدر مشکل ہے!

نیز علامہ بدر الدین مینا مکتے ہیں:

ان الحیاء تغیر و انکسار عند خوف ما یعاب او یذم۔
کسی کام کے ارتکاب کے وقت مذمت اور ملامت کے خوف سے انسان کی ہمت کا متغیر ہونا حیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے حب یہ لفظ استعمال ہو تو اس سے مراد صرف ترک کرنا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے: ان الله حی کریم یستحي اذا رفع اليه العبد يدیه ان یردھما صفا حتی یصفہ فیہما خیرا۔
اللہ تعالیٰ حیاء دار کریم ہے، جب بندہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لٹا دیتا ہے حیاء فرماتا ہے حتیٰ کہ ان ہاتھوں میں خیر رکھ دیتا ہے۔
اس حدیث میں حیاء کا معنی ترک کرنا ہے۔ اس طرح قرآن مجید اور دیگر احادیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے حیا کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا معنی ترک کرنا ہے۔
ایک سوال یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی ہے حیاء ایمان کی جڑ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان خدا جزا ہے اور مرکب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حیا ایمان کا مل کی جڑ ہے اور وہ خدا جزا ہے۔

اسلام کے جامع اوصاف

بَابُ جَامِعِ اَوْصَافِ الْاِسْلَامِ

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ بن یزید سے سنا کہ رسول اللہ اسلام کے شوق سے کھڑے ہوئے، ایسا ارشاد فرمایا کہ پھر میں آپ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں، ابو اسامہ کی روایت میں ہے، میں آپ کے غیر سے سوال نہ کروں، آپ نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اسی پرستقیم ہوں۔

۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاشْمُقُّ بْنُ ابْنِ هَبِيٍّ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ وَحَدَّثَنَا ابُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابُو اسَامَةَ كُلُّهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْأَلُ عَنْهُ احَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثٍ ابْنِ اسَامَةَ غَيْرُكَ قَالَ قُلْ اِهْمُتْ يَا لَدُنَّكَ سَتَقِفُ

استقامت کا بیان

علامہ یحییٰ بن شریف نووی لکھتے ہیں:

قاضی یحییٰ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے:

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا
تتوبون علیہم المذنبۃ الا تخافوا ولا تحزنوا
والبشور بالجنة الہی کنتم توعدون۔
(حدیث المسند ۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ پورے قرآن میں تو آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ دشوار اور شاق تھی وہ یہ تھی:

فاستقم كما امرت۔

جیسا آپ کر حکم دیا گیا ہے آپ اس کے مطابق

قائم رہیں۔

(ہود: ۱۱۲)

اس لیے جب صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ پر بڑھاپے کے آثار بیت جلد نمودار ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے بڑھا کر دیا۔ استقامت اور انقاسم تشریف لے اپنے زمانہ میں تھا ہے کہ استقامت وہ وجہ ہے جس سے تمام امور کمال ہوتے ہیں کیونکہ تمام نیکیاں اسی سے حاصل ہوتی ہیں، اور جو شخص استقامت پر نہ ہو اس کی جدوجہد بھاش اور بے کار جاتی ہے، ایک قول یہ ہے کہ اکابر کے سوا استقامت کی کوئی طاقت نہیں رکھتا، کیونکہ استقامت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مہمات اور رسم و رواج کو ترک کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق کرے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استقامت پر رہو اور تم اس کا ہرگز احاطہ نہیں کر سکو گے، علامہ نووی نے کہا: استقامت وہ دلیف ہے جس کی وجہ سے نیکیوں میں تسبیہ و تہلیل اور جس کے نہ ہونے کی وجہ سے نیکیاں قبیح ہو جاتی ہیں، امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے: یا رسول اللہ! آپ کو میرے بے مطلق کسی چیز کا زیادہ خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: اس کا۔

جن لوگوں نے کہا: ہمارا سب سے زیادہ خوف ہے اللہ تعالیٰ سے، اس کی تفسیر میں میں نے لکھا تھا۔ یعنی اس اقرار کے بعد اس سے انحراف نہیں کیا، اور زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت کا اللہ اور اس سے اسے اور کسی آن اور کسی لحظہ میں اس کی یاد سے غافل اور اس کی اطاعت سے باہر نہیں رہنے کے لئے اسے تمام امتحان اور مشکل سے مشکل مرحلہ میں حرص و ہوس کی آندھیوں میں اور خوف و خطر کے طوفانوں میں، صلوٰۃ جلوت سفر و حضر موقع اور ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اور اس کے حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں کسی چیز کو خاطر میں نہ لانا۔

یہی استقامت ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا حکم دیا گیا، فاستقم
کما امرت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: سورہ ہود لے لیجئے
بڑا حکم دیا۔ یہ مرتبہ کالمین کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم کو اس مرتبہ سے عطا فرمادے آمین
ملاحی قاری لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے! آپ
نے فرمایا کہ میرا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم رہو! حضرت علی نے کہا میرا رب اللہ ہے اور صرف اللہ کی مدد
سے مجھے توفیق ہے، میں نے صرف اسی پر توکل کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اے
ابو الحسن! تم کو یہ حکم مبارک ہو، یہ حدیث توحید الہی اور اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ عظمت کو شامل ہے، جب بندہ نے
یہ کہا میرا رب اللہ ہے تو یہ توحید کو، تناسل سے اور جب اس پر وہ مستقیم ہو گیا تو یہ تمام طاعات کو شامل ہے،
کیونکہ استقامت کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا اور ہر اس چیز سے اجتناب کرنا
جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس میں قلب اور بدن کے تمام اعمال آگئے، کیونکہ اگر ذرا سی بھی گنجی اور
ماہراری تو تراستقامت متحقق نہیں ہوگی، اسی لیے صوفیہ نے کہا ہے کہ ہزار بار کلماتوں سے استقامت بہتر
امام رازی نے کہا ہے کہ، استقامت بہت مشکل چیز ہے کیونکہ یہ تمام عقائد صحیحہ اور اعمال حسدہ کو شامل
ہے بایں طور کہ تمام باطل عقائد سے اجتناب کرے اور تمام بڑے سے اخلاق سے احتراز کرے اور معاملہ
میں افراط اور تفریط سے بچے اور طریق متوسط پر گامزن رہے۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ دنیا میں استقامت پر قائم رہنا سخت مشکل ہے یہ اسی طرح مشکل ہے جس
طرح پل صراط سے گذرنا جو بال سے زیادہ باریک اور تھوڑے سے زیادہ تیز ہے۔

استقامت اخراج (نیٹھا جانا) کی ضد ہے اور یہ اعمال کی استقامت اور قلب کی استقامت
دونوں کو شامل ہے، اعمال کی استقامت یہ ہے کہ اعمال متوسط ہوں، سنت سے متجاوہ نہ ہوں، غلاص
سے خارج نہ ہوں، ان میں یا مومنہ کسی سے طعن کی طلب ہو اور نہ کوئی مذہب ہو، اور قلب کی استقامت یہ ہے
کہ وہ صحیح چیز پر ثابت ہو اور اس کو سیرانہ کے جد سیرانی نہ کا مرتبہ حاصل ہو، سیرانی اللہ کا مطلب ہے
صفات الہیہ کا مشاہدہ کرنا اور سیرانی اللہ کا مطلب ہے صفات النبیہ سے مشقت ہونا، فاستقم کا امرت میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سیرانی اللہ میں استقامت کا حکم دیا گیا تھا۔

بعض عارفین نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم توحید سے واقف ہو جاؤ اور
جلال ذات کا مشاہدہ کرو تو ہر حال میں حق کے تابع رہو اور مقام رضا کی بلندی کو چھوڑ کر نفس اور خواہش کی
ہستی میں نہ گردو امام غزالی نے کہا، استقامت کی اہمیت کی وجہ سے ہر روز پانچ نمازوں میں استقامت کو طلب
کرنے کی دعا کا حکم دیا ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے استقامت کی اور حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہیں۔ (آمین) اے

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

کفر، فسق، جہل، بدعت اور غرہا ہش نفس کے جہنم کی پشت پر بندے اور اللہ سبحانہ کے درمیان ایک پل بچھا ہوا ہے اور یہ علم، عمل، عقل اور مال کے اعتبار سے شریعت پر استقامت کا پل ہے اور آخرت میں بھی پل نا جہنم کی پشت پر رکھ دیا جائے گا۔ شریعت پر استقامت کا پل بھی بال سے زیادہ باریک اندہ تموار سے زیادہ تنگ و جو دنیا میں اس پل سے آسانی سے گزر گیا وہ آخرت میں پل صراط سے بھی آسانی سے گزر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دنیا میں شریعت پر استقامت نصیب فرمائے اور آخرت میں پل صراط سے آسانی اور سہولت سے گزارے۔ (سہ (آمین)

احکام اسلام میں سے بعض کی بعض فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کا کون سا حکم بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا اگر آپ کو کھانا کھانا اور مسلمان کو سلام کرنا غور و فکر سے تمہارا ہانا بچانا اور یا اجنبی۔

بَابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَآيَاتِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ

۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ ۖ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُكَيْشٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَيْجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَرْثُومٍ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُؤْتِي الْمُسْلِمَ ثَلَاثَ مَغْرَبَاتٍ وَمَنْ شَاءَ تَغَيَّرَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کا کون سا حکم بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا اگر آپ کو کھانا کھانا اور مسلمان کو سلام کرنا غور و فکر سے تمہارا ہانا بچانا اور یا اجنبی۔

۶۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو ظَهْرٍ حَدَّثَنَا حَمْدُ بْنُ سَبْرٍ عَنْ سَبْرٍ عَنْ لُصَيْمٍ عَنْ الْأَخْبَرِ عَنْ وَهَبٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَيْجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَرْثُومٍ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُؤْتِي الْمُسْلِمَ ثَلَاثَ مَغْرَبَاتٍ وَمَنْ شَاءَ تَغَيَّرَ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کامل) مسلمان دس شخص سے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۷۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَيْجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَرْثُومٍ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُؤْتِي الْمُسْلِمَ ثَلَاثَ مَغْرَبَاتٍ وَمَنْ شَاءَ تَغَيَّرَ

۴۱۔ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مُرَّةٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ جَدِّهِ
أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَيِّدَ النَّاسِ
مَوْلَاهُ أَفْضَلُ ۝

۴۲۔ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَوْهَرٍ
حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ جَدِّهِ
الْإِسْتَاذِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَفْضَلُ مَا سَأَلْتُ عَنْهُ قَالَ أَفْضَلُ مَا كَرِهْتَهُ

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
یا رسول اللہ اسلام کا کون سا عمل افضل ہے ؟ فرمایا
مسلمان کے جس ممل کے سبب سے اس کی زبان اور
ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

نام مسلم نے ایک اور مسئلہ کے ساتھ حضرت
ابو موسی سے یہی عبارت ذکر کی ہے اور اس میں یہ الفاظ
ہیں کون سا مسلمان افضل ہے۔

افضل اعمال کے اعتبار سے احادیث میں تعارض کا جواب

کھانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا سب سے زیادہ نیک اعمال میں سے ایک ہے اور حدیث نمبر ۴۱ میں ہے سب سے افضل مسلمان وہ ہے جس کی زبان
اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ان حدیثوں پر یہ اعتراض ہے کہ افضل عمل تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہاں ایک حدیث میں لوگوں کو کھانا
کھانا افضل عمل بتلایا ہے اور دوسری حدیث میں زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کو
افضل عمل فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں منفعت کے اعتبار سے لوگوں کو کھانا کھانا افضل عمل سے
اور دفع ضرر کے اعتبار سے زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھنا افضل عمل ہے۔ یہاں جواب مانعین اور
حاضرین کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے جس موقع پر حاضرین میں کھانا کھانا کھانا اور سلام کرنے کی کئی تہی
وہاں اس کو افضل عمل فرمایا اور جس موقع پر حاضرین میں زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا
زبان کا ذکر اس لیے مقدم کیا ہے۔ زبان کا ذکر مقدم ہے۔ حاضرین کا سب کو سلام کرنا ہے۔

بَابُ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِمْ وَجَدَ حِلَاوَةَ الْإِيمَانِ

ان خصائل کا بیان جن کے ساتھ متصف
ہونے سے ایمان کی صلاوت حاصل ہوتی
ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں تین محصلین
میں سے دو ایمان کی شجاس کو پائے گا۔
(۱) اللہ اور اس کا رسول اس کو باقی تمام چیزوں

۴۳۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ
يَحْيَى بْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ بِرَجِيئِهِ عَنْ
اسْحَقِ بْنِ اِثْرِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ كَيْسِ بْنِ اَلْكَلْبِيِّ

مَنْ شَئَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِيمَانُ وَتَعَوَّذَ لَكَ تَدَلَّتْ مَنْ كُنْ رَمِيَتْ
وَعَدَ بِهِمْ حَلَاوَةً لَا يُبَيِّنُ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا سَوَاهُمْ وَأَنْ يَحِبَّ لِقَوْلِهِ يُحِبُّهُ
بَلَدُهُ وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَفْجُرَ فِي الْكُفْرِ يَعْنِي أَنْ تَقْدَرُ اللَّهُ
مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَفْجُرَ فِي لُتَارِهِ .

۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ بَنُ بَشْرٍ قَالَا
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا سَعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ قَالَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ شَيْبٍ بَدَعَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِيمَانُ وَتَعَوَّذَ لَكَ تَدَلَّتْ مَنْ كُنْ رَمِيَتْ
وَعَدَ بِهِمْ حَلَاوَةً لَا يُبَيِّنُ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا سَوَاهُمْ وَأَنْ يَحِبَّ لِقَوْلِهِ يُحِبُّهُ
بَلَدُهُ وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَفْجُرَ فِي الْكُفْرِ يَعْنِي أَنْ تَقْدَرُ اللَّهُ
مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَفْجُرَ فِي لُتَارِهِ .

۴۵۔ حَدَّثَنَا سُحُبُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبْنِ سَيْبٍ عَنْ أَبِي حَتَّابٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي قُرَيْبٍ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَوِ
بَيْنَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ زِيَارَةِ يَحْيَى بْنِ
أَوْ تَصْرِيحٍ .

سے زیادہ محبوب ہوں جس شخص سے بھی اس محبت
بروہ محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہو (۳) کفر سے
نجات پانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اس
طرح ناپسند کرتا ہو جیسے آگ میں پھینکے جانے
کو ناپسند کرتا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں
تین نعمتیں ہوں وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ ان میں
شخص سے محبت کرے بعض اللہ کے یہ کرے
(۲) اللہ اور اس کا رسول اس کو سب سے زیادہ
محبوب ہوں (۳) کفر سے نجات پانے کے بعد دوبارہ
کفر میں لوٹنے کو آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ
ناپسند ہو۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے بھی یہ روایت
ذکر کی ہے جس میں یہ تفسیر ہے دوبارہ یہودی یا
نصرانی ہو جانے سے آگ میں ڈالے جانے کو زیادہ
بہتر سمجھے۔

علامہ یحییٰ بن شریف نورانی لکھتے ہیں۔

حلاوت ایمان کا معنی

ایمان کی حلاوت کا معنی یہ ہے کہ انسان کو عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر مستحق برداشت کرنے میں لذت حاصل ہو، اللہ تعالیٰ
کی اطاعت بجا لاکر اور اس کی مخالفت کو ترک کر کے، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو دنیا اور دنیا داروں
کی محبت پر ترجیح دے، قاضی مباحث نے کہا ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور کفر سے نفرت اسی
وقت متحقق ہوگی، جب اس کا ایمان قوی ہوگا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے میں اس کو شرع صمد ہوگا
اور اس کا نفس مطمئن ہوگا اور یہ ایمان اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے گا اس وقت انسان کو ایمان
کی حلاوت محسوس ہوگی۔

اللہ اور اس کے رسول کے سب سے زیادہ محبوب ہونے کی وجہ سے بعض علما نے یہ کہا ہے
کہ اللہ سے محبت کا مطلب

یہ ہے کہ اللہ کی رضا پر اس کا دل راضی ہو، انسان اسی چیز کو پسند کرے جو اللہ کو پسند ہو، اور جو چیز اللہ کو

نا پسند ہو وہ اس کو ناپسند ہو، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ انسان اس چیز سے محبت کرتا ہے جس سے اس کے حواس کو لذت حاصل ہوتی ہے، مثلاً حسین و جمیل صورتیں، اچھی آوازیں، مزے دار کھانے، اور کبھی ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جن سے اس کی عقل کو لذت حاصل ہوتی ہو، مثلاً علم و حکمت کی باتیں، تقویٰ اور شہادت، علماء ائمہ متقی لوگ، اور کبھی وہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس سے شر اور ضرر کو دور کرے، محبت کے یہ تمام اسباب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں جو اس کی محبت کا سبب آپ کا سب سے زیادہ حسن و جمال ہے، عقل کی محبت کا سبب آپ کا سب سے زیادہ علم اور آپ کا سب سے زیادہ زہد و تقویٰ ہے اور اگر حسن سلوک اور دفع شر کی وجہ سے محبت ہو تو آپ حسن انسانیت ہیں آپ نے صراطِ مستقیم اور دومِ نعیم کی ہدایت دی ہے اور جہنم کے نذاب سے بچایا ہے اور ان تمام محبتوں اور فضائل کا مبداء اللہ عز و جل کی ذات ہے، اس لیے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونا چاہیے۔ ۱۷

بَابُ وَجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مِنَ أَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِذَا لَقِيَ عَدَمَ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَهُ مَحَبَّةٌ هَذِهِ الْمَحَبَّةُ

اپنے والدِ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا وجوب

۴۶۔ وَحَدَّثَنِي دُهَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي قَتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ فِي حِدِيثٍ سَبَّ نَوَاصِيثَ الرَّسُولِ حَتَّى أَكُونَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ وَمَتَانِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل، اس کے ولی و تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ شَيْبَةَ عَنْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُولُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام

أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونُ أَحْسَبَ بَيْنَهُ مِنْ قَدْرِهِ وَوَقْدِهِ يَدُهُ
 نگاہیں جمعیتین۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا وجوب

قل من كان بـ ذكود من ذكود خوكو
 وان ذكود وعشيرتكود اموال قترفتوه
 وتجاره تحسنون كسا دهادم كن ترضونف
 احب اليكم من ننه ورسوب وجهد في سيبه
 فتربصواحتي ياتي الله ما مره و الله لا يهدي
 لقوم غافقين .
 (توبہ: ۲۴)

”آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے مال باپ، اولاد،
 بھائی، بیویاں اور دیگر رشتہ دار، کیا ہوا مال اور
 تجارتیں میں نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے
 پسندیدہ مکان، ذکر اللہ اور اس کے رسول اور اس کی
 راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ تعالیٰ
 سے تمہارا تمنا کر دو اور اللہ تعالیٰ ناسخوں کو بہایت
 نہیں دیتا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ گفت کرنے کی وجہ یہ اختیار ہے
 وغیرہ فقیری حیہ کا اسان، خلف نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے علیہ وسلم کی محبت کو مکلف کرنا کس طرح صحیح
 ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محبت کی روشنی میں ایک محبت نہیں، دوسری محبت مطلق، محبت طبعی غیر اختیاری
 ہوتی ہے جیسے ماں باپ، اولاد، مال و دولت کی محبت اور محبت عقل، اختیار ہی ہوتی ہے۔ محبت عقل سے
 مراد وہ ہے کہ عقل محبوب کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے اور یہ انسان کے اعتبار میں سچا اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اسی قسم کی محبت کہ، (میں ہے)۔ یہ ان باتوں کا ثابہ ہے کہ انسان اپنی ذات، اپنے مال باپ، دیگر
 اقرباء اور مال و دولت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قربان کر دے جیسا کہ جنگ بدر میں حضرت ابو بکر
 یعنی اللہ عنہ اپنے بیٹے اور حضرت ابوذر غفاری بن عتبہ نے اپنے باپ کے غلام مسازت کی اور حضرت عمرو
 رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں کو قتل کر دیا۔ یہاں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر صحابہ کرام اپنے وطن، اقرباء، مکالوں
 اور مال و دولت کو چھوڑ کر بے پروائی کی حالت میں محبت کر کے مدینہ آئے۔ عذرا وہ تبرک کے موقع پر حضرت ابو بکر
 نے سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ كُنْتُ عَلَيْهِمْ رَافِقًا فَمِنْهُمْ مَنْ قَاتَلَ بَيْنَهُمْ
 تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ورنہ کہا حضور اگر حکم دیں تو میں ابھی اپنی گردن کاٹ دوں۔

بمعنی اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایمان کامل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت لڑنی ہے، لیکن تحقیق یہ
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مطلقاً فرض ہے جس شخص میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مطلقاً
 نہ ہو وہ مطلقاً مومن نہ ہوگا اور جس شخص میں کمال محبت نہ ہو وہ مومن کامل نہیں ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہونے کی وجوہات
 ۱) انسان حسن و جمال سے محبت کرتا ہے اور
 اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات میں

سب سے زیادہ حسن اور جمال مٹا فرمایا ہے۔ امام بخاری اپنا سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:
عن البراء كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس وجهاً

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھا۔

عن كعب بن مالك يحدث حين تخلف عن تبوك فلما سلمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبرق وجهه من السور وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم افسر استنار وجهه حتى كان كأنه قطعة قمر

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے تبوک سے تخلف کر کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو ان کا چہرہ نہایت روشن تھا۔ جب آپ کا چہرہ نہایت روشن ہوا تو اس کی روشنی سے جبکہ آپ کے چہرہ پر سورج کی طرح تاباں تھا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن سمرة قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة فتيان وعية حلة حمراء فجعدت بخرابه والى القمر فهدى عندي احسن من القمر

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات دیکھا جب بادل میں تھے، آپ نے سرخ مٹک پہنا ہوا تھا، میں نے کہا آپ کی طرف دیکھتا رہیں چاند کی طرف، بلاشبہ آپ بہت سے نزدیک ہیں۔

(۲)۔ انسان ظلم و حکمت سے بہت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات میں سب سے زیادہ ظلم مٹا فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ظلم دیا، اس کے متعلق فرمایا:
وما اوتيتم من العلم الا قليلاً

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم مٹا کیا ہے کہ کے متعلق فرمایا:
وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماً (نساء: ۱۱۳)

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۲، مطبوعہ دار محمد صالح السلاطین کراچی، ۱۳۸۱ھ
۲۔ " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۲
۳۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۶ھ، جامع ترمذی ص ۵۶۸، مطبوعہ دار محمد صالح السلاطین کراچی

تعقل عظیم ہے

غور کیجئے! اللہ تعالیٰ تمام نعمتوں کے علم کو ضرور افرار ہے قرآن کے علم کو وہ عظیم فرمادے، اس کی وقعت اور عظمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے!

(۳)۔ بعض لوگ داود، شمس اور جبریل و میکائیل سے محبت کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تقدیر کاؤ کا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَبْسُطُهَا كُلَّ الْيَسْطِ - اور نہ آپ اپنے ہاتھ کو پوری طرح کھول دیں!

(یونس ایل، ۲۹)

(۴)۔ انسان زبردستی اور عبادت و ریاضت سے محبت کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقدیر عبادت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ قَدْ نَبَّيْتُكُمْ قَائِلًا - اے جاوید پیمبر! اے (محبوب) اے رات کو دعا میں، ضرور اقام کیا کریں۔

(مرسل، ۲۱-۱)

(۵)۔ انسان اس شخص سے محبت کرتا ہے جو نرم دل اور نرم کرنے والا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم دل اور رحیم تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسِعَتْ سُحُوفُكَ فَذَكَرْتُكَ - اے اللہ کی رحمت، بے پایاں، رحمت سے آپ ان (سمانوں) کے لیے نرم دل ہوئے، اور اگر آپ تند غرور اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے

ذال عمود ۵۹

غرور و پیش سے بھاگ جاتے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ يَزَعِيهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم مَّا يَعِزُّكُمْ وَيُغْفِرُ لَكُمْ رَحِيمٌ - بیشک تمہارے ہی میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے، ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا سخت گمراہی ہے، وہ تمہاری بھلائی بہت چاہتے والے ہیں اور مومنوں پر بہت شفیق و درگم ہیں۔

توبہ ۲۸

(۶)۔ انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور بد خلق سے متنفر ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاق سب سے اچھے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنَّكَ عَلَىٰ خَلْقٍ عَصِيمٌ - اور بلاشبہ آپ عظیم خلق پر قادر ہیں۔

(قلہ، ۳)

(۷)۔ انسان کو جس سے علم اور ادب حاصل ہو اس سے محبت کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو تعلیم دیتے تھے اور ان کا تزکیہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمُ عَبْدًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَن يَعْقِلُ - بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ جب وہ نبی کے ذریعہ ان کی تعلیم دے کر ان کی تزکیہ کرتے تھے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمُ عَبْدًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَن يَعْقِلُ

رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم
ديعلمهم الكتاب والحكمة ق وان كانوا من
قبل لفي ضلال مبين ۔

(ال عمران ۱۶۴)

هو ذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو
علیہم آیتہ ویزکیہم وبعلمہم الکتاب و
الحکمۃ ق وان كانوا من قبل لفي ضلال مبین
واخرین منهم لما یدحقوا بہم وہو عزیز
الحکیم ۔

جمعہ ۔ ۔ ۔

کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلو علیکم
آیتنا ویزکیکم وبعلمکم الکتاب والحکمۃ و
بعلمکم ما لم تکنوا تعلمون ۔
(سورۃ ۵۱)

کیا جب ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا،
جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے انہیں پاک
کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
اور بے شک وہ اس سے پہلے مڑوڑ کھلی گمراہی میں
تھے ۔

وہی ہے جس نے ان پر چھ لوگوں میں انہی
میں سے ایک عظیم رسول بھیجا، وہ ان پر اس کی آیتیں
تلاوت کرتے ہیں، انہیں پاک کرتے ہیں، اور انہیں
کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور بے شک
وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے
دوسروں کو بھی کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور
پاک کرتے ہیں، جو اب ان (پہلے لوگوں) سے نہیں
ملے، اور وہ غالب حکمت والا ہے ۔

جس طرح ہم نے تم میں ایک عظیم رسول بھیجا جو
تم پر ہماری آیات تلاوت کرتے ہیں اور تمہیں پاک
کرتے ہیں، اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے
ہیں، اور تم کو ان تمام چیزوں کی تعلیم دیتے ہیں جن کو
پہلے تم نہیں جانتے تھے ۔

(۸) انسان اس سے محبت کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کو دنیا میں کسی مصیبت اور فذاب سے نجات ملے اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمانی فذاب بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما کان لله لیعد بہم وئنت فیہم ۔
(سورۃ ۲۳)

(۹) جس کی وجہ سے دنیا کی مصیبت سے نجات ملے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت
کرنا زیادہ لائق ہے جس کی وجہ سے اس کو آخرت کی مصیبت اور فذاب سے نجات ملے اور آخرت میں
جب مصیبت الہی سے تمام انبیاء اور رسل خوف زدہ ہوں گے، حب کرئی کسی کے کام نہیں آئے گا سب
نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے اس وقت صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام آئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے
شفاعت کر کے لوگوں کو مصیبت سے چھڑائیں گے اور جنت میں داخل کریں گے ۔
امام بخاری روایت کرتے ہیں :

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله الناس يوم القيامة فينبون له ستسعدت على ربنا حتى يورثنا من مكانت في تون آدم يقول انت الذي خلقك الله بيدا وتقر فيك من روحه وامر الملائكة فسجدوا له فاشفع لنا عند ربنا فيقول لست هناكم ويداكم حطيت ايتوا سوحا اول رسول بعث الله فيا تونه فيقول لست هناكم ويداكم حطيت ايتوا ابراهيم الذي اتخذه الله نبيا فيا تونه فيقول لست هناكم فيداكم حطيت ايتوا موسى الذي كلمه الله فيا تونه فيقول لست هناكم فيداكم حطيت ايتوا عيسى فيا تونه فيقول لست هناكم ايتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فيا توني فاستاذن على ربي فاذا رايته وقعت ساجدا فيبدا عني ما شاء الله ثم يقبل لي ارفع راسك فسر تعظه وقل تسمع واشفع تشفع فارفع راسي فأحمد ربني بتحميد يعلمني ثم اشفع فيسدد لي حبل ثم حرجهم من النار فأدخلهم الجنة ثم اعود فأقع ساجدا مثله في الثالثة اذ الوابعة حتى ما بقي في النار الا من حبسه القرآن وكان قتادة يقول عند هذا اي وجب عبيدهم الحد -

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا، لوگوں کہیں گے کہ کاش ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت طلب کریں جو ہم کو اس جگہ سے راحت دلائے، پھر وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی پسندیدہ اور پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، آپ ہمارے رب کے حضور شفاعت کیجئے، حضرت آدم کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی راجتبادی (خطا و یاد کریں گے) تم فوج کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کے ساتھ بھیجا، لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی راجتبادی (خطا و یاد کریں گے) تم ابراہیم کے پاس جاؤ جن کو اللہ نے اپنا نبی بنایا تھا، لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ بھی کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی راجتبادی (خطا و یاد کریں گے) تم موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ تم کو کلام ہوا، لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی راجتبادی (خطا و یاد کریں گے) تم عیسیٰ کے پاس جاؤ، وہ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی راجتبادی (خطا و یاد کریں گے) تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، جن کی اور کھلی سب (ظلمی یا راجتبادی) خطا نہیں معاف کر دی گئی ہیں پھر لوگ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے جہنم میں رکھا ہے، وہ کہیں گے کہ انہیں سزا عطا کر دی گئی ہے، ان کو دیا جائے گا کہ ان کی بات سنی جائے گی، شفاعت کرو جنوں کی جانے گی جو

پارہ حائل کا پھر میں اپنے رب کی ان کلمات کے سامنے
 حمد کروں گا جو وہ مجھے تعلیم دینا پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے
 بک حد مقرر کی جائیگی میں اسی حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال کر
 جنت میں داخل کروں گا پھر میں دوبارہ حمد کروں گا پھر میری بارگاہ چوتھی
 فرمایا جتنا کہ جہنم میں صیحت دو لوگ رہ جائیں گے جن کا جہنم
 سے نکلنا از روئے نسران منع سے یعنی جن لوگوں
 کے لیے جہنم میں غلوط سے (۱) اور یہ کفار ہیں۔

القدر اکبر: وہ محبوب منظر ہو گا۔ لوگ میرا ان مومن گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے ہی کہیں انقبوب
 آگیا وہ حملے تہاں جو کسی کے منانے مان نہیں رہا تھا کسی سے رضی نہیں ہو رہا تھی وہ اب مصطفیٰ عید شکر کا معنی کر
 رہا ہے۔

(۱۰)۔ انسان اس سے محبت کرنا ہے جو اس پر احسان کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نعمت انسانیت
 پر فرموا اور مسلمانوں پر خصوصاً احسان کیے ہیں ان کو ان شمار کر سکتا ہے! لوگ بے شک جہنم کی طرف ہر گ
 سے تھے آپ ان کو پکڑ پکڑ کر جہنم سے جنت کی طرف لائے پھر کی کر، لگایں سن کر ان جفا کشوں کو دنی
 نعمتوں کی طرف جاتے رہتے دنیا میں نیکی کے ساتھ جینے و رحمت کی راہ میں مرنے کا چین سکھاتے رہے۔
 جن کی تعلیم و تربیت نے کایا پلٹ وقایہ پرستوں کو جنت سکس، ہیزوں کو رہنما در نصیایں شہرہوں کو
 رشک قدسیاں بنا دیا!

لہذا تم جہاں سے محبت کرتے ہو تو ان جیسا کرتی تمیل نہیں اور اگر کہاں سے محبت کرتے ہو تو ان جیسا
 کسی میں کال نہیں، وہ ایسے باکمال ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ تخلیق نبوت کو ان پر ختم کر دیا، اور اگر حسان کرے
 طالع سے محبت کرتے ہو تو وہ محسن، عظم ہیں دیاں نعمت ہو یا آخرت کی نعمت ہو، سر نعمت ان کے ذلیل
 اور ان کے وسیلہ سے ملتا ہے تو ایسے منعم و محسن سے ایسے حسن و جمیل اور صاحب کمال سے جتنی
 محبت کی جائے وہ کم ہے اور حق یہ ہے کہ ان کو اپنے آپ سے زیادہ چاہا جائے، بلکہ اپنے ماں باپ
 اور اولاد سے انتظام لوگوں سے زیادہ چاہا جائے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور محبت کے چند مظل بھڑا
 تاسی بیاض ماکھی لکھتے ہیں۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے لوگ میرے
 بعد ہوں گے ان کی یہ تہا ہوگی کہ کاشف ان کے تمام اہل اور مال کرے یا جائے اور اس کے بعد ان کو میری زیارت
 حاصل ہو جائے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۴۹)

امام ابن مساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر میرے باپ ابو بکر نے آپ کے ساتھ ابوطالب ایمان لے آتے تو اس سے میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈ کر دیتا۔ کیونکہ ابوطالب کا اسلام لانے سے آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔

امام بیہقی اور امام بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کا اسلام لانا میرے نزدیک (میرے باپ) ابوطالب کے سلام لانے سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ آپ کا اسلام لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ ان حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی محبت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ترجیح دی۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۵۳)

امام ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں لکھا ہے اور امام بیہقی نے اسامی بن عقیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے سنا روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک خاتون کا باپ بھائی اور شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے، یہ تینوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں گئے تھے، اس نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ کا شکر ہے جس طرح تمہاری منافی ابی شیرین سے جس نے کہا مجھے دکھاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں میں تھے کہ میں آپ کو دیکھ لوں! جب اس نے آپ کی زیارت کی تو کہنے لگا: آپ کو سلامت دیکھنے کے بعد ہر مصیبت آسان ہے اور اب مجھے کسی چیز کی پروا نہیں ہے۔

امام بیہقی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ حسب ابی بکر حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو بزرگیوں نے کہا: اسے ابو زید یا میں تم کو اللہ کی قسم دے کہ پرچھتاؤں، یہ بتاؤ کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تمہارے بھائی ان کی گردن مار دی جاتی، حضرت زید نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی گوارہ نہیں ہے کہ میں اپنے اہل میں عافیت سے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کاٹا جھوٹا ہے، ابو سہبان نے کہا خدا کی قسم! میں نے کسی شخص کو کسی سے اتنی محبت کرنے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور امام بخاری روایت کرتے ہیں: صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ نے کنعنیوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے کہا خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی غزوے کے لیے نکلتے تو صحابہ میں سے کوئی نہ کوئی آپ کے لعاب کو اپنی آنکھوں سے لے لیا اور اس کو اپنے چہرے اور جسم پر لٹا، اور جب آپ انھیں کسی چیز کا حکم دیتے تو اس پر عمل کرنے کے لیے سب جھپٹ پڑتے، اور جب آپ غزوے میں آپ کے جسم سے لگ کر گرنے والے پانی کو لینے کے لیے

وہ ٹوٹ پڑتے اور بوں لگتا تھا اس پانی کو حاصل کرنے کے لیے وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، جب آپ گفتگو کرتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے اور تعلیم کی وجہ سے آپ کی طرف نظر نہیں اٹھاتے تھے جب عہدہ اپنے ساتھیوں (کفار مکہ) کی طرف لوٹا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، میں قیصر کسریٰ اور نجاشی کے ہاں گیا ہوں، خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے دربار میں کو اس بادشاہ کی اس قدر تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامات | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بہت سی علامتیں ہیں، ہم یہاں پر ان میں سے کئی

علامتوں کا بیان کر رہے ہیں:

اطاعت رسول | جس شخص سے محبت ہو کہ ہے انسان اس کی اطاعت اور اتباع کرتا ہے، سورہ صافات ۱۰۵ میں ہے: **اطاعت رسول** اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ کے احکام پر عمل کیا جائے اور آپ کے لقمہ قدم پر چلا جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَمَا أَمَّاكُمُ الرَّسُولُ وَغَدَاةَ مَا نَهَكَهُ
عَنْهُ فَأَنْتَهُوا - احقر

قل ان کنتمو تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم .

(آل عمران ۳۱)

قل اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منہ
ان الله لایحب الکافرین

رسول ۳۲۱

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں، اس کو سن کر فوراً اس چیز سے روکیں جس سے مک جائز۔
آپ فرمادیکھئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔
آپ فرمادیکھئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو بے شک اللہ کا ذوق کو پسند نہیں فرماتا۔

اس لیے آپ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے احکام پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے بچنا کیا جائے، خواہ تکلیف ہو یا راحت، خوشی ہو یا رنج، ہر حال میں آپ کے افعال کی اتباع اور آپ کی سنتوں کی اقتداء کی جائے اور اپنے نفس کی خواہشوں اور تقاضوں پر آپ کی سنت و ترویج دی جائے۔

حافظ ابن عساکر رعایت کرتے ہیں:

من احب سنتی فقد احبنی بئ

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الناس ان قدرت ان تصبره و تمسك لئس في قلبك غش واحد فافض ته قال لا يا رسول الله من سسى دمن احيا سنى فقد احيا فى ومن احب فى كان معى فى الجنة .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے اگر تم اس پر قادر ہو کہ اس حال میں صبر اور شام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے غلط کھوٹ نہ ہو تو ایسا کرو، پھر فرمایا: اے بیٹے یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

تافہی عیاض نے اس حدیث کا ان معانی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا، اس روایت کی اصل امام ابن عساکر کی روایت ہے۔

ملاحظہ یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور اتباع کرتا ہے اس کو آپ سے کامل محبت ہے اور جس کی اطاعت اور اتباع میں کمی ہے اس کی محبت میں کمی ہے لیکن وہ محبت سے خالی نہیں ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن الخطاب ان رجلا على عهد النبي صلى الله عليه وسلم كان اسمه عبد الله وكان يلقب حمارا وكان يضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جلداه في الشراب فاق به يوما فامر به فجلده فقال رجل من المقوم اللهم العنه ما اكثر ما يذوق به فقال النبي

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عبد اللہ نام کا ایک شخص تھا، اس کو حمار کا لقب دیا گیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھنسا یا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیرا بونوشتی برکوشے لگاتے تھے، اس کو ایک دن پھیر لایا گیا اور آپ نے اس کو کڑے مارنے کا حکم دیا، لوگوں میں سے ایک

۱۔ حافظ ابوالفتح محمد بن حسین المعروف بـ ابن مبارک متوفی ۵۴۱ھ، تہذیب تاریخ دمشق ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ بیروت

۲۔ امام البرہان محمد بن حسین ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت کتب کراچی

۳۔ تافہی عیاض بن موسیٰ مالکی المدنی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۲ ص ۲۰، مطبوعہ عبد القزاق البکری قنات

صلى الله عليه وسلم لا تلعنوا فواثله ما علمت انه يحب الله ورسوله -

شخص نے کہا اسے اللہ اس پر لعنت کر۔ اس کو کتنی دنفہ کر ڈسے لگاٹے گھٹے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لعنت نہ کرو، یہ خدا تم کو نہیں معلوم یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اتباع رسول کی حلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پاشنی اور آپ کی اتباع کی حلاوت یہ ہے کہ آپ کی مطلقا اتباع کی جائے، خواہ کسی کام کی حکمت مقل میں آئے یا نہ آئے اور کسی فعل کا فائدہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے جو کام آپ نے کیا ہو اس کام کو صرف اس نیت سے کیا جائے کہ چونکہ آپ نے یہ کام کیا ہے اس لیے ہم کر رہے ہیں۔
امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن زید بن اسلم عن ابيه قال رايت عمر بن الخطاب ب قبر محدود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فذلك ما قبلتكم -

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جسے حدود کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بوسہ دیا ہے تو میں مجھے بوسہ نہ دیتا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن امية بن عبد الله بن خالد انه قال لعبد الله بن عمرو انما نجد صلوة الحضور و صلوة الخوف في لقرن ولا بعد صلوة السفر فتالي له عبد الله ان الله بعث الينا محمدا صلى الله عليه وسلم ولا نعلم شيئا فاسما نفعل ما - يا محمد صلى الله عليه وسلم يفعل -

امیر بن عبد اللہ بن خالد کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سنا کہ وطن میں اور حالت جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ تفرقہ میں مذکور ہے لیکن سوز میں اور بڑھنے کا طریقہ (یعنی تفرقہ) میں قرآن میں نہیں لایا حضرت عبد اللہ بن عمر نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث کیا۔ ہمیں کسی چیز کا علم نہیں، ہم وہی کرتے ہیں جو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے دیکھا ہے۔

علامہ عفا جی مسند بزار اور مسند احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۲، مطبوعہ نور محمد، مطابع المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

۲۔ "صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸

۳۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، مسند ابن ماجہ ص ۴۰، مطبوعہ نور محمد، کارخانہ مطبوعات کتب کلاچی

حتیٰ تنبعث به راحتہ ۛ

بھی ایسے چہرے کی جوت پہننا پسند کرتا ہوں اور رہا
زرد رنگ کا غضاب قراس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا غضاب
لگاتے ہوئے دیکھا ہے تو مجھے بھی زرد رنگ کا
غضاب لگانے سے محبت ہے اور رہا آٹھ ذرا کچھ
کو احرام باندھنا تو میں نے آپ کو اسی دن احرام باندھتے
ہوئے دیکھا ہے جب آپ کی اونٹنی آپ کو سنے کر
رہا نہ ہوتی۔

دلیے تو اس حدیث میں مذکور چاروں امہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اتباع رسول پر ولایت کرتے
ہیں، لیکن خصوصیت کے ساتھ پہلا امر قابل غور ہے کیونکہ کعبہ کے چاروں گوشوں میں عقیقتی اعتبار سے تغیر کیے جاتا
ہیں مساوی ہیں اور رکن یثربی داسے کوزوں کی مقدار کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے لیکن حضرت ابن عمر نے چونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اربعہ رکن یثربی ہی کو منس کرتے ہوئے دیکھا تھا اسی لیے وہ صرف انہی کو منس کرتے تھے۔
اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرم عمرہ حدیبیہ کرنے گئے تو کفار مکہ نے
صحابہ کرم کو دیکھ کر کہا یثرب کے نبی نے ان کو گزو کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر صحابہ
سے فرمایا کہ وہ طوفان میں رمل کریں، یعنی بیرونوں کی طرح اکڑا کر طوفان کریں تاکہ کفار مکہ کو پتہ چلے کہ یہ کمزور نہیں
ترانا ہیں، لیکن جب مکہ فتح ہو گیا اور تمام مدینہ عرب میں اسلام پھیل گیا تو اب مقدار طواف میں رمل کی گئی وہ وجہ نہیں مٹتی
لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طوفان میں رمل کیا تھا اس لیے اصحاب رسول بعد میں بھی طوفان میں رمل
کرتے رہے اور آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن زید بن سلم عن زید بن سلم عن زید بن سلم
بن الخطاب قال للمرکن اما والله اني
لا اعلم انك حجة لا تقض ولا تنفع ولو
لا في ما يات رسول الله صلى الله عليه
وسلم استلمك ما استلمتك فاستلم
ثم قال وما لنا وللمرمل انما كنا
ما يات به المشركين وقد اهلكهم
الله ثم قال شيء صنع رسول الله

زید بن سلم اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت زید بن الخطاب نے حجاز کو مخاطب ہو کر
کہا، خدا کی قسم مجھے یقیناً علم ہے کہ تو محض ایک
پتھر ہے، نفع دیتا ہے نہ نقصان، اور اگر میں نے
یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پھر حضرت
عمر نے عبدود کو بوسہ دیا، پھر فرمایا: اب ہمیں رمل کرنے
کی کیا ضرورت ہے ہم تو مشرکین کو لاپتہ کر دیتے دیکھانے

صلی اللہ علیہ وسلم فلا تعیب ان
نتوکه ینہ

کے لیے رمل کرتے تھے، اور اب اللہ تعالیٰ نے شریکین
کو عزم کر دیا ہے، پھر فرمایا: رمل وہ کام ہے جس کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور جس کام
کو آپ نے کیا ہے ہم اس کو ترک کرنا ناپسند کرتے ہیں۔

ہم نے بعض احادیث بیان کی ہیں ورنہ احادیث اور آثار میں ایسی بہت سی ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سراسر کام کو کرتے تھے جس کو آپ نے کیا ہو خواہ اس کام کی کوئی حکمت اور عقلی
توجیہ ہو یا نہ ہو اور اسی میں اتباع رسول کا مروت ہے اور یہی آپ کی محبت کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عیب ہونا
کسی سے محبت ہونا ہے وہ اپنے مجرب کا کرتا

عیب دیکھ سکتا ہے نہ اس کا عیب من سکتا ہے:

امام ابو داؤد و رعایت کرتے ہیں:

عن ابی الدرداء عن امی صلی اللہ
علیہ وسلم قال حبیب اشی یعیہ و
یصوہ ینہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شے
کی محبت تم کو اس کا عیب دیکھنے سے (اندھا
کر دیتی ہے) اور اس کا عیب سننے سے
بہرہ کر دیتی ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے:

ایک مرتبہ کسی مجلس میں ایک شخص کے شیخ طریقت کا ذکر ہو رہا تھا، ان کی خوشنحسی ڈاڑھی تھی، کسی نے کہا
پیر صاحب کال بزرگ میں لیکن ان کی ڈاڑھی چھوٹی ہے، اس شخص نے کہا نہیں نہیں، ان کی ڈاڑھی پوری ہے
یہ ہماری نظروں کا نقص سے کہ ان کی ڈاڑھی پوری نظر نہیں آتی، ہماری نظر میں کسی ہے، ان کی ڈاڑھی میں
کوئی کمی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی واقعہ مجرب میں کوئی عیب ہو تو مجرب کو وہ عیب نظر نہیں آتا، اور نہ وہ اس
عیب کا ذکر من سکتا ہے فرما اس کا ذکر دے گا تو جس ذات کریم کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی بے عیب ہوا جو
شخص اس میں عیب نکالے یا کوئی شخص ان کا عیب نکالے اور وہ سن کر فخر و شہرت سے اور عیب نکالنے
والے کا رد نہ کرے وہ ان کا عیب نہیں ہو سکتا۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۱۸، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی ۱۴۱۸ھ

۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن الشیخ متوفی ۲۶۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲، ص ۲۲۳، مطبوعہ مجتہدین پاکستان لاہور ۱۴۲۵ھ

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵، ص ۱۹۴، ج ۶، ص ۲۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے عیب ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمدؐ فرمایا ہے اور محمدؐ کا معنی ہے جس کی حمد اور تہلیل کی گئی ہو جس کو سراہا گیا ہو، اور جس میں عیب ہو اس کی مذمت کی جاتی ہے محمدؐ نہیں کی جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مطلقاً محمدؐ فرمایا ہے، اگر آپ میں کسی وجہ سے بھی کوئی عیب ہوتا تو آپ مطلقاً محمدؐ نہ ہوتے۔

ایک تہ ایک علمی مجلس میں، میں نے یہ دلیل بیان کی تو ایک عالم نے یہ اعتراض کیا کہ احتیاج الی غیر عیب ہے یا حسن، اگر یہ عیب ہے تو آپ میں عیب ثابت ہو گیا اور اگر یہ حسن ہے تو تمام محاسن کا جامع یا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی غیر کا محتاج ہونا چاہیے، میں نے کہا تازہ پڑھنا، روزہ رکھنا اور حج کھانا یہ افعال قبیح ہیں یا حسن ہیں، اگر یہ قبیح ہوں تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا لائق مذمت ہو، اور اگر یہ حسن ہوں تو آپ کی دلیل کے اعتبار سے چاہیے کہ پھر اللہ تعالیٰ بھی ناز پر ہے، روزہ رکھے، حج کرے، اور کسی کی عبادت کرے کیونکہ وہ تمام محاسن کا جامع ہے، اور اس کا حل یہ ہے کہ یہ افعال حسن لذاتہ اور قبیح بغیرہ ہیں، بندہ رکھے، اعتبار سے یہ افعال حسن ہیں کیونکہ بندہ کا حسن یہ ہے کہ وہ عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے قبیح ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ہاتھ نہیں کہ وہ کسی کی عبادت کرے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور بندہ کا کمالات یہ ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا محتاج ہو، اور اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے غیر کا محتاج ہونا قبیح ہے اور اس کی نشان کے لائق نہیں ہے، لہذا احتیاج الی غیر حسن لذاتہ اور قبیح بغیرہ ہے، بندہ کے اعتبار سے حسن ہے اور اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے قبیح ہے لہذا یہ جامع ہو گیا کہ نبی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کس اعتبار سے کوئی عیب نہیں ہے اور آپ کا محمدؐ ہونا آپ کے بے عیب ہونے پر دلیل ہے، اور جو شخص آپ میں عیب نہ دیکھے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے آپ کا عیب نہیں ہو سکتا، یہ نکتہ کفار کو بھی معلوم تھا اس لیے کہ آپ کو محمدؐ کہہ کر بد نہیں کہتے تھے، کیونکہ جو قرآن پڑھا ہو وہی نہیں سکتا، اس لیے انھوں نے آپ کا نام اپنے طور پر مذقم رکھ دیا اور اب وہ محمدؐ کی بجائے مذقم کی بڑائی کرتے تھے، اور یہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی مذمت سے بری کر دیا!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغضبون نبیاً بحدیث اللہ عنی شتم قریش ولعنہم یشتمون مذمماً ویلعنون مذمماً وار محمدؐ بہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو تعجب نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے قریش کے سب دشمن کو مجھ سے یکے کے دور کر دیا وہ مذقم کو بُرا کہتے ہیں اور مذقم کو لعنت کرتے ہیں اور میں محمدؐ ہوں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ محب محبوب کے متعلق کوئی عیب سن نہیں سکتا اگر کوئی عیب بیان کرے تو محب غلام
کار کرتا ہے، ولید بن مغیرہ نے آپ کو بخون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیات نازل کیں:

لَا تَقْلُوبُ مَا يَصْرُونَ ۝ مَا
أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمُعْجِزٍ ۝ وَ
أَنْ لَّكَ أَجْرٌ أَغِيرَ مَمْنُونٍ ۝ وَالْكَ
لَعَلَّ خَلْقَ عَظِيمٍ ۝ فَتَبْصُرَ وَ
يَبْصُرُونَ ۝ بَأْيَكُمْ فَتَمُوتُونَ ۝ أَنْ
رَبِّكَ هُوَ عَلِيمٌ ذَمِنٌ عَلَى
مَنْ يَدْعُ ۝ وَهُوَ عَلِيمٌ بِالْمُتَدِينِ ۝
فَلَا تَعْلَمُ لِمَكِيدَتِهِمْ ۝ وَذَوَا
تَدْهَرُ فَيَدْهَنُونَ ۝ وَلَا تَعْلَمُ
كُلَّ حَرْفٍ مَهْدٍ ۝ هَذَا مَثَلٌ
بِنَمِيمٍ ۝ فَتَنْجِيحٌ مَعْتَدٌ
أَشِيمٌ ۝ عَشْرٌ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُ ۝

(فلہ ۱-۲)

تج قسم قلم کی اور اس کی جہ (فرشتے) لکھتے ہیں!
لا سے محب، آپ اپنے رب کے فعل سے بخون
نہیں ہیں، اور یقیناً آپ کے لیے کبھی ختم نہ ہونے
والا احسن و ثواب ہے، اور بے شک آپ بہت
عظیم خلق پر فائز ہیں اور عنقریب آپ دیکھیں گے
اور وہ جس دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون بخون تھا
بے شک آپ کا رب ہی اس کو محب جانتا ہے جملہ
سے بڑھا ہوا ہے، اور وہ ہر بینا فہم لوگوں کو بھی
محب جانتا ہے، تو آپ کذبین کی بات سے متاثر
نہ ہوں، انھوں نے یہی چاہا کہ آپ ان سے (بے جا)
نہی کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ نہی کریں، اور آپ
کسی ایسے شخص کی بات سے متاثر نہ ہوں جو بہت
قسمیں کھانے والا تھا، ذلیل ہے، بڑا طعنہ زن،
بہت چلتا پھرتا چٹو خور، نیکی سے منع کرنے والا،
حد سے بڑھنے والا، سخت گنہگار، نہایت بدخوا،
اور اس کے علاوہ وہ احکام ہے۔

اسی طرح جب نبی سے امتدادیہ وسلم کے مابین سے حضرت ابراہیم کا وصال ہو گیا تو اس میں بنی وائل
نے آپ کو ابراہیم (مقطوع النسل) کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

إِذَا عَطِيتُكَ الْكُوثَرَةَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ
وَأَنْحَرِهِ ۝ أَنْ شَأْنُكَ هُوَ الْاِبْتَرُ ۝
(کوثورہ ۱-۲)

(اسے محبوب) بے شک ہم نے آپ کو غیر
کثیر معاف فرمایا، تو آپ اپنے رب کے بے نیاز پڑھیں
اور قرآن کریں، اسے شک آپ کا دشمن ہی رہے بغیر
سے محروم اور مقطوع النسل ہے۔

غلامیہ ہے کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ محب محبوب میں کوئی عیب دیکھ سکتا ہے اور اس کے
متعلق کوئی عیب سننا گوارا کر سکتا ہے۔

محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ محب محبوب کا

بہ کثرت ذکر کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ کثرت ذکر کرنا

علامہ علی متقی ہندی امام ربی کی مسند انور میں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب شيئاً أكثره ذكره

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بہ کثرت ذکر کرتا ہے

علامہ زبیدی نے بھی اس حدیث کا امام دہلوی کا مستند انفرادی اس امام ابو نعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے اور اس نے قرآن مجید میں آپ کا بہ کثرت ذکر کیا ہے اور فرمایا:

ان الله دمتك يصور عى اسبى۔
اللہ اور اس کے ساتھ لڑھکتے اس میں
پر صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں اور وہ بھیجے رہتے

(حزب ۵۶)

یہ جملہ اسمیہ ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہے اور اس قسم کا جملہ دوام تجدیدی پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے ساتھ فرشتے بھی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل کرتا رہتا ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (شعر ۷۶)
اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔
دنیا میں کسی نہ کسی بگڑے ہوئے وقت آفتاب غروب ہو رہا ہے اور جہاں آفتاب غروب ہو رہا ہے دامن اذان میں امتداد محمدؐ اور رسول اللہؐ پڑھا جا رہا ہے، اسی طرح دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ طلوع فجر کا وقت ہے اور فجر کی اذان ہو رہی ہے اور یہ آواز بلند آپ کا نام پڑھا جا رہا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ لمحہ روئے زمین آپ کا ذکر بلند ہو رہا ہے اور قیامت تک آپ کا ذکر یہی بلند ہوتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ کثرت صلوٰۃ و سلام پڑھنا، محافل میلاد اور مجالس تہنیت منعقد کرنا اور آپ کی عظمت اور شان پر مشتمل نفیس پڑھنا یہ تمام امور آپ کی محبت کی علامت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے خوشی ہونا
محبت کی چوتھی علامت یہ ہے کہ محبوب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی جا رہی ہو اور آپ کے فضائل و کمالات بیان کیے جا رہے ہوں تو جن چہروں پر خوشی اور مسرت کے آثار ہوں، جو چہرے بھول کی طرح کھل جائیں جو لوگ آپ کی تعریف میں کراہت و جھجک میں آئے لیکن اور مسرت سے نرے لگائیں وہ آپ کے محب ہیں اور جن لوگوں کے چہرے آپ کے فضائل

۱۔ مدار علی متقین ص ۵۷۵، بیروت، مکتبۃ المدین، ۱۴۰۵ھ، کنز العمال ج ۳ ص ۲۵۵، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۴۰۵ھ
۲۔ مدار سید محمد مرتضیٰ حسین زبیدی حنفی متون ج ۲ ص ۲۰۵، امتحان السادة المتقين ج ۵ ص ۱۲۰ ج ۹ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبعہ

وکیلاۃ میں کر رہا جائیں، جو لوگ آپ کے ماسد اور محاسن میں گرفتار و غصب نہ آجائیں، جو لوگ آپ کا ذکر کرنے اور آپ پر مسلوۃ و ملامت پڑھنے سے روکیں اور منع کریں وہ آپ کے محبوب نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے میں غلو سے احتراز کرنا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے اور

آپ کی نسبت میں یہ ادب ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کے برابر بیان کیا جلتے نہ آپ پر اللہ تعالیٰ سے بڑھایا جائے مطلقاً یوں نہ کہا جائے، خدا کا ذکر کرنا جاتے نماز اور مسطحی کا ذکر جیسا کہ سب سے گایا خدا کی دی ہوئی آنکھ میں اتنی روشنی نہیں تھی جتنی مسطحی کی دی ہوئی آنکھ میں روشنی تھی، اس طرح یہ شعر بھی غلط ہے:

خدا کی آنکھ سے چھڑائے محمد۔ محمد کا پکڑا چھڑا کر ہی نہیں سکتا۔

یہ شعر بھی غلط ہے:

بجائے تھے جو دنیا میں ان عبد کی بزرگ ہر دم۔ وہ محشر میں انی انا اللہ کہہ کے نکلیں گے۔

بعض واعظین کلمہ میں اللہ کے ذکر کے مقدم ہونے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے لا الہ الا اللہ کہنے سے زبان پاک ہو جائے، پھر محمد رسول اللہ پڑھا جائے۔

بعض واعظین جو شہ فطابت میں یا فخرہ لگاتے اور داد مانتے کرنے کے شوق میں اقسام کی باتیں کہہ جاتے ہیں ان سے احتراز لازم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں، خدا میں نہ خدا سے بڑھ کر ہیں، نہ اس میں آپ کا کوئی تشبہ و تشبیہ ہے نہ آپ ایسی تعریف سے خوش ہوتے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں اور یہ آپ کی بہت بڑی منفیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا | محبت کی پانچویں علامت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ کی تعظیم و توقیر کرنا، اور سب

اسم مبارک سننے پر اظہارِ خشوع اور خشوع کرنا، آپ سے محبت کی علامت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

ابو ایوب ایم یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو وہ ادب اور احترام سے اپنے بدن کو جمش کرے، نہ دوسے اور خود پس طرح، ہیبت جلالِ طاری کرنے لگا کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہے، حضرت ابو ایوب سختیاہی کے سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو اس قدر روتے کہ لوگوں کو ان کے حال پر رحم آجاتا، جعفر بن محمد کثیر المزاح اور جنس کچھ شخص تھے مگر جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ نرسد پڑتا، امام ابن عساکر بن زبیر رضی اللہ عنہم کے سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو رونے لگتے تھے کہ ان کی آنکھوں کے آنسو نہ رہتے، لہری جیسے باعلاق اور مجلسی آدمی تھے لیکن جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو اس طرح گم گم ہو جاتے کہ گویا وہ کسی کو

جلستے ہیں نہ کوئی ان کو جانتا ہے۔ عبد الرحمن بن ہدی کے سامنے جب حدیث پڑھی جاتی تو لوگوں کو خاموشی
اور سنے کا حکم دیتے اور کہتے:

یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی۔ (حجرات ۲۱)

وہ کہتے تھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے دوران خاموش رہنا ضروری ہے اس طرح
آپ کی حدیث سننے کے وقت بھی خاموش رہنا ضروری ہے کیونکہ حدیث بھی آپ کا کلام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات و سلام پڑھنا

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و امتیاز ہے کہ جب کوئی سلام یا کلام سے یا اس سے
سامنے آپ کا نام لیا جائے تو وہ آپ پر صلوات و سلام درود نہ پڑھے۔
علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

امام ابو جعفر ثوری اور امام ابو نعیم احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ جب کوئی شخص آپ کا ذکر کرتا ہے تو اس
پر آپ کے ذکر کے ساتھ درود شریف پڑھنا فرض ہے اور نہیں پڑھے گا تو گناہ ہے۔ ان کے دلائل ہیں
امام ترمذی نے سند حسن اور امام مالک نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیر ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے

مجھ پر درود نہیں پڑھا۔
امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیر ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔
نیز احمد بن حنبل نے کہا کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس
نے آپ پر درود نہیں پڑھا اس نے آپ سے بے وفائی کی اس کی ہمارے بت آپ سے بے وفائی کرنا
جائز نہیں ہے، کیونکہ امام عبد الرزاق نے قنادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا:

من الجفائل اذ کو عند الرجل فلا
یصلی علی صلی اللہ علیہ وسلم۔
بے وفائی میں سے یہ ہے کہ کسی شخص سے
سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ
پڑھے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس حدیث صحیح میں ہے کہ وہ شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد و... کا بار اور
تمام لوگوں سے زیادہ آپ سے محبت نہ کرے، اس لیے مومن کے نزدیک آپ کا سب سے زیادہ محبوب ہونا

فرض ہے اور اس کو یہ لازم ہے کہ وہ آپ کی تنظیم و توقیر کرے۔ اور تعظیم و توقیر کر یہ لازم ہے کہ جب آپ کا ذکر کرے یا آپ کا ذکر سنے تو آپ پر درود و شریفین پڑھے اور مجاہدین کے نزدیک یہ مستحب ہے کہ ان نیز علامہ ابن قیم جو نہ یہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

ابو بکر محمد بن عمر نے کہا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک شبلی آگئے تو ابو بکر بن مجاہد ان کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے معاملہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان ہوسہ دیا، میں نے کہا یا سیدی اتمام بغداد کے لوگ قرشبلی کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپ نے اس کی اس قدر تعظیم کی، انھوں نے کہا میں نے اس کے ساتھ وحی کیا ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک دن خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، شبلی آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے، اور اس کی آنکھوں کے درمیان ہوسہ دیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ شبلی کی اس قدر عزت افزائی کر رہے ہیں! آپ نے فرمایا یہ شخص ہر ناز کے بعد یہ بیت پڑھتا ہے:

بے شک مہتاب ہے پاس تم میں سے ایک عظیم
رسول تشریف لائے، ان پر فہارِ مشقت میں بڑھنا
سخت گراں سے، وہ تباری حدائق بیت چاہنے والے
(توبہ، ص ۸۸)

اس آیت کے باتین بار مجھ پر درود پڑھتا ہے اور کہتا ہے حق تعالیٰ نہ دیکھ یا محمد پھر جب میرے پاس شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا آپ ہر ناز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انھوں نے اسی طے بیان کیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ہونا
محبت کی ساقی علامت محبوب سے ملاقات کا
اور محبوب سے ملاقات کا شوق ہوتا ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں آپ کی زیارت اور آپ سے ملاقات کا شوق ہو۔
المسلم روایت کرتے ہیں:

عن فیہریرۃ ابن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال من شد
محبتی ان حد ما یكونون
بعدی بود احدھ لوراکی
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت
میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے
وہ میرے بعد ہوں گے، ان میں سے کس ایک شخص
فیعل آباد

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن ابوبکر المعروف بابن قیم، بحوالہ انباء، ص ۲۳۰-۲۳۱، مطبوعہ مکتبہ مدینہ
۲۔ جہان الاضواء، ص ۲۵۸

بأهله وماله۔

کی یہ تھا ہوگی کہ کاشش اس کے تمام بی۔ وصال کے
بدل میں اس کو میری زیارت ہو جائے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے
امام دہلی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من حج البيت ولو يذوق
فقد جفاني بكة

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس
نے مجھ سے بے وفائی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبوروں سے محبت کرنا
محبت کی آٹھویں علامت یہ ہے کہ انسان
محبوب کے مجبوروں سے بھی محبت کرتا ہے

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاب
اہل بیت اللہ ازواج معبرات سے بھی محبت ہو۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن مغفل قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم الله في صحابي
لا تغذوهم غرضا بعدى فمن احبهم
فبحبى احبهم ومن اعصمهم فسنمى
ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن
اذا في فقد اذى الله ومن اذى الله
يوثلك ان ياخذك هذا حديث غريب
لانعرفه الا من هذا الوجه بكة

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے
صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ذرا میری
بداغی میں اعتراضات کا اشارہ نہ بنا تا جس سے مجھ
کو اس نے میری محبت کا درجہ سے محبت کی اور جس سے نہ سے بغض
رکھا اس نے میرے ساتھ نہیں کی وجہ سے اس سے نہیں رکھا جس نے مجھ
ذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو
ذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی
زیر اس کہ اللہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب
جس کہ اللہ تعالیٰ سے اذیت یہ حدیث غریب ہے
حضرت برادر بن مازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

عن البلاء بن عازب انه سمع النبي

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۵، مطبوعہ نور محمد صالح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام عبد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند امام ج ۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹ھ

۳۔ مافذ شیر دین بن شہر دار دہلی متوفی ۵۰۹ھ، فردوس الاخبار ج ۲ ص ۷۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت

۴۔ امام ابوالحسن محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۴۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کرمی

حسن صحیح ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نوروں میں سب سے زیادہ محبت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے تھی اور رسول میں سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں یعنی اہل بیت میں سے یہ حدیث حسن غریب سے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ملقاہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم سے تم کو روگئے ہیں بھی اس کے شرور کا اور اس سے تم کو تلخ اس کے پیری کی تلخ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مشائخ کو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرنا۔ در کوئی مومن جس سے بغض نہیں کرنا۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مذکور ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت علی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسن سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت رکھے تو حسن سے محبت رکھتا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کو میں رسول اللہ عنہما کو

عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی قال ابراہیم یعنی من اهل بیتہ هذا حدیث غریب

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ و احسن والحسین ان حرب من حربکم وسلم لمن سألتمہ هذا حدیث غریب

عن المسأدۃ الحمیری عن امہ قالت دخلت علی ام سلمۃ فسمعتها تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحب علیاً من فوق ولا یغضہ مؤمن وفی الباب عن علی هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه

عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسیناً

عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابصر حسناً وحسیناً فقال اللہ

۱۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۰۹ھ	۲۔ جامع ترمذی ص ۱۵۴۹	۳۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ ستیارت کتب کراچی
۴۔ " " "	۱۔ جامع ترمذی ص ۱۵۵۰	" " "
۵۔ " " "	۱۔ جامع ترمذی ص ۱۵۳۳	" " "
۶۔ " " "	۱۔ جامع ترمذی ص ۱۵۴۰	" " "

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی صائوت قال دخلت علی انس بن مالک وھویا کل یقرء وھو یقول یا لک شجرة من حبک الی حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک ہذا حدیث غریب ۱۰

عن انس بن مالک قال رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرب فی صحبة یعنی الدباء فلا ازال احبه ہذا حدیث حسن صحیح ۱۱
امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ حبیب الیب لمدینۃ کحبنا مکہ او اشد الحدیث ۱۲
عن عمر قال اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موقی بیلک ورسولک ۱۳

ابوطالوت کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ آں مایکروہ کذو رکک اکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے اے کدوا تیری کیا شان ہے میں تجھ سے کس قدر محبت کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت کرتے تھے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ میں کدو تلاش کر رہے ہیں میں اس وقت سے کدو سے محبت کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائی اسے اللہ نہیں دینے لکھ کی طرح محبوب کر دے لکھ اس سے بھلا نیامہ۔ حضرت عمر نے دعا کی اسے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما، اور اپنے رسول کے شہر میں مجھے موت عطا فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امدار سے عداوت رکھنا | محبت کی دوہیں طماننت یہ ہے کہ رکتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اتنا ثناء ہے کہ آپ کے عداوت سے عداوت رکھی جائے اللہ جو آپ کے دین کے معنی ہوں ان کی مخالفت کی جائے اور ان سے نسبت نہ رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم

۱۰۔ امام برہس محمد بن مسلم ترمذی مترق ۲۵۹ ج ۱ جامع ترمذی ص ۲۷۷، مطبوعہ دار خاندان تجارت کتب کراچی
۱۱۔ ج ۱ جامع ترمذی ص ۲۷۷
۱۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری مترق ۲۵۶ ج ۱ صحیح بخاری ص ۲۵۳، مطبوعہ دار خاندان تجارت کتب کراچی
۱۳۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۲-۲۵۳

الْأَخْرِيَاءُ دُونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانَ آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتُهُمْ

(مجادلہ ۲۲۰)

پرایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور اس کے رسول
کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرنے
والے نہ پائیں گے، نہ وہ ان کے باپ، بھائی یا بیٹے،
یا بھائی یا قریبی یا شہداء ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن رسول رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ (عبد اللہ بن ابی) کے خلاف اس
وقت تلوار کھینچ لی تھی جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک گستاخانہ کلمہ کہا اور اس وقت
تک تلوار میان میں نہیں رکھی جب تک کہ اس نے اس گستاخانہ کلمہ کو واپس نہیں لے لیا۔
علامہ سید محمود آکوسی کہتے ہیں:

غزوہ بنو عبد المطلب میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن رسول نے ایک گستاخانہ کلمہ کہا جس کا قرآن مجید
میں ذکر ہے:

يَقُولُونَ لَيْسَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ
لِيُخْرِجَنَا أَعْزَمُنَا بِالْأَذْلِ -

(صافقویہ ۸۰)

اور منافقین کہتے ہیں کہ اگر بھیم مدینہ کی
طرف لوٹ کر گئے تو ضرور وہاں سے عزت و ملامت
والے کر نکال دے گا۔

متحدہ داسانیہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن رسول کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن
ابی رضی اللہ عنہ مخلص مہمل تھے ان کو جب یہ علم ہوا کہ عبد اللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا ہے تو انھوں
نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اپنے باپ پر تلوار سونپ لی، اور کہا خدا کی قسم میں اس تلوار کو اس وقت تک میان
میں نہیں ڈالوں گا جب تک تم یہ نہیں کہو گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عزت والے اور میں ذلت والا ہوں
اور جب تک عبد اللہ بن ابی نے یہ نہیں کہا انھوں نے اس کو نہیں چھوڑا، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انھوں
نے اپنے باپ عبد اللہ بن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور کہا جب تک تم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں داخل ہو سنے کی اجازت حاصل نہیں کرو گے میں تم کو مدینہ جانے نہیں دوں گا،
تاکہ تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آج عزت والا کون ہے اور ذلت والا کون ہے حتیٰ کہ اس نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کی، تب حضرت عبد اللہ بن ابی نے اس کو مدینہ میں داخل ہونے دیا۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا تو
حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا چھوڑو، ورنہ یہ نہ کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔
حافظ ابن کثیر ابن عبد البر ماتکی کہتے ہیں:

امام ابن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کعب بن خثر

ایک یہودی تاجر تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچاتا تھا اور عربوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر بھڑکاتا تھا جب وہ قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہودی تم لوگوں کے ہاتھ لگے اس کو قتل کر دو اور حضرت عیسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابن سنیہ نام کے ایک یہودی تاجر کو قتل کر دیا، حضرت عیسیٰ کے بڑے بھائی سویر بن مسعود اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے جب حضرت عیسیٰ نے اس کو قتل کر دیا تو عیسیٰ حضرت عیسیٰ کو مارنے لگے اور کہنے لگے اسے تم خدا باقم نے اس کو قتل کر دیا خدا کی قسم! اس کے مال کی چربی تو ابھی تک تمہارے پیٹ میں موجود ہے! حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا خدا کا قسم! جس ذات نے مجھے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا یہ تو انگ رملہ اگر وہ مجھے نہیں قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں تمہاری گردن بھی تن سے جدا کر دیتا! حویریہ نے کہا: کیا واقعی اگر وہ میرے قتل کرنے کا حکم دیتے تو تم مجھے قتل کر دیتے؟ حضرت عیسیٰ نے کہا: اے خدا کی قسم اگر وہ مجھے نہیں قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں تم کو قتل کر دیتا، حویریہ نے کہا: خدا کی قسم یہ دین تمہارے رنگ و پے میں سرایت کر چکا ہے اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کی اس اطاعت کے جذبہ سے متاثر ہو کر حویریہ نے بنی اسلام قبول کر لیا اور رضی اللہ عنہما۔ ۱۷

طاہری قاری لکھتے ہیں:

جنگ بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں مامی کو قتل کر دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کر دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کے لیے لٹکارتا۔ ۱۸

تقاضی بیاض ماکھی لکھتے ہیں: **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات محبت میں حرف آخر** سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ

اللہ سے محبت کی علامت قرآن سے محبت کرنا ہے اور قرآن مجید سے محبت کی علامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت آپ کی سنت سے محبت کرنا ہے اور سنت سے محبت کی علامت آخرت سے محبت کرنا ہے اور آخرت سے محبت کی علامت دنیا سے بغض رکھنا ہے اور دنیا سے بغض رکھنے کی علامت یہ ہے کہ قدر ضرورت کے علاوہ دین کے مال کو ذخیرہ نہ کیا جائے۔ اور حضرت ابن مسعود نے کہا جو شخص قرآن مجید سے محبت رکھتا ہے وہ اللہ سے ملے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامتوں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی امت پر شفقت کی جائے

دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۱۷۔ حاشیہ البرہان یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر متوفی ۴۴۸ھ، استیعاب علی باشا لا صابج ۳ ص ۵۰۰۔ ۱۸۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ شرح الشفا ج ۲ ص ۳۶۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَآثَرُ بْنُ
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَيُؤْمِنَنَّ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ رَجُلًا يَحِبُّهُ
وَيُحِبُّهُ مَا يُجِبُّ لِنَفْسِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ تو میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا
جب تک کہ اپنے بھائی یا پڑوسی کے لیے ایسی چیز
پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔

۴۹۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَدُّنَا
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَمِعَهُ قَالَ لَا تَزِلُّ نَفْسِي بِبَيْدَةٍ إِلَّا بُوِئْتُ
مَعَهُ حَتَّى يُحِبَّ لِحَالِهِ وَأَوْفَى رَجُلًا يَحِبُّهُ
يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ بنی ہاشم سے اللہ ہیہ وکھنے فرمایا کہ اس
نا سب جس کے دست و دست میں میری نان سے
کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک
اپنے پڑوسی یا بھائی کے لیے میں پیڑ کو بید نہ کرے
جسے وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔

علامہ نووی کہتے ہیں:

اس حدیث کا سہارا ہے کہ اس وقت تک ایمان حاصل نہیں ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے ایسی
چیز کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ البتہ یہ چیز سے مراد عبادات ہیں یا ایسا مباحہ اور جس
شخص کا ایمان کامل ہوگا وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اسی نعمت کو پسند کرے گا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

جو چیز لائق استفادہ اور قابل استعمال نہ ہے اس کا دوسرے کے کمانوں کو دینا جائز نہیں اور جو
بہ چیز پسندیدہ نہ ہو لیکن قابل استعمال ہو اس کا دینا جائز ہے۔

بعض دنہ ایک چیز کسی کے مال کے موانع اور دوسرے کے موانع میں سے مثلاً دیا بھٹس کے مرنے
کے لیے بیٹی چیز اور بلند فٹش روم کے مرنے کے لیے بیٹی چیز اور زیادتی اور یرقان کے مرنے کے لیے
چکنائی اور گوشت منہ میں ایسی سبب اس حدیث کے مومن میں داخل نہیں ہیں نیز بعض اشیاء فی نفسہا مفید
ہوتی ہیں لیکن اگر بعض اہل ثروت ان کو اپنے کمان سے لائق استعمال نہ سمجھیں اور وہ چیز اپنے نوکروں کو دے دیں۔
اور وہ چیزیں ان کے حق میں مفید مومن تو وہ بھی اس حکم میں داخل نہیں ہیں علاوہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنها فرماتی ہیں:

امروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ

ان ننزل الناس منازلهم ۱۰
کہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور رتبہ کے لحاظ سے
سلوک کرے۔

مثلاً اگر کسی شخص کے پاس امیر و جابر و عیال ہو تو اس کی بہانہ نوازی اس کے رتبہ کے لحاظ سے کی جائے اور
اگر ایک عام مزدور و عیال ہو تو اس کی بہانہ نوازی اس کی حیثیت سے کی جائے گی، اسی طرح رشتہ داروں کے لئے بہ
و بویہ اور دوستوں کے ساتھ تعلقات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی سلوک میں حسب مراتب فرق ہو گا۔
اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز فی نفسہ اپنی افادیت کو کھو چکی ہو جیسے پھل گل شرابیں یا جو کچھ ناخوش
ہو چکا ہو تو وہ کسی کو نہ دیا جائے۔ یا کوئی چیز سے تو عمدہ لیکن جس شخص کو دی جائے ہی ہے اس کے رتبہ کے
اعتبار سے وہ مناسب نہیں ہے جبکہ دینے والے اس کا رتبہ ہو، یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص
اپنے لیے جس کام کو ناپسند کرتا ہو اس کا حکم دوسرے کو نہ دے لیکن یہاں بھی ہا نہیں کے درمیان مساوات سزا
کا قید ملحوظ ہوگی۔

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت

بَابُ تَحْرِيمِ اِيْذَاءِ الْجَارِ

۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَيُّوْبٍ وَ قُتَيْبَةُ
بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ ثَوْبَانَ
بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَنَّ يَكُوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلَ
قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلَاءٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَحْيَى هَذِهِ
اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ كَقَوْلَانِهِ

حضرت ابو سربہ رضی اللہ عنہما ان روایت میں کہ
یوں اللہ جلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی
ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو وہ جنت
میں نہیں جائے گا

پڑوسی کے حقوق کا بیان
ہر شخص اس حکم شرعی کو جانتا ہو کہ وہ اس کو معمولی اور غیر اہم سمجھ کر پڑوسی کو تکلیف
دے یا اس حکم شرعی کی مخالفت یا توہین کرنے کے لیے پڑوسی کو تکلیف دے
وہ شخص کافر ہو جائے گا اور مطلقاً جنت میں نہیں جائے گا اور جس شخص کی نیت یہ نہ ہو بلکہ غفلت یا غلبہ معصیت
سے مغلوب ہو کر پڑوسی کو ستائے گا اور اس کی تلانی کہے بے ہوشی سے تو وہ اوقلاً جنت میں نہیں جائے گا،
بعد میں سزا جہنم کے بفضل الہی چلا جائے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اس کی مغفرت ہو
جائے گی۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ پڑوسی کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اس کو ابتداءً سلام کہہ دے اور اس سے
زیادہ درگفت گو نہ کرے، اس کے خانگی معاملات کی تفتیش نہ کرے۔ بیماری میں اس کی عیادت کرے۔
مصلحت میں اظہار ہمدردی اور موت میں اس کی تعزیت کرے۔ اور تجویز و تحفین میں شریک ہو، خوشی کے وقت

٨١ - حَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اَبِي اَيُّوبَ
وَهَبٌ قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ عَيْنٍ بْنَ سَهَابٍ
عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ كَانَ يَوْمًا يَأْتِيهِ الْيَوْمُ الْاٰخِرُ فَيَقُولُ
تَعَبْتُ اَوْ لَيْسْتُ بِمُتَّعٍ وَمَنْ كَانَ يَوْمًا يَأْتِيهِ الْيَوْمُ الْاٰخِرُ
فَيَقُولُ هَذَا اَوْ مِنْ كُلِّ يَوْمٍ يَأْتِيهِ الْيَوْمُ الْاٰخِرُ فَيَقُولُ

٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو دَرْدَاءٍ عَنْ سَيِّدَةِ هَذِهِ الْأَخْوِصِ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي تَابِتٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يَوْمٌ مِنْ يَوْمِي أَوْ يَوْمِ خُرُوجِي يَوْمَ حَرَّةٍ وَمَنْ كَانَ يَوْمٌ مِنْ يَوْمِي أَوْ يَوْمِ لَيْسِي فَلَيْسَ كَرِيمٍ ضَعِيفٌ وَمَنْ كَانَ يَوْمٌ مِنْ يَوْمِي أَوْ يَوْمِ لَيْسِي فَلَيْسَ بِمُحْسِنٍ وَلَا جَبَّارٍ وَلَا شَكُوتٍ.

٨٣. وَحَدَّثَنَا تَحْقِيقُ بْنُ بَرْجَانَةَ حَدَّثَنَا
عَلِيٌّ بْنُ يُونُسَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ
عَدْرِ بْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ حَدِيثَ فِي حُصَيْنٍ عَمْرَأَةً
قَالَ قَلِيلٌ حَسَنٌ وَخَيْرٌ -

٨٣- حَدَّثَنَا هَبْرَةُ بْنُ حَرْبٍ وَمَعْمَدُ بْنُ
مُؤْمَرٍ حَمِيْقُ بْنُ ابْنِ عَمْرِوَةَ قَالَ سَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنَ عَمْرِوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا
بَنِي حَبِيْبٍ يُحْيِي عَنْ أَبِي شَرِيْحَةَ لَعَنَ ابْنُ
أَبِي النَّجَّارِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَلْيَوْمِهِ الْأَخِيرِ فَابْتَخِشَ بِإِحْسَانٍ
وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَلْيَوْمِهِ الْأَخِيرِ فَابْتَخِشَ
فَقَبِيْظَةً وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَلْيَوْمِهِ الْأَخِيرِ
فَقَبِيْظٌ خَيْرٌ أَوْ تَلَسَّكْتُ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے قیامت پر یاب رکھتا ہو، ان کو پاسبان کہہ دیجئے۔ یہی بات کہے یا پھر جاموش سے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نفیاتیہ بیان کرتا ہو وہ اپنے مردی کی عزت کہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے قیامت پر یاب رکھتا ہو وہ اپنے زمان کی عزت کہے۔

نہایت اوجھڑا ہوا ہے۔ یہی اس کا حال ہے۔ بیان کرتے ہیں
کہ بھول سکتے تھے علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
ایک دن اور قیامت کے ایام کو گنتا ہو وہ اپنے
پیشو کی تکلیف نہ پہنچائے۔ اور جو شخص سو دن لے
لے قیامت میں بیان رکھتا ہو وہ اپنے ایمان کی خبر
کرے اور جو شخص سو دن اور قیامت پہ ایام کو گنتا
ہو وہ یا تو اچھی بات کہے یا غلطی کرے۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حدیث
برہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جس میں
انھوں نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کیساتھ چلا ملک
نہایت سے ۔

حضرت ابو قتہ بن خزاعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ
پر دنیا مست پر ایمان لکھا ہو وہ اپنے پروردگار کے ساتھ
جنت سکون کرے۔ یہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور نبی پر
ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو
شخص اللہ تعالیٰ اور نبی پر ایمان رکھتا ہو وہ یا
اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

انفیلیت سکوت کے مواقع

مر چند کہ سکوت بہتر سے لیکن مطلقاً باتیں کرنا سب سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ وہ بھوت غیبت، تممت، پاپوسی اور دیگر منوع اور حرام باتیں نہ ہوں، اور بعض دفعہ سکوت حرم ہوا ہے جبکہ خاموشی سے کسی کو نقصان پہنچنا یقینی ہو، یا کوئی حکم حق کو پھپھار دے ہو۔
مذکورہ صلیہ سے کہ، ظہار حق، یا کسی کو یقینی ضرر سے بچانے کے لیے بون واجب سے اور غلط وصیعت اور حکیمانہ باتوں کے لیے بولنا مستحب سے اور عام دنیاوی باتیں کرنا مباحات سے لیکن اس کے مقابلہ میں سکوت افضل ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مہمان کے حقوق اور میزبان کے آداب** کہ مہمان کو ناپسند نہ کرو، جو شخص مہمان کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کو ناپسند کرے، سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم جو رفع بیاں کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ پہن رکھی کہ اس کی خیانت کی، امام غزالی فرماتے ہیں کہ مہمانوں کی خیانت سے شہرت اور فخر کا ارادہ نہ کرے بلکہ مہمان کو خوش کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پنانے کا ارادہ کرے۔
امام عبدالحلیم شوالی فرماتے ہیں کہ جب کوئی مہمان تنہا ہے یا اس آئے قریب کی خیانت کے وقت تنہا ہے دل میں یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ وہ اس دعوت کے فوٹو میں ہیں کوئی چیز دے گا یا تم اس سے کوئی دینی مطلب حاصل کرو گے، ورنہ اس دعوت سے مخلص کی دولت نصیب ہوگی نہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت حاصل ہوگی۔ اصل یہ ہے کہ مہمان کے ساتھ خود کو کھانا، کھانا چاہیے۔
امام غزالی فرماتے ہیں کہ اگر ایک مرد ان کے بعد مہمان نصیحت ہونے کا ارادہ ظاہر کرے کہ میزبان کو چاہیے کہ وہ مہمان کو تنہا کھانا کھانے کا موقع دے لیکن ہے کہ میزبان کا ساتھ کھانا کھانا اس پر گراں گزرتا ہو۔

امام شہرانی لکھتے ہیں کہ حضرت سید علی حرم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے پاس آنے والے ہر مہمان کی تعظیم و تکیہ نہ کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ یہ لوگ اس کے پاس اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں ان کے آنے سے خوش ہو اور سنت نبوی کے مطابق ان سے حسن سلوک اور ان کی خاطر تواضع کرے۔

نیز انہوں نے فرمایا اگر کسی دوسرے شیخ، استاد یا کسی دوسرے صاحب منصب کے مہمان تلامذہ اور متعلقین کسی شخص کے ہاں مہمان بن کر جائیں تو ان کے سامنے ان کے مدد و طرح کی شان میں کوئی کلمہ تنقیص نہ کہے اور نہ ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے، جو ان کے مدد و چین سے منقطع ہونے سبب ہو بلکہ جس قدر ممکن مران کے سامنے ان کے مدد و چین کی وہ خوبیاں بیان کرے جو دراصل ان میں موجود ہوں۔

۱۔ امام عبدالحلیم شہرانی سنہ ۷۴۳ھ۔ واقع الارار القدسیہ ص ۴۴۶-۴۴۵ مطبوعہ مطبعہ البانی واولادہ۔
۲۔ سنہ ۱۳۱۳ھ۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ التَّهَيُّ عَنِ الْمُشْكِرِ
مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ
وَيَنْقُصُ

۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو تَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
وَكِنَعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
أَلْمَسْنَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
بِكْرُهُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ
شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثٌ كَثِيرٌ قَالَ
مَنْ أَبْدَأَ بِالْحُطْبَةِ يَوْمَ يُعِيدُ قَوْلَ الْقُبُورِ
مَوْزَانَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّدُوقُ قَدْ
الْحُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ شَرِيفٌ مَا هُنَاكَ قَاتِ بُو
سَعِيدٍ أَمَا هَذَا فَقَدْ قَصَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَعِزِّزْهُ يَدِهِ فَإِنْ لَمْ
يَسْتَطِعْ فَيَلْتَمِمْ قَرِيبًا ثُمَّ يَسْمَعْهُ قِيَفْتِهِ
وَذَلِكَ أَطْعَمَ الْإِيمَانَ .

۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ لُقْدَمٍ
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الرَّاعِمَش عَنْ
إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْحُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ طَارِقِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ التَّمِيمِيِّ فِي قِصَّةِ
مَوْزَانَ وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ بَنِي صُلَيْ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِلَهَ وَمَنْ يَمِثِلْ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ .

۸۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو تَكْرِ بْنُ
التَّصْرِيفِ حَدَّثَنَا هَمْبِدٌ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ بَنِي سَعِيدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَاحِبِ النَّاسِ كُنُسَانَ عَنْ لُحَاثِ
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بُرَّائِي سے روکنا ایمان کی علامت ہے ،
اور ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے ۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے جس شخص نے سب
سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا وہ مردان تھا ۔ ایک
شخص نے مردان کو ٹوکا اور کہا کہ نماز خطبہ سے پہلے
ہوتی ہے ، مردان نے جواب دیا کہ وہ دستور اب
مستور کی ہو چکا ہے ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے
کہا اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر
دیا ۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ
ارشاد سنا ہے کہ تم میں سے جو شخص خلاف شریعت
کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلاح کرے
اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا رد کرے
اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دلوں سے اس
کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے ۔
امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی

ہے ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھ سے پہلے جس امت میں بھی جہنمی بھیجا اس
نبی کے لیے اس کی امت میں سے کچھ مدد کیا ۔ اور
صحابہ جو تھے تھے جو اپنے نبی کے طریقہ پر کام نہ

بْنِ الْيَسُورِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ
قَبْلِي إِلَّا كَانَتْ لَهُ مِنْ أُمَّةٍ حَوَارٍ يُؤْنِسُونَ وَآخِصَاتٍ
يَأْتِيَهُنَّ دُنُوبُهُنَّ وَيُفْتَدُونَ بِأُمُورٍ تُفَرِّقُهُنَّ
تُخَلِّدُنَّ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا
يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ قَسَمَ خَالِدُ
بَنِي دَاوُدَ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ يَفْتَبِهِ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَكَانَتْ دَرَاهِدُكَ مِنْ يَدِهِ
حَتَّى خَرَدَلِي قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَخَدَّكَ بِهِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ نَكَرَ عَلَى قَمَدِهِ ثُمَّ
مَسْعُودٌ قَتَلَ يَمَّةً فَاسْتَبَعَتْهُ ابْنَةُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ يُعْرُودُ فَانْطَلَقَتْ مَعَهُ فَلَمَّا جَسَنَا
سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذِهِ الْحَدِيثِ فَقَالَ
لَمْ أَخْدَثْهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَاحِبُ قَمَدٍ فَخَدَّكَ
يَتَخَوُّ دَلِيلَ عَنْ يَزِيدَ -

۸۸ - وَخَدَّكَ لَيْلِيهِ كَوْنُكَ نَزْلُ الْمَسْقِي نِيْلِيهِ
أَخْبَرَنَا أَبُو أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
نُوحٍ الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ فِي تَحْرِيفِ تَحْرِيفِ بْنِ الْمَسْقِي
لُخْلُخِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُخْلُخِي
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَسُورٍ بْنِ مَسْعُودٍ
عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ
قَبْلِي إِلَّا كَانَتْ لَهُ مِنْ أُمَّةٍ حَوَارٍ يُؤْنِسُونَ وَآخِصَاتٍ
يَأْتِيَهُنَّ دُنُوبُهُنَّ وَيُفْتَدُونَ بِأُمُورٍ تُفَرِّقُهُنَّ
تُخَلِّدُنَّ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا
يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ قَسَمَ خَالِدُ
بَنِي دَاوُدَ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ يَفْتَبِهِ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَكَانَتْ دَرَاهِدُكَ مِنْ يَدِهِ
حَتَّى خَرَدَلِي قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَخَدَّكَ بِهِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ نَكَرَ عَلَى قَمَدِهِ ثُمَّ
مَسْعُودٌ قَتَلَ يَمَّةً فَاسْتَبَعَتْهُ ابْنَةُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ يُعْرُودُ فَانْطَلَقَتْ مَعَهُ فَلَمَّا جَسَنَا
سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذِهِ الْحَدِيثِ فَقَالَ
لَمْ أَخْدَثْهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَاحِبُ قَمَدٍ فَخَدَّكَ
يَتَخَوُّ دَلِيلَ عَنْ يَزِيدَ -

رسبتے پھر ان صحابہ کے بعد کچھ نالائق لوگ پیدا ہوئے
جنہوں نے اپنے فعل کے خلاف قول اور قول کے
عکس فعل کیا لہذا جس شخص نے انہوں سے ان
کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن سب سے اور جس نے
دل سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن سے
اور اس کے بعد مدنی کے دائرہ برابر بھی، یہاں تک کہ
درجہ نہیں ہے، البتہ انہی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو انہوں
نے اس کو نہیں مانا، اتفاق سے اس وقت حضرت
عبداللہ بن مسعود بھی آپ کے تھے اور مدینہ کی ایک
راوی ثقات میں شہرے ہوئے تھے، حضرت
عبداللہ بن عمر ان کی عیادت کے لیے گئے اور مجھے
بھی ساتھ لے گئے، جب ہم سب دہلی جمع ہوئے
تو میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث
کے بارے میں پوچھا انہوں نے وہ حدیث پھر اسی
طرح سنا جس طرح میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے سنا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے کچھ حواری رہیں گے جو
اس نبی کے طریقہ پر کار بند رہتے تھے، باقی لوگ
اس سے پہلے حدیث کی طرح ہی تھے مگر اس میں حضرت
عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر کی ملاقات کا
ذکر نہیں ہے۔

خطبہ کو ناز عید پر مقدم کرنے کا پس منظر اور پیش منظر
اعلامہ یحییٰ بن شریک نوری لکھتے ہیں :

مردان نے خطبہ کو عید کی نماز پر اس سے مقدم کیا تھا کہ وہ عید کی نماز پڑھ کر پہلے جاتے تھے اور اس کا خطبہ سننے کے لیے کوئی نہیں بیٹھتا تھا، اور جو طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ پہلے عید کی نماز پڑھی جائے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا جائے اور خواہیہ کہ بعض خلفاء کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے، تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے وہ بھی پورا جامع ہے اور جب مردان نے خطبہ کو نماز پر مقدم کیا تو اس کو ٹوکا گیا، اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص پر جو فرض تھا وہ اس نے ادا کر دیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کسی بڑے کام کو دیکھے وہ اس کو اپنے باتوں سے بدھے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے ٹرکے اور اگر اس کی استطاعت بھی نہ رکھے تو اس کو اپنے دل سے بڑھائے۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ مردان سے پہلے اس بدعت کا کسی نے ارتکاب نہیں کیا تھا، وہ تقاضی عیاقی وغیرہ کے جو یہ لکھا ہے کہ اس سے پہلے حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت معاویہ نے بھی خطبہ کو نماز پر مقدم کیا تھا وہ صحیح نہیں ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ حضرت ابوسعید نے خود مردان کو کیوں نہیں ٹوکا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوسعید بعد میں آئے ہوں جس وقت وہ شخص ٹوک چکا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوسعید کو اپنی جان پر خطرہ ہو اس لیے انہوں نے خود نہ ٹوکا تو۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی باب صلوۃ بعد میں یہ روایت ہے کہ جب نماز سے پہلے مردان خطبہ پڑھنے کے لیے منبر کی طرف جا رہے تھے تو حضرت ابوسعید نے مردان کا ہاتھ پکڑ کر کہیں پڑھنا چھوڑو اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ دو روایات ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی منکر کی تفصیل اور تحقیق | بڑائی سے منکر اور نیکی کا حکم دینا فرض کفایہ ہے، جب بعض لوگ اس فرض کو نہ کریں تو باقیوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، اور جب تمام لوگ امر بالمعروف و نہی منکر کو ترک کر دیں تو منب گناہ ہوں گے، اور جس جگہ کوئی شخص بڑائی سے روکنے والا نہ ہو اور وہاں صرف ایک عالم ہو تو اس پر بڑائی سے روکنا فرض عین ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنی دلا کو یا اپنے ترک کو کوئی بڑا کام کرتے دیکھے یا کسی نیکی میں تقصیر کرتا ہو یا اسے تو اس سے یہ بھی منکر فرض ہے۔

امر بالمعروف اور نہی منکر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص خود کمال و تمام احکام شریعیہ پر عامل اور تمام محرمات شریعیہ سے مجتنب ہو اور نہ ہی یہ احکام کے ساتھ خاص سے نہ ہی علماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو احکام ظاہر اور مشہور ہیں مثلاً نماز، روزہ کی فرضیت، جھوٹ، قتل، زنا اور چوری وغیرہ کی حرمت ان کا علم ہر مسلمان کر ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ مثل نماز پڑھنے اور جھوٹ بولنے پر ٹرکے اور نیکی کا حکم دے اور بڑائی سے روکے، اور جو احکام شریعیہ غامض اور دقیق ہیں یا جن کا تعلق اجتناب سے ہے، عام لوگوں کا ان میں دخل نہیں ہے اور نہ وہ اس میں انکار کر سکتے ہیں مثلاً

روزہ میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں، یہی فرق پر نکاح ہوتا ہے یا نہیں، اعطاء اور قریبہ کی بیوند کاری، انتقال خون وغیرہ جو مستند اجتہاد میں اور مختلف ہیں، مثلاً کسی مجتہد کے نزدیک جائز اور کسی کے نزدیک ناجائز ہو اور عمل کرنے والا کسی مفتی کے فتویٰ کے مطابق عمل کر رہا ہو تو اس کو گناہ نہیں ہو گا خواہ وہ دوسرے مجتہد کے نزدیک ناجائز ہی کیوں نہ ہو، ایسی صورت میں بھی عام کو چاہیے کہ اس کو شک کے ناکہ وہ ایسا صورت پر عمل کرے جس میں کسی مجتہد کا اختلاف نہ ہو (مثلاً یہاں روزہ دار اگر روزہ میں انجیکشن لگواتا ہے تو اس روزہ کی قضا کرے۔)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اندھم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہیے جو بعد کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں۔

ان سب باتوں میں جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہیں تم بہترین امت ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔

سے یہ سے بیٹے ناز قائم رکھو، اور نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روک۔

اور اگر بیان والوں کی وجوہاتیں پس میں جنگ کریں تو ان میں صلح کرو، دو پھر اگر ان میں سے ایک نہایت دوسری پر زیادتی کرے تو اس جماعت سے جنگ کرو جو زیادتی کرے، حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

خو اسہ، میل سے جنھوں نے کفر کیا، وہ داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کیے گئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے نافرمانی کی، اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کو ان پرے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو انھوں نے کیے تھے۔ یقیناً وہ بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

ان آیات کا تقاضا یہ ہے کہ امر بالمعروف اور

ولتکن منکھامة ینعون الی الخیر و ینہون عن المنکر۔

(آل عمران، ۱۰۴)

کذا تم خیرامة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔

(آل عمران، ۱۱۰)

یٰٰبنی اقم الصلوة و امر بالمعروف و انہ

عن المنکر۔ (لقمان، ۱۷)

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا

فاصلحو بینہما فاربعب حدھما فی الذی ففتات لوالقی تبغی حتی تغزو امر لہ۔

(مجادلہ، ۱۰)

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی

لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم ذلک لیمّا

عصو و کانوا یعتدون و کانوا لایتناہون

عن منکر فعموا ببش ما کانوا یفعلون و

(مائتہ ۱۵، ۱۶، ۱۷)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق احادیث

نبی من المکر واجب ہے، اور اس کے کئی مرتب ہیں، پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اگر عاقبت موت بڑائی کو ہاتھ سے روکے اور اگر بڑائی کو ہاتھ سے روکے میں اس کی جان کا خطرہ ہو تو زبان سے بڑائی کا انکار کرے، اور اگر زبان سے بڑائی کو روکنے میں بھی جان کا خطرہ ہو تو دل سے اس بڑائی کا انکار کرے، اس باب کی امامیت میں بھی یہی ہو گیا ہے۔ سیدی غفر (اور حضرت عبداللہ بن جریر بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جس نرم میں کثرت سے گناہ کیا جائے اور ان کو گناہ سے روکا نہ جائے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس میں بر جو پہلا انسان داخل ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص کسی شخص سے ملا تو یہ کر کے کہتا ہے: "اس سے ڈرو، اس کام کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ کام تمہارے لیے جائز نہیں ہے، چھب گ دن جب اس سے منازعہ کو منع نہ کرتا، اس کے ساتھ کھانا پیتا اور اشنا بیٹھا، جب انھوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے موافق کر دیے، اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانوں سے ان پر منت بھیجی، پھر فرمایا خدا کی قسم تم نہ دیکھی کا کہ دینا اور بڑائی سے روکا اللہ ظلم کرنے والوں کے ہاتھ پکڑنا اللہ اس کو حق کی طرف موڑ دیا، اور اس کو حق پر بھروسہ کرنا، ہم بدوؤں نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی بڑائی سے روکے تو پھر بڑے کام کرنے والے کے ساتھ بیٹھے دکھائے اور پیے۔

مکن حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا جائز ہے | قرآن مجید میں ہے:

یا ایہا الدین! اعدوا علیکم انفسکم لا یصرکم
من ضل اذا اھتد بتم۔ رما دہ ۵۰
اسے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر نہ کرنا
تو امامیت پر جو تو کوئی گمراہی نہ کرنا نقصان نہیں پہنچا سکتا
حضرت ابراہیم نے ایک خطبہ میں اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا کہ اس آیت کا غلط مطلب لیتے ہو ہم نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ کسی گمراہی کے واسطے کو دیکھیں، اور اس کے ہاتھوں
کو نہ کیڑیں، تو قریب سے اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرمائے، اور یہ شبہانی بیان کرتے ہیں کہ تم نے
ابو ثعلبہ خشتی سے اس آیت کے معلق روحی امور نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے
معلق سوال کیا تھا، آپ نے فرمایا کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ جو شخص کسی گمراہی کو دیکھے کہ بخل کی
اطاعت کی جارہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جارہی ہے، وہ یہ کہ زینج دی جا رہی ہے اور ہر شخص اپنی بات
پر اتر رہا ہے، اس وقت تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عدم کر چھوڑو، کیونکہ تمہارے بعد صبر کے پیام ہیں، ان پیام
میں صبر کرنا انگڑے پکڑنے کے مترادف ہے اس وقت میں ایک ٹل کرنے والے کو پچاس ٹل کرنے والوں کو بھروسہ
یہ حدیث اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اگر باوجود اس حدیث کے وہ حال ہیں، ایک حال وہ ہے جس
میں بڑائی کو بدنام کرنا اور اس کو شائبہ ممکن ہو، اس حال میں جس شخص کے لیے بڑائی کو سبب اتھول سے شائبہ ممکن ہو
اس پر اس بڑائی کو شائبہ ممکن ہے، اور اس کی کئی صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ وہ بڑائی کو تلواریں سے ملے
مثلاً ایک شخص اس کو کسی شخص کو قتل کرنے کا قصد کرے، یا اس کی بیوی سے

زنا کرنے کا قصد کرے، اور اس کو یقین ہو کہ زبانی منع کرنے سے وہ باز نہیں آئے گا یا بغیر اختیار کے اس سے جنگ کی (مثلاً قہر یا ٹکٹہ مارا) تب بھی باز نہیں آئے گا تب اس پر لازم ہے کہ اس کو قتل کر دے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تم میں سے جو شخص بُرائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائے" اور جو شخص بُرائی کر رہا ہے اگلا اس کو قتل کیے بغیر اس بُرائی کو مٹانا ممکن نہ ہو تو اس کو قتل کرنا اس پر فرض ہے، اور اگر اس کو ظن غالب ہو کہ بغیر اختیار کے بھی اس بُرائی کو مٹانا ممکن ہے (مثلاً قہر اور ٹکٹہ مارنے سے) تو پھر اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کو یہ گمان ہو کہ اب اگر اس کو بغیر اختیار کے مایا زبان سے منع کیا تو یہ باز آجائے گا لیکن بعد میں تنہی سزا سے باز نہیں آئے گا اور اس کو قتل کیے بغیر یہ بُرائی ہمیں مٹ سکے گی تو پھر اس کو قتل کرنا لازم ہے۔ ایک آدمی نے یہ علی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی جان یا مال یا عزت پر حملہ آور ہو تو وہ اپنی یا دوسرے مسلمان کی جان یا مال اور عزت بچانے کے لیے مزاحمت کرے اور اگر اس مزاحمت کے دوران وہ حملہ آور اس کے ہاتھوں مارا جائے تو اس سے شرعاً کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔ (سیدی غفران)

ابن ستم نے امام محمد سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی کا سامان چھین لیا تو تھپا سے لیے اس کو قتل کرنا جائز ہے حتیٰ کہ تم اس کا سامان چھڑاؤ، اور اس آدمی کو واپس کر دو، اسی طرح امام ابوحنیفہ نے فرمایا جو چور مکانوں میں نقب لگا رہا ہو تھپے سے لیے اس کو قتل کرنا جائز ہے، اور جو آدمی تھپا یا دھنک توڑنا چاہتا ہو (مذاہفت میں) تھپا اس کو قتل کرنا جائز ہے، البتہ شرطیکہ تم ایسی جگہ پر ہو جہاں لوگ تمہاری مدد کو نہ پہنچیں، اور ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے اس کا دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَقَاتِلُوا الَّذِينَ تَبَغُّوْا حَتَّىٰ تَبْغُوْا اِلَىٰ اَمْرِ اللّٰهِ

(احزاب: ۹)

اسی طرح حدیث میں سے آئمہ میں سے جو شخص کسی بُرائی کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے مٹائے، اس لیے جب کوئی شخص کسی بُرائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے خواہ بڑی کمرے والے کو قتل کرنا پڑے اور اگر وہ زبان سے منع کرنے سے باز آجائے تو اس کو زبان سے منع کرے، یہ حکم ہر اس بُرائی کے لیے ہے جو ظن الاطلاق کی جگہ پر ہو اور اس میں اصرار کیا جا رہا ہو مثلاً کوئی شخص مجتہد اور جبری ٹیکس وصول کرنے سے اور جب ہاتھ سے بُرائی کو مٹانا اور زبان سے منع کرنا ممکن نہیں، اس کی جان کو خطرہ ہو تو اس کے لیے سکوت جائز ہے اور اس وقت اس پر لازم ہے کہ اس بُرائی سے اور ان برائی کرنے والوں سے الگ ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

عَلَيْكُمْ اَلْفَسْكَوْلَ اِيْضَرُ كَهْ مِنْ حَنْدِ اِدَا

تم اپنی جانوں کی نگہ کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اہتدیلہ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب تک تمہاری بات کو قبول کیا جائے تم نیکی کا حکم دیا اور بُرائی سے روکو، اور جب تمہاری بات کو قبول نہ کیا جائے تو پھر تم اپنی جان کی نگہ کرو، اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی کا حکم دیتے رہو اور بُرائی سے روکتے

مردود حتی کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطلاع کی جا رہی ہے جو مال کی چیز کی جا رہی ہے، دنیا کو ترجیح دینی جا رہی ہے اور ہر شخص اپنی بات سے پر اثر رہا ہے تو چھوڑ دو، اپنی جان کی فکر کرو اور لوگوں کی فکر نہ کرو، چھوڑ دو، میں مدد نہ طلب کرے کہ جب لوگ امر بالمعروف اور نہی منکر کو قبول نہ کریں اور اپنی عیاشیات اور تفریح کی چیزوں کی طرف توجہ دیتے ہیں ان کو چھوڑ دینے کی کوشش سے دور رہو، اپنی فکر کرو، وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اور جب لوگوں کا یہ حال ہو تو چھاپ سے بڑی ہرٹو گئے کو ترک کرنا بہانہ کر دیا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے خود نیک ہونا ضروری نہیں ہے۔ علامہ ابو بکر رازی فرماتے ہیں کہ اگرچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے خود نیک ہونا ضروری نہیں ہے، لیکن قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَمَا مَعْرُوفٍ وَلَا نَهْيٍ إِلَّا كَمَا هُوَ عَادَ** اور جب ہر شخص لوگ میں فرمے کہ اگرچہ یہ باتیں تو بھلائی ہیں مگر وہی جو عادی ہے، اور میں فرمے کہ اگرچہ یہ باتیں نیک ہیں مگر وہی جو عادی ہے، بد کا کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی ایک دین کو ترک کر دے تو اسے دوسرے دین سے باقی نہ فضل سے ساقط نہیں ہوتے، کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو اس سے روزہ اور دیگر عبادت کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی، اس طرح جو شخص تمام بیکاریاں نہ کرے اور کسی برائی سے نہ رکنے لے تو اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے یہ باتیں سیکھیں ہیں کہ اگرچہ تمام نیکوں پر مل کر لیں حتیٰ کہ کوئی ایک باقی نہ بچے مگر ہم نے اس پر عمل کر دیا، ہر روز صبح سے چھین چکی ہوئی ساری دنیا بچے مگر ہم اس سے رک چکے ہیں تو اگرچہ اس وقت ہم سے بہتر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کی اجازت ہے، آپ سے زبان نیکوں کا حکم دو، خود تم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنی تمام ذلتوں سے بڑھ کر خواہ تم ہلائی سے نہ رکتے ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنی تمام ذلتوں کی افادگی کے مساوی قرار دیا ہے جس طرح حص و جہان میں تقسیم کے باوجود دیگر ذلتوں کا ذکر نہ ساقط نہیں ہوتا، اسی طرح بعض وجہات میں تقسیم کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فائدہ ساقط نہیں ہوتا۔

مستحباروں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فتنہ کہنے کا بطلان علامہ امتین نے فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگرچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو فتنہ کہنا جائز ہے، لیکن قرآن مجید میں ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِي تَنفِي حَتَّى تَفْزِيَ لِيْ اَمْرًا

جو جماعت نفوت کو سے میں سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ تہ کے سر کی طرف لوٹ آئے۔

اللہ

ان لوگوں نے یہ کہا کہ سلطان کے حکم اور جبر پر لکھا گیا ہے کہ سلطان کا غیہ اگرچہ جائز ہے تو اس کو قتل سے منع کیا جائے، وہ غیر مستحبار کے ہوتے ہیں کہ ان سے یہ لوگ بدترین مست ہیں، ہمارے درود

علامہ نووی خلوت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
 خلوت خلوت کہ معنی ہے اندھن بدین آنے والے بسے لوگوں کو کہتے ہیں اور خلوت بدین آنے والے اچھے لوگوں کو کہتے ہیں
 علامہ ابن مسطور نے بیان کیا ہے کہ خلوت کی جمع اغلات اور خلوت کی جمع خلوت آتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ ۖ وَلْيَذَكِّرَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ فِيهِ ۖ
 اہل ایمان کی ایمان میں ایک دوسرے پر
 تفیلت اور اہل یمن کی ایمان میں تر جیح

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی سرانشار
 کر کے فرمایا مگر ایمان اس طرف سے اور شقوت
 اور سنگدلی (مدیہ کہ ترقی جانب) رہید اور ضرر میں
 جو حکمت اونٹ پالتے ہیں اور اونٹوں کی دلوں کے
 نیچے ہنکتے ہوئے جاتے ہیں اس جگہ سے خیال
 کے دو سنگ نکلیں گے۔

۸۹۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ قُسَيْبٍ حَدَّثَنَا
 أَبُو سَامَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا بَنُو شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
 وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ دُرَيْسٍ عَنْ
 عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ حَابِدٍ ۚ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى
 حَبِيبٌ أَخْبَرَنِي ۚ وَابْنُ أَبِي حَتْمَةَ عَنْ
 ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ دُؤْدٍ عَنْ
 مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
 يَمَنٌ وَتَحْوِ الْيَمَنِ قَدْرُ الْوَيْلِ لِيَمَنِ
 وَبِالنَّسْرَةِ وَبِالنَّسْرَةِ فِي بَدَنِ بَدَنٍ
 — أَصْحَابُ أَذْنَابٍ لِيَمَنِ حَتَّى يَنْفَعَهُ قُرْبُ
 سُلْطَانٍ فِي رَمْعَةٍ وَفَقْرٍ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن آنے
 میں ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں اور نفقہ
 اور حکمت دونوں میں ہیں۔

۹۰۔ حَدَّثَنَا تَوَائِبُ بْنُ لَوْحٍ حَدَّثَنَا
 حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَامَ إِلَيْهِ
 أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ رُفْقُ الْوَيْلِ لِيَمَنِ تَعَابُ
 لَيْفَةُ يَمَانٍ ۚ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ

امام مسلم نے ایک سند بیان کر کے فرمایا
 کہ اس سے بھی اسی طرح روایت منقول ہے۔

۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا
 أَبِي سَلَمَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ وَثَّابٍ حَدَّثَنَا
 يَحْيَى بْنُ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَدَانَ عَنْ ابْنِ سَوَّابٍ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۔ علامہ بیہقی بن تریق نووی متوفی ۷۸۰ھ و شرح مسلم ج ۵ ص ۵۲، مطبوعہ دار محمد صحیح المطابع کراچی ۱۳۵۰ھ
 ۲۔ علامہ جمال الدین محمد بن کرم بن منظور، المغنی، متوفی ۷۴۰ھ، لسان العرب ج ۴ ص ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ
 ۹۲. وَحَدَّثَنَا ثَنَا عُمَرُو بْنُ الْقَيْدِ وَحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ
 قَارِئُ مَدَنِيٍّ يَعْنِي وَهُوَ ابْنُ بَرَاءَةَ بْنِ سَعْدٍ
 حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ تَكْرَارًا كَرَأْسُ الْيَمَنِ هُمْ أَصْحَابُ قُسُوفٍ وَأَمْرٌ
 أَنْبَدُهُ الْبَقِيَّةُ بِمِثْلِهِ لِحِكْمَةٍ بِمِثْلِهِ
 ۹۳. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
 مَالِكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ
 الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَنَحْوُ الْبَيْتِ فِي أَهْلِ
 الْغَيْبِ وَالْإِيلِ الْفَدَا دِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالشَّكِينَةِ
 فِي أَهْلِ الْعَقَمِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس
 الہ میں آئے ہیں ان کے دل سب سے زیادہ نرم
 ہیں اور فقہ اور حکمت میں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کا گڑھ
 اہلینہ کے مشرق میں ہے اور کفر اور کھوٹے
 اور اونٹ رکھنے والوں میں ہے اور غائب و بے
 بکریاں چرانے والوں میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان
 سے اور کفر اور کھوٹے کے مشرق میں ہے اور غائب و بے
 بکریاں چرانے والوں میں اور غائب و بے
 رکھنے والوں میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غرور اور
 تکبر اور اونٹ اور کھوٹے رکھنے والوں میں اور غائب و بے
 بکریاں چرانے والوں میں ہے۔

امام مسلم نے یہی سے ایسی ہی ایک سند
 بیان کر کے فرمایا کہ اس سند کے ساتھ روایت میں

۹۴. وَحَدَّثَنَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَثَنَا
 حُجْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَفْصَةَ قَالَ ثَنَا أَيُّوبُ
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَكَفْرٌ
 قَدْ شَرِّقَ وَالشَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْعَقَمِ وَالْعَقَمُ
 وَابْنُ فِي الْفَدَا دِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالْوَبَرِ
 ۹۵. وَحَدَّثَنَا ثَنَا حُرْمَةُ بْنُ تَعْنٍ أَخْبَرَنَا
 وَهْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي
 قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَنَحْوُ الْبَيْتِ فِي أَهْلِ
 الْغَيْبِ وَالْإِيلِ الْفَدَا دِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالشَّكِينَةُ
 فِي أَهْلِ الْعَقَمِ
 ۹۶. وَحَدَّثَنَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَثَنَا
 أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَثَنَا حُجْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

یہ اضافہ بھی ہے، یہاں اور حکمت مبینی میں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! میں نے تم سے سب سے زیادہ نرم میں، بہانہ اور عسکت مبینی میں عاجزی بکریا یا چاہنے والوں میں سب سے زیادہ نرم و دوسرے لوگوں میں سب سے کم تر قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سے ہاں میں سب سے زیادہ نرم و دوسرے لوگوں میں سب سے کم تر قرار دیا ہے۔

ایضاً ہم سے ایک در سند بیان کی اس میں آخری جملہ نہیں ہے۔

ایضاً ہم سے ایک در سند بیان کی وہ نکلیا کہ اس سند کے ساتھ روایت میں یہ لفظ مذکور ہے غور و فکر و تامل رکھنے والوں میں وہ عاجزی اور وہ نرمی رکھنے والوں میں سے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثقافت و سنگینی و مدینہ کے مشرق میں ہے۔ اور ایمان اہل حماز میں ہے۔

يَا سُبْحَانَ اللَّهِ ذَرُّكَ يَسْمَانِ تَعْلَمُ وَتَحْكُمُ يَحْيِي مَيِّتَةً

۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ أَنَّ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَبَيْنَ بَنِي نُوْحٍ مِيزَانٌ لَفُتِحَتْ لِبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَئِذٍ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. وَكَانَ بَنُو نُوْحٍ يَتَّقُونَ اللَّهَ وَيَتَّقُونَ النَّاسَ. وَكَانَ بَنُو آدَمَ يَتَّقُونَ النَّاسَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا مِيزَانٌ يَوْمَئِذٍ يَفْتَحُ لِلْبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. وَكَانَ بَنُو نُوْحٍ يَتَّقُونَ اللَّهَ وَيَتَّقُونَ النَّاسَ. وَكَانَ بَنُو آدَمَ يَتَّقُونَ النَّاسَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا مِيزَانٌ يَوْمَئِذٍ يَفْتَحُ لِلْبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ.

۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ أَنَّ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَبَيْنَ بَنِي نُوْحٍ مِيزَانٌ لَفُتِحَتْ لِبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَئِذٍ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. وَكَانَ بَنُو نُوْحٍ يَتَّقُونَ اللَّهَ وَيَتَّقُونَ النَّاسَ. وَكَانَ بَنُو آدَمَ يَتَّقُونَ النَّاسَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا مِيزَانٌ يَوْمَئِذٍ يَفْتَحُ لِلْبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ.

۹۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ أَنَّ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَبَيْنَ بَنِي نُوْحٍ مِيزَانٌ لَفُتِحَتْ لِبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَئِذٍ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. وَكَانَ بَنُو نُوْحٍ يَتَّقُونَ اللَّهَ وَيَتَّقُونَ النَّاسَ. وَكَانَ بَنُو آدَمَ يَتَّقُونَ النَّاسَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا مِيزَانٌ يَوْمَئِذٍ يَفْتَحُ لِلْبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ.

۱۰۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ أَنَّ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَبَيْنَ بَنِي نُوْحٍ مِيزَانٌ لَفُتِحَتْ لِبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَئِذٍ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. وَكَانَ بَنُو نُوْحٍ يَتَّقُونَ اللَّهَ وَيَتَّقُونَ النَّاسَ. وَكَانَ بَنُو آدَمَ يَتَّقُونَ النَّاسَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا مِيزَانٌ يَوْمَئِذٍ يَفْتَحُ لِلْبَنِي آدَمَ أَعْيُنُهُمْ لِيَرَوْا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ.

شیطان کے دو سینگوں سے کیا مراد ہے؟ نیز اس حدیث میں ہے کہ رمدینہ کے مشرق
علامہ ابی ماسک اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

مشرق سے مرویدینہ کا مشرق ہے و درود نجد سے اسی راج تہم کہ کے مشرق میں بھی نجد ہی ہے ، نیز
اس کی تائیکاس سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ : اے اللہ ! ہماری اور شام میں برکت دے ، صحابہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ !
ہماری نجد میں ؟ تیسری بار آپ نے فرمایا : اہل نجد سے اور طاعون مرگا ، اور شیطان کا سینک رہیں سے
نکلے گا ، ایک اور حدیث میں ہے اے اللہ مضر کو سختی سے پھیل دے ، اور مضر بھی نجد میں ہے ، نہ
صوبہ نجد میں ایک مقام ہے عینہ اسی جگہ سیدہ کنہہ پیدا ہوا اور اسی جگہ عمر بن عبدالمطلب ، نجدی پیدا ہوا ،
ادنان کی رہنے والوں کے ثقافت متزلزل ہوئے ، اور بہت فتنے ہی ہر موسم سے ہو سکتا ہے کہ اس
حدیث میں شیطان کے حدود سینکوں کا ذکر کیا گیا ہے ، اس سے مراد یہی دو شخص ہوں ۔

فقہ اور حکمت کی تعریفات | حدیث نمبر ۹ میں ہے: ابان اور حکمت میں سے
 ملازمہ ابی ماسی نے جو حدیث نقل کی کہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ابان یہاں
 سے، فقہ یہاں سے اور حکمت یہاں سے، ترجمہ مدارج المثل میں کے نسخہ میں فقہ کا لفظ نہیں ہے لیکن اس
 کے ساتھ ہر ملازمہ خودی کی تخریج ہے اس میں فقہ کا لفظ ہے۔

علامہ ابی ااسی کی تشریح کرتے ہیں
نقحہ کا لغوی معنی نچوڑا ہوا ہے۔ احکام شرعیہ پر غلبہ جبروت غلبہ سے حاصل کیے گئے ہوں۔
ادام ابو حنیفہ نے نقحہ کی تفسیر کی: نقحہ کا معنی نچوڑا ہوا ہے اور یہاں نقحہ سے مراد دین کی فہم
اور حکمت کا لغوی معنی ہے: نچوڑا ہوا ہے۔ اس پر یہ کہہ کر ہے، ابن عرب نے کہا ہر وہ مہم جو دین کی طرف
پہنچائے اور نقحہ اور نقحہ سے مانع ہو وہ حکمت ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا
الْمُؤْمِنُونَ وَأَنَّ فَحْبَةَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ شَجَرِ
وَأَنَّ إِفْتِدَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِحُصُولِهَا
۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے مومن
سے محبت کھنا ایمان کی علامت ہے اور
زیادہ سلام کرنا محبت کا سبب ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۵۰ - علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلف وشتانی ابن مالکی متوفی ۵۸۵ھ، اکمل کمال المستخرج ص ۵۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

٥- " " " اكمال الكمال المصنف ١٤٠

أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ
حَتَّى تُؤْمِرُوا وَلَا تُؤْمِرُوا حَتَّى تَقَابِلُوا وَلَا تَدْعُوا إِلَى
شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمْ شَوْءًا تَحَابَبْتُمْ أَفْشَوْا شَدَمَ
بَيْتُكُمْ

۱۰۳۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ
جَعْفَرِ بْنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ وَأَتَيْنَا نَفْسِي يَمِينَهُ لَا تَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِرُوا يَمِينُ حَدِيثٌ فِي
مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٍ

یسوں، سند سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایمان
نہیں ماؤ جنت میں داخل ہیں مگر اس وقت
تک میں اکال، نہیں ہو گئے۔ جب تک کہ
محبت نہ کیا کر دے گی میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں کہ
جس پر عمل کر کے تو ایک دوسرے سے محبت کرے
مگر، ایک دوسرے کو بہ کثرت، سلام نہ کرے۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان فرمائی، اور کہا
یہ حدیث اس سند کے ساتھ کچھ تغیر کے ساتھ منقول
ہے اس میں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت
میں میری جان ہے، جب تک بات نہیں لڑے
جنت میں داخل نہیں ہو گئے، بغیر حدیث اسی طرح

مسلمانوں کے درمیان حسن معاشرت کا بیان

وہ افعال جن کی وجہ سے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان
سے محبت ہو سکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیان فرمایا ہے میں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات کے وقت سلام کرنے میں پہلے
کرنا اگر وہ سلام کرے تو اس سے سلام کا جواب دینا جیسا کہ تم نے پر جب وہ الحمد للہ کہے تو یہ حکم اللہ تعالیٰ
بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا، اور اس کے بال بچوں کی خبر گیری کرنا، اور مدد کرنا، موت پر اس کے جنازہ میں ہونا
ہونا موت کے بعد اس کے حق میں مغفرت کا دعا کرنا اگر کوئی مسلمان قسم کھائے تو قسم پوری کرنے میں اس کی مدد کرنا
ہر حال میں اس کی خیر خواہی چاہنا، اس کی فیر عاجزی میں اس کے گھر کی حفاظت کرنا، اس میں اگر ناچاقی ہو جائے تو نہیں
دن سے زیادہ سلام و کلام نہ چھوڑنا، کسی زبانی، اشتہام لینے کی بجائے معاف کر دینا، جو مسلمان کسی دینی یا دنیاوی
مسئلہ کا علم نہ رکھتا ہو اس کو وہ علم سکھانا، چھوڑنے پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کرنا، اپنی ذات سے کسی مسلمان کو فخر و
تکلیف نہ پہنچنے دینا، ہر مسلمان سے عاجزی اور انکساری سے پیش آنا، ہر مسلمان سے سکڑتے ہوئے خوشگوار
حال میں ملنا، سچ بولے وعدہ وفا کرے، امانت ادا کرے، اپنے لیے جو پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی
کے لیے پسند کرے، اگر وہ مسلمان آپس میں ناراض ہوں تو ان کی صلح کرادے، کسی مسلمان کی غیبت کرے نہ چنل کہنے
نہ اس پر افتراء باندھے، نہ اس کے بابت میں بدگمانی کرے، نہ اس کے تنہی حوائج کی کھوج میں لگائے۔ اگر کسی مسلمان کے
عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کی پردہ پر لٹی کرے، بیماری، تنگ دستی یا کسی بھی ضرورت کے وقت پر اس کی مدد
کرے، مسلمان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو دشوار کام کے لیے نہ کہے بلکہ دشوار کاموں میں اس کی
مدد کرے، اس سلسلہ میں اپنی جان اور مال سے دریغ نہ کرے، مال سے خدمت کرنے کے تئیں مہربان

مَنْعَةً وَأَبَى بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ
بْنِ جَهْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَرُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
أَبَى بَكْرٍ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَكَانَ
الشَّهْبَةُ وَكَانَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شَرِيفٍ -

۱۱۳- وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ لَحْلَوِي قَالَ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
بْنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سَبِيحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَّارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُصَيْنٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۱۱۴- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَكَانَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمُعِزِّ بْنُ يَعْنَى الْقَدَّادُ وَدُرَّةُ بْنُ نَعْلَانَ وَبَيْنَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۱۱۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَدَى
الرَّزَّاقُ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ مُنْجِيٍّ عَنْ
أَبَى هُرَيْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
هَؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
وَصَفْوَانَ بْنِ سَكِينٍ نَسَبُ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ
الثَّامِسُ إِلَيْهِ هَهُوَ أَبُورَاحَةَ فِي حَدِيثِ هَؤُلَاءِ
يُؤْنَعُ إِلَيْهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ
حِينَ يَنْتَهِيهَا وَهُوَ مُرْمَرٌ وَكَانَ أَبُو يَحْيَى
أَحَدُكُمْ حِينَ يَحْكُمُ وَهُوَ مُرْمَرٌ فَابْتَدَأَ
قَرَأَتْ كَلَامَ -

۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ قَالَ ابْنُ
أَبَى عَدَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ دَاوُدَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ نِسَاءً حِينَ يَرْنِي وَهُوَ مُرْمَرٌ
مُورًا يَسِيرُ الشَّيْءُ حِينَ يَسِيرُ وَهُوَ مُرْمَرٌ

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کی ہے یہ حدیث
بھی حضرت ابو ہریرہ پر ختم ہوئی۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کی ہے یہ روایت
بھی حضرت ابو ہریرہ پر ختم ہوئی ہے (ابن ہریرہ مقصد یہ
ہے کہ یہ روایت ان دونوں سے بھی ثابت ہے)

امام مسلم ایک سند بیان کر کے فرماتے ہیں
صفوان کی روایت میں یہ غلط نہیں ہیں کہ وہ شخص رگڑ
کے سامنے لوٹے اور جام کی روایت میں ہے کہ
وگڑوں کے سامنے لوٹے اور یہ اضافہ بھی ہے کہ
کوئی شخص حالت ایمان میں کسی کے مال میں نیابت
نہیں کرنا لہذا ہم ان تمام کاموں سے احتراز کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص حالت
ایمان میں نہ لٹا نہیں کرتا اور نہ کوئی شخص حالت ایمان
میں چوری کرتا ہے اور نہ کوئی شخص حالت ایمان
میں شراب پیتا ہے لیکن ان افعال کے باوجود

١١٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَثَوْبٌ وَفَتِيهٌ بْنُ
سَعِيدٍ وَهَلْفُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
بْنُ حَقِيقٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَهْلٍ قَالَ قَالَ بَنُو
مَالِكٍ بْنُ كَيْدَمٍ عَنْ أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَنَافِقُ سَتُادَّخَثُ كَذِبَ وَ
وَاقِدًا حَلْفٍ وَرَادَّ شَيْمٍ خَارٍ

١٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُو نَدْرَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ
أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَعْدَةُ
بْنُ سَيْدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ يَعْقُوبَ بْنِ مَوْيٍ لَحْرَوِيٍّ
عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةً مِنْ مَنَاقِبِ
نَدَاتِهِ إِذْ حَدَّثَ كَذَلِكَ وَهُوَ حَسْبُ الْمَنَاقِبِ

ثَلَاثَةً إِذْ حَدَّثَ كَذَبَةٌ - حَدَّثَتْ عَمِيَّةٌ مِّنْ مُّلَّةٍ - أَخْبَرَنِي حَدَّثَنَا عَمِيَّةُ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَيْسِ بْنِ سُوَيْدٍ وَابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ
يَعْقُوبَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ
وَصَلَّى وَرَعَمَ آتَهُ مُسْلِمٌ -

١٢٢. وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ كَرْبَلَاءَ قَالَ حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ دُرِّ بْنِ أَسَدٍ عَنْ هِنْدِ بْنِ بَعْثَبَنْ عَنْ مُعْتَبِرِ بْنِ وَهَّابٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ رَسُولٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ وَكَانُوا يَحْمِلُونَ رِجْلَيْهِ يَخْبِي ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَدُوِّ وَكَانَ كَرِيمًا وَكَانَ صَادِقًا وَصَدُوقًا وَرَعَاهُ اللَّهُ مُسْلِمًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کبھی شایع نہیں کیا جس بات کو کہے تو جھوٹ ہو، اور وہ کہے تو حقیقت ہو۔

حضرت برہنہ شاہی سداۃ بیات گمشتہ میں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں کو نہیں غلام
ہیں، چاہے ہاتھ گروے، زچھوت جوئے و مدہ کرے
فرمانے غلام کرے و نہ گروے کہے، اس بات
رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا کہ اس
... سے یہ بات میں یہ ... سے ... کی ...
... میں ... اور ... اور ...
... مسلمان سمجھتا ہو۔

المسلم سے کہ وز ستم کا شاک جواہر پرہیزگار
سے سے میں میں سے شاد سے کرتے وہ نہار پڑھنے اور
رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔

میں جصلتوں میں منافق کی علامتوں کے انحصار کی وجہ

علامہ ہدایہ بن عبدی حنفی لکھتے ہیں:

منافق کی مدتوں کو تین میں منقسم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ثواب اور عذاب کا ملازمین چیزوں پر ہے نیت، قول اور فعل، اور منافق میں یہ تینوں چیزیں دوسرے نیت کا فساد اس میں ہے کہ جب منافق وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، کیونکہ وعدہ کی خلاف ورزی اس وقت قابل مذمت ہے جب وعدہ کرتے ہی دل میں اس کے خلاف کرنے کی نیت کرے، لیکن جب وعدہ کرتے ہی اس کے پورا کرنے کا عزم ہو، بعد کو ناخوش آئے کسی وجہ سے اس کی اسے بدل جانے سے فوج

صفت نفاق نہیں ہے، کیونکہ ہر ان کی رعایت میں اس طرح ہے:

اد اودعوا وهو يحدث نفسه انه يخلف
 علماء نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی انسان وعدہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ اس کو پورا کرے۔ وہ وعدہ کرے گا۔
 نہ کرنا کہ وہ قہر میں ہے، اور مستحب یہ ہے کہ جب وعدہ کرے تو اس کے ساتھ "ان شاء اللہ" کہہ دے تاکہ
 وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں صورت کذب کا نہ تکب نہ ہو اور جب کسی شخص کو معاویہ کی دھمکی دی ہو وہ دھمکی
 پورا کرنے میں کوئی خرابی نہ ہو تو اس دھمکی کو پورا نہ کرنا افضل ہے اور قول کا نفاذ یہ ہے کہ جب منافق بات
 کرتا ہے تو جھوٹ برتا ہے اور فعل کا نفاذ یہ ہے کہ منافق اس کے پاس جب امانت رکھتی جاتی ہے تو وہ
 اس میں خیانت کرتا ہے خواہ یہ ہے کہ منافق کی نیت قول اور فعل میں فساد ہوتا ہے۔

ان تین خصلتوں کے منافقوں کی علامت ہونے کی وجہ | جن تین چیزوں کو اس حدیث میں منافق کی علامتیں

قرار دی گئی ہیں، اذلت ان خان میں بھی پائی باقی ہیں جو اس حدیث سے متعلق ہیں اور اس کے رسول صل
 اللہ علیہ وسلم کی صدق کرنا ہے، حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا نہ نفاق کا، اسی وجہ
 سے علماء نے اس حدیث کو حسب دلیل ترجیح دی ہے۔

(۱)۔ یہ تین خصلتیں نفاق کی علامتیں ہیں اور جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گے وہ منافق کے مشابہ ہوگا، اور ان کے
 اوصاف سے متصف ہوگا کیونکہ نفاق باطن کے خلاف ظاہر کرنے کے لئے ہے اس لئے ان تین خصلتوں میں
 باطن کے خلاف اظہار ہوتا ہے۔

(۲)۔ جس شخص میں کٹر و جہل نہ ہو بلکہ پائے باطن وہ منافق ہوگا اور جس شخص میں کبھی خصلتیں پائی جائیں وہ منافق نہیں ہوگا۔

(۳)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خصلتوں کو ہمیشہ کرنے و رکھنے سے ڈرانے کے لئے یہ فرمایا ہے کہ یہ منافق کی
 علامات ہیں جس طرح حدیث میں ہے:

انت جرحا جرحوا انت توهم لعلی متی
 قراؤہ۔
 کے کثرت ناری منافق ہیں۔

اس حدیث کا مطلب نہیں ہے کہ تمام تاجر جھوٹ برتتے ہیں اور اکثر قاری دیکھا دے کے یہ قرآن
 مجید پڑھتے ہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی کہ منافق کا اظہار کر دے۔

(۴)۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں نفاق اعتقاد یعنی انسان کے دل میں کفر ہو مگر زبان سے بیان کا اظہار کرے،
 اور نفاق عمل یعنی ظہر میں اس کا ان دین کی حفاظت نہ کرے اور لوگوں کے سامنے اس کا ان دین کا بدی
 ادا کرے، بلکہ رخصہ کا نفاق ہے۔ اور اس حدیث میں اس قسم کا نفاق مراد ہے۔

(۵)۔ یہ حدیث ایک خاص منافق کے متعلق ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ یہ حدیث
 نہیں فرماتے تھے کہ نہ تو شخص منافق ہے بلکہ اللہ رو اور کیا یہ ہے فرماتے تھے، اسی طرح یہاں بھی
 اس منافق کا ذکر اس میں باطن مد نے دل مد میں کے ساتھ فرمایا۔

سَمَاعِلُ بْنُ جُعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ رَأًةً سَمِعَهُ
ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيُّهَا امْرِئِي قَالَ يَحْيَى يَا كَافِرٌ فَقَالَ يَا مَرْيَمُ أَهَذَا
إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا مَرَجَعْتُ عَلَيْكَ -

۱۳۵- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
بَقْدِ بْنِ عَبْدِ كَرِيمٍ حَدَّثَنَا فِي حَدَّثَنَا حُسَيْنُ
بُخَارَى عَنْ ابْنِ بَرِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ بَعْمَنٍ أَنَّ
رَسُولَهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَبَسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
لِغَيْرِ بَيْتِهِ وَهُوَ يَخْلَعُ رَاكِعًا وَفِيهِ دُجْرَانِيصٌ
لَهُ فَلَيسَ مَدَّةٌ وَبَيْتُهُ أَصْفَدُ لَمْ يَنْزَلْ وَمَنْ
دَعَا رَجُلًا بِأَخِيهِ قَاتَلَ - وَآلَهُ وَرَبَّ يَسْ
كَذَلِكَ لَأَعَادَ عَلَيْهِ -

کفر دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور مڑے گا۔ اگر
وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر
کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے علم
کے باوجود اپنے نسب کے خلاف کسی اور سے
نسب قائم کیا اس نے کفر کیا اور جس شخص نے
دوسرے کی چیز پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے
وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ اور جس نے کسی شخص کو کافر
بائشمنِ خدا کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر
اس کی طرف لوٹ آئے گا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی کہتے ہیں:

بعض علماء نے اس حدیث کو مشکلِ عادیث میں

مسلمان کو کافر کہنے والے کی تکفیر کی توجیہات

شمار کیا ہے کیونکہ اس حدیث کا معنی مراد نہیں ہے اس میں یہ حق کا مذہب یہ ہے کہ قتل، زنا اور
اسی طرح دوسرے کبیرہ گناہوں کے وجہ سے مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاتی، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مسلمان
بھائی کو "اے کافر" کہے تو اس کا یہ اعتقاد ہو کہ دین اسلام باطل ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی
جائے گی اس وجہ سے اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات کی جاتی ہیں:

- (۱)۔ جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر کسی مسلمان کو اسے کافر کہے وہ کافر ہو جائے گا۔
- (۲)۔ جو شخص مسلمانوں کو بہ کثرت کافر کہے گا اس وقت تک کہ وہ خود تان کا کافر ہو جائے گا۔
- (۳)۔ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے وہ درحقیقت خود کو کافر کہہ رہا ہے کیونکہ جس کو کافر کہہ رہا
ہے اس کے عقائد اسی کی مثل ہیں اور وہ اسی کی طرح مسلمان سے ہے۔
- (۴)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو اس کی تکفیر کا گناہ اس کی طرف لوٹے گا۔
- (۵)۔ اگر کوئی شخص نے مسلمان کو بطور سب و شتم کافر کہا تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر مسلمان کو اس کے اسلامی عقائد
کی وجہ سے کافر کہا تو پھر یہ کفر اس کی طرف لوٹ جائے گا۔
- (۶)۔ قاضی عیاض نے امام مالک بن انس سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث خوارج پر معمول ہے جو مسلمانوں کی تکفیر
کرتے تھے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ باقی اہل بدعت کی طرح خوارج کی بھی تکفیر نہیں کی جاتی۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوالی ۵۶۷ھ، مسند احمد ج ۱، ص ۱۳۵

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

میتذین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ

متکلمین کا ایک قول ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور ان کا دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہنا، روایت باری تعالیٰ کو محال کہنا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو سب کرنا یا امت کو کرنا کفر سے، ان دونوں قولوں میں تطبیق مشکل ہے۔

والجہد بین قولہم ۲ یکفر احد من اهل القبلة وقولہم یکفر من قال بخلق لقولہ او استحالة الرویة، وسب نشیئہ اولعینہما وامثال ذلك مشکلی

علامہ عبدالعزیز پراری، اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کے تین جواب دیے گئے ہیں:

۱۔ تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے موافق متکلمین کا مذہب ہے، ملتی (مشتق) میں امام، مظلوم سے بھی یہی مذہب مروی ہے، ۲۔ تکفیر نہ کرنا فقہاء کا مذہب ہے، لہذا دونوں قولوں کے قائل الگ الگ ہیں۔ ۳۔ کتاب و سنت کے دلائل قطعیہ اور اجماع سلف کی، اس پر دلالت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور روایت باری واقع ہے، اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فتنی تھے، لہذا ان کو شرف عظیم حاصل ہے، سو جو شخص ان امور کا انکار کرے اس کو اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ جن علماء نے تکفیر کی ہے، وہ تہدید و تہذیب پر محمول ہے اس کا ظریعہ مری مری مراد نہیں ہے۔ ۵۔

نافی یہ ہوئی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ مقدمہ کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، شیخ اشعری نے بیان کیا ہے اور اکثر فقہاء نے، اس کی موافقت کی ہے، ملتی (مشتق) میں امام ابو حنیفہ سے بھی یہی مروی ہے، اور دوسرے فقہاء نے اس مقدمہ کی موافقت نہیں کی اور انھوں نے کہا کہ ہم شیعوں اور معتزلوں کی تکفیر کرتے ہیں چرکہ دونوں قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اس سے ان میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ ابن ہمام اس بحث میں لکھتے ہیں:

وعدہ ان حکمہ مکفر من دکرہ من ہوں جہان کہ عم نے جواب اہواء امثال حضرت اردھواء مع ما ثبت عن فی حبیبہ و ستہی ابو بکر کی امامت کے منکرانہ ان سب کرنے والے

۱۔ علامہ سعد الدین سعیدی رحمۃ اللہ علیہ، تہذیب و تہذیب، ص ۱۲۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

۲۔ مولانا عبدالحق دہلوی، تہذیب و تہذیب، ص ۱۵۷، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ۔

۳۔ مولانا عبدالحق دہلوی، تہذیب و تہذیب، ص ۱۵۷، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ۔

ولا يخفى انه يمكن ان ينزل في دفع
الاشكال ان جزمهم ببطلان الصلاة
خلفهم احتياطاً لا يستلزم جزمهم
يكفرهم -

(القول) وان المراد بعدم تكفير احد
من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا
يكفر ما لم يوجد شيء من ما رت يكثر
وعلا ماته ولما يصدر عنه شيء من
موجباته -

(القول) واختلفوا ايضا هل يكفر
للمخالف للحق بذات رادقاده وبقوت
به على وجه الاعتماد ام لا وذهب الاشعري
واكثر صحابه الى انه ليس بكفر و به
يشعر ما قاله الشافعي رحمه الله لا ارد
شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
استحلوا لهم كذب و في السنة
عن ابي حنيفة رحمه الله لم يكفر احدا
من اهل القبلة وعليه اكثر الفقهاء و
من اصحابنا من قال يكفر المخالفين
وقال قد ما المعتزلة يكفر القائل
بالصفات القديمة و بعض رعا
الاستاذ ابو اسحاق نكفر من يكفر فاد من
لا فلا واختار الرازي ان لا يكفر احد من
اهل القبلة و قد اجيب عن الاشكال
بان عدم التكفير مذهب المتكلمين
والتكفير مذهب الفقهاء فلا يتحد
القائل بالتقيضين فلا محذور ولو
سلم فيجوز ان يكون للتقليد في رد
ما ذهب اليه المخالفون والاول لاحترام

یہ بات مخفی نہ ہے کہ اس اشکال کو دور کرنے کے
لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ رد نفی وغیرہ کی اقتداء میں نماز
کے باطل ہونے کا حکم احتیاطاً ہے، اور یہ ان کے
کفر کو مستلزم نہیں ہے۔

مشکلیں نے جریہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اصل سنت
کے نزدیک اصل قیام میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائیگی
یہ اس وقت سے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ
پائی گئی ہو ورنہ ان سے کوئی نیز موجب کفر صادر ہوگی
اور

اس نے اختلاف سے کہ جو شخص اعتقاد حق کا مخالفت
مواو اس کا اعتقاد سے قائل ہو یا اس کی تکفیر کی
جائے گی یا نہیں، امام شافعی اور ان کے اکثر صحاب
کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، امام تہامنی کا
یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ میں غلطیہ کے
علاقہ بنی اہل مورہ کی تہادوت کو مسترد نہیں کرتا، چنانچہ
کی تہادوت اس لیے مسترد کرتا ہوں کہ وہ تہادوت کو
ملاں تو روایتیں میں ہفتوں تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
سے منقول ہے کہ اہل قیام میں سے کسی کی تکفیر نہیں
کرتے کہ نقد بکا ہی مختار سے اور اہل سنت
میں اب سے نمایاں کی تکفیر کی ہے اور قدیم معتزلہ
اس کی تکفیر کرتے تھے جو ہندوئال کی صفات کو قدیم
مانتے تھے، اور شافعی ابو اسحاق نے کہا جو تہامنی
تکفیر سے گامد اس کی تکفیر کریں گے، اور ہر ہامد
تکفیر سے گامد ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے، ہامد رزی
کا مختار یہ ہے کہ اہل قیام میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی
جائے، اور اس اشکال کا یہ جواب بھی ہے کہ رد نفی
وغیرہ کی تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے نہ تکفیر
کرنا فقہاء کا مذہب ہے، سوان دو متضانی قروں
کا قائل ایک نہیں ہے، اور اگر قائل ایک ہو تو تکفیر

شأن اهل البصرة فانهم في الجملة
معنا موافقون له

معاخین کے روک دوجہ سے تلفیظ پر محسوس ہے اور
تکلف نہ کرنا اس کے اہل قبلہ ہونے کے احترام کی وجہ
سے ہے، کیونکہ یہ لوگ بعض امور میں ہر حال کے
موافقی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۵ میں ہے: جس نے غیر کے مال پر دعویٰ کیا وہ حد میں سے نہیں ہے، اس کی تشریح یہ ہے
غیر کے مال پر دعویٰ کرنے کا حکم | جس نے غیر کے مال پر حلال سمجھ کر دعویٰ کیا تو ہم میں سے نہیں ہے
حلال نہیں سمجھا تو مطلب یہ ہے وہ سمجھے بلکہ سمجھ نہ میں سے ہیں یا سال محمدہ کا مال نہیں ہے یا وہ ہماری
اپنی مائتیں رکھنے والا نہیں ہے۔

جو شخص نام کے باوجود اپنے باپ کے نسب
سے انکار کرے اس کے بیان کا بیان

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيهَانٍ مَنْ رَدَّ
عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ
کے نسب کا انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے
باپ کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

۱۲۶۔ حَدَّثَنِي هُرَيْرٌ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَدَّ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَنْتَسِبُ إِلَيْهِ فَقَدْ كَفَرَ.

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جب نے باپ کے کمال
میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ
کا نسب انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے باپ
کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

۱۲۷۔ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَدَّ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَنْتَسِبُ إِلَيْهِ فَقَدْ كَفَرَ.

عَلَيْهِ قَالِهِ وَسَلَّمْ

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَحْنُ
يَحْيَى بْنُ زَكِيٍّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو مَعَاذٍ
عَنْ عَائِشَةَ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
كَتَبَ يَقُولُ مِمَّا مَعَهُ ذُنَى وَ دَعَا قَلْبِي إِلَى
مُحَمَّدٍ أَصْلَى لِلَّهِ عَزَّ وَ سَلَّمَ يَقُولُ مِنْ دَعَا
إِلَى عِبَادَتِهِ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّ عَزَّ وَ جَلَّ لَا يَنْفَعُهُ
عَلَيْهِ حَقَّامٌ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سننا ہے۔
حضرت ابو بکر و رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور میں نے
دل میں یاد رکھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص نے اپنا باپ کسی اور شخص کو بنایا
حارک و جانتا تھا کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس
پر جہنم حرام ہے۔

استلحاق زیاد کا بیان | زیاد حضرت ابو بکر کے ماں مائے حانی تھیں ان کی دودھ مانہ باطیت میں مارا
من کلمہ و بسبب کی روٹی تھیں ان کا نام میرہ خا اسی کے پاس میرہ کے بطن سے ابو بکر
پیدا ہوئے پھر عاریت نے میرہ کی شادی اپنے ایک بڑا کردہ غلام سے کر دی۔ ابو سفیان اپنے کسی کام سے عارف
کے گھر گئے تھے انہوں نے میرہ سے اس بات کا اعلان کیا جس بارے کے نکاح زمانہ باطیت میں منع تھے۔ اور اس سے
مباشرت کی اسی مباشرت کے نتیجہ میں زیاد پیدا ہوئے اور میرہ نے زیاد کو بر سفیان سے منسوب کیا خود ابو سفیان
نے بھی اس نسب کا اقرار کیا تھا مگر فضیلہ غلام پر۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور زیاد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو زیاد نے
مصلحہ بن عبیدہ شیبانی کو متفر کیا کہ وہ حضرت معاویہ کو بر سفیان کے پاس سے لے آئے ہیں اور حضرت معاویہ کی رائے بھی
تھی کہ زیاد کو اپنے نسب کے ساتھ راجع کر کے انہیں اپنی طرف مائل کر دی چنانچہ انہوں نے اسے گروہ طلب
کیے جو اس بات سے واقف ہو کر زیادہ کا نسب بر سفیان سے لے آئے تھے جو چاہے چنانچہ بعض کے باشندوں
میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ میں کثیر شیبان مل کو یہ بات ناگوار تھی حتیٰ کہ ان کے بھائی بر بکرہ
ہیں اس استلحاق کو ناپسند کرتے تھے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا استلحاق میں لیے کیا تھا کہ زمانہ باطیت میں نکاح کی بہت سی قسمیں تھیں
ان سب قسموں کو توڑ کر کرنے کی ضرورت تھی۔ ان میں سے ایک قسم یہ تھی کہ کسی عورت سے بہت سے لوگ
مباشرت کرتے تھے جب جب وہ حاملہ ہو کر بچہ جہتی تو اس بچہ کو جس کی طرف چاہتی منسوب کر دینی سو وہ سب تھیں
قرار پاجاتا۔ اسلام نے نکاح کے اس طریقہ کو خاتم قرار دیا لیکن نکاح کے حامل طریقوں میں سے جس طریقہ سے
بھی گئی بچہ کسی باپ کی طرف منسوب ہو رہا۔ اسلام کے بعد بھی اس کو اسی نسب پر برقرار رکھا گیا اور ثبوت نسب کے
مسائل میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔

۱۔ علامہ عبد الرحمن بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ و تاج الدین ابن عسکری متوفی ۷۸۸ھ و تاج الدین ابن عسکری متوفی ۷۸۸ھ

۲۔ علامہ ابن اثیر متوفی ۷۴۰ھ و تاج الدین ابن عسکری متوفی ۷۸۸ھ و تاج الدین ابن عسکری متوفی ۷۸۸ھ

حافظ ابن حجر مستطانی لکھتے ہیں:

حضرت معاویہؓ نے صحابہ میں زیادہ کو اپنے نسب کے ساتھ حق کیا اور اس بات کو زیار بن اسامہ مکرماؤی، ایک بن ربیعہ سہلی اور منذر بن زبیر رضی اللہ عنہم نے شہادت دی تھی، ہر اُن نے اس واقعہ کو اپنی مختلف سندوں سے روایت کیا ہے۔ درگراہوں میں منذر جہزری ناموں کا اضافہ کیا۔
جوزیرہ بنت ابی سفیان، مسور بن قوسہ ابی اہلی، بن ابی نصر اشعثی، زید بن نفیل اور زویہ شعبہ بن مسلم لمازلی، بنو عمر بن شعیبان کا ایک شخص اور بنو حنیفہ کا ایک شخص ان سب نے ابو سفیان کے بارے میں گواہی دی کہ زیار بن اسامہ کا بیٹا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مضبوط بات یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کو تسلیم کیا۔ آپ نے زیادہ کے نام خط میں بھی

عن عائشہ ام المومنین لی زیار بن ابی سفیان مکت

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابو سفیان کے بیٹے زیادہ کے نام۔

صحابہ کرام میں سے جن بعض حضرات کو اس نسب کو قبول کرنے میں تامل تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو سفیان نے اس نسب کا اقرار برسر عام نہیں کیا تھا بلکہ خفیہ طور سے دس گواہوں کے سامنے بیان کیا۔ جن میں بعض صحابہ کرام بھی شامل ہیں لیکن جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دس گواہوں سے یہ نسب ثابت ہو گیا اور ام المومنین نے اس کی تصدیق کر دی تو وہ اس معاملہ میں بالکل پاک دامن میں جو لوگ اس معاملہ میں حضرت امیر معاویہ پر طعن کرتے ہیں انھیں خوف خدا کرنا چاہیے۔

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ
اس کا بیان کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ یہی کتاب ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کیا تم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے خود سنا ہے کہ وہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا
بْنُ مُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَهْبَةَ
بْنُ سَفْيَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ بَنِي بَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

کہتے ہیں، بروائی نے کہا: ہاں۔

تَدْعِيهِ دَالِيَهُ وَسَلَوِيَّابُ سُمَيْعِي تَسُوُّوْا
قَتْلُهُ كَقَتْلِ رُبَيْدٍ قَدْ نُسِيتُ بِرَبِّي وَآبِي
أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ يَوْمَ دُعِيَ عَنْ رُبَيْدٍ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ دُعِيَ
فِي حَدِيثٍ شُعْبَةَ قَوْلِ رُبَيْدٍ بِرَبِّي وَآبِي

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے یہ فرمایا
اس سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۱۳۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَمْدُ بْنُ
مُتَلِّقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ سُلَيْمَةَ بْنِ قَتَادَةَ
وَحَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَمْدُ بْنُ
مُتَلِّقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ سُلَيْمَةَ بْنِ قَتَادَةَ
عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ وَاسْلَوِيَّابُ

حدیث نمبر ۱۲۹ میں سے مسلمان کو نہ کہہ کرے۔

فسق کا بیان

فسق کا لغوی معنی خردی یعنی نکلا سے ہے اور اصطلاح میں یہ کسی شخص کو کہتے ہیں جو
گناہ کبیرہ کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکل آئے گئے گناہ کبیرہ فحش کے ترک اور تمام کے ارتکاب کہنے
ہیں۔ فسق کے تین مراتب ہیں:

۱۔ تغابی: گناہ کبیرہ کو بڑے جانتے ہوئے گھج گھج شامت نفس سے گناہ کرے۔

۲۔ انہیک: گناہ کبیرہ میں مذمت محسوس کرے اور اس کا عادی ہو جائے۔

۳۔ جہود: گناہ کو صلیح اور بہتر سمجھنے لگے اور اس کو سمجھ کر کرے۔ جب زمان فسق کے اس مرتبہ
پر پہنچ جاتا ہے تو اگر کسی میں جہود ہو جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ حرم ظہریٰ مومنہ اسلام سے خارج ہو کر کافر
ہو جائے گا وہ دگر میں ہو تو کفر تہ نہیں ہے لیکر ذلت ہے۔

مسلمان کو ناحق کا رو دینا حرم سے سی طرح مسلمان کو ناحق قتل کرنا حرم ہے۔

مسلمان سے قتال پر کفر کے اطلاق کی توجیہ

حدیث نمبر ۱۲۹ میں جو اس کو کفر سے تعبیر کیا ہے یہ اس صورت پر محمول ہے جب کوئی شخص مسلمان کہنے
قتل کو محال سمجھ کر اس کو قتل کرے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے یا یہ کہ ناحق مرنے والے کا کفر تک
پہنچا جاتی ہے۔ یا کفر بعض کفران نفی سے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نہیں دیا جیسا کہ فیہ فیہ کہ جواں کیا
تھا یہ اس کی ناشکری کہنا ہے۔

واقعہ خروانی، شامی، ورنیس و غیرہ منقذ ہوتی سے، اور عند قرائن حقائق و بیان خصوصیات، اسلام کے بعد فضائل اہل بیت، مصائب و واقعات کربلا پر تقریر شائع کرتے ہیں، پھر پچھ کر باکھڑے ہو کر نوحہ خروانی و سینہ زنی یا ماتم بھی کرتا ہے، اہل سنت ظہارت نامہ و مدد کر بلا کھتی یا دوسے پڑھتے ہیں۔
اس سلسلے میں ترمذی کے لیے حسب ذیل وفات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ جنگ اکابر (۳۱ھ) میں حرب حضرت عمر بن عبدالمطلب و دوسرے صحابہ شہید ہوئے ترمذی نے
صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدوں پر روئے دلوں کی توبہ سن کر فرمایا: "لیکن تمہارے پر روئے والے کوئی ہیں
یہ سن کر سعد بن مسعود و اسد بن خنیس نے بنی عبد مناف میں روئے دلوں سے متذہب و علم کے یہاں
پہنچے وہیں تجسروں نے جناب محمد پر اذکار کا رول سن لیا۔ (حدیث ۴۲۵) ص ۱۰۰، کتاب سنن
لائیڈن ص ۳۱)؛

۱۲۔ اہل بیت کے شہداء بن عباس کا قصہ کو خواب میں سر بر ہنہ دیکھنا اس طرح کہ آپ کے ہاتھ میں
سٹیفی سے جس میں عروق سے یا آئینہ کی وفات کے بعد بریدہ بن عقیب کا اجر حضرت اسامہ دلی
مہم میں صاحب لڑا، تھے، لواء ذکر و ذکر و مبارک پر غیب کو آواز، سب نبی میں مفتح مذکر و بر و صبح میں:
راحت مشکوٰۃ طبع دہلی ۱۳۲۱، ص ۵۴، باب ساقب الہ بیت، باب ۱، و ہی کتاب، ص ۵۶۰، نام احمد
بن حنین: مسند طبع قادیان مصر ۱۳۲۱، ص ۹، ترمذی کتب ۱۸۹۲، ص ۲۲۲: ۲۲۳، بیابح، لمؤذ، ہمنی، باب ۱۰،
ص ۱۰۲۶۵، ج ۱، ہی الزمر، طبع ایران ۱۳۶۰، ص ۱۶۹، باب خبر اللہ زیاد و نہیں ابترھا دتے؛
بن الاثیر دلال طبع سوم، ۱۳۵۴، ص ۳۰۳، ۳۰۴، منتقل من نا، ص ۱۰۶، ص ۱۰۷، ہی لہ حدیث شرب نج بونہز
مصر ۱۳۵۴؛

۱۳۔ شہادت اہل سینہ بدر اسلام کے بعد مدینہ میں جناب تم جنین و در جناب عباس بن علی جنت النقیع
کے قبرستان میں تشہیف لے جاتی تھیں، و اس نے چار بیڑے کہ شہدائے کربلا میں شامل تھے، لڑکے
کو کے انتہائی کوشش سے روکا کرتی تھیں، گویا جو ہاتھ سے تھے و بعض سن سن کر روئے بہتے
تھے (مقالہ العالیین، مصر ۱۹۴۹، ص ۱۵)؛

۱۴۔ امام زین العابدین، و محمد باقر، امام جعفر صادق، امام علی رضا اور دوسرے ائمہ محترم کا چاہہ و کچھ کویز و اور
و سو گری کرتے تھے، بکھار نو، ۱۳۶۰، ص ۲۶۸، و صدق، ص ۳۸، و ۱۹۹۱)؛

۱۵۔ ابو ابراہیم و قتل ۶۹ھ، مدینہ بن تشہد کسیت، بود و سہل (جہاں) فرزدی، و سہل و غیرہ نے جماعاً
میں مرثیہ پڑھے، ان ائمہ بل میت نے نہیں لے دیے، اور ان کے مرثیوں کو سن کر گریہ فرمایا، و مطلق
محرقة، ص ۱۱۵، تاریخ الشیعہ، طبع نجف، ص ۳۲)؛

عزاد لکی اور افشار نظم حسین پہلی اور دوسری صدی ہجری تک جو جی جہاں بنیں تھیں، و چوتھی صدی ہجری تک متذہب و تزلزل
پر واقعات کربلا نام اجتماعات میں زققت انگیز و جویش کفرین طریقوں سے بیان ہوئے، چنانچہ
شیعوں و غیرہ شیعہ سن حد تک ترمذی کے سادات حسنی کے حراج بخار و دوسرے مراسلات میں اس اثر کا اظہار کیا۔

اور مکتھ کو دارالحکومت بنایا۔ فیض آباد اور دہلی کے امراء و شہزادے بھی یہاں آباد ہو گئے ہر ایک دہلی و فیض آباد میں تعزیرہ دار تھے، لیکن آصف الدولہ حکم مملکت ہونے کے باوجود دہلی میں بہت زیادہ منہمک تھے، وہ جہاں تعزیرہ دیکھتے سواری سے اترتے اور تو یہ دارگراں دم دیتے تھے۔ ۹۱ھ/ ۱۷۸۴ء میں انھوں نے اپنا نام بارہ بنوایا اس کے ساتھ ساتھ شہزادگان دہلی اور دوسرے امراء نے بھی ہتھیار رکھے، یوں مکتھ تعزیرہ دہلی کام کو بن گئی، غازی الدین حیدر و فیض الدین حیدر کے عہد میں مزید ترقیاں ہوئیں، متعدد قیمتی فزیکیں یورپ سے فرمائش کر کے خزانہ گنیں اور قیمتی مہارتوں کے اظہار و تکلفات کا آغاز ہوا۔ عہد آصفی میں رنج و طواری قند سے جلی و تہ و ترب سے تیار ہو کر شے ہونے چاندی کی فزیکیں بنیں۔ امراء و عوام نے ہند میں پیدا کیے، رنژ و کی سے جن میں سے بہ نعت حسین آباد کے عرافانوں میں سے چاندی کی فزیکیں کے علاوہ نئی فزیج دی۔ ۱۰۰ھ/ ۱۵۸۷ء میں یہ قند ہو کر نئی حوس کے ساتھ بڑا ہوئی۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ اور ہندو آبادیوں میں رنژ و فاضلہ تعزیرہ دہلی کرتے تھے۔ ہر ماس

براؤٹن (Cotton written in a 'cursive' hand during the 1809-1812)۔
(Sir Thomas Broughton) نے اپنے خط درو میں دہلی و محمد طیف نے تاریخ لاہور (انگریزی) میں عہدہ لاہور میں سکھوں کے عہد کی غرض دہلی اور ہندو۔ جہ تیر سنگھ کے تعزیرے کا ذکر کیا ہے۔ محمد طیف نے ۱۸۱۲ء میں ۱۷۸۴ء میں شہر سنگھ کے تعزیرے اور ذوق بھاج کی تعزیرہ دہلی سے بیز دیکھنے کا اشارہ فرما، استقلاں نمبر ۵۵۳، ص ۵۰ (غرض دہلی کی تاریخ میں ۲۷)

شیعہ ریاستیں تو غیہ دہلی میں تھیں، ان میں بھی خوب کی نیست سے تعزیرہ رکھتے، امام ہائے بھارتے اور وقت کرتے تھے جن میں ملام دکن ماس طور برقی مل نوکر ہیں، ان کے محل میں اب بھی تعزیرہ و تعزیرہ نہ موجود ہے، غیر مسلم ریاستوں میں ہندو، دھرم پور، دیہ، پورہ کے علاوہ ہندو گراں اور ہندو جہ جہ قند کے تعزیرے مشہور ہیں۔

ان ریاستوں میں تعزیرہ دہلی کے یہ سرکاری دفاتر ہیں: محلہ عرب، بہتھی، شمارہ محرم ۱۳۷۰ھ؛
غرض دہلی کی تاریخ (ص ۲۱)۔

ہر ان میں تعزیرہ نہ ہوتا تھا، ان شہرہ پیش سنگھ سے بھارت میں قلم و رنژ و بھاج برآمد ہوتے ہیں، اور اس حوس کو موکب، کتے ہیں، شہر نہیں، ورافد قند میں فزہ دہلی ہوتا ہے ورافد قند تک دہلی اندر محول رکھا جاتا ہے، پاکستان میں سٹا ہے۔

باک: ہند میں تعزیرے کا مام رواج ہے۔ حوس قند یہ جس میں تعزیرہ دار کی مقامی رواج ہیں پیش نظر رکھی جاتی ہیں، مکتھ رنژ و دہلی جہ پور و غیہ میں فزہ کا حوس پیش رکھنا سے جیسے ان کے گھر سے کسی معزز مرنے والے کا جنازہ نکلتے ہیں، حوس میں مامی مرتبہ، مکتھ، گھر سے، فزہ باجے، مامی جہنڈیاں، اور دہلی پانی برآمد، عمارت و رنژ و دہلی دارم برہنہ، مامی باکس میں سے دل پر چاک پڑی سینوں پر ہندو اور سکھوں پر رنژ و رکھے، انک نشان متہ متہ ملتے ہیں ان کے پیچھے ایک نقیب یہ آواز دیتا ہے:

سواری ہے شہر کرب و بلا کی
سواری ہے ہمارے بادشاہ کی

یا اس مضمون کو قلم کی شکل میں بلند آواز سے پڑھنا، کوچ کا نقارہ بجاتا، خود روتا اور محبت کو سنانا جاتا ہے۔
بعض جہوں میں ماتی بلبے بچتے ہیں، ماتی دستے میں زنی، تیز زنی اور زنجیر زنی بھی کرتے ہیں، ایک مدد جہوں بالکل
عامرش بھی رہتے ہیں۔ راجہ، لوب، شہزادے عام شہزاد کی طرح ادب سے پایادہ شریک جہوں ہوتے
تھے۔ اس وقت ملازمین پر سے آداب دروہ اسم شاہی ساقط ہوتے تھے۔

عام تعزیوں کے اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ تعزیہ دار تعزیہ مریا کا ندھوں پر رکھے خاموشی سے کھڑے
جاتے ہیں، یا ماتی دستے یا سوزخون بھی ساتھ تاہرست، زواہج یا گھوڑہ علی، معزک، بھیسیں لیے، آنسو بہتے
سبز زنی کرتے جاتے ہیں اور کرب یا قبرستان پہنچ کر قابل وفن تعزیوں کو دفن کر دیتے ہیں ورنہ انہیں باقی
تبرکات کے ساتھ محفوظ کر کے واپس لے آتے ہیں۔

تعزیہ داری کا سلسلہ ۲۸-۲۹ ذی الحجہ سے ۸ ربیع الاول تک جاری رہتا ہے۔ پاکستان کشمیر
نیپال اور افریقہ میں لومبا، محرم اور ذی شہادت امام حسین، کو تعزیہ دینے کے دیے جاتے ہیں، لیکن ہندوستان
کے بعض مقامات پر خصوصاً بنگالہ میں سلسلہ ۸ ربیع الاول اور ذی شہادت امام حسن علیہ السلام کے کو ختمہ موتاہے اور
”چٹپ تعزیہ“ کہتے ہیں اس کے جہوں میں مکمل خاموشی رہتی ہے، آخری تعزیہ بھی جاتا ہے۔ ب پاکستان
کے متعدد مقامات پر اسی طرح کے جہوں نکلتے ہیں۔

تعزیہ رونما امام حسین کی نسبت سے اور ایک تعزیہ علامت مومن کے باعث، بل تشیع کے نزدیک
خلاف خانہ کعبہ اور مکمل شہر کی طرح محترم سمجھی جاتا ہے مگر وہ اس عقیدت، سادیت اور ناجی حیثیت سے بہت
اہم سمجھنے کے باوجود مذہب میں کی ہیستش کو حرم سمجھتے ہیں۔

ماتم کے متعلق ہم نے شیخ مرتضیٰ حسین نانلی کا معلق تذکرہ کر دیا ہے، لیکن اس طویل مضمون میں ماتم کے
ثبوت کے متعلق تاریخی طبعی اور طبقات ابن سعد کے حوالے سے یہ ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لیکن جو وہ مرد سے وایاں ہیں، یہاں تک جو مرد یا شہس کی موتیں حضرت حمزہ پر۔“

روئیں اور حضور نے اس پر اسکا جواب فرمایا: ”اے میرے بھائی! یہ جو چیز ذکر کیا گیا ہے وہ سب بعد کے تاریخی واقعات ہیں۔
اس باب کی حدیث میں میت پر وضو کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے، اور سہا کی توجیہ یہ ہے کہ حناں سمجھ کر
میت پر وضو کرنا کفر ہے اور اگر اس کام کو بڑا سمجھ کر کیا جائے تو یہ حرام ہے۔ اسی طرح اپنے مینہ اور چہرے
پر طمانچہ لگانا، بال لڑچنا، کپڑے پھاڑنا، اسے لہسنے کرنا اور چیخنا چہنا اور وہ تمام کام کرنا جو نبیوں کے ہاں
ماتم حسین کے مومن سے کیے جاتے ہیں، یہ سب کام حرام ہیں۔“

اہم وجہ ماتم کی حرمت اور ممانعت پر پیشہ وقت مجاہدین، استدلال کریں گے بیرونی دین میں کریں گے، پھر کتب شہادت اسناد ال
کریں گے اور آخر میں ملل و شیعہ کے دلائل کا جواب دکر کریں گے صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۱

موجہ قائم مقام ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَحْزَنْ

عَلَيْهِمْ۔

(نحل ۱۲۷)

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن ثوری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقِيلَ الْمَرَادُ لَا تَحْزَنْ عَلَى قَتْلِ

أَحَدٍ لِمَا عَصَاهُ اللَّهُ مِنْ تَخِيرِهِ

شیخ فضل بن حسن حبیبی لکھتے ہیں:

وَقِيلَ مَعْنَاهُ وَلَا تَحْزَنْ عَلَى قَتْلِ

أَحَدٍ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ يَقْدِرُ عَلَى قَوْلِهِ

وَكِرَامَتِهِ۔ ۱۷

اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ کی طرف سے
ہی حاصل ہوگا، اور آپ ان (شہداء اعداء) پر غمگین نہ
ہوں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے
کہ آپ شہداء اعداء پر غم نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان
کو بہت ثواب عطا کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ
آپ جنگ اعداء کے شہداء پر غم نہ کریں کیونکہ اللہ
تعالیٰ نے ان کو تو بہت بڑا اجر عطا کیا ہے کہ ان کو منتقل کر
دیے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی نے بھی جی تقریر کر کے۔ ۱۸

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جن کو اعداء میں شہید کیا گیا، ان کے جسم کے حصوں کو کاٹا گیا، اور دیگر
صحابہ جن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کیا گیا، ان کے متعلق ہے کہ حکم دیا گیا کہ آپ صبر کریں اور
ان کے بارے میں غم نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت درجات عطا کیے ہیں، اسی طرح شہداء کے گھر
جن کو ظلم قتل کیا گیا، ان کے متعلق بھی صبر کرنا لازم ہے، ان پر اللہ کیا بلے، ان کا غم منایا جائے کیونکہ ان
کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت ثواب عطا کیا ہے اور بڑے بڑے درجات دیے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِى زَرْعٍ أَوْ نَاقَةٍ

أَوْ نَفْسٍ مِنْ شَيْءٍ فَفِى سَعَادَةٍ

وَأَنْتُمْ عَلَى اللَّهِ بِسِيرَةٍ، نَكْبَلُكَ مَوَاعِدِى

مَا مَلَكَكُمْ وَلَا تَقْرَحُوا بِنَاءً مُتَكَوِّثٍ۔

زمین میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے نہ نہاد جانور
میں مگر وہ ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے، اس
سے پہلے کہ تم اس (مصیبت) کو پیدا کریں، بے شک
یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے یہ اس لیے کہ کوئی چیز

۱۷۔ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۲۰ھ، تفسیر تبیان، ص ۴۲۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۸۔ شیخ بریل فضل بن حسن حبیبی متوفی ۵۲۸ھ، تفسیر مجمع بیان ج ۶ ص ۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ

۱۹۔ شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۱۰۷۷ھ، تفسیر منہج المسلمین ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت

(الحديد: ۲۲)

متر سے اترتے باقی رہے تو اس کا رنگ نہ پڑا اور جو کچھ اللہ نے تمہیں حرام سے پرہیز کیا نہ کرو۔

میرا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ أَكْبَحَ مَا بُعِثَ لَكُمْ نَبَاٌ
عَلَى مَا تَكْفُرُونَ بِهِ

(ال عمران: ۱۵۳)

تو اللہ نے تمہیں خبر پر علم دیا کہ جو مانتے ہو تمہیں پہنچی ہے اتم اس پر تمہیں نہ ہو۔

اس آیت سے معلوم ہو کہ کسی نعمت کے چین بہت سے ایسی سیبیت کے پیش آئے ہیں انہیں نہ ماننا ہے۔

وَلَا تَبْذُرُوا مَالَكُمْ حَتَّى يَفْزَنَ
فَالْفَزْ بِيَمَّةٍ وَالْفَزْ بِيَمَّةٍ
خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَلَيْهِ مَقُولٌ
عَلَى مَا تَكْفُرُونَ بِهِ
أَصَابَكُمْ بَعْدَ فَرْغِ الْخَرْجِ

و تمہیں ایک لمحہ کے بعد دوسرا غم دیا، پہلا غم جگ اتم میں مسلمانوں کی شکست اور مسلمانوں کا قتل ہوا اور دوسرا غم یہ کہ خالد بن ولید جو بھی اسلام نہیں لائے تھے، نے غلامی دینے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، تاکہ جو بہت سے اترتے پڑ گئے اس پر غم نہ کرو، یعنی مال غنیمت کے چھ جانے سے (اللہ نہ فرما پڑے سیبیت کے پہنچنے سے) بین نہایت مسلمان بھائیوں کے قتل ہونے سے۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ سیبیت کے لئے پر غم نہ کرنا اور غم نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرح خلاف رزق ہے اور سیبیت آنے پر غم نہ کرنا اور صبر کرنا فرض ہے اور مانہ کرنا اور غم نہ کرنا حرام ہے۔

متر جب ماتم کی حرمت پر احادیث سے استدلال

عن عبد الله قال سئل عن
عليه وسلم ليس من لعمد بخروج
لجبوب و دى بدعوى انج هية

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص منہ پر لپٹے مارے اگر بیان پاک کرے دوزخ میں جاوے گا اگرچہ بیچین و پکار کرے وہ حملے دین پر نہیں ہے۔

۱۔ سنن برکات علی بن ہریرہ قس متوفی ۲۰۰ھ تفسیر ترمذی ۱۰۰۰ھ ۱۲۰۰ھ ص ۱۰۰۰

۲۔ ترمذی ۱۰۰۰ھ ۱۲۰۰ھ ص ۱۰۰۰ ۳۔ سنن ابی داؤد ۱۰۰۰ھ ۱۲۰۰ھ ص ۱۰۰۰

اس حدیث کو امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔
نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

دَقْرٌ سَدْرٌ مَعْنٍ يَسْكِينُ عَلَى وَ سَلَمُنْ
مَالُهُ يَكُونُ نَفْعًا وَلِقْدَةً رَاحَةً

حضرت عمرؓ نے فرمایا ان طور توں کو حضرت خالد
بن ولید پر اسی وقت تک روئے سے منع نہ کرو
جب تک نہر پر خاک نہ ڈالیں یا آواز نہ نکالیں۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِي مَالِكٍ الرِّسْدَقِيِّ اَنَّ ابْنِي صَالِيَةَ
عَلِيَّهِ وَسَلَّمَ قَامَ رَاحَةً فِي مَنَى مَرَّاجَا هَيْبَةً
رَاحَةً تَكُونُهَا الْفَخْرُ فِي رَحْصَابٍ وَ سَطْنِ
فِي رَحْصَابٍ وَ الرَّاحَةُ تَكُونُهَا الْجُودُ وَ الْيَاخَةُ
دَقْلُ النَّارِ حَتَّى دَعَا يَدْبُ قَبْلَ مَوْتِهَا فَقَامَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ عَلَيْهَا سُرٌّ مِنْ قَطْرَاتٍ وَ
دَرَعٌ مِنْ جَرَبٍ - ۱۱۱

حضرت ابو مالک اشجری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری موت
میں زمانہ جاہلیت کی چار باتیں جن کو دفع نہ کریں
کرسے گی، حسبِ رقائدِ قلب پر غر کرنا، نسب پر
ظلم کرنا، ستاروں سے بارشِ عیب کرنا اور فرج
کرنا، مدد فرمایا اگر نوحہ کرنے وال مرنے سے
پیسے تو یہ نہ کرے تو اسے گھیسے ہوئے تانبے
اور غارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔
امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ اِمَامِ عَطِيَّةٍ قَامَتْ دَعْوَةُ رَسُولِ
لِللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّ
عَلَيْتًا اَنْ لَا يَشْرَكَكَ بِاللَّهِ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی
آپ نے ہم پر یہ تین باتیں لگائی، کہ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری مشرقی ۲۷۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار محمد بن عبد الحی بن علی کرچی - ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام ابو نعیم محمد بن عیسیٰ نوری مشرقی ۳۷۹ھ جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۳۰ مطبوعہ دار محمد بن عبد الحی بن علی کرچی

۳۔ امام ابو عبد الرحمن محمد بن زبیر مشرقی ۲۳۳ھ مسند سانی ج ۱ ص ۱۱۰

۴۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ مشرقی ۲۴۱ھ مسند ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲

۵۔ امام احمد بن حنبل مشرقی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۱ ص ۲۷۵، ۲۲۰، ۲۵۶، ۲۳۲، ۲۸۷ ج ۲ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

۶۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری مشرقی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار محمد بن عبد الحی بن علی کرچی - ۲۸۱ھ

۷۔ امام مسلم بن حجاج قشیری مشرقی ۲۷۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۳

۸۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ مشرقی ۲۴۱ھ مسند ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ مطبوعہ دار محمد بن عبد الحی بن علی کرچی

۹۔ امام احمد بن حنبل مشرقی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۸۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

شیخاً و نجاتاً عن لیتاحۃ رسہ کے ساتھ ہر ایک شریک ذکر کریں۔ اور ہم کو فہم کرنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد و امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ تہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن م عصبۃ قالت خذ عیننا نبی صلی اللہ علیہ وسلم عند البیعة ن لا ننوح — حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرنے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کرتے وقت ہم سے یہ کہہ لیا کہ ہم فہم میں کہیں گی۔

اس حدیث کو امام مسلم، ابو داؤد، امام نسائی و امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ابو داؤد و امام احمد نے بھی روایت کرتے ہیں۔

عن ابی سعید بخدری قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنا نحن و مستمعة — حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فہم کرنے والی اور سننے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

مروجہ بات کی عزت پر ظالم و شیعہ کی تناسیر سے استدلال

یا ایہا النبی اد حدک مؤمنات ینابھک علی لا یترکن ما لک فیہن و لا ینزلن و لا یزنین و لا یقلدن و لا یمسسن — اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں، تو آپ سے ان پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک و ٹھہرائیں گی نہ چوری

- ۱۔ امام محمد بن اسماعیل سن ۲۵۶ھ تصحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۰، مطبوعہ دار محمدیہ بیروت ج ۱ ص ۲۵۰
- ۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن احمد متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ مطبعہ مجتہد پاکستان لاہور، ۱۴۵۰ھ
- ۳۔ امام محمد بن حنفیہ متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۸۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
- ۴۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، تصحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۵، مطبوعہ دار محمدیہ بیروت ج ۱ ص ۲۸۰
- ۵۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، تصحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ دار محمدیہ بیروت ج ۱ ص ۳۴۵
- ۶۔ امام ابو داؤد سلیمان بن احمد متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مطبعہ مجتہد پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
- ۷۔ امام احمد بن حنبلہ متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۸۵، ج ۱ ص ۸۴، ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
- ۸۔ امام ابو داؤد سلیمان بن احمد متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مطبعہ مجتہد پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
- ۹۔ امام احمد بن حنبلہ متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۷۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

وحمش الوجه ولد عابد بالویل یہ

یہ چھار میں اخیر سے پھر نہیں نہ دلیں اور ہائے موت
نہ پکاریں۔

شیخ فتح اللہ کا ثانی کہتے ہیں:

مفسر الودعہ ایت تغییر مد وقت نہ این مقام
ظلمات کردہ اند (الی قرہ) بن نید برا نیست کہ نور
نکند و بر ندرند و موشے نکند و موشے نکند
و موشے نکند و موشے نکند و موشے نکند

مفسر الکا مروت کی تفسیر میں اختلافات
این نید کی روایت یہ ہے کہ نور نہ کریں، پھر ہے
نہ پکاریں، بال نہ فرمیں، چہرہ نہ فرمیں، بال نہ کریں
نہ بان درازی نہ کریں شہ نہ پڑھیں۔

مروجہ نام کی حرمت پر پنج ابلاغت سے استدلال

علماء شیعہ کے نزدیک تہ نام مجید کے
بد سب سے معتبر مستند اور صحیح

کتاب پنج ابلاغت سے اس میں لکھا ہے:

حضرت علیؑ نے فرمایا:

وقال عليه السلام يا بنو نصر بن علي
قد ر المصيبة ومن صرب يدك على حدود
عبد مصيبة حيث عملت -
(ملفوظ نمبر ۱۳۴)

حضرت علیؑ نے فرمایا: صبر بہ قدر
مصیبت نازل کیا جاتا ہے، جس شخص نے مصیبت
کے وقت پناہ اللہ اپنے زور پیراں اس کا عمل
ضائع کر دیا جاتا ہے۔

شیخ ابن میثم کوئی اسی ملفوظ کی شرح میں کہتے ہیں:

ومن قهر في الاستعداد بحصول هذه
الفضيلة وانكبت صده دھو بجنه و حده
احده و هو توبه على صبر و كى عن جوده
سما يلزمه في احادته من صرب بيدین
على الفخذین وقيد من يعبط فتوابه
السائق لرب شدة الجزع يستلزم كرهية
قضاء الله وسخفه وعداء الاستعداد في
ما وعد به من تور سارین وهو معد
لحوال حسنات من لوح النفس وسنوده

جس شخص نے جب کو حاصل کرنے کی ملامت
میں کی اور اس کی ضد یہی ہے مہربن کو اختیار کیا
تو ان کو صبر کرنے کا ثواب نہیں ملے گا، بے صبری
کو زانفوں پر ہاتھ مارنے سے تعبیر فرمایا، کیونکہ
انسان کی عادت ہے وہ بے صبری کے وقت
اپنے زانفوں پر ہاتھ مارتا ہے اور ایک تو یہ
ہے کہ بلکہ بے صبری کا نظارہ کرنے سے اس کا
پہلا قراب ہی ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ زیادہ بے
صبری کا نظارہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی قضا کو ناپسند کرنے

۱۔ شیخ ابو اسحاق بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، تفسیر مجلی ابیان ج ۲ ص ۲۴، مطبوعہ نقاشات نامہ خسرو، یزد

۲۔ شیخ فتح اللہ کا ثانی متوفی ۹۷۷ھ، صنیع دار فین ج ۹ ص ۲۵۸، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

۳۔ پنج ابلاغت فارسی ترجمہ، ص ۱۲۳۹، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

ما یلزمها من ثواب الاخری

اور اس پر ناپاک مومن کو مستلزم ہے در اللہ تعالیٰ
نے عہد کرنے والوں سے جس ثواب کا وعدہ کیا ہے اس
کی طرف انتظام نہ کرنے کو مستلزم ہے اور وہ نیکیوں
کے لینے اور ان پر اخروی ثواب کے لینے کو مستلزم ہے۔

(ابن میثم کی ترتیب اور تعداد کے اعتبار سے یہ مقررہ نمبر ۱۳۱ سے)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ومن اصابه شکو مصیبة فزلت به
فقد اصابه بئس کو مایہ۔

(منظوط ۲۳)

شیخ ابن میثم اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

شکوی المصیبة ویلزمها الشکوی من
الله لان الله تعالیٰ هو المسئول به۔

جس شخص پر کوئی مصیبت نازل ہوئی اور اس
نے اس کی شکایت کی، اس نے اپنے سب ک
شکایت کی۔

مصیبت کی شکایت کرنا اللہ تعالیٰ کی شکایت
کرنے کو مستلزم ہے، کیونکہ اس مصیبت میں مبتلا
کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

شیخ ابو جعفر کلینی معایت کرتے

مروءہ نامہ کی حرمت پر عمار شیعہ کی احادیث سے استدلال ہیں:

ابو جعفر علیہ السلام کہتے ہیں میں نے پرچہ: جزع
ربے عبیدی کیا ہے؟ ذرا سب سے زیادہ بے خبری
یہ ہے کہ آدمی پتلا گئے اسے وہ مر گیا اور سینہ اور
چہرے پر تھپڑ مارے اور پیشانی سے بال اڑے
اور جس شخص نے زور کیا اس نے عہد ترک کیا اور اس
کے خلاف طریقہ کو پتلا اور جس نے عہد کیا اور اللہ
وائے لیبہ، اجصوت، برحما، اللہ تعالیٰ کی حمد کی
اللہ تعالیٰ کے کئے کام پر راضی رہا اس کا
اللہ تعالیٰ کے زور اجبر ثابت ہو گیا اور جس نے اس
کے خلاف کیا اس کی تقدیر تو پوری ہو گئی اور وہ مذموم

عن ابی جعفر علیہ السلام قال: قلت
له ما الجزع قال استدل جزع صراخ بوجہ
والعویل ولطم الوجه والصدار وجع الشحو
من النواصي ومن تمام النواحي فقد ترك
الصبر واخذ في غير طريقه ومن صبر و
استرجع وحمد الله عز وجل فقد رضى بما
صنع الله وقدره حرو وعى الله ومن لم يفعل
ذلك جرى عليه بسوء وهو ذمیه وحبط
الله تعالیٰ اجراءه۔

۱۔ شیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۴۰۹ھ نہایت حدیث ۵۲۲۰ سے ۵۲۲۱ تک مسطور نمبر مستند القدر ۱۳۸

۲۔ شیخ ابو نعیم ابراہیم بن عبد الرحمن متوفی ۴۵۰ھ، مطبوعہ انتشارات ترمذین بیان

۳۔ شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البجالی متوفی ۴۵۹ھ، شرح شیخ ابو نعیم ۵۵۰-۵۵۱، مطبوعہ مکتبہ المستند القدر ۳۸۶ھ

۴۔ شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۴۲۹ھ، الفروع من الکافی ۳ ج ص ۲۷۳-۲۷۴، مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ ۱۳۹۰ھ

ہو گا اور بہت ترقی میں کا جسہ ضائع کر دے گا۔

علی اکبر غفاری نے اس حدیث کے حاتیہ میں لکھا ہے کہ حسین صلوٰۃ اللہ علیہ پر باتم کرنا اس حدیث سے مستثنیٰ ہے۔ ۱۷

علی اکبرؑ غفاری کا یہ دعویٰ مردود ہے کیونکہ اس حدیث میں کوئی استثناء نہیں ہے نہ قرآن مجید اور نہ ہیج اہل
میں کوئی استثناء ہے نہ دیگر روایت شیعہ میں کوئی استثناء ہے نیز علی اکبرؑ غفاری نے اسکا حاشیہ میں
قرآن مجیدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ماتم کہ تا صبر کمال کے منافی ہے اس سے ماتم کے جوڑ کی نفی نہیں ملتی
علی اکبرؑ کی یہ توجیہ بھی باطل ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ماتم کرنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں
اور اعمال صرف کفر سے ضائع ہوئے ہیں نیز اس حدیث میں مذکور ہے کہ ماتم کرنا اتنا تھاں کی تعمیر پر ناپاکی ہونا
ہے اور جو شخص اتنا تھاں کی بنائی ہوئی نقدیر پر مارن ہو اس کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اس پر مزید بحث
ان شاء اللہ ہم اس بحث کے آخر میں کریں گے۔

نیز شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں،

اور عیدِ حدیثیہ سامعین کو بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مصیبت کے وقت مسلمانوں کو اپنے ہاتھ لگا کر اپنے زانو پر مایہ ناس کے حیر کو صاف کیا کرتے تھے۔

عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من
يبدأ على فخذة عند مصيبة حبا
لاجرة - ٢٥

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا مسلمان کو نیت پر ہلکا نا نہیں چاہیے اور نہ کپڑے چاڑھنا چاہیے۔
ابو عیسیٰ اقول علیہ السلام نے فرمایا مصیبت کے وقت کسی شخص کا اپنے زاویہ پر ہلکا مارنا اس کے اجر کو ضائع کرنا ہے۔

عن أبي عبد الله عليه السلام قال
لا ينبغي لصياع على الميت ولا نسك^ك
عن أبي الحسن رول عليه السلام قال
قال ضرب الرجل يده على فخذه عند
المصيبة احتياطاً لاجرة^ك

برسبہ امتداد یہ سلام نے فرمایا میت پر تعویذ نا
 نہیں پڑھے لیکن لوگ سن سجدہ کو نہیں مانتے اور
 حیرت کے زبانی رہے۔

عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا
يصنع الصباغ على لمبب ولا ينبغي ولكن يش
البحر فونه والصبر عليه

۱	مطبوعه دارالسلامه تهران	۲۳۲	الفروع من الکافی ج ۲ ص ۲۳۲	۱	۱	۱	۱
۲	" "	۲۳۴	الفروع من الکافی ج ۲ ص ۲۳۴	"	"	"	"
۳	" "	۲۳۵	الفروع من الکافی ج ۲ ص ۲۳۵	"	"	"	"
۴	" "	۲۳۶	الفروع من الکافی ج ۲ ص ۲۳۶	"	"	"	"
۵	" "	۲۳۷	الفروع من الکافی ج ۲ ص ۲۳۷	"	"	"	"

ابو جعفر محمد بن علی قمی روایت کرتے ہیں:

وقال عليه السلام ان البلاء والصبر يستبقان الى المؤمن فيأتيه بلاء وهو صبور وان الجزع والبلاء يستبقان الى الكافر فيأتيه البلاء وهو جزوع۔ ۱۰

صادق علیہ السلام نے فرمایا مصیبت اور صبر میں کی حرمت سبقت کرتے ہیں جب اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ صابر ہوتا ہے اور مصیبت اور سب سے صبر کی کافر کی حرمت سبقت کرتے ہیں اس پر مصیبت آتی ہے تو اسے صبر کی کفر ہوتا ہے۔

مروءت نامہ کی حرمت پر ملا باقر مجلسی کی نقل کردہ روایت سے استدلال ہے:

روایت کردہ است ز امام محمد باقر علیہ السلام: ایک مرتبہ رسول اللہ (ص) فرمود روز سے من فاطمہ (ع) بخدمت حضرت رسول (ص) رفیقہ و آنحضرت بسیار میگرفت و من کہ دم پدر و مادرم فدا کئے تو بار بار رسول اللہ (ص) چہ چیز سبب گریہ تو شدہ است؟ فرمود یا علی شبیہ گریہ تو من بردند ز من چند از امت خود را در مذاب شدید و بدیدم و گریہ من برائے ایشانست ای تو! بگو کہ صورت سبک بود و آتش در دہشت من گردند و خونندہ و فوہر کنندہ و حسود بودہ۔ ۱۱

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت سے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز میں رسول اللہ علیہ السلام خدمت میں گئے وہ آنحضرت بہت رورہے تھے میں نے عرض کیا: رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کے سوا دوسرے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا: منے علی! جس رات مجھے آسمان پر سے گئے میں نے پتی امت کی چند عورتوں کو شدید مذاب میں دید۔ دیکھی اور میرا دل مایوسی کی وجہ سے بہت بھرا آپ نے ان عورتوں کے بیان میں فرمایا: جو عورت کھتے کی صورت میں تھیں اور اس کی برباد پانچاٹھ کی بگڑا میں آگ ڈال رہے تھے وہ چوڑنے والی نوحہ راتہ کرتے تھیں اور وہ عورتوں کو چوڑنے والی تھیں۔

نیز ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

امام حکیم قمی حضرت عمارت بن ہشام کی زین کلمہ پر ابو جہل بولا گفت یا رسول اللہ! کلام معروفست کہ خدا گفته است ما مصیبت زدہ آں تکینیم حضرت فرمود وہ

عکرمہ بن ابو جہل کی زوجہ ام عکرمہ بنت حارث بن ہشام نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون سی بیگنی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ ہم اس میں

۱۰۔ شیخ ابو جعفر محمد بن علی قمی متوفی ۱۳۸۰ھ۔ بحوالہ تحقیق ج ۳، ۱۰، مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔

۱۱۔ ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۰۰ھ، حیات القلوب ج ۲، ص ۲۰۳-۲۰۲، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران۔

آپ کا فرمانی نہ کریں، حضرت نے فرمایا مصیبت میں
ایسے چہرے پر ٹھانچے نہ ارد، چہرے کو نہ چھیلو،
اپنے بال نہ چوڑا اپنے گریبان نہ چاک نہ کرو، اپنے
پیروں کو سیاہ نہ کرو، وا دیلا (ہلے دھڑکیں)
نہ کرو پس ان شرطوں پر آپ نے ان عورتوں سے
بیعت کر دی۔

مصیبتاً طمانچہ بر روی خود مزید و روی
خود را محض رشید و روی خود را نکند و گریبان
خود را چاک نکند و جامہ خود را سیاہ نکند و
وا دیلا نکند پس برای شرطها معترت با ایشان
بیعت کرد۔

ابن ابی قحطی کہتے ہیں:

ابن ابی قحطی نے سند معتبر کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ
سلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا یہی امت میں چار بڑی باتیں ہیں
قیامت تک رہیں گی۔

پہلی: ایسے حب میں غرق نہ ہو، دوسری: نسب میں
ظلم نہ کر، تیسری: ہار شس آنے کا سبب ستاروں
کو نہ بنا اور علم نجوم پر اعتقاد نہ رکھنا، چوتھی: زور (مقام)
کو نہ گروہ کرنے و روئے سے پہلے توہم
کرے، حب میں قیامت کے روز انتخاب نہ کرنا
تراں کر لے دے تانبے کا۔ اور عیش کا
باس نہ بنایا جائے گا۔

ابن ابی قحطی نے سند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
کر دی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہمیشہ در امت میں غلام بود تا روز قیامت۔

اول: غرق نہ ہو کہ سبب سے خود، دوم: ظلم نہ کروں
نسب، سوم: آدم نہ بنوں۔ اور چار: کواکب و ستاروں
اعتقاد نہ بنوں و دانش جہارم نہ کروں و بدستیکہ
گروہ نہ کنندہ توہم نہ بنیں۔ و در دست جوں روز قیامت
میدر شد جامہ از مس کہ تختہ و جامہ۔ و در حب نہ پارت۔

ابن ابی قحطی کہتے ہیں:

نسرت بن ابراہیم نے سند معتبر کے ساتھ
حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی میں حضرت
فاطمہ علیہا السلام سے (چند نصیحت کے کلمات کے
بعد) فرمایا: اسے نہ جان لو کہ ہمیں کسیے گریبان
پھاڑنا نہیں چاہیے، نہ چہرہ نہیں چھیلنا چاہیے، نہ

نسرت بن ابراہیم نے سند معتبر از جابر انصاری روایت
کر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
خود را محض رشید و روی خود را نکند و گریبان
خود را چاک نکند و جامہ خود را سیاہ نکند و
وا دیلا نکند پس برای شرطها معترت با ایشان
بیعت کرد۔

مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران

۱۔ غلامی و غلامی مترق ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲، ص ۱۴۰

۲۔ حیات القلوب ج ۲، ص ۱۴۰

۳۔

بر در سے آید سے

داویلا نہیں کہنا چاہیے، لیکن وہ کہو جو تہا سے والد
نے اپنے فرزند ابو ایمن کی وفات کے موقع پر کہا تھا
کہ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل میں درد سے۔

یہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

ابن بابویہ بسند مستبر از امام محمد باقر (ع)۔
روایت کردہ است کہ حضرت رسول (ص) در مقام
وفات خود بحضرت فاطمہ (ع) فرمود ای فاطمہ چوں میرا
سے سے خود را برائے من محرابش و گیسو سے
نمود را پریشان کن و دایہ سگور و غم گران را
مطلب۔ ۳

ابن بابویہ نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقر
علیہ السلام سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت حضرت
فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا اسے فاطمہ حبیب میں رکھا
پا چاقوں تو میرے لیے اپنے چہرے کو نہ چھیلنا،
اپنے بالوں کو نہ بکھیرنا اور دایہ سگور نہ
کہنا، ورنہ خدا راقم کرنے والوں کو نہ بلانا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو جو صبر و ضبط کی وصیت کی اس کے بیان میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں: جب
جب منی خلیفہ کے لشکر میں شور بلند ہوا تو حباب
امام حسین کی بہن زینب حضرت امام حسین کے پاس آئیں
دیکھی کہ امام حسین سوئے ہوئے ہیں، کہا اسے بھائی
کیا ظالموں کا یہ شور آپ نہیں سن رہے؟ حضرت نے
مہربانی کر فرمایا: اسے بہن میں نے بھی جواب میں
لیا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ و اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور اپنی والدہ حضرت
فاطمہ زہرا اور آپ بھائی حضرت حسن مجتبیٰ کو دیکھا وہ
سب میرے پاس آئے وہ کہا اسے حسین اقم بہت
جلد جھٹ سے پاس آکر ہے ہوا، جب حضرت زینب
نے یہ خبر وحشت اثر سنی تو بھونکنے اپنے منہ پر چلچکے
مارے وہ بلند آواز سے داویلا کہنا شروع کر دیا،
حضرت نے فرمایا اسے میری محترم بہن ویل اور عذاب تم

چون خود کش لشکر مخا خان بلند نہ زینب خاتون
خواہر جناب امام حسین علیہ السلام بخند مت آن حضرت آمد
دید کہ آن امام مظلوم سر بر زنی امروہ گذاشتہ بخوب
رفتہ است گفت ای برادر این صدامی ہل جہ و جفا را
نشین می بہ حضرت سر برداشت و فرمود کہ سے خود در وقت
بخواب دیدم جدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و
پدرم علی مرتضیٰ و مادرم فاطمہ زہرا و برادر حسن مجتبیٰ
را کہ بنزد من آمدند و گفتند ای حسین تو را این زودی
بنزد ما خواہی آمد چوں زینب خاتون بن خبر وحشت
اثر داشتید چنانچہ بر روی خود زرد و فریاد و ویدہ
بلند کرد حضرت فرمود کہ اسی خود گری ویل و غذاب
بر اسی تو نیست بر اسی دشمنان تست صبر کن و بزودی
دشمنان را بر ما شاد مگردان ۳

۱۔ ۱۱۱، تقریبی مترق ۱۱۱، حیات، القلوب ج ۲ ص ۶۸۰، مطبوعہ کتاب فزوشی اسلامیہ نہن یرن

۲۔ ۱۱۱، حیات، القلوب ج ۲ ص ۶۸۰،

۳۔ ۱۱۱، جلال لیون ج ۲ ص ۵۴۹،

پر نہیں ہے، تباہی و شمنوں پر ہے تم صبر کرو اور
اس قدر جلد ہلاکے دشمنوں کو ہم پر خوش کن کرو۔

نیز ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

فرمود کہ اسی خواہر باجان برابر سلم و بریدہ کی پیشہ
خود کن و شیطان را بر خود تسلط مدد و برقصای
حق تعالیٰ صبر کن و فرمود کہ اگر می گزشتند مرا با شتر است
خود را بسکک نمی گفتند زینب خاتون گفت بن بیشتر
دل مارا مجروح می گردانند کہ راه چارہ از تو مضطرب گردیدہ
و بغرورت شربت ناگوار مرک ز می نوشی و با غریب
و بیکیس و تنہا در میان اہل نفاق و شقاق می گذاری
پس دستہای خود را بلند کرد و کلکوں خود را خوشہ
و مقننہ را از سر کشید و گریبان طاقت چاک کرد
و بے ہوش افتاد تنہا غریب و غریب و غریب
آب پر روی خواہر گری خود را مستحید چون ہوش
باز آمد گفت اسی خواہر نیک اختر زخمد چتر کس و
بقضای حق تعالیٰ راضی شو و بد نہ کہ ہمہ اہل زمین شربت
ناگوار مرک را می چشند و اہل آسمان ہائی نمی مانند و بھر
ذات مقدس حق تعالیٰ ہمہ چیز در معرض زوال و فناست
او ہمہ را می میراند و بعد از مدتی مہوئی گردند
و او منقرض است در نقادہ و در و در و در و در من منید
شدند و ہمہ زمین بہتر بود و حضرت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کہ اشرف خدا تعالیٰ بود در دنیا نامہ و بیری
باقی رحلت فرمود و بسیاری از میں مواظفہ بنفیدہ
برای آن نور دیدہ بیان فرمود پس وصیت فرمود کہ می
خواہر گری ترا سو گند میدہم کہ چون من ز تیغ اہل جفا
بہام بقارحلت نامہ گریبان چاک نکند و رو
مخراشید و عاویلاہ نگویید۔

حضرت امام حسین نے حضرت زینب سے
فرمایا: اسے میری بہن میری جان کے برابر، علم و
برو باری کو اختیار کری اور اپنے اور شیطان
کو قبضہ نہ دی، اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کری، اور
نہ دیا اگر یہ لوگ مجھ کو نرم سے رہنے دیتے تو میں
ہلاکت کو اختیار نہ کرتا حضرت زینب نے کہا اس بات
ست نہ ہمارا دل نہ یہ دفعہ بھی جتنا ہے کہ آپ کے لیے
اب کوئی چارہ کار نہیں ہے نہ مجھ کی وجہ سے نہ اپنی
مرت کا شہادت پی رہے ہیں، اور ہم کو بھی عین و
مناحقین کے درمیان بے بار و مددگار تنہا ماضی
میں چھوڑ کر جاتے ہیں، حضرت زینب نے اپنے بندہ
کو کہے: ہمارا زینب شہداء کیا، اور وہ پتہ سر سے ناکار
دیا، اگر بیان چاک کیا، در بے ہوش ہو گئیں، نام نہ
اپنی بہن پر پانی چھڑکا اور ان کو ہوش میں لائے اور
جب وہ ہوش میں آئیں تو فرمایا: اسے بہن خدا سے
ٹورو، اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہو اور یہ جان
لو کہ تمام زمین و آسمان نے ایک دن مرنا ہے و
آسمان والے بھی باقی نہیں رہیں گے، سو اللہ تعالیٰ نے
کے مرچیز کو فنا ہے وہ صوبہ کو مارے گا اور اسے
کے بعد چہ زندہ کرے گا وہ باقی رہنے میں منفرد ہے
یہ ہے جان اور ماں جو بچہ سے بہتر ہے وہ شہید ہو گئے و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق سے افضل
تھے وہ بھی دنیا میں نہ رہے، اور در البقاہ کی طرف
رحلت فرما گئے، اور اپنی بہن کو بہت نصیحتیں کیں اور

یہ وصیت کی کہ اسے میری معزز بہن ہیں آپ کو قسم دیتا
ہوں کہ جب میں اہل جفا کی تلوار سے عالم بقا میں رحلت
کر جاؤں تو گر بیان چاک نہ کرنا، چہرے پر خراشیں نہ
ٹھکان اور فادہ پلاہ نہ کرنا۔

نیز ملا باقر مجلسی کہتے ہیں:

از حضرت صادق منقولست کہ چون صبح آن روز
میشوم طالع شد آن امام مظلوم با اصحاب خود نماز
صبح ادا کرد و بعد از نماز رو بجانب صحن سادات
آب خود گردانید و فرمود کہ گواہی می دهم کہ امروز
ہمہ شما شہید خواہید شد بنیز از دل بر اعلیٰ پس
از خدا تر سید و مہر کنید تا بسودت فدا گردید و
از مشقت و لذت دنیای فانی رہائی یابید و صلوات

حضرت امام صادق سے منقول ہے جب اس
منہوس دن کی صبح طلوع ہوئی تو امام مظلوم نے
اپنے اصحاب کو جمع کی نہ نہ پڑ جائی اور نماز کے
بعد اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آج علی
بن حسین کے سوا تمام شہید ہو جائیں گے۔ پس
خدا سے دعا کہ وہ صبر کرنا تاکہ سادات پر نافرمان ہو
اور دنیا کی مشقت اور لذت سے رہائی پاؤ۔

پس شکیکہ نہتہ آن حضرت مقتدا مہر کشید
و گفت اسے پدر بزرگوار تن برگ دارد و ما نہ بہ کہ
میگذری آن امام مظلوم گریست و فرمود اسے نور
ویدہ من ہر کہ یاوری ندارد یقین دگ را بر خود قرار
میدہد ای دختر یاد ہر کس خدا مست و رحمت
خدا در دنیا و عقبی از خدا جدا شود شد مہر کنید
بر قضاائے خدا شکایتی و زبید کہ بزودی دنیا
فانی منقضی میگردد و نعیم ابدی سخت زور در توجہ

پھر آپ کی صاحبزادی حضرت سکینہ نے دو پڑ سر سے
تالا اور کہا سے ابابان آپ مرنے کے یہ جانتے
ہیں مجھ کو کس پر چھو کہ جا سے ہی، امام مظلوم روئے
اور فرمایا اسے اور چشم جس کا مددگار نہیں ہونا وہ یاقین
اپنے بے صحت خود لیت سے، اسے بیٹی ہر شخص
کا مدد دگار جوتا ہے، دنیا اور آخرت میں اللہ
تعالیٰ رحمت تم سے جدا نہیں ہوگی۔
تہ تھاں کی تقدیر پر راضی رہنا، اور صبر کر اختیار کرنا،
عقرباں بیان کی تم ہو جانے کی دعا سخت کی ہدی ہمتوں کو
زوال نہیں ہوگا۔

اور ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

پس دیگر بار اہل بیت رسالت و پیرو گیان
سراوق عصمت و طہارت را وداع نمود و ایشان را

پھر دوسری بار اہل بیت رسالت اور خاندان
اہل طہارت کو آپ نے وداع کہا اور ان کو صبر اور

بصیر و شکیبائی اس فرمودہ و بروئے مشربان غیر قنای
الہی شکین داد و فرمود کہ چارہ بر سر گیرید و آواز
شکر مصیبت و بلا گم وید و بدانید کہ حق تعالی
حافظ و حامی تمام است و تبارک و تعالیٰ شہادت میدہد و
ما قبلت شمار بخیر میگردد و دشمنان شمار باو
بلا و مبتلائی سازد و شمار باو مضامین بلا و در دنیا
و عقبی باو اعانت نماید و کرامت باو نواز و زیہار کہ
دست از شکیبائی بر ندارد و کلام نافرمانی بر
زبان میاوردید کہ موجب قصص و ارباب تبارک و تعالیٰ

اور ضبط کا حکم فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے غیر قنای جو
و ثواب کے ساتھ تسلوی اور فرمایا کہ اپنے سر پر
چارہ رکھو اور پنج مصیبت کے لشکر کے یہ
تبار ہو جاؤ اور جان و مال و تبار عامی اور حافظ
سے وہ تم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا اور
تباری اختیار بھی کرے گا اور مبتلائی دشمنوں کو
مختلف دافوں میں مبتلا کرے گا اور تہ کو دنیا کی ان
مصیبتوں اور بنوں کے دفع اختیار میں عزت اور
اجتہاد دے گا خبردار مبرا و من نہ چھوڑنا اور
بے جہانی کا کلام زبان پر نہ لانا اس سے تبارک و تعالیٰ
اجر و ثواب میں کمی ہوگی!

ممبر و ضبط کے متعلق امام حسین علیہ السلام کی بہتری نیست یعنی بوجہ تہ کی حرمت کے لیے تہ فعلی سے
اس کے بعد آپ دشمنوں کے انصاف تہید ہوئے رضی اللہ عنہ و امہاد۔

نوح کے جواز پر علماء شیعہ کے دلائل کے جوابات علیہ وسلم کے سامنے حضرت حمزہ پر فرمود

کیا گیا اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔
امام محمد بن سعد کہتے ہیں۔

وبکت الانصار علی قتلی ہم قسم
ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل
لکن حمزہ لا یواکی لہ فجاہ فساء الانصار
الی باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فبکین علی حمزہ فذا قالہن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و اموہن بالانصار ان
فہن الی ابیہم و امات حییت من لا ینسب
بدا النساء فیکین علی حمزہ فلو بکین
علی میتہن۔

انصار کی خواتین اپنے مقتول و شہداء
پر سو سو مرتبہ تہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سنا تو فرمایا لیکن حمزہ پر روئے دایاں نہیں دیں پھر
انصار کی خواتین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دروازہ پر آئیں اور حضرت حمزہ پر روئے دیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی کہ
فرمایا و پس جائیں سو آج تک ان کا رسول سے کہ
جب انصار میں سے کوئی شخص مرتل سے تہ کی خواتین
پہلے حضرت حمزہ پر روئے دیں پھر اپنی میت پر روئے دیں۔

۱۔ مد باقرہ ص ۱۰۰، ۲۔ مد و بیروت ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ کتاب فروش اسلامہ بیروت ۱۳۹۰ھ
۳۔ امام محمد بن سعد تہ، ۲۰۰، الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ دار حدیث بیروت ۱۳۸۶ھ

اس روایت کے حسب ذیل جوابات ہیں:

- (۱)۔ امام محمد بن سعد نے اس روایت کو بلا سند ذکر کیا ہے اور جو روایت بلا سند مذکور ہو وہ حجت نہیں ہے۔
- (۲)۔ اس روایت میں صرف روئے کا ذکر ہے، اور یہ مروجہ نام کو مستلزم نہیں ہے مروجہ نام میں بندہ کوڑے سے مار پھرنا، سینہ پینٹنا، بال بکھیرنا اور گریبان چاک کرنا شامل ہیں، ان چیزوں کا اس روایت میں ذکر نہیں ہے۔
- (۳)۔ یہ ابتدائی واقعہ ہے جب نوکر کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ ہم منقرب بیان کر رہے ہیں۔

امام طبری کہتے ہیں:

بنو سلمہ کے بعض بوڑھوں سے روایت ہے کہ انصار کے گھر میں ایک بوڑھا شل اور بنو نفلہ کے گھر کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے، آپ نے ان کے متقولوں پر روئے اور نوکر کرنے کی آوازیں سنیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے روکر فرمایا لیکن حمزہ پر روکر دیا یاں نہیں میں، جب حدیث محمد بن سعد بن مسعود اور حمزہ بن حذیفہ بنو عبد مناف شل کے گھر گئے تو انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ تیار ہو کر جا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر روکیں۔

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا يؤذيكم من أحبكم ثلاث شي: رجل يمشي معكم في بيوتكم ولا يمشي معكم في بيوتكم ولا يمشي معكم في بيوتكم»

اس روایت کے بھی حسب ذیل جوابات ہیں:

- (۱)۔ یہ واقعہ بنو سلمہ کے بعض بوڑھوں سے روای سے جن کا نام نہیں بیان کیا گیا، سو یہ مجھوں روایت ہے اللہ مجھوں روایت حجت نہیں موقوف۔
- (۲)۔ اس مجھوں روایت میں بھی صرف روئے کا ذکر ہے، اس میں سینہ زنی، بال بکھیرنے اور گریبان چاک کرنے کا ذکر نہیں ہے، لہذا یہ مجھوں روایت بھی مروجہ نام کو مستلزم نہیں ہے۔
- (۳)۔ یہ ابتدائی واقعہ ہے اس وقت نوکر کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا، اس کے بعد منع کر دیا گیا۔

اس بات پر دلیل کہ یہ ابتدائی واقعہ ہے حدیث سے امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عبد مناف شل کی خواتین کے پاس سے گزرتے ہوئے جنگ راند کے شہداد پر روکر

عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا يؤذيكم من أحبكم ثلاث شي: رجل يمشي معكم في بيوتكم ولا يمشي معكم في بيوتكم ولا يمشي معكم في بيوتكم»

اللہ علیہ وسلم نکلن حمزہ قرآن کو کیلہ خفاء
 نسأوالانصار یمکیکن حمزہ و نستیقظ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
 ویحھن ما اقلین بعد مد وھن
 فلینقلبن ولا یمکیکن علی ھالک
 بعد ایوم ۛ

یہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن
 حمزہ پر رونے والیاں نہیں میں، پھر انصار کی خواہش آئی
 اور حضرت حمزہ پر رونے لگیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بیدار ہوئے آپ نے فرمایا ان پر سوکس
 سے ابھی تک واپس نہیں لگیں، اس سے کہو کہ واپس
 چل جائیں ورنہ آج کے بعد کسی رات سے پر گریہ
 نہ کریں۔ (آواز سے نہ روئیں)

اس حدیث کو امام احمد نے اس روایت کیا ہے ۛ

امام حاکم نمینا پور میں نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور بیضاوی سے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم
 کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ ۛ

مولانا بدر الدین عینی حنفی میں بحث میں لکھتے ہیں۔

امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ لعن سورنوں میں ذکر کرنا حرام نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حضرت جابر کی چوہی کو ذکر کرنے سے منع نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کرنا اس وقت حرام ہے
 جب حصاروں پر طرہ نیچے لڑتے ہوئیں اور گریبان چاک کیا جائے لیکن یہ قول مردود ہے کیونکہ اس واقعہ کے
 بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کرنے سے منع فرمادیا جو کہ یہ حد کا وقت ہے، اس نے اُحد میں فرمایا
 کہ حمزہ کے لیے رونے والیاں نہیں لیکن پھر کرب لے کر سے منع فرمایا اور اس پر ولید بیان کیا کہ امام
 بن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم جب الاشہل کی غورنوں کے پاس سے گئے تو جنگِ اُحد کے تہہ در تہہ میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا لیکن حمزہ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں، پھر انصار کی غورنوں نے حضرت حمزہ پر روئیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا اب سوکس ہے یہ بھی کہ گھٹا ہے ان سے کہو جائیں اور اُحد
 کی مرنے والے پر نہ روئیں ۛ

ما فظ بن عبد اللہ بن مسعود نے بھی اس طرح لکھا ہے۔ ۛ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

- ۱۔ امام محمد بن زید ابن ماجہ سنہ ۲۵۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۵، مطبوعہ دارالحدیث کتب خانہ کتب خانہ کرمی
 ۲۔ امام محمد بن حنفی سنہ ۲۲۲ھ مسند احمد ج ۲ ص ۹۲، ۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
 ۳۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری سنہ ۴۰۵ھ، مسند کرج ص ۳۸۱، مطبوعہ دارالایضاح بیروت، ۱۳۹۸ھ
 ۴۔ علامہ بدر الدین محمد بن احمد عینی سنہ ۸۵۵ھ، عمدۃ المفاری ج ۲ ص ۸۲، مطبوعہ دارالطباعۃ امینیہ بیروت، ۱۳۸۰ھ
 ۵۔ علامہ شمس الدین محمد بن علی بن محمد عسقلانی سنہ ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۱۰۱، مطبوعہ دارالحدیث کتب خانہ کرمی، ۱۳۸۰ھ

ظاہر یہ ہے کہ نبی سے اللہ علیہ السلام کا یہ راستہ ایسا ہی ہے جس کے لیے رسول نے دنیا میں اس سے حضرت حمزہ کی مصیبت پر افسوس کیا، مفسور نے کہ دو ایسی مسافرتیں اور طہارت کی حالت میں شہید ہونے کے ان پر کوئی روئے والا بھی نہیں تھا، افسوس اور رسول سے جسے اللہ علیہ السلام کی رضا ہوئی اور خوشنودی حاصل کرنے میں سبقت کرتے تھے انھوں نے اس سے یہ بھی کہ آپ ﷺ سے کہ حضرت حمزہ پر عاتقین گریہ کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ان کی اطاعت اور رضا جوئی کو دیکھ کر آپ نے اس سے منع کر دیا کہ اس گریہ سے خود زائر کا سامنے مدد ملے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت زخم کو نہ مہاج تھا اس واقعہ کے بعد آپ سے وعدہ کرنے کو مسرت ہو رہا تھا۔

چہرہ پیٹنے کے جواز پر علماء کرام کا قرآن مجید سے استدلال اور اس کا جواب !!

تسآن مجید میں ہے:

وَبَشِّرُوا خَلَاءَ عِلْمِهِ وَ قِبَلَتِ مَدِينَةٍ
فِي صَرْفِ فَصْلَةٍ وَ جِهَةٍ وَ تَبَعِ عَجَبٍ
عَقِيهِ .

اذریات ۲۶-۲۷

نیز قرآن مجید میں ہے:

وَمَرَأَتُهُ خَالِدَةٌ وَ حَكِيمَةٌ
بِاسْمِ اللَّهِ وَ مَوْلَاةٌ مَحَبَّةً
قَالَتْ يُوْبِلَتِي وَ الدَّاءُ مَحَبَّةً وَ هَدَى
شَيْخٌ أَن هَذَا سَمِيٌّ عَجَبٌ
اَتَعْجَبِينَ مَوْلَاةً رَحِمَ اللَّهُ وَ دَرَى
عَدِيكَرُ اَهْلُ الْبَيْتِ أَن هَذَا حَبِيبٌ مَعِي
اَهُود ۱۰۱

اور یہ کہ نبی ہجری رسالت کی کھڑی تھیں وہ نہیں
بڑی خدمت سے ان کو اسحاق کی خوش خبری سنائی اور
اسحاق سے بدعت قبول کی، سارا منہ کہا اسے تسوید
کیا یہ چاہتا تھا کہ یہ نبی کی طرف سے نبی سے
خوشنودی سے اسے شک یہ عجیب بات ہے
فرستادہ گیا کہ اسے حکم عجیب کرتی ہو رہا ہے
میرے لیے اللہ و اللہ کے رسول کی طرف سے نبی ہیں۔

یہ بات اس وقت کہ جب نبی و رسول ہیں۔

علیٰ رضی اللہ عنہ کے میں کہ وہ دریا کی آب میں حضرت سارہ کے منہ پہنچنے کا بیان سے در سورہ نور کی
آیت میں یاد دہانی اسے افسوس کہنے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسے افسوس کہہ کر منہ پیٹنا جائز ہے۔
اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ آیتیں مرجحہ ہونے کی اصل نہیں ہیں کیونکہ وہ ظہر افسوس اور کسی مصیبت پر کھانا تک ہے
اور یہ افسوس کا موقع نہیں خوشی کا موقع تھا کیونکہ فرشتوں نے حضرت سارہ کو نبی علیہ السلام کی ولادت کی بت دے دی

تھی ابھی وجہ ہے کہ حضرت سارہ اس وقت ہمیں رہی تھیں، باقی ان کا چہرہ پر ہمارا نایام کی وجہ سے چہرہ چھپانے کے لیے تھا کیونکہ جس عورت کے ان پہلی بار ولادت ہوئی ہو اس کے سامنے ولادت کا تذکرہ چھڑ جائے تو اس کو عیاد آتی ہے یا انھوں نے تعجب کی بنا پر راستے پر ہمارا اور ان کا یا دہلتی کہا بھی مصیبت پر ہونے لگے کہنا نہیں تھا، بلکہ انھوں نے اظہار تعجب کے لیے یہ لکھ کہا:

شیخ تمی کہتے ہیں:

(فصحت وجہا) ی غلظۃ ما بشرھا
جبواثیل۔ لہ

حضرت سارہ کے چہرے پر ہمارے کا
مطاب یہ ہے کہ انھوں نے (عیاد سے) انھوں
سے چہرہ کو چھپایا۔

شیخ ابوہریرہ طوسی لکھتے ہیں:

منوبت وجہا تعجباً۔ لہ

حضرت سارہ نے تعجب سے اپنے چہرہ
پر ہمارا۔

شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

جحدت اصلاً تعجباً فضلت حبیبہا انھا
عن المقاتل والکلبی۔ لہ

یعنی حضرت سارہ نے تعجب سے انگلیوں
کو جمع کر کے اپنی پیشانی پر مارا، یہ مقاتل اور کلبی
کا قول ہے۔

لافتح الشراکاشانی لکھتے ہیں:

مقاتل و کلبی گفتند کہ انگشتہا جمع کرد و
برہر دو جبین خود نزد و ہیں عادت زنان است
در وقتیکہ تعجب کنند و گردیند کہ در این
حال کہ این مشرودہ شنید، حیض وہ عورت است
و بحکمت عیاد پس نہ بر رخصتے خود روئید

مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ حضرت سارہ نے
اپنی انگلیوں کو جمع کیا اور ان کو اپنی پیشانی پر مارا اور
یہ عورتوں کی عادت ہے کہ وہ تعجب کے وقت
لیا کرتی ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت سارہ نے
جس وقت یہ خوش خبری سنی کہ حیض جاری ہو گیا اور
انھوں نے تہام کی وجہ سے اپنے منہ پر ٹھانچہ مارا۔

غلامیہ یہ ہے کہ شہید علی کی تفسیر کے مطابق حضرت سارہ نے دلت کی بشارت سن کر عیاد سے
اپنا چہرہ انھوں سے چھپایا یا عورتوں کی عادت کے مطابق تعجب سے اپنے چہرے پر ہمارا یا اس

- ۱۔ شیخ ابراہیم بن علی بن ابی حمزہ قمی متوفی ۳۷۰ھ تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۳ مطبوعہ مکتبۃ دارالکتاب و النشر قم ایران ۴۰۰ھ
- ۲۔ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۲۰ھ تفسیر تمیاز ج ۱ ص ۳۸۸ مطبوعہ دارالایمان التراثیہ بیروت
- ۳۔ شیخ ابوالفضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۲۰ھ تفسیر مجمع البیان ج ۴ ص ۲۳۸ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۰۰ھ
- ۴۔ شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ سنج الصادقین ج ۵ ص ۴۳ مطبوعہ جوامع ناصر خسرو ایران

وقت ان کا حیف ہوا یہی ہو گیا تھا تو شرم کی وجہ سے انہوں نے اپنے چہرے پر ہاتھ مار دیا۔ ہر حال کسی صورت میں بھی حضرت سارہ کا اپنے چہرے پر ہاتھ مارنا کسی مصیبت پر غم اور افسوس کے اظہار کے لیے نہیں تھا حتیٰ کہ ان کا یہ فعل مرد و جوہر کے اصل بن سکے۔ ماتم موت کی خبر سن کر کیا جانتا ہے بچہ کی ولادت کی خبر سن کر ماتم نہیں کیا جاتا۔!

زناور پٹینے کے جواز پر علماء شیعہ کا صحیح بخاری سے استدلال اور اس کا جواب | امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرقہ
وفاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لیلۃ فقال الاتصیان فقلت یا رسول اللہ
انفسنا بید اللہ فطامنا ن یبعثنا بحشنا
فانصرف حین قلت ذلک ولہ یروحہ
الی شیشا ثم سمعته وهو مول یضروب
فخذہ وهو یقول وکان الانسان کثر
شیء عجد لا۔ لہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو جکایا اور فرمایا کہ ماتم دونوں ناز نہیں پڑھتے میں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری رخصت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے ہم اٹھ جاتے ہیں، سو جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا، پھر میں نے آپ سے سنو اور اس کا سبب آپ واپس جاسے تھے اور اپنے زناور پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑا کر سنے والا ہے۔

علماء شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے اس جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اور آپ نے اس سے اپنے زناور پر ہاتھ مارا، اس سے زناور بیٹھا اور مصیبت کے وقت ماتم کرنا ثابت ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مصیبت اور موت کے وقت قرآن مجید، نبی اہل فہم، احادیث اہل سنت اہل اہل شیعہ میں صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور صحت افاقہ و اذ الیہ ما احصون کہنے کی اجازت دی ہے اور بے صبری کا اظہار کرنے اور زناور پٹینے یا سبزی زنی کرنے یا منہ پر ٹھیکے مارنے کو حرام کر دیا ہے، اس حدیث میں موت یا مصیبت کے وقت آپ نے زناور پر ہاتھ نہیں مارا بلکہ حضرت علی کے اس جیسے جواب پر تجب سے زناور پر ہاتھ مار دیا اس جواب کو ناپسند کرتے ہوئے فسوس سے زناور پر ہاتھ مارا، یہ کوئی موت یا مصیبت کا وقت نہیں تھا حتیٰ کہ زناور پر ہاتھ مارنا بے صبری کا اظہار قرار دیا جائے اور اس کو مرد و جوہر کے اصل قرار دیا جائے اور جب کہ نبی اہل فہم میں حضرت علی کا یہ ارشاد صراحتہ موجود ہے:

وضرب ید علی فخذہ عند مصیبتہ
• جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنے زناور

نے سر پہ خاک ڈالی اور آؤ و فناں کر سنے گئے۔

و تھان بر آورو۔^۱ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

سارح النبوة میں ایک اتہالی عجیب روایت ذکر کی گئی ہے کہ شیطان نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہونے کا اندک، یہ آواز مدینہ اور مدینہ کے گھروں تک پہنچی، حضرت فاطمہ زہراؑ نے جب یہ آواز سنی تو سر پہ پٹی بولی ماہ آئیں، آپ رو رہی تھیں اور لمبھی عواتیں بھی رو رہی تھیں۔

وان غرائب روایات مست کہ در معارج النبوة آورو کہ آواز شیطان بقتل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ مدینہ رسید و رخا ہا نے مدینہ نیز شنیدند و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چوں اس آواز شنید دست بر سر زنان از خانه بیرون و دید دیگر بیت و ہم زنان ہا شعیبہؑ تا پیدند تھے

یہ غیر مستند روایت ہے، اور اس کی سند نہ کر نہیں ہے شیخ دہلوی نے اس کو سارح النبوة سے نقل کیا ہے اور اس میں رطب و یابس موجود ہے، یہ جو ہم پر حجت نہیں ہے۔

امام محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

عباد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے میرے حجرہ میں فوت ہوئے، وہ میں نے اس میں کسی پر غم نہیں کیا تھا اس وقت میری نانی در کہڑی کی بات یہ بھئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گردن میں فوت ہوئے، میں نے آپ کا سر تکیہ پر رکھا اور مورخین کے ساتھ اذکار کرنے لگی در پہ منہ پر طلمسچے مارتی تھی۔

عن عباد بن الزبیر قال سمعت عائشة تقول مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحري وفي دورى و لم اظلم فيه احد فمن سلمى وحد انسى ان رسول الله قبض وهو في حجرى ثم وضعت راسه على وسادة و قمت القدم مع النساء واضربا وجهى يله

علامہ ابن اثیر ہمدانی لکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر کے انتقال پر حضرت عائشہؓ نے فوج کرنے والوں سے لڑھکایا، حضرت عمرؓ نے ان کو روکنے سے منع کیا وہ نہیں سُنیں، حضرت عمرؓ

واقعت عائشة عليه النوح فنهاهن عن اسكاء عمار بن ابي بكر فنهين فقال لهشام بن الوليد ادخل واخبري لي المنع

۱۔ لعین، کما ج محمد زنادار المعروف بزمکیر، متوفی ۹۵۲ھ، معارج نبوة کن ۲ ص ۹۲، مطبوعہ مطبعہ مشرقیہ زکریا کتب خانہ، ۱۹۹۲ء

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، معارج النبوة ج ۲ ص ۸، مطبوعہ مکتبہ ترمذیہ ضریہ مکتبہ

۳۔ امام محمد بن جریر طبری متوفی ۳۲۰ھ، تاریخ جامع دالموک ج ۲ ص ۴۴، مطبوعہ موسسہ اسلامیہ مطبوعات، بیروت

ابی قحافة اخذت ابی بکر فقاتلت عائشة لهشام
حين سمعت ذلك من عمر اذ اخرج عليك
بيتي فقال عمر لهشام ادخل فقد ادنت
لك فدخل هشام فاخرج اليه ام فروة
بنت ابی قحافة فعلاها بالدرّة صريات
فتفرق النوح حين سمعت ذلك

ما نظر ابن کثیر کہتے ہیں:

واما بقية اهله ونسائه فان سمر بن
سعد وكل يهود من يحرسه ويكتمه
تعاذ كيوهم على الواحد في الهوادج،
فلما مروا بمكان المعركة وراوا الحسين
واصحابه مطروحين هالك بكنة النساء
وصرخن وندبت زينب اخاها لحسين
واهلها فقاتلته وهي تبكي:

يا محمد اے یا محمد اے صلی علیک
اللہ وملك السماء هذا حسين بالعراس
مزمّل بالدماء مقطع الاعضاء يا محمد اے
وبناك سبايا وذريتك مقتلة تسقى
عليها الصبا قال فابكت وندت كل عدو
وصديق:

قال قترة بن قيس لما مدت النسوة
بالقتلى صحن ولطمن خدودهن به

نہ ہشام سے کہا جاؤ حضرت ابو بکر کی بہن کو میرے
پاس لاؤ، جب حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا میں
ہشام کو اپنے گھر آنے کی اجازت نہیں دیتی، حضرت
عمر نے ہشام سے کہا جاؤ میں تم کو اجازت دیتا ہوں
ہشام گئے اور حضرت ابو بکر کی بہن ام فروہ کو بلا گئے
حضرت عمر نے ان کو کئی در سے دگائے، جب نومر
کرنے والیوں نے یہ سنا تو وہ بھاگ گئیں۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے تالہ میں سے
باقی ماندہ لوگ اور عورتیں کو سمر بن سعد نے محافظوں
کے ساتھ روانہ کیا، دوران کو دشمنوں پر کجاووں میں سوار کرایا۔
جب یہ لوگ جنگ کی جگہ سے گزرے اور حضرت
حسین اور ان کے اصحاب کی ناشوں کو دیکھا پڑا
مواد کچا تو غور میں روئے اور چلائے گئیں، حضرت
حسین کی بہن زینب نے اپنے بھائی اور اپنے
اہل پر گریہ کیا اللہ کہا:

اے محمد اے محمد اے محمد! اللہ اور آسمان
کے فرستے آپ پر صوفہ پڑھیں حسین میدان میں
پڑا ہے خون میں تھرا اڑا ہے، اس کے اعضا
پیرہ پارہ ہیں، اے محمد! آپ کی بیٹیاں قیدی
ہیں اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے، ان پر
خواب چل رہی ہے، زینب کے اس نوحہ نے
بہ خدا دوست اور دشمن سب کو رونا دیا۔
قرہ بن قیس نے کہا جب عورتیں لاشوں کے
پاس سے گزریں تو وہ پتلائیں اور انھوں نے اپنے
رخساروں پر طمانچے مارے۔

۱۲۰ھ

۱۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی اکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۴۳۵ھ، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۔ حافظ علی الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۳ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۳۹۲ھ

کام کو درجہ صاف سے کر کے کیا۔ جس سے یہ روایت بالکل صحت اور باطل سے بیزاری حاصل ہوئی۔ اور احکام تہذیب میں کسی کو مستثنیٰ کرنا بدیہوں سے ملے۔ بدیہ و حکم کا منسوب سے امام احمد سے ہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے مراد کر۔ جس سے امام حسین رضی اللہ عنہ سے مراد کر۔ جس سے امام حسین رضی اللہ عنہ سے مراد کر۔

پس وصیت فرمائی کہ اسے معزز ہیں و محترم
میدہ کر جو من ز شیخ عبدالحامد بن محمد بن علی
گر یہاں بیگ بنید و رد بخیر شہید و دینہ
بجای۔

اگر بالفرض امام جعفر صادق کی یہ روایت صحیح ہو تو
قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

مواضع مخصوصہ

ماقم کی ابتداء کر کے اسے قاضی حسین بن محمد

ارکھتہ وقت کر کے میری خدمت میں
بجای کر کے دو اور سو سو کر کے
کہ ای بی کو فہم ہوا تھا کہ جس نے
شما بچہ سبب مرد و حسین بن محمد بن علی
و کر کے و اور اس کے کر کے و اور اس کے
فارسیت کر کے و پر و گمان حسوم ہر ای اور اس
امیر کر کے و بی کر کے و بی کر کے و بی کر کے
مگر بنید امیر کر کے و چارہ کر کے و چارہ کر کے
بر پشت خود بار کر کے و وجہ کر کے و وجہ کر کے
وچہ و حستان کر کے و مرم کر کے و مرم کر کے
جماعت را فارسیت کر کے و ہر کر کے و ہر کر کے
را بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و
تم از دہای شما گندہ شد و کر کے و کر کے
گروہ و دستان محمد ہمیشہ غالبند و اطوان و
یارن مستطیلان زبان کار و کر کے و کر کے
چند و مرثیہ سید شمس گفت مل کو و حوش

و ادب طاه و واحسته به آردند و صدی نامه و
راری و گریه و سرگورامی و نوم و نورش بفک
سیر پیش رسانیدند و زمان ایشان مرید
بر سر برینان کردند و خاک حسرت بر فرق خود
نکشتند و روی خود را خواستیدند و طمانچه
بر رخسار خود میزدند و او دیده و شوره میگفتند
و حتی شد که دیده روزگار و گز جهان ماتی
ندیده بود پس حسرت نامه زین را بدین ملبه
سلام اشاره کرد و میم که سگت شود بدین

خمسے میں رہتے ہیں پھر سید الشہداء کے
 متعلق چند اشعار مرتبہ پڑھے پھر اہل کوفہ میں
 واویلا و احسرتاہ کا شعر بلند ہوا اور نامہ و
 فریاد کا فغلیہ ہوا اور انھوں نے اتنا زبردست
 فوجہ کی جس کی آواز آسمان تک پہنچتی تھی۔ ن کی
 خورتوں نے اپنے سروں پر باؤں کو بٹھیرا اپنی
 سروں پر خاک ڈالی اپنے جہروں پر طمانچے مار مار
 کر رخساروں کو چھسیلا اور واویلا و اتہولہ گیتی
 تھیں اور اس زور کا ماتم کرتی تھیں کہ چشم فلک سے
 سے پیٹے اتنا زبردست واقم نہ دیکھا تھا۔
 تب حضرت امیرین العابدین نے لوگوں کی طرف
 اشارہ کیا کہ غارتش موحاشیہ۔

ماتم کے سلسلہ میں ہمیں نے کافی قبول بحث کی ہے قرآن مجید اور احادیث سے ماتم کی حرمت کو بیان کیا ہے۔ پھر علامہ رشید کی تفاسیر اور عادیث سے ماتم کی حرمت کو بیان کیا ہے۔ اور حضرت علی و حضرت حسین رضوان اللہ علیہما کے رضادات سے ماتم کی حرمت کو واضح کیا ہے۔ انجیل اہل فہم اور متاخرین میں سے ملا باقر مجلسی کی تسلیف سے ماتم کی حرمت پر درافعی پیش کیے ہیں۔ پھر علامہ رشید کے دلائل کا رد کلبت اور ماتم حسین کے سنداء کا مکمل استیعال کیا ہے۔ میں نے کتب رشید کا مطالعہ کر کے ان کے تمام قوی اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں۔ اس بحث کا اگر انصاف اور نون خدا سے مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ ماتم در حزا درسی کرنے والوں کے تمام شبہات دور ہو جائیں گے اور وہ راہ راست پر آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور اس تحریر کو موافقیں کے لیے استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

والیہ نیب وغیرہ ذات الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتون الانبیاء، فضل الانبیاء و مرسلین قائد مراد محمد علی سفیعاً بوم الدین وعلی اصحابہ کرامین و آئندہ وعلی النبیین ائمة ہرین وعلی ارجحہ ہبات مرمنین وعلی اویاء امتہ وعلی ممتہ من احمدین و امقرین وائمة المجتہدین وعلی عار سحین جمعیں

بھاگے ہوئے غلام پر کافر کا اطلاق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت حمید بر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۳۶۔ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ قَالَ

1998

۱- مدد مقرر مجلسی متوفی ۵۹۰ هجری قمری - ۵۷۵ مطبوعه کتب فقهیه و حقوقیه

لَا إِيمَانَ لِمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ يُؤْتِيهِ اللَّهُ عَلَيْهِ سَعِيرًا يُنْفِثُ فِيهِ الصَّاعِقَ حَتَّى يُلَاقِيَهُ الْمَوْتَ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَدْرُونَ جَمْعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرَجًا يَكْفُرُ بِهِ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَدْرُونَ جَمْعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرَجًا يَكْفُرُ بِهِ ۚ وَالَّذِينَ لَا يَدْرُونَ جَمْعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرَجًا يَكْفُرُ بِهِ ۚ

۱۳۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُوَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أبا عبد الله عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يؤمن بالله شيء حتى يؤمن بآياته ۚ

۱۳۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أبا عبد الله عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يؤمن بالله شيء حتى يؤمن بآياته ۚ

۱۳۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أبا عبد الله عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يؤمن بالله شيء حتى يؤمن بآياته ۚ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ مانے اپنے آقا کے پاس سے جہاں گے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس واپس نہ جائے۔ راوی منصور نے کہا یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے لیکن میں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ یہ حدیث مجھ سے بصرہ میں روایت کی گئی۔ حضرت حریر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظلام اپنے آقا سے جہاں جائے وہ لحد اور اس کے رسول سے لحد ملے گا۔ حضرت حریر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظلام اپنے آقا سے جہاں جائے وہ لحد اور اس کے رسول سے لحد ملے گا۔ حضرت حریر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ظلام اپنے آقا سے جہاں جائے وہ لحد اور اس کے رسول سے لحد ملے گا۔

جن احادیث سے بد مذہب استدلال کرتے ہیں ان کو چھپانے کی بجائے ان کا

جواب دینا چاہیے۔

اس زمانہ میں بصرہ میں نو سجد کی کثرت تھی اور غورج کا عقیدہ بہ متنازعہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہوتا ہے اور اس حدیث سے بظاہر مسلک غورج کی تائید ہوتی ہے۔ کہو کہ مدد کا آقا سے جہاں گئے ہ۔ کبیرہ ہے، اور اس حدیث میں اس گناہ کی تعبیر غورج کی گئی ہے، اور یہی غورج کا مسلک ہے اس لیے منصور بصرہ میں اس وجہ سے کہ جو ناپسند کرتے تھے لیکن ان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کیونکہ جہاں گئے یہ کہ حدیث بیان کر کے اس کا جواب دیا جائے۔ ہاں اگر اس قسم کی حدیث پہلے بھی گھر چکی ہیں۔ اور ان کی تشریح میں کئی جہات بھی ذکر کیے جائیں۔ جس میں سے چند یہ ہیں:

ظلم کا آقا سے جہاں یہ فعل کافروں کا ہے۔ یعنی کفار سے متشابہ ہے یا آل کا یہ فعل کس تک پہنچا دیتا ہے یا کفر سے کفر ان نعمت مرد ہے، دوسرے وغیرہ۔

بَابُ بَيَانِ كُفْرٍ مَنْ قَالَ مُطْرًا
بِالنَّوْءِ

جو شخص یہ کہے کہ ستاروں کے سبب سے بارش ہوئی ہے اس کے کفر کا بیان

ستارہ نے بارش برساتی۔

رَسُوْبِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي مَتْنِ
كَتَابِ الْإِيمَانِ شَرْحُ الْكَلِمَةِ الْكَلِمَةُ الْكَلِمَةُ
فِي مَتْنِ الْإِيمَانِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانِ
فِي مَتْنِ الْإِيمَانِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانِ
فِي مَتْنِ الْإِيمَانِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانِ

حدث من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين
من سجد بن ساجس رضى الله عنه ما بين

۱۴۲۰. وَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ مَوْلَاهُ وَهُوَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ مَوْلَاهُ وَهُوَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ مَوْلَاهُ وَهُوَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ مَوْلَاهُ وَهُوَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَّمَ مَوْلَاهُ وَهُوَ أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ستاروں کے پڑنے کا تکرار مجید سے بھلا اے گئے سب سے بارش

تو بے قسم سے ان جگہوں کی جہاں ستارے
واقع ہوئے ہیں، اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم
سے، بے شک یہ بڑی عزت والا قسم ہے،
محفوظ کتاب میں (ہے) اس کو صرف پاک لوگ چھو سکتے
ہیں، سب انہیں کی طرف سے نازل کیا ہوئے
قریب اس کا مگر کے ساتھ تم مدہمت کرنے ہو اور
تم اپنے رزق کا تم کو یہ طریقہ دے کر تھے مگر کہ قرآن
عید کی تکذیب کرتے ہو اور کہتے ہو کہ تمہاری

ہوئی ہے یہ آیات نازل ہوئیں،
فَمَا تَعْلَمُونَ عَظِيمًا ۚ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۚ
كُتِبَ فِي الْكُتُبِ الْمُنِيرَةِ ۚ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۚ
تَنْزِيلُ الْمَلَكِ ۚ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ
تَكْذِبُونَ ۚ

(واقعہ: ۵۲۵-۵۵۰)

سورج کے علاوہ باقی سیارے بھی ان منازل (مروج) کو طے کرتے ہوئے ایک سال میں فلک ظہر کا دور اپنی حرکت سے طے کرتے ہیں۔

ستارہ پرستوں کا نظریہ | اہل نجوم ستارہ پرست، جو ستاروں کی تاثیر کے قائل ہیں، کہتے ہیں کہ فلک ستارہ جب فلان برج میں پہنچ جائے تو مثل بارش مورتی یا قحط پڑتا ہے یا دیباؤں اور سمندریوں میں طوفان آتے ہیں یا فصل پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ، اسی طرح یہ لوگ انسان کے نام اور اس کی تاریخ پیدائش سے اس کا ستارہ نکلتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی پیدائش کے وقت اس کا ستارہ فلان برج میں تھا اور یہ ستارہ سعد ہے یا کس ہے اور چہرے کی زندگی میں۔ وہ مرنے والے تمام واقعات کا رشتہ اس ستارے کے سفر سے جوڑتے ہیں کہ یہ ستارہ فلان برج میں پہنچا تو مثلاً اس کو سفر میں کامیابی ہوگی، ناکامی ملے گی، تجارت میں فائدہ ہوگا وغیرہ وغیرہ، یہ تمام اٹکل پہنچو اور حکوٹے میں مایہ بھی انجالات اور رسائل میں اس قسم کے کام شائع ہوتے ہیں کہ ”آپ کا یہ ہفتہ کیسے گزرے گا“ اور اس ہفتہ میں واقع ہونے والے تمام واقعات کی پیش گوئی خبریں دی جاتی ہیں، اور لوگوں کو غیب پر مطلع کیا جاتا ہے یہ تمام باتیں بے اصل ہیں، اور زمانہ جاہلیت کی یادگار ہیں، اسلام میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ مگر قرآن اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سخت رد کر دیا ہے اور جو شخص ان باتوں کو سچ اور حق اور کرم سے وہ شریعت محمدی کا انکار کرتا ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، اسی طرح فٹ ہانڈ پر ہندو جو لوگ طوطے کے ذریعہ قسمت کا حال بتاتے ہیں یا جربا فک لکھ لیں دیکھ کر غیب پر مطلع کرتے ہیں، ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرنا بھی کفر ہے، اور عام طور پر یہ لوگ بالکل جاہلی ہوتے ہیں، ان کو یہ پتا ہوتا ہے کہ کون سا ستارہ کس فلک میں ہوتا ہے نہ یہ پتا ہوتا ہے کہ برج کس چیز کا نام ہے، انہوں نے صرف چند ستاروں اور چند برجوں کے نام یاد کیے ہوتے ہیں اور ان کا نام سے کوئی حکمت یا جہالت کا رطب ڈالتے ہیں یہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

الاسباب کی تاثیر کا بیان | اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو عام اسباب بنایا ہے اور ہر چیز کو موجود کرنے کا ایک سبب بنایا ہے لیکن یہ اسباب مؤثر حقیقی نہیں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان اسباب کے بغیر اس چیز کو موجود کر دے، اور اگر وہ کسی چیز کو پیدا کرنا نہ چاہے تو ان اسباب کے باوجود وہ چیز موجود نہیں ہوتی، مثلاً اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے اختلاط کا انسان کی پیدائش کا سبب بنایا لیکن اس نے عورت کے بغیر حضرت حوا کو پیدا کر دیا اور مرد کے بغیر حضرت عیسیٰ کو پیدا کر دیا اور مرد اور عورت دونوں کے بغیر حضرت آدم کو پیدا کر دیا، اس سے ظاہر ہو گیا کہ مرد اور عورت انسان کی پیدائش کا سبب ہیں مؤثر حقیقی جنہیں ہیں، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے اختلاط کے باوجود بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح دوسری علاج کا سبب ہیں لیکن کبھی دوا کو استعمال کرنے کے باوجود شفا نہیں ہوتی اور کبھی استعمال کیے بغیر شفا ہو جاتی ہے اور ایسا اس لیے ہوتا ہے لوگوں کی نظر اسباب پر نہ رہے سبب الاسباب پر رہے، اور لوگ

سے محبت کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا۔
اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ بغض
رکھے گا۔

سَيِّئُهُ وَابِيَهُ وَمَلَكَ أَنَّهُ قَرَىٰ الرُّسُلَ يَرْجُوهُمْ
رَأْمُومٌ وَلَا يُغَضُّهُمْ إِلَّا مَنَافِقٌ مِّنْ حَقِّهِمْ
أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَحَبَّهُمْ تَحَصَّنَ اللَّهُ فَإِنَّ شُعْبَةَ
يَعْنِي سَيِّئُهُ مِّنَ الْبَرِّ وَكَانَ رَأْمُومٌ
حَدَّثَ ث -

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو گا وہ انصار
سے بغض نہیں رکھے گا۔

۱۴۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ
يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَقَفِيٌّ عَنْ مُهَبِّ بْنِ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ رَأْمُومٌ خَرَّ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ بِرَأْمُومٍ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ
تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو گا وہ انصار سے
بغض نہیں رکھے گا۔

۴۷ - وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَىٰ
حَدَّثَنَا سَاحِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ
حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ يَحْيَىٰ عَنْ زَيْدِ بْنِ
صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبْغِضُ رَأْمُومٌ خَرَّ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
تمہارے اس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس
نے جانہ نہا کو یہ کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجھ سے علم کیا تھا کہ مجھ سے صرف
مومن محبت کرے گا ورنہ منافق مجھ سے بغض
رکھے گا۔

۱۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُوَيْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا
وَكَيْفَ قَدْ بَوَّافٌ يَدِينِي عَنْ زَيْدِ بْنِ
يَحْيَىٰ بْنِ يَعْنِي وَالثَّقَلَانِ حَدَّثَنَا سَاحِرُ بْنُ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ رَأْمُومٌ خَرَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَلَا يُبْغِضُهُمْ رَأْمُومٌ خَرَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

حدیث الباب کی تشریح
انصار سے اگر اس وجہ سے بغض ہو کہ یہ انصار رسول اللہ ہیں یعنی یہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں۔ تو یہ یقیناً کفر اور نفاق ہے اور اگر
کسی اور وجہ سے ناراضگی ہو جیسے بعض صحابہ کرام کے آپس میں اختلاف تھے یا جیسے حضور کے وصال کے
بعد باہرین اور انصار میں عید کے انتخاب میں اختلاف ہوا تو اس قسم کا اختلاف یا ناراضگی من حکم میں شامل نہیں ہے، اسی طرح اگر
کوئی شخص حضرت علی سے اس لیے بغض رکھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں تو
یہ کفر ہے۔ اور اگر کوئی اور وجہ ہو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں اختلافات

رسول پر ایمان نہ کرنا نہیں ہے، انصار نے دین اسلام کی نصرت کی، اور مسلمانوں کو پناہ دی، دین اسلام کی بہات یہی
 بڑھ چڑھ کر ہے یہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، وہ آپ کی خاطر جان و مال کو قربان کیا اور آپ کی وجہ
 سے لوگوں کی دشمنی مول لی، اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر ہمیشہ ہمارے ہائیوں دیں، اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ و رجب و یوں کو چھوڑا، اس وجہ سے ان کو یہ مقام حاصل ہوا کہ
 ان سے محبت رکھنا، یاں کہ وہ ان سے بغض رکھنا غماق کی حد سے ہے۔

عبادت کی کمی سے ایمان کا کم ہونا، اور کفر
 کا کم ہونا نیت پر طلاق

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِتَقْصِصِ
 لَطَاعَاتِ وَبَيَانِ أَصْدَقِ لَفْظٍ لِّلْكَفَرِ سِوَى
 غَيْرِ الْكَفْرِ بِاللهِ تَعَالَى كُفْرَ النِّعْمَةِ وَخَفَقِ
 ۱۳۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 غفران کہ صدقہ کیا کرو، اور بجز نیت استغفار کیا کرو
 کیونکہ میں نے نہ لوگوں کو جسم میں بکھرت دیکھا،
 ان میں سے ایک صاحب عقل خاتون سے کہا،
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم جہنم میں ہماری کثرت
 کس سبب سے ہوگی، آپ سے فرمایا کیونکہ تم عزت
 عذبت کرتی ہو اور تو میری، فریاد کرتی ہو، مگر عقل
 اور ناقص دین مومن نے کہا، وجود مرانا اور میری کہ
 شخص کی عقل کمزور نہ کرے، مانا میں نے صرف تمہیں
 کو دیکھا ہے اس عورت نے پرچھا یا رسول اللہ
 ہماری نفس اور ہمارے دین میں کیا کمی ہے، آپ
 نے فرمایا کہ عقل کی کمی تو یہ ہے کہ وہ عورتوں کی
 شہادت ایک مرد کے برابر ہے، ورنہ میں کی یہ
 ہے کہ ماہی نوری کے پیام تم غافل ہو سکتی ہو، نہ
 روز و رکھ سکتی ہو۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكْفُرُ بِاللهِ مَنْ
 تَصَدَّقَ وَأَكْثَرَ مِنْ نِعْمَةٍ وَارْتَدَّ عَنْهَا
 أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَعَابُ الْمَرْءِ وَفَتْنُهُنَّ خَوْنٌ
 وَمَتْنُ يَأْتِي سَوَّلَ اللهُ سَتَ أَهْلُهَا وَفَسَادُ
 تَكْثُرُ مَعْنَى وَتَكْثُرُ الْفِتْنَةُ نَائِبَةُ
 تَأْيِصَتْ عَقْدٌ وَدَسَ الشَّيْبُ يَدِي نَتِ مَيْتَةٍ
 فَانَتْ يَأْتِي سَوَّلَ اللهُ وَمَنْ يَنْصَرِبُ حَقْرًا دَنَى
 قَالَ أَمَّا نَقْصَانُ الْإِيمَانِ فَتَقْصِيرُ الْأَمْرِ بِشَيْءٍ
 تَعْدِيلُ شَهَادَةٍ وَرَجْعُ ذَلِكَ بِمَقْصُودٍ حَقِيقَةٍ
 تَعْلُكُ اللَّيْلِ وَمَنْ يَصْبِقُ وَتَقْصِيرُ فِي مَقْصَدٍ
 فَهَذَا نَقْصَانُ الدِّينِ وَخَدُّ نَيْبٍ أَلَوْ بِصَاحِبِ
 أَخْبَرَنَا أَبُو وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ
 الْهَادِي هَذَا لِإِسْنَادِهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا۔

۱۵۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

رج ۲ ص ۲۸۷، امام ابن ماجہ رج ۲ ص ۲۸۹-۲۸۸، امام مکہ نیش پوری رج ۲ ص ۹۰، علامہ ذہبی (رج ۲ ص ۱۹۰)، امام احمد بن حنبل (رج ۲ ص ۶۰)، امام طرمذی (رج ۱ ص ۱۹۰)، امام بیہقی (رج ۱ ص ۳۰۸)، اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے:

ان تفضل احدهما فتد کو احدھما لاحد (بقرہ ۲۸۲، ۲۸۳) تاکہ ایک عورت بھوں جائے تو دوسری اس کو زیادہ دے۔

یہ حدیث چار عظیم صحابہ سے مروی ہے اور ہم نے اس کو دس اہل علم ائمہ حدیث سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے ذکر کردہ محدث کے مطابق یہ حدیث متواتر ہے لہذا اس حدیث کے مشہور ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ درمیان میں یہ ثابت ہے کہ وہی معاملات میں عورت کی تہادت کی شہادت کا نصف ہوتی ہے۔ درمیان کا انکار کرتے کھلی موتی گھسیٹتے۔

بعض متجدد علماء یہ کہتے ہیں کہ عورت کی تہادت کو مرد کی تہادت کا نصف قرار دینا عورت کو آدھی انسان قرار دینے کے مترادف ہے۔ در یہ انسانیت کی کھلی موتی ترہین ہے۔

سب سے پہلے یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ جس معاملہ میں دوم و تیسرے آنے کی ضرورت میں ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانے کا حکم دیا ہے، یہ خبر کسی شہادت کا معاملہ ہے یعنی یہ وہ عورت نہیں ہے کہ جب کسی منگامی، ناگہانی یا غھرری وقت میں کسی یا معاملہ یا کسی نسائی حق میں موت پر موجود کسی شخص کی گواہی کو اس معاملہ یا حق کے ثبوت میں پیش کرنا ہو، ایسے کسی منگامی اور ناگہانی وقت میں ایک مسلمان عورت کو گواہی کفار کی شہادت سے بھی وہ معاملہ یا حق ثابت ہو جائے گا۔ قرآن مجید کی نزہت بحث جس آیت میں ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کو گواہ بنانے کا حکم دیا ہے، اس میں یہ حدیث کی گئی ہے کہ جب نہ، اپنے قصد اور اختیار سے اپنے کسی کاروباری معاملہ یا قرض کے لین دین میں دو گواہ بنانے پر ہوتا ہے یا پسند اور نہ غمی سے گواہ بنواؤ اور وہ دو مسلمان مرد ہیں یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ توسع اور تنقیص کی حالت میں ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتیں کیوں رکھی گئی ہیں اس کا جواب ہے کہ عدالت میں مدعی عید کے خلاف گواہی دینا بہت بڑی جرات، حوصلہ اور دیہری کی بات ہے، کیونکہ جس فریق کے خلاف گواہی دی جانے سے، فخری طور پر وہ فریق اس گواہ کا دشمن ہو جاتا ہے اور فریق منافع گواہ کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔ در مختلف محکموں سے اس کو موب، درمنا تر گھسنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ عورتیں جب گواہی دینے کے لیے آتی ہیں تو مد سے لگتی ہیں یا کوئی مشورہ کر دیتی ہیں یا ریل مخالف کے طرقات سے گھر کر رہے رہتا اور اول فرم باتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ عورتیں مردوں سے فطری طور پر کمزور ہوتی ہیں اور ان میں مردوں کی بہ نسبت جرات اور حوصلہ بہت کم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو سپہ سالار، جنرل اور کمانڈر نہیں بنایا جاتا، دنیا میں مرد و دوسے چند عورتیں پائمنڈ ہیں اور باہم ساری دنیا میں عورتوں کو پائمنڈ نہیں بنایا جاتا، غرض بہت دیہری اور شجاعت کے تمام کام مردوں کے سپرد کیے جاتے ہیں۔ وہ عورتوں کو ان کاموں سے الگ رکھا جاتا ہے۔

چونکہ فریق مخالفت کے خلاف گواہی دینا بہت جرات اور حوصلہ کا کام ہے، اس وجہ سے، مدم نے یہ کام امانۃ اور بالذات دوم دونوں کے سپرد کیا ہے اور اگر کسی مقدار میں ملے کے وقت دوم و بیسٹہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دوم و اول کو گواہ بنانے کا حکم دیا ہے کیونکہ میں ممکن ہے کہ عدالت میں فریق مخالفت کی جرح یا اس کے خون سے عورت اپنی طبعی کمزوری سے گھبر کر کچھ کا کچھ کہہ دے، تو دوسری عورت اس کو صحیح بات یاد دلا دے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان تفضل احداھما فتدکر احداھما
الاخری۔

علامہ قاضی اس آیت کی تفسیر میں صحت کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں،
والضلال عن السہادة انما ہونہا
جنہ منہا و ذکر مرد و بیقی لہو و حیون
بعد ذلک ضالایہ
تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔

و کلام بیان کرتے ہیں کہ پہلی قسم سے فی حدیث مذکور میں سبب عورت گواہی کے لیے پیش ہوتی ہے تو بار و پڑتی ہے یا گھر کے اول فرس باتیں کرتی ہے یا کوئی شہادت کہہ دیتی ہے، اس کے مقابلہ میں مرد فطرۃً قوی جرات مند اور ولیہ ہوتا ہے وہ فریق مخالفت کے ہاتھ سے مرعوب اور متاثر نہیں ہوتا، اس لیے وہ عدالت میں حوصلہ ہاتے بغیر ٹھیک ٹھیک گواہی پیش کرتا ہے۔ مدم نے جو تین حیات پیش کیا ہے وہ چند فطری تقاضوں سے جم آہنگ ہے، اس وجہ سے اس نے ایک مرد کے مقابلہ میں دوم و اول کی گواہی رکھی ہے تاکہ گواہی کے موقع پر ان دونوں عورتوں کو ایک دوسری سے حمایت نہ ملے نہ دھما س بندھی رہے اور جب عدالت ہو کر جائے اور گھر ہٹ میں کچھ کا کچھ کہنے لگے تو دوسری عورت اس کو صحیح بات یاد دلا دے۔

ایک مرد کی گواہی کے مقابلہ میں دوم و اول کی گواہی کو مقرر کرنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ تجارتی مال کی پیچیدگیوں میں دن کی باتیں کیوں اور قرض کی غم و غم اور قیود سے مظلوم پر مرد پوری طرح واقف ہوتے ہیں اس کے برخلاف عورت چونکہ نسلی مدد شعلی طور پر بہت گورخانہ داری کی مامور ہوتی ہے اور عام دنیاوی معاملات میں وہ براہ راست ملوث نہیں ہوتی اور نہ اس کی باتیں عجبوں سے کا حق واقف ہوتی ہے اس وجہ سے کسی بین دین اور معاہدہ کے وقت فریق مخالفت یہ چاہتا ہے کہ اس کے معاملہ پر زیادہ سے زیادہ تجربہ کار و اہل شخص گواہی دے، اس لیے وہ چاہتا ہے کہ وہ بین مراد میں دوم و اول کو گواہ بنایا جائے، اور اگر دوم و بیسٹہ نہ سکیں تو ایک مرد یا دوم و اول کو گواہ بنا دیا جائے تاکہ اس کے معاملہ پر زیادہ سے زیادہ بہتر گواہی پیش کی جاسکے اور اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے اس نے انسانی فطرت کے قریب گواہی کا یہ ضابطہ

۱۔ مرد و بیسٹہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۴۸۵ھ و اسحاق لاکھ تقدان ج ۲ ص ۳۵۰ مطبوعہ مشرقی مصر دارالحدیث ۱۳۸۸ھ

عورت کی شہادت کو نصف شہادت قرار دینے کی حکمتیں | مذکورہ عدد احادیث آثار، قول تابعین اور ائمہ مذاہب کی تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ جو ائمہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں، ان میں صرف ایک عورت کی شہادت پر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے۔ اس لیے یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ ماہی معاملات کی اختیار دینی گواہی میں چونکہ ایک مرد کی گواہی کے مقابلہ میں دو عورتوں کی گواہی رکھی گئی ہے اس لیے اسلام نے عورت کو آدھا انسان قرار دیا ہے یا اس کی گواہی کو کمتر قرار دیا ہے۔ اگر مسلم کے نزدیک عورت آدھا انسان ہوتی باوجود حقیر اور ذلیل ہوتی تو ان معاملات میں صرف ایک عورت کی گواہی پر فیصلہ کا مدار کیوں رکھا جاتا؟

اگر مرد یہ اعلیٰ حق کہیں کہ بعض نسوانی معاملات میں ان کی شہادت عمل معتبر نہیں ہے، جبکہ ان معاملات میں عورتوں میں سے ایک شہادت کی گواہی قبول کر دینی ہے تو مردوں کو اسامیہ بالکل ناقص لا اعتبار کر دیا اور ان کو آدھے انسان کا درجہ دیا۔ دیکھو کیا یہ امتزاج حق و درست در محفل درگاہ میں! جگہ یہی کہا جائے گا کہ جن دنیاوی معاملات میں مردوں کو شہادت کی حیثیت ہے وہ مردوں کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور جن نسوانی معاملات میں عورتیں شہادت کی عمل میں مرد عورتوں کی شہادت قبول کی جاتی ہے، اسلام نے جس صنعت کی شہادت کا جس جگہ غنا کیا ہے وہ میں حکمت "رذلت کے مطابق سے سبحان اللہ و بحمدہ"

مسبحان اللہ العظیم۔ مزید فرمائیے کہ ثبات زنا میں دو سے بچنے چار مردوں کی گواہی مقرر کی گئی ہے اب کیا مرد یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب ہماری گواہی تو دھمکی دی گئی ہے کیونکہ باقی حدود اور معاملات میں دو مردوں کی گواہی کافی ہوتی ہے اور اب زنا میں بچنے کے لیے چار مردوں کی گواہی ضروری قرار دی گئی ہے تو کیا دو مردوں کو ایک کے قائم مقام کیا ہے اور یہ مرد کو آدھا انسان قرار دینا ہے اس کے جواب میں بھی یہی کہا جائے گا کہ چونکہ زنا کی سزا بہت سخت رکھی گئی ہے جس میں شادی شدہ زنی کو رجم کر دیتا ہے اس لیے اس کے ثبوت کی بھی کڑی شرط رکھی ہے اور ثبوت زنا کو چار مسلمان مردوں کی گواہی ضرورت کی جائیگی۔

پھر یہ چیز بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ شہادت دینا کوئی حق یا عہد نہیں ہے، اگر یہ ہوتا تو مرد میں کہہ سکتی تھیں کہ ہمارا حق کم کر دیا گیا ہے، عدالت میں جا کر زنی میں عت کے خلاف گواہی دینا اور اس کی دشمنی مول لینا یہ تو ایک تکرار و تعجب ہے، جنس و ذات شہادت دینے کے لیے ایک شہد سے دوسرے شہر جانا پڑتا ہے اور سفر کی مصائب میں شام پڑتی ہیں، اسلام نے صنعت نازک پر جیسے اوراحیات کیے ہیں کہ اس پر مبالغہ اور بچوں کی کفالت کا بوجھ نہیں رکھی، یتیم خانوں میں عازوں کا تکلف نہیں کیا، عات حیف جمل در رخصت میں مرد سے قضا کرنے کی صورت دی ہے، اسی طرح اسلام کا عورتوں پر یہ بھی انسان و نہم ہے کہ اس پر شہادت ادا کرنے کا بوجھ کم سے کم رکھا ہے۔ حدود اور قصاص کے معاملات جن کی گواہی دینے میں زیادہ خطرہ اور مشقت ہے ان میں اس کو شہادت کا بالکل تکلف نہیں کیا اور ماہی معاملات میں اس کے بوجھ کو کم کر دیا ہے، اور جو بوجھ ایک مرد پر ڈال جاتا ہے وہ دو عورتوں پر تقسیم کر دیا، محمد بن عبد علی حسنہ و اعلم۔

اس مسئلہ کی پروری تفصیل اور تحقیق کے لیے شرح صحیح مسلم جدید خاص کا مطالعہ فرمائیں۔
اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

حدیث الباب سے استنباط شدہ مسائل

- ۱۔ اس حدیث میں کفرانِ نعمت اور غاوند کی ناشکری پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔
- ۲۔ اس حدیث میں بیان کی کہ نہ زیارت کا بیان ہے۔
- ۳۔ امام اور علماء کا رافیا اور عوام کو دغظ کرنا، ان کو نیکی پر برا بیگنہ کرنا اور گناہوں سے منع کرنا۔
- ۴۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ متکلم کو اگر عام کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو وہ عام سے سوال کرے اور وضاحت طلب کرے۔
- ۵۔ شومہ کی اطاعت اور اس کے نفاذ کا شکر کرنا واجب ہے۔
- ۶۔ ناشکری اور من من کرنا گنہ گریہ ہے۔
- ۷۔ صدقہ کرنے سے استغفار سے گنہ گری موات ہو جاتے ہیں۔
- ۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں حتیٰ کہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر جہنم کو دیکھ لیتے تھے۔ کیونکہ آپ نے فریاد میں سے عورتوں کو بکثرت جہنم میں دیکھا۔
- ۹۔ ناشکری پر بھی کفر کا تعلق ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غاوند کی ناشکری کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے۔
- ۱۰۔ چونکہ ابھی تک جنت اور جہنم میں جزا اور سزا کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی کہ میں نے جہنم میں غور کر کے دیکھا کہ تین مطلب ہیں۔ اقل یہ کہ دیکھنے سے مراد علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنہوں اور جنہیوں کا علم عطا فرمایا تھا، دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برزخ میں جہنم کے نذاب میں مبتلا ہونے والوں میں بکثرت عورتیں دیکھیں سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عام مثال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقبل میں ہونے والے واقعات دکھا دیے ہوں۔

نماز ترک کرنے پر کفر کا اطلاق

بَابُ بَيَانِ إِحْلَاقِ سِيمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ

تَرْكُ الصَّلَاةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرے کہ سجدہ کرنا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے اے آدم کو سجدہ کا حکم ہوا ورنہ

۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كَرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَرْثُودٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَرْثُودٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُرِئَ آيَةُ السُّجُودِ فَالْشَّيْطَانُ يَتَخَوَّذُ بِرِجْلِكَ فَمَنْ سَجَدَ فَهُوَ مُسْلِمٌ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَهُوَ كَافِرٌ

سچا دکر کے حنت کا مستحق ہو گیا وہ عیثیٰ مجدد کا حکم میں
اور میں انکار کر کے جہنم کا مستحق ہو گیا۔

يَقُولُ كَذِبًا فِي رَدِّ بَيْتِ الْكُوفِيِّ وَيَقْنِي
أَمْرًا أَهْلًا لِلشُّجُورِ فَتَجِدُ قَلَّةَ بَيْتِهِ وَ
مُؤْنَةَ الشُّجُورِ وَتَمُوتُ فَنِي مَنَارَ.

ابنِ مسلمہ نے ایک ایسے سند بیان کی جو تہذیب پاک
میں سند کے ساتھ یہ روایت اس غیب کے ساتھ متفق
ہے کہ میں نے ناظرانی کی قرآن میں جہنم کا مستحق ہو گیا۔
حضرت عابد بنی سند سند بیان کر رہے ہیں کہ میں
میں نے سند سند سے آجاکہ انسان کے کفر سے
میں نے میں نے کفر سے۔

١٥٣ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ
بْنِ قَعْبَةَ عَنْ أَبِي الْوَلَدِ عَنْ

٤٣. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ شَيْخِهِ رَجَاءِ بْنِ
 أَبِي هَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ
 جِبْرِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَبِّي يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
 وَكَافٍ يَقُولُ تَعْلَمُونَ رُحْمَاءُ وَمَنْ يَتْرِكُ رُحْمًا
 تَرَكَ الْمَلُوكَ

حضرت عباس بن علی علیہ السلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان وہ سب سے عظیم ہے جس کے درمیان خداوند مقرر ہے۔
لا فرق ہے۔

١٥٥ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ مَسْبُوحٍ حَدَّثَنَا
صَحَابَةُ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ
أَخِيهِ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ

تبارک نماز کو کاف قرار دینے پر قتل کرنے میں مذہب فقہاء کے خلاف شرک میں نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے۔

مردم یحییٰ بن خروف لڑوی گھٹتے ہیں:

جو شخص نماز کی ذمیت کا انکار کرے اسے نماز کو ترک کر دے۔ جس کے کفر یہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے وہ شخص ملت اسلام سے خارج ہے۔ اگرچہ کہ وہ یا تو یا مسلمان ہو یا نہ ہو۔ مسلمانوں کے ساتھ امتناع صریح ہو کہ اس کو نماز کی ذمیت کا علم ہو جائے۔ نہ کہ وہ نماز کی ذمیت کا اعتقاد رکھتا ہے۔ نہ اس سے کسی کی وجہ سے نماز کو ترک کیا ہے۔ لہذا کہ اکثر لوگوں کا حال ہے تو اس میں لوگوں کا اختلاف ہے امام شافعی، امام مالک اور امام حنفی۔ وہ خلف کا مسلک یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ناسق ہے۔ اس سے تو یہ طلب کی جائے گی اگر اس سے فرما کر لی تو یہاں اس کو مرد قتل کر دیا جائے گا جس عاریج شادی شدہ زانی کو حد میں سنسار کیا جاتا ہے لیکن اس کو تو یہ سے قتل کیا جائے گا۔ متفقہ میں کہ ایک جماعت کا یہ مسلک ہے کہ وہ کافر ہو گیا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک ایک روایت ہے، عبد اللہ بن مبارک مد اسحق

بن را ہر یہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی مسلک ہے امام ابو حنیفہ مکتوفہ کے دیگر علماء اور امام شافعی کے نمینذام مزی کا یہ مسلک ہے کہ وہ کافر نہیں ہے اور نہ اس کو قتل کیا جائے گا مگر اس پر تفریق ہو جائے گی دوسرے کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک کہ وہ بد مذکر سے دور رہے نہ بد مذکر سے گئے۔
جمہور فقہاء جن کا یہ موقف ہے کہ نماز ترک کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

ان الله لا يقبل من يشرك به يصلي له مو يفتقر ما دون ذلك لمن يشاء
سب سے نیک اللہ تعالیٰ اس کو اپنی سب سے ساقی نہ کرے کہ جس سے اور جو اس سے دوسرے کو ملتی دیتا ہے جس کے لیے ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے استدلال کرتے ہیں۔
من قال لا اله الا الله دخل الجنة
جس شخص نے کہا لا اله الا الله وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة
میرٹھس اس حال میں مرے اس کو لا اله الا الله کا یقین تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔
حرم لله على من قال لا اله الا الله
جس نے کہا لا اله الا الله اس کو قاتل کرنے سے
کو دوزخ پر حرام کر دیا۔

ہو علماء تارک نماز کو قتل کرنے کے قابل ہیں اور اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:
فاذا نزلنا من سبيهم الحرة فقاتلوا
بہ حب حریت دے سہینے گندہ جانی تر
المشركين حيث وجدتموهم فادعوه
تر مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو ان کو پکڑو اور ان
واحصروهم وقعدوا سهم كل مرصده
کا محاصرہ کر دو اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بھیجنا
فان قابوا واقاموا بصوت وتو لركوة
پس اگر وہ توبہ کریں وہ نماز قائم کریں وہ زکوٰۃ
فخلوا سبيلهم
دی توبہ کا راستہ چھڑ دو۔
اس آیت کے مفہوم نفاق سے استدلال کیا گیا ہے یعنی اگر وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ داکریں تو ان کا راستہ چھڑ دو۔

یہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے:
موت ان قاتل الناس حتى يقتلوا
میرٹھس لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا
والله لا يقبل من يشرك به يصلي له
سب سے حق کہ وہ کہیں لا اله الا الله اور نماز قائم کریں نہ
الزكوة فاذا فعلوا ذلك عصموا مني
زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے
دما تھروا موالهم
اپنا جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے۔
اس حدیث کے بھی مفہوم نفاق سے استدلال کیا گیا ہے یعنی جس شخص نے نماز نہیں پڑھی اس

کہ جان اور مال محفوظ نہیں ہوں گے۔

رفقاء احناف کی آیت اور حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس آیت اور حدیث میں صرف نماز کے ترک پر قتل کرنے کا حکم نہیں ہے اور بحث میں ہے کہ اس آیت اور حدیث میں اس شخص کو قتل کرنے کا حکم ہے جو ایمان نہ لائے اور نماز نہ پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے، یعنی ایمان اور عمل صالح دونوں کے مجہود کے تارک کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ صرف نماز کے تارک کو، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں سے زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے قتال کیا تھا وہ ادائیگی زکوٰۃ کا انکار کرتے تھے سیدی غفرن جو علماء تارک نماز کو کافر کہتے ہیں ان کی دلیل اس باب کی حدیث میں ہے، یعنی بندہ دوسرے کے کفر کے لیے نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے، اور دوسرے کے دینے سے اس باب کی حدیث "بندہ اور اس کے کفر کے درمیان نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے" کی یہ تاویل کی ہے کہ انسان نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اس سے کافر سے جو کافر کو نماز کے ترک کی وجہ سے دی جاتی ہے یا یہ تاویل ہے کہ جو شخص نماز کے ترک کو جائز اور حلال سمجھے وہ کافر ہے یا یہ کہ نماز کے ترک کی سامت انسان کو تارک کفر کی طرف سے جاتی ہے، یا اس کا نماز نہ پڑھنا کافریں کا عمل ہے۔ مگر حنفیہ اور جعفریہ نماز کو ترک کرنے والے کو قتل کرنے کے قابل نہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عبد بنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یحرقہ مرقی مسلم یشہد ان لا اله الا اللہ و یسب اللہ الاباحدی ثلاث شیب لسان و لنفس ما نفس و متار بدینہ سفارق لکھنۃ

۱ صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۹

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان شخص اللہ کے ایک سونے وہ میرے رسول اللہ کو قتل کرے تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ تین سبب میں سے کوئی ایک سبب نہ پایا جائے وہ شخص نہ وہی شہرہ نہ فی مود، جان کا بدلہ جان مردہ شخص دین اسلام کو ترک کر کے جو ملت کہیں سے الگ ہو جاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں سبب بتائے ہیں ان میں نماز کو ترک کرنا داخل نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث کی بنیاد پر تارک نماز کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْيَمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى أَفْضَلَ

۱۵۶۔ وَحَدَّثَنَا مَعْنُو بْنُ أَبِي مَرْجٍ حَدَّثَنَا

حضرت ابو مرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے افضل مہل کون سہ ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا، پوچھا گیا، اس کے بعد کون سا مہل؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا اس کے بعد؟ فرمایا حج مقبول۔

امام مسلم نے ایک اندسند بیان کر کے فرمایا اس سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

حضرت بزرگوری صلی اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ کی یا رسول اللہ کون سا مہل سب سے افضل سے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا، اس کے بعد میں جہاد کرنا، اس کے بعد کون سا مہل؟ اس کے بعد نا سب سے افضل سے؟ فرمایا حج، اس کے بعد مالک کے نزدیک سب سے عمدہ اللہ کیسی ہوا، میں نے عرض کیا اگر میں اس کی طاقت نہ رکھ سکوں؟ فرمایا کسی شخص کے کام میں اس کی مدد کرو یا کسی سے منہ شخص کے سب سے کام کرو، میں نے عرض کیا اگر میں اس میں سے کوئی مہل نہ کر سکوں؟ فرمایا لوگوں کو اپنے سر سے معطر کرنا، یہ بھی تمہاری نظر سے صدق ہو گا۔

امام مسلم نے ایک اندسند بیان کر کے فرمایا اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

ابراہیم بن سعد و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ يُعْمَلُ بِأَمَانٍ يُقِيلُ ثَقَمَتَهُ قَالَ أَيْجُهُدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مُبْرُورٌ۔

۱۵۷۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ عَبْدِ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَافِعٍ بِهَذَا يَسْتَدِيمُكَ۔

۱۵۸۔ حَدَّثَنِي أَبُو لَرَبِيعٍ رَوَاهُ ابْنُ حُدَّادٍ عَنْ تَرِيذٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا حَلْفُ بْنُ هِشَامٍ وَتَلَعَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو وَتَعَمَّرُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ قَاتِلِ بْنِ رِبْعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ يُعْمَلُ بِأَمَانٍ يُقِيلُ ثَقَمَتَهُ قَالَ أَيْجُهُدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مُبْرُورٌ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ يُعْمَلُ بِأَمَانٍ يُقِيلُ ثَقَمَتَهُ قَالَ أَيْجُهُدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مُبْرُورٌ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ يُعْمَلُ بِأَمَانٍ يُقِيلُ ثَقَمَتَهُ قَالَ أَيْجُهُدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مُبْرُورٌ۔

۱۵۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ عَبْدِ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ يُعْمَلُ بِأَمَانٍ يُقِيلُ ثَقَمَتَهُ قَالَ أَيْجُهُدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مُبْرُورٌ۔

فَتَعَيَّنَ الْقَدْرَ وَتَصَدَّقَ حَتَّى -

۱۶۰۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَنْمٍ فِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ الشَّيْبِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْغَنَمِ
فَقَالَ هَذِهِ مَخْرُوجَةٌ لِي فَقَالَ لَمْ يَكُنْ
قَالَ يَوْمَ يَوْمٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَ يَوْمٍ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ سَبْعُونَ
عَلَيْهِ -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ ان سائل سب سے افضل سے؟ آپ
نے فرمایا نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا، میں نے پوچھا
اس کے بعد؟ فرمایا والدین کے ساتھ میل کرنا۔ میں
نے عرض کیا، اس کے بعد؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا،
حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، میں ابھی کچھ اور بھی
پوچھنا چاہتا تھا لیکن میں خیال سے مزید سؤل نہیں
کئے کہ کہیں کثرت سوالات آپ کی طبیعت پر ہلکا نہ ہو۔

۱۶۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ
حَدَّثَنَا مَرْوَنُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي حَذْرَةَ
أَبُو يَعْقُوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ
فَقَالَ يَوْمَ يَوْمٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَ يَوْمٍ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ سَبْعُونَ
عَلَيْهِ -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے عمر سے عرض کیا یا رسول اللہ!
کس کی سے جنت کا معمول۔ بادہ قریب مرگا؟ آپ
نے فرمایا زراہ کو اس کے وقت میں پڑھنا میں نے
عرض کیا میں کے بعد؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۱۶۲۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ
حَدَّثَنَا أَبُو حَذْرَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ زَيْدٍ
عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ
هَذِهِ الْقَدْرَ وَتَصَدَّقَ حَتَّى -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ
محبوب ہے؟ فرمایا نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا
میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کے ساتھ
میل کرنا، میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا اللہ
کی راہ میں جہاد کرنا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان ہی سوالات پر کھٹکار
کر دیا وہ پوچھتا تو حضور وہ بکرا دیتے۔

۶۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

امام مسلم نے کہا کہ سند بیان کی اور فرمایا

جَعْفَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدَةُ بْنُ هَدَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ
وَأَشَارَ إِلَى قَارِئٍ لَهُ وَكَانَ سَعْدَةُ كُفَّارًا.

۱۶۴- حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي كُرَيْدٍ
الْقَشِيرِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِي بْنِ
عَلِيٍّ وَهُوَ مَوْلَى هَارِثِ بْنِ أَفْضَلٍ الْأَعْمَلِيِّ وَ
أَعْتَمِدَ خُصُوفَةُ يَوْفِيَّةَ وَبِزْطَةَ نَنْدِيْنِ.

اس سلسلہ سے بھی یہ روایت صحیح معلوم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے ائمہ سے ائمہ علیہ السلام سے فرمایا سب سے
افضل مثل وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ
نیکی کرنا ہے۔

افضل اعمال کی احادیث میں تعارض کے جوابات

ذکر ہے اور بعض روایات میں افضل مثل وقت پر نماز پڑھنا بھروسہ دین کے ساتھ نیکی کرنا اور پچھت کر سونے کا
ذکر ہے اور اس سے پہلے بواب میں سے بعض بواب میں افضل مثل کھانا کھانا اور کمزرت سلام کرنا اور بعض بواب
میں کسی شخص کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کا تحفہ نہ رہنا افضل مثل بتایا گیا ہے۔ ان روایات میں تعارض کی
وجہ سے یہ اشکال موارث غنیمت میں افضل مثل کون سا ہے۔ اس کا ایک جواب قریب ہے کہ یہ مختلف جوابات
سوال کرنے والوں کے حوالے سے غنیمت کی وجہ سے ہیں یعنی اگر کسی شخص میں اس غنیمت کرنے والے اور لوگوں سے
میل جول رکھنے کی کمی تھی تو اس کے حق میں افضل مثل کھانا کھانا اور کمزرت سلام کرنے کو قرار دیا، اسی طرح
جہاد، حج اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے۔ جنی جن شخص میں جس مثل کی کمی تھی اس کے حق میں اس میں کو
افضل قرار دیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر تامل میں افضل مثل سے ہی جہاں جس کو سب سمجھا بیان مرہبہ تعمیر
جواب یہ ہے کہ یہ جوابات حالات کے اعتبار سے ہیں بعض حالات میں جہاد افضل ہے، بعض حالات میں حج
اور بعض میں والدین کی اطاعت۔ اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ عقائد کے باب میں ایمان یا نہ سب سے افضل
ہے اور اعمال میں بعض حقوق اللہ میں اور بعض حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں بعض عبادت پر عمل عبادات ہیں بعض
صرف مالی اور بعض برائی اور مال کا مجموعہ اور حقوق العباد میں ماں باپ اور عام مسلمانوں کے حقوق ہیں۔
حقوق اللہ کے اعتبار سے ہر عمل عبادت میں نماز کو سب سے افضل وقت میں پڑھنا سب سے افضل ہے اور
مالی عبادت میں زکوٰۃ سب سے افضل ہے اور ہر عمل عبادت کے مجموعہ میں حج اور جہاد سب سے
افضل ہیں اور حقوق العباد کے اعتبار سے والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور عام لوگوں کو کھانا کھانا اور لوگوں سے
میل جول رکھنا ایمان کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا افضل اعمال ہیں۔

سب سے بڑا گنہگار ہے اور اس کے

بعد بڑے گناہوں کا۔ میں ان

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

بَابُ بَيِّنَاتٍ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَعَ الذُّنُوبِ

وَبَيِّنَاتٍ أَعْظَمَهَا بَعْدَهُ

۱۶۵- حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبِزْطَةُ

ابن بَرَاهِيْمَةَ قَالَ اسْمُكَ اخْبَرَنِي جَرِيرٌ وَقَالَ
عُثْمَانُ ثَلَاثُ جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي وَاثِلٍ
عَنْ شَمِيرٍ وَابْنِ شَرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
أَيُّ الْمَذْيِبِ أَعْوَجُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ يَدَيْكَ
بَيْنَهُمَا وَهُوَ حَقٌّ قَالَ قُلْتُ لَمْ أَتِ ذَلِكَ
تَعْظِيمُ قَالَ قُلْتُ لَمْ أَتِ قَالَ لَمْ تَقْصُرْ
وَلَكَ مَخَافَةٌ أَنْ تَطْعَمَ مَعَكَ وَأَنْ قُلْتُ
تَمْ أَتَى قَالَ لَمْ أَتِ تَرَى حَبِيئَةً خَبِيرَةً

ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ تعالیٰ
کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے، آپ نے فرمایا
یہ کہ تم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا تہ یک بناؤ حالانکہ اس نے تم کو
بیدار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے اس کے
بعد کون سی چیز بڑا گناہ ہے، آپ نے فرمایا تم اپنی اولاد کو اس
خوف سے قتل کر ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھا کھائے گی۔ میں
نے پوچھا اس کے بعد، فرمایا یہ کسم پنے پڑوسی کی بیوی کے
ساتھ بیکاری کو۔

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْمُكَ اخْبَرَنِي
زَيْدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍاءَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ اَبِي وَاثِلٍ
عَنْ شَمِيرٍ وَابْنِ شَرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
أَيُّ الْمَذْيِبِ أَعْوَجُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ يَدَيْكَ
بَيْنَهُمَا وَهُوَ حَقٌّ قَالَ قُلْتُ لَمْ أَتِ ذَلِكَ
تَعْظِيمُ قَالَ قُلْتُ لَمْ أَتِ قَالَ لَمْ تَقْصُرْ
وَلَكَ مَخَافَةٌ أَنْ تَطْعَمَ مَعَكَ وَأَنْ قُلْتُ
تَمْ أَتَى قَالَ لَمْ أَتِ تَرَى حَبِيئَةً خَبِيرَةً

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اللہ تعالیٰ
کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے، آپ نے فرمایا یہ کہ تم
کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا تہ یک بناؤ حالانکہ اللہ نے تم کو بیدار فرمایا
ہے، اس شخص نے عرض کیا کہ اس کے بعد باپ نہ فرمایا تم اپنی
اولاد کو اس خوف سے قتل کر ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھا کھائے گی۔
اس نے پوچھا اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی
بیوی سے بیکاری کرو پھر حضور کے اس ارشاد کی تعلیق میں تو ان
کے یہ آیات نازل ہوئیں (ترجمہ) جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور
کی فادہ میں ہیں کرتے اور زنا محض قتل کرتے ہیں وہ نہ بیکاری کرتے
ہیں اور جو لوگ ایسے دم کریں گے اپنی سزا کو بھولیں گے۔

ف: اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اور یہ بالکل نیا ہے،
اس کے بعد قتل ناحق کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور ان کے بعد زنا، لواطت، مال باپ کی نافرمانی، سحر، جادو،
مسلمان پاک و امن اور قول کو نہ ماننا، گناہ سود کھانا اور اس میں سے گناہ کیوہیں، اور ان میں سے ہر گناہ کو اکبر لکھا نہ رہا جاتا ہے۔

بَابُ الْكِبَايَرِ وَ الْكِبَرِهَا

معصیت کبیرہ اور اکبر الکبائر کا بیان

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو حَنِيفَةَ عَنْ اَبِي وَاثِلٍ عَنْ شَمِيرٍ وَابْنِ شَرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے

سَعِيدًا بِنَجْرِيٍّ قَالَ لَمْ يَكُنْ حَبَشِيًّا لَمْ يَكُنْ عَرَبِيًّا
مَدْرُودًا عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ بِعَدَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْفَظْتُ أُمَّتَهُ كَمَا يَسْتَحْفِظُ
الْكَلْبُ بِلَيْلِهِ بِسُرْدِيٍّ لَدَيْهِ وَصَفِيٍّ بَوَيْلِيٍّ
وَبَهَادَةَ لَدُوٍّ وَكُرْدٍ سُرُورٍ وَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْفَظْتُ فَجَلَسَ
فَسَدَّ رِجْلَيْهِ وَكَانَ حَتَّى قُبِلَتْ يَدَايِهِ

۱۶۸۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ نَحْوَ بَرِّيٍّ

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ بِعَدَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْفَظْتُ أُمَّتَهُ كَمَا يَسْتَحْفِظُ
الْكَلْبُ بِلَيْلِهِ بِسُرْدِيٍّ لَدَيْهِ وَصَفِيٍّ بَوَيْلِيٍّ
وَبَهَادَةَ لَدُوٍّ وَكُرْدٍ سُرُورٍ وَكَانَ رَسُولُ

۱۶۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَبِيبٍ نَحْوَ بَرِّيٍّ

الْحَرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مَدْرُودٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ بِعَدَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْفَظْتُ أُمَّتَهُ كَمَا يَسْتَحْفِظُ
الْكَلْبُ بِلَيْلِهِ بِسُرْدِيٍّ لَدَيْهِ وَصَفِيٍّ بَوَيْلِيٍّ
وَبَهَادَةَ لَدُوٍّ وَكُرْدٍ سُرُورٍ وَكَانَ رَسُولُ

۱۷۰۔ حَدَّثَنِي هُزْؤُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

نَافِلٌ وَهَبٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ بَدَّادٍ عَنْ
تَوْبَةَ بْنِ تَرَبُصَةَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اخْتِيبُوا لِنَفْسِكُمْ مَوَافِقَ حَنْدِ رَسْمٍ مَعَهُ
وَمَهْ هَؤُلَاءِ حَنْدُ رَسْمٍ مَعَهُ وَاسْتَحْفَظْتُ
سَبْعِينَ نَحْوَهُ لَدَى أَبِي هُرَيْرَةَ

ہوئے تھے، چنانکہ آپ نے تین بار فرمایا کیا
میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ پھر
ان کے ہاتھ میں فرمایا، کسی کو اللہ کا شریک بنانا
اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ
بولنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے
موسے تھے، دفعۃً آپ سیدھے ہو کر میٹھ گئے
اور ہر بار یہی کلمات وہ اتارے رہے تھے کہ تم نے
انہیں کہا کہ اس کی جہنم میں داخل ہو جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے متعلق فرمایا،
کسی چیز کو اللہ کی کاٹھ بک بنانا، والدین کی نافرمانی
کرنا، حق قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے
متعلق فرمایا، کسی چیز کو اللہ کا شریک
بنانا، حق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی
گواہی دینا یا جھوٹ بولنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جہنم میں داخل ہونا، کسی چیز کو اللہ کی کاٹھ بک بنانا،
والدین کی نافرمانی کرنا، حق قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ
بولنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے متعلق فرمایا،
کسی چیز کو اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، حق قتل کرنا، جھوٹی
گواہی دینا یا جھوٹ بولنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جہنم میں داخل ہونا، کسی چیز کو اللہ کی کاٹھ بک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، حق قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ
بولنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بدکاری کی تہمت لگانا۔

حضرت عتبہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما
 بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ سے بڑھا ہے
 کراہ لے کر چھپا رسول اللہ کیا کوئی شخص نے
 ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے۔ فرمایا ان ایک
 شخص کسی کے ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب
 میں اس کے ماں کو گالی دینا سے روک ایک شخص
 کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے
 امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے
 فرمایا اس سند سے بھری روایت اسی طرح موصول
 ہے۔

يُنْتَبِهْ وَهَلْ يَرَوْنَ وَخَشَرُوا يَوْمَ تَوْحِب
 وَفَدَفْ سَمْعُكَ بِتُفَايِدَاتِ سَمْعِكَ بِتُ
 ۱۶۱۔ حَكَّ قَدْ قَاتِيَتْ نَرْ سَعِيْدَ فَا لَمْ يَسْتِ
 عَرِ ابْنِ اَسْمَاءَ يَوْمَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ
 ابْنِ عُبَيْدٍ يَوْمَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ
 الْفَجْرِ اَنْ تَسُوْبَ تَقِيْبُ تَقِيْبُ وَ اَبِي
 قَسْمَةَ فَانْ مِنْ تَقِيْبُ تَقِيْبُ تَقِيْبُ وَ اَبِي
 فَا بُوَيْرَ رَسُوْلَ اللَّهِ وَ هَلْ سَعِيْدَ تَوْحِبَ وَ اَبِي
 فَانْ لَحْدَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ
 فَا يَسْتِ اَمْدَ قِيْسَتِ وَ
 ۱۶۲۔ وَ حَكَّ قَدْ اَسُوْبَ سَعِيْدَ وَ
 مَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ
 ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَ حَكَّ قَدْ مَحْمَدُ بْنُ
 حَكَّ قَدْ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ
 يَوْمَ هَلْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هَيْمَةَ عَنْ اَبِي هَيْمَةَ

سات کی بزرگوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ
 حدیث نمبر ۱۷۱ میں ہے سات ہلاک
 کرنے والے گناہوں سے بچو۔
 علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں سات کبیرہ گناہوں کا بیان ہے بعض میں تین کبیرہ گناہوں کا بیان ہے اور
 بعض میں چار کا بیان ہے۔ ان کو خصوصیت کے ساتھ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بہت عجیب معصیت
 کے قبیل سے ہیں اور ان کا بہت زیادہ وقت ہوتا ہے۔ ان احادیث میں سات کبیرہ گناہوں کا ذکر نہیں کیا گیا جن
 کا دوسری احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ صحیح مسلم کی دیگر احادیث میں ماں باپ کو گالی دینا اور پیشاب
 کے قطرے سے احتراز نہ کرنے کو بھی کہا ہے۔ اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں
 جھوٹی قسم کھانے اور بیت اللہ کو ملوث کرنے کو بھی معصیت کبیرہ میں شامل کیا گیا ہے۔

کبیرہ اور صغیرہ میں فرق
 گناہ کبیرہ کی تعریف اور کبیرہ اور صغیرہ کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف
 ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ کام جس سے اللہ
 تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسناد ابو اسحاق، سفر اتنی شافعی اور دیگر علماء کا یہی قول ہے،
 قاضی میاض مالکی نے لکھا ہے کہ محققین کا یہی مذہب ہے اس نظریے کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 کی عظمت اور جلال کے اعتبار سے اس کی ہر مخالفت گناہ کبیرہ سے اور جہود و سلف اور خلف نے یہ کہا ہے

کہ میں نبی کی دو قسمیں ہیں معائنہ اور کبار۔ در حضرت ابن عباس سے بھی ایک روایت یہی سب سے کتاب اور سنت کے دلائل اور امت کے سلف اور خلف کا یہی قول ہے۔

بشر تقالی کے بعض احکام کی مخالفت بعض دوسرے احکام کی بہ نسبت کبیرہ ہے بعض خلاف دینیاں ایسی ہیں کہ پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، حج، عمرہ، زکوٰۃ اور عاشورا کے روزے یا دیگر نیکیاں ان کا کفارہ ہو جاتی ہیں، جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے، اور بعض ایسی خلاف دینیاں ہیں جن کا یہ نیکیاں کفارہ نہیں ہوتیں، جیسا کہ حدیث صحیحہ میں ہے، وجہ تک کوئی شخص کبیرہ کا تکبیر ہو یا جس جن میں وہ نیکیاں کفارہ ہو جاتی ہیں وہ صغیرہ ہیں اور جن گناہوں کا تہیہ کفارہ نہیں ہوتا، وہ کبیرہ ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ صغیرہ کبیرہ کے ثبوت پر یہ مدد دلتی ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی تینوں چیزوں میں پھر اخذ ہے، حضرت ابن عباس سے

یہ کہا کہ وہ گناہ جس کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ، غضب، خست، مذابح، خیر دی ہو وہ کبیرہ ہے، حسن بصری سے بھی یہی نزہت منقول ہے دوسرے میں ہے کہ گناہ جس کا پیرہ اللہ تعالیٰ نے خست دوزخ کی وعید سنائی ہو یا دنیا میں حد بیان کی ہو اور سختی میں اس پر دوزخ کی وعید ہو یا لعنت ہو وہ گناہ کبیرہ کو انسان بغیر کسی خوف اور جھمک کے کرے وہ کبیرہ ہے، در ہر وہ گناہ جس کو انسان ڈرتے ڈرتے کرے اور گناہ کی لذت براس کے مذاب کا خوف غالب رہے اور اس پر ارتکاب معصیت کے وقت ندامت طاری رہے وہ گناہ صغیرہ ہے۔ حافظ بولہ و ابن صلیان نے اپنے فتاویٰ میں لکھا جس گناہ کے ارتکاب پر کتاب اور سنت میں دنیا میں حد بیان کی ہو اور سختی میں اس پر دوزخ کی وعید ہو یا لعنت ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا تکبیر فاسق ہے، شیخ امام ابو محمد بن عبد السلام نے بیان کیا ہے کہ دو گناہوں کے مفاسد کا تقابل کرو جس گناہ کے مفاسد زیادہ ہوں وہ کبیرہ اور دوسرا صغیرہ ہے، مثلاً کسی مسلمان پاک دامن مورت کو زنا کے لیے بند کرنے یا کسی مسلمان شخص کو قتل کے لیے بند کرنے کا فائدہ ظہیر کے، لکھا ہے کہ فساد سے زیادہ ہے، اسی طرح کفر کو مسلمانوں کے غضب، شور پر مطلق کرنا جس کے نتیجہ میں دہشت گردانہ، مال، عزت اور آبرو کو ٹوٹ لیں، اس کا فساد و روباں میدان جنگ میں بیٹھ دیکھ کر ہانپنے سے زیادہ ہے، پھر انھوں نے کہا کہ اول یہ ہے کہ جس معصیت کو انسان بے پردی کے ساتھ کرے وہ کبیرہ ہے۔

امام ابو الحسن الواعظی وغیرہ نے یہ کہا کہ جتنے یہ سب سے کبیرہ کی تعریف غیر معروہ ہے، بلکہ شریعت نے بعض معاصی کو کبار کے ساتھ متصف کیا ہے اور بعض کو صغیرہ کے ساتھ متصف کیا ہے۔ بعض معاصی کو کبار کے ساتھ متصف کیا ہے نہ صغیرہ کے ساتھ اور یہ کہا ہے کہ صغیرہ و دونوں کو شامل ہیں اور اس کے بیان نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان تمام معاصی سے بچتا رہے کہ مبادیہ کبار محمولہ اور اس کی نظیر یہ ہے جیسے عیلة اخذ کر کو مخفی رکھی اور جمعہ کی ساعت قبولیت کو مخفی رکھی، رات میں اجابت دعا کی ساعت کو مخفی رکھی، اور اسم غظم کو مخفی رکھی۔

نکتہ: علامہ نجفی نے تفسیر فی تہذیب الفقہ ج ۱ ص ۶۵۲، تہذیب الفقہ ج ۲ ص ۶۵۲، مکتبہ دار الفکر کراچی ۱۳۸۵ھ

علامہ شامی لکھتے ہیں:

علامہ ابن نجیم نے سماجی کے بیان میں ایک سارا کھلے میں بیان کیا ہے کہ ہر مکروہ تحریمی گناہ معصیہ ہے اور معصیہ پر ہر مکروہ تحریمی گناہ معصیہ ہے یہ تعریف مستفیضہ و متوفی ہے کہ فرض کا ترک اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور واجب کا ترک اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب معصیہ ہے اور معصیہ پر ہر مکروہ تحریمی گناہ کبیرہ ہے، پہلے نزدیک یہی تعریف مختار ہے۔

اصرار معصیت اور ترک معصیت کیونکہ حضرت عمر اور حضرت ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روای ہے کہ استغفار کے ساتھ گناہ کبیرہ نہیں سے در ہر گناہ کے ساتھ کوئی گناہ معصیہ نہیں ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ استغفار سے کبیرہ گناہ مستحکم ثابت و معصیہ پر ہر گناہ کے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور شیخ ابو محمد بن عبد السلام نے کہا کہ ہر گناہ کے ساتھ ہر وقت ہر گناہ کے ساتھ مستحکم ہو گا مثلاً ارتکاب معصیت کے وقت میں گناہ دوبارہ کرنے کا وہ جس میں معصیت کو عیشہ کرنے کا ارادہ ہو یا معصیت کے ارتکاب کے بعد میں برنامہ نہ ہو، اور اگر کسی نے گناہ معصیہ کیا اور اس پر نادم ہو کر توبہ کر لی یہ شامت نفس سے چھ دو بارہ دو گناہ کر جاوے گا اور نادم ہو کر توبہ کرے، اور ہر معصیت نہیں ہے گناہ معصیہ اور کبیرہ کی نسبت میں تمیز یہاں فقہاء نے کیا ہے اور شرح صحیح مسلم جلد ہفتم میں ہم نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، اہل علم و اہل ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

شرک کی تعریف حدیث نمبر ۱۵۱۱ میں سات تیزوں کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ ان میں پہلے شرک اور پھر کاذب گواہی، کھانا پینے کے سوا کسی اور چیز کو عبادت و شایہ شرک ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی چیز شرک نہیں ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

شرک کی تعریف وہ عجیب و غریب کام جو عام عبادت اور مملکت کے خلاف ہو، جس کو بعض دفعہ اقوال عجیبہ مثلاً کلمات شرکیہ اور شہادان کی تعریف سے حاصل ہو جائے اور بعض دفعہ ان ہی بیعت مقلدوں کی عبادت اور گناہوں کے ارتکاب سے حاصل کیا جائے جس دفعہ عقائد غلطیوں اور عقائد میں حاصل کیا جائے۔

مجموعہ علماء کے نزدیک جو دو گناہوں کے حق کو مٹانے پر اعتقاد رکھنا کفر ہے، بعض علماء نے کہا جادو کو باطل سمجھ کر سیکھنا جائز ہے مگر یہ بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

بعض علماء نے کہا جادو سے تحقیق میں انہیں مر جاتے ہیں، در بعض نے کہا یہ محض تحفیل ربنا فریم اور نظر بند ہے یعنی اپنی قوت عقیدہ کو دوسرے شخص کے ذہن پر اثر انداز کرنا جس سے اس کا ذہن عامل

۱۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی ص ۱۲۶ ج ۱، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸

کے تابع ہو جائے اور حال جو کچھ اس کے ذہن میں تھا کرے اس کو وہی نظر سے لگے، غیبیہ باز ہی اٹھ کر صفائی سے کوئی کرتب دکھانا، جادو کے علاوہ ایک چیز ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ

تکبر سے حرام ہونے کا بیان

۱۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُمَيٍّ وَمُتَقَدِّمُ بْنُ
بَشَّارٍ وَابْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ وَجَعْفَرُ بْنُ تَحِيٍّ
حَقَّاقٌ قَالَ ابْنُ سُمَيٍّ حَدَّثَنِي سَمُرَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ
قَالَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي تَعَالِبٍ عَنْ قَتَادَةَ
بْنِ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَدَةَ
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ وَالْجَدِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَنْظَلَةَ
كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ فَفُتَّحَ رَأْسُهُ
إِنِ امْرَأَتٌ لَّيُحِبَّ أَنْ تَكُونَ لَوْ بَدَّ حَسَنَةً وَتُظْهِرَ

حضرت محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں رقی برہم بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا بلکہ شخص نے اس کی آدمی چاہتا ہے اس کے کبر سے اچھے ہوں اس کا جونا ممدہ ہو آپ نے فرمایا کہ تیرے نیل سے اور جمال سے محبت کرتا ہے تکبر اپنی ناپیت کی وجہ سے حق بات کو چھلنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔

حَسَنَةً فَإِنَّهَا تَكُونُ لَوْ بَدَّ حَسَنَةً وَتُظْهِرَ

۱۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ
مَرْثَدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ وَالْجَدِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَنْظَلَةَ
كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ فَفُتَّحَ رَأْسُهُ
إِنِ امْرَأَتٌ لَّيُحِبَّ أَنْ تَكُونَ لَوْ بَدَّ حَسَنَةً وَتُظْهِرَ

حضرت محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان سب سے جہنم میں نہیں جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

۱۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُمَيٍّ وَتَمِيمُ بْنُ
كَافَرٍ قَالَا ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي تَعَالِبٍ عَنْ قَتَادَةَ
بْنِ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَدَةَ
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ النَّبِيِّ وَالْجَدِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَنْظَلَةَ
كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ فَفُتَّحَ رَأْسُهُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۴۳ میں ہے: اللہ تعالیٰ جہیل ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جہیل کا اطلاق کرنے کی بحث

اس کے معنی میں اختلاف ہے، ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حسین، اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ

۲۔ جس وقت مومن جنت میں جائے گا تو اس کے دل میں رزق کے برابر چھوٹے بکتر نہیں ہوگا۔ مرنے والے کے دل کو بالکل صاف کر کے اسے جنت میں بھیجے گا۔

۳۔ متکبر ابتداء جنت میں نہیں جاسے گا متواضع لوگوں کے بعد جائے گا یا تکبر کی سزا بھگت کر جنت میں جائے گا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَنُفِثَ فِي صَدْرِهِ ذِكْرُ رَبِّهِ ۖ وَلَهُ عِلْمُ الْغُيُوبِ ۚ (۱۳۱) (احقاف ۱۳۱)

علامہ خطابی کی نوکر کردہ یہ دونوں تاویزیں بعید ہیں کیونکہ اس حدیث میں معروف تکبر کی نفی کی گئی ہے اور یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں سے بلند سمجھا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے اور ان نیت کی بناء پر حق کا انکار کیا جائے، بلکہ اس حدیث کی صحیح تاویل وہ ہے جس کو تمام صحابہ نے قبول کیا ہے کہ متکبر کو ابتداء جنت میں نہیں داخل کیا جائے گا بلکہ نامور مشرکین کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا، یا متیقن کے داخل ہونے کے بعد اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا، یا جو متکبر بن کر توبہ تکبر پر ہی مہکتے ان کو اس تکبر کی سزا ویسے کے بعد جنت میں داخل کیا جائے گا۔

قیمتی لباس پہننا اور عمدہ کھانے کھانا تکبر نہیں ہے | اس حدیث میں یہ بھی بتل دیا ہے کہ قیمتی ملبوسات پہننا، عمدہ اور لذیذ کھانے کھانا، خوش رنگ و خوبصورت گھروں میں رہنا شرعاً ممنوع نہیں ہے اور یہ امور نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہیں کیونکہ یہ تمام حسن جمال، عزت و حریت کو پسند فرماتا ہے بشرطیکہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے آخر اللہ تعالیٰ نے حسین بن علیؑ کو روایوں، غائبانہ اور عرش رنگ بھولوں سے لے کر عرش باغات، چشے اور کعبہ حسین و حمیل پرند سے اور حیوانات پانچ سو گرج اور ستائے ایک سے ایک بڑھ کر حسین و حمیل بھولوں سے استیبارہ ہے کہ وہ حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی خوشی میں آرائش اور زیبائش کا اہتمام کرنا اور عبادت کو چرخوں کرنا یہ تمام امور مستحب ہیں، اس طرح شرب مزاج، شرب ہریت اور شرب قدر کے موقع پر بھی استغناء کی کسی جوتی ان خیر کی خوشی میں زیب و زینت کا نظم و انصراف کرنا مستحب امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لیے عیش و عشرت کے سامان ہتھیار کرنا اور اسراف اور تنہید پر کی مکمل بحث شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ لَإِثْمٍ
يَأْتِيهِ تَسْبِيحًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ
مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ

جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کیے بغیر بیباک
کے جنتی ہونے پر اور جو شرک پر اس کے
دوڑھی ہونے پر دلیل

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَدِّ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَابْنُهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
شخص کا ساتھ شرک پر ہو وہ جہنم میں جائے گا اور حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کئی آدمیوں کو جہنم
کا نام دیا ہے یہ ہر مردہ جنت میں جاتے گا۔

وَقَدْ تَرَكْتُ وَرَثَةً مِنْهُ لِي وَمِنْهُمْ مَنْ
وَحَدَّثَنَا سَوَّادُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص
ماضیہ و مستقبلہ کے بارے میں پوچھا تو وہ کون سی چیز
ہیں جو جنت یا دوزخ کو واجب کرتی ہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا ماتہ ایمان
پر مردہ جنت میں جائے گا اور جس شخص کا ماتہ
شرک پر مردہ جہنم میں جائے گا۔

۱۶۸۔ وَحَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جو شخص ماتہ ایمان سے کسی ماں میں طائفات
کرے کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنایا
ہو وہ جنت میں جائے گا اور جس شخص نے ماتہ ایمان
سے کسی ماں میں طائفات کی ہو کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک
بنا چکا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

۱۶۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ
مَوْدُودِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کی وہ یہ ہے
کہ اس سند سے یہ بھی روایت اسکا طریح منقول ہے۔

الرَّبِّ يُؤْتِيهِمْ حَسْبًا وَنَعْمًا إِنَّ رَبَّهُ لَسَدِيدٌ ۝ قَالَ يَعْشَوْنَ

۱۸۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ وَابْنُ بَشَّارٍ

قَالَ ابْنُ مَعْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ

شُعْبَةُ عَنْ وَصِيلِ الْأَحْزَابِ عَنْ لُحَيْدِ بْنِ

سَرِيحٍ قَالَ سَمِعْتُ تَابُتَةَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَبِي

صَدِّقٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ فِي

حَبْرَةِ بَيْتِ عَمْرِو بْنِ قُصَيْبٍ سَلَامٌ قَبْلَ بَشَرِي كَتَبَهُ مَنْ قَالَ

مِنْ مُتَعَدِّدَاتِ يَسِيرَةٍ بِمَنْ شِئْتَ وَحَدَّثَنَا

قُلْتُ وَابْنُ تَرَوِيحٍ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ وَابْنُ تَرَوِيحٍ

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا رُوَيْدُ بْنُ حُرَابٍ وَحُمَيْدُ بْنُ

كَرْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْقَدِيرِ بْنِ حَبِيبٍ تَوَرَّيْتُ قَالَ قَالَ

قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ بَرْدٍ قَالَ قَالَ

يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ أَبُو بَرْدٍ قَالَ قَالَ

حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ تَابُتَةُ بِنْتُ

الْحَكَمِ عَنْ أَبِيهِ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَدْ اسْتَيْقَضَ وَجْهَهُ بَيِّنَاتٍ مَا مِنْ شَيْءٍ

قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى دِينِهِ وَدَخَلَ

الْجَنَّةَ قُلْتُ قَالَ تَرَوِيحٌ قَالَ قَالَ وَابْنُ

تَرَوِيحٍ قَالَ قَالَ قَالَ وَابْنُ تَرَوِيحٍ

قَالَ وَابْنُ تَرَوِيحٍ قَالَ قَالَ وَابْنُ تَرَوِيحٍ

ابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ أَبِي عَرَبَةَ

كَتَبَ وَجْهَهُ وَجْهَهُ وَجْهَهُ وَجْهَهُ وَجْهَهُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل

علیہ السلام آئے اور مجھے بشارت دی کہ جو شخص آپ

کی امت میں سے اس حال میں فوت ہوگا اس نے

شرک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اس نے

نہ کیا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو کہ اگرچہ وہ زنا

اور چوری کرتا ہو۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوا حضور ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے

تھے میں دوبارہ حاضر ہوا اس وقت بھی آپ سو

رہے تھے میں تیسری بار حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو

چکے تھے میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ نے فرمایا

جو شخص لالہ لالہ کہے اور اسی اعتقاد پر اس کا

خاتمہ ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا میں نے

عرض کیا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو آپ نے فرمایا

اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو میں نے تین بار

یہی سوال کیا وہ آپ نے یہی جواب دیا جو شخص بار

سوال کے جواب میں یوں فرمایا اگرچہ وہ شخص زنا اور

چوری کرتا ہو وہ جو ذلکی ناک پر ناک ڈالتا ہو جنت

میں پہنچ جائے گا۔ ابو ذر مجلس سے اٹھ گئے۔

اور (روح و شوق سے) بار بار یہ کلمہ دہرا رہے

تھے ابو ذلکی ناک پر ناک ڈالتا ہوا۔

کیا صرف لالہ لالہ کہہ لینا نجات کے لیے کافی ہے؟ | حدیث نمبر ۱۸۱ میں ہے: جو شخص

پر اس کا خاتمہ ہو جائے وہ جنت میں جائے گا۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینا ہی نجات کے لیے کافی ہے اور نیک اعمال

کی کوئی ضرورت ہے نہ بد اعمالیوں سے کوئی ضرر۔ جو تاسے اور یہ مر جڑ کا مسلک ہے لیکن یہ حدیث نہ کہے ہے
 حجت نہیں بن سکتی، کیونکہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بد اعمالیوں پر مر
 طقی سے، نیز قرآن کریم کی کسی ایک آیت یا اس کے کسی حصہ کو دیگر آیات و احادیث سے الگ کر کے کر کسی مفید یا حکم
 شرعی کے اثبات کی اساس نہیں بنایا جاسکتا تا دقتیہ اس موضوع سے متعلق تمام آیات و احادیث کو پیش نظر نہ رکھنا
 اور ان میں منہوی تطبیق نہ دی جائے تاکہ ہر سند میں قرآن و احادیث کا انشاء اور ان کی مراد معلوم ہو جائے۔ اس
 حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ گہر حال جنت میں پہاڑ سے گلیاں بھی ہو سکتا ہے کہ بد اعمالیوں پر اس نے قرب کر
 لی ہو اور وہ قبول ہو جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو جائے اور وہ جنت میں چل جائے
 یا اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بیکسی کی شفاعت کے اس کو جنت میں داخل کر دے، اور اگر خدا کرے
 یہ سب نہ ہو تو پھر وہ اپنے گناہوں کی سزا جگت کرنا آخر جنت میں پڑ جائے گا۔

اس حدیث میں صرف لفظ لا رتد کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ مسلمان ہونے کے سبب توحید و رسالت و دلائل پر
 ایمان و نافروری ہے اس کا جو بپا ہو جائے کہ لا رتد سے مراد پر کلمہ ہے اور یہ کہ لا رتد
 کلمہ طیبہ کا علم رانام بن چکا ہے جیسے کہ متر بن سورۃ فتح کے لیے لفظ لا رتد مراد سورۃ غلامی کے لیے
 علم میں علاوہ اس کے قرآن و حدیث کے دیگر درجے سے تین سے کہ لفظ ایمان باللہ کافی نہیں، ایمان بالرسالت
 بھی نجات کے لیے ضروری ہے۔

نیز کلمہ گو سے مراد وہ شخص ہے جو کلمہ پڑھنے کے ساتھ کفر یا عقیدہ نہ رکھے، مثلاً اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا
 ہے اور اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی منقلب یا ذیستقل نبی کی بشت کے مکان کو
 مانگے یا قرآن مجید میں تحریف کا قصد کرتا ہے اس کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ ہندو رسالت
 میں منافقین کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔

بِأَنفُسِهِمْ قَتَلَ الْكَافِرِينَ قَوْلَهُ لَكَ اللَّهُ
 کلمہ پڑھنے والے کے بعد کافر کو قتل کرنا حرام ہے

۱۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَيْدُ
 حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ! یہ تو ایسا ہے کہ اگر کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو
 اور وہ میرا لہذا کاٹ ڈالے اور پھر جب وہ میرے تلے
 کی زد میں آئے تو ایک وزعت کی پناہ میں نہ کرے جس میں
 اللہ کے پیسے مسلمان ہو گیا تو میں اس شخص کو اس کے تلے
 پر چھڑنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ اس کو قتل نہیں کر سکتے میں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ! اس نے میرا لہذا کاٹنے کے بعد کلمہ

[illegible][illegible]

اَللّٰهُمَّ وَهَبْ قُلَّ حَدِيثٍ يَرْسُ عَنْ سِتْنَةٍ
 قُلَّ حَدِيثٍ عَدَمَ مِنْ يَرْسُ بَلَدِيَّةٍ مَعْدِيَّةٍ
 رَقَّ غَبِيَّةٍ سَوَابِ مِنْ عَدَمَ مِنْ لِيْغَدِيَّةٍ حَدِيَّةٍ
 يَنْقَدَ وَابْنِ سَمِيٍّ رَقَّ سَوَابِ يَنْقَدَ وَابْنِ
 فَيَنْقَدَ يَنْقَدَ رَقَّ وَابْنِ سَمِيٍّ يَنْقَدَ
 رَقَّ سَوَابِ يَنْقَدَ رَقَّ سَوَابِ يَنْقَدَ
 رَقَّ سَوَابِ يَنْقَدَ رَقَّ سَوَابِ يَنْقَدَ

٨٥ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
تَوْعَايِدُ بْنُ جَبْرِ وَحَدَّثَنَا سُؤكْرُ بْنُ قُرَيْبٍ وَتَوْعَايِدُ
ابْنُ ابْنِ يَنْبَغُ عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَزَبٍ عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ عَنْ
عَيْنِ الرَّعْمِيشِيِّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ مَوْلَاةِ
رَسُولِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَدِيثُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سَيْبَةَ قَالَتْ بَعَثَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثَةِ
وَصَبَّحَتْ بِخُرُوقِهَا مِنْ جَهَنَّمَ قَدْ ذُرِّيَتْ رَجُلًا

پڑھنا ہے تو کیا ب میں اس کو قتل نہیں کر سکتا؟ آپ
نے فرمایا تم اس کو قتل نہیں کر سکتے، اگر تم نے اس
کو قتل کر دیا تو وہ اس درجہ پر ہو گا جس پر تم اس کو
قتل کرنے سے پہلے تھے، اور تم اس درجہ پر
ہو گے جس درجہ پر وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔
امام مسلم نے اس حدیث کی مختلف اسانید بیان
کیں اور بتلایا کہ ان اسانید کے ساتھ بھی یہ روایت
متوں اخیر سے منقول ہے۔ مثلاً ایک روایت میں
یہ ہے کہ جب میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ
کیا تو اس نے کہا: لا انا الله۔

۱۔ ائمہ مسلم نے ایک اور سند سے ساقی بیان کیا اور کہا اس سند کے ساقی یہ روایت اسی طرح منقول ہے کہ حضرت مقداد بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میرا کسی کافر سے مقابلہ ہو باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا، ہم علی الصبح قبیۃ حبشہ کی بستیوں میں پہنچ گئے۔ جی نے سے ایک آدمی پر حملہ کیا اس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن میں نے اس لشکر قتل کر دیا۔ پھر مجھے اس قتل کے بارے میں کچھ ترس ہوا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَذُكِّرَ قَوْلُهُ فِي نَفْسِهِ
مِنْ ذَلِكَ فَذُكِّرَ بِذَلِكَ فَذُكِّرَ بِذَلِكَ فَذُكِّرَ
سَلَامٌ كَذَلِكَ رَسُولٌ مَوْصِيٌّ بِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَقَالَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَذُكِّرَ قَوْلَهُ
رَسُولُ اللَّهِ إِتَمَّ قَوْلَهُ خَرَفَ مِنْ تَدْوِيرِهِ
فَارَاقًا شَفَقَتْ عَنْ قَلْبِهِ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ
كَمْ قَسَمَ رَبِّي يَكْفُرُ مَا عَوَّاهُ تَدْوِيرُهُ
أَوْ سَمِعَتْ يَوْمَ مَقْدَفِهِ قَوْلَهُ سَلَامٌ
وَاللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ
يَعْنِي سَلَامًا قَالَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَقٌّ تَدْوِيرُهُ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ
يَوْمَ مَقْدَفِهِ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ
وَأَنْتَ وَآخِصُّكَ كَرِيمٌ كَرِيمٌ أَنْ تَدْوِيرُهُ
تَكُونُ حَقٌّ تَدْوِيرُهُ

واقفہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا اس شخص کے کلمہ پڑھنے کے بعد جو وہ تم نے
اس کو قتل کر دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس
نے اپنی جان کے عوض سے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کا دل چیر
کر کہوں نہیں دیکھا، جس سے تم کو پتا چل جائے کہ اس نے
دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بار بار یہ کلمات دہراتے رہتے تھے کہ میں نے
تمنا کی کہ اس شخص میں سی رقت اسلام لایا جوتا۔ ایتنا کہ اس
شخص کے قتل کا گناہ میرے نامہ اعمال میں نہ لکھا جاتا،
یہ حدیث سن کر سعد نے کہا حدیث قسم میں کسی مسلمان
سے جنگ نہیں کروں گا، حتیٰ کہ حضرت اسامہ سے
جنگ نہ کریں۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا، کیا اللہ
تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہیں فرمایا، کافروں سے
اس رقت تک جنگ کرو جب تک کہ فتنہ مٹ
د جاوے اور اللہ کا دین بھیل جائے، سعد نے
جواب دیا ہم فتنہ مٹانے کے لیے یہ جنگ کر چکے
ہیں دستہ در دستہ سے ساتھی فتنہ پھیلانے کے
لیے جنگ کر رہے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
چھ دس کے لیے قرآن کی طرف روانہ کیا جو قبیلہ حنین کا
ایک شاخست ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور ان کو سکست
دس دس میں نے اور ایک انصاری نے مل کر اس
قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب وہ ہمارے حملہ کی زد میں
آگیا تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ، انصاری تو کلمہ میں کر
اٹک ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار مار کر اس کو ہلاک کر ڈالا
جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بھی اس واقعہ کی خبر پہنچی تھی،

۱۸۶۔ وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رَجَاءَ
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حَقِيقٌ حَدَّثَنَا يَوْهَنَانُ
قَالَ سَمِعْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ خَدِجَةَ يَقُولُ
قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى الْحَرَفَةِ مِنْ حَمَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا نَدْوَاهُ فَبَرَزَ
قَالَ وَبَحَثْتُ وَوَجُوهٌ مِنْ الْأَصْدِقَاءِ حَتَّى قَبِلْتُ
قَدَمَ عَتِيكَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَالَ فَصَحَّفَ
عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنَتْ بِرُمُوحِهِ حَتَّى قَتَلَتْهُ
قَالَ قَدِمَتْ قَدَمُهَا بَنَةً ذِيكَ سَيِّئٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِاهُ وَسَلَّمَ فَكَانَ لِي بِأَسَامَةَ أَقْدَرُ لَنَ بَعْدَهُ

قَالَ لَا رَيْبَ رَأَيْتَهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ
بِشَيْءٍ كَانَ مُتَعَدِّدًا قَاتِلًا أَقْدَمَهُ بَعْدَهُ
قَالَ لَا رَيْبَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قَدَرْتُ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ
عَنْ حَقِّ تَعْدِيَّتِكَ إِنِّي لَأَكُنْ أَسْأَلُكَ
قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ

۸۷۔ حَكَاتُ أَحْمَدُ بْنُ نَحْسٍ فِي حَدِّ شِ
خَدَّتْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ قَاصِمٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ قَالَ
سَمِعْتُ أَبِي يَحْدِثُ أَنَّ مُحَمَّدًا لَمْ يَلِجْ إِلَى
صَفْوَةَ بْنِ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عَنْ صَفْوَةَ بْنِ عُثْمَانَ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَدَّةٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِشٍ
بَعَثَ إِلَى عُسَيْفِ بْنِ سُرْمَةَ رَمَى جَنْبَهُ
الرُّبِّيُّ فَقَالَ اجْعَلْهُ لِي نَقْرًا مِنْ رِجْلِي
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
الْحَمْدُ لَهُ أَجَلُهُ جَدُّ رُبِّي وَفِيهِ رُؤْسُ صَفْوَةَ
فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ رُبِّي لَعَنَ اللَّهُ رُبِّي لَعَنَ اللَّهُ رُبِّي
وَالْحَدِيثُ قَدْ رَوَاهُ أَبُو حَبِشٍ وَابْنُ حَنْبَلٍ
الْبُخَارِيُّ عَنْ رُبِّي فَقَالَ رُبِّي لَعَنَ اللَّهُ رُبِّي
أُرِيدُ إِلَّا أَنْ يُخْبِرَكَ عَنْ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعَثَ
مِنْ الْمُسْلِمِينَ أَوْ قَوْمٍ مِنْ مُشْرِكِينَ وَتَرَكُوا
الْتِقَاءَ فَكَانَ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ لَمْ يَكُنْ
أَنْ يَقْصِدَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَصَدَّ
عَنْهُ قَالَ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ بَنِي
مَالٍ فَسَمِعَ رَجُلًا يُدْعَى أَسَيْفَ قَالَ رَأَيْتُ
إِلَّا اللَّهَ فَقَتَلَهُ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَهُ وَخَبَرَهُ حَقِّي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے
کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا، میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لیے
کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر
فرمایا: تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا
حضور بار بار یہ کلمات دہرا رہے تھے، اور میں سوچ
رہا تھا کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا!
صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ حضرت جندب بن عبد اللہ
قبل ہی اللہ نہ ہاں کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی
اللہ عنہما کے قتل کے زمانہ میں عسک بن سلامہ کے
باس پیغام بھیجا کہ تم اپنے ساتھیوں کو جمع کرو، میں ان کے
ساتھ ایک حدیث بیان کروں گا۔ عسک بن
قصد بھیج کر سب کو جمع کر لیا، جب یہ سب لوگ
جمع ہو گئے تو حضرت جندب زرد ٹھہری پہننے
ہوئے شریفانہ نے اور لوگوں سے فرمایا تم لوگ
اپنی اپنی باتیں متوں رہو، جب لوگ اپنی باتیں
ختم کر کے حضرت جندب کی طرف متوجہ ہوئے تو
حضرت جندب نے سر سے ٹوپ تار کر فرمایا: میں مبارک
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان
کرنے آیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانوں کی ایک فوج مشرکین سے جہاد کے لیے روانہ
فرمائی، مسلمانوں اور مشرکوں کا مقابلہ ہوا، ایک شخص
مشرکین میں سے اتنا دیر تھا کہ جس مسلمان کو مارنا
چاہتا تھا مار ڈالتا تھا، حضرت اسامہ بن زید اس کی
گھات میں تھے جس وقت وہ ان کو تلوار کی زد میں آ
گیا تو اس نے کلمہ پڑھتے ہوئے کہا لا الہ الا اللہ
لیکن اس باوجود حضرت اسامہ بن زید نے اس شخص
کو قتل کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد
میں فتح کی تو بخیری پہنچا تو بتائے اس نے اس

اَخْتَدَا خَيْبَرًا ثُمَّ جِئَ كَيْفَ صَنَعَ فَذَكَرَ قَتْلَهُ
فَقَالَ يَحْيَى قَتَلْتَهُ قَاتِلَ رَسُولِ اللَّهِ اَوْجَعَهُ
فِي الْمَسِيئَةِ فَقَتَلَ قَاتِلًا وَقَدَمًا وَنَسِي
لَكَ تَقَرُّا اَوْ اَنِّي حَمَلْتُ تَلِيذًا قَتَلْتَهُ اِيْ شَيْئًا
قَالَ يَا اَمْرًا هَآؤُلَآءِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَتَلْتَهُ
تَصْنَعُ بِلَا اِسْمٍ اِلَّا اِنَّهُ رَدَّ عَنْكَ يَوْمَ يُقَيَّرُ
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَتُغَيِّرُ بِي قَاتِلًا وَكُنْتُ
تَصْنَعُ يَدَ الْمَرْءِ الْكَافِرِ وَحَافِرِ يَدِ الْيَمِيْنَةِ
قَالَ فَحَقَّقْ لِي يَزِيْدُ وَاعَدُكَ يَقُوْلُ كَيْفَ
تَصْنَعُ بِلَا اِسْمٍ اِنَّهُ رَدَّ عَنْكَ يَوْمَ يُقَيَّرُ
الْيَمِيْنَةِ

شخص کو قتل کیے جانے کا واقعہ بھی بیان کر دیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو بلا کر قتل
کیا کہ تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ حضرت اسامہ نے
کہا یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا
اور چند صحابہ کا نام سے کہہ دیا کہ انہوں نے فلاں کو اس
نے قتل کیا ہے۔ میں نے اس پر حملہ کیا لیکن
جب اس نے تلوار چھیڑ کر کہا کہ یہ راستہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے
اس کو قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ نے کہا ہاں یا رسول
اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ راستہ
کے دن لا رہا تھا کہ علم اسے گا تو تم اس کا
کیا جواب دو گے؟ اسامہ نے عرض کیا یا رسول
میرے لیے کتنا عجیب ہے۔ آپ نے مجھ کو فرمایا
جب قیامت کے دن لا رہا تھا کہ علم اسے گا
تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بارہ سو چھیڑ کھاتے رہے کہ جب
قیامت کے دن لا رہا تھا کہ علم اسے گا
تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟

ایک مسلمان شخص کو قتل کرنے کے باوجود حنث کا سامہ پڑتا ہے، دیت اور کنوارہ قرض نہ
کرنے کی وجہ

حدیث نمبر ۱۸۵ میں ہے، حضرت اسامہ نے ایک شخص پر حملہ کیا کہ اس نے لا الا اللہ پڑھ لیا،
حضرت اسامہ نے خیال کیا، اس شخص نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا ہے، اور اس کو قتل کر دیا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس پر افسوس کیا اور فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں
نہیں دیکھا؟

مسلم و یحییٰ بن شریف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر قصاص واجب کیا نہ دیت اور نہ کنوارہ،
بعض علما نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ اس صورت میں یہ سب چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں، لیکن

اس صحت میں کفار و کفریہ حال واجب ہے: کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُ أَنْ يَقْتُلَ الْمُؤْمِنَ رَاحَةً
وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ
وَدِيَّةٌ مِثْلُ مَا قُتِلَ بِهِ ۚ يَصَّدَّقُونَ ۚ فَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُمْ أَنْتُمْ مَقْتُولُونَ
رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى
أَهْلِهَا وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً
مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(نساء ۹۰)

اور کسی مسلمان کے لیے مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، البتہ کہ اس نے خطا زنا و نسیہ قتل کیا ہو، اور جس شخص نے کسی مسلمان کو جانتے قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان (غلام یا باندی) کو آزاد کرنا ہے اور اس کی دیت (خون بہا) اس کے وارثوں کو ادا کرنا ہے، البتہ کہ وہ اس کو صاف کر دیں، پھر اگر وہ شخص اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مقتول شخص مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان (غلام کو آزاد کرنا ہے اور اگر وہ امیر مقتول شخص اس قوم سے ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو دیت ادا کرنا ہے اور ایک مسلمان (غلام) کو آزاد کرنا ہے نیز جو شخص (غلام یا باندی کو) نہ پاسے تو اس پر درواہ کے لگانا سروسے رکھنا لازم ہے، یہ اللہ کی طرف سے توبہ ہے، اور اللہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

حضرت امام ربیع رحمہ اللہ نے تفصیل اس شبہ کی وجہ سے ساقط کر دیا گی کہ انہوں نے اس شخص کو کافر گمان کیا تھا، اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ اس حال میں کلمہ توحید کا اظہار اس کو مسلمان نہیں کرتا، اور دیت کے وجوب میں امام شافعی کے دو قول ہیں، اور ان میں سے مرقول کو جہنم ملنا نے اختیار کیا ہے، البتہ کہ اس حدیث میں کفار کا ذکر نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار علی الغر واجب نہیں ہوتے، بلکہ تاخیر سے واجب ہوتا ہے، اور اصولیین کے مذہب کے مطابق بیان کو ضرورت کے وقت تک مؤخر کرنا جائز ہے، اور جس قول کے مطابق دیت واجب ہوتی ہے تو یہ اختلاف ہے کہ حضرت امام ربیع رحمہ اللہ نے اس وقت غریب سمجھے اس لیے ان کی عورتوں کی تک دیت مؤخر کر دی گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیجی؟
اس حدیث میں فقہ اور اصول کے اس مشہور قاعدہ پر دلیل ہے کہ احکام میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ
فَلَيْسَ مِنَّا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو شخص
ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے
نہیں ہے۔

۱۸۸۔ وَحَدَّثَنِي رُوَيْدُ بْنُ حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا
يُحْيَى بْنُ مَرْيَمَ قَالَ رَوَيْتُ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ لَشَقَّاءُ
حَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّلٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاعِيلَ
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى
عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ جو شخص ہم سے خلاف تلوار اٹھائے گا وہ ہم
میں سے نہیں ہے۔

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّلٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآلِهِ
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى
عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى

حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم
پر تلوار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّلٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآلِهِ
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى
عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى
وَالْأَخْبَارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار
اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

وہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قاعدہ پر ہے کہ جس شخص نے مسلمانوں پر ناحق اور بغیر کوئی ناجائز
ہتھیار اٹھایا اور اس کام کو جائز اور حلال نہیں سمجھا وہ گنہگار ہے اور جس شخص نے اس کو جائز اور حلال سمجھا وہ کافر
ہے۔ اور یہی اس حدیث کا مکمل ہے۔ یا اس حدیث کا مکمل یہ ہے کہ یہ شخص ہماری سیرت کاملہ اور احادیث سے

عَنْ مَسْرُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ
عَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَوَيْسَ مِنْ مَنْ صَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ قَسَى
الْعُيُوبَ وَتَقَبَّلَ عَوَى نَحْوِ صَنِيعِهِ هَذَا يَكُونُ
يَعْنِي وَمَا بِنِ الْبُيُوتِ وَيُؤْتِي الْقَارِ وَشَقَّ وَدَعَا
يَقْبِرِينَ

۱۹۴- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي سَبِيحَةَ حَدَّثَنَا
حَبِيبُ بْنُ وَهَّابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَاهِدٍ عَنْ
حَبِيبِ بْنِ أَهْبَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
لَاثِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ شِقَاقٌ وَدَعَا
۱۹۵- وَحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى يَقْصِرُهُ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَمْدٍ عَنْ
بُرَيْدَةَ بْنِ حَابِشٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَقَعْدَ وَجَعٍ لِعَبْدِي عَلَيْهِ دَرَسَةٌ فِي خَيْرٍ مَرَّةٍ
مَنْ أَهْلَهُ فَصَحَّحْتُ مَرَّةً وَمَرَّةً هَبْ قَدْ سَلَطَ
أَنْ يُؤَدَّ عَنْهَا حَتَّى قَدَّمَ وَفِيهِ رِوَايَاتٌ
مَعَ بَرِيذٍ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَوَاتَرَتْ مِنْ
مُتَابِقَةٍ وَلَمْ يَلِدْ وَهِيَ قِيَّةٌ

۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبِيبٍ وَابْنُ حَبِيبٍ
مَنْصُورٌ قَالَ قَالَ حَبِيبُ بْنُ خَطَّابٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ
كُثَيْبٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

لِنْ بَرِيدٍ وَفِي بَرِيدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ لَقِيتُ
عَلِيَّ بْنَ مُوسَى قَاصِدًا فَكُنْتُ مَرَّةً كَمَا عَنِ اللَّهِ
بَصِيَّةَ بَرِيدَةٍ فَارْتَدَّ قَاصِدٌ فَقَالَ لَوْ تَعْنِي
ذَكَرَ يَحْيَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ
أَبُو سَلَمَةَ قَالَ قَالَ بَرِيدٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

م مسلم نے ایک اہل سند بیان کی اور قبل پا کر
س سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول
ہے۔

حضرت ابو بردہ بن بکری بیان کرتے ہیں کہ
حضرت ابو موسیٰ اشعری سمجھتے تھے کہ ہمارے ہو گئے جس کی وجہ
سے آپ پر نیش طاری ہو گئی اس وقت آپ کا یہ کلمہ
ابوں میں سے کسی عورت کی گردن میں تھا انہی میں سے
کوئی عورت چھین چھین کر منہ سے لگے لگتی کہ اچھ سے
حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ یہ کلمہ ہے
جب بکری میں سے آیا یا جن کاموں سے دل
اللہ سے اللہ طلب و اللہ بیزار تھے ان سے میں بیزار
ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے والے منہ سے
دل نہ لگے بیان چار نے دل لود قوں سے بیزار تھے
عبد الرحمن بن یزید اور ابو بردہ دونوں بیان کرتے
ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری طاری ہو گئی ان کی بیوی چل
پلا کر رہنے لگیں جب حضرت ابو موسیٰ اشعری

سے اللہ عنہ کو کوشش آیا تو انہوں نے فرمایا کیا تم یہ معلوم
نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
اس عورت سے بیزار ہوں جو منہ سے اللہ
کرے اور کپڑے چارے۔

وَسَمِعَ يَقُولُ بَازِلٌ ذُو الرِّجْلِ الْوَحْدَى قَتَلَ

[illegible]

ہمام بن ماریف بیان کرتے ہیں کہ جب مسجد میں
حضرت عبد اللہؓ سے یاں پہنچے تو نے حضرت علیؓ ایک شیعہ پر
بلائے پاس ٹھوڑی دُکھڑا نے حضرت عقیقہ سے کہا یہ شخص
لوگوں کا باتیں حکم تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت عقیقہ
نے اس کو سنانے کے لیے رُخسہ سے فرمایا میں
نے رسول اللہؐ سے امتدادِ دُستِ مہم سے سنا ہے کہ حضورؐ
جنت میں نہیں جائے گا۔

چٹائی کا تعریف | قرآن مجید میں ہے:

مہر شہزادہ درغیزن کے ہے قاتل

وید کل ہر تہ مرتبہ - ۱۱۱

پیشانی کی متحرکیت یہ ہے،

آیسو میں فساد ڈالنے کے سبب ہیش کی
بیتیں ہیش و دھروں تک پہنچتا۔

مقرر کلام میں یہ معنی اور جو حسن عی

جهة زفت د يسهه

علامہ یحییٰ بن شہین ترویج کرتے ہیں:

امام ابو حامد غزالی جہاد العلویہ حج ۳۲۵ھ میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص کسی شخص سے جا کر یہ کہے کہ ملاں شخص قتل سے خائف ہیں یہ کہہ رہا تھا۔ ورنہ اسی بات پہنچائے جس کا غصہ کرنا پسند نہ کرے جو اور عام آریں کہ یہ انہما براحتہ کیا ہوئے یہ تبارقہ و رکنا ہے، سوچنے کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کا مارا فٹ کیا جائے، ورنہ جس چیز کا اظہار کوئی شخص مایوس کرنا ہے اس کا اظہار کیا جائے دہرایا جانے کے ملاں شخص اظہار کے متعلق یہ ناپسندیدہ اور ناگوار بات کہہ رہا تھا۔

چنگلی ستنے دے پر چھ امور لازم ہیں

فالاہ مستی ہے

هَتَّى وَابْنُ بَشِيرٍ قَدْ سُوِّحَتْ مَخْتَرَتُهُ مِنْ حَقِّهِ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي رُوَيْحَةَ
عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِي دَرْدَةَ عَنْ بَرِّ
هَتَّى لَمَّا عَتَبَ وَابْنُ وَشَلَّةَ فَتَنَ لَدُنَّ رَجُلٍ
يَكْنَى بِمَنْعَةٍ سَمِيحٍ مَرَّ بِقَبْرِهِ وَرَأَى بِطْنًا يَتِيمًا وَدَا
فَرَّيْتُهُمْ دَهْدَهُمْ سَأَلَ بَنَاتَهُ فَنَاقَبَتْهُنَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَنَ
هَزْزَ فَنَاقَبَتْهُنَّ خَبِيرٌ وَحَبِيرٌ مِنْ هَهُنَا

[illegible]

٢٠٣. وَحَدَّثَنِي بِشَرِّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ حُفَافٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ
وَلَا يُصَرِّحُ بِهَذِهِ. وَتَبَيَّنَ أَنَّ هَذِهِ
لَيْسَتْ.

٢٠٣. وَحَدَّثَنَا أَبُو تَوَكُّسٍ وَابْنُ سَيْدَةَ حَدَّثَنَا
فَكِيهٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زَائِعٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ
عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى نَبِيَّهُمْ يُحْمَلُونَ مَوْتًا
لِقَائِهِمْ وَلَا يَرْجِعُونَ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا
يُنْظَرُ بَعْضُهُمْ وَبَعْضُهُمْ ذَلِكَ ابْنُ سَيْدَةَ وَابْنُ
هُرَيْرَةَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُمَا

دوسوں نے بھی یہی کہہ دیا کہ میں نے تو یہاں سے ہی غصہ
 لیے ہیں۔ میں نے قیامت کے دن سزاؤں کو دیکھا ہے
 ان کی حالت شجرِ حیات سے دیکھے گارہ کی گڑبڑوں سے
 پاک کر کے گا۔ اور میں وہ ایک حد تک دوسرے کا حصہ
 ہوں۔ میں نے اس کی صورت یہ رنگ تو صفت لکھی اور
 خستہ میں سے بہ کربن رنگ میں، پایا یا غنول سے
 سینے کو شکاے دار، احوال متکثر سے اور اور
 متکثر سے صوفی قسوتوں میں اور خستہ کر کے والے

تو کہ حکمت پر وہی
حکمت و انوار حق جانیدار کہنے میں کہیں
ہر جگہ سے علم و علم سے و ماہر تہنیکوں سے ہا
کہے ان اللہ و ان اللہ سے کہے کا ایک وہ شخص جو
ہو کہی کا علم و ماہر سے وہ وہ جو علم و انوار
ماہر و فہم و انوار سے وہ فہم و انوار جو ہے کہ تو
کہ شخصوں سے ہے کہ ان سے۔

نہ سارے نے ایک درمیداریاں کی اور رہیں
خندے ملے بہ رات سی چن منوں سے مکن اس
میں یہ ہمارے ہر دم کی کہ من شمول سے متا ہے
اب اسے کا - نہ کہ حرف قدر حمت سے دیکھے کا
رہے جس کی عمر سے ہمارے کا دل کے
لے جو وہاں کا ہے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم لوگوں کے دل
 اندرون میں شغور سے بھر جائیں گے اور وہ غیب
 میں اور راستہ پاک کہتے کہ ایک حدیث میں آیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں غیب کا راز رکھ دیا
 اور ان کے دل سے ایک بوڑھی بچی کو اسرار معلوم ہوا کہ وہ

۲۰۵- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
كُرَيْبٍ رَأَيْتُمَا أَبُو مُقَاتِلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ
عَدْنَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ
أَيْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ نَدَّ شَرَّ رَجُلٍ مَهْمُهُ أَنْ يَدْرُسَ يَتِيمًا
وَأَنْ يَنْصُرَ يَتِيمًا وَلَا يُرِيحُهُ وَتَهْذُ عَذَابُ
الْإِيمَانِ رَجُلٌ عَلُو قَصَبٍ مَدِينَةٍ لَمْ تَمُتْ
مِنْ سَبَبٍ وَذَخْنٌ لَا يَزُولُ بِسُفْقَةٍ
بَعْدَ الْغَضْرِ وَخَلْفٌ لَهُ يَأْتِيهِ لَا خَدَّاهُ يَكْدُ
كَدَ فَصْدَقَةٍ وَهُوَ عَلَى عَمَلٍ دَبْكٍ وَرَحْلٍ
تَابِعًا مَدِينَةٍ لَا يَزُولُ بِسُفْقَةٍ وَتَهْذُ
عَذَابُهَا قَوْلِي وَرَأَى لَدُنَّهَا مِنْهَا تَذْيِيبُ

۲۰۶- وَحَدَّثَنَا رُحَيْمُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَمُرَةَ عَنْ
أَحْمَدَ بْنِ قَبِيْشَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَدْنَانَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ نَدَّ شَرَّ رَجُلٍ مَهْمُهُ أَنْ يَدْرُسَ يَتِيمًا
وَأَنْ يَنْصُرَ يَتِيمًا وَلَا يُرِيحُهُ وَتَهْذُ عَذَابُ
الْإِيمَانِ رَجُلٌ عَلُو قَصَبٍ مَدِينَةٍ لَمْ تَمُتْ
مِنْ سَبَبٍ وَذَخْنٌ لَا يَزُولُ بِسُفْقَةٍ وَتَهْذُ
عَذَابُهَا قَوْلِي وَرَأَى لَدُنَّهَا مِنْهَا تَذْيِيبُ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اسے
میں جن سے اللہ تعالیٰ توبہ صحت کے دن ان کا کرے گا
ان کے دن میں نعمت سے دیکھئے گا وہ یہ نہیں گن مول
سے پاک کرے گا اور ان کو وہ ایک مدد دے گا
مکہ وہ شخص جس کے پاس جنگل میں مذمت سے
یہی ہو جس میں کہے باوجود کسی مسافر کو اپنی نہ ملے
دوسرے شخص جس سے ملے کہے بعد کوئی چیز دوست کی
اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اگر اس نے یہ مال اسے میں
غریب سے نہ لے لیا نہ تھا تیسرا وہ شخص جو دنیا کی
مال کی فکر کسی مادہ سے بہت کم ہے اگر مال میں
جس کے نہیں ہا صحت کرے اللہ سے تو کرے
اللہ سے ایک اور شخص کو کہے کہ تو باکر
سند سے کسی بدعت سے یا حق منتقل سے گھر میں
قیمت بتانے کا کرے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اسے
میں جن سے اللہ تعالیٰ توبہ صحت کے دن ان کا کرے گا
ان کے دن میں نعمت سے دیکھئے گا وہ یہ نہیں گن مول
سے پاک کرے گا اور ان کو وہ ایک مدد دے گا
مکہ وہ شخص جس کے پاس جنگل میں مذمت سے
یہی ہو جس میں کہے باوجود کسی مسافر کو اپنی نہ ملے
دوسرے شخص جس سے ملے کہے بعد کوئی چیز دوست کی
اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اگر اس نے یہ مال اسے میں
غریب سے نہ لے لیا نہ تھا تیسرا وہ شخص جو دنیا کی
مال کی فکر کسی مادہ سے بہت کم ہے اگر مال میں
جس کے نہیں ہا صحت کرے اللہ سے تو کرے

مثنویوں سے نیچے کچھ اڑکانے کے کردہ ہونے کی وجہ سے
حدیث نمبر ۲۰۱ میں مثنویوں سے نیچے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اسے
میں جن سے اللہ تعالیٰ توبہ صحت کے دن ان کا کرے گا
ان کے دن میں نعمت سے دیکھئے گا وہ یہ نہیں گن مول
سے پاک کرے گا اور ان کو وہ ایک مدد دے گا
مکہ وہ شخص جس کے پاس جنگل میں مذمت سے
یہی ہو جس میں کہے باوجود کسی مسافر کو اپنی نہ ملے
دوسرے شخص جس سے ملے کہے بعد کوئی چیز دوست کی
اللہ تعالیٰ کی قسم کہ اگر اس نے یہ مال اسے میں
غریب سے نہ لے لیا نہ تھا تیسرا وہ شخص جو دنیا کی
مال کی فکر کسی مادہ سے بہت کم ہے اگر مال میں
جس کے نہیں ہا صحت کرے اللہ سے تو کرے

کتاب

نَفْسَهُ وَهَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذِيبٍ فِي النَّارِ وَانَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

۲۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَوَافِقُ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ
صَالِحِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ رِثْمَةَ
بْنَتِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ

حدیث ابورو برد رشتی مدحہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
کسی مقتول سے خودکشی کرے تو جہنم میں وہ مقتول
سے شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور اس مقتول سے جہنم
میں اس شخص کو دیکھا جائے گا کہ وہ جہنم میں جیسے رہتا
ہے۔ یہ شخص ہرگز سے کہہ کہ وہ اسکی رستہ کا
دو چہلو کرے گا اس نیشہ تھکنہ گزرتے سے کہ

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَوَافِقُ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ
صَالِحِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ رِثْمَةَ
بْنَتِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ

یہ حدیثیں اور اسناد میں ہیں اور تفسیر
میں یہ حدیثیں سے ملتی ہیں یہ حدیثیں سے

۲۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَوَافِقُ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ
صَالِحِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ رِثْمَةَ
بْنَتِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ

حدیث ثابت میں تھا کہ رشتی مدحہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
دوسرے سے پیشہ جو جنت دھواں کی شے میں ہوتی
ہو تو اس شخص سے مدحہ ملے گی کہ وہ اس شخص
سے مدحہ ملے گا کہ کسی نے نہ مہربان سے مہربان
کا چہلو کرے کہ اس کی بیانی مہربان کا اور جس
شخص سے کسی چیز سے خودکشی کا تو قیامت کے دن
اسی حد سے دیکھا جائے گا کہ اس نے
غیر مہربان سے نہ مہربان کو اس کا چہلو کرے کہ وہ اس سے

۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَوَافِقُ
عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ
صَالِحِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ رِثْمَةَ
بْنَتِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ نَفْسٌ قَتَلَتْ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَذِيبٍ وَلَا يَدْخُلُ

بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ
 عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَتَاةٍ عَنْ ابْنِ
 سَوَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
 زَيْنَ بْنَ أَبِي جَرْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 فِي بَدْيِ غَدَاةٍ بِهَ يَوْمَ الْبَيْتِ وَفِي بَدْيِ
 دَعْوَى هَوْدَى يَوْمَ تَكْوِينِ الْوَحْيِ يَزِيدُ بْنُ
 قِلْبَةَ وَفِي بَدْيِ غَدَاةٍ بِهَ يَوْمَ الْبَيْتِ وَفِي
 ۲۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ
 ابْنِ مَرْثُومٍ وَطَائِفَةٍ لَوْ رِيتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ سَوَّادٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
 أَثَوْبٍ عَنْ أَبِي قُرَيْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مَعْمَرٍ
 عَنْ زَيْدِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ
 عَبْدِ سَوَّادٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ
 عَمْرِو بْنِ قُرَيْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ حَبَّ بِمَنْ سَوَّى بِأَسْرَارِهِ كَوْنًا فَتَبَيَّنَ
 فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ فَتَبَيَّنَ فَهُوَ كَمَا قَالَ
 اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَكَهَذَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
 أَهْمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَبَّ بِمَنْ سَوَّى
 يُسَلِّمُ كَمَا قَالَ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ كَرِهَ فَهُوَ
 بِشَيْءٍ بِرُفْعَةٍ بِهَ يَوْمَ الْبَيْتِ

۲۱۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَزَيْدُ بْنُ
 حَبِيبٍ حَبِيبٌ عَنْ عَبْدِ سَوَّادٍ قَالَ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ سَوَّادٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ
 عَمْرِو بْنِ مُسَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 كَذَلِكَ بِرُفْعَةٍ بِهَ يَوْمَ الْبَيْتِ وَفِي
 أَهْلُ النَّارِ فَتَبَيَّنَ حَقِيقَةُ الْإِيمَانِ كَذَا

کا کوئی شخص ایک مذہب میں کی تندر پوری کرنا لازم نہیں
 اور مسلمان یہ لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر
 ہے جو شخص جس چیز سے خودکشی کرے گا نجات
 کے لئے ان سے اس چیز سے مذہب و دین ہائے گمراہ
 جو شخص ماں پر حاکم کے لیے جو ثا و موقوف ہوگا
 اللہ تعالیٰ اس کے مال میں دو گنی کر دے گا اور اس
 میں شمس کا ہوگا جو عابد کے سامنے مھول تہ کی گئے
 حضرت ثابت بن ضحاک صحابی رضی اللہ عنہ بیان
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جس شخص نے سلام کو جھوڑ کر کسی اور مذہب کی جھوٹی
 قدر کیا اس کا میں امن میں ہوں گا اور جو شخص
 میرے خودکشی کرے گا اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کو ہی
 چاہے مذہب و دین گمراہ اور بعض حدیث میں ہوتا
 ہے کہ جو شخص نے سلام کو جھوڑ کر کسی اور مذہب کی
 جھوٹی قدر کیا تو اس کا وہی دین سے شمار ہوگا اور
 جس شخص نے خودکشی کرے وہی کبر و نجاست
 کے دن اسے سزا دی جائے گی کی جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ جہنم
 میں تھے عمر و بن ابی سلمہ میں ایک شخص تھا جس کا مسلحہ
 میں تھا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کے پاس سے لے لیا اور جو شخص سب سے حبیب
 شریعت ہوئی تو وہ شخص جہنم سے لے لیا
 لیکن جو یہاں سے لے لیا اللہ علیہ وسلم سے لے لیا

قَالَ سَدِيدٌ اِنْ صَدَّقَ لَمْ يَحْرَجْهُ قَيْدًا يَكُونُ
 اللَّهُ اَبْعَدُ شَيْءٍ قُلْتَ لَا يَفْرَقُهُ مِنْ خِلِ
 الْمَكَارِمِ قَالَهُ فَاَقْبَلَ الْمَوْتُ قَيْدَ سَدِيدٍ وَوَقَفَ
 مَا تَقَالَ الْبُغْيُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فِي بَابٍ فَكَادَ يَحْضُرُ الْمَسِيئِينَ اَنْ يَرْتَابَ
 قَبْلَهُمْ هُمْ عَلَى ذَلِكَ اَذِيقُوا قِيَامَهُ لَوْ يَمُوتُ
 وَبِكُنْ يَحْرَجُ سَدِيدٌ فَتَقَالَ كَرَّمَ اللَّهُ
 وَتَقْبِلُ عَلَى الْبَحْرِ فَتَقَالَ تَقَبَّلْ وَتَقْبِلُ
 الْبُغْيُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدُكَ قَدْ
 اللَّهُ اَكْبَرُ كَتَبَهُ الْوَقْتُ لَكُمْ وَرَسُولُ اللَّهِ
 اَمْرٌ يَدْرُ قَدْرِي فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْدُ حُرَّةٍ
 رَأَيْتُ لَكُمْ مُنْجَمًا قَدْ رَأَيْتُ لَكُمْ يَوْمَ هَذَا لَمْ يَكُنْ
 بِأَرْحَمَ مِنْ جِر

کیا یا رسول اللہ! جس شخص کے بارے میں آپ نے
 فرمایا تھا کہ وہ ہم سے رواجِ بہت بھاری سے
 لڑا اور آپ وہم چکے ہیں آپ نے فرمایا وہ رسول
 میں بہت پسند میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 زمان کی تک تک نہ پہنچ سکے تھے میں کہ جس شخص نے
 اگر عرض کیا یا رسول اللہ! جس شخص اجماع نہیں کیا لیکن
 بہت زہنی تھا، اس کے آخری حصہ میں وہ زہم کی کیفیت
 برداشت نہ کر سکا اور اس نے خودکشی کر لی اور اس
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا
 اللہ کبریا! میں وہاں ہوں کہ میں اللہ کا نہہ ۵ اہل اس کا
 رسول میں بہت آپ نے حضرت بلال کو بلوانے والوں
 میں اعلان کر دیا کہ بہت میں صحت مسلمان ہیں اسے اور اللہ
 اس سے اس دین کی منقول کے فرمایا بھی تقویت
 دیتا رہتا ہے۔

حضرت جہل بن سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان

کیسے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار
 میں مقدارِ جہل اور بہت زبردست کشت و خون
 تک پہنچا یہاں تک کہ حضور و کفار اپنے اپنے
 لشکروں کی طرف واپس ہوتے ہوئے تھے اللہ
 علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص تھا وہ جس پر
 بھی حملہ کرتا تھا اسے مارے بغیر نہ چھوڑتا تھا، صحابہ
 کرام نے اس شخص کے بارے میں کہا کہ آج اس
 سبب جہاد کی ہے کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم نے فرمایا لیکن وہ شخص پہنچے سے۔ صحابہ میں
 سے ایک شخص نے کہا میں اس شخص کی عمر نہ گنے گا
 اس کی معلوم ہو کہ وہ شخص کس فعل کے سبب پہنچا ہوا
 ہے، پس وہ صحابی اس شخص کے ساتھ لگے سبب
 حتیٰ کہ وہ کہیں ٹھہرنا شروع بھی کر لیا وہ گروہ دروہا
 نورد بھی دروہا سے، بالآخر وہ شخص صحت زخمی ہو گیا۔

۲۱۴۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا
 يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا
 الْقُرْبُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا
 اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 هَرَقَ لَكُمْ كَيْدًا وَكَيْدًا وَكَيْدًا وَكَيْدًا
 اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 وَمَا لَكُمْ اِنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا
 وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا
 كَيْدًا اِنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا
 بَصْرَةَ سَعْدٍ حَدَّثَنَا كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ
 اِنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا
 صَدَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَيْتُ
 اَنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا
 اِنْ كَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا
 وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا هَرَقَ وَكَيْدًا اِنْ كَيْدًا

٢١٤ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي نَجْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ حَبْرَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي قَالٍ سَمِعْتُ
الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ
فِي هَذِهِ الْمَسْجِدِ قَوْلَ نَبِيِّكَ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَكُونُ
كَذِبٌ عَلَى رَسُولٍ مَدِينَتِي أَمَّا عَلَيْهِ وَبِهِ
سَلَامٌ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَامٌ خَوْفٌ يَرْجُو فِيمَنْ هُنَّ قَدَرُهُمْ
فَذَكِّرْنَاهُ ٢

حسن کہتے ہیں کہ حضرت جناب بن عبد اللہ
بجلی نے اس مسجد میں عمر سے حدیث پڑھ کر
جس سے ہم کوئی غلط نہیں سمجھتے اور ہمیں
سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
جھوٹ باندھا تھا، انھوں نے کہا کہ میں

ہے، اللہ عظیمہ نے فرمایا کہ سے ہی امت
 میں ایک شخص تھا جس کے پیرائے...
 حدیث حسب سابق ہے۔

خودکشی پر دائمی عذاب کی وعید کی توجیہ | اس باب کی حدیث میں ہے: جو شخص جس چیز سے خودکشی کرے، گھبراتا رہے گا کہ جس چیز سے ہمیشہ عذاب و تار سے لگا۔

یاد رہے کہ یحییٰ بن سحر نے دروہی سے کہیں نہیں:

اس حدیث پر بہ عرصہ میں موت سے کہ خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ درگاہِ کبیرہ کا کفر نہیں ہے اور اس کے ارتکاب سے نہایت دینی مذہب کا مستحق نہیں ہوتا۔ پھر خودکشی کر سنے والے چہرہ کے مذہب میں ہمیشہ ہمیشہ کس وجہ سے رہتا ہے کہ اس میں عین حق سے دور ہو جائے۔

۱۔ جس شخص نے غورکشی یا خلل میں عمر بسر کر لی۔ یا جو خودکشی کے حور ہوئے کا ملہ تقاود کا فائدہ ہو چلے گا اور کافر کے پتہ میں مذہب سے دور یہ حدیث کی موت پر نہیں ہے۔

۳۔ اس حدیث میں مملوک سے مراد ہانت طویل سے یعنی وہ شخص طویل مدت تک مذاب میں مقید رہ گیا۔
نہا صلی علیہ وسلم کی سند سے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ مقول کو جس آیت سے نقل کیا جائے
نہا صلی میں نقل کر لیں۔ اسے نقل کرنا چاہیے مگر وہ فردی ہے نہ یہ استدلال ضعیف ہے، وجہ
ضعیف یہ ہے کہ اس حدیث میں صحیحہ مذاب کی کیفیت بیان کی گئی ہے نہ اس پر وہیادیں حکام
کو تیار کس کرنا درست نہیں ہے۔

غیر ملت سلام کی قسم کھانے کی تفصیل

حدیث نمبر ۲۰۰ میں ہے جس شخص نے کسی ملت سے ہونے کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ اس ملت سے موجد ہے گا۔

مد مرئوہ کی جتنی میں :

س حدیث میں جہد فی قسم کی جرحیہ لگائی سے وہ قیید اخترازی نہیں ہے، اور اگر اس نے غیر ملت
سلام کی سچی قسم کھائی تو اس کا جہد حکم ہے۔
مثلاً شخص اشخص نے کہا اگر اس نے فلاں کام کیا تو وہ بیہوش یا نمرانی سے، نو گھر میں سے یا درخت
یا نعرہ زبیت کو بیٹ و حق جان کہ ان کی تعظیم و جہ سے ایسا کہا تو وہ کافر ہے، درگھر میں سے یا درخت

قِرِيعًا غَمَّتْ ثَمَانًا وَصَفَةً وَبَحِيْبًا شَحْرًا
 نَصَقْتُ اِيْ لَوَايِدِيْ وَمَعَهُ رُسُوْبٌ مِّنْ مَّوَالِيْ لِّلّٰهِ
 عَلَيْهِ وَاِيْهِ وَسَوَّيْتُ عِنْدَهُ قَهْنَةً مِّنْ رَّجُلٍ مِّنْ
 حُدَايِمٍ يُدْعَى رِفْعَةً اَبْنُ رَيْدٍ مِّنْ نَّسَبِيْ طَهْتِيبٍ
 فَلَمَّا تَرَسَّبَ لَوَايِدِيْ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلٍ مِّنْ مَّوَالِيْ
 اِلَيْهِ سَلِيْبًا وَاِيْهِ وَسَوَّيْتُ عِنْدَهُ رَحْمَةً مِّنْ قَوْمِيْ يَسْتَمِ
 فَكَارَ فِيْهِ حَنْفَةً فَلَقْنَاهُ هَيْبَةً لَّدُنْ اَشْتَهَدُوْهُ
 بِرَسُوْلٍ اِلَيْهِ قَالَ رَسُوْلٌ مِّنْ مَّوَالِيْ اِلَيْهِ سَلِيْبًا وَاِيْهِ
 وَسَوَّيْتُ كَلًّا وَتَرَكْتُ نَفْسِيْ مُتَحَمِّلٍ بِبَيْتِ هَيْبَةٍ ثَمَانَةً
 بِمَنْشَرٍ مِّنْ بَيْتِيْ وَرَأَيْتُ اَحَدَهُ مِّنْ لَّدُنْ يَحْمِلُ يَوْمَ
 حَبِيْرَةٍ مِّنْ قَبِيْلَتِيْ اَتَمَّ نَفْسَةٍ مِّنْ قَهْنَةٍ لَّدُنْ اَشْتَهَدُوْهُ
 فَجَاءَ رَحْلًا بِمَنْشَرٍ وَتَرَكْتُ اِيْهِ فَمَنْ لَّدُنْ
 رَسُوْلٌ مِّنْ مَّوَالِيْ صَبِيْبٌ هَذَا يَوْمَ حَبِيْرٍ قَدْلَ رَسُوْلٍ
 اِلَيْهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَتَلَوْنِيْ اِيْهِ مِّنْ مَّوَالِيْ
 مِّنْ مَّوَالِيْ

جب ہم اس راوی میں آتے تو اس خیمہ سے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان کھولنا شروع کر دیا، اسی
 دوران چائیک کہیں سے ایک تیر گھر سے لگا
 جس سے اس کا انتقال ہو گیا، ہم نے عرض کیا یا
 رسول اللہ! اسے شہادت مہاسک ہو، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرگز نہیں، قسم ہے اس
 ذات کی جس کے قبضہ و تدبیر میں محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کی جان ہے جو چاہے اس نے خیمہ کے مال نفیت
 میں سے لقمہ اور اس کے حقہ کی نہ تھی، وہی چادر
 بصورت شعلہ اس کے اوپر چل رہی ہے، پس گھر
 سے خوفزدہ ہو گئے، ایک شخص چڑھے کے ایک
 دو تھکے کر آیا، اور ہمیں لگا بار رسول اللہ! ہم نے
 جنگ خیمہ کے دن یا رسول اللہ! سے اللہ علیہ وسلم
 فرمایا یہ کسے بھی لگ کے ہیں۔

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔
 ۱۔ مال نفیت میں سے کچھ چرانہ درست۔

اس باب کی حدیث سے استنباط شدہ مسائل

- ۱۔ مال نفیت کی چوری میں عیال و کثیر کو کوئی ذمہ نہیں ہے۔
- ۲۔ اگر مال نفیت میں سے چورین کرنے والا قتل کر دیا جائے تو اس کو تشہید نہیں کیا جائے گا۔
- ۳۔ جو شخص کھڑپہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس پر مسل کوں کا ہونا ہے۔
- ۴۔ قسم کے مطالبہ کے بغیر جو قسم کی ناجائز ہے، کیونکہ یہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے۔
- ۵۔ مال نفیت میں سے جو چیز چورین ہائے اس کا واپس کرنا واجب ہے، اور اگر وہ واپس کرے تو اس کو قبول کیا جائے گا۔
- ۶۔ مال نفیت سے چوری کرنے والے کے سامان کو جلد یا نہیں ہائے اس کا اور جس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص چوری کرے اس کے سامان کو جلا دو اور اس کو مار دو، اس حدیث کو حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے ضعیف کہا ہے، ورنہ علامہ ابی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہو گئی یہ اس وقت کا حکم تھا جب لغو بات مایہ مشرور تھیں۔

کو بھی بخش دے۔

اس باب کی حدیث سے استنباط شدہ مسائل | اس حدیث سے حسب ذیل احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں:

(۱)۔ جس شخص نے خودکشی یا اللہ کسی حیثیت کبریا کا ارتکاب کیا اور توبہ کیے بغیر مر گیا تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ ہی کافر جہنمی ہونا قائل ہے، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، اس حدیث سے ان عادیث کی شرح ہو جاتی ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ان عادیث میں ایسا شخص مراد ہے جو جائز اور حلال سمجھ کر خودکشی کرے۔

(۲)۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے آخرت میں سزا ملتی ہے کیونکہ اس شخص کے ہاتھ پہلے درست نہیں ہوتے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کے لیے دعا کی تو اس میں مر جہ کا توبہ ہے۔

(۳)۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ انسان اپنے جسم کے اعضاء کا مالک نہیں ہے، وہ ان کو کاٹ نہیں سکتا، کیونکہ جس شخص نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اس کو فدا ہو، اللہ جب انسان اپنے جسم کے اعضاء کو کاٹ نہیں سکتا تو اپنے جسم کا ایک گروہ نکلو کر زندگی میں کسی کو دے دینا یا مرنے کے بعد نکھ نکلوانے کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے اور اعضاء کی بیوندکاری شرعاً ناجائز نہیں ہے۔ البتہ کسی بیمار شخص کو منہ کو خون دینا جائز ہے، ان دونوں مسئلوں کی وضاحت میں کیا فرق ہے، بیوندکاری کے مجوزینہ کے دلائل اور ان کے جوابات یہ ہیں، اس تنازعہ تفصیل کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثانی کا مطالعہ فرمائیے۔

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ فِي قُرْبِ الْقِيَامَةِ

قرب قیامت میں ہوا کا ان وگوں کو اٹھالین جن کے دلوں میں غم و افسوس بھی ایمان ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یمن کی عادت سے ایک ہوا پلانے کا جو بیتہ سے زیادہ نرم ہوگی اور جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس شخص کی روح کو وہ ہوا قبض کرے گی۔

۲۲۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ عُثْمَانَ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ يَنْبَعَثُ رِيحًا مِّنَ يَمِينِ آدَمَ مِنْ تَحْرِيرِ كَذِبَتِهِ أَخَذَ فِي قَلْبِهِ قَالَ بُوْعُ عَقْمَةٍ مُنْقَلُ حَبِيَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مُنْقَلُ ذَرَّةٍ مِّنَ إِيْمَانٍ لَا قَبْضَتَهُ

ن: اس حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہوا کو یمن سے بھیجے گا، اور یہ مسلم نے عادیث و حلال کے آخر میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہوا کو شام سے بھیجے گا، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ سب سے

کہ دو دواؤں میں سے ایک شام سے چلے اور دوسری صبح سے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دواؤں کا مہیاہ ایک اقلیم ہو پھر بعد میں منتشر ہو کہ دوسری اقلیم میں پہنچ جائیں۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الْحِثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِأَعْمَالٍ
قَبْلَ تَظَاهَرِ الْفِتَنِ

فتنوں کے ظہور سے پہلے اعمال صالحہ کی ترغیب

٢٢١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَفُتَيْبَةُ وَ
ابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَنْفَلَةَ
أَيْبُوتَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَسْحَدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِذُ
بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَدْرُ مَا لَا يُغْنِي عَنْكَ
كَفْطَمُ لَيْثُ الْمُضِيِّمِ يُضِيهُ بِرَجُلٍ مُؤْمِنٍ
وَلَيْثُ كَاخِرٍ أَوْ يُضِيهُ مُؤْمِنٌ وَيُضِيهِ
كَافِرٌ تَمَنُّهُ دِينُهُ يَقْرَهُ مِنْ بَدْرِيَّةٍ -

حضرت ابو جہرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
 کربلا میں تھے جب کہ علیہ السلام نے فرمایا ان نقول
 کے مانع ہونے سے پہلے نیک ایمان کرو جو جہد
 اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے ایک شخص صبح
 سوئے گا اور شام کو کافر یا شام کو تو من موعا اور صبح کو
 کافر اور تمہیں اس دنیا کی سفدت کے عوض اپنی متاع بیان
 فروخت کر دے گا۔

فتنہ: اس حدیث میں یہ بتا گیا ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرے جو اسے جہنم میں بھیجیں گے۔

بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَمُوتَ عَمْدًا

٢٢٢ - حَدَّثَنَا أَبُو نُوَيْسٍ بْنُ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَنَا
 أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ
 زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدْنَانَ عَنْ كَيْسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَمَةَ
 تَزَلَّتْ هَذِهِ رَأْيَ يَاقُوتَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ
 تَوَقَّعُوا أَهْلُكُمْ فَوْقَ صَوْبِ شَيْءٍ فِي خِيَرِ
 الرِّبَا جَلَسَ قَائِمٌ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ لَا مِنْ
 أَهْلِ النَّارِ وَخُتَمَ عَيْنُ ابْنِ أَبِي مَرْثُومَةَ عَلَيْهِ
 وَآبِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَبَشِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنُ مُدْرِكَةَ قَالَ لَا تُعْمِرُوا وَمَنْ
 سَارَ لَكُمْ نَمَتْ شُكْرُكُمْ فَكُلُّكُمْ سَعْدٌ لَكُمْ رَحْمَةً

مومن کا اعمال ضائع ہو جانے سے ڈرنا
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب یہ بات کہیرہ مائل مولیٰ بزرگوار اسے
ایمان و مبراہتی اور نیکوئی کی آواز پر بلند نہ کرو کہیں
تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو تپا بھی نہ بیٹے۔
اس آیت کو سننے کے بعد حضرت ثابت بن قیس رضی
اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ میں جیسی
مولیٰ احباب چند دن تک وہ بارگاہ رسالت میں حاضر
نہ ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
سعد بن معاذ سے پوچھا اسے ابو عمر و ثابت کا کیا حال
ہے کہا ہمارے مرنے والے، حضرت سعد نے اس کا رد

رَمَا عَيْمَتْ نَذَرْتُكَ بِشَكْوَى قَالَ قَاتَ لَا سَعْدًا قَدْ كَرَّ
لَهُ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ هَذِهِ لَأَيَّةٍ وَقَدْ عَلِمْتُكُمْ
أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاتَ مِنْ أَهْلِ نَذَرٍ
قَدْ كَرَّ ذَلِكَ سَعْدٌ يُلْتَمِزُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْبَحْتِ.

میرے پڑوسی ہیں اگر بیمار ہوتے تو مجھے معلوم ہوتا۔
اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت
رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انھیں بتلایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق پوچھ رہے تھے،
حضرت ثابت نے جواب دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے
اور تم محب جانتے ہو کہ میری آواز تم سب سے زیادہ
بلند ہے لہذا میں جنہی سوں، حضرت سعد نے اس
بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ
نے فرمایا نہیں وہ جنتی لوگ ہیں سب سے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس انصاری کے خلیفہ تھے
اور جب یہ آیت نازل ہوئی البقیہ حدیث
حسب سابق ہے۔

۲۲۲۔ وَحَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ كَسِيرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ
بُرْجُومٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بَنِي تَمِيمٍ تَحْصِيئًا لَأَنْصَارِ
قَدِمًا قَدَرْتُ هَذِهِ لَأَيَّةٍ يَتْلُو حَدِيثَ حُشْدٍ وَبَيْنَ
فِي حَدِيثِهِمْ ذَكَرْتُ سَعْدُ بْنُ مَعْقِلٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ) اے ایمان
والو! اپنی آوازوں کو نہی کی آواز پر اور سچا موت کو در
اس روایت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ
عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۲۳۔ وَحَدَّثَنَا ثَبِيَّةُ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ قَبْرِ
الْذَّارِ بِحَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سُبَيْبَةُ بْنُ جَعْفَرٍ
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
لَا يُبْنَ أَمَنُوا لَاحِقُوا أَصْحَابَكُمْ قَوْفَ صَوْبِ
الْبَيْتِ وَتَوَيْدُكَ سَعْدُ بْنُ مَعْقِلٍ فِي حَدِيثِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی نیز فرماتے
ہیں کہ ہم حضرت ثابت بن قیس کو اپنے پاس دیکھ
کر یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے درمیان ایک جنتی آدمی
رہتا ہے۔

۲۲۵۔ وَحَدَّثَنَا مَرْيَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
وَقَدْ تَمَّتْ الْحَدِيثُ وَتَوَيْدُكَ سَعْدُ بْنُ مَعْقِلٍ فِي
رَأَى قَالَ فَكَتَّرَ رَأَاهُ يَمِينِي بَيْنَ أَهْلِ بَنِي
مِنْ أَهْلِ لُحْدَةٍ.

حدیث الباب کی تشریح | علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
اس حدیث میں حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ جب یہ
آیت نازل ہوئی:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ - حجرات ۲۰

اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

حضرت ثابت اور انہی آواز سے باتیں کرتے تھے وہ انصار کے خطیب تھے، اسی وجہ سے دوسروں کی نسبت ان کو زیادہ خوف ہوا اس حدیث میں حضرت ثابت بن قیس کی عظیم منقبت سے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ہے کہ وہ آل جنت میں سے ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اسناد قوم کے رئیس اور عام کو چاہیے کہ وہ اپنے اصحاب کی جستجو رکھے اور جو ان میں سے ثابت ہو جائے اس کی تفتیش کرے۔ لے

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتوں اور دوزخوں کا علم تھا اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے ہر ن مطلقاً ممنوع نہیں ہے، بلکہ اس طرح ہر ن منع ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ادبی ظاہر ہو جائے۔ لے

بَابُ هَلْ يُؤْخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

کیا اعمال جاہلیت پر مواخذہ ہوگا؟

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي كَثِيمَةَ حَدَّثَنَا جُوَيْرٌ عَنْ مَثُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ وَإِنْ جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ وَإِنْ جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہم جاہلیت کے کچھ کاموں سے مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اسلام لائے ان کے بعد ایک عمل ایسا ہے اس سے پیام جاہلیت کے جسے اعمال پر مواخذہ نہیں ہوگا، اور جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد بد اعمال میں مشغول رہا، اس سے جاہلیت اور اسلام ہر دو دور رہنے کا بد اعمالیوں پر مواخذہ ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد نے فرمایا کہ رسول اللہ کیا ہم سے پیام جاہلیت کے بد اعمال کا بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک عمل ایسا کیا اس سے مواخذہ جاہلیت کے جسے کاموں پر مواخذہ نہیں ہوگا اور جس نے زمانہ اسلام میں کوئی کام کیا اس سے اگلے اور پچھلے کاموں پر مواخذہ ہوگا۔ امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے بتلایا کہ ابن مسعود کے ساتھ یہ روایت صحیح

۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا أَبِي وَقَعِيْرٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرٌ عَنْ مَثُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ وَإِنْ جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ

۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا أَبِي وَقَعِيْرٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرٌ عَنْ مَثُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ وَإِنْ جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ فَلْيُجِبْهُ فَإِنَّهُ إِذَا جَبَّاهُ إِلَى مَا بَيْنَ ذَلِكَ عَمِلَ بِهِ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ یَکْذِبُ اَمَّا بَشَرٌ کَیْ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ یَکْذِبُ اَقْلَ
مَا قَبِلَ یُوجِبُہٗ فَقَالَ اِنَّ الْفَصْلَ مَا یُعَدُّ شَہَدًا
اَنْ لَا یَسَآءَلَا اللّٰہَ وَتَ مَعْمَدًا اَرْسُولُ اللّٰہِ اِنِّی
قَدْ کُنْتُ عَلٰی طَبَقٍ لِّاَلِیِّ نَعْدُ رَیْبُیْ وَ مَا
اَحَدًا شَہَدَ لِّنَفْسِیْ رَسُوْلٍ لِلّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمْ مِثْلُیْ وَلَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ رَیْبُیْ وَ مَا
مُسْتَمِکْتُ مِنْہٗ فَقَسَمْتُ لَکُمْ مَثَیْیَیْ
اَلْحَالِ کُنْتُ مِنْ اَہْلِ نَارٍ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ رِیْسًا لِّیْ فِی قَلْبِیْ نَبِیُّیْ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ فَقَدْتُ السُّطْرَ بَیْئَتُ
فَیْلًا یَا بَعْدَکَ لَبَسْتُ یَیْمٰنَیْ فَقَالَ فَخَصَصْتُ
یَدِیْ فَقَالَ مَا لَکَ یَا عَمْرُو قَالَ کُنْتُ اَرَدْتُ
اَنْ اَلْتَمَرْتُ قَالَ تَشْتَرِہٖ مَاذَا قُلْتُ کَ
یُفْکَرُ لَیْ فَقَالَ اِنَّمَا عَلِمْتُ اَنْ رِیْسًا یُہْدِیْ
مَا کَانَ قَبْلَکَ وَاَنْ لِّہٖ حَرَّةٌ تَہْدِیْ مَا کَانَ
قَبْلَہَا وَاَنْ لِّہٖ نَجۡۃٌ یُہْدِیْ مَا کَانَ قَبْلَہٗ

وَمَا کَانَ اَعَدَّ

اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ رَسُوْلٍ لِلّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمْ وَ لَا اَحَبُّ اِلَیَّ سِوَیْیْ مِنْہٗ مَا کُنْتُ
اَہْلِیْ اَنْ اَمْلَا عِیْیَ مِنْہٗ اِلْحَادًا لَّہٗ وَ لَوْ
سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَہٗ مَا ظَلَمْتُ رَیْفًا لَّکُنْ
اَمْلًا عِیْیَ مِنْہٗ وَ تَوَمَّیْتُ عَلٰی تِلْکَ التَّحَارِ
لَرَجَوْتُ اَنْ کُوْنُ مِنْ اَہْلِ نَجۡۃٍ ثُمَّ
وَلِیَّ اَشْہَادَ مَا ذَرِیْ مَا حَاقَیْ فِیہَا قَا
رَا مَیْتُ وَلَا تَصْحَبِیْیَ وَلَا یُحِیْیَ وَلَا نَیْفًا
وَقَدْ مَوَّیْیَ تَصَنُّوْا عَلٰی اَلْشَّرِّ شَتَّ اَشَقَّ
اَقِیْمُوْا حَوَالِیْ قَبْرِیْ قَدْ مَرَّ مَا کُنْتُ حَرَّ حَرَّ وَا

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔ اور
مجھ پر تین دُور گندے ہیں ایک وقت وہ تاجب کچے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی چیز سے بد وقت
نہیں تھی اور میں اس وقت اس مکہ میں رہتا تھا کہ کسی طرح
والیہاؤ اللہ رسول، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ہوا
اگر میں اس وقت مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ دوسرا دور
وہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی طبیعت
پیدا کی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہو اور عرض کیا یا رسول اللہ پناہ دو بڑھائیے میں
آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اگے بڑھایا تو
میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کلمات سے ہے ————— میں نے
عرض کیا میں کچھ نہ کہہ سکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ چاہے شرائط رکھو میں
نے عرض کیا میری شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ عین و صفات ہو
جو میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمرا کیا نہ نہیں
جاتے کہ اس دور کچھ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور حج تمام کچھ گناہوں
کو مٹا دیتا ہے اس وقت مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہیں تھا اور میں نے انھیں فرمایا
آپ سے زیادہ کوئی شخصیت محبوب نہ تھی اگر کوئی شخص
مجھ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ بیان
کر دو تو میں آپ کا علیہ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ کو
نہیں سمجھتا کہ دیکھ نہیں سکتا۔ اگر میں اس وقت فوت ہو جاتا
تو مجھے امید ہے کہ میں جہنمی ہوتا۔ پھر اس کے بعد مجھے
کچھ دوسرے دایاں سر پہ دی گئیں، میں نہیں جانتا کہ ان
کے بارے میں میرا کیا انجام ہوگا، اب میرے مرنے
کے بعد میرے جنازہ کے ساتھ کوئی نہ کہنے والا

وَيُقَسِّمُ لَهُمْهَا حَتَّىٰ اسْتَأْنَسَ بِكَوْ وَالنَّظَرِ
مَاذَا اَمَّا اَجَعِيْم رُسُلًا مَرِيْقِيْ-

جلستے نہ آگے جانی جاتے، اور حبیب مجھے دفن کر چکو
تو میری قبر پر مش ڈال کر میری قبر کے گرد اتنی دیر
جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا
جانا ہے تاکہ تباہ سے قرب سے مجھے انس حاصل ہو
اور میں دیکھوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب
دیتا ہوں۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدِيْنٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ
مَرْثَدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ زَيْدٍ عَنْ
حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ هَوَّانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ابْنِ حُوَيْجٍ
كَأَنَّ الْكُتَيْبَةَ يَقَالُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ سَمْعَةَ بْنَ
بَنِي جَبْرِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَتَّارٍ عَنْ أَبِي الْأَسَدِ
مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا
قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا قَتْلُوا
إِلَيْهِ لِحَسَنٍ وَكَوْ كُتَيْبَةُ رَأَىٰ لِمَا عَمِلْنَا
كَفَّارَةً فَتَزَلُّ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ رَبِّهِ
إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَنْفُسَهُمْ نَحْيُ خَرَدَهُ
الْأَيُّ نَحْوُ وَلَا يَزْكُرُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
يَلْزُقْ أَتَمًّا وَتَزَلُّ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ زَايَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ مشرکین میں سے جس نے قتل اور زنا کے گناہوں
میں بہ کثرت گنہگار تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے اللہ کہنے لگے اب جس میں
کہ ہم کو دعوت دیتے ہیں وہ بہترین دین ہے، اگر
اب ہم یہ قتل اور زنا سے باز رہیں گے تو ہم
کا کفارہ ہو جائے گا تو ہم اسلام قبول کر رہے ہیں اس موقع پر
یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا
کسی اور کی عبادت نہیں کرتے نہ نافرمانی کرتے ہیں
اور نہ زنا کرتے ہیں اور نہ لوگوں سے یہ کام کیے ان
کو دردناک عذاب ہوگا اور یہی آیت یہ نازل ہوئی۔
(ترجمہ) اسے میرے بند و جاوگناہ کر کے اپنے
ادب پر عمل کر چکے ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت
ہو کہ حال تباہی سے نام نہانوں کو معاف کر دے گا۔

حدیث نمبر ۲۳۰ میں حضرت عمرو بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی زندگی
کے تین دور بیان کیے اور موت کے بعد نوحدہ کرنے اور آگ
جلی جانے کی وصیت کی اور دفن کے بعد قبر پر اتنی دیر بیٹھنے کا بیان
کیا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔

علامہ یحییٰ بن زینت نووی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:
اس حدیث میں اسلام، ہجرت اور حج کے عظیم مرتبہ کا بیان ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک سے انسان کے
سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جو شخص مرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
حسن ظن رکھے، اللہ تعالیٰ ان کی آیت اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو یاد کرے، جن میں اللہ تعالیٰ

کے غفور و درگزر کار بیان ہے، اور اپنے نیک اعمال کو یاد رکھو، تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسین عمل قائم ہو سکے، یہ امر بالاتفاق مستحب ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر تعظیم اور تکریم کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اپنے جنازہ کے ساتھ لڑکھ کر کے والی کو بھیجنے سے منع کیا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرلے والے پر لڑکھ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور آگ بھیجنے سے بھی منع کیا، کیونکہ اس کی بھی حدیث میں صاف ہے، اور یہ زمانہ جاہلیت کا شمار ہے، نیز یہ بدشگونی کی وجہ سے منع ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میری قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا عینی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا ہوتا ہے حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ لوٹ کر جاتا ہوں، اور میں یہ بھی دیکھ لوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کا ثبوت ہے، اور فرشتوں کے سوال کا ذکر ہے اور یہی اہل حق کا مذہب ہے، اور وہ ان کے بدکچہ دیر قبر کے پاس بیٹھنا مستحب ہے اور قبر کے پاس جو گفتگو کر جائے اس کو قبر والا سنتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا اسَمَّ
اسلام لانے کے بعد کافر کے اعمال سابقہ کا حکم

حدیث مجید بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے یہ بتائیے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں جو نیک کام کیے ہیں یا نیکے ان نیکوں پر جو مجھے گناہوں میں مبتلا کر دیے ہیں، یا زمانہ جاہلیت میں جو نیکوں کی قبریں عمارتوں اور تہوں اور عمارتوں میں ہیں باقی رہ گئی۔

۲۳۱۔ حَدَّثَنِي سُرَّةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ سُرَيْجٍ أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُومًا كُنْتُ أَخْبَثُ بِهَا فِي شَأْنٍ أَيْلِيَّةٍ هَذِي يَنْتَ مِنْ سَيِّئَاتٍ قَدْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَلَمْتَ مِنْ تَهَيُّرٍ وَمَخَاضَةٍ لَتَعْبُدَ

حدیث مجید بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ بتائیے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں جو نیک کام کیے ہیں یا نیکے ان نیکوں پر جو مجھے گناہوں میں مبتلا کر دیے ہیں، یا زمانہ جاہلیت میں جو نیکوں کی قبریں عمارتوں اور تہوں اور عمارتوں میں ہیں باقی رہ گئی۔

۲۳۲۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ سُرَيْجٍ أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَلَمْتَ مِنْ تَهَيُّرٍ وَمَخَاضَةٍ لَتَعْبُدَ

۱۳۵۰۔ علامہ رحمہ اللہ بن مثنیٰ بن مثنیٰ ۶۷۳، شرح مسلم ج ۱، ص ۱۳۵۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سابقہ نیکیوں سے
جی تم کو اسلام لانے کی توفیق ہوئی ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلُ الْوَسِيَّةِ
أَمْوَرًا كُنْتُ لَقَعْتُ بِهَا فِي نَجَاهِيَّةٍ مِنْ صَدَقَةٍ
أَوْ عِنْدَ قِيَّةٍ وَوَسِيَّةٍ رَجَعْتُ بِهَا أَجْرُ قِيَّةٍ رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ عَنْ مَا أَسْلَمْتُ مِنْ عَمِيْرٍ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نیکیوں کے
بارے میں پوچھا جو میں نے زکوٰۃ باطیلت میں کی تھیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان نیکیوں کی برکت کہ
وہ جس سے جی تم کو اسلام لانے ہوا میں نے کہا قسم بھلا
میں ان سب کاموں کو اسلام لانے کے بعد بھی کرتا رہا گا۔

۲۳۳۔ وَحَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ
حَكِيْمٍ قَالَا اخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ اخْبَرَنَا مَعْمَرُ
عَنِ سُرَّهْرِ بْنِ يَهْدَى رُوِيَ عَنْهُ وَحَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا بَوْمَعْدُ رَوَيْتُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ
عُمَرَ وَهُوَ عَنْ يَسِيْرٍ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا
رَسُوْلَ اللَّهِ شَيْءٌ كُنْتُ لَقَعْتُ فِي نَجَاهِيَّةٍ قَالَ
هَشَامُ يَعْنِي كُنْتُ نَبِيْرُهُ هَاتِيهَا فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ حکیم بن حزام نے زکوٰۃ کفر میں سو غلام آزاد کیے اور
سوا دت نبیارت کیے پھر اسلام لائے کے بعد دوبارہ
سو غلام آزاد کیے اور سوا دت فی سبیل اللہ صدقہ کیے
... بالحدیث حسب سابق سے۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتُ عَنْيَ مَا
أَسْلَمْتُ لَكَ مِنْ اِخْتِيَارِ قُدُلْتُ قَوْلَهُ رَأَيْتُكَ
صَنَعْتُهُ فِي اَلْبَحَا هِلِيَّةٍ اَلَا فَعَلْتُ فِي اَلْاَشْكَامِ وَحَدَّثَنَا
۲۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ جَبْرِ سَمِعْتُ قَالَ لَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زُبَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ عَنْ اِبْنِ
أَنَسٍ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْتَقَى فِي نَجَاهِيَّةٍ مَا شَأْنُ
مَرْكَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مَا شَأْنُ بَعِيْرٍ لَمْ اَخْتَقَى فِي
اَلْاِسْلَامِ مَا شَأْنُ مَرْكَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مَا شَأْنُ بَعِيْرٍ
وَحَدَّثَنَا اَبُو الْوَلَدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا
نَحْوُ حَدِيْثِهِ

کافر کی نیکیوں پر اجر مناسب نہ عذاب میں تخفیف ہوتی ہے
برائی نیکیاں اکارت مہربانی میں اور ان پر آخرت میں کوئی اجر نہیں ملتا نہ ان کی وجہ سے عذاب میں کوئی تخفیف
ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وقد منا الى ما عملوا من عمل فجعلنا لهؤلاء
منتورا۔ (فرقان ۲۳)
من يكفر بالله يمان فقد حبط عمله۔
کفار مانتے پاس جو بھی اعمال سے کرائیں گے
ہم ان کو (فنا میں) بکھرے غبار کے درے بنا دیں گے
جس نے ایمان (لائے) سے انکار کیا اس کا عمل ضائع

(ماخذ ۵۱۲)

کر دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ فرمایا

فلا یخفف عنهم العذاب ولا هم یسہرون

(بخاری ۷: ۷۶)

کیا جائے گی۔

کفار کے مذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد

بیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بنی مالدین جاہلیت میں نیک کام کرتا تھا آیا اس کو عورت میں اجر ملے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! کیونکہ اس نے ایک دن بھی اللہ تعالیٰ سے مانا نہیں مانا۔

”تاہم یہ معاملہ بطور مذہب یکن گزرتا ہے کہ کسی کافر کو سزا دینے کے بعد اس کے زمانہ کفر کی نیکیوں پر اجر ملے گا یا نہیں؟ اس کے جواب میں کہ مذہب میں تخفیف کر دے تو یہ ممکن ہے۔ ہمارا پھر البہب اور البوطاہ کے مذاب میں تخفیف اسی جہت سے ہے۔ دوسرے مذاب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت اور حسن سلوک کی وجہ سے بڑا سب اور البہب کو مدد سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

بَابُ صَدَقِ الْإِيمَانِ وَاخْلَاصِهِ

ایمان میں صدق و اخلاق

۲۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ وَابْنُ مَعْقُودٍ وَوَكِيلٌ عَنْ

ابن کعب یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جو جن مومنین نے

أَبِي عَمِيرٍ عَنْ ابْنِ بَرَاءَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

اسنے ایمان کے ساتھ باکل ظہر کیا، انھی کو نعمات

قَالَ لَنَا نَزَلَتْ إِلَيْنَا أَنَّهُمْ آمَنُوا وَتَحَدَّيْتُمُوهُمْ بِمَا

مورگ۔ ”تو میں یہ کہہ اس آیت سے بہت پریشان ہوئے

يُظْلِمُ قَوْمٌ ذَلِكَ عَنْ هَذَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم میں سے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَوْ كُنَّا كُنَّا

کر ن خفصہ (معبیت کر کے ظلم نہیں کرتا۔ رسول

لَا يُظْلِمُ نَفْسَهُ قَعَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا مطلب

وَأَيُّكُمْ وَتَلَاكَ لَيْسَ هُوَ لَمْ تَصُوتُوا رَمَاهُو

نہیں ہے بلکہ اس آیت میں ظلم ہونی ترک سے جس نے

كَمَا قَالَ لِقَوْمٍ يُزِيمُونَ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَشْكُرُوا يَا أَيُّهَا

حضرت لقمان سے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے

إِنَّا لَنَشْكُرُكَ تَطَلُّعًا غَاطِيًا

فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر نہ کرنا

۲۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللَّهِ

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے بتلایا

خَشْرَمُ قَالَ لَمْ تَخْبَرْنَا عَمْرِي وَهُوَ ابْنُ يُوسُفَ

کہ اس سند سے بھی یہ روایت اسی طرح مستور ہے۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُحَاوِيٍّ شَيْبَانِي قَالَ

۱۔ امام ابن ماجہ شیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۵۔ مطبوعہ محمد صالح بن کرامی

أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ
نَا أَبُو ذُرَيْبٍ كَثَرْتُ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا إِسْنَادٍ
قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو ذُرَيْبٍ حَدَّثَنِيهِ أَبُو
أَبِي عَنْ يَاقَانَ بْنِ تَعْدَبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ
قُلُومَ كَامَنِي سَبَّ

حدیث الباب کی تشریح

وَمِنْ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَعْلَمٍ

کسی چیز کو اس کی جگہ کے غیر میں رکھنا۔
اور کسی مستحب اور اولیٰ کام کے عادت میں کیا جائے مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پیر و نعل کرے
یا مسجد سے خارج ہوتے وقت پہلے ریاں پیر نکالے قریہ بھی ظلم سے ترجمہ یہ آیت نازل ہوئی؛
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمَنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ
(انعام ۸۲)

نبی صواب کریم پر یہ آیت شاق گذری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتدیا کہ یاں ظلم اپنے عدلیٰ اور عوام
پر حمل نہیں ہے بلکہ اس سے مراد متعبد ہے یعنی شرک۔ گھر تک ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو غیر میں رکھنا اور سب
سے بڑا ظلم یہ ہے کہ عبادت کو غیر میں رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔

حدیث نفس اور خواطر سے درگزر کرنے اور نیکی
اور بدی کے ہم کے حکم کا بیان

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْ حَدِيثِ
النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذْ تَسْتَقَرُّ وَ
بَيَانِ أَنَّ مُبَحَاثَةَ تَعَالَى لَمْ يُكَيِّفْ إِلَّا مَا يَهَاقُ
وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ
۲۳۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الْقُرَيْبِ وَ
أُمَيَّةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقَيْسِيُّ وَبَلَلَةُ بْنُ مَيْمُونَةَ قَالَ
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُوَيْدٌ وَهُوَ بْنُ قَعْبَةَ
عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا تَزَلَّتْ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَتْلُو مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِذْ تَبَدَّلَ فِي مَا فِي
الْأَنْفُسِ أَوْ تَخَفُّوهَ يَحْسِبُكَ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ
تَبَّاهُ وَيُعَذِّبُ مَنْ تَنَاءَاهُ اللَّهُ عَنِ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی "وَتَجَاوَزَ اللَّهُ تَعَالَى" آسمانوں اور زمینوں
میں جو چیز ہے سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور جو کچھ
تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ
تعالیٰ اس کا حساب لے گا اور جس کو چاہے کا بخش دے گا
اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ
ہر چیز پر قادر ہے "ترجمہ کوام پر ایشان ہو گئے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

وَأَشَدُّ دَلِيلَ عَلَى صَحَابِ رَسُولِ اللَّهِ —
 صَاحِبِي مِنْهُ عَتِيدَ آيَةٍ وَسَمِعَ قَالَ فَأَتَوْهُمُ
 بِذَوِي سَلَى مِنْهُ عَتِيدَ آيَةٍ وَقَسَمَ لَهُمْ بِكَوْنِهِ عَلَى
 الرُّكْبِ فَقَالُوا "فِي رَسُولِ اللَّهِ يُخْلِفُنَا مِنْ دُونِ
 مَا حُجِبَ مِنْهُ عَتِيدَ آيَةٍ وَيَقِيَامُ دَلِيلَهُ دَلِيلَهُ
 وَكَذَلِكَ يُؤَيِّدُ عَتِيدَ آيَةٍ هَدِيَّةً إِلَيْنَا وَلَا يُعَيِّدُ قَدَرَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَاحِبِي مِنْهُ عَتِيدَ آيَةٍ وَمَسْمُوعُهُ يُؤَيِّدُ
 أَنْ تَقُولُوا لَنَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْ بَيْتِهِ
 سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا
 عَمَلُكَ مَا بَقِيَ لَكَ مِنْ عَتِيدَ آيَةٍ نَعْمُ بِرُكْبِهِ
 وَأَطَعْنَا عَمَلُكَ مَا بَقِيَ لَكَ مِنْ عَتِيدَ آيَةٍ
 قَدَمْنَا أَشْرَاهُ لَنَا وَمَا دَلِيلُهُ بِهَا سَمِعْنَا
 نَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَقْرَبِهِ مَنْ يَسْمَعُ
 بِمَا نَزَلَ مِنْهُ مِنْ رَحْمَةٍ قَائِمُ يَوْمَ حُجْرٍ
 "مَنْ يَأْتِيهِ وَمَنْ يَكْفِيهِ وَكُنْ بِهِ وَرُسُلُهُ
 لَا تَفْرُقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَدْ لَوْ
 سَمِعْنَا وَكَصَحْنَا عَمَلُكَ مَا بَقِيَ لَكَ مِنْ عَتِيدَ آيَةٍ
 لِمَصِيرِهِ قَدَمْنَا قَعْلُو دَلِيلَ سَمِعْنَا مِنْهُ
 فَتُؤَيِّدُ اللَّهُ لَا يُكْفِيهِ اللَّهُ تَسْمِعُ رُسُلَهُ
 سَمِعْنَا كَسَمِعْنَا وَمَنْ يَكْفِيهِ مَا كَسَمِعْنَا
 مَرَّتَ لَنَا لَوْ خَدَّتْ أَنْ تَسْمِعُ رَحْمَةً
 فَإِنْ لَعَنَ مَرَّتَ دَلِيلَ عَمَلِ عَتِيدَ آيَةٍ كَمَا
 حَضَرْنَا عَلَى الْبَيْتِ مِنْ دُونِ
 قَالَ لَعَنَ مَرَّتَ دَلِيلَ عَمَلِ مَا لَعَنَ قَدَرَهُ
 لَنَا بِهَذَا نَعْمُ رَحْمَةً عَمَلِ عَمَلِ عَمَلِ
 وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْسِمٌ وَتَصُونُ عَلَى
 الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَالَ نَعْمُ

ہوئے اور زانو اوپ تہ کر کے بیٹھ گئے اور عرض کیا
 یا رسول اللہ ہمیں ان کاموں کا ملکت کیا گیا جو ہمارے
 طاقت میں تھے، جیسے ناز، سفار، جہاد اور حدیث
 ادب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں منکر
 حکم کی حد قوت نہیں رکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کیا تم پچھل انمول کی طرح یہ کہنا چاہتے
 ہو، ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام سنے اور نافرمانی کی
 جگہ نہ کہو! سے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اس
 کی طاعت کی سے رب میں بخش دے تمہارے
 تیرے ہی عت و رت کو جہاں سے یہ سن کر صحابہ کرام
 رضی اللہ عنہم کہنے لگے تمہارے سنا در امانت کی
 اسے رب میں بخش دے تمہارے تیرے ہی عت و رت
 لوٹ کر مانا ہے جب صحابہ کرام یہ کہہ چکے تھے کہ
 تمہارے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) "رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اور مومنین ان چیزوں پر ایمان لائے
 جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئیں اور سب
 اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرستوں، اس کی تمام کتابوں
 اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور انھوں
 نے کہا تمہارا میں سے کسی رسول پر (ایمان لائے ہیں)
 فرق نہیں کرنے اور انھوں نے کہا ہم نے سنا اور
 اطاعت کی اسے ہمارے رب میں صحت فرما دینے
 تیرے ہی عت و رت کو جہاں سے یہ سن کر صحابہ کرام
 اللہ کے احکام کو مان با تو کچھ اللہ تعالیٰ سے پچھل آیت
 کے حکم کو فرسوخ کر کے یہ بت نارس (فرمان، ترجمہ)
 "اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلف
 نہیں کرتا۔ یہ شخص کے قریب عمل میں کوئی چیز سے
 اور بد عمل اس کے لیے نقصان دہ ہوں گے۔ سے
 عمل سے رب! ہمارے ہی جوں یا خطاب پر ہم سے مواخذہ
 نہ کرنا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، سے ہمارے

جب تک وہ اس کے مطابق کلام یا عمل نہ کریں۔

بْنِ أَبِي سَعْدٍ فِي هَذِهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَاوِزُوا

لَا مَقِيَّ مَا حَدَّثَنِي بِهِ لَفْسُهُمَا مَا تَحَدَّثْتُمْ وَأَوْقَعْتُمْ

۲۴۰ - حَدَّثَنِي عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ كَعْبٍ

مَرْبُوبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي بَرْهَةَ مَرْبُوبٌ

أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُسْهِرٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ مَرْبُوبٍ قَالَ قَالَ ثَمَّةُ بْنُ

ثَمَّةٍ مَرْبُوبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مَرْبُوبٍ

بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَبِي

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَجَاوِزُوا وَلَا تَحَدَّثُوا

لَا تَقُولُوا مَا تَحَدَّثْتُمْ وَأَوْقَعْتُمْ

۲۴۱ - حَدَّثَنِي عَنْ رُحَيْمِ بْنِ خُوَيْبٍ قَالَ قَالَ وَبِئْرٍ

مَرْبُوبٍ مَرْبُوبٍ قَالَ قَالَ رُحَيْمِ بْنُ خُوَيْبٍ مَرْبُوبٍ

قَالَ أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ كَيْسَانَ

جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ

۲۴۲ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ مَرْبُوبٌ

بْنِ خُوَيْبٍ مَرْبُوبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مَرْبُوبٌ

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مَرْبُوبٌ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

مَرْبُوبٌ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مَرْبُوبٌ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے "حدیث نفس" کو صاف کر دیا جب تک کہ وہ اس کا نقل یا اس پر عمل نہ کریں۔

اسلمہ نے ایک اور سند ذکر کر کے بیان فرمایا کہ اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا نام نہ کرے تو اس کو اس کے نامہ اعمال میں مست نیکو کر دو اس پر عمل کرے تو ایک گناہ کھودو اور اگر وہ نیکی کا نام نہ کرے اور اس نیکی کو نہ کرے تو اس کی ایک نیکی کھودو اور اگر اس کے مطابق عمل کرے تو اس نیکیاں کھودو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا نام نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کی ایک نیکی کھودو اور اگر اس کے مطابق عمل کرے تو اس نیکیاں کھودو۔

حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ -

۲۲۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ رَأَى
تَحَالِيدُ بْنُ حَمْرٍ عَنْ مَشَارِمِ بْنِ أَبِي سَيْرٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَدَى بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَدَى
بِغَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كَتَبَتْ لِرَأْسِ سَبْعِينَ نَجْدَةً
صَغِيرَةً وَمَنْ هَدَى بِسَيِّئَةٍ فَعَمِلَهَا لَمْ
يُكْتَبْ ذَنْبٌ عَلَيْهِ كَتَبَتْ -

۲۲۶ - حَدَّثَنَا تَيْبَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ رَأَى
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَرَبَةَ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ رَأَى
رَجُلًا يُقَالُ رُوِيَ عَنْ أَبِي عَقْبَاسٍ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَتَمَتَّعُ بِذِي سُنٍّ
تَرْتِيبًا عَزَّ وَجَلَّ قَالَ رَأَى اللَّهُ تَعَالَى كَتَبَتْ لَهُ
وَالسَّيِّئَاتِ لَمْ يَكُنْ ذَنْبٌ فَهَذَا هَدَى بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَتْ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ
فَيَا مَنْ هَدَى بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَتْ لَهُ عِنْدَهُ
عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِينَ نَجْدَةً صَغِيرَةً وَ
صَغِيرَةً كَتَبَتْ لَهُ قَالَ هَدَى بِسَيِّئَةٍ فَتَمَتَّعَ
بِعَمَلِهَا كَتَبَتْ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ
وَرَأَى هَدَى بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَتْ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ سَبْعِينَ نَجْدَةً صَغِيرَةً وَ

۲۲۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ رَأَى
أَبُو سَلِيمَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَبِي عُمَرَ فِي هَذَا
الرَّسَالَةِ يَتَمَتَّعُ بِذِي سُنٍّ تَرْتِيبًا عَزَّ وَجَلَّ
أَوْ مَعَهَا اللَّهُ وَرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ اللَّهُ أَكْبَرُ
هَذَا لَكَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے
نیکی کا ہم کیا اور نیکی نہیں کی تو اس کی ایک نیکی لکھ دی
جاتی ہے اور جس نے نیکی کا ہم کیا اور نیکی نہ کی تو
اس کے لیے سات سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور جس
بے گناہ کا ہم کیا اور اس پر عمل نہیں کیا اس کا گناہ
بھی لکھ دیا جائے اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک گناہ لکھ
دیا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نیکیوں اور گناہوں کو لکھ دیتا ہے۔ پھر ان کی
تفصیل بیان فرمائی کہ جو شخص نیکی کا ہم کرے اور
اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک کامل نیکی
لیکھ دیتا ہے اور اگر وہ اس نیکی کو کرے تو وہ اس کی ایک
نیکی دس سے سات سو تک لکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کا ہم
کرے اور گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے
ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر گناہ کرے تو
اللہ تعالیٰ اس کی ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

امام مسلم نے ایک اسکندریہ کے ساتھ یہ
روایت ذکر کی ہے جس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
اس گناہ کو بھی مٹا دے گا اور فذاب میں وہی شخص
ہوگا جو دیر و دلہی سے گناہ کرتا ہو۔

ہم اور عزم کی تسلیفیں اور ان کا شرعی حکم | حدیث نمبر ۲۴۲ میں ہے: "لقد تقاضاۃ نے فرمایا جب یہ بندہ گناہ کا عزم کرے" (ارادہ) کرتا ہے تو اس سے فرس کا وہ گناہ اس وقت تک نہیں بکھا جاتا جب تک کہ وہ اس کا ارتکاب نہ کرے اور گزشتہ کا نہ ہم" (ارادہ) کرتا ہے اور نیکی نہیں کرتا تو اس کی ایک نیکی بیکہ دی جاتی ہے۔

علامہ یحییٰ بن شریف قزوینی کہتے ہیں:

امام مازری نے کہا تاحی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہے کہ جس نے دل سے معصیت کا عزم کیا وہ اپنے اعتقاد اور عزم میں گناہ ہو گا۔ اور اگر اس نے معصیت کا عزم نہیں کیا وہ معصیت صرف اس سے رہن میں آئی اور اس کا ذہن میں استقرار نہیں ہو تو یہ "عزم" سے اور نہ اور عزم میں قریبی کہ جانا سے (گر کسی کام میں راجح جانب کرنے کی ہو اور مروجہ سائنس نہ کرنے کا ہو تو یہ "ہم" سے اور نہ کرنے کی وجہ جانب بھی ختم ہو جائے اور اس کام کو کرنے کا سوئی مدد ارادہ ہو جائے خواہ قریبی نہ ہو تو اس کو عزم نہ کہتا۔ بہت سے فقہاء اور محدثین نے اس نکتہ کی مخالفت کی ہے اور ہر حدیث پر دلیل کیا ہے۔

تاحی عباسی نے کہا کہ مائتہ مسلف، فقہاء، در محدثین کا یہی مذہب ہے کہ حق تعالیٰ کو بکھڑا نہ کرے کیونکہ امامیہ اس پر روایت کرتی ہیں کہ دل کے عمل پر بھی عزم نہ ہوتا ہے لیکن حضور نے کہا کہ اگر بڑی کام کرے تو ایک بڑی کھجور کا دان سے وہ گر مرنے لے گا۔ "عزم" سے تو پرانی میں کھجور کا دان کیونکہ "عزم" کے بعد عمل نہیں کیا جاتا اگر یہ یہ ضروری نہیں کہ عمل نہ کرے کی وجہ خوف ہے اور لیکن نفس اور عزم معصیت سے اس لیے عزم کے بعد ایک معصیت نہ دی جاتی ہے اور عزم کے بعد اس میں دلیل کہ یہ ضروری معصیت نہ ہو جائے گی اور اگر اس سے عزم معصیت کے بعد خدا کے خوف سے اس معصیت کو ترک کر دیا تو ایک نیکی عفو دی جائے گی۔ معصیت کے "عزم" سے بعد معصیت نہیں کھی باقی کیونکہ "عزم" میں نفس اپنے ترک کر اس معصیت پر آمادہ نہیں لڑتا، نہ اس کا عقد عزم و نیت کرتا ہے منہیں نے اس میں بکھڑا کر کہ جب وہ اس معصیت کو خوف خدا کے علاوہ کسی اور وجہ سے ترک کرے مثلاً لوگوں کے خوف کی وجہ سے ترک کرے تو اس کی نیکی بھی جسے گناہ نہیں، بعض علماء نے کہا اب اس کی نیکی نہیں کھی جائے گی لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ نہ قرآن مجید کے صریح لہجہ اور عادیث، سرکھ سے یہ ثابت ہے کہ معصیت کے عزم، عقد اور گناہ کی نیت سے موعظہ کرتا ہے خدا اس پر عمل کیا جائے یا نہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الدین ائمنوا لہم عذاب لیم فی الدنیا و الاخرة۔
 ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الدین ائمنوا لہم عذاب لیم فی الدنیا و الاخرة۔
 (نور ۱۹)

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف قزوینی ۶۷۱ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۵۹۳ سلو ذریعہ مباحثہ ص ۱۳۵، ۱۳۶

اس آیت میں صرف دل کے عمل پر نذاب کی دلیل ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ
ان بعض الظن شر۔ (حجرات: ۲۰) اسے ایمان والو! بہت سے گمراہیوں سے بچو،
بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

اس آیت میں بدگمانی کو گناہ قرار دیتے ہیں اور وہ دل اور ذہن کا فعل ہے۔
ولا تعذروا عقدًا انكاحاً۔ (اور حدیث کے مطابق) اس سے عقد نکاح کا

(بقرہ: ۲۳۵)

اس آیت میں طہ سے منع کیا گیا ہے اور طہ دل کا فعل ہے اور حدیث میں کسی طہ سے نکاح کا طہم کرنا
گناہ کبیرہ ہے۔

میزانم بخاری روایت کرتے ہیں:

عن أبي بكره قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ذاك المذنب المذنب بسيفه فاقبل
والمقتول في منار فقتل يا رسول الله هذا مقتول
فما بال المقتول قال نه كان حويصاً على قتل
صاحبه۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان
تھوڑوں سے مقابلہ کرتے ہیں، تو قاتل اور مقتول دونوں
دوزخ میں ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، یہ قاتل تو
موتوا مقتول کا کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی اپنے
مقابل کے قتل پر چڑھیں تھا۔

اس حدیث سے بھی یہ واضح ہو کہ جس طرح مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح کسان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ
بھی گناہ ہے۔

قرآن مجید مدینہ شریف کی فتح و یسارات کے علاوہ مسلمانوں کو اس پر اجازت ہے کہ حد کرنا مسلمانوں کو حقیقہ
مانتا اور ان سے کہتا اور بغض رکھنا حرام ہے اور یہ تمام دل کے افکار ہیں، ان وفاق سے یہ واضح ہو گیا کہ معصیت
کا طہم بھی معصیت سے خود اس طہم کے بعد معصیت کا۔ کتاب کرتا بنا کر ہے، البتہ معصیت کا طہم۔
معصیت نہیں ہے۔

”ہم اور طہم“ کا مزید وضاحت کے لیے یہ بات چاہیے کہ ذہن میں وارد ہونے والے امور کی
تقسیم ہیں!

علامہ اسعد مادری لکھتے ہیں:

۱۔ اگر جس پر اپنا تک کسی چیز کا خیال آئے۔

۲۔ خاطر کسی چیز کا بار خیال آئے۔

۳۔ حدیث نفس پر جس چیز کا خیال آئے ذہن اس کی طرف رغبت ہو اور اس کے حصول کے لیے مقصد پر راست۔

سے تو میں اس کے لیے دس سے بے کرمات مرنے لگیں اور دنیا میں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جزاء اور سزا کے جو مراتب بیان فرمائے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ من جاء بالحسنة فله عشر مثالبها ومن جاء بالسيئة فلا يجزي ۲ مثالبها۔

اور جو ایک گناہ کرے تو اس کے لیے ایک گناہ ہی کا سزا ملتا ہے۔ (انعام، ۱۶۰)

۲۔ مثل لذيں ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبثت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات خوشے کاٹے اور ہر خوشے میں ایک سو دانے ہوں (یعنی اس کے لیے سات سو گنا اجر ہے)۔ (بقرہ، ۲۶۱)

۳۔ ما يوفى الصابر جزاءه بغير حساب۔ (زمر، ۱۰)

اجر کے ان مراتب میں اس طرح تطبیق دی گئی ہے کہ عبادات بدینہ میں دس گنا اجر ملتا ہے۔ عبادات باہرہ میں سات سو گنا اجر ملتا ہے اور غنیمت غنم اور مہر پر نہ دو اور اجر ملتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اجر کے یہ مراتب نیچے کوٹنے والے کے صدق و درموس غنیمت کے مراتب کے اعتبار سے ہیں جس شخص میں بقا یا بدہ غنم ہو گا اس کو اتنا زیادہ اجر ملے گا۔ تمیز کی وجہ سے کہ بعض لوگ عبادت و صدقہ و غنیمت حساب سے کرتے ہیں یعنی جتن ان کے ذمہ لازم ہو گئی صدقہ کرتے ہیں وہ بعض تو سب حساب عبادت و صدقہ غیرت کرتے ہیں جو لوگ حساب سے عبادت کرتے ہیں ان کو حساب سے اجر دے گا اور جیسے حساب عبادت کریں گے ان کو بے حساب اجر دے گا۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جس کے یہ مرقبہ کرنے والے کی حیثیت کے اعتبار سے ہیں۔ مثلاً کسی عرب بچے کو کون شخص ایک روز کا سوال کرے، درود اس کو ایک روٹی دے دے تو یہ ایک نیچے سے دس کو اس کا دس گنا اجر ملے گا لیکن جو شخص کی کل کائنات میں ایک روٹی ہی ہو دس روٹی سے کوئی روٹی کا سوال کرے اور وہ اس کو روٹی دے دے تو یہ ایک ہی سے جیسا کہ پہلے شخص کے مقابلہ میں اس نے دس روٹی دے دیں کی دولت ملے گی اور اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب اجر عطا فرمائے گا اور اصل بات یہ ہے کہ اگر شخص اللہ کے فضل سے فائدہ اٹکے جس کو بھلا جائے عطا فرمائے۔ مہر ہر بے حساب اجر عطا فرمائے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ صغیر در غرض سے خدا کی روٹی دنیا آسان ہے، دیکھی عادت سے جو جان یا مال میں نقصان مرماتا ہے، جس میں انسان کی حسی داخل نہیں مرناس اس پر شک میں نہ کرنا اور مہر بہرہ مشکل ہے۔ اس لیے اس کا اجر بھی بے حساب رکھا ہے۔

تسرون کریم اور حدیث شریفہ میں بتلایا گیا ہے کہ گناہ کرنے والے کو ایک گناہ کرنے کی ایک سزا ملتی ہے۔

ما۔ ۱۔ راجح مطہرت کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا:

مویات مکن دفاحشة حبیبة یصاعف لہا۔

العذب ضعفين۔ (احزاب: ۲۰) کو دو برابر عذاب دیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عام حکم یہی ہے لیکن خواص اس حکم سے مستثنیٰ ہیں:

جس کا رتبہ ہے سوا اس کو اس کا مشکل ہے

اندر واجی مطہرات کا تہہ زیادہ سے اس رتبہ سے ان کے لیے نوافل کی مقدار بھی زیادہ رکھی ہے۔
آدم علیہ السلام سے محض بھول کی بنا پر محاسبہ فرمایا، حضرت یونس علیہ السلام کی صرف اجتہاد ہی خطا کی بنا پر ان کو محض
کے پیٹ میں مقید فرمایا اور غلام کے مقابلہ میں آزاد کی درجہ مقرر کی، اور جہاں کے مقابلہ میں عابد سزا کا زیادہ
مستحق ہے۔

ایمان میں دوسرے کا بیان اور دوسرے کے وقت
کیا کرنا چاہیے

حضرت برہہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کرتے تھے کہ ہماری دلوں
میں ہمیں ایسے خیالات آتے ہیں جن کا بیان کرنا بھی
برگنہ و سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
واقبل ایسے خیالات آتے ہیں، انہوں نے عرض کیا
جی ہاں! فرمایا یہ تو میں ایمان سے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان
کی اور فرمایا کہ اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی
طرح منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے کے متعلق فرمایا
کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ محض ایمان سے۔

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسةِ فِي الْإِيمَانِ وَ
مَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا

۲۴۸- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي
يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ جَاءَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمُوا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَجْعَلَ فِي نَفْسِهِمْ مَرَاتِعًا لَهُمْ
أَحَدًا أَنْ يَتَكَلَّمُوا فِيهِ وَلَوْ قَدْ وَجَدُوا كُفْرًا
قَالُوا نَعْدُ فَكَانَ دَائِلَةً صَوِيحَةً مِنْ بَنِي

۲۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَرَبٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي صَبْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَبَرِ

۲۵۰- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَنْدَرِيُّ
قَالَ لِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ
عَنْ مُعِيزَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ عَدْنَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسةِ فَقَالَ يَلَسُ
مَخْلُصٌ لَا يُبْرَأُ

۲۵۱۔ حَدَّثَنَا هُرَيْرُ بْنُ مَرْثُومٍ عَنْ مَعْمُورِ بْنِ مَعْمُورٍ
عَبَادَةَ مَلَقَ رِثَاقُ بْنُ مَلَقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مَعْمُورٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
حَدَّثَنَا هُرَيْرُ بْنُ مَرْثُومٍ عَنْ مَعْمُورِ بْنِ مَعْمُورٍ
عَبَادَةَ مَلَقَ رِثَاقُ بْنُ مَلَقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مَعْمُورٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
اللَّهُ قَسَمٌ وَجَدَ مِنْ دِيكَ شَيْئٌ فَلَيْسَ مِنْكَ
يَا لَللَّهِ

۲۵۲۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ لَشَيْئٌ مِنْ خَلْقِ الْأَنْفُسِ
فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَذَبَ كَرِيمٌ وَكَذَّابٌ
قَرِيبٌ

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا رُحَيْمُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
حُمَيْدٍ بِمِثْقَالٍ عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ رُحَيْمٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ ابْنِ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ الرَّبِيعِ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
وَاللَّهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ
مَنْ خَلَقَ كَذَّابٌ وَكَذَّابٌ يَقُولُ مَنْ خَلَقَ رَبُّكَ فَإِذَا
بَدَأَ دِيكَ فَلَيْسَ شَيْءٌ بِتَوْفِيقِهِ وَتَوْفِيقِهِ

۲۵۴۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ
الْحَكِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
عُمَيْرُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ
فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَّابٌ وَكَذَّابٌ يَقُولُ مَنْ خَلَقَ
رَبُّكَ فَإِذَا بَدَأَ دِيكَ فَلَيْسَ شَيْءٌ بِتَوْفِيقِهِ وَتَوْفِيقِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
دوسرے سے سوالات کرتے رہیں گے حتیٰ کہ یہ
کہا جائے گا کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے
تو اللہ تعالیٰ کہہ کر کہنے پیدا کیا ہے جس شخص کو اس
بائے میں کوئی تردید ہو وہ یوں کہے کہ میں نہ ہر
ایمان لایا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں
سے کسی شخص کے پاس اگر شیطان کہتا ہے کہ
آسمان کو کس نے پیدا کیا، زمین کو کس نے پیدا کیا،
وہ شخص کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے، بقیہ حدیث حسب
سابق ہے لیکن اس میں اس کے رسولوں پر
تائید ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سے
کسی شخص کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے
کہ فلان فلان چیز کو کس نے پیدا کیا، حتیٰ کہ کہتے
سے کہتا ہے رب کو کس نے پیدا کیا، جب کسی شخص
کو ایسا تردید لاحق ہو تو وہ شیطان کے مترسے
اللہ تعالیٰ کو پناہ مانگے اور اپنی توجہ اس دوسرے
سے ہٹا لے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان
کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلان فلان
چیز کو کس نے پیدا کیا، بقیہ حدیث مثل سابق ہے۔

۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ كُتَيْبِ بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ سَيِّدِ بْنِ عَفْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ الْمَنَاسِقُ يَسْتَلُونَكَ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ وَهُوَ أَحَدٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَتَا لَيْتَ النَّبَا وَهَذَا الثَّانِي وَكَانَ سَابِقًا لِأَحَدٍ وَهَذَا الثَّانِي -

۲۵۶۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ هُرَيْرٍ عَنْ حَرْبِ بْنِ عَقْرُبٍ الدَّؤَبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِنُ عُبَيْدَةَ عَنْ كُتَيْبِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَمُرُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ لَمْ يَدْكُرْ مَثَلِي مَثَلِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِيهِ وَ سَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي الْخَيْرِ الْعَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ -

۲۵۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَوْ أَنَّ ابْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ قَبِيلُكَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا جَاءَ فِي دُشْقَرِ الْأَعْرَابِ فَكَانُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللَّهُ خَلَقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَخَذَّ حَصَى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُ هَدِيهَ لَمْ قَالَ قَوْمُوا قَوْمُوا صَدَقَ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هَزْزَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ يُزُوفَانَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تم سے علمی بحثیں کرتے ہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے ہم کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے اس وقت حضرت ابو ہریرہ کسی شخص کا ہاتھ پکڑنے ہوئے تھے، پھر کہنے لگے کہ وہ اس کے رسول نے کہا فرمایا، مجھ سے وہ شخص یہی سوال کر چکے ہیں اور یہ نہیں سب سے کہا مجھ سے ایک شخص یہ سوال کر چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت نقل کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ تم سے سوالات کرتے رہیں گے کہ اللہ تو ہے لیکن نہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ یا کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اسی دوران کچھ دیہاتی آئے اور کہنے لگے اے برہنہ اللہ تو ہے لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ نے مسکرا کر ان کا طرف کٹھکریاں چھینکیں اور کہا چلو یہاں سے اٹھو میرے آقا نے سچ فرمایا خدا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے

قرآن مجید کا وجود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ثبوت کے لیے کافی ہے، تاہم شیطان کے دوسرے کے ابطال کے لیے عرض ہے کہ شیطان کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں چیز کو اللہ نے پیدا کیا تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے، اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ ہر چیز اور شے کا کوئی خالق ہونا چاہیے اور یہ قطعاً باطل ہے کیونکہ اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ موجودات کا تسلسلہ کہیں ختم نہ ہو اور ہر چیز سے پہلے ایک چیز ہو اور موجود سے پہلے ایک موجود ہو اور یہ قطعاً باطل ہے اس لیے کسی نہ کسی موجود کو آخری موجود ماننا ہوگا جو سب سے پہلے ہو اور اس سے پہلے کوئی نہ ہو، اس کا ہونا ضروری ہو اور نہ ہونا محال ہو اور ہی سب کا خالق ہے اور اس کا کوئی نافع نہیں ہے اسی موجود کو ہم امت اور رب العالمین سے تعبیر کرتے ہیں یہ نیز یہ اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ایک چیز سے خلاق عقل مونا مثلاً ایک چیز ایک وقت سپاہ تہی ہو اور سفید بھی ہو جس کو جماع ضرورین کہتے ہیں اور ایک ہے مادہ عقل مونا، یعنی جو چیز عقل کی پہنچ اور گرفت سے باہر ہو اس کائنات کے ضرور اسرار ایسے ہیں جن تک مدہ ہر پہلے عقل کی پہنچ نہیں ہوتی، اور آج ان کو عقل نے پایا ہے اور اسی طرح سب بھی در تعداد اسرار و در خفاقی ایسے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچ سکتی، لیکن ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس تہیہ کے بعد واضح ہو گیا کہ ایسی حقیقت جو سب سے پہلے ہو اور اس سے پہلے کوئی نہ ہو جو سب کی خالق ہو اور اس کا خالق کوئی نہ ہو، ہو سکتا ہے کہ مادہ عقل ہو لیکن خلاق عقل ہرگز نہیں ہے اس لیے اس کا انکار ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ در اقرار اس لیے ضروری ہے کہ اس نظام کائنات کو بنانے والے درجہ نے اس کے سوا کوئی سچا و مدبر نہیں ہے، جن نسبتوں، ہیئتوں، دیروں، درختوں، میوؤں، عناصر اور کواکب کو لوگوں نے خدا مانا اور ان کی عبادت کی ان میں سے کسی نے خدا کی دعوتی نہیں کیا، اور قیامت کے دن یہ سب اس دعوتی سے ہات کا اظہار کریں گے اور جن ان لوگوں نے از خود خدا کی دعوتی کیا وہ لوگوں کے سامنے پیدا ہوئے اور لوگوں کے سامنے مہ گئے در ان کا نام و نشان مٹ گیا، اور یوں ان کی خدا کی باطل ہوگی، انھیں اس کائنات کو بنانے، چلانے اور نفا کرنے کا اقتدار نہ ہے، اسی لیے وہی سچا خدا ہے اور اس کا راتنا ضروری ہے۔

بھولی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارنے پر
دوزخ کی وعید

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھولی قسم کھا کر کسی مسلمان کے حق پر قبضہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم واجب اور عنت حرام کر دیتا ہے۔ ایک

بَابٌ دَعِيْدٍ مِّنْ اَقْطَعِ حَقَّ مُسْلِمٍ
بِمَيْمَنٍ فَاَجْرُهُ بِالْاَسَارِ

۲۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثُوبٍ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَمْرُو بْنُ حُجْرٍ بِمِثْلِ عَنْ سَمَاعٍ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ بَيْنَ يُوْبَ حَدَّثَنَا سَمَاعٌ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ اَنَا الْعَلَاءُ وَ هُوَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى

شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ مسکری چیز ہے کیوں نہ ہو، آپ نے فرمایا اگرچہ وہ پیلے کے درخت کی ایک شاخ ہو گی کیوں نہ ہو۔

الْحَدَّثَ عَنْ مُعْبِدِ بْنِ كَعْبٍ لَتَدْبِقَنِي عَنْ أَخِيهِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَقْصَا
حَقِّي أَمْرِي مُسْلِمٌ يَمِينٌ فَقَدْ وَجَبَ اللَّهُ
لَهُ النَّارَ وَهَرَمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ فَقَدْ نَزَلَ جُلُودُ
إِنْ كَانَتْ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ
قَصِيئًا مِنْ رِيءٍ.

۱۱۔ اس نے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا:
اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۲۶۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَرُونَ
بْنُ ابْرَاهِيمَ وَهَرُونَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي
سَمَةَ عَنِ ابْنِ لُؤَيٍّ عَنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
كَعْبٍ ثُمَّ سَمِعَهُ أَحَدًا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ يَحْدِثُ
أَنْ سَأَلْتُ أُمَامَةَ بِحَدِيثِي حَدَّثَنَا ثُمَّ سَمِعَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۶۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَاذِكِيُّعٌ وَحَدَّثَنَا ابْنُ لُؤَيٍّ قَالَ نَاذِكِيُّعٌ
وَدَاكِيُّعٌ وَحَدَّثَنَا سُحُبُ بْنُ الْوَرْدِ عَنْ ابْنِ
الْمُفَضَّلِ قَالَ قَالَ دَاكِيُّعٌ قَالَ نَاذِكِيُّعٌ عَنْ أَبِي
وَالِیْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ
صَبْرٍ يَفْقُطُهُ بِهَا مَالٌ أَمْرِي مُسْلِمٌ هُوَ يَمِينًا
فَإِذَا جَاءَ لِي اللَّهُ عَزَّ وَجَرَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ
كَانَ قَدْ حَلَّ الْأَنْفَعُ الْإِنْ قَبِيسُ قَفَّارٍ مَعْدِي نَكْرٌ
أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ لَوْ كُنْتُ دَاكُّ دَاكُّ قَالَ صَدَقَ
أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي كَذَلِكَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ
رَجَبٍ رَضٌّ بِأَيْمَنِ وَخَاصَمَةٌ إِنْ لِي فِي صَدَقَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ هَلْ لَكَ بِبَيْتِهِ
فَقُلْتُ رَقَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِنْ يَخْلِفُ
فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
نے کسی مسلمان کا حق مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائی،
تو اس کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریگا
تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا اسی دوران حضرت
الشعث بن قیس نے اس پر کہا کہ ابو عبد الرحمن (عبداللہ
بن مسعود) نے کیا بیان کیا ہے، لوگوں نے اسے وہ حدیث
سنائی حضرت الشعث بن قیس نے کہا ابو عبد الرحمن سے
یہ کیا حکم میرے ہی پاس ہے میں نماز میں اتنا
ایک شخص کی قسم کھاتی ہیں میں میری زمین بھی، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس شخص کے ساتھ
میرا اس زمین کے بارے میں اختلاف ہو گیا، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا تھا ہے یہ
کوئی گواہ ہے، میں نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا
پھر اس شخص کی قسم پر فیصلہ ہوگا، میں نے عرض کیا
وہ تو جھوٹی قسم کھا رہا ہے کہا آپ نے فرمایا جو شخص کسی

يَقْتَضِي بِهَا مَالٌ أَمْوِيٌّ مُسْلِمٌ هُوَ فِيهِ كَاجِرٌ
لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ فَذَرَتْ
إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ
ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ آخِرِ الدِّينِ -

مسلمان کا مال کھانے کے ماطر جھوٹی قسم کھانے کا قیامت
کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو
اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا اس موقع پر یہ آیت نازل
ہوئی (ترجمہ) جو لوگ اللہ کے عہد و اس کی قسموں کے بدلے میں سادہ قلیل
لے لیتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں (آخر آیت
تک پڑھیں)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
کسی مسلمان کا ناحق مال حاصل کرنے کے لیے جھوٹی
قسم کھائے گا وہ قیامت کے دن جب اللہ نازل
سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض
ہوگا۔ باقی حدیث حسب سابق ہے لیکن میں نے
کی جگہ کوئی کے جگہ سے کا ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
کسی مسلمان کا ناحق مال لینے کے لیے جھوٹی قسم
کھائے گا جب قیامت کے دن وہ شخص اللہ
تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس
سے ناراض ہوگا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی :
”ترجمہ“ جو لوگ اللہ کے عہد و اس کی قسموں کے بدلے میں سادہ
قلیل لے لیتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں (آخر
آیت تک پڑھیں)

حضرت دائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
دو شخص حاضر ہوئے، ایک مقام حضرت مورت سے
اور دوسرا کندیہ سے انھوں نے کہا یا رسول اللہ
اس شخص نے میرے باپ کی طرف سے لی ہوئی

۲۶۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَى
جَبْرِئِيلُ عَنْ مَصُورٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ
قَالَ مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لَيْسَتْ حَقًّا يَهْمًا مَّا
هُوَ فِيهِ فَأَجْرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ
ثُمَّ ذَكَرَ خَوْصِدِيَّتِ الدَّعَمَسِ عَنِ النَّبِيِّ
كَانَتْ يَمِينِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٍ فِي يَمِينٍ
فَأُخْبِرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدْكَ أَوْ يَمِينُهُ -

۲۶۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ لُحَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ
سُبَّانَ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ وَغَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ أَبِي مَيْمَنَةَ عَنْ سَمِيعِ بْنِ سَلَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ
الْحَبَّ مَعْمُودِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ خَلَفَ عَلَى مَتْنٍ
أَمْوِيٍّ مُسْلِمٍ بِعَهْدٍ بَقِيَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ
غَضَبٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَرِهْتُ أَنْ تَعْبَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَصْدَقًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَآيَمَانِهِ
ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الدِّينِ -

۲۶۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَبُؤَيْبُرُ
بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَمُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَبُؤَيْبُرُ
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا ثَوَابُ
عَنْ يَمَانٍ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَصْمَةِ مَوْتٍ وَرَجُلٌ مَرُّ كَيْدَةٍ

زمین کو جو تہ چھین لیا، کندی نے کہا وہ میری
زمین سے اور میرے تصرف میں سے ہیں اس
میں راجعت کرتا ہوں اس شخص کا جس میں کوئی حق
نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضور سے پوچھا تھا ہے پاس گواہ ہیں انھوں
نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر اس شخص کو قسم پر
نہیں لے کر کہ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ امر
ہے، جو کہ یہ قسم تو ہے گا، یہ کسی چیز سے
پر میرے نہیں کرتا، آپ نے فرمایا تھا ہے جسے
کے ہوں اللہ کوئی عورت نہیں ہے، جب کہ تو اس کے
نے لیے ڈال رہے ہو، تو جسے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر
اس شخص نے اس کا مال کھانے کے لیے تو کھا لے
الشیء جب طاعت کسیے گا وہ اس سے ناراض
ہوگا۔

حضرت رطل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت میں سنا کہ
میں دو شخص ایک زمین کے باغ میں رہتے ہوئے
آئے، ایک شخص نے کہا جس کا نام امراء الغنیں بن
ہاں کہہ دیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس
شخص نے میری زمین میں انھیں لے گئے اس کا حربہ یہ
بن مہربان تھا، آپ نے فرمایا تھا ہے پاس خود ہیں،
میں نے کہا یہ سب گروہ ہیں میں آپ نے فرمایا پھر
یہ قسم کھائے گا، اس نے کہا پھر یہ میری زمین سے
جائے گا، آپ نے فرمایا تھا ہمارے قسم کے سوا اور کوئی حق
نہیں، جب اس کا حربہ تم کھانے لگا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے کسی کی زمین
چھین لے وہ جب اللہ تعالیٰ سے طاعت کرے گا
تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا، امام مسلم نے کہا احادیث
کی روایت میں اس کا نام ریحون میلان ہے۔

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
الْحَضْرَةُ يَحْيَى بْنُ رَسُولِ اللَّهِ هَذَا قَدْ غَنَّبَنِي
عَلَى رَضِيٍّ قَدْ كَانَتْ رِيًّا قَدْ كَانَتْ لِي كُنْدِي هِيَ
رَضِيٍّ فِي يَدِي أَرَزَعَهَا بَيْتِي بَيْتِي حَقِّي
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يُحْضَرُ يَحْيَى لَكَ بَيْتِي قَدْ كَانَتْ لَكَ قَدْ كَانَتْ
بَيْتِي فَتَلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَيْتِي بَيْتِي بَيْتِي
لَا يَبَالِي عَنِّي مَا حَلَفَ عَلَيْكَ وَيَسَّرَ يَسَّرَ
مِنْ بَيْتِي فَقَالَ كَيْتَرْتُ مِنْهُ رَدِيكَ فَتَقَنَّ
بِيَخِيفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
أَلَيْبَ قَسَمْتُمْ بَعْدَ ذِيٍّ مَا نَتَيْنُ حَلَفَ عَلَى مَدِيٍّ
لِيَا كُنْ لَهُمْ شَيْفِي بَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ
هُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ۔

۲۶۷۔ وَحَدَّثَنِي رَحْبُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحَقُّ
ابْنُ ابْنِ هَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ رَحْبُ
كَاهَنَتُمْ مَنْ كَبِدَ نَمَلِكُ هَذَا كَأَسْوَدَةَ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عُمَيْمَةَ بْنِ رَافِيٍّ عَنْ
وَأَبِي بِنِ الْحَجَرِ كَالِ كُنْتُ عَنْهُ رَضِيٍّ عَلَيْهِ۔
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ رَجُلٌ
يُحْضَرُ يَحْيَى بْنُ رَسُولِ اللَّهِ هَذَا قَدْ غَنَّبَنِي
عَلَى رَضِيٍّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ مُرُو
الْقَيْسِ بْنِ عَابِسٍ لِكُنْدِي وَحَضْرَةُ رَضِيٍّ ابْنِ
عَبْدَانَ قَالَ تَبَيَّنْتُكَ قَالَ بَيْتِي بَيْتِي فَتَلِ
بَيْتِي فَتَلِ إِذَا كُنْتُ بَيْتِي فَتَلِ كَيْتَرْتُ لَكَ لَأَ
وَالِقَالَ فَكَانَتْ قَدْ بَيَّخِلَفَ كَالِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَقْتَعَةِ رَضِيٍّ
ظَلَمًا لِقَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَيْنِي عَيْنِي فَتَلِ
سُحْقُ فِي رِيٍّ وَابْنِهِ رَضِيٍّ بَيْنَ يَحْيَى ابْنِ۔

ماطن میں قضا تا قذہ ہونے پر ائمہ ثلاثہ کا حدیث الباب سے استدلال | حدیث نمبر ۲۶
 جھوٹی قسم کھا کر دے مسلمان کے حق پر قبضہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو واجب اور جنت کو حرام کر دیتا ہے۔
 علامہ کبیری بن خثرت فرمادیں گئے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے حق پر قبضہ کا ذکر فرمایا ہے مال پر قبضہ کا ذکر نہیں فرمایا۔
 اس میں یہ نکتہ ہے کہ یہ حکم اس صورت تکمیل شامل جس میں مسلمان کا مال نہ ہو لیکن حق ہو مثلاً مردانہ کھال چونکہ نجس
 ہے اس لیے مال نہیں ہے لیکن اس سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے اس لیے وہ مسلمان کا حق ہے، اسی طرح ازواج
 میں باریوں کی تقسیم مال نہیں ہے لیکن مسلمان کا حق ہے، لہذا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کے مال کا حق
 کو مارنا چاہے گا وہ بھی اس دھبہ میں داخل ہوگا۔

ایک سوال یہ ہے کہ مسلمان کا حق مارنا گناہ کبیرہ ہے تو اس کبیرہ کے ارتکاب سے جنت کیونکر حرام ہوگا؟
 اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے حوالہ دیا کہ جھوٹی قسم کھائی در مسلمان کا حق مارا وہ کافر ہوگا اس پر جنت حرام
 ہوگئی اور صحابہ یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے والا اس سدا کا مستحق ہے در لیکن ہے اس کو معاف کر دیا
 جاسے رہا اس پر ابتداء جنت میں دخول حرام ہوگا اور بعد میں داخل ہو جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جس شخص نے مسلمان کا حق مار لیا اس پر جہنم واجب ہے"۔
 اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ذمی کا حق مارنا جائز ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شدید وعید کہ جب وہ اللہ تعالیٰ
 سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا یہ اس شخص کے ہاتھ سے ہے جو مسلمان کا حق مارے، درم
 ذمی تو سرچند کہ اس کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن اس پر اتنی شدید وعید نہیں ہے۔ یہ جواب ان علماء کے مدعی
 پر ہے جو مفہوم مخالف کا افتراء کرتے ہیں اور جو عقیدہ مخالف کا عقیدہ نہیں کرتے ان پر اعتراض وارد نہیں ہوتا
 قاضی میاں نے کہا، اس حدیث میں مسلمان کا ذکر اس لیے خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ احکام شریعہ کے عام
 مخاطبین اور ماطین مسلمان ہیں اور ذمی مخاطب نہیں ہیں اللہ معافات میں اس کو مسلمانوں کے حکم میں رکھ گیا ہے
 نیز یہ سننا اس شخص کے لیے ہے جس نے کسی مسلمان کا حق مارا وہ بغیر توبہ کے مر گیا لیکن جو شخص اپنے
 ظل پر نادم ہوا، اس نے توبہ کی، اور حق دار کو اس کا حق واپس کر دیا یا اس سے معاف کر لیا اور دوبارہ ایسا نہ
 کرنے کا پختہ عزم کر لیا اس سے یہ گناہ اور سزا ساقط ہو جاتی ہے۔

اس حدیث میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور عظیم فقہاء کے اس نظریہ پر دلیل ہے کہ حاکم کے فیصلہ
 کے کسی شخص کے لیے وہ چیز مباح نہیں ہوتی جس کا وہ مالک نہ ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
 تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اس شخص کی قسم پر فیصلہ ہوگا، اس کے باوجود قسم کھانے والے کے لیے فرمایا اگر
 اس نے جھوٹی قسم کھا کر نا حق مال یا ترانہ تہ سے اس سے ناراض ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کے فیصلہ سے
 اس کے لیے وہ چیز مباح نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب تک فیصلہ نہ ہو تو وہ چیز اس کے لیے مباح ہو جاتی ہے۔

۱۔ علامہ کبیری بن خثرت فرمادیں گئے ہیں، ۲۔ شرح مسلم ج ۱، ص ۱۰، مسجد المدینہ، المکتبہ المدینہ، ۱۳۸۵ھ

۲۴۴- وَحَدَّثَنَا أَبُو عَاسِمٍ عَنْ يُمَيْسَعٍ وَخُثَيْدِ بْنِ مِثْقَلٍ قَالَا بَوَّهَبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ حَزَّانٍ حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ هَبَاتٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ سَبِيحٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ فِي مَرْثِيَةِ قَتَادَةَ لَمَّا مَعِيَ فِي مَعْدِنِكَ بِحَدِيثِ لَوْلَا فِي الْقَوْلِ لَمْ أَحْدِثْ لَكَ بِسَمْعَتِ رَسُولٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَرَّ جِبْرِيلُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَجِدْهُمْ سِوَهُ دَيْمُورٍ يَخُذُ يَذْخُرُ مَعَهُمْ أَبْجَحَ -

عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آیا تو حضرت معقل نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے جس کو میں نے اب تک بیان نہیں کیا اور اگر موت کا خیال نہ ہوتا تو اب بھی بیان نہ کرتا، وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کا حکم بنیاد بنائے اور وہ ان کی بہتری اور غیر خرابی کے لیے کوشش نہ کرے وہ ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا۔

صحیح کے آیہ میں حضرت معقل نے حدیث کیوں نہیں بیان کی؟ علامہ یحییٰ بن سعید نے فرمایا ہے کہ حدیث میں ہے اگر عاقل گدولہ کے حقوق میں خیانت کرے، اللہ مال اس پر جنت حرام کرے گا، اس حدیث پر یہ سوں بتاتا ہے کہ حیات کرنا گناہ کبیرہ سے اور گناہ کبیرہ کو وجہ سے جنت حرام ہے، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ وعید اس شخص کے متعلق ہے جو بائبر اور ملایا سمجھ کر حیات کرے، اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تنبیہ پر ماحول سے اور مسلمانوں کے حقوق میں خیانت کرنے سے مراد ہے کہ ان پر احکام شریعت کو نافذ نہ کرے، باوجود و نمانہ نہ کرے، ان کے مادیہ روں کی حمایت نہ کرے، ان کے دشمنوں سے حاکم نہ کرے یا عداوت رکھنے کی نیت پر عمل نہ کرے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث زیاد سے پہلے تھی کہ اگر مجھے کچھ بوجہ اور شہادت کی امید ہو تو تو یہ حدیث نہ روایت کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو شخص اسی طرح نہ کرے گا، اس سے پہلے کہ اس حدیث سے نادمہ نہیں دیا، بیان کو نہ غما نہ تھا کہ اگر انھوں نے ہی زندگی میں یہ حدیث سنا تو وہ کوئی فتنہ برپا کرے گا اور چونکہ علم کا جھنڈا تھا، اس لیے موت سے پہلے انھوں نے اس حدیث کو بیان کر دیا۔

بعض دلوں سے ایمان اور امانت کا اٹھ جانا

اور دلوں پر فتنہ کا لڑائی ہونا
حضرت عبد بن بنان رضی اللہ عنہ بیان کرنے

بَابُ دَفْعِ الْإِمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَمَرِ بْنِ الْقَاتِنِ عَلَى الْقُلُوبِ
۲۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

بُؤْمَرٍ وَبَيْتٍ وَوَكْبَةٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَرِيمٍ
قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ بَيْتَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ
بْنِ وَهْبٍ عَنْ حَدِيثِهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ بَيْتٍ فَدَرَيْتُ
أَحَدَهُمَا وَكَانَ نَهْجُهُ لَا أَحَدٌ حَدَّثَنَا أَنَّ
لَا مَأْسَرَ تَرْنَمَتْ فِي جَدِّهِ فَلَوْ بَرَّ بَعْثُ
كُفْرٍ قَوْلُ الْقُرْآنِ كَعِلْمِي مِنَ الْقُرْآنِ
وَعِلْمِي مِنَ الشَّيْءِ لَعَدَّ حَدَّثَنَا عَنْ زَيْدِ
الْأَمَّاتِ قَالَ يَنْ مَرْحُومَةٍ تَقْبَلُ
زَمَانَهُ مِنْ قَبْلِهِ قِيْلَ أَشْوَكَ مِنْ نَوَكٍ
تَعْبُ يَتُّ الْقَوْمَانَا تَقْبَلُ لَمَّا شَأْنُهُ مِنْ قَبْلِهِ
قِيْلَ أَكْرَهًا مِثْلَ تَعْبُ يَتُّ تَعْبُ يَتُّ وَحَدَّثَنَا
عَلَوِي بِجِلْدٍ مَعْنَى ذَمِّهِ مُنْبِئًا إِذَا تَبَسَّ
فِيهِ شَيْءٌ كُفْرًا أَخَذَ حَصَى فَذَرَعَهُ عَلَى
رِجْلِهِ فَيَضْرِبُ بِهِ مَنْ يَكْتَبُ يَكُونُ رَأْيُهُ
أَحَدٌ يَتُّو ذِي الْأَمَّاتِ حَتَّى يَتُّ نَزَّيْتُ فِي
بَيْتٍ فَكُرِّبَ تَجَدُّلًا مِينًا حَتَّى تَعْلَمَ بِمَرْحُومَةٍ
مَا أَحَدُهُ مَا أَطْرَفَهُ مَا عَقَلَهُ وَمَا فِي
قَبْلِهِ مِثْلُ حَشَرٍ خَرَّوْهُ مَنْ يَحَابُّ وَنَعْدَ
أَنِّي عَلَى مَرَمَاتٍ وَمَا أَتَى أَيْكُهُ نَعْدَ
بَيْنَ كَانِ مُسْلِمًا تَبَرُّدَتْ عَنْ وَبَيْتٍ وَبَيْنَ
كَانَ تَضَرَّائِبًا أَوْ يَتُّو ذِي تَبَرُّدَتْ عَنْ
تَارِيخِهِ وَأَمَّا أَيْتُورَ فَمَّا شَأْنُهُ تَارِيخُهُ مِنْكُمْ
رَأْفَاتٍ وَفَلَدَتْ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دو حدیثیں بیان کی
تھیں ایک تو پوری ہو چکی ہے اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں
آپ کے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری پھر قرآن
نازل ہوا اور لوگوں نے قرآن اور حدیث کا علم حاصل کیا پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت اللہ جلے کی پیشین گوئی بیان کی وہ فرمایا
ایک شخص تھوڑی دیر کے لئے گار اور امانت اس کے دل سے نکل جائے گی
اور پھیلے رنگ کی طرح اس کا نشان رو جائے گا پھر وہ اس تھوڑی
دیر کے لئے گار اور امانت اس کے دل سے نکل جائے گی
اور چھانے کی طرح اس کا اثر سے جائے گا جس طرح
پیر کے بیچے انگارہ آسنے سے آبلہ پڑ جاتا ہے
اور اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے کہا کہ کئی
لے کر اس کو اپنے پیروں پر رکھ دیا اور فرمایا پھر وہ کچھ
عربہ و فرخت کر بی گئے اور ان میں سے کوئی امانت
اور دیانت دار ہی سے کام میں لے گا۔ حتیٰ کہ لوگ
کہیں گے کہ فلاں قبیلہ میں ایک دیانت دار شخص ہوا کرتا
تھا اور یہ کہ لوگوں شخص کس قدر بیدار و صفا و خوش مزاج
اور پاک سے لیکن اس کے دل میں بیان کا ایک
ذریعہ نہیں ہے اس کے بعد حدیث ت مذہب سے فرمایا
ایک دو وقت خواجہ میں شخص سے پیر کس کئے
اور دوسرے عربہ و فرخت کر بتایا وہ سوچتا تھا کہ
یہ شخص گزشتہوں سے تو اس کا رتبہ اس کو سامنے سے
روکے گا اور اگر وہ یہودی یا نصرانی ہے تو مانہ کے
عنایت سے جہنم میں گامی گامی اس نے نہ پیا
میں فلاں فلاں شخص کے علاوہ عربہ و فرخت میں اور
کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔

اسم سلم نے ایک در سند بیان کی وہ فرمایا اس
سند کے ساتھ ہیں یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۲۰۴ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْجٍ عَنْ ابْنِ وَوَكْبَةٍ ح
عَنْ ابْنِ مَرْجٍ عَنْ ابْنِ مَرْجٍ عَنْ ابْنِ مَرْجٍ
عَنْ ابْنِ مَرْجٍ عَنْ ابْنِ مَرْجٍ عَنْ ابْنِ مَرْجٍ

۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ
قَالَ لَنَا أَبُو حَالِدٍ يَعْزِي سَيِّدُمانَ بْنَ حَبَّانَ
عَنْ سَعْدِ بْنِ طَابِرٍ عَنْ رِبْعِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ
قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ لَكُمْ سَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَفْسٌ قَالَتْ
قَوْمُ تَحْنُ سَمِعْتُمْ فَقَالَ لَكُمْ تَقْعُونَ فَمَنْ
أَتْرَجِلَ فِي أَهْلِهِ وَمَا لَهُ وَخَارَهُ فَتَوَّأَ أَحَدُ
مَنْ لَيْلِكَ تُكْفِرُ هَذَا مَشْهُوٌّ وَاقْصَادُهُ
لَقَدْ فَتَنَّا وَبَكِنَ لَكُمْ سَمِعْتُمْ سَمِعْتُمْ صَلَّيَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَفْسٌ قَالَتْ نَفْسٌ قَالَتْ
لَيْتَ لِي نَفْسٌ قَالَتْ نَفْسٌ قَالَتْ نَفْسٌ قَالَتْ
تَنَا فَتَنَّا بِنَفْسِهِ أَبُوءُ قَالَ حُذَيْفَةُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
سَلَّمَ يَقُولُ تَقْعُونَ نَفْسٌ عَلَى الْقُلُوبِ
كَأَنَّ حَصِيرَ عَمُودٍ عَمُودٌ قَالَتْ قَلْبُ أَشْرَبِهَا
نَيْكَتَ فِيهِ نَكْتَةٌ سَوْدَاءٌ قَالَتْ قَلْبُ أَكْرَهَا
نَيْكَتَ فِيهِ نَكْتَةٌ سَوْدَاءٌ حَتَّى يُفْسِدَ عَلَى
قُلُوبِهِمْ عَلَى أَبِيصَ مِنْ مِثْلِ مِثْلِ نَفْسٍ
يَتَنَّهُ مَتَا دَمِيتَ سَمِعْتُ وَلا رَحْمَةً وَلا رَحْمَةً
سَمِعْتُ وَمُتَا دَمِيتَ سَمِعْتُ وَلا رَحْمَةً وَلا رَحْمَةً
مَعْرُودٌ قَالَتْ لَسْتُ مِنْكُمْ إِلَّا أَشْرَبُ عَيْنٍ
هَوَاهُ قَالَتْ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثَنَا رَجُلٌ يَمْلِكُ
وَيَسْتَعَابِبَانَا مُعْتَلِفَانِ شَرِيفٌ أَنْ تُكْسَرَ قَالَتْ
عُمَرُ كَسَرَ رَجُلًا تَلَّكَ فَتَلَّوْا فَتَنَّا فَمَنْ
كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثَنَا أَنَّ
ذَلِكَ أَتَى رَجُلًا يُقْتَلُ وَيَعْمَلُ عِدَّةً
لَيْسَ يَأْخُذُ بِالْبُطْ قَالَتْ أَبُو حَالِدٍ
قُلْتُ لَسْتُ بِسَعِيدٍ يَا أَمَّا مَا لَكَ مَا سَمِعْتُ
مُتَا دَمِيتَ سَمِعْتُ وَلا رَحْمَةً وَلا رَحْمَةً

حضرت سید یحییٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے
حضرت عمر نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میں سے
کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقروں
کا ذکر سنا ہے، بعض لوگوں نے کہا ہم نے سنا ہے
حضرت عمر نے فرمایا تم نے شاید فقروں سے وہ فقے
مرا دیے ہوں جو تم کو اس کے اہل و عیال مال
اور پردہ سے ہر وقت میں ہوتے ہیں، انہوں نے ثابتاً
میں جواب دیا، حضرت عمر نے فرمایا ان فقروں کا کفارہ
تو نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے ادا ہوتا ہے لیکن تم
میں سے کسی نے ان فقروں کے بارے میں سنا
سے حوری یا کچھ بڑا کر آئیں گے، حضرت حذیفہ
کہتے ہیں کہ جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو میں نے
کہا کہ میں نے ان فقروں کا ذکر سنا ہے، حضرت عمر نے
فرمایا اللہ نہایت سے باپ پر رحمت کرے جس کو اللہ تعالیٰ
نے تم جیسا بیش عطا کیا تم نے ضرور سنا ہو گا حضرت حذیفہ
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے
دول پر اس طرح سے درجے فقہ فاراد ہوں گے جس
پر چٹائی کے سے ایک دوسرے سے چھوڑتے ہوتے
ہیں ورنہ دول ان فقروں میں سے کسی ایک فقر کو قبول
کرے گا اس میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے گا اور جو
دل اس کو قبول نہیں کرے گا اس میں ایک سفید نشان
پڑ جائے گا، حال اس قدر میں دو قسم کے دل ہوں گے
ایک سفید جس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی جب
تک زمین و آسمان قائم رہیں گے، اور ایک سیاہ جو
اوپر سے لوٹے کی طرح ہو گا نیچے پر عمل کرے گا نہ
برائی کا انکار کرے گا، بہت اپنی خواہشات پر عمل
کرے گا، حضرت حذیفہ نے حضرت عمر سے کہا لیکن
آپ کے اور ان فقروں کے درمیان ایک مفضل و مرفہ

سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا لَكُمْ مُمْجِعِيًّا قَدِ
مَنْكُوسًا .

ہے جو مقترب ترڑ دیا جائے گا، حضرت عمرؓ نے کہا ترڑ
دیا جائے گا؟ تھاراپ نہ رہے اگر وہ دروازہ کھول
دیا جاتا تو پھر بند ہو سکتا تھا، حضرت زیدؓ نے کہا نہیں
وہ دروازہ ترڑ دیا جائے گا، اور اس دروازہ سے مراد
ایک شخص سے جس کو قتل کر دیا جائے گا اور یہ سیدھی
اور ہمان بہ نسبت ہے، کوئی بجھات نہیں ہے، ابغلام
نے کہا میں نے سعد سے کہا اسے ابوالکاکب، "سود
مراد کاکب سنی سے، انھوں نے کہا سیاہ چیز میں سخت
سفید کی، میں نے کہا "کوڑھنی، کاکب سنی سے؟ انھوں
نے کہا اور حالوٹا۔

حضرت زیدؓ رضی اللہ عنہ جب حضرت عمرؓ رضی
اللہ عنہ کی مجلس سے ٹھک کر گئے تو کہنے لگے کہ کل میں
جب امیر المؤمنین حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی
ہوا تھا تو انھوں نے فرمایا تم میں سے کسی شخص نے
رسول اللہ ﷺ کے احادیث سے فقہوں کے بارے
میں کوئی حدیث سنی ہے۔ بقیہ حدیث حسب سابق
ہے۔

حضرت زیدؓ بن بیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہم سے پوچھا کہ تم میں
کے کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے احادیث سے فقہوں
تقوا کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہے حضرت
زیدؓ نے کہا میں نے سنی ہے بقیہ حدیث حسب
سابق ہے۔

۶۷۸۔ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي شَيْمَةَ حَدَّثَنَا مَوْدِدُ
نُفَرٍ بِإِسْنَادٍ تَابِتٍ كَبُو مَابِتٍ لَمْ يَجْعَلِي عَنْ رَبِيعٍ
قَالَ لَمَّا قَدِمَ مَرْحَلَةُ يَفْعُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَعَلَ يُحَدِّثُ
كَفَّ لَرَأَى أَمِيرًا نَمُو مِيبِينَ مِيبِينَ سَتَا جَعَلْتُ
إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَتَنِ وَفِي
الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَالِيَةَ وَنَحْوِهِ كَرُ
لَفِيهِ فِي مَذَاهِبٍ يَقُولُ لَهُ مَرْمُودٌ الْمُحْتَجِي.

۶۷۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاسْمُ رُبِنٍ
عَبْدُ الْعَتَبَةِ بْنُ مُكْرَمٍ نَعْبُو ذُو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بُنُ فِي عِدَّةٍ عَنْ سَلَمَةَ لَمْ يَجْعَلِي عَنْ رَبِيعٍ
أَبِي هِنْدٍ عَنْ رَبِيعٍ بْنِ جَدَّةٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ
عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُكَ وَكَفَّ لَكُمْ نَحْدُ
وَفِيهِ حَدَّثَنَا مَا قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي لَفِيهِ فَان
حَدَّثَنَا مَا وَكَفَّ لَكُمْ نَحْدُ لَمْ يَجْعَلِي عَنْ رَبِيعٍ
مَابِتٍ عَنْ رَبِيعٍ وَكَفَّ لَكُمْ فِي الْحَدِيثِ وَفِي
حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا
نَعْبُو لَمْ يَجْعَلِي عَنْ رَبِيعٍ وَكَفَّ لَكُمْ نَحْدُ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ
غَرِيبًا وَأَنَّ يَأْمُرُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ
۲۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ أَبُو شَيْبَةَ
بِكَيْفَ عَنِ مَرْوَانَ لَقَدْ رَأَيْتُ قَاتِلَ نَفْسٍ قَاتِلًا
مَرْوَانَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي قَاتِلَ كَيْسَانَ عَنْ يَحْيَى
عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَاتِلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَ رَسُولِ غَرِيبٍ وَسَيَعُودُ
كَمَا نَدَى غَرِيبًا فَصَوَّرَ يَنْفَعُ رَحِمَهُ

۲۸۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْوَانَ رَحِمَهُ وَنَفَضُ بْنُ سَهْلٍ
رَأَى عَمْرُوًهُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَةُ عَنْ سَوَّادِ بْنِ سَعْدٍ
وَهُوَ ابْنُ مَحْمُودٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ
عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا نَدَى وَهُوَ يَرْجُو
بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا رَأَى نَحْنُهُ فِي جُحْرِهَا

۲۸۲ - وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سُرَيْجٍ عَنْ سَيِّدَةَ قُرَيْشٍ كَمَا
عَبَّدَ اللَّهُ ابْنَ سُلَيْمٍ عَنْ سَوَّادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
بْنِ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَ رَسُولِ اللَّهِ
يَأْمُرُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا نَدَى نَحْنُهُ فِي جُحْرِهَا

اسلام ابتدا میں اجنبی تھا اور انتہا میں بھی اجنبی
ہو جائے گا اور دو مسجدوں میں گھنٹس جائے گا۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام شروع میں
اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہوگا اور انتہا میں
اجنبی ہوگا۔

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اسلام
اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہوگا اور انتہا میں
اجنبی ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
یہاں سے اللہ سے فرمایا کہ اسلام ابتدا میں
اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہوگا اور انتہا میں
اجنبی ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۸۰ میں ہے اسلام ابتدا میں اجنبی
تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہوگا۔

غریب کا غری معنی کسی سے اس کی نسبت سے غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے
سے غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے
غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے
غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے غریب کہ جس سے اس کی نسبت سے

مَا بَيْنَ الْيَقِينِ مَا بَيْنَ الْيَقِينِ مَا بَيْنَ الْيَقِينِ مَا بَيْنَ الْيَقِينِ مَا بَيْنَ الْيَقِينِ
تَذَرُونَ بَعْدَكُمْ أَنْ تَلْتَدُوا قُلُوبَكُمْ لَكُمْ لَكُمْ لَكُمْ لَكُمْ
بَعْدَ الْيَقِينِ وَمَا لَا يَصِلُ إِلَى الْيَقِينِ

اس حدیث میں ہے: یا رسول اللہ کیا آپ کو دشمن کا خوف ہے، مالا لکھ مارا ہی تلو دو چھ سو سے لے کر سات سو تک ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

دشمنی نے روایت کیا ہے محمد نے آپ کے لیے بندہ سونہ لکھے اور اہل بخاری نے ایک روایت میں ہے
تم نے ان کو پانچ سو پایا ان روایت میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے جو کہ ہیں اور وہ دل کو پندرہ سو حوں اور
چھ سو سے لے کر سات سو تک کی جو روایت ہے اس سے ہر طرف مدد ہوں، پس اہل بخاری نے کتاب السیر
میں روایت کیا ہے محمد نے پندرہ سو دیکھے اس لیے صحیح جواب یہ ہے کہ جس روایت میں ہجرات ہجرتوں کا ذکر
اس سے مراد ہجرت مدینہ کے مدینہ اور اس روایت میں پندرہ سو دھول کا ذکر ہے، اس سے مدینہ طیبہ
اور اس کے مسافرات کے مدد آدیں۔

اس حدیث کے آخر میں ہے: ہذا فیہ یقتل ین کفر تم وک فتل ین بقل، کو لے کر
تقیہ کی تحقیق ہم میں سے بسر رگ چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ ان فتل کا بیان ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد برپا ہوئے لوہن رگ چپ چپکے
نار پڑھتے تھے اس خوف سے کہ کسی نذر اور جنگ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اس مقام پر ہم تقیہ کی بحث
کرنا چاہتے ہیں۔

تسلل مجید میں ہے:

لَا يَتَخَذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَبِئْسَ مَا يَفْعَلُ
الْإِن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ
نَفْسَهُ وَاللَّهُ الْمَصِيرُ
ایمان والے مؤمنوں کے سوا کافروں کو دوست
نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اس کا سزا کرئی تعلق
نہیں، اس سے مدد ان کے تقیہ کی لڑ کر اور
نہ نہیں بہ غصب سے آتا ہے، ورنہ ہی
کی خوف و ترس ہوتا ہے۔

والحمد لله

علامہ ابوبکر حبیب الرحمن لکھتے ہیں:

یہ آیت تقیہ کے وقت انکار کرنے کے ساتھ ساتھ کرئی ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے:
مَنْ كَفَرَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ
جن شخص نے ایمان لائے کے بعد اللہ کے

شرح کرنا اور سفر کا شمار نہ کرنا تقیہ کر کے جان بچا لیسے سے قتل سے نہ

تقیہ کی تعریف اس کی اقسام اور اس کے شرعی احکام

اس آیت میں تقیہ کی مشروطیت پر دلیل سے تقیہ کی تعریف یہ ہے: جان، عزت اور مال کو دشمنوں سے نہ
سے بچانا، در دشمنوں کو قتل کر کے میں ایک دھمکی دینے سے خوف کی وجہ سے نہ، بلکہ بظاہر نہ تسلیم کر دینے کے
یہ جان کر دیکھی غرض دینے کی وجہ سے جو شکار مال صحت، عیب و امارت کی وجہ سے نہ بلکہ اس وجہ سے
تقیہ کی بھی دو قسمیں ہر گز نہیں۔

تقیہ کی پہلی قسم جو دین کے شت و کشت کی وجہ سے نہ بلکہ دین پر بھی جو اس کا گم نہ ہو سہ سے کہ مراد دین کی حسی
ایسی جگہ پر جو جہاں میں غیبن سے مراد ہے۔ اس سے پہلے ہی کا اظہار کرنا ممکن ہے۔ جو اس پر اس جگہ سے ایسی
جگہ ہجرت کرنا واجب ہے جہاں دین کا اظہار کر کے دین کے لیے ہر ایک پر اس سے روک دینی دشمنوں
کا سر زمین میں رہے اور اب حق کا اظہار کر کے نہ دین کو چھپائے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے
اگر ہجرت نہ کرنے میں نہ کوئی مذمت نہ ہو مثلاً وہ دین کے نیچے عمرتیں دریا بنے مریاں یا قبیلوں میں یا ان
سے مخالفین نے یہ کہا ہو کہ اگر تم نے جہت کی فوج نہ تو قتل کر دیں گے یا تہمتیں مال بایں کو نقل کر
ویں گے، بخود ان کی گمراہیوں کو فائدہ میں لکھ کر بھوکا مار دیں اور اس بات میں غالب ہو کہ وہ اپنی دھمکی کو
عملی جامہ پہنائیں گے، اس صورت میں ان کے لیے کافران کی سر زمین میں، مٹا جائے اور بہ قدر لہذا دین تقیہ کر
کے ان کی مخالفت کرنا جائز ہے اور ان پر واجب ہے کہ وہ اس مخالفت سے لڑنے کا جہت تلاش کریں اور اپنے
دین کی مخالفت کے لیے دہاں سے نقل ہاگیں اور اگر وہ غیبن کی مخالفت کو سبب کر کے نہ دھمکی کریں یا ایسی مخالفت
میں نہ لڑنے کی دھمکی دیں جس کا مرد شت کرنا ممکن ہو مثلاً انہد میں مال دریاں اور قبیلوں کی مادیوں یا ان کو ماریں لیکن
وہ ایسے مذہب نہ ہو جس سے نہ جان و مال کے قتل و کشت کرنا اور دین میں نہ مخالفت کرنا جائز نہیں ہے اور
جس صورت میں تقیہ جائز ہے اس صورت میں نہ نہ مخالفت نہ مخالفت سے درجائے یہ ہے کہ اس صورت
میں بھی تقیہ کر کے درایت دین کا اظہار کرے۔ اس کو دین کے اظہار کے جرم میں مار ڈالا جائے تو
وہ شہید ہے۔

جب کوئی مسلمان کار سے ملے تو وہ میں ہو در میں کہ وہیں کے شمار کے سبب اپنی جان مال اور عزت کا خطرہ
دوڑاں پس اس مخالفت ہجرت کرنا واجب ہے اور تقیہ کرنا اور کار سے مخالفت کرنا جائز نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے:
مسلمان مجید میں ہے:

لَا دِينَ تَوْفِقُهُ الْمَلَائِكَةُ طَائِفِي مَسْهُم
قَالُوا فَيَكُونُ خَلْقًا مَّا كُنْتَ مُسْتَضْعَفِينَ

پہلے تنگ جن لوگوں کی جانیں فرشتہ کی مخالفت میں
قبض کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے

سہ۔ علامہ ابو محمد محمد بن علی رازی صاحب جنسی مشن۔ حکام سرگودھا میں، لاہور و سیل کوٹہ، لاہور ۱۴۰۸ھ

فی ررض ۛ قالوا لعلہ تکن ارض اللہ وسعة
متھا جود فیہا ۛ قالوا لعلہ ما واهم جہنم
وساعت مصیروا ۛ الا المستضعفین من الرجال
والنساء والولدان لا یستطیعون حیلہ ولا
یہتدون سبیلا ۛ فتا وثلث عسی اللہ ان
یعفو عنہم ۛ وكان اللہ عفوا غفورا ۛ

مسلم ۹۰-۹۱

تھے۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ کس حال میں تھے،
وہ کہتے ہیں کہ جہنم میں بے بس تھے، فرشتے کہتے
ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاؤ
یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اللہ وہ بڑا ٹھکانا ہے
مگر وہ لوگ جو (واقعی) بے بس اور مجبور ہیں جو مذمتیں
اور سبکے جو نکلنے کا کوئی حیلہ نہ پائیں اور راستے
سے واقف ہوں تو قریب سے نہ اللہ ان سے دگہ
فرمائے اور اللہ بہت مہربان فرماتے والا ہے حد
بخشش والا ہے۔

جبہ اور کرہ کی صورت میں ہوں بچائے گئے یہ تفسیر میں کرنا رحمت اور تفسیر کو ترک کرنا عزیمت ہے
اس پر دلیل یہ حدیث ہے:
حسن بدی روایت کرتے ہیں کہ مسیور کہ ب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اصحاب کو گرفتار کر لیا
ان میں سے ایک سے پوچھا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا: ہاں، تو اس کو رہا کر دیا پھر دوسرے کو پوچھا
کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا: ہاں، پھر دوسرے کو پوچھا: کیا تم یہ گواہی دیتے
ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: ہاں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ
سے جدا کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: جو شخص قتل ہوا اور اسے صدق اور
یقین پر گامزن رہا اس نے نفیست کو حاصل کیا اس کو مارکہم مود دوسرے سے رحمت پر عمل کیا اس پر اس کو موت
ہیں ہے۔

تفسیر کی دوسری تفسیر میں جب ماں، باپ اور بہن کی وجہ سے گودوں سے جدا ہو تو اس میں علی کا اختلاف
ہے کہ اس صورت میں یا ہجرت واجب ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے کہا اس صورت میں بھی ہجرت واجب ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَذَلَّلُوا بِدِينِكُمْ فَتَهْدِكُمْ ۛ سورة ۱۰

دوسری دلیل یہ ہے کہ ماں کو مارنے کی بھی مذمت میں مذمت ہے
اور بعض علماء سے یہ کہا کہ کسی دیباہی معصیت کی وجہ سے ہجرت واجب نہیں ہوتی اور اس میں سے یہ کہ
جب بنی جان با اپنے شہر داروں کی جان کا یا اپنی اور ان کی عزت کا خطرہ ہو تو حق یہ ہے ہجرت واجب ہوتی ہے
لیکن یہ غلاوت اور قرب ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے تو اب حاصل ہو، کیونکہ اس ہجرت کا وجہ بعض دنیاوی مناسبت
کی وجہ سے ہے، دل کی مخالفت کی وجہ سے نہیں ہے اور مرد جب یہ تو اب نہیں ملتا، کیونکہ تحقیق یہ ہے کہ
یہ واجب نہ وقت نہیں، بلکہ بہت سے واجبات پر تو اب نہیں ملتا جیسے سخت جھوک کے وقت کچھ کھا، واجب

سے اور اس پر ثواب ہیں ہے، اسکا طرہ بیماری میں جن چیزوں کے کھانے سے ضرر کا یقین ہو یا میں میں غالب ہو ان سے احتراز کرنا واجب ہے اور صحت کی حالت میں مضر صحت اور نہ مضر علی اشیاء کو کھانے سے احتراز کرنا واجب ہے۔ یہ ہجرت بھی اسی قسم کی ہے یہ امتداد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تک نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور ثواب آخرت کو مستحکم نہیں ہے (مستحق کے نزدیک اس میں بھی ثواب ہے کیونکہ جان اور عزت کو بچانا بھی شرعی حکم پر عمل ہے)

مدارات کی تحقیق | بسن علماء نے یہ کہا کہ کافروں، فاسقوں اور فاسقوں سے مدارات کرنا رقیہ اور زہر گھٹا رہی، مدارات کرنا، ان سے بچنا یا تمیز کرنا، ان سے منہ پھیرنا، مسکراتے اور خوشی سے ملنا بھی تنبیہ کی ایک قسم ہے تاکہ انسان ان کی اقربیت رسائی، ہزار ہا دن کے لمحوں پر غرق سے غفلت سے اور یہ کھارے دینی، صحت اور مواصلات کے حکم میں نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے کہ ایک جائز کام اور سنت ہے۔

امام دہلوی نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے نرائس کر لیا ہے اس طرح مجھے لوگوں سے مدارات کرنے کا بھی حکم دیا ہے، ایک روایت میں ہے مجھے مدارات کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور عوام میں سے غریب قہر سے پاس غضب تک سوار آئیں گے تو ان کے ساتھ خوش دلی سے پیش آنا اور ان کو رہا کرنا، اور امام ابن ابی الدین نے روایت کیا ہے کہ اللہ پر ہون لاسے کے بعد فضل کی بندگی ہے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کی جائے، اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ غفلت کی بندگی مدارات ہے، امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ لوگوں سے مدارات کرنا حد سے ہے، امام ابن عدی اور امام ابن عساکر نے روایت کیا جس شخص نے مدارات کے ساتھ زندگی گزاری اس کی موت شہادت ہوگی، اپنے مالوں سے اپنی عزتوں کی حفاظت کرنا، اہم ہے ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان سے اپنے دین کی حفاظت کرے امام بخاری سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی حاجت طلب کی، اس وقت میں بھی حضور کے پاس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے، پھر آپ نے اس کو جائز دے دی، اور اس سے بہت نرم گفتگو کی، جب وہ پوچھا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے اس کے متعلق فرمایا جو فرمایا تھا، پھر آپ نے اس کے ساتھ ملاقات سے بات کی، آپ نے فرمایا: ست عائشہ، لوگوں میں سب سے بڑا شخص وہ ہے جس کی بدگامی کی وجہ سے لوگ اس سے من چھوڑ دیں، صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۰۵، اور امام بخاری نے حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں سے منہ پھرتے میں اور اس سے دل ان پر حسرت کرتے ہیں، (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۰۵) ان کے علاوہ اور بہت احادیث ہیں، البتہ اتنی مدارات نہیں کرنی چاہیے جس سے دینی محبت نہ رہے اور کسی برائی کا ارتکاب ہو اور ان کے متعلق بدگمانی کی جائے۔

تنقیہ کے متعلق خوارج کا نظریہ | تنقیہ اور مدارات کی اس تحقیق کے بعد یہ جاننا چاہیے کہ خوارج اور شعبہ کے تنقیہ کے متعلق دو متضاد نظریات ہیں، خوارج تو کہتے ہیں کہ کسی سال میں تنقیہ کرنا جائز نہیں ہے، اور وہ دین کے مقابلہ میں جان، مال اور عزت کسی چیز کی حفاظت کی ضرورت نہیں کہنے، اس نظریہ کے مطابق ان کے بہت عجیب اقوال ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو اور چور اس کی بہت قیمتی چیز

اور اس کی گندی پر ضرب لگا کر فرمایا افسوس تو بے وفو نماز پڑھ رہا ہے اس سے کہا مجھے عمر نے بہانا، حضرت علی اس کا اٹھ کر لگا، حضرت عمر کے پاس لے گئے اور بازو باندھ دیا، دیکھو یہ تہمت سے متعلق کیا کر رہا ہے، حضرت عمر نے کہا ہاں اس کو میں نے مژدوں پر مسج کر دیا، تاکہ یہ جی اس روایہ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر سے یہ اور جہ گنگو کی اور تقیہ نہیں کیا۔

تقیہ کے بھلان پر واضح دہلی یہ ہے کہ تقیہ خون کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور خوف دو قسم کا ہے ایک جان کی ہلاکت کا اور دوسرا تکلیف، اذیت، تشویش بدل اور صدمہ و شرم کا، اور اندر یعنی جان کا خوف حضرات ائمہ میں در دو جہوں سے متعلق ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک ائمہ کی طبعی موت ان کے اختیار سے واقع ہوتی ہے بیس کہ کبھی نے کافی میں اس مسئلہ کو سامنے کیا ہے در اس مسئلہ کے تحت ایک باب مفصل کیا ہے اور اس پر تمام ائمہ کا اجماع بیان کیا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک تمام مکر و مالاں و مایکون کا علم موت سے پس من کو تصور ہوتا ہے کہ ان کی مدت حیات کتنی ہے اور موت کی کیا کیفیت ہے اور کس وقت میں موت واقع ہوگی، اوتار تفصیل در کیفیات پر مطمع ہوتے ہیں، نہ موت کے وقت سے پہلے ان کو موت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ تقیہ کرنا چاہیے، مثال اندک خون کی وجہ سے دن کی تکلیف در اذیت اور صدمہ و شرم در بے عزتی سے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ائمہ کو ہر شے تر، در ان پر مہر کرنا نسبت سے صامکین کا ہے، باب ہے وہ لہ نماں کے احکام، اطاعت میں ہمیشہ مشقتوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں در رب اذیت انھوں نے ہر سلسلہ نواں سے مقابل کیا اور اپنے ہر کردار میں اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کے لیے حضرات اہل بیت کا از قیوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا اور تکلیفوں پر تمہ کرنا دوسرے صلا در نسبت صلیں در دلالت ہے، چہر تکلیفوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لیے تقیہ کرے در اہل کی کو نعمت کرنے کی کج حاجت ہے۔

نیز اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت علی بندہ تقیہ کر لیتے اور حضرت زکریا سے بیعت نہ کرتے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ تقیہ یزید کی بیعت کر لیتے اور اپنے رفقاء سمیت کربلا میں شہید نہ ہوتے کیا حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو یہ علم نہیں تھا کہ جو نہ حق نعمت کے ساتھ تقیہ کرنا واجب ہے اور کیا یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اگر نہ ہوتا تو وہ حسب غرض

علماء شیعہ نے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو تقیہ کی نسبت اس کے بعد ان کے لیے قرآن مجید کی آیات کافی ہیں:

خوگن انہ کے پیغامات نہ پاتے ہیں اور کسی سے در ہیں در اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے در اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

اس رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے آتا رہے اس کو چننا دیجئے در اگر آپ سے اسباب نہ کیا تو آپ نے اپنے رب کا بیٹھا نہیں بنی، اور اللہ

لایس یسئلونک سلب اللہ و یخستونہ ولا یحسبون حداً الا اللہ و کفی باللہ حسیب۔

(احزاب ۳۹)

یا ایہ الرسول بلہ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بدعت رسولک و اللہ یعصمک من الناس۔

(ماخذ ۵، ۶)

آپ کو لوگوں کے شر و ضرر سے بچنے گا۔

اس کے علاوہ اور بھی قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جو تقیہ کے بطلان پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخ ابو حنیفہ محمد بن یعقوب کھٹنی روایت کرتے ہیں:

تقیہ کے متعلق ائمہ شیعہ کی روایات

ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا ہے: بولہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ سے ہیں جس نے تقیہ نہیں کیا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور وہ چیز میں تقیہ ہے سو نبیہ اور عزوجل پر مسکے۔

ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بیان کیا کہ تقیہ اللہ کے دین سے ہے جس نے کہا نہ کہ دین سے ہے، کہا ہاں خدا کی قسم اللہ کے دین سے ہے، پتہ ننگ حضرت یوسف نے کہا ہے قافلہ والو تم چور ہو، حالانکہ خدا کی قسم انھوں نے چوری نہیں کی تھی اور حضرت ابراہیم نے کہا میں ہمارا چور نہ خدا کی قسم وہ بالکل چارہ تھے۔

و: یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زندوں سے فرمایا تھا تم چور ہو بلکہ کسی نادبی نے کہا تھا قرآن مجید میں ہے:

ثم اذن مؤذن ايتها العير انكم

پھر پکارتے ہو اے لے پکارا اسے قافلہ والو بے شک تم چور ہو۔

(یوسف ۱۷)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمانا اے یوسف صحیح تھا کیونکہ قوم کی بت پرستی کی وجہ سے وہ ملول اور آزرہ تھے جس کو انھوں نے بی بی سے تعبیر فرمایا۔ صحیح یہ ہے کہ کسی نبی نے تقیہ نہیں کیا۔

حبيب بن بشر قال قال ابو عبد الله عليه السلام من كان في دين من دين الله ما على وجه الارض فليحب الى من التقية، يا حبيب انه من كانت له تقية دفعه الله، يا حبيب من له

عن حبيب بن بشر قال قال ابو عبد الله عليه السلام سمعت ابي يقول لا والله ما على وجه الارض شيء احب الى من التقية، يا حبيب انه من كانت له تقية دفعه الله، يا حبيب من له

۱۔ علامہ سید محمد اویسی حنفی مترقی ۱۶۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۳۵۔ ۲۔ مسند دار جہان، مکتبہ عربیہ بیروت

۳۔ شیخ ابو حنیفہ محمد بن یعقوب کھٹنی مترقی ۲۲۶ھ، اصول من کمال ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ نعل

۴۔ الاصول من الکافی ج ۲ ص ۲۱۷

تَكُنْ لَهُ تَقِيَّةً وَصَنَعَ اللَّهُ يَا حَبِيبُ إِنَّ النَّاسَ
إِنَّمَا هُمْ فِي هَدًى أَوْ ضَلَالَةٍ كَانَ ذَلِكَ كَانَ
هَذَا أَيْ

جو شخص تقیہ کرتے گا اللہ اس کو ہدایت کر دے گا۔ اے
حبیب جو تقیہ نہیں کرتے گا اللہ اس کو ضلالت کر دے گا۔
سے حبیب! بھی لوگ نہایت ضلالت میں ہیں مگر ہم نے
آپ کو تقیہ اٹھ جانے کا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ التَّوَّاسِلُ دِينُكُمْ وَحُجْرَةٌ
بِالتَّقِيَّةِ فَإِنَّهُ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ
الْحَدِيثُ رَوَاهُ

عبد اللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ
علیہ السلام نے فرمایا: واسطیہ دین ہے اور حوضہ
تقیہ سے چھپاؤ۔ جسے شک جس کا فقرہ نہیں
کا دین نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: الْيَقِيَّةُ تَوْسِلُ
لِلْمُؤْمِنِ وَتَنْقِيَةُ حُجْرَةِ الْمُؤْمِنِ وَزَيْمَانُ
لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ - الْحَدِيثُ رَوَاهُ

عبد اللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے
ابو عبد اللہ علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تقیہ
مؤمن کی حوضہ سے تفسیر دوس کی حفاظت سے جس
کا تقیہ نہیں، اس کا ایمان نہیں۔

تَقِيَّةٌ كَيْفَ تَقِيَّةٌ شَيْبَةُ نَسْرَتِي كِي مَبَارَاتِ

شیخ ابی عبد اللہ محمد بن حسن بن علی شوسی کہتے ہیں۔

وَالتَّقِيَّةُ عِنْدَنَا وَاجِبَةٌ عِنْدَ الْخَوْفِ عَلَى
النَّفْسِ وَقَدْ رَوَى رِخْصَةً فِي جَوَانِ الْأَفْصَاحِ
بِالْحَقِّ عِنْدَهَا (أَيْ قَوْلُهُ) وَظَاهَرُ اخْبَارِنَا
يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا وَاجِبَةٌ رَوَاهُ

ہمارے نزدیک جان کے خوف کے وقت
تقیہ واجب ہے اور باب اول میں ہے کہ خوف کے
وقت میں تاقیہ کہتے ہیں۔ بہت سے روایات
احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تقیہ کرنا واجب ہے
اور تفسیر کرنا حقیقت ہے۔

شیخ ابی الحسن طبرسی نے بھی یہی لکھا ہے۔
شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں
ابن بابویہ روایت فرماتا ہے: تَقِيَّةٌ أَوْ وَهْمٌ كَتَبَهُ
وَأَجَبَتْ بِهِيَ كَمَا تَرَاهُ كَمَا مَهْمَا تَرَاهُ مَا زَكَرَ
أَيْ قَوْلُهُ

من بابوہ نے یہ روایت دی ہے کہ
تقیہ کرنا واجب ہے اور یہ جو شخص تقیہ نہ کرے

۱۔ مجمع البحار محمد بن یعقوب بن ابی حمزہ ۲۰۹ ص ۱۰۱۔ ۲۱۰ ص ۱۰۱۔ ۲۱۱ ص ۱۰۱۔ ۲۱۲ ص ۱۰۱۔ ۲۱۳ ص ۱۰۱۔ ۲۱۴ ص ۱۰۱۔ ۲۱۵ ص ۱۰۱۔ ۲۱۶ ص ۱۰۱۔ ۲۱۷ ص ۱۰۱۔ ۲۱۸ ص ۱۰۱۔ ۲۱۹ ص ۱۰۱۔ ۲۲۰ ص ۱۰۱۔ ۲۲۱ ص ۱۰۱۔ ۲۲۲ ص ۱۰۱۔ ۲۲۳ ص ۱۰۱۔ ۲۲۴ ص ۱۰۱۔ ۲۲۵ ص ۱۰۱۔ ۲۲۶ ص ۱۰۱۔ ۲۲۷ ص ۱۰۱۔ ۲۲۸ ص ۱۰۱۔ ۲۲۹ ص ۱۰۱۔ ۲۳۰ ص ۱۰۱۔ ۲۳۱ ص ۱۰۱۔ ۲۳۲ ص ۱۰۱۔ ۲۳۳ ص ۱۰۱۔ ۲۳۴ ص ۱۰۱۔ ۲۳۵ ص ۱۰۱۔ ۲۳۶ ص ۱۰۱۔ ۲۳۷ ص ۱۰۱۔ ۲۳۸ ص ۱۰۱۔ ۲۳۹ ص ۱۰۱۔ ۲۴۰ ص ۱۰۱۔ ۲۴۱ ص ۱۰۱۔ ۲۴۲ ص ۱۰۱۔ ۲۴۳ ص ۱۰۱۔ ۲۴۴ ص ۱۰۱۔ ۲۴۵ ص ۱۰۱۔ ۲۴۶ ص ۱۰۱۔ ۲۴۷ ص ۱۰۱۔ ۲۴۸ ص ۱۰۱۔ ۲۴۹ ص ۱۰۱۔ ۲۵۰ ص ۱۰۱۔ ۲۵۱ ص ۱۰۱۔ ۲۵۲ ص ۱۰۱۔ ۲۵۳ ص ۱۰۱۔ ۲۵۴ ص ۱۰۱۔ ۲۵۵ ص ۱۰۱۔ ۲۵۶ ص ۱۰۱۔ ۲۵۷ ص ۱۰۱۔ ۲۵۸ ص ۱۰۱۔ ۲۵۹ ص ۱۰۱۔ ۲۶۰ ص ۱۰۱۔ ۲۶۱ ص ۱۰۱۔ ۲۶۲ ص ۱۰۱۔ ۲۶۳ ص ۱۰۱۔ ۲۶۴ ص ۱۰۱۔ ۲۶۵ ص ۱۰۱۔ ۲۶۶ ص ۱۰۱۔ ۲۶۷ ص ۱۰۱۔ ۲۶۸ ص ۱۰۱۔ ۲۶۹ ص ۱۰۱۔ ۲۷۰ ص ۱۰۱۔ ۲۷۱ ص ۱۰۱۔ ۲۷۲ ص ۱۰۱۔ ۲۷۳ ص ۱۰۱۔ ۲۷۴ ص ۱۰۱۔ ۲۷۵ ص ۱۰۱۔ ۲۷۶ ص ۱۰۱۔ ۲۷۷ ص ۱۰۱۔ ۲۷۸ ص ۱۰۱۔ ۲۷۹ ص ۱۰۱۔ ۲۸۰ ص ۱۰۱۔ ۲۸۱ ص ۱۰۱۔ ۲۸۲ ص ۱۰۱۔ ۲۸۳ ص ۱۰۱۔ ۲۸۴ ص ۱۰۱۔ ۲۸۵ ص ۱۰۱۔ ۲۸۶ ص ۱۰۱۔ ۲۸۷ ص ۱۰۱۔ ۲۸۸ ص ۱۰۱۔ ۲۸۹ ص ۱۰۱۔ ۲۹۰ ص ۱۰۱۔ ۲۹۱ ص ۱۰۱۔ ۲۹۲ ص ۱۰۱۔ ۲۹۳ ص ۱۰۱۔ ۲۹۴ ص ۱۰۱۔ ۲۹۵ ص ۱۰۱۔ ۲۹۶ ص ۱۰۱۔ ۲۹۷ ص ۱۰۱۔ ۲۹۸ ص ۱۰۱۔ ۲۹۹ ص ۱۰۱۔ ۳۰۰ ص ۱۰۱۔ ۳۰۱ ص ۱۰۱۔ ۳۰۲ ص ۱۰۱۔ ۳۰۳ ص ۱۰۱۔ ۳۰۴ ص ۱۰۱۔ ۳۰۵ ص ۱۰۱۔ ۳۰۶ ص ۱۰۱۔ ۳۰۷ ص ۱۰۱۔ ۳۰۸ ص ۱۰۱۔ ۳۰۹ ص ۱۰۱۔ ۳۱۰ ص ۱۰۱۔ ۳۱۱ ص ۱۰۱۔ ۳۱۲ ص ۱۰۱۔ ۳۱۳ ص ۱۰۱۔ ۳۱۴ ص ۱۰۱۔ ۳۱۵ ص ۱۰۱۔ ۳۱۶ ص ۱۰۱۔ ۳۱۷ ص ۱۰۱۔ ۳۱۸ ص ۱۰۱۔ ۳۱۹ ص ۱۰۱۔ ۳۲۰ ص ۱۰۱۔ ۳۲۱ ص ۱۰۱۔ ۳۲۲ ص ۱۰۱۔ ۳۲۳ ص ۱۰۱۔ ۳۲۴ ص ۱۰۱۔ ۳۲۵ ص ۱۰۱۔ ۳۲۶ ص ۱۰۱۔ ۳۲۷ ص ۱۰۱۔ ۳۲۸ ص ۱۰۱۔ ۳۲۹ ص ۱۰۱۔ ۳۳۰ ص ۱۰۱۔ ۳۳۱ ص ۱۰۱۔ ۳۳۲ ص ۱۰۱۔ ۳۳۳ ص ۱۰۱۔ ۳۳۴ ص ۱۰۱۔ ۳۳۵ ص ۱۰۱۔ ۳۳۶ ص ۱۰۱۔ ۳۳۷ ص ۱۰۱۔ ۳۳۸ ص ۱۰۱۔ ۳۳۹ ص ۱۰۱۔ ۳۴۰ ص ۱۰۱۔ ۳۴۱ ص ۱۰۱۔ ۳۴۲ ص ۱۰۱۔ ۳۴۳ ص ۱۰۱۔ ۳۴۴ ص ۱۰۱۔ ۳۴۵ ص ۱۰۱۔ ۳۴۶ ص ۱۰۱۔ ۳۴۷ ص ۱۰۱۔ ۳۴۸ ص ۱۰۱۔ ۳۴۹ ص ۱۰۱۔ ۳۵۰ ص ۱۰۱۔ ۳۵۱ ص ۱۰۱۔ ۳۵۲ ص ۱۰۱۔ ۳۵۳ ص ۱۰۱۔ ۳۵۴ ص ۱۰۱۔ ۳۵۵ ص ۱۰۱۔ ۳۵۶ ص ۱۰۱۔ ۳۵۷ ص ۱۰۱۔ ۳۵۸ ص ۱۰۱۔ ۳۵۹ ص ۱۰۱۔ ۳۶۰ ص ۱۰۱۔ ۳۶۱ ص ۱۰۱۔ ۳۶۲ ص ۱۰۱۔ ۳۶۳ ص ۱۰۱۔ ۳۶۴ ص ۱۰۱۔ ۳۶۵ ص ۱۰۱۔ ۳۶۶ ص ۱۰۱۔ ۳۶۷ ص ۱۰۱۔ ۳۶۸ ص ۱۰۱۔ ۳۶۹ ص ۱۰۱۔ ۳۷۰ ص ۱۰۱۔ ۳۷۱ ص ۱۰۱۔ ۳۷۲ ص ۱۰۱۔ ۳۷۳ ص ۱۰۱۔ ۳۷۴ ص ۱۰۱۔ ۳۷۵ ص ۱۰۱۔ ۳۷۶ ص ۱۰۱۔ ۳۷۷ ص ۱۰۱۔ ۳۷۸ ص ۱۰۱۔ ۳۷۹ ص ۱۰۱۔ ۳۸۰ ص ۱۰۱۔ ۳۸۱ ص ۱۰۱۔ ۳۸۲ ص ۱۰۱۔ ۳۸۳ ص ۱۰۱۔ ۳۸۴ ص ۱۰۱۔ ۳۸۵ ص ۱۰۱۔ ۳۸۶ ص ۱۰۱۔ ۳۸۷ ص ۱۰۱۔ ۳۸۸ ص ۱۰۱۔ ۳۸۹ ص ۱۰۱۔ ۳۹۰ ص ۱۰۱۔ ۳۹۱ ص ۱۰۱۔ ۳۹۲ ص ۱۰۱۔ ۳۹۳ ص ۱۰۱۔ ۳۹۴ ص ۱۰۱۔ ۳۹۵ ص ۱۰۱۔ ۳۹۶ ص ۱۰۱۔ ۳۹۷ ص ۱۰۱۔ ۳۹۸ ص ۱۰۱۔ ۳۹۹ ص ۱۰۱۔ ۴۰۰ ص ۱۰۱۔ ۴۰۱ ص ۱۰۱۔ ۴۰۲ ص ۱۰۱۔ ۴۰۳ ص ۱۰۱۔ ۴۰۴ ص ۱۰۱۔ ۴۰۵ ص ۱۰۱۔ ۴۰۶ ص ۱۰۱۔ ۴۰۷ ص ۱۰۱۔ ۴۰۸ ص ۱۰۱۔ ۴۰۹ ص ۱۰۱۔ ۴۱۰ ص ۱۰۱۔ ۴۱۱ ص ۱۰۱۔ ۴۱۲ ص ۱۰۱۔ ۴۱۳ ص ۱۰۱۔ ۴۱۴ ص ۱۰۱۔ ۴۱۵ ص ۱۰۱۔ ۴۱۶ ص ۱۰۱۔ ۴۱۷ ص ۱۰۱۔ ۴۱۸ ص ۱۰۱۔ ۴۱۹ ص ۱۰۱۔ ۴۲۰ ص ۱۰۱۔ ۴۲۱ ص ۱۰۱۔ ۴۲۲ ص ۱۰۱۔ ۴۲۳ ص ۱۰۱۔ ۴۲۴ ص ۱۰۱۔ ۴۲۵ ص ۱۰۱۔ ۴۲۶ ص ۱۰۱۔ ۴۲۷ ص ۱۰۱۔ ۴۲۸ ص ۱۰۱۔ ۴۲۹ ص ۱۰۱۔ ۴۳۰ ص ۱۰۱۔ ۴۳۱ ص ۱۰۱۔ ۴۳۲ ص ۱۰۱۔ ۴۳۳ ص ۱۰۱۔ ۴۳۴ ص ۱۰۱۔ ۴۳۵ ص ۱۰۱۔ ۴۳۶ ص ۱۰۱۔ ۴۳۷ ص ۱۰۱۔ ۴۳۸ ص ۱۰۱۔ ۴۳۹ ص ۱۰۱۔ ۴۴۰ ص ۱۰۱۔ ۴۴۱ ص ۱۰۱۔ ۴۴۲ ص ۱۰۱۔ ۴۴۳ ص ۱۰۱۔ ۴۴۴ ص ۱۰۱۔ ۴۴۵ ص ۱۰۱۔ ۴۴۶ ص ۱۰۱۔ ۴۴۷ ص ۱۰۱۔ ۴۴۸ ص ۱۰۱۔ ۴۴۹ ص ۱۰۱۔ ۴۵۰ ص ۱۰۱۔ ۴۵۱ ص ۱۰۱۔ ۴۵۲ ص ۱۰۱۔ ۴۵۳ ص ۱۰۱۔ ۴۵۴ ص ۱۰۱۔ ۴۵۵ ص ۱۰۱۔ ۴۵۶ ص ۱۰۱۔ ۴۵۷ ص ۱۰۱۔ ۴۵۸ ص ۱۰۱۔ ۴۵۹ ص ۱۰۱۔ ۴۶۰ ص ۱۰۱۔ ۴۶۱ ص ۱۰۱۔ ۴۶۲ ص ۱۰۱۔ ۴۶۳ ص ۱۰۱۔ ۴۶۴ ص ۱۰۱۔ ۴۶۵ ص ۱۰۱۔ ۴۶۶ ص ۱۰۱۔ ۴۶۷ ص ۱۰۱۔ ۴۶۸ ص ۱۰۱۔ ۴۶۹ ص ۱۰۱۔ ۴۷۰ ص ۱۰۱۔ ۴۷۱ ص ۱۰۱۔ ۴۷۲ ص ۱۰۱۔ ۴۷۳ ص ۱۰۱۔ ۴۷۴ ص ۱۰۱۔ ۴۷۵ ص ۱۰۱۔ ۴۷۶ ص ۱۰۱۔ ۴۷۷ ص ۱۰۱۔ ۴۷۸ ص ۱۰۱۔ ۴۷۹ ص ۱۰۱۔ ۴۸۰ ص ۱۰۱۔ ۴۸۱ ص ۱۰۱۔ ۴۸۲ ص ۱۰۱۔ ۴۸۳ ص ۱۰۱۔ ۴۸۴ ص ۱۰۱۔ ۴۸۵ ص ۱۰۱۔ ۴۸۶ ص ۱۰۱۔ ۴۸۷ ص ۱۰۱۔ ۴۸۸ ص ۱۰۱۔ ۴۸۹ ص ۱۰۱۔ ۴۹۰ ص ۱۰۱۔ ۴۹۱ ص ۱۰۱۔ ۴۹۲ ص ۱۰۱۔ ۴۹۳ ص ۱۰۱۔ ۴۹۴ ص ۱۰۱۔ ۴۹۵ ص ۱۰۱۔ ۴۹۶ ص ۱۰۱۔ ۴۹۷ ص ۱۰۱۔ ۴۹۸ ص ۱۰۱۔ ۴۹۹ ص ۱۰۱۔ ۵۰۰ ص ۱۰۱۔ ۵۰۱ ص ۱۰۱۔ ۵۰۲ ص ۱۰۱۔ ۵۰۳ ص ۱۰۱۔ ۵۰۴ ص ۱۰۱۔ ۵۰۵ ص ۱۰۱۔ ۵۰۶ ص ۱۰۱۔ ۵۰۷ ص ۱۰۱۔ ۵۰۸ ص ۱۰۱۔ ۵۰۹ ص ۱۰۱۔ ۵۱۰ ص ۱۰۱۔ ۵۱۱ ص ۱۰۱۔ ۵۱۲ ص ۱۰۱۔ ۵۱۳ ص ۱۰۱۔ ۵۱۴ ص ۱۰۱۔ ۵۱۵ ص ۱۰۱۔ ۵۱۶ ص ۱۰۱۔ ۵۱۷ ص ۱۰۱۔ ۵۱۸ ص ۱۰۱۔ ۵۱۹ ص ۱۰۱۔ ۵۲۰ ص ۱۰۱۔ ۵۲۱ ص ۱۰۱۔ ۵۲۲ ص ۱۰۱۔ ۵۲۳ ص ۱۰۱۔ ۵۲۴ ص ۱۰۱۔ ۵۲۵ ص ۱۰۱۔ ۵۲۶ ص ۱۰۱۔ ۵۲۷ ص ۱۰۱۔ ۵۲۸ ص ۱۰۱۔ ۵۲۹ ص ۱۰۱۔ ۵۳۰ ص ۱۰۱۔ ۵۳۱ ص ۱۰۱۔ ۵۳۲ ص ۱۰۱۔ ۵۳۳ ص ۱۰۱۔ ۵۳۴ ص ۱۰۱۔ ۵۳۵ ص ۱۰۱۔ ۵۳۶ ص ۱۰۱۔ ۵۳۷ ص ۱۰۱۔ ۵۳۸ ص ۱۰۱۔ ۵۳۹ ص ۱۰۱۔ ۵۴۰ ص ۱۰۱۔ ۵۴۱ ص ۱۰۱۔ ۵۴۲ ص ۱۰۱۔ ۵۴۳ ص ۱۰۱۔ ۵۴۴ ص ۱۰۱۔ ۵۴۵ ص ۱۰۱۔ ۵۴۶ ص ۱۰۱۔ ۵۴۷ ص ۱۰۱۔ ۵۴۸ ص ۱۰۱۔ ۵۴۹ ص ۱۰۱۔ ۵۵۰ ص ۱۰۱۔ ۵۵۱ ص ۱۰۱۔ ۵۵۲ ص ۱۰۱۔ ۵۵۳ ص ۱۰۱۔ ۵۵۴ ص ۱۰۱۔ ۵۵۵ ص ۱۰۱۔ ۵۵۶ ص ۱۰۱۔ ۵۵۷ ص ۱۰۱۔ ۵۵۸ ص ۱۰۱۔ ۵۵۹ ص ۱۰۱۔ ۵۶۰ ص ۱۰۱۔ ۵۶۱ ص ۱۰۱۔ ۵۶۲ ص ۱۰۱۔ ۵۶۳ ص ۱۰۱۔ ۵۶۴ ص ۱۰۱۔ ۵۶۵ ص ۱۰۱۔ ۵۶۶ ص ۱۰۱۔ ۵۶۷ ص ۱۰۱۔ ۵۶۸ ص ۱۰۱۔ ۵۶۹ ص ۱۰۱۔ ۵۷۰ ص ۱۰۱۔ ۵۷۱ ص ۱۰۱۔ ۵۷۲ ص ۱۰۱۔ ۵۷۳ ص ۱۰۱۔ ۵۷۴ ص ۱۰۱۔ ۵۷۵ ص ۱۰۱۔ ۵۷۶ ص ۱۰۱۔ ۵۷۷ ص ۱۰۱۔ ۵۷۸ ص ۱۰۱۔ ۵۷۹ ص ۱۰۱۔ ۵۸۰ ص ۱۰۱۔ ۵۸۱ ص ۱۰۱۔ ۵۸۲ ص ۱۰۱۔ ۵۸۳ ص ۱۰۱۔ ۵۸۴ ص ۱۰۱۔ ۵۸۵ ص ۱۰۱۔ ۵۸۶ ص ۱۰۱۔ ۵۸۷ ص ۱۰۱۔ ۵۸۸ ص ۱۰۱۔ ۵۸۹ ص ۱۰۱۔ ۵۹۰ ص ۱۰۱۔ ۵۹۱ ص ۱۰۱۔ ۵۹۲ ص ۱۰۱۔ ۵۹۳ ص ۱۰۱۔ ۵۹۴ ص ۱۰۱۔ ۵۹۵ ص ۱۰۱۔ ۵۹۶ ص ۱۰۱۔ ۵۹۷ ص ۱۰۱۔ ۵۹۸ ص ۱۰۱۔ ۵۹۹ ص ۱۰۱۔ ۶۰۰ ص ۱۰۱۔ ۶۰۱ ص ۱۰۱۔ ۶۰۲ ص ۱۰۱۔ ۶۰۳ ص ۱۰۱۔ ۶۰۴ ص ۱۰۱۔ ۶۰۵ ص ۱۰۱۔ ۶۰۶ ص ۱۰۱۔ ۶۰۷ ص ۱۰۱۔ ۶۰۸ ص ۱۰۱۔ ۶۰۹ ص ۱۰۱۔ ۶۱۰ ص ۱۰۱۔ ۶۱۱ ص ۱۰۱۔ ۶۱۲ ص ۱۰۱۔ ۶۱۳ ص ۱۰۱۔ ۶۱۴ ص ۱۰۱۔ ۶۱۵ ص ۱۰۱۔ ۶۱۶ ص ۱۰۱۔ ۶۱۷ ص ۱۰۱۔ ۶۱۸ ص ۱۰۱۔ ۶۱۹ ص ۱۰۱۔ ۶۲۰ ص ۱۰۱۔ ۶۲۱ ص ۱۰۱۔ ۶۲۲ ص ۱۰۱۔ ۶۲۳ ص ۱۰۱۔ ۶۲۴ ص ۱۰۱۔ ۶۲۵ ص ۱۰۱۔ ۶۲۶ ص ۱۰۱۔ ۶۲۷ ص ۱۰۱۔ ۶۲۸ ص ۱۰۱۔ ۶۲۹ ص ۱۰۱۔ ۶۳۰ ص ۱۰۱۔ ۶۳۱ ص ۱۰۱۔ ۶۳۲ ص ۱۰۱۔ ۶۳۳ ص ۱۰۱۔ ۶۳۴ ص ۱۰۱۔ ۶۳۵ ص ۱۰۱۔ ۶۳۶ ص ۱۰۱۔ ۶۳۷ ص ۱۰۱۔ ۶۳۸ ص ۱۰۱۔ ۶۳۹ ص ۱۰۱۔ ۶۴۰ ص ۱۰۱۔ ۶۴۱ ص ۱۰۱۔ ۶۴۲ ص ۱۰۱۔ ۶۴۳ ص ۱۰۱۔ ۶۴۴ ص ۱۰۱۔ ۶۴۵ ص ۱۰۱۔ ۶۴۶ ص ۱۰۱۔ ۶۴۷ ص ۱۰۱۔ ۶۴۸ ص ۱۰۱۔ ۶۴۹ ص ۱۰۱۔ ۶۵۰ ص ۱۰۱۔ ۶۵۱ ص ۱۰۱۔ ۶۵۲ ص ۱۰۱۔ ۶۵۳ ص ۱۰۱۔ ۶۵۴ ص ۱۰۱۔ ۶۵۵ ص ۱۰۱۔ ۶۵۶ ص ۱۰۱۔ ۶۵۷ ص ۱۰۱۔ ۶۵۸ ص ۱۰۱۔ ۶۵۹ ص ۱۰۱۔ ۶۶۰ ص ۱۰۱۔ ۶۶۱ ص ۱۰۱۔ ۶۶۲ ص ۱۰۱۔ ۶۶۳ ص ۱۰۱۔ ۶۶۴ ص ۱۰۱۔ ۶۶۵ ص ۱۰۱۔ ۶۶۶ ص ۱۰۱۔ ۶۶۷ ص ۱۰۱۔ ۶۶۸ ص ۱۰۱۔ ۶۶۹ ص ۱۰۱۔ ۶۷۰ ص ۱۰۱۔ ۶۷۱ ص ۱۰۱۔ ۶۷۲ ص ۱۰۱۔ ۶۷۳ ص ۱۰۱۔ ۶۷۴ ص ۱۰۱۔ ۶۷۵ ص ۱۰۱۔ ۶۷۶ ص ۱۰۱۔ ۶۷۷ ص ۱۰۱۔ ۶۷۸ ص ۱۰۱۔ ۶۷۹ ص ۱۰۱۔ ۶۸۰ ص ۱۰۱۔ ۶۸۱ ص ۱۰۱۔ ۶۸۲ ص ۱۰۱۔ ۶۸۳ ص ۱۰۱۔ ۶۸۴ ص ۱۰۱۔ ۶۸۵ ص ۱۰۱۔ ۶۸۶ ص ۱۰۱۔ ۶۸۷ ص ۱۰۱۔ ۶۸۸ ص ۱۰۱۔ ۶۸۹ ص ۱۰۱۔ ۶۹۰ ص ۱۰۱۔ ۶۹۱ ص ۱۰۱۔ ۶۹۲ ص ۱۰۱۔ ۶۹۳ ص ۱۰۱۔ ۶۹۴ ص ۱۰۱۔ ۶۹۵ ص ۱۰۱۔ ۶۹۶ ص ۱۰۱۔ ۶۹۷ ص ۱۰۱۔ ۶۹۸ ص ۱۰۱۔ ۶۹۹ ص ۱۰۱۔ ۷۰۰ ص ۱۰۱۔ ۷۰۱ ص ۱۰۱۔ ۷۰۲ ص ۱۰۱۔ ۷۰۳ ص ۱۰۱۔ ۷۰۴ ص ۱۰۱۔ ۷۰۵ ص ۱۰۱۔ ۷۰۶ ص ۱۰۱۔ ۷۰۷ ص ۱۰۱۔ ۷۰۸ ص ۱۰۱۔ ۷۰۹ ص ۱۰۱۔ ۷۱۰ ص ۱۰۱۔ ۷۱۱ ص ۱۰۱۔ ۷۱۲ ص ۱۰۱۔ ۷۱۳ ص ۱۰۱۔ ۷۱۴ ص ۱۰۱۔ ۷۱۵ ص ۱۰۱۔ ۷۱۶ ص ۱۰۱۔ ۷۱۷ ص ۱۰۱۔ ۷۱۸ ص ۱۰۱۔ ۷۱۹ ص ۱۰۱۔ ۷۲۰ ص ۱۰۱۔ ۷۲۱ ص ۱۰۱۔ ۷۲۲ ص ۱۰۱۔ ۷۲۳ ص ۱۰۱۔ ۷۲۴ ص ۱۰۱۔ ۷۲۵ ص ۱۰۱۔ ۷۲۶ ص ۱۰۱۔ ۷۲۷ ص ۱۰۱۔ ۷۲۸ ص ۱۰۱۔ ۷۲۹ ص ۱۰۱۔ ۷۳۰ ص ۱۰۱۔ ۷۳۱ ص ۱۰۱۔ ۷۳۲ ص ۱۰۱۔ ۷۳۳ ص ۱۰۱۔ ۷۳۴ ص ۱۰۱۔ ۷۳۵ ص ۱۰۱۔ ۷۳۶ ص ۱۰۱۔ ۷۳۷ ص ۱۰۱۔ ۷۳۸ ص ۱۰۱۔ ۷۳۹ ص ۱۰۱۔ ۷۴۰ ص ۱۰۱۔ ۷۴۱ ص ۱۰۱۔ ۷۴۲ ص ۱۰۱۔ ۷۴۳ ص ۱۰۱۔ ۷۴۴ ص ۱۰۱۔ ۷۴۵ ص ۱۰۱۔ ۷۴۶ ص ۱۰۱۔ ۷۴۷ ص ۱۰۱۔ ۷۴۸ ص ۱۰۱۔ ۷۴۹ ص ۱۰۱۔ ۷۵۰ ص ۱۰۱۔ ۷۵۱ ص ۱۰۱۔ ۷۵۲ ص ۱۰۱۔ ۷۵۳ ص ۱۰۱۔ ۷۵۴ ص ۱۰۱۔ ۷۵۵ ص ۱۰۱۔ ۷۵۶ ص ۱۰۱۔ ۷۵۷ ص ۱۰۱۔ ۷۵۸ ص ۱۰۱۔ ۷۵۹ ص ۱۰۱۔ ۷۶۰ ص ۱۰۱۔ ۷۶۱ ص ۱۰۱۔ ۷۶۲ ص ۱۰۱۔ ۷۶۳ ص ۱۰۱۔ ۷۶۴ ص ۱۰۱۔ ۷۶۵ ص ۱۰۱۔ ۷۶۶ ص ۱۰۱۔ ۷۶۷ ص ۱۰۱۔ ۷۶۸ ص ۱۰۱۔ ۷۶۹ ص ۱۰۱۔ ۷۷۰ ص ۱۰۱۔ ۷۷۱ ص ۱۰۱۔ ۷۷۲ ص ۱۰۱۔ ۷۷۳ ص ۱۰۱۔ ۷۷۴ ص ۱۰۱۔ ۷۷۵ ص ۱۰۱۔ ۷۷۶ ص ۱۰۱۔ ۷۷۷ ص ۱۰۱۔ ۷۷۸ ص ۱۰۱۔ ۷۷۹ ص ۱۰۱۔ ۷۸۰ ص ۱۰۱۔ ۷۸۱ ص ۱۰۱۔ ۷۸۲ ص ۱۰۱۔ ۷۸۳ ص ۱۰۱۔ ۷۸۴ ص ۱۰۱۔ ۷۸۵ ص ۱۰۱۔ ۷۸۶ ص ۱۰۱۔ ۷۸۷ ص ۱۰۱۔ ۷۸۸ ص ۱۰۱۔ ۷۸۹ ص ۱۰۱۔ ۷۹۰ ص ۱۰۱۔ ۷۹۱ ص ۱۰۱۔ ۷۹۲ ص ۱۰۱۔ ۷۹۳ ص ۱۰۱۔ ۷۹۴ ص ۱۰۱۔ ۷۹۵ ص ۱۰۱۔ ۷۹۶ ص ۱۰۱۔ ۷۹۷ ص ۱۰۱۔ ۷۹۸ ص ۱۰۱۔ ۷۹۹ ص ۱۰۱۔ ۸۰۰ ص ۱۰۱۔ ۸۰۱ ص ۱۰۱۔ ۸۰۲ ص ۱۰۱۔ ۸۰۳ ص ۱۰۱۔ ۸۰۴ ص ۱۰۱۔ ۸۰۵ ص ۱۰۱۔ ۸۰۶ ص ۱۰۱۔ ۸۰۷ ص ۱۰۱۔ ۸۰۸ ص ۱۰۱۔ ۸۰۹ ص ۱۰۱۔ ۸۱۰ ص ۱۰۱۔ ۸۱۱ ص ۱۰۱۔ ۸۱۲ ص ۱۰۱۔ ۸۱۳ ص ۱۰۱۔ ۸۱۴ ص ۱۰۱۔ ۸۱۵ ص ۱۰۱۔ ۸۱۶ ص ۱۰۱۔ ۸۱۷ ص ۱۰۱۔ ۸۱۸ ص ۱۰۱۔ ۸۱۹ ص ۱۰۱۔ ۸۲۰ ص ۱۰۱۔ ۸۲۱ ص ۱۰۱۔ ۸۲۲ ص ۱۰۱۔ ۸۲۳ ص ۱۰۱۔ ۸۲۴ ص ۱۰۱۔ ۸۲۵ ص ۱۰۱۔ ۸۲۶ ص ۱۰۱۔ ۸۲۷ ص ۱۰۱۔ ۸۲۸ ص ۱۰۱۔ ۸۲۹ ص ۱۰۱۔ ۸۳۰ ص ۱۰۱۔ ۸۳۱ ص ۱۰۱۔ ۸۳۲ ص ۱۰۱۔ ۸۳۳ ص ۱۰۱۔ ۸۳۴ ص ۱۰۱۔ ۸۳۵ ص ۱۰۱۔ ۸۳۶ ص ۱۰۱۔ ۸۳۷ ص ۱۰۱۔ ۸۳۸ ص ۱۰۱۔ ۸۳۹ ص ۱۰۱۔ ۸۴۰ ص ۱۰۱۔ ۸۴۱ ص ۱۰۱۔ ۸۴۲ ص ۱۰۱۔ ۸۴۳ ص ۱۰۱۔ ۸۴۴ ص ۱۰۱۔ ۸۴۵ ص ۱۰۱۔ ۸۴۶ ص ۱۰۱۔ ۸۴۷ ص ۱۰۱۔ ۸۴۸ ص ۱۰۱۔ ۸۴۹ ص ۱۰۱۔ ۸۵۰ ص ۱۰۱۔ ۸۵۱ ص ۱۰۱۔ ۸۵۲ ص ۱۰۱۔ ۸۵۳ ص ۱۰۱۔ ۸۵۴ ص ۱۰۱۔ ۸۵۵ ص ۱۰۱۔ ۸۵۶ ص ۱۰۱۔ ۸۵۷ ص ۱۰۱۔ ۸۵۸ ص ۱۰۱۔ ۸۵۹ ص ۱۰۱۔ ۸۶۰ ص ۱۰۱۔ ۸۶۱ ص ۱۰۱۔ ۸۶۲ ص ۱۰۱۔ ۸۶۳ ص ۱۰۱۔ ۸۶۴ ص ۱۰۱۔ ۸۶۵ ص ۱۰۱۔ ۸۶۶ ص ۱۰۱۔ ۸۶۷ ص ۱۰۱۔ ۸۶۸ ص ۱۰۱۔ ۸۶۹ ص ۱۰۱۔ ۸۷۰ ص ۱۰۱۔ ۸۷۱ ص ۱۰۱۔ ۸۷۲ ص ۱۰۱۔ ۸۷۳ ص ۱۰۱۔ ۸۷۴ ص ۱۰۱۔ ۸۷۵ ص ۱۰۱۔ ۸۷۶ ص ۱۰۱۔ ۸۷۷ ص ۱۰۱۔ ۸۷۸ ص ۱۰۱۔ ۸۷۹ ص ۱۰۱۔ ۸۸۰ ص ۱۰۱۔ ۸۸۱ ص ۱۰۱۔ ۸۸۲ ص ۱۰۱۔ ۸۸۳ ص ۱۰۱۔ ۸۸۴ ص ۱۰۱۔ ۸۸۵ ص ۱۰۱۔ ۸۸۶ ص ۱۰۱۔ ۸۸۷ ص ۱۰۱۔ ۸۸۸ ص ۱۰۱۔ ۸۸۹ ص ۱۰۱۔ ۸۹۰ ص ۱۰۱۔ ۸۹۱ ص ۱۰۱۔ ۸۹۲ ص ۱۰۱۔ ۸۹۳ ص ۱۰۱۔ ۸

شیخ مذکور بعد از نقل اس کلام در رسالہ مذکورہ فرمود
تقیہ واجبست و رفع سن جائز نیست تا بطور قیوم
آن محکمہ پس کہ قبل از غمور آن حضرت ترک کند
از دین خدا و دین امامیہ خارج باشد و با خدا و رسول
و ائمہ مخالفت کردہ و حدود حق علیہ سلام را از گریہ
"اَلَا اَکُوْمُکُمْ عَمَدُ الْاَلٰہِ نَقَاتُکُمْ" پرسیا نہ
فرمود "یٰ عَمَدُکُمْ و عَمَدُکُمْ سَبَّحَہُ" یعنی گری
ترین نشانزد خدا کسیست کہ ماہد و سب باشد تقیہ
الی قولہ

و نیز فرمود کہ بظاہر اہل مردم مخالفتہ کنید و بہ باطن
مخالفت نہ کنید و فرمود کہ "یٰ اَیُّہَا مَوْمِنُوْنَ تَتَرَدَّدُوْنَ
اَلْمَنَافِقِیْنَ فِی دَارِ الْاَعْبَادِ" ۵
ربا بہ مومن شرکست و با منافق در نزد وحدت و
امیر المؤمنین علیہ السلام فرمود کہ مومن صحتہ فی
الصف الاول فکانہا صفی مہ رسول اللہ فی الصف الاول
ترک نہ کرد و در صف اول اہل عدوت نیماں شدہ
در صف اول بار رسول خدا نماز کردہ و نیز فرمود کہ
عودد مروضہ شد و متہدد و حد شد و حدود فی
مساجد و عبادت و معانی اہل عدوت کنید و بر جہان
ایشان حاضر شوید و نماز گزاید و مساجد ایشان
الی قولہ

و سیرت سایر ائمہ علیہم السلام در عہد غلبہ بنی امیہ
و بنی عباس تقیہ بردہ و سب چگونہ واجب بودہ
باشد و چون حق بجانب مومنان ما رخصت داد
در کتمان حق و مسامحت کافران و مواسات نمودن
با مخالفان جہت دفع مغرت ایشان در مقابلہ آن
بیان نمود کہ اگر کسی این معنی را کار بندد نہ بہ جہت
خوف نہ بلکہ از روی اعتقاد و رحمت قلبی بآہل
کفر و غلات موافقت و مسامحت نہ بہ موت

ابو ہریرہؓ کا یہ ارشاد درج ہے:

کتاب شیعہ سے تقیہ کا بطلان

علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد درج ہے:

ایھا المؤمنون! انہ من رآی عداواتا
یعمل بہ ومنکوا یدعی الیہا فکفرہ بقلبہ
فقد سلع ونبوی ومن انکر بلسانہ فقد
اجروہوا فضل من صاحبہ ومن انکفرہ
بأسیف ستکون کلمۃ اللہ فی العلیب وکلمۃ
الظالمین فی السفلی فذلک الذی اصاب
سبیل الہدی وقام علی طریق دنور
فی قلبہ الیقین ؎

(ملفوظ، ۳۵۶)

غلام شیعہ کے نزدیک بیخِ البلاغۃ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبات اور
زمین پر قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب سے، اسی کتاب میں حضرت

اسے مومن! جس شخص نے کسی کو گناہ اور بُرائی کر
ہوئے دیکھا اور اس نے اس کو دل سے بُرا مانا وہ
سلاست رہا اور یہی ہوگی اور جس نے زبان سے
اس بُرائی کا انکار کیا اس کو اجھٹے گا اور وہ پہلے
سے افضل ہے، اور جس نے اس بُرائی کا تلوار سے
انکار کیا، تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو اور ظالموں
کی روش متنگوں ہو، سو یہ وہ شخص ہے جس نے ہدایت
کا راستہ پایا اور صحیح راستہ پر مستقیم ہے اور اس نے اپنے
دل میں یقین کر رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس ارشاد میں یہ فرمایا ہے کہ مذمت اور سلامتی اس میں ہے کہ بُرائی کے ساتھ
موافقت نہ کی جائے بلکہ زبان اور تلوار کے ساتھ بُرائی کا انکار کیا جائے اور یہ چیز تقیہ کے خلاف ہے،
کیونکہ تقیہ میں بُرائی اور گناہ کے ساتھ موافقت ہے۔
نیز حضرت علی فرماتے ہیں:

فمنہم منکر المنکر بیدۃ لسانہ وقلبہ
فذلک المستكمل لخصال الحیو ومنہم منکر بلسانہ
وقلبہ والتأثر بیدۃ فذلک متمسک
بخصلتین من خصال الحیو ومضیع خصلتہ
ومنہم المنکر بقلبہ والتأثر بیدۃ لسانہ
فذلک الذی ضیع اشرف الخصلتین من
الخلاث وتمسک بواحدۃ۔ ؎

(ملفوظ، ۳۵۸)

جس شخص نے اپنے ہاتھ، زبان اور دل سے
بُرائی کا انکار کیا وہ تمام اچھی خصلتوں کو جمع کرنے
والا ہے اور جس نے زبان اور دل سے انکار کیا
اور ہاتھ سے انکار نہیں اس میں نیکی کی صرف دو
خصلتیں ہیں اور ایک نیک خصلت اس نے ترک
کر دی، اور جس نے بُرائی کو صرف دل سے بُرا مانا
اور زبان اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا، اس نے صرف
ایک نیک خصلت کو اختیار کیا اور دو نیک خصلتیں ترک
کر دیں۔

۱۔ شیخ فتح اللہ کاشانی سنو، ۱۱۹۷ھ، منہج مصداقین ج ۲ ص ۲۰۹-۲۱۰، المختار مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

۲۔ بیخِ بلاغۃ ص ۱۲۸، مطبوعہ انتشارات زبیرین ایران

۳۔ بیخِ البلاغۃ ص ۱۱۲

کشم پس حضرت اور گرفت و بندہ کرو و بزینہ
عمر گفت ہر خدا قسم کہ میکشش پس مردم جمع شدند
و اورا بجا حب تبر قسم راوند حضرت دست از
تبر بربداشت و بگریبان عمر بدگر چسبید و گفت
ای پسر صہاک اگر نہ وصیت رسول خدا و تقدیر الہی
بود ہر آئینہ میدانستی کہ کہہ یک از ما تو کہ یاد
تبریم و داخل خانہ نمود شد۔ ملہ

تو میں تم کو قتل کر دیتا! حضرت نے خالد کو پکڑ کر اوپر
اٹھایا اور زمین پر سے مارا، عمر نے کہا خدا کی قسم یہ
اس کو قتل کر دے گا پس تمام لوگ جمع ہو گئے اور
حضرت کو صاحب فبر کی قسم دی اور حضرت کے ہاتھ
سے تبر بربداشت اور بگریبان عمر بدگر کے گریبان سے
پکڑ گیا اور حضرت نے کہا اسے صہاک کے بیٹے
کہ رسول خدا کی وصیت اور تقدیر الہی آٹھ سے ذاتی
تو میں معلوم ہو جاؤ کہ کتنے لوگ ہمارے اور
تمہارے مددگار ہیں پھر آپ کچھ چلے گئے۔

- اس روایت سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے۔
- ۱۔ حضرت علی کو معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ان کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ درحقیقت حضرت علی کو خبر جان
کا خطرہ نہیں تھا تاہم یہ نتیجہ کہنے کی محک کوئی وجہ نہیں تھی کہ اگر نہ تقدیر اس وقت کیا مگر اسے جب جان کی حالت
کا خطرہ نہ ہو۔
 - ۲۔ حضرت علی اس قدر جرمی و بے باک نہ تھے کہ مخالفین کی موجودگی میں حضرت محمد بن ولید کو اٹھا کر زمین
پر سے مارا اور جو شخص مخالفین کے سامنے اس قدر جرأت کا مطالبہ کرے وہ ان سے ڈر کر نتیجہ نہیں
کر سکتا۔
 - ۳۔ تمام اہل مسجد مل کر بھی حضرت عمر کو حضرت علی سے نہیں چھڑ سکتے تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا واسطہ سے کرن کہ حضرت علی سے چھڑ پڑا اور شخص ان کا قوی و ولید ہو وہ ڈر کر اور دب کر تنہا کرنا
کرے گا!
 - ۴۔ حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا اگر رسول خدا کی وصیت و تقدیر الہی آٹھ سے ذاتی تو تم کو معلوم ہو جاؤ کہ
کتنے لوگ ہمارے مددگار ہیں اور کتنے ہمارے، اس کا اہم سے معلوم ہوا کہ حضرت علی نے جو بات کہی ہو
اور ہر ما کہتے تھے، مخالفین سے موافقت کرنے تھے نہ نفیر کرتے تھے۔

بَابُ تَأْلِيفِ قَلْبٍ مَنْ يَخَافُ عَلَى يَمَانِهِ
لِضَعْفِهِ وَانْتَهَى عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ
مَنْ غَيَّرَ دَلِيلَ قَاطِعٍ

جس شخص کے ایمان کے ضعف کا خطرہ ہو اس کی
تالیف قلب اور بغیر دلیل کے کسی کو قطعی
مومن کہنے کی ممانعت

مہم حضرت ابراہیم کی جگہ ہوتے تو ہم اس سوال کے ذریعہ اسے بچھنے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا اللہ کے فریاد مستحق ہوتے۔

علامہ بخاری بن شرف نووی کہتے ہیں:

حضرت ابراہیم کے جویہ سوال کی تھا: اے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا، اس کی ترجیح میں علامہ کے مختلف اقوال میں زیادہ عمدہ ترجیح علامہ ابراہیم زنی صاحب شافعی کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شک نہ حال سے کیونکہ مردوں کے زندہ کیے جانے میں اگر ابراہیم علیہ السلام کو شک ہو سکتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت میں شک کرنے کا زیادہ قدر زور اور تم کو معلوم ہے کہ مجھے اس میں شک نہیں ہے تو جان لو ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خصوصیت کے ساتھ اس لیے ذکر کیا تاکہ بعض فاسد فہم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق شک کا ذہن موافق نہ ہو، مگر یہی مسئلہ وہم نے اپنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قاضی اور ادباً ترجیح دی ہے یا آپ نے یہ کلام میں وقت فرمایا تھا جب آپ سے ان علیہ السلام پر معلوم نہیں ہوا تھا کہ آپ راہ دوم کے سردار میں صاحب کفر و بدعت نے یہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو شک نہ کرے اس سے مراد ہے کہ وہ شک نہ کرے تو تم شک کرنے کے زیادہ رقی تھے، وہ شک نہیں ہے کہ وہ یقین میں زیادہ رقی کی طلب ہے

- یاد رہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیوں کیا تھا اس کی حسب دلیل وجوہات ہیں:
- ۱۔ پہلے حضرت ابراہیم کو دین سے یہ معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ اب غفلت نے اپنے دل پر غلبہ کر کے یہ خیال کیا کہ ان کو اس کا مشاہدہ نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ دین سے جو علم حاصل ہوتا ہے، اس میں شبہات واقع ہو سکتے ہیں اور بس جب کا معائنہ اور مشاہدہ ہو جائے وہ بدعتی و تشکیکی ہوتا ہے
 - ۲۔ حضرت ابراہیم سے یہ چاہا کہ وہ یہ معلوم کر میں کہ اللہ کی بارگاہ میں ان کا کیا مرتبہ ہے، یا اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما کر ان کو یہ مشاہدہ فرمائے گا، نہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے جو یہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ اس کا معنی ہے کہ کیا تم کو اس بات کی تصدیق نہیں ہے کہ میرے نزدیک مندرجہ مذکور ہے اور میں نے ذکر کیا تفصیل بنایا ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال اپنے دل میں ترقی کے لیے کیا تھا تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ کے ہدایت یافتہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے، سہل بن عبد اللہ شری نے کہا کہ حدیث برکت سے یہ سوال کیا کہ ان پر موجودات کو کشف کر دیا جائے تاکہ ان کا اللہ تعالیٰ یقین اور زیادہ ہو۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سامنے اللہ تعالیٰ کے مردوں کو زندہ کرنے پر دلیل قائم کی تھی اس لیے انھوں نے چاہا کہ وہ اس معاملہ کا خود مشاہدہ اور معائنہ کر میں۔

۵۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال کرنے کے سبب میں اختلاف سے اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ حضرت ابراہیم نے ساحل سمندر پر ایک مردہ دیکھا جس کو زندہ کرنے پر مذہب سے اور سمندر میں جانور کھارے تھے تو حضرت ابراہیم یہ سوچنے لگے کہ مردے کے یہ متفرق اجزاء جو مختلف

ہا نوروں کے۔ بیٹوں میں جا کر مضمر ہو گئے، ان کو اللہ تعالیٰ کیسے اکٹھا کرے گا، پھر ان کو اس کا شوق و اس گیر ہوا کہ وہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے، انھیں اس میں شک نہیں تھا لیکن انھوں نے اس کے مشاہدہ کو محبوب جانا، جیسے ہمیں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت پر ایمان ہے، اس کے باوجود ہم اللہ تعالیٰ کے دیدار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور جنت کے مشاہدہ کو محبوب رکھتے ہیں اور ان کے دیدار اور زیارت کی دعائیں کرتے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مضبوط ستون کی پناہ چاہنے کی توجیہ | نیز اس حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے وہ ایک مضبوط ستون (قبیلہ) کی پناہ حاصل کرتا چلتے تھے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بھانوں کے متعلق خوف ہوا اور ان کا حمایتی قبیلہ نہیں تھا جو ان کو ظالموں سے چھڑا لیتا، اس لیے ان کو اپنے بھانوں کے متعلق سخت غم اور فکر لاحق ہوا، جب ان پر اس پریشانی کا غلبہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ اس میں خود اتنی طاقت ہوتی یا ان کا کوئی حمایتی قبیلہ جو ان کے معاملوں کو رقم کے ان غنڈوں سے محفوظ رکھتا، اس جملہ سے حضرت وط کا مقصد اپنے بھانوں سے معذرت کرنا تھا کہ وہ اگر ان سے اس برائی اور منہیت کو دور کر سکتے تو ضرور کرتے اور انھوں نے اپنے بھانوں کی تکیم میں اور ان سے اس حبیبیت کو دور کرنے میں کوئی کسر نہیں، شاید کہی تھی حضرت لوط علیہ السلام کا یہ قول اللہ تعالیٰ کی مدد پر اعتماد کرنے سے انحراف نہیں تھا، بلکہ ان کا یہ قول بھانوں سے معذرت کے لیے تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسی وقت ان کی حمایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کا دعا کرنا بھول گئے ہوں اور بھانوں کے سامنے اپنے دلی رنج و الم کا اظہار کیا ہو۔

قید خانہ سے رہائی کا موقع ملنے کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کے نہ جانے کی توجیہ

اور اس حدیث کے آخر میں ہے، اگر میں تنہا وہ قید خانہ میں رہتا جتنا مرصہ حضرت یوسف رہے رہا والے کی عظمت پر فرما چلا جاتا۔ علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت یوسف کی تعریف ہے اور ان کے صبر کا بیان ہے اور بلانے والے سے مراد بادشاہ کا قاصد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے جب بادشاہ کا قاصد آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا واپس عباد اور محام کو ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے مجھ پر تہمت لگائی تھی، تو اس لمبی قید میں رہنے کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام رہائی کا موقع ملتے ہی قید خانہ سے باہر نہیں آئے، بلکہ وہیں ثابت قدم رہے اور اپنے

الْإِسْتِثْنَاءُ نَحْوَهُ۔

معجزہ کی تعریف اور خرق عادت کے اقسام | حدیث نمبر ۲۹۳ میں ہے۔ ہر نبی کو ستے معجزات دیے گئے ہیں جنہیں دیکھ کر ایک انسان اس نبی پر ایمان رکھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کے لیے معجزہ ضروری ہے تاکہ اس معجزہ کی وجہ سے نبی لوگوں کے سامنے اسی حجت قائم کر سکے۔ نیز اگر نبی کے لیے معجزہ ضروری نہ ہو تو یہ صحیح نبی اور جھوٹے میں امتیاز کا کوئی میسر اور کوئی کسوٹی نہیں ہوگی۔

معجزہ کی تعریف میں علامہ تفتازانی کہتے ہیں :

هو امو يظهرو مخالفا للعادة على يد مدعي النبوة عند تعدي المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الاتيان بهـ۔
معجزہ وہ کام ہے جو عادت کے خلاف نبی پر ہو۔
اس شخص کے خلاف ہو۔ ہوتا ہے جو نبوت کا مدعی ہو جب وہ منکرین کو اس کام کی مثل نہ دے گا جیسی کہ اور وہ اس کی مثل لانے سے عاجز رہیں۔

کسی شخص سے ایسا فعل ظاہر ہو جو عادت عام لوگوں کی قدرت اور احتیاء میں نہ ہو اس کو اصطلاح میں خرق عادت کہتے ہیں اس کی چھ قسمیں ہیں :

- ۱۔ نبوت کے ظہار سے پہلے نبی سے خرق کا ظہور موتوں کو اراد میں کہتے ہیں۔
- ۲۔ نبوت کے ظہار کے بعد نبی سے خرق عادت کا ظہور جو اس کی نبوت کو ثابت کرے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔
- ۳۔ شر کے دل سے خرق عادت کا ظہور موتوں کو ارادت کہتے ہیں۔
- ۴۔ عام مسلمان سے اتفاقاً کسی خرق عادت کا ظہور موتوں کو ارادت کہتے ہیں۔
- ۵۔ کفار سے کسی ریاضت کے سبب خرق عادت کا ظہور موتوں کو ارادت کہتے ہیں۔
- ۶۔ جھوٹے نبی سے خرق عادت کا ظہور جو اس کے دعویٰ نبوت کے خلاف ہو اس کی تکذیب کرے اس کو ارادت کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کے لیے معجزہ ضروری ہوتا ہے جھوٹے نبی کو اللہ تعالیٰ کوئی معجزہ نہیں عطا فرماتا بلکہ ثابت کرے اس کی جھوٹ نبوت کا کھول دیتا ہے جیسے غلام احمد قادیانی نے متعدد پیشین گوئیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کر دیا۔

اس حدیث میں ہے یہ صریح میری خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا کلام عطا فرمایا اور مجھے یہیدت کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار سب سے زیادہ ہونے کی حسب ذیل وجوہات ہیں :

- ۱۔ آپ کا معجزہ تمام انبیاء کے معجزات میں سب سے زیادہ عظیم ہے اور وہ معجزہ قرآن کریم است اور اس جیسا معجزہ انبیاء سابقین میں سے کسی کو نہیں دیا گیا اس لیے آپ کے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے۔

- ۲۔ قرآن مجید کے اعظم معجزات سورسے کی یہ دلیل ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے اس کی مثل کوئی نہیں دے سکتا؛ (حاکم بسورۃ من مثله، بقرہ ۲۳۰) اور دن بھر دن علوم کی ترقی اور مخالفین کی کثرت کے باوجود آج تک اس کی مثل کوئی نہیں دے سکا۔
- ۳۔ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس میں سے کوئی آیت کم نہیں ہو سکتی و نہ لے لی فظون (تجزہ) اور آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ قرآن مجید سے کوئی آیت کم ہو گئی ہو۔
- ۴۔ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی شخص غیر قرآن کو داخل نہیں کر سکتا اور کسی آیت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، (الایاتہ الباطلہ من بین یدہ و لا من خلقہ سمجدۃ ۲۰) اور آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ قرآن مجید میں فلاں آیت یا فلاں لفظ کو بڑھا دیا گیا جو پہلے نہیں تھا۔
- ۵۔ قرآن مجید کی چھ ہزار سے زیادہ آیات ہیں اور ہر آیت تین طرح مجزہ سے اس کی مثل نہیں، اس میں کمی نہیں ہو سکتی، اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کریم عطا ہوا ہے۔ سے زیادہ معجزات پر مشتمل ہے، اور اتنے معجزات کسی نبی کے نہیں ہیں۔
- ۶۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں منکرین جادو سے تشبہ پیدا کر سکتے تھے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے ٹکڑوں میں جادو گروں نے اپنی مائیشوں اور سیڑیوں کو نظر بند ہی سے سانپ بنا دیا لیکن قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور دیگر وجوہ عجز کا کوئی موازنہ کرنے کی جرات نہیں کر سکا۔
- ۷۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد باقی نہیں رہے۔ اور آپ کا معجزہ قرآن کریم قیامت تک باقی رہے گا، ان کے معجزات کو موت ان کے زمانے کے لوگوں نے دیکھا اور آپ کے معجزہ قرآن کریم کو قیامت تک لوگ دیکھتے رہیں گے۔
- ۸۔ قرآن مجید میں فصاحت و بلاغت کے علاوہ جن پریش گروٹیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہر زمانہ میں ان کے پورے ہونے کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید نے دشمنوں کے متعلق کہا:
- فالیوم ننجدک یمد نہ لنتکون من خذلک
تو آج ہم تیرے (بے روح) جسم کو بچائیں گے
تا کہ تو اپنے بددلوں کے لیے عبرت کا نشان ہو
آیت۔
- یونس ۵۰
- اور آج تک فرعون کا جسم سی طرح باقی رہ محفوظ ہے۔
- اسی طرح قرآن مجید نے جبریل کی خبر میں بیان کیا وہ ہر زمانہ میں صادق رہیں اور قرآن مجید نے جو سائنسی حقائق بیان کیے وہ ہر زمانہ میں علمی تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ثابت ہوتے رہے۔ مثلاً قرآن مجید کی صداقت آشکارا ہوئی رہی، مثلاً قرآن مجید نے سورج، چاند اور دیگر سیاروں کی گردش کو بیان کیا اور سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی اور قرآن مجید نے کہا:
- یخلقک فی بطن امہ تک خلق من بعد خونی
وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک پیدا
کے بعد دوسری جیدائش کے ساتھ تین مذہب و سامی

(نمبر ۶۰)

تخلیق کرتا ہے۔

اور جدید میڈیکل سائنس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ سدا کے عین پردوں میں انسان کی پریم مثل مورتی ہے جس کی مانند میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ میرے متبعین سب سے زیادہ حوال گئے اس وقت آپ کے پیروکار قبیل تھے۔ لیکن بعد میں دن بہ دن بکثرت نزاعات مونسے گئیں وہ مسلم کا دائرہ وسیع ہوتا گیا حتیٰ کہ سب آپ کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں بد شہ نہ ہو کہ دنیا میں عیسائی سب سے زیادہ ہیں کیونکہ بہ حضرت عیسیٰ کے صحیح پیروکار نہیں ہیں۔

ایک حدیث کے معنی کی نحوئی ترکیب کے اعتبار سے وضاحت | حدیث نمبر ۲۶۴۲ میں مہارت مطلق اس کا معنی اس طرح ہوگا۔

اس امت سے جو شخص میرے موری نبوت کو تسلیم کرے گا خواہ وہ عوامی ہو یا نہ لیکن وہ میرے جانتے اور اس دین پر ایمان دار ہے جس کے ساتھ مجھے میرا بیات گروہ شخصیات سے ہے۔ اس سے مراد یہ کہ وہ کسی پر یہ اعتراض ہونا کہ میں نے آپ سے دعویٰ کیا ہے کہ میں آپ کا پیروکار ہوں۔ اس کا جواب ہے اور وہ کیوں جہنمی ہوگا؟

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حدیث کی اس عبارت کو اصل ثابت کر دیا ہے۔

السمع منی لا یدر کے معنی میں ہے در نعم یسوت کا صفت یسمع۔ نسبت اہل کے در نعم یوہن کا صفت یسوت یہ ہے در نعم یسوت سے پہلے تو اب معنی جس سے اس کو نفی کا صفت ہے اس سے کہتا ہے اور اس کی نسبت سے عوام سے اس حدیث کا نفی ہوگا۔

کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو میری رسالت کو خیر سے پیردور جائے اور نہ ہی بد میں بہت سے بن برا مان لیا کہ وہ خود کو پیروی ہو یا جہانی خود کو شخص بہم کے سو اگر کوئی شخص مانع نہیں ہوگا۔ لے اور اس حدیث کا حاصل معنی یہ ہے:

اس امت میں سے جو شخص بھی خواہ وہ عوامی ہو یا نہ ہو اس سے دعویٰ نبوت کر سنانے کے بعد میرے سامنے مرنے دین پر مان لانے میں میرے سامنے خود کو شخص کو ترک

علم حدیث کے حصول کے لیے دور دراز کا سفر اختیار کرنا | حدیث نمبر ۲۵۵ میں ہے کہ میں نے اپنے پیروکاروں کو

ذات میں تھا، بلے اپنے نبی پر ایمان لا یا پھر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا اور آپ پر ایمان نہا۔ دوسرا وہ شخص جو غلام ہے وہ میرے آفاقی خدمت میں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتا ہے، تیسرا وہ شخص جس نے اپنی باندی کو اپنی طرح تعمیر کر لی درمیان اس سے نکاح نہ کیا۔

لے۔ دوسرے۔ سارا۔ غلام کی سزا۔ ہر مرقاۃ ج ۱ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳

علامہ ردی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ان اہل کتاب کی فضیلت سے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، اور یہ کہ ان کو دواجر ملیں گے، ایک اس بات پر کہ وہ اپنے نبی کی شریعت منسوخ ہونے سے پہلے اس پر ایمان لائے۔
دوسرا اس لیے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

اور اس حدیث میں اس غلام کی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرتا ہو، وہ اپنے مالک کے حقوق بھی ادا کرتا ہو، اور اس میں اس شخص کی فضیلت ہے جس نے ہامدی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور یہ صدقہ کر کے اس میں رجوع کرنا نہیں ہے بلکہ یہ ایک حسان کرنے کے بعد دوسرا احسان ہے۔

شعبی نے کہا: ہم نے یہ حدیث کسی معارضہ کے بغیر تم کو دے دی ہے ورنہ اس سے کم عبارت کی حدیث کے لیے لوگ بدینہ تک کا سفر کرنے لگتے۔ اسی حدیث میں ماہ کے لیے اس قسم کے قرآن کئے کا جواز ہے تاکہ سامع کو حدیث کے حفظ و ضبط پر ترغیب ملے۔

۳۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین یک حدیث کے حصوں پر ایک مسئلہ کے علم کے لیے دُور دُور کے تہذیبوں کا سفر کرتے تھے۔

اہل کتاب کو دگنا اجر ملنے کی تحقیق | اس حدیث کے چاروں حصوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب میں سے جو شخص مائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اس کو دگنا اجر ملے گا۔

اس حدیث پر بہ اشکال کہا جاتا ہے کہ دگنا اجر ملنے میں ان لوگوں کی کیا خصوصیت سے جبکہ عام مسلمانوں کو ایک نیکی پر دس گنا اجر ملتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں پر عام مسلمانوں کو دس گنا اجر ملے گا ان ساداتوں پر ان لوگوں کو بیس گنا اجر ملے گا۔ اسی طرح حر و قلاب کے یہ شبہ ہیں ان کا جو ثواب دگنا ہو گا۔
اہل علم کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ اہل کتاب کے مسلمان ہونے سے جو دگنا اجر ملتا ہے یہ حکم قیامت تک کے لیے عام ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ خاص ہی۔ لیکن مات یہ ہے کہ یہ حکم عام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ہے:

الذین آتوا ہم لکتاب من قبلہ ہم بہ
یؤمنون ۵ واذا یئلی علیہم یناقضون ۶ نہ نحن
من ربنا ناکف من قبلہ مسلمین ۷ و منک
یؤتون اجرہم مرتین ۸

(قصص: ۵۵-۵۷)

جن لوگوں کو ہم نے نزول قرآن سے پہلے کتاب دی وہ ان پر بھی ایمان لائے ہیں اور جب ان پر اس قرآن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ آیات حق ہیں جو ہمارے رب نے نازل کی ہیں نہ میں سے پہلے ہی ان کو مانتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جن کو دگنا اجر دیا جائے گا۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ دگنے اجرو کی لوہ ان اہل کتاب کے لیے سب سے بڑا ثواب ہے۔ اسلام کے منتظر تھے اور ظاہر ہے یہ لوگ زمانہ رسالت میں ہی مقبور ہو سکتے ہیں۔

تحریرین کو تعلیم دینا امام مسلم نے یہ روایت شعبی کی سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جس شخص نے باندی کو چھی طرح کھلایا اور ادب سکھایا۔

الحديث اور امام بخاری نے بھی یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔

فادبها فاحسن تا ديبها وعلمها فاحسن تعليمها۔ صحیح بخاری - ص ۲

اس حدیث میں خواتین کو علم سکھانے سے مراد بل سب سے بڑی چیز مسلمہ حدیث میں مذکور ہے جو تین کو کھینچ کر رکھنا سکھانے پر بہت تفصیل سے درج ہے جس میں درج ہے کہ تمام سکھانے والے کتبے ہیں۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے نازل ہونے اور شریعت محمدی کے مطابق احکام جاری کرنے کا بیان

بَابُ بَيَانِ نَزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِماً بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے اس وقت کہ تم نے قبضہ میں میری جان سے غمگین نہ رہو میں میری طرف سے تم کو اس طرح سے حکم دے گا کہ میری وصیت کروں گے اور اس مال و دولت پر اس کے کہ کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشِيرٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ اذِينٍ شِمَارِپ عَنْ ابْنِ اُنْمَيْتٍ أَنَّ نَبِيَّنا هُوَ سَمِعَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَئِنْ تَفَضَّلْتُ بِمِثْلِ مِثْرَةٍ مِنْ شَرِبِ فِيكُمْ أَبْنٌ مَزْبُوعٌ سَبَدَ عَشْرُونَ سَنَةً وَحَكَمًا مُنْقِطًا فَيَكْفُرُ اَلْقَلْبُ وَيَفْضُدُ لِحْيَتُهُ وَيَقْتُلُ اَلْحَرَمَةَ وَيُفْرِغُ اَلْهَمْلَ حَتَّى رَأَيْتُ اَحَدًا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزل فرمائیں گے۔ حدیث در سنن سے حکم جاری کریں گے اس وقت تک سجدہ کرنا دنیا و دنیا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تائید میں یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اہل کتاب میں سے مگر حضرت عیسیٰ کی وقت سے پہلے ان کی تصدیق کرے گا۔

۲۹۸۔ وَحَدَّثَنَا كَاغِدُ بْنُ عَمْرِو حَدَّثَنَا بَشِيرٌ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَرَوَاهُ بَنُو حَزْمٍ وَابْنُ مَعِينٍ ابْنُ عَيْنَةَ وَحَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ وَحَدَّثَنَا حَسَنُ اَلْعُلُوَانِيُّ وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ صَالِحٍ كَلَّمَ عَنِ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ

رَوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْبِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي
رَوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَدْلًا وَكَلِمًا يَذْكُرُ إِمَامًا مُقْبِطًا
كَمَا قَالَ النَّيْسَبُورِيُّ فِي حَيْثُ مِنْ الزِّيَادَةِ وَحَقِّقْ
تَكُونُ اسْتِحْدَادُكَ لَوْ حِدَةً كَثِيرَةً مِنَ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ بَوَهْرِيَّةً أَكْرَهُ دَارًا
ثُمَّ دَارًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَا يَكُونُ مِثْرًا
يَمُ قَبْلَ مَوْتِهِ لَا يَتَى .

۲۹۹ . حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَن
سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَصَا بْنِ مِثْعَانَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَسْئَلَنَّ بَنُ مَرْيَمَ حُكْمًا يَدْرُ
فَلْيَكْفُرَنَّ بِطَلِيلِيبَ وَكَيْفَ تَلَنَ لَعِبُورَ وَتَصِفَنَّ
الْحِزْبِيَّةَ وَتَسْأَلَنَّ كَرَّ لِقْدَاضَ فَلَا تَسْأَلَنَّ عَنِّي
وَأَنْتَ هَبْنِ الشَّخْمَاءَ وَتَسْأَلَنَّ عَصَا وَتَسْأَلَنَّ
فَسَيَدْعُونَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ .

۳۰۰ . حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ
وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَرَبَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي
تَابِعُ بْنُ مَوْزِيٍّ أَبِي قَتَادَةَ لَدَى صَاحِبِي أَنَّ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا قَاتَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ قَوْمًا مَكَدُ
مِنْكُمْ .

۳۰۱ . وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ
ابْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيمٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي تَابِعُ بْنُ مَوْزِيٍّ أَبِي قَتَادَةَ لَدَى صَاحِبِي
أَنَّ سَمْعَةَ أُمَّ هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا قَاتَلَ ابْنُ
مَرْيَمَ فِيكُمْ قَوْمًا مَكَدُ .

۳۰۲ . وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم بخدا بیسویں
بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا جو مدلل اور انصاف
سے حکم جاری کریں گے، صلیب ٹوڑ ڈالیں گے، خنزیر
کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اونٹوں کو
کھڑے چھوڑ دیں جائے گا اور اس سے کوئی شخص کام نہیں
لے گا، لوگوں کے دروست کریں، بھینس اور حسد لکھ
جائے گا، انہیں ماں بٹ کے پیسے بدل یا جائے گا اور
کوئی مال لینے نہیں آئے گا۔

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری
کیا شان ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور
امام تم سے کوئی شخص ہوگا۔

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا
شان ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر تمہاری امت
فرمائیں گے۔

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وقت نہا رہی کیا
شان ہوگی جب حجتہ میں علیہ السلام ناز ہوں گے پھر
نہا رہے ایک دو موکر مامت فرما دیں گے یہی فی ذمہ ہے
اس کی تشریح یہ ہے کہ حجتہ میں علیہ السلام آئیں گے سب
کے کتاب اور تہ سے نبی کی سنت کے مطابق وہ مامت
فرمائیں گے

الْوَلِيدُ بْنُ مَسْلُوحَةَ بْنِ أَبِي دَنْيَالٍ بْنِ أَبِي سَهْلٍ
عَنْ تَارِقِ مَوْلَى أَبِي قَبْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ
أَتَمُّهُ أَكَتَزَلَ بَيْكُهُ بْنُ مَرْثِدَةَ مَكَدَ مَيْكُهُ
فَقُلْتُ لَا بَيْنَ أَبِي دَنْيَالٍ وَابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ
الَّذِي رَوَى عَنْ تَارِقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَرَامًا مَكَدَ
مَيْكُهُ قَالَ ابْنُ أَبِي دَنْيَالٍ تَذَرِي مَا أَمَكَدَ
مَيْكُهُ قُلْتُ لَيْسَ بِي فَدَلَّ مَكَدَ بَيْكِهِ رَيْكُهُ
عَنْ وَجْهِ دُسْتَرٍ بَيْكُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
٣٠٢ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ شُعْبَةَ وَهَرِيرُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ وَحُجَّاجُ بْنُ أَبِي بَرْقٍ لَوْ أَحَدُهُمَا حَقٌّ
وَهُوَ ابْنُ مَحْبَبٍ عَنْ أَبِي جُوَيْرٍ قَدْ كُتِبَ فِي
أَبْوَالِ الرَّبِيعِ سَمِعَهُ حَاضِرِينَ عَنِ النَّبِيِّ يَقُولُ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يَقُولُونَ عَلَى حَقٍّ
ظَاهِرِينَ إِلَى كَوْمٍ يَقُولُونَ قَوْلَ عِيسَى
ابْنِ مَرْيَمَ يَقُولُونَ أَمِيرًا شَدِيدًا صَلَبَ
يَقُولُونَ ذَاتَ بَعْضِكَ عَلَى بَعْضٍ مَرَّةً بَعْدَ
اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے
اللہ جلے اللہ علیہ وسلم سے دیکھا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ
حق کے لئے شہادت سے گواہی دیتا تھا کہ وہ قیامت تک حق پر قائم
رہے گا اور ثابت رہے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نسریت سے نہیں کے مسلمانوں کا یہ ہفت
عیسیٰ علیہ السلام سے ہے کہ اس نے ہزار بڑھائے حضرت
عمری السلام وہیں سے ہیں تمہیں میں سے مثل ہمارے
امت کریں گے، رسول اللہ جلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ تم اس امت کی تعینات ہو
کرتے کے لئے ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دلیل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زوال پر قرآن کریم کی یہ نصیحت مبارکہ فرمائی ہے :
 وَاَنْتَ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ الْاَلِيُوْصِقُ بِالْقِيْلِ
 کہ تم لوگو! میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا

اس آیت کریمہ سے معلوم ہو کر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور چونکہ ان کے لئے قرآن تمام اہل کتاب یعنی تمام یہود و نصاریٰ کا حقت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ ہونگی میں ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور بھی یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے نہ عیسائیوں کا ان پر صحیح ایمان ہے اس لئے نہ ورنہ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقررہ یقین لائیں اور تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لاکر مسلمان ہو جائیں ۔

میزبانت: عیسیٰ علیہ السلام کے جز پر موقوف کرنے سے پہلے پر لازم نہیں آتا کہ وہ مسلمان کے حص

احکام کو منسوخ کر دیں گے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جزیہ کی مدت نزول کیسے تک بیان فرمائی ہے اس لیے جزیہ کے ناسخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد جب نہ کفار اور مشرکین مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ عائد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔

بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ
اس زمانہ کا بیان جس میں ایمان نہیں قبول کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک سورج منور سے طلوع نہ ہو اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو وہ تمام لوگ ایمان لے آئیں گے اور اس سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے لیکن اس دن کسی شخص کے لیے اس کا ایمان لانا سود مند نہیں ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، جس سے ایمان نہ کر کوئی نیکی نہیں کئی۔
اللہ وسلم نے چار اور مندیوں بیان کر کے فرمایا اس سندوں میں یہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ وَثَقَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَعْلَاءَ وَهُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا صَبَعَتْ لَسْتُ مِنْ مُبْرِئِيهَا أَمَّا النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ يَوْمَئِذٍ يَفْقَهُوا مَا هُمْ فِيهَا وَتَكُنُ أَمَمٌ مِنْ قَبْلِكَ وَأَوَّلُكُمْ فِي آيَاتِهَا حَتَّى تَمُوتَ

۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبُخَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَكَثِيرُ بْنُ حَزْزٍ قَالَ تَأْخُذُ بِلَا حَرْبٍ وَلَا عَمَلٍ فِي الْقَعْدَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَثَقَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا صَبَعَتْ لَسْتُ مِنْ مُبْرِئِيهَا أَمَّا النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ يَوْمَئِذٍ يَفْقَهُوا مَا هُمْ فِيهَا وَتَكُنُ أَمَمٌ مِنْ قَبْلِكَ وَأَوَّلُكُمْ فِي آيَاتِهَا حَتَّى تَمُوتَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب تین چیزوں کا ظہور ہو جائے گا تو پھر کسی شخص کے لیے اس کا ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہوگا، جو اس سے پہلے ایمان

۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبُخَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ تَأْخُذُ بِلَا حَرْبٍ وَلَا عَمَلٍ فِي الْقَعْدَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَثَقَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا صَبَعَتْ لَسْتُ مِنْ مُبْرِئِيهَا أَمَّا النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ يَوْمَئِذٍ يَفْقَهُوا مَا هُمْ فِيهَا وَتَكُنُ أَمَمٌ مِنْ قَبْلِكَ وَأَوَّلُكُمْ فِي آيَاتِهَا حَتَّى تَمُوتَ

نہیں رہا تھا جس نے بیان لا کر کوئی ایسی بات کہی ہو
تین چیزیں یہ ہیں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
وہاں کا خروج اور رات لائیں کا اندر ہونا۔

عَنْ قُصَيْدِ بْنِ عَزْوَانٍ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ
مُعَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَوْدَ اللَّفْظِ قَالَ قَالَ ابْنُ قُصَيْبٍ
أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
لِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَكُنْ إِذَا خَرَجْتَ
تَدْبِغَةً نَفْسًا إِيْمَانُهَا تَمُوتُ تَكُنْ مَمْنَتٌ مِنْ
قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرٌ أَهْلُوهُ الشَّمْسِ
مِنْ مُعْرِيقِهَا وَالَّذِي خَالَكَ دَوَابُّ رُوحِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم
ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے صبحا ہونے پر وہیں کہ
تعالیٰ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے پہلے فرمایا
کہ سورج چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے
مستقر پر پہنچ کر عرش کے نیچے سجدا کرتا ہے پھر
اسی حالت میں اس وقت تک رہتا ہے یہاں تک
کہ اس سے کہا جائے کہ بندہ ہو اور جہاں سے اسے
پوچھیں وہیں چلے جاؤ چنانچہ وہ لوٹ کر اپنے گھر کے
مذبح سے طلوع ہوتا ہے اور پھر چلتا رہتا ہے یہاں
تک کہ اپنے مستقر پر پہنچ کر عرش کے نیچے سجدا
کرتا ہے پھر اسی حالت میں اس وقت تک رہتا
ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے بندہ ہو
جہاں سے اسے پوچھیں وہیں لوٹ جاؤ چنانچہ وہ لوٹ
کر اپنے گھر کے مذبح سے طلوع ہوتا ہے یہ معمول روزی
جو دنیا سے لگا رہے وہ اس میں کچھ فرق محسوس نہیں کرتے
یہاں تک کہ ایک دن جب سورج عرش کے نیچے سجدا
کرے گا تو اس سے کہا جائے گا بندہ ہو اور اپنے
مغرب سے طلوع ہو پھر سورج کو سورج مغرب سے طلوع
ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم
جانتے ہو کہ وہ کون سا دن ہوگا جس دن کسی ایسے
شخص کا بیان قبول نہیں ہوگا جو اس سے پہلے مسلمان

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٌ وَابْنُ
جَبْرِ عَنْ ابْنِ عُثَيْمٍ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ
عُثَيْمٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيِّ
مَعْنَاهُ فِيمَا أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي دَرَجَةَ عَنْ أَبِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا تَدْرُونَ
أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَعْرِضُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى
مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَجِرُ مَا جَدَّ فَتَدْرُ
تَزَالُ كَذِبًا حَتَّى يُدَلَّ بِهَا لَقِيْعِي رَجِيعِي
مِنْ حَيْثُ جِئْتَ فَتُزَجُّهُ فَتُصْبِغُ طَارِعَةً مِنْ
مُطْبِعِهَا ثُمَّ تَجِدُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا
تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَجِرُ مَا جَدَّ فَتَدْرُ كَذِبًا
حَتَّى يُدَلَّ بِهَا لَقِيْعِي رَجِيعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتَ
فَتُزَجُّهُ فَتُصْبِغُ طَارِعَةً مِنْ مُطْبِعِهَا ثُمَّ تَجِدُ
لَا يَسْتَكْبِرُ الْمَلَكُ مِنْ مِثْلِ شَيْءٍ حَتَّى تَنْتَهِيَ
إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ عَرْشِ رَبِّكَ فَمَا
أَرَقِيْعِي طَارِعَةً مِنْ مُعْرِيقِهَا فَتُصْبِغُ
طَارِعَةً مِنْ مُعْرِيقِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَدْرُونَ مَتَى ذَاكَ
ذَلِكَ حِينَ تَيَسَّفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا تَمُوتُ تَكُنْ
أَمْنَتٌ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرٌ

نہ سوچا جو یا جس نے ایمان لاکر کوئی نیکی نہ کی ہو۔
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ
سورج کہاں جاتا ہے بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔

۳۰۸۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ يَمَانَ التَّوَّاسِيُّ
أَخْبَرَنَا هَاجِدٌ يَعْنِي بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَوْنَ كَذْرُوتَ
أَيِّ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
دن میں مسجد میں داخل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب سورج غروب ہو
گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر
کیا تمہیں معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے میں نے عرض
کیا سداؤں کے رسول کو غروب ظلم سے آپ نے
فرمایا سوچ جا کہ مسجد کی جانب طلب کرتا ہے اس
کو مسجد کی اہانت ملتی ہے۔ ایک بار اس سے کہا جا بیگا
ہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ و تو سورج مغرب
سے طلوع ہوگا۔ پھر آپ نے حدیث عبد اللہ بن مسعود
کی قرأت کے منہ پر آیت پڑھی وَذَاكَ مُسْتَقَرُّهَا
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی
پر بھی ترجمہ، کتاب اپنی نیام کہ وہ تک پہنچنے کے لیے
حرکت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، قباب کا مستقر عرض کے نیچے ہے۔

۳۰۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نَجَرَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنُ
كَوَيْبٍ وَالْفُطَيْمِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سُرَّجٍ عَنْ شَيْبَةَ عَنْ يَسْرِ
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْجِدٌ وَرَسُولُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَوْنَ كَذْرُوتَ
قَالَ يَا أَبَدٍ هَذِهِ الشَّمْسُ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ
قَالَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ تَذْهَبُ قَالُوا بَلَى
فَتَسْتَأْذِنُ فِي الْمَسْجِدِ وَتَقُولُ لَهَا وَكَأَنَّهَا
قَدْ قِيلَ لَهَا اذْجِئِي مِنْ حَبِطٍ جَنَّتِ فَنَ
فَتَعْلَمُ مِنَ مَقْبِرَةٍ فَتَقُولُ قَوْلًا وَفِي قَوْلِهِمْ تَذْهَبُ
وَذَلِكَ مُسْتَقَرُّهَا

۳۱۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَسَدِيُّ وَشُعْبَةُ
الْقُرَظِيُّ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سُرَّجٍ عَنْ شَيْبَةَ عَنْ
يَسْرِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ حَذْرُوتَ الشَّمْسِ
فَجَوَّزَنِي لِمُسْتَقَرِّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا هَا تَحْتَ الْعُودِشِ

حدیث نمبر ۳۰۹ میں سورج کے مغرب سے طلوع، و جہاں کے خروج اور حایۃ الارض کے
دجال کا بیان

قرب تمامت میں شام و عراق کے درمیان دجال کا ظہور ہوگا، دجال کی صورت ایک آنکھ ہوگی اور دوسری آنکھ
کی جگہ ہوا، اس کی پیشانی پر لکھتے ہیں کہ تمام روئے زمین میں پھرتے گا، اور لوگوں کو اپنی

قَطُ بِمَا جُنْتُ بِهِ رَأَى سُورَى وَرَأَى يُذَى كَيْفَى
يَوْمَئِذٍ الْقُرْآنُ نَقْرًا مُؤَمَّرًا

ورقہ نے کہا یہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ کے پاس
وحی لے کر آیا تھا کاکشوں میں جوان موزنا کاکشوں میں
اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو تم آپ کو وطن سے
نکال دیتے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا وہ مجھ کو رفتی نکال دیں گے ورنہ نہ سے کہا ہاں!
جس شخص پر بھی آپ کی طرح وحی نازل ہوئی رہا اس
کے دشمن مر جائے تھے اگر وقت سے مجھ کو مہلت
دی تو میں اس وقت آپ کی انتہائی قری مدد کر دیتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز وحی کی ابتداء... اس سے
بعد حدیث میں سابق سے اور اس روایت میں یہ ہے
کہ حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز شرمندہ
نہیں کرے گا اور حدیث میں مذکور ہے کہ وہ آپ کو
اسے میرے چچا زاد اپنے بھتیجے کی بات سن لیجئے۔

۳۱۲۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شَرِّ بْنِ
الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عُرِدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ وَرَأَى مَا بَدِئَ
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
الْوَحْيِ قَالَتْ لَحْدَيْتُ بَيْنَ حَدِيثِ كُوسٍ عَبْدَ
أَنَسَ فَكَانَ قَوْلَهُ لَا يُخْبِرُنِي اللَّهُ بَدَأَ وَقَالَ
فَكَانَتْ خَدِيجَةُ ابْنَتُ عَدِيٍّ أُمُّهُ مِنْ ابْنِ
أَخِيكَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے وہ کچھ کہتے تھے کہ حدیث
میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز شرمندہ
نہیں کرے گا اور حدیث میں مذکور ہے کہ وہ آپ کو
اسے میرے چچا زاد اپنے بھتیجے کی بات سن لیجئے۔

۳۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ مَلِكٍ بْنُ شُعَيْبٍ
الْكَلْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي
عَفِينُ بْنُ حَارِثٍ قَالَ بَنِي قَهْقَارٍ تَجِيفُ عَنْ عُرْدَةٍ
لِابْنِ الزَّيَّاتِ يَقُولُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ قَالَتْ وَرَأَى مَا بَدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ الْوَحْيِ قَالَتْ لَحْدَيْتُ بَيْنَ حَدِيثِ كُوسٍ عَبْدَ
أَنَسَ فَكَانَ قَوْلَهُ لَا يُخْبِرُنِي اللَّهُ بَدَأَ وَقَالَ
فَكَانَتْ خَدِيجَةُ ابْنَتُ عَدِيٍّ أُمُّهُ مِنْ ابْنِ
أَخِيكَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۱۴۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ بَيْنَ يَدَيْكَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ
سَلَّمَ ثُمَّ عَنِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدُوٍّ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَقْبُورٍ
لَا تُضَارِبُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُحَدِّثُ عَنْ فَتْوَى لَوْحِي قَالَ فِي حَيَاتِهِ قَبِيلًا
أَنَا أَمِيشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ أَسْمَاءَ قَرَعَتْ
وَأَسْمَى يَا دَا لَمَلِكُ ثَدِي جَاءَنِي بِحَرْفٍ حَسْبِ
عَلَى كَرِيسِي مَكِينُ الشَّيْءِ رَضِيَ قَالَ رَضِيَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَدَّ
قَوْلِي فَقُلْتُ وَمَا لِي بِرَضِيهِ فَيَقُولُ قَدْ تَرَدَّدَ
فَأَتَدَلَّ اللَّهُ تَعَالَى وَنَدَى بَابَهُمْ ثُمَّ نَدَى فَرَدَّ
وَرَبَّكَ فَكَيْفَ وَبَيِّنَاتٍ فَطَرَهُ وَرَحِمَهُ فَاهْجِرْ
وَهُوَ رَؤُوفٌ فَانْ تَدَّتْ بِنَا لَوْحِي .

۳۱۵ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ تَمِيمٍ بْنُ شُعَيْبٍ أَنَّهُ
لَكُنْتُ قَالَ حَدَّثَنِي فِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي
عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَهْمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَهُ
ثُمَّ عَنِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدُوٍّ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَقْبُورٍ
أَنَّ تَمِيْمَةَ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ فَتَرَأَوْنِي عَتِيْقَةً وَفَتِيْلًا أَمْ مَنِي
فَعَدَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ حَيْثُ كُنْتُ فَتَرَأَوْنِي
فَجِئْتُ مِنْهُ فَتَرَأَوْنِي فَتَرَأَوْنِي فِي الرَّحْمَنِ .
قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَرَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ لَمْ يَخُفْ الْوَحْيُ بِهِمْ وَتَنَابَهَ .

۳۱۶ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَفِيعٍ قَالَ رَضِيَ
قَالَ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ يَحْيَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَدِيعَةُ
يُونُسَ وَكَانَ قَالَ نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا يَحْيَى
الْمَدِّيُّ ثُمَّ قَرَأَ نِدْوَةً رَبِّكَ فَكَيْفَ رَأَى وَالْوَجْزُ
فَاجْزُ قَبْلُ أَنْ يَخْرُجَ الصُّدْرُ وَكَوْنِي لَوْ كَانَ
قَالَ فَجِئْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلُ .

ہیں کہ رسول اللہ سے متعلق وہم و گم کی جانے کے لئے
کہ تہ کرہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں بارگاہِ
ہدایت میں نے ایک آدمی میں نے سہارا کر دیکھا ہے
وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آتا رہا
آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھ جاتا تھا
میں غزوہ ہو گئی اور گھر بے بس بن گیا اور میں سے کہا مجھے
پڑا اڑھاؤ، مجھے پڑا اڑھاؤ اہل فساد نے مجھے پڑے
اڑھائے اس وقت یہ آیت مارا ہوئی (رحمہ)
اسے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو قتل کرو
اور سب سے بڑا جان کر، ایسے پاس کہاں
رہو اور جن سے رہا کشتی پرستی پر موم۔ پھر وہی
مسلح اور گناہ نازل ہونے لگی۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے
ساتھ حضرت ہاجر سے ایسی ہی روایت منقول ہے
لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور خوت سے گھر سے
لگے اور ابو سلمہ سے بنا کہ پلیدی سے روایت
ہیں۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا اس
سند سے جن کسی طرح روایت ہے لیکن اس میں یہ اضافہ
ہے کہ آیات مبارکہ یا بعد وقوعہ لافخر و درک فکبر۔
بحرہ ہجر تک فرضیت نماز سے پہلے نازل ہوئی۔

۳۱۴۔ وَحَدَّثَنَا الرَّهْبِيُّ عَنْ حَرْبٍ قَالَ مَا سَوَّيْتُ
 ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَالُوا وَتَرَى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ
 مَا لَمْ تَسْمَعْهُ لَيْسَ بِكَ نَفَرٌ ابْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ يَا يَحْيَى
 الْمَذْبُوحُ فَصَلِّتُ أَوْ قَوْلًا فَفَعَلْتُ سَمِعْتُ حَارِثَ بْنَ قَبْلَةَ
 عَنِ النَّفَرِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ يَا يَحْيَى لَمْ تَرَ فَعَلْتُ
 أَوْ قَوْلًا قَالَ حَارِثُ مُحَمَّدٌ ثُمَّ حَدَّثَنِي رَسُوْنٌ لَمْ
 صَلِّ عَلَى ابْنِهِ عَلَيْهِ وَابْنُهُ كَانَ حَارِثُ رُسُوْنٍ
 ثُمَّ أَفْلَحَ مَا فَصَلْتُ حَارِثُ رُسُوْنٍ وَنَسَبْتُ
 بَطْنُ الْوَدُوعِ ثُمَّ دُرَيْتُ فَفَعَلْتُ أَمَّيٌّ وَخَلْفِي
 يَمِينِي وَعَنْ شِمَاقٍ فَهَذَا أَحَدُ لَمْ سَوَّيْتُ
 فَفَعَلْتُ فَلَمْ أَمَّ أَحَدًا ثُمَّ دُرَيْتُ فَفَعَلْتُ
 وَأَسِيَّ نِيَّادًا هُوَ عَلَى حَرْبٍ فِي هَوَاوٍ يَعْنِي
 حَارِثُ بَنِي زَيْدٍ رَجُلٌ مَقْبُولٌ فَفَعَلْتُ
 خَدِيجَةُ فَفَعَلْتُ وَنَوَّوْنٌ فَفَعَلْتُ وَفِي فَصَلْتُ
 عَلَى مَاءٍ فَفَعَلْتُ إِنَّهُ تَعَالَى يَا يَحْيَى لَمْ تَرَ قَوْلَهُ
 كَأَنْزِلَ وَمَنْ بَلَكَ فَكَيْفَ وَتِيَابَكَ فَفَعَلْتُ

۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَدْنَانَ
 عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَيْنٌ لَمْ تَسْمَعْ لِي عَنْ يَحْيَى
 أَبِي كَثْمَةَ يَهُدَى الْإِسْنَادُ وَقَالَ قَالَ هُوَ خَالِصٌ
 عَنِ غَدَشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

وحی کا لغوی معنی

حضرت امیر اشرفی نے منہ بیان کرنا میں کہ میں نے اس سے سیرۃ وشم برحق کی ابتداء سچے خوابوں سے ملی۔ علامہ زبیدی کہتے ہیں۔

وحی کا معنی ہے: اشارہ، کتاب، رسالہ، الہام، کلام حق ہے۔ وہ جبرئیل سے ملنے والی بات ہے۔ یہ اصل میں اصل یہ ہے کہ بعض لوگ بعض لوگوں سے کہتے ہیں کہ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
 یوحی بمضہم الی بعض زخرف بقول
 (شیاعین، رفس و الحجن) ایک دوسرے
 کو خفیہ طریقے سے طبع کی برائی بھونی بات (لوگوں کا فریب
 دینے کے لیے پھیلتے ہیں۔
 رنغام ۱۷

یہ اس لفظ کا اصل معنی ہے، پھر یہ الہام کے معنی میں مقتصر ہو گیا، اب اسحق نے کہا وحی کا لغت میں اصل معنی سے
 خفیہ طریقہ سے خبر دیا، اسی وجہ سے الہام کو وحی کہتے ہیں، اسی طرح شارد اور کن بن کو بھی وحی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ

اسیٰ یمن فانہ ینظر بہتم، اللہ فالعرق مین
الاسہام والفراسۃ انتہا کشف الامور الغیبیۃ
بواسطۃ تفرس آثار الصور ولاسہام
کشفہا بلا واسطۃ۔ ۱۵

پرنور کے باطنی اجزاء کو معلوم کرنا ہے۔ مومن کی فرشت
سے یکجودہ غنہ کے نور سے دکھاتا ہے، اہام در فرست
میں فرق یہ ہے کہ فرست میں ظاہری صورتوں اور حقائق
کے در پید باطن کا مال مختلف ہوتا ہے اور اہام میں
بلا واسطہ کشف متلا ہے۔

نزل وحی کی صورتیں اور اقسام | علامہ بدر الدین عینی نے وحی کی حسب ذیل اقسام اور صورتیں بیان کی ہیں،
۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام قدیمہ کو سنا جب کہ قرآن مجید میں ہے،
اور مائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قدیمہ سن کر ان دیت سمجھ میں آئے۔

- ۲۔ فرشتے کے واسطہ سے وحی کا نازل ہونا۔
- ۳۔ دل میں کسی معنی کا اتقاد کیا جانا۔
- ۴۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی صورت میں وحی کا نازل ہونا۔
- ۵۔ حضرت جبرائیل کسی غیر مومن آدمی کی شکل میں آکرات کریں جیسے ایک۔ اہل کی شکل میں آئے
- ۶۔ حضرت جبرائیل، نبی اعلیٰ شکل میں آئیں جیسے حضرت حمران بن جہاد پر دوں کے ساتھ آئے جن سے بات
اور موتی جھڑ سے تھے۔
- ۷۔ حضرت جبرائیل کسی صورت آدمی کی شکل میں آئیں جیسے حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں آئے۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ براہ راست پیدا ہی آپ سے محکوم ہو جیسے شب مہرج میں پردے کی اوٹ سے
کلام فرمایا۔
- ۹۔ اللہ تعالیٰ آپ سے نیند میں محکوم ہو جیسے حالت ترمذی میں حدیث مرفوعہ سے، آپ نے زامان
نے اللہ عزوجل کو بہت حسرت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ چیر میں بھکت کرتے ہیں،
۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کوئی دفعہ دکھایا گئے جیسے حضرت رافیعہ علیہ السلام نے خواب میں
دیکھا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔
- ۱۱۔ وحی اسرافیل جبکہ کہ مسند حد میں سے تین سال حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ کے ہاتھ موکل سے۔ ۱۵

خواب کی تعریف اور اقسام | حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:
انسان نیند میں جڑ کچھ دکھاتا ہے اس کو خواب کہتے ہیں، اور قیاسی ابو بکر
بن العزہ نے کہا خواب ان دراکات کو کہتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بندہ سے قلب میں پیدا کرتا ہے، جس طرح
پیدا ہی میں اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں ادراکات پیدا کرتا ہے، خواب میں جو ادراکات ہوتے ہیں وہ دوسرے

۱۵۔ ملا علی بن سلطان محمد القاسمی متوفی ۱۰۰۴ھ، مرقاۃ ج اص ۲۶۲، مطبعہ مکتبہ اداویہ لبنان، ۱۳۹۰ھ
۱۶۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ص ۴۰، مطبعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۲۰ھ

امور کے لیے علامات بن جاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بعد میں پیدا فرمانے کا، اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو بارش کے لیے علامت بنایا ہے لیکن کبھی اس کے خلاف بھی جرتا ہے۔ ۱۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

خواب کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم رویا صادقہ، یہ انبیاء و عیسیم، اسلام اور مساکین کے خواب میں جو کچھ وہ خواب میں دیکھتے ہیں اس کے موافق بیداری میں واقع ہو جاتا ہے، اور دوسری قسم ہے اضطرابات، اور اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) خواب میں دیکھنے والے کے ساتھ شیطان مذاق کرتا ہے تاکہ خواب دیکھنے والا خوف زدہ اور غلبین ہو مثلاً وہ دیکھتا ہے کہ اس کا سر کاٹ دیا گیا ہے اور وہ اس کے تجھے بھاگ رہا ہے۔ (۲) وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ فرشتے اس کو کسی حرام کام کو کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ (۳) انسان دن میں جو باتیں کرتا ہے اور اس کے دل میں جو تمنائیں واقع ہوتی ہیں وہ انہی چیزوں کو خواب میں دیکھتا ہے، یا جن چیزوں کو وہ بیداری میں نیاں دیکھتا ہے انہی کو خواب میں دیکھتا ہے یا جو چیزیں اس کے مزاج پر غالب ہوتی ہیں وہی اس کو خواب میں نظر آتی ہیں۔ ۲۔

ابتداء نبوت میں غار حرا جانے کی حکمتیں | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ابتدا پہلے خوابوں سے کی گئی تھی، تاکہ فرشتے کا آسمان کے پاس آنا کوئی اچانک حادثہ نہ ہو، اس لیے پہلے آپ میں خصال نبوت پیدا کیے گئے، آپ کو بھی خواب دکھائے گئے، حجر اور قحط آپ کو دیکھ کر سلام عرض کرتے اور آپ کو بھی کہہ کر منیٰ طیب کرتے، پھر اللہ تعالیٰ نے بیداری میں آپ کے پاس فرشتہ بھیجا، آپ کے دل میں تنہائی کی محبت پیدا کی گئی، تاکہ آپ کا دل دنیا اور اس کے تشکرات سے فارغ ہو، کیونکہ جب تک انسان کثرتِ ریاضت نہ کرے وہ اپنی طبیعت سے منتقل نہیں ہوتا، اس لیے آپ کے دل میں خلوت گزینی پیدا کی گئی، تاکہ آپ لوگوں کے ساتھ میل جول سے مستمع ہوں، وہ آپ کے لیے رحمت کا حصول سہل اور آسان ہو، فرشتے کا آپ سے بار بار یہ کہنا "پڑھئے" اور اپنے سینے سے نکال کر بھینچنا بھی اسی لیے تھا تاکہ آپ کو فرشتے کے ساتھ مناسبت پیدا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ چراگ تنہائیوں میں بیٹھنا اسی طرح تھا جس طرح ابتداء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی عبادت کرنے کے طریقہ پر غور و فکر کر رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں کئی دنوں تک صبر کرنے کے لیے اپنے ساتھ کئی کئی دھنوں کا کھانا لے جاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ مستقبل کے لیے کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرنا اور اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

بعثت سے پہلے آپ کی عبادت کی تحقیق | نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے

۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح باری ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار نشر الفکر الاسلامیہ مصر

۲۔ فتح الباری ج ۲ ص ۱۲۵۴

جہادوت کرتے تھے آیا وہ انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کی شریعت تھی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اہل علم کے دو قول ہیں، جمہور کا قول ثانی الذکر ہے، ان کا موقف ہے کہ آپ کے دل میں معرفت الہی کا جو نور تھا، کیا یہی تھا آپ اس کے مطابق عبادت کرتے تھے، علامہ ابن حاجب اور علامہ بیضاوی کا مختار یہ ہے کہ آپ کسی شریعت سابقہ کے مکلف نہ تھے، جمہور نے اس کو مسترد کر دیا ہے کیونکہ اگر آپ کسی شریعت کے متبع ہوتے تو اس شریعت کے لوگ اس پر فخر کرتے، پھر جو علماء اس کے قائل ہیں کہ آپ کسی شریعت سابقہ کے متبع تھے، اس شریعت کے تعین میں ان کے آٹھ اقوال ہیں:

۱۔ شریعت ابراہیمی، (۲) شریعت موسیٰ (۳) شریعت عیسیٰ (۴) شریعت نوح (۵) شریعت آدم (۶)۔
آپ یا تعین کسی شریعت پر عمل کرتے تھے وہ تمام شرائع آپ کی شریعت تھیں (۸) آدمی اور ابوالہی نے اس مسئلہ میں توفیق کیا ہے۔

اگر جمہور کے موقف پر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید میں ہے:

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ تَتَّبِعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا۔
پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ دینِ ابراہیم کی پیروی کریں جو باطل سے الگ اور حق کی طرف مائل تھے۔
(نحل، ۱۲۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ ملتِ ابراہیم سے یہاں دین مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کو ماننے میں ان کی پیروی کریں یا مناسکِ حج میں ان کی پیروی مراد ہے۔
اس مسئلہ میں دوسری بحث یہ ہے کہ آپ کی عبادت کی کیا نوعیت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ طر و نگر کرتے تھے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتداء میں غزو و نگر کرتے تھے، یا غارِ حرا کی تنہائیوں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے، حسنِ الوجہیت کی تجلیات کا مشاہدہ کرتے اور صفاتِ الہیہ کے مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے۔

اس مسئلہ میں تیسری بحث یہ ہے کہ علانِ نبوت کے بعد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کی شریعتوں میں سے کسی شریعت کے مکلف تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ اصولیین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اکثر علماءِ اصول کے نزدیک یہ جائز ہیں، امامِ رازی، علامہ آدمی اور دیگر علماء کا یہی مختار ہے، اور بعض علماء اصول نے یہ کہا ہے کہ آپ کو کتب سابقہ میں سے احکام حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اور ہم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت بھی ہماری شریعت ہے، علامہ ابن حاجب کا یہی موقف ہے اور امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ بعثت کے بعد آپ شرائع سابقہ میں سے کسی شریعت کے مکلف نہیں تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فسرشتہ کو پہچاننے کی تحقیق | علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

۱۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متون ۸۵۵ء، ملکہ القاری ج ۱ ص ۶۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۸۸ھ

امام ابن سعد نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ فرشتہ آپ کے پاس حراء میں سترہ رمضان کو ہر کے دن آیا تھا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال تھی۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ جب ابتدائی فرشتہ آپ کے پاس وحی لے کر آیا تو آپ کو یہ کیسے یقین ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے، علامہ عینی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح نبی اپنے صدق کے ثبوت میں امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اسی طرح جب فرشتہ نبی کے پاس وحی لے کر آتا ہے تو وہ بھی اپنے صدق کے ثبوت میں معجزہ پیش کرتا ہے۔

تحقیق برے کے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک صفت دی ہے جس کی وجہ سے ہم انسان اور حیران کے درمیان امتیاز کر لیتے ہیں، اسی طرح اللہ نے نبی کو یک اور صفت دی ہے جس سے وہ فرشتوں اور شیطان کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

ان له صفة بها يبصر العدا لئلا يشاهد هم
كما ان للبصير صفة بها يعادق الاعشى حتى
يبدرك بها المبصرات .

نبی کو ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرنا ہے، جس طرح بینا آدمی کو کبک ایسی صفت حاصل ہے جس سے وہ اندھوں میں ممتاز ہے اور مبصرات کا اندازہ کرتا ہے۔

اس بحث کو زیادہ تفصیل سے جاننے کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ناسم ص ۱۰۸-۸۸ کا مطالعہ کریں۔

حراء میں فرشتے کی آمد | اس حدیث میں ہے: اس دوران فارحان اپنا کبک آپ پر وحی نازل ہوئی، فرشتے نے ہر آپ سے کہا اقسام ”یٹھیں“ آپ نے فرمایا ما انا بقری“ میں پر مئے والا نہیں ہوں یا میں کیا پڑھوں؟“

ما نظر ابن قسبر مستقل کہتے ہیں۔

عبد بن حمیر سے مروی روایت ہے کہ بیداری سے پہلے خواب میں آپ پر وحی نازل کی گئی تھی، یہ بھی جو مسئلہ ہے کہ خواب دیکھنے کے فوراً بعد آپ پر اچانک وحی نازل کی گئی اور مرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ پہلے آپ خواب دیکھتے تھے، سب سے پہلے آپ نے جبرائیل کو احیاء میں دیکھا اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جبرائیل جبرائیل آپ دلوں سے بھاگ کر لوگوں میں ملے گئے، پھر آپ نے کچھ نہیں دیکھا، پھر جب آپ لوگوں سے نکلے تو جبرائیل نے پھر آپ کو آواز دی، آپ پھر بھاگ گئے، پھر جبرائیل حراء میں آئے اور اقرار کا قصہ پیش آیا۔ (روایت تالی اعلم بالاصواب)۔

۱۔ علامہ بدر الدین محمد بن احمد بیہقی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۲ مطبوعہ دارۃ الطباعة المیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

۲۔ امام مصرین محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ دارالافتاء بیروت

جس وقت آپ نے حرم میں جبرئیل کو دیکھا اس وقت ان کے یا قوت کے دو پر تھے جن سے آنکھیں چکا چوند ہو رہی تھیں، یہ ابن العیثم کی روایت سے اور وہ ضعیف روای ہے، اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے: "میں نے جبرئیل کو اس کی اصلی صورت میں جس میں اس کو پیدا کیا گیا ہے صرف دو مرتبہ دیکھا ہے اور امام احمد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ پہلی بار اس وقت دیکھا جب میں نے سست بہ سون یا کہ وہ مجھے اپنی صورت دکھائے، اور دوسری بار معراج کے موقع پر دیکھا، اور امام ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مینا محمد رضی اللہ عنہا نے جبرئیل کو — اس کی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے، ایک مرتبہ سدرة المنتہی پر اور ایک مرتبہ حیا میں۔ اس روایت سے ابن العیثم کی روایت کی تقویت ہوتی ہے اور یہ کہ آپ نے غار حرا میں جو جبرئیل کو دیکھا یہ ان دو مرتبہ دیکھنے کے علاوہ تھا۔ وہ جس دیکھنے کو ان کے ساتھ اس لیے ضم نہیں کیا گیا کہ ممکن ہے اس بار یعنی حرا میں آپ نے جبرئیل کو اس کی مثل صورت میں نہ دیکھا ہو۔ (۱) واللہ اعلم بالصواب۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

ما انا بقاری کی تحقیق

جبرئیل نے آپ سے ما انا بقاری کے بارے میں بڑے بڑے آپ نے فرمایا: ما انا بقاری میں اچھی طرح نہیں پڑھا۔ اور جب میں نے آپ سے فرمایا تو جبرئیل نے کہا: افسوس! باسبب ہمت یعنی آپ اپنی قوت اور اپنی معرفت سے نہ بڑھیں کہ آپ اپنے سبب کائنات اور اس کی عانت سے بڑھیں، اس نے جس طرح آپ کو پیدا کیا ہے وہ آپ کو بڑھ سکا ہے گا، یہ علامہ بیہل کی تفسیر ہے۔ اور دوسرے علامہ نے یہ کہا کہ ما انا بقاری کی ترکیب جناس کا نقشہ نہ کرنے سے، کیونکہ جب من الیہ سے پہلے حرف لمی ہو، من الیہ منہ پر مقدم ہو، منہ فعل یا شبہ فعل ہو تو اس ترکیب میں منہ، منہ الیہ کے ساتھ مختلف ہوتا ہے جیسے ما انا قلت هذا، یہی یہ بات صرف میں نے نہیں کہی اس کا مطلب ہے میرے علاوہ دوسروں نے یہ بات نہیں کہی، یعنی من الیہ ذات نہیں کر سکتا، میرے علاوہ دوسرے ذات کر سکتے ہیں، علامہ طیبی نے اس تقریر کو مسترد کر دیا ہے اور کہا یہ ترکیب نفی و تنکید کا تقاضا کرتی ہے، اور اس کا معنی ہے میں بیٹن قرآن کر نے وہ بڑھنے والا نہیں ہوں، اگر یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے تین بار ما انا بقاری کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی بار کا معنی یہ ہے کہ میں بڑھ نہیں سکتا، دوسری بار کا معنی یہ ہے کہ میں بڑھ نہیں ہوں، اور تیسری بار کا معنی ہے میں بڑھ نہیں ہوں، اس کے ہوتی ہے کہ البتہ اسود نے معارج میں عرود سے روایت کیا ہے عیفاً افسوس، میں کہے بڑھوں اور سیرت ابن اسحاق میں عبید بن عمیر سے روایت ہے ما انا بقاری میں کیا بڑھوں؟ اور دواخل ہیثمی میں زہری سے مروی روایت ہے عیفاً افسوس میں کہے بڑھوں؟ اور ان تمام روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ ما انا بقاری سے ہے۔

۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲ ص ۲۴۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

علامہ سنوسی مالکی کہتے ہیں:

یہ ترکیب تخصیص کے لیے ہے اور صاف بقدری کا منہ ہے۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں جس کو قدری (پڑھنے والا) کہا جاتا ہو حتیٰ کہ اس سے قرأت طلب کی جائے۔ یعنی بالخصوص میں پڑھنے وال نہیں ہوں اور دوسرے بہت پڑھنے والے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں اور بہت پڑھنے والے تھے جیسے ورقد بن نوفل اور یحییٰ بن یزید کے اجداد اور رہبان اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی شخص سے مسئلہ پوچھا جائے تو وہ کہے میں عالم نہیں ہوں یعنی اور لوگ بھی عالم ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لو۔

علامہ بدر الدین عینی کہتے ہیں:

صاف بقدری میں دراصل میں ایک یہ ہے کہ صاف نافیہ ہو اور دوسرا یہ کہ صاف استفہامیہ ہو اگر صاف نافیہ ہو تو اس کا معنی صاف احسن القضاۃ میں اچھی خارج میں پڑھ سکتا اور اگر صاف استفہامیہ ہو تو اس کا معنی ہے میں کیسے پڑھوں؟ یا میں کیا پڑھوں؟ اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ صاف استفہامیہ کے بعد باوجود زائدہ نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بہن فلفظ سے کیونکہ انفس نے صاف استفہامیہ کے بعد بار زائدہ کو جائز قرار دیا ہے بلکہ صاف نافیہ ہونا عید سے اور ظاہر ہی سے کہ یہ صاف استفہام کے لیے ہے جیسا کہ لوالا سود کی منافی میں طرہ سے روایت ہے قال حیث اقدّر آپ نے فرمایا میں کیسے پڑھوں؟۔ ورنہ بن اسحاق کی سیرت میں عبید بن جریج سے روایت ہے: قال صاف اقدّر آپ نے فرمایا میں کیا پڑھوں؟۔

شیخ عبدالحق محدث دہلی کہتے ہیں:

آپ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس لیے مجھ سے پڑھا نہیں جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ اپنا تک فرشتے کو دیکھنے سے آپ کو سخت دہشت درخون لاحق ہو اور اس حرف اور دہشت کی وجہ سے آپ نے فرمایا ہوں پڑھا ہوا نہیں ہوں اور اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ آپ نے اُمّی ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا کیونکہ جو شخص پڑھا ہوا نہ ہو وہ دوسرے کے پڑھانے سے پڑھ سکتا ہے اور کسی کی تعلیم سے پڑھنا میت کے منافی نہیں ہے خصوصاً جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غایت رحمہ کے فیض و ریع تھے ہر کسی کو مونی چیز کو دیکھ کر پڑھنا امتیّت کے منافی ہے۔ قافوس میں رکھ دے کہ اُمّی اس شخص کو کہتے ہیں جو کھانا نہ پاتا اور کھانے کوئی چیز کو نہ پڑھ سکتا ہو اور بعض روایات میں ہے کہ جبرائیل جو اس سے آواز نہ لے سکتا تھا کہ پڑھنا نہ پڑھنا کہتے تھے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی میں وہ صحیفہ رکھ کر کہا پڑھیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نامہ اور نوشتہ میں لکھی مونی چیز کو کیسے پڑھوں؟ یہ معنی زیادہ مناسب اور زیادہ ظاہر ہے۔

- ۱۔ علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ مکمل کمال المسلم ج ۱ ص ۲۶۵-۲۶۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، مصر
- ۲۔ علامہ بدر الدین محمود بن محمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، حمدۃ القاری ج ۱ ص ۵۴، مطبوعہ دارالطباعۃ النیر، مصر ۱۳۲۸ھ
- ۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۵۰۴-۵۰۶، مطبوعہ مطبعہ تیج کمار لکھنؤ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے کسی دنیاوی استاد سے پڑھنا اور لکھنا نہیں سیکھا، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے لکھے ہوتے تو لوگ آپ کی نبوت میں شک کرتے، آپ نے قرآن مجید کے جو عالی معنی میں بیان فرمائے اور گزشتہ امتوں کے جو احوال بیان فرمائے، وہ آپ کی نبوت کی دلیل قرار پائے، کیونکہ آپ نے کسی سے پڑھے بغیر وہ تمام معانی میں بیان فرمائے جن کو پڑھے بغیر کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا، اگر بالعرض آپ پڑھے لکھے ہوتے تو لوگ کہ آپ کی نبوت میں شک پڑ جاتا، وہ کہتے کہ آپ نے دوسری کتابوں میں پڑھ کر یہ امور بیان فرمائے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا

تَنخِطُ بِمِثْقَلِ إِدْرَاكِ تَابِ الْغَابُوتِ۔

(عنکبوت: ۲۸)

اور (اعلان نبوت سے) پہلے آپ کوئی کتاب پڑھتے تھے اللہ ہی اپنے لہجے سے لکھتے تھے، (اگر ایسا ہوتا) تو اس وقت باطل پرست ضرور شک میں پڑ جاتے۔

لیکن اعلان نبوت کے بعد آپ نے پڑھا بھی، اور لکھا بھی، آپ کا نہ پڑھنا لکھنا بھی معجزہ تھا کہ پڑھے لکھے بغیر اتنے عظیم علوم بیان فرمائے اللہ پڑھنا لکھنا بھی معجزہ تھا کہ بغیر کسی کے سکھائے آپ نے سکھا اللہ پڑھا، اس کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بیان کر دی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے سے انکار کیا اللہ فرمایا "میں پڑھنے والا نہیں ہوں" اس کی وجہ یہ تھی کہ فہم میں آپ عبادت میں مشغول تھے، اس وقت فرشتے نے کہا پڑھیے تو آپ نے نہ تارک کیا تاکہ آپ کی عبادت میں خلل نہ ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ تین بار جبریل نے کہا پڑھیے اور آپ نے یہی فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اللہ جب اس نے چوٹی بار کہا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔

پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

(خلق: ۱)

تب آپ کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ بھی تو اسی ذات کا نام ہے رب ہے جس کے مشاہدہ اور مطالعہ میں میں مستغرق ہوں، سو آپ نے اس آیت کو پڑھ دیا۔ علامہ فردی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ واضح دلیل ہے کہ سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ہے، اور جو علامہ یہ کہتے ہیں کہ ہر سورت سے پہلے الحمد للہ الرحمن الرحیم ہے وہ قرآن مجید کا جز نہیں ہے وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، لیکن اس دلیل کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ ہر کتاب ہے کہ اس پر لوگ سورت کے نازل ہونے کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی ہو۔ لہ

علامہ نووی کا یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ علامہ شافعیہ کا یہ موقف ہے کہ ہر صورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوگا کہ سورہ علق سے پہلے ہر حال بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہیں ہوگا۔

پہلی وحی نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف اور گھبراہٹ کی توجیہ | اس حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی لے کر اس حال میں گھر پہنچے کہ آپ پر کبھی طاری تھی، آپ نے فرمایا مجھے کبھی اڑھاؤ مجھے کبھی اڑھاؤ، آپ کو کپڑے اڑھانے لگے حتیٰ کہ آپ کا خوف دھڑ دھڑا گیا، پھر آپ نے ماجرا سنایا اور فرمایا سبکھ

اپنی جان کا خطرہ ہے!

علامہ نووی لکھتے ہیں:

قامنی عیاض نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ کو اس کلام کے وحی الہی ہونے میں شک تھا، بلکہ یہ خوف تھا کہ اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے میں کہیں آپ سے کوئی کمی نہ رہ جائے یا آپ وحی الہی کے تقاضوں کو کا حقہ پورا نہ کر سکیں۔ جب آپ کے پاس فارحہ میں فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آگیا اور آپ کو مبعوث کر دیا گیا، اب آپ کے لیے یہ شک جائز نہیں تھا کہ یہ آنے والا اللہ کا فرشتہ ہے یا نہیں، اس کی مزید رضا و صحت منقریب آرہی ہے۔

حضرت خدیجہ کے تسلی آمیز کلمات کی تشریح | اس حدیث میں ہے: حضرت خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں! آپ کو یہ نوبہ مبارک صراحتاً اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز شرمندہ نہیں کرے گا، آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نادار لوگوں کو مال دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جس چیز نے باطل بہ اسلام کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تھی، وہ کسی خارجی مجوزہ یا عقل و دلیل کے بغیر صرف آپ کی سیرت کے اہماک کو دیکھ کر آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں۔

علامہ نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو کوئی مصیبت یا آفت نہیں پہنچے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکامِ اخلاقِ عطا فرمائے ہیں اور آپ کی سیرت بہت عمدہ ہے اور اس میں یہ دلیل ہے کہ حسنِ اخلاق اور یک صفاتِ آفات اور معائب سے محفوظ رہنے کا سبب ہیں، نیز اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کسی مصلحت کی وجہ سے انسان کے منہ پر اس کی تعریف کرنا جائز ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص کسی بات سے خوف زدہ ہو تو اس کے سامنے سلامتی کے اسباب بیان کرنے چاہیں اور اس کا خوف دور کرنا چاہیے اور اس حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اعابتِ راستے، عقل کی پختگی، ان کی فقاہت اور حق پر ان کی ثابت قدمی کی دلیل ہے۔

ورق بن نوفل کے پاس جانے کی توجیہ | اس حدیث میں ہے: حضرت خدیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورق بن نوفل کے پاس لے گئیں، ورق نے تمام ماجرا سن کر

کہا یہی وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورق بن نوفل کے پاس جانے کی حکمت یہ تھی کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ جس شخص نے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی وہ ایک عیب نالی عالم تھا اور عیسائیوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حجت ہو جاتے۔

ناموس کا معنی سے صاحب السر کثیر، جو شخص نیک ماں میں رزدار ہو اور باسوس کا معنی ہے صاحب السر الشری، جو شخص بُری ماں میں رزدار ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لیے ذکر کیا کہ تمام یہودی اور عیب نالی ان کو نبی مانتے تھے اس کے مرفلاف حضرت عیسیٰ کو بعض یہودی نبی نہیں مانتے تھے ہاں اس بیت کہ تو رات کے احکام کی عیسائی بھی پیروی کرتے تھے، یا اس لیے کہ حضرت موسیٰ و حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں حکیم اللہ اور کثیر المعجزات تھے۔

آیا وحی رک جانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو بہاڑے گرا دینے کا ارادہ کیا تھا؟

حدیث نمبر ۳۱۴ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی رک جانے کا تذکرہ فرما رہے تھے۔

علامہ بدر الدین لکھتے ہیں:

امام بخاری نے کتاب التنبیہ میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وحی کا نہ رک گیا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں روگئے اور ہر وایت ہم تک پہنچی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ اس قدر ٹپکین مونسے کہ آپ بار بار دوڑتے تاکہ آپ خود کو بہاڑوں کی چوٹیوں سے گرا دیں، اور جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے کہ خود کو اس بلکے سے گرا دیں تو جبرائیل آپ کے سامنے آنے درکیتے اسے محمد ریسے اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے رسول برحق ہیں، پھر آپ کا غضب ختم ہو جاتا اور آپ کا دل مطمئن ہو جاتا اور آپ وٹ تے، پھر جب وحی کا نہ ہو گیا تو آپ پھر پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے پھر جبرائیل آپ کے سامنے آگئے اور آپ سے اسی طرح کہا کہ بیچ بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۴)

یہ حدیث سن کر طاغوت میں سے سے یہی یہ حدیث منقطع سے امام بخاری نے اس کی سند ذکر نہیں کی اور نہ اس کے راوی کا ذکر کیا ہے، اور نہ یہ بیان کیسے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور نہ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں معروف ہے۔ علاوہ انہی اس کا کل یہ ہے کہ یہ ابتدائی واقعہ ہے جب آپ نے جبرائیل کو نہیں دیکھا تھا جیسا کہ ابن اسحاق نے بعض سے نقل کیا ہے، یا یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب قوم کی تکذیب کرنے سے آپ دل برداشتہ ہو گئے تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

فَلَعَلَّكَ يَا خُفَّاءُ نَفْسُكَ عَلَىٰ أَن تَرْهَقَ بِهِ لَهْمُ يَوْمِنَا

نقد الحدیث اسفاً رکعت ۶ جیشیں گئے اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں۔

گئے جن سے آپ مالوس تھے، اور ان کو سارا ماجرا سنایا، حضرت محمد مجہ جبر آپ کے اخلاق کریمہ اور اسوۂ حسنہ سے واقف تھیں، آپ کا منصب نبوت پر فائز ہونا اور اچانک اس غیر معمولی واقعہ کے پیش آنے سے آپ کا گھبراہٹ اور خوف زدہ ہونا ان کے نزدیک غیر متوقع نہیں تھا، اس لیے آپ کو مطمئن اور پرسکون رکھنے کے لیے وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں کیونکہ وہ صادق، عارف اور کتب قدیمہ کے عالم تھے، جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اس نے حق کا اعتراف اور یقین کر لیا۔

پھر تالیس نبوت کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ وحی کا ٹک جاننا تھا تاکہ وحی کا حصول تدریجاً ہو اور آپ کو اس کی مشق ہو، وحی کا ٹک جاننا آپ پر شاق گذرا کیونکہ بھی تک امتہ تقا کی طرف سے یہ خطاب نہیں کیا گیا تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے بندوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں، اس لیے آپ غمزدہ ہو گئے، پھر آپ آہستہ آہستہ منصب نبوت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے علاوہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر شدہ فزعات جاری کر دیں۔

باقی رہا یہ امر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے نبوت سے خود کو گم کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت نبوت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کی آپ کو مشق نہیں تھی اور آپ کو یہ قدرہ تھا کہ نبوت کا بوجھ اٹھانے سے تمام لوگ آپ کے مخالف ہو جائیں گے۔

اس سے نزدیک اس اشکال کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ ضافہ یا منقطع ہے یا مدح ہے اور صحیح بخاری میں مذکور ہونے کے باوجود یہ اضافہ شدہ صحیح نہیں ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اور مہامی کے ارادوں سے معصوم ہونا تطہیر میں سے ہے اور یہ منقطع روایت اس عقیدہ قطعہ سے مزاحم ہے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں بھی بخاری کے حاشیے سے مذکور ہے لیکن حیرت ہے کہ طائیفہ ثاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی شرح کرنے سے کوئی تعرض نہیں کیا اور غامضی سے آگے گذر گئے، اسی طرح حاشیے سے مرعوم، غلام رسول رضوی نے بھی قبیم بخاری میں اس حدیث پر کوئی کلام نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر مستطانی لکھتے ہیں:

القطع وحی کی مدت کا بیان تاریخ احمد بن حنبل میں متبعی سے روایت ہے کہ وحی رک جانے کی مدت تین سال تھی، امام ابن اسحاق نے اسی پر وثوق کیا ہے، اور امام بیہقی نے یہ نقل کیا ہے کہ وحی رک جانے کی مدت چھ ماہ تھی، اس بنا پر نبوت کی ابتداء چالیس سال مکمل ہونے کے بعد حراہوں سے ماہ ربیع الاول میں ہوئی، اور بیداری میں وحی رمضان میں واقع ہوئی، اور یہ جو کہا گیا ہے کہ انقطاع وحی کی مدت تین سال ہے، اس کا مطلب اتنا ہے کہ یا یہاں مدت کی درمیانی مدت میں جبرائیل کا نہ آنا نہیں ہے بلکہ فقط قسطنطین مجید کا نزول تاخیر ہو گیا تھا۔ پھر میں نے تاریخ امام احمد کو دیکھا تو اس میں شبہ سے یہ روایت ہے کہ چالیس سال کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت نازل ہوئی، اور ابتدائی نبوت میں تین سال آپ کے ساتھ حضرت اسرائیل رہے، اور جب تین سال گزر گئے تو پھر آپ کے

۱۲۱ھ

۱۔ حنفی شہاب الدین احمد بن علی بن حجر مستطانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲ ص ۲۶۱-۲۵۹، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ لاہور

ساتھ حضرت جبرائیل رہے، پھر دس سال آپ کے اور قرآن مجید نازل ہوا، اور امام ابن ابی خبیش نے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ کو پالیس سال کی عمر میں مبعوث کیا گیا، اچھائی تین سال آپ حضرت اسرافیل کے سپرد تھے اس کے بعد آپ حضرت جبرائیل کے سپرد کیے گئے، امام واقدی نے اس سہل روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ فرشتوں میں سے صرف حضرت جبرائیل آپ کے ساتھ رہے ہیں لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں ہے، کیونکہ ثبوت نفا نانی پر مقدم ہوتی ہے، علامہ سیبلی نے کہہ دیا کہ وحی رک جانے کی مدت ڈھائی سال ہے اور ایک روایت میں یہ مدت چھ ماہ ہے، اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ مدت چند دن تھی۔ ۱۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وحی کو روکنے میں محنت یہ تھی کہ وحی نازل ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو غرور اور گھبراہٹ لاحق ہوتی تھی وہ دُور ہو جائے اور وحی کے حصول کے لیے آپ کے دل میں شوق اور انتظار پیدا ہو۔ ۲۔

اعلان نبوت سے پہلے آپ کے نبوت سے متصف ہونے کی تحقیق | سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

نزدک وحی کی کیفیت کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک اس صورت حال سے آواز آیا تھا، آپ کو اس سے پہلے کبھی یہ گمان بھی نہ گذرنا تھا کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں نہ اس کی کوئی خواہش آپ کے دل کے کسی گوشہ میں موجود تھی، نہ اس کے لیے کوئی تیاری آپ پہلے سے کر رہے تھے اور نہ اس کے لیے آپ متوقع تھے کہ ایک فرشتہ اوپر سے پیغام لے کر آئے گا، آپ غفلت میں بیٹھ کر مراقبہ اور عبادت ضرور فرماتے تھے لیکن نبی بنائے جانے کا کوئی تصور آپ کے ماضیہ خیال میں نہ تھا، اسی حالت میں جب یکایک غاصب کی اس تنہائی میں فرشتہ آیا تو آپ کے اوپر اس پہلے عظیم اور غیر معمولی تجربہ سے دی گھبراہٹ طاری ہوئی جو ان محاورے ایسے حالات میں ایک بشر پر طاری ہوتی چاہیے، تعلق نظر اس کے کہ وہ کب ہی عظیم الشان بشر ہو، یہ گھبراہٹ بیدار نہیں بلکہ مرکب تشویش کی طرح طرح کے سوالات حضور کے ذہن میں پیدا ہو رہے تھے جنہوں نے طبع مبارک کو سخت غلبان میں مبتلا کر دیا تھا کیا واقعی میں نبی بنایا گیا ہوں؟ کہیں مجھے کسی سخت آزمائش میں تر نہیں ڈال دیا گیا؟ یہ بار عظیم آخر میں کیسے ٹھارہ گا؟ اس عبادت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے وحی لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہونے کا معاملہ یا مبعوث ہونے کا علم تو الگ رہا، سورہ فرقان کی تہذیبی پانچ آیتوں کے غافل ہونے کے بعد ہی حضور کو جبرائیل کا ظہور ہوا اور قرآن کا نہ اپنے نبی اور صاحب کتاب ہونے کا۔

سوال یہ ہے کہ جب حضور کی نبوت کی پہلی بنیاد ہی شک پر رکھی گئی تو بعد میں حاکم کون سی ایسی نئی چیز سامنے آئی تھی جس کے سبب سے یہ شک یقین سے بدل گیا جو جبرائیل پہلی بار وحی سے کر آیا وحی جبرائیل اخیر وقت تک

۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر مستدرک متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۵۰۹، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامیہ لاہور ۱۳۸۱ھ

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۰۹، مطبوعہ مطبعہ تیج کار لکھنؤ

۳۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، میرت سرور عالم ج ۲ ص ۱۳۶، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۸۹ء

وہی لانا رہا جس قسم کے کلام کو اس نے پہلی بار پیش کیا اسی قسم کا کلام اخیر وقت تک پیش کرتا رہا، کوئی نئی چیز اس دوران رونما نہیں ہوئی، وہی تصور رہے، وہی جبرائیل اور وہی قرآن! پھر کیا سبب ہے کہ پہلی پانچ آیتوں کا قرآن ہونا حضور کے نزدیک مشکوک ہو اور باقی آیتوں کا قرآن ہونا یقینی ہو، پہلی مرتبہ جبرائیل کو اللہ کا فرستادہ یقین نہ کیا ہو، پھر کر لیا ہو، پہلے اپنے نبی موسیٰ کا یقین نہ ہو پھر کر لیا ہو.....!

پھر ایسے میں کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جس شخص پر قرآن مازلل واجب ہے کہ وہی ابتداء میں اس کلام کے وحی الہی ہونے کا یقین نہیں تھا تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم اس کلام کو کلام خداوندی اور شخص کو صاحب کتاب الہی مانیں۔ یاد رکھیے اگر ایک منٹ کے لیے بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ وہی اللہ ہے، اللہ علیہ وسلم کو وحی کے بارے میں شک ہو سکتا ہے تو تمام وحی مشکوک ہو جاتی، حضور علیہ وسلم کی نبوت، قرآن و اسلام ان میں سے کوئی چیز بھی یقینی نہیں رہ سکتی۔

نزول قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ تھے اور نہ ہی آپ کو بعثت کا علم تھا اس پر استدلال کرتے ہوئے مروجہ صحاح کہتے ہیں:

وما كنت تتوحى ان ينزل عليك الكتاب - اور تم نہ گز اس کے امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب

(القصص ۲۸۶)

نازل کی جائے۔

ما كنت تدري ما الكتاب ولا الایمان - تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا، مومن سے اور نہ

(الشورى ۵۲)

یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا، مومن سے۔

یہ آیات اس باب میں بالکل غلط تفسیر ہیں کہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے سے پہلے آپ اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں۔ لہ

آیات تو تمام قرآن کی قطعاً التبروت ہیں۔ غالباً سید مروجہ صحاح قطعی اہل لہ نہ کہنا چاہتے تھے یعنی یہ آیات اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہیں کہ نزول قرآن سے پہلے حضور کو نبوت کا علم نہیں تھا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے پھر پہلی آیت کریمہ و ما كنت توحى ان ينزل عليك الكتاب - اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت فرماتے ہیں اس امت میں بظاہر خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن مراد آپ کی امت ہے۔ یعنی آپ کی امت کو یہ توقع نہ تھی کہ ان کو یہ کتاب عطا کی جائے گی، حضرت ابن عباس کی یہ روایت حدیث مازن نے مکرر کی ہے فرماتے ہیں:

قال ابن عباس ان الخطاب في هذا الحديث صلي الله عليه وسلم والحمد لله رب العالمين - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ خطاب بظاہر حضور کو ہے اس سے مراد آپ کی امت ہیں۔

ہیں۔

علامہ ابوالبرکات فسفی حنفی نے بھی اس روایت کو اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں اسی مقام پر ذکر کیا ہے۔ لہ

ش - سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، سیرت سرور عالم ص ۲۸، مطبوعہ ادارۃ ترجمان القرآن، لاہور، سال ۱۳۸۵ھ

۲ - علامہ علامہ مدین علی بن محمد نمازین متوفی ۱۲۵۰ھ، تفسیر نمازین ج ۲ ص ۳۴۴، مطبوعہ دارالکتب العربیہ بپشاور

۳ - علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد فسفی متوفی ۱۱۰۰ھ، مدارک التنزیل ج ۱ ص ۳۴۴، مطبوعہ دارالکتب العربیہ

حضرت ابن عباس کی اس روایت سے یہ جاں یہ ثابت ہو گیا کہ یہ آیت قطعی الدلائل نہیں ہے اور اس آیت سے قطع نظر کر کے اس بات پر اصرار کیا جائے کہ یہ خطاب مفسور ہی سے ہے۔ تب بھی مودودی صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ مودودی صاحب نے بیت کا ایک اہم حصہ چھوڑ دیا جس سے پوری بات صاف ہو جاتی ہے، پوری آیت اس طرح ہے۔

وما كنت ترجوا ان يبقی لیث لکتاب ۲
رحمة من ربك - القصص ۱۶۰
امام رازی لکھتے ہیں:

کأنه قيل وما بقی لیث لکتاب ۲ رحمة من ربك
ويمكن ايضا اجاؤه على ظاهره ای وما كنت ترجوا ان يوحى لك الله برحمته فيسمع عبدك بذا لك ای ما كنت ترجوا لا على هذا - ۱
گريبا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ آپ پر کتاب صرف اللہ کی رحمت سے نازل ہوئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کا ظاہر ہی معنی مراد ہو، یعنی آپ کو صرف اللہ کی رحمت سے توفیق ملے گا کہ وہ آپ پر یہ کتاب نازل فرمائے گا۔

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب سننے کی توفیق تھی لیکن یہ امید صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وابستہ تھی کیونکہ تو حضرت ابروہن علیہ السلام کی طرح آپ کو کسی دوسرے نبوت مل نہ سکتی تھی و سلیمان علیہما السلام کی طرح بطور میراث نبوت حاصل ہوئی، خاص صدیق کہ آپ کی نبوت پر کوئی ظاہری قرینہ یا کوئی زیادتی سبب نہ خاص فرما کر صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ کو نبوت حاصل ہوئی۔

قرآن کریم کی جس دوسری آیت سے سید مودودی صاحب نے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

ما كنت تدري ما الكتاب ولا الیامی (الشوری ۵۲)
تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوئی ہے اور یہ جانتے تھے کہ یہ ان کیا ہوتا ہے۔

سید مودودی صاحب کے کہنے کے مطابق اس آیت کو گریبا ہی معنی پر محمول کیا جائے تو لازم ہے کہ لفظ قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد اللہ صاحب بیان بھی نہ تھے کیونکہ جب آپ کو ایان کا علم ہو نہ تھا تو آپ ممکن کیسے ہو سکتے تھے اور یہ بارگاہ نبوت میں ہے وہی کی ایسی جسارت ہے جس سے ممکن کا دل لرز جاتا ہے۔

اہل علم نے اس آیت کو ظاہری معنی پر محمول نہیں کیا، علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اس بات پر اجتماع ہے کہ بنیاد علیہم السلام بعثت سے پہلے ممکن ہوتے تھے، اور محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل کے وحی لانے سے پہلے قرآن کریم کا اجمالی علم حاصل تھا۔

۱۔ امام فخر الدین محمد بن نسیا الدین طبریزی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۶۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۰ھ
۲۔ علامہ سید محمود آریس متوفی ۲۶۰ھ روح المعانی ج ۲۵ ص ۵۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس آیت کے معنی دہے بہت سے جوابات ذکر کیے ہیں لیکن بہترین جواب یہ ہے کہ اس آیت میں طہارت کی نفی کی گئی ہے اور وہ آیت کہتے ہیں قیاس اور اندازہ سے کسی چیز کے جاننے کو اس لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن سے پہلے آپ ایمان اور کتاب کو قیاس اور اندازہ سے نہیں جانتے تھے، یعنی آپ کو جو کچھ اس بار سے میں علم تھا وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم تھا، قیاس اور اندازہ نہیں تھا، رہا یہ کہ آپ پہلے سے نبی تھے یا چالیس سال بعد نبی بنے تھے، اس بار سے میں علامہ آؤسی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی نبوت عطا ہوئی اور حضرت یحییٰ کو دو تین سال کی عمر میں نبوت عطا فرمائی، یہاں بھی خدا کا کتاب بقوتہ و اتیناہ الحکم صبیح - اسے یحییٰ پر ہی قوت کے ساتھ کتاب سے نوازا اور ہم نے انہیں یحییٰ میں ہی نبوت دی۔ تو جب حضرت یحییٰ کو کم سنی میں اور حضرت عیسیٰ کو پیدا ہوتے ہی نبوت عطا کی گئی ہے تو وہ کیونکر پیدائش کے وقت نبوت سے محروم ہوں گے جو اللہ کے محبوب ہیں اور جن کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کو نبوت عطا فرمائی ہے۔ ۱۵

اصحاب ترمذی نے اپنی صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ
متی وحشت لك النبوة قال وادھر بین
النبوة والجسد - ۱۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو نبوت
کب ملے گی، تو فرمایا جب آدم ردم درج اور جہنم کے دریا
نہیں۔

شیخ اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی نشر الطیب کی ابتداء میں یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے وصف نبوت بلکہ ختم نبوت کا مرتبہ حاصل ہو چکا تھا، البتہ نبوت کا ظہور جس کی پیدائش کے چالیس سال بعد ہوا ہے۔
شیخ تھانوی لکھتے ہیں:

اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت (عالم ارواح میں) سعیدی غفلت ختم نبوت کے نبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے نبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد میں مبعوث ہوئے، اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا، سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے، جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے، نہ تہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جائے اور نغذا بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور بلکہ کسی تحصیل میں نہیجے جانے کے بعد - ۱۶

اس بحث کے اخیر میں ہم بڑے رنج اور کرب کے ساتھ اس حدیث کی تشریح میں نبوت کے بارے

۱۵۔ علامہ سید محمود آؤسی متوفی ۱۳۴۰ھ روح المعانی ج ۲۵ ص ۴۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۶۔ امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۱۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۱۷۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۴۲ھ نشر الطیب ص ۷، مطبوعہ راج کیٹی مفید، کراچی

میں سید مردودی کی یہ رائے پیش کر رہے ہیں:

”پھر بیوی سے بڑھ کر شوهر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے اگر ہن کے تجربہ میں پہلے سے یہ بات آئی ہوتی کہ میں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ نے دیا۔ وہ کہتیں کہ میں ان گھبرائے گیوں، جو جس چیز کی مدتوں سے تناقص وہ مل گئی، بطور اب پیری کی دکان چمکاؤ میں بھی اندر اسے سنبھالنے کی تیاری کرتی ہوں۔“

گویا سید مردودی کے نزدیک ”نبوت“ پیری کی دکان کے مترادف ہے!! نعمذ باللہ من تلک الخرافات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اور نمازوں

کی فرضیت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لیا گیا، وہ ایک بے قد اور سفید رنگ کا چوپایہ تھا، محمد سے بڑا اور پھر سے کم تھا۔ اس کا قدم نذر کی انتہاء پر پڑتا تھا، میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک پہنچا۔ اور جس جگہ انبیاء علیہم السلام اپنی ساریوں کو باندھتے تھے وہاں میں نے اس کو باندھ دیا، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اور اس میں دو رکعت پڑھ کر باہر آیا۔ جبرائیل میرے پاس ایک برق میں شراب اور دوسرے میں دودھ لے کر آئے، میں نے دودھ لے لیا، جبرائیل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا، پھر مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور جبرائیل نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا تم کون ہو؟ جبکہ جبرائیل پوچھتا رہا تو میں نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں انھیں بلایا گیا ہے، حضور نے فرمایا پھر تم اس لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور میری حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے مرحبا

بَاِذَا رَاٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمٰوٰتِ وَفَرَضِ الصَّلٰوٰتِ ۳۱۹۔ هَكَذَا تَنَاخَيْتَانِ بَنُو مَرْزُوقٍ نَاعَتَاؤُنِ مَكَّةَ نَاخَيْتُ الْبَنَاتِ عَنْ اَبِي بَنْ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَيْتُكَ بِالْبَرَقِ وَهُوَ آتِيَةٌ اَتَيْتُكَ طَوِيلٌ كَوْنُ الْخَيْتِ وَذُوْتِ الْوَحْلِ يَصْعَقُ حَافِزُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ فَسَالَ فَمَرَّ بِمَكَّةَ حَتّٰى اَتَيْتُكَ نَبِيْتُ اُمِّقَدَسَ مِنْ مَّكَاتٍ لَّدَبَلْتُ بِالْعَلَقَةِ الَّتِي يُوْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ كَمَا لَمْ تَخْلُتِ الْمَسِيْحَةُ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَبَابَةٍ مِنْ نَحْوِ اَنَاوٍ مِنْ لَبَنٍ نَّاحْتِزُ لَكِنَّ قَعْلَانِ جِبْرِیْلُ اخْتَرَتِ الْفُطْرَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَنِيْ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِیْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُعْتَدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَفَدَّ بَعَثَ اَنْبِيَاۤءَ قَدْ بَعَثَ لَكِنَّ قَانِ قَفِيْعَةٍ لَنَا فَاِذَا اَنْبَاۤءُ مَرَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ فِيْ وَدَّ عَالِي يَحْبِيْهِ ثُمَّ خَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ الْمُنَا نَبِيَّةَ فَاَسْتَفْتَنِيْ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ

السلام فَيَقْبِلُ مَنْ أَنْتَ قَالَ جَبْرِئِيلُ قَبِلَ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ
قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَفَتَحَ بَابَ قَيْدِ
أَمَّا يَا نَبِيَّ الْفَخْرَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَ
يَحْيَى بْنَ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ
عَلَيْهِمَا فَدَعَا فِي دَعْوَى يَحْيَى وَخَفِيَ
عَنْ رَجُلٍ إِلَى السَّمَاءِ الْمَكَالَةِ فَاسْتَفْتَى
جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبِلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ
جَبْرِئِيلُ قَبِلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ وَقَدْ
بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَدُعِيَ إِلَيْهِ فَبُعِثَ
فِي آتٍ بِمُؤَسَّسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ وَأَدَاهُ فَدُعِيَ
شَظْرَةُ الْحُسَيْنِ قَالَ فَدَعَتْ فِي دَعْوَا
يُ بِحَبْلِ رُحْمَةٍ بِأَيِّ شَعْمَةٍ تَرِيدُ
فَنَاسْتَفْتَى جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَبِلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِئِيلُ قَبِلَ وَمَنْ
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ فَدُعِيَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ بَابَ قَيْدِ
أَنِّي أَدْرِي عَنْكَ سَلَامٌ فَدَعَا
فِي دَعْوَى يَحْيَى وَخَفِيَ عَنْ رَجُلٍ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَى
جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبِلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جَبْرِئِيلُ قَبِلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَبِلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَدُعِيَ

کہا اور دعا دی، پھر نہیں دوسرے آسمان پر لے جایا
گیا اور جبرئیل نے دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی تم کون
ہو، کہا جبرئیل، پوچھا تھا ہے ساتھ کون سے؟ کہا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا انھیں ملایا گیا ہے؟
کہا ہاں انھیں ملایا گیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا
میرے ہماری لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت
عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام دو
خوار و خوار بنیمن سے میری ملاقات ہوئی، ان دونوں نے
مجھے ملایا اور دعا دی چہرہ میں بھیسے آسمان پر
لے جایا گیا جبہ ایل نے دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی تم
کون ہو؟ کہا جبرئیل پوچھا تھا ہے ساتھ کون سے؟
کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا انھیں ملایا گیا
ہے؟ کہا ہاں انھیں ملایا گیا ہے، حضور نے فرمایا
پھر آسمان پر لے جایا، دروازہ کھول دیا گیا اور
میری ملاقات ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جن
کو تم نے قید خانے میں رکھا تھا اس کا آواز آ رہا ہے
کھول دے مجھے، کہا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر ہم کو چرتے
آسمان پر لے جایا، جبہ ایل نے آسمان کا دروازہ
کھٹکھٹایا پوچھا کون سے؟ کہا جبرئیل پوچھا تھا ہے
ساتھ کون سے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا
انھیں ملایا گیا ہے؟ کہا ہاں ملایا گیا ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آسمان پر لے جایا
دروازہ کھول دیا گیا، اور میری ملاقات ہوئی، اور میں
اسلام سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھے ملایا
اور دعا دی، اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کے پاس
میں فرمایا تم نے ان کو ہندو مت میں غلط فرمایا ہے پھر
ہم کو پوچھا آسمان کی طرف سے ملایا گیا، جبہ ایل نے
دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون سے؟ کہا جبرئیل پوچھا
تھا ہے ساتھ کون سے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا

بُعِثَ إِلَيْهِ قُضَيْبٌ سَاقٍ ذَاكَ يَهْرُودُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَحَبَ فِي ذَعَائِ
بَغْيِهِ ثُمَّ عَرَجَ بِتَارِي السَّمَاءِ
السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَتْ جِبْرِيلُ عَنِ
السَّلَامِ قَبْلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ
قَبْلَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَكَذَلِكَ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ فَكَذَلِكَ بُعِثَ إِلَيْهِ قُضَيْبٌ سَاقٍ ذَاكَ
يَهْرُودُ سَيُحْبِبُكَ السَّلَامُ فَذَحَبَ فِي ذَعَائِ
بَغْيِهِ ثُمَّ عَرَجَ بِتَارِي السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَتْ جِبْرِيلُ عَنِ السَّلَامِ
قَبْلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَبْلَ
مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَكَذَلِكَ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ فَكَذَلِكَ بُعِثَ إِلَيْهِ قُضَيْبٌ سَاقٍ ذَاكَ
أَنَابَ بَرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْنِدًا
كَلِمَةً إِلَى التَّيْبِتِ الْمَعْمُورِ وَكَذَا هُوَ
يَذْخُرُ كُلُّ يَوْمٍ سَنَةً رَفَعَ
مَلِكٌ لَا يَعُودُ دُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ فَ
إِلَى السِّدْرَةِ ثُمَّ تَنَهَى وَكَذَا وَكَذَا
كَذَا الْفِيلَةِ وَكَذَا أَمْرُهُمَا كَالْيَدَيْنِ
فَقَالَ فَتَنَّا عَنَسِيهَا مِنْ أَمْرِ تَنَاهَا
عَنَسِي تَعَايَرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ
اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَعَمَّقَهَا مِنْ حُسْنِهَا
فَكَذَحَى رَأَى مَا أَوْحَى فَقَدَحَ عَلَى
خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَنَبِيَّ
فَكَرَلْتُ إِلَى مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ
مَا فَكَرَحْتَ بَرَأْتُكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ
صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَنَبِيَّ فَقَالَ

کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، حضور نے
فرمایا پھر وہاں سے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور
حضرت بارون علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی طول
نے مجھے مر جا کہا اور دعا دی، پھر ہم کو چھٹے آسمان پر
سے بلایا گیا، جبرائیل نے دروازہ کھلویا، پوچھا کون ہے؟
کہا جبرائیل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم، پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا
گیا ہے، حضور نے فرمایا پھر وہاں سے لیے آسمان کا
دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری
ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے عرض اُدیہ کہا اور
دعا دی جو ہم کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرائیل
علیہ السلام نے دروازہ کھلویا، پوچھا کون ہے؟ کہا
جبرائیل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم، پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں انھیں
بلایا گیا ہے، پھر وہاں سے دروازہ کھول دیا گیا،
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی، جو
ہیئت، امیر سے نیاب ملانے کوئے نئے اللہ
س ہیئت انعمور ہاں جو روز ستر ہزار فرشتے جاتے
میں اور جو فرشتہ ایک بار ہو آئے، اس کو دربار
موت میں ملتا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتقی
ازیری کا درخت پر لے گئے جس کے پتے اٹھنی کے
ہاں اور چھل شکوں کے برابر تھے اور وہ درخت
امت کے حکم سے اس قدر حسین بن گیا کہ کوئی تمھیں اس
کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے حویلا
مجھ پر وحی کی اور محمد پر ایک دن اور رات میں پچاس
نمازیں فرض کیں جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو
انھوں نے کہا آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض
کیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن رات میں پچاس نمازیں
حضرت موسیٰ نے کہا اپنے رب کے پاس جا کر تحقیق

رُجِعَ إِلَى رَبِّكَ وَمَا تَكُنْ بِمُخْفِيهِ
فَبَرَأُ مِنْكَ لَا يُصِيقُكَ بِهِ رَبُّكَ قَدِ
تَكُونُ بَعْدَ إِسْرَارٍ بَيْنَ وَخِيبٍ تُهْمَدُ
فَرُجِعْتَ إِلَى رَبِّكَ فَقُلْتُ لَا تَرَيْتَ حَقِيقَتِي
عَلَى مُوسَى قَدْ حَقَّتْ عَلَيَّ حَقِيقَتُكَ وَحَقَّتْ
لِي مُؤَسِي قُلْتُ خُذْ عَلَيَّ خَمْسًا قَدْ
إِنِّي أَقْسَمْتُ لَا أُصَلُّونَ وَبِئْسَ فَجَعَلْتُ
إِلَى رَبِّكَ فَاسْتَلَمْتُ بِمُسْتَفْتٍ قَدْ وَلَدْتُ
أَمَرَ لِي رُجِعَ تَلَوْتُ رَبِّي لَكَ رَأَى
وَبَيْنَ مُوسَى حَقِّي قَدْ بَرَأَ بِحَقِّكَ
خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلُّ مَوْجٍ وَتَلَوْتُ نَكْرًا
صَلَاةً عَشْرًا فَبَرَأَ خَمْسُونَ صَلَوةً
وَمَنْ هَذِهِ بِخَمْسَةٍ قَدْ تَعَمَّنَا بَيْنَهُ
نَدْمَ خَمْسَةٍ فِي تَعَمُّنٍ بَيْنَهُ نَدْمَ
وَمَنْ هَذِهِ بِخَمْسَةٍ قَدْ تَعَمَّنَا نَدْمَ
تَكُنْتُ شَيْئًا وَنَدْمَ بَيْنَهُ بَيْنَهُ
وَأَجِدْتُ قَدْ تَعَمَّنَا نَدْمَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ مُوسَى قَدْ حَقَّتْ قَدَرُ رُجِعَ إِلَى
رَبِّكَ وَاسْتَلَمْتُ بِمُسْتَفْتٍ قَدْ وَلَدْتُ
نَدْمَ صَلَوَاتٍ عَشْرًا وَبَرَأَ خَمْسُونَ
بَرَأْتُ إِلَى رَبِّكَ حَقِّي اسْتَلَمْتُ بِمُسْتَفْتٍ

کا سوال کیجئے ابوکر آب کی سمت یہی اس نار میں نہ رو
سکے گی میں اس رشتہ میں نہ رو کر سی نہ اہل کاتجہ بہ
مگر چکاموں میں سے سے کے یاں دنا در کہے
یہ سے رب میری امت پر کچھ تخفیف فرما، اللہ تعالیٰ
نے پاکجے نماز بن کر دیں میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس
پہنچا اور کہا کہ اے خداوندے پاکجے نار میں نہ رو دی ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے بات کی امت اتنی نار میں نہ رو دیں
جیسے نماز نبی کا سال کیجئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے دیا میں اللہ تعالیٰ سے یاں مانتا ہوں
پاکجے نار میں نہ رو دیں میں موسیٰ علیہ السلام پر تخفیف کرے
میں مجھے یہ بھی کہ میں سے اس بھی دیتے، یہ سید نبی
چنا رہا تو یہ میں سے فرمایا اسے کہ ادا اور
بات کی یہ پاکجے نار میں نہ رو دیں کہ اس کا اجر ہوگا
میں میں نماز میں موسیٰ علیہ السلام کی درمیان میں ایک دم
کہ اللہ کرے اور جو وہ بات کا کہہ کرے میں سے یہ
بے نیکی میں نہ رو دیں ادا میں کی کہ کرے تو میں نہیں
تھی بات کی اور جو شخص بڑے کام کا لہ کرے اور وہ
بڑا کام کرے میں سے میں کے نام اعمال میں کچھ بھی نہیں
بات کی اور جو کرے کام کرے تو میں کی ایک بات نہیں
جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
میں اللہ تعالیٰ علیہ السلام سے یاں پہنچا اور ان کران
اللہ تعالیٰ جہودی خوں سے پھر کہا ایسے رب کے یاں
ن کرے نہ نسبت کا رسول کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میں سے کہا میں سے بار بار ایسے رب
کے یاں درجہ امت کی اور ابھی مجھے جیسا آتی ہے۔
حضرت اس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے فرستے
وہمزم پر سے گئے میرا سینہ جاں کی اور نہمزم نے
پانی سے دھویا پھر مجھے چھوڑ دیا۔

۳۲۰. حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ عَسَدِي
عَدَنِي تَقِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَيِّمَانِي مَعْمُورِي
عَدَنِي تَقِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَيِّمَانِي مَعْمُورِي
قَالَ دَسُونُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تتفق جميعه اثار و مؤلفاته في ان شمس الدين
هو منسل من بني هاشم بن عبد مناف

مجلسه ۱۳۴۳

۳۲۱۔ حکایتیں ۔۔۔ قیامت کی خبریں

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي

الشيخ الفاضل

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

[illegible]

چندین سالها در این راه بودم

[illegible]

امامیہ کے قیام کے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم

فَأَمَّا كَلِمَاتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ يَقُولُونَ هَذَا لَشَيْءٌ يُرِيدُونَ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : مَنْ دَخَلَ مَدِينَةً فَدَخَلَ بِهَا مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ صَلَاتَهُ بَعْدَ الْغُرُوبِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الظُّلُمِ

1997

۵۲۴. حاکم بن محمد بن یحییٰ بن علی

آب و تاب و نور و حرارت و صوت و بوی و چشمت

قد رخصتہ سے بہت زیادہ زیادہ

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

من قبيح الكفر

بیتوچی بیہ کلفو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمَّا قَامَ فَلَمَّا مَنَ شَيْءٌ وَخَدَّ مَرَدٍ نَسَبَ

۳۶۳. وَحَدَّثَنِي حَرَمَةُ بْنُ يُحْيَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

احمدی نے وہم و گمان سے بے خبری سے

پیشہ و سرکاری ملازمین کے لئے ایک خاص سہولت

ایہ مسئلہ اہل حق و باطل کے درمیان

[illegible][illegible]

حضرت راجہ رستم سنگھ نے جہان کو تسکین
میں کر دیا۔ یہ تھے اندلیو و ستر نے فریاد کیا کہ جن دنوں
میں مکتبہ میں تھا، میرے وطن کی جہت کھوئی گئی تھی۔
علیہ السلام اُن سے اور انھوں نے میرا سینہ چاک

فَوَجَّهَ سَعْفَتَيْ يَدَيْهِ وَتَنَاطَلَتَا فَتَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فَفَرَّجَ صَدْرِي ثُمَّ عَسَا مِنْ تَحْتِهَا وَمَرَّةً
 ثُمَّ حَاوَى بَصِيْبَتِي مِنْ دَهَبٍ مُمْتَلِيَةٍ جَنَّةً
 يَمِينًا قَاتَا فَتَرَعَتْهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ كَسَفَتْهُ ثُمَّ
 أَخَذَ بِيَدِي فَهَرَجَ فِي رِجِّي السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ
 سَمَاءَ الدُّنْيَا قَاتَا جِبْرِيلُ عَلَيَّ سَدْرًا
 يُخَاوِنُ السَّمَاءَ شَابَ الْقَتَرُ قَاتَا مِنْ هَذَا
 فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَبِيلُ هَذِهِ مَعَهُ أَخَذَ قَاتَا
 نَعْمَ سُبْحِي مُخْتَلِفًا فَتَنَزَلَ بِسَلَامٍ وَرَأَى نَعْمًا
 قَاتَا فَنَزَلَ فَتَنَزَّلَ قَاتَا فَمَتَاعِلُونَ لَشَمَاءَ شَابًا
 قَاتَا إِذْ أَخْلَقَ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدًا وَعَنْ شِمَالِهِ
 أَسْوَدًا فَقَالَ قَاتَا نَظَرَ مِنْكَ يَمِينًا صَحِيحًا
 وَرَأَى نَظَرَ قَبِيلُ يَمِينًا يَكِي وَرَأَى قَاتَا مَرَحًا
 يَا بَنِي الْقَطَايِرِ وَبَنِي الْقَطَايِرِ قَاتَا فَكُنْتُ
 جِبْرِيلُ قَاتَا هَذَا قَالَ هَذَا أَدْرَاكُ هَذَا أَدْرَاكُ
 عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ سَمَرٌ مَبْنِي قَاتَا هَذَا
 لِيَمِينٍ أَمْرًا نَحْمًا وَأَسْوَدًا نَحْمًا نَحْمًا
 شِمَالِي أَمْرًا نَحْمًا نَحْمًا نَحْمًا نَحْمًا نَحْمًا
 صَحِيحًا وَرَأَى نَظَرَ قَبِيلُ يَمِينًا يَكِي قَاتَا
 ثُمَّ تَرَجَّيْتُ جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ شَابًا
 فَقَالَ يَحَايِرُهَا أَمْرًا قَاتَا فَقَالَ لَهَا كَارِيهَا
 يَمِينًا قَاتَا فَتَنَزَّلَ لَهَا السَّمَاءُ لَهَا فَتَنَزَّلَ
 قَالَ أَلَسْتُ بِنِ مَائِيثٍ فَتَنَزَّلَ لَهَا وَخَذَ فِي
 السَّمَوَاتِ أَدْرَاكًا أَدْرَاكًا وَبَنِي وَبَنِي وَبَنِي
 قَاتَا بَرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ الْعُقُودُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
 يُبَيِّنُ كَيْفَ مَنَ بَرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ الْعُقُودُ وَكَوْنَهُ
 فَتَنَزَّلَ أَدْرَاكًا فِي السَّمَاءِ سَدُّ مَائِيثٍ وَبَنِي
 فِي السَّمَاءِ أَسْوَدًا سَبَّ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِأَدْرَاكٍ

کہا پھر جس کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر کب سوسے
 کا مشت اہال اور علت سے ہرگز نہ پھرایا
 اور علت کو میرے سینہ میں رکھ کر سیدہ جزدیہ، جو میرا
 بیکر کر مجھے آسمان کی طرف لے گئے جب ہم پتے
 آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس آسمان کے
 پہرہ دار سے کہا دروازہ کھولو، اس نے پر جب کہ
 سے کہ جبریل پر جب کیا آپ کے ساتھ کد سے
 کہا ہاں میرے ساتھ محمد سے اللہ علیہ وسلم ہیں، پر جب
 کہاں کو لایا گیا ہے، کہا ہاں لایا گیا ہے پھر اس
 نے دروازہ کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جب ہم آسمان دنیا کے، پر پہنچے تو دیکھا
 ایک شخص تھا جس کے دائیں بائیں ہجرت مکہ کی تھی،
 وہ دائیں طرف دیکھ کر ہستے اور بائیں طرف دیکھ کر
 روتے، انہوں نے مجھے، دیکھا کہ انہوں نے آمدید
 اسے ساج بیٹے درمیان میں ہیں نے جبریل سے
 کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام
 ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو جبرم ہے یہ ان کی اطلاع
 سے دائیں جانب ملتی ہیں اور بائیں جانب پہنچی ہیں،
 اسی سبب سے وہ دائیں جانب دیکھ کر ہستے ہیں
 اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر جبریل مجھے
 سے کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دوسرے آسمان
 سے پہرہ دار سے کہا دروازہ کھولو، وہ وہ عام حوا
 حوا ہونے کو چاہے، آسمان کے پہرہ دار سے
 ہونے تھے اور اس نے دروازہ کھول دیا، محمد
 انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت یحییٰ
 وبراہیم علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور
 یہ نہیں بتایا کہ کس آسمان پر کس جی سے ملاقات ہوئی البتہ
 یہ بتایا کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم سے اور چھٹے

قَالَ مُرَحَّبًا يَا مَرْيَمُ الصَّلِّ لِي وَرَازِحِ الصَّلَاةَ لِي
 قَالَ لَعَنَ مَرْءٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا الَّذِي
 قَالَتْ كَرَّمَ مَرْءٌ ثِيَابِي عَلَى سَنِي سَلَامٍ فَقُلْتُ
 مُرَحَّبًا يَا مَرْيَمُ الصَّلِّ لِي وَرَازِحِ الصَّلَاةَ لِي فَقُلْتُ
 مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ لَعَنَ مَرْءٌ ثِيَابِي
 يَعْنِي فَقُلْتُ مُرَحَّبًا يَا لَيْثِي الصَّلِّ لِي وَرَازِحِ
 الصَّلَاةَ لِي فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا عِيسَى بْنُ
 مَرْيَمَ قَالَ لَعَنَ مَرْءٌ ثِيَابِي بِرَأْسِهِ فَقُلْتُ مُرَحَّبًا
 يَا لَيْثِي الصَّلِّ لِي وَرَازِحِ الصَّلَاةَ لِي فَقُلْتُ
 مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَعَنَ
 ثِيَابِي وَرَازِحِ فِي ابْنِ حَزْمٍ بْنُ عَتَّاسٍ
 وَرَازِحِ ثِيَابِي لَعَنَ ثِيَابِي كَانَا يَقُولَانِ هَذَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَّ
 فِي حَقِّ طَهْرَتِ يَسْتَوِي أَسْمُهُ بَيْنَهُمَا بَرَّ
 الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَرَازِحِ ثِيَابِي
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 فَقَرَأَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي عَمِينَ صَوْتًا
 قَالَ فَدَجَعْتُ يَدِيكَ حَتَّى أَمُرَ بِمُؤَسَّسِي
 مُوسَى مَاذَا أَمَرْتَنِي عَلَى أُمَّتِكَ فَتَالِ
 قُلْتُ قَدْ مَنَ عَيْنُهُمْ حَمِينَ صَوْتًا قَالُوا
 مُوسَى قَرَأَ رَتَبَكَ يَا أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ
 ذَلِكَ فَتَالِ فَدَجَعْتُ رَأْيِي فَوَصَّيْتُ هَذَا
 فَتَالِ فَدَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدَجَعْتُ
 قَالُوا رَأَيْتُمْ رَتَبَكَ يَا أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ
 ذَلِكَ فَتَالِ فَدَجَعْتُ رَأْيِي فَقَالُوا هِيَ عَمِينَ
 وَهِيَ عَمِينَ لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَهَا قَالُوا
 فَدَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَتَالِ رَأَيْتُمْ رَتَبَكَ فَقُلْتُ
 قَدْ اسْتَحْبَبْتُ مِنْ رَأْيِي قَالُوا لَعَنَ نَطْلَقُ وَ
 جَوْرِي حَتَّى رَأْيِي سَدَّ رَأْيِي لَمْ يَسْتَهْ قَعِشَتْ

سماں پر حضرت ابراہیم سے ملاقات ہوئی۔ اور جب حضور
 کی حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا خوش آمدید
 ہو صاحب نبی و صاحب بھائی کو۔ میں نے کہا یہ کون ہیں تو کہا یہ
 ادریس ہیں آپ نے فرمایا پھر میں — حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے پاس سے گذرے انھوں نے کہا صاحب نبی اور صاحب بھائی
 کو خوش آمدید ہو، آپ نے فرمایا، میں نے کہا یہ کون ہے؟
 انھوں نے کہا یہ وہی ہیں۔ یہ ملاقات موسیٰ سے ملاقات ہوئی انھوں
 نے کہا خوش آمدید ہو صاحب نبی اور صاحب بھائی کو میں نے کہا یہ
 کون ہیں، کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یہ ملاقات ابراہیم سے
 ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا خوش آمدید ہو صاحب نبی اور صاحب بیٹے
 کو میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک اور ملاقات
 کے ساتھ حضرت بن عباس در بوجہ نماز کے بیان کیا کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سزا دی گئی، یہاں تک کہ
 میں مقام ستور پر پہنچا وہاں میں نے انھوں کو آواز سے اندسہ بن
 نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری
 امت پر نیکی کرنا نہیں فرمائی، میں نے انھوں کو
 سے کہہ دیا تو راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
 ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا آپ کے رب نے
 آپ کی امت پر کیا فرمایا ہے؟ میں نے کہا بھائی
 نہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا واپس جلیس کیوں
 کہ آپ کی امت میں ان کی طاقت نہیں ہے میں اپنے
 سب کے پاس گیا، اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں کم کر دیں۔
 پھر جب موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انھیں
 بتلایا تو انھوں نے فرمایا اپنے سب کے پاس واپس
 جاسیے کیوں کہ آپ کی امت میں ان کی طاقت بھی نہیں
 ہے، پھر میں اپنے سب کے پاس گیا اللہ تعالیٰ نے پانچ
 نمازیں فرض کر دیں، اور فرمایا احمد پچاس کا ملے گا میرے
 قول میں تبدیلی نہیں ہوئی، پھر جب میں حضرت موسیٰ
 کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا اپنے رب کے پاس

الثَّانِيَةِ عَشْرَةَ وَيَعْلَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفِي
الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ زُرَّيْسَ وَفِي الْخَامِسَةِ
هَارُونَ قَالَ لَمَّا أَنْطَقْنَا حَتَّى تَمْتَلِكُوا فِي نَفْسِكُمْ
الشَّادِسَةِ فَاتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَقَالَ مَرَحَبًا لَا رَحْمَةَ لِي بِكَ فَتَمَّ حَتَّى وَرَثَتُ بَنِي
فَسُوْدِي مَا بَيْنَكَ قَالَ قَاتِلْتَهُ هَذَا عَدُوٌّ
بَعَثْتُهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أَمْتِهِ الْخَلَّةُ كَثُرَ مِنْهُ
يَدُ حُلٍّ مِنْ أَمْتِي قَالَ لَمَّا أَنْصَبْتُ مَنِيْ لَمْ يَمْنَحْ
رَأَى اسْمَاءُ امْرَأَتَهُ وَكَذَبَتْ عَلَى نَوَاحِيهِ وَفِي
فِي الْخَدِيْبِ وَحَدَّثَتْ بَنِي إِدْرِيسَ عَلَى بَنِي عَدِيٍّ وَ
أَلِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَأَى أَدْرَمَةَ ثُمَّ تَخَلَّجَ عَمْرٍ
أَصْلَهُ سَهْرَانِ فَهَرَانِ وَنَهَارٍ وَطَبِيتِ
فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَا هَذِهِ رَأَيْتُكَ قَالَ سَأَلْتُ
الْبَاطِلَ فَطَهَّرَ بَنِي الْعَجَّةِ وَرَأَيْتُ هَرَبَ
فَالْإِسْلَامَ وَفَرَّاتُ ثُمَّ رَأَى رُؤُوسَ الْمُعَمَّرِ
فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَا هَذِهِ رَأَيْتُكَ قَالَ سَأَلْتُ
الْمَعْمُورَ يَدُ خَلَّةٍ كُلُّ يَوْمٍ يَسْمَعُونَ الْغَفْلَ
مَلِكٍ إِذَا حَزَّ جَوَامِدُهُ لَمْ يَغُورْ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ
مَا عَلَيْهِمْ لَمْ أَرْتَبْ بِأَنْ يَنْبَغِ أَحَدُهُمْ حَزَّ
وَأَحْزَنُ بَنِي مُعَوِّذٍ عَلَى فَاحِشٍ مَلِكٍ
فَقِيلَ لِي أَصْبَحْتَ صَدَقَ مَا رَأَيْتُكَ مُعَمَّرٌ سَأَلْتُ
الْمُعَمَّرَ لَمَّا فَرَضْتُ عَلَى كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً
صَلَوْتُ لَكَ وَكَرِهْتُكَ وَاجْعَلْ خَيْرًا خَدِيْبِ

حضرت یونس اور حضرت زکریا علیہما السلام سے ملاقات
موتی۔ اور تیسرے میں حضرت یوسف سے جو تھے
میں حضرت ادریس سے اور چارویں میں حضرت ہارون سے
پانچ کے بعد آگے پہنچے وہ جیسے آسمان پر گئے،
درمیان میں حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی، میں نے
اس کو سلام کیا انھوں نے کہا: خوش آمدید موسیٰ
میں نے دعا کی کہ تجھے میں آگے بڑھا دوں وہ نے
میں نے دعا کی کہ میں ملے دوں، افسوس کہ اس
بہت سبب کہ وہ ان کو نہ ملے میرے مدعوں
کیا اور میری امت کی بہ نسبت اس رحمت کے زیادہ
اور حضرت میں عایشہ کے حضور نے فرمایا تم پھر
میں نے دعا کی کہ تاویب کا حق پریشیہ اور حدیث پر
تے ملاقات ہوئی، اور حدیث میں یہ ہی مذکور ہے کہ
رسول اللہ سے بعد رسول اللہ نے نبی ہوا کہ آپ نے
پھر میں نے دعائیں کی کہ صلوات ہر روز نفل میں
دو ظاہری اور دو باطنی۔ باطنی میں تو جنت میں ہوا
ظاہری میں درجہ ہے، اس کے بعد سے یہ حدیث ہمارے
کو بند ہو گئی۔ میں نے جب انیل سے کہا یہ کیا ہے تو انھوں
نے یہ حدیث سنو اس کے، اس میں ہر روز ستر ہزار
نہایت دعا ہوتے ہیں اس سے نکلنے کے بعد وہ
اس میں کبھی دو بار دعا میں ہوتے پھر میرے
یاں اور برتن اس کے ہے۔ ایک یہ شراب مٹی اور دوسرے
میں دو دو تھا۔ میں نے رو دیکھا کہ پسند کر لیا۔ پھر کچھ
سے کہا گیا کہ تم نے نطرت کو پایا اور اللہ تم سے لے
نمائے سبب تھا، یہی امت کو نطرت علیٰ کچھ کچھ
ہر دن میں سو سو نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد
پر دعا لکھ دینا کیا۔

امام مسلم نے ایک اور منہ بیان کر کے حضرت
ابن مسعود کی روایت ذکر کی کہ میرے پاس سونے

۳۲۵۔ حَقٌّ لَّنَا مَحْمُودٌ بَنِي نُسَیْ قَالَ مَا مَعَاذُ بَنِي
هَسَامٍ قَالَ خَلْفِي إِذَا عَنُوتَ فَتَدْعُوَنِي أَكْثَرُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوَادِي زُذْرَقٍ فَقَالَ كَرِي
وَادِهِمْ فَقَالَ هَذَا وَادِي لَزْزَرَقٍ كَانَ كَرِي
النَّظَرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذَا مِنْ مَيْمَنِهِ
وَهُوَ جَوَارِي اللَّهِ بِالنَّظَرِ مِمَّا آفَى عَلَى مَيْمَنِهِ
هَذَا شَيْ فَقَالَ كَرِي نَيْمَتِهِ هَذِهِ مَتَى لَوْنَيْتِهِ مَتَى
كَرِي كَرِي النَّظَرُ إِلَى نَسْرِ نَسْرِ مَتَى عَيْنِ قَتَرِ
حَمَرِ لَوْنِ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جَبَّةٌ مِمَّنْ صَوَّبَ حَمَامَةً
بِأَقْتِهِ حَبِيَّةٌ وَهُوَ يَتَنَبَّهُ قَتَرِ بَنِ حَمَلٍ فِي
حَدِيثِهِمْ كَانَ هَشِيمٌ يَغْنِي رَيْفًا

۳۲۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ سَمِعْتُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَّ بِكَافٍ فَقَالَ كَرِي وَادِي
هَذَا أَتَقُولُوا وَادِي الزُّذْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَرِي النَّظَرُ
إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَذَكُّرُ مِنْ تَوْبِهِ وَتَشْفِيرِهِ
مَيْمَنًا لَمْ يَخْفَفْهُ دُودٌ وَرَبْعٌ صَبْعُهُ فِي دِينِهِ
لَا جَوَارِي فِي تَوْبِهِ بِتَسْمِيَةِ مَوْلَى هَذَا نَوَادِي
قَالَ ثُمَّ سَمِعْتُ مَوْلَى تَيْمَةَ عَلَى قَتَبَةٍ فَقَالَ كَرِي
نَيْمَتِهِ هَذِهِ فَتَقُولُ هَذَا تَتَى أَذْبَعْتُ فَقَالَ كَرِي
النَّظَرُ إِلَى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ عَيْنُ قَتَرِ حَمَامَةٍ
عَلَيْهِ جَبَّةٌ صَوَّبَ حَمَامَةً فَتَبِعَ لَيْفَتِ حَمَلَتِهِ
مَتَى هَذَا الْوَادِي مَلِيَّةً

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ سَمِعْتُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَّ بِكَافٍ فَقَالَ كَرِي وَادِي
هَذَا أَتَقُولُوا وَادِي الزُّذْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَرِي النَّظَرُ
إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَذَكُّرُ مِنْ تَوْبِهِ وَتَشْفِيرِهِ
مَيْمَنًا لَمْ يَخْفَفْهُ دُودٌ وَرَبْعٌ صَبْعُهُ فِي دِينِهِ
لَا جَوَارِي فِي تَوْبِهِ بِتَسْمِيَةِ مَوْلَى هَذَا نَوَادِي
قَالَ ثُمَّ سَمِعْتُ مَوْلَى تَيْمَةَ عَلَى قَتَبَةٍ فَقَالَ كَرِي
نَيْمَتِهِ هَذِهِ فَتَقُولُ هَذَا تَتَى أَذْبَعْتُ فَقَالَ كَرِي
النَّظَرُ إِلَى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ عَيْنُ قَتَرِ حَمَامَةٍ
عَلَيْهِ جَبَّةٌ صَوَّبَ حَمَامَةً فَتَبِعَ لَيْفَتِ حَمَلَتِهِ
مَتَى هَذَا الْوَادِي مَلِيَّةً

وادی ہے، لوگوں نے کہا یہ وادی ازرق ہے۔
آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت موسیٰ کو بندہ ہی سے
اترے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ بندہ آواز سے
الائمہ بیک کہہ رہے ہیں پھر آپ ہر شے کی وادی پر
آئے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ درگاہ
نے کہا یہ سرش کی وادی ہے۔ آپ نے فرمایا گویا کہ میں
برس بن مئی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک بلبل
سرخ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی ٹیکل گھوڑی چال
کی سے غول نے ایک دل جیتے پینا ہوا ہے اور وہ
الائمہ بیک کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور
مدینہ کے درمیان کی ایک وادی کے پاس سے گذرے
آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے۔ صحابہ نے کہا وادی
ازرق ہے۔ آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے ان کا رنگ اور
بالوں کی کیفیت بیان کی جو راوی گویا دہنیں رہی اور وہ
فرمایا حضرت موسیٰ نے اپنی انگلیاں کانوں میں دی
ہوئی ہیں اور وہ الائمہ بیک کی صدا میں لگاتے ہوئے
اس وادی سے گذر رہے ہیں۔ حضرت ابن عباس
نے فرمایا ہم نے بچہ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم ایک
ایک وادی میں پہنچے آپ نے فرمایا یہ کون سی وادی ہے صحابہ نے کہا
جنتی یا عت ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں برس بن مئی علیہ السلام کو دیکھ رہا
ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی ٹیکل گھوڑی چال کی سے غول
نے ایک دل جیتے پینا ہوا ہے اور وہ الائمہ بیک کہتے ہوئے اس وادی
سے گذر رہے ہیں۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص ہر
تھے تو وہاں ہاڑ کر چھو گیا مجاہد نے کہا اس کا آنکھوں کے درمیان
تاریخی ہوگا حضرت ابن عباس نے فرمایا میں نے یہ حدیث نہیں سنی

بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُ قَالَ فَقَالَ نُو عَمَّا مِمْ ثُمَّ
أَسْتَوْفَى قَالَ وَاللَّيْلَةَ قَالَ أَمَّا ابْنَاهُ فَمَنْعَهُ
إِلَى صَاحِبِهِمْ وَأَمَّا مُوسَى فَدَجَلُ إِدْرُ جَعْدَ عَلَى
جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِحُلِيِّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ
إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُدْنِي -

انھوں نے کہا اسی طرح سے کہیں دوسرا کھسکا جس نے تیرے سونے کو باغیاک
حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے سے پیغمبر سے متباد میں روگوبا
کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ان کا گندمی
رنگ سے گھٹکریا سے بال میں وہ صریح و نفی پر سوار
میں جس کی تکمیل کھجور کی چٹیاں کی سب سے جب وہ رو دیا تو
اترتے ہیں تو، اٹھ بیٹے کہتے ہیں۔

٣١ سجده ثلثا فتبى بن سعيد بن نيف وحدثنا
محمد بن ربيع أخبرنا الثعلبي عن أبي الربيع عن
جابر بن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال عني عن أبي الربيع عن أبي الربيع عن
من ابن جابر كان من بني سفيان وحدثنا
عيسى بن مزيه عن أبي الربيع عن أبي الربيع
شهاب عن أبي الربيع عن أبي الربيع عن أبي الربيع
أقرب من أبي الربيع عن أبي الربيع عن أبي الربيع
نفسه وحدثنا جابر بن عبد الله عن أبي الربيع
من أبي الربيع عن أبي الربيع عن أبي الربيع
ومع دحية بن خليفة

[illegible]

٣٣٢ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
عُمَيْرَ بْنَ لُحَيْشٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنِّي رَأَيْتُ
عَبْدًا أَسَاءَ عِبَادَةَ الرَّاقِ كَمَا مَعَهُ عَيْنُ الرَّاقِ وَفِي
أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ كَسْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِئْتِ مَوْلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعْتَهُ الشَّيْءُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجَعَ حَسِبْتُ
قَالَ مُصْطَرِبٌ رَجُلٌ الرَّاقِ كَانَتْ مِنْ رَجُلٍ
يَكُونُ قَالَ وَبِئْتِ عَيْنِي عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَنَعَتُهُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَإِذَا رَجَعَ أَخْبَرْتُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيَارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تائب معرج میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات مولیٰ حضرت نے فرمایا کہ وہ قبیلہ شمرہ کے لوگوں کی طرح تھے۔ وہ تائب جسو اور بالوں میں کٹھن کی مولیٰ تھیں اور فرمایا میری عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات مولیٰ ان کا مندرجہ مذکور اور سرخ رنگ تھا اور ایسے ترو تازہ تھے گویا کھجور اچھی اچھی تمام سے نکلے ہوں اور میں نے حضرت برہم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے متماثل ہوں۔ پھر میرے پاس درویش لائے گئے ایک جی رو رہا اور دوسرے جی تہا

حق مجھ سے کہا گیا ان میں سے حرا سے لے کر
میں نے دو دھو لے کر پی لیا، فرشتہ نے مجھ سے کہا
آپ نے فطرت کو پایا، اگر آپ شراب لے لیتے تو اس
کی امت گمراہ ہو جاتی۔

قَالَ نَحْنُ هَٰؤُلَاءِ وَرَأَيْتَ اِنَّ رَبَّكَ عَنِ النَّارِ
وَقَالَ اَنْتُمْ وَلَدِي وَبِهِ قَوْلٌ قَدْ نُسِيتُ يَوْمَ تَشِينُ
فِي حَدِيثِهِ اَنْتُمْ قَوْلِي اَنْتُمْ خَيْرٌ حَقِيْقًا فِي حَدِيثِ
يَعْنِي سَمِعْتُ فَحَدَّثْتُ لَمْ تَرَ فَتَرْتَهُ فَقَالَ
هَمْ يَتَّخِذُ بَعْدَهُ وَاصْبِرْ الْفُطْرَةَ اَمَّا اِنَّكَ لَتَو
اَحَدٌ رَّحِمٌ غَوِيٌّ مَّتَّعْتُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
بک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے
پاس دیکھا، مجھے گندی رنگ کا ایک انتہائی حسین
شخص نظر آیا جس کے بہت خوبصورت بال تھے جن میں
کنگھم کی بوٹی تھی درود کانوں کی لڑکیک اُن سے تھے،
ان بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ شخص دو آدمیوں
کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں
لے پوچھا کہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ سیح ابن مریم ہیں، پھر
میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سخت کنگھریاں
مال تھے اور وہ میں آنکھ کاٹی اور انگوٹھ کی طرح ابھری ہوئی
تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا سیح دجال ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۳۳۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو جَرَّوْدٍ عَنْ اَبِي جَرَّوْدٍ قَالَ قَدَرْتُ عَلَى
رَأْسِ عَزَّازٍ وَهُوَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ صَدْرَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ كَانَ فِي يَمِينِهِ
عِنْدَ الْكَبِدِ قَرْنَانِ سُدْرَةٍ وَحَسْبُ مَا أَقْبَتِ
رُجُوعُ مَرَاتِمِهِ مِنْ دَمٍ بَعْدَ بَقِيَّةِ يَوْمِ حَسْبُ مَا
كَانَ يَمُرُّ بِأَمْرِهِ وَكَانَ يَحْمِلُ فِيهِ بَقِيَّةَ مَا
مُتَّعَهُ عَلَى حَسْبٍ . مِمَّنْ عَوَّنَ رَجُلَيْنِ يَتَوَفَّو
رَ نَفْسَتَ مَسِيَّتٍ مَرَّاهُ فَقِيلَ عَنْ الْمَسِيَّةِ
أَنَّ مَرَجَةَ تَوَفَّاهُ بِرَحْمَةِ حَمْدٍ قَبِيضٍ عَوَّرَ
نَفْسَ نُسُوحٍ كَاتِبَةٍ لَهَا كَتَبَتْ نَفْسُهَا
عَنْ بَعِيْرٍ هَذَا الْحَدِيثُ بِخَالٍ

ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں
کے سامنے دجال کا تذکرہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا،
نہیں ہے اور اگر کھنا کہ سیح دجال کی دائیں آنکھ کاٹی
اور ابھری ہوئی ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو
کعبہ کے پاس دیکھا۔ مجھے گندی رنگ کے ایک انتہائی
حسین شخص نظر آئے جنہوں نے بالوں میں کنگھم کی بوٹی
تھی اور ان کے بال کندھوں سے نیچے لگے ہوئے تھے،
اور ان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور
وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے

۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اسْحَقَ التَّمِيمِيُّ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍاءَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي جَرَّوْدٍ عَنْ اَبِي جَرَّوْدٍ عَنْ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَوْمَ عَمْرٍاءَ فِي ثَمَرِ الْمَسِيَّةِ كَذَلِكَ قَالَ لَمْ تَرَ
وَقَالَ يَسْرُ بِأَعْوَرَةٍ كَرَانِ الْمَسِيَّةِ لَمْ تَرَ غَوْرَةَ عَيْنِهِ
الْمَسِيَّةِ كَانَتْ عَيْنُهُ عَيْنَةً صَافِيَةً
قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَمِعْتُ أَمْرًا فِي الْمَسِيَّةِ بَعْدَ تَكْبِيرِهِ كَذَلِكَ رَجُلٌ
ذُو كُحْسٍ تَوَفَّى مِنْ أَمْرِ الرُّجَالِ تَعْدِي
رَشْتَهُ لَنْ مَرَكْسِيَّةٍ جَلَّ شَقَرُهُ يَقْطُرُ نَسْمًا

مَا عَصَا يَدَيَّ عَلَى مَنَكِبَيَّ رَحِيمٍ وَهُوَ
يُنْفِهُمَا يَطْوِفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا
الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَدَائِمًا يَخْلُفُكُمْ
فَقَطَعْنَا عَنْهُ سَبِينَ نِيَمَتِي كَمَا شَاءَ مَنْ رَأَيْتُ
مِنْ نَشَائِي بِأَيْنِ قَطْنٍ وَاصْغَا يَدَيَّ عَلَى
مَنَكِبَيَّ رَجُلَيْنِ يَطْوِفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ
هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ

۳۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ خَلْفَةَ عَنْ
سَالِمِ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ وَصَّلَى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ بَعْدَ مَكْعَبَةِ خُزَاعَةَ وَكَرْبَةَ
الرَّاسِ وَاصْغَا يَدَيَّ عَلَى رَحَتَيْنِ مَسَكْتُ رَأْسَهُ
أَوْ يَقْضُو رَأْسَهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ يُوسُفُ
ابْنُ مَرْيَمَ أَوِ الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ
لَا يَبْدُرُ لِي أَقَى ذِيكَ فَإِنْ قَالَ وَرَأَيْتُ وَكَرْبَةَ
رَجُلًا أَحْمَرًا خَلَعَ الرِّاسَ عَنْهُ رَأْسَهُ الْيَمْنَى
أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ يَوْمَ قُضِيَ قَسَمُ لَيْلٍ مَنْ
هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ

بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے کہا یہ
کون ہیں، کہا مسیح بن مریم ہیں، اور میں نے ان کے
پچھلے ایک شخص دیکھا جس کے تحت گنبد سے بال
تھے، اس کی دہلیز آنکھ والی تھی وہ ابن قطن سے بہت
مشابہ تھا وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے
میں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا تھا، میں نے پوچھا یہ
کون سے، کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے
کعبہ کے پاس گندمی رنگ کا ایک شخص دیکھا جس کے بال
سدر سے تھے اور ان سے بالی کے قطرے پک
رہے تھے، میں نے دو آدمیوں کے کندھوں
پر ہاتھ رکھے مومنے سے میں نے پوچھا یہ کون
سے، لوگوں سے کہا یہ عیسیٰ ابن مریم یا مسیح ابن مریم
علیہ السلام ہیں، راوی گویا نہیں آپ نے کون سا
غلط کہا ہے، ہم میں سے ان کے بعد سرخ رنگ کا
ایک، ایسا شخص تھا جس کے تحت گنبد سے بال تھے
اس کی دہلیز آنکھ والی تھی ورنہ ابن قطن سے بہت
مشابہ تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے، لوگوں نے
کہا یہ مسیح دجال ہے۔

حضرت عمار بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
فرشتے میرے، ملوی معراج کو اچھلایا میں وقت
میں حلقہ عید میں تھا، موقوف، اللہ تعالیٰ نے بہت فضل
مجھ پر نازل کیا اور میں اسے دیکھ دیکھ کر کنارہ کو
اس کی نشانیاں بتلا رہا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں

۳۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشِيرٌ
عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَ كَذَّابُنِي
قُرَيْشٌ قُتَيْبَةً فِي الْحَجْرِ فَعَلَى اللَّهِ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ
فَقُتَيْبَةُ أَحْبَبْتُ عَنْ يَدَيْهِ وَأَنْ أَتُطَرِّفَ لِي

۳۳۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ خَلْفَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ
قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ بَيْنَمَا كَانَ يُحَدِّثُ رَأَيْتُنِي أَصُوفُ يَالْكَلْبَةِ
فَإِذَا رَجُلٌ أَوْ مَرَّةً سَبَطَ بَشِيرَتَيْنِ رَجُلَيْنِ يَبْطُلُ
رَأْسُهُمَا أَوْ رِجْلُهُمَا أَوْ رَأْسُهُمَا قُبْتُ مَنْ
هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ لَمَّْا ذَهَبَتْ أَنْفَتُ
فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ حَسِيذٌ جَعَدَ الرَّاسِ أَعْوَرَ
الْعَيْنِ كَأَنَّ عَلَيْهِ عَقَبَةً طَرَفِيَّةً قُلْتُ مَنْ هَذَا
قَالُوا لَئِنْ كُنَّا أَقْرَبُ لَنَا مِنْ شَبَهَةٍ بِنِ قَطْرِ

اور میں نے گندمی رنگ کے ایک شخص کو دیکھا جس
کے بال سیدھے تھے اور اس سے پانی کے قطرے
ٹپک رہے تھے اس نے در آدمیوں کے
کندھوں پر اٹھ کر رکھے ہوئے تھے میں نے
پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے سرخ
رنگ کے ایک شخص کو دیکھا جس کا گٹھا ہوا جسم تھا۔
بال سخت گندمی یا سے تھے اس کی آنکھ کافی اور
انگوڑی طرح ابھری ہوئی تھی میں نے پوچھا یہ
کون سے کہا یہ دجاں ہے وہ ابن قطن سے بہت
مشابہ ہے۔

۳۳۸ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ
بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ هُوَالٍ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُغَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بَيْنَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْدَرُ يَمْنَى
فِي الْمَجْدِ وَفَرَنْشَ تِلْكَ لَيْلِي عَنْ مَسْرُوفٍ
مَنْ تَمَنَّى عَزَّ أَهْلِيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْعَقَدَةِ مِنْ
لَمْ أَنْبَتْهَا فَكَبَّرَ بَنُ كُرْزَةَ مَكْرِي لَمْ
وَمَنْ قَطَّ فَإِنَّ فَدَّعَهُ اللَّهُ فِي سَطْرِ
إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَتْهُمْ
يَهُ وَكَذَرَأَيْتُنِي فِي حَتَا عَمِ مِنْ رَأَيْتُ
فَإِذَا أُمُومِي عَلَيْكَ سَلَامٌ فَإِنَّهُ يَصْلُو
فَإِذَا رَجُلٌ مَذْرُوبٌ جَعَدًا كَأَنَّ مِنْ
رَجَالِ مَشْنُوَّةٍ وَرَأَى عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ
عَلَيْهِ سَلَامٌ فَإِنَّهُ يَصْلُو أَقْرَبُ النَّاسِ
يَهُ شَبَهًا عَوْدَةً بَنُ مَسْعُودٍ الشَّقَفِيُّ وَرَأَى
أَبِي هَيْمَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَأَنَّهُ يَصْلُو أَهْلِيَاءَ
النَّاسِ يَهُ مَا جِئَكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَكَأَنَّ
لَصْلُوهُ فَإِنَّهُمْ قَدْ فَدَّعَتْ مَنْ

حضرت ابو یوسف میرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حلیم
کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ معراج کے
بارے میں سوالات کر رہے تھے انھوں نے مجھ
سے بہت التماس کی کچھ نشانیاں پوچھیں جن کو میں
نے محظوظ نہیں رکھی تھی جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان
ہو کہ اس سے پہلے آتش کبھی پریشان نہیں ہوا تھا
تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے
سامنے رکھ دیا۔ وہ مجھ سے بیت المقدس کی
نشانیاں پوچھنے سے اور میں دیکھ دیکھ کر
بیان کرتا اور میں نے اپنے آپ کو گروہ انبیاء
میں پایا۔ میں نے دیکھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے
ہوئے ناز پر تو میں سے تھے اور وہ قبلہ شہزادہ
کے لوگوں کی طرح گنگر باسے بالوں والے تھے اور پھر
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کھڑے ہوئے ناز پر تو
رہے تھے اور عروہ بن مسعود نقی ان سے بہت
مشابہ ہیں اور پھر ابو یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے
ناز پر تو رہے تھے اور عباس بن علیہ السلام کے ساتھ
سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر ناز کا وقت آیا۔

قدیم فلاسفہ کے اصول پر مبنی ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام اجسام کی حقیقت واحد ہے اور جب ایک جسم میں شگاف ہو سکتا ہے تو تمام اجسام میں شگاف ہو سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

معراج کی تقریب میں بیداری کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ معراج تک یہ کہتے ہیں کہ معراج منامی، نیند کا واقعہ، فنی، کیونکہ جب حضرت معاویہ سے معراج کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ اچھا خواب تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم معراج کی رات گم نہیں ہوا، اور قرآن مجید میں ہے:

وما جعلنا التوریا التي اوتيناك رقتة
بلتأس ایسی سریل

ان دلائل کا جواب یہ ہے کہ الرقبا سے مراد خواب نہیں ہے بلکہ آنکھ سے دیکھنا مراد ہے، اور حضرت عائشہ کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا جسم روح سے الگ نہیں ہوا بلکہ آپ کا جسم روح کے ساتھ تھا اور یہ جہانی معراج فنی، کیونکہ اگر معراج کا یہ واقعہ خواب میں ہوتا یا صرف روح کی معراج ہوتی تو اس کا اصل قدر شدت سے انکار نہ کیا جاتا حالانکہ کافروں نے دائرہ معراج کا بہت شدت سے انکار کیا، بلکہ بعض مسلمان اس وجہ سے مرتد ہو گئے۔ معراج کی تعریف میں سمائل تک کی قید اس لیے لگائی گئی تاکہ ان لوگوں کا رد ہو جو کہتے ہیں کہ بیداری میں معراج صرف بیت المقدس تک ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مسجد اقصیٰ تک کا ذکر ہے اور یہ جبکہ ہے کہ ”جہاں تک اللہ نے جانا“ اس میں متقدمین کے مختلف اقوال کی طرف اشارہ ہے، بعض نے کہا معراج جنت تک ہوئی، بعض نے کہا عرش تک، بعض نے کہا فوق العرش تک، بعض نے کہا طرف العالم تک، اسرار و رات کو جان، قطعی سے، یعنی بیت محمد سے مسجد اقصیٰ تک ہونا اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یا حد مشہورہ سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت تک یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احاد سے ثابت ہے، پھر صحیح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے نہ کہ انکھوں سے نہیں دیکھا۔

شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں علامہ امت کے مذاہب
علامہ پر باری کہتے ہیں

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت باری کا انکار کرتی ہیں، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ کا مشہور قول بھی یہی ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ مسروق نے حضرت عائشہ سے سوال کیا: آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہاں اس قول سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جو شخص تم سے یہ حدیث بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے قہر بولا مسروق نے کہا: پھر اس آیت کا کیا جواب ہے؟
 ثمودی قتدلی: مکات قآب قد سین د
 یحور و زبازہ تر جب موشیا۔ روکنا لوری مقدار
 دنی۔ (نجمہ ۷۰-۸۰) کہ اس سے حق نریا نہ۔

- ۱- حضرت عائشہ نے فرمایا ان آیات میں جبریل ہ حضور سے قہر ہونا اور اسے پہلے جبرائیل آپ کے پاس انسانی شکل میں آتا تھا اس میں تیرا وہ اپنی اصل شکل میں آپ کے پاس آیا اور اس نے حق کو برہنہ کیا۔
- ۲- حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے وحی سے حافی میاں سے کہا مدینہ میں سے ہیں نے بنی نخلوں سے اشد قوی کو نہیں دیکھا تھا۔ نے اپنے دل سے وہ تہ وحی سے اس حدت کو وہ میں برہنہ ہر بہت۔
- ۳- حضرت ابن عباس کا مشہور اندازہ کہ ان میں سے کسی کا مدعی بہت۔ اس سے اشد علیہ علم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے علامہ کو دیکھا ہے کھاتے کھاتے علامہ سے رہا ہی رات سے حضرت جابر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے رب کو بالمشافہ دیکھا ہے۔
- ۴- سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ میں نے وہیں واقعہ کرنا دیکھا ہے۔ ہمارے نزدیک مختاریہ ہے کہ میں نے اپنے رب کو مدینہ سے شہر مدینہ سے شہر مدینہ سے دیکھا ہے وہ پر ماروی نے حدیث عائشہ کی حدیث کا روایت اس کی تشریح میں ہم میں کو نہیں اور تحقیق سے بیان کریں گے۔

اللہ اعلم بالصواب

سورہ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر اور اس کے فوائد اور نکات

سبحن الذی امری بعبدہ ذیل من المسجد
 الحرام ای المسجد الاقصیٰ وہی بركة حرم
 لمریہ من یتما^۱ انہ ہو لتتبعہ بصلیہ
 یعنی مرثیہ

وہ مرثیہ ہے پاک بت جو اپنے غلامی کے
 کوریت کے قہر سے حدیث عبدہم سے عبدہم
 نکسے گی جس کے روگردم سے ہمت بکھیں لکھی
 میں تارم میں عبدہم میں کراہی نفس نت لیاں دیکھا
 ہے ملک اسی سے رما سے ابی ویکٹے تلا بہت

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کو بیان کیا گیا ہے سفر نامہ میں سات جہازوں کا بیان ہے وہی موزناست (۱) سفر کس نے کر دیا (۲) جس سے کیا (۳) سفر کہاں سے کیا (۴) سفر کہاں تک آیا (۵) سفر کس نے کیا (۶) سفر کتنی دیر میں کیا (۷) سفر کس لیے کیا (۸) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مایہ مجاہد کے ساتھ ان سات چیزوں کو ذکر فرمادیا۔ سفر کس نے کیا؟ فرمایا: فرمایا: اس کے عبد غلام نے سفر کہاں سے کیا؟ فرمایا: میں اسجد احمد سجدہ ام سے سفر کہاں تک گیا؟ فرمایا: اسجد لا معنی

مسجد انسی تک پہنچ کر وقت ہوا، فرمایا مسجدی رتوں رت سے گیا سفر سختی ویر میں ہوا، فرمایا مسجد
رات کے ایک تھیں لکھنؤ، اور سفر کس سے فرمایا لکھنؤ یہ صوفی تھا کہ عم بن کرینی، حضرت یوں دکھائیں۔
عموماً بڑے قہر سفر کریں، ان کے ہاتھ اس سفر کو بیان کرتے ہیں، وزیر اور سفر کمر میں فون کے
ساتھ میٹی ہوئے ہیں جس سفر کو بیان کرتے ہیں، اور مالک سفر کرے تو اس کا خادم اس سفر کی سکاٹیں مایان
کرتا ہے اور باہر جاتا ہے کہ سفر نہ سے نہ کہتا ہے اور بیان میں کامیاب رہتا ہے۔

اسی سفر میں آپ سے ساتھ کوئی شخص نہیں آکر بھی ہوا میں سے کوئی آپ کے ساتھ جوتا تو وہ اس سفر کی تمام
جہتوں کو بڑے سہولت و آسائش کے ساتھ بیان کرتا ہے یہ وہ جگہ ہے کہ اسے محبوب آب کے سر
سفر کو میرے علاوہ اور کوئی دیکھ نہیں پاتا اس لیے میرے پاس وہ وہاں نہیں کر سکتا، اگر یہ کہا
جائے کہ جبریلؑ تو آب کے ساتھ تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اس سفر میں وہ بھی ساتھ نہیں ہے سدرہ منشی
پر وہ بھی ساتھ چھوڑتے تھے۔

لکھا مر مر مجھ نہ نہ بانہم کہ میرے اند نہ نہ
گر ایک سو سو سے ہر تریم دینا بھی سو۔۔۔ ہر

لفظ سبحان کے اسرار | رات کے ایک نفل لکھنؤ، وزیرستان میں گیا اگر واپس سے نہ عادت میں تھا اللہ
تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ لکھنؤ کے توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی یہ جوں
موتوبہ جوں کے لیے تھی، وہ لکھنؤ کے توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی، اس لیے
بعض علماء سے یہ کہا کہ توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی، اس لیے
اور بعض نے یہ کہا کہ لکھنؤ کے توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی، اس لیے
ہرگز اسے اور اس کا عابد، اس نفل سے زیادہ معروف ہے کہ یہ دو مشہور مزارات ہیں جن کے
صدر سے پاکستان کے سیر کا تعلق کرتا ہے وہ لکھنؤ کے توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی، اس لیے
پاکستان چرنیک اس شخص کی رات، رات زیادہ معروف ہے اور شاہب پاکستان کو جانتا ہے تو وہ پاکستان
لکھنؤ کے توبہ جوں سے توبہ جوں کے لیے تھی، اس لیے
بچ پر جانا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے کہ جس نے اپنے مہر کو کھینچ کر لیا تو معلوم ہوا کہ
نبی علیہ السلام کو کھینچ کر لیا، اس لیے اس سے کہ جس نے اپنے مہر کو کھینچ کر لیا تو معلوم ہوا کہ
سبحان ہے اور ہمیشہ سچا ہے کہ لیکن اللہ تعالیٰ کے سبحان ہونے کا ظہور تھا اور معرفت کا وہ اس وقت ہوئی جب
اللہ تعالیٰ رات کے ایک لمحہ میں نبی علیہ السلام کو فتنے سے نکلنے کے لیے لکھنؤ میں پھر آپ کو عرض ہے
فرض پر وائیں لکھنؤ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ اگر اس بیت کے شروع میں لفظ سبحان نہ ہوتا تو عموماً حجاج ثابت
نہ ہوتا بلکہ درست یہ ہے کہ اگر وہ تو عموماً نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے سبحان ہونے کا قائل ظہور نہ ہوتا۔

اس سفر کے ذکر کے بعد سبحان سے کہ سبحان اللہ تعالیٰ کی صفت اور اس کا ذکر ہے، اور اس سفر کے
ذکر کے آخر میں فرمایا، اللہ ہو لیسیم البصیر، البصیر وہ سمیع اور بصیر ہے، اور سمیع اور بصیر بھی اللہ تعالیٰ

کی صفت اور اس کا ذکر سے سو اس سفر معراج کی ابتداء بھی اللہ کے ذکر سے ہوئی اس کی انتہاء بھی اللہ کے ذکر پر ہوئی اور سفر معراج سے آپ ناز کا تختہ سے کر آئے وہ بھی اللہ کا ذکر سے۔

مادی انسانوں نے خرقی کی اور ان کی معراج یہ ہے کہ یہ چاند پر پہنچے، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ چاند پر بھی مٹی ہے اللہ مٹی کے ڈھیلے پر طور سوغات وہاں سے سے کر آئے تو یہ مٹی سے چلے اور مٹی تک پہنچ کر جو لے کر آئے وہ بھی مٹی ہے، اور حضور اللہ کے ذکر سے چلے، اللہ کے ذکر تک پہنچے اور خوف سے کہہ گئے وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی معراج میں انسان مٹی سے بنے نہیں نکل سکتا، اللہ روحانی معراج میں مٹی سے بنا ہو اس نکتہ پر پہنچتا ہے۔

در دشت جنوں جن جبریل قرواں لیکند
یہ وہاں جا کر آئے بہت مراد

لفظ عہدہ کے اسرار اس بات میں یہ فرمایا "تجانب ہے وہ جو اپنے عہد کو راتوں رات سے گیا۔" ایک سوال یہ ہے کہ رسول کا ذکر کیوں نہیں کیا، برس گبول میں فرمایا "بجوں سے وہ جو اپنے رسول کو ست گیا۔" اس کا جواب یہ ہے کہ رسول وہ ہے جو اللہ کے پاس سے بندوں کی طرف آئے عہد وہ ہے جو بندوں کی طرف سے اللہ کے پاس جا ئے۔ اور یہ اللہ کے پاس سے آئے وہ نہیں اللہ کی طرف جانے کا موقع تھا۔ اس لیے یہاں رسول کا ذکر نہیں کیا بلکہ اللہ کا ذکر مناسب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا،

ان الله يثبت نبي يحيى مصداق لکلمة من

الذہ وسیدنا وحصلہ۔

الہامی ۴۰

حضرت یحییٰ کو سید کہا اور آپ کو اید فرمایا اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیادت سلطنت اور مالکیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، یہ ہے کہ اگر یہ مالک یا صاحب سلطنت نہ کہا جاتا تو یہ محال ہو گا، اور بندہ کی ایسی صفت تو اس کی حقیقت صفت اور ذات کی نہ ہو وہ صفت عہدیت سے تعلق نہ رکھتی ہے، چاہا کہ اسے محبوب کا ذکر حقیقی وصف کے ساتھ کرے محال اور مستفاد وصف کے ساتھ نہ کرے اور حقیقت حقیقت میں اس محال اور مستفاد وصف میں نہیں ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو محض عہد نہیں فرمایا بلکہ عہد و مائت بھی فرمایا، عہد فرمایا میں نے اس میں بیگانہ کا لفظ عہد و مائت میں فرمایا خود سے یہ میرا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ سے عہد و مائت کا جہاں بھی ذکر فرمایا اسی طرح اسرافت کر کے فرمایا۔

الحمد لله الذي انزل على عبدك الكتاب

و لکھت، ۱

مذہب کے لیے سب تعریفیں ہیں جس سے

اپنے بندہ پر کتاب نازل کی۔

ایسے اللہ کا کف عہدہ

کیا اللہ اپنے بندہ کو کائنات میں

(ذہرہ: ۳۶)

فأوحى إلى عبده ما أوحى - (نجم : ١٠)

سوائد نے اپنے بندہ کی حیثیت دیکھ کر وہ جرات
نے دیکھی۔

اے کفار! تم کو تمہارا اللہ و ما ازلت علی عبدنا
یوم الفرقان - (نفاذ، ۳)

اور جب اللہ اپنا ذکر فرماتا ہے تو اپنی صفات آپ کی طرف سے نکلتے ہیں۔
 (اور یاد رکھیے) جب آپ کے رب سے فرشتے

(ریفرت ۱۳۸۰)

[illegible]

سب سے کا ذکر بکثرت کیجئے

و ذکر ملت کشید: ال عمری ۴۱

فلو و سہٹ - سام : (۶)

قسم ہے آپ کے رب کی۔

انہد قمانے نے پڑ نسبت اب کی طرف اور آپ کی نسبت یعنی حرف کر کے ظاہر فرمایا کہ پہلے تم ہمارے
معاورہ رہتے تھے۔

علامہ انور سیٹھی سے دیکھ کر وجہ تھو موٹبھا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے:

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کا ایک قبہ ہے، مقررین کا قبہ عرش ہے، روحانیین کا قبہ کرسی ہے، اگر وہ زمین کا قبہ بیت الممور ہے، آپ سے پہلے نبیوں کا قبہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبہ ہے اور آپ کی روح کا قبہ میری ذات سے اور میرا قبہ آپ کی ذات سے۔ لہذا قبہ مرکز توحید اور محور انتہات کہہ سکتے ہیں یہی آپ کی روح میری ذات کی طاق متوجہ رہتی ہے اور میں آپ کی طرف ملتفت رہتا ہوں۔ اسی لیے صدقوں جب آپ کا ذکر کرتے ہیں تو اپنی طرف عنایت کرتے ہیں اور جب اپنا ذکر فرماتے تو آپ کی طرف عنایت فرماتے ہیں۔

مفسر و فاضل کے مہراج کی یہ عظیم فضیلت یہ بلند مرتبہ و عظیم مقام سپہاں عہدیت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے جو شخص اللہ کے سامنے توفیق کرنا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کرتا ہے اور اس میں عیسائیوں کا رتبہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے عبد ہونے کو باعث عار سمجھا اور نہیں خدا اور خدا کا جب کہا، اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ عبد ہونا باعث شرف و مار نہیں ہے۔ انسان کو جو عظمتیں اور رفعتیں ملتی ہیں وہ اس کے عبد ہونے سے ملتی ہیں، نیز اس میں یہ بتلائی ہے کہ مہراج کے اس عظیم الشان کمال کے حاصل ہونے کے باوجود آپ عبد ہیں۔ خدا انہیں میں جب کہ عیسائیوں نے اس سے کم درجہ کے کمال کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو خدا کہہ دیا تھا اس لیے مسلمان اس کمال کی وجہ سے آپ پر الوہیت کا دھوکا نہ کھائیں۔

عبد کا اطلاق روح مع احمد پر کیا جاتا ہے، فقط روح پر عرب کی گفت اور می درات میں عبد کا اطلاق نہیں

کیا جاتا، سو سفر معراج کے ذکر میں متناہی سے عبد کا ذکر کر کے یہ بیان فرما دیا کہ یہ معراج جہاں حتیٰ روحانی معراج نہیں تھی۔

لفظ اسیری کے اسرار | مراد کے معنی میں کسی شخص کو بیداری میں رات کے وقت سے جانا، اگر کسی شخص کو خواب میں کوئی کسی جگہ سے جاسے تو یہی کو لغت حرب وراس کے معانی میں اسرار نہیں کہتے۔

علامہ قرطبی مائل تھتے ہیں:

گرچہ خواب کا واقعہ موت تو متناہی نہ تھا، بدوح سببہ وہ جبیدہ نہ تھا، نیز متناہی نے فرمایا: ما زاد المصرد ما حقی

انجہد۔

سوئے غم کہ یہ بت بھی اس روایت میں ہے کہ یہ بیدار کا واقعہ تھا نہ کہ یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ نمان اور معجزہ نہ ہوتا۔ درحقیقت سے خواب کو بانی بہت کہیں کہ آپ رگوں سے یہ واقعہ بیان نہ کریں وہ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں، اور نہ انہی کی تسبیح کرنے میں کوئی لغت ہوئی اللہ تعالیٰ کے تفسیر و تفسیر کے معنی میں کوئی نہ ہوئی، حالانکہ جب آپ نے حضرت کی خبر دی تو قرآن نے آپ کی تکذیب کی اور کئی مسلمان نہ ہوئے، درحقیقت خواب موت تو اس کا انکار نہ کیا جاتا، اور ہمیں میں جو واقعہ ہو اس کے سبب یہ نہیں کہا جاتا۔

حضرت میدان محمد علی بن ابی طالب کے سبب سے متناہی سے فرمایا: "اسی آدمی کو لے گیا" اور حضرت اسی میدان کے تفسیر میں۔

وسماحتہ موسیٰ بن جعفر

اور جب موسیٰ بن جعفر سے مقرر کئے ہوئے وقت پر آئے۔

(اصحاح ۱۳۳۱)

اور حضرت ابوبکر صاب اسرار کے تفسیر میں۔

وقال انی داعب لی ربی۔

اور ابوبکر صاب اسرار کے تفسیر میں۔

حضرت اسی ان خود سے کہتے: "مات راہم ز خود گئے" حضرت سیدہ، محمد علی بن عبد اللہ و سلم کو متناہی سے جانے والا تھا اور وہی لائے و لائے و لائے و لائے میں بڑا وقت ہے۔

معراج کے متعلق سورہ والنجم کی آیات

والنجم وہو یصل صابکہ و

روایت سنار سے حضرت محمد کی قسم جب وہ

۱۳۸۶

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مائلی دہلی سنہ ۵۶۸ھ۔ کمالی حکام القرآن ج ۱ ص ۶۹-۶۸ مصنفہ وقت نامہ شریف

غویہ وما یسطق عن الہمزیہ ان ہو الا
وحی یوحیہ علمہ شدید القویہ ذو
مردۃ فاستویہ وہو بالافق الاعلیہ
ثم دنی فندویہ نکار و آب قوسین
او ادنیہ فنادی الی عبدہ ما ادنیہ
ما کذب لغو او ما دایہ متروکۃ
علی ما یریہ ولقد ساء انزلہ اغزیہ
عند سدرۃ المنتھیہ عند حاجتہ
المأویہ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیہ
ما ازخر البصر وما طغیہ ولقد ساء
من ایت ربہ الکبریٰ

(النجم ۱-۱۸)

کتب معراج عرض سے زمین پر اترے تھے
اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے ان کا ظام صرف
وہ روح سے حمان کی طرت کی جاتی ہے، انہیں رائے
سکتا اترے دے سے سکھایا بہت زبردست ہے
پھر غلوں سے حضرت محمد نے بلند چڑھ کر
رکھ کر بلند وہ حضرت محمد سب سے دیکھ کر
دور وہ مکان کے منہ سے پھرتے پھرتے حضرت محمد
سے قریب ہو کر پھر زیادہ قریب ہوا اور حضرت محمد نے
سب سے دور وہاں سے مستور نزدیک ہوئے بلکہ
سے رہیں زیادہ قریب ہوئے فراموشی سے وحی فرمائی
اپنے مددگار کو وحی دہائی حضرت محمد کے دل
سے سے غلوں کے کما لولہ نکھڑے دیکھ کر
منہ سے دیکھ کر کیا اس پر تھک گئے ہوئے اور
بے تکلف غلوں سے دوسری بار وہ سدرۃ المنتھی
کے نزدیک ایجا میں سدرۃ کے پاس جنت المادی
سے جب سدرۃ کو وحی پہنچا اس عظیم چیز نے جس
سے رخصت ہو کر ایک دن نکل مونی ہر حد سے
بڑھ کر بے تکلف غلوں سے اپنے رب کی بڑی نشانی
فرمودہ دیکھیں۔

والنجم بین والوقسمیت سے اس کا تعلق ہے کہ تم کے پاس معانی میں رہا ثریا
۱۲ ستارہ ۱۳۱ غنائات و سیزدہم نسو اور طقتہ لینی قرآن مجید کے اجزاء
امام باقری نے کہا نجات سیدنا محمد سے مدد طلب ہو کیونکہ ہر کسی پر اور سوال آپ میں ہر وجہ سے ہوتے
ہوتے ہیں۔

۱۔ النجم سے مراد ثریا ہو (ثریا نام سات ستاروں کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں ان کو
سات ستاروں کا جھلکا بھی کہتے ہیں) تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ زبان کی ایک واضح علامت ہے جس کی
وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہے اور ثریا ہر شخص پر خاصہ درگشت سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھی اپنے نبوت اور واضح معجزات کی وجہ سے دوسرے نبیاء و رسل سے ممتاز ہیں اس وجہ سے اللہ
تعالیٰ نے آپ کی تمہید کی نیز جب صبح کے آسماں کا مشرق سے ظہور ممتاز تو پھل پک جاتے ہیں

نے حسن بھری سے نقل کیا ہے اور حدیث صحیح میں بھی اسی معنی کا ذکر ہے۔
امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سراج کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں

۱۷۱

حتى جاء سارة المتحلى ودنا الجبار ساربا
العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى
فاوحى الله ليه فيما يوحى الله خمسين صوة
على امثلك كل يوم وليلة - ۱۷۱

حتی کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارۃ المتحلی
پر آئے اور رب العزت جبار آپ کے قریب ہوا پھر
اور قریب ہوا حتیٰ کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار
رہ گیا با اس سے بھی زیادہ نزدیک، پھر اللہ تعالیٰ نے
تہلی طرف وحی کرنے سے اس نے آپ کی طرف وحی
کی اور آپ کی اُمت پر دن و رات میں پچاس نازیں
فرستیں گیں۔

تافضی بیان اس کی لکھتے ہیں:

حکى مكي وما وردى عن ابن عباس رضى
الله تعالى عنهم ما هو الارب دنا من محمد
فتدلى اليه اى امرء فحكى له وحكى النقاش
عن الحسن قال دنا من عبده محمد
صلى الله عليه وسلم فتدلى ففرب منه قراة من شاء
ان يوحى من قدرته وعظمته - ۱۷۱

ام مکی اور امام ماوردی نے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت کہتے ہیں اعلیٰ قاری نے لکھا ہے
کہ امام بن جریر طبری نے بھی اس کو حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ رب العزت سیدنا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوا (یعنی آپ پر وسمت قرب
کے نزدیک فرمایا) اور آپ پر اپنا امر اور حکم نازل فرمایا، اور
نقاش نے حسن بھری سے روایت کیا ہے کہ رب
العزت اپنے بندہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
دیکھ کر ہوا پھر اور ذریعہ ہوا (یعنی آپ پر زیادہ توجہ
کی اور زیادہ اہم فرمایا) پھر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ
پر اپنی قدرت و عظمت سے دکھایا۔

بیرا تافضی میاض، مکی رح اللہ لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو قرب کا اندک بیان کیا ہے اس کے قریب ہونے کو بیان کیا گیا
ہے، یہ مکان اور نہایت کا قرب نہیں ہے، بلکہ جیسا کہ ہم نے امام جعفر بن محمد صادق سے نقل کیا ہے کہ قرب
کی کوئی حد نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے نزدیک ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے
عظیم مرتبہ اور مقام کو ظاہر کیا اور آپ کی معرفت کے انوار کو چمکایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے غیب اور اپنی قدرت

۱۷۱۔ امام بوعلیہ رحمہ اللہ بخاری سنو ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۲، مطبوعہ دار محمد الصحیح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
۱۷۱۔ تافضی میاض من مری ماسی سنو ۵۴۲ھ، الشفاء ج ۱ ص ۲۶، مطبوعہ عبد القواب اکبرڈی ملات

عن ابن عباس قال سأه قلبه ۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل رک آنکھ
سے دیکھا۔

عن ابن عباس قال ما كذب النور
راي ولقد رآه سورة أخرى قال رآه بعداده
مدتين ۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کی تفسیر
میں فرمایا: ”آنکھ نے جو دیکھ دل نے اس کی تکذیب
نہیں کی اور آپ نے اس کو دوسری بار دیکھا“ حضرت
ابن عباس نے کہا آپ نے اپنے دل رک آنکھ سے
اپنے رب کو دوبارہ دیکھا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عكرمة عن ابن عباس قال رآي
محمد ربه قلت اليس الله يقول لا
تدركه الابصار وهو يدرك الابصار
فتال ويحك اذا تجلى بنور
الذي هو نور وقدراني محمد ربه
موقين هذا حديث حسن غريب ۵

مذہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے فرمایا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے رب کو دیکھا ہے، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے
یہ نہیں فرمایا: ”آنکھیں اس کا دراک نہیں کر سکتیں اور وہ
آنکھوں کا دراک کرتا ہے“ حضرت ابن عباس نے
فرمایا: ”تم پر فوس ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اللہ
تعالیٰ اپنے اس نور کے ساتھ تجلی فرمے جو اس کا
نور ہے۔ یعنی غیر مقامی نور۔ اور بے شک سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا
ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“

عن ابن عباس في قول الله تعالى ولقد رآه
نورًا أخرى عند مدرة لعمته فادعى وعبد
ما ادعى فكان قاب قوسين أو د في قال ابن عباس
قد رآه النبي صلى الله عليه وسلم هذا
حديث حسن ۵

حضرت ابن عباس نے ان آیات کی تفسیر میں
فرمایا: ”بے شک انھوں نے اس کو دوسری بار ضرور
مدرة استہتی کے پاس دیکھا تو اللہ نے اپنے خاص
بندہ کی طرف دو وحی نازل کی جو اس نے کی، پھر وہ دو
کافروں کی مقدار نزدیک ہوا یا اس سے زیادہ“ حضرت

۱۔ امام ابراہیم مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۹، مطبوعہ نور محمد انج المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹

۳۔ امام ابوسعید محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۲-۲۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ جامع ترمذی ص ۲۷۲

ابن عباس نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ”آنکھوں نے جو دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی۔“ حضرت ابن عباس نے کہا آپ نے رب کو دیکھا کیسے دیکھا۔

شعبی کہتے ہیں کہ بہن عروہ میں حضرت ابن عباس نے کعب سے ملاقات کی اور ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا کعب نے عند آندرسے اللہ کہہ کہا غی کہ پہلا گرجا گئے پھر حضرت ابن عباس سے فرمایا: ”یہاں شہر ہے۔“ یعنی یہ مہر سوال نہ ٹالیں (تو کعب نے کہا) اللہ نے اپنے وہ راہ اور اپنے کلام کو سیدنا محمد و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوہ نہ کلام کیا اور سیدنا حضرت محمد سے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔

عن ابن عباس قال ما كذب الفؤاد ما رأى قال تعالى انا بقلوبهم غافلون

عن الشعبي لقي ابن عباس كعباً بعرفة فسأله عن شيء حكى به حتى جاء البيت فقال كعباً ان الله قسم ما رآه و كلامه بين محمد و موسى فكلم موسى موتين و رآه محمد موتين الحديث

اس کے بعد امام ترمذی نے حضرت وائشہ کے انکار روایت کو ردایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا۔

عن حكيمته عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رآيت ما في تبارك و تعالی ربه

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک سیدنا محمد سے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

عن ابن عباس قال اقد رآي محمداً صلى الله عليه وسلم ربه

۱۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۰۲، مطبوعہ دار محمد کا رفاہ تجارت کتب گرجی

۲۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۰۱،

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۰-۲۸۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

۴۔ ابیر ملاذ الدین علی بن بیان ناسکی متوفی ۴۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۲۲۶، مطبوعہ دار مکتب حیدر بیروت

اس حدیث کو امام ابن جریر طبری نے بھی اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔
حافظ البیہقی نے بھی اس حدیث کو امام ابن حبان و اسنید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔
امام حاکم روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال
اتعجبون ان یکون الخلة لابراہیم
والکلام لموسى والروية لمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم هذا حدیث صحیح
على شوط البخاری ولم يخرجاه۔ ۱۰۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم
کو اس پر تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم کے لیے خلیل
ہونا ہو، حضرت موسیٰ کے لیے کلام و رسدنا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہو یہ حدیث امام بخاری
کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن امام بخاری اور امام
مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حافظ نور الدین البیہقی لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یتربى
عز وجل روحا احمد ورجاله صاحب
الصحيح۔ ۱۰۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
اپنے رب عزوجل کو کچھا، میں حدیث کو امام احمد نے
روایت کیا ہے اور میں کی سند صحیح ہے۔

عن ابن عباس انہ کان یقول ان محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم یرى ربہ مرتین مرة
بہمة ومرتہ بفتاۃ۔ ۵۵۔ رواة الطبرانی فی
الاوسط ورجاله رجال الصحيح بخلاف
جہور بن منصور الکوفی وجہور بن
منصور ذکوة ابن حبان فی الثقات۔ ۱۰۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ اپنی تنگھ کے ساتھ اور ایک
بار اپنے دل کے ساتھ اس حدیث کو امام طبرانی نے
وسط میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے امام
جہور بن منصور کوئی کہے۔ امام ابن حبان نے اس کو
ثقات میں ذکر کیا ہے۔

عن ابن عباس قال نظر محمد صلی
اللہ علیہ وسلم الی ربہ تبارک و تعالیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک

۱۰۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۲۰ھ، جامع الامان ج ۲، ص ۵۲، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ ابابا و اولادہ مصر، ۱۳۷۳ھ

۱۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۰ھ، معارج النظم ص ۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱، ص ۷۵، مطبوعہ دار البیروت للتوزیع، بیروت

۱۳۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۱، ص ۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۲ھ

۱۴۔ مجمع الزوائد ج ۱، ص ۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۲ھ

فَالْعَكْرَمَةُ فَقُلْتُ لَا بِنَ عَيْدٍ مِّنْ نَّظَرٍ لِّمُحَمَّدٍ
إِلَى رَبِّهِ قَالَ نَعَمْ جَعَلَ الْكَلَامَ لِمُوسَى
وَالنَّحْلَةَ لِابْرَاهِيمَ وَالنَّظَرَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الصَّبْرَانِيُّ فِي رِوَايَتِهِ
وَفِيهِ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْعَدَنِيُّ رَوَى عَنْ ابْنِ أَبِي
حَاتِمٍ تَوْثِيقُهُ عَنْ ابْنِ عَسَدٍ أَنَّهُ لَصِقَ ابْنُ أَبِي
وَقَدْ ضَعُفَ السَّاقُ وَغَيْرُهُ -

وہاں کو دیکھا کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس
سے عرض کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دیکھا، انہوں نے فرمایا ہاں اللہ نے حضرت موسیٰ
کے لیے کلام کی خصوصیت رکھی حضرت ابراہیم کے لیے
نحل میل کرنے کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
لیے وکھینے کی خصوصیت رکھی اس حدیث کو امام طبرانی
نے اسطرح میں روایت کیا ہے اس میں ایک راوی حسن
بن محمد ہے، ابن ابی حاتم نے ابو عبد اللہ شہرانی سے
اس کی تخریج نقل کی ہے اور امام نسائی وغیرہ نے اس کو
ضعیف کہا ہے۔

تقاضی جیسا کہ اس کی حدیث سے لکھتے ہیں:

شب معراج دیدار الہی کے متعلق علماء کی کئی کئی نظریات

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے یا نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار کرتی
تھیں بسموث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہے ام المؤمنین کیا سیدنا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے، حضرت عائشہ نے فرمایا تھا کہ میں اس بات سے میرے
رونگے کھڑے ہو گئے، جو شخص بھی کہے کہ میں نے اس سے تجھوت ہو، جو شخص بھی کہے کہ میں نے اس سے
صلى اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے اس نے تجھوت ہو، جو حضرت عائشہ نے یہ بات پر عرضی
وَقَدْ رَكَهُ لَا نَصَارَ (نظام ۳۰) انہیں اس کا اور کچھ نہیں کہہ سکتیں۔

پھر پوری حدیث ذکر کی علیٰ کہ ایک جماعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریہ کی تائید سے حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہ کا مشہور قول بھی جی سے اس کی مثل حضرت ابوسریحہ نے کہا کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام
کو دیکھا تھا، محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت نے کہا کہ وہاں روایت باریکی سے ہے، حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے یہ روایت سب سے پہلے ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور سبطانے حضرت ابن عباس سے
یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا، اور امام ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور یہ پوچھا کہ کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے
حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہاں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ آپ نے
اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول اسانید سے مروی ہے

حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کلام کے ساتھ مختص کیا، حضرت ابراہیم کو عتق کے ساتھ اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت کے ساتھ مختص کیا، حضرت بن عباس کی دلیل یہ آیت ہے:

ما کذب الغواذ ما رأی دفتار دہ
علی ما یروی دہ ولقد دہ فرست
اخروی دہ

پھر جھگڑتے ہوئے اللہ بے شک انہوں نے اسے دوسری بار ضرور دیکھا۔

(النجمہ: ۱۳-۱۱)

امام ہارونی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اللہ اپنی رویت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کر دیا، حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ توفیق سے لاکھا۔

ابو نعیم رازی اور ابو ہریرہ صحیحہ نے کعب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت کعب کی ملاقات ہوئی، حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہم غراشم یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے، یہ سن کر کعب سے غلہ آرزو سے اللہ اکبر کہا سنی کہ پہلے گرجا اٹھے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، حضرت موسیٰ سے اللہ نے کلام کیا، اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنے قلب سے دیکھا اور شریک نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، ویرمہ قدسی نے محمد بن کعب قرظی اور ریح بن انس سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اور اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، اور مالک بن یحیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا، متقی نے فرمایا: اسی کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ اس حدیث۔

امام عبد الوہاب نے روایت کیا ہے کہ جن بعدی متہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یہ حدیث فکر سے بھی مروی ہے اور بعض مقلدین نے اس کو حضرت ابن مسعود سے بھی روایت کیا ہے، اور امام ابن مسعود نے روایت کیا ہے کہ مردان نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

نقاش نے روایت کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا میں حضرت بن عباس کی حدیث کا نقل مولیٰ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، امام احمد ان کلمات کو تین بار دہراتے کہ ان کا سانس منقطع ہو جاتا، ابو ہریرہ نے کہا امام احمد نے فرمایا آپ نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔

بن مغازی نے لکھ لکھ صدر کی تفسیر میں کہا کہ آپ کا بیٹہ رویت کے سبب کھوں وہ اور حضرت

سب سے اور اس کے یقینی ثبوت کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے، اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے ساتھ مشرف ہونا واقعہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کے ساتھ مشرف ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔

نقاشی نے حدیث معراج میں تم دتی کی تفسیر میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل مجھ سے علیحدہ ہو گئے اور آوازیں منقطع ہو گئیں، اس وقت میں نے اپنے رب کا کلام سنا: اے محمد، مہیا سے دل کو مبارک جو قریب آؤ، قریب آؤ، امام بزار نے بیان کیا ہے کہ ایک فرشتہ نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر تو پردے کی اوٹ سے آواز آئی میرے بندہ نے سچ کہا: میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ ۱۷

علامہ ترمذی مانتی تھتے ہیں:

امام ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ مردان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں علامہ ترمذی نے کہا یہ کثر عداد کا قول ہے، امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے کہ جس بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، امام نسائی اور امام مالک نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ ثلثت حضرت بزرگمذہب کے ہیں، ہو اور کلام حضرت موسیٰ کے ہے اور دیدار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے، ہو اور امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، ایک بار یہ کہ آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

جن احادیث میں ہے کہ آپ نے دل سے اپنے رب کو دیکھا اس سے مراد وہی ہے کہ آپ سے دل سے اللہ کو جانا اور آپ کو اللہ کا علم ہو، کہو نہ کہ اللہ کا علم تو آپ کو ہمیشہ سے تھا، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رومیت کو اس طرح پیدا کر دیا کہ وہ جس طرح رہا آنکھ میں رومیت کو پیدا کیا کہو نہ کہ عقلاً رومیت آنکھ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ جس مضمون میں چاہے رومیت کو پیدا فرما دے اگرچہ آنکھ میں رومیت کو پیدا فرمانا اس کی قدرت جاری ہے۔

امام ابن خزمیہ نے سند قوی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا، فقال نے کتاب السنۃ میں مروزی سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ حضرت عائشہ اس کا انکار کرتی ہیں کہ حضور نے اللہ کو دیکھا، آپ ان کے اس انکار کو کس دلیل سے رد کریں گے، انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت عائشہ کے قول سے اکبر اور راجح ہے اور نقاشی نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس کی اس حدیث کا قائل ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، امام احمد بار بار کہتے رہے آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، آپ نے اپنے

رب کو دیکھا ہے، آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے حتیٰ کہ امام احمد کا شاہد ہے۔
شب معراج دیدار الہی کے متعلق عمار حبیبیہ کا نقل ہے | ملاحظہ فرمائیے کہ ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، مگر نہ کہ ایک اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا:

لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِ

ہاتھیں اس کا اور اس کے نہیں کر سکتیں اور وہ سب
 آنکھوں کا دیکھ کر ہے۔

حضرت ابن عباس سے فرمایا: تم میری اس ذات سے سب دو سو ور کے ساتھ تکیہ فرمائے جو اس کا اور سے اور دفعہ قناتی نور سے اور سب تک آپ نے اپنے رب کو دو تہ دیکھا ہے۔ نیز امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ کعب کی حضرت ابن عباس سے یہ واقعہ میں طاعت مولیٰ، انہوں نے کی چیز کے متعلق حضرت ابن عباس سے سول کہا، پھر نے رور سے استدعا کیا کہ ہاڑگوچ تھے حضرت ابن عباس نے کہا ہم نبوہاشم میں کعب سے کہا اللہ تعالیٰ سے اپنی رومت اور سب کلام حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ کے درمیان تقسیم کر دیا ہے حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبار کلام فرمایا اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ کو دو روایں اور صدق سے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، حضرت عائشہ نے فرمایا تم نے ایسی بات کہی ہے جس سے میرے دل شکستہ ہو گئے، میں نے حضرت عیسیٰ دیر ہدیہ بت چڑھی:

لَقَدْ دَانِي مِنْ عَذَابِ الْمَكِينِ

بے شک انہوں نے اپنے رب کی مڑی تباہی

مزدور کیجیے۔

(النتیجہ ۱۸۸)

حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے سواوچہ میل سے، جو شمس تہ کو یہ خبر دست کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، آپ نے کسی کو چھاپا ہوا ہے، یہ غیبات غیب کو بات تھے اس نے اللہ تعالیٰ پر ہمت بڑا جرات باندھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو دلچسپی اور آپ نے جسراہیل کو ان کی اصل صورت میں اللہ تعالیٰ دو بار دیکھا ہے، ایک مرقہ سدرۃ مستوی کے پاس اور ایک مرقہ اجیاد میں، ان کے بعد سویر تھے ورغول نے اتفاق کو بھریا تھا۔

امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کیا تم کو اس پر تعجب ہے کہ عظمت حضرت براہیم کے لیے ہو، اور کلام حضرت موسیٰ کے لیے ور روایت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، آپ نے فرمایا وہ ایک نور سے میں نے اس کو جہاں

تے بھی دیکھا وہ نور ہی نور سے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے فرمایا دیکھا محمد بن کعب روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دو مرتبہ اپنے دل سے دیکھا ہے اور امام ابن جریر نے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن میں نے اس کو اپنے دل سے دو بار دیکھا ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تہ مدنی متدنی۔ لہذا حافظ بن کثیر اور کے قائل ہیں کہ آپ نے اللہ شان کو سر کی آنکھوں سے میں دیکھا دل کی آنکھ سے دیکھا ہے دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ان کی آنکھوں سے دیکھنے پر محمد کر تے ہیں اور حضرت ابن عباس کے انبات کو دل کی آنکھ سے دیکھنے پر انہوں نے فرمایا میں اور عمار سے یہ روایت سنایا ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اللہ شان کو دیکھا ہے اور حضرت عائشہ کے انکار کی تفسیر یہ ہے کہ وہ روایت علی وجہ الاحاطہ کی نفی کرتی ہیں۔

شب معراج و دیدار الہی کے متعلق علماء شافعیہ کا تفسیر | علامہ ابی بن خلدون نووی شافعی تھے ہیں اس بحث میں اصل چیز حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور ان سے اس مسئلہ میں متفق رہ کر حضرت ابن عباس نے فرمایا حضرت سعدنا محمد علیہ السلام نے اپنے رب کو دیکھا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار سے اس مسئلہ پر کئی تر نہیں بڑے گا، کیونکہ حضرت عائشہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا حضرت عائشہ نے فرمایا میں نے قرآن مجید سے سنا ہے کہ اللہ شان کو دیکھا اور جب صحابی کوئی مسئلہ بیان کرے اور وہ اسی بنی اس کی حاکمیت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ اور جب صحیح روایات کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو ان روایات کو قبول کرنا واجب ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا وقت ان مسائل میں سے نہیں ہے اس لیے عقل سے مستند کیا جائے کہ ان کو غن سے بیان کیا جائے بہر صورت اسی صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور کوئی شخص یہ کہہ سکتا کہ حضرت ابن عباس نے اپنے غن در قیاس سے یہ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ شان کو دیکھا ہے، علامہ مہر بن راشد نے کہا اس مسئلہ میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس کا اقتضا ہے اور حضرت عائشہ حضرت ابن عباس سے زیادہ عالم نہیں ہیں حضرت ابن عباس کی روایات روایت باری کا ثبوت کرتی ہیں اور حضرت عائشہ وغیرہ کی روایات روایت کی نفی کرتی ہیں اور جب مقتضیات اور منفی روایات میں تقارض ہو تو مقتضیات روایات کو منقح پر ترجیح دی جائے حاصل بحث یہ ہے کہ کثیر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب مبارک و تعالیٰ رد کیجیاست، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی حدیث کی بناء پر روایت کا انکار نہیں کیا، اگر اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی حدیث موطیٰ تودہ اس کا ذکر کرتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے، اس کے جواب کو ہم واضح کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَدْرِكُهُ الْبَصَارُ دَهُو يَدْرِكُهُ الْبَصَارُ - (انعام: ۱۳)

اس کا جواب یہ ہے کیونکہ ادھر سے ادھر سے اور اللہ تعالیٰ کا عطا ہوا ہے کیا جا سکتا، اور جب قرآن مجید میں امائدہ کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بغیر عائدہ کے روایت کی نفی لازم نہیں آتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا استدلال اس آیت سے ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُلْقِيَ بِالْكَلَمِ إِلَّا وَحْيًا وَمِنْ دُورٍ حِجَابٍ وَمِنْ دُورٍ رَسُولٍ
اور اللہ سے کلام کرنا کسی بشر کے لائق نہیں ہے مگر وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے یا اللہ کوئی ذشتہ بھیج دے۔

اس آیت سے استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

۱۔ اس آیت میں روایت کے وقت کلام کی نفی کی گئی ہے تو یہ جائز ہے کہ جس وقت آپ نے اللہ کا دیدار کیا جس اس وقت اس سے کلام نہ کیا ہو۔

۲۔ یہ آیت عام مخصوص عند بعض سے اور اس کا مخصوص وہ دنائ میں جن سے روایت ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ عام تو مدہ بھی ہے لیکن سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

۳۔ مشاہدہ کے وقت جس وحی کی نفی کی گئی ہے وہ واسطہ وحی سے درہو سنا ہے کہ دیدار کے وقت آپ پر کسی واسطہ سے وحی کی گئی ہو۔

تبہور مفسرین کا یہ مختار ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب سراء اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کا دیدار کیا، پھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے وہاں آنکھوں سے دیدار کیا یا سر کی آنکھوں سے، امام ابو الحسن نوامدی نے بیان کیا مفسرین نے کہا ان احادیث میں یہ بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب سراء اپنے رب کا دیدار کیا، حضرت ابن عباس، حضرت ادر، اور حضرت ابو یوسف یہ کہ آپ نے دل سے دیدار کیا، امام ابو الحسن نے کہا اس رائے کے مطابق آپ نے سبب طریقہ سے اپنے رب کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھ آپ کے دل میں رکھ دی، یا آپ کے دل میں ایک آنکھ پیدا کر دی حتیٰ کہ آپ نے اس طرح روایت صحیحہ کے ساتھ اپنے رب کو دیکھا جس طرح سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے، امام ابو الحسن نے کہا اور مفسرین کی ایک جماعت کا یہ نظر یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا چہ جنت انس، عکرم حسن اور ربیع کا قول ہے۔

۴۔ علامہ یحییٰ بن سیرین نوامدی شافعی متوفی ۲۵۹ھ و شرح مسلم ج ۱ ص ۹، مطبوعہ دار محمد، مجمع المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ما فظ ابن جبہ مسند ثانی نہ تھی تھکتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس روایت کی نفی کی گئی ہے وہ روایت علی وجہ الاحاطہ ہے نیز علامہ قرطبی نے مفہم شرح مسلم میں یہ بھی ہے کہ الابعاد جمع معروف باللام ہے اور یہ تفصیص کو قبول کرتی ہے اس سے اس (لا تعددک الا بصدر لغتہ ۱۰۳۱) کا سنی یہ ہے کہ کفار کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں اور اس تفصیص پر یہ دلیل ہے کہ قرآن مجید میں کافروں کے متعلق ہے:

کَلَّا اَنْتُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ مَّحْجُوبُونَ
اِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ (۱۵۲)

اللہ قرآن مجید میں کافروں کے متعلق ہے:
وَجُوہُ يَوْمَئِذٍ مُّسْوَاوَةٌ اَلٰلٰہِ يَوْمَئِذٍ لَّا يَنْظُرُ
اِلٰی قِيٰمَتٍ ۚ (۲۲-۲۳)

اور جب آخرت میں اللہ تعالیٰ روایت جائز ہے تو دنیا میں جس جائز ہے کیوں دونوں وقتوں میں یہ حیثیت امکان کوئی فرق نہیں، علامہ قرطبی کا یہ سند اس حدیث سے ثابت ہے، فاضل عیاض نے کہا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کو عقلاً دیکھنا جائز ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مرئین آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے، امام مالک نے کہا مرئین دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اس لیے نہیں دیکھ سکتے کہ دنیا میں مؤمن خالی ہیں اور اللہ تعالیٰ باقی ہے، اور خالی باقی کو نہیں دیکھ سکتا اور "مختصر میں مؤمنین کو بقا عطا کی جائے گی تو پھر وہ باقی آنکھوں سے بقا کا جلوہ دیکھ لیں گے اور اس کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث میں ہے "جب تک تم پر موت نہ آئے تم ہرگز اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے" تو اگرچہ عقلاً دنیا میں روایت جائز ہے لیکن شرعاً منع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روایت کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ منکلم اپنے کلام کے موم میں داخل نہیں ہوتا، لہذا یہ نہ مدہ عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

منتقدین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، حضرت عائشہ اور حضرت بن مسعود روایت کا انکار کرتے ہیں، حضرت ابوذر سے روایات مختلف ہیں، اور ایک جماعت سے نزدیک روایت ثابت ہے، امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں کہ حسن بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، کعب احبار، زہری، ہمام، اور دوسروں نے اسی پر وثوق کیا ہے، امام ابو الحسن اشعری اور ان کے اکثر متبعین کا بھی یہی قول ہے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دوسری آنکھوں سے دیکھا، اس میں امام احمد کے دو قول ہیں، بعض احادیث میں حضرت ابن عباس نے مطلقاً کہا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا، اور بعض روایات میں ہے آپ نے اپنے دل سے دیکھا، اور مطلق روایت کو مقید پر عمل کرنا واجب ہے، امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ غلت حضرت ابراہیم کے لیے ہے، کلام حضرت موسیٰ کے لیے ہے اور روایت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے

اور امام ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کبھی شخص کو حدیث بن عباس کے پاس بھیجا اور یہ پوچھا: آیا سیدنا محمد سے حدیث علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھی ہے تو حضرت بن عباس نے جواب دیا: ہاں اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دوبارہ اپنے دل سے دیکھا اور امام ابن ماریہ نے صراحت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ سے سرکاری ٹکٹوں سے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اپنے دل سے دیکھا ہے اور حضرت عائشہ کی نفی اور حضرت بن عباس کے اثبات کو جمع کرنا جس سے باہر ہے کہ حضرت عائشہ کی نفی کو روایت بعدی پر موقوف کیا جائے اور حضرت بن عباس کے اثبات کو روایت قبل پر موقوف کیا جائے اور روایت قبل سے فقط تحصیل علم اور دہش سے کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دانا علم تھا لہذا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے قلب کو ان حقائق پر رسالت حاصل ہوئی جس طرح دروسوں کو آنکھ سے روایت حاصل ہوتا ہے۔

علامہ ترمذی نے مصنف تاریخ میں اس مسئلہ میں توقف کرنے کو چاہی ہے۔ جسے حدیث نے کہا، اس مسئلہ میں کس جانب بھی دلیل قطعی نہیں ہے۔ دراصل یہی صنف میں اور یہ مسئلہ کلی ہے اس سے حتیٰ کہ اس میں دلیل قطعی نہ ہو بلکہ یہ اعتقادی مسئلہ ہے اللہ اس میں دلیل قطعی کی ضرورت سے بے خبر ہوں سہہ کہ حدیث ابن عباس سے جو یہ فرمایا کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا، دیکھا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک بار صرف دیکھا ہے، ایں اور ایک بار دیکھا ہے، انکھ سے دیکھا، انکھ سے کتاب السنۃ میں مروی ہے روایت کیا ہے کہ میں نے امام محمد سے کہا کہ حضرت عائشہ اس کا انکار کرتی ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، ان کے اس قول کا کیا جواب ہوگا؟ امام محمد نے کہا، حضرت عائشہ کے اس قول کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مسترد کر دیا جائے گا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حضرت عائشہ کے قول سے ترجیح اور مقدم ہے۔

علامہ سیوطی شافعی مکتبے میں:

اکثر ائمہ کے نزدیک ترجیح یہ ہے کہ شبہ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی سرکاری ٹکٹوں سے دیکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں سے اس چیز کا ثبات۔ مولانا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہے جو کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ سے جو کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اس کی نفی نہیں کی۔ لہذا استدلال قرآن مجید کی آیات سے ہے۔ اور اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس اور کس سے وہ روایات ملتی ہیں وہ حدیث سے دور مدنی کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا اور جب قرآن مجید میں حدیث کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ روایت کی نفی لازم نہیں آتی۔

۱۔ جامع تہذیب لدین احمد بن علی بن محمد مسعودی متوفی ۸۵۲ھ، فتح باری ۶/۷۰۹، مطبوعہ دارالکتب اسلامیہ، جز ۱۲

۲۔ علامہ حرلی لدین بیرونی شافعی متوفی ۱۰۱۰ھ، جامع الترمذی ۲/۲۰۰، مطبوعہ دارالکتب اسلامیہ، جز ۱۲

شب معراج دیدار الہی کے متعلق علماء احادیث کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراف اس کیجئے کہ حدیث مائتہ

رضی اللہ عنہما روایت کی گئی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت باری کا اثبات کرنے میں ان میں یکے موافقت ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مائتہ روایت جہنمی کا انکار کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس روایت قبلی کا اثبات کرتے ہیں۔ امام ابن عساکر نے کتاب مزہبہ میں بہت تفصیل سے شب معراج میں روایت آدمی کو ثابت کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کو دیکھا ہے ایک مرتبہ ہر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ آپ نے شب امر واپسے رب کو ہر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن عباس سے متعدد مسانید کے ساتھ مروی ہے اور یہ حدیث حضرت ابن عباس کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دونوں سے دیکھا جبکہ قرآن مجید میں ہے۔

هَذَا كَذِبُ الْعَدُوِّ مَا يَأْذَنُ الْمَصْرُوعَاتِ

کتاب کی آنکھوں سے جو جہنم دیکھا ہے اس کی

طبی

حدیث سے مراد

(المعجم)

امام حاکم ۱۰۱۰ھ سنائی اور ہرمزہ فی نے روایت کیا ہے کہ حدیث ابن عباس نے فرمادہ اللہ تعالیٰ نے اہل واسطہ کلام کے ساتھ حدیث موسیٰ کو خاص کر یہ حدیث ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کر لیا۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روایت کے ساتھ خاص کر لیا اس سے مراد روایت بصری سے نہ کہ روایت قلبی کیونکہ روایت قلبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے اس کی حدیث ہے اگر یہ اعتراف کیا جائے کہ قبیل ہرمزہ اور عظام ہرمزہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حدیث میں ہر مقام پر لکھیں مگر حضرت ابراہیم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر جہر کہ جماعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر کلام ہوئے اور آپ قبیل ہرمزہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں، لیکن حدیث موسیٰ کا حکیم ہونا اور حدیث ابراہیم کا قبیل ہونا ایک وحدت مستور تھا، دوسرے جواب یہ ہے کہ حدیث موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بن پر ہم کلام ہوا، وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پر ہم کلام ہوا۔

علامہ قاری حنفی نے بھی اختلاف کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ عمدة الفقہاء ج ۴ ص ۵۵، مطبوعہ دارالطباعۃ النیرین مصر ۱۳۸۰ھ

۲۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۸۰۹ھ نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۸۹-۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ ابن سعد بن مسعود القاری متوفی ۱۰۱۳ھ شرح الشفاء ص ۱۸۱ نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۸۹-۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

نیز ملا علی قاری حنفی سمجھتے ہیں:

مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا ہے پھر اس دیکھنے میں اختلاف ہے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ آپ نے اپنے دل سے اللہ سبحانہ کو دیکھا ہے، دیکھوں سے نہیں دیکھا، امام ابو الحسن اومدی نے کہا ان احادیث میں یہ بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب، سہرا، یہ رب سبحانہ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابوذر اور حضرت ابراہیم الخیم لے یہ کہا کہ آپ نے اپنے قلب سے رویت صحیحہ کے ساتھ دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی بصر آپ کے قلب میں رکھ دی مگر حق کہ آپ نے اس طرح صحیح رویت کے ساتھ دیکھا جس طرح آنکھوں سے دیکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ عمدہ قول ہے اور بہترین توجیہ سے اس طرح متفرق قواسم مسمیات ہیں، پھر امام اومدی نے یہ کہا کہ مفسرین کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں کے ساتھ، اللہ سبحانہ کو دیکھا، یہ حضرات انس مکررہ اور ربیع کا قول ہے، قاضی ابی بن رحمہ اللہ نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا شب معراج ہی سے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا نہیں، حضرت امام شافعی نے اس کا انکار کیا، حضرت ابن مسعود سے بھی یہ روایت مشہور ہے اور محدثین اور متکلمین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور حضرت ابن عباس سے بڑے امین ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا اور حضرت ابوذر اور کعب بن جابر سے بھی اسی طرح مروی ہے، حسن بن علی اس پر قسم کھاتے تھے، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ سے بھی ایک روایت یہی ہے، امام احمد بن حنبل کا بھی یہی نظریہ ہے، امام ابو الحسن اشعری اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور چاہے بعض مشائخ نے اس مسئلہ میں ترقف کیا ہے۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا عباس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ مرجِ اٹھ تئوں سے درو مطہر کیا ہے یا نہیں، امام شری در منطق کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ آپ نے اپنے رب سے کام کیا ہے امام جعفر بن محمد، حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس سے یہی معقول ہے اسی طرح تم دونی فتدوی میں اختلاف ہے اکثر علماء کا یہ نظریہ ہے کہ اس سے حضرت جبرائیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین قرب مراد ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حسن بصری محمد بن حنفیہ حمزہ بن عبد المطلب و سیدہ فاطمہ بنت ابی طالب سے یہی ہے کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے مابین قرب مراد ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ سے قرب کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کا بہت عظیم مرتبہ ہے واللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور آپ کے دل میں چمکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی حکومت کے ال امراء اور علویوں پر مصطفیٰ فرمایا جس پر کسی کو اطلاع نہیں دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا عظیم فضل اور احسان آپ تک پہنچایا ہے اور قاب قوسین اور ادنیٰ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مطلق دکر م اور سب نہایت عنایت بیش از بیش آپ کو حاصل ہو گئی، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت سے متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی معرفت کو شرف استعجابت عطا فرماتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث مذکور ہے:

"حو شخص مجھ سے ایک بالشتِ قریب ہوتا ہے میں اس سے یک بالشتِ قریب ہوتا ہوں۔"

”جو شخص مجھ سے ایک ہالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہفتہ قریب موتا ہوں۔“

نسخه. ملا علی بن سلطان محمد اترکی متوفی ۱۰۴۱ هجری رقیقت ج. طبع ۱۳۴۵ هجری مطبوعه مکتبه دارالحدیث. ۱۳۶۰ هجری

شیخ عبدالحق حنفی محدث دہلوی لکھتے ہیں:

صحابہ کا اس میں اختلاف تھا کہ آیا شبِ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ سبحانہ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا ثبات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ صحابہ کرام کی جماعتیں متفق ہو گئیں، اسی طرح تابعین میں سے بھی بعض حضرت عائشہ کے نظریہ کے قائل تھے اور بعض حضرت ابن عباس کے نظریہ کے قائل تھے، "رضی اللہ عنہ" نے اس مسئلہ میں توقف کیا، لیکن جبہور علماء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نظریہ کے قائل ہیں ورنہ عملی طور پر یہ فی الواقع اس سے کہ اکثر علماء عظام کا مختار یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع پر محمول ہے اور حضرت عائشہ نے محض اپنے اجتہاد سے انکار کیا ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول متین ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے ذریعہ یہ بات میں کہہ سکتے اور نہ یہ ان کے بدلے جاثوڑے کیونکہ اجتہاد سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا ہاں! اور حضرت ابن عمر نے اس کو تسلیم کر لیا۔

اکثر مشائخ صوفیہ کا مختار یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا جو مخلوق کی مشق سے ماوراء است اور معراج کی شب آپ کو جو کمال حاصل ہوا وہ تمام کمالات سے بڑھ کر تھا اور آپ کو اس شب متذکر کا وہ قدب نصیب ہوا جو نہائی نقل سے ماوراء ہے۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری سے کلام کیا اور مجھے دیدار عطا کیا (قرنہ) اور بعض علماء نے کہا آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے یہ قول سنت کے خلاف ہے اور مذہب صحیح یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب محبوب اپنے رب سے انتہائی قریب ہوئے تو آپ پر بیہوش طاری ہو گئی تب اللہ تعالیٰ آپ سے ساتھ انتہائی لطف سے پیش آیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے وہی کہا جو حبیب حبیب سے کہتا ہے اور ان کے مابین دس روز و نیاز ہوئے جو حبیب اور حبیب کے درمیان روز و نیاز ہوتے ہیں۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث حنفی دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، ۱۰ شیعہ، ص ۲ ج ۲، مطبوعہ مطبعہ تیج کراچی۔

۲۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۹ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔

صورۃ بطلہ پکرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی سے تہذیب و علم کے، نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تھاں کے، اس طرح قریب ہوئے جو ان کی شان کے لائق سے اور سازش سبب سے ان کی خیر میں یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اللہ کے جلوہ سے نہیں سٹی، بس حجت اور اس کی نسبت کی طرف مطلقیت ہوئے نہ ہم و اس کے شکلوں کی طرف متوجہ ہوئے بلکہ جمال ذات کو محویت سے دیکھتے رہے اور وہ عالمی کی تفسیر میں کہا آپ صراط مستقیم سے نہیں ہٹے، جو شخص سہروردی سے کہا آپ کی نظر بصیرت میں کمی نہیں ہوئی، مدد اللہ نے بصیرت سے تنجا نہ نہیں کیا، و رسول من عند اللہ تستقری سے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو دیکھا نہ کسی اور سے کہ وہ صورت ہوا ذات کو دیکھتے سے درصفاۃ اللہ کا مدد لو کرتے سے مدد میں یہ کہتا ہوں کہ میں سے تہذیب و علم نے اپنے رب کو دنیا و رطب ہی سینے بکے اس طرح قریب ہوئے کہ آپ کی شان کے لائق سے۔

واقعہ معراج کی تاریخ | ملا علی قاری لکھتے ہیں،
پہلے تہذیب و علم میں نے یہ کہا ہے کہ من کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئے
مدد نفوی نے ذکر کیا ہے کہ متفقہ بین علماء جمہور محدثین اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ واقعہ معراج ہجرت
کے سولہ ماہ بعد ہو۔ مدد سبکی نے کہا کہ جماعت سے واقعہ معراج کہ میں ہو۔ مدد متاثرہ سے جو تار
شیخ بر محمد و میاٹی نے کہا کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی سے۔ مدد جمال الدین حدیث نے
ردضیاء الحجاب میں بھی سے کہ واقعہ معراج ماہ حجب کی تہذیب میں ہو۔ مدد جمہور محدثین میں سے پر مل ہوا
ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ معراج۔ تہذیب میں ہوئی ایک تہذیب سے کہ تہذیب میں ہوئی، ایک تہذیب سے
کہ شوال میں ہوئی، اس کے ماہ اور بھی منقولہ قول ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:
مدد نفوی نے ردضیاء الحجاب میں بھی سے کہ امداد ہجرت کے دس سال بعد واقعہ من ہوا، اور فتاویٰ میں سے
کہ ہجرت کے پانچویں ماہ سے ماہ معراج ہوئی، مدد بن عمری سے واقعہ من تہذیب و تہذیب میں واقعہ سے لکھا ہے
کہ ہجرت کے بارہ سال بعد معراج ہوئی اور من ہجرت سے سبب جماعت کا دعویٰ کیا ہے علامہ نفوی نے اپنے فتاویٰ
میں لکھا ہے کہ معراج مدد معراج میں ہوئی، و ردضیاء الحجاب میں بھی سے کہ من تہذیب میں ہوئی، و ردضیاء الحجاب میں لکھا
ہے کہ رجب میں ہوئی، ایک قول رمضان کا و یک قول شوال کا سے مدد جمہور محدثین میں شب کو واقعہ ہوئی، بعض نے
کہا جبکہ شب ہوئی، بعض نے کہا، ہفتہ کی شب ہوئی، علامہ مدد میں سے بن تہذیب سے نقل کیا ہے کہ معراج پہر کی
شب ہوئی۔

۱۔ علامہ سید محمد آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۔ ملا علی بن سلطان محمد قسیمی حنفی متوفی ۱۰۸۰ھ، تہذیب و تہذیب علی الشیخ سید مرابط ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت
۳۔ علامہ سید محمد آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۵۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

مجھے لے کر چلے۔ ۱۷

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مررت على موسى ليلة أسري بي عند الكعبة الاحمر وهو قائم يصلي في قبوره - ۱۷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرئی گئی، میری حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کثیب احمر کے پاس سے گذر ہوا اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

امام نسائی نے اس حدیث کو سات سند سے روایت کیا ہے: ۱۸
 امام احمد نے اس حدیث کو چھ سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے: ۱۹
 امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے: ۲۰
 امام بویہی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے: ۲۱
 امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اصحاب نے عرض کیا: آپ ہمیں شب معراج کا واقعہ بیان کیجیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے مسجد حرام میں عشاء کی نماز پڑھی، پھر میں سو گیا، پھر ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے بیدار کیا، میں بیدار ہوا مجھے کچھ نظر نہ آیا، پھر میں مسجد سے باہر نکلا اور غصہ سے دیکھا تو مجھے پھر کے منہ پر ایک جانور نظر آیا اس کے کان اوپر اٹھے ہوئے تھے اور اس کو براق کہہ جاتا ہے، وہ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اس قسم کے جانور پر سواری کرتے تھے، وہ منتہی نظر پر قدم رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا جس وقت میں اس پر سواری کر رہا تھا تو مجھے دائیں جانب سے کسی شخص نے آواز دی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے سوال کرتا ہوں تم مجھے دیکھو یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے سوال کرنا ہوں تم مجھے دیکھو، میں نے اس کو جواب نہیں دیا اور میں اس کے پاس نہیں ٹھہرا، پھر بائیں جانب سے کسی نے آواز دی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے سوال کرتا ہوں تم مجھے دیکھو، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے سوال کرنا ہوں تم مجھے دیکھو، میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا اور نہ اس کے پاس ٹھہرا، پھر

۱۷۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۹-۵۴۸ مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

۱۸۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸۔ مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی

۱۹۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۰-۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۰۔ امام محمد بن منہل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۸-۱۳۴، ج ۵ ص ۳۷۵-۳۷۶، ۵۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۱۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۸۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۲۔ حافظ احمد بن علی الشافعی متوفی ۳۷۷ھ، مسند ابی یوسف ج ۲ ص ۱۳۱-۱۳۰، ۱۳۰، ۱۳۵، دار الامون تراث بیروت ۲۰۰۴ھ

رکھا ہے، اور دوسری جانب اور محبان رکھے ہیں جن پر غایت بہ بوار در سڑا ہر گوشت رکھا ہے اور کچھ لوگ
 ایسے ہیں جو عمدہ گوشت کے تو پاس نہیں جاتے اور سڑا ہوا بہ بوار گوشت کھا رہے ہیں، میں نے کہا، اس سے
 جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو کمال کر چھوڑ کر حرم کے پاس جاتے ہیں پھر میں کچھ آگے
 چلا کر کچھ اور لوگوں کو دیکھا ان کے پیٹ کو ٹھڑیوں کی طرح ہیں ان میں سے جب مجھ کوئی شکار لگا جاتا، اور کہتا ہے
 اللہ قیامت کو قائم نہ کرے، ان کو فرعون بنی جعفر بن روند رہتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہتے تھے، میں
 نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت میں سے سو دکھانے والے ہیں یہ قیامت کے دن
 اس طرح انہیں گئے جس طرح اسباب زدہ شخص شکار سے، پھر میں کچھ آگے چلا تو ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے
 جوت اور ٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے، ان سے منع کر ان میں پتہ ڈالے جاتے تھے وہ پتھر ان کے نچلے
 دھڑ سے نکل جاتے، میں نے ان کو اللہ تعالیٰ سے زبردستی مرنے کا کہا میں نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ
 ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو غلامیوں کا ماں کھاتے تھے دراصل یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ
 بھڑ سے تھے اور منتظر یہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، پھر میں کچھ آگے چلا تو دیکھا کچھ ٹور میں اپنے سینوں
 کے بل ٹنگی ہوئی ہیں، میں نے سنا وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہی تھیں، میں نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ
 ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امتوں میں سے نہا کر نے والے ہیں، پھر میں کچھ اور آگے چلا تو دیکھا کچھ
 لوگوں کے پیٹوں سے گوشت کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں ڈال جا رہے تھے، اور ان سے کہا جا رہے
 ہیں کہ کھاؤ جیسا کہ تم روزیا میں، اپنے حائے گوشت کی تہے میں نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟
 انہوں نے کہا یہ آپ کی امت میں سے نیست کرینے والے اور جنتی کرنے والے لوگ ہیں اس حدیث میں
 اس حدیث کو امام ابن جریر نے سورہ اسراء کی تفسیر میں اپنی سند سے روایت کیا ہے، اور میں کو امام
 ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابو حارون سعدی متروک ہے۔
 اس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے بھی ابن جریر کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔
 امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

امام بیعتی رعایت کرتے ہیں:

حضرت ابو سہیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبھاں مذاق

نہری بعد از ایک تفسیر میں فرمایا: فرشتے آپ نے فرمایا اس کا قدم ٹھنسی ابصر پر تھا میرے پاس ایک گھوڑی رہی تھی اور میں پر مجھ کو سوار کر دیا گیا، آپ نے فرمایا اس کا قدم ٹھنسی ابصر پر تھا آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام بھی چلے آپ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جہاں ایک دان فصل بوقتِ مٹی اور دوسرے دن فصل کاٹ لیتی تھی اور جب قدرہ فصل کاٹتے تھے اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی آپ نے کہا اسے جبریل یہ کون رکھ رہا ہے انھوں نے کہا یہ تبارک راہ میں ہجرت کرنے والے ہیں، ان کی نیکوئی

۱- امام الزکریا محمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دلائل نبوة ج ۲ ص ۳۹-۴۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲- حافظ ملا داہر بن ابی کثیر متوفی ۷۷۲ھ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۷-۲۵۸ مطبوعہ دارالاندلس بیروت ۱۴۱۰ھ

کو سات سو گنا تک بڑھا دیا ہے، اور تم جو چیزیں حرج کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اللہ چیز سے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو پتھروں سے لکھوا رہا تھا، اور جب سر کھل دیا جاتا تو وہ سر پھر درست ہو جاتا اور ان کو مہلت نہ ملتی کہ پھر سر کھل دیا جاتا، میں نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر ان کے ذمہ کے وقت جاری ہو جاتے تھے، پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس گئے جی کے آگے، اور پیچھے کیروں کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کائنات دار دوزخ قوم کو جانوروں کی طرح چرچنگ رہتے تھے اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے میر نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ملک کی رکوۃ پر نہیں کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ ان کو سزا پر بالکل ظالم نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ اس پر غور کرتا ہے، پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جس کے سامنے دو چنگیوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا تھا، اور دوسری جانب سڑا ہوا جھیت گرتت رکھا ہوا تھا، وہ سڑے ہوئے خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو عبور نہ کرتے تھے، آپ نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جس کے پاس مول اور طلیب جوئی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر رات بھر بدکار عادت کے پاس رہتے تھے پھر آپ نے کہا کہ میں ایک کنڑی سے جو سر کپڑے کو پھاڑ دیتی ہے اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے، اور وہ وہاں فرماتا ہے:

وَلَا تَقْدُوا بَعْلًا صَرَفًا تَوَعْدُونَ

اور نہ راستہ پر اس بے نہ میٹھو کہ تمہاؤں کو

ڈراؤ۔

(اصحاف: ۵۶)

آپ نے پوچھا یہ کیا ہے، انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر آپ ایک ایسے شخص کے پاس سے گئے جس نے کنڑیوں کا تکب ٹھنی بیچ کر با جس کو وہ اٹھائیں سکتا تھا، اور وہ اس گھٹے میں مزید کاریاں ڈال باتا تھا، آپ نے فرمایا اسے حمریل کہہ دے، انھوں نے کہا یہ آپ کی امت ہیں سے روٹھیں سے جس کے پاس، انہیں نہیں مدد ملے کہ وہ اٹھ کر سکتا تھا اور وہ مزید اٹھیں رکھ لیتا تھا، پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس سے گئے جس کی زبانیں اور مونہ لگ کے انگاروں سے کائے جا رہے تھے اور جب میں اس کو کاٹ دیا، تو وہ کھم سے کی طرح ہر جاتے اور ان کو دلا مہلت نہ ملتی، آپ نے کہا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے منہ پر در خطیب ہیں، پھر آپ کا گھر ایک چھوٹے پتھر سے

۵۵۔ امام ابن حبان اسی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحابہ کی شب میں نہ کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ لگیں تھیں ان سے کھٹ بات کرتے تھے میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو لگنے کا کھڑے دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ یہ کتاب ال تلاوت رستے تھے کہ یہ غفلت یا رکھتے۔ احسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۲۶۲-۲۶۳، شہود مؤسسہ وصالہ بیروت، حافظ ابوالخیر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے مراد سنہ ۱۳۰۶ ج ۱ ص ۳۹، طبع مکہ مکرمہ، حافظ ابو نعیم نے بھی اس کو روایت کیا ہے، احلیۃ ازادیا ج ۱ ص ۵۸۱

ص ۳۳-۳۴، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۱ھ

مواہج کے سوراخ سے ایک بڑا ہل نکل رہا تھا، پھر وہ ہل اس سطح میں داخل ہوتا تھا لیکن داخل نہ ہو سکتا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جو کوئی (بڑی بڑی) بات کہہ کر اس پر تلام ہوتا ہے اس کو واپس لینا یا ہٹانا ہے اور واپس نہیں لے سکتا، پھر آپ کا گھر ایک ایسی راد سے مواہجوں سے بیت خوش گوار، ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا، یہی تھی جس میں مشک کی خوشبو تھی اور وہاں سے آواز آرہی تھی، آپ نے پوچھا اسے جبرائیل یہ مشک کی خوشبودار پاکیزہ ہوا کیسی ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ انھوں نے کہا یہ جنت کی آواز ہے جو یہ کہہ رہی ہے کہ اے اللہ! مجھ سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر اور مجھے میرے لی عطا فرما، کیونکہ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس اور استقبہ، میرے موتی، میرے مرجان، میرے مونگے میرا سونا اور چاندی میرے کونے کونے سے میرا شہر، میرا درودہ، اور میری ثواب بہت زیادہ ہو گئے ہیں پس تو اپنے وعدہ کے مطابق مجھے اہل جنت علیٰ قریا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے لیے ہر مسلم اور مسلمہ سے اور ہر مومن اور مومنہ سے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں اور میرے ساتھ باطل شرک نہ کریں اور میرے سوا کسی کو شریک نہ بنائیں اور جو مجھ سے ڈر رہے گئے ہیں ان کو امان دوں گا اور جو مجھ سے سوال کریں گے میں ان کو ملنا کھوں گا اور جو مجھے قرض دیں گے میں ان کو حبس دوں گا اور جو مجھ پر توکل کریں گے میں ان کے لیے کافی ہوں اور میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا جنت سے کہا میں طامنی ہو گئی۔

پھر آپ ایک ایسی وحی پر آئے جہاں سے نہایت بری جہنم اور کمرہ آوازیں آ رہی تھیں، آپ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کیسی آوازیں ہیں انھوں نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے مجھے لی دوزخ عطا کر جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، کیونکہ میرے حقوق بہت زیادہ ہیں، میرے غلے اور میری گرمی، میرا تھوڑا میرا لہو اور پیسہ اور میرے ذاب اور سوزا کے، سبب بہت دافتر ہو گئے ہیں یہ گہرائی بہت زیادہ ہے میری آگ بہت تیز ہے، مجھے وہ لوگ دے جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا، مولا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر شرک اور کافر، جہنم اور منکر ہے ایں مرد اور عورت تیرے لیے ہے یہ سن کر جہنم نے کہا میں رخصتی ہو گئی۔

آپ نے فرمایا پھر آپ راز ہوئے حتیٰ کہ بیت المقدس پر آئے، اور آپ نے ایک پتھر کے پاس اپنی سواری باندھی، پھر آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی تو انھوں نے کہا اے جبرائیل یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ اسیدنا، محمد رسول اللہ ہیں اور خاتم النبیین میں انھوں نے پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا ہاں انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ سے بھائی اور ہمارے خلیفہ کو سلامت رکھے وہ اچھے بھائی اور اچھے خلیفہ ہیں انھیں خوشش آمدید ہو، پھر انبیاء علیہم السلام کی روحیں آئیں، انھوں نے اپنے رب کی شہادت کی پھر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے کہا:

تمام قریش اللہ کے لیے ہیں، جس نے براہیم کو نہیں بنایا اور جس نے مجھے عظیم ملک دیا اور مجھے اللہ سے ڈرنے والی امت بنایا میرا میری کجی جاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو میرے لیے

الحمد لله الذي اتخذ ابراهيم خليلا و
اعطاني ملكا عظيما وجعلني مذكورا لله
يوثري و يثني من اناس وجعلها علي
بعدا و سلاما

مُخَذَّک اور سلا متی کر دیا۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تائید کرتے ہوئے کہا:

الحمد لله الذي حولني منك وانزل
علي الربوب والاق لي الحديد وسخر لي
الطير والجبال، واتاني الحكمة وفصل
الخطاب.

تمام قریشیں اللہ کے بے ہیں جس نے مجھے
حکومت کی نعمت دی اور مجھ پر زور نازل کی دولت سے
کو میرے لیے نرم کر دیا، اور پرندوں اور پہاڑوں کو
میرے بے مسخر کر دیا اور مجھے حکمت دی اور سعید
سانے کا منصب دیا۔

پھر حضرت سلیمان سے اپنے رب کی تائید کرنے ہوئے فرمایا:

الحمد لله الذي سخر لي اربابا و
دائن وسخر لي سياهين يعملون ما
شئت من محاريب وتحت ايتام و
علمني منطق الصير وكل شيء واسألني
عين، لقطر وخطي ملكا عظيما زينبني
زهد من بعدى.

ما توفيقين الله كسب لي من حيث لم
يسمى موزر، جنوں در انسانوں کو مسخر کر دیا اور
میرے لیے سیاہین کو مسخر کر دیا جو عمارتیں در مجھے
ساتھ تھے در مجھے پسندوں کی بولی سکھائی اور ہر چیز
سکھائی اور میرے لیے چمکے ہوئے تانبے کا چتر
بہا ہوا اور مجھے ایسا عظیم ملک دیا جو میرے بعد کسی در
کے لیے سزاوار نہیں ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی شہادت کرتے ہوئے کہا:

الحمد لله الذي علمني التوراة و
الانجيل وحدثني ابرئى زكوه و زوس
واحى الموقى باذنه ورفعتني وطهرني
من الذين كفروا واعادني واهى من
تسبط الرجيم فلم يكن مستبصر
عيني سبيل

تمام قریشیں اللہ کے بے ہیں جس نے مجھے توفیق
در نبیل کی تعلیم دی اور مجھے مادر زائد بچوں در
رسم و آداب کو خشک کر کے دل بنایا اور میں اس کے
اذن سے مومن کو زندہ کرتا ہوں اور مجھے آسمان پر
فخایا اور مجھے کفار سے نہایت دی اور مجھے دیکھ کر
والدہ کو تیرے عذاب و عجز سے محفوظ رکھا اور تنہا ان
کا ان پر کوئی زور نہیں ہے۔

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے رب کی شہادت کرتے ہوئے فرمایا:

الحمد لله الذي ارسلني رحمة
للعالمين وكافأ للناس بشيرا ونذيرا
وانزل علي الفرقان فيه تبيا كل شيء
وجعل امتي خيرة امة اخرجت للناس و
جعل امتي امة وسطا وجعل امتي هاد

تمام قریشیں اللہ کے بے ہیں جس نے مجھے رحمت
بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے بشارت اور نذرانہ بنا دیا اور مجھے فرقان
کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو خیر امت
بہتر بنایا اور میری امت کو امت وسط بنا دیا اور میری امت
کو اول اور آخر بنا دیا، اور میری امت کو ہادی بنا دیا اور مجھ کو

الاولون وہم الاخرون وشرح صدری وروعنہ عنی
ذریعہ دفعہ لی دکرہ وجعلنی فاتحاً وغنائہا۔
بوجہ آثار دیا اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتدا کرنے والا اور اختتام کرنے والے بنا دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہو کر فرمایا انھی فضائل کی وجہ سے تم سب پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فضیلت دی گئی ہے۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نبیوں کو ناز پڑھائی، امام بیہقی کی اس روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے، اس کو امام مسلم اور امام نسائی نے روایت کیا ہے۔
امام نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ثم دخلت الی بیت المقدس فجعلہ
لی الانبیاء علیہم السلام فقد منی جبرئیل
حقاً اممتہم۔
پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، اس میں میرے بیت تمام انبیاء علیہم السلام کو چمکایا گیا پھر حضرت جبرائیل نے مجھے ان کے آگے کھڑا کیا اور میں نے سب انبیاء کو ناز پڑھائی۔

امام بیہقی حدیث سابقہ کے تسلسل میں بیان کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا پھر تین رتن لائے گئے جن کے منہ ڈھکے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، آپ سے کہا گیا کہ اس کو پیئیں، آپ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی پی لیا، پھر ایک اور برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا، آپ نے اس سے سیر ہو کر پیا، پھر ایک اور برتن پیش کیا گیا جس میں شرب قحیٰ تھا، آپ نے نہ پیا میں میرے مویچکا ہوں اور میں کوہین نہیں چاہتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ٹھیک کیا، آپ کی امت پر مقرر سب شرب حرام کر دی جائے گی ورنہ آپ رافضی، شراب پی بیٹے قرآب کی امت میں سے بہت کم لوگ آپ کی پیروی کرتے، اس کے بعد آپ آسمان کی طرف بیڑا اٹھائے۔ حدیث بطولہ۔

اس حدیث کو امام بن ابی جبر برطبری نے سورۃ اصراء کی تفسیر میں درام بن ابی مائد نے روایت کیا ہے، امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے بھی امام ابن جریر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔
اس حدیث کو حافظ البیہقی نے امام زمار کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند کے تمام راویوں کی تشریح کی گئی ہے، اس ایک روایت کے اور دو روایتیں اس سے ہیں۔

۱۔ ابن جریر بن عسین بیہقی، سنن، ۱۰ ج، دلائل النبوة ج ۲، ص ۳۰۰۔ مطبوعہ دار لکنتیہ بیروت

۲۔ امام احمد بن حنبل، مسند، سنن نسائی ج ۳، ص ۵۰، سنن نسائی ج ۴، ص ۲۰۰، مطبوعہ دار لغاتہ تجارت کتب کراچی

۳۔ امام بکر احمد بن عسین، مسند، دلائل النبوة ج ۲، ص ۳۰۰، مطبوعہ دار لکنتیہ بیروت

۴۔ حافظ امام الدین بن کثیر، متوفی ۷۷۵ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۴، ص ۲۷۷-۲۷۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۵۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی، سنن، ۱۰ ج، مجمع الزوائد ج ۳، ص ۵۰۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۲۰۰۲ھ

حافظ بیستوی نے اس حدیث کو امام ہزار کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔
اس حدیث کا ہفتیہ حصہ ان شاء اللہ ہمہ واقعاتی ترتیب کے مطابق جلد میں ذکر کریں گے۔

امام بی بی ماکب بن محمد رقی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے سے کہے یہاں تک کہ ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلویا۔ پر تھا گیا کون ہے؟ انھوں نے کہا جبرئیل ہے، پھر آسمان کے فرشتوں نے بوجی مبارک ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پر تھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؛ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انھیں خوش آمدید کہہ دو، ان کا نام مست نہیں اور مبارک ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام سے، جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ میرا آپ کے مابین آدم علیہ السلام ہیں آپ انھیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا، اور کہا خوش آمدید ہر صحابہ کے لئے اور صحابی کو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام صرے بھرے اوپر چڑھے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انھوں نے اس کا دروازہ کھلویا، پر تھا گیا کون؟ انھوں نے کہا جبرائیل، دریا من کیا گیا تھا سے ہر دو کون ہے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پھر یہ چھا کہ وہ بلائے گئے ہیں؛ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، اس دوسرے آسمان کے دروازے نے کہا خوش آمدید مومن کا، انا بہت اچھا اور مبارک سے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا، پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں غامد رکھائی میں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انھیں سلام کیجئے، میں نے انھیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہر صحابہ کے لئے اور صحابی کو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلویا، پر تھا گیا کون؟ انھوں نے کہا جبرائیل، دریا من کیا گیا تھا سے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پھر دروازہ کھل دیا، بلائے گئے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہوں اس کے جواب میں کہا گیا، فیئیں تو کس آید بہ مومن کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ انھوں دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچی رو بہت علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا یہ رو بہت ہیں انھیں سلام کہئے ہیں نے عبد سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا پھر انھوں نے کہا خوش آمدید مراح صالح اور نبی صالح کو۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا جبرائیل۔ پھر دریافت کیا گیا نہ اسے ہمراہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر یہ جبرائیل وہ بڑے گئے ہیں، انھوں نے کہا ہاں پھر تھے آسمان کے دربان نے کہا انھیں خوش آمدید مومن، ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا پھر جب میں وہاں پہنچی تو اور ایس علیہ السلام نے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ اور ایس میں انھیں سلام کیجئے میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید مراح صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتویں کراویہ چڑھنے یہاں تک کہ پہنچی آسمان تک پہنچے اور انھوں نے اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا

جبرائیل! دریافت کیا گیا کہ تہ سے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انھیں خوش آمدید موان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے، پھر جب میں وہاں پہنچا تو درون علیہ السلام ملے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ دونوں میں انھیں سلام کیجئے میں نے انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا خوش آمدید موانع صالح اور نبی صالح کے لیے، پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا لے گئے، یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے جبرائیل علیہ السلام سے اس کا دروازہ کھولا، پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا جبرائیل، دریافت کیا گیا کہ تہ سے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، اس فرشتے نے کہا انھیں خوش آمدید موان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے، میں وہاں پہنچا تو فرسی علیہ السلام ملے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہوتی ہیں انھیں سلام کیجئے، میں نے انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا، اور کہا خوش آمدید موانع صالح اور نبی صالح کو، پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگا، انا سے پوچھا گیا کہ آپ کون سا وقت میں تو انھوں نے کہا میں اس سے روزناموں کو میرے بعد ایک مفقود کا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے، پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر چڑھا لے گئے اور اس کا دروازہ کھولا، پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا جبرائیل، پوچھا گیا کہ تہ سے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، تو اس فرشتے نے کہا انھیں خوش آمدید موان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے، پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ اور ہم علیہ السلام ہیں، انھیں سلام کیجئے، میں نے علیہ السلام سے فرمایا کہ میں سے انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا، اور کہا خوش آمدید موانع صالح اور نبی صالح کو، پھر ایک سدرۃ المنتہی تک چڑھا گیا تو اس درخت سدرہ کے نیچے مقام محمد کے فکوں کی طرح تھے، اور اس کے پتے لمبے کے کافروں جیسے تھے، جبرائیل علیہ السلام سے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے، اور وہاں چار نہریں تھیں دو بوشیہ اور دو ظاہر، میں نے پوچھا کہ جبرائیل! یہ نہریں ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، میں نے حور پرستیدہ میں دو ترحمت کی نہریں ہیں، جو ظاہر میں دو نین و سب میں پھر نیست سموزیرت مانتے جبرائیل! اس کے بعد مجھے ایک برق قنبر کا اور ایک دودھ کا در ایک برق قنبر دیا گیا، میں سے روز و کرات پورا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہی نفرت دین اسلام سے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔

علامہ نظام الدین نیشاپوری سارے سنتوں کا تفسیر میں لکھتے ہیں:

فانتہی حیثہ موعودہ یبعد و ملک ولا
یعلم ما و ما و احد و لہ یبنتھی امر و
الشہد ع۔

سدرۃ المنتہی وہ جگہ ہے جس سے آگے فرشتے نہیں جا سکتے اور کسی کو یہ علم ہے کہ سدرۃ المنتہی کے ماوراء کیا ہے۔ شہد ار کی رو میں بھی یہاں تک جاتی ہیں۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۰ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۹-۵۶۸، مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع کراچی، ۱۳۸۸ھ
۲۔ علامہ نظام الدین عینی بن محمد قسیمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ تفسیر ج ۱ ص ۲۷، مطبوعہ مصطفیٰ سبانی اور دہ مہر

میز علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں:

انہما لا یخلف عنہ فی مقام لودنوت
انہما لا یخلف عنہ فی مقام لودنوت

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

وہو مقام حبو ائیل و کان قد بقی ہذا بعد
عروجہ علیہ السلام لی مستوی العرش و قال
لودنوت انہما لا یخلف عنہ

ایک مقام پر جبرائیل آپ سے پہچنے رہ گئے
(کہہ گا) اگر میں ایک پر بھی قریب ہوا تو جیل جاؤں گا۔

یہ مقام جبرائیل سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے عرش کی جانب عروج فرمایا تو حضرت جبرائیل صلی
اللہ علیہ وسلم وہیں رہ گئے کہہ گا اگر میں ایک پر کے برابر
بھی قریب ہوا تو جیل جاؤں گا۔

قاضی عیاض نے احادیث ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

تدلی الرفوف و قد دفنی حبو ائیل بلکہ
جبرائیل نے مجھے رفوف پر چھایا اور محمد سے
جدا ہو گئے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

عن الحسن قال و قد دفنی حبو ائیل فی
مقام قرب العلیل و قال لودنوت انہما
لا یخلف عنہ

حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: جب علیل کے قرب کے مقام میں
حضرت جبرائیل مجھ سے ملے ہو گئے اور کہا کہ میں ایک
پر کے برابر بھی قریب ہو تو جیل جاؤں گا۔

علامہ عبد اللہ بن شہاب بن حنفیہ نے نقل کیا ہے۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی کی طرف عروج کرایا گیا اس کے عین مشکوک کے برابر تھے اور اس کے
پیشانی کے کانوں کی طرح تھے اس نے اس کو دیکھا اور اسے حالیکہ اس کو اللہ کی عزت سے دور سے ڈھانپ رہا تھا اور
کرتی شمس اس کی کیفیت بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ سدرت نور کی وجہ سے اس کے دور کے نہیں کر سکتی
آپ نے دیکھا سدرہ کی جڑ سے پر دریا نائل رہے ہیں دو دریا بائیں طرف تھے اور دو دریا بائیں تھے اب کہ حضرت جبرائیل
نے بتایا کہ ظاہری دریا نائل اور فرات ہیں اور بائیں دریا جنت کی طرف عروج سے ہیں اور نائل اور فرات بھی تباہست
کے دن جنت میں چلے جائیں گے درجہ جنت میں شہد و درود و ح کے درجہ ہوں گے شیخ ابن عربی نے کہا ان
درجوں سے پہلے درجہ کو مختلف قسم کے عوم حاصل ہوتے ہیں اور تباہ کہ جو آدم کے اعلیٰ سدرۃ المنتہی کے

۱۔ ملا نظام الدین حسین بن محمد قسیمی نیشاپوری متوفی ۷۰۰ھ۔ تفسیر جہا پوری ج ۲ ص ۲۳۰ مطبوعہ مطبعہ البیروتیہ ۱۱۰۰ھ

۲۔ علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۰۰۰ھ شرح اسماء ج ۱ ص ۲۲۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

۳۔ قاضی عیاض بن موسیٰ، مکی متوفی ۴۴۰ھ، استفاد ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ مکتبہ التوحید کبیر میمنہ

۴۔ ملا علی بن سعد بن محمد القاری متوفی ۸۰۰ھ شرح استفاد ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ مکتبہ دار الفکر بیروت

پاس رک جاتے ہیں اور یہ دعویٰ کی جاسکے قرار سے، اور جو چیزیں نیچے نازل ہوتی ہیں یہ ان کی تہ سے اوپر سے کوئی چیز نیچے نہیں جاسکتی اور جو چیزیں نیچے سے اوپر جاتی ہیں یہ ان کی جہی انتہا سے نیچے سے کوئی چیز اس کے اوپر نہیں جاسکتی، اور یہیں بر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی جائے قیام ہے۔ اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم براق سے آفر سے درآپ کے لیے رفعت (سبز رنگ کا تخت) لایا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفعت پر بیٹھے اور جبرائیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعت کے ساتھ نازل ہونے والے فرشتے کے سپرد کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے آگے ساتھ چلنے کا سوال کیا تاکہ آپ کو ان کی وجہ سے نصیبت نہ ہو، حضرت جبرائیل نے کہا میں اس جہت و نسب ہوں، مگر میں ایک قدم بھی جہت و نسب جاذب کا ہم میں سے مرفرتہ کے لیے ایک مرفرتہ جائے قیام ہے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے یہ میرے رب کو اس لیے کوئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نشانیاں دکھائے تب اس سے مائل رہوں یہ حضرت جبرائیل نے آپ کو الوداع کہا اور آپ اس فرشتے کے ساتھ روانہ ہوئے رفعت آپ کو اسے کر رہا ہوا تھا کہ آپ مقام استواء پر بیٹھے جہاں آپ سے مرفرتہ اقامت و قیام کی آواز سنی اور اقامت روح میں اللہ تعالیٰ کے ان تمام کو لکھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم جو کچھ عمل کرنے فرمائے اور مالک جو بدوں کے اعمال لکھنے ہیں وہ مرفرتہ ایک درخت سے تہ تھا کہ فرمایا تم جو کچھ عمل کرنے ہو ہم اس کو لکھ رہے ہیں، پھر ایک درخت میں تیزی سے دوڑے وہ فرشتہ آپ کے ساتھ تھا وہ آپ سے بچھے رہ گیا، جب آپ نے اپنے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا تو آپ گھبرائے اور اس عام فہم میں آپ حیران رہ گئے تھے اور آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آپ کیا کریں تب فرشتہ فانیہ رفعت غائب کے مرفرتہ اور آپ نام وجد میں داعی بائیں مجھوں سے تھے، اس وقت تب نے و بار کی اجازت طلب کی تاکہ اپنے رب کے حضور خاص میں داخل ہوں تب موت ابوبکر کی آواز کے منابہ ایک و نانی:

قذیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا رب صلوٰۃ پڑھتا ہے۔

آپ اس آواز سے متعجب ہوئے اور اس میں سوچا کہ کیا میرے رب نازل پڑھ رہا ہے؟ جب آپ کے دل میں تعجب پیدا ہوا اور آپ حضرت ابوبکر کی آواز سے باز ہوئے تو آپ پر اس بات کا تلاوت ہوئی،
 ہو دی یحییٰ علیکھ و ملا لکنتہ۔
 وہ تہ پر تسوۃ بڑھتا ہے اور اس کے فرشتے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے طرف متوجہ ہو کر اس سے نماز مراد نہیں بلکہ اس سے اللہ کی رحمت کا نزول مراد ہے۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حضرت منہ سید میں داخل ہونے کا اذن ملے، اللہ تعالیٰ نے آپ پر روح نازل کی جو روح نازل کرنی تھی، اور آپ کی آنکھوں نے وہ صلوٰۃ دیکھی جس کو آپ کے مدد وہ در کرتی تھ دیکھ سکتا تھا۔

امام بیہقی، حضرت ابوہریرہؓ کی سابق طویل حدیث کے آخر میں روایت کرتے ہیں:

اس وقت، مترجمی آپ سے حکام مراۃ فرمایا مانگیئے: آپ نے عرض کیا، قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم عطا فرمایا اور قرآن نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا، اور قرآن نے حضرت داؤدؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے فوسے کو لوم کر دیا اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور قرآن نے حضرت سلیمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے پہاڑوں، جنوں، انسانوں، شیطانوں اور ہواؤں کو مسخر کر دیا، اور ان کو اتنی عظیم سلطنت دی جو ان کے بعد اور کسی کے لاحق نہیں ہے اور قرآن نے حضرت عیسیٰؑ کو قرینت اور انجیل کا علم عطا فرمایا اور انھیں مادر زاد اندھوں اور رسی کے مریموں کے لیے شفا دینے والا بنا دیا اور وہ تیری اجازت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور قرآن نے ان کو اور ان کی والدہ کو شیعان سے پی بندھیں رکھا۔ تب آپ کے رب نے فرمایا: میں نے آپ کو پنا خلیل بنایا اور تولدت میں لکھا جو سے کہ وہ خلیل ارحم ہیں اور تمام لوگوں کی طرف آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، اور آپ کا شرح صدر کیا، اور آپ سے جو جو ذکر کر دیا اور آپ کے ذکر کو خدا کیا، جب بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے، اسی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے، یعنی اذان وغیرہ میں: "وہ آپ کی امت تمام مسرتوں سے بہتر بنا دی گئی اور آپ کی امت امت عادلہ بنا دی گئی اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا گیا" اور آپ کے امت کے بعض لوگوں کے وصف میں آپ کی کتاب رکھی گئی اور ان کا کوئی خطبہ اس وقت تک درست نہیں ہو گا جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی گواہی نہ دیں اور میں نے آپ کو از روئے حق کے تمام انبیاء میں اول اور اسے بشت کے نام انبیاء میں آخر بنایا اور آپ کو سبع ثانی (سورہ فاتحہ) اور سورہ بقرہ کی آیات قرآن کے خزانے کے نیچے سے دی ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں، پھر ہی مجھے سند علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے فضیلت دی مجھ کو رحمت للعالمین بنایا، تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنایا، میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسامت سے میرا عیب ڈال دیا، میرے لیے مال غنیمت، رسول کر دیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور منعم کا دریغ بنایا اور مجھے کلام کے تراجم، خواتین اور جو جمع عطا کیے اور مجھ پر تمام امت کو پیش کیا گیا اور اس امت کا اول اور آخر مجھ پر غنی ہیں۔ خداوند تبارک و تعالیٰ چہرہ مجھ پر پچاس نافرین قرآن کی کنیں اور میں حضرت موسیٰؑ کو سب سلام کے پاس نوشاں

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

نبی مجھے اللہ علیہ وسلم ساتواں آسمان سے اور ہمدرد مستی پر پہنچے اور جہاں رب حضرت آپ کے نزدیک ہو گیا، پھر اور قریب ہوا حتیٰ کہ وہ آپ سے دوکانوں کی صفوں برابر ہو گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ جو آپ پر وحی نازل کرتا ہے اس نے آپ پر وہ وحی نازل کی اور آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نماز فرض کر دیں، پھر آپ نے مجھے ان سے حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام تک پہنچے، حضرت موسیٰؑ نے آپ کو روک لیا اور کہا یا محمد! آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا، آپ نے فرمایا اس نے مجھ کو ہر روز دن اور رات میں پچاس نمازیں

پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، آپ واپس جائیں تاکہ آپ کا رب آپ کی امت سے تخفیف کر دے، پھر نبی سے اندھیہ دہم حضرت جبرائیل کی طرف متوجہ ہوئے، مگر یہ اس معاملہ میں ان سے مشورہ لینے تھے، حضرت جبرائیل نے کہا ٹھیک ہے گراپ پسند کریں تو آپ پھر حضرت جبار میں پہنچے اور آپ نے سی پہلے مقام میں پہنچ کر عرض کیا: اے رب مجھے بت تخفیف کر دے جو میری امت اتنی نازوں کی طاقت نہیں رکھتی، تب اللہ تعالیٰ نے دس نازیہ کم کر دیں، پھر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، حضرت موسیٰ نے آپ کو پھر روک لیا، پھر حضرت موسیٰ آپ کو بار بار آپ کے رب کے پاس بھیجتے رہے حتیٰ کہ پانچ نازیہ رہ گئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ نازیہ پہنچا دیں، پھر یہ روک لیا اور کہا ہامہ خدا کی قسم میری امتی قوم بنو اسرائیل کا اس سے کم نازوں میں تجربہ کر چکا ہوں، وہ پانچ سے کم نازیہ میں نہ پڑھ سکے اور نہ لوڑ کر کر دیا، آپ کی امت کے اجسام امدان، طوب، تنگیں، دکھان، نازان سے زیادہ کمزور ہیں، آپ پھر جانے سے روکے، آپ سے تخفیف کرانے، یہی مسئلہ، اللہ تعالیٰ دہم سر بار حضرت جبرائیل کی طرف متوجہ ہونے تھے تاکہ وہ آپ کو مشورہ دیں اور حضرت جبرائیل نے ان کو ناپسند کیا، اور آپ پانچوں بار پھر گئے اور عرض کیا: اے میرے رب میری امت کے جسم، دل، کان اور بدن کمزور ہیں آپ تم سے تخفیف کر دیجئے، جبار نے دریا بیاغھر آپ نے فرمایا لبیک، اللہ تعالیٰ نے فریادیں سے روح محفوظ ہیں جس طرح کچھ دیا ہے یہ سب اس قوت میں تبدیل نہیں ہوتی، سرینگی کا دس گنا اجڑتا ہے، یہ یہ لوح محفوظ میں بھی اس نازیہ ہیں اور آپ سے پانچ نازیہ فرض ہیں، آپ حضرت موسیٰ کی طرف دوئے، حضرت موسیٰ نے پوچھا آپ نے کیا کیا آپ سے فرمایا ہمارے رب نے تخفیف کر دی اور ہمارے یہ سرینگی کا دس گنا اجڑ کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا خدا کی قسم، میں بنو اسرائیل کا اس سے کم نازوں میں تجربہ کر چکا ہوں، تم لوں سے اس سے کم نازوں کو بھی نہ کر دے گا، آپ پھر اپنے رب کے پاس جانے اور نازوں میں بھی گئی کہ سبے، آپ سے فرمایا است موسیٰ اللہ مجھے اب اپنا رب سے حیا آئی ہے، پھر اسی رات آپ واپس کر مسجد حرام میں سو گئے، اور صبح بیدار ہوئے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ختم بیان کرتے ہیں، معراج کی صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو نجانبات کی خبر دی، آپ سے فرمایا میں گذشتہ رات بیت المقدس گیا اور مجھے آسمان کی معراج کرنی گئی اور میں نے فلاں فلاں چیز دیکھی، جو پہلے منبت مٹنے کے بعد کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر تعجب نہیں ہوتا، ان کا دعویٰ ہے کہ یہ گذشتہ رات بیت المقدس گئے اور صبح کو یہاں ہمارے ساتھ ہیں، حالانکہ ہم میں سے ایک شخص ایک ماہ مسافت طے کر کے بیت المقدس پہنچتا ہے اور پھر ایک ماہ کی مسافت طے کر کے یہاں واپس پہنچتا ہے، کو یہ آنا اور جان دو ماہ میں طے کرتا ہے اور یہ ایک رات میں جا کر واپس آگئے، پھر آپ نے ان کو قریش کے نازک خبر دی اور فرمایا میں نے جلتے وقت میں فدا کر دیا۔

کہا اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے فلاں فلاں جگہ ہمارے اونٹوں کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں بھلا میں نے دیکھا ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو ڈھونڈ رہے تھے، اس شخص نے کہا کہا آپ سر فلاں کے اونٹوں کے پاس سے گزرے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے ان کو فلاں فلاں جگہ دیکھا، ان کی نڈھال رنگ کی اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ان کے پاس پیالے میں بانی تھا جس کو میں نے پی لیا، اس نے کہا بھلا بتائیے ان کی اونٹنیاں کتنی تھیں اور ان کے چرواہے کون کون تھے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس وقت ان کی گنتی کی طرف توجہ نہیں کی تھی تو اسی وقت وہ اونٹ اور ان کے چرواہے آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپ کے اونٹوں کو گن لیا اور ان کے چرواہوں کو مان لیا کہ تم سب سے قریش سے فرما باقر نے مجھ سے فلاں کے اونٹوں کی تعداد اور ان کے چرواہوں کے صنف پر چچا مانا، سنوان وٹوں کی تعداد اتنی سے اور ان کے فلاں فلاں چرواہے ہیں اور ان میں ابوقحیٰ ذکے بیٹے حضرت ابوبکر کے بھی چرواہے ہیں اور صحیح یہ اونٹ وادھی ثقیف میں پہنچ جائیں گے وہ لوگ سچ وادھی ثقیف دیکھنے کے لیے پہنچ گئے کہ آج سے ان فرمایا ہے یہ نہیں، سو وہ اونٹ آگئے، ان لوگوں سے اونٹ والوں سے چچا کیا تھا کوئی اونٹ کہہ نہ کیا تھا، انھوں نے کہا ہاں پھر دوسرے سے پوچھا کیا تھا میں سچ وادھی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی انھوں نے کہا ہاں پھر انھوں نے پوچھا کیا تھا اسے پاس پیالہ تھا، حضرت ابوبکر نے کہا بھلا میں نے وہ پیالہ رکھا تھا، اس سے کسی نے پانی پیا تھا نہ کسی نے اس پانی کو زمین پر گرایا تھا اور وہ بانی ختم ہو گیا تھا (حدیث ابوبکر سے کہیں اس کی تصدیق کرتا ہوں پھر اسی دن سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہو گیا۔)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں:

امام ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اس وقت کے آخر میں سے، صحیح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکنین کے سامنے واقعہ مورج متا، وہ لوگ حبشہ کے پاس گئے اور کہا اسے ابوبکر! نہایت سے پیغمبر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ گذشتہ رات ایک ماہ کی صاحب کا کمر کے واپس لوٹ آئے ہیں اب بولو کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر واقعی آپ سے یہ فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، ان میں تو اس سے زیادہ بعید باتوں میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں آپ انہوں سے کہنے والی خبریں بیان کرتے ہیں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں، مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، آپ نے کوئی پر کیا دلیل سے آج سے فرمایا میں فلاں فلاں جگہ پر قریش کے قافلہ کے ساتھ تھا، مجھے دیکھ کر ایک اونٹ مدک کر بھاگا اور چکر لگانے لگا، اور اس قافلہ میں ایک اونٹ تھا جس پر سب بڑے ورسیدہ سواروں (دور) لڑی ہوئی تھیں وہ گر پڑے اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، حسب قافلہ وہیں، انھوں نے قافلے والوں سے کہیں تو انھوں نے اسی طرح کہاں کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا تھا وہ سب کی زبان سے حضرت ابوبکر کا نام صدیق پڑ گیا۔

۵۔ حافظ ابوالدین بن کثیر سنن ۴، ۵، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۶، معجم ابوالحسن ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳

اعلام جہ الدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

رات میں معراج کرانے کے اسرار

رات کے وقت معراج کرانے کی حسب ذیل وجوہ ہیں:

۱۔ رات کو خلوت، اختیاص اور مجالس ملک کا وقت ہوتا ہے، اور یہ دن کے وقت سے افضل اور اشرف ہے، یہ وقت عبادت سے راز و نیاز کا ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد انبیاء علیہم السلام کو رات کے وقت مختلف کرات سے نوازا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

فلما جن علیہ اللیل ماری کو کیا۔

(انعام ۷۶)

حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

فی صرہا ہلک قطعہ من نیل۔

(حجر ۶۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات کے وقت سرگوشی کی:

فقال لا ہلہ امکشوا فی انست فار۔

جب موسیٰ نے اپنی زوجہ سے کہا ٹھہرو

بے شک میں نے سگ دیکھی ہے۔

اور حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ دو رات کے وقت جو اسرائیل کو مصر سے لے جائیں۔

فامر بعبادی لیل انکم متبعون۔

(دخان ۲۳)

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زیادہ انعام رات کے وقت ملا فرماتے، شوق القمر کا معجزہ رات میں

ہوا، حق آپ پر رات کے وقت ایمان لائے، مدینہ کی طرف ہجرت رات میں ہوئی اور غار ثور میں بھی رات کے وقت گئے، معراج بھی رات میں کرائی گئی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں رات کو دن پر مقدم فرمایا ہے:

وجعلنا اللیل والنہار یمین۔ اسراء ۱۲

وسجد لیل والنہار۔ نحل ۱۲

۴۔ رات اصل ہے، اسی لیے مہینہ کی ابتداء رات سے ہوتی ہے، اور رات کی سیاسی میں آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے، اور چاند کا چہرہ مکتبہ ہے۔

۵۔ سر رات کو دن لازم ہے، لیکن سر دن کو رات لازم نہیں ہے، کیونکہ روز محشر کے بعد رات نہیں ہوگی۔

۶۔ رات کا وقت دعا کی قبولیت، طہارۃ الکی اور خشش کا وقت ہے۔

۷۔ لیلۃ القدر رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور ہزار مہینوں میں کتنے دن اور کتنے

جمعہ ہیں۔

۴۰۔ حضرت ۵۔ ۶۔ آئے نومرور ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔

امام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اور سب سے اعلیٰ الخلق کا فضلہ ہے
اس شخص کی یہ سب کچھ ہے۔ فقہ مذہبیہ فرشتوں کے بھی رسول ہیں، اس سے فرشتوں کے سب سے
بارئیں کہ وہ بلا اجازت آپ کے گھر میں داخل ہوں، آپ کو گھر کے باہر سے بلانے سے پہلے کہیں۔ سو اگر آپ
اس گھر میں ہوتے تو فرشتوں کے یہ آپ کو مسجد حرام میں سے جانا دشوار ہوتا، اس سے فقہان نے آپ
کے دل میں یہ قرار کیا کہ اب حدت اور اہل کے گھر کا کہہ کر سب سے زیادہ آپ کے پاس آئیں اور آپ کو مسجد حرام
میں سے ممانعت۔

اگر یہ اعتراف کر جائے کہ آپ کے گھر کو یہ عزت اور خصوصیت آپ کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی تو نفسہ اس گھر کے بہادار بنیبت پر حسبِ سبب حضرت ام بانی کے ٹکڑے چسپے گئے۔ ادب اس گھر کے آداب مرعے اور وہاں جو ملا، عادت داخل مرنا ضرور ہو گیا۔ اس کا ادب یہ ہے کہ جس گھر میں آپ کی مستقل سکونت ہو اس کی نسبت اور اعلیٰ نسبت آپ کی لاو، مرنے سے اور قمر آن مجید نے، اسی کے آداب اور احکام مان کیے ہیں اور جس گھر میں آپ چند دفعوں کے لیے جائیں وہ آپ کا گھر نہیں کہلا تا اور نہ قمر آن مجید نے اس کے آداب اور احکام مان کئے ہیں۔

شوق صدر کے متعلق احادیث کی تخریج اور تحقیق | آپ کا سینہ مبارک میں مار جا کر کیا گیا، یا مطلقیت میں، بعثت کے وقت اور معراج کے موقع پر۔

پہلی مارچ میں آپ کے عشقِ صدر کے متعلق امامِ مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ (پچھن میں) بچوں کے ساتھ کھیں رہے تھے۔ اب تک جبرائیل آئے آپ کو ٹاکر آپ کا سینہ جبرائیل آپ کا دل نکال لیا۔ پھر دل میں سے جہاں مواعظ نکلا وہ کہ یہ شیطان کا حصہ تھا۔ اس حدیث کو مزید تفصیل کے ساتھ حافظ ابوسید نے روایت کیا ہے :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر نبوت کی ابتداء کس چیز سے ہوئی؟ آپ نے فرمایا: حبس نے یہ سوال کر ہی یا ہے تو سنو۔ میں دس سال کی عمر میں صحراء میں حارم تھا، چنانکہ میں نے اپنے سر کے اوپر دو آدمیوں کو دیکھا کہ ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں انہوں نے گدائی سے بچڑ کر مجھے گرا دیا، پھر میرے پیٹ کو چاک کیا، جبرائیلؑ سونے کے طشمت میں بانی لاسے تھے، اور میکائیل میرا پیٹ دھو سے دھو تھے پھر ایک سے دوسرے سے کہا اب ان کا سینہ جاک گرو۔ پھر میں نے دیکھی کہ میرا سینہ جاک ہو چکا تھا اور

میں ہے:

فَقِيلَ لِي يَمْشِيَانِ حَتَّىٰ اخْذَ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا بَعْضُي لَا خَدَّ لَخَدِّهِمَا مِثْلَ
أَحَدِهِمَا لِصَاحِبِهِ أَطْعِمَهُ فَأَضْجَعَانِي بِلَا
قَصْرٍ وَلَا هَضْرٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ
اخْلُقْ صَدْرَهُ فَهَوِيَ أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِي
فَنَلَقِيَهَا فِيمَا أَرَى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجْهِ الْحَدِيثِ
رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَبِحَالِهِ ثَقَاتٌ وَثَقُّهُ
ابْنُ حِبَّانَ - ۱

دو شخص میرے پاس آئے ان میں سے سر یک
سے مجھے بازو سے پکڑا، مجھے ان کے پکڑنے سے
کوئی درد نہیں ہوا، ان میں سے ایک نے دوسرے
سے کہا ان کو بٹوراؤ انہوں نے مجھے جھکاتے ہوئے
بٹا دیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ
چاک کر دو، پھر ان میں سے ایک نے میرے سینہ چاک
کیا، میں یہ منظر دیکھ رہا تھا، مہر خون نکلا اور نہ مجھے
درد ہوا (احديث) اس حدیث کو امام عبد اللہ سے
روایت کیا ہے، اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور امام
ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

ہم نے بہ کثرت حوالہ بات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر میں شش صدر کا واقعہ اس سے بیان کیا
تے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شش صدر موقع اس وقت آپ کا خون نکلتا تھا نہ آپ
کو درد ہوا تھا۔

دوسری بار آپ کا شش صدر عشت کے موقع پر ہوا تھا، ام ابیہم العصفانی اپنی سند کے ساتھ روایت
کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نذر مال
کہ وہ ایک ماہ غایب رہیں، عتقات کریں گے، یہ رمضان کے مہینہ کا واقعہ ہے، ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے تو آپ کو آواز آئی، اسلام عیت آپ نے فرمایا میں نے کہاں کیا؟ آپ نے فرمایا حق اگلاست میں دوڑتا ہوا حضرت صدیقہ
کے پاس گیا، انہوں نے مجھے پکڑا اڑھایا، اور پوچھا اسے جس عبد اللہ! کیا بات ہے؟ میں نے کہا میں نے اسلام
علیک کی آواز سنی اور میرا خیال ہے کہ وہ حق سے حضرت خدا کے لئے کہا کہ کو خوش بخیر ہو، سلام تو اچھی چیز
ہے، آپ نے فرمایا میں دوبارہ نکلا حضرت جبرائیل دھرپا میں کھڑے تھے، ان کا ایک پرستری میں تھا اور ایک
پڑھنے میں تھا، آپ نے فرمایا میں ان سے حور زورہ ہوا، میں دوڑتا ہوا آپ کو دوسرے دروازے کے
درمیان کھڑے تھے، انہوں نے مجھ سے باتیں کیں جس میں ان سے انوں ہو گیا، انہوں نے مجھ سے پھر مٹنے
کا وعدہ کیا میں ان کے لیے گیا اور انہوں نے تا خبر کی بن سے کھٹنے کا ارادہ کیا تو آپ تک میں نے دیکھی جبرائیل
اور میکائیل کھڑے ہیں اور انہوں نے افق کو بھریا سے بھر جبرائیل بیٹھے آئے اور میکائیل آسمان اور زمین
کے درمیان کھڑے رہے، پھر جبرائیل نے مجھے پکڑ کر گدی کے بل ٹا دیا، پھر میرے دل کو شق کیا پھر دل کو

۱۔ حاشا نور الدین علی بن ابی کریم علیہ السلام، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲

پس نکالا اور اس میں سے جو چاہا نکالا پھر اس کو سونے کے حشمت میں لٹکا کر زمزم کے پانی سے دھویا پھر اس کو اپنی جگہ لٹکا کر جوڑ دیا اور زخم بند کر دیا۔ پھر مجھے اس طرح دکھایا جس طرح چمڑے کو پختے ہیں، پھر میری پشت پر صرگائی، جس کا اثر میں نے اپنے دل میں محسوس کیا، پھر مجھ سے کہا اقسدا "پڑھے" میں نے اس سے بے کوفی کتاب نہیں پڑھی تھی، اس لیے میں نے نہیں جانا کہ میں کس طرح پڑھوں، اس نے پھر کہا اقسدا "پڑھیے"، میں نے کہا میں کیا پڑھوں اس نے کہا:

قرأ باسم ربك ذي خلق
اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس سے پیدا کیا ہے۔

حتیٰ کہ اس نے سورہ حق کی مانج، جنس شعیب ان آیتوں کو میں بالکل نہیں سمجھتا (احمدیٹ)۔ ۱۵
اس حدیث کو امام ابو داؤد دیلمی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے، دیکھتے حدیث نمبر ۴۳۱۸، علامہ سیوطی نے اس حدیث کو امام ابن ابی الدنیا کی سند کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی، یہ حدیث آپ کو کیسے یقین ہو گیا کہ آپ نبی ہیں اور آپ نے اپنی نبوت کو کبے جہاں تو رسول اللہ علیہ السلام سے یہ واقعہ سنا یا۔ ۱۶
حافظ ابن کثیر نے بھی اس حدیث کو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ۱۷
حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابو داؤد دیلمی کی سند کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ ۱۸

بیر حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کا حافظ ابو نعیم الصنفی امام ابو داؤد دیلمی اور امام بیہقی کی دلائل النبوت کے حوالے سے ذکر کیا ہے لیکن مجھے یہ حدیث امام بیہقی کی دلائل النبوت میں بسیار تلاش کے باوجود نہیں ملی ہو سکتا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کو درال نبوت کے نام سے القباس ہوا ہو، کیونکہ یہ حدیث حافظ ابو نعیم الصنفی کی دلائل النبوت میں ہے نام بیہقی کی دلائل النبوت میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ علم ہا صواب۔
میرے بار آپ کا شوق صدر معراج کے مرفوع پر مرقا، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر بن مصعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کوئی گئی میں حطیم کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا، میرے پاس ایک آسنے والا فرش تھا، آیا اس نے کہا یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ چاک کر دیا، راوی کہنا ہے میں نے حار و صے پر چھا اس سے یہ کی کیا مدد تھی، انھوں نے کہا خلقم سے

۱۵۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الصنفی مشرقی ۴۳۲، دلائل شریعہ ج ۱ ص ۲۱۲۔ ۲۱۵ مطبوعہ دار الفکر

۱۶۔ علامہ ابو نعیم عبد الرحمن بن عبد اللہ سیوطی ۸۰۰، الروض، ۱۱، ج ۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ مکتبہ دار الفکر

۱۷۔ حافظ علامہ ابوالحسن ابن حجر عسقلانی ۴۴۲، سبہ و اشعار ۲۰۲، ۲۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ

۱۸۔ حافظ شباب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی مشرقی ۸۵۲، سنن ابی ذر، ص ۴۷، مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ بیروت

۱۹۔ حافظ شباب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی مشرقی ۸۵۲، المعجم باری ج ۱ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ بیروت، ۱۴۰۰ھ

مولانا سہیل بخش می:

هَذَا حِظُّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ كَيْفَ اسْمُكَ

اس روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ آپ کو کیسے معلوم ہو کہ آپ نبی ہیں؟ اور آپ کو کس سبب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پر یقین ہو؟ آپ نے فرمایا اسے جو ذکر جس وقت میں ذکر کی وادی میں تھا میرے پاس دو فرشتے تھے ان میں سے ایک فرشتہ زمین پر تھا اور دوسرا میں در آسمان کے مابین تھا ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا ہاں یہ وہی ہیں، دوسرے سے کہہ ہاں یہ وہی ہیں، اس نے کہا ہاں کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو اس نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا تو میرا وزن زیادہ تھا، اس نے کہا دوسرا آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، اس نے دوسرا آدمیوں کے ساتھ وزن کیا جو حق میں افضل زیادہ تھا، پھر اس نے ہاں سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو اس نے سو آدمیوں کے ساتھ وزن کیا جو حق میں زیادہ تھا، پھر اس نے کہا ہاں کا ایک سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو اس نے ایک سو آدمیوں کے ساتھ وزن کیا جو حق میں زیادہ تھا، پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہاں کا پیٹ چاک کرو اس سے میرا پیٹ چاک کیا اس سے میرا دل نکلا، اور اس میں سے معزز شیطان رشتہ دار کے شکل میں نکلا اور اس وقت وہ دونوں چیزیں کو چھید رہا تھا پھر ایک نے دوسرے سے کہا ہاں کا پیٹ میں طرح طرح برتن دھوئے ہیں اور ان کو اس طرح دھوؤ جس طرح برتن کے اندر کی چیز دھوئے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ہاں کا پیٹ سیو، اس نے میرا پیٹ سیوا لیا اور اس نے میرے رگوں میں ہرگز صابن کے درمیان ہرگز نمونہ کو رکھ دیا جیسے کہ وہ اب سے ہرگز وہ دونوں چیزیں کر چکے گئے اور میں گواہ کہ تمام کامل کا مثلاً ہرگز نہ نکلا علامہ سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث میں ان بیادوں کا بیان ہے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کیونکہ اس حدیث میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ہر شے سے ہر شیطان کے انگریز چھوئے کی جگہ درج ہے جو نے خون کو نکالا، اس حدیث میں آپ سے یہ بیان نہ آیا کہ وہ شے سے میں چیز کو نکالیں کہ ان کے نکالنا جس چیز میں شیطان حدیث عیسیٰ ویران کی روایت کے ساتھ ہوتا ہے اس سے بچ کر چھوئے نہ ہوتے کیونکہ ان کی والدہ حقہ سے مراد وہی تھی۔

۱۳۱۱ عہد ہائیک دور بہت ہر شیطان
میں اس کو روز اس کی اولاد کو شیطان رحیم کے
ش سے تیری یاد میں دینی ہوں۔

اس وجہ سے کہ قبر میں کہ جب سے شیطان حدیث عیسیٰ ویران والدہ کو بہا موتی وقت جبھی نہیں سکا اور اس سے حضرت عیسیٰ کی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نصیحت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منکر کو نکال دیا گیا اور روح القدس نے رت اور غنڈہ سے پانی سے آپ کے دھو کر اس میں ایمان اور حکمت کو بھر دیا۔

اس حدیث سے ایک اور مسئلہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پہلے میں کاظم نہیں تھا کہ مہر نبوت آپ کی تخلیق کے وقت تھا یا آپ میں ولادت کے بعد رکھی گئی؟ جس وقت آپ نبی بنائے گئے اس وقت آپ میں مہر نبوت رکھی

گئی تھی۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ جن ایام میں آپ علیہ السلام کے ہاں تھے ان دنوں میں حضرت جبریل سے آپ میں مہربانیت رکھی تھی۔ جی جیسے اللہ علیہ وسلم سے شوق صدر کا وقت و طرح متوں سے، ایک یہ ہے کہ جب ایام رضاعت میں آپ بنو سعد کے ہاں تھے اس وقت آپ کا شوق صدر ہوا، آپ کے پاس سونے کا ایک ٹشت دیا گیا جس میں برف تھی اس کے ساتھ آپ کے قلب کو دھویا گیا، دوسری بار شہب معراج کے موقع پر آپ کے قلب کو زرم کے پانی سے دھویا گیا اور اس کو ایمان اور حکمت سے جبر دیا گیا۔

ہم پہلے اعدائے سے باحوالہ یہ بیان کر چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب شوق صدر ہوا تو آپ کا حنہ نکلا تو آپ کو درد ہوا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت عام بشروں کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بشر کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا سینہ چیرا جائے اور اس کو درد ہو نہ اس کا خون نکلے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہماری نگلیں میں جھاس جی چیتھ جاتے تو بے گل اور بے چہرے ہیں موجد تھے میں درجی صلی اللہ علیہ وسلم کا صغوم سے ناف تک سینہ چیر دیا گیا اور آپ کو درد نہیں ہوا۔

اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں قلب کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ آپ کے سینہ سے وہ نکلاں یا گیا اور آپ کی حیات میں کوئی فرق نہیں تھا بلکہ دیکھا جاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں مراد (مسیحین) کے بھی محتاج نہیں ہیں کیونکہ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق مراد دوسری میل تک ہے اس لیے جو سائنس دان چاند پر سفر کے لیے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ مسیحین کی تھیسیا لے جاتے ہیں۔ چاند پر سفر کے دوران کچھ میل کی مسافت پر واقع سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو چاند اور زمین سے مادہ تمام آسمانوں سے دیر سدرہ صدیق اور تمام اعرش سے اوپر گئے اور آپ کے ساتھ کوئی آگسین نہیں تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں قلب کے محتاج نہیں نہ بنو کے محتاج ہیں، وصال کے روز سے رکھے جس میں نہ سحر ہے نہ افکار اور کوئی کئی دن کھائے سے بنیہ نہ ہو ویسے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ مگر کال میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ مکان کے محتاج ہیں، وقت کی گردش سے باہر نکلے متابت ہو کہ آپ وقت کے محتاج ہیں۔ چیز پنے وجود میں اور ہر چیز اپنی حیات میں زمان، مکان، اور رکھانے پینے کے محتاج سے جدا آپ۔ اپنے مرنے میں ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں اور حق یہ ہے کہ زمان، مکان، اور غذا بلکہ کائنات کی ہر چیز پنے وجود میں آپ کے محتاج ہے۔

قلب اطہر کو غسل دینے کے اسرار | آپ میں تقدیس کا عمل دو مرتبہ کیا گیا ایک مرتبہ آپ میں تقدیس کا عمل اس لیے کیا گیا تاکہ آپ کا قلب مغیر شیطان سے پاک ہو جائے اور آپ کے قلب میں توحید کے سوا اور چیز باقی نہ رہے، دوسری بار جب امتداد آپ کو مضر مقتدر کی بلند یوں میں سے جانا چاہتا تھا تاکہ آپ پر پانچ مائری فرض کی جائیں اور ملائکہ کے ساتھ نمازیں پڑھیں

۴۹۰

۱۔ علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السبیل متوفی ۵۰۸ھ فیروض الفتوح ص ۱۱۰ - ۱۱۱ مطبوعہ مکتبۃ دارالترقیات،

اور بارگاہ الوصیت میں نہ ہوں، میں وقت آپ کے ظہور اور باطن کو غسل دیا گیا، یہی بار آپ کے قلب کو ہر قسم کے ساقط دھویا گیا تاکہ آپ کے قلب کو یہاں ہر قسم کی غفلت اور دوسری بار آپ کے قلب کو زمرم کے پانی سے غسل دیا گیا تاکہ آپ بارگاہ الوصیت میں نہ ہوں، یہی غافل رہی مسجد میں۔ عاصری کے یہ ظہر بدن کو غسل دیا جاتا تھا تو ہاتھی مسجد اور بارگاہ ربانیت میں عاصری کے یہ آب کے قلب کو زمرم کے پانی سے دھویا گیا۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے قلب کو زمرم کے پانی سے نہایت زیادہ دیا گیا تاکہ زمرم آپ کے قلب کے مس کے ساقط مشرٹ ہو کیونکہ پہلے اس پانی کو ہر ٹیکل کے پردوں کے ساتھ بہت قیمتی و رب اس پانی کو قلب مصطفیٰ کے ساتھ نسبت ہے۔

قلب اطہر کو سونے کا طشت میں رکھنے کے اسرار [قلب اطہر کو سونے کے طشت میں رکھنے کے اسرار] کی مکتبیں حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ سونا تمام دھاتوں میں سب سے افضل دھات ہے اور قلب مصطفیٰ تمام دلوں میں سب سے افضل دل اس لیے آپ کے قلب کو رکھنے کے لیے سونے کا طشت لایا گیا۔
- ۲۔ سونے کو شے نہیں کہتی ورنہ ہمارے اجسام کو بھی مٹی ہیں کی تو اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سونے کے لیے سونے کا طشت لایا گیا۔
- ۳۔ سونے کو زنگ نہیں گنا اور قلب مصطفیٰ کو کئی زنگ کی معینیت کا زنگ نہیں گنا اس لیے آپ کے قلب کو سونے کے لیے سونے کی دھات کا طشت لایا گیا۔
- ۴۔ دماغ کو چاندی بگڑ کر لوہا اور دل کو سونے کے ساتھ نہایت سے اس لیے آپ کا دل رکھنے کے لیے سونے کا طشت لایا گیا۔
- ۵۔ دنیا میں مسلمانوں پر عاصری اور سونے کے برتنوں کا استعمال مباح ہے، لیکن جنت میں مسلمان یہ نہی اور سونے کے برتن استعمال کریں گے اور جو نعمت ہم مسلمانوں کو جنت میں ملے گی اللہ تعالیٰ نے وہ نعمت آپ کو دنیا میں عطا کر دی ہے مثلاً دیدار الہی، ہم مسلمانوں کو حرات میں ہر گاہ اور آپ کو دنیا میں دیدار ربانیت، ان طرح سونے کے برتنوں کا استعمال اور ان کے لیے عافیت میں ہر گاہ آپ سب سے دنیا میں سونے کا طشت لایا گیا۔

۶۔ سونا آگ میں نہیں جھلکا اور آپ کے قلب کو بھی دنیا میں معصرت کی ضمانت دی گئی۔

لیغزلك الله ما تقدم من دنیک
تا کہ اللہ آپ کے لیے معاف فرما دے آپ کے
انگے اور پچھلے (ظاہر) خلاف اول سب کام۔

۷۔ عرب میں سونے کو زمرم کہتے ہیں اور زمرم ازہاب پر دلالت کرتا ہے اور ازہاب کا معنی زمرم کرنا

تو زمرم کا طشت لاکر اس پر متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی نجاست کو آپ سے دور رکھا۔

۸۔ فساد کا معنی سے جانا اور جو کچھ بہ ازہاب الی اللہ رائد کے پاس جائے (کا موقع تھا اس لیے زمرم کا طشت

لایا گیا۔

۹۔ علامہ سبکی نے بھی ہے کہ قلب کو طشت میں اس لیے رکھا ہے کہ اس کی طس ملک ہات اذان کے ساتھ لفظی مناسبت ہے۔

۱۰۔ علامہ بیہقی نے کہا کہ سورۃ تہم حشر میں نفیل ہے اور سورۃ کے طشت سے وحی کے حق کی طرف اشارہ کیا۔ حافظ بن عبد اللہ خیال رکھتے ہیں۔

شق صدر کے اسرار کا تتمہ

آپ سے سب کو شوق کرنا، دل کو نکاحِ اقدس کو زہرِ مریم سے دھو کر پھر سینہ میں رکھ کر اس کو کسی بناء اتنے خوارقِ مادہ پر مشتمل ہے جس سے ان واقعات کو سننے والی دستِ طشت موجداتِ قویں رہا، قلب گزرتے سے رخِ درخشاں کا مشاہدہ کر راتیں اس کی عالمِ موحیہ کی طرح طاعت یہ ہے کہ جبر کا ہیبت ناک کر کے اس کو دل کا عالم سے وہ مجاہدِ حاکم سے در اس کے باوجود اس عمل سے آپ کو کوئی حشرِ موزان کو کس نہ کا درد ہوا۔

علامہ ابنِ تیمیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر تھا کہ شوقِ صدر کے سرِ آپ کے دل میں بیانِ وحی کے کو بھر دیا جانا لیکن اس سے اجور آپ کا شوقِ صدر نہ کہتا کہ یہ جو ہے کہ آپ کی بات کا یہ عالم ہے کہ آپ اپنے صیغے کے شوقِ جو سننے کا مثلِ درہ کر رہے۔ جسے اس کے درجہ و آپ نے اپنے قدم سے کہ اب اللہ کے چینی کا ہوا ہے کہ اس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ تمام لوگوں سے بارہ ہزار میں اوّل بابِ احیاء اور مقامِ تمام و کمال سے بارہ ہزار سے اسی وجہ سے اشرقتانی نے فرمایا:

مَا ذَا لِكُمْ لِمَنْ وَ مَا تَعْبَى

کے لفظ اللہ کے تعلق سے نہیں ہیں وہ
بلکہ اپنے سیرت سے تنگ و ذلیل ہیں۔

۱۱۔

اس میں اللہ کا اشرف سے کہ حق صدر اور قلب ہا کہ کو دوسرے آپ سے ساری شخص سے یہ عمل دوسرے انبیاء کے لیے بھی وضع ہوا، اور جو ان سے نہ ہو ان کے لیے ہے، تاہم ان کے اندر یہ وہاں بہتے کہ ان کے ہاں میں وہ طشت تھا جس میں نبی، علیہ السلام کے قلوب کو دھو دیا تھا اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ وصفت دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی مشترک ہے۔

علامہ بدر الدین معنی سمجھتے ہیں:

براق پر سواری کے اسرار

کے لیے یہ ساری سے نہ صرف وہ کو رقی و کیوں سواری کرنا، بلکہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ اگر سے اپنے مسافرت کو یہاں یہاں آپ کا ایک قدم بڑھتا ہے تو وہ اور دوسرے قدم مسجدِ قس میں ہوتا، اس کا جواب یہ ہے کہ مسافت کو لینا ایک ایسا وصفت ہے جو نہ بارگاہِ کریم میں بھی مشترک ہے، اس کے برعکس ایسی سواری پر سوار ہونا جو ایک جیسے میں مسافت کو طے کرتے ہیں، یہ وصفت نبیہ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۱۔ حافظ شہاب الدین، محمد بن علی بن حبیب، عسکری، ترقی ۵۵۲ھ سن ۱۱۵۷ء، ج ۲، ص ۲۰۷، مطبوعہ دارالکتاب، بیروت، ص ۱۱۵۰

کے ساتھ تھے۔ نہ

قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کے اسرار | امام مسلم نے حجت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سراج کرائی گئی، میں کثیب احمر کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذر کر وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرتے ہوئے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا بھر جب مسجد قنسی پہنچے تو وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موجود پایا، اب اس پر شکال ہے کہ حضرت موسیٰ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گئے کبے نکل گئے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کا حضور سے آگے نکلنا تب لازم آتا ہے جب حضور بھی بنی رقدار سے ماضی و حضرت موسیٰ بھی اپنی رقدار سے جاتے اور حضرت موسیٰ حضور سے پہلے پہنچ جاتے، یہ یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق کی رقدار سے جاتے تھے اور حضرت موسیٰ براق کی رقدار سے جاتے تھے اور ایک براق تو کیا بڑا براق بھی بول تو نبوت کی رقدار کا متناہ نہیں کر سکتے۔ دو مسراجوں یہ کہ ان کی رقت میں کبھی ملکہ موجود نہ تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت قبر میں نہ بھی پڑے ہوئے تھے مسجد قنسی پر بھی تھے، اور اسی وقت چھٹے آسمان پر بھی موجود تھے، اس جواب کی مراد وفات ان شاعر اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہو جانے کی۔

علامہ نووی کہتے ہیں:

قاضی عیاض سے: آپ سے حدیث مذکور میں نماز پڑھتے ہوئے کیسے دیکھا، حالانکہ آپ نے بہت اللغات میں احیاء علیہ السلام کو نماز پڑھتی اور آپ سے انبیاء علیہم السلام کو ان کے مراتب کے مطابق مختلف آسمانوں میں دیکھا، انھوں نے آپ کو سلام کیا اور خوش آمدید کہا، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے آسمان پر جیتنے سے پہلے کثیب احمر کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا اور پھر یہی کہ بہت مقدس میں دیکھا ہو، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ سے جیسے آسمان پر پہنچ گئے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس وقت آپ نے انبیاء علیہم السلام کو مت المقدس میں دیکھا وہ ان کو نماز پڑھنا اسی وقت آپ نے ان کو نمازوں پر دیکھا، یعنی یہاں علیہم السلام ایک وقت بہت المقدس میں بھی تھے اور آسمانوں پر بھی تھے، انھوں نے آپ سے سوالات کیے اور آپ کو خوش آمدید کہا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث المتنب سے دوسری کے حدیث نے انبیاء علیہم السلام کو بہت المقدس میں نماز پڑھتی اور وہ وہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گذرے۔

علامہ دستغابی ابی مالکی نے بھی قاضی عیاض کی اس تقریر کو نقل کیا ہے۔

۱۔ علامہ بدرالدین محمود بن حمدی حنفی متوفی ۷۵۵ھ عدد۱۲۵۵ھ قاضی عیاض ج ۲، ص ۲۵۰، مطبوعہ دارالطباعۃ النیر ج ۲، ص ۲۵۰

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۶۸، مطبوعہ دارالحدیث، ص ۱۳۵

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۷۶ھ شرح مسلم ج ۱، ص ۶۶

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ دمشقی متوفی ۸۷۱ھ، الکامل فی العلم ج ۱، ص ۳۲۵، مطبوعہ دارالکتب، ص ۳۲۵

مصنف کے نزدیک قاضی عیاض کا بیان کردہ خری استقامت مرد و دوسرے، کیونکہ عادیث صحیحہ میں یہ تصریح سے کہ پہلے آپ نے مسجد انبیاء میں انبیاء عیسیم سلام کی امامت کی پھر آپ نے آسمانی پر عروج فرمایا۔
امام جہتی لکھتے ہیں:

جس احادیث میں یہ ہے کہ آپ نے عنایتِ موسیٰ علیہ السلام کو یہی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھی پھر دوسری حدیث میں ان کو آسمان پر دیکھنے کا ذکر ہے، ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے، کیونکہ جی جیسے اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھی پھر ان کو آسمان پر دیکھی، اسی طرح جی جیسے علیہم السلام کو بیت المقدس میں دیکھی تھا، بعد ان سب کو آسمان پر دیکھا، ان میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ پیغمبر علیہم السلام شہداء کی طرح، بلند ہند سے اقل، اور ملکیات سے سافہ، زندہ و مرلے اس لیے ان کے مختلف اوقات میں مختلف جگہوں میں پایا جانے جا رہے ہیں، جیسا کہ عمر فاروق نے سن کر خبر دی ہے۔

علامہ عبد الرزاق شحرانی مکتبہ مدنی:

معراج کے فائدہ میں ہے کہ ایک جسم ایک آن میں دو جگہ موجود ہو سکتا ہے، جیسا کہ پہلے بیان
 پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کہ حضرت آدم کی نیب ولاد میں دیکھا اسی طرح آپ نے حضرت آدم
 حضرت موسیٰ اور دیگر نبیاء علیہم السلام کو آنہوں میں دیکھا حالانکہ یہ تمام نبیاء علیہم السلام اس وقت نہ میں پہنچے اپنی
 قبروں میں تھے کیونکہ آپ سے عقائد میں سے آدم کو دیکھا، میں نے موسیٰ کو دیکھا، میں نے ابراہیم کو دیکھا
 یہ نہیں فرمایا میں نے آدم کو دیکھا، میں نے موسیٰ کو دیکھا جب آپ سماں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی طرف لوٹ کر آئے تو بعینہ اس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر میں حاضر ہو کر اس سے تھے جیسا کہ حدیث
 شریف میں مذکور ہے اور جس وقت میں اس سے کہ ایک جسم ایک آن میں دو جگہ ہو سکتا ہے وہ اس
 حدیث پر کس طرح ایمان لے سکتا ہے کہ سوئم مومن ہر زمانہ رعد اگر عالم ہر وقت عتر احوال کو دیکھتا ہے جیسے
 یہ تاویل کرنا جائز نہیں ہے کہ جو زمین میں تھے وہ ان کے غیر صفیہ ہر سالوں میں تھے کیونکہ پہلے مشن فرمایا
 میں نے موسیٰ کو دیکھا اسی طرح میں دیکھا انبیاء علیہم السلام کو دیکھا ان کے مشن میں اسی طرح فرمایا آپ نے یہ فرمایا کہ میں
 نے موسیٰ کو دیکھا اگر آپ نے ان کے غیر کو دیکھا تھا تو انبیاء علیہم السلام کا ارتداد غلط ہو گا، اللہ

شیخ القرآن ملی تحفہ فرمایا کرتے ہیں :

حضرت آدم علیہ السلام جسے انہار میں اس کے قبل بہت مقدس ہی بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سنوت میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ ہی سوال سوتا ہے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا مثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں قدرت بھی اور ایک دقت میں

۱۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بن یحییٰ شافعی متوفی ۲۵۸ھ و ملائقہ ج ۲ ص ۲۸۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۔ علامہ عبدالرزاق شافعی متوفی ۳۵۹ھ، میراثیت (ابو جبرج ۲ ص ۴۰) مطبوعہ مطبعہ ازہرہ مصریہ مصر، ۱۳۰۵ھ

ہی ان کی درخواستوں پر ترجمہ فرماتے ہیں۔ اُسے یہ دہراتے ہیں اور ان کی شفقت کرتے ہیں۔ آپ پر غلامیست
پیش کیے جاتے ہیں آپ نیک اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور شرکاری کی تدارکتیں و بد اعمالوں پر یہ تحیہ و
مستے ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔ ان کے ہاں غلامی فرماتے ہیں اور جب یہ مستے میں جہاں جاتے ہیں جسم متال
کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں بعض اوقات کسی کو عبادت فرماتے ہیں کسی کی نماز جہاد پر جاتے ہیں کسی کو سیدہ
کی مدد کرتے ہیں کسی کو حدیث پڑھاتے ہیں کسی کو فتنہ پسند تارکتے ہیں اور کسی کو بحکم اپنے ہاں دینار سے شاد
کام کرتے ہیں اور اگر ایک وقت میں ستر دیکھ جائے تو ایک وقت مقدار ہوگی۔ بد منائی سے نہ ساکتا ہے یہ سب
ہاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبور میں سلام کا جواب دینا
قبر النور میں سلام کا جواب دینے کے متعلق یہ حدیث ہے:

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی
مجھ پر سلام بھیجے تو میں اس میں سلام بھیجنا سے
کہ نہ مانا۔ یہی حدیث ہے۔ انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ حقا کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ما من احد یسلّم علی الارذ اللہ
علی صلی حق اذ علیہ السلام۔

اس حدیث کو امام احمد سے بھی روایت کیا گیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبر نور میں درود شریف پڑھ لیا جانا
سے یہ حدیث ہے:

پیش کیے جانے کے متعلق املوٹ:

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس دن میں
دور کو یہ کہا گیا کہ میں ان دنوں میں کھڑی
سی دن سورہ تہریم کا حصہ لے گا۔ اس دن میں سورہ تہریم
موندے گا۔ اس دن تم مجھ پر بہ کثرت درود پڑھ کر دو۔

عن ادم بن ادم قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ايامکم
یوم الجمعة فیہ خلق
ادم و فیہ قبض و فیہ النفع و فیہ الصلوة
واکثر واعی من الصلوة فیہ وار صلواتکم
مہ و ھذہ علی قال قالوا یا رسول اللہ و کیف

۱۔ امام ابو داؤد و ترمذی بن اسحق سنی ۲۷۵ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۷۵۔ ۲۔ جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۱۲۔ ۳۔ امام احمد بن حنبل سنی ۲۲ ص ۲۲۔ ۴۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۵۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۶۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۷۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۸۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۹۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔ ۱۰۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔

تقر من صلواتنا علیک وقد رمت قد یقولون
بذیت فقال ان الله عز وجل حرم علی
الارض احساد الانبیاء۔

کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جانا سے صحابہ نے
میں کہا یا رسول اللہ آپ کا جسم قرآن میں رسیدہ ہو
جکا ہوگا۔ بعد نماز درود آپ پر کبے بیت کی فائز
آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے زمین پر میاد کے
اجسام کو حرام کر دیا ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من صلی علی عند قبری
دکل بہا ملت بسعی وکفی بہا مردیہ و
واخوۃ وکنت لہ شہیداً او شفیعاً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص
میری قبر پر درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس درود
کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو میرے
پاس وہ درود پہنچاتا ہے اور اس شخص کو دنیا و
آخرت کے لیے وہ درود کافی ہے اور میں اس کی
گوئی دل کا بفرمایا، میں اس کی شفاعت کروں گا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے
میری قبر سے پاس درود پڑھا، اس کو میں خود مٹاؤں
اور جس نے دور سے مجھ پر درود پڑھا وہ مجھے پہنچا، باعانت۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال من صلی علی عند قبری معیتہ
ومن صلی علی نائیاً ابلفته۔

ماظاہن قیم امیر ان کی روایت کبیر سے سند بیان کر کے کہتے ہیں:

عن ابی الدرداء قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی
یوم الجمعة فانہ یوم مشہود تشہد
الملائکۃ لیس من عبد یصلی علی الابلغ
صوتہ حیث کان قلنا وبعثناک قال
وبعد وفاق ان اللہ حرم علی النبی
ان تاکل احساد انبیاء۔

حضرت ابو درد و رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے
دن مجھ پر بہ کثرت درود پڑھاؤ کیونکہ اس دن فرشتے
ماورائے زمین میں حتمیٰ ہیں مجھ پر درود پڑھتا ہے اس
کی اور مجھ تک پہنچتی ہے نواہ دہ کہیں بھی ہو۔ مجھے
عرس کیا: آپ کی دعا شفا کے بعد بھی، آپ نے فرمایا: میں
وفات کے بعد بھی بے شک اللہ تعالیٰ نے انسان

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اسعد مترن ۲۰۵، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۵۰ معروضہ مطبعہ مجتہدانی پاکستان لاہور ۲۰۱۲ء

۲۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی مترن ۲۵۰، شعب الایمان ج ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ وراکتب علمیہ بیروت ۲۰۱۲ء

۳۔ شعب الایمان ج ۲ ص ۲۹

۴۔ مؤلف حسن امین مدین ابوبکر المرونی باس القیم بخیر مترن ۱۷۰، ج ۱ ص ۲۲، مطبوعہ مکتبہ عربیہ رضویہ فیصل آباد

کے جہاد کھانے کو زمین پر حرام رہا ہے۔
شیخ قناری نے اس حدیث کی سند و روشنی پر اودر اودر غواور میں اکت کی سے تم نے اس کا مکمل
اور مائل جواب ذکر بالجہر میں لکھا ہے۔ لے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر انور میں نماز پڑھنا
قبر میں نبی سے ملنے سے زیادہ شرف کے متعلق
حدیث ہے۔
امام دارمی روایت کرتے ہیں:

عن سعيد بن عبد العزيز قال لما كان
ايام المحرقة له يؤذن في مسجد النبي صلى الله
عليه وسلم ثلاثاً له ريقه ولعير يروح سعيد بن المسيب
من المسجد وكان لا يعرف وقت الصلوة ٧١
بهمهمة يسمعها من قبر النبي صلى الله عليه
وسلم ر ٥

سعيد بن عبد العزيز بیان کرتے ہیں کہ یہ مرد
ہم تین دن نبی سے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اذان دی
کئی دنہ دامت کہی تھی سعید بن مسیب ان دنوں
میں مسجد نبوی سے نہیں نکلے تھیں ان کے وقت
کامرت اس سبب کہ وہ تیار چلتا تھا جس کو وہ
سی سے ملے ملے کہ قبر سے سنتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبر انور میں امت کے اہمال کو پیش کیا جانا
قبر میں نبی سے
پراہمال امت پیش کیے جانے کے متعلق احادیث
امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم حياق حيركم من الله عني
الوحى من السماء ما أخبركم بما يعمل لكم
ما يحرم عليكم وموق خير لكم تعرفوا على
أعمالكم كل خميس فما كان من حسن
حجرات الله عليه وما كان من ذنب
استوهب الله ذنوبكم ر ٥

منزلت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زندگی
میں بھی تم سے بہت خیر ہے کیونکہ مجھ پر آسمان سے
روح رقی سے اور میں تم کو ملان اور حرم و حر و تیار
درمیدی وقت میں جس منہ سے بے خیر ہے کیونکہ
مرجعت کو منہ سے ملان مجھ پر پیش کیے جاتے
ہیں ایک سال پر میں اللہ کا تسکد اور کرتا ہوں اور
جو منہ سے نادر ہے میں اس کے لیے میں اللہ نالی
سے منزلت کی التجار کرتا ہوں۔

لے۔ ذکر بالجہر میں ۲۲۸۔

لے۔ امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ سنن دارمی ج ۳ مطبوعہ نشۃ السنۃ طابان
لے۔ علامہ عبد الرحمن بن علی عسکری ۵۵۰ھ۔ رفاہ باقول المستطیع ص ۱۱۰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ بغداد فیصل آباد

وانه یسوی بطاعات امت و یحزن بمعاصی
العصاة منهم ۱۷
بعد بھی زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی عبادت سے
خوش ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں سے غمگین
ہوتے ہیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی دیکھو رسول عیسیٰ شہید کی تفسیر میں لکھتے ہیں،
و با شد رسول بر شاہ گواہ زہر کہ او مطلع است
یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ
و نور نبوت بر رقبہ ہر متدین بدین خود کہ در کلم درجہ از
وہ نور نبوت سے ہر دیندار کے دین پر مطلع ہیں
دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست گنجایہ
کہ وہ میرے دین کے گنج پر پہنچا ہوا ہے اور
کہ بر آن از ترقی محبوب ماندہ است کہم است پس
اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کس حجاب کی وجہ سے
او سے تناسد گمان شمارا و درجات ایمان شمارا و
اعمال نیک و بہ شمارا و اخلاق و نفاق شمارا۔ ۱۸
عمل اور اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:
و با چندین اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علم
است یک کس را درین مسئلہ خلافت نیست کہ اگر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حیات بنے شائبہ
مجاز و توہم تاویل ائم و باقی است و بر اعمال امت مافہم
و ناظر و طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را
مفیض و مرنی است۔ ۱۹
تمامی شواہد کا یہی لکھتے ہیں:

وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم حي بعد وفاته و انه يسر
بطاعات امتہ ۲۰
محققین کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں
اور آپ اپنی امت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں۔
شمس الحق عظیم آبادی (غیر مقلد) نے بھی یہی لکھا ہے ۲۱

۱۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، السکاوی للفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

۱۸۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ، تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۶۳۶، مطبوعہ مطبع یوسفی

۱۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مکتوبات علی باقی اخبار الانبیاء ص ۱۵۵، مطبوعہ ہند

۲۰۔ شیخ محمد بن علی بن محمد متوفی ۱۲۵۰ھ، نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۳، مطبوعہ مکتبہ، تلبکات الازہر یہ مصر

۲۱۔ شیخ شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ، عون المعبود ج ۴ ص ۴۰۵، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کائنات کو ملاحظہ فرمانا | قبر اقدس میں تمام کائنات کو ملاحظہ کرنے کے متعلق حدیث :

ما فظ البیہی لکھتے ہیں :

عن عبدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل قد رافق لی الدنیا فانما انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا لی یمیز القیمة کائناتاً انظر لی کفی ہذا جذب جلا اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما جلا للنبیین من قبلہ ما واذا الطیراتی ورجالہ وقتوا علی ضعف کثیر فی سعید بن مسنان الرھاوی . ۱۰

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے تمام دنیا کو میرے لیے مرتفع کر دیا میں دنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے اس کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ساقی کی طرف دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کو اس طرح منکشف کر دیا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کے لیے منکشف کیا تھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی سعید بن مسنان بہت ضعیف ہے اس کے باوجود اس حدیث کے راویوں کی تصریح کی گئی ہے۔

صالحین امت کا نیند اور بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا | امام بخاری روایت کرتے ہیں :

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رافق فی المیتا فسیراف فی الیقظۃ ولا یشغل الشیطان فی . ۱۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مجھے میت میں دیکھا وہ یقیناً بیدار ہے مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری تس نہیں بن سکتا۔

اس حدیث کو امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

- ۱۰۔ حافظ قرطبی بن علی بن ابی نعیم متوفی ۸۰۰ھ، مجمع، جزو ۸ ج ۸ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ
۱۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، مجمع بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵، مطبوعہ دار محمد صحیح الطبائ کراچی ۱۳۸۷ھ
۱۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ دار محمد صحیح الطبائ کراچی ۱۳۷۵ھ
۱۳۔ امام ابوداؤد سلیمان بن شیبہ متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۹، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ پاکستان لاہور ۲۰۰۵ھ
۱۴۔ امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۶۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار محمد کائنات تجارت کتب کراچی
۱۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۰، ج ۲ ص ۳۰۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۵۸ھ

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس امت کے ایک سے زیادہ کالمین نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ سے بیداری میں فیض حاصل کیا ہے، شیخ سراج الدین بن المسلمین نے طبقات الادبیاء میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے بیان کیا ہے کہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے فرمایا اسے میرے بیٹے! تم خطاب کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں تمہیں کھوں، فصحاء و بنداء کے سامنے کیسے کلام کروں، آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو، میں نے اپنا منہ کھولا، تو آپ نے اس میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور آپ نے فرمایا لوگوں سے کلام کرو اور انہیں حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے دین کی دعوت دو، پھر میں فکر کی غار میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میرے پاس بہت مخلوق آئی اور مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا، پھر میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الحکیم کی زیارت کی جو میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہوئے تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے! کلام کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا اے میرے والد گرامی! مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا، آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو، میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا، میں نے کہا آپ نے سات بار کلام کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، دہن کی وجہ سے، پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔

نیز شیخ سراج الدین نے لکھا ہے کہ شیخ خلیفہ بن مرسل، نہلمکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اور بیداری میں بہ کثرت زیارت کرتے تھے، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیند اور بیداری میں اکثر افعال حاصل کیے، اور ایک بار انہوں نے ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت کی، ان باریوں میں سے ایک بار میں آپ سے فرمایا اے خلیفہ! میری زیارت کے لیے بے قراری ہو کر رہا ہوں، کیونکہ بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت میں فوت ہو گئے، اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ سے لفظ ملتفت منقول میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے شیخ ابوالعباس مرسی سے کہا: ہے اس شخص سے میرے ساتھ مسافرت کیجئے، انہوں نے کہا میں نے اس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی سے مصافحت نہیں کیا اور شیخ مرسی نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیکل جیسے کے متعلق مجھ پر یہی نفوس سے اور جہل ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کرتا اس قول کی مثل اور بہت سے اولیاء سے منقول ہے۔

بہ کثرت متفقہ میں اور متاخرین سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں زیارت کی اور اس کے بعد بیداری میں زیارت کی اور انہوں نے اس حدیث کی تصدیق کی، اور جن چیزوں کے متعلق وہ متشکک تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چیزوں کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ مسئلہ اس طرح بیان کیا جس سے ان کی تشویش اور پریشانی دور ہو گئی۔

علامہ سیوطی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کے سلسلہ میں تمام احادیث، شمار اور نقول ذکر کرنے

کے بعد نکھا ہے کہ فلاں یہ سبے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ اطراف اس میں جب چاہیں جہاں چاہیں تصرف کرتے ہیں اور تشریف لے جاتے ہیں اور عالم ملکوت میں آپ اپنی اسی ہیئت کے ساتھ ہیں جس ہیئت میں آپ وفات سے پہلے تھے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور آپ آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں جس طرح فرشتے غائب ہیں حالانکہ وہ اپنے جہام کے ساتھ زندہ ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعزاز اور اکرام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو بقاءت اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ہیئت پر دیکھتا ہے، اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جسم ثناء کی تخصیص کا کوئی باعث نہیں ہے۔ (علامہ سیوطی کی عبارت ختم ہوئی)۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ موقف ہے، انھوں نے کہا: انبیاء علیہم السلام ہمہ میں اور وفات کے بعد ان کی مدینوں کو شادی نہیں اور ان کو قبروں سے نکلنے اور تمام ملوکیں اور سفنی ملکوت میں سفر کر کے لی جازات دی گئی ہیں اس میں موقت پر علامہ سیوطی نے بہ کثرت احادیث سے مستند کیا ہے۔ جس انہاں یہ ہیں:

- ۱۔ امام ابن حبان نے اپنی تاریخ میں، در بدر سے بخیرہ میں در امام و عجمہ سے بخیرہ میں حضرت اس ریحانی عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ نبی فوت ہوئے کے مدد میں چالیس دن تک قبر میں رہتا ہے۔
- ۲۔ امام عبد الرزاق نے شعب بن الحسیب سے روایت کیا ہے، کوئی نبی فوت ہوئے کے بعد چالیس دن سے زیادہ قبر میں نہیں رہتا۔
- ۳۔ امام اکبرین نے نہایت میں در علامہ رفی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے نزدیک سے زیادہ کرم ہوں کہ وہ مجھے تین دن کے بعد ہی قبر میں رکھے، امام عجمی نے کہا یہ بھی مروی ہے کہ دو دن سے زیادہ قبر میں رکھے۔

علامہ سیوطی کا موقف یہ ہے کہ نبیاء علیہم السلام قبروں میں نہیں ہوتے عالم ملکوت میں ہوتے ہیں جن احادیث سے علامہ سیوطی سے استدلال کیا ہے، اسلام میں جو کسی سے ان کو کرم قرار دیا ہے، نیز احادیث صحیحہ صریحہ سے یہ ثابت ہے کہ نبیاء علیہم السلام ہی قبروں میں ہوتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب چاہیں وہاں رہیں اور اسے زمین میں تشریف لے جاتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

میرا ائق غالب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بصر سے اس حرج نہیں ہوتی جس طرح ہم دوسری متفاوت چیزوں کو دیکھتے ہیں یہ اب حالت بصری اور ادراک دجانی ہے اس کو کھل کر یہ وہی جان سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے اس نعمت سے بہرہ مند کیا ہے اور چونکہ یہ روایت، روایت بصری کے بہت زیادہ متنازع ہوتی ہے اس لیے دیکھنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے اس عاج و حجاز سے بیشک وہ مختلف چیزیں دیکھتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ روایت نقلی ہے جو روایت بصری سے بہت زیادہ مشابہ ہے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے یا تو وہ آپ کی مدح کو دیکھتا ہے جو صورت مرئیہ میں رہتی انسانی یکبریاں، ظاہر ہوتی ہے، اور اس مدح کا خلق اس کے جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے قرب

کی قبر انور میں موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل حضرت وحیہ کبریٰ رضی اللہ عنہ کی سعادت میں پاکسی اور نعمت میں آتے تھے اس کے باوجود سدرۃ المنتہی پر موجود ہوتے تھے۔ یا زیارت کہ نے وہ شخص ہی جسے اللہ علیہ رحم کے جسم ثانی کو دیکھتا ہے جس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مہدیہ سا مل رہا ہے اور جسم ثانی کے بعد سے کوئی چیز باقی نہیں رہے۔ یہ کہ آپ کے جہت سے احسان شایہ ہوں اور آپ دولت بہت سے لوگ آپ کی زیارت کریں۔ اور احادیث میں سے ہر مہم کے ساتھ آپ کی روح کیرہ متعلق ہوں کی نظیر یہ بہت جیسے ناموں آپ کے دربار میں سے ہر مہم کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ کاری اس فقیر سے شیخ ابو عباس النجفی کے اس قول کی توجیہ موزانی ہے کہ آسمان زمین، عرش اور کسی نصب جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسبت سے رہے۔ ہر جگہ آپ کا جسم ثانی تھا اور آپ کی روح کا جس سے متعلق تھا، اور یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد درجہ داروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زمین وقت میں مختلف مقامات پر دیکھا۔ (یعنی انھوں نے آپ کے مساویہ دیکھے ہیں) سے ساتھ آپ کی روح متعلق تھی ۱۰

پھر قبر میں انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہوئی ہے، چنانچہ اس حیات پر وہ مور مرتب ہوئے ہیں جو دنیا میں مرتب ہوئے تھے مثلاً وہ نکاح کر چکے تھے، یہی اذن اور اقامت پڑھتے ہیں، جو سلام سنتے ہیں، اس کا حربہ دیتے ہیں اور اس کا تکیہ دوسرے امور پر ہیں لیکن اس حیات میں وہ تمام مور مرتب ہیں کہ جو دنیا کی معدود چیزوں میں مرتب ہوئے ہیں اور ان نیا ت کو مخلص مخلص کر سکتے ہیں نہ اس کا ادراک کر سکتے ہیں اور ان کے بعد میں تمام انبیاء علیہم السلام کی قبر میں مشائخ ہو جائیں تو عام لوگ قبروں میں انبیاء علیہم السلام کو کسی طرح دیکھیں گے جس طرح ان کے اوصیاء کو دیکھتے ہیں جن کو زمین میں کئی درجہ حادثات نے تباہ کر دیا ہے اور ان کے اوصیاء میں یہ بھی ہے کہ کورست کو انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ کرتے ہیں اور مسند ابویعلیٰ میں حدیث مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کو مصر میں منتقل کیا۔

حاصلہ ہر محبت و پیوستگی کی سے سبوں کی پائیدار

کیا اب بھی مجھے اندر دیکھو و ستم سے بیداری میں ملاقات مد ظلم کا نصیر ہو، مگر ہے، حافظوں حمزہ

فے جواب میں مکھا:

فے جواب میں بھلا
 کہ یہ ممکن ہے اور یہ اوپار شدہ کلمات میں سے ہے۔ علیٰ مشافعیہ میں سے، امام غزالی باز رکھتا ہے
 کہ عینیت یا نفی اور عمار مکیہ میں سے علامہ فرمیں ان بن جبر، در دیہ، اس کی تصدیق کی سے منقول
 ہے کہ ایک دار، نہ کہ مجلس میں ایک فقیہ سے بھرہوں۔ سے ایک حدیث، ماکہ، میں ولی اللہ نے کہا ہے
 حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس کیا دلیل ہے، کہ ثقات سے سر کے پاس کیا۔ سے استدلال
 و سلم کہہ رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں سنی، بھر میں ولی اللہ نے فقیہ کے لیے حق استغ
 مردیا اور فقیہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی

۱۰۔ علامہ سید محمود الہوسی شتونی، ۲۰، حد، ریش، مدائن ج ۲۲ ص ۳۸ - ۳۵، المحکمہ المطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

۳۵۔ علامہ ابن خبیر کی متوفی ۷۴۴ھ، فتاویٰ مدنیہ میں ۱۶۴۲ھ، مطبوعہ مطبعہ مصلحتیہ اہل بیت و اسلام، مصر، ۱۳۵۶ھ

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنا ممکن ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے اس کو زیارت ہو جاتی ہے (کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پائیس مرتبہ بیداری میں زیارت کی (علامہ عبد الوہاب شترانی نے خود علامہ سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے پچھتر مرتبہ بیداری میں زیارت کی اور باشتافہ ملاقات کی ہے میزان التریبۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۴، روح الزہراء القدسیہ ص ۱۱، سعیدی غفرلہ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے بعد ان کو صحیح قرار دیا (المترجم) امام شترانی رحمۃ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ انھوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے اور ساتھ رفقاہ کے ساتھ آپ سے صحیح بخاری پڑھی پھر امام شترانی نے ان میں سے ہر ایک کا نام بھی بیان کیا ان میں سے ایک حنفی تھا، اخیر میں شیخ کشمیری نے کہا بیداری میں آپ کی زیارت متحقق ہے اور اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔

(جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، اس حدیث کی مزید شرح ہم نے شرح صحیح مسلم جلد سادس میں بیان کر دی ہے۔)

اجسام مشابہہ کا تعدد | صوفیاء اور فقہاء جو جادو مشابہہ کے تعدد کے قائل ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے:

امام احمد ہی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت قرۃ مزیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہوتا تھا، میں نے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کہا اللہ (تجلی) آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بچے کو مٹا دیا، آپ نے پوچھا: فلاں شخص کے بیٹے کو گھبراہٹ ہوئی تھی وہ فوت ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ سے فرمایا: کہا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازہ سے بھی داخل ہو تمہارا بیٹا اس دروازہ پر پہلے سے

عن معاذ بن عمرو عن ابیہ ان رجلاً کان یأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعه ابن له فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببہ فقال یا رسول اللہ! احببت اللہ کما احبہ ففتقد لا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی ما فعل ابن فلان؟ قالوا یا رسول اللہ! مات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبئہ اما تحب ان یتأقی بابا من ابواب الجنة؟ وجدتہ یفتظرك فقال الرجل یا رسول اللہ! الہ خاصۃ ام لکلنا؟ قال بل لکلکم۔

۱۔ شیخ انور شاہ کشمیری مترجم ۱۳۵۲ھ فیض الباری ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع مجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

۲۔ امام محمد بن حنبل منزل ۲۲۰ھ مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

جمعہ صد و اربعہ الاف منہا کما یحکی عن بعض
الاولیاء قد صلت اسرارہم انہم یرون فی
وقت واحد فی عدد مواضع رالی قولہ وانکارہ
مکابرة لا تصدیر کامن جاہل ومعاذہ وقولہ
وادی نہ علیہ الصلوۃ والسلام قد یدری فی عدد
مواضع فی وقت واحد مع کونہ فی قبرہ اشرف
یصلی وقد تکلم بکلام مستوفی فی ذلک وصی
انہ صلی اللہ علیہ وسلم دای مونی علیہ السلام
یصلی فی قبرہ عند الکثیر الاحمر وما اذ ف
الشہاء وجری بینہما ما جوی فی امور الصلوۃ
المفروضة وقد رای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لیلۃ اسری بہ جماعۃ من الانبیاء و غیر موسی
علیہ السلام فی السنوت مع ان قبورہم فی
الارض ولہم یقل احد انہم تقتلوا عنہا
الیہا - ۱۰

بعض اولیاء سے مقبول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد
جگہوں پر دکھائی دیتے ہیں اور ان سے انوار صادر
ہوتے ہیں اس کا انکار کرنا جھٹ و جھک ہے
جو صرف کسی جاہل و معاند سے ہی منظور ہو سکتا
ہے۔ در حد ابن قیم نے دلوئی کیا ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی ایک وقت میں متعدد جگہ پر دکھائی
دے جاتا ہے حالانکہ اس وقت آپ اپنی قبر اقدس میں رہ رہے
ہوتے ہیں اس پر تفصیل بحث مرچکی ہے
اور حدیث صحیحہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت مرثی علیہ السلام کو کثیر احمر کے پاس
ان کی قبر میں لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
دیکھا اور آپ کے رہنے والے کو لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی علیہ السلام کے پاس
دیکھا اور آپ کے رہنے والے کو لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
ان کی قبر میں لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
کہ وہ جی نہیں دے سکتے ان کی طرف منتقل ہوئے

تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ سید آلوسی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ قاری
شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حاجی مدار اللہ، حاجی، شیخ اشرف علی تھانوی اور شیخ شبیر عثمانی کی مرتبہ عبارات
سے یہ واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور کائنات کا ملاحظہ اور اعمال امت
کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور اعمال زندہ میں مستعمل ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں حتیٰ کہ
ایک وقت میں متعدد جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماضی و ناظر ہونے سے
بھاری بھی مراد ہے۔

ایک سوال کیا جاتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت میں متعدد جگہ موجود ہوں تو اگر ہر جگہ پر
بہینہ موجود ہیں تو یہ تکثر جبری ہے اور وہ محال ہے اور اگر وہ ہر جگہ پر آپ کی مثال سے تو مثل تہی غیر تہی ہوتی ہے
سو اس جگہ آپ ہر جگہ پر کاغذ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اجساد مثالیہ میں شاہد حسیہ کے لحاظ سے ہر حال

تقاریر سے اس سے یہ نکتہ جزئی نہیں ہے اور چونکہ تمام اجساد مثالیہ میں روح واحد متفقہ ہے اس لیے یہاں
 آپ کا غیر نہیں ہیں۔

الحمد للہ علی احسانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاقلہ و فاعلہ ہونے کے تمام اصولی مباحث کا میں نے
 باحوال و ادب و فاضل ذکر کر دیا ہے واللہ تعالیٰ میری اس تحریک کو میرے لیے قریشہ آخرت ہوالفقین کے لیے موجب شرف و
 اور منافعین کے لیے سبب مدد و توفیق بنادے۔ ما شاء اللہ ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مشب معراج عالم برزخ کے واقعات دکھاتے جانے کے اسرار [مسجد اقصیٰ بابت تونے رتہ

میں عالم برزخ کے بعض واقعات کا مشاہدہ کیا گیا مثلاً یہ دکھا گیا کہ بعض لوگوں کے ہونٹ آگ کی تھیں جن سے
 لائے جاسے میں اور آپؐ کی یاد آگ کی امت کے وہ واقعات ہیں جو لوگوں کو بانیوں سے روکتے تھے
 اور غور نہیں رکھتے تھے اس پر یہ اذعان ہونا ہے کہ ابھی تو امت کے ایسے لافظ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے
 پھر ان کے مذہب کو کس طرح دکھا گیا، اس طرح نہ کارہ و در اور سود کھانے والوں کو مداب میں جلا دکھایا گیا، یہ کہ
 ابھی تو یہ لوگ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ معراج کے موقع پر جو ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو
 بہت سے مقامات پر لائے گئے تھے ان میں بعض تحقیقوں کو تسلیم کر کے دکھایا گیا تھا مثلاً ایک لفظ نکلیں
 پیش کر ایک ذرا سے شرف میں ہے کہ موشا سا بل نظر اور عید میں میں واپس نہ جا سکا، باز نا کارہ کی یہ
 تشکیل کو ان کے پاس تازہ نفیس گرفتار ہوئے مگر وہ اس کو چھوڑ کر بد بردار و دشمن ہو گئے تھے کھا ہے
 میں اسی طرح میرے عمال کی جتنی سند میں ہیں آپ کو دکھائی گئیں وہ سب برزخ میں دیے جانے والے مذہب
 کی پیشگی مثالیں تھیں۔

مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی مامت کو ان کے اسرار [ترب کی تمام انبیاء علیہم السلام سے آفات ہوتی،
 نہ ہی نے اپنے اپنے انسانی خصوصیات کو بیان کیا اور سب کے بعد جب آپؐ نے اپنے انسانی اور خصوصیات
 کو بیان کیا تو سب نے ان کے فضل و کرم کا اعتراف کیا پھر یہ تمام خبریں اللہ کے نام سے وہ
 سب جموں کو آپ کی اقتدار میں مانا۔ جسے کا مندرجہ حاصل ہوا۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں اور زمین پر ہونا حق تو اللہ تعالیٰ آپ کو پروردگار
 سید عالموں پر ہے جانا مسجد اقصیٰ سے نکلا کر کیوں سے گیا، اس سوال کے متعدد جوابات ہیں :-

۱۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مسجد اقصیٰ نہ جاتے تو کفار پر آپ کی حدقت کی دلیل تہیانہ موتی کیونکہ
 آسمانوں کی نشانیاں کفار کی دیکھی ہوئی تھیں وہ آپ کے وجود کی تصدیق کس طرح کرتے، اس کے
 برعکس مسجد اقصیٰ کفار کی دیکھی ہوئی تھی، انہوں نے آپ سے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں پر چھپیں اور جب آپ
 مسجد اقصیٰ کی نشانیاں اور راستے میں اپنے دل سے ان لوگوں کے احوال بتا دیے تو آپ کے دلورنی کے
 صداقت کی دلیل اور کفار پر محبت قائم ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اولئک الذین ہدی اللہ فیہد اھد اقتدا

یہ انبیاء سابقین، وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے

(انعام: ۹۰)

راہت دی سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں۔

اور انبیاء سابقین نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی ہے تو آپ سے بھی مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھوائی تاکہ آپ کی ذات مقدسہ میں بھی یہ وصفت بتایا جاسکے۔

۳۔ آپ کے مرتبہ اور آپ کی شان کو ہرگز ناگوار کیا کہ تمام سابقین نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی لیکن ان کو ایک نماز پر ایک نماز کا ہی اجر ملا تھا، اور آپ نے شب و روز مسجد اقصیٰ میں نماز کی پڑھی، اس میں نماز پڑھنے کا اجر و ثواب پچاس گنا زیادہ ہے، اب جو وہاں ایک نماز پڑھتا ہے اس کو پچاس ہزار گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امامان نبیاء ہونا ظاہر کرنا تھا، رتنام نبیاء پر آپ کی انصافیت ظاہر کرنی تھی کہ بشریت کا انتہائی کمال رکھنے والے سب حضرات کیلئے صفت بنائے، نقد بنائے کھڑے تھے اور آپ ان سب سے آگے تھے۔

۵۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ میں جاتے ہیں مسجد سے آسمانوں پر چلے جاتے تو آپ کی معراج تو ہر جاتی لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار بار کی معراج نہ ہوتی کیونکہ آپ کی معراج خدا تک پہنچتا ہے اور کائنات کی معراج آپ تک پہنچتا ہے، بعض تحقیقین نے لکھا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے امام ہوئے تو آپ کی بشریت کی معراج ہوئی، درحقیقت سدرۃ المنتہیٰ پر جبرائیل سے آگے نکل گئے تو آپ کی نورانیت کی معراج ہوئی، اور جب عرش علیہ سے آگے نکل گئے تو آپ کی حقیقت کی معراج ہو گئی اور میں یہ کہتا ہوں کہ جب آپ پیروں کے درجے پر پہنچے تو عرش کی معراج ہوئی، آسمانوں پر پہنچے تو ساروں کی معراج ہوئی، سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو سدرۃ کی معراج ہوئی، عرش پر پہنچے تو عرش کی معراج ہو گئی اور جب آپ دفی فتدلی و رفکات قاف قوسین اوداف - پر پہنچے اور تجلیات انبیاء کو سب سے جب دیکھا تو آپ کی معراج ہو گئی کیونکہ کائنات کی معراج یہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھے اور آپ کی معراج یہ ہے کہ آپ خدا کو دیکھیں۔

۶۔ انبیاء سابقین نے عالم حیات میں آپ پر ایمان لے لیا اور آپ کی نفرت کرنے کا وعدہ کیا تھا، انہوں نے شب و روز مسجد اقصیٰ میں آپ کی اقتدر میں نماز پڑھی تو ان کا یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ تسوأت مجید میں ہے:

واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیکم

اور (اسے محبوب یاد کیجئے) جب اللہ نے پیروں

من کتب وحکمۃ شرعاً وکرم رسول مصدق

سے ان کا عہد لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دے

لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قتال

دوں، پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول جائیں جو اس

ما اقرارتم واخذتم علی ذلکواصری

شرعیات کی تصدیق کریں جو تمہارے پاس سے، تو تم

قالوا اقومنا قتال فاشہدوا وانا معکم

ضرور ضرور ان پر ایمان لانا، درضرور ضرور ان کی نصرت

من الشاہدین ہ فمنن قولی بعد ذلک

کرنا، قرآن کیا تم نے اقرار کیا؟ اور میں نے اس

آسمانوں پر جانے کے اصرار | مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کرانے سے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یحییٰ اور عیسیٰ، تیسرے پر حضرت یونس جو تھے پر حضرت ادریس، پانچویں پر حضرت ہارون، چھٹے پر حضرت موسیٰ اور
 سادھی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سر آسمان پر حضرت جبرائیل نے دروازہ کھلوا دیا مگر دروازہ نہیں کھلا اور جب حضرت جبرائیل نے تباہی کے
 ساتھ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام میں تو آسمان کا دروازہ کھل گیا اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو عزت و کرامت کی جس مخصوص سہرا سے بے پایاں بلقاہ صرف آپ کے ساتھ ہے یعنی جبرائیل نے
 جب اپنا نام دیا تو آسمان کا دروازہ نہیں کھلا اور جب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیا تو دروازہ کھل گیا اور یہ واضح ہو گیا کہ عزت
 و کرامت کا کوئی دروازہ، تب سے نام کے بغیر نہیں کھنڈا اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ نام محمد سے کھلتا ہے،
 تقدیر کی قبولیت اٹھنے کے ذریعے آپ سے اور ان ہی کا نام لینے سے موتی سے، قدریں اعلیٰ نام سے
 ہوتا ہے، شفاعت کا دروازہ بھی نام محمد سے کھنڈا دروازہ ہی اسی نام سے کھلتے گا۔

صدرۃ المنتہی سے آگے گزرنے کے اصرار | صدرۃ، منتہی کو معنی میں ہے کہتے ہیں کہ وہ صدرہ
 سے نیچے والوں کی منتہی سے نیچے راستہ میں

سے اوپر نہیں جا سکتے، اور صدرہ سے اوپر والوں کی بھی منتہی سے دروازے صدرہ سے نیچے نہیں
 جا سکتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ سے درپیش گئے اور جانے کے بعد صدرہ سے نیچے
 بھی آئے، معلوم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ سے آگے گزر گئے، عالم خلق میں مرجع کے لیے صدرہ سے
 نے ایک حد مقرر کی ہے، اس حد سے آگے نہیں جاسکتا اور حد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مخلوق ہیں جن کے
 لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی حد نہیں رکھی، جس چیز میں حد بنائی گئی ہے اللہ علیہ وسلم نہ سے آگے گزر
 گئے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل میں وہ کائنات میں کوئی آپ کی مثل نہیں کیونکہ آپ صدرہ
 سے اوپر بھی گئے اور صدرہ سے نیچے بھی آئے اگر آپ نیچے والوں کی طرح ہوتے تو صدرہ سے اوپر نہ جا
 سکتے اور اگر اوپر والوں کی طرح ہوتے تو صدرہ سے نیچے نہ آ سکتے معلوم ہو کہ صدرہ سے نیچے کوئی آپ
 کا مثل ہے نہ صدرہ سے اوپر کوئی آپ کی مثل ہے۔

حضرت جبرائیل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدرہ سے آگے ساتھ چلتے کہے کہا لیکن انہوں نے کہا
 اگر میں ایک پر کے برابر بھی آگے گیا تو جل جاؤں گا، اگر جبرائیل آپ کے ساتھ صدرہ کے پار چلے جاتے تو
 کیا واقعی جل جاتے، الی سرفایہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جاتے تو ہرگز نہ
 جلتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کپڑے اور آپ کی نقیبن چلی اور نہیں جلیں تو جبرائیل کیسے جل جاتے اور
 جی کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل آپ کے رفیق اور شریک سفر بن کر چلے تھے تو صدرہ سے نیچے نہ گئے اور
 نقیبن آپ کے قدموں سے لپٹ کر چلتی تھیں تو صدرہ کے پار نہ گئے،
 اس موقع پر حضرت سعدی شیرازی کے یہ اشعار بہت وجد آفرین ہیں :

یہ دو گفت سارا بہت اعجاز
کہ اسے عالی درجہ برتر خرام
چوں درود سی غلغم یا فتی
عناقرہ صحبت چراتا فتی
بہشت فرا تر کعبہ نہ فاند
بماندہ کہ نیر سے بام نہ فاند
اگر عیبے ہوئے بہتر یرم
فروغ تجلی بسوز و پر م

قف یا محمد فان ربہ یصلی کے اسرار | جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ سے اُگے رفعت (سبہ سنگ) کو گھبراہٹ اور وحشت ہوئی، اللہ تعالیٰ نے یہ کی گئی پٹ حدود کرنے کے لیے حضرت صدیق اکبر کی اور کے مشابہ ایک آواز پیدا کیا۔
قف یا محمد فان ربہ یصلی۔
میں صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین صلوٰۃ سے ناز کے معنی کی طرف متوجہ ہوا، آپ تہران اور متوجہ ہوئے کہ رب نماز پڑھتا ہے، رب اللہ تعالیٰ نے آپ کے تعجب کو زائل کرنے کے لیے یہ آواز سنائی۔

ہو الہی یصلی علیک وسلم وحلا شکک۔
وہ جو تم پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اور اس کے فرستے تم پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔
تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین اس طرف متوجہ ہوا کہ یہاں صلوٰۃ ماز کے معنی میں ہیں، رحمت (درود) کے معنی میں ہے۔
اگر یہ سوال کیا جائے کہ اقتداء اللہ تعالیٰ آپ کا زمین صلوٰۃ سے رحمت کے معنی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے آپ کے زمین کو صلوٰۃ سے ناز کی طرف منتقل کر دے، آپ یہی تعجب پیدا کیا پھر اس تعجب کو رحمت کے معنی کی طرف متوجہ کر کے زائل کیا اس میں کس عظمت تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی سے جو وحشت لاحق ہو رہی تھی اس وحشت کو زائل کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب پیدا کیا، کیونکہ گھبراہٹ اور وحشت کے وقت اگر انسان کا زمین کسی اور طرف متوجہ ہو جائے تو وہ گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے۔
اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابتداء اللہ تعالیٰ آپ کے زمین میں گھبراہٹ ہی پیدا کر تا تھی کہ اس کو زائل کرنے کے لیے آپ میں تعجب پیدا کرنے کی ضرورت ہوئی، اس کا جواب یہ ہے کہ گھبراہٹ دل میں ہوتی ہے، تعجب زمین اور دماغ میں ہوتا ہے، زمین سے ابتداء اللہ تعالیٰ اس عمل سے یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ سدرہ کے پار وہ شخص جہاں رہا ہے جہاں کا دل بھی ہے وہ دماغ بھی ہے اور دل اور دماغ جسم میں جو تاسے روح میں نہیں ہوتا تو لوگوں کو جان رہا ہے جس کی معراج سے شخص روح کی معراج نہیں ہے۔

نیز اس تمام واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بہت سبب تو بہت حضرت ابو بکر سے بہت سبب سے غارت گری تنہائی میں بھی حضرت ابو بکر کو ساتھ لیا، سدرہ کے پار تنہائی میں حضرت ابو بکر کی، دماغ سے تسکین ہوئی، نیز انور کی تنہائی میں حضرت ابو بکر کو ساتھ رکھا اور جنت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد ابو بکر ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے نازوں میں کمی کے اسرار | جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الہمیت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہسپا کس مازبی فرض کیں، اور حضرت موسیٰ نے بار بار سفارش کی کہ آپ کی امت اتنی ناپاکیں

نہیں پڑھ سکتی اپنے رب کے پاس جاسیے اور نمازیں کم کر دیتے حتیٰ کہ یہ نمازیں پانچ ہو گئیں۔
 اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا یہ علم نہیں تھا؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کر لی تھیں تو ابتداء
 پچاس نمازیں کیوں فرض کیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کو بھی یہ علم تھا اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم
 تھا کہ نمازیں صرف پانچ فرض کی جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو بار بار اپنے پاس بلانا چاہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اس کے پاس بار بار جانا چاہتے تھے اور لذت دیدار کو پھر تازہ کرنا چاہتے تھے اور اس کے کلام کی
 سماعت سے پھر شاد و مریحیت لیتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس راز سے آگاہ تھے وہ بار بار نمازیں کم
 کرانے کے بہانے آپ کو بھیجتے تھے حسن یا یرسل لی تجلیاں طامب دیدار کو بار بار بلارہی تھیں و مشتاق
 و دیدار نایا نیا نہیں کہ بار بار حرم ناز میں جارہا تھا یہ عشق اور عاشق اور ناز و نیاز کا معاملہ تھا ورنہ نمازیں تو ابتداء پانچ
 فرض کی جاسکتی تھیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج کی ابتداء میں فرمایا تھا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے
 ہوئے دیکھا، سارے انبیاء یعنی چنی تبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ نے سب ہی کو نماز پڑھتے ہوئے
 دیکھا تھا خصوصیت کے ساتھ حضرت موسیٰ کے قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا، شاید اس سے کہ حضرت
 موسیٰ کی سفارش سے امت کی نایب کم مونی تھیں اور یہ دلیل قائم کرنی تھی کہ قبر پر سے سفارش کرتے ہیں اور
 دنیا و اول کی مدد کرتے ہیں کہ ان ہی کی مدد سے یہ نمازیں پچاس سے پانچ ہو گئیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے سارے کاغذ سے کر آئے اور فرمایا
 الصلوة مع اہل المؤمنین کے اصرار |
 اے اس حاج و حاجت کو گریاؤ تم بہتے رہ کر دیکھو سب سے جو اور معراج کا
 حاصل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاصل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار سے درون میں مانع نمازیں نہیں ہیں اس طرح آپ نے امت
 کے لیے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور اس شان نازیکہ سے کہ حسن و جمیت کے
 جلوں میں ڈوب جائے، گریا آپ نے خود ایک مرتبہ معراج کی اور امت کے لیے دن میں پانچ مرتبہ معراج کا تحفہ
 ملے کر آئے۔

عارفین نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی تین حالتیں ہیں، ایک حالت وہ سب حسب آپ
 عظیم کعبہ سے مسجد اقصیٰ گئے اور تمام انبیاء کے امام ہوئے، اس کی نائندگی نمازیں حالت قیامت، دومین
 حالت وہ ہے جب آپ پہلے آسمان سے اتر کر سدرة المنتہی تک پہنچے، اس کا نظار نمازیں حالت رکوع ہے
 اور تیسری حالت وہ ہے جب آپ عرش عظیم سے ماوراء فی فندی و کتاب قلاب قدوسین ادا دی، ایک
 پہنچے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہوا جس سے بڑھ کر قرب کا تصور نہیں ہو سکتا اس کے تمام مقام نمازیں ہیں وہ
 ہے کبریا و مجدہ میں اندر کہ اپنے رب کا وہ قرب حاصل ہوتا ہے جس سے بڑھ کر قرب کا تصور نہیں کیا جاسکتا، قرآن
 مجید میں ہے:

و اسجدوا لوقترب۔ علق ۱۹

آپ سجدہ کریں اور (سماعتے مزید) قریب ہوں

نے عین ذات کو اس طرح دیکھا کہ دکھانے والے نے بھی داد دی اور فرمایا: ہا زائرا البصر وما طعی۔
 اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا پُر جلال ہے کہ اگر اس کو وہ پیار پر ناز کرنا تو پیار پر ناز ہو جاتا اور آپ کے سینہ پر
 تیس سال تک لگا ہوا کلام الہی نازل ہوتا رہا اور آپ کے ایمان اور استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا، سلام
 مومن آنکھوں پر تھیں اس کی ذات کے جلووں کو محویت سے دیکھا جس کی صفت کے جلووں کو بھی کوئی
 سہار نہیں سکتا اور آفرین مومنوں پر جس پر تیس سال کا کلام الہی نازل ہوتا رہا اور اس کی استقامت میں فرق نہیں
 ملا۔ نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں ہم اللہ تعالیٰ کو اس لیے نہیں دیکھ سکتے کہ ہماری آنکھیں خالی ہیں اور اللہ
 تعالیٰ کی ذات باقی سے اور وہی آنکھوں سے ماقی ذات کو نہیں دیکھا جاسکتا اور جنت میں چھوڑ کر خدا کے فضل
 سے جنت میں چلے گئے، اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے کیونکہ وہ ہم باقی مومن کے مدد باقی آنکھوں سے ماقی
 ذات کو دیکھا جاسکتا ہے، درجہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو معلوم
 ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جو آنکھیں جنت میں عطا فرمائے گا وہ انھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں عطا کر دی ہیں؛
 کسی واقعہ کو محض سے سن کر بیان نہ کرنا یہ بھی بچ سے اللہ کسی واقعہ کو دیکھ کر بیان کرنا یہ بھی بچ سے وہ
 یہ اس سے اعلیٰ درجہ کا بچ سے قادر و شکور، مومن درویشوں نے کہا اللہ — سے مدد ایک سے اور
 پیچ کہا لیکن کسی نے کسی سے سن کر کہا درجہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا شدت اور ایک سے آپ سے
 بھی پیچ کہا لیکن آپ کا بچ اعلیٰ درجہ کا ہے کیونکہ آپ نے دیکھ کر کہا ہے معلوم و سامعہ انبیاء و مرسلین
 آپ ایسا صادق پوری کائنات میں سہمے۔

زیارت بھی ایک عبادت سے ماں باپ، ملا اور مائیکین کی زیارت عبادت سے، کعبہ اللہ کی زیارت
 عبادت سے، قرآن مجید کی زیارت عبادت سے اور سب سے افضل عبادت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیارت ہے، کیونکہ آپ کی حالت اب ان میں ایک نظر دیکھنے سے لڑن محالی بن جائے، اور کوئی بڑی سے
 بڑی عبادت جس مرتبہ محاببت کو نہیں پاسکتی جو حبیبی کی زیارت کا ہر نمبر سے ترغیب کی زیارت کا کیا مقام ہوگا
 اس لیے سارے انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی عبادت کی ہے لیکن جیسی عبادت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے ہے ایسی عبادت کسی نے نہیں کی کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے انسان، جن، فرشتے اور
 سارے نبی عابد ہیں لیکن جیسے آپ عابد ہیں ایسا کوئی عابد نہیں ہے۔

شہادت دو قسم کی ہوتی ہے سب سے سب سے بڑی شہادت جو شہادت میں کر دی جائے وہ فرعت سے وہ جو شہادت
 دیکھ کر دی جائے وہ اصل ہے، جو شہادت میں کر دی جائے وہ تب قبول ہوتی ہے جب اس کی انتہا اس
 شہادت پر ہو جو دیکھ کر شہادت دے، اور اگر سب میں کہ شہادت دیں اور کوئی دیکھ کر شہادت دینے والے
 ان میں نہ ہو تو سب شہادتیں ناقص ہوں گی، حضرت آدم سے سے کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں نے اللہ کی
 شہادت دی اور میں کہ شہادت دی اگر ان میں کوئی ایسا گواہ نہ آتا جو دیکھ کر شہادت دیتا تو یہ تمام شہادتیں ناقص اور ناقص
 ہوتیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دیکھ کر اللہ کی شہادت دی، اگر آپ اللہ کا
 دیدار نہ کرتے تو تمام سابق نبیوں اور رسولوں کی شہادتیں ناقص رہتیں، آپ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا

تو تمام نبیوں کی شہادتیں سچیں ہوں گیں، گواہی تو سترقائے کسب نبیوں نے دی ہے لیکن آپ جیسا گواہ کوئی نہیں ہے تمام نبیوں کی گواہی فرما ہے اور آپ کی گواہی اصل سے اور شب سراج اللہ کا دیدار کرنے سے واضح ہو گیا کہ پوری کائنات میں کوئی آپ ایسا صادق ہے نہ عابد ہے نہ شاہد!

مسئلہ معراج پر میں نے بہت مطالعہ کیا ہے اور بہت غور و فکر کیا ہے، میں نے اپنے تمام مطالعہ اور غور و فکر کا حاصل ان صفحات پر پیش کر دیا ہے۔ میں جب مطالعہ کرتا ہوں تو میرا نصب العین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی فیضیت کو عکاس کش کرنا ہوتا ہے اور جب میں قرآن مجید کی کسی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث پر غور کرتا ہوں تو آپ کی خصوصیت اور آپ کی عظمت کے نکات کا استنباط کرتا ہوں، واقعہ معراج کے بیان میں میں نے حواسِ اورد نکات بیان کیے ہیں وہ میری اسی فکر کا ثمرہ ہیں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر لکھتا ہوں اور باوقو اور قبلہ رو بیٹھ کر لکھتا ہوں اور لکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے حق لکھنے کی توفیق دے اور لکھنے سے پہلے لکھتے وقت در لکھنے سے بدھی اللہ تعالیٰ سے در تاہم تاہوں کہ ہمیں کوئی غلط بات نہ لکھی گئی ہو، مسئلہ معراج کے جن مباحث میں کبار صحابہ سے لے کر متاخرین علماء تک بہت اختلاف ہے، میں نے ان مختلف آثار و مذاہب میں سے اس سے اس مذہب کو ترجیح دی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضیت، آپ کے ادب، و احترام اور آپ کے مقبرہ اور مقام کے زیادہ قریب ہے، اس سلسلہ میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اگر یہ صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میری فکر کی نفعی در مطالعہ کی سبب، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہی دعا بروی بخسند زماذخایا سوود، داحول دلاقوتۃ ال

ناشہ اعلیٰ عظیم و ما تو حیاتی لا با تہ "الحو اعظم"۔
 اہل العالمین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں جو کچھ لکھا ہے اس کو قبول فرما! میرا
 دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بیش ز بیش فرما، مجھے سلام پر مستقیم رکھنا اور ابان پر میرا
 خاتمہ کرنا، اس کتاب کو اقیام قیامت باقی، کثیر الاشاعت، مفید، مؤثر اور مفید رکھنا، تمام شروعت و حدیث
 میں اس کتاب کو سب سے اونچا مقام عطا فرمانا، اس کتاب کو میرے لیے ترشہ آخرت اور میری حسنت کے
 لیے صدقہ جاریہ کرنا، رب العالمین مجھے اور میرے پڑھنے والوں کو اس کتاب کے ناشہ کاتب اور مستمع
 کو میرے والدین، مشائخ، اساتذہ، احباب اور دیگر متعلقین اور جملہ مسخین کو دنیا اور آخرت کی ہر پریشانی،
 مصیبت، آفت اور قذاب سے محفوظ رکھنا، دارین میں کامیابی، کامرانی، سرخ روئی، رونق اور بیان عطا فرمانا،
 دوزخ سے محفوظ رکھنا اور جنت الفردوس عطا فرمانا، آمین یا رب العالمین بجا احییت سیدنا محمد سید المرسلین
 صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و لصلوٰۃ والسلام علی سیدنا
 محمد خاتم النبیین اصغر رانیہ۔ والمرسلین قائدہ نعم المحجبین وعلیٰ آلہ الطیبین، الطاہرین وصحبہ اکاملین
 ابراہیم بن وازداد الطاہر تہاب مؤمنین، علی العلماء الراحمین، جمعین الی یوم الدین۔

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَقَدَرْنَا نَزْلَهُ
اُخْرَى وَهِيَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ

آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج
اللہ تعالیٰ کا دیدار کب تک یا نہیں؟

۳۴۰. وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْثُومٍ مَرْثُومُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
وَالْحُوَيْنِيُّ الْقَوَارِمْ حَدَّثَنَا لَسْبِقُ بْنُ وَاقِدٍ
مَرْثُومُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
قَوْلِهِمْ كَذَّبُوا فَقَالَ نَحْبَرُ فِي النَّاسِ قَسْفُودُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتْرٌ وَاسْتَبْرَأَ
مَعَهُ

ستیابی کہتے ہیں کہ یہ سنہ زمر بن جہش سے
قرآن مجید کی نزول کا وہ وقت ہے جس میں وہ
دو ماہ سے دو ماہوں کا مقدر قریب ہو گئے یا اس
عہد میں وہ قریب ہو گئے کہ تیسرے تو قریب رہے ہیں
کہا میں بیت کے بارے میں مجھ سے حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مان کیا کہ میں نے اللہ علیہ
اسم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایسی صورت میں
دیکھا کہ ان کے تیس سو پر تھے۔

۳۴۱. حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ نَاحِصُ
بْنِ بَعْبَابٍ عَنِ النَّسَائِيِّ عَنْ مَرْثُومِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ مَا كُنْتُ لَعَنُوهُ وَمَا رَأَى قَدَرَى جِبْرِيلَ
لَهُ سِتْرٌ وَاسْتَبْرَأَ

زمر بن جہش کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ ماگاہ القوادھا ما اے
نے اس کو کہہ دیا کہ جبرائیل نے دیکھا کہ ان کے تیس سو پر تھے
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
جبرائیل کو چھ سو پر والے کے ساتھ دیکھا۔

۳۴۲. حَدَّثَنَا أَبُو حَبِيبَةَ عَنْ مَرْثُومِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ قَالَ أَبُو نَكْرٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ نَاحِصُ
بْنِ بَعْبَابٍ عَنْ النَّسَائِيِّ عَنْ مَرْثُومِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ مَا كُنْتُ لَعَنُوهُ وَمَا رَأَى قَدَرَى جِبْرِيلَ
لَهُ سِتْرٌ وَاسْتَبْرَأَ

زمر بن جہش کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
ان کے تیس سو پر تھے اور ان کے تیس سو پر تھے
ان کے تیس سو پر تھے اور ان کے تیس سو پر تھے
ان کے تیس سو پر تھے اور ان کے تیس سو پر تھے
ان کے تیس سو پر تھے اور ان کے تیس سو پر تھے

۳۴۳. حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ نَاحِصُ
بْنِ بَعْبَابٍ عَنْ النَّسَائِيِّ عَنْ مَرْثُومِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ مَا كُنْتُ لَعَنُوهُ وَمَا رَأَى قَدَرَى جِبْرِيلَ
لَهُ سِتْرٌ وَاسْتَبْرَأَ

مطار کہتے ہیں کہ حضرت ابو مرثومہ سے
نے ولقد رآه نزولاً اخری اور انہوں
نے دو بارہ دو بارہ دیکھا کہ تفسیر میں کہتے تھے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام

خَلَقَهُ مَا مَيَّنَ لَشَمَاءٍ إِلَى الْأَرْضِ قَدَّالَتْ وَلَوْ
 كُنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَوْ كُنْ لَكُمُ الْبَصَرُ
 وَهُوَ يُدِيرُ الْأَبْصَارَ وَهَذَا الْخَبِيرُ
 وَلَوْ كُنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ
 يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا دَخِيلًا وَمِنْ دُونِهِ جَلِيلٌ أَوْ
 يُرْسِلَ رَسُولًا فِي قُوْنِهِ إِنَّهُ يَقُولُ حَكِيمٌ
 فَكُنْتُ وَمَنْ رَأَى عَذَابَ رَسُولٍ نَبِيٍّ صَوَّبَ اللَّهُ
 بِرَدِّ إِلَيْهِمْ وَمَنْ كُنْتُ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
 أَفْظَرُ عَلَى الْقَدْرِ لَمْ يَكُنْ لِي قَوْلٌ
 ثُمَّ الْوَسْوَءُ بَدَّ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
 لَنْ كُنْ تَفْعَلُ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ قَدْ كُنْتَ
 مِنْ رُسُلِهِ أَنْ يَحْبِرَ بِمَا يَكُونُ مِنْ حَدِّ
 لِي أَفْظَرُ عَلَى نَذِيرِ الْفَرِيقَةِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ
 قَدْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي سَعْمَاتٍ وَرَأَيْتَ نَفْسَ
 رِزَالِ اللَّهِ

معلوم دو بار رکھا "ام المؤمنین نے فرمایا اس صحت
 میں سب سے پہلے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ان باتوں کے بارے میں پوچھی تھیں کہ ان
 فرمایا ان بات سے مراد جبرائیل ہیں جنہوں نے ان
 دوسرے کے علاوہ جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اس عمل
 صورت میں نہیں دیکھا تھا جس صورت میں وہ پیدا ہوئے
 تھے ایک نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ انہیں اس کیفیت میں دیکھا
 کہ وہ آسمان سے تھے اور ان کی جہالت
 سے تمام آسمان وزمین کو گھیر لیا ہے پھر ام المؤمنین
 سے لایا کہ تم نے قرآن میں نہیں پڑھا اللہ تم سے فرماتا
 ہے لا تدركه ربعة وهو يدركه لا بصار وهو
 انصرفت بحبيرة انھیں اسے احاطہ نہیں تھا
 در سب انھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہ بیست
 مشریت ہے اور کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہ پڑھا
 مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ
 حِجَابٍ اویوسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ سے
 اور کسی قدر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ سے
 بغیر وحی کے کام کرے یہ وہ بشر حجاب کی اوٹ میں
 ہو یا اللہ سے کلمہ فرستے بھیجے حوائج اللہ کی امارت
 سے اس کی مدد کی کہ خالق اس بشر پر رحم مازل
 کرے اور اللہ ہی ان کے اندر اور حکمت ہے پھر
 ام المؤمنین نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں سے کچھ چھپا لیا اس
 سے بھی خدا تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھیں کیونکہ اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما نزلنا
 من ربك ولا تحقل فلما بلغت رسالته "اسے رسول
 کریم قرآن میں آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ اللہ سے
 سچا رہیجئے اگر آپ نے (بالفرض) ایسا نہیں کیا تو
 آپ نے فرشتہ رسالت کو ادا نہیں کیا اور شرف نہیں ہے

کہ جس اللہ علیہ السلام کو بالفاتحۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی ایسے بغیر کل کا علم تھا اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لا یعلم من فی سموات والارض الغیب الا اللہ۔ آپ فرمادیتے کہ اسرار اور زمینوں میں جو کچھ غیب سے ہے اس کو غیر اللہ تعالیٰ کے رہنمائی کر ہی نہیں جاتا۔

امام مسلم نے سند میں اس سے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث و بیان فرمادیا کہ البتہ اس میں یہ خلاف ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی کسی آیت کو تم سے چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے اور ققول لندی بعد اللہ علیہ وعلیہ وسلم علیہ وسلم حدیث و حدیث و فی اللہ و فی نفسی ما ملکہ مبدیہ و قحشی الناس و اللہ احق ان یخفی عنہ۔

اور اسے کہہ کر کہنے تک آپ اس شخص سے کہہ سکتے تھے جس پر اللہ نے بھی اہتمام فرمایا اور آپ نے بھی فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور یہی نبی کو آپ پاس رہتے اور وہ آپ کے دل میں وہ چیز تھی جس کو اللہ نہاں کرنا چاہتا تھا کیونکہ آپ کو لوگوں کے لغو فتنے کا اندیشہ تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق درست کر آپ سے مستور ہے۔

مسند فقہی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پرچی کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کہہ کر دیکھا ہے، حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا کہ یہ بات سن کہ میرے رنگتے کھڑے ہو گئے، امام مسلم کہتے ہیں اس روایت میں بھی پہلی تفسیر کی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا لیکن واروک کی روایت زیادہ مفصل ہے۔

۳۳۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسْنَدٍ قَالَ سَأَلَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَأَلَ دَاوُدَ بْنَ أَبِي سَنَادٍ تَحْوِ سَعْدِ بْنِ عُلَيْيَةَ وَرَدَّ عَنْهُ أَنَّ دَاوُدَ كَانَ يُحَدِّثُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ شَيْئًا مَقَامًا يُنْزِلُ عَلَيْهِ لَكَتَمَّ هَذِهِ آيَةً وَرَدَّ لَكَوَلُ يَلْبَسُ فِي أَلْعَمَاءِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَلْعَمَاءُ عَلَيْهِ أَضْيَلُكَ عَلَيْهِ تَرَوْجَلُكَ وَالشَّيْءُ اللَّهُ وَتَخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا لِلَّهِ مُبْدِيَةٌ وَتَخْفِي النَّاسَ وَاللَّهُ أَحْكَمُ مَنْ تَخْفِي.

۳۳۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُودٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ تَرَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَرَبَّهَ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ قَعْتُ لَشَعْرَتِي لِمَا كُنْتُ وَسَاقِ الْحَدِيثِ يَقْصِدُهُ وَحَدَّثْتُ دَاوُدَ أَنَّهُ وَاطُولُ.

۳۵۰. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ ثَنَا زَكْرِيَّا عَنْ ابْنِ شُبَّانَ عَنْ عَمْرِو
عَنْ مَسْرُودٍ قَالَ كُنْتُ لِعَلَاءِشَةَ قَايِنَ قَوْلُهُ
تَعَالَى ثُمَّ دَفَعْتُ لِي فَكَانَتْ قَبْلَ قَوْلِي
أَذْنِي فَأَوْحَى إِلَيَّ عَبْدُهُ مَا أَوْحَى فَكُنْتُ إِشْمَا
وَاللَّهِ جَنِينٌ فِي سِتْرٍ مُسْتَكْمَلٍ كَأَنِّي رَتِينُ فِي
مُسْوَرَةٍ الْوَجَالِ قَرَأْتُهَا أَنَا فِي هَذِهِ ثُمَّ دَفَعْتُ
فِي مُسْوَرَةٍ تَرَى السَّحَابَ فِي مُسْوَرَةٍ ثُمَّ دَفَعْتُ
الْشَّعَاءَ

۳۵۱. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
وَكَيْلَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَرَاهُ عَنْ مَسْرُودٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
رَأَيْتُكُمْ مَرَّكَتَ قَالَ مُنَوَّرٌ أَفَى أَمَّا

۳۵۲. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
مُنْهَاجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
السَّحَابُ كَالْمَاءِ عَلَى النَّاسِ فَسَيُفْتَلُونَ بِهِ
يَكْلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ
قَالَ قُلْتُ يَا بَنِي دَرَجَةَ رَجُلِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَسَأَلْتُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ كُنْتُ سَمِعْتُ
كَانَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ قَدْرَ بَيْتِ زَيْدٍ قَالَ لَوْ دَفَعْتُ
سَأَلْتُ فَقَالَ رَأَيْتُكُمْ كُنْتُ

۳۵۳. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزَكْرِيَّا
كَرْبُيْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ رَأَيْتُ عَمْرُو
عَنْ مَسْرُودٍ عَنْ ابْنِ شُبَّانَ عَنْ عَمْرِو
رَجُلٍ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فِي مَيْتَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

مسروود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس آیت کی کیا
تفسیر ہے: نعوذ فی فتدٰی فمدٰی فان قاتل فوسیع وادٰی
فاوحٰی الی عبدہ ما اوحٰی پھر وہ جملہ نزدیک
ہوا پھر خوب تر کیا تو اس جگہ سے اور مجرب کے
درمیان کان کے دو بیروں کا واسطہ رہ گیا یا اس سے
بھی کہ پھر وہی زمانہ اس سے اپنے بندے کو جو وہی
دہائی حضرت عائشہ نے فرمایا اس آیت سے مراد
حضرت عائشہ میں پیسے وہ آپ کے پاس نہ تھے
میں آتے تھے میں مہتمم وہ آپ کے پاس اپنی اصلی
صورت میں آئے جو صورت تسمان کے کناروں پر محیط ہو گئی

حضرت ابو موسیٰ نے بیان کر دیا کہ میں
سنت رسول اللہ سے اسے مدبر علم سے پوچھا کیا آپ
سے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اخلاق
نور سے نور میں سے میں کہہاں سے میں دیکھا وہ
نور ہی نور ہے

عبد اللہ بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر
رضی اللہ عنہ سے کہا اگر مجھے رسول اللہ سے اس کے بارے
میں کیا باریت کا موقع ملا تو میں حضور سے ایک
چیز نہ کہہ کر چلتا حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ پوچھتے ہا
عبد اللہ سے کہا میں یہ پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے
رب کو دیکھا ہے حضرت ابو ذر نے کہا کہ میں نے رسول
اللہ سے اسے مدبر علم سے یہ پوچھا تھا آپ سے فرمایا
میں نے (خلاق) نور کو دیکھا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجلس میں کھڑے
ہو کر ہمیں پانچ باتیں بتلائی فرمایا:
۱۔ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اس لئے ہی سوتا اس کی

عَلَيْهِ وَالِإِلهِ وَسَمِعَ بِخَمْسٍ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ
الْإِلهَ لَا يَتَأَمَّرُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَأَمَّرَ يَخْفِضُ
الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُزِفُهُ رَأْيِي عَمَلُ الْفَلِيلِ قَبْلَ
عَمَلِ السَّهَابِ وَعَمَلُ الْفَلِيلِ قَبْلَ عَمَلِ الْفَلِيلِ
يَحْجِبُهُ التُّؤَمَةُ وَفِي رِوَايَةٍ فِي بَيْتٍ رَأَى كَشْفَهَا
لَا حُرُوفَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا أَتَتْهُ بَصَرُهُ
مِنْ خَلْقِهِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي بَيْتٍ رَأَى غَمَيشَ
وَلَمْ يَعْلَمْ حَدَّثَهُ

شان کے لائق ہے۔

۲۔ میزان کے پلڑوں کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔

۳۔ رات کے اعلان اس کے یاس دن سے پہلے
اور دن کے اعلان رات سے پہلے منجھاتے
ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک نور نے حجاب میں دیا
مواست (ایک روایت میں نور کی جگہ نہ رکھا لفظ
ہے)۔

۵۔ اگر اس حجاب کو اٹھ دیا جائے تو اس کی ذات
کی شہا میں مستہاد بے تک تمام مخلوق کو صبر
دیں گے۔

انہم سلم بیان فرماتے ہیں کہ ایک اور نسخے
میں یہ روایت اسی طرح مقول ہے مگر اس میں چار باتوں
کا ذکر ہے پانچویں بات یعنی مخلوق کو جلالت کا ذکر
نہیں ہے۔ اور فرمایا اس کا حجاب کر رہا ہے۔

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفَاتٍ مَ فَمِنْ
سُئِلَ اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَيْنَهُ وَفَاتٍ مَ فَمِنْ
لَمْ يَكُنْ يَمْلِكُ حَيْثُ يَدُ مَعْدِيَّةٍ وَلَمْ يَكُنْ يَكُونُ حَلْفَهُ
وَقَالَ لَمْ يَجَاءَهُ لَمْ يَكُنْ

حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں کھڑے ہو کر
میں چار باتیں بکلا میں فرمایا اللہ تعالیٰ نہ موتا ہے
وہ نہ سوتا اس کو نہ یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ مہزن کے
بڑے اوپر نیچے کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے
حضر میں رات کے اعمال دن میں اور دن کے
اعمال رات میں پیش کیے جاتے ہیں۔

۳۵۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
فَالَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ
مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
تَعَامٍ عَنْ قَالَ حَامٍ فَمِنْ رَمِيزٍ مَوْضِعٍ مَعْدِيَّةٍ
وَالِإِلهِ وَفَاتٍ مَ فَمِنْ رَمِيزٍ مَوْضِعٍ مَعْدِيَّةٍ
لَمْ يَكُنْ يَمْلِكُ حَيْثُ يَدُ مَعْدِيَّةٍ وَلَمْ يَكُنْ يَكُونُ حَلْفَهُ
وَقَالَ لَمْ يَجَاءَهُ لَمْ يَكُنْ

اس باب کی احادیث میں یہ بحث ہے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ مہراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے
یا نہیں۔ ہم چونکہ اس سے پہلے باب میں اس پر تفصیل بحث کر چکے ہیں اس لیے اس حدیث میں جو دوسرے
مضامین ہیں ان کو بیان کرتے ہیں۔

قرآن مجید کا کہی اور بیشی سے محفوظ ہونا | حدیث نمبر ۳۴ میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سہ قرآن مجید سے کچھ عجیب یا اس نے اللہ تعالیٰ پر شراعتیں باندھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوسے کا بول
قرآن امرت کہ یہ یاد کیا اور کہہ کر قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن
امت کے اہل بیت میں جو قرآن مجید محفوظ ہے یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کی وسالت سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن فرما دیا اور حضور نے اس کو جمع مکمل بنایا۔ لہذا ائمہ حضرات کا یہ کہنا کہ موجود قرآن اصل
قرآن کا ایک جہاں سے باقی ہے۔

شیخ کلینی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس
قرآن کو امت جبرائیل حضرت سیدنا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھ سے گزرتا ہے اس کی سترہ ہزار آیتیں ہیں

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن
الذي جاء به جبرائيل عليه السلام في محمد صلي الله
عليه وسلم سبعه عشر الفا بيتا

نوٹ: قرآن میں جو سترہ سو اور چند آیتیں ہیں۔

نیز شیخ کلینی روایت کرتے ہیں:

بابر جہاں کو نے میں کہ ابو عبد اللہ سلام
نے فرمایا میں شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ اس سے پوسے
قرآن کو جس در وہ مال ہو تو محفوظ کر با ہے وہ
حضرت سے جس دن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مارا
نیا تھا اس کو میں راجع صرف حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام اور ان سے بعد کے اماموں سے محفوظ
رکھتا ہوں۔

عن جابر بن سمیع قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول
ما ادعى احد من الناس بجمعه من كتابي ما لم يزل
لا يزل في ما جئت به وحققت ما نزل به
علي في راسي من كتاب علي السلام و
اكثر من بعد ذلك في عهدنا وبعدي

حضرت زینب بنت جحش سے حضور کے فکاح کا بیان | حدیث نمبر ۳۴۸ میں ہے حضرت عائشہ
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید

کی کتاب کو چھپاتے تھے اس کتاب کو چھپاتے

اور کچھ سب آپ اس شخص سے فرماتے تھے
جس پر اللہ تعالیٰ نے غام دریا اور آپ نے اچھی افہام
فرمایا کہ نبی پوری کو اپنی روحیت میں رہتے ہو، وہ
مذہب سے ڈر دوسرا آپ اپنے دل میں اس پر کچھ

و دعون للواء يومئذ سلام و رحمت
عليك عليك ما وحت و فوق الله وحتي
في نفسك ما لك مد يد و تحتي ما من و
لقد حو ن عسا لا عسا فصي به مد

۱۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ متوفی ۳۲۸ھ، از اصول من الکافی ج ۲ ص ۴۳، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ، قم
۲۔ الامول من الکافی ج ۱ ص ۳۸

وطرہ وجنکھا لکی لا یكون علی المؤمنین
حدیث فی ازواج ادعیائہم اذا قتلوا منہن
وطرہ وکان۔ موائتھ معصومہ

(احزاب: ۳۰)

تھے جس کو اللہ ظاہر فرمائے والا تھا اور آپ (دل میں)
لوگوں کی (طعن زنی سے) ڈرتے تھے اور اللہ اس کا
زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈیں، پھر جب
زید نے اس سے (تعلیق نکاح کی) غرض پوری کر دی تو ہم
نے عدت کے بعد اس سے آپ کا نکاح کر دیا، بلکہ
اس کے بعد انہوں نے پر اپنے منہ پر سے بیٹوں کی برائی
کے متعلق کوئی حرج نہ لیا۔ جب وہ ان کو طلاق دے
کے ان سے بے غرض ہو جائیں، اور اللہ کا حکم ضرور
ہو کر رہتا ہے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ پر سے بیٹے اور
آزاد کردہ غلام حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کے نکاح کا ریمانہ اپنی بیوی سیدہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی حضرت
زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لیے دیا لیکن حضرت زینب بنت جحش اور ان کے بھائی دونوں نے اس میں
کو اپنے حسب اور نسب کی نفی کی کہ بناء پر منظور نہیں کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وما کان المؤمنین
ولا المؤمنات ادا حفی اللہ ورسولہ امرا۔ ایک ہم الخیرۃ من مرقم کسی مسلمان مرد ورنہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق حاصل
کہ جب اللہ اور اس کا رسول ان کے کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمادیں تو وہ اس فیصلہ سے روگردانی کر سکیں!۔
(احزاب: ۳۶)۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت زینب بنت جحش اور ان کے بھائی دونوں نے حضرت
زید بن عاصم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے طور پر مینا کو منظور کر لیا، اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس دینار، سادھ درہم ایک کیرے کا جوڑا بیچیں میر غلہ ورنہ تقریباً تین من کھجوروں کے
مہر کے عوض حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔
نکاح کے بعد مومنان میں بیوی میں بحث و تکرار اور چپقلش رہتی تھی۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے
حسب و نسب کی بڑائی بیان کرتیں جس سے حضرت زید کڑھتے تھے، بار بار باگاہ نبوت میں آکر حضرت
زینب کی شکایت کرتے اور انہیں طلاق دینے کا ارادہ ظاہر فرماتے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو مطلع فرمادیا
تھا اور بالآخر زید حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے اور عدت گزرنے کے بعد وہ آپ کے نکاح میں
آجائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ اگر ایسا ہوگی تو منافقین وغیرہ غلط پروا لگائیں
کریں گے اور لوگوں سے کہیں گے دھیریہ کیسا نبی سے جس نے اپنے منہ پر سے بیٹے کی بیوی سے ہوسے
خود نکاح کر لیا۔ اس وجہ سے جب زید بار بار آپ سے حضرت زینب کی شکایت کرتے تو آپ ان کو اللہ
سے ڈراتے اور طلاق دینے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے حالانکہ آپ کو علم تھا کہ بہر حال ایسا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا معاملہ میں حکمت یہ تھی کہ جب یسوع نے صلیب پر شہید ہو کر موت سے مرگے تو اس کے بعد نکاح نہ کیا تو مسئلہ نہیں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ نہ بڑا بیٹا نہ حقیقی بیٹا، جو تاسعہ اس کی بیوی حقیقی ہو موقوف ہے اور اگر کوئی شخص اسے اپنے منہ سے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے عدت کے بعد نکاح کرنا چاہے تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا کمال اور اس کے لیے دلیل اور حجت بن جائے۔ لہ

جانچو یہاں ہی ملازید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی ورنہ نہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے
 پر ایت نازل فرمائی "و حنکھ" تم نے آپ کا نکاح حضرت زینب سے کر دیا اس آیت کے بعد ہونے
 کے بعد بغیر کسی پیغام عقد نہ نکاح و مہر وغیرہ کے حضرت زینب شہر کا زوہبت میں داخل ہو گئیں ورنہ ساری عظیم
 فضیلت سے جس پر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتی تھیں محض اسے ان کا شاندار و مہر کیا تھا، خود انہی عذاب کی
 درجہ بول ۳۸-۳۹ میں اس واقعہ کا احوال ذکر ہے جس کا عند ترجمہ پیش کر رہے ہیں؛

بعض قصہ گو دانشمندان نے ضعیف اور شصت روایات کی بنیاد پر اس حدیث کی تفسیر میں ایسی ایسی تائید یا باتیں کچھ دی ہیں جو نہ صرف حدیث نبوت سے ہیں بلکہ ان کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نبوت پر بیان قائم نہیں رہتا۔ ان آیات کی تفسیر میں جو غلط فہمی سے جو علم نے متبر جانوں سے حیات کر دی ہے۔

حضرت سے تہذیب و تمدن پرستی نہ جانتا اور مال کے مالک میں درمختار ہیں اگر دو کسی اتنی کا کسی سے رشتہ کر
دیں تو اس کو مجال انکار نہیں ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو غیب و نحل سے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ انجام کار کی ہونا ہے۔
 فوراً اسی ارادہ کی تحقیق | بعد بٹ نمبر ۳۵ میں ہے، فوٹو اتنی اور ۱۰، اس جلد میں اتنی کو کئی طرح پر چھپا ہے۔

ہے جس کو میں پرار کروں، جنتی عرض کریں گے۔ سے
 ہر راہ کیا گونے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے گی
 تو نے ہم کو جنت عطا نہیں کی! کیا تو نے ہم کو دوزخ
 سے نجات نہیں دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے اندر اپنی ذات کے درمیان
 سے چہاں اٹھا دے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کی ذات کا
 دیدار کریں گے تان کو اس کے دیدار سے زیادہ کوئی
 چیز محبوب نہیں ہوگی۔

امام سلم نے اسی سند کے ساتھ حضرت امیہ
 بن ابی سفیان سے روایت ذکر کی ہے اور اس میں یہ اضافہ
 ہے کہ آپ نے یہ حدیث بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل
 پر اس قدر لال کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت فرمائی اور میں
 ہر بار ان کے لیے نیک انجام سے اللہ تعالیٰ کا نام
 سے پکارتا رہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
 کیا تم آخرت میں اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جب آسمان پر وہ تمام لوگوں
 کو بلایا جائے گا تو میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے
 صحابہ نے اس پر کہا کہ نہیں یا رسول اللہ آپ سے فرمایا
 جب آسمان پر وہ تمام لوگوں کو بلایا جائے گا تو میں
 تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، صحابہ نے اس پر کہا کہ نہیں
 میں آپ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی سجدہ کیجئے
 اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جنت و جہنم کا
 اور فرمائے گا جو شخص دنیا میں چیز کی عبادت کرتا تھا
 وہ آج بھی کسی کی پیروی کرے، لہذا جو شخص دنیا میں
 سجدہ کی پرہیز کرتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے گا جہنم
 کی پرہیز کرتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے گا اور جو
 بتوں کی پرہیز کرتا تھا وہ ان کے ساتھ ہو جائے گا۔

عَلَيْهِمْ وَالِهِمْ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ
 قَالَ يَكُونُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُرِيدُونَ شَيْئًا
 أَنْ يَرَوْهُ فَيَقُولُونَ أَحَدٌ مُبْتَلًى وَهُوَ هَذَا الشَّيْءُ
 قَدْ خَلَقْنَا الْجَنَّةَ وَتَجَنَّبْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْتَفُونَ
 الْحِجَابَ وَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ
 التَّغْلِيلِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

۳۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَابَ
 يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ رِيفَا
 لِرِسْنَادٍ وَرَأَى كُفْرًا هَذَا رَأَيْتُهُ لَكِ دِينَ
 أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَرِيَاءُ ۴

۳۵۹۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدَسٍ قَالَ تَابَ
 يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ رِيفَا
 لِرِسْنَادٍ وَرَأَى كُفْرًا هَذَا رَأَيْتُهُ لَكِ دِينَ
 أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَرِيَاءُ ۴

اللَّهُ مِنْ أَقْصَىٰ بَيْنِ نَبِيٍّ وَنَبِيٍّ
 رَحِيمٌ مُّقْتَدِرٌ يَوْجِيهِمْ عَلَى الثَّأْرِ وَ
 هُوَ أَخِيرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا إِلَى الْجَنَّةِ
 قَيِّمُ قَوْلِ آتِي رَبِّ صِدْقٌ وَجُوهِي
 عَنِ الْقَابِ قَدَافَةٍ قَدْ قَسَمْتُ
 بِمَا يُحْمَلُ وَأَخَذْتُ ذِكْرًا وَهَ
 قَيِّمُ قَوْلِ اللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوهُ
 ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَبَّكَ وَتَعَالَى هَرُ
 عَسَيْتَ أَنْ فَعَلْتَ ذَلِكَ بِكَ أَنْ
 تَسْأَلَ عَنْهُ قَيِّمُ قَوْلِ لَا أَسْأَلُكَ
 غَيْرَهُ وَ يُعْطِي رَبِّهِ غَيْرَ وَجْهٍ
 مِنْ عَهْدٍ وَ مَا يَتَّقِي مَا شَاءَ
 اللَّهُ قَيِّمُ قَوْلِ اللَّهِ وَجْهٍ عَنِ
 قِيَادَا أَقْبَرُ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاهَا
 سَكَتٌ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْأَلَ
 ثُمَّ يَقُولُ آتِي رَبِّ حَتَّى مَسِي
 إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ قَيِّمُ قَوْلِ اللَّهِ نَسْ
 أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عَنْهُ ذَلِكَ وَ
 مَا أَيْقَنْتَ لَا تَسْأَلُنِي عَنْهُ الْيَوْمَ
 أَعْطَيْتُكَ وَنَبِيَّ بَنِي آدَمَ مَا
 أَعْدَدْتُكَ قَيِّمُ قَوْلِ آتِي رَبِّ يَدْعُوهُ
 حَتَّى يَقُولَ لَهُ قَدْ عَسَيْتَ
 أَسْأَلُكَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ عَنْهُ
 قَيِّمُ قَوْلِ لَا وَرَبِّكَ قَيِّمُ قَوْلِ رَبِّهِ
 مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ عَهْدٍ وَ مَا يَتَّقِي
 قَيِّمُ قَوْلِ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ حَيَادُ
 كَامٍ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ نَفَقَتُكَ
 لَجَنَّةٍ كَرَّأَى مَا فِيهَا مِنْ الْخَيْرِ
 وَالْقُرْآنُ قَيِّمُ قَوْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ

ہے ان میں سے دو جن کو چاہے بخش پی رحمت
 سے جہنم سے نکال دے اس وقت فرشتوں کو حکم
 دے گا جو بزرگ طہ صبیہ رکالہ لا سند محمد رسول
 اللہ پر تاحیات قائم ہے ان کو جہنم سے نکالیں
 فرشتے ان لوگوں کو سجڑوں کے نشانات کی وجہ سے
 پہچان میں لگے کیونکہ آگ ابن آدم کے اعضاء و جود
 کے ملاوہ تمام جسم کو جود سے کی ایہ لوگ جسے مرنے
 جہم کے ساتھ جہنم سے نکالے جائیں گے پھر ان
 پر آب حیات ڈال جائے گا جس کی وجہ سے یہ لوگ
 اس طرح تروتازہ ہو کر نڈ کھڑے ہوں گے جسے
 پھر میں پڑا مراد ب پڑتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ
 سینے ان ندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو
 جائے گا کہ ایک شخص جی ماتی ہوگا جس کا منہ جہنم کی رو
 ہوگا وہ دین سے تری مٹی ہوگا وہ وہ نہایت حق
 رہے گا اسے پیسے رب میرا منہ جہنم کی طرف سے
 پھر دستہ کاملہ دیکھ پکار تپاتی ہے اور اس کی پیش
 کیجے ہو رہی ہے پھر جب تک تفریق کی مشیت میں
 ہوگا دور مارتا رہے گا پھر تفریق اس کی طرف ہوگا
 ہوگا وہ اسے کانگریس سے تفریق ہواں پور کر دیا تو
 پھر وہ درمیان کر سنے کے کا وہ شخص کے کما کر میں اور
 وہ سال میں رہا گا پھر تفریق اس سے وہ وہ کی
 پھر تفریق ہی مٹی کے مطابق سند و پیمان سے گا پھر
 کہ سے تفریق اس کا یہ وجہ تفریق کی طرف سے پھر
 جنت کی طرف کر دست کا جب وہ شخص جنت کی
 سے ملتے دیکھے گا تو تفریق کی مشیت کے مطابق
 دیر تر چپ رہے گا پھر یہ کہ اسے پیسے رب کے
 جنت کے دروازے تک لے جائے گا تفریق تفریق
 کیا تو نے مجھ سے پختہ طہ و پیمان نہیں کیے تھے
 کہ تو رہا ہوں نہیں کر لگا افراس سے تفریق

أَنْ تَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ
أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى
لَهُ أَلَيْسَ فَتَدَّاعَيْتُ عُمْرَكَ
وَمَوَاتِيْعَكَ لَا تَسْأَلُ عَيْرَ مَا
أَعْطَيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا
أَعْدَدْنَاكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَوْ
أَكُوْشَنَ أَشْفَى خَلْقِكَ فَتَنْزِلُ
فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَدَّ
حَتَّى يَفْضَحَكَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَدْخُلُ
تَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا صَحِبَكَ اللَّهُ مِنْهُ
قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا
قَالَ اللَّهُ لَهُ كَسَمْتُ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ
وَيَحْتَمِي حَتَّى أَنْتَ اللَّهُ عَزَّ وَ
جَلَّ لِيَذْكُرَكَ مِنْ كَذَا وَكَذَا
حَتَّى إِذَا لَقِيتَهُ بِرَأْسِ الْأَمَانِ
قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ نَعَمْ وَ
مِثْلُهُ مَعَهُ فَتَقَالَ عَصَاؤُ بَنِي يَزِيدَ
وَأَبُو سَعِيدٍ أَخَذَ يَدِي مَعَ كَيْفَ
هَرَيْرَةٍ لَا يَزِيدُ عَلَيَّ مِنْ حَبِيْبٍ
شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَكَ أَبُو هَرَيْرَةَ
أَنَّ اللَّهَ قَالَ لِمَ ذَلِكَ الرَّجُلُ ذَلِكَ
لَكَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ فَتَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ
وَعَصَاؤُهُ أَمْثَالِي مَعَ يَا أَبَا
هَرَيْرَةَ فَتَقَالَ أَبُو هَرَيْرَةَ مَا حِفْظُكَ
إِلَّا قَوْلُهُ ذَلِكَ لَكَ وَ مِثْلُهُ
مَعَهُ فَتَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي
حِفْظُكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ ذَلِكَ
لَكَ وَ عَشْرَةٌ أَمْثَالِي فَتَأْتِي

— تو کس قدر عجب شکن ہے وہ شخص عرض کرے گا
اے میرے رب! اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ
حق کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اگر میں نے
تیرا یہ سوال بھی پورا کر دیا تو پھر تو اسے کچھ نہیں مانگے گا۔
وہ شخص کہے گا اے میرے رب تیری عزت و جلال
کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے
اس لئے وعدہ کی پستی پر اپنی مرضی کے مطابق عہد
ہیون لے گا اور اس کو جنت کے دروازے پر کھڑا
کر دے گا، جب وہ شخص جنت کے دروازہ پر کھڑا
ہوگا تو جنت اپنی تمام رحمتوں کے ساتھ اس کو نظر
آئے گی اور وہ اس میں سداۓ نیکیز اور خوشگوار مناظر
دیکھے گا پھر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ دیر
تو وہ جیب سے لے گا اس کے بعد کہے گا: اے میرے
رب مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ اس سے
فرمائے گا: کیا تو نے ابھی پختہ عہد نہیں کیے تھے
کہ تو اس کے بعد سوال نہیں کرے گا۔ افسوس اے
ابن آدم تو کس قدر عجب شکن ہے۔ وہ شخص عرض کرے گا:
اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے
نیادہ بد نصیب ہوں گا کہ جنت کے دروازہ پر کھڑا
ہوں اور پھر جنت کے اندر نہ جا سکوں (وہ یہ بھی بار
بار دعا کرتا رہے گا حق کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی شان کے
مطابق بخش دے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے منس پریم
تر فرمائے گا: "جا جنت میں داخل ہو جا" اور جب
اس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے گا تو پھر
فرمائے گا: اب اور تمنا کرو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے کچھ
سوال اور تنائیں کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ خود اس کو
جنت کی نعمتوں کی طرف متوجہ کرے گا اور جنت کی
نعمتوں کو اجناس اسے یاد دلائے گا تاکہ اس کی
آرزوئیں پوری ہو جائیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

أَبُو هُرَيْرَةَ وَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَخُو أَهْلِ
لِجَنَّةٍ وَ أَخُو لِي الْجَنَّةِ

یہ سب نعمتیں بھی نے نوادر تھیں ہی مقدار میں اور نہیں
بھی ہے نوادر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے
اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق مان
کیا۔ صرف اس بات سے اختلاف کیا کہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا یہ تمام نعمتیں سے ہر در
ان کے برابر وہ نعمتیں بھی نے تو حضرت ابو سعید
خدری سے کہا اسے ہر در یہ تمام نعمتیں بھی نوادر
اس کی مثل دس نعمتیں اور سے نوادر حضرت ابو ہریرہ نے
فرمایا۔ مجھے تو یہ حدیث یہ بھی یاد ہے کہ یہ نعمتیں اور
ان کی ایک مثل سے ہے۔ حضرت ابو سعید نے کہا میں
اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد اسی طرح یاد ہے کہ یہ نعمتیں بھی اور
ان کی مثل دس نعمتیں وہ سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص کی بات کر رہا ہوں جو
صحب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں بکرم نے عرض کیا رسول اللہ اکابر قیامت کے
دن میرے سب کو دلچسپی لگے؟ اس کے بعد
حسب سابق حدیث ہے۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے میں
حسب میں سب سے کم درجہ کا وہ شخص ہو گا جس سے
میرے فرمائے گا کہ تم کو وہ سالک
یہ خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کیا تم نے نماز کی؟
وہ کہے گا "ہاں" اللہ تعالیٰ نے فرمائے گا "وہ"
تمہاری نعمت وہ بھی ہے نوادر اس جتنا اور بھی ہے۔

۳۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ
أَخْبَرَنَا أَبُو نَيْمَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ
الرُّمَيْثِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسْتَبِثِ وَ هُوَ
بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ تَرَى بَيْنَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَ
تَأْتِي الْخَيْرَ بِكَ بِمَنْ مَعِيَ خَيْرٌ مِنْكَ تَرَى هَلْ تَرَى
۳۶۱۔ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَدَّادٍ عَنْ مَنَّةَ بْنِ هَدَّادٍ
حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
أَذْهَبْ مَتَدِبْ أَحَبَّ كَرَمٍ نَجْتِ رَأْيِي
مَنْ مَنَى قَدْ مَنَى قَدْ مَنَى قَدْ مَنَى

قَيِّقُولُ نَعَمْ قَبِيحٌ لِّمَا فَعَرَاكَ لَكَ مَا تَقْتَضِيهِ
وَمِثْلُهُ مَعَهُ.

۳۶۲۔ وَحَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
حَدَّثَنَا حَنْصَلُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ
زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَافٍ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ تَابِتًا فِي رَمَضَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا نَدَى تَرَى
مَرَّتًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نَعَمْ قَالَ هَذَا نَدَى تَرُدُّونَ فِي
رُؤْيَا الشَّيْءِ بِأَنْفُسِكُمْ صَحَّوْا
لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ قَالَُوا لَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا تَصَدَّقُوا
فِي رُؤْيَا اللَّهِ نَبَاً وَتَعْلَى يَوْمَ
الْقِيَمَةِ إِلَّا هَكَذَا تَصَدَّقُوا فِي
رُؤْيَا أَحَدِهِمْ إِنْ كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
ذَنْ مُؤَدَّرٌ لِيَسْتَبْدِلَ كُلُّ مَنٍّ
مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ أَحَدًا
كَانَ يَتَّبِعُ عَذَابًا يَزِيدُهُ شَيْئًا مِنْ
الْأَصْحَابِ وَالْأَنْصَابِ لَا يَكْتَسِبُونَ
فِي امْتِنَانِهِ حَتَّى يَذَاقُوا عَذَابًا مِنْ
كَانَ يَتَّبِعُهُ اللَّهُ مِنْ بَرٍّ وَفَاحٍ
وَعَبَّيْرٍ أَهْلُ الْكِبَرِ قَبِيحٌ
الْيَهُودُ قَبِيحٌ لَّهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ
قَالُوا كَيْفَ تَعْبُدُ عَزَائِرَ ابْنِ اللَّهِ

حضرت البرسید قدسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ کچھ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو
دیکھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”ہاں“ پھر آپ نے فرمایا جب سورۃ نصف النہار
پڑھو، وہ اس کے ہاں مقابل کوئی باطل بھی نہ ہوا کیا
نہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے اور
جب چاند و سورج شب کو آسمان پر چاند چھوہ آدا ہو
وہ اس کے ہاں مقابل کوئی ہوس بھی نہ ہو تو کیا چاند کو
دیکھنے سے نہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے ہاں صحابہ نے
عرض کیا نہیں یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیکم السلام نے فرمایا پس جس کیفیت کے ساتھ تم دنیا
میں سوئے یا چاند کو دیکھتے ہو اسی کیفیت کے ساتھ
ترقیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کرو گے
قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا اعلان کریگا
کہ ہر گروہ اس کی پیروی کرے جس کی رو دیا میں پہلا
کیا کرتا تھا۔ اس اعلان کے بعد جس قدر لوگ بھی اللہ
کے عبادتوں وغیرہ کی عبادت کرتے تھے سب
جہنم میں جا کر گریں گے اور صرف وہ لوگ باقی رہیں
جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے خواہ
ایک سال یا دو اور کچھ لوگ اہل کتاب میں سے بھی
باقی رہیں گے پھر یہود کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا
تم دنیا میں کس کی عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے ہم
دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بیٹے عزیر کی عبادت کرتے
تھے ان سے کہا جائے گا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت
کی نہ کوئی پیروی سے نہ کوئی بیٹا ہے اب تم کیا
چاہتے ہو، وہ کہیں گے اسے رب اللہ تعالیٰ سے

وَبَيْنَهُمْ آيَةٌ فَتَعْرِفُونَهُ يَوْمًا
كَيْفَ قُولُونَ تَعْمُرُ وَيَكْشِفُ عَنْ
سَاقٍ فَلَا يَبْغِي مَنْ كَانَ يَسْجُدُ
يَلْبِسُ عَرَّةً وَجَنَّةً مِنْ تَلْعَاةٍ تَقْسِيمٍ إِلَّا
آذَنَ اللَّهُ لَهُ يَأْسُجُدُ ذَكَرَ يَبْغِي
مَنْ كَانَ يَسْجُدُ إِقْفَاءً وَيَبْأَاءُ
إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَجَنَّةً
كُلَّمَا أَمَرَأَدَاثُ يَسْجُدُ تَعْدُ عَلَى
قَعَاةٍ شَقَرٍ يَرْفَعُونَ رُؤُوسَهُمْ
وَقَدْ كَحُولُ فِي صُورَةٍ الْبَقِيَّةِ
رَأَوْا فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ آتَا
بِكُمْ كَيْفَ قُولُونَ آتَا تَابِتًا شَقَرٍ
يُضْرَبُ الْجَسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ وَتَحْدُ
الشَّقَاعَةُ وَرَيْحُ سُرَّتِ أَنْتُمْ سَلِمَ
سَلِمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا
الْجَسْرُ قَالَ دَخَلَ مُزَلَّةً فِيهَا
تَخَطَّ طَيْفٌ وَكَلَّ يَنْبُ فِيهِ وَحَسَدٌ
تَكُونُ يَنْجُدُ فِيهَا لَشَوِيكَةً يُقَالُ
لَهَا الشَّعْدَانُ كَيْفَ يُؤْمَرُ لَمْ يَمْنُوتِ
كَطَرِبَ أَعْيُنَ وَكَأْسَرِبَ وَكَأَبَرِبَ
وَكَا لَطِيرَ وَكَأَجَا وَيَدُ الْخَيْلِ وَ
الْزَكَابُ فَتَأْرَحُ مَسْأَلُهُ وَمَخْدُوتُ
مُؤَسِّلٌ وَمَخْدُوتُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
حَقٌّ إِذَا أَخْلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ
النَّارِ فَوَأَذَى تَقْسِيمٍ يَبِيدُ مَا
مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدِّ مِمَّنْ قَمَدًا
يَلْبِسُ فِي الْأَسْبَاطِ النَّحْسِ مِنْ
الْمُؤْمِنِينَ يَلْبِسُ عَرَّةً وَجَنَّةً يَوْمَ
الْأَقْلَامَةِ لَا حَوَارِيَهُمُ الشَّيْئَاتُ فِي

طرک یک نہیں کرتے مسلمان یہ کلمات دویاتین بار
درمیان میں گئے یہ ایسا وقت ہوگا کہ بعض مسلمانوں کے
دل ڈھکھکانے لگیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا
نتیجہ سے علم میں کرئی ایسی نشان ہے جس سے تم
اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتے ہو، مسلمان کہیں گے ہاں
پھر اللہ تعالیٰ اپنی پٹیل منکشف فرمائے گا، اس منظر
کو دیکھ کر جو شخص بھی دنیا میں محض اللہ کے خوف اور
اس کی رضا کے لیے سجدہ کرتا ہے اس کو سجدہ کرنے
کی اجازت دی جائے گی، اور جو شخص کسی دنیاوی غوث
یا ریاکاری کے لیے دنیا میں سجدہ کرتا تھا، اس کو سجدہ
کہ اجازت نہیں ملے گی، یہ بیحد باہمت کی طرح ہو جائے گی
اور جب بھی وہ سجدہ کرنا چاہے گا اپنی پیٹھ کے
بل گر جائے گا، پھر مسلمان اپنا سر سجدہ سے اٹھائے گی
اور اللہ تعالیٰ اسی صورت میں ہوگا جس صورت میں
انہوں نے اسے پہلے بچھا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا
میں تمہارا رب ہوں، مسلمان کہیں گے کہ تو ہمارا رب
ہے، پھر جہنم کے اوپر پل صراط بچھا دیا جائے گا
اور شفاعت کی اجازت اسے دی جائے گی، اس
وقت سب کہیں گے تَتَمَّ سَلَامٌ سَلَامٌ
اللہ سلامت رکھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا گیا وہ پل کیسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ایک
پھسلوان چیز ہوگی اور اس میں دنیا سے نہ رکنے
ہوں گے، دوسرے کے کانٹے سعدان نام جھاڑی
کے کانٹوں کی طرح ہوں گے، بعض مسلمان اس پل سے
پلک چھپکنے میں گزر جائیں گے، بعض بجلی کی طرح
بعض آہستہ کی طرح، بعض پرندوں کی طرح، بعض تیز
رفتار اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹوں
کی طرح یہ سب صحیح سلامت پار پہنچ جائیں گے اور
بعض مسلمان کانٹوں سے اکھٹے ہوئے پار پہنچ جائیں

الْمَنَاسِكُ يَقُولُونَ رَبَّنَا
يَصُومُونَ مَعَنَا وَ يَصُومُونَ وَ
يَحُجُّونَ فَيَقُولُ لَهُمْ أَخْرَجُوا
مَنْ عَرَفْتُمْ فَتَحَرَّوْا مَوَاطِنَ هُنَا
عَلَى الْمَنَاسِكِ فَيُخْرِجُونَ مَخْلُفًا
كَثِيرًا فَتَذْأَلُ الْمَنَاسِكُ إِلَى
نُصَيْفِ سَاعِيَةٍ وَ إِلَى مُكْبَتِيَةٍ
فَيَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ مِنَّا
أَحَدٌ مِّمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ فَتَقْرَأُ
لِللَّهِ حَلَّ وَ عَرَّارُ حُجَّوْهُ فَتَمُنُ
وَ تَجِدُ شُكْرًا فِي قَلْبِهِ مِثْلَ مَا دِيَنَكَ
مِنْ خَيْرٍ فَتَخْرُجُوا فَيُخْرِجُونَ
خَلْفًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ
رَبَّنَا لَوْ تَدْرُ فِيهِمَا أَحَدًا
مِّمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ ثُمَّ يَقُولُ
ارْجِعُوا فَمِمَّنْ وَ تَجِدُ شُكْرًا فِي قَلْبِهِ
مِثْلَ مَا دِيَنَكَ رَقِيقٌ خَيْرٌ
فَمَا خَرَجُوا فَيُخْرِجُونَ خَلْفًا
كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَوْ تَدْرُ
فِيهِمَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ
ارْجِعُوا فَمِمَّنْ وَ تَجِدُ شُكْرًا
فِي قَلْبِهِ مِثْلَ مَا دِيَنَكَ رَقِيقٌ خَيْرٌ
فَمَا خَرَجُوا فَيُخْرِجُونَ خَلْفًا
كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَوْ تَدْرُ
فِيهِمَا أَحَدًا وَ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ
الْحَدَّثَ رَأَى يَقُولُ إِنْ تَمَّ تَصَدَّقُوا
بِهَذِهِ الْعِدَّةِ بِتِ قَاتِلُوا وَ إِنْ شِئْتُمْ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْلِبُ مِثْلَ ذِي ذَرَّةٍ وَ
إِنْ كُنْ حَسَنَةً يُضَاعَفْ عَلَيْهَا وَ يُؤْتَى

اور بعض مسلمان کائناتوں سے زخمی ہو کر جہنم میں گر
جائیں گے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ
میں میری جان ہے جو مومن نجات پا کر جنت میں رہے
جائیں گے وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں
پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لیے رابطہ
تاجی اللہ تعالیٰ سے یہاں جگہ کریں گے جیسا جگہ
کوئی شخص یا حق مانگے کہ یہ بھی نہیں کرتا اور
اللہ تعالیٰ کی عتاب میں عرض کریں گے اسے ہمارے
رب یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے ہمارے ساتھ رہیں
پرستے تھے، اچھے ساتھ چلے کرتے تھے ان سے کہا
ہمارے گاہن لوگوں کو تم پہنچاتے ہو ان کو دوزخ
سے نکالو ان لوگوں پر دوزخ کی آگ حرام کر دی
جائے گی پھر جنتی مسلمان کثیر تعداد میں ان لوگوں کو دوزخ
سے نکال لائیں گے میں سے بعض کی نصفہ ہڈیاں
کو اور بعض کو گھٹنوں تک دوزخ کی آگ سے جدا کر
دیا، پھر جنتی لوگ کہیں گے اسے شہاب بن لوگوں
میں سے کوئی آتی نہیں بچے جن کو جہنم سے نکال دینے
کا دوسرے حکم دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمائیے گا پھر باؤڑ
جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی نیکی سے کسی
کو جہنم سے نکال لاؤ پھر جنتی لوگ کثیر تعداد میں لوگوں
کو دوزخ سے نکال لائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی عتاب
میں عرض کریں گے اسے اللہ جن لوگوں کو جہنم
سے نکالنے کا حکم دیا تھا میں نے ان میں سے کسی کو
نہیں چھوڑا، اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا باؤڑ جس کے دل
میں نصف دینار کے برابر بھی نیکی ہو اس کو جہنم سے
نکال لاؤ جنتی لوگ پھر جائیں گے اور کثیر تعداد میں
لوگوں کو جہنم سے نکال لائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں عرض کریں گے اسے ہمارے رب جن
لوگوں کو تو نے دوزخ سے نکالنے کا حکم دیا تھا ہم

مِنْ لَدُنِّهِ أَجْرًا عَظِيمًا قَيِّقُولُ
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَشَقَّقَتِ الْهَلَكَةُ
 وَتَشَقَّقَ الْقَرِييُونَ وَتَشَقَّقَ الْمُؤْمِنُونَ
 وَتَحْمُزُ بَنِي لَآ أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
 قَيِّقُولُ قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامِ
 قَيِّقُولُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَغْمُرُوا
 خَيْرًا أَكْثَرَ فَكَذَّبُوا حَمْدَ مَا
 قِيلَ فِيهِمْ فِي سَمَاءٍ فِي قَوْمٍ عَنِّي
 يُقَالُ لَهُ تَهْدِ الْحَيَاتِ قَيِّخُرُجُونَ
 كَمَا تَخْرُجُ الْعَبَّةُ فِي حَمِيلِ
 السَّيْلِ أَلَا كَرُودُهَا تَكُونُ إِلَى
 الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ
 إِلَى الشَّيْءِ مِنْهُ أَصْفَرُ وَأَحْيَرُ
 وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى السَّيْلِ يَكُونُ
 أَتَمُّ قَتَلُوا يَا دَسُؤُونَ اللَّهُ
 مَا كُنْتُ تَزْعِي بِأَلَدِ دِيَةِ
 قَتَلُ قَيِّخُرُجُونَ كَالْثَوَلُ فِي
 رِكَابِهِمْ لَخَرَّ قَتَلُ يَخْرُجُهُمْ
 أَهْلُ الْجَنَّةِ هَلْ كَلَّمَ عَنْتَهُ
 اللَّهُ الَّذِينَ كَذَّبَهُمْ اللَّهُ
 الْجَنَّةُ بِغَيْرِ عَمَلٍ مَلُوءُ
 وَلَا خَيْرَ كَرَمُؤُهُ ثُمَّ يَقُولُ
 ادْعُوا الْجَنَّةَ قَتَلُ وَأَيْتُهُمْ
 قَتَلُكُمْ قَيِّقُولُونَ رَبَّنَا
 أَغْطِئْنَا مَا لَمْ نَغْطِ
 أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ قَيِّقُولُ
 لَكُمْ عَشْرُونَ أَفْضَلُ مِنْ
 هَذَا كَيِّقُولُونَ يَا مَا بَيْنَنَا
 آتَى شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا

نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ پھر
 فرماتے گا جس شخص کے دل میں تم کو ایک درہ کے
 برابر بھی نیکی ملے اس کو جہنم سے نکال لاؤ، جنتی
 لوگ پھر بائیں گے اور جہنم سے بہت رُسی نداد
 میں خلقِ خدا کو نکال لائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
 میں عرض کریں گے اسے اللہ اب دوزخ میں نیکی
 کا ایک درہ بھی نہیں ہے۔

حضرت اسماعیل خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 اگر تم میری اس بیان کو وہ حدیث کی تصدیق میں کرتے
 تو زَن کریم کی اس آیت کو پڑھو: (ترجمہ) زاریب متد
 نال ایک درہ کہے برابر بھی کسی کے ساتھ زیادتی
 نہیں فرمائے گا، اور جس شخص نے ایک سو بھی کی موت
 اس کو دنا کر دے گا اور اپنے پاس سے اظہیر
 عطا فرمائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے گا فرشتے
 انبیاء اور تمام مسلمان شفاعت کر کے فارغ ہو گئے۔
 اب گناہگاروں کے لیے سوائے ارم الراحمین کے کوئی باقی
 نہیں رہا، پھر اللہ تعالیٰ ایک معنی پھر کہ دوزخ میں سے
 ان لوگوں کو نکال لے گا، جہنم سے اصل کوئی نیکی
 نہیں کی جوگی اور وہ لوگ جل رہے کو کلمہ جو چکے ہو گئے
 اللہ تعالیٰ کو جنت کے دوزخ پر آب حیات کی نہر
 میں نال دے گا ورنہ اس نہر سے اس طرح تروتازہ
 نکل کر نہ ہوں گے جیسے سیلاب کی مٹی میں سے
 دھڑلک پڑے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو دانہ
 پتھر یا درخت کے پاس آفتاب کے رُخ پر ہوتا ہے
 وہ زرد یا سبز رنگ کا پروا بن جاتا ہے جو دھڑلے
 کی جانب ہوتا ہے اس کا پروا سفید رنگ کا ہوتا
 ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ تو زرعی معاملات
 کو اس طرح بیان فرماتے ہیں جیسے آپ جنگوں میں
 جانور چلاتے رہے ہوں، آپ نے مسلسل کلام

كَيْفَ قَوْلُ رَحْمَتِي فَلَا تَسْخَطُ
عَلَيْكَ بَعْدَ مَا أَبَدَا

بہاری رکھتے ہوئے) فرمایا وہ لوگ اس نہر سے پانیوں
کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے اور ان کی گردلوں
میں سونے کے پٹے پٹے ہوئے ہوں گے
جن کی وجہ سے ان جنت میں پہچان میں گئے اور
ان کے بارے میں کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ
تعالیٰ نے بغیر کسی نیک عمل کے جہنم سے آزاد کر
دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے یہ اللہ
تعالیٰ ان سے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ اور
جس چیز کو تم دیکھو گے وہ تمہاری ہو جائے گی، وہ
لوگ کہیں گے سے ہم سے رب تو نے تم کو کچھ
عطا فرمایا ہے جو جہان دلوں میں سے کسی کو عطا نہیں
فرماتا۔ تم تمہارے فرمائے گا میرے پاس تمہارے
یہ اس سے افضل چیز ہے وہ لوگ کہیں گے
ہمارے رب وہ کیا چیز ہے، اللہ تعالیٰ سے فرمائے گا
میری رضا، اس کے بعد اب میں تم سے کچھ ناراض
نہیں ہوں گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہم اپنے رب کو
دیکھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: جب صلح صاف ہو تو کیا تمہیں سورج کو
دیکھنے میں کرنی و شوریٰ پیش آتی ہے، ہم نے
عرض کیا ہیں، اہم مسلم فرماتے ہیں باقی حدیث حسب
سابق ہے، البتہ اس سند کے ساتھ اس حدیث
میں یہ اضافہ ہے کہ جب اللہ ان مسلمانوں کو بخشش
دے گا جنہوں نے کفر کی ایک عمل نہیں کیا ہو گا تو
ان سے کہا جائے گا جنت میں جو کچھ تم نے دیکھا
یہ تمہارے لئے اور اس جتنا اور سے لو۔
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۳۶۳۰۔ قَالَ مُسْلِمٌ قَدْ أَتَى عَنِ عِيسَى بْنِ
حَقَّادٍ رُكْنَةَ الْمَضَرَّةِ هَذِهِ الْحَدِيثُ فِي مَسْأَلَةِ
وَقُلْتُ لَهُ أَحَدُكَ بِهَذَا التَّخْبِيئِ عَنْكَ رَأَيْتُكَ
تَمِيعَةً مِنْ كَيْفِ بْنِ مَعْبُدٍ فَقَالَ لَمْ تَعْلَمْ حَقِّكَ
لِعِيسَى بْنِ حَقَّادٍ أَحَبَّكُمْ إِلَيْكَ بِنُ سَعْدٍ
عَنْ تَحَارِيْدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
زَيْدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ زَيْدِ
بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
وَالْحَقُّ بَيْنَ رُكْنَتَيْ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّكَ فَتَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَتَرَى رَبَّنَا فَتَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَهْنَأُونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ
إِذَا كَانَ يَوْمٌ مَحْضُو قُلْنَا لَا وَنَسَلْتُ الْحَدِيثَ

ہیں کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ پل صراط ہال
سے باریک اور تلوار سے دیاں تیز ہے اور لپک
اور سند کے ساتھ یہ اضافہ نہیں ہے۔

— عَنْهُ لَقَدْ أَجْرُكَ وَهُوَ تَحْوِجُهُ بِمُشَدِّدٍ
حَفِصُ بْنُ مَيْسَرَةَ وَرَأَدَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِمُشَدِّدٍ
قِيلَ لَهُ وَرَأَدَ بِهِ قَدْ مَنَعَهُ فَيَقَالُ لَهُمْ
لَكُم مَّا آتَيْتُمْ وَمِنْكُمْ مَعَهُ فَكُلْ أَبْنُو سَعِيدٍ
بِالْحَدِيثِ بِدَعْوَى أَنَّ الْجَسَدَ أَذَى مِنَ الْفَتْرَةِ
وَأَحَدٌ مِنَ الشَّيْءِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ الْكَلْبِ
فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَ مَا لَمْ نَعْمِ أَحَدٌ مِنَ الْغَنِيِّ
وَمَا بَعْدَهُ فَأَكْرَبَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ .

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ زید بن اسلم رضی اللہ
عنه سے جس کچھ تغیر و تبدل اور محسوس بیوقوفی کے ساتھ ایک
سند سے یہی روایت منقول ہے۔

۳۶۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَرَأَ
جَعْفَرُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا
زَيْدُ بْنُ أَسْحَرَ بِإِسْنَادِهِمَا نَحْوُ حَدِيثِ حَفِصِ
بْنِ مَيْسَرَةَ قَرَأَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

اللہ تعالیٰ کی رویت میں اہل قبلہ کے مذاہب | علامہ نووی لکھتے ہیں:

اہل سنت کا مذاہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت عقلاً ممکن ہے محال نہیں ہے، اور اس پر اجماع ہے
کہ یہ رویت آخرت میں واقع ہوگی، اور مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کافر نہیں دیکھیں گے، اور اہل بدعت میں
سے معتزلہ، خوارج اور بعض مرجئہ کا مذاہب یہ ہے کہ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ
کی رویت عقلاً محال ہے، اور ان کا یہ قول خطا و گمراہی اور جہل فہم ہے، کتاب اور سنت کے دلائل اور صحابہ
اور ان کے بعد انبیاء امت کا اس پر اجماع ہے کہ مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کی رویت آخرت میں واقع ہوگی
اور بیس سے زیادہ صحابہ سے اس نوع کی احادیث مروی ہیں۔
اہل حق کا مذاہب یہ ہے کہ رویت ایک وقت سے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کرتا ہے، اس کے
لیے شفاعت بھری کا اعطاف کرتا اور مری کا دیکھنے والے کے ہاں مقابل ہونا شرط نہیں ہے، البتہ ہم جو ایک
دوسرے کو دیکھتے ہیں اس میں یہ چیز اتفاقاً ہائی باقی ہے لیکن یہ شرط نہیں ہے اور حبیب مومن اللہ تعالیٰ
کو دیکھیں گے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا مقابل جہت میں ہونا لازم نہیں آئے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اب ہمیں
دیکھتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ، ہمارے ہاں مقابل ہو۔
اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے پر حسب ذیل آیات دلالت کرتی ہیں:

وجوه یومئذنا حضرت الی ربھا فاطرة۔
(قیامت ۲۲۱)

کلا السعدین من بعد یومئذنا لم یحسبون
(مصطفین ۱۵۱)

اور کفار کی آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دہانے سے عروجی حسرت اور عذاب تب ہی ہو سکتی ہے جب مسلمان کو حشر میں اللہ تعالیٰ بنا دیکر کفار کے سارے دنیاوی مظاہر لے۔

ان احادیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ مسلمانوں کی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار وہاں ہو گا جہاں وہ مسلمان بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے۔ در آخرت میں دیکھ سکیں گے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دنیا میں انھیں فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات مانی سے اور فانی مرنے والے انھوں سے باقی کا صلوہ نہیں دیکھا جاسکتا۔ در آخرت میں مسلمان بھی جہنم میں پیشہ مانی رہیں گے اور ان کی آنکھیں جی مانی رہیں گی۔ تر شاکی انھوں سے باقی کا صلوہ دیکھ سکیں گے۔ دوسرے جہنم میں اللہ تعالیٰ نے آخرت سے پہلے اپنی عسکری سے باقی کا صلوہ دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ ان لوگوں کی آنکھیں دنیا کی عسکر میں اور جہنم کی آنکھیں بقا کی نظر میں۔

اللہ تعالیٰ کا کسی صورت میں تجلی فرمانے کا بیان | حدیث نمبر ۴۶۲ میں ہے اللہ تعالیٰ پہلے ایک صورت اور کہیں گے کہ تو مالا رب نہیں ہے۔ ہر ایک صورت میں غلام ہو گا۔ مسلمان پہچان میں لے۔

شروع میں منافقین مسلمانوں کے ساتھ نہال رہیں گے اور مسلمانوں کو اپنے بے ڈھال باپیں گے جس طرح وہاں یہ معمول تھا بعد میں حوض کوثر پر منہ لٹکی چھائی کر دی جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقاً سے نار و روم و روم فرما کر انھیں مسلمانوں سے الگ کر دیں گے۔ اس وقت ہر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ ہزاروں الیوم ایھا المجدھون "اے مجاہد آج علیحدہ ہو جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کا پہلے ایسی صورت میں ظاہر ہوا جس کا مضمین نہ کر دیں درود مارا، ایسی صورت میں ظاہر ہون جس صورت کو دیکھ کر مومن اس کو رب مانیں۔ اس کی تشریح کے لئے میں نے بیان کیا کہ مسلمان پہلے کہ یہ متغایات میں سے تھے ہم اس حدیث پر ایمان لائے ہیں اس کے منشاء اور مضامین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مغروس کرنے میں اور منہ خسران میں سے قاضی ہوا جس وقت وہ اس کی یہ ترجمہ کرے کہ سبلی صورت میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کی صورت چیت کرے گا جس صورت سے اس کے حادث اور مخلوق ہونے کے آثار ظاہر ہوں گے۔ اس سے مومنین اس صورت کو دیکھ کر کہہ دیں گے یہ ہمارا رب نہیں ہے بعد میں اللہ تعالیٰ اس پر اپنی باب صفت منسلک فرمائے گا اس صفت کو حدیث میں صورت سے جبریل سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ شکل در صورت سے پاک ہے اور یہ ایسی صفت ہو گی جو محذوفات کی صفات میں سے کسی صفت کے متبادل ہو گی اور وہ میں ہر آثار و حدود ظاہر ہوں گے اس لیے اس صفت کی تجلی کو دیکھ کر تمام مسلمان یکساں کہیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے کہ ان کا اعتقاد ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کر لی ہے جس سے ہر جب

وہ ایک بے مثل سعادت اور تجسس کے توڑ پہچان نہیں سکے کہ یہ جماعاً سب سے بہتر۔

حافظ مسندانی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا پہلی بار جو صورت نظر آئے گی اس میں تباہی کی ایسی برائیاں نظر آئیں گی جیسی دہشت ناک ہوں گی ان اعدوں نے کبھی دنیا میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ اس سے وہ کہیں گے کہ ہم اس سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں اس کے بعد جو صورت نظر آئے گی اس میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی تجلیات ہوں گی جن کو دیکھ کر ان کا خوف اور دہشت دور ہو جائے گی اور یہی وہ صورت ہے جس کو "کشف ساق" (پنڈلی منکشف کرنا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے بے مثال لطف و کرم کی تجلیات دیکھیں گے تو بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ یہی ہمارا رب ہے یہ جس ممکن سے کہ پہلی صورت میں مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ یہ بات پیدا کر دے کہ یہ صورت اہل کربا نہیں ہے اور وہ اپنے دہشت سے نسا کہ وہیں در دوسری صورت واجب نظر آئے جو وہ اہل جنت سے کا جملہ جو تو اللہ تعالیٰ ان کے دل میں یہ بات پیدا کر دے کہ وہ واقعی ان کا رب ہے اور وہ اپنے دہشت کی بنا پر کہیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا عرش میں دیدار بھورا سخاں مرقا اور جنت میں دیدار بھورا انعام ہوگا۔

شفاعت کا اثبات اور موعودین کو درج

سے نکالنے کا بیان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت میں سے جسے چاہے گا اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا اور اہل جہنم میں سے جسے چاہے گا جہنم میں داخل کر دے گا۔ پھر فرمائیے گا دیکھو جس سے دل میں رنج کے ایک دانہ کے برابر بھی بیان ہو اس کو جہنم سے نکال دو پس وہ لوگ جہنم میں سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ ان کا جسم جل کر کوئلہ ہو چکا ہو گا پھر اس کو آب حیات کی نہر میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس نہر میں اس طرح تروتازہ ہو کر نکلتا شروع ہوں گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ والی مٹی میں سے ندی مائل ہو کر آگ پڑتا

بَابُ اثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَ اخْتِدَارِ

الْمَوْجِدِينَ مِنَ النَّارِ

۳۶۵۔ وَ حَدَّثَنَا هَرُونَ بْنُ سَعِيدٍ لَا يَتَّبِعُ قَالُوا
أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ
عَبْدِ رَبِّهِ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَدْخُلُ اللَّهُ أَهْلَ نَجْمَةٍ نَحْمَةً يَوْمَ حُلِّ
مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَ يُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ
النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي
قُلُوبِهِمْ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ حَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَخَرِّجُوهُ
كَيْفَ تَرَجُّوْنَ مِنْهَا حَتَّى تَقْدُ مُتَحَسِّنُونَ قَبْلَ تَلْقَاؤِ
فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ وَ الْحَيَاءُ قَبْلَ تَلْقَاؤِ فِيهِ كَمَا تَلْبِثُ
النَّجْمَةُ إِذَا جَانِبَ شَيْءٍ كَمَا تَرَوْنَ هَآكِيفَ تَخْرُجُ
صَفَرَاءَ مُلْتَوِيَةً

۳۶۶۔ وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

امام مسلم ایک اور نہ ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ

اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔
یہ ہے کہ پہلی روایت میں دانہ اُگنے کا ذکر تھا اس میں
کرڑا کرکٹ کے اُگنے کا ذکر ہے۔

كَأَعْقَابَ قَالَ تَاوَهُيبُ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ
الْأَسَدِ قَالَ تَاوَهُيبُ وَبُكَ عَنْ أَبِي
يَعْلَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ
الْقَيْسِيُّ عَنْ بَنِي تَمِيمٍ عَنْ لَهْ الْأَعْيَانِ وَبُكَ يَكْفِي
فِي مَدِينَةِ حَالٍ كَمَا تَبَيَّنَتْ مُعْتَمِدَةً فِي حَالٍ
الْحَيْثُ وَفِي حَدِيثٍ وَهَيْبٌ كَمَا تَبَيَّنَتْ مُعْتَمِدَةً فِي
حَيْثُ وَحَيْثُ تَبَيَّنَتْ

۳۷۷۔ وَحَدَّثَنَا شَيْخُ بَصْرَةَ عَنْ أَبِي
كَانَ تَابِشَرَ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مُسْلِمَةَ
عَنْ أَبِي نَصْرَةَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَهْلُ الْبَيْتِ بِأَنْبِيَاءِ هَذِهِ هُمُ الَّذِينَ هُمُ
يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ رَأَى أَمْرًا
الْبَارِئُ مِنْهُمْ هَذِهِ هِيَ الْوَحْدَةُ هَذِهِ
تَلَا مَامَةً حَتَّى رَأَى دُرُودًا فَخَرَّ سَاجِدًا
بِاسْتِغْفَارٍ فَجَعَلِي بِهِمْ صَبْرًا وَصَبْرًا قَبِيضًا
عَنِ النَّهَارِ لِحَبْرَةٍ لَمْ يَلِدْ أَهْلُ الْبَيْتِ
فَيُصْبِرُوا عَلَيْهِمْ قَبِيضَةً كَبَارَةً لِحَبْرَةٍ لَمْ يَلِدْ
فِي حَيْثُ السَّيْلِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَتْ
فِي الْبَنَاءِ دِيَّةً

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنہوں
سے جو لوگ کاڑ اور ستک ہیں وہ نہ تو جہنم میں نہیں گئے
اور نہ ہی زندگی کا عذاب پہنچے گا ان کے لئے جہنم کی جگہ ایسے
میں گئے کہ جن کراں کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں
ڈالا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان پر رحمت طاری کرے گا
یہاں تک کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے پھر جب ان کی
کی حالت سُرگ تو ان کو گرہ و درگروہ بلایا جائے گا اور
انہیں جنت کی سرداروں میں ڈال دیا جائے گا جو لہجہ
سے کہا جائے گا ان پر الیٰ زانوس کے سبب دھاس
طرح نہ دناؤہ کرکٹ اور اسے ہوں گے جیسے پانی
کے ہاف سے اُنے دی گئی ہیں دانہ سرسبز و شاہاب
موکر علی آنا سے یہ نہ کرکٹ میں سے ایک شخص نے
لگا کر لگتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنگل میں رہتے ہوں۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ حضرت
ابو سعید خدری کی یہی روایت منقول ہے مگر اس میں دانہ کے
اگل پڑنے تک کا ذکر ہے۔

۳۷۸۔ وَحَدَّثَنَا تَنْبُكُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ
نَسَائِهِ عَنْ زَيْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ تَابِشَرَةُ
عَنْ أَبِي مُسْلِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَصْرَةَ عَنْ أَبِي
مُسْعَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دَعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِنْ قَوْلُهُ فِي حَيْثُ
السَّيْلِ وَالْطَّرِيقِ كَرُمًا بَعْدَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ لُحَيْشٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ

بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهَنْظَلِيُّ يَكْنِيهِمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ
عُثْمَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَبِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ
أَحَدًا أَهْلَ النَّارِ خَيْرَ دُجَاةٍ مِنْهَا وَخَيْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
دُجُورَاتِ الْجَنَّةِ رَجُلٌ يَخْذُلُ بَرٍّ مِنْ لَدُنِّ رَحْمَتِي
فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ رُدِّ هَبْ فَادْخُلِ
الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُعْتَبِلُ رَكْبَةً أَهْلُهَا مَلَايَ
فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَايَ فَيَقُولُ
لَهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ رُدِّ هَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ
فَيَأْتِيهَا فَيُعْتَبِلُ الْيَتِيمَ أَهْلُهَا مَلَايَ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ
يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَايَ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ رُدِّ هَبْ
فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِنْهُ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَهْلِهَا
أَوْ إِنْ لَكَ عَشْرَةٌ أَوْ مِثَالُ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ
أَلَسْتُ خَيْرِي وَأَوْ تَضَعُ يَدِي وَأَنْتَ تَمْلِكُ وَقَالَ
لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَمِثْلَكَ حَتَّى نَدَتْ نَوَاجِدُهُ قَالَ فَكَانَ
يُقَالُ ذَلِكَ أَذَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً

۳۷۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِوبَ بْنُ سَبِيَةَ وَابْنُ
كَرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ كَرَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ يَوْمَ دُبَيْهِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عَبِيدِ اللَّهِ وَكَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَهْلَ النَّارِ
خَيْرَ دُجَاةٍ مِنْهَا وَخَيْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فَيَقُولُ لَهُ الْهَنْظَلِيُّ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَدْخُلُ
فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا
الْمَتَارِيلَ فَيَقُولُ لَهُ أَمَّا كُرُورُ مَا لِي بِذِي سُنَنِ
فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقَالُ لَهُ لَمَنْ فَيَتَمَتَّى فَيَقُولُ
لَهُ لَكَ لَوْ نِي سَمْعِي وَعَشْرَةَ أَصْعَافِ الدُّنْيَا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یقیناً
معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم میں سے کون
نکلے گا اور سب سے بد جنت میں کون داخل ہوگا
ایک ایسا شخص ہوگا جو کہ لوگوں کے بل گھسٹا
سوا جہنم میں سے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے گا یا جنت
میں داخل ہو جا، جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو
وہ یہ سمجھے گا کہ جنت بھر چکی ہے وہ واپس لوٹ گیا
اور اللہ تعالیٰ اس سے عرض کرے گا اے میرے
سب جنت تو بھر چکی ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتے گا
یا جنت میں داخل ہو جا، وہ مائے گا اور پھر اس کا خیال
یہ ہوگا کہ جنت تو بھر چکی ہے وہ واپس لوٹ گئے گا اور اس
کرے گا اے میرے رب میں نے تو جنت کو بھرا ہوا
یا اے اللہ تعالیٰ فرماتے گا یا جنت میں داخل ہو
سمجھے جنت میں دنیا اور اس کی دس گنا جگہ مل جائے گی وہ
شخص عرض کرے گا اے اللہ تو ایک ذکر مجھ سے
مذاق کرتا ہے حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں میں نے
سورقہ پر غصہ کر رہا تھا کہ آپ کی مبارک
راہ میں لا رہا ہوں پھر حضور نے فرمایا یہ ایک جنتی کا سبب کم رہا ہے
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس
شخص کو یقیناً مائے گا جس کو سب سے آخر میں
دوزخ سے نکال دیا جائے گا وہ شخص کہ لوگوں کے
بل گھسٹتا ہو جہنم سے نکلے گا اس شخص سے کہا جائے
”چلو جنت میں داخل ہو جا“ وہ جنت میں جا کر دیکھے گا
کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں اس
شخص سے کہا جائے گا کہ کیا تیں وہ وقت بار ہے
جسے گذار کر آئے ہو وہ اثبات میں جواب دے گا
پھر اس سے کہا جائے گا کہ تیرا وہ تیرا کرے گا
پھر اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جنت کی ہے وہ

مَا يَتَّخِذُهَا وَلَا اسْتَبْطَلُ بِغَيْبِهَا لَا اسْتَبْطَلُ
عَبْدُكَ فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ كُنْ تَحْتَ
أَذَى لَكَ لَيْسَ لِي غَيْرُهَا فَيَقُولُ لَيْسَ لِي
أَذَى بَيْنَكَ مِنْهَا لَيْسَ لِي غَيْرُهَا
فَيَقُولُ هَذَا كَذِبٌ يَسْتَنْبِطُكَ عَلَيْهِ
وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْبُدُكَ بِأَمْرٍ بَسْوَى
مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْكَ فَيُذْنِبُ مِنْهُ
فَيَسْتَبْطَلُ بِغَيْبِهَا وَلَا يَشْرِبُ مِنْ
مَا يَتَّخِذُهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ شَجَرَةً يَتَّخِذُهَا
بَابُ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنْ أَذَى لَيْسَ
فَيَقُولُ أَيْ رَبِّتِ أَذَى لِي مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ لَا اسْتَبْطَلُ بِغَيْبِهَا وَلَا يَشْرِبُ
مِنْ مَا يَتَّخِذُهَا وَلَا اسْتَبْطَلُ غَيْرُهَا
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ كُنْ تَحْتَ
أَذَى لَكَ لَيْسَ لِي غَيْرُهَا فَتَلْبَسُ
رَبِّتِ هَذِهِ لَا اسْتَبْطَلُ غَيْرُهَا وَلَا يَشْرِبُ
تَعَالَى يَعْبُدُكَ بِأَمْرٍ بَسْوَى
مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْكَ فَيُذْنِبُ مِنْهُ
أَذَى لَكَ مِنْهُ فَيَسْتَبْطَلُ بِغَيْبِهَا
الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّتِ أَذَى لِي
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَتَّخِذُهَا
مِنْكَ أَيْزُ صَبْرِكَ أَنْ أُغْطِيكَ الدُّنْيَا
وَمِنْ ذَلِكَ مَقْعَدًا فَيَقُولُ يَا رَبِّ
أَتَسْتَهْزِئُ بِي وَ أَنْتَ تَرَبِّتُ
الْعَالَمِينَ فَتَضَعُكَ بَيْنَ مَشْعُورٍ وَقَالَ
أَلَا تَسْتَبْطَلُ بِي مِنْهُ أَضْحَكَتْ فَتَلْبَسُ
مِنْهُ فَتَضَعُكَ فَتَقُولُ هَكَذَا صَحِيحٌ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَتَقُولُ أَمَّا تَضَعُكَ بِأَرْسُولِ

سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوگا وہ شخص جس سے کہے گا
"اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب کر
دے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کروں اور اس کا پانی
پیوں اور اس کے بعد اب میں کوئی اور سوال نہیں
کروں گا" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم:
کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے کوئی
اور سوال نہیں کرے گا اور اب اگر میں نے تجھے
اس درخت تک پہنچا دیا تو پھر بھی تو مجھ سے کلام اور
سوال کرے گا؟ اللہ تعالیٰ پھر اس سے اس بات
کا عہد لے گا کہ وہ کوئی اور سوال نہیں کرے گا تاہم
اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ ممدود ہوگا کیونکہ وہ ایسی
ایسی باتیں کہے گا جن کے بغیر صبر نہیں ہو سکتا پھر
اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس درخت کے قریب کر دے گا
اور اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کا پانی پیے گا
پھر اس کو جنت کے دروازہ پر ایک درخت دکھایا
جائے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ حسین
ہوگا جو وہ شخص کہے گا: اے میرے رب مجھے
اس درخت سے قریب کر دے تاکہ میں اس کے
سایہ میں آرام کروں اور پھر اس کا پانی پیوں اور اس
کے بعد میں کوئی اور سوال نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ
فرمائے گا: اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے وعدہ
نہیں کیا تھا کہ تو اس کے بعد کوئی اور سوال نہیں کرے گا
وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں اس کے بعد کوئی سوال نہیں
کروں گا، اور اللہ تعالیٰ اس کو ممدود قرار دے گا کیونکہ وہ ایسی ہی باتیں
دیکھے گا جن پر انسان کو صبر نہیں ہو سکتا پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس درخت
کے قریب کر دے گا تاہم وہ اس درخت کے قریب پہنچے گا
تو جنتیوں کی آوازیں سنے گا وہ پھر عرض کرے گا:
اے میرے رب مجھے اس جنت میں داخل کر دے۔
اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے سوا اور

اللّٰهُ قَالَ مَنْ ضَعُفَ رَبِّ الْعَالَمِينَ
حَسِبَنَّ قَالَ أَلَسْتُمْ بِمُتَّقِينَ
رَبِّ الْعَالَمِينَ قَيِّقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَعِيرُ
مَوْلَاكَ وَلَكِنَّ عَلَى مَا أَشَاءُ وَقَادِرٌ

کو کیا چیز روک سکتی ہے کیا تو اس بات پر راضی ہے
کہ میں تجھے ایست میں، دنیا اور اس جتنی اور جگہ سے
دوں، وہ شخص عرض کرے گا اسے میرے رب
تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو رب العالمین
ہے، یہ حدیث سننا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہنس
پڑے پھر آپ نے حدیث سننے والوں سے
کہا تم نے مجھ سے بوجھائیں میں کیوں ہنساؤں
نے کہا "تو شیے آپ کیوں ہنسے" حضرت عبداللہ
بن مسعود نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
یہ بات فرما کر ہنسے تھے صحابہ نے پرچا یا رسول
اللہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں۔ آپ نے فرمایا
اللہ تمہارے لئے ہنسے کی وجہ سے جب اس شخص
نے یہ کہا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ
تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
میں مذاق نہیں کرتا لیکن میں سرچیز پر قادر ہوں
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جنتوں
میں سے سب سے کم درجہ کا شخص وہ تو گا جس کا
چہرہ اللہ تعالیٰ جہنم سے جنت کی طرف پھیر دے گا اور
اس کے لئے ایک سایہ دار درخت بنا دے گا اور
شخص کہے گا اسے میرے رب مجھے اس درخت
کے قریب کر دے تاکہ میں اس کے سایہ میں ہوں
امام مسلم فرماتے ہیں اس کے بعد حدیث سابق کی نقل
ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اسے بن کر
تیری آرزو دوں کو کیا چیز ختم کر سکتی ہے... اور
میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے گا فلاں
فلاں چیز کی تناکر اور جب اس کی آرزو ختم ہو
جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ آرزو میں ابھی
پوری کر لو اور ان کی مثل دس گنا اور سے دیکھ

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كُنَّا عِنْدَ
بْنِ أَبِي لَكْبَرٍ كُنَّا نَسْتَعِيرُ بَنِي مُصَافِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
أَبِي صَالِحٍ عَنْ الْغَنَابِيِّ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى أَدْنَى أَهْلِ جَنَّةٍ مَنْزِلَةً
رَجُلٌ صَوَّرَتْ لَهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّفَارِ قَبْلَ بُحْتِ
وَمَشَرَتْ لَهُ فَبَعْدَهُ دَابَّ طَرَفٌ فَقَالَ آفَى رَأَيْتَ
قَدِ مَرَّ بِي هَذَا فَاسْتَجِدَّ بِي كَوْنُ بِي جَنَّتَهُ وَ
سَأَلَ الْخُدْرِيَّ بِمَنْ هُوَ حَدِيثُ أَبِي مُسْعُودٍ وَكَانَ
يَذْكُرُ قَيِّقُولُ يَا أَبَتِ أَدْرِمَا تَقْضِي لِي مِنْكَ
إِلَى أَخِي لَعْدِيثٍ وَرَأَيْتُهُ وَيَذْكُرُ اللَّهُ
عَرَّ وَجَلَّ مَسْكَدًا وَكَذَلِكَ فَتَوَدَّ الْفَطْعَتِ
بِهِ لَمْ يَأْتِ قَالَ اللَّهُ عَرَّ وَجَلَّ هُوَ نَكَتَ
وَعَشَرَ ثُمَّ أَمَّا إِلَيْهِ قَالَ طَهَّرْ يَذْخُرُ نَيْتَهُ

وَلَكَّ مَا شَقَّتْ نَفْسُكَ وَكَذَّاتْ عَيْنُكَ
فَيَقُولُ رَضِيْتُ بِمَا كُنْتُ فَغَدَاهُ مَمْنُونَةٌ
قَالَ أَوْ تَبَيْتُ الَّذِينَ رَوَدَتْ عَنْهُ شُتْ
كَرَامَتُهُمْ بِمَدِينَةٍ وَخَشَمْتُ عَلَيْهَا قَلَمُ
تَرَعَيْنُ وَكَلَمْ تَسْمَعُ دُونُ وَكَلَمْ يَخْطُرَ عَلَى
قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ مَعَكَ أَقْبَى فِي كَيْتِ بِلَا
عَرَّ وَجَدَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَتَى الْخَيْفُ نَهْرُ
بَرُّ مُرَّةٍ أَغْنِي الْأَيَّامُ

درجہ ہو گا وہ کون لوگ ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا یہ وہ گروہ ہے جس کو میں نے پسند کر لیا اور
ان کی عزت و کرامت پر میں نے اپنے ہاتھ سے
مہر لگا دی اور ان کو وہ نعمتیں میں لگی ہیں کہ کسی
آنکھ نے نہ دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی
ذہن میں ان کا تصور آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ان نعمتوں کی تصدیق قرآن کریم کی اس
آیت میں ہے: مَا يَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا خَفِيَ لَهَا مِنْ
شَيْءٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ انہیں
نعمتوں کے لئے یہ کیا نعمتیں چھپائی ہوئی
ہیں؟

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ برسرِ منبر بیان
کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ
تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجہ کا جنتی کون شخص
ہے، اہم مسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حدیث
حسبِ حال ہے۔

۳۴۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ كَعْبِيْدُ اللَّهِ
رَأْسُ جَبْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَبْرِ قَالَ سَمِعْتُ
السَّعْدِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ لُمَيْزَةَ تَوْنُ شُعْبَةَ
يَقُولُ عَلَى لُمَيْزَةَ تَوْنُ مُوسَى هَبْنِي السَّعْدِيَّ
سَمِعْتُ اللَّهَ تَعَالَى عَنْ حَزْرٍ هَبْنِي لُمَيْزَةَ مِنْهَا
حَقٌّ وَنَاقَ الْحَدِيثِ بِتَحْوِ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یقیناً
جاتا ہوں سب کے بعد جنت میں کون شخص درجہ
ہو گا اور سب سے اخیر میں دوام سے کون شخص کا
ب نے فرمایا، ایک ایسا شخص ہو گا جس کو نبوت
کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جائیگا
اللہ تعالیٰ فرستوں سے فرمائے گا اس شخص
کے صغیرہ گناہ اس پر پھٹیں کہ وہ بکیرہ گناہ بھی
نہیں رکھو، چنانچہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کیے
جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں
دن فلاں فلاں کام کیا تھا، اور فلاں دن فلاں دن
کام کیا تھا وہ شخص اثبات میں جواب دے گا اور

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ لُمَيْزَةَ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا زَعْمُ عَنْ مَعْقُودٍ
بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي دَرْدَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ عَلَيْكُمْ
آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَخَوَلَا وَجَنَّةٍ وَاجِدَ هَدٍ
الْمَنْ خَرَجَ مِنْهَا رَجُلٌ يُؤَقِّدُ بِهِ كَوْمَ
الْقَيْمَةِ قِيَالُ أَغْرَضُوا عَيْنَهُ صِفَاءً دُؤُوبِ
وَأَرْفَعُوا عَنْ كِبَارِهِ هَذَا فَمَعْرَضَ عَلَيْهِ وَفَارَ
دُؤُوبِ قِيَالُ عَمِلْتُمْ بَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا
وَكَذَا وَعَمِلْتُمْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا
فَيَقُولُ نَعَمْ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تُنْكِرَ وَهُوَ
مُسَبِّحٌ قَوْلُ كِبَارِ دُؤُوبِ كَنْ تَعْرِضُ

تَلَكِبُهُ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّكَ مَكَانَ كُلِّ سَبْعَةِ حَسَنَةٍ
فَيَقُولُ رَبِّتَ فَتَدْعِمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا
هَاهُنَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ حَقِّ بَدَنَتِ نَوَاجِدُ

کہے گا کہ میں اپنے اندر ان کاموں سے انکار
کی سکت نہیں پاتا، اور وہ ابھی اپنے کبیرہ گناہوں
سے ڈر رہا ہوگا کہ ان کا حساب نہ شروع ہو جائے
اس شخص سے کہا جائے گا جانتے ہو گناہ کسے بدلے
میں ایک نیکی دی جاتی ہے، وہ شخص غصہ کرے گا
میں نے تو اور بھی بہت سارے گناہ کیے تھے جن
کو اس وقت مجھ پر ہمیشہ نہیں کیا گیا، حضرت ابوہریرہ
کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ فرما کر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ
آپ کی ڈاڑھیں نکال ہو گئیں۔

المسلم نے ایک اور سند بیان کی اوسے فرمایا
کہ اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح
منقول ہے۔

۳۷۶. وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ
وَدَوَّكِيَّةٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ
۳۷۷. وَحَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَابْنُ هُرَيْثٍ
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا زَيْدًا

۳۷۷. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ
بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ رُوَيْحَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ
رُوَيْحَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ
أَحْمَدَ بْنِ أَبِي الرَّبِّ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسَّارٌ عَنْ لَوْ رُوِيَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ
تَحْنُ يَوْمًا لَقِيمَةُ عَرُ كَدَّ وَكَدَّ نَصْرُ دُونَ
فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتَدْعِي زَيْدًا وَذَرْنَتْ
كَانَتْ لَقِيمَةُ الْأَوَّلِ مَكَانَ الْأَوَّلِ وَتَدْعِي زَيْدًا
بَعْدَ ذَلِكَ فَيَقُولُ مَنْ نَصْرُ دُونَ فَيَقُولُ مَنْ
نَصْرُ لَيْتَ فَيَتَحَقَّى لَهُمْ يَضْحَكُ هَكَذَا
فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ فَيَتَّبِعُونَ وَيُعْطَى كُلُّ إِنْسَانٍ
مِنْهُمْ مَبْرُوقٌ أَوْ مَوْ مِنْ شَوْرَةِ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ
وَعَنِ حَسْبِ جَهَنَّمَ وَلَا يَنْبَغُ وَحَسْبُكَ فَتَخْذُ مِنْ
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُطْلَقُ شَوْرَةُ اللَّهِ فَيَقِينُ شَوْرَةً
يَنْجُو شَوْرَةُ مَنُونٍ فَتَنْجِيهِ أَوَّلُ مَرْمُودَةٍ

ابو ہریرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے لوگ پوچھ رہے
تھے کہ نیکو مشرین لوگوں کا کیا حال ہوگا حضرت
جابر نے فرمایا کہ ہم عرصہ عشر میں تمام امتوں سے
جہنمی پر ہوں گے پھر باقی امتوں کو علی ستر تیب
ان کے تہوں کے ساتھ بلایا جائے گا، اس کے
بعد ہمارا رب جل جلالہ ان لوگوں کو بلوائے گا کہ ہم کس
کو دیکھ سکتے ہو، لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے رب
کو دیکھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہارا
رب ہوں لوگ کہیں گے کہ دراصل ہم کچھ کر دیکھ کر ہیں
اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہر جہنمی کو
حضرت جابر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق
جل پڑے گا اور تمام لوگ اس کے پیچھے چل پڑیں گے
اور ہر شخص کو ایک نور ملے گا خواہ وہ مومن ہو یا منافق
اور لوگ اس نور کے پیچھے چلیں گے میں شرط پر لکھتا

وَجُوهُهُمْ كَالضُّمَرِ لَيَّةٌ لَبِذًا سَتَبْعُونَ عَنْهَا
رُكْبَةً يَكُنُونَ خَلْفَهَا وَمِنْ يَمِينِهَا كَأَنَّهُمْ
يُخْبِرُونَ فِي السَّمَاءِ لَمَّا كُنْ لَكَ لَمَّا تَجِدُ شَفَعَةً
كَتَبْتُمْ مَنْ حَقِّ يُخْبِرُونَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ كَذَبَةٌ
إِذَا أَنَّهُ وَكَانَ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغَيْبِ مَنْ يَبْرُ
شَعْبِ بَرَّةً فَيُجْعَلُونَ يَدْنِ الْجَنَّةِ وَيُجْعَلُونَ
أَهْلُ الْجَنَّةِ ————— يَكُونُونَ
عَيْنِهِمْ أَسَاءَ حَقِّ يَنْبُتُوا كَمَا تَلَقَى
فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حَرَاكَةً ثُمَّ يَسْتَأْذِنُ
يُجْعَلُ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشْرَةٌ أُمُورًا مَعَهَا.

اور انکھ کے چہرے ہوں گے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے
یا سے گارہ لگائے گا وہ بھی گئے پھر سنا نقیص کا
نور جو جہنم کا اور مومنین نجات پائیں گے۔
نجات پانے والے مسلمانوں میں سے جو پہلو گروہ
ہو گا ان کے چہرے چروہوں کی سات کے چاند کی طرح
چمک رہے ہوں گے یہ گروہ ستر ہزار افراد پر مشتمل ہو گا
اور یہی وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں
داخل ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد جائیں گے
ان کے چہرے سب سے بدترین حالت کے
طرح ہوں گے اس کے بعد شفاست تہذیب نوگ
در سلما شفاست کریں گے حق کو حق و گروہ سے
غیب رہا ہو گا در کب تو کے برابر بھی کرنی ہوگی
ن ہوگی ان کو فخر سے نکال کر جنت کے
ساتھ سے ڈال دیا جائے گا پھر جنت سے اس
پان کے چھٹے ڈالیں گے جس سے وہ اس طرح
تہذیب رہا رہیں گے جسے سیلا سے پاؤں
میں ہیں سے دانہ ایک ایک تہذیب سے ہیں
کے آنا جاتے ہیں گئے پھر ان سے اس کی جہنم
پر بھی ملے گی اور ان کو دیا رہا اس سے دس گنا
فائدہ علاقہ جنت میں دے دیا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں
کچھ لوگوں کو جہنم سے رکاب کرست میں داخل رہا۔

عابدین زید کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار
سے پوچھا کیا تم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ عنہ سے یہ روایت سنا ہے کہ ان کے
شفاعت کے سب کچھ لوگوں کو جہنم سے نکال

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرَانَ إِذَا شَمِعَ كَذِبًا
سَقَى رُبُّهُ مَدِينَةً عَلَى عَمْرٍ وَانْ حَارِبًا مَدِينَةً
مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَدَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنْ
النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

۳۷۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَ عَمْرٍ وَابْنُ وَبْنِ
حَارِبٍ أَنَّ عَمْرٍو حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَدَ يُخْرِجُ نَاسًا

مِنَ النَّاسِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ لَقَدْ

۳۸۰ - حَدَّثَنَا حَجَّابُ بْنُ اسْتَبْرِقَةَ قَالَ سَمِعْتُ
أَحْمَدَ بْنَ بَيْرُتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا كَيْسٍ بْنَ سُلَيْمٍ الْقَنْدَرِيَّ
قَالَ حَدَّثَنِي سِيرِيذُ الْفَقِيرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنْ قَوْمًا يُهْرَجُونَ مِنْ أَرْضٍ يَخْتَرِقُونَ فِيهَا
الْأَذْيَاتِ دُجُوهُمْ حَتَّى يَدْخُلُوا

الْجَنَّةَ .

۳۸۱ - وَحَدَّثَنَا حَجَّابُ بْنُ اسْتَبْرِقَةَ قَالَ سَمِعْتُ
بُزْجَ بْنَ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي
يُؤُوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نَعْفِيٍّ قَالَ كُنْتُ فِي
شَقَقِي دَائِي مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْتُ فِي
عَصَابَةٍ دَوِي عَنَّا دُرَيْدُ بْنُ رَجَاءٍ شَدَّ ثَوْبَهُ
عَلَى اسْتِيسَ قَالَ فَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ قَرَأَ هُوَ قَدْ كَرَأَ الْجَهَنَّمِيْنَ قَدْ كُنْتُ
لَدَا صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ مَا هَذَا لَدَى مُحَمَّدٍ
وَاللَّهُ يَقُولُ رَأَيْتُ مَنْ كُنَّ خِلَائِفَتُهُ فَتَدَّ
تَحْذِيرُهُ .

وَكُلُّ مَا أَرَادَ وَأَنَّ يَخْرُجُوا مِنْهَا
أَعْيُودًا فِيهَا قَتْلٌ هَذَا رَأْيُ الْخَوَارِجِ
قَالَ فَكُنْتُ أَنْفَرُ النَّاسِ قُلْتُ كُنْتُ كَعْدُ قُلْتُ
فَهَذَا سَمِعْتُ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقِدِّي يَنْفَعُهُ اللَّهُ فِيهِ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ مَقَامَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُودُ الْقِدِّي يُخْرِجُ
اللَّهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ كُنْتُ نَعْتُ وَهُوَ هَذَا
وَمَرَّ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَآخِثٌ أَنْ لَا أَكُونَ

کر جنت میں داخل کر دے گا انہوں نے کہا ہاں !
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ
جہنم سے نکل کر جنت میں ایسی حالت میں داخل ہوں گے
کہ چہرے کے سوا ان کا سارا جسم جل چکا ہو گا۔

یزید بن نعفیہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خواہش
کی کہ اس سے کچھ کہہ کر بے اختیار گناہ کبیرہ کا مرتکب
میں جہنم میں سے نکل کر جنت میں داخل ہوں !
معاذ اللہ کہ اس کا ارادہ نہ کرے کہ اس کا ارادہ نہ کرے
جو کہ اس کے دل میں مسک کی تبلیغ کر رہا ہے !
یہ کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما مسجد نبوی کے ایک سلسلہ کا
سہارا بنے ہوئے ہیں اور حدیث بیان کر رہے ہیں
اور لوگوں کی ایک کثیر جماعت اس حدیث کو سن رہی
تھی ! اچانک حضرت جابر بن عبد اللہ نے جہنیوں
کا ذکر کیا میں نے ان سے کہا اسے کمال رسول !
یہ آپ کی حدیث بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ تفریق
فرمائے ! (ترجمہ) : اے رب جس شخص کو تو نے جہنم
میں داخل فرمایا اس کو سوا کر دیا ! اور فرمایا ہے کہ
جب جہنمی دوزخ سے نکلے گا ارادہ کریں گے
ان کو دوبارہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا !

آپ ان آیات کے خلاف کیسے حدیث بیان
کر رہے ہیں ! حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :
کیا تم نے قرآن کریم پڑھا ہے ؟ میں نے کہا
ہاں ! انہوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن کریم میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام پڑھا ہے

أَحْفَظُ دَالَةَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ دَرَعَ عَنْهُ
قَوْمًا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَثَارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا
فِيهَا قَالَ يَعْنِي بَنِي نَعِيمٍ فَيَخْرُجُونَ كَانَهُمْ
عِيدٌ أَسْمَاءُ قَالَ قَبْلَ خُلُوعِ نَهْرٍ أَمِنْ أَنْهَارِ
نَجْدَةٍ فَيَعْتَسِلُونَ فِيهِ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ
أَنْفَرَاهِيْسُ فَيَرْجِعُونَ وَكَلَّتْ وَيَحْكُمُ أَكْرَدُونَ
الشَّيْءُ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا دَانِيَةً
تَعْرِجُ مِنَّا حَتَّى نَرَى مَا يَجُودُ حَتَّى نَكُنْ
أَبْنَاءُ نَعِيمٍ -

جس مقام پر آپ کو مبعوث کیا جائے گا۔ میں نے کہا
ہاں۔ انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام
وہ مقام محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب
سے اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو وجہ سے جہنمیوں
کو جہنم سے نکال دے گا نیز یہ فقیر نے کہا پھر
انہوں نے پل ملا اور درگاہوں کے اس پر گذرنے
کی کیفیت کو بیان کیا۔ نیز یہ نے کہا میرا بیان ہے
کہ میں اس تذکرہ کو اچھی طرح یاد نہیں رکھ سکتا تاہم انہوں
نے یہ فرمایا کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد کچھ ٹک
جہنم سے نکل آئیں گے۔ ابو نعیم نے کہا وہ لوگ جہنم
سے اس حالت میں نکلیں گے جیسے آپسوں کی جل
ہوئی لکڑیاں ہوتی ہیں۔ پھر لوگ جنت کی بہروں
میں سے کسی نہریں داخل ہوں گے اباس میں
فسس کریں گے اور پھر اس نہر سے کاغذ کی طرح سفید
ہو کر نکلیں گے۔ یہ حدیث من کہ ہم وہاں سے گئے
اور ہم نے آپس میں کہا افسوس ہے تم لوگوں پر
یعنی خارجی لوگوں پر کیا تھا لوگ ان یہ سب کہ یہ
ستین رسول تھے اللہ علیہ وسلم کی طرف قبولات
منسوب کر سکتے ہیں۔ جہاں پہ رسول ابو نعیم کے سوا
ایک شخص کے یہ حدیث من کہ سب لوگ عاجلوں کے
مقام سے تائب ہو گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا
وہی جسم سے نکال کر لندہ تانی کی بارگاہ میں پیش کیجے
جائیں گے۔ ان میں سے ایک شخص جہنم کی طرف دھج
کر کہے گا اے میرے رب اتوئے مجھے اس
سے نکال ہی دیا تو اب دوبارہ اس میں ڈوڑنا چاہتا ہوں
اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نجات دے دے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرنے

۳۸۲ - حَدَّثَنَا هَذَا ابْنُ كَبْدَةَ الرَّدِّيُّ قَالَ قَالَ
خُصَامُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ
أَسْبَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ أَوْ بَعْضُهَا
كَيْفَ ضُوءٍ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ
كَيْفَ لَأَيِّ رَبٍّ إِذَا أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعَذِّبُنِي
فِيهَا فَيُنَجِّيهِ اللَّهُ مِنْهَا -

۳۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَعْبِدُ بْنُ

قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي شَيْءٍ
أَذِي سَرَّيْنِي فَكَانَ قَتْلُ
يَا رَيْتَ مَا بَقِيَ فِي الْمَذَابِ
مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَفْ مَنْ
وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ وَكَانَ
أَنْ عُبِيدَ فِي مَوَاطِنِهِ فَكَانَ
قَتْلًا دَاوً وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

جب تک پاسے کا مجھے جہنم میں پہنچنے سے
پھر کہا جاتا ہے کہ اسے محمد اپنا سر اقدس سمجھا
آپ کیسے آپ کی سنی پاسے کی، مانگیے آپ کو دیا
معدنہ کا شفا طست کیجئے آپ کی شفا طست بول مو
گی، پھر میں جہنم سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں
رب کی ان کلمات سے حمد کروں گا میں کی وہ مجھے
اس وقت قیدہ رہے گا پھر میں شفا طست کروں گا
میرے سے ایک حدیث کی حد سے گھر میں دوسرے
کریم سے دعا کر جنت میں داخل کروں گا اس
اس کہتے ہیں محمد کو بھی یاد نہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس طرح تین یا چار مرتبہ شفا طست کر لیں
مردوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کریں گے
اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے اے میرے
باب جہنم میں صدف وہی دُک سے گئے ہیں جن کے
حق یا تو میں داسی مذاب واجب کروں گا۔

کفار

نوٹ: شفا طست کے متعلق مفصل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم جلد شان میں بیان کی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں
اور اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کی جن عظام پر خطاؤں کا ذکر ہے اس کی ترمیم اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم
جلد ماٹ میں کی ہے۔ غبار کی بحث میں بیان کیا ہے۔ درج ذیل حدیث صحیح مسلم کے اگلے درجے پر مبنی ہے
کی حضرت کا بزرگ کیا گیا ہے اس کی تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ماٹ میں کی ہے اور وہاں
ماٹ میں بیان کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۸۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُمَيْثٍ وَحُمَدُ
بْنُ بَشَّارٍ قَالَا أَنَّ أَبَا رَافِعٍ عَدِيٍّ مَوْلَى سَعِيدِ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَجَعِيَّةِ
الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَيْفَ تَمُوتُ
بِذَلِكَ أَوْ يُلْهَمُونَ ذَلِكَ بِمَشْرِ حَدِيثِ
أَبِي عَوَّاسَةَ وَكَانَ فِي الْحَدِيثِ لُكْنُ آيَةِ
الرَّايِقَةِ أَوْ أَعْلُوهُ الرَّايِقَةُ فَكَانَ رَيْقُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرک و کافر
مسلمان جیسے جہاں گئے اور وہ جہنم کے دروازے
سے نہایت حاصل کرنے کی خواہش رکھیں گے
میں میں یہ یہ بات کی حد سے نہ ہو
نہیں گے اور حدیث ماقبل میں ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں میں یہ یہ بات کی حد سے نہ ہو

رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ.

٣٨٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثْمِيِّ عَنْ نَافِعٍ
أَنَّ مَسْأُومَ بْنَ حَازِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يُفْتَمَرُ
فِيهِمْ مَوْنٌ بِدِينِهِمْ حَيْثُ يَشَاءُ وَكَرِّي
الرَّيْقَةِ فَتَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَعَثَ إِلَيَّ إِلَّا
مَنْ حَبَسَهُ النَّفْسُ أَنْ أَتِي وَحَبَّ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

[illegible]

در کھوس گائے میرے رب اب دوزخ میں مقدرہ لوگ باقی رہ گئے
ہیں جن کو قرآن نے سزا دیکر دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام غرضوں کو جمع فرمائے گا اور ان کے دل میں محشر سے سمجھات کا میاں پیدا کیا جائیگا۔
 باتی حدیث حسب سابق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صحیحی بار فرمائی گئے کہ اسے میرے رب اب دوسم میں صرف وہ لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کے پاس سے میں قرآن کے لامنی مذاہب کو واجب نہ دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ کو طیبہ پڑھا اور اس نے سبک جو کسے برابر بھی نیکی کی ہو اس کو جہنم سے نکال دیا جائے گا اس کے بعد اس شخص کو جہنم سے نکال دیا جائے گا جس سے کافر طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں گندم کے دانہ کے برابر جی سبک ہو اور پھر اس شخص کو جہنم سے نکال دیا جائے گا جس نے کافر طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں ایک تیرہ کے برابر جی سبک ہو اور اس کو فراموشی میں کہ بعض روایہ میں غصہ کی جگہ جو اس کا ذکر ہے۔

بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنْ تُقْبَلَ جَعَلَ مَكَانَ لَدُنِّي دُرَّةً
 قَالَ يَرْيَدُ صَحَفَ فِيهَا أَبُو بَسْطَامٍ.
 ۳۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ الْأَعْمَشِيُّ
 قَالَ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِذَا رَأَى قَوْلَ
 مَعْبُدِ بْنِ هِلَالٍ الْقَنْزِيِّ ح وَ
 حَدَّثَنَا سَمِيعُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ
 اللَّفْظُ لَهُ قَالَ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
 عَنْ مَعْبُدِ بْنِ هِلَالٍ الْقَنْزِيِّ
 قَالَ تَصَلَّيْتُ إِلَى أَبِي سَلَمَةَ
 وَكُنْتُ غَفْلًا بِشَايِئٍ مَا تَشْمِيئُ
 إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الطُّحَى مَا شَأْنُكَ
 لَمَّا تَنَازَلْتُ فَقَدْ حَسَنْتَ عَلَيْهِ
 وَاجْلَسْتُ تَارِيَةً مُغْنَةً عَلَى
 سِرِّيهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَنْزَلَةَ
 إِنَّ الْخَوَانِظَ مِنْ أَهْلِ الْبَطَرَةِ
 يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ
 الشَّامَةِ قَالَ حَدَّثْتُكَ فَخَسَدُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ
 مَا بَرَّ الْمُتَّقِينَ بَعْضُهُمْ إِلَى
 بَعْضٍ قَبْلَ تَوْنٍ أَمَرَ عَلَيْهِ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُونَ
 لَهُ شَفَعْنَا بِكَ فَيَقُولُ
 لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ
 بِأَبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ يَحْيِيهِ اللَّهُ
 فَتَأْتُونَ أَبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ
 عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ يَحْيِيهِ
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ مُوسَى

مسید بن حنبل غنوی کہتے ہیں کہ ہم چند لوگ
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانا
 چاہتے تھے ان سے ملاقات کے لیے ہم نے
 حضرت ثابت کی سفارش طلب کی، جب ہم حضرت
 انس کے پاس پہنچے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے
 تھے، ثابت نے ہمیں بلائے کی اجازت حاصل کی،
 ہم اندر پہنچے انہوں نے ثابت کو اپنے پاس تخت
 پر بٹھالیا، پھر ثابت نے حضرت انس سے مخاطب
 ہو کر کہا، اے ابو حمزہ (یہ حضرت انس کی کنیت ہے)
 آپ کے یہ بھری جال یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان
 کے سامنے حدیث شافعی بیان کریں، حضرت
 انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جب حشر کا دن برپا ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک
 دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے وہ حضرت آدم
 علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے
 عرض کریں گے کہ اپنی اولاد کے لیے شفاعت کیجئے،
 حضرت آدم فرمائیں گے یہ ایسا مقام نہیں ہے، البتہ تم
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ
 تعالیٰ کے نلیل ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت
 میں حاضر ہوں گے، وہ فرمائیں گے میرا متغلب یہ
 نہیں ہے البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ
 وہ ان رفقاء کے کلیم ہیں، پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ
 السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میرا یہ
 مقام نہیں ہے، البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ رسل ہیں اور
 اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہونے والے ہیں پھر لوگ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں

عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبُولُ كُنْتُ
لَهَا وَنَحْنُ عَلَيْكُمْ بِعِيشِي
حَيَاتِي وَرَوْحِي اللَّهُ وَكَفَيْتُنَا
قَبُولُ عِيشِي عَلَيْكَ السَّلَامُ
قَبُولُ كُنْتُ لَهَا وَنَحْنُ
عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ فِي
قَابُولُ لَهَا نَحْنُ قَابُولُ
عَلَى تَرْقِي قَبُولُ لِي وَتَقَرُّ
بَيْنَ يَدَيْ قَابُولُ بِمَعَامِدِ
لَا أَفْتِدُ عَلَيْكَ لِي وَتَقَرُّ
يَكْفِيهِمْ يَنْبَغِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَمِعَ
أَجَزْتُ لَمْ سَاجِدًا كَيْفَ لِي
يَا مَعْزُومًا رَفَعْتُ تَرْقِي
وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَمِعَ
تَغْطِيهِ وَشَفَعَهُ لَشَفَعَهُ قَبُولُ
تَرْقِي أَمْشِي أَمْشِي كَيْفَ لِي
أَنْطَبِقُ مَعَكُمْ كَانَتْ فِي قَلْبِهِ
مَشْفَعًا عَجَبَةً مِنْ بَرَّةٍ أَوْ
شَعِيرَةٍ مِنْ رِيَابِ قَدْ حَرَجَتْ
بَيْنَهَا قَدْ نَحْنُ لَمْ أَرْجَعُ
لِي تَرْقِي عَزَّ وَجَلَّ قَابُولُ
بَيْنَ لَكَ لَمْ مَعَامِدِ لَمْ أَجَزْتُ
لَمْ سَاجِدًا كَيْفَ لِي يَا
مَعْزُومًا رَفَعْتُ تَرْقِي لَكَ وَقُلْ
يُسْمِعُ لَكَ وَسَمِعَ تَغْطِيهِ
وَشَفَعَهُ لَشَفَعَهُ قَبُولُ
يَا تَرْقِي أَمْشِي أَمْشِي كَيْفَ لِي
وَأَنْطَبِقُ مَعَكُمْ كَانَتْ فِي قَلْبِهِ

میرا یہ مقام نہیں ہے البتہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاؤ، پھر تمام لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان
سے کہوں گا کہ اس شفاعت کا کرنا میرا ہی منصب ہے
پھر میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اللہ تعالیٰ سے ہاتھ
طلب کروں گا، پھر مجھے شفاعت کر کے لے لیا جائے گی
وہی جائے گی پھر میں اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوں گا اور
ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا جو اس وقت
میرے ذہن میں حاضر نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ میں
وقت وہ کلمات میرے دل میں پیدا فرمائے گا
پھر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ یہ گریزوں کا بھر
سے کہا جائے گا اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا نہ اٹھاؤ، درحقیقت یہ بات قبول ہوگی، انکو
جو کچھ، کچھ گئے تھے وہاں سے کہا اور شفاعت
کروں گا یہی شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض
کروں گا رب تعالیٰ (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت
جس کو جانے کا عذر ہے جس شخص کے دل میں ایک قدم
یہ جو کے دانہ کے برابر ہے ایمان ہو اس کو جہنم سے
نکال لاؤں گی ان کو جہنم سے نکال لاؤں گا جہنم سے
نکال کر بارگاہ میں حاضر کروں گا اور انہیں شفاعت سے
اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا جو سجدہ میں گریزوں کا بھر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کہا، اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دعا کروں گا کہ یہ دعا ہے اور کیسے! آپ کی بات سن
جائے گی اور دعا مانگا ہوگا، انکی ایک گویا جائیگا
اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کر لیتے ہیں
پھر میں عرض کروں گا اسے میرے رب امتی استغفر
دل میں ایک رائے کے دانہ کے برابر ایمان ہو اس
کو جہنم سے نکال لاؤں گے میں ان کو جہنم سے نکال
لاؤں گا پھر میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا

مُتَقَالٌ حَبَبَةٍ مِنْ حَرَدٍ مَنْ
 إِيْمَانٍ فَخَرَجَهُ مِنْهَا فَتَقَلَّقُ
 فَتَأْتِي لَمْ أَعُوذُ إِلَى رِيقٍ فَاحْذَرُ
 بِتِلْكَ لَمْ حَاصِدٍ لَمْ أَخْشَرُ لَهُ
 سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا لِحَمْدٍ رُقَّةُ
 مَا أَمْسَكَ وَهَلْ يُسَمُّكَ نَكَ وَنَسَلُ
 تُفْطَهُ وَاشْفَعُ شَفَعَةً فَكُونُ
 يَا رَيْتَ أُمِّي أُمِّي قَيْطَارُ وَ
 الطَّلِيْقُ كَمَنْ كَالِ وَ قَلْبِهِ أَدَى
 مِنْ مِثْلٍ حَبَبَةٍ مِنْ حَرَدٍ
 مِنْ إِيْمَانٍ فَخَرَجَهُ مِنْ لَمَّا
 فَتَأْتِي لَمْ أَعُوذُ لَمْ حَاصِدٍ
 أَيْسَ الَّذِي أَمْسَكَ بِهِ فَخَرَجْنَا
 مِنْ رَيْبَةٍ فَتَلَمَّ كَلَمًا بِطَمَرِ
 الْجَبَابِ وَنَلَمَّا نُوْمِنُوا وَنَحْسِي
 فَسَلَمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُنْجَحٌ
 فِي دَمِ إِيْمَانِهِ فَتَلَمَّ كَلَمًا
 عَلَيْهِ فَسَلَمْنَا عَلَيْهِ قَبْلَ رَاكَ
 سَعِيدٍ جَنَّتَا مِنْ جَنَّةٍ خَيْرٌ
 إِيْمَانِهِ فَتَلَمَّ كَلَمًا سَلَمًا
 حَدِيثُ حَدَّثَكَ فِي لَسْتَا عَزَا
 قَدَرٌ جَيِّدٌ فَحَدَّثَكَ حَدِيثُ
 قَدَرٌ جَيِّدٌ قُلْتُ مَا رَدَدَكَ
 قَدَرٌ حَدَّثَكَ بِهِ مُنْذُ عَشْرِينَ
 سَنَةً وَهُوَ يَوْمِيذٍ جَيِّدٌ وَ
 نَقَدْتُ نَرَسْتُ شَيْئًا مَا كَدَرِي أَيْسَى
 الشَّيْئَةُ وَكَرِهْتُ أَنْ يُحَدِّثَكَ
 فَتَشْكُرُوا أَقْبَلْتُ لَهُ حَقِّي نَسَا
 فَخَرَجْتُ وَفَالْ خَلْقُ لِي لَسْتُ

اور اخیس کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور پھر
 مسجد میں گر جاؤں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ
 محمد! اپنا سر اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات مقبول ہوگی
 اور جو کچھ مانگنا ہو مانگیں! آپ کو دیا جائے گا اور
 شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی میں عرض
 کروں گا اے میرے رب! انتہا امتی۔ مجھ سے
 کہا جائے گا باوجود جس کے دل میں رُل کے دند سے
 پھر امتزایان ہو اس کو جہنم سے نکال لاؤں میں ان
 لوگوں کو جہنم سے نکال دوں گا۔ یہ حضرت انس رضی
 اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث تھی۔ حدیث سن کر ہم وہاں
 سے چلے گئے اور جب ہم پھر اور جہان میں پہنچے تو
 ہم نے کہا چلو حدیث حسنہ بنی محمد اللہ سے ملنا
 کریں جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ درجہ بن
 یہ سن کے خوش سے، اور غلغلہ کے گھر میں چھپے
 ہوئے تھے۔ ہم نے باکر نعیں سلام کیا اور
 عرض کیا اے ابو سعید ہم آپ کے جانی خدمت ہو
 عزہ (حضرت انس) سے مل کر اُس سے میں پھر
 نے شفاعت کے واسطے میں ہمیں ایک ایسی حدیث
 سنائی ہے جو ہم نے اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔
 حدیث سن کر ہم نے کہا میں اس حدیث سنوں ہم
 نے حدیث نکالی غلوں سے کہا اور سنا، تو نے عرض
 کیا کہ حضرت انس نے اس سے یہاں حدیث نہیں سنا
 حضرت حسن بن علی رحمہ اللہ نے کہا ہم نے بھی یہاں
 پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی،
 اس وقت ان کی جرات کا عالم تھا اور اب وہ بوڑھے ہو
 چکے ہیں، ہم کو حسب اہلوں نے یہ حدیث سنائی تھی تو
 اس سے زیادہ بیان کیا تھا۔ اب مجھے معلوم نہیں وہ تم
 کو پر دی حدیث سنائی ہوگی گئے یا انہوں نے منسلک
 پر ہی حدیث نہیں سنائی کہ کہیں تم کو کسی ایک عمل کرنا نہ

مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ نَكْرَهُ هَذَا
وَأَنْتَ أَمْرٌ بِكَ أَعَدَّ لَكَ مَوَدَّةً
لَعَنَ أَوْجَعُ إِلَى مَقَرِّ عَزَّ وَجَلَّ فِي
الرَّابِعَةِ فَاحْمَدُكَ بِسَمْعِكَ
الْمَعَامِدِ لَعَنَ أَوْجَعُ لَكَ مَوَدَّةً
فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ مَا فَتَنَ
وَأَمْسَكَ وَكُلَّ يُسْمَعُ لَكَ وَ
سَرَّ تَعْنُفَ وَ شَفَعُ كَشَفَ
فَأَكُولُ يَأْتِي الْمَذْنُ لَمْ
فَيَسْأَلُ فَتَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
فَيَقُولُ كَيْسَ ذَلِكَ لَكَ أَوْ قَالَ
كَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَ لَعَنَ
عِزِّي وَ حِلِّي وَ كِبَرِيَّيْ
وَ عَظَمِيَّيْ وَ جَبَرِيَّيْ وَ خُبْرِيَّيْ
مِنَ الْقَابِ مَنَ فَتَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ فَتَالَ فَاشْهَدْ عَلَى الْحَسَنِ
أَنْتَ حَدَّثَنَا بِهَ أَنتَ سَمِعَهُ النَّسَّ
بَنَ مَا لَيْتَ أَمَّا فَتَالَ قَبْلُ
عَشْرِينَ سَمِعَهُ وَ هُوَ كَيَوْمَئِذٍ
جَمِيعَةً

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَكْرِ
وَ الْقَعْقَاعِيُّ بِسَيِّفِ الْحَدِيثِ رَوَى

چھوڑ دو ہم نے عرض کیا حدیث کا جو حصہ حضرت انس
نے نہیں سنایا وہ کیا ہے یہ سن کر حضرت حسن بصری
ہنسنے لگے اور فرمایا: خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ
”انسان بڑا جلد باز ہے“ میں نے تم کو یہ پرکارا واقعہ
اسی لیے سنایا تھا کہ حدیث شریف کا ہر حصہ حضرت
انس رضی اللہ عنہ نے تم کو نہیں سنایا وہ سناروں پیر
حضرت انس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو جتنی بار پھر تہذیب کی برافرو میں حاضر ہوئے
اور انہیں کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے
اور سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتے گا
محمد (ص) اللہ علیہ وسلم ایسا سراٹھائے اور
کیسے آپ کی امت سنی جائے گی جو کچھ مانگیں گے آپ
کو ملے گا اور جس کے ماتھے میں آپ شفاعت
کریں گے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی؟ غرض
نے فرمایا میں عرض کروں گا اسے اللہ مجھے ان لوگوں
کی شفاعت کی اجازت دیکھے جنہوں نے نبی کریم
بارکلمہ پڑھا ہے اللہ تعالیٰ سے فرمائے گا یہ آپ کا
حصہ نہیں ہے ورنہ یہ شفاعت آپ کی طرف مغرض
ہے لیکن مجھے اپنی عزت جلال و کبریت و جبروت
اور کبریا کی قوت میں ان لوگوں کو قسم سے خوار
نکالوں گا جنہوں نے آپ بار بھی کلمہ طیبہ پڑھا ہے۔
حدیث کے راوی مسند بیان کر رہے ہیں کہ میں حضرت
حسن بصری کے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث
افضل سے حضرت انس بن مالک سے سنی ہے و
میرا گمان یہ ہے کہ بافضل نے میں سے سنا یا اپنے
ممنوعی میں جس وقت حضرت انس جہان تھے۔

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے میں
کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں گشت پیش کش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَا يَزِيدُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْحَزَنِ
بَعْدَ الْحَزَنِ فَذَاذَا مُعْتَدٍ بَيْنَ
بَعْثِهِ قَالَنَا أَبُو حَتَّى عَنْ أَبِي
رُوَيْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا يَنْخَبِرُ خُرُوجُهُ إِلَيْهِ
الْيَوْمَ رَأَى مَا كَانَتْ تُغَيِّبُهُ فَتَهَيَّأَ
مِنْهَا تَهَيُّئَةً فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَذَرُونَنِي
بِحَذَائِكَ يَوْمَ تَجْمَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا وَلِيَّيْنِ وَلَا عِزِّينَ
فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسَيِّمُهُمُ
الْبَاقِي وَيَنْفَعُهُمْ لَبِصْرُ وَ
تَذَرُونَا لَشَتَّى فَيَبْنِي لَنَا مِنْ
مِنَ الْغَيْمِ وَانْكَرِبَ مَا لَا يُصِفُّونَ
وَمَا لَا يُحْصِيُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ
النَّاسِ يَبْعَثُ لَا تَذَرُونَنَا كَمَا
فِيهِ أَكَاكِرُ ذُنُوبِ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ
لَا تَنْطَرُونَ إِلَى مَرَاتِنَهُ لَكُمْ
إِلَى مَرَاتِكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ
لِبَعْضٍ ابْكُوا أَدَمَ قِيَامُ ذُنُوبِ
أَدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَنْتَ بَو
النَّسْرِ تَخْلُقُ اللَّهُ بَيْنَهُ وَكَفَعَتْ
فَبَلَكَ مِنْ ثَمَرِهِمْ وَأَمَرَ الْمَلَكَةَ
فَسَجَدَ فَإِنَّكَ امْتَنَعْتَ لَنَا إِلَى رَبِّكَ
أَلَا تَرَى مَا تَخُونُ فِيهِ أَلَا تَرَى
مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ أَدَمُ إِنَّ
مَرَاتِي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ
يَغْضَبْ قَبْلَكَ مِثْلَهُ وَكَوْنُ

کو چونکہ دوستی کا گوشت پسند تھا آپ کر دیتی ہیں کی گئی
لہذا آپ نے اس کو دانتوں سے کھانا شروع کر دیا
پھر آپ سے فرمایا قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا
مردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہو گا اور پھر آپ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تمام لوگوں
اور آخرین کو ایک ایسے ہموار میدان میں جبا کر کے گا
جس میں منادی کی گدڑ سب نہیں گئے اور وہ سب
دکھائی دیں گے۔ سو سوچ نزدیک ہو جائے گا اور
لوگوں کو قابل برداشت گھر پٹ اور پریشانی کا سامنا ہوگا
کئی وقت بعض لوگ دوسرے لوگوں سے کہیں گے کیا تم
میں دیکھتے کہ تمہارا کیا سال سے اور کیا یہ نہیں سوجھتے
کہ تم کس قدر پریشانیوں میں مبتلا ہو چکے ہو اور ایسے
شخص کو تو کب تک کریں کہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری
شفاعت کرے پس بعض لوگ ایک دوسرے سے
مشورہ کر کے کہیں گے میں حضرت آدم کے پاس
چلیں پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں
گئے اور ان سے عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام
آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے
آپ کو اپنے دست مبارک سے پیدا کیا ہے
اور آپ میں اپنی پسندیدہ راز بھری ہے۔ یہ وہ
تمام رشتوں کو آپ کی تعلیم کے سبب سے سجدہ کرنے
کا حکم دیا تھا آپ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش
کیجئے کیا آپ نہیں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ہم کس پریشانی
میں ہیں اور کیا آپ ہماری تکلیفوں کا مشاہدہ نہیں
فرماتے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج میرا
رب اس قدر مجھ پر اور غضب میں ہے کہ کبھی اس
سے پہلے اس قدر مجھ پر اور غضب میں نہیں آیا۔ اور
نہ کبھی اس کے بعد اتنے غضب میں آئے گا بات
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درخت

يَغْضِبُ بَعْدَ ذَلِكَ وَرَأَيْتُهُ تَهْدِي
عَنِ الشَّجَرَةِ فَغَضِبْتُهُ تَغْضِي
نَفْسِي إِذْ هَبُّوا إِلَى عَيْرِي ذَمِيرًا
إِلَى سُورٍ فَيَا كُفْرًا كُفْرًا لِيَقُولُوا
يَا تُسَوِّحُ آثَمَ أَوَّلَ الرُّسُلِ إِلَى
الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا
فَكُفْرًا إِشْقَ لَنَا إِلَى تَرْجِكَ
أَلَا تَرَى مَا نَعْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى
إِلَى مَا قَدْ نَكَلْتَ قَبْلَهُمْ نَكَلًا
إِنْ تَرَى قَدْ غَضِبْتَ الْيَوْمَ
غَضِبَ لَكَ غَضِبَ قَبْلَكَ وَلَنْ
تَغْضِبَ بَعْدَ ذَلِكَ وَرَأَيْتُهُ
قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعْوَةٌ
يَقَاعِلِي قَوْمِي تَغْضِي تَغْضِي
إِذْ هَبُّوا إِلَى سَوِيحَةٍ قَبْلَهُمْ
إِلَى رَأْيِهِمْ قَبْلَهُمْ كَيْفَ تَرَى
أَنَّهُ تَغْضِبُهُ مِنْ أَهْلِ جَبَر
شَقَ لَنَا إِلَى تَرْجِكَ أَلَا تَرَى
مَا نَعْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ
نَكَلْتَ قَبْلَهُمْ نَكَلًا نَكَلًا
إِنْ تَرَى قَدْ غَضِبْتَ الْيَوْمَ غَضِبَ
لَكَ غَضِبَ قَبْلَكَ وَرَأَيْتُهُ
غَضِبَ بَعْدَ ذَلِكَ وَرَأَيْتُهُ
كَيْفَ تَرَى تَغْضِي تَغْضِي
إِلَى عَيْرِي إِذْ هَبُّوا إِلَى سُورٍ
فَيَا كُفْرًا مُؤْمِنِي عَلَيْكَ السَّلَامُ
كَيْفَ قُولُونَ يَا مُؤْمِنِي آثَمَ الرُّسُلِ
اللَّهُ قَضَى لَكَ اللَّهُ بِرَسُولَاتِهِ
وَبِسَيِّدِهِ عَلَى النَّاسِ إِشْقَ

کھانے سے روکا تھا اور میں نے ہندسہ میں
کی نافرمانی کی تیج مجھے صورت ایسی نکر رہی تھی کہ وہ کسی اور شخص کے پاس جاؤ حضرت فرمے
اسلام کے پاس چلے جاؤ پھر لوگ حضرت میں ملیے
اسلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اب
زمین پر سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے
اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر خود اور بندہ قرار دیا آپ بندہ
تعالیٰ کا ہر گاہ میں ہمارے شفاست کیجئے آپ دیکھ
رہے ہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں اور ہمیں ان کی نظر سے
کامیابی ہے۔ حضرت لوں علیہ السلام ان سے فرمائیں
میں نے آج بہار میں قدرت غضب کے عالم
میں سے کہ پہلے میں سے غضب میں نہ تھا اور نہ
آئندہ کبھی اسے غضب میں آئے گا وہ بات یہ
تھی کہ میں نے اپنی قوم کے لیے ہلاکت کی دعا
تھی جس کی وجہ سے تیج مجھے خود ابھی نکر رہا میں نے
سے جاؤ تم حضرت ابراہیم کے پاس چلے جاؤ پھر
لوگ حضرت ابراہیم کے پاس جائیں گے اور عرض
کریں گے اب اللہ کے نبی میں اور نام رسول
زمین میں واحد میں کے علیل میں اب رہے رہے کہ
ہمارے شفاست کیجئے کہ اب نہیں دیکھ رہے کہ
ہم کس حال میں ہیں اور یہ نگاہیں ہم کو ہماری ہی ہیں
حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے فرمائیں کہ اے میرے
رب اسے مرد و مست ملک میں سے کہ پہلے بھی
ایسے حلال میں آیا تھا اور نہ بعد میں کبھی ایسے حلال
میں آئے گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زبان
باتوں کا ذکر کریں گے جن کو لوگوں نے بے جا جھوٹ
سمجھا تھا آج مجھے خود اپنی نگرانی میں گہرے سہارے
پاس چلے جاؤ۔ جاؤ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس چلے جاؤ پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَدْرِي مَا نَحْنُ
فِيهِ أَلَا تَدْرِي مَا قَدْ بَدَّلْنَا
كَيْفُورَ لَهْمٍ مُّزْنِي عَلَيْهِ الصُّوَّةُ
وَالسَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ
الْيَوْمَ غَضِبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ
مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ
وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ يُؤْمَرْ
بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُّوا
إِلَىٰ عَيْنِي عَيْنِي السَّلَامُ قَبْلُ كَوْنٍ
عَلَيْهِ كَيْفُورُ لَوْنٍ يَا عَيْنِي أَسْ
رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتُ النَّاسَ فِي
الْمُهْدِ وَكَلَّمْتُ مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ
مُزْنِهِ وَرُوِّحْ فِيهِ فَاشْفَعْ
لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَدْرِي مَا نَحْنُ
فِيهِ أَلَا تَدْرِي مَا قَدْ بَدَّلْنَا
كَيْفُورَ لَهْمٍ عَيْنِي إِنَّ رَبِّي
قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَّمْ
يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَدُ كُرْتُهُ
ذُنْبًا نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُّوا
إِلَىٰ عَيْنِي إِذْ هَبُّوا إِلَىٰ مُحْتَدٍ
مَنْكِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَبْلُ تُوْنِي كَيْفُورُ لَوْنٍ يَا مُحَمَّدُ
أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَعَمَّاكُمْ الْأَنْبِيَاءُ
وَعَمَّرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَعَدَّ مَرْمِثُ
ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ أَشْفَعُ لَنَا
إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَدْرِي مَا نَحْنُ فِيهِ
أَلَا تَدْرِي مَا قَدْ بَدَّلْنَا فَتَا تَطْلِقُ
فَاتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَاقْعُدْ سَاجِدًا

خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت
موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ
نے آپ کو رسالت اور ہم کلامی دونوں چیزوں کے شرف
سے نوازا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت
کیجئے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور
ہم کتنی تکلیفیں پہنچ رہے ہیں، پھر ان سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم نامہ
کے نزدیک تم کو قتل کر دیا تھا، آج مجھے خود اپنی فکر
دامن گیر ہے جاؤ حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ، پھر
وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور
عرض کریں گے اے حضرت موسیٰ: آپ اللہ تعالیٰ
کے رسول ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ہٹھکڑے
میں لکھ دیا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کام سے
پیدا کیا جس کو حضرت مریم کے دل میں پیدا کیا تھا
اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ طرح میں۔ آپ اپنے رب کے
حضور ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہیں دیکھتے
کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کتنی تکلیفیں پہنچ رہی
ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے بات
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ایسے جہانوں میں ہے
کہ نہ کبھی اس سے پہلے اسے جہان میں تھا اور نہ کبھی
اس سے بعد ایسے جہانوں میں ہو گا اور ہر چند کہ حضرت
موسیٰ ابی اسے کہتا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے
تمام فرامین گئے، مجھے خود ہی اللہ تعالیٰ کی ہر بات
علاوہ کسی اور شخص کے پاس جاؤ، اس وقت سے انہی
علیہ السلام کے پاس جاؤ، پھر وہ میرے پاس نہیں آئیں گے
اور عرض کریں گے اے محمد آپ اللہ تعالیٰ کے رسول
ہیں اور آخر میں فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں آپ کو
کفر پر سزا دی تھی، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت
کیجئے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں

کیا آپ مشاہدہ نہیں فرما رہے کہ میں کن تکالیف کا سہارا
ہے پھر میں عرض کے نیچے جا کر اپنے رب کے حضور
سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ میرا سینہ کھول دے گا
اور یہ سے دس میں حمد و ثناء کے ایسے طلمات پیدا
فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کے دل میں پیدا نہیں
کئے تھے پھر کہا جائے گا اسے محمد! ایسا معاملہ
منجھے آپ کر رہا ہے گا تنقلاست کیجئے آپ کی شہادت
قبول ہوں میں عرض کروں گا اسے رب میری امت کو
بخش دے میری امت کو بخش دے کہائے گائے محمد! تماری امت
میں سے جس لوگوں کا حساب نہیں لیا گیا ان کو جنت
کے درجوں و درجوں سے داخل کر دو ورنہ لوگ
جنت کے باقی درجوں میں سے بھی داخل ہو سکتے
ہیں۔ ورنہ میں ذات کی حق کے لئے قدرت میں محمد
کی جانب سے جنت کے درجوں کے کروں کے
درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فیصلہ ملک اور مظلوم
میں یا ملک اور مقام بدی میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ
فرید و گشت کے سالن میں فرما ہے کہ میں نے دو
کے عرس کا ایک بار۔ کہا میں نے سنا
کہ وہ نے پیادہ میں سے کمری کی ایک دستی اٹھائی
کیونکہ وہی کمری کے گشت میں آپ کو سیدہ صدیقہ
آپ نے اس کو درختوں سے لٹا کر دیا بار
فرمایا میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سر وار ہوں گا
پھر دوبارہ آپ نے وہ دستی اٹھائی اور فرمایا میں قیامت
کے دن تمام لوگوں کا سر وار ہوں گا جب آپ نے
یہ ملاحظہ فرمایا کہ صحابہ آپ سے اس کا سبب نہیں دیتے
تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون سے اس کا سبب
دے گا؟ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ اس کا سبب

لَا يَدْرِي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ
عَلَيْكَ وَيُنْهَضُنِي مِنْ مَحَامِيدٍ
وَحُسْنِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ شَيْئًا لَمْ
يَفْتَحْهُ إِلَّا حَيْدَ قَبِيضٍ ثُمَّ يَقُولُ
يَا مُحَمَّدُ رُفِعَ رَأْسُكَ سَلِّ
تُعْطَى أَشْفَقَ مُشْفَقَةٍ وَارْفَعُ رَأْسُكَ
فَاقُولِ يَا رَبِّ اْمُتِّبِي اْمُتِّبِي
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ دُجِلَ رَحْمَةً
مِنْ اَمَّتِيكَ صِرْتَ حَسْبَ بَنِي
عَلِيٍّ مِنْ قَابِ اَلْاَسْبَابِ مِنْ
اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهَذَا شَرُّ كَلَامٍ
الْمَقَامِ فِيْمَا يَسُوِيْ ذٰلِكَ مِنْ
اَلْاَبْوَابِ وَالتَّحْدِيْهِ كَفُسٍ مُّحَمَّدٍ
يَسُوِيْ اِنْ مَابَيْنَ الْبَصَرِ اَعْيُنِ
مِنْ مَقَارِيْرِ لِحَبْلٍ لِّكَلِمَاتٍ مَّكَهَ وَهَجَرَ
وَكَلِمَاتٍ مَّكَهَ وَهَجَرَ

۳۸۹۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ
سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ اَلْقَعْنَبِ
عَنْ أَبِي ذُرٍّ رَعَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
كَانَ وَصَفَتْ تَبِيْرَ يَدِيْ رَسُوْلٍ لِلَّهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَقَفْ
مِنْ شَوْبِيْهِ وَتَحِيْدٍ كَشَاوِلِ الدَّوَامِ
وَكَانَتْ اَحَبَّ لِيْ سَقَرَةً لِّبَنِيْ كُنْهَسِ
كَهْمَسَةٍ فَقَالَ اَنَا مُتَّبِعٌ مِّنْ اَسْبَابِ يَنُوْدِ
اَلْقِيَمَةِ ثُمَّ كُنْهَسَ تَهْمَسَةً اُنْعَدِيْ
فَقَالَ اَنَا سَيِّدٌ اَللّٰهُ يَوْمَ لِقِيْمَةٍ
فَلَمَّا رَايْ اَصْحَابَهُ لَا يَسْتَكْوِفُوْنَ
فَقَالَ اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَيْفَ ذٰلِكَ لَوَ اَكِيْفَةٌ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ

امْتَأَسِرَ لِذِي الْعَلَيْنِ وَمَسَاقِ الْعَدِيدِ
يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي حَتِيَّانَ عَنْ أَبِي رُفْعَةَ
وَمَا أَدْرِي قِصَّةَ ابْنِ أَبِي هَيْمَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَالشَّامِ حَتَّى ذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكُوكِبِ
هَذَا أَمْرِي وَقَوْلُهُ لِأَيُّغِيهِمْ بَنَ فَعَلَهُ
كَيْفُ هُمْ هَذَا وَقَوْلُهُ إِنْ سَقِيتُمْ
وَقَالَ وَالَّذِي كَفَسُ مَعْتَبِرٌ بِسَيِّدِ رِثَ
مَا بَيْنَ نِعْصَمَ أَعْلَى مِنْ مَقْصَرٍ يَسِيرٍ
الْعَجَّةَ إِلَى عَضَادِ فِي التَّيْبِ لَكُمَا سَبْعِينَ
مَلَكَةً وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ فَتَانَ لَا
أَدْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَ.

جو گاہ آپ نے فرمایا جس دن تمام لوگ اندر رہیں
العالین کے سامنے کھڑے ہوں گے امام مسلم
فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حدیث سابق ک غل بیان
فرمایا البتہ اس سند کے ساتھ حدیث میں حضور نے
یہ اضافہ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس حسب
لوگ جائیں گے تو وہ نہیں گے کہ میں سے سناؤں
کو دیکھ کر کہا تھا کیا یہ میرا رب ہے اور میں نے
اپنی قوم کے بتوں کے باعث میں کہا تھا بلکہ یہ کام ان
کے بڑے بت نے کہا ہے (یعنی میں نے اس
کی پرستش کو باطل ثابت کرنے کے لیے چھوٹے
بتوں کو توڑ دیا ہے کہ اس کے سامنے وہ بت رستے
رہے اور وہ کچھ نہ کر سکا) اور انھوں نے فرمایا میں
نے کہا تھا "میں تمہارے بتوں" (یعنی یہی قوم حیار
ہے) اور جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں
کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ امد مقام جبر
میں ہے۔

حضرت عمرؓ میرہ در حضرت خدیجہ رضی اللہ
عنها بہان کرتے ہیں کہ میں اللہ سے اللہ علیہ السلام
نے فرمایا اللہ تمہارے قبامت کے دن تمام مسلمانوں
کو جمع فرمائے گا اور جنت ان کے قریب کر دی
جائے گی پھر تمام مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کے
پاس جائیں گے اور دریں کہیں گے اسے ہمارے
والد ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھول دے وہ
انہیں گے تمہارے باپ کی ایک (اجتہاد ہی) خطا
تھی ہی تو تم کو جنت سے نکالا تھا میرا یہ مقام نہیں
ہے باوجود میرے بیٹے حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ
جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم فرمائیں گے کہ میرا یہ
مقام نہیں ہے میرے خلیل ہونے کا مقام ہوتا

۳۹۰. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ حَدَّثَنَا
أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ قُصَيْبٍ
قَالَ مَا أَبُوءُ مَا يَدْعِي إِلَى اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ
أَبِي حَتِيَّانٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
مَا يَدْعِي إِلَى اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ حَتِيَّانٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ قُصَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَجْعَلُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
الْمَقَاسَ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُونَ
حَتَّى تَذَلَّ لَكُمُ الْجَنَّةُ فَيَاكُونَ
أَدَمَ فَيَقُولُونَ يَا نَارَ اسْتَفْتِي
لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ هَذَا خَرَجُكُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا حَصِيْبَةُ أَبِي حَتِيَّانٍ

مَكَدُومٌ فِي لَيْلَاءٍ وَالْأَسَدِ
لَفَسٌ آفِي هَرِيْدَةٍ بِبَيْدَةٍ اِنْ قَعَرَ
جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا

گھسٹے ہوئے پل مرط سے گزریں گے اور پل سوا
کے دونوں جانب کوہے کے کانٹے ہلکے ہوں
گے اور جس شخص کے پاس میں حکم ہو گا اس کو یہ بکڑ
لیں گے بعض ان کی وجہ سے زخمی حالت میں نجات پا
جائیں گے اور بعض ان سے ابھڑ کر دوزخ میں گر
جائیں گے۔ حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ہر مردہ
کی ماں سب جہنم کی گھراں ستر سال کی مسافت کے
برابر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ چلا
تھیں مول جو جنت میں جانے کے لیے تفرقت
کروں گا اور تمام بیماریاں سے زیادہ میرے پیروں کا
ہوں گے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروں کا
مول گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ
کھٹکھاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے پہلے جنت کے لیے تفرقت میں کروں گا
تمام انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی پر اس نے اطمینان
ایمان نہیں لائے جتنے مجھ پر ایمان لائے ہیں حتی
کہ بعض انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے والا صرف
ایک شخص ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
کے دن جنت کے دروازے پر اس کو اس کو

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعْبَةُ بْنُ بَرَّانٍ
قَالَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اِبْنِ اَبِي شَلَالَةَ عَنْ اَبِي
بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَبْنُ بَشَقْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَ اَنَا
اَكْثَرُ لَذَائِهَا وَ تَهْنَأُ

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ بِمُحَمَّدٍ عَنْ لُؤْلُؤٍ قَالَ
تَأْمَعُوا يَوْمَئِذٍ نُرٌ مِثْلُ مَعَدَنٍ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْنِ اَبِي شَلَالَةَ
عَنْ اَبِي بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ لَذَائِهَا وَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ تَهْنَأُ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَأُ بِهَا الْجَنَّةَ

۳۹۳۔ وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَلَالَةَ قَالَ قَالَ
حُسَيْنُ بْنُ عَمْرِو عَنْ رَأَيْكَ عَنْ اَبِي اَبِي شَلَالَةَ
عَنْ اَبِي بُرَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ وَ سَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَأُ بِهَا
الْجَنَّةَ لَوْ يَصْدَقُ نَبِيٌّ مِنْ لَذَائِهَا مَا
صَدَّقْتُ اِنْ مِنْ اَنْبِيَاءٍ وَ يَوْمَئِذٍ هَا يُصْرَتُ فَكُفْ
مِنْ اَمْتِيَةِ اَلْاَرَجُلُ وَ اَجْدُ

۳۹۴۔ وَ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

کھلاؤں گا جنت کا محافظ کہ گاہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھلوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کو ایک دعا کا حق دیا جاتا ہے جس کو اس نے اپنے فعل سے اتنی طوالت پر قبول فرماتا ہے جس سے یہی اس دعا کو خیر نہیں کیا بلکہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کو ایک خاص دعا جوتی ہے وہ میرا ارادہ ہے کہ میں انشاء اللہ اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کرنے کے لیے محفوظ رکھوں گا۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ سے ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ نے کعب جبار سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کے لیے ایک خاص دعا جوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے وہ میرا ارادہ ہے کہ میں انشاء اللہ اس دعا

مَالِكٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي بَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَسْتَظْئُ بِهِ فَيَقُولُ الْغَائِبُ مَنْ أَنْتَ قَالَ قَوْلُ مُحَمَّدٍ كَيُفُورَ بِكَ أَمُوتَ لَا أُنْفِئُ بِكَ حَيْثُ قَبِلْتَ .

۳۹۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ دُحَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَا بَعَثَ بَنُو النَّسْرِ عَنْ أَبِي شَرَاهِبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُنْ بِحَيِّ دَعْوَةٍ تَدْعُو بِهَا فَرِيدَةً أَنْ أَعْتَبِي دَعْوَتَكَ شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

۳۹۶۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُنْ بِحَيِّ دَعْوَةٍ وَآرَدْتُ أَنْ أَشَاءَ اللَّهُ أَنْ أَعْتَبِي دَعْوَتَكَ شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

۳۹۷۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي النَّسْرِيُّ عَنْ أَبِي شَرَاهِبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ دُحَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَا بَعَثَ بَنُو النَّسْرِ عَنْ أَبِي شَرَاهِبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُلُّ نَبِيٌّ دَعْوَةً
يَدْعُو بِهَا فَإِنَّمَا يُدْعَى بِشَعْنِ اللَّهِ إِنَّ أَحَقَّ حَقِّهِ
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَدْ لَكَ لَعْنَتُ
لَا فِي هَذِهِ نِيرَانُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْأَلُكَ نِيرَانَهُ.

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُرَيْبٍ
وَالْهَافِظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنِ فِيضِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكُلُّ نَبِيٌّ
دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ
فَإِنِّي اخْتَنَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ
الْقِيَمَةِ فِيهِ نَارُكَ إِنْ سَأَلَ اللَّهُ مَنْ هَذَا
مِنْ أُمَّتِي لَا يُشِيرُ بِي اللَّهُ شَيْئًا

۴۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ دَعَا جَدِّي
عَنْ عَمَّارَةَ وَهَذَا ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ فِيضِ بْنِ عَمْرٍو
عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكُلُّ نَبِيٌّ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً يَدْعُو
بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ كَيُورَ مَا دَرَا فِي خُحْبَتِهِ
شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ.

۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَعْسَبَرِيُّ
قَالَ نَا ابْنُ كُرَيْبٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ مُخْتَرٍ وَهَذَا ابْنُ رِبَادٍ
قَالَ سَمِعْتُ بَابَ نِيرَانِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكُلُّ نَبِيٌّ دَعْوَةً
بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتَجِيبْ لَهَا وَإِنِّي أَسْأَلُكَ
كُنَاءَ اللَّهِ أَنْ أَدْعُو دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي

کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے
لیے محفوظ رکھوں گا، کعب نے حضرت ابوہریرہ سے
پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
خود یہ حدیث سنی تھی۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا
”ہاں“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے
لیے ایک نامل وہ موتی سے جس کو اللہ تعالیٰ
اپنے فضل سے جتنی طور پر قبول فرماتا ہے اللہ
ہر نبی نے اپنی اس دعا کو مانگ کر خرچ کر دیا اور
میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کرنے کے لیے اس دعا کو محفوظ رکھا ہے اور
انتہائی اندر یہ شفاعت میری امت کے ہر اس فرد
کو شامل ہوگی جو ترک سے بھی رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے
ایک مقبول دعا ہوتی ہے اللہ میں نے اپنی اس
دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے
لیے محفوظ رکھا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر
نبی کو ایک دعا لاحق ہوتا ہے۔ اور ہر نبی نے
وہ دعا اپنی امت کے لیے (دنیا میں) مانگ لی
اور میں نے قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت
کرنے کے لیے اس دعا کو مؤخر کر دیا۔

یَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

۴۰۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو عَثَانَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَمُعْتَذِرُ بْنُ الْمُشَنَّى وَالْأَنْبَاشِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ رَفِيعُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لَوْ أَنَا مُعَاوِيَةُ لَيَقْتُلُنَّ ابْنَ مَسْرُومٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ الْقَبِيحَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُلُّ شَيْءٌ دَعَاؤُهُ دَعَا هَالِكٍ مَيِّتٍ وَأَبُو عَتَّابٍ دَعَا فِي شَفَاعَةِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک خاص مغفولہ ہوگی جو اس نے اپنی امت کے لیے کر دی اور میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے اس کو محفوظ رکھا ہے۔

۴۰۳۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ أَبِي عَتَّابٍ قَالَا نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۴۰۴۔ حَدَّثَنَا هُكَيْمُ بْنُ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ أَبِي عَتَّابٍ قَالَا نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدَسٍ

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی لفظی تغیر کے ساتھ یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

وَفِي حَدِيثِ أَبِي أَسَامَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ ۴۰۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَوَّالٌ تَابِعُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنِ أَبِي عَتَّابٍ قَالَا نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدَسٍ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۴۰۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي حَلَفٍ قَالَ تَابِعُ قَالَ نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ أَبِي عَتَّابٍ قَالَا نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدَسٍ وَابْنِ أَبِي عَتَّابٍ قَالَا نَأْيُ عَنْ بَنِي مَالِكٍ إِنَّ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدَسٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر نبی کی ایک خاص مغفولہ ہے جس کو اس نے اپنی امت کے لیے مانگ لیا میں نے قیامت کے دن کے لیے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اپنا دعا محفوظ رکھا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 سَلَامٌ عَلَيْكَ وَبِكَأَيْمٍ شَفَقَتَهُ عَلَيْهُمْ
 ۳۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
 السَّعْدِيُّ قَالَ قَالَ الْأَبْنَاءُ وَعَبَّ قَالَ خَبَرَنِي
 عَنْ أَبِي الْعَدَايَةِ أَنَّهُ بَكَى لَمَّا سَمِعُوا دَعَا
 حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْنٍ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَلَا
 قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ ارْحَنِي
 أَصْلَنِي كَيْفَ تَرِيقَتِ النَّاسِ فَلَمَّ
 تَبَعَنِي كَأَنَّهُ مَيِّتٌ وَمَنْ عَصَا فِي
 مَنَاسِكَ عَقُوبًا رَحِيمٌ لِأَيِّهِ وَقَالَ
 عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَظَرَ فِيهِمْ
 قَالَتْ لَهُ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغِيظَ لَهْمُ
 قَالَتْ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَرَكَ
 يَدَيْهِ وَقَالَ لَهْمُ أَصْبِرْ أَصْبِرْ
 وَبَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جُبَيْنُ
 أَهْبَإِي مُحَمَّدٌ وَرَبُّكَ أَغْلَمُ
 فَسَلِّ مَا يُبْكِيكَ دَنَا جِبْرِيلُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ كَأَسْرَفَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ هُوَ أَغْلَمُ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ
 وَجَلَّ يَا جُبَيْنُ أَهْبَإِي مُحَمَّدٌ
 فَقُلْ إِنَّا سُرَّضْنَا فِي أَصْحَابِكَ
 مَوْلَا تَسْوَلُكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت
 کے لیے دعا کرنا اور شفق سے فرمانا
 حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
 بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے قرآن کریم میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے اس قول کی تلاوت فرمائی (ترجمہ) اے
 رب میرے ان بچوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر
 دیا ہے جو شخص میرا پیروکار ہو گا وہ میرے
 راستہ پر ہے، اور جس نے میری نافرمانی کی تو
 تو اس کو بخشے والا مہربان ہے اور وہ آیت
 پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے
 (ترجمہ) اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب سے قویہ
 تیرے بندے میں، اور اگر تو ان کو بخش دے
 تو تو غالب اور حکمت والا ہے پھر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا، اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو (حالانکہ اللہ
 تعالیٰ کو خوب علم ہے) کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں
 طاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور
 حضور سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ نے کوئی دوسرا (حالانکہ
 اللہ تعالیٰ خوب مانتا ہے) اللہ تعالیٰ نے جبرائیل
 سے کہا اے جبرائیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کی امت کی
 بخشش کے معاملہ میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے
 اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وجاہت اور دیگر فوائد حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنی امت سے بے پناہ محبت تھی۔ خدا آپ اس پر انتہائی شفقت کرتے تھے حتیٰ کرامت اپنے گناہوں کی وجہ سے جس عذاب کی مستحق ہوگی اس عذاب اور امت کی تکلیف کا تصور کر کے آپ بے اختیار رو پڑتے، غور کا مقام یہ ہے کہ وہ آقاؐ کو کمرہٴ خلاصوں کی محبت میں اس قدر روتے ہیں ہم غلام ہو کر جس کھن حضورؐ کی محبت میں رہے حضورؐ کو سب قبل میں ہماری تکلیف کے تصور سے ہمارے علم میں نہ تھے ہیں ورنہ ہم نے کھن، دیکھا کہ امت میں فی الواقع حضورؐ نے امت عبد و علم نے ہماری حالت کتنی تکلیفیں اٹھانی ہیں طاعت کی راہوں میں کسرت حضورؐ پر تنقیدوں کی بارش کر کے آپؐ کو ملامت کیا گیا، آپؐ پر کیسی کیسی پجستیاں کسی گنہگار محمدؐ کی گناہوں میں آپؐ کا جہر و گھال کو جسے جس سے پہنچ کر رہا تھا کھن عبد میں یہی حالت نہ رہے بعد کے دور میں آپؐ کا ایک مساک پر آدمی کی گندگی ٹپ کر آپؐ کا زان بڑھ گیا۔

اس حدیث میں چونکہ شکر دعا مانگنے کا ثمرت ہے۔

اس حدیث میں بعد از دعا ہے کہ اگر کسی نے دعا کی تو اس کے لئے عذاب ہے۔
 اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں ہے۔
 جس کی آنکھوں میں آنسو آئے تو اللہ تعالیٰ فرما دے کہ یہ شخص کہہ کر سہل دلو تو اب ٹھیکیں چہیتے تو اب تمہیں
 سوزناں کرتا یہاں ضرر طلب ہے یہاں سے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مذہب پر شکیں ہوتے ہیں
 طرح امت کے گناہوں پر بھی ٹھیکیں ہوتے ہیں اب سوچئے کہ اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ
 مولیٰ سے وہ حضور کو کتنا سے عذاب کی وجہ سے ٹھیکیں دیکھنا تو یہ کہہ سکتے کہ اسے عذاب نہ دینے
 کا اعلان کر دیتا ہے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تو ہم حضور کو گناہوں کی وجہ سے ٹھیکیں ہاں گناہ
 کو یہ مایکوں میں چھوڑتے ہیں اور دیکھ کر کہ اپنی بندگی اتنی ذرا فائدہ کرتا ہے مدغم ان کے قدم ہر
 کہ ان کی قدر نہیں کرتے۔

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت کر کے اپنے پاس لے آئے۔

گناہ گاروں کو بخشتے گا اور اس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت دلسوف یحصبہ دہشت
 متوسطی (صحیح) د درمقدہ بیابان کا ہے آپ کو اتنا دے گا کہ آپ رضی موباشہ کے بھی آخرت
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اس کی مقبولیت سے مشافقت ہے۔

امثلہ نقالی نے جبرائیل علیہ السلام کے درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف یہ پیغام نہیں بھیجا کہ امت کے لئے میں تم کو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ پیغام بھی بھیجا کہ اس معاملہ میں آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے اسی سے یہ قسم دینا۔ غلبہ سے کہ یہ بھی سرفراز کا مطلب یہ ہے کہ بعض مشیتوں کو ہم صاف کر دیں گے، مافی گنہ گاروں کو دور رخ نہ ڈالیں گے۔ کیونکہ بعض کے غلبہ سے بھی آپ رنجیدہ ہوں گے بلکہ ہم آپ کی تمام بات صاف کر دیں گے اور امت کے کسی فرد کو تنہا نہیں رہنے دیں گے تاکہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ
فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ
قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

جو شخص کفر پر مرا وہ دوزخ میں رہے گا۔
اس کو قریبین کی شفاعت اور قربت فائدہ
نہیں دے گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نہ
شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
رخصت میں میرا آپ کہاں مرگا؟ آپ نے فرمایا:
”جہنم میں“ جب وہ شخص جانے لگا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا میرا آپ
بچھا، اور قہار آپ دونوں جہنم میں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”وَالَّذِينَ عَشِيرْتُهُ
الْأَخْذُ مِثْلُ“ اسے قریبی رشتہ داروں کو
وہاں سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظالم
اور غرض تمام قریشی کریمؐ کے فریاد کعب بن لوی
سے عاصم بن زید اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اسے
توہ بن کعب کے خاندان کو اور اپنے آپ کو درود
سے بچاؤ۔ یہ سب کس کے خاندان وار! اپنے آپ کو نہایت بچاؤ
لے جہنم کے مردان وار! اپنے بچہ کو دوزخ سے بچاؤ
بچو! اشم! اپنے آپ کو دوزخ سے نہایت بچاؤ۔ اسے
بچو! بد مطلب! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ
خاتمہ! من اللہ عنہا، اپنے آپ کو دوزخ سے
محفوظ رکھو! کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی چیزوں بہت
نہایت سے یہ کسی چیز کا از خود مالک نہیں ہوں، ہوا
اس بات کے کہ میں نہایت رشتہ دار ہوں اور میں
مستقریب ہوں اس رشتہ داری کا فاضل ہونا چاہوں گا۔
امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ
نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ حَنَسَةَ عَنِ ابْنِ
عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ فَمَتَى تَقَعُ الرَّحْلُ دَعَا
فَقَالَ إِنَّ آيَةَ وَابْتَلَاكَ فِي النَّارِ

۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَرُوَيْدُ بْنُ حَبِيبٍ
كَانَا نَحْمِيذُ عَنْ عُقَيْدٍ لُعَلِيٍّ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى
بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآخِذٌ بِعَشِيرَتِكَ لَا قَرِيبِينَ دَعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَرِيبًا
مَا جِئْتُمُونَا فَعَصَوْا وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبٍ
بُنِ لُؤَيٍّ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ قَرِيبًا مَا جِئْتُمُونَا
مُرَّةً مِنْ كَعْبٍ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ قَرِيبًا
يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ قَرِيبًا
يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاظٍ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ قَرِيبًا
النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ
مِنْ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ
مِنْ النَّارِ يَا قَاطِلَةَ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ
النَّارِ يَا قَاطِلَةَ أَلَيْتُمْ نَاقُوا أَنْفُسَكُمْ
عَبِيدُكُمْ لَكُمْ مَرَجًا تَبْلُغُهُ بِلَالُهَا

۴۱۰۔ وَحَدَّثَنَا عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَيْرٍ
قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

الْإِسْلَامُ وَحَدِيثُ جَبْرِيدَ أَخَذَ وَاسْتَبَعَهُ.

۴۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ قَالَ أَبُو كُبَيْبٍ وَابْنُ أَبِي كَبِيرٍ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَقْعَةِ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بَنِي مَعْشَرٍ يَا صَفِيَّةُ بَنِي عَدْنٍ لَمْ تُطِيبِيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَصْلَبُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ شَيْئًا سَكُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ بھائیوں کے لئے ہے۔ اسی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ صفا پر چڑھ کر فرمایا "اے فاطمہ بنت عبدالمطلب! اے صغیرہ بنت عبدالمطلب! اے عاتکہ بنت عبدالمطلب! اے اولاد میں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم کو غلاب خاندان کی سب سے بڑی ہے۔ کمال تک نہیں ہوں۔ البتہ میرے ماں سے جو پاسے مانگ لو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے صغیرہ بنت عبدالمطلب! اے عاتکہ بنت عبدالمطلب! اے عاتکہ بنت عبدالمطلب! اے اولاد میں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم کو غلاب خاندان کی سب سے بڑی ہے۔ کمال تک نہیں ہوں۔ البتہ میرے ماں سے جو پاسے مانگ لو۔"

۴۱۲۔ وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ أَبُو كُبَيْبٍ وَابْنُ أَبِي كَبِيرٍ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَقْعَةِ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بَنِي مَعْشَرٍ يَا صَفِيَّةُ بَنِي عَدْنٍ لَمْ تُطِيبِيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَصْلَبُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ شَيْئًا سَكُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ.

۴۱۳۔ وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ أَبُو كُبَيْبٍ وَابْنُ أَبِي كَبِيرٍ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَقْعَةِ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بَنِي مَعْشَرٍ يَا صَفِيَّةُ بَنِي عَدْنٍ لَمْ تُطِيبِيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَصْلَبُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ شَيْئًا سَكُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ.

ام سلمہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کے ساتھ بھی حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

قبیصہ بن مخارق اور زبیر بن عوف بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے فاطمہ بنت عبدالمطلب! اے صغیرہ بنت عبدالمطلب! اے عاتکہ بنت عبدالمطلب! اے اولاد میں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم کو غلاب خاندان کی سب سے بڑی ہے۔ کمال تک نہیں ہوں۔ البتہ میرے ماں سے جو پاسے مانگ لو۔"

۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ وَابْنُ أَبِي كَبِيرٍ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَقْعَةِ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بَنِي مَعْشَرٍ يَا صَفِيَّةُ بَنِي عَدْنٍ لَمْ تُطِيبِيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَصْلَبُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ شَيْئًا سَكُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ.

عُثْمَانُ عَنْ فَيْصَةَ ابْنِ سُمَيْعٍ بَرَقَ وَرُحَيْلُ بْنُ
عَمْرِو قَالَ لَأَنْتَ نَزَلْتَ وَأَنْتَ رُحَيْلُ بْنُ
قَالَ أَنْطَقَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
إِلَى رُطَمَةَ بَيْنَ جَبَلٍ فَقَالِي أَغْلَاهَا حَتَّى رُحْتُ
فَأَذَى يَأْتِي عِبْدَ مَنَاظٍ إِيَّيْ نَزَلْتُ رُحْتُ مَنِي
وَمَنْ لَكُمْ كَسْبٌ رَجُلٍ رَأَى الْقَدْرَ وَكَتَلَتْ
يَرْبَا أَهْلَهُ فَهَيْسَى أَنْ تَسْتَوْهَ فَحَقَرَتْ
يَهْتَفَتْ يَا صَبَا حَاةً

۴۱۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ رَافِعٍ قَالَ
الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
ابْنَ عُمَرَ وَفَيْصَةَ ابْنَ مَعْمَرٍ عَنْ نَبِيِّ صَلَّى
مُتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَحْوِيلًا

۴۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ
سَأَلْتُ سَامَةَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ لُثَمَةَ
قَالَتْ هِيَ الْأَيْمَةُ وَأَنْتَ رُحَيْلُ بْنُ عَمْرِو بْنِ
وَمَنْ لَكُمْ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ حَتَّى رُحْتُ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الْقَفَا
فَهْتَفَتْ يَا صَبَا حَاةً فَكَلَامُ مَنْ هَذَا الَّذِي يَهْتَفُ
فَتَلَوْنَا مُحَمَّدًا فَجَعَلُوا رَأْيَهُ فَقَالَ يَا بَنِي
فَلَا بِي يَا بَنِي قَدْرٍ يَا بَنِي عَمْرِو بْنِ عَمْرِو
الْمُخْلِصِينَ فَجَعَلُوا رَأْيَهُ فَقَالَ أَمَّا آيَةُ كَلَامِ
لَوْ أَنْهَبُوا تَكْمُ أَنْ حَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْعِ هَذَا
الْجَبَلِ كُنْتُ تَحْتَهُ فَصَدَّقْتُ فَكَلَامُ مَا جَعَلْتُ
عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَتْ قَالَتْ قَالَتْ قَالَتْ قَالَتْ قَالَتْ
عَدَابٌ مَكِيدٌ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
أَمَّا جَعَلْتُ إِلَّا لِهَذَا لَمْ تَكُنْ قَامَ فَتَلَوْتُ هَذِهِ
الشُّعْرَةَ كَتَبْتُ يَدَايَ لَهَيْ وَهَدَايَتِ كَلَامِ
قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِيَّاهُ أَخْبَرَنَا الشُّعْرَةُ

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ
کے سب سے اونچے چٹھڑ پر کھڑے ہو کر فرمایا
”اے عبدمنان کی اولاد! میں تم کو جہلم کے مذہب
(سے) ڈرانے والا ہوں۔ میں اوسم اس شخص کی
طرح ہیں کہ جس شخص نے دشمن کو دیکھا ہو ورنہ اس
دشمن سے اپنے نامدان والوں کو بچانے کے
یہ دوش پر ہو کہ کہیں اس سے پہلے دشمن نہ پہنچ
جانے اور ہاتھ باندھا دے“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام مسلم بات فرماتے ہیں کہ ایک اہل سند کے
ساتھ میں یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

حضرت ابی سہیل رضی اللہ عنہما بیان فرماتے
ہیں کہ جب یہ حکم نازل ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اپنی قوم کے ان لوگوں کو واپس لے کر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پر چڑھے اور ہاتھ باندھ
فرمایا ”سنو ہر شب یا رب ہاڑ“ لوگوں نے کہا یہ
کوئی پکار رہا ہے تو سب نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم، یہاں سے ہیں۔ جب تمام لوگ جت ہو گئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھے
فلان کی اولاد! اسے فلاں کی اولاد! اسے عبدمنان
کی اولاد! اسے عبدالمطلب کی اولاد! ابھریے سب
لوگ آپ کے قریب ہو گئے آپ نے فرمایا ”مجھے
یہ بتاؤ کہ اگر میں تم کو یہ اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے
دامن سے گھوڑوں پر سوار ایک لشکر نکلے گا تو کیا
تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے“ تمام لوگوں نے
جواب دیا ”ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا“ آپ نے
فرمایا ”میں تم کو رات کے (غلاب شدیدہ سے)
ڈر رہا ہوں“ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس پر

ابولہب نے کہا: کیا ذرا سہل ہے تم ہلاک ہو جاؤ،
کہا تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا تھا پھر وہ کھڑے ہو
گیا اور سوتے جنت میں اخی اہب اسی وقت نازل
ہوئی: "ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو جائیں اور
وہ خود بھی ہلاک ہو جائے"

اسی سند سے مروی ہے کہ ایک دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پٹار پر چڑھ کر
فرمایا: "سنو ہر شیہ ہو جاؤ، جیسا کہ یو اسامہ
اور روایت میں ہے اور آیت کریمہ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَتَكَ أُلْوَ الْقُيُومِ مَعَكُمْ كَذَبٌ
ہیں۔

۴۱۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْتُ
كُزَيْبٌ قَالَا قَالُوا مَعَادِيكَ عَيْنٌ رَأَيْتُكَ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ صَعِيدٌ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَمَّا ذَاتُ يَوْمٍ فَكَانَ فَتْرًا مَدَّ حَتَّى
يَنْتَحُو حُدُودَ الْإِسْلَامِ وَكَانَ يَذْكُرُ كُتُوبَ الْأَنْبِيَاءِ
وَأَنْبِيَاءَ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق اہل سنت کا منظر یہ
حدیث نمبر ۴۱۷ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال سے فرمایا: میرا باپ رچھا اور
نہارا باپ دونوں جہنم میں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے متعلق اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت
ام سے لے کر حضرت محمد تک اور حضرت عباس سے لے کر تمام ائمہ تک آپ کے سلسلہ نسب میں
ان قدر آباد و رفعت کی وہ سب ممکن ہیں، اس موضوع پر علماء اسلام کی مستقل تصانیف ہیں، علامہ سبکی
متوفی ۸۵۰ھ نے اس موضوع پر متعدد رسائل لکھے اور اعلیٰ حضرت امام محمد رضا صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳۸۰ھ سے
بجہ اس موضوع پر رسول اسلام کے بارے میں مستقل رسالہ لکھا ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
لَا يَدْرِي يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

السا جدد
شعر ۲۰۰
علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام رازی متوفی ۶۰۴ھ نے اسرار السنن میں اس آیت سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اجداد کے اسلام پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نسب سید بن کلاب سے ماہدین کی طوئ منتقل ہوتا ہے، لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباد و اہل اسلام ممکن ہیں۔

۲۔ علامہ حلال مدین سبکی متوفی ۸۵۰ھ، المستخرج من مسند

اپنے آپ کو مدح سے محفوظ رکھو۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی چیزوں میں سے کسی چیز کا از خود مالک نہیں ہوں، سوائے اس کے کہ میں تبارارشتہ دار ہوں اور میں عنقریب نہیں اس پر رشتہ داری کا فیض پہنچاؤں گا۔

اس حدیث کا یہ مطلب بگڑ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے مالک نہیں ہیں و خصوصاً حضرت مسہدنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل بیت کرم کی شفاعت کا آپ کو اختیار نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے بتائے بغیر شفاعت کے مالک و مختار نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے: عطیۃ الشفاعة۔ مجھ کو شفاعت عطا کر دی گئی ہے۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶۱ اور خصوصاً اہل بیت کرام کے بارے میں در ذیل احادیث میں خط فرمائیں۔

علامہ سید ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برسر منبر فرمایا: یہ کیسے رنگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے رشتہ داروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یا مدح میں ان کو دیا اور آخرت و دوزخ میں ان کو نفع پہنچاؤں گا۔

نیز علامہ شامی فرماتے ہیں کہ طبرانی نے ترجمہ صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے گا نہ تمہاری ولادت کرے۔

اس کے علاوہ حدیث میں فرماتے ہیں کہ طبرانی دارقطنی اور صاحب کتاب فردوس نے حضرت امیر المؤمنین بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر جو ان کے قریب ہوں پھر غدار کی شفاعت کروں گا۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی شفاعت سے فائدہ ہوگا۔ (العیاذ باللہ)۔

گستاخان رسول پر شدت کا بیان | حدیث نمبر ۲۶ میں ہے ابوہریرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کو سخت جواب دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ابوہریرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نقطہ ثبوت کے رٹاک موعاؤں کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت میں پرکھ کر نازل کر دی۔ اسی طرح وہابیہ نے منیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت میں قرآن کریم کی سورہ فون میں اس کے دس میرے بیان فرمائے۔ ماس بن وکیل نے حضور کو ابتر منطق النفس کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت میں سورہ کوثر کی ایک آیت نازل فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک اور مولیٰ بنے اس کے باوجود اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۶ھ۔ رسالہ ابن عابدین ج ۵، مطبوعہ سیدی اکبر علی لاہور

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۶ھ۔ رسالہ ابن عابدین ج ۵، مطبوعہ سیدی اکبر علی لاہور

۳۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۶ھ۔ رسالہ ابن عابدین ج ۵، مطبوعہ سیدی اکبر علی لاہور

یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ
الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
الْحَارِثِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ عَبْدِ
وَحْدَةَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ أَبِي
سَعْدَانَ يَهُودِيٌّ سَمِعَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ النَّبِيِّ

۴۲۱. وَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِمْ لَمَّا دَخَلَ الْمَدِينَةَ
فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَدْ كُنْتُمْ
فِي ضَلَالٍ مِمَّنْ يَتَّبِعُونَ النَّبِيَّ يَفْقَهُونَ

۴۲۲. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
سَعِيدٍ يَرْفَعُ صَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا
سَمِعْتُكُمْ تَتَذَكَّرُونَ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَدْ كُنْتُمْ

۴۲۳. وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
عَمْرُو بْنُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ
يَرْفَعُ صَوْلَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا
سَمِعْتُكُمْ تَتَذَكَّرُونَ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَدْ كُنْتُمْ

۴۲۴. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ
وَالْفَلَّاحُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
سَعْدَانَ يَهُودِيًّا سَمِعَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ
کے چچا ابو لب کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا
کہ دن میری شفا مت سے اس کو فائدہ پہنچے گا
اس کو روزِ حج کے سب سے بالائی طبقہ میں لایا جائیگا
جہاں آگ صحت اس کے گھڑوں تک پہنچے گی جس
کی شدت سے اس کا رخ کھول رہا ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم
میں سب سے کم مذاہب جس شخص کو لوگاں کو آگ
کی دو جہتیاں پیناں جائیں گی جن کی گرمی کی وجہ سے
اس کا رخ کھول رہا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم
میں سب سے کم مذاہب ابو طالب کو ہوگا۔ اس کو
آگ کی دو جہتیاں پیناں جائیں گی جن سے اس کا رخ
کھول رہا ہوگا۔

نعمان بن بستر رضی اللہ عنہ نے دورانِ حید
فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا کہ قیامت کے دن سب سے کم مذاہب

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى
الْكَفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلُهُ

۴۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِوفَ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
هَمَّسُ بْنُ عِمْرَانَ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ شُعْبَةَ عَنْ
مُسْرُوقٍ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ ثَمَّةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ
أَحْمَدَ عَنْ كَاتِبٍ فِي حَدِيثٍ يَصِلُ إِلَى جَدِّهِ وَنَحْوِهِ
لَمْ يَكُنْ قَدَرُ دَلِيلٍ عَلَى أَنَّهُ يَنْفَعُهُ إِنَّهُ
لَمْ يَقُلْ يَوْمَ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ يَنْفَعُهُ عَمَلُهُ
إِسْنَدُهُ

کفار کے اعمال ان کو فائدہ نہیں پہنچاتے

حدیث مائتہ مدنیہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص
امانہ جابلیت میں بن جہان رشتہ داروں کے ساتھ
ایک سوکھ گیا کرتا تھا، مسکینوں کو دینا، کھانا، کپڑا
یہ اعمال اس کو آخرت میں نفع دیں گے، آپ نے
فرمایا کہ موت میں یہ اعمال اس کے کام نہیں آئیں گے
کہہ کر کہ جس نے ایک دن جس نے نہیں کہا کہ اسے مدینہ
آخرت میں میری خلافت کر بخش دینا۔

کفار جو ایک عمل کرنے ہیں ان کا یہ اندھا دانی ہے کہ
اسان میں فرما رہا ہے آخرت میں وہ عمل اس کا کام
نہیں آئیں گے ان کو کہ ان کے اعمال ان کے فائدہ میں نہ ہوں گے
اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

اعمال کفار کے نفع بخش نہ ہونے پر دلائل

نہیں آئیں گے ان کو کہ ان کے اعمال ان کے فائدہ میں نہ ہوں گے
اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

اور ان کی ان کے اعمال ان کے فائدہ میں نہ ہوں گے
ان کو کہ ان کے اعمال ان کے فائدہ میں نہ ہوں گے
اللہ جو شخص ایمان لائے کے بعد کفر کرے اس
کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔
کفار کے فائدہ میں نہ تحقیق کی جائے گی اور
ان کو جہنم دی جائے گی۔

(۱) وَقَدْ مَنَّا إِلَى مَا هَلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْتَهُ
هَبَاءً مَنْشُورًا - (فرقان: ۲۳)
(۲) مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ
(مائدہ: ۵۰)
(۳) لَا يَخْفُفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
يَنْظُرُونَ - (بقرہ: ۱۶۳)

مسلمانوں سے دوستی رکھنا اور غیر مسلموں سے
قطع تعلق کرنا

بَابُ مَوَالَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ طَعَنَ فِيهِمْ
وَالْبِرَاءُ مِنْهُمْ

۴۲۷ - حَدَّثَنَا ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَسِبٍ قَالَ سَأَلْتُ
أَبُو حَسِبٍ قَالَ سَأَلْتُ شُعْبَةَ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ يَحْيَى
عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍاءَ وَأَبِي نَعَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَنْ يَتَرَبَّعَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ يَكُنْ مِنَ الْكَافِرِ
عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍاءَ وَأَبِي نَعَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت معمر بن ماس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
مسلمانوں کے مابین مبرار رشتہ دار ہے اسے ہرگز
اللہ سے الگ کر دینا۔

لَيْسَ بِالْمُسْلِمِ مَنْ تَرَكَ بَحْتًا وَفَرَّ بِمَنْ دُونَهُ وَصَدَّقَ
الْمُؤْمِنِينَ

غیر مسلموں سے ترک بھست اور قطع تعلق پر دلائل
قرآن کریم میں متعدد آیتوں سے بد مذہب ذوق و
کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے سخت منع
فرمایا ہے۔ رتاد سے۔

رَبِّنا خذِ الْمُؤْمِنِينَ مِنَّا هَبْنِا ذُنُوبَهُمْ
وَمَنْ يَجْعَلْ لِّدِينِهِ
وَلَهُ فِي شَيْءٍ (ال عمران: ۳۵)
اور ترک کر دو ان لوگوں کو جن سے تم اپنے
دین کے لیے (۱۱۳)
مسلمان مسلمان کے بغیر کفر کر پاؤ گے نہ
ماں اور نہ بیٹے اب کیا اس کا خدا ہے
کوئی تعلق نہیں۔
مطلوبوں سے میل جول نہ رکھو نہ تو ابھی
دو ذبح کا عذاب ہو گا۔

ان آیت سے معلوم ہو کہ کفر و کفر اور فتنوں سے میل جول رکھنا ان سے بھست اور بیکے بیکے بھست
کرنا ان سے رشتہ داری اور کھانے پینے کے تعلقات نہ کرنا سب حرام ہیں۔
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكَ فِي لَيْلَةِ الْبَدْرِ الْقُرْآنَ فَاسْمِعْهُ
بِاتٍ لَّيْلَةٍ يُخْفِيهَا وَيَسْمَعُهَا وَلَا تَقْعُدُ
مَعَهُ رَاحَتًا يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ قَدِيمٍ
مَنْ لَّهُمْ

ی آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی بد مذہب اور کفر و فتنہ کا جبر ہو اور اس میں قرآن کریم کی بات کی تعمیری
تخلیف کی جائے اور مسلک حق کی نفی کے دلائل کا مذاق اڑایا جائے اور فتنوں میں نہ کب نہ کراہی کی
باتیں نہ ہو اور اگر مسلمانوں نے اب فتنوں کا شمار بھی غلوں میں ہو گا اگر ان کا جبر کسی اور موضوع پر ہو تو ان کے
جبر با ان کی مجلس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَأَمَّا رِيتُ الدِّينِ يَخُوضُونَ فِي بِلَاتٍ دَارِ
عَمْرٍو حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ قَدِيمٍ
يَسْمَعُ الشَّيْطَانُ هَلَّا تَقْعُدُ بَعْدَ كَرِيهِ
الْقَوْمِ لَعْنَتُ لَعْنَةٍ

مذہب کے لوگوں کو جو کفر و کفر و فتنوں میں
خراب کر رہے ہیں قرآن سے گریز کر دینی کہ وہ
کسی اور موضوع میں بات کرنے لگیں اور کفر و کفر و فتنوں
کے ہمسائے سے بھول کر ان کی باتیں میں ملے گا اور
بارگاہی کے مدد خالوں سے پاس مریز ہو۔
سایت سے بھی یہ بات ہے کہ اگر وہ بد مذہب فتنے حب مسلک حق کی نفی کے دلائل کا نہ
کر رہے تو ان کی بات سنیں ان کی مجلس میں نہ بیٹیں۔

یہاں یہ بھی اصوات متحدہ ہو کر
سے مان و اور کہ بات سے مان و اب اور

حوائیک و بیاد ن استحبوا الکفر علی الایمان
ومن یتولیهم منکم فاولئک هماعدائکم۔

(توبہ ۲۳۱)

بھائی بھی کفر کو ایمان پر ترجیح دیں تو ان سے بھی دوستی
اور محبت نہ رکھو اور جن مسلمانوں نے ان سے دوستی
رکھی ان کا شمار ظالموں میں ہوگا۔

اس آیت کریمہ کا مفاد یہ ہے کہ اگر کوئی گمراہ فرقہ کھرکے حد تک پہنچ چکا ہے اور کسی مسلمان کے والدین
اور رشتہ داروں کا اس سے تعلق ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان سے محبت اور دوستی نہ کرے۔ ورنہ وہ ظالموں
میں سے ہوگا۔ غور کیجئے جب ماں باپ کے لیے یہ حکم ہے تو دوسرے بد مذہب اور گمراہ فرقوں سے محبت
اور دوستی رکھنے اور تعلقات قائم کرنے پر کتنی شہید سزا ہوگی۔ ہدایت شریف میں ہے:-

نخلعہ و نخلعہ من ینزعہ (مشکوٰۃ ص ۲۸) تیسرے نہ فرمان سے عم قطع تعلق کرتے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زمانہ میں
دین میں دھوکہ دینے والے اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے وہ تم سے ایسی ایسی باتیں کریں گے جو اسے
باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی تم ان سے دور رہنا ورنہ کو خود دوست و رشتہ دار کہیں وہ تم کو گمراہی و لغزش میں
لے ڈال دیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰-۹)۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

۴۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ مَوْحِدٍ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
كَثَّانٍ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَسْعُودٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
يَسَّادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
سَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ هَاهُنَا لُحُثٌ سَلَامُونَ
أَفْءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ رَجُلٌ فِي رَأْسِهِ دُخَانٌ
اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَالَ بَلَّغْهُمُ الْجَهَنَّمَ مِنْهُمْ
كُلُّ قَوْمٍ أَخْرَجُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذُرِّيَّتَهُمْ وَهُمْ يَدْعُونَ
مِنْهُمْ قَالَتْ سَبِّحْتَ بِهَا عُنَا شَهْرٍ۔

مسلمانوں کے بعض گروہوں کا بغیر حساب اور
عذاب کے جنت میں دخول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے نہ کرے۔ آپ نے
فرمایا اسے جس شخص کو ان لوگوں میں سے کر دے
بھرے گا اور جس شخص کو اس سے دور کر دے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسے ہی دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے
نہ کرے آپ نے فرمایا عکاتہ تم پر بہشت سے ہے؟
امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث کے ساتھ بھی
یہ روایت اس طرح منقول ہے۔

۴۲۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ

كَثَّانٍ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَسْعُودٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
يَسَّادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
سَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ هَاهُنَا لُحُثٌ سَلَامُونَ
أَفْءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَ رَجُلٌ فِي رَأْسِهِ دُخَانٌ
اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ قَالَ بَلَّغْهُمُ الْجَهَنَّمَ مِنْهُمْ
كُلُّ قَوْمٍ أَخْرَجُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذُرِّيَّتَهُمْ وَهُمْ يَدْعُونَ
مِنْهُمْ قَالَتْ سَبِّحْتَ بِهَا عُنَا شَهْرٍ۔

الرَّيْبِيعِ۔

رَأَى مِنْ عَيْنٍ وَحَسِبَ فَقَالَ هَذَا
أَحْسَنَ مِمَّا أَتَتْهُ إِلَى مَا سَمِعَ وَكَانَ
حَدَّثَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عَبْرَتُ عَنِّي رَأَيْتُ قَوْمَ آيَةِ
النَّبِيِّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ
وَمَعَهُ سُرْبُ الدُّرِّ وَالنَّبِيُّ وَالنَّبِيُّ
نَاسٌ مَعَهُ أَحَدٌ رَأَى رَأَى سِرًّا
عَظِيمًا فَطَنَتْ لَهُمْ أُمِّي فَبَعْدَ
لِي هَذَا مَوْسَى وَهَزَمَ وَكَانَ نَظَرُ
إِلَى الْأَقْنِ فَتَنَزَّاهُ فَدَا سَوَادُ
عَبِيدٍ فَكَانَ لِي أَنْظَرُ وَأَوْ لَاقِي لَاحِرٍ
فَتَنَزَّاهُ فَدَا سَوَادُ عَبِيدٍ فَتَنَزَّاهُ
هَذَا أَمَّتْكَ وَمَعَهُمْ سَبْكَوْنَ أَلْفًا
يَدُ خَلْقِ الْجَنَّةِ بِأَيِّ حِسَابٍ وَلَا
هَذَا أَيْ تَمَّ تَهْضُ دَارَ حَرْمٍ مَرَّةً
ذَهَابَ النَّاسُ فِي أَوْ لَاقِي لَاحِرٍ
يَدُ خَلْقِ الْجَنَّةِ بِأَيِّ حِسَابٍ وَلَا
عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَبَعَثَهُمْ شَيْئًا
فَيَجُوبُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَبَعَثَهُمْ تَدِينُ
وَلَدُوا فِي لَاحِرٍ فَتَنَزَّاهُ بِسَبْكَوْنَ
وَلَدُوا فِي لَاحِرٍ فَتَنَزَّاهُ بِسَبْكَوْنَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا أَتَى تَعْلُومُونَ فَيَبْرُكُونَ
فَقَالَ هُمْ الَّذِينَ يَبْرُكُونَ وَلَا يَسْتَرْكُونَ
وَلَا يَنْطَبِرُونَ وَمَعَهُ مَرَاتِمُ يَسْتَرْكُونَ
فَقَامَ عَمَّا كَانَهُ ابْنُ مَعْصِنٍ فَقَالَ أَدْعُ
اللَّهُ أَنْ يَفْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ

نے کہا انہوں نے حضرت پریدہ بن حبیب سے
روایت کیا کہ وہ کرانا نظر لگنے اور کچھ کے ڈنک
کے علاوہ کسی چیز میں زیادہ مفید نہیں ہے۔ میر
بن جبر نے کہا جس شخص نے جو حدیث سنی درس
یہاں کی اس سے ٹھیک کی ایک جم نے حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مجھ پر تمام مشن ہیں
لیکن میں نے دیکھا کہ جن نبیوں کے ساتھ اس
سے ملے کہ امتوں کی جماعت میں وہ کسی نبی کے ساتھ
بک یا دو آتی تھے اور کسی نبی کے ساتھ کوئی نبی
نہ تھا پھر میں نے ایک فیہر باعت دیکھی اب ان کا
کہ شاید یہ میری امت سے پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ
موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت میں، البتہ آسمان۔
کنا سے ان کی طرف دیکھا تو ایک عظیم جماعت تھی پھر
مجھے کہتا تھا کہ وہ سب کنا سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے
میں ایک عظیم جماعت تھی پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ
کنا سے تشریف لے رہے تھے اب جو بلا صاحب و صاحب بنت میں اہل
انوں کے پیر آپ اٹھ کر تشریف لے گئے جن میں سے کنا سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اور جن کو کنا سے
سب کنا سے سلام میں یہ یہ موسیٰ اور انہوں نے
کسی قسم کا کوئی شریک نہیں کیا۔ کسی طرح بھی ہر کم غفلت
قسم کی فاس آریاں کرتے سب، حتیٰ کہ رسول اللہ
سے۔ عید و سلم تشریف لے گئے اور فرمایا تم کس بات
میں غور کرتے ہو؟ صحابہ کرم نے بتلایا، آپ سے
فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم لیں گے اور نہ کنا سے دور رہیں گے
اور نہ بدخلوں کی کریں گے، اور میں اپنے رب پر توکل
کریں گے، پھر حضرت ام کاثر بن محسن کھڑے ہوئے
اور کہنے لگے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ
مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے رسول اللہ صلی

مِنْهُمْ ثُمَّ قَاتَلَ أَمْرًا رَجُلًا أَخُو وَفَاتَى
بَارَسُوهُ اللَّهُ دَعَا اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنِي
مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَتْ بِمَا عَمَّا شَاءَ .

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انہی لوگوں میں سے ہو پھر
ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ اللہ
تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں
سے کر دے، آپ نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت
لے چکا ہے۔

۴۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قُصَيْبٍ عَنِ خُصْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ قَالَ مَا أَتَى عَتِيسَ بْنِ قَلْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَرَضَتْ عَلَيْهِ لَوْ أَنَّ
تُرَدَّ كَرِيًّا قِيْلَ حَدَّثَنَا عَنْ حَدِيثِ هُشَيْبٍ
لَوْ يَذْكُرُ ذَلِكَ حَدِيثٌ

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
سے اللہ تعالیٰ عابد و بندہ نے فرمایا کہ مجھ پر میں نہیں
کی گئی۔ اس کے بعد حدیث حسب سابق سے

شفاعت طلب کرنے پر دلیل | حدیث نمبر ۴۳۶ میں سے حضرت عکاشہؓ کا قصہ بھی اللہ تعالیٰ سے
نہیں اللہ علیہ وسلم سے نہ کیا میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ
مجھے نیز حساب و کتاب کے حساب میں داخل کر دے۔
علامہ نووی لکھتے ہیں

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار اشخاص میں سے ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار افراد مولد گئے اس وقت
سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دنیا میں شفاعت طلب کرنا جائز اور صحابہ کی سنت سے
آپ نے جس شخص کی شفاعت قبول نہیں فرماں وہ اسی مرتبہ ہل نہ تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت سے جاتے
تھے کہ تقدیر الہی میں یہ شخص ان ستر ہزار میں نہیں ہے یا اس وجہ سے کہ اگر اس کی شفاعت کر دیتے تو ممکن تھا
کہ انہیں دیکھ کر ایک ایک کر کے سب شفاعت طلب کرنے لگتے اور یہ مشیت الہی اور منت و رسالت کے
خلاف تھا۔ ۱۰

وَمَنْ كَرِهَ أَنْ يَدْرَأَ لَوْ أَنَّ عِلَاجَ كَرِهَ أَنْ يَدْرَأَ لَوْ أَنَّ عِلَاجَ كَرِهَ أَنْ يَدْرَأَ لَوْ أَنَّ عِلَاجَ كَرِهَ أَنْ يَدْرَأَ
حدیث نمبر ۴۳۶ میں ہے جو لوگ
دراغ لگا کر علاج نہ کریں، دم نہ
کرائیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں وہ جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہوں گے۔

بعض لوگ اس حدیث کے پیش نظر علاج کرنے کو توکل کے خلاف سمجھتے ہیں، اس سلسلہ میں گزارش
ہے کہ توکل کی تشریح یہ ہے کہ کسی شے کے اسباب حاصل کرنے کے بعد اس شے کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے
پرہیز کر دے اور اسباب پر بھروسہ نہ کرے نہ یہ کہ ہر شے کے اسباب کو ترک کر دے جس طرح صوفیہ یا سنی

دور کرنے کے لیے ٹھکانا پینا، روزی کھانا اور مشکلات میں مدد نالی سے دعا کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہی طرح بیماری دور کرنے کے لیے علاج کرنا بھی توکل کے خلاف نہیں ہے، اگر توکل کا مطلب یہی ہوتا ہے ان لوگوں نے سمجھا ہے تو حضرت عکاشہ توکل کر کے بیٹھ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی دعا کی درخواست نہ کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بیماریوں کے لیے دو تین غریزہ دانی ہیں، پہلا اور مہمہ مرمہ ۲۲ علاج دیا ہے۔ بخاری شریف میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو حضرت عائشہ سے زعم کو دیکھا، اللہ سب نعمتوں کا خزانہ ہے جو انی ملامت میں رکھتا ہو رہی۔ لہذا سنن ابوداؤد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماریاں درد و میں دونوں لہذا ہی سے ازل کی ہیں، اسے حد کے بند و اسٹھیاں کیا کہ وہ درد سے بچے تو وہی۔ یہ حد میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید کا علاج کیا برطانیہ کا۔

بخاری شریف میں ہے کہ بعض صحابہ کرام نے کہا کہ سب کے ذہن مریض ہیں، اس کا دم رکھنے کے خلاف ہے اور میں بھی یہ کہہ کر یا میں حضور کی خدمت میں کہہ رہا ہوں کہ یہ توکل کا جواب ہے، یہ بات تم سے صحیح کام ہو۔ لہذا حدیث سے معلوم ہوا کہ مطلق علاج کرنا اور یا فقیروں کو دے سکے، یہ ان کا رواج ہو کر علاج کرنا، اور ضروری امور سے نابت ہیں اور توکل کے خلاف نہیں ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود سید المتوکلین ہیں اور آپ سے یہ دونوں امر ثابت ہیں۔

رہا یہ کہ بھر اس حدیث میں حرواغ لگو لگے اور دم کرنے کو توکل کے جواب قرار دیا ہے اس کا کیا مطلب ہے اس کے جواب میں علامہ نقیب نے فرمایا اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو حالت صحت میں دماغ لائق ہوئے، کئے خون سے دریغ ہو گئے، کیونکہ ان کا یہ عمل قول اور بیان، مسدود و فانی کے خلاف ہے اور علامہ حلی نے فرمایا کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو دعائے بخونے یا دم کرنے سے کوتاہی کے لیے نفس و جسمی صحت سمجھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اگر یہ علاج نہ کرے تو وہ ہلے گا، کیونکہ اس حدیث میں سب کی مدد، شمار ہونا اور مدد نالی سے شفا کا پتہ نہ ہوگا۔

اور سب کوئی شخص بیمار ہو اور وہ کہ بعض سبب کے بعد براستعمال کرے تو علامہ خودی فرماتے ہیں اس حدیث میں وہ کہہ کر نا، تقویٰ نہ ہو، سب کا تہذیب ہے۔

علامہ خودی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی وہ فرمایا ہے اور دم کرنے کا حکم ہی دیا ہے

- ۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ دار محمد صحیح المطابع کرچی ۱۳۸۱ھ
 ۲۔ ابوداؤد سلیمان بن شعیب متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۸۵، مطبوعہ مکتبۃ دار الفکر پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
 ۳۔ ابوالبرصی ترمذی متوفی ۲۴۵ھ، جامع ترمذی ص ۹۹، مطبوعہ دار محمد دار عاتق تبارک کتب کرچی
 ۴۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ دار محمد صحیح المطابع کرچی ۱۳۸۱ھ

قرآن کریم کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء سے جو دم کی جگہ سے وہ بازو سے جن احادیث میں دم کرانے یا کرنے کو مانا
قراردیا ہے وہ اس قسم کے دم میں جن کے لئے خداوند تعالیٰ سے مستجاب ہو یا نماز جاہلیت کے دم کی طرح ہوں یا
اس شخص کے جن میں دم کرنا کفر و کفر کے لئے قتل سبب سمجھا ہو اس حدیث کا مفہوم ہے کہ
بالی بیماریوں کا یہ نسبت نظر رکھئے ورنہ ہر گھبراہٹ میں دم کرنا زیادہ مہذب ہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ هَذِهِ الْأَمْرَةِ نِصْفَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ
اس بات سے کہ معنی نہیں ہو کہ جنت میں ہمارے وہ
نام جنتیوں کی چوتھائی اور حدیث میں مسود فرمایا ہے
کہ ہم نے خوشی سے خود کو تکبیر ملنے کا پیر سے کہہ دیا
کہ اس بات سے کہ معنی نہیں ہو کہ جنت میں ہمارے وہ
نام جنتیوں کی تہاں اور حدیث میں مسود فرمایا ہے کہ
ہم نے خوشی سے خود کو تکبیر ملنے کا پیر سے کہہ دیا
مجھے امید ہے کہ جنت میں ہمارے وہ نام جنتیوں
سے اسی طرح اور حدیث میں مسود فرمایا ہے کہ
کافر میں اسی نعمت سے جسے سال میں ایک
سفید بال مر یا سفید بال میں ایک سیاہ بال ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ہم نے خوشی سے خود کو تکبیر ملنے کا پیر سے کہہ دیا
کہ اس بات سے کہ معنی نہیں ہو کہ جنت میں ہمارے وہ
نام جنتیوں کی تہاں اور حدیث میں مسود فرمایا ہے کہ
ہم نے خوشی سے خود کو تکبیر ملنے کا پیر سے کہہ دیا
مجھے امید ہے کہ جنت میں ہمارے وہ نام جنتیوں
سے اسی طرح اور حدیث میں مسود فرمایا ہے کہ
کافر میں اسی نعمت سے جسے سال میں ایک
سفید بال مر یا سفید بال میں ایک سیاہ بال ہو۔

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي شَرِيحَةَ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ
الْمُتَّبِعَةِ قَالَ كَبُرَ مَا لَمْ قَالَ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ
تَكُونُوا ثُلُثَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا
رُبْعَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ
إِنِّي لَا أَرَاهُمْ أَن تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ
زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ
تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا
نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ
الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَفُضْلُ بْنُ
يُزَيْدَ وَابْنُ أَبِي شَرِيحَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ أَمَّا
قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا ثُلُثَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ
زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ
تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا
رُبْعَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ
الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا رُبْعَ الْخَيْرِ
إِنِّي لَا أَرَاهُمْ أَن تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا
قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ
زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ
تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا
نِصْفَ الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ
الْخَيْرِ أَمَّا قَوْمٌ زُرْتُمْ تَكُونُوا نِصْفَ الْخَيْرِ

وَالَّذِي اَنْتَ لِحَبْلِهِ لَازِبٌ خَلَّيْنَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ
وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الْقُرْبَى لَآ كَاشِفُوْهُ بِتَقْوَا
فِيْ جَلَدِ الشُّوْبِ لَا مَسُوْدًا وَّلَا مَشْفُوْرًا لِّلشُّوْبِ وَاَيُّ
فِيْ جَلَدِ الشُّوْبِ اِلَّا حَبْرٌ .

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ ثَمِيْمٍ
قَالَ سَأَلْتُ اَبِيْ قَالَ مَا مَالِكٌ وَهُوَ اَنْ يُّعْمَلَ عَنْ
اَبِيْ سُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ
خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلٍ وَسَلَّمَ
فَاَسْتَقَرَّ عَلَيْنَا اِنْ قُتِلَ اَوْ قُتِلَ اِلَّا لَا يَدُ حُرِّ
الْجَنَّةِ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ اَللَّهُمَّ هَذَا يَتَعَمَّقُ
اَللَّهُمَّ اَشْهَدُ اَنْجَبُوتَ نَكْمَ رُبَّةِ اَهْلِ الْحَبْرِ
فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ اَنْجَبُوتَ اَنْ
تَكُوْنُوْا كَلْبُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَلَوْ اَخْرَجَا سُوْدَ
اللهِ قَالَ بِيْ لَا رَجُوْا تَكُوْنُوْا قَصْرَ اَهْلِ
الْحَبْرِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنْ اَكْمَرٍ اَلَا لَطَمَةُ
لَشُوْبِ اَيُّ الشُّوْبِ اِلَّا لَيْسَ اَوْ كَاشِفُوْهُ
الْبَيْضَاءُ فِيْ الشُّوْبِ اِلَّا مَسُوْدٌ

۴۴۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ النَّخَعِيُّ
قَالَ مَا جَوَّزْتُ عَنْ اَلْعَبَّاسِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ
اَبِيْ مَعْبُودٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَرْقُوْا اَللهُ عَزَّ وَجَلَّ
تَا اَدْمُرُ كَيْفَقُوْلُ بَشِيْلَتٌ وَتَعْدُ يَكُ وَ
اَنْخِيْرُ فِيْ يَدِيْكَ فَتَلَّ يَقُوْلُ اَخْبَرُ
نَعْتُ الْمَثَرِ قَالَ وَمَا بَعْتُ سِتْرَةً
مِنْ كُلِّ اَلْفٍ يَسْتَعْمِلُ مَا كُنْتُ وَتَسْقَعُ وَتَسْجِيْ
قَالَ قَدِمْتُ جَبْرَتُ يَتَنَبُّ الضَّعِيْفُ وَتَضَعُ كُرَّ
مَا نَتِ حَمَلُ حَمَلَتِهِ وَتَرَى لَدُنَّ سُرَّيْ
وَمَا هُوَ يُسْكِرُ وَلِيَكُنَّ عَدَابُ بِلَهْ تَدْبِدُ
كَ اَلْ قَاشِنَةُ وَاَيْتُ عَلَيْهِمْ فَتَاوَا يَكُ

اس کو وہ بہ سب سے کھنت میں صرف مسلمان و مل مرگے
اور شہر کر کے سفلی میں تہا رہی تہا رہی سب سے
جیسے سیلویں کی کھاں میں ایک سفید بال موہا رہا بل کی
کھاں میں ایک سیاہ بال ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ایک چٹھے کے خیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایک لکائے خطبہ دے رہے تھے آپ
سے فرمایا یاد رکھو جنت میں صرف مسلمان و مل مرگے
سے تہہ تر گاہ جو جا کہ میں نے خیر پیغام پھیلایا
ہے۔ کہ تم پیدا کرتے ہو کہ تم جنتوں کے جو تہائی ہو
عمر کے کہ دور، رسول اللہ آپ سے فرمایا کیا فہم
کرتے ہو کہ تم جنتوں کے تہائی ہو ہم سے عرض کیا
مذہب یا رسول اللہ آپ سے فرمایا مجھے ترقی سے کہ
تہہ جنتوں کے دھمے ہو گے اور تکمیل امتوں
کے مفاد میں تہا رہی تہا رہی سب سے سفید بل
میں سیاہ بال یا سیاہ بل میں سفید بال۔

حضرت الزہید حدیث کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آدم وادام کی تہہ
تہہ میں تہہ سے کہ لکھا کہ تہہ سے کہ تہہ
اور کل خیر تہہ سے ہی بعد میں سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے کہ تہہ تہہ کی حماوت کا وہ
آدم پر نہیں گئے تہہ تہہ کی تہہ تہہ ہے ہاں تہہ تہہ
تہہ سے زہد تہہ سے تہہ تہہ ہیں۔ آپ سے فرمایا یہی
وہ وقت کہ جب کچھ خون خداست لکھا ہے تہہ
مرگے آدم وادام تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ
تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ
حقیقت میں تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ

رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَسْرُدُ
فَيَأْتِي مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَنفٌ وَمِنْكُمْ
رَجُلٌ قَلِيلٌ ثُمَّ قَالَ وَابْدِئْ نَفْسِي بِبَيْدِهِ رَفِئِ
لَا طَمَعُ أَنْ تَكُونُوا دُوبَعًا أَهْلُ الْخَنَةِ فَحَمِدْنَا
اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَابْدِئْ نَفْسِي بِبَيْدِهِ رَفِئِ
لَا طَمَعُ أَنْ تَكُونُوا أَنْفٌ أَهْلُ الْخَنَةِ فَحَمِدْنَا
اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَابْدِئْ نَفْسِي بِبَيْدِهِ رَفِئِ
لَا طَمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرًا أَهْلُ الْخَنَةِ فَحَمِدْنَا
فِي الْأَمْرِ تَمَتُّلَ الشُّعْرَةِ نَبِيضًا فِي جَنَدٍ سَوْدٍ
الْأَسْوَدِ وَكَانَ قَمَرٌ فِي ذِرَاعِ الْحَمَامِ

بہت محنت ہے۔ حضرت ابوسعید نے کہا معاملہ یہ حدیث
میں کہ بیت پریشان ہونے اور عرض کرنے کے لئے حضور
پھر دیکھئے، ہم تک سے کوئی غشی ہے آپ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ۔
یہ جمعہ جمعہ کے مقابلہ میں تم سے ایک ہو گا۔ آپ نے فرمایا
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و تدبیر میں میری جان
ہے میری خواہش ہے کہ تم تمام جنتیوں کا چرخانی ہو
پھر ہم نے فرمودہ تکبیر بلند کیا اور اللہ تعالیٰ حمد کہ بھر
آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میری خواہش ہے کہ تم تمام جنتیوں کا نہانی مر
ہم نے پھر فرمودہ تکبیر بلند کیا اور اللہ تعالیٰ حمد و ثنا
کہ آپ سے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میری خواہش ہے کہ تم تمام جنتیوں کے صف
مواہد کچھ امتوں کے مقابلہ میں تمہاری مثال ایسی
جیسے سیاہیل میں سفید بال ہوا دھمکے بیڑوں میں یک نشان ہو۔
ہم مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ یہ
روایت اس طرح منقول ہے کہ قیامت کے دن لوگوں
کے مقابلہ میں تمہاری شان ایسی ہو گی جیسے سیاہیل
میں سفید بال یا سفیدیل میں سیاہ بال دراز
رویت میں گدھے کے پیر میں نشان کا ذکر نہیں

۴۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْلِبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَدِينَةَ بِلَاهُمَا
عَنِ الرَّعْمِثِيِّ رَضِيًّا رَأْسًا وَغَيْرَ تَهْمَةٍ فِي مَا
أَتَتْهُ يَوْمَئِذٍ فِي الثَّانِي رَأْسًا كَالشُّعْرَةِ نَبِيضًا
فِي مَقُورٍ الْأَسْوَدِ وَكَانَ شَعْرَةُ الْأَسْوَدِ فِي
التَّوْبَةِ الْأَنْصُفِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْ كَانَ قَمَرٌ فِي
ذِرَاعِ الْحَمَامِ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں

میں صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا کہ ال جنت کا بل ہو گا پھر فرمایا تم ثلاث اہل جنت ہو گے، پھر فرمایا
تم شطر ال جنت ہو گے اور ہر بشارت پر محابراہم نے خوشی سے فرمودہ تکبیر بلند کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار
اسی یہ ہمیں فرمایا کہ تم نصف اہل جنت ہو گے، کیونکہ جو بشارت بہ تدریج حاصل ہو دو درجوں میں زیادہ جاگزیں ہوتے
اور یہ مطلب اس کو خوش کرنے کا زیادہ قوی سبب ہے اور حبیب انسان کو بار بار انعام ملے تو وہ زیادہ خوش ہوتا ہے
اور تکرار بشارت سے اس کے دل میں منہم کی زیادہ عظمت پیدا ہوتی ہے اور وہی بکرام سے بار بار غرضی سے فرمودہ
تکبیر بلند کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ تم شطر ال جنت ہو گے دوسری حدیث میں یہ ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو گے کہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الطہارۃ

امام حم نے اپنی صحیح میں پہلے ایمان سے متعلق احادیث کو روایت کیا کیونکہ تمام اعمال کے مقبول ہونے کی شرط ایمان ہے ایمان کے بعد سب سے اہم قدم اور افضل عمل نماز ہے اور نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے امام مسلم نے ایمان کے بعد طہارت سے متعلق احادیث کو سادیت کی ہے۔ ہم پہلے طہارت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں گے پھر طہارت کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا ذکر کریں گے پھر طہارت کے مراتب اور درجات کا بیان کریں گے۔ فنقول وبالله التوفیق وبہ نستعین یدبیک۔

طہارت کے لغوی معنی کا بیان | علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں: طہر اعد طہارت کا معنی ہے نجاست کی خدرا یک مونا عورت کے طہر کے ایام کو اظہار کہتے ہیں اور طہر حیض کی نفی ہے طہر کا حقیقی معنی ہے جو شخص نجاست سے آلودہ نہ ہو اور طہر کا مجازی استعمال اس شخص کے لیے موطا ہے جو طہر سے بری ہو۔

طہارت کے متعلق قرآن مجید کی آیات | طہارت کی دو قسمیں ہیں طہارت جسمانیہ اور طہارت نفسانیہ طہارت کے ان دونوں معنوں میں قرآن مجید کی آیات ہیں۔

دار کنتہ جنباً فاظہروا | اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تراجمی طرح پاکیزگی (غسل) حاصل کرو۔

(مائتہ ۶۱۵) | یہ آیت جسمانی طہارت کے متعلق ہے ایسی یا نبی یا اس کے قائم مقام چیز کو استعمال کرو۔

۷۲ اقربوہن حتی یطہروا فاذا تطہروا فاوہن من حیث امرکم واللہ۔ | حیض کی حالت میں عورت کو اس سے عمل نزدیک نہ کرو حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں اور جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں (غسل کر لیں) تو اس عمل میں ان سے مل نہ جیت کرو۔

(بقرہ ۲۲۲) | جس عمل میں غسل کرنے کا اہتمام نہیں کیا ہے۔

ان دونوں لفظوں سے مراد یہ ہے کہ جب تک مرد میں حیض سے پاک ہو کر منی یا تیمہ نہ کریں ان سے مقاربت نہ کرو۔

فَبِمَا رَجُلٌ يَظُنُّ أَن يُنْتَظِرُهَا ۚ وَانْتَبِهْ
يَحِبُّ لَمْ يُهَرِّبْ .

اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو غرب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں وہ مذہب پاک ہونے والوں کو

(توضیح: ۱۰۸)

اس آیت میں طہارت کا معنی ہے پاؤں سے استنجاء کرنا، یہ آیت نهار کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ جب وضو کر لیتے تو پتھر سے استنجاء کرنے کے بعد پاؤں سے استنجاء کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی سے یہ آیت نازل فرمائی۔

اولم فیہ اردو مضمون : بقرة ۱۶۵
اور ان کے لیے جنت میں ست پاک بیویاں ہوں گی۔
یعنی جنتی مسلمانوں کی اندراج حیض اور ہر روز سے پاک ہوں گی۔ اور ساق نے کہا اس کا منہ یہ ہے کہ جنتی
عورتیں کھانے پینے کے بعد ن چیزوں کی محتاج نہیں ہوں گی۔ جن کی محتاج دنیا کی عورتیں موقوف ہیں۔ ان کو حیض ترمیم
اور نہ ان کو اس سے لہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ ان کو اخلاق اور محنت کی لہارت حاصل
ہوگی اور وہ تمام انواع لطافت کی جامع ہوں گی۔ ان کے علاوہ مباحثہ کا مضامین ہے۔

اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اور عتکاف کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

نقشه ۱۰

ابراہیم نے کہا اسی آیت کا معنی یہ ہے کہ میرے جیت کر تجوں سے ایک گروہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے دل کی تطہیر پر براہِ نیت کرنا مراد ہے تاکہ دل میں سکینہ کا نزول ہو جس کا ذکر فرقان مجید کی اسی آیت میں ہے۔

مولدی انتر اسکیئت فی قلوب المؤمنین
اور اس سے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں

2. 4. 1941

از ہری نے کی اس آیت کا معنی یہ ہے میرے بیت کو نکال کر سرت دے دیا جی سے پاک کر دے۔ **قرآن مجید میں ہے:**

رسول من اللہ رسول صومۃ صمدیہ
(جلد ۱۲۱ - ۲)

اللہ کے پاس بہ غنیمتوں ان پر یا کینز صمدیہ
کی تلاوت کرے۔

ریختہ ۱۱۸ - ۲

یعنی وہ صحیفے مل گئیں اور یہاں سے پاک میں۔

ان اللہ یحییہ لکم ایلیں و یحییہ مستعبریں
(بقرہ ۷۷)

بِقِي ۱۳۳۷

اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے نفس کو معاشی کا آلودگی سے پاک رکھتے ہیں۔

سید مقرر کر بیچہ فی کتاب مکسورہ ۲
بسم اللہ پھر دن :

(44-49, 519)

اس آیت میں بھی طہارت سے نفس کی طہارت مراد ہے، یعنی قرآن مجید کے مطابق کی معرفت اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو اپنے نفس کو فساد، جہالت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کے میل سے پاک رکھے۔ مصنف کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس آیت سے بدن کی طہارت مراد ہے، یعنی جب تک کوئی شخص اور نہ جو وہ قرآن مجید کو نہیں چھو سکتا۔

اولئك الذين سويردنہ یتطہروا یتطہروا
یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے نفوس کو پاکیزہ کرنے اور ان کے دلوں میں ہدایت جاری کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا۔
وما کان حوراً قوماً ۱۰۰ قوماً حرجوم
اور قوم رط کا روت یہی جواب تھا کہ عرب سے من قرینتکم ۱۰۰ یوم یدہرود
کہا کہ ان لوگوں کو ایسی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پارہ پارتے ہیں۔
۱۰۰ شراف

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے جب اپنی قوم سے فرمایا:
قال یقوم ہذا آیت فی ہر ۱۰۰ ہر
میں نے کہا اسے میری قوم، یہ میری امت کی بیٹیاں ہیں، تم ان سے نکاح کر سکتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ (حلال) ہیں۔

یعنی میری قوم کی بیٹیاں تمہارے لیے حلال ہیں، تراخوں نے کہا ان کو ایسی بستی سے نکال دو، یہ پاکیزگی کے دو پلار ہیں، مگر خاندان کے دونوں آیتوں میں طہارت سے جہالت نفس مراد ہے۔

دلت ازکی نکو و جہر
اس نصیحت کو قبول کرنا تمہارے لیے بہت سان سکتہ اور بہت پاکیزہ نمل سے۔

مطلقہ عورتوں کے اوپر اگر مکہ دیا گیا کہ حدت پوری ہوئے کے بعد ان عورتوں کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ اس نصیحت پر عمل کرنا تمہارے نفسوں کے لیے زیادہ مفاد اور پاکیزگی کا باعث ہے۔ جس وقت میں بھی طہارت سے مراد نفس کی طہارت ہے۔ علامہ بہ ہے کہ قرآن مجید میں طہارت کا اطلاق طہارت نفس نہ طہارت بدن دونوں پر کیا گیا ہے۔

طہارت کے متعلق احادیث اور آثار

عن ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلوۃ من احدث حتی یغتسل۔
حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس شخص کا دموس ٹوٹ جائے اس کی نماز اس وقت تک مغیرا نہیں ہوگی۔

جب تک کہ وہ وضو نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کو قیامت کے دن غرۃ مجمل (جس کا مناد ہر گھوڑے پر سفید برس) کہہ کر پکار جائے گا اس کا سبب وضو کے آثار ہیں، سو تم میں سے جو شخص اپنی سفیدی زیادہ کرنا چاہتا ہو اور وہ اعضا وضو کرتا رہے جس سے سیاہی دھو کر اپنی سفیدی کو زیادہ کر لے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال فی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان امتی یدعون یوم القیامۃ غرۃ المجملین من آثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یشیر غرۃ فلیفعل

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضا العبد المسلم او المؤمن فغسل وجهه خرجت من وجهه کل خطیئۃ نظر الیہا بعینہ مع الماء او مع اخو قطراتہ او نحو هذا واذا غسل یدیه خرجت من یدیه کل خطیئۃ بطنتھا یداه مع الماء او مع اخو قطراتہ الماء حتی یرج نقیاً من الذنوب کما

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ (مسلم یا مؤمن) وضو کرتا ہے تو سب سے بڑے گنہگاروں سے ترپانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر گناہ و حل مانتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کیا تھا، اور جب ہاتھوں کو دھوئے تو پل کے قطروں کے ساتھ اس کا ہر ہاتھ و ہاتھ جاتا ہے جو اس نے ہاتھوں سے کیا تھا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جائے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن المهاجر بن قنفذ انہ فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول صلوا علیہ وسلم یرد علیہ حتی توضا ثم اعتذر الیہ فقال فی کویت ان اذکر اللہ تعالیٰ الاعلیٰ طہور

حضرت مهاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اس وقت آپ پریشاب کر رہے تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے ان کو روبرو جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ آپ نے وضو فرمایا پھر آپ نے (جواب میں تاخیر کا) عذر بیان کرتے

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۳ ص ۲۵، مطبوعہ دار محمد صحیح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام ابوالحسن محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۲، مطبوعہ دار محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث ترمذی ۳۰۰ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ عمان

عن عقبۃ بن عامر الجعفی قال سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من توضأ فأسبغ
الوضوء ثم قام یصلی فصلی صلوۃ یعلم ما یقول
فیہا حق یقرئ من صلوۃ کان کھیتہ
یجرود لہ تہامہ قال عمر و اجود من هذا
قال من توضأ فأسبغ الوضوء ثم قام
فصلی صلوۃ یعلم ما یقول فیہا ثم
قال فیہا اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہد
ان محمدا عبدا و رسولہ فتحت لہ ثمانیۃ
ابواب من الجنة یدخل من ایہا شاء اللہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے
سنا ہے جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر اس نے
کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو علم ہو کہ وہ نماز
میں کیا پڑھ رہا ہے تو وہ اس دن کی طرف رہا ہوا
سے صاف ہو جائے گا جس دن وہ اپنی ماں کے
بطن سے یہہ مرا تھا، حضرت عیسیٰ نے فرمایا: اس سے
زیادہ عمدہ یہ روایت ہے کہ جس شخص نے نماز پڑھ کر
وضو کیا پھر کھڑے ہو کر اس طرح نماز پڑھی کہ اس کو
علم ہو کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے پھر اس نے
اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدا عبدا و رسولہ
پڑھا تو اس کے لیے ست کے دروازے کھول دیے جائیں گے
اور وہ اس کے دروازے سے چلتا ہو جائے گا۔

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عبد بن الخطاب قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فأسبغ الوضوء
ثم قال اشہدان لا الہ الا اللہ و حد لا شریک
لہ و اشہدان محمدا عبدا و رسولہ اللہم اجعلنی
من التوابین و اجعلنی من المتطہرین فتحت
لہ ثمانیۃ ابواب من الجنة یدخل من
ایہا شاء اللہ

حضرت عبد بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص
سے جو بھی طرح وضو کیا، پھر کہا اشہدان لا الہ الا اللہ
و حد لا شریک لہ و اشہدان محمدا عبدا و رسولہ اللہم اجعلنی
من التوابین و اجعلنی من المتطہرین، اس کے
پہلے ست کے دروازے کھول دیے جائیں گے
اور وہ اس کے دروازے سے چلتا ہو جائے گا۔

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

- ۱۔ امام عبد الرزاق بن محمد صفحہ ۲۰، المصنف ج ۱ ص ۲۶۔ ۲۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۵۰ھ
۳۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد، التبیان، ص ۲۳۵، المصنف ج ۱ ص ۲۶۔ ۴۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۹ھ
۵۔ امام ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۔ ۶۔ مطبوعہ مکتبہ کتب خانہ کوثری
۷۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۱۳۔ ۸۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۹ھ

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ الرجل المسلم فخرجت ذنوبہ من سمعہ وبصرہ ویدیه ورجلیہ فان جلس جلس مغموراً اللہ بہ

عن ابی سعید انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا اذکون علی شئ ۱۰
یکفر اللہ بہ الخطایا ویزید بہ فی الحسنات؟
قالوا بئییارسو اللہ قال اسأغ الوضوء عند المکارہ وکثرة الخطا فی هذه المساجد ۱۱

عن یزید بن بشر قال ان اللہ اوحی الی موسی ان توضأ فان لم تفعل فاصابتک مصیبة فلا تلومن الا فسلک ۱۲

عن سلمان قال اذا توضأ الرجل المسلم وضعت خطایا لا علی راسہ فتحات کما یتحات عذق النخلۃ ۱۳

عن ابی عثمان قال کنت مع سلمان فاخذ غصناً من شجرة یا بسة فحتمہ ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان شخص وضو کرتا ہے تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پیروں سے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب وہ بیٹھا ہے تو بخشا ہوا بیٹھا ہے۔

حضرت ابو سعید رحمہ اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جس سے اللہ تم سے گناہ مٹا دے اور نیکیوں کو زیادہ کر دے، صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نہایت کے وقت مکمل وضو کرنا اور زیادہ قدم چل کر ان مساجد میں جانا۔

یزید بن بشر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ آپ وضو کریں، اگر آپ نے وضو نہ کیا اور آپ کو کوئی مصیبت پہنچ گئی تو میں اپنے نفس کو طاعت کریں۔

سلمان کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص وضو کرتا ہے تو اس کے گلے، اس کے سر پر رکھ دیے جاتے ہیں پھر اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح کھجور کی شاخیں جھڑتی ہیں۔

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں سلمان کے ساتھ تھا، انہوں نے ایک درخت کی خشک شاخ لی اور اس کے پتے جھٹکے، پھر یہاں کیا کہ جس نے

۱۰۔	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ	۲۳۵ھ	المصنف ج ۱ ص ۱۵	۱۵	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱۔	”	”	”	”	”	”	”
۱۲۔	”	”	”	”	”	”	”
۱۳۔	”	”	”	”	”	”	”

گنہگار بہرِ پورِ مند لے کر ذِ آفریا پیلے دفتروں کے
ساتھ ذِ آفر

امام غزالی تکبر یہ لہراتے ہیں:

طہارت کے مراتب اور درجات

طہارت کے چار مراتب ہیں: پہلا صحتیہ: قلہ بدن کو نہری
 نجاست اور باطنی نجاست اجنبی مونا یا بے وضو ہونا سے پاک کرنا یہ عام مسلمانوں کی طہارت ہے۔
 دوسرا صحتیہ: طہاری سفار کو جرائم اور مہمی مثلاً مشرب نوشی، زنا کاری، چوری و رشاکہ وغیرہ
 سے پاک کرنا یہ خاص مسلمانوں کی طہارت ہے۔

نہیں ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ ہمارے ملک میں ہے۔

چوتھی صورت: جس قبیلہ کا موسیٰ نے سے ایک رہائی خواہ کر میں یہ قہر کا تیاں تک نہ آئے، یہ
میں اصدات نہ علیہم اور حد بیان کی ٹھہا۔ ت سے۔

لہذا ہرگز نہ نیک مسلمانوں کا سے اور یہ بہت ہی اچلے درجہ سے دوسرا مرتبہ خوشیوں میں ہے۔
 شدہ ہو اور ایت کا دوسرا درجہ بہت اہم ہے۔ اس مرتبہ کا نام ہے۔ کہ اگر حضرت درجہ اول کا مرتبہ بہت اہم
 اور اسلام اور اہل بیتین کا درجہ بہت اہم ہے۔ کہ اگر حضرت درجہ اول کا مرتبہ بہت اہم ہے۔ کہ اگر حضرت درجہ اول کا مرتبہ بہت اہم
 مقصود یہ ہے کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص خواتین اور اہل بیت کی عظمت اور نورانی شانیں عطا فرمائی ہیں۔ اور اس
 کے قلب کے باطن میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ سو ہی اللہ سے گزر
 دیا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

خبر آمد سحر و تنہم فی حد شہد بعبیر۔
 چہ سو را کہ گنج کس میں کھینے کے لیے تیار تھے۔

کہا کہ اللہ اور میں بوجہ ہر اس ملک قلب ہر جہ نہیں ہوتے۔
 وہاں جس وقت سرجہ میں تمہیں ہی جوت
 (احزاب: ۴۸)
 ہر اس ملک قلب ہر جہ نہیں ہوتے۔
 وہاں جس وقت سرجہ میں تمہیں ہی جوت
 (احزاب: ۴۸)

در دل کو اخلاقِ محمودہ سے پاک کر کے ن مریض یہ ہے کہ وہ سیت دل میں اخلاقِ محمودہ کو در مقامِ مستقر
جاگزین کر کے اور جب تک وہ سیت دل کو مستحکم و ماسدہ اور اخلاقِ مذمومہ سے پاک نہ کرے، اسی کے دل میں
اخلاقِ محمودہ اور عقائدِ ترویج کا حصول نہیں ہو سکتا۔ تو جب تک انسان اپنے قلب کو مستحکم و ماسدہ سے پاک نہ
کرے اس کے دل میں عقائدِ مذکورہ کا حصول نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے جی نے سید علیہ وسلم سے فرمایا: اے علیہ السلام
انفس ابدا ہے اسی طرح جب تک انسان نفس کو ماسدہ و مریض سے پاک نہیں کرے گا اس کے اخلاقیات
سے منتصف نہیں ہوں گے۔ اے ایسے ظالمی عنفاء کو ماسدہ سے پاک کرنا ہی نصفت ایان ہے، سو یہ ایان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث کا ایک معنی یہ ہے کہ طہارت کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے، اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں، اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لیے فرمایا طہور نصف ایمان ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد ناز سے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وما قال الله لنصنع ايمانا نكح۔
اور تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تنہا ہی

مومنات کو دے۔

(بقرہ ۱۲۳)

اور چونکہ صحبت ناز کے لیے طہارت شرط ہے اس لیے طہارت ناز کے لیے ہر منزلہ جز ہے۔ اس لیے فرمایا طہور نصف ایمان سے یعنی ناز کا حصہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تعہد حق باقلب اور اعلیٰ علت ظاہرہ دونوں ایمان کا حصہ ہیں اور طہارت ناز کو متضمن ہے جو کہ اعلیٰ علت ظاہرہ سے اس اعتبار سے آپ نے فرمایا طہور نصف ایمان ہے۔

اسی حدیث میں ہے: الحمد للہ میں ان کو بھر دیتا ہے در سبھاں اللہ اور الحمد للہ آسمان اور زمین یا ان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں:

تسوان اور سنت سے یہ ثابت ہے کہ اعمال کو وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر سبھاں اللہ اور الحمد للہ کے ثواب کو مجسم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان اور زمین کو گھیر دے گی اور ان کے قرب کے زیادہ ہونے کی وجہ سے کہ سبھاں اللہ الحمد للہ تقاسم کے منزلہ ہونے اور یہ تقصیر و عیب سے بری ہونے کے معنی پرستش سے اور الحمد للہ کا الحمد للہ کی طرف مغفرت ہونے، اس کی حمد و ثناء اور اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔

اس حدیث میں ہے: غافلہ ہے:

اس کا معنی یہ ہے کہ نادانانہ طور سے نیکی و برائی کے کاموں سے روکتی ہے اور نیکی اور اچھے کاموں کی ہدایت دیتی ہے جس طرح نور اندھیرا دور کرتا ہے اور رستہ نشی چھوڑتا ہے، اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ نازک و دشوار سے مازی کا چہرہ قیامت کے دن سحر ہوگا، اور دنیا میں بھی نازی کے چہرے پر ترو نازگی ہوگی۔

اس حدیث میں ہے صدقہ بران ہے:

اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے مال کو کہاں صرف کیا؟ تو اس کے صدقات اس سوال کے جواب پر برائین بن جائیں گے اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کو طبعاً عزیز ہونا ہے اور جب وہ اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتا ہے اور صدقہ دیتا ہے تو یہ صدقہ کرنا اس کے دوسری بات کو صدقہ ہر دلیل بن جاتا ہے۔ لے

علامہ یحییٰ بن شرف نووی منہجی ۱۶۷ ص ۱۸۷ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۸۷۔ مطبوعہ دار محمدیہ مطابع کرمی ۱۳۷۵ھ

صبر کا معنی

اس حدیث میں صبر صبر کیا ہے:

اس کا معنی ہے جو صبر خیریت میں پسندیدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشقت ٹھانے پر صبر کرنا ہے، مصیبت کے تقاضے پورے نہ کرنے پر صبر کرنا ہے اور دنیا میں جو اس پر مصائب اور آفات مل جاتے ہیں ان پر صبر کرنا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ صبر ایک پسندیدہ عمل ہے اور صبر کرنے والا ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے اور ہدایت پر مستقیم رہتا ہے، ابراہیم خالص نے کہا کتاب اور سنت پر ثابت قدم رہنا صبر ہے، ابن عطاء نے کہا حوصلہ اور برداشت کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنا صبر ہے، استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے، البتہ مصائب کا اظہار کرنا صبر کے مثالی نہیں ہے، یہ شرطیکہ یہ اظہار بہ طور شکایت نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے حسرت الیہ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

انا وجدنا کافا لہم لعمدہ وہ۔ بے شک ہم نے جنیں صبر کرنے والا پایا،

وہ کیا غم بند سے تھے بیشک وہ ہماری طرف

بہت متوجہ رہتے تھے۔

حالانکہ حضرت الیہ علیہ السلام نے اپنی تکلیف اور مصیبت کا اظہار کیا:

ادنادی ربہ الی مسنی التیبتان مصیب وعداب۔ جس انھوں نے ایسے رب کو بلا امتیاز
عجہ کو شیبتان نے بہت تکلیف اور دکھ پہنچایا۔

وایوب ادنادی ربہ الی مسنی ضرہ انت ارحم الراحمین۔ اور یوب کو یاد کرو، جس انھوں نے اپنے
رب کو یاد نہ کیا مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا:

فصبر حمیل۔ ایوسف ۱۳۔ (اب میرے بچے) صبر ہی نہ کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب نے کہا:

وقال یا اسفی علی یوسف وابیضنت عیناہ من الحزن فہو کفیل۔ اور یعقوب نے کہا: افسوس یوسف
میرے فراق پر اور غم کی وجہ سے ن کی آنکھیں سنہ

مورگئیں، سو وہ اپنے غم کو ضبط کرتے رہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا:

قال انما اشکو استی وحرولی للہ یعقوب نے کہا میں اپنی پریشانی اور غم کی فراہ

الطرس سے ہی کرتا ہوں۔

(یوسف: ۸۶)

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الصابریں ہیں اس کے بعد خود آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ وارشاد کی وفات پر فرمایا: "اے ابراہیم قباری جہاں پر ہم تمہیں میں۔"

یعنی اگر تم قرآن مجید کی تلاوت کرو گے اور اس کے احکام پر عمل کرو گے تو یہ تمہارے حق میں دلیل ہوگا۔
ورنہ یہ تمہارے خلاف دلیل ہوگا۔

نیز اس حدیث کے آخر میں ہے۔ ہر شخص جب صبح کو اٹھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے
پھر اس جسم کو جہنم سے آزاد کرا لیتا ہے یا اس کو مذاب میں ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر انسان مل کر تاس ہے، بعض انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کر کے
اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اور اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرا لیتے ہیں اور بعض انسان
شیطان اور خواہش کی اتباع کرتے ہیں اور اپنے نفس کو شیطان کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اور
شیطان ان کے نفوس کو جہنم میں ہلاک کر دیتا ہے۔

بَابُ دُجُوبِ الطَّهَارَةِ وَرَدِّ الْمَصْلُوحَةِ

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا اسْعَدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ قُتَيْبَةُ
ابْنُ سَعِيدٍ وَ كَيْسُ بْنُ كَامِلٍ اَنْعَمَ رَحِي وَ الْكُفَّ
سَعِيدُ بْنُ كُوَاثٍ اَنْعَمَ رَحِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ
حَرْبٍ عَنْ مُثَنَّبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَرَ عَنْ ابْنِ عَجْرٍ تَعُوذُ وَ هُوَ
مَرِيضٌ قَدْ لَاحَظَ غُرْبَتَهُ بِإِيْقَانِهِ عُمَرَ
قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلَوةٌ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ لِأَصَدِّقٍ مِنْ
عُلُوْلٍ وَ كُنْتُ عَلَى الْبَصَرِ قَدِ

مازک لیے طہارت کا وجوب

مسند بن سعد بن منصور بن قتیبہ بن سعید بن کمال
رضی اللہ عنہما ان روایت کرنے کے یہ کہنے ابن کمال
نے کہا ہے بن کمال ایک آپ میرے حق میں، میں نے
سے دعا نہیں کریں گے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
بغیر طہارت ریاضت کی کے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی،
اور ہر حمام سے کوئی صلوٰۃ قبول نہیں ہوتی، و سہم سے
کے حاکم روایت کیے۔

ماہم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان

کی۔

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَلْمُنْذِرِ وَ سُلَيْمَانُ
قَدْ نَامَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَبُرَتْكَ وَ كَيْفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ
كَلَامُهُ عَنْ سَمَاعٍ اَبُو حَرْبٍ بِهَذَا يَرْسُودُ عَنْ يَحْيَى
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو مریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے میں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری
بلاؤں کو کسی شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب تک
کہ وہ وضو نہ کرے۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا
ابْنِ هَشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ
مُثَنَّبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَدْ كَرِهَ حَدِيثُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْلُدُوا صُلُوحًا أَحَدًا كُمْرًا وَلَا أَحَدًا حَقًّا يَتَوَصَّاهُ

حدیث نمبر ۴۴۳ میں ہے: اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا۔
موجب طہارت کی تحقیق علامہ یحییٰ بن شرف عروسی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نماز کے لیے طہارت کے وجوب کی تصریح ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز کی صحت کے لیے طہارت شرط ہے، قاضی جلال نے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ نماز کے لیے طہارت کب فرض ہوئی، اس پر عجم کا یہ مذہب ہے کہ بعد از اسلام نماز فرض ہوئی، سنت تقاضا آیت تیمم میں وضو کی فرضیت لازم ہوئی، اور مجوس نے یہ کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے فرض تھا اور مسیحیوں میں بھی ختنان سے کہ ہر نماز پر پڑھنے والے پر وضو فرض ہے یا بالخصوص ہے وضو یا وضو کرنا فرض ہے، بعض متقدمین کا یہ نظریہ ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ
اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرنے لگو تو اپنے چہرے اور کہنیر پر سمیت دھو دو، اور اپنے سر کو کاسجہ کو دھو اور ٹخنوں پر سمیت اپنے پاؤں دھو۔ (عائندہ ۶۱۵)

اور جب قوم کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم پہلے تھا، پھر منسوخ ہو گیا، اور ایک قول یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ہر نماز کے مستحب سے پہلے نماز کے وقت وضو کرے گا، علم اس شخص کے لیے ہے جو بے وضو ہو یا نہ ہو، اس کے لیے یا وضو کرنا مستحب ہے اس کے بعد تمام اہل فتنی اسی قول پر متفق ہیں، اور اس میں ان کا اختلاف نہیں ہے، وہ ان کے نزدیک اس آیت لائمی یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو وضو کرو۔

ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف ہے کہ وضو کا موجب کیا چیز ہے اور اس میں تین قول ہیں (۱) اسے وضو کر کے بعد نماز کرنا واجب ہے لیکن اس میں وصیت ہے (۲) وضو کرنا امت اس وقت واجب ہے جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا جائے (۳) ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک سے وضو واجب ہو جاتا ہے، اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی واجب ہے۔ (۴) معنی کے نزدیک وضو کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب انسان بے وضو ہو اور ایسی عبادت کا ارادہ کرے جو بغیر وضو کے صحیح نہیں ہوتی مثلاً نماز پڑھنے، سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کرے قرآن مجید کو پھرنے، طواف کعبہ کرنے کا ارادہ کرے)۔

فاقد مطہورین پر نماز کے وجوب میں فقہاء مشافیہ کے اقوال امت کا اس پر اجماع ہے کہ بغیر طہارت کے نماز پڑھنا حرام ہے غراہ وضو سے طہارت حاصل کی جائے یا تیمم سے غراہ فرض نماز پڑھنی ہو یا نفل، سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو

یا سجدہ شکر، یا نماز حائضہ پڑھنی ہو، البتہ امام شیعی اور امام محمد بن جریر الطبری نے یہ کہا ہے کہ نماز حائضہ بلا وضو پڑھنا جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے، تمام علماء کا اس کے باطل ہونے پر اجماع ہے، اگر کسی شخص نے عمداً بلا غدر و بغیر وضو کے نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا، لیکن اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، ہمارا اور جہود کا یہی مذہب ہے، امداد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ نماز کے ساتھ ہود و لعب کر رہا ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر اعتقاد کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس نماز کا اعتقاد صحیح ہے، اور یہ تمام بکثرت اس وقت سے جب وہ بلا غدر سے وضو نماز پڑھے، اور اگر وہ معذور ہو مثلاً اس کو طہارت کے لیے پانی یا مٹی حاصل نہ ہو، تو اس میں چار قول ہیں:

- ۱۔ فقہائے اربعہ کے نزدیک اجماع قول یہ ہے کہ اس شخص پر اس حال میں نماز پڑھنا واجب ہے اور جب اس کو طہارت پر قدرت حاصل ہو تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔
- ۲۔ اس شخص پر بلا طہارت نماز پڑھنا حرام ہے اور اس پر قضاء واجب ہے۔
- ۳۔ اس کے لیے نماز پڑھنا مستحب ہے، اور قضاء کرنا واجب ہے۔
- ۴۔ اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور قضاء کرنا واجب نہیں ہے۔

امام مزنی کا بھی مختار ہے اور اسی قول کی دلیل قوی ہے، اس پر نماز پڑھنا اس لیے واجب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حسب استطاعت کرو اور اس پر اعادہ اس لیے واجب نہیں ہے کہ اس کے حق میں نیا امر نہیں آیا گیا اور ہر وہ نماز جس کو اس کے وقت میں کسی مذکر کی بناء پر کسی فعل کے ساتھ پڑھا گیا اس کے متعلق امام مزنی کا یہی قول ہے۔

فائدہ الطہورین پر نماز کے وجوب میں فقہاء احناف کا نظریہ علامہ علاء الدین حاکمی کہتے ہیں: جو شخص کسی ایسی جگہ مقید ہو جہاں پانی دستیاب ہو نہ تیمم باو ملکہ کہ وہ کسی نجس مکان میں ہو جہاں اس کو تیمم کے لیے پاک مٹی دستیاب نہ ہو، اس کو ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ وضو یا تیمم نہ کر سکے اس کو فائدہ الطہورین کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز کو مؤخر کر دے اور جب طہارت ملے تو نماز پڑھے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کہتے ہیں کہ وہ نمازیوں کے ساتھ تشبہ کرے اگر خشک جگہ ہو تو وہاں رکوع اور سجود کرے ورنہ کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے اور قرأت نہ کرے اور جب طہارت میسر ہو تو نماز دہرائے، اسی قول پر فتویٰ ہے امام ابو حنیفہ نے بھی ایسی قول کی طرف رجوع کر لیا ہے اور ان شخص کے اعتقاد پر کھٹے ہوئے سونے اور چمکے پر زخم ہر وہ بغیر طہارت کے نماز پڑھے گا اور صحیح مذہب کے مطابق اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن سیرین شافعی متوفی ۲۵۶ھ، شرح مسلم ج ۱، ص ۱۹، مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی ۱۳۵۵ھ

۲۔ علامہ علاء الدین حاکمی حنفی متوفی ۸۰۸ھ، در مختار علی المشیر بدو المتعارف ج ۱، ص ۱۸۵، مطبوعہ مکتبہ ماہدیہ کونٹ

بلا طہارت نماز پڑھنے والے کو کافر قرار دینے کی تحقیق | علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں جو شخص بلا طہارت نماز پڑھے

کے نماز پڑھے تو اہل میں اس کی تکفیر کی ہے اور غلط راویہ میں سے دو کافر نہیں ست یہ اختلاف اس وقت ہے جب وہ بلا استحسان بغیر طہارت کے نماز پڑھے اور اگر وہ طہارت کے حکم کو بغیر ضروری جان کر یا اس کا مدق اٹھانے کے لیے بغیر طہارت کے نماز پڑھے تو وہ سب کے نزدیک کافر ہے اور اگر اس کی نیت استبراء اور سخریہ کہ نہ ہوا اس نے یہ سمجھا تو کہ اس میں اتنا حرج نہیں ہے بلکہ محض سستی یا علم شرعی سے جہالت کی وجہ سے بلا وضو نماز پڑھی تو یہ کسی کے نزدیک کفر نہیں مگر پاپا ہے اور جب کسی چیز کے کفر نہ ہونے یا کفر نہ ہونے میں شک ہو تو غلط مذہب مدغم تکفیر سے بلکہ فقہاء نے کہا ہے کہ اگر مومن کی تکفیر پر ستر روایات متفق ہوں اور ایک حدیث روایت مدغم تکفیر کی تو تر مفتی اور قاضی پر لازم ہے کہ اس کی تکفیر نہ کہے ۔ ل

فاسقوں کے لیے زجر اوعانہ کی جاتے | اس حدیث میں ہے ابن ماسر نے حضرت ابن عمر سے کہا آپ میرے لیے دعا کریں حضرت ابن عمر نے فرمایا ۔

حدیث میں ہے بغیر اہل ارت کے نماز مقبول نہیں ہوتی اور مال حرام سے لہذا ہوتا اور تم بہ سے مانہ وہ چکے ہو ۔

حضرت ابن عمر کا مطلب یہ تھا کہ حاکم بصرہ مومن کے لیے سب سے زیادہ سخت ذمہ بہ ہوتا ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد اور جن کے ذمہ اللہ کے اور بندوں کے حقوق ہوں ان کو سب سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور ان کے لیے زجر و ترغیب تھا اور اس کو ترغیب کرنے اور حق تعالیٰ کی عافی کرنے اور آئندہ ظلم نہ کرنے پر برا بھلا کہنا تھا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، نبی اکرم اور اشیاء متبعین میں نہ کفار کے سب سے عذبت اور سب سے زیادہ زجر دیا کرتے رہے ہیں ۔

مال حرام سے استبراء کا طریقہ | جس شخص کے پاس مورد رشوت ، چوری اور غصب وغیرہ سے مال نام

مال صاحب حق کو با اس سے وارثوں کو واپس کر دے ، اگر حکومت کا مال ہو اسے واپس مال حکومت کے کسی فرد یا واپس کرے اور گناہ کے وارثوں کا پتہ نہ ملے تو اسے واپس کر دے یا جس کی طرف سے کسی شخص نے مال حرام کا ثواب یا مال حرام حق کو پہنچا دے ۔

کامل وضو کرنے کا طریقہ

بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَ كَمَالِهِ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مادم عمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وضو کے لیے یہ

۴۴۶ - وَ حَدَّثَنَا أَبُو لَقْظَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو
بِهِ تَعَالَى اللَّهُ الْبَرُّ الْعَزِيزُ سَمِعْتُ سَمْعَةَ بْنَ مَرْثَدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ

الَّتِي جِيئَ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَوْثِقٍ
عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَوْثِقٍ دَعَا يَزِيدَ
فَقَامَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَ
اسْتَنْشَقَ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ عَسَلَ يَدَيْهِ
الْيُمْنَى إِلَى الْبُرْصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ عَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى
مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ الْيُمْنَى
إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ الْيُسْرَى مِثْلَ
ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ دَنَى رَمْلًا ثُمَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَوَضُّأِ نَحْوِ وَضُوءِي
هَذَا ثُمَّ قَامَ فَكَرَعَ رُكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ
غَيْرَ لَمَّْا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالِ ابْنُ شِهَابٍ
وَكَانَ عُلَمَاءُ أَهْلِ يَهُودٍ كُنُوا هَذَا الْوَضُوءَ أَسْبَغُ
مَا يَقُومُ بِهِمْ أَحَدٌ لَمْ يَلَوْهُ

۲۲۷. وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَدْ تَابَعْتُ
بْنَ إِسْرَافِيلَ قَالَ تَابَعَنِي عَمْرُو بْنُ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ
بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ حُمْرَانَ مَوْثِقٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ
نَافِعٍ عَنْ عُثْمَانَ دَعَا يَزِيدَ رَوَاهُ أَهْلُ عَمَلٍ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ ادْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِذْنِ
فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ وَتَبَدَّى إِلَى الْبُرْصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ عَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا اشْتَرَى
صَلَّى رُكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَيْرَ لَمَّْا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

منگوا اس وقت کہنا شروع کیا پچھے اپنی ہتھیلیوں کو تین
مرتبہ دھویا پھر ہاتھوں کی اور ناک میں یاں ڈالا۔ پھر تین بار
اپنے چہرے کو دھویا۔ پھر وہاں ہاتھ کہنی تک میں
بار دھویا پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کہنی تک میں بار دھویا
پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر وہاں پیر ٹخنوں تک تین
بار دھویا۔ پھر اسی طرح بائیں پاؤں میں بار دھویا۔ پھر
انہوں نے کہا جس طرح میں نے وضو کیا ہے اس
طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو
کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وضو کرنے کے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے
اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز
پڑھے اور دو دن نماز سہ پہر تیار نہ کرے۔ اس کے
۱۰۔ عجب و سفیرہ گنہگار کو دیئے جاتے ہیں۔ بن شہاب
نے کہا ہمارے علماء کہتے ہیں غار کے لیے جو وضو کیے جاتے ہیں
ان سب میں یہ کامل ترین و خوب ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم تھیں بیان کر
تے کہ یہ میرے چشم دید واقعہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے یا ابی اسلمہ بن مرثد یا ابی اسلمہ بن مرثد
بار اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر وہاں ہاتھ سے
بستن سے پانی یا دھواں لے کر اور ناک کو پانی سے تان
کیا پھر تین مرتبہ پیر و اور کہیں تک کلایا۔ بار دھویا
پھر اس طرح کیا پھر تین مرتبہ پیر دھوئے۔ پھر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں جس شخص نے میرے اس طریقہ کے مطابق وضو
کیا اس کے بعد دو رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ اس
میں سوچ بچار نہ کیا۔ اس کے تمام سابقہ (سفیرہ) گناہ
صاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سر کے مسح میں تکرار کے مسئلہ ہونے پر امام شافعی کے دلائل | حدیث نمبر ۲۲۷ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام اعضا

وہو کہ عن عین بار وھو یا ادرہ کا مسح کیا۔

علامہ یحییٰ بن سترق نووی شامی لکھتے ہیں:

سر کے مسح کی تکرار میں ملنا کا اختلاف ہے، امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ تین بار سر کا مسح کرنا مستحب ہے، جیسا کہ باقی اعضاء کے تین بار وھو نامستحب ہے، اور امام ابوحنیفہ امام مالک، امام احمد اور اکثر فقہار کا مسلک یہ ہے کہ سر کا مسح ایک بار سے زیادہ نہ کیا جائے اور احادیث صحیحہ میں صرف ایک بار مسح کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں مطلقاً مسح کرنے کا ذکر ہے، امام شافعی نے صحیح مسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عثمان سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار وھو نہ کیا، اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بار سر کا مسح کیا اور سر کے مسح کر باقی اعضاء کے تین بار وھو کرنے پر قیاس کیا ہے اور جن احادیث میں ایک بار سر کے مسح کا ذکر ہے ان کو جان حوزہ پر حمل کیا ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

سر کے مسح میں تکرار کے مسنون نہ ہونے پر ائمہ ثلاثہ کے دلائل
امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ سر کے مسح میں تکرار سنت نہیں ہے حضرت ابن عمر، امام یحییٰ بن محمد بن مہنف اور عکرمہ بھی اسی طرح مروی ہے، امام ترمذی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اکثر کسی پر عمل سے اور بعد کے لوگوں کا بھی اسی پر عمل ہے۔ امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ تکرار سنت ہے غرض کہ تین بار مسح کرنا فتنہ سے دور ہے امام شافعی کا مذہب ہے

علامہ ابن عبد البر نے کہا سب کا قول یہ ہے کہ سر کا مسح صرف ایک بار سے دو امام شافعی نے کہا سر کا مسح تین بار کیا جائے گا کہو کہ امام ابو داؤد نے شقیق بن سلمہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا انھوں نے تین بار کلاہاں وھوئی اور میں بار سر کا مسح کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے، اللہ اس کی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہد و اصحاب سے مروی ہے اور حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن ابی، ابی حضرت ابیہ، حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وھو کیا اور حضرت ابی کی حدیث میں سے یہ میرا وھو ہے اور مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس لیے کہ طہارت میں اصل سرت تو جہر سے کی گئی ہے اس لیے حدیث مسنون ہو گا۔

جماری دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں سے حضرت عبداللہ بن ربیعہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وھو کا بیان کیا اور کہا کہ آپ نے سر کا ایک بار مسح کیا، اور امام ترمذی سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وھو کیا اور ایک بار سر کا مسح کیا اور کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وھو ہے جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وھو دیکھے وہ اس وھو کو دیکھ لے اور امام ترمذی نے کہا حدیث صحیحہ اسی طرح

حضرت عبداللہ بن ابی اویس، حضرت بن عباس، حضرت سلم بن اکوع اور حضرت ربیع سب نے کہا آپ نے سر کا ایک بار مسح کیا اور ان صحابہ کا بھی صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کی حکایت کرنا، دائمی عمل کی خبر دینا ہے اللہ واپس مل دہی ہوتا ہے جو افضل اور اکمل ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رات کو وضو کے وقت میں اللہ علیہ وسلم کے وضو کی حکایت کی ہے اور اس وقت میں افضل عمل ہی کیا جاتا ہے۔ نیز تیمم کے مسح میں تکرار نہیں ہے اور زخم پر ہتھ کے مسح میں تکرار نہیں ہے اور مسح کی کسی فرع میں تکرار نہیں ہے تو پھر سر کے مسح میں تکرار نہیں ہوگا اور تکرار کے قیامین نے جو حدیث بیان کی ہیں ان میں سے کسی میں تکرار مسح کی تصریح نہیں ہے۔ امام ابو داؤد نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نام صحیح روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک بار ہے دیگر انھوں نے اعضاء و ممبرات میں تین بار دھونے کا ذکر کیا اور ان حدیث میں یہ مذکور ہے انھوں نے سر کا مسح کیا اور اس کے بعد وہ ذکر نہیں کیا جیسے باقی اعضاء وضو کے دھونے میں مذکور کیا ہے اور جب حدیث میں یہ ذکر ہے کہ انھوں نے سر کا تین بار مسح کیا اس کو یحییٰ بن آدم نے روایت کیا ہے وہ اس کی روایت کیا ہے اس نے کہا صرف تین بار وضو کیا اور حدیث عثمان سے صحیح روایت ہے کہ غلغلے میں تین بار اعضاء وضو کر دیا اور سر کا مسح کیا اور اس کے بعد وہ ذکر نہیں کیا، امام بخاری اور امام مسلم نے اسی طرح روایت کیا ہے، امام ابو داؤد نے کہا یہ صحیح ہے۔ حدیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا اس سے مسح کا ماسی مراد ہے کیونکہ اس حدیث کے ردی جب مسح کا ایک ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ نے سر کا ایک بار مسح کیا، اللہ تفصیل، مجال کی حاکم اور تفسیر ہوتی ہے اور اجمال تفصیل کا معارض نہیں ہوتا، اس حدیث خاص عام کا معارض نہیں ہوتا اور امام شافعی کا سر کے مسح کر باقی اعضاء پر قیاس کرنا، تیمم سے منظور ہے، یعنی تم اس کے مقابلہ میں سر کے مسح کو دھونے پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح تیمم کے مسح میں تکرار نہیں ہے اسی طرح سر کے مسح میں تکرار نہیں ہے اور مسح کو مسح پر قیاس کرنا مسح کو دھونے پر قیاس کرنے کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے۔ نیز جب سر پر تین بار مسح کیا جائے گا تو یہ وہ مسح نہیں ہے بلکہ وہ دھونے کے مترادف ہوگا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سو حکایات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بار مسح بیان جواز کے لیے کیا ہو اور ابن دہشکی فضول ہے کہ بیان سے یہ کیا ہو اس طرح ان دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمان اور دیگر دیوں نے ایک بار مسح کر کے یہ کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے اور یہ قرآن پر دلالت کرتا ہے کہ آپ دائی طرح وضو کرتے تھے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ اس لیے بیان کیا کہ سائبین اور سائبین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائی وضو کا طریقہ اور کیفیت معلوم ہو جائے، اگر انھوں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور طریقہ سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہوتا تو قطعاً یہ نہ کہتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شقیق بن سلمہ کی روایت میں جو تین بار سر کے مسح کا ذکر ہے وہ راوی کی خطا ہے، کیونکہ جب نام راوی ایک شخص سے ایک ہی حدیث کی روایت کریں اور تمام راوی ایک صفت کرنا کریں اور ایک

راوی اس کی مخالفت صفت کو بیان کر سہ قرائی ایک راوی پر خطا اور غلط کا حکم لگایا جائے گا خواہ وہ ثقہ اور حافظ ہو اور جب اس کی ثقافت اور حافظہ معزز نہ ہو تو پھر اس کی روایت میں خطا کا واقع ہونا اور زیادہ یقینی ہوگا۔ ۱۷

سُورِ مَسْجِدِ کی مقدار کی فرضیت میں مذاہب فقہاء علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: علامہ کا اس پر اجماع ہے کہ پیر سے، اقلین اور پیروں سے، ان کا ہر قول غلط ہے، کیونکہ نسوٹ صریحہ میں پیروں کا دھونا درج ہے، اسی امر سے ہمیں شمول نہ ملے، اندہ پیروں کے دستور کو نقل کیا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروں کو دھویا ہے۔

پیروں کے دھونے کی فرضیت پر دلائل اور ردائش کے ثبوت کے جوابات ان شاء اللہ باب نمبر ۹۹ میں تفصیل سے بیان کریں گے۔

سُورِ مَسْجِدِ کرنے کے وجہ میں علامہ کا اجماع ہے، البتہ میں ہیں اختلافات کہ کسی مقدار واجب ہے، امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ مطلقاً سُرْمَسْجِدِ کرنا واجب ہے خواہ ایک ال یا کثیر، اور امام مالک امام احمد و ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ پیر سے سُرْمَسْجِدِ کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ چرخا کرنا واجب ہے۔ ۱۸

چرخائی سُرِ مَسْجِدِ کرنے کی فرضیت پر فقہاء احناف کے دلائل علامہ ابو الحسن الرضائی صنفی لکھتے ہیں:

سُرِ مَسْجِدِ کی مقدار میں مسجِدِ کَرْمَسْجِدِ سے حدود چرخائی سے، کیونکہ حضرت منیر بن شبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرم کی کہ اُداسے کی نگر پر کُتے، دواں مساجد کیا، پیر و سُرْمَسْجِدِ سے ملے حصہ پہ مسجِدِ کیا اور مزدوں پر مسجِدِ کیا، اور قرآن مجید میں مسجِدِ کی مقدار مطلقاً ہے اور یہ حدیث اس کا بیان ہے یہ حدیث امام شافعی کے خلاف جنت ہے، کیونکہ وہ تین اہل کا ہندانہ کرتے ہیں اور امام مالک کے خلاف ہیں جنت ہے کیونکہ وہ پیر سے سُرْمَسْجِدِ کی فرضیت قرار دیتے ہیں، ۱۹

علامہ ابن مام حنفی لکھتے ہیں: قرآن مجید میں اجمال اس وجہ سے ہے کہ دواں سُرْمَسْجِدِ میں بائیں پر داخل ہے اور یہ حدیث پر دلائل کہتی ہے اور اس صنف کی تعیین نہیں ہے اور حضرت منیر کی روایت میں بھی ہے حصہ بن حصہ

۱۷۔ علامہ ابو عبد اللہ بن احمد بن تدار حنبلی متوفی ۲۲۰ھ، المستفی مع الشرح الکبیر ج ۱ ص ۱۲۶-۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۸۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ دار محمد الصحیح للطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۱۹۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی رزین صنفی متوفی ۵۹۴ھ، بابہ اقرآن ص ۵-۴، مطبوعہ سعید ایدہ لکھنؤ کریں

یہاں بھی باعمل پر داخل ہے لہذا یہ حدیث بھی اس آیت کی طرح محل ہے، اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ امام ابو داؤد کی اس روایت سے استدلال کیا جائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے سرخ رنگ کا منقش عمامہ باندھا ہوا تھا آپ نے عمامہ کے نیچے سے لہذا داخل کیا اور سر کے اگلے حصے پر مسج کیا، امام ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اس لیے یہ حدیث بظاہر جھٹ ہے اور اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ آپ نے سر کے بہت اگلے حصے پر مسج کیا اور یہ سر کا جو قاع حصہ ہے جس کو ناصیہ کہتے ہیں، اسی طرح امام بیہقی نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور عمامہ کو ہٹا دیا اور سر کے اگلے حصے پر مسج کیا یہ حدیث مرسل ہے اور نہایت نزدیک حدیث مرسل جھٹ ہے، ہوتی ہے، خصوصاً اس صورت میں سبب کہ یہ حدیث متصل سے منقطع ہو۔

یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ان حدیثوں میں سر کے اگلے حصے پر مسج کرنے کے فعل کا ذکر ہے، اس لیے یہ کب لازم آتا ہے کہ اس سے کہ مقتدر پر مسج کرنا جائز نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ چوتھی سر کی مقدار سے کم پر بھی مسج کرنا جائز رہتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمامہ اس سے لم مسدور پر بھی مسج کرتے، تاکہ مت کر مضموم جزئی نہ کہ یہ صحیحاً جائز ہے۔

آیت وضو میں باصفاق کے ہے اور سبب کہ راقی کا سر سے اساق موزوہ، اس کو مستقیم نہیں ہے کہ پورے سر کا مسج کیا جائے، اس لیے اگر کسی شخص نے سر پر ہاتھ رکھے اور پورے سر پر مسج نہیں کیا تب بھی باصفاق ہو جائے گا اور جب سر پر ہاتھ رکھے جائیں گے تو چوتھی نہ پر مسج ہو جائے گا کیونکہ سر، ہاتھ چوتھی سر کے برابر ہوتے ہیں اس لیے چوتھی سر کے مسج کی فرضیت قرآن مجید کی اس آیت سے ثابت ہے، اللہ جن اعادیت سے فقہاء احسان نے مسج کی مقدار کے تعین اور بیان پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہیں۔

امام روایت کرتے ہیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیٰ پر مسج کیا، سر کے اگلے حصے پر مسج کیا اور عمامہ پر مسج کیا۔

عن المغيرة بن شعبه ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی لحنین ومقدم راسہ وعلی عمامتہ

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو سر کے اگلے حصے

عن المغيرة بن شعبه ان النبى صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فمسح فاصمته وعلی اللحنین

۱۔ علامہ کمال الدین محمد بن عبداللہ المعروف ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ امام مسلم بن الحجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۲، مطبوعہ نور محمدیہ المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۳۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

ہر مسج کیا اور حمامہ اس پر منہ دل پر مسج کیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔
امام ابو داؤد اور روایت کرتے ہیں:

عن سمیع بن زید بن ابی حمزہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یمسح علی الخقیقین وعلی ناصیئہ وعلی
عمامتہ بیدہ

میں امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال رایۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی عنقہ وعلیہ عمامۃ
تطریۃ فادخل یدہ من صاحب العمامۃ
فمسح مقدمہ رأسہ فمسح یمسح العمامۃ

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں پر مسج کرتے تھے
سر کے اگلے حصہ پر مسج کرتے تھے اور حمامہ پر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے
ہوئے دیکھا آپ نے سرخ رنگ کا منقش قطنی
حمامہ باندھا جو تھا آپ نے حمامہ کے نیچے سے
دو بار داخل کیا اور سر کے اگلے حصہ کا مسج کیا اور حمامہ
پیش کھولا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حمامہ پر بھی مس فرمایا ہے اس کے متعلق تفصیلی بحث ان شاء اللہ ہم ۱۰ باب نمبر ۹ میں بیان کریں گے۔

حدیث نمبر ۴۴ میں ہے: جس شخص نے میرے سر پر ہاتھ
کا مساج وضو کیا اس کے بعد دو رکعت نماز اس طرح

نماز میں ممنوعہ خطرات اور وساوس کا بیان

پڑھیں کہ اس میں حدیث نفس و رباوی معاملات میں سوچ و چار اور غور و فکر کی ایک نہ تو صغیر لگانہ صاف کوئی جاتے ہیں
علامہ بدرالدین حنفی لکھتے ہیں:

تاماخی عیاق نے کہا ہے کہ حدیث نفس سے مراد وہ امور ہیں جن کے متعلق انسان قصداً غور و فکر کرتا ہے،
اور جن کاموں کے متعلق انسان پر دگرگم اور مضروب بناتا ہے، اور نماز میں جو خیالات انسان کے قصداً مدعا سے
کے بغیر اس کے دماغ میں آتے ہیں وہ حدیث نفس نہیں ہیں، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نماز میں بغیر قصد اور ارادے
کے جو خیالات آئے ہیں ان کے متعلق یہ مبدئاً کہ وہ نارہول موبائے بیان ہیں نماز اس کی اس حالت سے کم ہوگی
جس نماز میں مطلقاً کوئی خیال نہیں آتا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے مغفرت کی ضمانت دی ہے جس
کی نماز میں بالکل خیال نہ آئے، کیوں کہ کم ہوگا نماز میں حدیث نفس سے ملامت جہتے ہیں اور یہ مرتبہ اس شخص کو

۱۔ امام ابویسی محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵، مطبوعہ مکتب خانہ میر محمد کراچی

۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن شعث متوفی ۲۵۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ طمان

۳۔ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۷۲-۷۱

ماصل ہوتا ہے جو مجاہدہ کر کے شیطان کے ٹالے ہوئے خیالات کو دور کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ اپنی کوششوں کی وجہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی ناس سے غافل نہیں ہوتا، ایک قول یہ ہے کہ حدیث نفس کی نفی سے مراد یہ ہے کہ اس کا یہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، جاہ طلبی کے لیے نہ ہو، وہ ناس کے ذریعہ اپنی کسی بڑائی کا طالب نہ ہو، کہ ناس ادا کرنے سے اپنے آپ کو کسی فضیلت کا حامل قرار دیتا ہو، بلکہ وہ اپنے نفس کو حقیر مانتا ہے کہ منور اور متکبر نہ ہو، ایک قول یہ ہے کہ اگر حدیث نفس کی نفی سے مراد یہ ہے کہ اس کے دل و دماغ میں دنیا کا کوئی خیال نہ آئے تو یہ بہت مشکل ہے اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے دل میں اگرچہ بلا قصد خیالات آئیں لیکن وہ کسی خیال پر جمے نہیں تو یہ مخلصین کا عمل ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں کہ حدیث نفس کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے کہ کسی چیز کا خیال یا ایک آئے اور اس کو دور کرنا مشکل ہو، دوسری قسم کے وہ خیالات ہیں جن کو منقطع کرنا ممکن ہے یہاں حدیث نفس کی نفی سے دوسری قسم مراد ہے نہ کہ پہلی، کیونکہ اس میں دشواری ہے۔ نیز یحییٰ بن یحییٰ سے ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان جن چیزوں کو قصد حاصل کرتا ہے اور جن امور کے متعلق قصد طرد و فکر اور سوج و دھار کرتا ہے اور ان کو دور کرنا ممکن ہے اس کے بغیر دل میں اچانک جو خیالات اور دوسرے آتے ہیں، ان کو دور کرنا مشکل ہے اس لیے وہ معانات میں تھانی عیاں سے ہنس ملے سے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دل میں عمل کوئی خیال نہ آئے، علامہ نووی نے اس کو رد کر دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ بلا قصد اور اختیار جو خیالات دل میں آتے ہیں اور پھر انسان ان خیالات پر جمنا نہیں ہے نہ کہ نفی کرنا اس حدیث سے مراد نہیں ہے پھر حدیث نفس دنیاوی خیالات اور دینی خیالات دونوں کو شامل ہے، اور اس حدیث میں صرف دنیاوی خیالات کی نفی مراد ہے، حکیم ترمذی نے یہ روایت بیان کی ہے: ”اس دررکعت نماز میں دنیا کے متعلق بالکل حدیث نفس نہ کرنے پھر وہ سرفشاری سے مردغا کرے گا وہ قبول ہوگی“ اور جب وہ نماز میں امور آخرت سے متعلق غور و فکر کرے گا مثلاً قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرتا ہے نہ بغور و فکر، نہ بہاداری اور وظائف پڑھتا ہے یا کسی مستحق اور مستحب کام میں غور و فکر کرتا ہے تو یہ وہ حدیث نفس ہے جو مفسر نہیں ہے اور صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے میں شکر کی صفیں ترتیب دیتا رہتا ہوں، حالانکہ میں نماز میں ہوتا ہوں۔ علامہ نووی نے اس حدیث میں سے کہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں وضو اور نماز کے بعد مغفرت کا بیان | علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

اس سے مراد مغیرہ گناہ ہی جیسا کہ صحیح مسلم میں اس کی تصریح ہے یہ حدیث اگلے باب میں ہے حدیث کے الفاظ میں بظاہر معلوم ہے لیکن اس کی صغائر کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے، اور کثرت سے معاف ہوتے ہیں، اس طرح حقوق العباد بھی بندوں سے معاف کرانے سے معاف ہوتے ہیں، البتہ کبائر میں تکفیر ضروری ہے۔

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ دارالطباعۃ امیریہ مصر ۱۳۳۸ھ
۲۔ عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۰، ۷۱، ۷۲

بَابُ قُضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ

وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ
مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي كَثِيْبَةَ وَاسْمَعِيلُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ لَحْظِيًّا
وَاللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَلَّا يَحْضُرَ إِلَّا هُوَ
عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ
عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ بَيْنَ آيَةِ التَّحِيَّاتِ
فَجَاءَهُ الْوُضُوءُ وَبَعَثَ الْغَضَبُ فَدَعَا بِوُضُوءٍ
فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَحَدٌ يَنْتَكِرُ حَدِيثِي نَزَلَتْ
آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمْ فِي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْبِغًا يَغْسِلُ لُؤْلُؤَهُ
فَيُصَلِّيَ صَلَاةً إِلَّا عَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَ وَبَيْنِ
الصَّلَاةِ الْآخِرَى تَبَيَّنَ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم حمران بیان کرتے
ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے وقت مسجد کے
صحن میں تھے ان کے پاس مؤذن آبا۔ انھوں نے اس
سے دھوکے لیے پانی منگو کر وضو کیا۔ پھر آپ نے وہاں اگر
قرآن کریم میں علم چھانٹے ماسے کے سیتے و سبت
عذب کی آیت نہ پڑھ لی تو قریش تم کو رسول اللہ سے اللہ
علیہ وسلم سے سنی ہوئی یہ حدیث نہ بیان کرتا رہوں
اللہ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بھی ایسی طرح
وضو کرے پھر اس کے بعد نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس
کے وہ تمام صغیر و کبیر گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اس
نے اس نماز سے پہلے کئے وہ دوسری نماز کے درمیان
کئے تھے۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے ساتھ ہی ایسی ہی
حدیث بیان کی ہے۔

۴۴۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ مَا
أَبْلَغَ اسْمَاءَ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ
كَانَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ يَرْوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ
سَمِعَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ تیس مرتبے وضو کرنے کے بعد کہہ کر اگر
قرآن کریم کی ایک آیت نہ پڑھ لی تو قریش تم کو رسول اللہ
علیہ وسلم سے سنی ہوئی یہ حدیث بیان نہ کرتا رہوں
اللہ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بھی ایسی طرح
وضو کرے پھر اس کے بعد نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس
کے وہ تمام صغیر و کبیر گناہ معاف فرما دیتا ہے جو
اس نے اس نماز سے پہلے کئے وہ دوسری نماز کے درمیان
کئے تھے۔ عمرہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان نے

۴۵۰۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ مَا
أَبْلَغَ اسْمَاءَ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ
كَانَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ يَرْوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ
سَمِعَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

مَا كُنَّا مِنْ بَنِي النَّبِيِّ وَالْقَوْمِ إِلَى حَوْلِهِ
الْأَعْيُنُ -

جس آیت کا ذکر کیا وہ یہ ہے: (قر مج ۲۸) ہم نے
قرآن کریم میں جن ہدایات اور دلائل کو نازل کیا ہے
جو لوگ ان کو چھپائیں۔ ان پر اللہ بڑی درگم لعنت
کرے ماسے لعنت کرتے ہیں۔

سعید بن ماس کہتے ہیں کہ میرے پاس
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو سے لیے پانی
منگایا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار
فرمایا جس مسلمان نے جس فرض نماز کا وقت پایا، چھپ
طرح وضو کیا پھر وضو اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھی
تو وہ نماز اس کے پیچھے تمام گناہوں کو گوارہ ہو جائے گی
جب تک کہ وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے۔ اور یہ مسئلہ
بیشمار بار ہی سب سے گاہ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم عمران بن
کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان سے پانی
وضو کا پانی سے کیا یا آپ نے اس پانی سے وضو
کیا پھر فرمایا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
ایسی امیدیں کو منسوب کرتے ہیں جو میرے علم میں
نہیں ہیں البتہ میں نے دیکھا ہے کہ مفسر نے میرے
اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر فرمایا جس شخص نے اس طرح
وضو کیا اس کے ساتھ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور
اس کی نماز اور مسجد تک پہنچ کر بے گناہ ہوتا ہے۔

ابو انس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے
نہین کے قریب وضو کیا، پھر فرمایا کیا میں تم کو دکھلاؤں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کیا
کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان نے سر منسوب کر دیا
بار دہرایا۔ بعض روایات میں یوں بھی ہے کہ اس وقت

۴۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بَرٍّ حَمِيدٌ وَحَبِيبُ بْنُ
الشَّامِيِّ كَلَامًا عَنْ أَبِي النَّعْرِ لَيْدٍ قَالَ عَبْدُ حَكَّابٍ
أَبُو النَّعْرِ لَيْدٌ قَالَ كَلَّمَ ابْنُ سَعْدٍ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ
الْعَاصِمِ قَالَ حَكَّابٌ أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْكَافَرِ بْنِ الْكَافَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مَرْءٍ
مُسْلِمٍ تَحَفَّرَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً فَمَجَّسَ وَضُوءَهَا
وَمَجَّشُوعَهَا وَرَكَوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا
مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْخَرْ كِبَرًا عَنْ ذَلِكَ الْفَرْقِ -

۴۵۲ - حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سَعِيدٍ وَاحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ
الْقَتَيْبِيُّ قَالَ كَلَّمَ ابْنُ سَعِيدٍ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ
الْعَاصِمِ قَالَ حَكَّابٌ أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنْتُ
عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْكَافَرِ بْنِ الْكَافَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مَرْءٍ
مُسْلِمٍ تَحَفَّرَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً فَمَجَّسَ وَضُوءَهَا
وَمَجَّشُوعَهَا وَرَكَوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا
مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْخَرْ كِبَرًا عَنْ ذَلِكَ الْفَرْقِ -

۴۵۳ - حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سَعِيدٍ وَاحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ
الْقَتَيْبِيُّ وَحَبِيبُ بْنُ حَرْبٍ وَالْقَتَيْبِيُّ لَقِيَ ابْنَهُ
بَكْرَةَ الْوُائِلَ وَكَيْفَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْقَتَيْبِ عَنْ
أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْكَافَرِ بْنِ الْكَافَرِ قَالَ لَا
أَمْرَ لَكُمْ وَضُوءًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَمِعْتُ كَرِصًا فَلَا تَذَلُّتُ وَرَادَ قَتِيبَةً
فِي رِقَابَيْهِ قَالَ سَفِيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي
أَنَسٍ قَالَ وَبَعَثَهُ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

۳۵۴ . حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَدَا
قَرَأْتُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو
كَرَيْبٍ نَادَى كَيْفَ عَنْ يَسْقَرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ شَدَّادٍ
أَبِي مُخْرَجٍ قَالَ سَمِعْتُ حُذْرَانَ ابْنَ أَبِي بَابٍ قَالَ كُنْتُ
أَعْبُدُ بَعْثَانِ صُفْرًا وَنَمَّا أَقَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْا
وَهُوَ يُعْقِضُ عَلَيْهِ نَظْفَةً قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ
إِنْصَرَا مَنَا مِنْ صَلَاتِكَ هَذِهِ كَلَّ مِنْكَ مَرَاهَا
أَعْطَرَ فَقَالَ مَا أَذْرِي كُنْتُ كُنْتُ يَشْتِي وَكُنْتُ
فَقَدْ نَأَى رَسُولُ اللَّهِ إِنْ كَانَ حَيْرًا كَعَدِثْنَا وَ
رِنْ كَانَ غَيْرَ وَبِكَ فَإِنَّهُ وَرَسُولُنَا كَعَمْرٍ قَالَ
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ فِي مِثْمَرٍ لَطْفٍ وَرَ كُنْتُ
اللَّهُ عَلَيْهِ كَيْفَ بَلَى هَذَا لِمَنْ بَلَى لَخْفَسَ اَلَا
كَامَتْ كَفَاتَا اَلَا لِمَا بَيَّنَّهْنِ .

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور صحابہ بھی موجود
تھے۔

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں کہ میں ہر روز
عثمان کے وضو کے لیے پانی رکھا کرتا تھا حضرت
عثمان ہمیشہ اس پانی سے کسی قدر غسل ہی کیا کرتے
تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول
اللہ سے مقدس یہ مسلم نے اس ناز سے دھوئے کہتے ہیں
کہ نہ کم۔ ونازہ قمر تین فارغ ہونے کے بعد فرا
میں نہیں کر لیا کہ تین ایک بات تلوں یا ماش
میں۔ صحابہ کرم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ
ہم سے تن میں ہرگز ہے تو وہ در بیان کیجئے اور اگر اس
کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو تمہارے درمیان
کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
عہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان شخص اس طرح کال وضو
کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے وہ
پانچوں نازیہ پڑھے تین نازوں کے درمیان
اس سے گناہ کہے ہیں۔ وہ نازیہ ان گناہوں کے ساتھ
کفارہ بن جائیں گی۔

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں کہ ہر روز وضو میں
حضرت ابو ہریرہؓ کی مسجد میں بیان کرتے تھے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس
شخص نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پورا وضو کیا
تو جو گناہ ان فرض نازوں کے اوقات کے درمیان
ہوئے ہیں ان کے لیے وہ نازیہ کفارہ صحابہ کی
اور ایک اور روایت میں ہرگز کی حکومت اور فرض نازیہ
کا ذکر نہیں ہے۔

۳۵۵ . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
وَحْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ وَبْنِ بَشَّارٍ وَآلَاتِ
مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ وَكَأْخِيذَةَ شُعْبَةَ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُذْرَانَ ابْنَ أَبِي بَابٍ كُنْتُ
تَابِرُذَ كَافِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي أَمْرٍ وَبَشِيرٍ عَنْ
أَبِي عَفَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَلَمَ تَوَضَّعَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ قَالَ لَتَكُونَنَّ الْمَكْتُوبَاتُ كَلَامًا بَيَّنَّهْنِ
هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مُعَادٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ

فِي إِيمَانِهِ بِسُنَّةِ رَسُولِهِ ذَكَرُوا الْمَكْتُوباتِ -

حمران بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت اچھی طرح وضو کیا، پھر فرمایا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس طرح وضو کیا پھر مسجد میں محض نماز کے قصد سے گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تین ہوں کر صحت کر دے گا۔

حمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھنے کے لیے اچھی طرح کمال وضو کیا، پھر فرض نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں گیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے جب تک گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا ان کے

۲۵۶ - حَدَّثَنَا قَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْمِيُّ قَالَ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هُرَيْرٍ أَنَّ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ كَوَّمَا عُمَةُ نَاثُ عَقَّانَ يَوْمًا وَخُصَّوْهُ حَسَنًا لَمْ قَالَ رَأَيْتُكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَوَّمَا فَكَأَخْشَى الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَوَّمَا هَكَذَا لَمْ يَحْزَنْهُ الْمَسْجِدُ وَنَحْمُكَ إِلَّا الْقُلُوبُ غَيْرَ كَذَلِكَ مَا خَلَا مِنْ دَنِيَّةٍ -

۲۵۷ - وَحَدَّثَنِي أَبُو ظَهْرٍ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَمَّا عِنْدَ اللَّهِ ثُمَّ وَهَبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ الْحَكِيمَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّةِ حَدَّثَتْ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعِنْدَ اللَّهِ بَنُو أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ مَعَاذَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُمَا عَنْ هُرَيْرٍ أَنَّ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَوَّمَا لِلْقُلُوبِ مَا سَبَبَ الْوُضُوءَ شَقَّ مَشَى إِلَى الْمَسْجِدِ لَمْ يَحْزَنْهُ فَكَلَامُهُ هَآمَةُ الْكَلَامِ أَوْ مَعَهُ الْجَمَاعَةُ وَفِي الْمَسْجِدِ عَفَّانُ لَمْ يَكُنْ لَهُ دُنُوءٌ -

۲۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَثَعْلَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدَسٍ عَنْ أَبِي سَمِيْعٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي خَبْرٍ عَنْ لُحَيْشٍ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحَارِثِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقُلُوبُ الْخَمْسُ وَالْجَمْعَةُ إِلَى الْجَمْعَةِ كَقَارَاتٍ لَسَانِيَّتُهُنَّ مَا لَمْ يَغْشَى الْكَبِيرُ -

۲۵۹ - وَحَدَّثَنِي قُتَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ لُحَيْشِيُّ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

درمیان واقع مرنے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان رکھنا، ان کے درمیان واقع مرنے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں۔ جب تک گناہ کبیرہ نہ کرے۔

اس حدیث میں سے جو شخص بھی اچھی طرح وغیرہ کوئے جو اس کے بعد نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے

الْقِسْمَاتِ الْخُمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ كَقَدَرِ
تَسَابِعُهُمْ

۴۶۰۔ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ سَعِيدِ
الْأَيْبِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو ذَهَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
الْقِسْمَاتِ الْخُمْسِ وَالْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَعًا
إِلَى رَمَعَانٍ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُمَا إِذَا اجْتَنَبَ
الْكَبَائِرَ

مغفرت کے متعدد اسباب اور ان کے شرائط

وہ تمام (صغیر) گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے اس نماز سے دوسرے نماز کے درمیان کیے تھے۔
علامہ بیہقی بن شرف نوری لکھتے ہیں:

دیگر احادیث میں سے پانچ نمازیں ان کے درمیان مرنے والے گناہوں کے لیے کفارہ ہیں۔ ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ تک جو کہ نماز کفارہ ہے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک نماز کفارہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب وضو سے گناہوں کا کفارہ ہو گیا تو نماز سے کس چیز کا کفارہ ہو گا؟ اور جب پانچ نمازوں سے کفارہ ہو گیا تو جمعہ نماز سے کس چیز کا کفارہ ہو گا؟ اور جب رمضان سے کس چیز کا کفارہ ہو گا؟ اسی طرح عرفہ کے دن روزہ بھی دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے۔ اور جب کسی شخص کی تین ملائکہ کی آئین کے موافق ہر بات قرآن کے تمام پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام عبادات گناہوں کا کفارہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں اگر اس کے صغیر گناہوں کو ان سے مغفرت ہو جاتی ہے، اور اگر اس کے صغیر اور کبیرہ گناہ نہ ہوں تو اس کی نیکیاں کچھ دلی مال میں اور اس سے رحمت اللہ کر دیت جاتے ہیں اور اگر نماز نہ ہوں اور نمازوں کو امید سے اس کے کبیرہ میں تخفیف ہو جاتے ہیں۔

وضو کے بعد مستحب ذکر کا بیان

بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے ذمہ اور ٹول کر چڑھانا تھا۔ جب میں ینا ہی

۴۶۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ
تَاعِبَةَ الرَّضِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَالِحٍ عَنْ تَرْبِيعَةِ يَعْقِبَ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ نَسِ
الْعَوْدَ فِي عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ذَاكَ وَحَدَّثَنَا
أَبُو عُثْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ
عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَيْنَا رَعَايَةً أُرِيدَ قَبْحًا وَفَتْ
تَوْبَتِي فَرَدَّ حَتَّى بَعِثْتِي فَأَذْرَكْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَاتِبًا يُحَدِّثُ
النَّاسَ فَأَذْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ
يَتَوَضَّأُ قَبْحِينَ وَهُوَ ذَا شَرٍّ يَتَوَضَّأُ فَيُحِبُّ
رُكْعَتَيْنِ مُقْبِلٍ عَلَيْهِمَا يَقْبِيهِ وَوَجِيهَةٍ
وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ وَذَلِكَ مَا أَخَذَ هَذَا
فَإِذَا كَاتِلٌ بِيَدِي يَقُولُ أَلَيْسَ قَبْلَهُمَا
أَجْوَدُ فَتَطْرُتُ فَإِذَا أَعْمَرَ قَالَ إِنْ فَرَدَّ
رَأَيْتَكَ جِئْتَ أَيْتًا قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ
يَتَوَضَّأُ قَبْلَهُ أَوْ يُسَبِّحُ لَوْ مِائَةَ مَرَّةٍ يَقُولُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
إِلَّا فَجِئْتَ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الْخَائِنَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ.

۳۶۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَارُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبْرِ عَنْ
تَرْبِيعَةِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ
عُثْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَرِيِّ
عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْخَدَّيْجِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلَّا كَرُمًا عَزِيزًا
أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُرْآنًا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

کلام نور کی جگہ پر:

اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا مستحب ہے۔ یہ متفق علیہ ہے اور یہ ہے
اس کے ساتھ متفقاً یہ ذکر بھی طایا جائے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ
میں کہ حاجت تو فرمائی میں ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ یہ ذکر بھی طایا جائے: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ بَعْدَ

میں میں نے ابو عبد اللہ سے سوال کیا: آپ کے نزدیک کون سا عمل مستحب سے ایک چلو سے مل کر، اور ہاگ میں ان
 ڈالنا یا سر ایک کے لیے لگ لگ پانی لینا، صلوٰۃ میں کیا ایک میو سے، کیونکہ حضرت عثمان اور حضرت علی سے اس
 طرح روایت ہے اور حضرت عبداللہ بن رید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنے اٹھ ایک برتن میں ڈالے، چتر تین تہ تہ لگی اور تین تہ تہ ہاگ میں پانی ڈالا اور ان کے لیے ایک میو میں پانی
 یہ امام بخاری کی روایت سے اور امام بخاری اور امام مسلم کی متفقین میں روایت ہے کہ آپ سے ایک میو میں پانی سے
 کر لیا گیا اور ہاگ میں پانی ڈالا۔ یہ عمل آپ سے نہیں ہوا لیا، اور ایک طہارت میں سے کراہت سے ایک اٹھ سے یا
 سے کر تین بار لگی اور تین ہاگ میں پانی ڈالا۔ یہ روایت کر رہا اور ہاگ سے طہارت کا ہے۔ لہذا اگر وضو
 کرے وہ چاہے تین باروں سے طہارت کرے اور ہاگ میں پانی ڈالے اور اگر چاہے تو ایک میو پانی سے لگی کرے
 اور ہاگ میں پانی ڈالے، جیسا کہ ہم سے روایت سن کر ہیں اور اگر تین یا دو میو میں پانی سے کر لے کرے ہر ہاگ
 تین بار میو میں پانی سے کر ہاگ میں پانی ڈالے تو یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ ہر دو اور سے طہارت کا ہے کہ کسی سے
 اٹھ لیر و سلم نے لکھ کرے اور ہاگ میں پانی ڈالے سے سے لگ لگ پانی سے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

فقہا رشافیہ کے ہاں مسند میں پانچ قول

- ۱۔ ایک میو میں پانی سے کراہت سے تین تہ تہ لگی کرے اور تین تہ تہ ہاگ میں پانی ڈالے۔
- ۲۔ ایک میو میں پانی سے اور ہاگ میں لگی کرے ہاگ میں پانی ڈالے یہ عمل نہیں ہوا اسی طرح کرے۔
- ۳۔ تین چلو سے طہارت کرے اور ہاگ میں پانی ڈالے یہ عمل نہیں ہوا کرے۔
- ۴۔ پہلے ایک میو پانی سے نہیں ہوا بلکہ پہلے ایک میو پانی سے نہیں ہوا بلکہ پہلے ایک میو پانی سے نہیں ہوا۔
- ۵۔ میو میں پانی سے پہلے تین میو سے جن میں ہاگ سے بھر تین چلو سے ہاگ میں پانی ڈالے۔

علامہ کرائی سے کہا جو حدیث افضل ہے اور علامہ زوی نے کہا تیسرے افضل ہے۔

بھو امر اعلیٰ کتاب میں ان میں سے در قول تھے کہ ایک قول ہے کہ ہاگ میں سے ایک میو پانی
 سے اور دوسرے قول ہے کہ ایک میو پانی سے کر تین بار لگی کرے یہ ایک میو پانی سے کر تین بار لگی ہاگ میں پانی ڈالے
 اور فقہاء امامی میں کھلے کہ اس کو اختیار ہے کہ ایک طہارت میں ہاگ سے اور ہاگ میں پانی ڈالے ہاگ میں
 چلوں سے اور ہاگ میں سے لگ لگ تین میو سے اور ہاگ میں سے

میں کت میں کہ مجاہد سے اصحاب حنفیہ سے اس حدیث سے استدلال کیا ہے امام زہدی ابن مسعود کا
 ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیکھا کہ پھر ہاگ میں سے لگی کرے
 صاف کر دیا پھر تین بار لگی کرے۔ پھر تین بار لگی کرے ہاگ میں پانی ڈالے پھر تین بار لگی کرے ہاگ میں پانی ڈالے
 بارہ بار مسج کیا، پھر اپنے قدموں کو چھو کر دوسرے میو میں سے لگی کرے اور دوسرے میو میں پانی ڈالے

نے یہ پسند کیا کہ تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ نے تین بار گلی کی اور ہر بار گلی کے لیے انگ پانی یا اسی طرح تین بار انگ میں پانی ڈالا اور ہر بار کے لیے انگ پانی لیا۔ تاہم ایک پورے گلی کرنا اور انگ میں پانی ڈالنا بھی جائز ہے لیکن اس سے کہ انگ انگ پانی بہا سکتے۔

گلی کرنے اور انگ میں پانی ڈالنے کے لیے انگ انگ پانی میں سے ہمارے ذیل امام طبرانی کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ نے تین بار گلی کی، دس تین بار انگ میں پانی ڈالا اور ہر بار پانی یا ہر گلی حدیث کہ امام ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اسے نکوت کہا ہے اور ان کا سکوت اس حدیث کی صحت پر ان کے لاشعریوں کی دلیل ہے۔

بَابُ الْإِيتَارِ فِي مُسْتَشْرَدٍ
الْإِسْتِجْمَارِ
نَک مہ عاق مرتبہ پانی ڈالنا اور طہان مرتبہ استنجاء کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص استجمار کرے تو طہان مرتبہ کرے، یہی ایک دلیل ہے کہ استنجاء کے مقابلہ میں جفت سے یعنی دو بار اور بعد از شیبہ تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص استجمار کرے تو طہان مرتبہ کرے، یہی ایک دلیل ہے کہ استنجاء کے مقابلہ میں جفت سے یعنی دو بار اور بعد از شیبہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص استجمار کرے تو ناک صاف کرے اور جو شخص استنجاء

۴۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرُو بْنُ شَاذَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُكَيْمٍ وَجَعْفَرُ بْنُ أَبِي غَيْثٍ قَالَ قُتَيْبَةُ نَاسُفْنَا عَنْ أَبِي سُرَيْجٍ عَنْ كُرَّاجٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ الشَّيْءُ صَلَی مَعَهُ سَبْعُونَ أَيْ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَرْتَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْهُ وَتَرَاوَرَّ وَاقْصُرْ أَحَدُكُمْ فَلْيَحْطِ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْزِلْ

۴۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ابْنُ هِشَامٍ كَانَ مَعَهُ عَنْ هَازِمٍ ابْنِ مُثَنَّى قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُنَّا حَدِيثًا مِنْهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْصُرْتَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْزِلْ بِمَنْحَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَسْتَنْزِلْ

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

کرے تو طاق مرتبہ کرے۔

الْحَوْلَانِ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلَيْسَ يَنْتَفِرُ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلَيْسَ يَتَرَدَّدُ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری دونوں سے ایسی ہی ایک روایت منقول ہے۔

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ مَرْيَمَةَ قَالَ تَأْتِيكَ مِنْ يَدَيْهِ سَوْخَدٌ ثَنِي حَرَمَةً ثُمَّ يَتْبَعِي قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ فَسَأَلَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو ذَرٍّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِهِ وَآلِهَاتِهِ سَعِيدُ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ كَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْثُلُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص ہنسنے سے بیدار ہو تو تین بار ناک میں پانی ڈالے کیونکہ شیطان اس کے تھنوں میں رت گندھا رہتا ہے۔

۴۷۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ يَسْرٍ بْنُ لُحَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجِيٍّ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسٍ عَنْ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَعْتَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامٍ فَلَيْسَ يَنْتَفِرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَسُبُّ عَلَى خَبَأِ نَبِيِّهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص استنجی کرے تو طاق مرتبہ کرے۔

۴۷۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اسْتِثْنَى بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ ابْنِ مَرْيَمَةَ

علامہ نووی لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۴۷۸ میں ہے۔ جو شخص استنجی کرے تو طاق مرتبہ کرے۔ استنجی کا معنی ہے دل اور براز کے محل کے بعد مٹھو بیٹھا اور چھوٹے پھوٹے پتھروں سے صاف کرنا۔ علماء نے کہا ہے کہ استنطابہ، استنجی اور استسجی کا معنی ہے، ہل اور براز کے محل کی تعمیر کرنا، لیکن استنجی کا لفظ تھوروں سے صاف کرنے کے ساتھ منطوق ہے اور استنطابہ اور استسجی پانی اور پتھروں کے ساتھ صفائی کے لیے استسجی کہتے ہیں۔ طاق مرتبہ استنجی کا معنی یہ ہے کہ تین یا پنج بار اس سے زیادہ طاق مرتبہ استسجی کیا جائے۔ غلامہ سے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تم سے

حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْمَرِيِّ

۴۸۰۔ وَحَدَّثَنَا مَنِيبُ بْنُ قَزُوخٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَعْفَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَأْبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَشْبُرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَاهِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَأَلْنَا عَنْكَ قَدْ كُنْتَ قَدْ حَقَّقْتَ صَلَوَةَ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا سَمْعًا عَلَى أَرْجُلَيْهِ فَنَادَى دَيْلٌ لَلْأَعْقَابِ مِنَ الْمَدِينَةِ

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامَةَ الْجَمْعِيُّ قَالَ نَأْبُو بَنِي يَغْنَى بْنِ مُسَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ بَرِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَرَاى رَجُلًا يُعْبَسُ عَقِبَهُ فَقَالَ دَيْلٌ لَلْأَعْقَابِ مِنَ الْمَدِينَةِ

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَكَأْسُو بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا أَنَا وَكَثِيرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَرِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ دَيْلٌ يَنْعُو أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ

۴۸۳۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَيْلٌ لَلْأَعْقَابِ مِنَ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے جس وقت آپ ہمارے پاس پہنچے تو عمر کی ناز کا وقت آچکا تھا ہم دھوکہ کرنے لگے اور پاؤں پر مسح کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بازو بلند فرمایا (جھٹک) ایڑیوں کے لیے آگ کا مذہب نہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دھوکہ دیا میں دھوکہ دیتی ہوں اس سے کہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا انہیں میں سے ایسے ہم کا مذہب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ایک برتن سے پانی سے کہہ دیا کہ اس سے تھے انہوں نے ان لوگوں سے کہا برا اور کبریا کہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جھٹک) ایڑیوں کے لیے جہنم کا مذہب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھٹک ایڑیوں پر جہنم کا مذہب ہے

حدیث نمبر ۴۸۲ میں ہے (جھٹک) ایڑیوں کے لیے دھوکہ کا مذہب

وضو میں پیروں کے دھونے کے متعلق اہل قبلہ کے مذہب

علامہ بیہقی بن شرف نوری شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اس مسئلہ میں اختلاف ہے اہل نوری فقہاء کی ایک جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ پیروں کو شستنوں

تیمم میں پیروں کو نرک کر دیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وضو میں پیروں پر مسح کرنا اصل سے ہے۔
بیت وضو میں قرأت جبر سے علماء شیعہ کے استدلال کے جوابات
 ایدیکم پر ہے اور اس پر جبر جوار کی وجہ سے ہے۔ اس کا نظیر یہ آیت ہے۔

اِنَّ خَافَ عِدْلُكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلَيْهَ .
 بے شک میں تم پر درو پاک عذاب کے دن کا

خوف رکھتا ہوں

ہود: ۱۲۶

اس آیت میں ایسے وہ بک صفت سے اس اعتبار سے من پر نفع نہ رہے۔ مگر جیسے قی یکن چونکہ اس کے جوار میں عذاب پر جبر ہے اس لیے اس کو بھی جروں گئی اس کو جوار کے من سے ہی نہ رہے۔ جب تک کہ اس میں عذاب کا مستحق نہ ہو سکے اور ایسے یکساں پر سے اس وجہ سے اس پر نفع نہ رہے۔ قی یکن اس کے جوار میں ہو سکے۔ چونکہ جبر ہے اس لیے اس کو بھی جروں گئی لہذا یہ جبر جوار سے ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان جیسے کا صفت ہر وہ مسکد پر سے اس سے جیسے وہ مسکد پر سے ہے لیکن واضح ہے۔ مسکد میں مسح کا معنی تحقیق مراد سے جیسا کہ لفظ پیدیا اور واضح ہے۔ مسکد میں مسح کا مجازی معنی مراد سے یعنی دھونا۔ بل عرب کہتے ہیں مسح مسح لفظ مراد سے نہیں کہ وہ دھونا مراد سے مسح مجازاً دھونے کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور یہاں بھی مراد سے۔ معنی میں تحقیق و معلوف میں مجاز مراد ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا نظیر یہ آیت ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا صَلَّيْتُمْ نَسُوا صَلَواتِهِمْ
 سکاری حتی تعلوا۔ تشریوں و حسب
 الاعداء یسیر حتی یقتلوا
 اسے ابان دعو انے کی حالت میں نماز سے قرب
 زحاف میں کہہ جاتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور نہ
 حاجت کی حالت میں مسجد کے قرب حاد حتی کہ نہ فرما
 کر اور الا یہ کہ تم نے مسجد میں صوف، رستہ اور کتب

مسلم: ۴۴

من آیت میں واحمیا ۴ لطف ولا تفرسوا اصلو ۴ پر سے اور اس سے پہلے بھی ۴ لا تفرسوا
 اصلو ۴ مقدار سے لیکن معلوف علیہ من السلوة کا معنی تحقیق مراد سے یعنی نماز اور یہ معلوف میں اصلو ۴
 معنی مجاز مراد سے یعنی مسجد و محل سلوة۔ اس طرح بیت وضو میں واضح ہے۔ جو مسکد میں مسکد کا معنی
 معنی مراد سے۔ اور واضح ہے۔ جب تک کہ جس مسح کا مجازی معنی مراد سے یعنی دھونا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب تک کہ اور جب تک کہ دو متواتر قرائتیں ہیں اور جس طرح قرآن مجید کی
 آیات میں ہم نماز میں نہیں سے اسی طرح قرآن مجید کی قرات میں بھی ماہم قارئین نہیں سے۔ اور جب تک کہ معنی
 ہے پیروں کا دھونا اور جب تک کہ معنی سے پیروں پر مسح کرنا اسی لیے جب تک کہ قرات میں حال
 پر محمولات جب وضو کرنے والے نے نماز سے نہ پست مول اور اور جب تک کہ قرات میں حال پر محمول

ہے جب اس نے مونہ سے پینے شروع ہوں، یعنی جب مونہ سے پینے ہوں تو پیروں پر سج کر اور سجدے نہ پینے ہوں تو پیروں کو دھو کر اس طرح ان دونوں قرأتوں میں کوئی تفریق نہیں رہے گا۔

علمائے شیعہ کی پیشین کردہ روایات کے جوابات | اس کے جواب میں علامہ نووی لکھتے ہیں،

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صحیح بن یوسف پر اس سے روایا کہ اس نے آیت و تہن سے پیروں کے دھونے پر استدلال کیا تھا جبکہ اس آیت میں جس کی قرأت بھی ہے، ان کے نزدیک پیروں کے دھونے پر صحیح استدلال یہوں آیت ہے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے لہذا حدیث انس پر پیروں کے دھونے میں حجاج کے موافق میں اور اس آیت سے پیروں کے دھونے پر استدلال میں اس کے مخالف ہیں اور اس کی بنا پر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پیروں کے دھونے کے سہلک پہ نہایت عادت ماری ہیں اور وہ خود بھی اپنے پیروں کو دھوتے تھے۔

علامہ شیعہ نے حدیث بن عباس کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ میں دو چیزوں کو دھونے اور دو چیزوں پر سج کر اسے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ حدیث ابن عباس سے صحیح ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ درحقیقہ روایت یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے پیروں کو دھونے پر حجاج بن عباس رضی اللہ عنہما خود سب سے پہلے شروع کیا اور دھونے کی عادت روایت کہنے سے اس سے اس کے خلاف روایات ان سے ماری ہیں اور صحیح نہیں ہیں۔

اور حضرت رافعہ کی روایت میں جو یہ ہے کہ اس نے سج کر کے اس کے اوپر چھوئے سب سے پہلے مونہ سے پینے ہوں۔ درحقیقت اس سے جو یہ ہے کہ اس نے سج کر کے اس کے اوپر چھوئے سب سے پہلے مونہ سے پینے ہوں۔ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس سے برعکس روایت صحیح روایت ہے کہ نبی سے کہ حضرت انس نے وضو کرتے ہوئے تعین میں پیروں کو دھو کر دیا۔

امام بخاری روایت کہنے میں

پیروں کے دھونے کے ثبوت میں احادیث و روایات کا بیان

حضرت ابو عبد اللہ شریف بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے روکے ہوئے تھے، چہرہ نے ہم کو پایا، اٹھ کر ہم سے مل کر خوش ہو کر دیا، ہم اس وقت وضو کر رہے تھے، دراصل پیروں پر سج کر رہے تھے تب

عن خبیر اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال تخلف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنانی سعراً فادرك وحدثنا المعمر فوجدنا متوضاً ونمسح علی رجلنا ماری باعلی صوتہ وبل للاعقاب من الماء مرونین او تلخاً ۱۲

۱۲۔ علامہ بیہقی بن شرف نووی متوفی ۶۷۰ھ، المجموع شرح المہذب ج ۱ ص ۲۲، مطبوعہ دار علمک بیروت
۱۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۸۵ھ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال: «اتوضأ العبد المسلم والمؤمن فغسل وجهه ورجل
 من وجهه کل خطیئة نظر الیہا بعینه مع الماء او مع غیر
 فطر الماء فاذا غسل یدیه خرج من یدیه کل خطیئة
 کان یطشہا یدیه مع الماء ومع خرقة الماء فاذا
 غسل رجليه خرجت کل خطیئة مشیتہا رجلاه مع
 الماء او مع خرقة الماء حتی یتخیر نقیبا من
 الذنوب یسلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلم
 وضو کرنا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے چہرے کے
 ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے دیکھا ہو
 اور جب وہ بائیں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس
 کے ہاتھوں سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف
 اس نے اپنے ہاتھ سے پکڑا ہو اور جب وہ اپنے پیروں کو دھوتا
 ہے تو پانی کے ساتھ اس کا ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس
 میں وہ اپنے پیروں سے چلا تھا حتیٰ کہ وہ گناہوں کے
 پاک صاف ہو کر رہتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ابراہیم قال سالت الاسود کان عمر
 یغسل قدمیه قال نعم کان یغسلہا غسلا رتہ

ابراہیم کہتے ہیں میں نے اسود سے سوال کیا:
 کیا حضرت عمرؓ ہر دو دھوتے تھے؟ انھوں نے
 کہا ہاں! وہ پیروں کو دھوتے تھے۔
 پھر فرمایا: ہاں کرتے ہی کہ حضرت عمرؓ اس کتاب
 نے ایک شخص کو بھی اس نے سب پیروں سے
 ظاہری حقہ کو دھویا اور باطنی حقہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت
 عمرؓ سے زیادہ تم سے ان پیروں کو گناہ سب سے کم
 سمجھو۔

عن ابن غریبہ ان عمر بن الخطاب مری
 رجلا غسل ظاہر قدمیه وتروک باطنہما فقال
 لو ترکتهما للذمار یسلہ

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ
 کو ٹخنوں سمیت دھوتے تھے۔
 برخیزا، میں نے کہا: کیا دیکھا حضرت عمرؓ نے
 وضو کیا اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور باطن
 میں

عن الحارث عن صلی غسل القدمین الی
 الکعبین رتہ
 عن ابی حنیفہ قال رايت علیا یوضا فغسل
 قدمیه الی الکعبین وفتال اس دلت ان اس یکرہ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۲۰۰۵ھ

۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ متوفی ۲۴۵ھ، مصنف ج ۲ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۲۰۰۹ھ

۳۔ المصنف ج ۱ ص ۲۹

۴۔ المصنف ج ۱ ص ۳۱

جب کہ تیمم میں پیروں کو ترک کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ وضو میں پیروں کا حکم صحیح کرنا ہے۔
اس دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ قسداً ان مجید میں مذکور ہے نہ کسی حدیث میں۔ یہ محض ان کی فہم و فہم ہے۔
اللہ تعالیٰ نے وضو میں جن اعضاء کو دھونے کا حکم دیا ہے اور وہ چہرہ، ہاتھ اور پیروں تو ان کو دھویا
جائے گا اور جس عضو پر مسح کا حکم دیا ہے وہ سر سے تالوں پر مسح کیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ نے تیمم کے لیے
قیاس کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ احادیث میں صریح حکم ہے کہ چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا جائے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس اور قاعدہ شکل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ تیمم میں طرح وضو کی فرع ہے کسی
طرح عمل کی فرع ہے اور جب تیمم میں چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا جائے اور قاعدہ بدن کو ترک کرنا ہے
تو چاہیے کہ غسل میں بدن چہرے اور ہاتھوں کو دھو دیا جائے اور باقی بدن پر مسح کر لیا جائے اور جب کہ ہاتھ و
غسل میں ایسا نہیں کیا جاتا تو معلوم ہوا کہ بدن دھو اور قیاس ناسخ ہے۔

بَابُ وَجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعَةِ
اَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ

۸۸۴۔ وَحَدَّثَنَا ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ
الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ اَعْيُنَ قَالَ مَقْعِدُ سَلَمَةَ
ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ حَاوِي قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ
الْحَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِمَوْصِلٍ فَتَوَضَّعَ
عَلَى قَدَمِهِ فَأَنصَرَّ اَبْيَئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْجِعْ يَا حَسَنُ وَصَلِّ لَكَ فَهَاجَةً ثُمَّ صَلَّى

وضو اور تیمم میں اعضاء طہارت کے کسی جز کی طہارت کے ترک موجب ہے کا حکم

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں جن اعضاء کو دھونا لازم ہے، ان میں سے اگر وضو ہی کسی جگہ بھی
رہ گئی تو وہ وضو صحیح ہے۔ اگر اس پر سب کا اتفاق ہے، اور اگر تیمم میں وضو ہی کا حکم رہ گیا تو اس میں اختلاف ہے
ہماری اور حمید کا مذہب یہ ہے کہ یہ تیمم بھی وضو کی طرح صحیح نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ سے اسی مسئلہ میں تین روایات
ہیں: (۱) اگر نصف سے کم وضو پر تیمم نہیں ہوا تو جائز ہے۔ (۲) اگر ایک درم سے کم مقدار پر تیمم نہیں ہوا تو جائز
ہے۔ (۳) اگر چوتھا یا اس سے کم وضو کو ترک کر دیا تو جائز ہے۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اگر کسی شخص نے مستند سے نادانیت کی بناء پر طہارت کی جگہ طہارت نہیں
کی تو اس کی طہارت صحیح ہوگی، اور یہ کہ جس مسئلہ کا حکم نہ ہو اس کو مستند سے مستند کی تعلیم دینی جائے۔
اس کی ایک علامت ہے کہ حدیث سے یہ مسئلہ مال بھی کیا ہے کہ وضو میں پیروں کو دھونا نہ واجب ہے۔
اور نسخ کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ جس شخص کا وضو میں ایک ناخن کے برابر خشک رہ گیا تھا اس کو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بارہ وضو کرنے کا حکم دیا۔

باب ۹۱ خُورِجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

أَبُو أَنَسٍ وَوَحَّدَنَا أَبُو نَصَاهِيرٍ وَالْقَطُّ لَقَالَ
أَنَا عَبْدُ اللَّهِ نُسُ وَهَبٍ عَنْ مَالِكٍ بْنِ نَسٍ عَنْ
سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ يَسْرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ هُرَيْثٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ
الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خُورِجٍ مِنْ وَجْهِهِ كُلِّ
خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا يَغْتَبِ بِمَاءِ الْمَاءِ أَوْ مَاءِ الْخُورِ
قَطْرًا مَاءً فَإِذَا عَسَلَ يَدَيْهِ خُورِجٍ مِنْ يَدَيْهِ
كُلِّ خَطِيئَةٍ كَانَتْ بَطْنَتِهَا يَدَا أَوْ مَاءِ الْمَاءِ أَوْ مَاءِ
الْخُورِ قَطْرًا مَاءً فَإِذَا عَسَلَ رِجْلَيْهِ خُورِجَتْ
كُلِّ خَطِيئَةٍ قَسَمَتْهَا رِجْلَا أَوْ مَاءِ الْمَاءِ أَوْ مَاءِ
الْخُورِ قَطْرًا مَاءً حَتَّى يَخْرُجَ لِقِيًّا مِنَ الدُّكُوبِ.

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي

الْقَيْسِ قَالَ سَأَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ لَنْ عَشْمَانَ بْنَ
حَكِيمٍ قَالَ يَا مُحَمَّدُ بْنُ تَمَكِّدٍ عَنْ عَشْمَانَ
عَنْ عَشْمَانَ بْنِ عَقَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَخَسَنَ
لَوْ صُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَا عَنْ جَسَدِهِ حَتَّى
تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ حَذَرٍ.

علامہ نووی کہتے ہیں۔

وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کا جھڑنا!

حضرت ابو سریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کسی کوئی وضو کرتے تو جس وقت چہرہ دھوئے اسے
تو جیسے چہرہ سے پانی گرتا ہے یا ہاتھ کا کسی
تڑا گرتا ہے اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس
نے اپنی آنکھوں سے کیے تھے اور جب وہ ہاتھ دھو
سے تو جیسے ہاتھوں سے لگ کر پانی کے قطرے
گرتے ہیں اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے
ہاتھوں سے کیے تھے اور جب وہ اپنے پیروں کو دھو
سے تو جیسے اس کے پیروں سے پانی گرتا ہے
اس کے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے اپنے
پیروں سے کیے تھے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے
پاک ہو جاتا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص
نے مکمل طور پر ہجرت کی اس کے تمام گناہوں کو
ماحول کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔

اس حدیث میں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ مراد نہیں ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں یہ تنبیہ
ہے کہ جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ترک نہیں کرے، ان گناہوں سے گناہ جھڑ جانے سے مراد بہت کم گناہ
ہیں جو کہ وہ گناہ جس سے ان کا دم سے نکلنا یا جھڑنا مستحکم ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے

۱۔ علامہ ابن کثیر بن عثمان نورانی ص ۶۷۶ ج ۲ مترجم سنن ابی داؤد ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

قَدْ طَلَعَهُ عَلَى الْخَوَاصِّ أَلَّا يَلْبَسَ دُونَ رَجَالٍ عَنْ
خَوْضِيٍّ كَمَا يَدَّادُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ أَنَّهُ قَالَ
أَلَّا هَلْكَ قِيَمَالُ رِثْمُهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَهُ قَوْلَهُ
سُحُفًا سُهُفًا.

میں سے عرض کرتے تھے کہ قرآن کے حیر سے اور ساتھ پاؤں
آئینہ و نمونے سفید اور چمکدار ہوں گے اور میں ان کے
استقبال کے لیے پہلے سے عرض پر موجود رہتا
اور بٹور! بعض لوگ میرے عرض سے اس طرح دور
ہوں گے جس طرح بھوکا ہوا اونٹ دور کر دیا جاتا ہے۔
انہیں آواز دوں گا "اوھر آؤ" پھر کہا جائے گا "اٹھو
نہ آپ کے وصال کے بعد پناہ دین بدل یہ تھا پھر میں
کہوں گا "دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ"

۴۹۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
الْعَرِيزِيَّ يَخْبُرُ بَدْرًا وَرَدِيَّ ح وَحَدَّثَنَا كَبِيْرٌ سَمِعْتُ
بْنِ مُوسَى لَا يُصَدِّقُ قَالَ لَا مَعْرُوفَ مَا قَالَهُ
جَمِيعًا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَرَبَةَ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحَرَ بِرَوْقٍ لَمْ يَقْرَأْ فَقَالَ شَدَّ رَوْقِي كَذًا قَوْمُ
مُرْهَيْنٍ وَرَأَى أَنَّ شَاءَ اللَّهُ يَكْفُرُ لِحَقِّهِمْ يَجْعَلُ
هَوَاجِثَ سَمِيعِينَ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ زَيْنٍ حَدِيثٌ مَرْسُومٌ
طَلَبُ أَدْنَى رَجَالٍ عَنْ خَوْضِيٍّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبہستان میں تشریف لے
گئے اور فرمایا اے مونہہ اسلام لیکم ہر بھی ان شاذ متنبہا
ساتھ لائق ہونے والے ہیں۔ ماقی حدیث حسب سابق
ہے۔

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي مَالٍ رَضِيَ عَنْ أَبِي
حَامِرٍ قَالَ كُنْتُ حَدَّثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّعُ
لِلصَّلَاةِ فَكَانَ يَمْدُ يَدَهُ حَتَّى يَبْلُغَ رِجْلَهُ فَقُلْتُ
تَذِيَابَ هَرَيْرَةَ مَا هَذَا سَوَاطِلُ وَفَقْتُ لَكَ بِرُؤُوسِ
تُكْرَهُمْ نَوَعِلْمُتْ تَكْرَهُهُمْ مَا تَوَضَّعْتُ هَذَا
أَوْضَعُ سَمِعْتُ حَبِيبِي صَدَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَابْنُ دَسْلَمٍ
يَقُولُ تَبْلُغُ الْجِلْدِيَّةُ مِنَ الْمَوْءُودِ حَيْثُ يَبْسُ
الْوُضُوءُ

ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور وہ نماز پڑھتے
کے بہ وضو کر رہے تھے۔ وہ پناہ دے دھونے کے
بے بڑھاتے یہاں تک کہ انہوں کو قبول تک وضو ہوتا
ہوئے کہہ سکتے ہوں یہ آپ کس طرت ہو کر رہے
ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے محمدی کے
بیچے! مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں کھڑے ہو تو میں اس قسم
کا وضو نہ کرتا میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے آپ نے فرمایا مومن کے اعضا میں وہاں تک
زیور پہنایا جائے گا جہاں تک اس کے وضو کا پانی
پہنچے گا۔

یہ میرے صحابہ میں، پھر مجھے ایک فرشتہ عرب دیکھا
آپ نہیں جانتے کہ غروب آفتاب کے بعد دین میاں کی
باقی رکائی تھیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض مقام مدین
میں ہے کہ مقام الیثرب کے فاصلہ سے زیادہ
میں ہے اور اس وقت کہ قسم میں کے قصبہ قدس میں میری
حالت سے میں اپنے حوض سے دوسرے لوگوں کو
میں طرح دیکھوں گا جس طرح کوئی شخص پرانے اوتار
کو اپنے حوض سے دیکھ کر تلک، صحابہ کرام نے
میں کیا یا رسول اللہ آپ تم کہ بیان میں گئے آپ نے
فرمایا تم میں سے جس پر صوبہ دیکھے تو بتا دے کہ
اور ہر ایک نے اپنا حوض بتا دیا اور ہر ایک نے
اور یہ علامت تھیں کہ وہ کسی نے نہیں ہرگز۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے مدینہ و سلم قبرستان نشہ میں گئے وہ
فرمایا السلام علیکم اے مومنو ہم بھی اللہ اللہ ہمارے
انا آئے ہمارے میں یہی عمر بخش ہے کہ ہم اپنی
اور جن بھائیوں کو دیکھیں، یہی کلام میں یہ بھائیوں کو
کیا ہم آپ کے اسی، حالت میں ہیں، آپ نے فرمایا
تم میں سے صحابہ، جو اور ہمارے دینی ابھی تو لوگ
میں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے، صحابہ کو امت پر چھا
یا رسول اللہ آپ یہ امت سے ان لوگوں کو کہیں چھین
لیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے آپ نے فرمایا
یہ بتلاؤ کہ کس شخص کے ایسے گھوڑے جو سفید جہت
اور سفید ناگوں واسے پہنچا لیں، میں نے سیدہ
گھوڑوں میں مل باغیں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو ان میں
سے شناخت نہیں کرے گا صحابہ نے عرض کیا کہ یہ
نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہی امت پر چھین

۴۹۱۔ وَحَدَّثَنَا حُكَّانُ بْنُ أَبِي سَلِيبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ مُسَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ طَرِيقٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُرَيْشٍ
عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَوْضِي لَا فَمٍّ مِنْ يَدِي مِنْ سَدَبٍ
وَلَنْ يَدْخُلَ نَفْسِي بِبَيْتِي لَا دُودَ عَمِي بِرَحَالٍ كَمْ
يَدْخُلُ دُودُ الْجَلِّ بِبَيْتِي بِغَرِيبَةٍ عَنْ حَوْصِهِ وَانْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَغْيِرُ فَمَّتْ قَالَ لَمْ تَرِدُونِ عَنِّي
غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ تَبَرُّؤِ صُورٍ يَتَرْتِزُ رَحْبَ
غَيْرِ كَفٍّ

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَزِيدَ وَهَرِيرَةُ بْنُ
يُؤُسَ وَهَرِيرَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُرَيْشٍ
عَنْ مَتَّى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَسْرٍ
عَنْ أَخِي أَبِي لَهْلَه عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
الْمَغِيرَةَ فَقَالَ اسْتَلْزِمُوا عِيَّتَكُمْ ذَلِكُمْ تَسْمُو
قَوْمِيْلًا وَأَنَّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَكُونُ أَحْقُو
وَيَذُوتُ أَنَّ فَذَرَأَتِ رَسُولَ اللَّهِ قُلُوبًا وَاسْمًا
إِنْخُو لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكُمْ اسْتَلْزِمُوا صُورَ
إِنْخُو لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكُمْ اسْتَلْزِمُوا صُورَ
تَغْيِرُ فَمَّتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكُمْ اسْتَلْزِمُوا صُورَ
الْمَغِيرَةَ فَقَالَ لَمْ تَرِدُونِ عَنِّي بِغَرِيبَةٍ عَنْ حَوْصِهِ وَانْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَغْيِرُ فَمَّتْ قَالَ لَمْ تَرِدُونِ عَنِّي
غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ تَبَرُّؤِ صُورٍ يَتَرْتِزُ رَحْبَ
غَيْرِ كَفٍّ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ
'قَبِي' يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُغْتَابَتَيْنِ مِنَ الْغُرِّ الْوُضُوءِ
فَمَنْ سَطَعَ مِنْكُمَا أَنْ يُصْبِحَ غُرًّا فَهُوَ

۸۹۹ - حَدَّثَنَا سُورِيدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُثَرَ
جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْأَعْمَرِيِّ قَالَ بَلَغَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ مَا
مَرَّ بِهِ عَنْ ابْنِ مَالٍ لَا شَيْءَ سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى حَوْضِي بَعْدَ مِنْ يَكُنْ مِنْ
عَذَابٍ تَهُوَ شَرِّهَا ضَرْبُ لِقَائِهِ وَاحِدٍ مِنْ
الْعَسَلِ يَالْكَبِيرِ وَرَأَيْتُهُ كَمَا مِنْ حَذْوِ النُّجُومِ
وَرَأَيْتُ كَمَا لَمْ يَكُنْ كَمَا يُصْبِحُ الْوُضُوءُ بِلَى
الْثَّابِتِ مِنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعْرِفُكَ
يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِتْرًا لَيْسَ بِرَاحٍ وَفِي
الْأُمَمِ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُغْتَابَتَيْنِ مِنَ الْغُرِّ
الْوُضُوءِ

۸۹۰ - وَحَدَّثَنَا سُورِيدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُثَرَ
جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْأَعْمَرِيِّ قَالَ بَلَغَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ مَا
مَرَّ بِهِ عَنْ ابْنِ مَالٍ لَا شَيْءَ سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى حَوْضِي بَعْدَ مِنْ يَكُنْ مِنْ
عَذَابٍ تَهُوَ شَرِّهَا ضَرْبُ لِقَائِهِ وَاحِدٍ مِنْ
الْعَسَلِ يَالْكَبِيرِ وَرَأَيْتُهُ كَمَا مِنْ حَذْوِ النُّجُومِ
وَرَأَيْتُ كَمَا لَمْ يَكُنْ كَمَا يُصْبِحُ الْوُضُوءُ بِلَى
الْثَّابِتِ مِنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعْرِفُكَ
يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِتْرًا لَيْسَ بِرَاحٍ وَفِي
الْأُمَمِ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُغْتَابَتَيْنِ مِنَ الْغُرِّ
الْوُضُوءِ

نے فرمایا ہے قیامت کے دن میری مسابقت میں دو
پلوں آئیں جو ایک دوسرے سے شبہ اور جھگڑا
ہو جائے گی۔ ان میں سے جو شخص اس سفید پلوں
کو زیادہ کرے گا، اس کو زیادہ مبارک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوضِ مقام
دن سے دن کے برابر ایک ایک کے فاصلہ سے زیادہ
ہے اور اس کا پانی برکت سے زیادہ سفید شہد سے
دو درجہ سے زیادہ شیریں ہے اور اس سے نہ برتنوں کی تہیز
نہ سناٹوں سے زیادہ سے اور یہ دوسرے لوگوں کو
اس دن سے اس طرح کے لوگوں کا جیسے کوئی شخص اپنے
حوض سے پرانے اور ٹوٹے ہوئے سے بھی پرانے
دیں کیا یا نہوں نہ کیا اب میں اس میں نہ ہوں
فرمایا میں نے میں ایک اس کو مسرت روز میں
میں نہیں ملے تم جس وقت حوض پر میرے پاس آؤ گے
تو تمہارا چہرہ اور ہاتھ پیر اور نگوں وجہ سے سفید اور
چمکدار ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوضِ مقام
دن سے دن کے برابر ایک ایک کے فاصلہ سے زیادہ
ہے اور اس کا پانی برکت سے زیادہ سفید شہد سے
دو درجہ سے زیادہ شیریں ہے اور اس سے نہ برتنوں کی تہیز
نہ سناٹوں سے زیادہ سے اور یہ دوسرے لوگوں کو
اس دن سے اس طرح کے لوگوں کا جیسے کوئی شخص اپنے
حوض سے پرانے اور ٹوٹے ہوئے سے بھی پرانے
دیں کیا یا نہوں نہ کیا اب میں اس میں نہ ہوں
فرمایا میں نے میں ایک اس کو مسرت روز میں
میں نہیں ملے تم جس وقت حوض پر میرے پاس آؤ گے
تو تمہارا چہرہ اور ہاتھ پیر اور نگوں وجہ سے سفید اور
چمکدار ہوں گے۔

کرتے تھے اور کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جہاں تک وزن کا وزن ہو
بہنچتا ہے وہاں تک وزن کا وزن ہو، چنانچہ قاضی میاں رام لکھنوی نے ہمارے لوگوں کا اس کے خلاف پر جاننا سبب درجہ وضو
کی حدود سے تجاوز ہو گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے وضو میں زیادتیاں کی اس نے تقدس و تعظیم
کیا دوسرے علماء نے حضرت ابو ہریرہ کے بیان میں اس کو مذہب بنایا، حضرت ابو ہریرہ کا یہ نقل ان کی نظردیت سے
نقل ہے اس نقل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا، بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے مستحب کی
ہے: **انما بغیر المحجلوت** "تم سفیدہ و در سفیدہ ہاتھ پیرواتے ہو۔"

فقہ مالکیہ نے کہا ہے کہ انہوں نے درود مقدس سے ناگد و حونا مستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے کہ چونکہ یہ
دین میں لکھا ہے، مستحب یہ ہے کہ انسان دُر و رُسُو سے اور وضو کی تجدید کرے۔ وہی کا نام ان رتہ الطرۃ
مستحبی کو لیا کرتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک اہل لہذا فرقہ کے دوسریں ایک مقررہ حد سے زیادہ
دھونا یا ان کے نزدیک مکروہ ہے دوسرا وہ لکھتا ہے یہ ان کے نزدیک مطلوب ہے۔

غرض اور تحصیل کے طرواں میں اتنا رخصت کا نظریہ | اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں غرہ اور
تجہیں کی زیادتی کے لیے وضو کو صحیح سے نہ ملے گا۔

علامہ ابن بطلال اور علامہ قاضی عیسیٰ کے وہاں سے یہ ہے کہ حدیث سے غلبہ ایک وضو کرنے کی وجہ
سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے، اور اس نظر پر یہ کہ ان کے سوا لغت نہیں کی، اور امام ابن شیبہ
نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گریوں میں غلبہ ایک وضو کرتے تھے۔
گر یہ اعتراض کیا جائے کہ علامہ ابن بطلال اور ان کے موافقین سے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔
میں زعمی ہذا "و یستحب" سے۔

ظاہر۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہاں سے کہ انہوں نے حدیث میں یہ کہہ دیا، باقی مالکی مراد ہے نہ اس نے
تین دفعہ سے زیادہ دھویا یا کہ دھویا یعنی یہ بھی کہ نہیں دفعہ دھونا ظاہر ہے کہ یہ کالی نہیں پائین دفعہ سے کہ دھوئے
کہ واجب بھی، اسی طرح علامہ ابن بطلال کہ یہ نا قابل عمل ہے کہ غرہ اور تحصیل کے طور سے اس کا دوام ہر دو سے
کیونکہ طول کا معنی دوام کرنا بدستہ باطل و فاسد ہے۔

علامہ شامی مٹھی لکھتے ہیں:
صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں غرہ اور تحصیل میں طول کو طلب کرنے کا بیان ہے، اور البخاری میں مذکور ہے کہ

- ۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد البخاری ترمذی ۲۵۶ھ، الکاتب: حکیم قاسم بن علی ۸۶۰ھ، مطبوعہ: کتاب العربیہ بیروت
- ۲۔ ڈاکٹر درمبہ، حیل، شفق لاسلامیہ، ۲۵۴ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ
- ۳۔ علامہ ابن عبد بن محمود بن احمد عینی مزیلی ۸۵۵ھ، محدث: ترمذی ج ۲، ۲۵۰ھ، ۸۵۰ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت ۱۴۰۸ھ

غزوہ کربلا کرنا مقررہ حد سے زیادہ دھو نہ سے حاصل ہو گا اور علیہ میں مذکور سبے نجس اعضاء اور چیزوں میں ہوتی سے اور ہمارے فقہاء نے اس کی کثرت مقرر نہیں کی۔ ۱۔

حوض سے دُور کیے جانے والوں کی قیامین میں مختلف اقوال | اس حدیث میں ہے: فرشتے کہیں گے کہا آپ نہیں جانتے ہیں انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے: اور ایک روایت میں ہے انھوں نے آپ کے بعد دین بدل دیا تھا پھر میں کہوں گا دُور موحاؤ، دُور ہو جاؤ۔

علامہ یحییٰ بن شہاب ثوری اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا مراد ہے؟ اس میں علامہ نے مختلف اقوال ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر نہانے والے منافق اور مرتد تھے اور یہ ممکن ہے کہ پہلے ان کا غزوہ اور تھجیل کے ساتھ حشر کیا گیا ہو اور چونکہ ان کے ہاتھوں اور پیروں پر مومنوں کی ملاقات تھیں اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صیحا بی الصیحا بی میرے صحابہ میرے صحابہ! تب آپ سے یہ کہا جائے گا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جس سے آپ نے (شفاعت کا) وعدہ کیا تھا ان لوگوں نے نبی کے بعد دین بدل دیا۔ یعنی انھوں نے جو سلام ظاہر کیا تھا اس پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔

۲۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مومن تھے پھر آپ کے بعد مرتد ہو گئے، اور چند کہ ان پر غزوہ اور تھجیل کی عداوت نہیں ہوگئی لیکن چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے زمانہ میں بچھڑاتے تھے اور ان کو مسلمان مہمنے تھے اس وجہ سے ان کو بدلیں گئے، تب آپ کو تباہ جانے کا کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو چکے ہیں۔

۳۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے تھے اور ان کا ترجمہ خاتمہ ہوا یا وہ اہل بدعات مراد ہیں جو اپنی بدعات کی وجہ سے اسلام سے خارج تھیں مگر اسے اس قول کی بنا پر قطعیت سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ حوض سے دُور کیے جانے والے جنھی تھے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ حوض سے دُور کیا جانا ان کے لیے سزا ہو، پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کو بغیر مذاب کے جنت میں داخل کر دے اس قول کے قائلین نے کہا: یہ کہ ان کے لیے غزوہ اور تھجیل کا مونا متعین نہیں ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حوض سے دُور کیا جانا ان کے لیے سزا ہو، پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کو بغیر مذاب کے جنت میں داخل کر دے، اس قول کے قائلین نے کہا ہے کہ ان کے لیے غزوہ اور تھجیل کا مونا متعین نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگ ہوں یا آپ کے بعد کے لوگ ہوں لیکن آپ نے ان کو عداوت سے پہچان لیا ہو۔ علامہ حافظ ابو عمر بن عبد البر نے کہا ہے کہ جن لوگوں

نے بھی دین میں کوئی بدعت نکالی ہے ان کو حوض سے دور کیا جائے گا جیسے خوارج، روافض اور باقی اصحاب
امراء ہیں، اسی طرح جو لوگ حد سے زیادہ غلہ کرتے ہیں حق کو چھپاتے ہیں اور امانیہ گناہ کبیرہ کرتے ہیں ایسے
تمام لوگ اس خطرہ میں ہیں کہ ان کو حوض سے دور کر دیا جائے گا۔

بعض مرتدین کو حوض پر اسیحابی کلمے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اعتراض کے جوہرات
بھن لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کا انکار کرتے ہیں وہ اس حدیث سے آپ کے علم کی نفی براستدلال
کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کریم کل ہوتا تو آپ حوض پر آنے والے ان مرتدین کو اسیحابی نہ فرماتے، اس کا جواب
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اسیحابی فرمانا عدم علم کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس نے تھا کہ پہلے ان کو یہ مہم جو
کہ ان کو پانی ملے گا اور پھر جب ان کو حوض سے دور کیا جائے گا اور ان کی امید ٹوٹے گی تو ان کو زیادہ عذاب ہوگا
دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسیحابی سے پہلے ہمزہ استفہام کا محذوف ہو یعنی کیا یہ میرے افعال
ہیں جن کے چہرے سیاہ، حال نا، سے بڑھتی ہیں، آنکھیں نیلی، جب سے تا سیریک درجہ بڑھتے ہوئے ہیں یہ میرے
اصحاب ہیں یا میرے اصحاب کے تو چہرے اور ہاتھ یہ سفید اور روشن ہیں، حال نا، سے ان کے وہ ہیں
مخفی ہیں اور ان کے چہرے کھلے ہوئے، دستاویز ہیں، ان مجید و احاء بت حجج میں مضمحل اور کاذبوں
کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں ان کے چہرے سفید ہوں گے اور احوال نا، سے وہیں ہاتھ میں ہوں گے اور کاذبوں
کے چہرے سیاہ اور احوال نا، سے ان کے ہاتھ میں ہوں گے، ان علامتوں سے میدان محشر میں موجود ہر
شخص کو علم ہوگا کہ کون کون سے درکاذبوں سے تو یہ نیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو
کہ کون آپ کا صحابی سے درکاذب نہیں ہے، علامہ زبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا میں اہل حق کے احوال
پیش کیے جاتے ہیں سو آپ کو علم تھا کہ کون ایمان پر قائم رہا اور کون مرتد ہو گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ
آپ تو دنیا میں مایہ قرار سب سے کمزیر تھے نہ ہی یہ ایسے دل آہیں گے سو آخرت کا علم تو درگاہ کی بات ہے
آپ نے دنیا میں ہی اپنے علم کی وسعت کا ثبوت فرمایا ہے۔

شیخ شبیر احمد عثمانی اس حدیث کا تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ ہم برائے اپنی سند میں سند حید کے ساتھ یہ روایت کیا ہے:

حیات حیدر لکھ و ماتی خیر لکھ تعدد	میری حیات بھی تھائے ہے خیر ہے دریری
عی اعدا لکھ فعا کان من حسن حمدت	وفات بھی تھائے ہے خیر ہے تھائے احوال کج پر
اللہ علیہ و ما کان من سبوح مستغفرت اللہ	پیش کیے جاتے ہیں سو چراچھے احوال مولیٰ ان پر
لکھ۔	اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں، اور جو برے احوال مولیٰ میں
	تھا ہے ہے ان پر اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو علم تھا کہ حوض پر آنے والے یہ لوگ مرتد تھے، اور صحیح مسلم کے اس باب کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ مرتد ہو چکے ہیں۔ اس تنازع کے چند تراعات ہیں:

۱۔ آپ پر امت کے اعمال جانا پیش کیے جاتے ہیں مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی امت نے اپنے محل کے باہر کے محل کے اہل میلین طریقہ سے یہ نہیں بتایا تھا کہ فلاں امتی کا یہ محل ہے، اس جواب کو علامہ ابی ماسی نے ذکر کیا ہے، یہ جواب بہت بعید سے کیونکہ امام بن المبارک نے سید بن مسیب سے یہ روایت کیا ہے کہ ہر روز صبح اور شام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی امت کے عمان پیش کیے جاتے تھے، اور آپ اپنے امتیوں کو ان منہ نبویں وریں ٹال رہے جھانستے ہیں۔

[illegible]

ما کاب للنہی والذین آمنوا ان يستغفروا لذات
 وکالہ دی قری میں بعد از تبیین بعد از
 صحابہ الاحم

۱۳۰۲

ما کاب للنہی والذین آمنوا ان يستغفروا لذات
 وکمالہ دی قری میں بعد از تبیین بعد از
 صحابہ الاحم

۱۳۰۲

شیخ عثمانی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے ساتھ ہونے کا علم نہیں ہوا اس لیے آپ نے میدانِ حشر میں ان کو نہیں پہچانا اور ان کو اپنا صحابی گمان فرمایا۔ ہمارے نزدیک شیخ عثمانی کا کلام صحیح نہیں ہے ورنہ اس لیے کہ حدیث میں جو بہت مجھ پر امت کے بڑے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جن پر میں استغفار کرتا ہوں، ان کا محمل یہ ہے کہ جو لائق استغفار ہوں ان پر استغفار کرتا ہوں، یعنی آپ پر امت کے تمام بڑے اعمال پیش کیے جاتے ہیں ان میں سے جو لائق استغفار ہوں ان پر آپ استغفار کرتے

۱۔ شیخ بشیر محمد خان متوفی ۶۹۱ھ فتح مظہر ج ۳ ص ۲۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کراچی

نے گئے اور فرمایا: السلام علیکم اسے مؤمنو! ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق رحمت سے ملے ہیں! اس حدیث میں قبرستان جلوسے، اہل قبور کی زیارت کرنے، ان کو سلام کرنے اور ان سے کلام کرنے کا ثبوت ہے، علامہ سیوطی نے شرح الصدور میں حضرت ابن عباس کی یہ روایت ذکر کی ہے، جو سلمان بھی اپنے اس سلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ لے

اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ موت کو یقینی امر ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا: ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق رحمت سے ملے ہیں، اس سوال کے حسب ذیل جوابات ہیں: ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شک کی وجہ سے ان شاء اللہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ کے ذکر سے تہک حاصل کرنے کے لیے ان شاء اللہ فرمایا۔

۲۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَقُولُ لشيءٍ اَنْ يَخْلُقَ فَمَا اِلَّا ر

يشاء الله

(کہفتہ ۲۳۰)

اور کسی کام کے متعلق آپ ہرگز ایوں نہ کہیں کہ میں کل یہ کام کرے والوں میں۔ مگر اس کے ساتھ ان شاء اللہ (کہیں)

لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے ان شاء اللہ فرمایا۔ ۳۔ علامہ ابو عمر نے کہا کہ جس کام کا ہونا واجب اور ضروری ہو اس میں بھی ان شاء اللہ کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَنْدَا خَلُوَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مَا سَاءَ لَكَ
ان شاء اللہ تم مسجد حرام میں ضرور بہ ضرر و داخل ہو گے۔

(العنقرۃ ۳۶۰)

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تعلیم اور تادیب کے لیے ان شاء اللہ فرمایا۔

۵۔ جو حسن کلام کا دعویٰ ہو وہ مستقبل میں ہونے والے کام کے متعلق مادۃ ان شاء اللہ کہتا ہے۔

بعد میں آنے والے امتیہوں کو حوالہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی تحقیق | اسی حدیث میں ہے: اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں۔

علامہ نووی کہتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کی تنہا کرنا جائز ہے خصوصاً خیر کے لیے اور فضلاء سے ملاقات کے لیے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو موت کی تنہا کرنے سے منع کیا ہے اس کا محمل یہ ہے کہ دنیاوی مصائب اور مشکلات سے گھبرا کر موت کی تباہی نہ کرے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو دنیا کی زندگی میں دیکھنے کی تمنا کی ہو۔ ۱۷
شیخ عثمانی لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ آپ نے بد میں آنے والے مسلمانوں کو دیکھنے کی تمنا کیسے کی؟ وہاں
حالیہ آپ حیات تھے اور ان لوگوں کا وجود صرف علم الہی میں تھا خاصہ میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا اور مدد دوم دکھائی
نہیں دیتا، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ دیکھنے سے مراد علم ہے اور مدد دوم چیز کا علم ہو سکتا ہے۔ دوسرا جواب
یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ ان کی مثال دکھائی دے جیسے جس طرح دیوار کے عرق میں آپ کو جنت کی مثال دکھا
دی گئی تھی، اور آپ کی کرامت کی وجہ سے آپ کو روئے زمین کے تمام مشاہیر اور منار و دھواں دیکھ دیے گئے ہیں
اور بعض عارفین نے یہ کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے مستفاد ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ
کے علم میں ماضی، حال اور مستقبل کا اختلاف نہیں ہوتا، اور جو چیزیں اپنے اپنے زمانہ میں واقع ہوتی ہیں،
اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو بہ یک وقت دیکھتا ہے اسی طرح حالت تکلیف میں انبیاء علیہم السلام کا علم ہوتا ہے
کیونکہ وہ بشری کدورتوں سے مبرا ہو کر پیدا ہوئے تو وہ عام موجودات کے لیے آئینہ بن گئے، ان کے دل میں
تمام حقائق اور دقائق منکشف ہوتے ہیں، یقیناً یہ کیفیت اس خاص وقت میں موت سے جب ان کے قلب پر
اللہ تعالیٰ کے علم کی تکلیف موت سے اس وقت وہ چیز کو دیکھ سیتے ہیں خود وہ کسی زمانہ میں ہو، اور بعد میں پھر موتی
عام حالت کی طرف لوٹ آتے ہیں اور جب کہ تکلیف اور کشف کی یہ کیفیت دائمی نہیں ہوتی، اس لیے آپ نے یہ تمنا کی کہ
آپ کو آپ کے وہ امتی دیکھ دیے جائیں جو بد میں آنے والے ہیں اور آپ میں ان میں ان کو دیکھ لیں۔ ۱۸

حدیث نمبر ۲۹۲ میں ہے: صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے دینی بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:
بلکہ تم میرے صحابہ ہو اور ہمارے (دینی) بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔
علامہ نووی لکھتے ہیں:

علامہ باجی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا بلکہ میرے صحابی ہو، اس قول سے
ان کے (دینی) بھائی ہونے کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ائمہ فضیلت کو ذکر فرمایا اور وہ
صحابیت سے، لہذا صحابہ (دینی) بھائی بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں اور بعد میں آنے والے صرف دینی بھائی ہیں
صحابی نہیں ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: **اَلسَّامِعُونَ صَوْتِ الْخَلْقِ** "اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے
اپس میں بھائی ہیں" ۱۹

میرے استاد محترم حضرت علامہ علی محمد صاحب ندوی مدظلہ نے فرمایا اس حدیث سے یہ قاعدہ
مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی معزز اور صاحب فضیلت شخص کا ذکر کیا جائے تو اس کا ذکر عام اوصاف کے ساتھ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، مفتح مسلم ج ۱ ص ۱۲۷، مطبوعہ دار محمد صالح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح العلم ج ۱ ص ۲۷۵، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کراچی

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۷، مطبوعہ دار محمد صالح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اَسْتَوِيْطُ

رابطہ ہے (یعنی اپنے آپ کو عبادت کے لیے
پابند کر لیا)

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں رابطہ کے لفظ
کو دہرایا ہے۔

٢٩٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ
تَأَمَّنْ قَدْرَ مَا بَيَّتَ وَحَدَّثَكَ مُحَمَّدُ بْنُ لُثَمَّانٍ
قَالَ تَأَمَّنْ مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ تَأَمَّنْ شُعْبَةُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهِمْ أَزِيدُ شَاوِي وَنَبَسَ فِي حَدِيثِ
شُعْبَةَ وَكَرَّرَ الْبَاطِلُ وَفِي حَدِيثِ مَا بَيَّتَ لَكَ مَرْثِيَّةً
فَذَلِكُمْ مَرْثِيَّةٌ قَدْ لَكَ مَرْثِيَّةٌ .

علامہ کیسی بن مشرف نوری لکھتے ہیں:

وہ باط کا متنی ہے کہ کسی چیز کو کسی عقیدہ مجبور کرنا، لگوایا اس شخص نے اپنے نفس کو اس طاعت پر مجبور کر دیا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ فصل رباط سے جسے کہا نائیت اصل جہاد و جہاد النفس ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ رباط متیتر ہے یعنی یہ رباط کی اقسام سے ہے۔ ۴

مسواک کا بیان

بَابُ التَّسْوِیِّ

سنت جو ہر مٹی شدہ طعنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے مسلمانوں
پر دشوار معلوم نہ جوتا، اور کب رطایت میں رہے اگر
مجھے اپنی امت پر دشوار نہ جوتا تو میں ان کو ہر نماز
کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

٢٩٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُمَرُ بْنُ شَائِبَةَ
وَرُكْنَةُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا سَمِعْنَا سَمَةَ بْنَ بَرْزَنْجٍ
عَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَوَلَّوْا مَنْ كُنْتُمْ عَلَى لُحْمِهِ مُبِينٌ
وَفِي الْحَدِيثِ زُهَيْرٌ عَلَى أَمَّتِي لَا مَدَّ لَهُمْ بِمَيِّتٍ
يَعْنِي كُلَّ صَدُوقٍ

حضرت شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ نبی اللہ علیہا سے پوچھا کہ میں اللہ جلے اللہ علیہ وسلم حجر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کیا کام کر کے تھے، حضرت عائشہ نے فرمایا:

٧٥٨ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ
 زَيْدِ بْنِ يَسْرِ عَنْ يَسْرِ عَنْ أَنَسٍ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّكَ أَمْرٌ
 كَبِيرٌ فَاصْبِرْ

حضرت شریح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ

قَالَ نَا حَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُنَيَاتٍ عَنْ
الْبُقَعْدِ مِ بْنِ شَرِبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ
إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالتَّسْوِيطِ .

حدیث رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسواک
کیا کرتے تھے۔

۵۰۰ . حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْخَارِزِيُّ قَالَ
نَا حَمَّادُ بْنُ عَرِيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَرِيرٍ
الْمَعْرُوفُ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَفَرْتُ
التَّسْوِيطَ لِي عَلَى لِسَانِهِ .

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا
اور مسواک کی ایک طرف آپ کی زبان پر تھی۔

۵۰۱ . حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
هَشِيْمٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ يَشْرُؤُ فَدُ يَا سَيِّدِي .

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد پڑھنے کے لیے
اٹھتے تو منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کیا کرتے
تھے۔

۵۰۲ . حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرُ
عَنْ مَعْمُورٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ
وَأَبُو مُعْوِيَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ
يَقُولُ أَرَيْتَ هَذَا .

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو مسواک
کرتے تھے۔

۵۰۳ . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا أَنَّ عَمْرُوَ الرَّحْمَنِ قَالَ نَا سُنَيَاتٍ عَنْ مَعْمُورٍ
وَحُصَيْنِ بْنِ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا
قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ يَقُولُ يَا سَيِّدِي .

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو مسواک
کرتے تھے۔

۵۰۴ . حَدَّثَنَا عَبْدُ نُوَيْمٍ عَنْ حَبْدَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ
قَالَ نَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعْوِيَّةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ ایک رات کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سے رات کے اخیر حصہ میں آن کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم سٹھے، سورۃ آل عمران کی یہ آیت ان فی خلق
السموت والارض وختلاف طیلد و منہار سے فقہاء
مداب النار تک پڑھی، پھر رسول اللہ سے اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوئے پھر آپ نے مسواک کی اور دمنڈ کب
پھر آپ نے کھڑے ہو کر ناز پڑھی پھر آپ بیٹ
گئے، پھر کھڑے ہوئے اور سنان کی طرف دیکھا پھر
یہ آیت دوبارہ پڑھی، پھر مسواک کی اور دمنڈ کب اور پھر
کھڑے ہو کر ناز پڑھی۔

عَلَيْهِ وَالْآلِ وَسَلَّمَ قَاتَ لَيْلَةٍ قَقَامَ نَبِيٍّ اَسَدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَخِيَرِ لَيْلٍ لَمْ يَخُذْ
قَنَظَرَا فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ اُورِيَّةً مِنْ اِل
عَمْرَانِ اِنَّ فِي تَخْلُوقِ السَّمَوَاتِ وَالتَّارِثِ وَالتَّحْدِثِ
بِقَبْلِ وَالتَّهَارِ حَتَّى يَنْتَهَى عَذَابُ النَّارِ ثُمَّ
رَجَعَ اِلَى اَبْنَيْتٍ فَتَسَوَّاهُ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ
فَصَلَّى ثُمَّ اَضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَتَسَوَّاهُ
السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ اُورِيَّةً ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّاهُ
فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

علاء الدین بن شرف نوری شافعی کہتے ہیں:

مسواک کا لغوی اور شرعی معنی

اللہ لعنت نے کہا ہے کہ کڑی سے دھوؤں کے ساتھ کرنے کے فعل کو مسواک کہتے ہیں اور مسواک اس کڑی کڑی کے ہیں، اور علماء کے تصریح میں کڑی یا اس کی مثل کسی چیز سے دانت سات کرنے کو مسواک کہتے ہیں جس سے دانتوں کا میل یا بیلا ہٹ نازل ہو جائے۔

مسواک کے متعلق احکام شرعیہ

مسواک کرنا سنت ہے، اور کسی حال میں بھی واجب نہیں ہے ناز میں نہ
غیر ناز میں، اس پر علماء کا اجماع ہے، علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ داؤد
نظامی نے کہا ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے، لیکن اس کو نزل کرنے سے ناز باطل نہیں ہوتا، اور امام اسحاق
بن عمار سے منقول ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے اور اس کو ترک نہ کرنے سے ناز باطل نہیں ہوتا، ہمارے
فقہاء میں سے ابو حامد نے کہا ہے کہ داؤد نامی سے یہ نقل صحیح نہیں ہے، ورنہ یہ نقل صحیح ہوتا تو اس کی مخالفت
تہ اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور امام اسحاق سے جو وجہ کا قول نقل کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

مسواک کرنا تمام اوقات میں مستحب ہے، لیکن جب ذیل پہنچے اوقات میں مسواک کرنا زیادہ مستحب ہے:

- ۱۔ ناز پڑھنے کے وقت، خواہ پانی سے طہارت حاصل کی ہو یا تمیز سے، یہ نام شافعی کے نزدیک ہے۔
- ۲۔ وضو کرنے کے وقت۔
- ۳۔ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت۔
- ۴۔ نیند سے بیدار ہونے کے وقت۔

۵۔ جب منہ کی بو متغیر ہو، خواہ کسی نے پیسنے سے یا کسی بد بو دار چیز کے کھانے سے، زیادہ دیر خاموش
رہنے کے بعد سے، زیادہ باتیں کرنے کی وجہ سے۔

امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ روزہ دار کے لیے نزل کے بعد مسواک کرنا ضروری ہے تاکہ روزہ دار
کے منہ کی بو جو مستحب سے وہ نازل نہ ہو جائے۔ ہونے کے وقت کی کڑی سے مسواک کرنا مستحب ہے اور
مروہ چیز جس کے استعمال کرنے سے منہ ناساز ہو جائے اس سے منہ سات کرنا مستحب ہے خواہ نفل

پہلے جو کوئی بڑی برائی ہو یا ننگل سے صاف کرے۔ اسٹخن اور ٹوتھر جیسے بھی ناپید و غائب ہیں اور مستحب
یہ ہے کہ مسوڑھا کثرت سے مسواک کی جائے جو بہت کثرت ہو نہ بہت نرم اور مستحب یہ ہے کہ دانتوں میں
غرضاً مسواک کی جائے طویل مسواک نہ کی جائے تاکہ دانتوں پر لگے ہوئے گوشت سے خون نہ نکلے اور اگر
اس کے برخلاف طویل مسواک کی تو ہر چند کہ یہ مکر وہ ہے لیکن مسواک کے حکم پر عمل ہو جائے گا۔ نیز مستحب
یہ ہے کہ دانتوں کی اطراف اور ڈانٹوں پر مسواک کی جائے۔ درحقیقت کی چھت پر بھی مسواک کی جائے اور یہ
بھی مستحب ہے کہ پیسے دائیں جانب بھر بائیں جانب مسواک کی جائے اور یہ بھی مستحب ہے کہ بھرا کر
مسواک کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن اور رات مسواک کرنے پر دائمی عمل
کرتے تھے اور مسواک کے استحباب پر اجماع ہے۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ سے کہا مسواک کرنا دفتو کا جزو ہے اور
بہ کثرت احادیث میں اس پر دلالت ہے کہ مسواک کرنے پر بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل تھا اس سلسلہ میں
سب سے قوی درعجب سے صحیح حدیث یہ ہے کہ امام بخاری نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہ "حدثت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس
وقت اب میرے سینے سے ٹپک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عبد الرحمن کے پاس ایک تازہ مسواک تھی
جس کے ساتھ وہ دانت صاف کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ کو روک دیا کہ نہ دیکھو نہ
تھوہیں نہ لان سے مسواک لی اس کو کھانا۔ اس زمانہ کیا پھر وہ مسواک یہو ال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور
اپنے مسواک کی۔"

مسواک میں طہار کا اختلاف ہے بعض سے کہا مسواک کرنا رسول کی سنت ہے اور جنہوں نے کہا یہ نماز کی سنت
ہے اور بعض نے کہا یہ سنت ہیں۔ یعنی شہداء اسلام سے ہے۔ جی تو انبیاء و صحابہ سے اور امام احمد سے
منقول ہے۔ ہاں میں مذکور ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی ۱۱۰۰ م سالی کے تراجم باب ۱۱۰
ابن حزم نے کہا کہ یہ سنت ہے اور اگر نہ نماز کے لیے مسواک کرنا ممکن ہو تو بغیر اس کے اور جو کے دن مسواک کرنا
فرض لازم ہے۔ علامہ ابو حامد انصاری نے جو وہ مادہ قوی نے لفظ سے نقل کیا ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے اور
امام سخاوی کا قول ہے کہ اگر وہ مسواک کر نہ سکے تو نماز باطل ہو جائے۔ علامہ نووی نے کہا کہ امام سخاوی سے
نیل صحیح نہیں ہے۔

علامہ نزدیک مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک غرضاً کی جائے یعنی میں۔ کو رہے کہ
مسواک دانتوں اور زبان پر کی جائے۔ مسواک کرنے کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ جب دل مطمئن ہو جائے کہ نہ کہ بد
اور دانتوں کی پیلاہٹ دور ہو گئی ہے تو بس کرے۔ مسواک کر دینا اتنا ہے کہ مسواک کرے۔ سے وقت یمن ہا

لہ ولا اجز لمن لا حصیۃ لہ ۔

تباری : و اسطرح مسواک میں جن کو تم ایسے دانقوں پر پھیرتے ہو، منیر نیت کے کوئی عمل مستحب نہیں رہتا۔
و ثواب کی نیت کے جب کوئی حرم میں نیت

اہم پہنچنے سے، یہ حدیث کے متعلق سمجھا ہے کہ اس کی سند محفوظ ہے

عن سر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و منہ الا حصۃ تجری من سوادہ

ان تمام احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ غرض سے دانت صاف کرنا اسلام کا مطلب نہیں ہے بلکہ صرف
تہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مفہود ہے۔ اس کے سوا کسی اور سے دانت صاف کرنا نہیں ہے اور نہ ہی بیٹھ کر
سے دانت صاف کرنا ہے بلکہ جب بھی اس سے تہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل نہ کرنا ہے اللہ سے صحت
کا ثواب ملے گا۔

احکام شرعیہ کا ثبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی دین ہوئی تو
حدیث نمبر ۹۰۹ میں ہے۔ اگر تجھے اپنی صحت پر
دستار نہ ہوتا تو میں ان کو ہر بار کے وقت مسواک

کرنے کا حکم دیتا۔

ملازم نروای سمجھنے میں اس حدیث میں یہ دلیل سے کہ مستحب عام کا حکم نہیں دیا جاتا، نیز اس حدیث میں یہ دلیل
بھی ہے کہ جس چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم وارد نہ ہو، اس میں کسی سے تہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد کرنا حرام ہے
یہ کثر اصحاب رسول اور حضور فقہاء و مرہب سے روایتی صحیح ہے۔
اس حدیث کی فقہاء سے کسی سے تہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ہوتا تو وہ حدیث مستحب پر مسواک کو واجب کر دیتے
اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عقبارہ دے کہ آپ میں چیز کو واجب امت پر واجب کر دیں اور یہ چیز
سے چاہی امت کو روک دیں، احکام تہ صلیہ آپ کی طرف متغیر نہیں ہو سکتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق سے
اللہ تعالیٰ بالذات شائع سے واجب، بین ثابت ہیں۔

کتاب الطہارۃ سے ہے کہ اس باب نمبر ۱۰۱ پر ذکر ہے کہ یہ
میں کئی اور میں نے حدیث عاجز وہ محمد حبیب اور کاتھولک علی حدیث اسلام
بڑی و رڈل بائبر پری سے سلفاء دیا۔ میں آپس میں ۹۹۳ء ۱۰۰۰ء
پر برطانیہ گیا اور ۱۰۰۲ ستمبر ۱۰۰۲ء سر پاکستان دیا۔

۱۔ امام ابو بکر بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۰ھ سن ۱۰۵۱ء مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۲۔ سنن کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۱

۳۔ علامہ بیہقی بن سید نوری متوفی ۶۷۰ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۷۸ مطبوعہ دار الفکر کراچی ۲۰۰۵ھ

بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ

بعض سنتوں کا بیان

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُعْبَةُ
الْبَلْقِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ
ثَوَابِتِ بْنِ كَثَّانٍ عَنْ عِيْنَةَ عَنْ هُرَيْرَةَ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ وَخَمْسٌ عَنْ
نُصْرَةَ بْنِ مَرْثَدٍ وَرَبِيعَةَ عَنْ تَقِيْبَةَ رَافِعَةَ
وَتَمَّتْ بِرَبِيعَةَ وَقَعَى الشَّارِبِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں سنت
ہیں نختہ کرنا، زبر ناک مال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بٹن
کے بال نوچنا اور مونچھیں ترشوانا۔

۵۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُعْبَةُ
ثَوَابِتِ بْنِ كَثَّانٍ وَهَرَبُ بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ
يَتْبَهَبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
السَّوْدِيِّ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَرْحَتُكَ وَالْإِسْتِغْدَادُ وَقَعَى
الشَّارِبِ وَتَقْلِيدُ رَافِعَةَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا پانچ چیزیں سنت
ہیں نختہ کرنا، زبر ناک مال صاف کرنا، مونچھیں ترشوانا،
ناخن کاٹنا اور بٹن کے بال نوچنا۔

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَتَقِيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
يَكْلَهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ
عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْأَحْمَرِيِّ عَنْ بَشِيرِ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ قَالَ
السَّوْدِيُّ لَمَّا فِي قَبْلِ الشَّارِبِ وَتَقْلِيدُ رَافِعَةَ
وَتَقْلِيدُ الْإِبْطِ وَحَلْوُ الْفَرْجِ أَنْ لَا تَقْرَأَ الْكُتُبَ
مِنْ أَرْبَعِينَ سَنَةً .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں ترشوانے
اور من کاٹنے بٹن کے بال نوچنے زبر ناک مال صاف
کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن قدر
فراہم ہے۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَرَبِيعُ
يَعْقُبِ بْنِ سَعِيدٍ وَوَحْدَةُ بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ
أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عُنَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُرَيْبٍ عَنْ
عَنْ سَعْدِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں
اور زبر ناک ترشوانا۔

۵۰۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ
عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ
مَرْثَدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں
ترشوانے اور زبر ناک ترشوانے کا حکم دیا گیا ہے۔

موتا سے متعلق کہ پورا حشفہ یا ہر جو جائے، اور عورت پر واجب ہے کہ فرج کے اوپر جو کھان سنہ اس کا پکلا
حصہ کاٹ دے، ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ بچپن میں ان دونوں ختنوں کو کرنا
جائز ہے واجب نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ ولی پر واجب ہے کہ بچہ کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا
خفنہ کرا دے اور ایک قول یہ ہے کہ دس سال پہلے خفنہ کرنا حرم ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ ولادت
کے ساتویں دن خفنہ کرنا مستحب ہے خفنی مشکل کے مشتق کئی اقوال میں ایک قول یہ ہے کہ بلوغ کے بعد میں
کا خفنہ کرنا واجب ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جب تک اس کا ذکر یا ٹوٹ جونا معلوم نہ ہو اس کا خفنہ کرنا جائز
ہیسی تیسرا قول یہ ہے کہ نہ اس سے وہ پیتاب کرے یا عاغا کرے اس کا خفنہ کرنا جائز ہے، اگر کوئی شخص بیہ خفنہ
کے مہر جائے تو اس میں تین قول ہیں، صحیح اور مستور قول یہ ہے کہ اس کا خفنہ کیا جائے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا
دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا خفنہ کیا جائے مجہر قول یہ ہے کہ رٹے کا خفنہ کیا جائے اور تیسرے کا خفنہ نہ کیا جائے۔
لامہ ابن قدامہ حنفی ملکتے ہیں:

مردوں پر خفنہ کرنا واجب ہے، اور عورتوں پر خفنہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کی حرمت کا سبب ہے،
اہم احمد نے فرمایا مردوں پر یہ عالم مذہب سے کہہ کر کہ وہ جب خفنہ میں کرے گا، اس کی کھال حشفہ پر لٹکی ہے گی
اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کی صفائی میں موسیٰ کی اور عورت کا مساجد آسان ہے، ابو عبد اللہ نے
کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رو کے مساجد میں حق کرتے تھے حضرت ابن عباس کہتے تھے جو وہ خفنہ
کرائے اس کا حج سے نہ ناز، حسن لہری پر حضرت دیتے تھے کہ موشخص سلام لے کر خفنہ نہ کرنے کو
کچھ حرج نہیں ہے وہ کہتے تھے کہ کئی سیاہ فام اسلام لائے اور ان سے مسکا کہ تعینش نہیں کی گئی اور
نہ ان کا خفنہ کرایا گیا، اور اس کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ تہ نگاہ ناچھپنا واجب ہے تو کہ خفنہ کرنا واجب
نہ ہوتا تو خفنہ کرنے کے سے بھوتوں کی نہ تہ نگاہ کر دیکھ جائز نہ ہوتا، بزرگ مسلمانوں کے شمار میں سے ہے
اس لیے دیگر شائری طرح یہ بھی واجب ہو گا اور اگر کوئی بزرگ شخص مسلمان ہو اور خفنہ کرنے سے اس کی جان کو
خطرہ ہو تو اس سے خفنہ کا حکم ساقط ہو جائے گا، جب کہ غسل وغیرہ وغیرہ کا حکم ان کے خطرہ سے ساقط ہو
جائے گا، اگر اس کو خطرہ نہ ہو تو وہ خفنہ کرنا لازم ہے۔ حنفی نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے فرمایا کہ
مستقل سوال کیا جب وہ مسلمان ہو تو اس کا خفنہ کیا جائے گا، انہوں نے کہا اس کے ساتھ خفنہ ضروری ہے
میں نے پوچھا اگر وہ بڑی یا بڑھی ہو، انہوں نے کہا ان کے لیے خفنہ کرنا مستحب ہے، حضرت براہیم
علیہ السلام نے اتنی سال کی عمر میں خفنہ کرایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَبَّنَا رَبِّهِ بَابِ اِبْرَاهِيمَ الْاَدِيمِ

مِنَ بَيْتِكَ اَبَدِ هَيْد

(پسند کیا)

(صحیح ۷۸۰)

اور عورتوں کے حق میں بھی خفنہ مشروع ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم يخي بن شرف نووی مرقی ۷۰۰ - شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۸ - مطبوعہ دار محمد صحیح لکھنؤ کراچی ۱۳۷۵ھ

فقہاء حنفیہ کے نزدیک مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا اور ان کو مٹانا دونوں امر جائز ہیں اور مٹانا اولیٰ سے ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں

اگر میت کی مونچھیں طویل ہوں تو ان کو کاٹ کر کم کرنا مسح سے یہ حسن۔ بخاری بن عبد اللہ، سلیمان بن عبد الرحمن کا قول ہے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے یہ فرمایا ہے کہ میت کی کسی چیز کو کاٹنا نہیں جائز ہے کیونکہ میت کی کسی چیز کو کاٹنا غیر مستحب ہے مثلاً قند کرنا، فقہاء حنفیہ کے اس میں رد قول ہیں۔

ہمارے دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سرور کو اس طرح سلوار دو جس طرح وہ اس کو سلوارتے ہو۔ اور وہ بن کر حسین بنا با جا ہے۔ اور یہ فقہوں میں جو چیز فیہج ہو اس کو زائل کیا جائے۔ اور اس کو اسی طرح چھوڑنے سے میت کی ہر شے قطع ہوگی۔ اس سے اس کا ہر شے قطع ہے جس طرح میت کے کھلے جوئے منہ اور صلی مرئی آنکھوں کو بند کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ غیر غصہ ہو تو اس کا قطع نہیں کیا جائے کیونکہ اس سے میت کو خدہ بردار ہوگا۔ اور کھلے کانٹے کے بد بوی میت کے ہر کفن میں رکھ دیے جائیں گے۔

جائیں گے۔

نہادی نام گبری میں ہے:

مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا جائز ہے حتیٰ کہ وہ بھونڈوں کی طرح ہو جائیں۔ بخاری بن عبد اللہ، سلیمان بن عبد الرحمن کا چھوڑ دیتے تھے۔ ان کو سال کہتے ہیں اغراض۔ بارہوی نے شرح میں ذکر کیا ہے کہ میت کی مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا مستحب ہے اور کم کرنے کا سیاق یہ ہے کہ مونچھیں وہ چیز ہیں جو میت کے کھلے ہونے سے اس کو خدہ بردار کرتی ہیں۔ اور یہ مونچھیں کاٹ کر کم کرنے سے میت کو خدہ بردار نہیں ہوتا۔ اور امام محمد نے رد کا قول ہے (محیط النہر خمس) مرد کے بے ہنسی مونچھیں رکھنے میں کمال حرج نہیں ہے تاکہ مہم ہونے والوں کی ہنسی نہ ہو۔ معلوم ہوا (غیاثیہ)۔

علامہ ملائکہ ابن حنبلہ نے لکھا ہے:

مجتہدین میں مذکور ہے کہ مونچھیں مونڈنا بدعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔

علامہ ابن عابدین شافعی لکھتے ہیں۔ مجتہدین نے امام طحاوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ملتقی میں مذکور ہے کہ مونچھیں منڈنا سنت ہے۔ مجتہدین نے امام طحاوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ مونچھیں منڈنا سنت ہے اور اس کو امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد علیٰ طریقت منسوب کیا ہے اور مونچھوں کو کاٹ کر تمام کرنا کہ وہ اور پردا سے مونڈنے کے سنت کے برابر ہو جائیں یا اجماع سنت سے ہے۔

۱۔ ڈاکٹر وسیم زہلی، الفقہ الاسلامی روادع، ج ۳، ص ۳۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ عبد اللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۴۸۰ھ، المغنی ج ۲، ص ۲۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ طر نظام الدین متوفی ۵۱۱ھ، جامع ترمذی ج ۵، ص ۵۸، مطبوعہ مطبع کبیری میرٹھ، ۱۳۸۰ھ

۴۔ علامہ ابن علی بن محمد حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۳۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۵۔ علامہ سیب محمد امین بن عابدین متوفی ۱۰۵۲ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۳۵۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ شتول، ۱۳۸۰ھ

اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کی کوئی ماسے یا پس منس منقذین سے نہ ڈھکیں بلکہ جڑ سے ہٹا دیں اور اس طرح نہ چھو نہ دبا جائے جس سے وہ ٹری معلوم ہو۔ اور کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 سے بعض علما نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ منقذین سے نہ ڈھکیں بلکہ جڑ سے ہٹا دیں اور اس طرح نہ چھو نہ دبا جائے جس سے وہ ٹری معلوم ہو۔ اور کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 اور عمرہ کے سوا ڈاڑھی کے بال کاٹنا مکروہ ہے۔

ڈاڑھی کے متعلق فقہاء کا بیان ہے | علامہ استغانی نے مائیکو بخت میں فرمایا ہے کہ ہمارے
 ڈاڑھی میں مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 سے ورنہ ڈاڑھی کھنا بھی ہی ثمن مردہ سے نہ لکھیں بلکہ کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 سے بعض فقہاء میں سے ڈاڑھی پر مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 جانے اور بعض علما سے فقہاء کو حدیث رکھتے ہیں کہ مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 علامہ ابی واسطے میں ہے کہ مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 اور جب ڈاڑھی نہ بنتے ہیں اور اس کو کٹوا دیا جائے کہ جس میں مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا جائے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 دیا جائے اس شخص کے متعلق سے جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 ڈاڑھی کو کٹوا دیا جائے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 اگر یہ امر حق ہے کہ ڈاڑھی کو کٹوا دیا جائے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 خلاف سے کہ ڈاڑھی چھو اور اس کا جواب ہے کہ ڈاڑھی چھو کر اس سے کٹا جائے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 یہ ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی نہ ہوتے تھے وہاں سے خلافت میں دن میں نہ لکھیں بلکہ کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 تحسین کے لئے قرآن کی آیت اور اس سے ثابت ہے کہ مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 علامہ ابی واسطے میں ہے کہ مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ڈاڑھی اور مونچھوں کو کسی حد تک کاٹنا جائز ہے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 حال متفقہ ہو اور ڈاڑھی اور مونچھوں کا کٹنا جائز ہے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 اس لیے ڈاڑھی اور مونچھوں کا کٹنا جائز ہے کہ جس نے ڈاڑھی کاٹ دیا ہے مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 منع کیا جائے گا جس سے ان کی خلعت متغیر ہو نہ مقتدا۔ کتاب برائے اور کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 جس کی وجہ سے وہ غیر معتبر ہو کہ حد سے بھی جائز ہے اور کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔
 لمبی ڈاڑھی کر باقی رکھنا منکر ہے اور اس کو مٹھو اور اس کے لئے کثات کو کمر سے امام مالک سے میت میں ڈاڑھی نہ لکروں۔

۱۔ علامہ ابن عساکر بن شریف، دی مستدرک، ج ۱، ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ ابن عساکر بن شریف، دی مستدرک، ج ۱، ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ علامہ ابی واسطے، بیان بن حبیب، ج ۱، ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی کو جھینڈا ہوا تھا آپ نے اس کی ڈاڑھی کھینچا اور کہا یہ سب اس کی بچی لارہ ہے پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو ڈاڑھی ہو اس کو کاٹ دو پھر فرمایا جاؤ اس نے ہاں کو سنوا دیا خراب کردہ تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح جھڈ دینا سب سے بد کردہوں میں سے بد کردہ ہو۔ در حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قبضہ کے مدفار ڈھی کاٹ دیتے تھے حضرت ابن مسعود سے بھی اسی حالت روایت ہے اور بعض حدیث میں ہے کہ ہر ڈاڑھی کو طوڑا عرضا کاٹے اور ڈاڑھی کو بہت زیادہ نہ کاٹتے ورنہ نقصان ہے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی البتہ یہ ہے کہ نہ وہ ایک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی صحت اور کوئی نقصان عادت سے بڑی نہ ہو اس کو نہ کاٹے اور عطا نے کہا کہ جب ڈاڑھی میں درد شری ہو جائے تو اس کو طوڑ کر عطا سے ہٹوا سنا کاٹتے ہیں کوئی حد نہیں ہے ورنہ یہ دم تردید کی صورت ہے اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ نہی صلے اللہ علیہ وسلم طوڑا و عطا ڈاڑھی کو کاٹتے تھے۔

علامہ زبیدی مصطفیٰ حکمتے ہیں:

وامتدل به الجمهور على ان الادلى ترك
اللعبة على حالها وان لا يقطع منها شيء وهو
قول الشافعي واعني به وقال عياض يكره حلقها
وقصرها وتحذيقها وقال القرطبي في المعجم لا
يجوز حلقها ولا تنفها ولا تقص الكثير منها
قال عياض واما الاخذ من طولها فحسن قال
ويكره لشيء في مصها كشيء في قصه
وجرها وقد اختلف السلف هل لذلك حد
فمنهم من لم يحدد شيئا في ذلك الا انه
لا يترك بحد الشهرة وياخذ منها وكراه
مالك طولها جدا ومنهم من حدد بحد
زاد على القبضة فيزال ومنهم من كراه
الاخذ منها الا في حب او عروة

[illegible]

۱۰. علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد کتبی سنہ ۸۵۵ھ، عمدۃ الخاریج ج ۲۲ ص ۴۶-۴۷ مشہور و قد مضیٰ فی سیرۃ مشہورہ ۴۸۰
۱۱. علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی کتبی سنہ ۸۵۵ھ، تنکات السادات، التلخیص ج ۱ ص ۴۸ مشہور و قد مضیٰ فی سیرۃ مشہورہ ۴۸۰

علامہ علاؤ الدین السبکی لکھتے ہیں:
بقدر المستوف وهو القبضة رطل
علامہ شامی لکھتے ہیں:

ڈاڑھی میں قدر مستوف قبضہ ہے۔

(والسنة فيها القبضة) وهو ان يقبض الرجل
لحيته مما زاد منها على قبضة قطعة رطل

ڈاڑھی میں سنت قبضہ ہے، اور وہ یہ ہے
کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو سٹھی میں پکڑ کر قبضہ سے زائد کر
کاٹ دے۔

علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

واما اللحية فذكر محمد في الاثار عن ابي امام
ان السنة ان يقطع ما زاد على قبضة يده رطل

امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ
سے یہ نقل کیا ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا
سنت ہے۔

قادی عالم گیر کا یہ ہے:

والقصة سنة فيها وهو ان يقبض الرجل
لحيته فان زاد منها على قبضة قطعة كذا ذكر
محمد رحمه الله في كتاب الاثار عن ابي حنيفة
رحمه الله تعالى وقال به ناسد كذا في محيط
المرحوسي رطل

ڈاڑھی میں کاٹنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ
مرد اپنی ڈاڑھی کو سٹھی میں سے اور سٹھی سے زائد کاٹ
دے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ
سے اسی طرح نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اسی قول
کو اختیار کرتے ہیں اسی طرح محیط مشرقی میں ہے۔

ہم نے بارہ مستند فقہاء کی عبارات مزید سے یہ واضح کر دیا ہے کہ قبضہ متعارف اور مستوف طریقہ ہے اس
کو واجب کہنا صحیح نہیں ہے، تاہم قادی نے جو لکھا ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا بخیر، نہ نیکوں اور سب دن قندروں
کا طریقہ ہے اس سے ان کی مراد ڈاڑھی کو بہت زیادہ کاٹنا ہے، نیز کہ طحاوی قادی نے قبضہ کو سنت اور
مستحب بھی لکھا ہے لکھتے ہیں:

فان تعددوا لو اخذتم مواحي لحيته طولا
وعرضا وتركتم قدر المستحب وهو
مقدار القبضة وهي الحد المتوسط بين

اور میں اللہ سے اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو تمادہ کو
ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا تھا اس میں لکھا یہ ارشاد ہے
کہ اگر تم ڈاڑھی کو طویل اور عرضیہ اور قدر المستحب چھوڑ دو

۱۔ علامہ علاؤ الدین السبکی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار طبع دمشق الروج ۲ ص ۱۵۵ ج ۵ ص ۲۵۹ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۵۹

۳۔ علامہ سید احمد بن محمد طحاوی متوفی ۲۳۱ھ، حاشیہ الطحاوی علی مرقا الفلاح ص ۳۰۶ مطبوعہ مطبعہ مسطقی البانی دار الکتب مصر ۱۳۵۷ھ

۴۔ الانظام، الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، قادی عالم گیر ج ۵ ص ۸۲۵، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بلاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۵۔ طحاوی بن سلطان محمد نقاشی متوفی ۱۰۱۲ھ، مرقا ج ۲ ص ۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ لبنان، ۱۳۹۰ھ

الطرحین المذمومین من ارسالیہا مطلقا ومن حلقہا وقصہا علی وجہ استیصالہا لہا
(تو بہتر ہے) اور وہ قدر مستحب قبضہ کی مقدار سے
اور یہ مطلقا ڈاڑھی چھوڑنے یا منڈوانے اور جس سے
کاشتے کی افراط اور تقریط والی مذموم جانوں میں مد
متوسط ہے۔

اسی طرح امام زبیدی حنفی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے لکھتے ہیں:
واستدل بہ الجمہور علی ان لا ینزلوا
الاحیۃ علی حالہا وان لا یقصر منہا
شیء۔ ۱۰
اس حدیث میں (واعظوا النبی) سے جمہور
نے یہ استدلال کیا ہے کہ اہل یہ ہے کہ ڈاڑھی کو
اپنے مال پر چھوڑ دیا جائے اسی میں سے کچھ نہ
کاتا جائے۔

امام ابو حنیفہ سے ہے کہ امام شامی لکھ ان تمام مستند اور مسلم فقہائے یہ تفریق کی ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ
سنت ہے۔ اور ایک متاخر امام شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قبضہ واجب
ہے اور فقہاء کی ان عبارات میں سنت سے مراد یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے اور بعد کے
جسٹس ملا نے بھی شیخ رحمہ اللہ کی پیروی کی (دیکھئے) کہ قبضہ کا وجوب واجب ہے لیکن وجوب پر کوئی دلیل
ذکر نہیں کی۔

مائے نزدیک عبارات فقہاء میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ تاویل کی ضرورت اس وقت
ہوتی ہے جب دلائل شرعیہ نہ تو ائمہ فقہیہ سے قبضہ کا وجوب ثابت ہوتا اور اس کے برخلاف فقہاء نے قبضہ
کو سنت کہا ہو تا تب یہ کہنا درست ہوتا کہ یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت
ہے جب کہ یہاں معاند اس کے رکھنے سے کبیر مکہ فقہاء کا قبضہ کو سنت میں مستحب کہنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ
کے مطابق ہے۔ اور اگر دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کا یہی طے کیے بغیر اس تاویل کو جائز قرار دیا جائے تو پھر فقہاء کی
اصطلاحی تصریحات باز یہ کچھ اطفال بن جائیں گے اور ہر شخص اپنی رائے کے مطابق فقہاء کی تصریحات کو تبدیل کرے گا
واجب کو کہہ دے گا یہ ثابت ہے معنی میں ہے، اگر حق کو کہہ دے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام نہیں
ہے لہذا اس کا کرنا ضروری نہیں ہے اور حرام کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے، لہذا
اس کا ترک ضروری نہیں ہے اور اس کا فعل ماضی ہے۔ البتہ بالاعتدال۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی تمام ترمیمی خدمات اور علموں کے باوجود بشر اور انسان تھے۔ نبی اور رسول
تھے، ان کی رائے میں خطا ہو سکتی ہے، نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ان کو فقہاء نہیں

۱۰۔ حوالہ علی بن سلطان محمد انفاری متوفی ۱۰۳۳ھ، تخریج مستند امام اعظم ص ۲۱۰، مطبوعہ مطبعہ محمدی لاہور ۱۳۰۰ھ
۱۱۔ ملا سید محمد رفیع حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، امتحان السادة السائقین ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ مطبعہ سیدہ ۱۳۰۱ھ
۱۲۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۲۵۲ھ، اشۃ اللغات ج ۱ ص ۲۱۲، مطبوعہ مطبعہ تبیج کراچی

مانا گیا نہ ان کی کسی کتاب کو کتب قادی میں شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ عبدالحق کو معصوم ماننے پر ہی مصرعہ یا ان کو مجتہد مطلق قرار دیتا ہو تو پھر ان تمام فقہاء کی عبارات میں تاویل کرنے کی بجائے خود شیخ رحمہ اللہ کی عبارت میں تاویل کر لی جائے اور یہ کہا جائے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو یہ واجب یعنی ثابت ہے اور یہ جو مکھا ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت میں موجود ہے۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ عید واجب ہے اور اس کو سنت کہا گیا ہے اس کا اور دیگر شہادت کا جواب شرح صحیح مسلم جلد سادس میں ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاڑھی کے متعلق مصنف کا نظریہ | نہیں صلے، اندھیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء
الاحیة الحدیث - ۱۰
دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت میں ان میں سے ایک نوچیں کاٹ کر کم کرنا اور دوسری ڈاڑھی بڑھانا ہے۔ (الحديث)

جب زبان رسالت سے ڈاڑھی بڑھانے کو سنت قرار دینے کی تصریح کر دی گئی ہے تو بھلا کسے کسی شخص کو ڈاڑھی میں قبضہ کی مقدار کو واجب قرار دے کر زبان رسالت کو منسوخ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعد کا کوئی شخص کتنا ہی مسلم اور مکرم کہوں نہ ہو اور اس کی دینی خدمات کتنی ہی وسیع کیوں نہ ہوں اس کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح حدیث پر ترجیح نہیں دی جاسکتی اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کا ذکر کر کے ان کا ایک ہی حکم بیان کیا ہے اور وہ ہے فطرت یعنی انبیاء سابقین کی سنت اور وہ دس چیزیں یہ ہیں: نوچیں کاٹ کر کم کرنا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں ہانی ڈالنا، انگلیوں کے جوڑ دھوننا، نعل کے بال لڑھکا کرنا، زیر ناف بل موندنا، پانی سے استنجہ کرنا، کھانا اور فتنہ کرنا عجیب بات یہ ہے کہ یہ سب اسی حدیث میں مذکور باقی نو چیزوں کو سنت مانتے ہیں اور قبضہ تک ڈاڑھی بڑھانے کو واجب کہتے ہیں جب کہ یہی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مذکور دس چیزوں کو نہ سنت قرار دیا ہے نہ ہی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے لائق خایہ سے کہ کس کو اور بیشی اور اپنی رشتہ کے دخل کے بغیر ہی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارتداد کو قتل و عین قیام کر لیا جائے اور از خود آپ کی حدیث میں کسی ترمیم اور تفسیح کرنے کی جرات نہ کی جائے کیونکہ ہم صرف مبلغ میں اور شارح ہی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہمارے نزدیک ڈاڑھی منڈانا مکروہ تحریمی یا حرام ظنی ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے (کیونکہ یہی صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈانے کی ممانعت کا حکم دیا ہے۔ لاجنان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۸۰) اور چونکہ احکام میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوتا ہے اسی لیے ڈاڑھی کے تحقق کے لیے ڈاڑھی کی اتنی مقدار ہونی چاہیے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہو سکے خواہ وہ قبضہ سے ایک آدھ انگلی کم ہو، اور مسکونی اور

غنیف سی ڈارھی یا خشکی ڈارھی پرعت اور عادت میں مطلقاً ڈارھی کا اطلاق نہیں ہوتا، بلکہ اس کو خشکی ڈارھی یا فریج کٹ ڈارھی کہتے ہیں، سو ایسی ڈارھی سے ڈارھی رکھنے کے حکم پر عمل نہیں ہوگا، اور قبضہ تک ڈارھی رکھنا فقہاء کی تصریحات کے مطابق سنت ہے اور بظاہر یہ سنت غیر منکرہ ہے کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔

تاہم عام مسلمانوں کو مکرہ اور علماء اور شایخ کو خصوصاً میں ڈارھی رکھنا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈارھی مبارک دھارا اور گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں آپ کی کمال اتباع کی جائے۔ اس مسئلہ میں افراط اور تفريط سے بچنا چاہیے، ڈارھی درزا اور گھنی رکھنی چاہیے لیکن اگر کسی مسلمان کی ڈارھی قبضہ سے کم ہو تو اس کو ناسق معلن کہنے، شریعت میں مداخلت کرنے اور ایک مسلمان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس اور انانیت کے شر سے محفوظ رکھے، امر اطاعت مستقیم پر قائم رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائے اور بلاویں درجہ سند اقبال کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صحیح امایث پر ترجیح دینے کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

علامہ ابن قدام حنبلی لکھتے ہیں:

۱۔ ہاں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے متعلق مذاہب فقہاء: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں چیزیں وضو میں واجب ہیں، کیونکہ منہ اور ناک جہروں میں داخل ہیں ورسب کے نزدیک چہرہ کو دھونا واجب ہے، ابن المبارک، ابن ابی سیل اور اسحاق کا یہی مذہب ہے، عفا سے جی جی مقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ صرف ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے وہ ناک میں پانی ڈالے، یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے اور یہ امر حکم واجب کا تقاضا کرتا ہے، کیونکہ ناک ہمیشہ نسل رستی ہے اور اس کو بند کرنے کے لیے کوئی بھی غلاف نہیں ہے جب کہ منہ ہونٹوں سے بند رہتا ہے، امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ نسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں واجب ہیں اور وضو میں دونوں سنت ہیں، فقہاء احناف اور شری کا بھی یہی مذہب ہے، کیونکہ نسل میں اس چیز کو دھونا واجب ہے جس کو دھونا ممکن ہو شلہ گھنے بالوں کی جڑوں کو دھونا واجب ہے اس کے برخلاف وضو میں اس طرح واجب نہیں ہے، اور امام مالک اور امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ نسل اور دھونا دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے واجب نہیں ہے، حسن، حکم، حماد، قتادہ، ربیعہ، یحییٰ انصاری، لہث اور وزاعی کا بھی یہی مسلک ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عشر من لفظہ: "دس چیزیں فطرت میں سے ہیں اور ان میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر کیا اور فطرت سنت ہے اس سے معلوم ہوا کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے نیز ناک اور منہ باطنی عضو ہیں اس لیے ان کا دھونا واجب نہیں ہے جس طرح ڈارھی کے باطن اور آنکھ کے اندرونی حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے، نیز وجہ (چہرہ) اس کو کہتے ہیں جو صواحبہ، مخاطب کے

بالقابل ہو اور منہ اور ناک کا باطن مخاطب کے مواجہ نہیں ہوتا، اٹاری دلیل یہ ہے کہ سنن دارقطنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وضو میں کلی کر کے اور ناک میں پانی ڈالنے بغیر چاہے نہیں بغیر جس شخص نے بعد اس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بیان کیا اس نے آپ کی کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی بیان کیا اور آپ کا کسی فعل پر مداومت کرنا اس کے وجوب کا سبب ہے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا فطرت میں سے ہو نا اس کے وجوب کے منافی نہیں ہے کیونکہ فطرت واجب اور مستحب کو بھی شامل ہے، اسی وجہ سے غتہ کو بھی فطرت میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ غتہ کرنا واجب ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے جو یہ کہا ہے کہ ناک اور منہ چہرے میں داخل ہیں اور چہرہ کا دھونا واجب ہے یہ اس لیے محدثین سے کہ ناک اور منہ کا ظاہر حصہ چہرہ میں داخل ہے اور اس کو دھونا بالاتفاق واجب ہے اور محدث ناک اور منہ کے اندرون حصہ میں سے اور وہ چہرہ میں داخل نہیں ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امر استحباب کے لیے ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے متفق علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ راویوں کے اعتبار سے ضعیف ہے اور منقطع ہے، وہ جس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دانا کیا ہو اس کا واجب ہونا لازم نہیں ہے اور نہ یہ وجوب کو ثابت کرنے کا قاعدہ ہے کیونکہ فقہاء قبلہ کے نزدیک بھی دائیں عضو کو بائیں سے پہلے دھونا واجب نہیں ہے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں جانب سے ابتدا کرنے پر وہاں طبیعت کی ہے، اور تمام محدثین در فقہاء کا اس پر اتفاق سے کہ فطرت کا معنی سنت ہے اور غتہ پر قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ غتہ بھی ہمارے نزدیک سنت ہے۔

(۸) انگلیوں کے جوڑ دھونے کے متعلق مذاہب فقہاء | علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: انگلیوں کے جوڑ دھونا مستقل سنت

ہے یہ وضو کے ساتھ مختص نہیں ہے، کاروں کے سواغ میں جرمیل ہوتا ہے، اس کو ناک کے کان صاف کرنا بھی اس کے ساتھ لاحق ہے اسی طرح ناک کے اندر جو میل ہوتا ہے پسینہ اور گرد و غبار کی وجہ سے ہم کے جس حصہ پر بھی میل کرنا صاف کرنے کا ہی حکم ہے۔

نیل پالش اور مہندی سے وضو کا حکم | علامہ علاء الدین حنفی لکھتے ہیں: اگر اعضا وضو پر عجم یا ہلوسک سیٹ لگی ہو اور اس کے نیچے پانی

نہیں تو وہ طہارت سے مانع نہیں ہے کیونکہ اس سے پہنچنا قاذوہ ممکن نہیں ہے، شامی اور مہندی، میل، تیل اور چکنا مٹ پانامین میں کیچڑ اور چکنا مٹ ہر قاذوہ طہارت سے مانع نہیں ہے (علامہ شامی نے لکھا ہے اگر اعضا وضو پر آٹا لگا ہو تو وہ طہارت سے مانع ہے کیونکہ اس میں لزوجیت اور صلابت ہے

۱۔ علامہ موفق الدین عبد اللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المنی ج ۱ ص ۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱ ص ۳۶۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ عبد اللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المنی ج ۱ ص ۹۳، ۱۴۰۵ھ

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

جو پانی کے نفوذ سے ملتے ہے اور اگر اس کی انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو تار سے یا اس کو ہلٹے۔ ملے
اعضاؤہ کو دھونا فرض ہے اس لیے اگر ان پر ایسی چیز لگی ہے جو جسم میں پانی کے نفوذ سے مانع نہیں ہے
جیسے مہندہ وغیرہ تو وہ طہارت سے مانع نہیں ہے اور اس پر دھو جانا ہے اور اگر ایسی چیز ہے جس کا
جسم ہے اور وہ پانی کے نفوذ سے مانع ہے جیسے نیل پالتی تو وہ طہارت سے مانع ہے اور اس پر پانی
ہالنے سے وضو نہیں ہوگا۔

(۹)۔ مسواک کے متعلق مذاہب فقہاء: مسواک کے متعلق ہم اس سے پہلے تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔
خلاصہ یہ ہے کہ داؤد ظاہری کے نزدیک مسواک کرنا واجب
ہے اور باقی تمام فقہاء کے نزدیک مسواک کرنا سنت ہے اور جیسا کہ احادیث اور فقہاء کی تصریحات سے
گزر چکا ہے کہ غفلت میں لکھی سے دانت صاف کرنا شرط نہیں ہے کسی چیز سے بلکہ دانت صاف کر لیے جانے
تو سنت اور ہو جائے گی۔

(۱۰)۔ پانی سے استنجہ کرنا: اس حدیث میں انتقام الماء کا لفظ مذکور ہے اس کی تشریح میں علامہ
فرمایا کرتے ہیں۔

دیکھنے سے کہا اس سے مراد استنجہ ہے، ابر عبیدہ وغیرہ نے کہا مدائیر (شرنگاہ) کو دھو کر پیشاب
و کم کرنا مراد ہے بلکہ علامہ نے کہا یہ انتقام ہے، انتقام کا معنی ہے دھو کر نہ لے کے بعد شرنگاہ پر پانی پھونکنا کہ
قطرہ نکلنے کا دوسرا نالہ جو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد پانی کے ساتھ استنجہ کرنا ہے۔

بَابُ الْإِسْتِطَابَةِ

استنجاء

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان
سے مشرکین نے کہا کہ تمہارے بھی تم کو ہر چیز کی تعلیم
دیتے ہیں حتیٰ کہ قضاء حاجت کا طریقہ بھی بتاتے
میں حضرت سلمان نے کہا ہاں ہم کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے قضا حاجت کے وقت تہدک طرت
منہ یا میٹھ کر نہ لے دیں لم تقد سے استنجاء کر لے
تین سے کم پھر استعمال کرنے سے، اور ہڈی یا
گوبر سے استنجاء کر لے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
أَبُو مُعَاوِيَةَ وَزَيْنَبُ بْنُ زَعْفَرٍ سَمِعَا وَحَدَّثَنَا
بُخَيْرُ بْنُ يَحْيَى وَالثَّقَفِيُّ قَالَ تَابُوا مُعَاوِيَةَ
عَنِ زَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ بَيَّنَّا لَهُ كَيْدَ عَتِكَ بَيْتَكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى الْخُرُوءُ
قَالَ فَقَالَ أَجَدَ نَعْدَ لَنَا أَنْ تَسْتَقْبِلَ نِقْبَتَهُ بَابَهُ
أَوْ يُوَدَّ أَنْ تَسْتَقْبِلَ بِأَيْمِينٍ وَأَنْ تَسْتَقْبِلَ
بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَعْبَاءٍ وَأَنْ تَسْتَقْبِلَ بِرِجْلَيْهِ أَوْ يَعْطِفَ

۱۔ علامہ محمد بن علی بن محمد حنفی صلی اللہ علیہ وسلم متوفی ۸۸۰ھ در مختار علی: مشرک و المومنین ج ۱ ص ۱۲۳ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ کسٹون۔
۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۵، مطبوعہ نور محمد صبح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ عَائِدَةَ رَضِيَ
عَنْهَا سَعِيدُ بْنُ الرَّافِعِ عَنْ أَبِي عَمِيشٍ وَمَنْصُورٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ
لَنَا بَعْضُ الْمَشْرِكِينَ إِنِّي أَرَى مَا جُئْتُكُمْ بِهِمْ حَتَّى يُعَلِّمُوا
الْحِدَاءَ فَقَالَ أَحَبُّ إِلَيْنَا كِتَابًا أَنْ يَسْتَنْجِي
أَحَدُنَا بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنْ مَاءٍ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَيَتَوَضَّأُ عَنْ
أَيْدِيهِمْ وَلِيَعْلَمُوا وَقَدْ كَانَ يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُوبٍ
ثَلَاثَةَ أَحْبَابٍ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ہم سے بعض مشرکین نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے
نہی تم کو ہر چیز کی تیسرے دیتے ہیں حتیٰ کہ قفلے حاجت کا طریقہ
بھی بتاتے ہیں، حضرت سلمان نے کہا کہ اہل یہی بات ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو راہیں اللہ سے ملنا
کرنے، قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے،
گوہریا بدی اور تین سے کم پتھروں کے ساتھ استنجا
کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَبَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ كُرَيْبَ بْنَ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَقُولُ تَهَيَّءُوا لِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِعَصَاٍ وَيَتَوَضَّأُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بدی یا مینگنی کے ساتھ استنجا
کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۷۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَبْنُ مَيْمُونٍ
قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عُثَيْمَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
يَحْيَى وَالتَّمِظُ لَمْ يَلْ قَالَ قَدْتُ بِسَعِيدِ بْنِ عُثَيْمَةَ
سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ
عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِذَا أَتَيْتُمْ نَفْسًا سَاطِئَةً فَلَا تَسْتَقْبِلُوهَا لِقِبْلَتِهِ وَلَا
تَسْتَدْبِرُوهَا بِمَوْلٍ وَلَا عَابٍ وَلَا يَكُنْ شَرُّ قَوْمٍ أَوْ
قَوْمًا قَالُوا أَبُو يَسُوفَ فَقَدِمْنَا سَاعَةً وَحَدَّثَنَا
مَنْ أَحْبَبَ قَدْ بَيَّنَّتْ قِبْلَةَ لِقِبْلَتِهِ فَتَنْحَرِفُ
عَنْهَا وَكَسْتُغْفِرُ اللَّهَ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم قضا
حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ
خواب پیشاب کرنا، مویا یا غانہ، البتہ مشرق یا مغرب
کی طرف نہ کیا کرو۔ حضرت ابو ایوب کہتے ہیں ہم ملک
شام میں گئے تو وہاں قبلہ کی جانب بیت اکلا بنے
موسے تھے ہم وہاں قضا حاجت کے وقت رخ
بدل کر نیشتہ اور اہل تہائی سے مغفرت پاجتنے۔

۵۱۸۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَرِيرٍ
قَالَ سَمِعْتُ بَنِي عَمْرِو بْنِ الْوَهَّابِ قَالَ كَانُوا يَذْكُرُونَ
بْنُ زُرَّيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ لُقْمَةَ
عَنْ أَبِي مَالِيَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضا حاجت کے لیے
بیٹھے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ۔

أَحَدٌ كَرَّ عَلَى سَاجِدَةٍ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا -

۵۱۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعْتَمِدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ كُنْتُ أَمِيرًا فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَمُرَةَ مُسْتَدِيرًا فَهَرَّ إِلَى أَيْقُنِيَّةٍ فَلَمَّا قَفَزْتُ صَدَّقُوهُ فَفَرَّقُوا بَيْنَهُ مِنْ شَيْءٍ قَدْ عُبِدَ بِهِ يَمُوتُ بَشَرًا كَمَا كَعْدَتْ يَدُهَا جَبَرَتْ تَكُونُ نَفْسٌ فَلَا تَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ لِقَبْلَتِهِ وَلَا مُدْبِرَ لِمُدْبِرِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَفَدَ رَفِيقُ عَلِيٍّ لَهْرًا نَبِيَّتَ قَرَأَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَائِدًا عَلَى كَيْسَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ بِسَاجِدَةٍ .

۵۲۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ مُعْتَمِدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ رَفِيقُ عَلِيٍّ نَبِيَّتَ الْحُلِيِّ حَلِصَةً قَرَأَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَائِدًا لِيَحْمِلَ جَبَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدِيرًا لِقَبْلَتِهِ .

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ رُفَيْنَ بْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ هَمْدَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْسِكُنَّ أَحَدَكُمْ وَكَفَّ بِبَيْمِينِهِ وَهُوَ يَقُولُ وَرَأَيْتُمُ مَرِيضَ الْخَدَّاءِ وَبَيْمِينِ وَكَذَلِكَ يَمْسُكُ فِي لَأَنَاءِ .

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَمُرَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ لِحَاظًا فَلَا يَمْسُكُ وَكَفَّ بِبَيْمِينِهِ .

واسع بن حبان بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے کے بعد جب میں ان کی طرف مڑا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضا حاجت کے لیے بیٹھو تو کہہ کی طرف نہ کرو اور نہ بیت المقدس کی طرف حالانکہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگوں یہ بیٹھے ہوئے قضا حاجت فرما رہے تھے اور آپ کا منہ بیت المقدس کی طرف تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر گیا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضا حاجت فرما رہے تھے آپ کا منہ مبارک شام کی طرف تھا اور بیٹھ قبہ کی طرف تھے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بیٹاب کرتے وقت اپنی شرکاء کو دائیں بائیں سے نہ چھوئے اور نہ دائیں بائیں سے ہاتھ رکھنے اور نہ پانی پیتے وقت برتن میں ساں لے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بیت اکھلا جائے تو اپنی شرکاء کو دائیں بائیں سے نہ چھوئے۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا بَنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّعْمِيُّ عَنْ
يُحْيَى بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْسَ فِي لَدَائِهِ وَأَنْ لَيْسَ ذَكَرُكَ
بِمَجْنُونٍ وَأَنْ لَيْسَ حَبِيبٌ بِمَجْنُونٍ

۵۲۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الشَّيْبِيُّ قَالَ
أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعْدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُسْرُوقٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ لَقِيْمًا فِي ظَهْرِهِ إِذَا تَوَضَّأَ
فِي تَرَجِيَةٍ وَأَقْرَبَ فِي أَيْتَعَالِهِ إِذَا اَلْتَعَلَّ

۵۲۵۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ
كَانَ تَابِعَةُ عَنْ لَاحِقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُسْرُوقٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَبِيبَ فِي شَايِهِ كُلِّهِ فِي تَلْبِيَةٍ
وَقَرَجَةٍ وَظَهْرِهِ

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَفُتَيْمَةُ وَابْنُ
حُبَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ يَحْيَى
تَابِعِيُّ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ تَقَرُّوا لِلدَّعِيَيْنِ كَانُوا وَمَا دَعَا يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ
يَدِي يَتَخَلَّى فِي ظِلِّي أَتَأْسِرُ وَفِي ظِلِّي

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ حَزِيدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَزِيدِ بْنِ عَطَا عَنْ أَبِي مَرْثُومَةَ عَنْ
أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
رَسُولٌ وَحَدَّثَنَا حَزِيدُ بْنُ عَطَا عَنْ أَبِي مَرْثُومَةَ
وَهُوَ أَشْفَرُ نَا تَوَضَّعَ يَدَهُ يَدْرِي قَهْقَرِي
رَسُولٌ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ
فَقَدَّرَ عَلَيْهِ نَا وَقَدْ اسْتَجَبَ بِالنَّارِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے
کا رخسارہ کر دیا میں نے اس سے پوچھا کہ اس سے
استغفار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے کا رخسارہ لگاتے تھے اور
جو تھکے ہوئے وقت میں جانب سے بتاد کر کے پوسد
فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں دائیں جانب سے بتاد
کو پسند فرماتے تھے، خواہ وہ جو تھکے ہوئے
کرنا، غریب یا دھو کر کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرنے
والوں سے بچو، صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لعنت
کون سے فاسے کرے ہیں آپ نے فرمایا جرمیں و گروں
کے راستہ یا ان کے سامنے کی جگہ میں تقاضا حاجت
کرے۔ یعنی یہ فعل لعنت طاعت کا سبب ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف
لے گئے اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو سب
سے عمر میں کم تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وضو کے لیے پانی کا برتن لیا اور اتھا اس نے
وہ برتن آپ کے پاس رکھ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تقاضا حاجت کی پانی سے استغفار
کیا۔ پھر ہمارے پاس تشریف لائے۔

۵۲۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ النَّوْفَلِيَّ
وَعَنْهُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَحِيدٍ عَنْ مَعْمَدٍ عَنْ الْمُعَشَّيْ
وَالْمَعْلُوفِ قَالَ كَانَا مَعْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ تَأْتِيهِ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْسُوْنَةَ أَنَّ سَيِّدَةَ أَسْتَبْدَتْ بَيْنَ مَابِلِ
يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَذْهَبُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ تَحِيٌّ رَدَاؤُهُ
مِنْ مَاءٍ وَغُلَامٌ فَيَسْتَسْنِي بِسَنَاءٍ

۵۲۹۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَالْمَعْلُوفُ يَزِيدُ قَالَ كَانَا مَعْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْسُوْنَةَ أَنَّ سَيِّدَةَ أَسْتَبْدَتْ
بَيْنَ مَابِلِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَذْهَبُ الْخَلَاءَ فَيَسْتَسْنِي بِسَنَاءٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھنّا حاجت کے
یہ تشریف لے جاتے تو آپ کے ہمراہ میں اور
ایک میرا ہم عمر لڑکا ہوتا تھا، اور ہم پانی کا برتن اور
نیزہ لے کر ساتھ ملتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھنّا حاجت کے
یہ باہر تھنّا لے جاتے اور میں آپ کے ساتھ
پانی لے جایا کرتا تھا جس سے آپ استنجا فرماتے۔

تھنّا حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ پائیٹھ کرنے میں فتہابش افیہ کا نظم ہے | علامہ مکی

نوری لکھتے ہیں:

تھنّا حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ پائیٹھ کرنے کے متعلق فقہاء کے حسب ذیل مذاہب ہیں:

- ۱۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ بول اور براز کے وقت محراب میں قبلہ کی طرف منہ پائیٹھ کرنا حرام ہے اور بیت الخلا میں حرام نہیں ہے، حضرت عباس بن عبد المطلب، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، شعیب، اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مسلک ہے۔
- ۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابی ثور اور دوسری روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ محراب اور بیت الخلا دونوں قبلہ تھنّا حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ عروہ بن زبیر اور داؤد ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ محراب اور بیت الخلا دونوں قبلہ تھنّا حاجت کے وقت منہ کرنا جائز ہے۔

۴۔ امام احمد اور امام ابو حنیفہ کے ایک قول کے مطابق تھنّا حاجت کے وقت محراب اور بیت الخلا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ پیٹھ کرنا جائز ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک تھنّا حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے نہ پیٹھ کرنا جو محراب و بیت الخلا میں منع ہے۔

ماتعین کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں تھنّا حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مطلقاً منع کیا گیا ہے

مثلاً حضرت سلمان، حضرت ابویوب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث، نیز انہوں نے کہا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مماثلت قبلہ کی حرمت کی وجہ سے ہے اور یہ علت صحرا اور بیت الخلاء دونوں میں موجود ہے اور اگر بیت الخلاء کی دیوار اس کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہونے کو کافی ہو تو ایسا حال صحرا میں بھی نہایت کیونکہ ہمارے اور کعبہ کے درمیان بہت سے پہاڑ اور وادیاں وغیرہ ہیں۔

جن فقہاء نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کو مستلماً جائز کہا ہے انہوں نے صحیح مسلم کی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے ہوئے دیکھا، اور دوسری روایت یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل اور امام ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ قبلہ کی طرف اپنی فرج کو برہنہ کرنا پسند کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا لوگ واقعی ایسا کرتے ہیں؟ یعنی فرج کو (مشرکوں کو) جس قبلہ کی طرف کرنا چاہو کر دو۔

جن فقہاء نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کو ہنزا اور منہ کرنے کو ناجائز کہا ہے انہوں نے امام مسلم کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع کیا ہے۔

جن فقہاء نے صحرا میں قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع کیا ہے اور بیت الخلاء میں منہ یا پیٹھ کرنے کو جائز کہا ہے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ہم نے ابھی صحیح مسلم کے حوالے سے بیان کیا ہے اور حضرت عائشہ کی روایت مذکورہ سے بھی استدلال کیا ہے، نیز امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے طائیت کیا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیش کیے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع کیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال سے ایک سال پہلے دیکھا آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔ وہ ماہ برداؤد نے روایت کیا ہے مروان بن صفور کہتے ہیں میں نے دیکھا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ازمنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بھائی پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے میں نے کہا اسے برعبارت من کیا اس سے منع نہیں کیا گیا انہوں نے کہا اس سے صرف نفاق (خال میدان) میں منع کیا گیا ہے لیکن جب قہار سے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز حجاب بن جائے تو پھر کوئی حرج نہیں، یہ تمام احادیث اس کی تفسیر کرتی ہیں کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے اور حضرت ابوہریرہ حضرت سلمان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث مماثلت پر دلالت کرتی ہیں، اس لیے مماثلت کی احادیث کو صحرا پر محمول کر دیا جانے لگا تاکہ مماثلت برہنہ ہو۔ اور اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب احادیث کو جمع کرنا ممکن ہو تو بعض احادیث کو ترک نہیں کیا جائے گا بلکہ ان احادیث کو جمع کرنا واجب ہے۔ ان فقہاء نے صحرا اور بیت الخلاء میں فرق کیا ہے کیونکہ بیت الخلاء میں قبلہ سے انحراف کرنے میں مشقت ہوگی (میں کہتا ہوں کہ بتدرج بیت الخلاء قبلہ سے انحراف کر کے بنائے جائیں تو پھر مشقت ہوگی، سیدی طغیلا، اور صحرا میں قبلہ سے منحرف ہو کر بیٹھنے میں کوئی مشقت نہیں ہے۔

میں فقہاء نے قبلہ کی طرف مطلقاً پیٹھ کرنے کو ناجائز کہا ہے ان کے رد کے لیے وہ احادیث صحیحہ کافی ہیں جن میں قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے سے مباحثہ منع کیا ہے جیسے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی روایات ہیں نہ فقہاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ سمجھتے ہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث سے تشریح و تفسیر دونوں جگہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت ہے اور حضرت ابن عمر کی حدیث میں دونوں جگہ منہ یا پیٹھ کرنے کا جواز ہے امام مالک اور امام شافعی نے ان دونوں میں کوئی کیا، حضرت ابو ایوب کی حدیث کو محضاد پر عمل کیا ہے اور حضرت ابن عمر کی حدیث کو شہرہ وں پر۔

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ محضاد میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے اور شہروں کے بیت الخلا میں اختلاف ہے اور وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بڑی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت عام ہے اس میں محضاد شہر کی قید نہیں ہے وہ اس کے سوا رضی حضرت ابن عمر کی حدیث سے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں بیت المقدس کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھتے ہوئے تھے، پس جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو آپ کے فعل پر تقدیر کیا اس نے مطلقاً منع کیا ہے اور جس نے قول کو فعل کے قائم مقام کیا اس نے اس قول کے عموم میں حضرت ابن عمر کی حدیث کی وجہ سے تخصیص کر دی۔ مفسرین کا یہ ہے کہ جس نے ممانعت کی علت قبلہ کی تحریک قرار دی اس نے محضاد اور شہروں دونوں میں منع کیا اور جس نے کہا ممانعت کی علت یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے پوشے یا زینے پہنتے ہیں اس نے شہروں کے بیت الخلا میں وجہ امتیاز کی وجہ سے بیت الخلا کی دیوار اس کے اندر فرتلوں کے درمیان داخل اور حجاب بن جاتی ہے۔

علامہ مازری کی تقریر میں غور کیا جائے تو امام ابو حنیفہ کے مسلک کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے کہ چونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہے اس لیے کہ فعل کبھی شام علیہ السلام کی خصوصیت ہی ہوتا ہے، نیز جب حلال اور حرام کے دلائل میں تقاضا ضروری ہو تو حرام کے دلائل کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے صحیح ہے کہ فقہاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ مطلقاً نہ کر جائے خواہ محضاد ہو یا شہر اور یہی قبلہ کی تحظیم و تکریم کا تقاضا ہے۔

فقہاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے میں فقہاء حنفیہ کا نظریہ سمجھتے ہیں۔

اکثر اہل علم کے نزدیک کھلی جگہ میں فقہاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلا میں جائے تو قبلہ کی طرف منہ کرے نہ قبلہ کی طرف پشت کرے بلکہ مڑ کر یا منہ کی طرف منہ کرے، حضرت ابو ایوب نے کہا ہم شام میں گئے تو ہم نے کعبہ کی طرف بیت الخلا بنے ہوئے

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی مترن ۴/۲۷۹ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۳۰۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ دستغالی اہل، مکتبہ مستقیمہ ۸۶۲ھ، اکمل لکھنؤ ج ۲ ص ۴۴، مطبوعہ دار لکھنؤ بیروت

دیجئے ہم کعبہ سے انحراف کر کے نیچے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے، اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص تفسار حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ کرے نہ قبلہ کی طرف پیچھے کرے، عرب بن ربیعہ کہہ دیا کہ وہ منہ کرے کہ قبلہ کی طرف منہ اور پیچھے کرنا جائز ہے کیونکہ امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع کیا پھر میں نے آپ کو دھال سے ایک سال پہلے دیکھا آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے یہ حدیث نسخ کی دلیل ہے اور اس کی تقدیم واجب ہے، (میں کہتا ہوں کہ منافقت کی احادیث بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں ہیں اور امام ترمذی کی یہ روایت ان کی تفریح کے مطابق حسن غریب ہے، اس لیے منافقت کی احادیث اس حدیث پر مقدم ہیں۔ مسیدی غفرلہ)

ہماری دلیل منافقت کی احادیث صحیحہ ہیں اور حضرت جابر کی حدیث میں یہ احتمال ہے کہ انہوں نے آپ کو کسی عمارت میں دیکھا ہو یا وہاں کوئی حاجب اور حال تو اور احتمال کے ساتھ نسخ ثابت نہیں ہوتا، اس لیے ترمذی کی حدیث کو عمارت پر محمول کرنا واجب ہے تاکہ احادیث میں منافقت نہ ہو۔

جب کوئی عمارت ہو یا کوئی حاجب ہو تو یہ قبلہ کی طرف منہ کرنے میں روزوں میں:

۱۔ امام ابو حنیفہ اور ثوری کا قول یہ ہے کہ اب بھی قبلہ کی طرف منہ یا پیچھے کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ احادیث صحیحہ میں بالعموم منافقت کی گئی ہے۔

۲۔ عمارتوں میں قبلہ کی طرف منہ اور پیچھے کرنا جائز ہے، یہ حضرت جابر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، امام مالک اور شافعی اور ابن القسطل کا بھی یہی قول ہے اور یہی صحیح سے عیب کہ حضرت جابر کی حدیث کے بیان کردہ عمل سے ظاہر ہے۔

امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حال بگڑے اور عمارت و روزوں عکس قبلہ کی طرف پیچھے کرنا جائز ہے، کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت بن وریضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دن میں حضرت حفصہ کے گھر پر چڑھا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تفسار حاجت کر رہے تھے، تب وہ منہ تمام کی طرف تھا اور کعبہ کی طرف پیچھے تھی، لہٰذا میں کہتا ہوں کہ حضرت بن عمر کو دیکھنے میں تھا واقع ہوئی ہے کیونکہ ایسی حالت میں کسی عام شخص کو بھی غور سے نہیں دیکھا جاتا چہ جائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، تنبیہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی پیچھے سمت کعبہ کی طرف ہو عین کعبہ کی طرف نہ ہو مثالاً یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کی محو صحبت ہو کیونکہ کعبہ کی عظمت پر واجب ہے کہ آپ پر نہیں ہے، لہٰذا جب تحریم اور حاجت میں تفریق ہو تو تحریم کو ترجیح دینی ہے، اس لیے صحیح یہی ہے کہ تفسار حاجت کے وقت کعبہ کی طرف منہ یا پیچھے کرنا مطلقاً منوط ہے خواہ شہر ہو یا صحراء اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب مہذب ہے۔

تفسار حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیچھے کرنے میں فقہاء احناف کا نظریہ یہ ہے: امام بخاری روایت کرتے

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقی حدکھ العائط فلا یستقبل القبلة ولا یولھا ظهرہ و یتصرفوا او یغربوا۔ ۱۵

یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حد تک پہنچے تو نہ قبلہ کی طرف نہ ہٹیں نہ پیچھے ہٹیں نہ رخسہ کی طرف نہ ہٹیں نہ رخسہ کی طرف نہ ہٹیں۔

مغرب کی طرف۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۶

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ بول اور براز کے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا جائز ہے نہ قبلہ کی طرف پیچھے نہ خواہ مسجد رکھنا میدان، مگر باکوئی عمارت ہو۔ امام ابو حنیفہ نے اسی حدیث کے کلام سے استدلال کیا ہے، اور مجاہد، ابو یوسف، سفیان، ثوری، ابو ثور اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی مسلک ہے، اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے، نیز یہ ممانعت قبلہ کی عنظیم کی وجہ سے ہے اور وہ مسجد اور عمارت دونوں میں موجود ہے اور اگر عمارت میں جو زوہد پور کے عامل ہونے کی وجہ سے ہے تو ضرور میں بھی در دروازہ کے شہر حال میں درون شہر دل اور کعبہ کے درمیان متحدہ پاؤں حال میں مخصوص اس لیے کہ زمین گول ہے اس لیے مسجد اور کعبہ میں بائیں پوزیشن نہیں ہے، اور شہر نے یہ علت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ مخلوق مسجد میں نماز پڑھتی ہے تو نہ قبضے حاجت کے وقت ان کی طرف منہ اور پیچھے نہ کر دے، یہ علت مسجد میں سے، عمارت میں نہیں ہے، امام شافعی کی بیان کردہ یہ علت جس حدیث کے معارض ہے، فقہاء احناف نے اس حدیث کے علاوہ اور متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ امام ابن حبان نے منہ صبح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمار بن جریج سے روایت کیا ہے، میں مجاہدہ شخص ہوں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرے۔

۲۔ امام ابن ماجہ اور امام بروذ اور حضرت معقل بن یسقل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول اور براز کے وقت قبلتین کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ (قبلتین سے مراد کعبہ اور بیت المقدس ہے)

۳۔ امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بول اور براز کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع کیا۔

۴۔ امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قبلہ سے بے منزلہ والد ہوں اور تم کو یہ تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضاء حاجت کے لیے جانے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھو۔ ۱۷

۱۵۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۵ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶، مکتبہ نور محمد، مجمع المطابع کراچی، ۱۳۹۱ھ

۱۶۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳، مطبوعہ نور محمد، مجمع المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۱۷۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۷۵۵ھ، عمدة القاری ج ۲ ص ۲۶۸-۲۶۹، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۸ھ

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح

ہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نے پیشاب کرنے کے بعد وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ ان سے کسی نے کہا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں حضرت جبریل نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کہتے ہیں کہ اگر ایمان نہ لائے کہ یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ معجزت جبریل رحمۃ اللہ علیہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔ (مسند امامہ میں آیت وضو سے یعنی موزوں پر مسح کا حکم۔) جبریل وضو کرنے کے حکم کے بعد نازل ہوا ہے۔

اسم نے ایک اور سند بیان کی اور فرمایا کہ اس سند کے ساتھ کے بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَاسْتَحْفَ بْنَ زَاهِدَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ هَمِيصًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَكَبَيْهَ وَالتَّحْطِيطِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ لَاحِشٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مَتَاهٍ قَالَ قَالَ حَبِيبُ اللَّهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَعْدِلُ هَذَا فَقَالَ لَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ تَوَضَّأْ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ لَا غَشَّ قَالَ ابْنُ زَاهِدَةَ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ جَرِيرٌ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّ الْمَأْثُودَةِ.

۵۳۱۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَدَعِيُّ بْنُ تَحْسَرٍ قَالَ أَنِ عَمْرِو بْنُ يُونُسَ وَحَدَّثَنَا دُ مَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ وَابْنُ سَعْدٍ وَحَدَّثَنَا رَجِيَّتُ بْنُ نَهَارٍ ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ مُسَيْبٍ كَثَمَةَ عَنْ لَاحِشٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ سَفْيَانَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ إِسْلَامٌ جَرِيرٌ كَانَ يَفْعَلُ كُزُولِ الْمَأْثُودَةِ.

۵۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ نَا زَوْحِيَّةَ عَنْ لَاحِشٍ عَنْ شَيْبَةَ عَنْ حَدِيثِهِ كَانَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ وَسَبَّحَ قَوْمٌ قَبْلَ أَنْ يَتِمَّ قَوْلَهُ حَيْثُ قَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ حَتَّى قَسَمْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكَتَبْتُ عَلَى خُفَّيْهِ.

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ

حضرت حدیث جبریل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باطی تھا آپ کو اٹھنے کی جگہ پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں ایک طرف ہٹنے لگا، آپ نے اشارے سے مجھے قریب بلایا یہاں تک کہ میں آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

بروایا بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل رضی اللہ عنہ

مَقْرُوعًا عَنْ آفٍ قَائِلٍ قَالَ كَانَ بُؤْمُوسِي يُسْتَعِيدُ
فِي الْبَسْمَلِ وَيَسْتَعِيدُ فِي خَارِجِهِ وَيَقُولُ رَنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ
كَأَنَّهُمْ أَصَابَ جُلْدُ أَحَدِهِمْ بَنُو قَرْصَةَ يَأْتِيهِمْ
فَقَالَ حَدِّثْنِي لَوْ دُرْتُ رَنْ مَا جَبَّكَوْهُ وَبُشْتِي هَذَا
الْقَشِيرُ يَدُ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَعِشِي قَائِلِي مَبَاطَلَةَ قَوْمٍ
خَلَفَ حَاكِمُطٍ فَنَامَ كَمَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ كِبَالًا
فَانْتَبَذَتْ مِنْهُ قَالَهُ رَوْ فَجِئْتُ فَتُفْتُ جَنَّةٍ
عَلَيْهِ حَتَّى قَرَأَ -

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ تَأَلَّيْتُ نَوْ
سَعِيدًا وَوَحَّدَنِي مُعْتَدُنُ رَمَضَانَ مِنْهُمْ يَرْوِي
أَنَّا تَلَّيْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الزُّهَيْرِ
عَنْ ثَائِفِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُزَّةَ بْنِ الْمُعِينِ عَنْ يَسِينِ
الْمُعِينِ عَنِ ابْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخْرَجَ بِحَاجَتِهِ فَشَبَّهَهُ الْمُعِينُ
بِأَذَى فِيهَا مَا رَفَضَتْ عَلَيْهِ جَنَّتْ كَرَمًا مِنْ
حَاجَتِهِ فَتَرَوْنَاهُ وَمَسَّ عَلَى لَحْفَتَيْنِ وَبَيَّزَ
ابْنُ مَاجٍ مَكَانَ جَنَّتْ حَتَّى -

۵۳۵۔ وَحَدَّثَنَا مُعْتَدُنُ ثَعْلَبَةُ عَنْ ثَعْلَبَةَ
عَنْ ثَوَابٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَهْدِي الْبُكَامَ
وَقَالَ فَصَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَّ بِرَأْسِهِ شَهْرًا
مَسَّ عَلَى لَحْفَتَيْنِ -

۵۳۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الْحِمَازِيُّ قَالَ
أَنَا أَبُو زُهَيْرٍ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ الرَّاسِ عَنْ زَيْنِ هِلَافٍ
عَنِ الْمُعِينِ عَنِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَيْتَ أَمَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ

پیشاب کے معاملہ میں بہت احتیاط کرتے تھے اور ایک
بَزل میں پیشاب کیا کرتے تھے اور بیان کرتے تھے
کہ قوم بنی اسرائیل میں سے جب
کسی کو کھال پر پیشاب لگ جاتا تو وہ اس کھال کو گھنٹی
سے کاٹ ڈالتے تھے حضرت مذہب نے یہ سنا
کہا میری خواہش ہے کہ اگر تمہارے سامعین میں قدر
سخنی نہ کرتے تو اچھا تھا کیونکہ ایک مرتبہ کا رقعہ
سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ با
رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کڑے کے
ایک ڈھیر بہر جو ایک دیوار کے نیچے تھا وہاں جا
کر کھڑے ہو کر پیشاب کیا میں دُور سے لگا کر آپ
نے مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا میں آکر آپ کی
ایڑھل کے قریب کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ آپ فاسخ ہو گئے
حضرت منیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھکا جاتے کے لیے باہر
تشریف لے گئے جب حضرت انس رضی اللہ عنہ قارح ہو گئے
تو حضرت منیر نے پانی ڈال کر آپ کو دھو لایا اور آپ
نے مہل پر مسح کیا۔

امام مسلم نے ایک در سند بیان ل اور فرمایا اس
سند کے ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے چہرہ اور ہاتھ پیر دھوئے، سر کا مسح کیا اور
مہل پر مسح کیا۔

حضرت منیر بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ رت کو
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا،
ایک ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تشبیب میں

مَتَى اللَّهُ عَلَيْهِمْ إِلَهًا وَسَلَّمُوا إِلَهُكَ إِذْ تَزَالُ تَقْضِي حَاجَتَكَ لَمْ جَاءَ فَصَبَّيْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِذْ وَفَّ كُنْتُ مَعِي فَتَوَضَّأَ وَمَسَّحَ عَلَى خُفَّيْهِ -

۵۳۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُثَيْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الزَّهَرِيِّ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ كُنَيْسٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُعَاوِيَةُ خُذْ إِذْ أَوْفَّ وَخُذْهَا شَعْرَ حَبِيبٍ مَعَكَ كَمَا نَطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَتَقْضِيَ حَاجَتَكَ لَمْ جَاءَ وَاعْتَبِرْ حَبِيبَةَ كَمَا مَنِيَتْ ضَمِيْقَةً لَكُمَا يَنْ كَذَّ هَبَّ بِحَيْرٍ مُوَيِّدَةٍ مِنْ كَيْسَمَا فَعَفَا قَتَّ وَخَرَّ يَدَهُ مِنْ سَكْبِهِ فَصَبَّيْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَطَوَّأَ بِمَضْمُونِهِ شَعْرَ مَسَّحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى -

۵۳۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَا وَغَيْثِي بْنُ يُوْنُسَ قَالَ مَا لَا عَمْرٍَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ كُنَيْسٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ خَرَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَسَبَّحَ رَجُلٌ تَلْفِيْقَةً بِإِلَادَةِ وَفَصَلَّتْ عَلَيْهِ فَنَسِلَ يَدَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ بِمَعْبِلٍ بَرَّ عَيْنَهُ فَعَفَا قَتَّ الْجُبَّةَ فَخَرَّ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَّاهَا وَمَسَّحَ رَأْسَهُ وَمَسَّحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِهَا -

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كُنَيْسٍ قَالَ مَا أَقْبَى كَانَ زَكْرِيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَحْبَدٍ عَنْ ابْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

انہ سے تضرع حاجت کی قر میں جو برتن ساتھ لے کر گیا تھا اس سے آپ کو وضو کرایا اور موزوں پر آپ نے مسح فرمایا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے مغیرہ یا ابی کلاب برتن ساتھ لے کر چاہے میں برتن سے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑا ہوا مجھ سے بہت دوسرے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضرع حاجت فرما کر تشریف لائے آپ نے وہی جوبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں بہت تنگ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینوں سے اٹھ کر بائیں کان پر اتار دیا تو اٹھ کر نلکے مجھ پر آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال دیا پھر میں نے آپ کو نماز کے لیے وضو کرایا آپ نے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضرع حاجت کے لیے بائیں تشریف سے گئے جب آپ واپس آئے زمین پر کانٹن سے کر بائیں کان میں آپ کو وضو کراؤں آپ نے اٹھ دھوئے چہرہ دھویا، ہر کلایاں دھوئے سبیل اٹھ جوبہ سے نکالنے لگے مگر تنگ آستینوں کی وجہ سے آپ نے نیچے سے اپنے ہاتھوں کو نکال دیا پھر آپ نے کانیاں دھوئیں، ہر کا مسح کیا موزوں پر مسح کیا پھر ہم کو نماز پڑھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا تباہے پاس

عَلَيْهِ وَالْأَهْلِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي مَمْلُوكٌ
مَا أَفْعَلْتُ نَحْمَ قَتَلْتُ عَنْ رَجُلَيْهِ قَتَلْتُ حَتَّى
تَوَاضَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ تُحَرِّجُ عَنْ قَتَلْتُ عَلَيْهِ مِنْ
لَا أَوْ قَتَلْتُ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جَبَّةٌ مِنْ صُوفٍ
فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ دِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَفْرَقَ كِلَاهُمَا
مِنْ أَسْفَلِ الْجَبَّةِ فَعَسَلَ دِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ
ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ حُفَّتَيْهِ فَقَالَ لَهَا قَتَلْتُ
أَذْنَتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِمَا

٥٣٠. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ مَكْشُورٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ وَهُوَ يَتْلُو
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ وَهْبَ بْنَ
صَلَّى اللَّهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّعَ وَمَسَّ عَلَى
حَقَائِقِهِ فَقَالَ إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَائِرَ بَيْنِ

٥٣١. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَزِيحٍ
قَالَ نَازِيْدُ بْنُ رَزِيحٍ قَالَ نَاصِحٌ مَوْلَى أَبِي قَالٍ
نَازِكٌ بَرُّ عَبْدِ اللَّهِ تَسْرِي عَنْ عَمَلٍ لَابَنِ الْحَقِيقَةِ
بِرِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَعَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَتَعَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا
قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ أَمَّا مَاءٌ فَإِنَّ شَيْئَهُ
يَسْتَهْرِكُ فَنَسَلُ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ دَخَلَ
بَحْسِي عَنْ ذُرِّ عَيْنِهِ كَعَانَ كَرُ الْجُبَّةِ فَخَرَبَ
يَدَهُ مِنْ نَحْوِ الْجُبَّةِ وَالْقَوِ الْجُبَّةِ عَلَى مَتَكَيْنِ
وَعَسَلُ ذُرِّ عَيْنِهِ وَمَسَحَ بِهَا عَيْنَيْهِ وَعَنِ لِيَامَانِ
وَعَلَى حَقِيْقَةِ ثُمَّ دَكَّ وَرَكِبْتُ فَتَهَيَّأْتُ لِي
لَعَزُوكَ وَذَرَفْتُ مَوْ فِي لَعَزُوكَ وَنَصَبْتُ بِهِمْ

پانی سے میں نے کہا ”ہاں“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور ایک طرف چل پڑے یہاں تک کہ رات کی تیارچی میں نظروں سے انھیں جو سمجھے پھر واپس تشریف لائے، میں نے آپ کو دھڑا کرانا شروع کیا آپ نے اپنا چہرہ دھویا۔ چونکہ آپ نے تنگ اور کٹی جتیا پہنا ہوا تھا، اس لیے کلاسیاں اس میں سے نکل سکیں، پھر آپ نے پیچھے سے کلاسیاں نکالیں، پھر کلاسیاں دھڑی اور سر کا کچ کیا، پھر میں نے راز دیا کہ آپ کے حوض سے تاروں آپ نے فرمایا: ”میں نے دو میں نے ان کو با وضو پہنا تھا۔“ پھر آپ نے حوضوں پر مسح کیا۔

حضرت علیہ السلام نے جو اہل اللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے دیکھا اور مفسرین
پر مسیح کیا اور بتایا کہ آپ نے مونسے باوجود چاہے تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ٹہکے رہ گئے آپ تغافل حاجت کے آئے اور پوچھا کیا تمہارا پاس باقی ہے میں پانی کا ایک برتن لایا آپ نے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا پھر جیتے میں سے کلاؤں کو نکالنا پاتا تو اس کی آستینیں تنگ تھیں پھر آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکال دیا اور جبہ انار کے کندھوں پر ڈال دیا پھر کلانیاں دھوئیں اور پیشانی کی مقدار سر پر مسک کیا اور غلام اور موزوں پر مسک کیا اس کے بعد ہم دونوں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے ورقم سے چلے اس وقت صبا کرم نماز شروع ہو چکی تھی اور عبدالرحمن بن عوف ان کو ایک رکعت نماز پڑھا دیکھ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ
رَكَعَةً قَدَّمَ أَحْسَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهَبَ يَتَ شَرُفَ وَمَا رَأَيْتُ قَعَسَتْ بِهِمْ قَلْبًا سَمًا
كَأَمَ لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَسَتْ قَوْلًا
الرَّكَعَةَ الَّتِي تَبَقَّتْ.

تھے جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ
محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے انہیں اشارہ کیا کہ غار پر چاہتے رہیں، پھر انہوں نے
پوری نماز پڑھا جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے کھڑے ہو کر وہ ایک
رکعت پڑھی جو ہم سے وہ گئی تھی۔

حضرت صفیہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوں پر مسح کیا،
سر کے اگلے حصہ پر اور غلام پر۔

۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَالَ ابْنِ الْمُغَفَّرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي
بُكَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ الْمُغَفَّرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخَمِينِ
وَالْمُكَدِّمِ رَأْسِهِ وَتَلَى عَمَّا مَرَّ بِهِ.

امام مسلم سے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا کہ
سند کے ساتھ بھی ایسی روایت مستقول ہے۔

۵۴۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَالَ
ابْنِ الْمُغَفَّرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ تَكْرِ بْنِ لَحْظٍ عَنْ ابْنِ
الْمُغَفَّرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۴۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَسْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
حَارِثٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَضَائِي قَالَ بُوَ حَاتِمًا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ تَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنِ الْحَسَنِ عَنْ ابْنِ الْمُغَفَّرِ عَنْ أَبِي شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ بَكَرًا وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ ابْنِ سَعِيدٍ.

حضرت ہلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوں اور غلام پر مسح کیا۔

۵۵۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا أَبُو مُدْرِكَةَ حَدَّثَنَا عَنْ
قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ يَلَا هَذَا عَنْ ابْنِ
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ كَعْبِ
بْنِ عُجْرَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
آلِهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخَمِينِ وَالْغَمَامِ وَفِي
حَدِيثِ عِيسَى حَدَّثَنَا عَنْ لَحْظٍ قَالَ حَدَّثَنِي
يَزِيدُ.

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی

۵۵۱۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قَالَا

عَلَيْهِ يَتَعَنَّى بَيْنَ مُنْهَرٍ مَقَرًا لَمْ يَمَسَّ يَهْدًا يَدُ شَاوِدَ
وَقَالَ فِي الْفَتْوَايَةِ وَأَيْتُهُ وَمُنْهَرٌ لَمْ يَمَسَّ يَهْدًا يَدُ شَاوِدَ
وَالْيَهُ وَتَلْكَ -

موزوں پر مسح کے جو ان کے متعلق فقہاء اسلام کے مذاہب
اس باب کی احادیث میں موزوں پر مسح کا بیان
ہے، علامہ بدر الدین عینی سی مرتبہ پر
لکھتے ہیں:

ان احادیث سے موزوں پر مسح کرنے کا جواز معلوم ہوا، اور سوا گھر بدعتی کے در کوئی شخص اس کا انکار
نہیں کرتا، خارجیوں نے کہا موزوں پر مسح کرنا ناجائز نہیں ہے اور صاحب ہدایہ نے کہا موزوں پر مسح کرنا عام
صحابہ کے نزدیک جائز ہے، الا یہ کہ حضرت ابن عباس سے باب طہارت ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے
اور یہ راویوں کا قول ہے، اس بھری بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا بدری صحابہ کو دیکھا وہ سب موزوں پر مسح
کرنے کے معتقد تھے، سی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا بل طہارت و جماعت کی شرائط میں سے ہے
ہے کہ ہم شیخین (حضرت برحق اور حضرت عمر) کو فضیلت دیتے ہیں اور وہ دونوں رضت عثمان اور حضرت علی سے
محبت کرتے ہیں، موزوں پر مسح کرنے کو جائز کہتے ہیں اور کھڑے میں تیار کر وہ بنید کھڑے نہیں کہتے، یہ امام ابو حنیفہ
نے فرمایا میں نے اس وقت تک موزوں پر مسح کرنے کا قول نہیں کیا جب تک یہ مجھ پر نسبت انہار کی طریقت روشن
نہیں ہو گیا اور موزوں پر مسح کا انکار کرنا کبار صحابہ پر رد کرنا اور ان کو خطا پر قرار دینا ہے لہذا موزوں پر مسح کا انکار
کو نا بدعت ہے، اس کا وجہ یہ ہے علامہ کرمی نے کہا موزوں پر مسح کے بواضع منکر پر میں کفر کا خدشہ کرتا ہوں اور
اس میں اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ہے، امام بیہقی نے کہا، حضرت علی
حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے اس کی کراہت معقول ہے۔

حضرت علی کی روایت کا جواب یہ ہے کہ سند صحیح کے ساتھ حضرت علی سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے اور
کراہت کی روایت اس درجہ کی نہیں ہے، اور حضرت عائشہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو حدیث
علی کے حوالے کر دیا تھا اور حضرت ابن عباس نے اس وقت مکرر کہا جب ان کے نزدیک سورۃ مائدہ کے نزول
کے بعد موزوں پر مسح ثابت ہیں نہ تھا، اور جب یہ ثابت ہو گیا تو انہوں نے اس کی طریقت رجوع کر لیا۔ امام جزوقانی نے
کتاب الموضعات میں لکھا ہے کہ حدیث عائشہ یعنی اللہ عنہا کا انکار کرنا ثابت نہیں ہے اور علامہ کاشانی نے کہا حضرت
ابن عباس کے انکار کی روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی مدار مکرر ہے سے در جب معاد کے پاس یہ روایت پہنچی تو
اس نے کہا مکرر نے جھوٹ بولا اور طعنے مودی سے کہ حضرت ابن عباس موزوں پر مسح میں لوگوں کی جماعت کرتے
تھے در موت سے پہلے انہوں نے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا، علامہ ابن تہام نے منہی میں لکھا ہے کہ امام احمد نے
فرمایا موزوں پر مسح کرنے متعلق میرے دل میں کوئی تردد نہیں ہے کیونکہ اس مسئلہ میں چالیس صحابہ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی مرفوع احادیث بیان کی ہیں، نیز امام احمد نے فرمایا یہ ردھو نے سے موزوں پر مسح کرنا افضل ہے، کیونکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب افضل مل کیا کرتے تھے، یہ امام شعبی، حکم اور اسحاق کا مذہب ہے اور علامہ عینی

لے ہاریہ میں نکاح ہے موزوں پر مسج کے متعلق احادیث مشہور ہیں اور جو شخص اس کو جائز نہ کہے وہ بدعتی ہے۔ لیکن جس نے موزوں پر مسج کو جائز کہا اور مسج کے بجائے پیروں کو دھویا اس نے عزیمت پر عمل کیا اور اس کو اجر ملے گا۔ علامہ قرطبی نے امام مالک سے اسکا مثل قول نقل کیا ہے، امام مالک سے اور بھی کئی اقوال مروی ہیں:

- ۱۔ موزوں پر مسج کرنا اصلاً جائز نہیں ہے۔
- ۲۔ موزوں پر مسج کرنا جائز ہے مگر کر وہ (تفریحی) ہے۔
- ۳۔ موزوں پر مسج کرنا بلا تعیین مدت کے ہمیشہ جائز ہے۔ (امام مالک کا یہی قول مشہور ہے)
- ۴۔ تعیین مدت کے ساتھ موزوں پر مسج کرنا جائز ہے۔
- ۵۔ مسافر کے لیے جائز ہے درمیتیم کے لیے جائز نہیں ہے۔
- ۶۔ اس کے برعکس قول ہے۔

اسحاق، حکم اور حماد نے کہا پیر دھونے سے مسج کرنا افضل ہے یہی امام شافعی کا قول ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت ہے۔ ابن منذر نے کہا دونوں مساوی ہیں، امام احمد سے یہ بھی ایک روایت ہے، صحابہ شافعی نے کہا پیروں کا دھونا مسج کرنے سے افضل ہے بشرطیکہ سنت سے اعراض کی وجہ سے مسج کو ترک نہ کرے اور اس کے جواز میں شک نہ کرے۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا امام مالک کے سوا دوسرے علم میں اور کوئی ثقیبہ نہیں ہے جس سے مسج کا انکار کیا ہو اور امام مالک سے صحیح روایات اس کے خلاف ہیں۔

علامہ ابن عبد البر کے اس کلام پر یہ اعتراض ہے کہ کنعفت ابن ابی سنبلہ میں سے کہ مجاہد، سعید بن جبیر اور مکرمر نے موزوں پر مسج کو کر دیا اور محمد بن علی بن الحسین، ابواسحق السیسی اور نفیس بن الریبع سے بھی یہی منقول ہے اور ابو بکر بن ابی داؤد، خواجہ اور روانض کا بھی یہی قول ہے۔

امام احمد نے کہا کہ سیف بن عیینہ صحابی موزوں پر مسج کو جائز کہتے تھے، حسن بن محمد نے چالیس صحابہ کا ذکر کیا ہے امام بزار نے اپنی مسند میں بھی یہ ذکر کیا ہے، امام بن ابی عاصم نے اسی چالیس صحابہ کا ذکر کیا ہے، اشراق میں حسن کی روایت سے ستر صحابہ کا ذکر ہے، علامہ ابن عبد البر نے کہا نام مل برد اور صحابہ جدید میرا در دیگر مہاجرین اور انصاری اور باقی مہاجرین اور انصار اور فقہاء مسلمین موزوں پر مسج کے جواز کے قائل تھے، ہم نے شرح معانی الآثار کا شرح میں موزوں پر مسج کے متعلق چھتیس صحابہ کی روایات کا بیان کیا ہے۔

موزوں پر مسج کے منسوخ نہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سورۃ مائدہ جس میں آیت دہنیہ ہے اور سورۃ مائدہ نازل ہونے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسج فرماتے تھے یہی کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسج کرتے ہوئے دیکھا اور وہ سورۃ مائدہ نازل ہونے کے بعد اسلام لائے تھے، اسی وجہ سے صحابہ کو ان کی روایت بہت پسند تھی، علامہ نووی نے کہا ہے جب کہ حضرت جریر کا اسلام لامعا فر ہے تو معلوم ہوا ان کی حدیث معمول ہے اور ان کی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ آیت دہنیہ میں یہ دھونے کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو روزہ پہنے ہوئے نہ ہو، اس لیے یہ حدیث اس آیت کی تخصیص ہے، علامہ ذہبی نے کہا ان احادیث میں یہ دلیل ہے کہ صحابہ کا یہ موقف تھا کہ سنت سے قرآن کا نسخ ہو سکتا ہے (حاشیہ مفہوم آئندہ مسطور)

میں کہتا ہوں کہ یہاں نسخے سے مراد بیان اور وضاحت ہے جیسا کہ علامہ نووی نے بھی ہے کہ ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ آیت دستور میں پیر دھونے کا حکم اسی شخص کے لیے ہے جس نے گولہ سے نہ پہنے ہوئے ہوں۔

علاء پر مسیح کرنے کے جواز کے متعلق فقہاء اسلام کے مذاہب

علامہ محمد رالدین علمی حنفی مکتبے میں:

علامہ پر مسیح کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام احمد یہ کہتے ہیں کہ اگر کامل وضو کر کے حمام پہنچا ہو تو تر
حمام پر مسیح کرنا جائز ہے جس طرح سوزوں پر مسیح کرنا جائز ہے۔ جرنفتا رحمہ اللہ پر مسیح کرنے کا انکار کرتے ہیں ان کی
دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ إِذَا خَلْتُمُ الْمَسْجِدَ** اور جو تم مسجد پر
مسیح کرے گا وہ سب پر مسیح نہیں کرے گا، اور اس پر اجماع ہے کہ حرم پر کوئی پٹریا بیٹھ کر اگر اس کی سرے
پر مسیح کیا جائے تو تم میں کافری میں ہوگا، اس کا مفاد یہ ہے کہ جس عضو پر مسیح کرنا ہے اس عضو پر پٹریا رکھ کر مسیح
کیا جائے تو وہ کافری میں ہوگا اسی طرح سر پر ہلکے رکھ کر حمام پر مسیح کیا جائے تو دوسرے کے سر کے کفایت نہیں
کرے گا۔ علامہ خطابی نے کہا اللہ تعالیٰ نے سر پر مسیح کرنے کو فرض کیا ہے اور حمام پر مسیح کرنے کی حدیث
تاویل کی محتمل ہے تو منسل چیز کی وجہ سے یقینی چیز کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ابن منذر نے کہا حضرت ابو جعفر صدیق رضی اللہ عنہ نے عامہ پر مسح کیا حضرت عمر، حضرت انس و حضرت
ابو امامہ کا بھی یہی قول ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوہریرہ سے بھی یہی روایت ہے عمر بن عبد العزیز
حسن، قتادہ، یحییٰ، ابو ثور کا بھی یہی نظریہ ہے۔ اور عروہ، یحییٰ، قاسم، امام شافعی اور
اصحاب طائفتہ رافضیہ نے کہا عامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

ٹوٹی پر مسیح نرانا جائز نہیں ہے اور عورت کے لیے دو پتھر پر مسیح کرنے میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت میں ہے کہ یہ جائز ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبدالرحمان بن عوف کی اقتداء میں نماز پڑھنا

علیہ وسلم کو آنے میں دیر ہو گئی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نماز پڑھائی جب وہ ایک رکعت پڑھا چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں ایک رکعت ان کی اقتداء میں نماز پڑھی اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں افضل کا مفہول کہ امتداد میں غائر پڑھنے کا جو ارباب اندر بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

١٣٢٨
سنة در حاشیه صفحه سابقه علامه دینا بزرگ محمدی احمد علی خلیفی متوفی ۱۳۵۵ هـ، عمدة القاری ج ۳ ص ۹۰ - ۹۱، مطبوعه دار الفکر الشیعة السیرة بنصر

١٣٨٠ هـ. علامه بدر الدین محمود بن احمد یحییٰ خلیفی متوفی ٨٥٥ هـ المدة القاموسی ج ٣ ص ١٠١، مطبوعه اداره الطباعة المستریبه مصر ١٣٨٠ هـ

نے بعض افراد امت کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کو اقل وقت میں پڑھنا افضل سے کیونکہ صحابہ نے نماز کو اقل وقت میں پڑھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد نہیں کیا، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام کو اقل وقت پہنچنے میں تاخیر ہو جائے تو جماعت کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو کھٹے کر دیں اور وہ ان کو نماز پڑھائے۔ بدھ طریقہ ان کو امام کے حسن خلق پر اعتقاد ہو اور یہ کہ امام کو اس سے ایذا نہیں پہنچے گی اور اس سے کوئی فتنہ نہیں اٹکے گا۔ اور اگر ان کو یہ اطمینان نہ ہو کہ امام کو ایذا پہنچے گی تو وہ اقل وقت میں الگ الگ نماز پڑھ لیں پھر اگر ان کو دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنے کا موقع ملے تو ان کے لیے جماعت سے نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یہ حکم صرف نظر اور عشا کی نمازیں ہے کیونکہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل جائز نہیں ہیں اور مغرب کی نماز تین رکعت ہے اور تین رکعت نفل مشروع نہیں ہیں۔ (مسید غفرلہ)

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا نماز پڑھنے کو برقرار رکھنا اور حضرت ابو بکر کا بیچے ہو جانا اس وجہ سے تھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے اور آپ اس لیے آگے نہیں بڑھے کہ قوم کی نماز کی ترتیب میں خلل نہ پڑے اور حضرت ابو بکر کے وقت میں اس طرح نہیں تھا۔ (رواہ قتالی علیہ الصواب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو نماز پڑھاتے رہنے کا اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ آئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کو نماز پڑھاتے رہنے کا اشارہ کیا تو انھوں نے نماز پڑھا دی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے الادب فوق الادب پر عمل کیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے لاصد فوق الادب پر عمل کیا، ان میں افضل حضرت ابو بکر کا مل ہے۔

ملازموں پر مسح کی مدت

شرح ابن ابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازموں پر مسح کرنے کی مدت پوچھی، آپ نے فرمایا، حضرت علی بن ابی طالب کے پاس جائز اور ان سے یہ سنو دریافت کرو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے۔ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتوں کی اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کی مدت مقرر فرمائی۔

بَابُ التَّوَقُّفِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۵۴۷۔ وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ مَعْقِلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيسَى عَنْ قَالٍ قَالَ قَالَ أَنَا التَّوَقُّفُ عَنْ عَمْرٍو
أَبِ قَبِيصٍ التَّمْلِيقِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ
بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ شُرَيْبِ بْنِ هَارِثٍ قَالَ كُنْتُ عَائِشَةَ
أَمْسًا لَهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ
عَلَيْكَ يَا بَنِي آدَمَ طَابَ مَا شَأْنُ فَيَاثُ كَانَ
يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَلَا شَأْنًا أَيْتُمْ
وَكَيْلًا لِيَقُولَ لِلْمَسَافِرِ يَوْمًا وَيَلَّةً لِلْمُقِيمِ كَانَ

كَانَ سَقِيًّا إِذَا ذَكَرَ عَمْرُوَ أَشَىٰ عَلَيْهِ .

۵۴۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَنَا ذَكْوِيَّةُ بَنُو

عَبْدِ قَيْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ قَائِدِ بْنِ أَبِي نَيْسَةَ

عَنِ الْحَكِيمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ .

۵۴۹ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حَزْبِ بَنِي قَالَةَ

مُعَاوِيَةَ عَنِ الرَّعْسِيِّ عَنِ الْحَكِيمِ عَنِ ابْنِ سَلَمَةَ

مُعْتَمِرَةَ عَنْ شَرِيحِ بْنِ حَافِي قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

عَنِ نَتِيجَةِ تَوَلَّى الْحَقَّ بَنِي تَبَتِ بِنْتُ عَدِيَّةَ فَتَأْتِي

أَعْلَمُ بِدَيْكُ وَبِقِي قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

شرح بن ابی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مزدوں پر مسج کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا حضرت علی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اس مسئلہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں حضرت علی کے پاس گیا اور اصولوں نے حسب سابق حکم بیان کیا۔

علامہ یحییٰ بن شریف نووی کہتے ہیں:

مزدوں پر مسج کرنے کی حد کا بیان | اس حدیث میں مجبور فقہاء کے مذہب پر واضح دلالت ہے کہ مزدوں

پر مسج کی مدت مبین سے سب سے تین دن، دو تین رات اور چار دن ایک رات امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور مجبور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ اور تابعین کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسج کر اسے کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے امام شافعی کا بھی یہی قدیم قول ہے اور یہ ضعیف قول ہے۔ انہوں نے ابو حنیفہ کی حدیث سے مدت کو ترک کرنے پر استدلال کیا ہے جس کو امام ابو داؤد نے طائیت کہا ہے اور اس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔

حضرت عائشہ سے جب مزدوں پر مسج کا سوال کیا گیا انہوں نے سائل کو حضرت علی کے پاس بھیج دیا، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جب محدث، مسنی یا عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو وہ اس مسئلہ میں اپنے سے زیادہ عالم کے پاس سائل کو بھیج دے۔ لے

موردے پہننے کے وقت طہارت کا کوئی نہ طریقہ فقہاء کا اختلاف | علامہ دراندہ یحییٰ حنفی کہتے ہیں:

پہننے کے وقت طہارت کا کوئی نہ طریقہ نہیں ہے بلکہ شرط یہ ہے کہ حدیثِ باقی ہوئے سے پہلے طہارت کا نہ ہو اور یہی ہمارا مذہب ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے پیر و مومن سے اور سند سے پہن لیے اور پھر باقی وضو کیا اور اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اس کے لیے مزدوں پر مسج کرنا جائز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کے پیروں میں حدیث کے اصول کرنے سے مانع ہیں اس لیے ممانعت کے وقت کمال طہارت ہونی چاہیے درود و ممانعت کا وقت حدیث کا وقت ہے حتیٰ کہ اس وقت اگر طہارت ناقص ہو تو مزدوں سے حدیث کے لیے نہت بن جائیں گے۔ علامہ یحییٰ فرماتے

ہیں:) طہارت کا دم کے وقت موزے سینے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ موزے پہننے کے وقت طہارت کا دم کا باز شرط ہے یا صحت کے وقت کو ہائے نزدیک صحت کے وقت شرط ہے اور نام شافعی کے نزدیک پہننے کے وقت۔ اور اختلاف کا ثمرہ اس وقت ظاہر ہو گا جب کوئی شخص پہلے بیروں کو دھوئے اور موزے میں سے پھر صحت لاحق ہونے سے پہلے باقی وضو کرے پھر اس کے بعد جب اس کو صحت لاحق ہو تو اس کے لیے موزوں پر کھج کرنا یا اسے نزدیک جائز سے اور نام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ لہ

موزوں پر مسج کرنے کی شرط | جن موزوں پر مسج کیا جائے علامہ شرنوبلی نے ان کی حسب ذیل شرائط بیان کی ہیں
۱۔ موزوں پر مسج کرنے کے لیے موزوں کو تمام جانبوں سے چھپایا ہوا ہو۔ بلکہ ہر قدم گھٹنوں تک چھپایا ہوا ہو۔ (در مختار)

- ۲۔ موزوں کو پہن کر رشتہ تین یا دو میل تک۔ طوطی (پیدا کس مو۔
 - ۳۔ کوئی موزہ قدم کے سامنے کی جانب سے تین ٹیکوں کے روبرو بیٹھا ہوا نہ ہو۔
 - ۴۔ کسی چیز سے اندر سے بیرون موزہ مانگوں سے چھڑا رہے۔
 - ۵۔ جب موزوں پر مسج کیا جائے تو اس کی تری موزے کے جسم تک پہنچے۔
- یہ شرائط چھڑے کے موزوں میں پائی جاتی ہیں سوائے موزوں میں ہیں۔ علامہ شافعی نے لکھا ہے کہ اگر بغیر جوتوں کے اُن کے موزے پہن کر تین یا دو میل سفر کرنا ممکن ہو تو ان پر بھی مسج کرنا جائز ہے۔ تھے ناظرین کے موزے پہن کر بھی اگر بغیر جوتوں کے تین یا دو میل سفر کرنا ممکن ہو تو ان پر بھی مسج کرنا جائز ہو گا لیکن ہر پہ شکل ہے اور اس شرط کے اعتبار سے مرن جوتوں کے موزوں پر ہی مسج ہو سکتا ہے۔ لہ

بَابُ جَوَازِ الصَّنَوَاتِ كَذَبًا يَوْضُوعًا وَ جَدًّا

بَابُ جَوَازِ الصَّنَوَاتِ كَذَبًا يَوْضُوعًا وَ جَدًّا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
سے نام مانیں پڑھیں اور موزوں پر مسج کیا۔ حضرت ابو
نصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضور
کہ آپ نے وہ نام کیا ہے جو اس سے پہلے نہیں
کیا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے یہ کام عمل کیا ہے۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْمٍ عَنْ
أَبِي قَتَادَةَ عَنْ سَعْدَةَ ابْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ وَحْدَةَ بِنْتِ
مُحَمَّدِ بْنِ حَارِثَةَ الْقَطَطِ كَمَا قَالَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي
سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدَةَ عَنْ سَيْدِ
بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ لَيْثَ بْنَ صَالِحٍ سَمِعَهُ يَقُولُ
وَسَمِعَهُ يَقُولُ الصَّنَوَاتِ يَوْمَ بَعَثَ يَوْضُوعًا وَ جَدًّا
صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ فَقَالَ لَمَّا سَمِعْنَا فَقَدْ صَنَعْتَ كَيْفَ
عَلَيْتَ لَوْ كُنْتَ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمَدًا صَنَعْتُ يَا عُمَرُ

- ۱۔ علامہ بدر الدین محمد بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲ مطبوعہ ادارۃ المطابع النیریہ مصر ۱۳۴۸ھ
- ۲۔ علامہ حسن بن عمار بن شریک حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ۔ مراقی الفلاح علی ما مشی الطحاوی ص ۷۷، ۷۸ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ بابی و دار الفکر
- ۳۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شافعی متوفی ۱۳۵۲ھ۔ در المختار ج ۱ ص ۲۴۱-۲۴۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۴۷ھ

علامہ کیلی بن شرف لودھی لکھتے ہیں:

ایک دفترو سے متعدد نائریس پڑھنے کے وسائل

ایک دوسرے سے متعدد مائریں پر حصے کے دلائل

اسی حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب تک افسانے وضو
 نہ ہو وہ متعدد فرائض اور نوافل ایک وضو کے ساتھ پڑھ سکتا ہے بعض علماء نے آیت وضو سے یہ استدلال کیا ہے
 کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو چہرہ ہاتھ
 اور پیر وضو اور سر کا مسح کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بے وضو ہونے کی قید مذکور ہے۔ یعنی جب تم نماز
 پڑھنے کا ارادہ کرو ورنہ حائیکہ تم بے وضو ہو تو چہرہ ہاتھ اور پیر وضو اور سر کا مسح کرو۔ اس باب کی حدیث کے
 علماء جمہور فقہاء کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے:

۱۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرزا کے لیے وضو کرتے تھے اور مجھ ہی سے کوئی شخص جب تک بے وضو نہ ہوتا اس کو وضو نہ کرتے تھے۔

۲۔ امام بخاری نے حمید بن لیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فجر کی نماز پڑھی پھر وضو کیا کے بغیر منسوب کی نماز پڑھی اسی طرح جن احادیث میں صرف اور صرف دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے، اور یوم خندق میں تین نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی عادت ہی اور سفر کے موقع پر نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی عادت ہی۔

سہام بنیاد فوکر کے ناز پر حنا بدستاق مستحب ہے، اس حدیث میں یہ تعزیر کا سب سے کڑی مسئلہ، اللہ علیہ وسلم افضل طریقہ پر عمل کرنے کے لیے ہر ناز کے لیے وضو کرتے تھے اللہ بیان جہاز کے لیے آپ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں۔ نہ

یہاں ہر بلقند دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں
دبندھ ڈالنے کی کراہت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اس وقت تک برتن میں لہو نہ ڈالے جب تک اپنے لہو کو تین بار دھو نہ لے، کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کے لہو میں کھانا گزاری ہے۔

ام سلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے ثابت ہے

بِأَكْرَاهَةِ غَيْرِ الْمُتَوَقِّعِ وَغَيْرِهِ بِدَعْوَةِ تَشْكُوتُ
فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنْفِاقِ قِيلَ عَلَيْهَا ثَلَاثٌ

٥٥١. حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَمَّا سَأَلُوهُ عَنْ قَوْلِ لَا يَشْرِي مِنَ الْمُتَعَدِّ قَوْلَ هَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَضَ
أَحَدُكُمْ مِنْ تَوْبَةٍ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي أَرْضٍ وَحَتَّى
يَغْمِسَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مِنْ نَاسْتَيْدُ؟

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجِيُّ قَالَا

یہ روایت مسلمی نقل تنزیہ کے ساتھ منقول ہے۔

كَأَدْنِيَّةٍ ۚ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَ أَبُو مُعَاوِيَةَ
كَأَدْنِيَّةٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي زُرَيْجٍ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثٍ فِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثٍ وَكَانَ قَالَ
يُرْفَعُ بِمِثْلِهِ .

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے
مسب سابق یہ روایت منقول ہے۔

۵۵۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي ثَيْبَةَ وَغَيْرِ النَّاقِدِ
وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي كَالُوٍّ عَنْ سَنِيَّةَ بْنِ عُمَيْرَةَ عَنْ
الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا كُنَيْسٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رُوَيْحٍ
قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَسْأَلُكَ عَنْ الرَّهْبِيِّ عَنْ
بْنِ الْمُسَلَّبِ كَلَامَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی
شخص بیدار ہو تو روپانی کے برتن میں اہل تہذیب سے
پہلے اپنے ہاتھ کو تین بار دھو لے اس لیے کہ وہ نہیں
جانتا کہ عیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں رہا ہے۔

۵۵۴- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
بْنَ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ جَابِرِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَضَ أَحَدُكُمْ فَيُغْفِرُ عَلَى
يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يَنْتَهِىَ يَدَيْهِ إِلَى رَأْسِهِ
فَأَنَّهُ لَا يَدْرِي لِمَ بَاتَتْ يَدُهُ .

اسم فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
وہ اگر اسانید کے ساتھ جوامع و محدثین میں ان میں صرف
دھو لے کا تذکرہ ہے میں بار دھو لے کا ذکر نہیں
کرتا۔

۵۵۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ كُنْتُ مِمَّنْ
يَعْنِي الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الْيَزِيدِ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ
عَنْ هَكَّامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا
أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعْمَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نَعْلَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَسْأَلُكَ
عَنْ هَتَامِ بْنِ مَيْمَنَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۚ وَحَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَكْرِ ۚ وَحَدَّثَنَا
الْحُلَوَائِيُّ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا سَأَلْنَا عَبْدَ الزُّهْرِيِّ قَالَا
جَمِيعًا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ
مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَرْثَدَةَ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ

أَيُّهَا زَيْدٌ فِي رَدِّ يَتِيمٍ جَمِيعًا عَنْ بَشِيرٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَبَرِ بِمَنْ كَلَّمَهُ يَقُولُ حَقٌّ
يَفْسِدُهَا قَدْ يَقُولُ وَجَدْتُكُمْ كَذِبًا إِذَا مَا قَدْ مَنَّا
مِنْ رَوَايَةِ خَارِجَةِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَيْضًا سَلَمَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ
ابْنِ شُعْبَةَ وَأَيْضًا صَاحِبُ رِزِينَ قَاتِلُ خَدِيجَةَ
وَكُلُّهُ الشَّكْلُثُ .

علامہ یحییٰ بن شریف نووی لکھتے ہیں:

- باب مذکور سے استنباط شدہ مسائل** | ام شامی اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوئے والا نہیں جانتا لاکھ ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے" اس کا معنی یہ ہے کہ بل جہاز پتھروں سے استنجا کرتے تھے ورنہ کے شہروں میں بہت گرمی ہوتی تھی اور جب وہ سورتے تو پسینہ آتا تھا، اور سوئے واسے کو یہ غصہ ہوتا تھا کہ سوئے وقت اس کا ہاتھ استنجا کی جگہ لگا ہو گا اور گیل نہجاست اس کے ہاتھ پر لگی ہوگی اس لیے اس حدیث سے حسب ذیل مسائل استنباط ہوتے ہیں:
- ۱۔ جب قیل پانی زچودہ وددہ سے کم ہوں میں مٹوڑی سی نہجاست بھی گر جائے تو وہ پانی نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ نہجاست سیا یا لکے رنگ، جو کہ زائقہ کو تبدیل نہ کرے۔
 - ۲۔ کس نجس چیز کو پاک کرنے کے لیے سات بار دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ تیس بار دھونے سے وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔
 - ۳۔ جس چیز میں نہجاست کا دھم موراں کو بھی دھونا مستحب ہے۔
 - ۴۔ عادت میں اعتباط پر عمل کرنا مستحب ہے۔
 - ۵۔ جن چیزوں کا مرقہ ذکر کرنا ہے حیال مرن کا نہ یہ سے ذکر کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہو سکتا ہے نیند میں اس کا ہاتھ ذکر کرے یا دیر در رگہ ہو بلکہ یہ فرمایا وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری! طے
- اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ کثیرانی کے لیے تقیتین (دو گھڑے کی مقدار پانی) سیار نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلق ہاتھ دھونے کا حکم دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اگر پانی تقیتین سے کم ہو تو پھر ہاتھ دھونا۔

کتنے کے جھوٹے کا حکم

بَابُ حُكْمِ دُلوَرِ الْكَلْبِ

۵۵۶۔ وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ اسْتَدْرَجَنِي قَالَ قَالَ مَا عَلَيُّ بْنُ مُسَيْبٍ قَالَ نَأَى عَنْكُمْ عَنْ أَبِي تَرِيْبٍ وَابْنِ صَابِغٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ فِي إِيَّائِ وَأَحَدٍ كُمْ فَنِيْرَقَهُ شَرٌّ لِيَعْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس برتن کو الٹ دو اور اس کو سات مرتبہ دھوؤ۔

۵۵۷۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ فِي إِيَّائِ وَأَحَدٍ كُمْ فَنِيْرَقَهُ شَرٌّ لِيَعْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ .

اہم مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اس طرح منقول ہے لیکن اس میں برتن کو لٹنے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ فِي إِيَّائِ وَأَحَدٍ كُمْ فَنِيْرَقَهُ شَرٌّ لِيَعْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک شخص کے برتن میں سے کتا یا ناپی سے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھوؤ۔

۵۵۹۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ أَبِي زُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مُرَاتٍ وَأَحَدٍ كُمْ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ أَنْ يَغْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ وَلَا تَرَى بِالْكَرْبِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور پھر پہلی بار اس سے صاف کرو۔

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ أَبِي زُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مُرَاتٍ وَأَحَدٍ كُمْ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ أَنْ يَغْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث بیان کیں، ان میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھوؤ۔

۵۶۱۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مُرَاتٍ وَأَحَدٍ كُمْ إِذَا دَلَعْتَ الْكَلْبُ أَنْ يَغْلِيْلَهُ سَبْعَةَ مَرَّاتٍ .

حضرت عبد اللہ بن محمد بن غفل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا، پھر انہیں کتوں کے قتل کرنے سے

کیا ہے گا بہر شکار کے لیے اور مولیوں کی خط کے لیے کئے رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا جب کتاب برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ اس کو مٹا سے دھوؤ۔

وَسَلَّمَ بِقَشِيلِ الْخِصْلِ بِشَمِّهِ قَالَ
مَا تَأْتِيهِمْ وَبَالَ الْبُكَالِ بِشَمِّهِمْ وَكَتَبَ الْعَبْدُ
وَكَلَبَ الْعَبْدُ قَالَ إِذَا دَلَّكَ الْكَلْبُ فِي الْإِسَاءِ
فَاغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ بِغَيْرِ دُحْلٍ لَشَامِنَةٍ
بِالْمُغْرَابِ

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں آپ نے شکار کرنے مولیوں کی حفاظت اور کھیتوں کی حفاظت کے لیے کتوں کے رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

۵۶۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ
كَانَ يَدْعُو ابْنَ الْحَارِثِ وَوَسَّادُ بْنُ مُعْتَدٍ بَيْنَ
حَاثِرٍ قَالَ نَايَحِي بْنُ سَعِيدٍ وَوَحَدْتُ مُعْتَدٍ
بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَايَحِي بْنُ سَعِيدٍ كَلْبُهُ عَنْ شُعْبَةَ
بِإِسَاءِ الْإِسَاءِ بِمَنْطِقِهِمْ قِيلَ إِنَّهُ يَدْعُو يَتِيحِي
سَعِيدٍ مِنَ الْإِسَاءِ وَوَحَدْتُ فِي كَلْبِ الْفَقْمِ وَالْعَبْدُ
الْوَلِيدُ وَالْيَسَّارُ وَكَرَّ لَوْنًا فِي الْإِسَاءِ يَتِيحِي

کتے کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے کے متعلق اسے ثلاثہ کا نظریہ ہے علامہ عینی بن شرف نووی شافعی

اس باب کی احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے وہ نجس ہو جاتا ہے اور اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے یہ ہمارا فقہار شافعی امام مالک امام احمد اور مجاہد فقہاء کا مسلک ہے امام ابو حنیفہ نے کہا اس برتن کو تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

علامہ دمشقی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضي عياض مالكي نے کہا سارے نزدیک دوسرے جانوروں کی طرح کتا بھی طاهر ہے اور اس کے جھوٹے برتن کو دھونے کا حکم تعبدی ہے امام شافعی امام ابو حنیفہ عبد الملک اور حنفیوں نے یہ کہا کہ کتا نجس ہے مگر لام حنیفہ نے یہ کہا کہ اس کے جھوٹے برتن کو سات دفعہ دھونا مستحب نہیں ہے بلکہ برتن کو صاف کرنا ضروری ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین بار دھونا ضروری ہے۔ (مسجدی وغیرہ)

تمامی ابن العربی نے لکھا ہے کہ حنفیوں نے کہا ہے کہ کتا نجس نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

کتے اور خنزیر کے جھوٹے برتن کے متعلق بالاتفاق مذہب یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے ان میں سے پہلی بار منہ سے دھویا جائے اور یہی امام شافعی کا قول ہے اور امام احمد سے ایک یہ روایت

۱۔ علامہ عینی بن شرف نووی شافعی متوفی ۹۷۶ھ مترجم مسلم ج ۱ ص ۱۱۳ مطبوعہ دار محمد الفکر المطابع کراچی ۱۳۵۰ھ
۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن حنفیہ دمشقی ابی مالکی متوفی ۵۴۸ھ اکال اکال ص ۲ ص ۵۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ اس کو آٹھ مرتبہ دھونا واجب ہے اور پہلی بار مٹی سے دھویا جائے لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے نہ کہتے کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے کے متعلق امام ابو حنیفہ کا نظریہ | علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: فقہاء احناف کہتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کے وجوب کے قائل ہیں نہ پہلی بار مٹی کے ساتھ صاف کرنے کے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے کہتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کی روایت کی ہے انہی سے کہتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کی قرآن اور فقہاء روایت سب مرفوعہ بھی اور موقوفہ بھی ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ امام دارقطنی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جنہوں نے کہا جب کتنی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی چیز کو گرا دے یا اس برتن کو عین بار دھو، شیخ تفتی الحدین نے مدام میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲۔ امام ابن عدی نے کمال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتنی تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی چیز کو گرا دو۔ اور اس کو تین مرتبہ دھو۔ اس حدیث کی سند پر جرح کی گئی ہے اور علامہ عینی نے اس کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

امام طحاوی نے کہا ہے کہ سند صحیح کے ساتھ یہ مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیتے تھے جیسا کہ دارقطنی کی روایت میں ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ سات مرتبہ دھونے کی روایت منسوخ ہو گئی کیونکہ سات مرتبہ دھونے کی روایت کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں اور راوی جب کسی حدیث کے خلاف مل کرے یا اس کے خلاف فتویٰ دے تو پھر یہ روایت حجت نہیں ہے کیونکہ محال ہے کہ یہ باہر نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم نہ اور اس کے خلاف مل کرے یا اس کے خلاف فتویٰ دے اس سے اس کی عدالت سا قطع ہو جائے گی اور ہمیں حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں ہے اس لیے مانتا ہوں کہ سات مرتبہ دھونے کی روایت ان کے نزدیک منسوخ ہو چکی تھی۔

بَابُ التَّهْنِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

۵۶۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُعْتَمِدُ بْنُ رُمَيْحٍ قَالَا إِنَّا نَلْبِثُ ۛ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَأْتِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ حَابِطٍ عَنْ زُثَيْلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِي أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

حضرت ہابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع شدہ پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ علامہ مفتی عبد اللہ بن محمد بن قدامہ صلیب متروکی ۴۹۷ھ، الفتا ج ۱ ص ۴۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متروکی ۵۸۵ھ، ج ۳ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الطہارۃ النیرہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۵۶۴- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ رَجَعْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ لَكَ أَحَدٌ كَفَرِي إِلَّا كَرِهَ اللَّهُ لَكَ أَتَمَّ شَعْرٍ يَغْتَسِلُ فِيهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ہرگز شہرے ہوئے (ساکن) پانی میں پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرنے لگے۔

۵۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَجَوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ شَرِبَ مِنْ مَاءِ نَارٍ فَإِنَّهُ يَأْكُلُ مِنْ ثَمَرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پانی جاری نہ ہو اور شہرے ہوئے (ساکن) پانی میں کوئی پیشاب نہ کرے اور اس کے بعد اس میں شرب کرے یا نہ کرے۔

حدیث نمبر ۵۶۴ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شہرے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

علامہ بدر الدین علی بن حنفی کہتے ہیں۔

ہمارے اصحاب (مفتاح احیاء) نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جمع شدہ پانی جو کسی شے کے برابر نہ ہو جب اس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ پانی قلیل ہو یا کثیر اور یہ قلیتین (دو گھڑے) کی مقدار حال نجاست ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث قلیل سے اور یہ اپنے اطلاق سے قلیل کثیر قلیتین اور اس سے زیادہ کو شامل ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ قلیتین کی مقدار حال نجاست نہیں ہوتی تو اس صافیت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا علاوہ ازب یہ حدیث قلیتین کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے کہا ہے کہ ہماری دلیل حدیث قلیتین اور بشریہ حدیث ہے اور یہ دونوں حدیثیں احیاء کے مذاہب کے خلاف نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہیں ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ہمارے مذاہب کے خلاف ہیں یہی حدیث قلیتین تو سرخند کہ بعض محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن وہ متنازعہ اور مضطرب ہے، اور قلیل (گھڑے) کی نفسہ مجہولۃ المقدار ہے اور جو حدیث بالاتفاق صحیح ہو اس پر عمل کرنا زیادہ قریب اور زیادہ قوی ہے اور یہی بشریہ حدیث ہے کہ حدیث تو ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ اس کو نبی کا پانی جاری تھا۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہماری حدیث ہر قسم کے پانی کو شامل اور عام ہے اور ہماری حدیث قلیتین کے ساتھ تھا تو اس سے اور خاص کا عام پر مقدم کرنا متعین ہے بلکہ تہا سے ہے یہی اس حدیث کی تخصیص کرنا ضروری ہے کیونکہ تم کثیر پانی اس کہتے ہو جو دو درود سے زیادہ ہو، اور جب تخصیص کرنا ضروری ہے تو اسے کہ یہ نسبت حد

سے تخصیص کرنا اولیٰ ہے۔ اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ خاص کو عام پر مقدم کرنا مستحب ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اصل میں عام خاص پر مقدم ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے "میں سے جو بھی پیدا ہو جائے" ماحصل ہو اس میں عشر ہے، یہ حدیث عام ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ اس خاص حدیث پر مقدم ہے پانچ دفعہ سے کم میں صدقہ نہیں ہے یہ باقی رہا یہ کہنا کہ حدیث سے تخصیص کرنا اس نے سے تخصیص کرنے سے اولیٰ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے بشرطیکہ وہ حدیث اجماع کی مخالفت نہ ہو، درحقیقت کی حدیث خبر واحد سے اجماع صحابہ کے مخالفت سے کیونکہ چارہ زمزم میں ایک حبشی مگر گیا تو حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر نے یہ فتویٰ دیا کہ کنز کا تمام پانی نکال دیا جائے حالانکہ اس حبشی کا پانی میں کوئی اثر نہ تھا اور کنز پانی قلعین سے زیادہ تھا اور اس فتویٰ کا صحابہ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا اس لیے یہ اجماع ہو گیا اور بعد ازاں جب اجماع کے مخالفت ہو تو مقبول نہیں ہوتی، اور علی بن مدینی نے کہا کہ یہ حدیث ہی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور ان کا قول جنت سے، اور امام ابو داؤد نے کہلے کہ پانی کے اندازہ کے مستحق فریقین میں سے کسی کی حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، صاحب بدائع نے کہا ہے کہ اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے دلائل سمیعہ کو چھوڑ کر دلائل حسیہ کی طرف رجوع کیا ہے۔

جمع شدہ پانی کے مستحق باب مذکور کی یہ حدیث عام ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کی تخصیص ضروری ہے، اس لیے پانی سے مراد وہ بڑا تاناب ہے جس کی ایک طرف کو حرکت دی جائے تو اس کی دوسری طرف حرکت نہیں کرتی اور وہ وہ درود ہے، یا اس کی تخصیص قلعین سے ہوگی جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے یا اس کی تخصیص ان عمومی دلائل سے ہوگی جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جب تک پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف نجاست سے متغیر نہ ہو وہ پانی پاک ہے، جیسا کہ امام مالک کا مذہب ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الزَّائِدِ جمع شدہ پانی کے اندر غسل کرنے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہایت کی حالت میں اجس پر غسل فرض ہو، جمع شدہ پانی کے اندر غسل نہ کرے کسی شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا پھر وہ شخص کس طرح غسل کرے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ وہ کسی چیز سے پانی لے اور باہر بیٹھ کر غسل کرے۔

۵۶۶۔ وَحَدَّثَنِي هُرْدُثُ بْنُ سَعْدٍ - يَابُوتَا
الطَّاهِرُ، وَاسْتَمَدْتُ بْنُ عِيْسَى جَمْعُ عَنْ أَبِي وَهَبٍ
قَالَ هُرْدُثُ بْنُ كَثَّانٍ وَهَبٌ قَالَ سَمِعْتُ فِي عَمْرٍو دُونَ
الْحَدِيثِ عَنْ يَكْبُثِ بْنِ الزَّهَرِيِّ أَنَّ سَائِمَ بْنَ
عَمْرٍو حَدَّثَنَا بِرُّنٌ زُهْرَةَ حَدَّثَنَا أَنَّ سَمِيْعَةَ بْنَ هُرَيْرَةَ
يَقُولُ قَالَ نَسُوْلُ لِمَا صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ
لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ لَدَى سَمِيْعٍ وَهُوَ جَمْعٌ
فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَتَّكَأُ لَدَى

تَمَّ وَتَلَّ

بَابُ دُجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنْ
اِتِّجَاسَاتٍ اِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ
وَاَنَّ الْاَدْحَنَ يَطْهَرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ
حَاجَةٍ اِلَى حَقْرِهَا

۵۶۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا
هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ قَالَتْ كُنْتُ اَعْرِضُ
بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَأَيْتُ نَعْمَ لِقَوْمٍ قَعَتُ
وَسُئِلُوا اَللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَعَاؤُهُ
وَلَا تَذَرُهُمْ قَالَتْ هَلُمَّ قَوْمٌ دَعَا يَدُ بَرٍّ مِنْ قَوْمٍ
فَصَبَّحَتْ عَلَيْهِمْ .

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ
سَعِيدَ الْقَطَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ عَنْهُ
وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَكُثَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ
جَمِيعًا عَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى
ابْنَ اَسْبَدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبِي ذَرٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ
سَعِيدَ ابْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ قَالَتْ كُنْتُ اَعْرِضُ
بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَأَيْتُ نَعْمَ لِقَوْمٍ قَعَتُ
وَسُئِلُوا اَللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَعَاؤُهُ
وَلَا تَذَرُهُمْ قَالَتْ هَلُمَّ قَوْمٌ دَعَا يَدُ بَرٍّ مِنْ قَوْمٍ
فَصَبَّحَتْ عَلَيْهِمْ .

۵۶۹۔ اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْنِ اَبِي اَسْبَدٍ رَضِيَ عَنْهُ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ قَالَتْ كُنْتُ
اَعْرِضُ بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَأَيْتُ نَعْمَ لِقَوْمٍ
قَعَتُ وَسُئِلُوا اَللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
دَعَاؤُهُ وَلَا تَذَرُهُمْ قَالَتْ هَلُمَّ قَوْمٌ دَعَا يَدُ
بَرٍّ مِنْ قَوْمٍ فَصَبَّحَتْ عَلَيْهِمْ .

جب مسجد پیشاب یا دیگر نجاستوں سے ملوث
ہو جائے تو اس کے دھونے کا وجوب اور
طہارت کے لیے پانی سے دھونے کا
کافی ہونا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں آکر پیشاب کر دیا
صحابہ میں سے بعض اس کو منع کرنے کے لیے اٹھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پیشاب
کرنے سے مت روکو اور جب وہ دیہاتی پیشاب
کر چکا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس ڈول
پر قال ہوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ ایک دیہاتی مسجد کے ایک کونہ میں آکر کھڑا ہوا
پیشاب کرنے لگا تھا کہ اس نے اس کو اٹھا کر روک
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت
روکے رو جب وہ پیشاب کر چکا تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول منگا کر وہ ٹکڑا دھوا دی۔

۵۷۰۔ اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْنِ اَبِي اَسْبَدٍ رَضِيَ عَنْهُ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ قَالَتْ كُنْتُ
اَعْرِضُ بِالنَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَأَيْتُ نَعْمَ لِقَوْمٍ
قَعَتُ وَسُئِلُوا اَللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
دَعَاؤُهُ وَلَا تَذَرُهُمْ قَالَتْ هَلُمَّ قَوْمٌ دَعَا يَدُ
بَرٍّ مِنْ قَوْمٍ فَصَبَّحَتْ عَلَيْهِمْ .

۵۶۹۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَنَا
عُمَرُ بْنُ يُوسُفَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ
كَانَانَ الشَّامِيَّ عَنْ أَبِي صَلَاحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ
مَالِكٍ وَهُوَ عَنْهُ إِسْحَقُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ
جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَهْلُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
تَرَى مُؤَدَّاهُ وَمُؤَدَّاهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَقَرَاتِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَغَاةُ
فَقَالَ لِمَنْ لَاحِظٌ هَذَا الْمَتَّحِدُ كَقَضَاةٍ يَشْنُو مَنْ
هَذَا لِيُؤَدَّاهُ وَلَا الْعَدَاةَ بَيْنَهُمَا هِيَ بَدِئُ اللَّهِ وَ
الْمَقْلُوبَةُ وَفَرَّ آتَاةُ الْفَرَارِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا هُوَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَجَاءُ بِدِينِهِمْ مَاءً فَشَنَّهُ سَكِينَهُ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں
بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور اس
نے ٹھہرے ہوئے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا ٹھہر جا بھٹہر
جا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پیشاب
کرنے سے مت روکو، اس کو پیشاب کرنے دو۔
صحابہ کرام نے اس کو چھوڑ دیا جب اس نے پیشاب
کرنا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
اسیٹے یاں بلایا اور ارشاد فرمایا کہ یہاں پیشاب اور دیگر
نہایت سے آلودہ کرنے کے لائق ہیں یہ اللہ
یاک کے ذکر اور نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے
ہیں، پھر صحابہ میں سے ایک آدمی کو یاں کا ڈول ملنے
کا حکم دیا وہ شخص پانی کے ڈول کو لایا اور اس نے اس
پر پانی بہایا۔

زمین سے نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کے پاک ہونے کا بیان | حدیث نمبر ۵۶۹ میں
میں اگر پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرام اس کو مشا کرنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میناب کہنے
سے نہ روکو، پھر آپ نے یاں کا ایک ڈول منہ سے اس تک ڈال دیا۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام شافعی نے یہ کہہ سے کہ زمین پر کوئی نجاست لگ جائے تو اگر اس پر پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو
جائے اور بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ زمین پر جب نجاست لگ جائے اور وہ
دھوپ یا ہوا سے خشک ہو جائے تو وہ زمین پاک نہیں ہوتی، یہ استدلال بھی صحیح نہیں ہے کہ نہ حدیث میں
پانی کا ذکر اس لیے ہے کہ مسجد کو پاک کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے ورنہ زمین کو خشک ہونے کے لیے
چھوڑنے سے اس واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی ہے۔

مساجد میں دیباہی کاموں اور سونے کا حکم | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مساجد میری اللہ تعالیٰ کے ذرا
نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

لفظ ذکر عام ہے، یہ قرآن مجید کی تلاوت، علم دینی کے پڑھنے اور لوگوں کو وعظ کرنے کو شامل ہے۔ اور نماز بھی عام ہے، نیز انھیں اور نوافل و فرائض کو شامل ہے۔ بین نوافل کو گھر میں پڑھنا افضل ہے، اس کے علاوہ مسجد میں دنیاوی کام یا تہنہ، بغیر قیمت و شکاف کے مسجد میں بیٹھنا، اور دنیاوی امور میں مشغول ہونا امام شافعی کے نزدیک مباح نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ مسجد میں عبادت کے لیے بیٹھنا، یا علوم دینیہ پڑھنے کے لیے یا درس اہل وعظ سننے کے لیے یا نازکے تنہا کے لیے اور اس طرح کی دیگر عبادت کے لیے۔ بیٹھا کتب سے اور اس پر خواب سے، اور ان کے علاوہ باقی کاموں کے لیے مسجد میں بیٹھنا مباح ہے لیکن ان کا تنگ دل ہے۔ مسجد میں سونے کے متعلق امام شافعی کی تصریح ہے کہ یہ جائز ہے اور امام ابن مقفر نے کہا کہ ابن السیہا میں، علامہ اور امام شافعی نے مسجد میں سونے کی نصحت دی ہے، اور حضرت ابن عباس نے کہا مسجد میں سونے کی جگہ نہ بناؤ اور ان سے جب حدیث یہ بھی ہے کہ مسجد میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابو زانی نے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے، امام مالک سے کہا سافروں کے لیے مسجد میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام عقیلم سے ہے میں اس کو درست نہیں سمجھتا، امام احمد نے کہا اگر مسافر یا اس کی طرح کوئی شخص جو تر مسجد میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر وہاں عادت و سیر و عادت کے سونے کو سوں بنا یا ہائے قریہ جائز نہیں ہے، وہ بھی اسحاق کا قول ہے بغیر کسی نے کہا جو فقہاء مسجد میں سونے کی اجازت دیتے ہیں، وہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت ابن عمر اور اہل الصنف رضی اللہ عنہم، اور والی طورت، حریزہ، ثمامہ بن ثمالی اور صفوان بن امیہ کے مسجد میں سونے سے استدلال کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ مشہورہ میں ان کے سونے کا ذکر ہے۔

(مصنف کی رائے یہ ہے کہ اس سلسلہ میں امام احمد کا قول صحیح ہے، کیونکہ اہل حدیث میں جن حضرات کے سونے کا ذکر ہے ان کا کبھی کبھی سنا تا جوت ہے، ان لوگوں نے مسجد کو سونے کا اٹھ نہیں بنایا تھا۔) حدیث مذکور سے بعض دیگر استنباط شدہ مسائل | اس حدیث سے مستط بر سے واسے بعض دیگر مسائل کے تفصیل ہے۔

- ۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سعقت کرنی چاہیے۔
- ۲۔ صحابہ کرام کا بھی صنفی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اطاعتی کرنا کرنے کے لیے آپ سے پوچھے بغیر مٹنا، آپ پر سبقت نہیں تھا کہ کوئی شایع علیہ السلام کی طرف سے ان کو برائی کرنا سے کی عام اجازت تھی اور اب تک اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔
- ۳۔ اس حدیث میں، اصون یطہین پر عمل ہے، مسجد کی منیاب سے نجس کرنا بھی ایک بلا ہے اور کسی شخص کا پیشاب منقطع کر دینا جس میں اس کے چار ہونے کا خدشہ ہو اس سے بڑی ملامت ہے، اس سے بڑی ملامت کے مقابلہ میں چھوٹی ملامت کو برداشت کرنے کا حکم دیا اور پیشاب سے کھنکھانے کا انتظار کی بجائے مسجد کو دھوئے کا حکم

دیانتا کو فری اور قوی طہارت حاصل ہو۔

- ۴۔ جاہل شخص کو آسانی کے ساتھ احکام کی تعلیم دینی چاہیے اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔
- ۵۔ مانع کے زوال کے بعد ازالہ قساویں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ جیسے ہی اعرابی پیشاب سے غارغ ہو آپ نے مسجد کے دھونے کا حکم دیا۔ ۱۵
- ۶۔ مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے، البتہ وضو کے لیے مسجد میں کوئی ملک جگہ بنالی جائے تو صحیح ہے۔
- ۷۔ مسجد میں جانوروں، پاگلوں اور ناکھ پچوں کا بغیر کسی اہم مقصد کے داخل کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان کی وجہ سے مسجد کی پاکیزگی کا برقرار رہنا مشکل ہے، البتہ یہ حرام نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا ہے۔ حدیث کا یہ فعل بیان جواز اور حصول اقدار کے لیے تھا۔
- ۸۔ مسجد میں نجاست کو داخل کرنا حرام ہے اور جس شخص کے بدن پر نجاست ہو اور اس نجاست سے مسجد کے منکوث ہونے کا اندشہ ہو اس کا مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے اور مسجد میں بغیر کسی برتن کے قصد لگانا حرام ہے اور برتن میں قصد لگانا مکروہ ہے۔ (چونکہ مسجد میں جنازہ کو داخل کرنے سے مسجد کے منکوث بالنجاست ہونے کا اندشہ ہے اسی لیے فقہاء حنفیہ نے مسجد میں جنازہ رکھنے کو مکرون کہہ دیا البتہ جنازہ مسجد سے باہر مرتو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کرامت جائز ہے اس کی تفصیل کے لیے تہرہ صحیح مسلم جلد ثانی کا مسمیہ ملاحظہ فرمائیں۔ مسجد کی صفحہ ۱۵۰)
- ۹۔ مسجد میں بیٹنا، پیر پھینا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا بازو سے کہنہ لکھنا نامہ امر و عادیث صحیحہ مشہورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے ثابت ہیں۔
- ۱۰۔ مسجد کو نجاست، گندہل چیزوں، متکانک، متحرک وغیرہ اور تکلیف دہ چیزوں مثلاً کھٹے، شیشے کے ٹکڑوں وغیرہ سے پاک اور صاف رکھنا چاہیے، بلند آواز سے باتیں کرنے، غریب و فخر خست اور دھوکہ دینا دینی کاموں سے مسجد کو بچانا چاہیے۔ ۱۶

بَابُ حُكْمِ بَوَالِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَ كَيْفِيَّةِ غَسِّهِ

شیر خوار بچے کے پیشاب آلود کپڑے کو دھونے کا حکم

۵۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ بْنُ حَاشِيَةَ وَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ بَالَ فِي ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبِي فَغَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا غَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا وَ مَنْ بَالَ فِي ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبِي فَغَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا غَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا وَ مَنْ بَالَ فِي ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبِي فَغَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا غَسَّاهُ غَسًّا وَاحِدًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے کپڑے میں پیشاب کرے اسے ایک بار دھو کر لے آئے۔

۱۵۔ غار پر ابوالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۲۷، مطبوعہ دارۃ الشیامہ السیریہ مصر ۱۳۲۸ھ

۱۶۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، نہج مسیح ج ۱ ص ۲۹، مطبوعہ دارالاحیاء، مصر ۱۳۵۲ھ

عَلَيْهِمْ وَيُحْيِيهِمْ فَرْقِي بَيْنِي قَبْلَ عَمِيٍّ فَدَعَا
بِحَايَةٍ قَاتِلَتِ بَنُوهُ وَلَهُ يَفْضِلُهُ .

کوئی چیز جبار دیتے، ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک
بچہ لایا جس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔
آپ نے پانی منگا کر کپڑوں پر بہایا اور دوسرے میں
نریادہ مبالغہ سے کام نہیں لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک
شیر عرابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا
گیا، اس نے آپ کی گردن میں پیشاب کر دیا، آپ نے
پانی منگا کر اس جگہ بہا دیا۔

۵۷۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ
عَقْنٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُرِيَ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضِي يَدَهُ مِمَّا قَبْلَ
فَرْجِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَغَسَّاهُ عَلَيْهِ .

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ صوب
سابق حدیث بیان کی ہے۔

۵۷۲۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ
عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ عَنْ هَذَا الرَّسُولِ وَفِيهِ حَدِيثُ
أَبِي نُعَيْمٍ .

امام ترمذی نے اس بیان میں بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسا بچہ سے کر
تے ہیں جس نے ابھی کھانا کھا کر شروع نہیں کیا تھا، انہوں
نے اس بچہ کو آپ کی گردن میں بٹھا دیا اور اس نے آپ
کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے اس جگہ پانی
بہا دیا۔

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْوَلَدِ عَنْ
قَالَ أَمَّا النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ شِئْنَا بِهِ عَنْ مُحَمَّدٍ ابْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي قُرَيْشٍ بِسَمْعٍ مَعْصُومٍ أَنَّ النَّبِيَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيَنَّهُ
كَرْبَاكُلِ الْفَقَاءِ فَيُصَلِّيهُ فِي جَنْبِهِ وَكَانَ كَذَلِكَ
يَكُونُ عَلَى أَنْ يَفْضَلَ بِالنَّارِ .

امام مسلم نے اسی سند کے ساتھ ایک اور حدیث
بیان کی جس میں یہ اغلاط ہیں کہ آپ نے پانی منگا کر کپڑوں
پر بہا دیا۔

۵۷۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَآلُهُ بِغَيْرِ
أَفِي كُتَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا
عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مِلَّةٍ الْأَوْسَاءِ وَكَانَ
قَدَعًا بِمَاءٍ فَغَسَّاهُ .

غالبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ام تیس بنت محسن
حضرت عائشہ بنت محسن کی بہن تھیں جو عرواسد بن عزمیہ
سے ملکر رکھتے تھے اور یہ ان سرور قلوب میں سے تھیں
جو سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ تھیں، اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ

۵۷۵۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ
أَبِي وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ
ابْنُ عُبَيْدَةَ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ مَرْثُومٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ
وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيَنَّهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ
عُقَيْبَةَ ابْنُ مَعْصُومٍ أَخْبَرَنِي أَبُو اسِيدٍ ابْنُ حَرْثِيَّةٍ

قَالَ أَحَبُّ شَيْءٍ آتَى اللَّهُ دُورَهُ سَمَوَاتٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلْغِيَنَّ يَأْكُلُ الْطَعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَحَبُّ شَيْءٍ آتَى اللَّهُ دُورَهُ بَأَلٍ فِي يَعْبُودُ شَوْلٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَمَّحَ عَلَى شَوْلٍ وَتَوَفَّيْتُهُ عَسَلًا

کم سن بچہ کو ملے گئیں جو ابھی کھانے کی عمر نہیں پہنچا تھا۔ سن بچے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرد میں پیشاب کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی منگائی اس کپڑے پر چا دیا، البتہ اس کو نہ یاد رکھیں کہ اس سے نہیں دھویا۔

شیر خوار بچے کے پیشاب و کپڑے کو دھونے کے حکم میں مذاہب فقہاء اور دیگر مسائل۔

- ۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نورسی اس حدیث سے استنباط شدہ مسائل کے بیان میں لکھتے ہیں:
- ۲۔ زبور و بچے کو بیک اور بزرگ لوگوں کی گرد میں رسول برکت کے لیے دینا پڑیے۔
- ۳۔ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور دھونا۔
- ۴۔ صاحبین اور اہل فضل سے برکت حاصل کرنا۔
- ۵۔ تواضع اور انکسار سے کام لینا اور لوگوں سے دل جل کر رہنا۔
- ۶۔ کھجور یا اس جیسی کسی چیز کو چبا کر بچے کے منہ میں بہ طور گھسنی کے دینا۔
- ۷۔ شیر خوار بچہ کا پیشاب بالاتفاق نجس ہے اور داؤد غامری کے سوا کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔
- ۸۔ فقہاء شافعیہ نے شیر خوار بچہ اور بچی کے پیشاب و کپڑے میں فرق کیا ہے اور ان کا مختار قول یہ ہے کہ بچے کے پیشاب آلود کپڑے پر بانی چھڑکن کافی ہے اور بچی کے پیشاب آلود کپڑے کو دھونا واجب ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عطارد بن ابی رہب، حسن بصری، امام احمد بن حنبل، ربیع بن راجوہ کا یہی مسلک ہے، معتقدین اصحاب اکھینہ ابن رجب مالکی اور امام ابو حنیفہ سے بھی ایک ہی روایت ہے۔
- ۹۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور فقہاء کو نہ ۳ مسلک ہے کہ شیر خوار بچہ جو با بچتی دوزں کے پیشاب آلود کپڑوں کو دھونا واجب ہے۔
- ۱۰۔ علامہ بدر الدین عینی سختی لکھتے ہیں:

فقہاء شافعیہ کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں بچہ کے پیشاب آلود کپڑے کو دھونے کے لیے "فطیح" کا لفظ آیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فطیح کا معنی پانی حیر و کلب ہے، ہم کہتے ہیں کہ ان احادیث میں فطیح کا معنی دھونا ہے اور فطیح کے معنی میں مستعمل ہونے پر یہ دلیل ہے کہ امام مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے مذی بہت آتی تھی، میں نے اس کے متعلق

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں حیا محسوس کی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میر سے نکاح میں تھیں۔ جس نے حضرت مقداد بن اسود سے کہا وہ سوال کریں انہوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے ذکر کو دھوئے اور دھو کرے۔ اور امام ابو داؤد نے حضرت مقداد بن اسود سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے مجھ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کروں کہ ایک شخص اپنی اہلیہ کے قریب جائے اور اس کی مذکورہ عمل کرنے تو اس کے لیے کیا شرعی حکم ہے؟ حضرت علی نے کہا جیسے اس آپ کی صاحبزادی ہیں اس پر مجھے آپ سے یہ سوال کرنے میں حیا آتی ہے تب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فَمِنْهُمْ مَرْجَبًا وَبَيْتًا فَدَعَا
وَعَضَّهُ بِالْمَصْلُوقَةِ
جب تم میں سے کوئی شخص اس چیز کو پائے
تو اپنی فرج کو نفع دے کرے اور جس طرح غار کے
نیچے دھنوا کرتے ہیں اس طرح دھنوا کرے۔

ان دونوں حدیثوں میں ایک ہی واقعہ کا بیان ہے، ایک حدیث میں سب سے ذکر کر دھوئے، دوسری حدیث میں ذکر کو نفع کرنے اس سے معلوم ہوا کہ نفع کا معنی بھی دھونا ہے نیز اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب ذکر پر مذکور ہو تو اس پر بیان چھوڑنا کافی نہیں ہے بلکہ دھونا ضروری ہے۔
فقہاء احناف کو دلیل وہ احادیث ہیں جن میں نہایت اور بیت سے آلودہ چیزوں کو دھوئے کا باہم حکم دیا گیا ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْمَيْتِ

میت کا حکم

۵۷۶۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ أَنَسٍ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ
يَعْبِثُ شَوْبَةً فَعَلَتْ غَائِثَةً زَانَةً يَأْخِذُ
بِهَا وَيَتِيمَةً أَنْ تَغْسِلَ مَكَاتَةً هَرَاءً تَتَوَلَّعُ حَتَّى
تَحْذُو نَقْدًا أَيْمَنِي فَطَرَكْتُ مِنْ كَرَمٍ شَوْبٍ
أَلْقَى صَبِيًّا أَلْقَى عَلَيْهِ ذَرْبًا وَاسْتَدَّ فَذَكَكَ فَيَقْضَى
فِيهِ

علاقہ اور اسو، بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ
حدیث رضی اللہ عنہا کے اب ایک مکان آیا جس کو وہ
سب سے کبر سے دھو رہا تھا حضرت عائشہ نے فرمایا اگر
تم سے کبر ہے پر کوئی داغ دیکھا تھا تو صرف اس جگہ کو دھو
البتہ اور اگر نہیں دیکھا تھا تو کبر سے کے چاروں طرف
یا بائیں بھڑک بیٹھتے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کبر سے بر اگر کسی کی موت تو میں اس کو دھشت گھسنے
کی جگہ سے لھر پنا دیا کرتی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان کبروں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے تھے

۵۷۷۔ وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ بَكْرٍ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ

اسود اور تمام نے حضرت عائشہ صدیقہ سے حدیث
سے معنی کا حکم پوچھا آپ نے فرمایا میں اس کو رسول اللہ

وَهُشَامٌ عَنْ عَائِشَةَ فِي النَّبِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْزَحُهُ
مِنْ قُرْبٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

۵۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو قَتِيبَةَ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ حُشَاوُ
يَعْنِي بَنِي رُبَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَشَانَ - وَحَدَّثَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَلَبَحٍ قَالَ
كَانَ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ يَجْعَلُهَا عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ وَوَحْدَةَ
أَبُو تَكْرِ بْنُ أَبِي شَلَبَحٍ قَالَ قَالَ هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
حَرْوَةَ عَنْ تَيْمٍ مُعْتَمِدٍ عَنْ حَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ
ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَبْرِ بْنِ
وَحْدَةَ عَنْ مُعْتَمِدٍ عَنْ حَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ
مَنْصُورٍ قَالَ قَالَ إِسْرَافِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ وَهُوَ
كُلُّ هَذِهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ
فِي حَتِّ النَّبِيِّ مِنْ قُرْبٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَدِيثٌ حَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي
مَرْثَدٍ

۵۷۹ - وَحَدَّثَنَا تَيْمٌ مُعْتَمِدٌ عَنْ حَارِثِ بْنِ
عُبَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رُبَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ
عَنْ عَائِشَةَ بَنِي حَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ

۵۸۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو تَكْرِ بْنُ أَبِي سَيْبٍ وَزَادَ
مُعْتَمِدٌ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ وَزَادَ
شَلَبَحُ بْنُ يَسْرٍ عَنْ تَيْمٍ يَعْنِي يَحْيَى بْنَ زَيْدٍ
يَعْنِي أَمْرًا يَعْنِي الْقَوْتُ لَهُ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَقْبِضُ النَّبِيَّ ثُمَّ يَحْمِلُهُ بِأُذُنِهِ يَمْشِي فِي ذَلِكَ
يَمْشِي وَأَنَّهُ أَنْظَرَهُ إِلَى آخِرِ الْخَمِيرِ فَنَزَلَ

۵۸۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو تَكْرِ بْنُ أَبِي سَيْبٍ وَزَادَ
مُعْتَمِدٌ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ وَزَادَ
شَلَبَحُ بْنُ يَسْرٍ عَنْ تَيْمٍ يَعْنِي يَحْيَى بْنَ زَيْدٍ
يَعْنِي أَمْرًا يَعْنِي الْقَوْتُ لَهُ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَقْبِضُ النَّبِيَّ ثُمَّ يَحْمِلُهُ بِأُذُنِهِ يَمْشِي فِي ذَلِكَ
يَمْشِي وَأَنَّهُ أَنْظَرَهُ إِلَى آخِرِ الْخَمِيرِ فَنَزَلَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرج دیا کرتی تھی۔

امرو نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرج
کے بارے میں حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ
کے ساتھ بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر جس قدر بھی
مروئی آب اسی جگہ کو دھو دیتے اور انھی کپڑوں کے ساتھ
نماز پڑھنے چلے جاتے اور میں آپ کے کپڑوں پر
بچلے جس سے نشانات کو دھو جاتی تھی۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی لگے ہوئے کپڑے کو دھو دیتے
تھے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا دھوتی تھیں۔

شاذ قول یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی نجس ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کی منی طہر ہے اور یہ پاک منی کا کھانا جائز ہے، اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حلال نہیں ہے کیونکہ یہ کھانا اول چیز ہے اور ان نجاست میں داخل ہے جو حرام ہیں۔

دوسری کے علاوہ باقی جانداروں کی منی میں یہ تفصیل ہے: کتے اور خنزیرہ کی منی بالاتفاق نجس ہے اور باقی حیوانات کی منی میں تبہن قول ہیں، زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ تمام حیوانات کی منی پاک ہے خواہ ان کا گوشت حلال ہو یا نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ تمام حیوانات کی منی نجس ہے، اور کثیر قول یہ ہے کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کی منی پاک ہے اور جن کا گوشت حرام ہے ان کی منی ناپاک ہے۔

علامہ بدر الدینؒ جنتی سمجھتے ہیں۔

منی کی طہارت کے قائلین کا یہ کہنا کہ ہم نے منی کو کھانے کی احادیث کو منی کی طہارت پر اور منی آورد کپڑوں کو دھوئے کی احادیث کو اختیار نظر پر محسوس ہے، اس وقت صحیح ہوتا جب ان احادیث میں تفریق ہوتا، حالانکہ ان احادیث میں تفریق نہیں ہے، منی آورد کپڑوں کو دھونے کی احادیث سے مواضع ثابت ہے کہ منی نجس ہے اور منی کھانے کی احادیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مور دیں بند ہیں۔ شریعت میں منی آورد کپڑوں کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں اصل یہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ ماریفہ ہو، اور یہاں اس کے خلاف کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ اس کے وجہ کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اسی طرح صحابہ نے کھانے پر کپڑوں پر منی لگے رہنے نہیں دی، اور بطور عبادت بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی فعل کو حجت نہ کرنا، اور کبھی ترک نہ کرنا اس سے وجہ کا موید ہے۔

بعض علماء نے کہا جس چیز کو خشک حالت میں دھونا واجب نہیں اس کو تر حالت میں دھونا بھی واجب نہیں ہے جیسے رینٹ (ناک) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس صحیح نہیں ہے، کیونکہ رینٹ نکلنے سے بالکل حدیث (وضو ٹوٹتا) لاحق نہیں ہوتا جبکہ اگر منی شہوت اور تیزی سے نکلے تو اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے ورنہ وضو اسی طرح بعض علماء نے کہا، اگر منی نجس ہوتی تو اس کو کھر جانا کافی نہ ہوتا جس طرح جسے ہونے خون کو کھر جانا کافی نہیں ہے، یہ وہی بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ جسے ہونے خون کو کھر چنے کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں ہے، جب کہ خشک منی کو کھر چنے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں اور یہ احادیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مور دیں بند ہیں۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ منی انبیاء علیہم السلام کی ولادت کی اصل ہے، اس سے پاک ہونی چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ منی دشمنان خدا، مثلاً فرعون، طہمان اور ابو جہل کی ولادت کی بھی اصل ہے، اس سے نجس ہونی چاہیے، نیز علقہ اجماع ہوا خون انسان کی ولادت کے زیادہ قریب سے اور وہ اس کی سلا رہے پھر خون بھی پاک ہونا چاہیے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف ندوی مترقی ۶۷۷ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ محمد امجد المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ بدر الدین محمودی احمدی حنفی مترقی ۸۵۵ھ، امداد فقاری ج ۲ ص ۳۳۵-۳۳۶، مطبوعہ دارالطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۳۸ھ

مَا فِيهَا وَلَا أَشْعَدُ فَمَا صَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْقَوْمُ فَاهِرُ بَقِي مَا فِي تِلْكَ الْفَخَّارَةِ قُلْتُ قَدْ وَدَّ اللَّهُ تَرَبُّتَ مَا فِيهَا قَالَتْ فَضَحْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا أَنْتَ لَا تَتَجَمِّعِينَ بَعْلُكَ أَبَدًا - ۱۸۰

اور میں نے لاپٹی میں اس برتن میں جو تھا پی یا، جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ام ایمن اٹھ اور اس برتن میں جو کچھ ہے اس کو باہر جو جگہ رو میں نے کہا بعد اس برتن میں جو کچھ تھا میں نے اس کو پی یا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور آپ نے فرمایا سفر تھا اسے پیٹ میں بھی دھو نہیں ہو گا۔

حافظ ابی ہشام نے لکھا ہے اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں امام ابو داؤد تک تفسیر لاری ہے۔ ۱۸۰

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُلي فِي طَبِيلِ الْقِيَامِ - وَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفِ بَنِي إِسْرَءِيلَ قَالَ فَلَمْ يَكُنْ فِي الْمَدِينَةِ بَشَرًا حَذِبَ مَعَهَا قَالُوا كَانُوا لَا أَحْمَدُوا اِسْتَعْذِبَ لَعْنَهُ مِنْهَا وَكَأَنَّكَ تَسْمُو فِي الْجَاهِلِيَةِ الْبُرُودَ - ۱۸۱

امام ماکم، امام دارقطنی و امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بہت سہا قیام کرتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے ایک کنویں میں پیشاب کیا اور مدینہ میں اس کنویں سے میٹھا اور کوئی گناہ نہیں تھا، جب لوگ جتے ہوئے تھے تو اس کنویں سے میٹھا پانی نکالتے اور ماہلیت میں اس کنویں کا نام برد تھا۔

حافظ ابو عمر بن عبد البر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ فِي قَدَحٍ مِنْ عِيدَانٍ وَيُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَبَالَ فِيهِ لَيْلَةً فَوَضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَجَاءَهُ هَذَا الْقَدَحُ دِيسَ، فِيهِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا مَرَأَةَ يَقْتُلُ لَهَ الْبُرْكَهَ كَأَنَّكَ تَعْدَمُ لَامَ حَبِيبَةٍ جَاءَتْ مَعَهَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْبُولَ لَذِي كَانَ فِي هَذَا الْقَدَحِ مَا فَعَلَ فَقَالَتْ شَرُّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا

حضرت امیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کے ایک پیالہ میں پیشاب کرتے تھے جو آپ کے گھٹ کے نیچے رکھا جاتا تھا، ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کر کے اس کو تخت کے نیچے رکھ دیا، پھر جب آپ اُسے تو اس پیالے میں کچھ نہیں تھا، حضرت لم جیمہ کے ساتھ ان کی ایک فارہ حبشہ سے آئی تھیں جن کا نام برکہ تھا، آپ نے ان سے پوچھا اس برتن

- ۱۸۰۔ حافظ ابوشیم اصہبانی متوفی ۴۳۴ھ، دلائل البرۃ ج ۲ ص ۲۴۲، مطبوعہ دار الفناش
 ۱۸۱۔ حافظ زرارہ بن علی بن ابی بکر ابی ہشام متوفی ۸۰۴ھ، الاستیعاب ج ۸ ص ۲۷۱، مطبوعہ دار کتاب العربیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
 ۱۸۲۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ رضویہ فیض آباد
 ۱۸۳۔ حافظ ابوشیم اصہبانی متوفی ۴۳۴ھ، دلائل البرۃ ج ۲ ص ۲۴۲، مطبوعہ دار الفناش

ابو عبد اللہ اظن برکتہ ہذا ہی امر ایمن
المذکورۃ - ۱۰

میں جو چہناب قاد کہاں گبا انہوں نے کہا یا رسول اللہ
میں نے اس کو لی یا ابو مرکتے ہیں کہ یہ برکتہ امر ایمن
میں۔

عبد سیر علی نے کھابے اس حدیث کو امام طبرانی اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس میں
یہ اضافہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت سے فرمایا: تم جہنم پر حرام ہو گئیں۔ ۱۰
حافظ نور الدین بیہقی نے کھابے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے تمام راوی حدیث
صحیح کے راوی ہیں سوا عبد اللہ بن احمد بن حنبل و دیگر کے اور وہ بھی ثقہ راوی ہیں۔ ۱۰
حافظ نور الدین بیہقی بیان کرتے ہیں

عن عبد الله بن الزبير انه قال قال رسول الله
عليه وسلم هو يحن حده لما خرمه قال يا عبد الله
اذ هب بهذا الدم فاهرقه حيث لا يراه احد
مما برزت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
عندت الى لده فحسوته فليت رجعت الى لبي
صلى الله عليه وسلم قال ما صنعت يا عبد الله فقال
جعلته في مكان طنت فيه حاف من لغاس قال
لعلك شربت قال نعم فاذ هو امر ان شرب
دم ويل لك من لغاس وويل لمناس موصى
رواه الطبراني ورواه ما احتصاره ورواه اليعقوبي
رجال الصحيح غير هذا من القاسم وهو ثقہ

حضرت عبد اللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے وہاں مائیکہ آپ
نقد لگا رہے تھے، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے
فرمایا یہ خون ہے جاؤ، وہ اس کو ایسی جگہ ڈال دو جہاں
اس کو کوئی نہ دیکھے، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اور جہاں موات میں نے اس خون کو چاٹ لیا،
جب میں واپس آیا تو میں نے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے
عبد اللہ تم نے کیا کیا، انہوں نے کہا میں نے اس کو ایسی
جگہ رکھ دیا کہ میرا لگن ہے اس کو کوئی نہیں دیکھے گا،
آپ نے فرمایا شاید تم نے اس کو لی یا ہے، انہوں
نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تم سے خون پینے کے
بجائے کس نے کیا، تم یہ افسوس جو لوگوں کی طرف
سے اور لوگوں پر افسوس کو تمہاری طرف سے، اس
حدیث و احادیث میں درام پر سے حقا سے
روایت کیا ہے، سند میں قاسم کے سوا اس کے تمام
راوی صحیح کے راوی ہیں اور وہ بھی ثقہ ہیں۔

۱۰۔ حافظ ابو بکر ویسٹ بن عبد اللہ بن عبد البر مالکی متوفی ۴۷۳ھ، الا متیاب ج ۴ ص ۲۵۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۵۸ھ

۱۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، خصائص کبری ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ توحید رضویہ فیصل آباد

۱۲۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۱، مطبوعہ دار الکتاب حلی بیروت ۱۴۰۲ھ

۱۳۔ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۰

علامہ سیوطی نے اس حدیث کو حافظ ابو نعیم والی اکلیہ کے حوالے سے بھی نقل ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے "تم کو جہنم کی آگ صرف قسم پوری کرنے کے لیے چھوئے گی۔"

عن سفيانة قال احتججه بنو علي لله عليه و
سلم قال خذ هذا الدم فأخذ من الدواب و
طير والناس فتجيبته فشرمت ثم ذكرت
ذلك له فصحك رداه الطيراني والبزار و
رجال الطبراني ثقان. ٤

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بھی پہلے امیر علیہ وسلم کے مفقہ لکائی، آپ نے فرمایا اس خون کو جانوروں، پرندوں اور درختوں سے بچا کر دفن کر دو، میں نے چھپ کر اس خون کو پی یا پھر میں نے آپ سے اس کا ٹکڑا کر لیا تو آپ ہنسے۔ اس حدیث کو امام دارقطنی، اور امام دارقطنی روایت کیا ہے اور طبرانی کے معجم میں ہے۔

علامہ سیرطی نے محاسب اس حدیث کو امام ابو یوسف، امام ابن ابی نعیم اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں بھی روایت کیا ہے۔ ۳۰

عن ابي سعيد محمد بن رباح قال سمعت
سنان لما اصيب رسول الله صلى الله عليه وسلم
في وجهه يوم الاحد من ده رسول الله صلى الله
عليه وسلم ورددوه فقبل له ايشه من الدم
فقال نعم اشرب ده رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحاطوا
عليه دمه ثم سمعته يقول واه اخبرني في لادست
وله امر في سناده من احمد علي بن عيسى

حضرت ابوسیدہ خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ وزخمی ہو گا تو ان کے والد حضرت امک بن منان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون جو سر کرنگلایا ان سے کہا گیا کہ تم خون با عیب ہو، انہوں نے کہا ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا خون پی رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے خون کے ساتھ میل خون مل گیا ہے اب اس کو آگ نہیں چھونے گی، اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کے ضعف پر اتفاق ہو۔

میں حدیث کو رد میں لے کر نے عالم کے حواس سے یہ سن کر کہتا ہے۔

۱۰۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، بحوالہ نص کبری ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

٥٢. حافظ نور الدين علي بن أبي بكر العيسوي متوفى ٨٠٠ هـ. مجمع الزوائد ج ٢ ص ٢٢٠ مطبوعه دار ككتاب العراق بيروت، ١٣٠٢ هـ

٥٢ - علامہ حلال الدین سیّد علی مقتدری "۹۱" ص ۲۴۲، خصوصاً نقس کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبۃ النور، بیروت، تصویب فیصل، ۱۴۰۲ھ

۳۲. حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن عثمانی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۳، ص ۳۰، مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ.

۵۔ غلام حلال الدین سبزوئی متولد ۹۱۱ هـ، خواص شمس کبری ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ، بیروت، فیصل آباد

شیخ اشرف علی تھانوی نے ان تمام روایات کو مفتی ابی بخش کاندھلوی کی کتاب شریعہ الحیث کے حواصی سے ترجمہ کر کے نشر الطیب میں بیان کیا ہے۔ ۱۔
 شیخ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے فضائل کی جہارت کا مسئلہ مذہب اربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ ۲۔
 انبیاء علیہم السلام اور صحابہ میں سے ائمہ علیہ وسلم کے فضائل شریفہ کی جہارت کا مسئلہ میں نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث اور جلد سولہ و سولہ میں تفصیل اور تحقیق سے لکھا ہے۔ وہ اس مسئلہ میں بعض علماء کے جو شبہات ہیں ان کے جوابات نہایت تفصیل اور تحقیق سے ذکر کیے ہیں۔ اہل علم اور اہل فضل کے لیے اسکاٹ لائق مطالعہ ہیں۔
رطوبت فرج کی طہارت یا عدم طہارت کی تحقیق | مناجاتی حصے ائمہ علیہ وسلم کے پیروں سے خشک
 منی کبرج دیا کرتی تھیں۔

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔
 حدیث کی فرج کی رطوبت کی طہارت یا عدم طہارت میں علماء کا اختلاف ہے، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث کی فرج کی رطوبت ظاہر ہے۔
 علامہ کی ایک جماعت نے اس حدیث سے عورت کی فرج کی طہارت پر استدلال کیا ہے وہجہ استدلال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں احکام کمال ہے، چونکہ وہ شیطانی خواب کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں پر جو منی تھی وہاں کے سبب سے منی سے رطوبت فرج سے مل کر گندھی اب اگر یہ رطوبت کہیں برقی تو اس سے احتیاط کی وجہ سے منی بھی نہیں رہ جاتی اور اس کو کھڑپنا کالی نہ ہوتا بلکہ دھونا پڑتا۔ اور جو علماء رطوبت فرج کی نجاست کے قائل ہیں وہ اس کے دو جواب دیتے ہیں ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام کمال نہیں ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ شیطانی خواب کی وجہ سے ہر جگہ بعض اوقات بغیر کسی خواب کے منی بارہ ہونے کی وجہ سے ناسط ہو جاتی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ منی مقامات جماع کی وجہ سے خارج ہوئی ہو اور رطوبت فرج سے مخلوط نہ ہوئی ہو کیونکہ امام بخاری رعایت کرتے ہیں۔

عن ابی بن کعب نہ قال یا رسول اللہ ۱۵
 جاءہ الوجع اسرأۃ فلو یبزل ۱۶ قال جنسل ۱۷
 من المرأة منه لہ یبزل ۱۸ ویبزل ۱۹ فکان الوحۃ ۲۰
 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔
 منوں نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی مرد کسی عورت
 سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو وہ آپ نے فرمایا:

- ۱۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، نشر الطیب ص ۱۶۲، مطبوعہ تاج کتبہ کراچی
 ۲۔ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۲۵۲ھ، فیض الابرار ج ۱ ص ۲۵، مطبوعہ مطبع مجاری مصر، ۱۳۵۷ھ
 ۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰، مطبوعہ نور محمد امی امطابہ کراچی، ۱۳۷۵ھ

الفصل احوط و ذالک الآخر سنہ

عنایت کے ساتھ جان کر نے سے اس کے معنی پر جو کچھ
لکھا ہے اس کو دھو لے اور دھو کر کے نماز پڑھ لے
بخاری نے کہا غسل کر لے میں زیادہ احتیاط ہے اور
یہی اظہار حکم ہے۔

حافظ ابن حجر مستطانی شافعی لکھتے ہیں:
عنایت کے جسم سے اس کے معنی پر جو کچھ لکھا ہے، اس سے مراد رطوبت فرج ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے علامہ ابن حجر مستطانی کے نزدیک رطوبت فرج نجس ہے، علامہ عینی نے بھی پڑھا ہے
علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک عنایت کی فرج داخل کی رطوبت نجس ہے، اس لیے اگر کوئی شخص
ادھال کر سے ادھالنے سے پہلے عضو نکال لے تو عضو کو دھو کر باقی رہنے والے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
فرج داخل کی رطوبت بدن کی باقی رطوبتوں کی طرح ہے۔

علامہ ابن مابین شافعی لکھتے ہیں فرج فاسق کی رطوبت بالاتفاق ظاہر ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے
زیادہ صحیح علامہ نووی نے زیادہ ظاہر لکھا ہے۔ سیدی غفران (یہ ہے فرج کی رطوبت نجس نہیں ہے،
علامہ ابن حجر نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ سفید یا سب جو خدی اور پسینہ سے ملتا جلتا ہے اور یہ فرج
کے باطن سے نکلتا ہے جس کا دھونا واجب نہیں ہے اور جبرانی فرج سے نکلے وہ قطعاً ظاہر ہے اور باطن
فرج کے باہر سے جو چیز نکلے وہ قطعاً نجس ہے اور ہم اب اشتداد کے آخر میں ذکر کریں گے کہ
کی رطوبت، بکری کے بچہ کی رطوبت، وہ نڈے کی رطوبت ظاہر ہے۔

بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ
عنایت کی نجاست اور اس کو دھونے کا طریقہ

۵۸۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
وَكَبِيرُهُ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ هَانِئَةَ وَهِيَ مَحْتَمِلَةٌ
مِنْ حَتَّابٍ وَالدَّفْظُ قَالَ لَمْ يَخُفْ مِنْ سَيْبِهِ عَوْنٌ
سنہ ۱۰۰، رضی اللہ عنہا، بان کرتی ہیں کہ ایک
عورت رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ عورتوں میں سے کسی کے

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۵ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳، مطبوعہ نور محمد اہل المطابع کربلا ۳۸۰ھ

۲۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد مستطانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۹، مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ لاہور، ۴۰۱ھ

۳۔ علامہ عبد العزیز محمد بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، حاشیہ الفاری ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار الفکر المنیرہ بیروت ۳۴۸ھ

۴۔ علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۸۸۸ھ، در مختار مل با مشرق المحتاج ج ۱ ص ۸۸، مطبوعہ مطبعہ تہذیبیہ لاہور ۱۳۲۳ھ

۵۔ علامہ سید محمد امین ابن طاہر شافعی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۸، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

هشام بن عمر ؓ قال حدثتني فاطمة بنت أسامة
كانت جارية أم أقرأ بن مينا مولى أم عبد الله بن عبد
وسمى فقال حدثتني أن يصبغ ثوبها من دبر
الحين كلف فغضب قال كلفه كلفه فغضب قال كلفه
كلفه فغضب ثم نصرت بنو.

۵۸۴. وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَابِتُ كُمَيْجٍ
وَحَدَّثَنِي أَبُو الظَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنِي بَنُو وَهْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِحٍ وَمَالِكُ بْنُ
أَتَيْبٍ وَغَيْرُهُمُ الْخَارِجُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ
عُمَرَ وَغَيْرِهِمَا الْإِسْنَادُ وَمِلَّةُ حَبَابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبِيبٍ.

کپڑے پر حوض (یا ہوا ری) کا خون لگ جاتا ہے اس
کپڑے کی حکمت ہے، آپ نے فرمایا پہلے اس پر
ہوئے خون کو کھینچ دیا ہے پھر پانی سے گسٹے
اس کے بعد پانی ہاگ صاف کر کے پھر اس کپڑے
کے ساتھ غار میں دھو سکتی ہے۔

اسم فرماتے ہیں کہ ایک اہل سند کے ساتھ
بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

نہایت کو زائل کرنے کے متعلق امر مذہب کی آراء

نہایت کو زائل کرنے کے متعلق امر مذہب کی آراء

نہایت کو زائل کرنے کے متعلق امر مذہب کی آراء

نہایت کو زائل کرنے کے متعلق امر مذہب کی آراء

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بار دھونے سے وہ نجاست رائل ہو گئی تو اس کو مزید دھونا ضروری نہیں ہے، اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور جرجانہ نجاست غیر رائل ہو اس کو اس وقت تک دھونا چاہیے جب تک دھونے والے کو اس کی طہاست کا ظن غالب نہ ہو جائے، اس میں مشائخ نے تین بار دھونے کا اندازہ کیا ہے، کیونکہ میں بار دھونے سے ظن غالب حاصل ہو جاتا ہے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہونے والے شخص کو تین بار بالقد دھونے کا حکم دیا ہے، اور ظاہر الروایہ کے مطابق ہر بار پانچوڑنا بھی ضروری ہے۔

مقام حیرت یہ ہے کہ فقہاء و شافعیہ کثرت کے جھوٹے برتن کو تو سات مرتبہ دھونا ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کپڑے پر پیشاب لگا ہو اس کو ایک مرتبہ دھو لینا کافی سمجھتے ہیں۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ
الِاسْتِبْرَاءِ

پیشاب کی نجاست پر دلیل اور اس سے
احتراز کا وجوب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ مطلب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا جس سے بچنا دشوار ہو، ان میں سے ایک شخص چٹل کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا چہرے پر ایک سبز شیش منگائی، اس کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑ دیا اور دوسرا دوسری قبر پر چھپ فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی، ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی۔

۱۔ مسلم درمتے میں ایک اور سند کے ساتھ
بھی یہ روایت معمول تغیر کے ساتھ منقول ہے۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجِيُّ وَابْنُ كُرَيْبٍ
مُعَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاسْنَحُ بْنُ إِدْرِاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَا وَقَالَ الْأَخْطَابُ تَا وَكَيْلًا قَالَ مَا لَا عَمَلُ كَانَ
سَمِعْتُ مُجَاهِدًا رَوَيْتُ عَنْ حَازِمٍ عَنْ عَيْنِ أَبِي
عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّرْتُ رُسُومَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمْتُ عَلَى قَبْرِ عَيْنٍ كَدَلٍ أَمَلٍ تَهْمًا لِيُعَذِّبَ وَهَذَا
يُعَذِّبَانِ فِي كَيْلِهِمَا مَا أَحَدُهُمَا لَكَارَ يَمُوتُ
بِالْمُيَمِّتَةِ أَمْثًا رَاخِدًا كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ قَوْلِهِ
قَالَ كَدَعَا يَمِينِي بِرُحْبٍ فَتَقَفْتُ يَا نَبِيَّ سَلَّمَ
فَرَسَّ عَلَى هَذَا أَوَّاجِدًا عَلَى هَذَا وَجَدْتُ قَالَ بَعْدَ
أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَكَ يَمِينِي

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَخْمَدَ بْنُ يُونُسَ لَارُؤِي
كَانَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَغٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَاخِدِيَّ عَنْ سُلَيْمَانَ
الْأَعْمَشِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ الْأَخْطَابُ
لَا يَسْتَتِرُ عَنْ الْبَوْلِ آدَ مِنَ الْبَوْلِ

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تحقیق حدیث نمبر ۵۰۵ میں ہے ان کو کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے مذاب نہیں مگر اگر علامہ یحییٰ بن شرف نوروی شافعی لکھتے ہیں۔

پیشاب سے نہ پکنا اس لیے کبیرہ گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے نماز کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور جنسی کرنا اس لیے گناہ کبیرہ ہے کہ چھل کی تشریف ہے:

مقل کلام بعض الی بعض علی صحت الافساد۔ فساد ڈالنے کے لیے بعض کلام بعض کو پہنچانا۔

اور جہیز فقرہ اور فساد کا باعث ہو اس کا گناہ کبیرہ ہونا واضح ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی کبیرہ کے سبب مذاب نہیں ہوتا حالانکہ یہ گناہ کبیرہ ہی اس کے دو جواب میں ایک یہ کہ ان کے زعم میں یہ گناہ کبیرہ نہ تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کبیرہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان گناہوں سے پکنا ان کے لیے گناہ بڑا اور دشوار کام نہ تھا۔ علامہ عبدالدین بن حنفی لکھتے ہیں:

گناہ کبیرہ وہ ہے جس کے ارتکاب پر عد لازم ہو، دوسری تشریف یہ ہے کہ جس کام کے ارتکاب پر وہ شدید عورہ گناہ کیسوت، اور صغیرہ پر عورہ کرنا گناہ کبیرہ ہے کہونکہ حدیث میں ہے لا صغیرۃ مع الا صغیرۃ۔ اصرار کے ساتھ گناہ صغیرہ نہیں ہوتا، علامہ ابن ماجہ بن شافعی لکھتے ہیں:

علامہ ابن نجیم نے گناہوں کے بیان میں ایک

ردہ نمبر کیا ہے اس میں ہے، ہر مکروہ بخیر گناہ

صغیرہ ہے اور گناہ صغیرہ پر دوام کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

اس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔

مرحوم العلامة اس غرض سے کہتا ہے کہ

لما فی ما کل مکروہ تعریضاً من المعاصی و مردوداً بعداً

بأنہ صغیرۃ لا مقیدۃ بحد نہ تفسد ولا ادرار

حبہا۔ لکہ

اس کا حاصل یہ ہے کہ زہد کا ترک اور عورہ کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور واجب کا ترک اور مکروہ قوی کا ارتکاب

گناہ صغیرہ ہے۔ در صغیرہ پر دوام کرنا کبیرہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بار صغیرہ کرے اور ان کا دوام اور

تائب نہ ہو صغیرہ پر دوام اس سے کبیرہ ہے کہ گناہ کرے اور عصبیت پر جرات اور وہی کرتا ہے اور وہ

کرنا اور عصبیت پر جرات کرنا، اس کو منہ سمجھنا اور توبہ نہ کرنا، گناہ کبیرہ ہے۔ اگرچہ اگر صغیرہ کا تکرار مکرر یہ گناہ کبیرہ

نہیں ہے، مگر اگر مطلب یہ ہے کہ صغیرہ پر دوام اور تائب نہ ہو اور یہ دوبارہ صغیرہ کا ارتکاب کرے اور یہ اس پر

نادوم اور تائب نہ ہو یہ تکرار عصبیت سے اور عصبیت نفس ہے، گھر سے ایک بار ایک مجلس میں ایک عام

تے سے لے لیا تھا کہ صغیرہ کرنا اسی وجہ کی عصبیت سے یہ کبیرہ کیوں ہوتا ہے، اس وقت میں سے تکرار

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوروی متوفی ۷۷۱ھ، شرح مسیحیج، ص ۱۴۱، مجموعہ ترمذی، ص ۲۵۵

۲۔ علامہ عبد الدین محمود بن احمد طینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، خلاصۃ الفقاریں ج ۳ ص ۱۶، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

۳۔ علامہ سید محمد بن عبد الدین بن عبد الدین متوفی ۱۰۵۲ھ، رد المحتار، ج ۲ ص ۲۲۵، مجموعہ مسند عثمانیہ، بیروت

مصیبت اور امر اور مصیبت کا یہ فرق بیان کیا تھا۔

قبر پر سبز شاخ اور پھول رکھنے کے متعلق فقہار اربعہ کے نظریات اور بحث و نظر | اس حدیث میں ہے
وہم سے ایک سبز شاخ مٹائی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں کو ان قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا جب تک یہ ٹکڑے
نہیں مٹا دیں گے ان سے مذاب میں تخفیف رہے گی۔

علامہ جلال الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ غطالی نے کہا ہے کہ مذاب میں تخفیف کی وجہ، ہر جگہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاخ گاڑنے
کی برکت کی وجہ سے جو اور اس کی وجہ شاخ کے سبز مٹانے کی خصوصیت نہ ہو علامہ نووی نے کہا یہ حدیث اس پر مبنی ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تخفیف مذاب کی شفاعت کی تھی اور ان شاخوں کے سبز مٹانے تک آپ کی
شفاعت قبول کر لی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک شاخ تر رہی ہے تسبیح کرتے رہے اور جب سوکھ جاتی ہے
تو تسبیح نہیں کرتے، انفقہ ان مجید مباح ہے:

ان من شئ الا یسبہ محمد۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے
اس کا معنی ہے ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتی ہے اور شاخ کی حیات اس وقت تک ہے جب
تک کہ وہ سر سبز اور تر و تازہ ہو اور پتھری کی حیات اس وقت تک ہے جب تک اس کو تر و تازہ جانیے، لیکن
محققین کا مذہب یہ ہے کہ یہ حمد اور تسبیح اپنے معلوم پر ہے۔ اور ہر چیز حقیقتاً تسبیح کرتی ہے اور بعض
علامہ نے یہ کہا کہ ہر چیز کی تسبیح یہ ہے کہ اس کا وجود صحت کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

اس حدیث کی بناء پر علامہ نے قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب شاخ کی
تسبیح کی وجہ سے تخفیف مذاب متروک سے تو تلاوت قرآن کی وجہ سے تخفیف مذاب کی زیادہ توقع ہے،
اگر یہ کہا جائے کہ جب ہر چیز کا تسبیح کرنا اپنے معلوم پر ہے تو اس حدیث میں تخفیف مذاب کو شاخ کے تر
رہنے تک کیوں موقوف کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی خصوصیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسے جنم
کے فرشتوں کی تعداد کی خصوصیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

تسبیح اور شاخ کشمیری سن سنسٹا پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مذاب میں تخفیف کی وجہ میں شاخ کی تسبیح کی وجہ سے نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لم تر کی برکت
کی وجہ سے ہے، اسی قول پر فتاویٰ مدنیہ میں مطالب المؤمنین سے نقل کیا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا بایزہ ہے
اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے میں کہتا ہوں کہ علامہ عینی نے تصریح کی ہے کہ یہ بلبث اور لغو ہے بلکہ
علامہ عینی نے اس کے برعکس لکھا ہے جیسا کہ ہم نے ابھی نقل کیا ہے، سیدی عسکری: ۱۵۰
شیخ بدر عام میرٹھی اس کے ماثیہ میں لکھتے ہیں:

۱۵۰۔ علامہ بدر الدین محمود بن محمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، طبعہ انصاری ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ ادارۃ المطابع المتنبیہ مصر، ۱۳۳۴ھ

۱۵۱۔ شیخ نور شاہ کتبی متوفی ۱۳۵۲ھ، بیس باری ج ۳ ص ۳۱۱، مطبوعہ مطبع مجازی مصر، ۲۵۰ھ

قبروں پر پھول ڈالنے کے مسئلہ میں لوگوں نے غلط کیا ہے اور اس کو سفینیت کی علامت بنا دیا ہے۔
جو قبروں پر پھول نہیں ڈالتے ان کو دہلیہ کہتے ہیں، تم خود کہ وہ ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت سے قرار دینا افضل ہے یا رخصت کی تسبیح سے؟ اور اگر یہ لوگ اتباع حدیث کا دعویٰ
کرتے ہیں تو قبر پر رخصت کا شائع لگائیں پھول کیوں ڈالتے ہیں؟ اور معذبین کی قبروں پر شائع لگائیں نہ کہ
مقربین کی قبروں پر اور صحابہ کرام جو حدیث کی کلاہر و باننا اتباع کرتے تھے منقول نہیں ہے کہ انھوں نے اس
پر عمل کیا تھا ایک یا دو نے، اگر اس میں کوئی فائدہ ہوتا تو وہ اس کو ترک نہ کرتے اور یا در سے کہ بعض اوقات
بدعت کا مادہ طاعت ہوتا ہے لیکن اس کی ایسی طرف سے ایک خاص حیثیت بنائی جاتی ہے اور خود کو تشریع
کے مطلب پر قائم کر لیا جاتا ہے یہ لوگ اس آیت کا مصداق ہیں:

الَّذِينَ ضَلَّوْا سَبِيلَهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَأُولَٰئِكَ يَكْفُرُ عَنْهُمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ
وہ لوگ جن کی ساری کوششیں دنیا کی زندگی میں
گم ہو گئیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں
اگر یہ طعن اٹھایا جائے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوتی تھی تو
اسی قید کی کیا وجہ ہے کہ جب تک رخصت کا شائع خشک نہ ہو عذاب میں تخفیف نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے
کہ آپ کے ہاتھ کی برکت کے اثر کی اتنی ہی مدت تھی جیسا کہ صحیح بخاری نے لکھا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی برکت کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اقوال کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع مطلقاً ثابت ہے، ماسوائے ان کاموں کے جو آپ کی خصوصیت ہوں
اور خصوصیت کا میاریہ ہے کہ جس کام سے آپ نے امت کو ملال المم منع فرمایا ہو اور خود اس کام کو کیا ہو جیسے
ہر ایک وقت چار سے زیادہ ازدواج کر نکاح میں رکھنا، آپ کی ازدواج سے آپ کے دھمال کے بعد نکاح حرام ہونا
اور آپ کے ترکہ میں وراثت کا نہ جاری ہونا وغیرہ وغیرہ۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کا شائع کو کبیر پر گاڑنے سے منع نہیں فرمایا اس لیے یہ فعل آپ کی خصوصیت
نہیں ہے اور آپ کے دھمال کے بعد یہ فعل جن سے ثابت ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی کی بھی یہی تحقیق
ہے جس کو ہم مستقر یہ بیان کریں گے۔
امام بخاری کا ذکر کرتے ہیں:

وَأَوْصَىٰ بَرِيدَةَ زَوْجَتِي أَنْ يَجْعَلَ فِي قَبْرِهَا
حضرت بریدہ سلمیٰ نے یہ وصیت کی کہ ان کی
قبر میں در شاخیں گاڑ دی جائیں۔
علامہ بدرالدین عینی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت بریدہ سلمیٰ کا ہاں سجدہ حیرت میں مروی انتقال ہوا تھا، اس میں حکمت یہ تھی کہ کعبہ کے رخصت کی برکت
حاصل کی جائے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شجرہ طیبہ فرمایا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی جائے کیونکہ آپ

۱۔ صحیح مسلم بیرونی، حاشیہ فیض، باب ۱، ص ۳۱، مطبوعہ مطبعہ حجازی، مصر، ۱۳۵۰ھ

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۱، مطبوعہ دار المعرفہ، کراچی، ۱۳۸۱ھ

نے درخت کی شاخ کے دو ٹکڑے قبر پر رکھے تھے۔ ۱۰

علامہ بدر الدین عینی کی اس عبارت سے بھی معلوم ہو گیا کہ مقررین کی قبر پر بھی درخت کی شاخ رکھنا جائز ہے کیونکہ امت میں صحابی رسول سے بڑھ کر اور کون مقرب ہوگا، نیز جو عمل عام مسلمانوں کے لیے تخفیف مذاب کا باعث ہوتا ہے مقررین کے لیے وہ عمل ترقی درجات کا سبب ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام نے اس فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں سمجھا تھا۔

علامہ ابن مابین شامی حنفی لکھتے ہیں:

قبرستان سے سرسبز گھاس کا ٹکڑا دھسے اور سوکھی ہوئی گھاس کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابھر الواقع، درغز اور شرح المنیہ میں ہے، امداد میں اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تر و تازہ گھاس اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتا ہے جس سے میت کو تسکین ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لوگوں سے رحمت نازل ہوتی ہے اور قاضی خاں میں بھی اسی طرح لکھا ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز شاخ کو ٹکڑے کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور وہ ان دو قبروں پر رکھ دیے جن میں قبر والوں کو مذاب ہو رہا تھا اور اس کی علت ان شاخوں کا خشک نہ ہونا قرار دیا یعنی ان شاخوں کی تسبیح کی برکت سے ان کے مذاب میں تخفیف ہوگئی اور سبز گھاس کی تسبیح خشک گھاس کی تسبیح سے اکمل ہے کیونکہ سبز میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے اور اس عبارت اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے سبز شاخ کو قبر پر رکھنا مستحب ہے، ہمارے زمانہ میں اس کے چھوڑنے کی شائیں جو قبر پر رکھ مانتے ہیں وہ اسی تیا س پر ہیں، نقباء شافعیہ کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور یہ بعض مکیہ کے اس قریب سے اولیٰ ہے کہ مذاب میں تخفیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور آپ کی دعا سے حاصل ہوئی یہ علامہ خطابی کا قول ہے (اس لیے وہ مصرع کا آپ پر تیا س نہیں ہوگا۔ حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں۔ ۱۱)

علامہ طحاوی دمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

درخت کی شاخ کے سنی میں وہ چیز داخل ہے جس میں کسی بھی درخت کی رطوبت ہو (الی قول) مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے، ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض ائمہ نے فتویٰ دیا ہے کہ ہیولوں اور درخت کی شاخوں کو رکھنے کا جو معمول ہے وہ اس حدیث کی وجہ سے سنت ہے اور جب درخت کی شاخ کی تسبیح کی وجہ سے تخفیف کی امید کی جاتی ہے تو قرآن مجید کی تلاوت کی برکت تو بہت عظیم ہے۔ ۱۲

۱۰۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۸۲ مطبوعہ ادارۃ المطابع المینیہ مصر ۱۳۰۴ھ

۱۱۔ علامہ ابن منظور افریقی نے اس کا معنی لکھا ہے ضرب من ارض یا عین پھولوں کی ایک قسم ہے لسان العرب ج ۲ ص ۹، طبیب ایران

۱۲۔ علامہ سید محمد عین بن مابین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۶-۸۴۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۱۳۔ علامہ سید احمد بن محمد طحاوی متوفی ۱۰۳۳ھ، مائشیتہ الطحاوی علی مرقاۃ الطحاح ص ۳۷۸ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی دارالادب مصر ۱۳۵۶ھ

ہ علی قاری جنسی کہتے ہیں،

دمر ثم افقی بعض لاشۃ من متاخری
اصحابنا بنات ما عقیقہ من وضع لویجان والجرید
سنۃ بعد الحدیث سنۃ
اسک دہ سے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے
بعض نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ دعوت کی شاعری اور
پھولوں کو (قبر پر) رکھنے کا معمول اس حدیث کی بناء
پر سنت ہے۔

اس کے بعد ملا علی قاری نے علامہ خطابی کے انکار کا رد کیا ہے۔
شیخ عبدالمقوت محدث و طبری کہتے ہیں

و کسک کنڈیل حمامۃ ایل حدیث در نہ فتن
سبزہ و گل را برقبوئے
ہرگز زندہ چیز کی تسبیح کے قائل ہیں نہ اس
حدیث سے قبروں پر سبزہ اور پھولوں کے ڈالنے پر
استدلال کرتے ہیں۔

طہ نظام الدین جنسی کہتے ہیں:

وضع یومہ والربح حسن علی القبور حسن
حافظ ابن عسہ مستقانی شافعی، علامہ خطابی کے خصوصیات کے قول کو مسترد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
ولیس فی السابق ما یقعہ علی ما یشر
الوضع بیدہ لکریمۃ بل یحتمل ان یکون ع
بہ و قد ثانی ہرید آبن الحسیب بعد فی
ہذا اللہ فادھی ان یوضع علی قبرہ حریمان
و هو اولی ان یکبہ من غیرہ۔ گ
پھولوں کا قبر پر رکھنا مستحسن ہے۔
اس حدیث کے شروع میں ایسی کوئی چیز نہیں
ہے جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ
و سلم نے خود اپنے دست کبیم سے ان شاعروں کو
قبر پر رکھنا چاہی کہ آپ کی خصوصیت کا و طبری کہا جائے
بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان شاعروں کے رکھنے
کا امر کیا جو اور حضرت بریدہ بن حبیب صحابی نے آپ
کی اتباع کی ہے اور اپنی قبر پر شاعروں کے رکھنے
ن وصیت کی اور دروغوں کی بجائے حضرت بریدہ
کی اتباع کرنا زیادہ مناسب ہے۔

اور کتاب الجنازہ میں حضرت بریدہ کی مدینہ کے تحت حافظ ابن عسہ مستقانی شافعی لکھتے ہیں:
دکان ہریدۃ حمل الحدیث علی عمومہ
حضرت بریدہ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا

۱۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۱۱۳ھ، مرقات ج ۱ ص ۲۵۱، مطبوعہ مکتبۃ المصنف لبنان، ۱۳۶۰ھ

۲۔ شیخ عبدالمقوت محدث و طبری متوفی ۱۰۵۲ھ، مشحذہ الطہارۃ ج ۱ ص ۲۰۰ مطبوعہ مکتبۃ المصنف لبنان

۳۔ طہ نظام الدین جنسی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۲۵۱، مطبوعہ مطبعہ امیر کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۴۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حبیب مستقانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ولم یدرہ خاصاً بذینک الدجلین بلہ
علامہ شریعی شافعی کہتے ہیں:

ایضاً وہم الجرمین الاخصر علی القبر وکذا
الریحان ونحوہ من المشیء الرطب بلہ
حافظ ابن عسکری مستطانی شافعی کہتے ہیں:

قل: وقد قبل ان المعنی فیہ انه یسیر حاکم
رطباً فیحصل التخفیف ببرکۃ التسمیہ وحلی
هذا فیطرد فی کل ما فیہ رطوبة من الاسترجار
وغیرہا وکذلک میما نہ مویکۃ کاندک
وتلاوة القرآن من باب الاولى۔ ۵

علامہ دشتانی ابی مالکی کہتے ہیں:

وجدی عرف الناس فی بعض البلاد بیسط
الغوص علی قنور الموق فلعلمہ استنفا
بهذا الحدیث لہ قوله وادعی بریدۃ
الاسلمی ان یجعل علی قبرہ جریدتان
فلعله یمیناً بهذا الحدیث وفعلمہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔ ۵

ڈاکٹر محمد زبیری کہتے ہیں:

قال الشافعیۃ لا یأسن تطیب القبر وقالوا
ایضاً مع المعتابۃ والحنفیۃ: دیندہ ان
یورث القبر بجمہ ویسن وضع الجرمین الاخصر
والریحان ونحوہ من المشیء الرطب علی القبر۔ ۵

اور اس عمل کو ان دو قبر والوں کے ساتھ مخصوص نہیں قرار دیا۔

قبر پر سبز شاخ کا رکھنا سنت ہے اسی طرح پیر
اور ہرگز چیز کا رکھنا سنت ہے۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ یہ شک یہ بھی ایک
قول ہے کہ شاخ جب تک تر ہوگی تسبیح کرتے رہیگی
اور تسبیح کی برکت سے مذاب میں تخفیف ہوگی، اس بناء
پر یہ حکم ہر اس چیز میں جاری ہوگا جس میں تراویح ہو
نعم وہ حدیث ہمیں بغیر اس طرح جس چیز میں برکت
ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید اور ان سے
بہر حق اولی مذاب میں تخفیف ہوگی۔

قاسمی میاں مالکی نے بیان کیا ہے کہ بعض شیعروں
میں بعثت کے قبروں پر کھجور کے پتے بچاتے ہیں ان
کا یہ عمل اس حدیث کی بناء پر ہے، اور حضرت بریدہ اہلی
نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں ان کا
یہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور اس حدیث کی اتباع
پر مبنی ہے۔

فقہاء شافعیہ نے کہا ہے کہ قبر پر خوشبو بکھرنے
کی کوئی حرج نہیں ہے، نیز فقہاء شافعیہ حنبلیہ اور حنفیہ
نے یہ کہا ہے کہ قبر پر باقی کے چھینٹے ڈالنا مستحب
ہے اور قبر پر سبز شاخ پھیلانے اور کسی تر چیز کو رکھنا سنت ہے۔

۵۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حبہ مستطانی شافعی متوفی ۵۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۲۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ بیروت۔

۶۔ علامہ محمد شریعی، خطیب من قرن العاشر، مفتی الحاج ج ۱ ص ۳۶۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۷۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حبہ مستطانی شافعی متوفی ۵۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۶۴، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ بیروت۔

۸۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن علی خطیب دشتانی ابی مالکی متوفی ۵۲۸ھ، اکال اکال مطبع ج ۲ ص ۳۷، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت۔

۹۔ ڈاکٹر محمد زبیری، الفقہ الاسلامی وادلہ، ج ۱ ص ۵۳۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

علامہ لودوی نے یہ کہہ کر کہ امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ قرآن مجید کا ثواب مردے کو نہیں پہنچتا، یہ احادیث ان پر محبت ہیں لیکن علامہ کا اس پر اجماع ہے کہ دعا سے مردوں کو نفع ہوتا ہے اور ان کو اس کا ثواب پہنچتا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

يَقُولُونَ دَنَا اَعْفَرْنَا وَدَعَا لَدِينِ مَسْبِقُونَ
ہا لایمان

وہ کہتے ہیں اسے ہم سے رب ہماری مغفرت

فرما دے، ان بھائیوں کی مغفرت لڑا جو ہم سے

پہلے ایمان لائے ہیں۔

(حشر: ۱۰)

ان کے علاوہ اور بہت سی آیات اور احادیث مشہورہ ہیں، بعض احادیث یہ ہیں:

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اہل بقیع قرقر کی مغفرت فرما۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! مائے زندوں اور مائے مردوں کی مغفرت فرما۔

نیز احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیکیوں کا ثواب بھی مردوں کو پہنچتا ہے۔

۱۔ امام دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد

میں کیسے ان کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: میرے بعد ان کے ساتھ نیکی کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے

روزوں کے ساتھ ان کے لیے (نفل) روزے رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے (نفل)

صدقہ کرو۔

۲۔ کتاب القاضی میں امام ابوالحسن بن الفراء حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! جب ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کریں اور ان

کی طرف سے حج کریں اور ان کے لیے دعا کریں تو کیا یہ ان کو پہنچتا ہے، آپ نے فرمایا: ہاں، اور وہ اس سے

اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کے پاس طباق پیش کیا جائے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ فوت ہو گیا کیا میں اس کی

طرف سے صدقہ کروں، آپ نے فرمایا: ہاں۔

۴۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی طرف سے لہام کھانا دیتے تھے۔

۵۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میری ماں فوت ہو گئی، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں

تو کیا اس کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

اگر یہ اعتراض ہو کہ قرآن مجید میں ہے:

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَوْىٰ

اور یہ کہ آدمی کو اسی چیز کا اجر ملے جس کی وہ

(عہد) میں کرتا ہے۔

تو اس آیت میں علامہ کے اعتراضات اقرار ہیں:

۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے:

۱۔ ان قبر والوں کے مرنے یا کافر ہونے میں اختلاف ہے اگر کسی نے کہا یہ کافر تھے انھوں نے تریب و آلہ حبیب میں حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ یہ بنو نجار کے دواؤں کا تھے جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ وہ کہہ نقل یہ ہے کہ یہ مسلمان تھے اگر یہ کافر ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا نہ فرماتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بعض روایات میں ہے حضرت جابر نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی بنی مولیٰ بعض نئی قبروں کے پاس سے گزرتے نیز یہ قبریں بقیع میں تھیں اور بقیع مسلمانوں کا قبرستان ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک واقعہ کافروں کی قبروں کا ہو اور دوسرا واقعہ مسلمانوں کی قبروں کا۔

برزخ اور دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ یک وقت رابطہ میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مدنی

سورہ العزیز نے فرمایا: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا کہ ان قبر والوں کو عذاب برسا ہے یہ ظاہر فرمادیا کہ اگرچہ میں بلا ہر عالم دنیا میں رہتا ہوں لیکن عالم برزخ کے احوال بھی میری نظر سے اوچھل نہیں ہوتے نیز کہ عذاب اور ثواب عالم برزخ میں ہوتا ہے، اور جب یہ فرمایا کہ ان میں سے بہک چل کر تھکا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا تو یہ ظاہر فرمایا کہ میں صرف عذاب کو نہیں دیکھتا بلکہ میں ان کے سبب عذاب کو بھی جانتا ہوں یہ بتلادیا کہ میں صرف ان کے حال کو نہیں دیکھتا بلکہ ان کے ماضی اور حال دونوں سے باخبر ہوں اور جب شہنشاہ کے محل سے ان کی قبروں پر دیکھ دیا ہے اور فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے ان کے عذاب میں توفیق نہ ملے گی تو یہ ظاہر فرمادیا کہ میں صرف ان کے عذاب کو دیکھ ہی نہیں رہا بلکہ ان سے اس عذاب کو دھب بھی کر سکتا ہوں نیز آپ نے یہ بتلادیا کہ اسے میرے ملازم چھوٹا چل جانے کو کہ جب میں تھا تو وہ درمیان میں کر عالم برزخ سے غافل نہیں رہتا تو عالم برزخ میں جا کر مبتلا سے احوال سے کہے ناراض ہو سکتا ہوں، اور جب تم میں رہ کر قبر والوں کی مدد کرتا ہوں تو خوب سمجھ لو میں قبر میں جا کر ہمارا کام نہ کرتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رابطہ ایک عالم میں ہوتے ہوئے دوسرے عالم سے منقطع نہیں ہوا، جب عالم نیند میں ہوں تو بیداری سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا کیونکہ فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے، اور جب عالم دنیا میں ہوں تو برزخ سے تعلق نہیں ٹوٹتا اور جب برزخ میں ہوں تو دنیا سے رابطہ منقطع نہیں ہوتا، بندوں میں رہ کر مرنے کو نہیں بھولے اور شب معراج مرنے کے یاں جا کر بندوں کو یہ بھولے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الحمض

حمض اور استحاضہ کا لغوی معنی | علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: میری کہ ہے کہ حمض کا معنی ہے بنا، جب پانی ہے لگے تو عرب کہتے ہیں حاض السیل۔ دوسروں نے کہا برل کے رخت سے خون کے متابہ مرغ رنگ کا پانی نکلتا ہے تو عرب کہتے ہیں حاضت السمرة۔ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو رگ سے نکلتا ہے، عورت کی ماہواری کے مقررہ ایام کے بعد جو خون جاری ہے وہ استحاضہ ہے، ایام حین میں نازسان ہے اور سفوف کی قضا ہے، استحاضہ میں ناز اور سفوف دونوں لازم ہیں۔ لے

حمض اور استحاضہ کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء | علامہ ابن قدامہ منیل لکھتے ہیں: حمض وہ خون ہے جس کو عورت کے باطن برنے کے بعد اس کا رحم چھوڑتا ہے، پھر ایام معلوم میں اس خون کے جاری ہونے کی عادت مقرر ہو جاتی ہے، یہ خون بچہ کی پرورش کی حکمت سے پیدا کیا جاتا ہے، جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو سہ قحانی کے اندر سے یہ خون بچہ کی غذا بن جاتا ہے، اسی وجہ سے حاملہ عورت کو حمض نہیں آتا اور جب وضع عمل ہو جاتا ہے تو سہ قحانی اپنی حکمت سے اس خون کو دودھ بنا دیتا ہے جس سے بچہ غذا حاصل کرتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کو بہت کم حمض آتا ہے اور جب عورت حمل اور رضاعت (دودھ پلانے) سے فارغ ہو جاتی ہے تو اس خون کا کوئی مصرف نہیں رہتا پھر لہو مایہ خون مرہا میں یہ یا سات دن نکلتا ہے اور بعض عورتوں کے مزاج اور طبیعت کی وجہ سے یہ مدت کم اور زیادہ بھی ہوتی ہے۔ لے

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: عورت کا جو خون اوقات معلوم میں عورت کے باطن ہونے کے بعد اس کے رحم کے چھوڑنے سے جدا ہوتا ہے اس کو حمض کہتے ہیں اور ان اوقات کے علاوہ جو خون جاری ہو جاتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں، حمض کا خون رحم کی

لے۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکہ بن منظور افریقی متوفی ۱۱۷۱ھ، لسان العرب ج ۳، ص ۴۳۲، مطبوعہ نشر ادب محوۃ بیروت ۱۳۸۵ھ۔
لے۔ علامہ مرفی الدین عبد الشکر بن احمد بن قدامہ منیل متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱، ص ۱۸۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۲۰۰۵ء۔

علامہ یحییٰ بن شریف نروزی لکھتے ہیں:

کم از کم چھ بیس کی مدت ایک دن سے اور زیادہ سے زیادہ چھ بیس کی مدت پندرہ دن سے اور عموماً چھ بیس چھ یا سات دن ہوتا ہے اور دو بیسوں کے درمیان کم از کم طہر کی مدت پندرہ دن سے۔^۱ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

ام مالک کے نزدیک چھ بیس کی زیادہ مدت پندرہ دن سے اور کم از کم چھ بیس کی کوئی مدت نہیں ہے ایک مرتبہ جرجون نعل آئے امام مالک کے نزدیک دو بھی چھ بیس سے۔ اور طہر کی کم از کم مدت میں امام مالک کے کئی اقوال ہیں، دس دن، آٹھ دن، پندرہ دن، اور ستر دن اور زیادہ سے زیادہ طہر کوئی مدت نہیں ہے۔^۲ علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

چھ بیس کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں، اور جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ سے، کیونکہ یہاں چھ بیس اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کنوا منی لڑکی اور شادی شدہ کے لیے چھ بیس کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں سے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن سے۔ یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ ترجیح سے کیونکہ وہ ایک دن ایک رات کو بھی چھ بیس کہتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ بر بھی جہت سے کیونکہ وہ دن اور تیسہ دن کے اکثر حصہ کو بھی چھ بیس کہتے ہیں اور چھ بیس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں سے، اس کی دلیل بھی حدیث مذکور ہے، اور یہ حدیث بھی امام شافعی رحمہ اللہ پر جہت سے کیونکہ انہوں نے زیادہ سے زیادہ مدت کے لیے پندرہ دن کا احادیث کا ہے پھر جو اس مدت سے زائد یا کم ہو وہ استحاضہ سے، کیونکہ تہریت نے حرمہ مقرر کر دی ہے وہ کسی اور کی متعین کردہ مقدار کو لائق کرنے سے مانع ہے، حدیث امام چھ بیس کے اندر سرن، بیوا اور خیالاً حرمہ رنگ بھی دیکھے وہ میں نے علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

فقہاء احناف نے حسب ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے

- ۱۔ امام دارقطنی، حضرت برہادہ رحمی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کنوا منی لڑکی یا تہ دی شدہ کے لیے چھ بیس کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔
- ۲۔ امام دارقطنی حدیث واقر من اسبق رقی تہ منہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، چھ بیس کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن سے۔
- ۳۔ امام ابن عدی نے سال میں حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے چھ بیس تین دن سے کم ہوتا ہے دس دن سے زیادہ۔

۴۔ امام ابن حوزی نے "اعمل المتانسیہ" میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف نروزی متوفی ۷۶۶ھ، روحۃ المطالبین ج ۱ ص ۱۳۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابو یوسف محمد بن محمد بن رشد مالکی، مدنی متوفی ۵۰۹ھ، بدیع المکتب ج ۱ ص ۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۵۹ھ، ہایہ اربعین ص ۲۷، مطبوعہ کارخانہ محمد علی کرچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض کی کم از کم مدت تین دن سے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور وہ حیضوں کے درمیان کم از کم دو دن کی مدت (پندرہ دن) ہے۔

یہ تمام احادیث ضعیف الاسناد ہیں لیکن ان کے قند و طریق کی وجہ سے یہ احادیث حسن وغیرہ ہیں۔

علامہ ابن قدامہ قبلی لکھتے ہیں:

حیض کے مسائل

(۱) حائضہ عورت سے اس کی فرج میں وطی کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ ذُنْبٌ فَأَعْتَصِمُوا

النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَنْظُرْنَ

فَإِذَا نَظَرْنَ فَآتَوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَ اللَّهُ

۱ بقرہ ۱۵، ۲۲۲

آپ سے لوگ حیض کے مسئلے سوال کرتے ہیں آپ کیسے وہ گندگی سے۔ ایسے عورتوں سے حیض (کی حالت) میں الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوں ان سے جماع نہ کرو، اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

۲۔ حالت حیض میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا منع ہے، روزہ کی قضاء معاف ہے۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے کہ تم حالت حیض میں روزہ رکھتی ہو نہ نماز پڑھتی ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خاتمہ بنت حیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب تم کو حیض آئے تو نماز کو ترک کر دو۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاذہ سے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حیض آتا تھا، ہمیں روزے قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ صحیح بخاری و مسلم

۳۔ حائضہ عورت کو قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حائضہ عورت قرآن مجید بالکل نہ پڑھیں۔

۴۔ حائضہ عورت کو مسجد میں ٹھہرنا اور اعشاک کہنا منع ہے، کیونکہ حیض جنابت کے حکم میں ہے۔

۵۔ حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا حرام ہے۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اس کے حیض سے پاک ہونے تک اعتنا کرو۔

قرآن مجید میں ہے:

اِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَقُوهُنَّ لَعَدَّتِهِنَّ

اِطْلَاقٌ

جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دو تو ان کی مدت کے وقت (سے پہلے) طہر (پہن) لیں انہیں طلاق دو۔

۶۔ حیض منقطع ہونے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تمہارا حیض برقرار

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: **حائضہ عورت سے مباشرت کی اقسام اور ان کے احکام** | علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قسم اول: حائضہ عورت کی فرج میں جماع کے ساتھ مباشرت کی جلتے۔ یہ قرآن مجید کی نص صریح بہت صحیحہ اور اجماع مسنون سے حرام ہے، ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص حائضہ عورت کی فرج میں جماع کو حلال سمجھے تو وہ کافر مذہب ہو جائے گا، اور اگر کوئی انسان اس کو حلال سمجھے بغیر بھول یا جہالت سے غداروں کے اس کو حیض کا علم نہ ہو یا مسند کا علم نہ ہو (حائضہ سے جماع کرے تو اس کا کوئی گناہ ہے نہ کفارہ ہے، اور اگر کسی شخص کو حیض اور مثلہ کا علم ہو اور وہ عملاً حائضہ سے فحشا میں ملوث ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس پر توبہ واجب ہے اور کفارہ کے وجوب کے متعلق امام شافعی کا زیادہ صحیح قول جدیدہ، امام احمد کا ایک قول اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور جمہور سلف کا یہ قول ہے کہ اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور امام شافعی کے قول ثانی جو قول قدیم اور قریب ضیعت ہے، کے مطابق اس پر کفارہ واجب ہے، حضرت ابن عباس، حسن بصری، سعید بن جبیر، قتادہ، اوزاعی، سختی اور امام احمد کا دوسرا قول بھی یہی ہے، کچھ مقلدین ان کا اختلاف ہے بعض نے کہا ایک غلام آزاد کرنا کفارہ ہے اور بعض نے کہا ایک دینار سے بیس نے کہا نصف دینار ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بیوی سے حالت حیض میں مقاربت کی وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔ یہ حدیث اندمناظ کے اتفاق سے ضعیف ہے

قسم ثانی: ذات سے اوپر یا گھٹنوں سے نیچے عورت کے جسم کے ساتھ مباشرت کی جائے، اس کو اپنے جسم کے ساتھ بٹانے یا بوسہ دے یا اس کو مس کرے یہ قسم تمام علماء کے اتفاق سے حلال ہے اور سنیچ ہر عامہ لغوی اور ایک جماعت کثیرہ نے نقل کیا ہے کہ اس پر جماع ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبند کے اوپر سے مباشرت کی تھی۔ **قسم ثالث:** قبل اور وبر کے سوا ذات اور گھٹنوں کے درمیان حصہ کے ساتھ مباشرت کی جائے، ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں (۱) یہ حرام ہے (۲) حلال نہیں ہے مگر ذہنی سے (۳) اگر کسی شخص کو یہ اعتقاد ہو کہ وہ فرج تک سبھاؤ نہیں کرے گا خواہ اس کی وجہ ضعف قوت ہو یا شدت تقویٰ اس کے لیے یہ جائز ہے اور میں کو یہ اعتقاد ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور جمہور طحاوی کے نزدیک یہ حلال حرام ہے، اور عکرمہ، مجاہد، شعبہ، غنی، حکم، نووی، اوزاعی، امام احمد بن حنبل، محمد بن حسن، اسحق بن عیسیٰ، ابو یوسف، ابو ثور، ابن المنذر، ابو داؤد، ترمذی کے نزدیک یہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث، انس رضی اللہ عنہ نے کہا جماع کے علاوہ ہر کام کرو اور سی چلے اللہ تعالیٰ وسلم کا مومن تبند کے اوپر سے مباشرت کرنا استحباب پر محمول ہے۔ لہ

منکرین حدیث کے ایک اعتراض کا جواب | بعض منکرین حدیث اس حدیث سے ایک مخاطب نے کہ مسلمانوں کو احادیث سے بدظن کرتے ہیں مخاطب کی بنیاد یہ ہے کہ اس حدیث میں یہاں مباشرت کا لفظ ہے جو مباشرت سے مانع ہے، مباشرت کے معنی بھی جو

يَا بَ جَوَازِ غَسْلِ النِّحَائِضِ رَأْسَ
رُؤُوسِهَا وَتَرْجِيلِ وَطَهَارَةِ سُورِهَا
وَالِاتِّكَاءِ فِي حَبْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
فِيهِ

عائضہ عورت کے لیے اپنے خاوند کا سر
دھونے، بالوں میں کنگھی کرنے کا جواز، اس
کے جھوٹے کا پاک ہونا، اس کی گود میں سر
رکھنے اور اس کی گود میں قرآن پڑھنے کا
جواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں بیٹھتے
تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے میں آپ کے سر
میں کنگھی کرتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے قضا
ماجست کے گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں (حالت اعتکاف
میں ہوتی تو قضا ماجست کے لیے گھر میں داخل ہوتی اور
گھبراتے ہوئے کسی مریش کی عیادت ہی کر لیتی، اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حالت اعتکاف میں) مسجد
سے اپنا سر حوروں میں داخل کرتے اور میں اس میں کنگھی
کر دیتی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں
سوائے قضا ماجست کے گھر میں تشریف نہیں لے جاتے
تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
اعتکاف میں مسجد میں سے اپنا سر میرے حجرے میں
داخل فرماتے، میں آپ کا سر دھوتی تھی حالانکہ میں عائشہ
ہوتی تھی۔

۵۹۲. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَنِي
مَالِكُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ شَرَاةَ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْكَ يَدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَمَسُّ سِلَاقَ الْبَيْتِ إِلَّا يَحَاجُّهُ إِلَى النَّبِيِّ
۵۹۳. وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ سَمِعْتُ عَيْنَ بْنَ
يَتَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ كَا وَعُرْوَةَ بِمَدِينَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَمِ
أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهَا وَآيَةُ رَسُولِ
قَالَتْ إِنْ كُنْتُ رَأَيْتُ خَلَّ الْبَيْتِ يَلْحَاقُ الْخَبْرَ لَمْ يَرْجَعْ
فِيهِ قَطًّا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا دُونَ مَا تَرَوْنَ فَإِنْ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَدْخُلْ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ
وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا يَحَاجُّهُ إِذَا كَانَ مُفْثَكًا
وَقَالَ ابْنُ رُمُحٍ إِذَا كَانُوا مُفْثَكِينَ

۵۹۴. وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
قَالَ ثَمَّ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَمِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَمِ عَنْ عُرْوَةَ
ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهَا
وَآيَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْرٍ حُرِّقَ الرَّسَدُ مِنْ لَمَسِهِ
وَهُوَ مُجَادِرٌ فِي غَيْبِهِ وَأَنَا حَاضٍ
۵۹۵ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو عِيْنٍ
عَنْ إِسْحَاقَ قَالَ أَنَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يُدْفِنُ إِلَى دَأْسِهِ دَأْسًا فِي حُجْرَتِهِ هَذَا جَدُّ رَسُولِ
وَأَنَا حَاضٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سر میرے حجر سے
کے قریب کرتے اور میں آپ کے سر پر چھٹی کرتی ہوں
جو عائشہ مرفی تھی۔

۵۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَكَانَ قَا
حُسَيْنُ بْنُ عِيْنٍ عَنْ رَاشِدٍ عَنْ مَعْنُو عَنْ
أَبِي هَلِيمَةَ عَنْ أَسَدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ
أَتَقَبَّلُ دَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلَّمَ وَأَنَا حَاضٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
میں حالت حیض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر
کرتی تھی۔

۵۹۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ أَبِي
أَبِي شَيْبَةَ وَأَسَدُ كُوفِيٌّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَكَانَ
الْأَحَدُ بِكُنَى أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتٍ
بْنِ عَمِيْرٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
قَالَ بَارِسُ بْنُ مَرْثَدَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
بَارِسُ بْنُ الْأَحْمَرِ قَالَ لَمَسْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مسجد سے
جائز تھا کہ مجھے دسے دو، میں نے عرض کیا کہ میں
حائض ہوں آپ سے فرمایا ہاں۔ حیض مہناسے اٹھ
شمار نہیں ہے۔

۵۹۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ تَمَّامٌ عَنْ قَدِيدَةَ
عَنْ حَقِيْقٍ وَآلِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
أَنْعَامِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَأْوِيَهُ
نَحْمُ دَمِنْ لَمَسِهِ قَالَتْ فَكُنْتُ إِفِي حَافَتِهِ فَقَالَ
رَبِّ حَيْضَتِكَ بَيْتٌ فِي يَدَيْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ سے فرمایا مسجد
سے قریب کہ جان لے گا دوں، میں نے عرض کیا کہ میں حائض
ہوں آپ سے لے کر آیا ہوا حیض مہناسے اٹھ میں تو نہیں
ہے۔

۵۹۹ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو حَامِلٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ
زُهَيْرٌ تَابِعَنِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَبْرَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَسَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔
آپ نے فرمایا اسے عائشہ مجھے ایک کپڑا اٹھا دو عائشہ
عائشہ نے عرض کیا میں حائض ہوں آپ سے فرمایا

وَالِیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ مَا دَلَّیْنِی
لِکُتُوبٍ فَقَالَ لَیْسَ بَعْدَیَّ حَیْثُ فَقَالَ لَنْ حَمِیْضَتُکَ
لَیْسَتْ فِی یدِیْکَ۔

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا عَنْ
حَرْبِ بْنِ دَکِیْنٍ عَنْ مُشْعِرٍ وَشُعْبَانَ عَنْ یُحْیٰی بْنِ
أَبِی شَرِیْحٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ عَدْرِیَّةَ قَالَ لَمْ کُنْتُ أَسْرُبُ
وَأَمَّا مَا بَصُرْتُ شَرًّا مِنْ وَلَدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَآلِیْهِ
وَسَلَّمَ فَمَعْنَهُ قَالَ عَلَى مَوْصِیَةٍ فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ
الْعَرَفِ وَأَنْ حَاطَیْتُ حَرًّا مَا وَدَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَیْهِ وَآلِیْهِ وَسَلَّمَ فَمَعْنَهُ قَالَ عَلَى مَوْصِیَةٍ فِی الْمَسْجِدِ
نِیْذُ لِرُؤُوسِ قَبَائِلٍ

مبارک خلیفہ قبلہ سے ہاتھ میں قرآن نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ
میں پانی پیتی اور پھر اسی برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دے دیتی، آپ اس جگہ سے پانی پیتے جہاں سے
میں نے پانی پیا تھا حالانکہ میں عائشہ ہوتی تھی۔ اور
میں ہڈی سے گوشت کھاتی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کو دے دیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسی جگہ سے اس ہڈی سے گوشت کھاتے جہاں سے
میں نے کھا یا تھا حالانکہ میں عائشہ ہوتی تھی۔

۶۰۱۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَوَضَّأُ مِنْ مِائِدَةٍ مِنْ مَاءٍ
تَحْتَ قَائِلٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَتَوَضَّأُ فِي يَحْضِرِي وَأَنْ حَاطَیْتُ حَرًّا مَا وَدَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَعْنَهُ قَالَ عَلَى مَوْصِیَةٍ فِی الْمَسْجِدِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ
میں عائشہ ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری
گود سے ٹیک لگا کر تہہ پانی کریم پڑھتے تھے۔

۶۰۲۔ وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا شَرِیْحٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ
أَدَا حَاطَتْ أَمْرًا فَمَعْنَهُ هُوَ يُؤْكَلُ وَهُوَ
يُجَامَعُ وَهُوَ فِي النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَلِكَ الْمَسْجِدُ
مَجْلٍ وَكَيْسَلُوكَ عِدَّةٌ مِنْ حِجَابٍ قَدْ هُوَ أَدَى
فَأَعْتَرَفُوا النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَدَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
صَنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوا مَا يَرِيدُ هَذَا لِيَجْلُ أَنْ يَذْعُرَ مِنْ أَمْرِنَا
شَيْئًا إِنْ خَالَفَتْ قَبْلَهُ فَجَاءَ سَيِّدَانِ مِنْ حَضْرَتِهِ
عَنْ دُونِ سَبْرِ فَقَالَ لَا يَأْتِي رَسُولٌ مَدِينَةٍ إِلَّا يَنْهَوْنَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ میرے
میں حب کر لی عورت عائشہ ہوتی تو وہ اس کو اپنے
ساتھ کھا، کھاتے اور اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔
صحابہ کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس
شے کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی: اتر محمد! یہ آپ سے حیض کے بارے میں
سوال کرتے ہیں، آپ فرمائیے کہ حیض نجاست سے
اس لیے ایام حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر فرمایا: طاع ذکر
باقی تمام معاملات میں عورتوں کے ساتھ مشغول رہو۔
یہودیوں کو جب یہ خبر پہنچی تو کہنے لگے: یہ شخص ہر
بات میں ہماری مخالفت کرنا چاہتا ہے، یہ منکر

كَذَٰلِكَ أَقْرَبَ نَجَاتُكُمْ فَتَخَيَّرُوا وَجْهَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَقَّ حَقًّا
 قَدْ وَجَّهَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا قَا سَتَقْبِلُهُمَا هَيْهَاتَ
 قَبْلَ نَبِيٍّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 قَا رُسُلِي أَتَيْتُمَا قَسَبْتُمَا فَعَرَفْتُمَا أَنْ
 تَعْبُدُوهُمَا عَلَيْهِمَا

اسید بن خنیر اور عباد بن بشر آئے اور کہنے لگے یا
 رسول اللہ! حبیب یہودی ہم کو اس طرح کے طعنہ دیتے
 ہی ہیں تو پھر ہم ایامِ حوض میں اپنی عورتوں سے جماع
 ہی کیوں نہ کر لیا کریں۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پیرو کا رنگ متغیر ہو گیا اور ہونوگوں نے
 سو جا کر حضور ان دونوں سے ناراض ہو گئے ہیں وہ دونوں
 (درگم) مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اسی اتفاق میں رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا یہ آیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنا کر دودھ پلایا
 تب میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے
 ناراض نہیں ہوئے۔

بیوی کی رضامندی سے اس سے خدمت لینے کا جواز

اس باب کی احادیث سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوئے:
 ۱۔ متکلف جب مسجد سے اپنے جسم کا بعض حصہ متکا یا قحطہ میرا نہر نکال سے تو اس سے اس کا اعتکاف باطل
 نہیں ہوتا۔
 ۲۔ بیوی کا سے کھانا پکانے سر دھونے اور دیگر کاموں کی س کی مرضی سے خدمت لینا جائز است، سنت
 مدین صائیکین کے مل در اجماع است سے یہ ثابت ہے۔ البتہ اس کی مرضی کے بغیر اس سے یہ خدمت لین
 جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت پر صرف یہ لازم ہے کہ وہ لازمات خاندان کے گھر سے اور فائدہ کو بحالت
 کرنے دے۔

۳۔ حائضہ عورت جب زہد کو غسل دے سکتی ہے تو مرد کو بھی غسل دے سکتی ہے۔
 ۴۔ مائضہ عورت نجس انین نہیں ہے، وہ کھانا پکا سکتی ہے، گھر کے کام کاج کر سکتی ہے اور جسم کو چھو سکتی
 ۵۔ استاذ یا گھر کا کوئی شاہب شاگردوں یا اپنے چھوٹوں یا ناراضگی کا نہا کرتے تو بد میں ان کی دیکھ بھی کرسکتے۔

ندی کا حکم

بَابُ الْمَذْيِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے
 ندی بہت آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ
 وَكَيْفَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَهَشِيْمٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

۱۔ علامہ یحییٰ بن تہوف نووی متوفی ۷۰۶ھ، شرح مسلم ۱۲۲، مطبوعہ دار الصحیح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنْ مُنْذِرِ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ
قَالَ كُنْتُ مَعَ أُمِّهِ فَلَمَّا أَتَيْتُهَا قَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنَتِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَمُكِّنُ أَيْدِيَهُ فَاصْرَفْتُ
الْيَدَيْنِ إِلَى الْوُجْهِ فَصَلَّاهُ قَالَ يَفْعَلُ ذِكْرَهُ
وَيَسْتَوْضِئُ

براہ راست اس کا حکم معلوم کرنے سے مجھے شرم آتی
تھی کیونکہ حضور کی صاحبزادی میرے نکاح میں نہیں آسکتی
یہی میں نے حضرت محمد ابن اسود رمی اللہ عنہ سے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدف کا حکم معلوم کرو۔
جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایت نہ ناس
کو دینا کہ وہ غلو نہ کریں۔

٦٠٢ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْخَارِجِيُّ قَالَ
نَا خَالِدُ يَعْنِي ابْنَ الْخَارِثِ قَالَ ذَكَرْتُ شَفِيعَةَ دَاوُدَ الْحَرَوِيَّ
سَمِعَتْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْدُودَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبِيحٍ
عَنْ عَلِيِّ أَسَدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا أَسَاأَ ابْنُ أَبِي صَالِي
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَدَنِيِّ مِنْ أَجْلِ ذَلِكُمْ
فَامْرُتُ الْبُعْدَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوءُ .

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (سیدنا)
 محمد مصطفیٰ اللہ عنہ کی وجہ سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ہمدی کے مسائل پر چھنے میں شرم محسوس کرنا تھا
 میں نے حضرت مقداد سے یہ چھنے کے سے پہاڑوں
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس سے وضو کرنا
 مناسب ہے۔

۶۰۵۔ وَحَدَّثَنَا هَرُزُّ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَدَّثَنَا
بْنُ يُمَيْسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ
بْنُ يُكَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّافٍ عَنْ
عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بُزْ الْأَمَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَعْنِ الْأَعْدِيَّ يَخْرُجُ مِنَ الْبَيْتِ يَمِينًا
يَنْفَعُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَوْمًا وَانْفَعُ قَوْمًا -

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے
ہدی کا نام سنا۔ مگر اس کے لیے حضرت مقداد بن اسود
رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ستر لگا کر
جو کہ وضو کر لو۔

عزیز بھائی بن عترت نوری نکلتے ہیں

اس ماہ کی احادیث کے متنوں کے مطابق

- ۱۔ مذی نجس سے لیکن اس سے ٹل واجب نہیں ہوتا، صرف وضو واجب ہوتا ہے۔
 ۲۔ پتھر کے ساتھ صرف برل برابر میں استنجا کیا جاسکتا ہے، باقی خون، مٹی اور مذی وغیرہ کی نجاست کو پانی سے دھونا ضرور ملتا ہے۔
 ۳۔ فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کسی کو ماتب بنانا جائز ہے، اور جب یقین اور قطع فی خبر کو حاصل کرے، ممکن ہو تب بھی قطعی خبر پر اکتفا کرنا جائز ہے کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود سوال کرتے تو ان کو قطع فی خبر حاصل ہوتی اس کے باوجود انہوں نے حضرت مقدور رضی اللہ عنہ سے معلوم کر لیا۔
 ۴۔ سسرال والوں کے ساتھ حسن ادب کے ساتھ رہنا چاہیے اور ان کے سامنے بیوی سے استنساخ

کہ باتیں نہیں کرنی پائیں۔ ۱۰

بَابُ غَسْلِ الْوُجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ
مِنَ النَّوْمِ

نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ و منہ دھونا

۶۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتُوكُيْبُ بْنُ
قَارِمًا وَكُثَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَمَةَ ابْنِ كَعْبٍ
عَنْ كُذَيْبِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ
دَاوُدَ قَامَ مِنْ بَيْتِهِ فَقَفَضَ نَحْبَهُ ثُمَّ مَسَدَ
وُجْهَهُ وَبَدَّلَ ثِيَابَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کسی وقت اپنے
تسبیح کا دست فراموشی اور اس کے بعد ہاتھ منہ دھو کر سو گئے۔

۱۰۔ اس حدیث میں یہ دلیل سنائی دیتی ہے کہ اگرچہ سونا بھی جائز ہے، البتہ جس شخص کو یہ مذمت ہو کہ اگر وہ سو گیا تو
اس کی بات کی عبادت سے مسرت نہ ہو، اس کی بات نہ ہو۔

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجَنْبِ وَشَرْبِ آبِ
تَوَضُّؤِهِ وَغَسِّ الْقَرْجَرِ إِذَا ارَادَ أَنْ
يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنْهَضَ وَيُجَامِعَ

جنبی کے لیے سونے کا جواز اور اس کے
پانی پینے کے وقت یا جماع سے
پہلے استنجار اور وضو کر کے استنجاب

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى سَمِعَ ابْنَ سُلَيْمَانَ
بْنَ أَبِي مَرْجٍ قَالًا سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ
عَنْ مَالِكِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ
رَاحِمٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ارْتَدَى مِنْ نَوْمِهِ وَهُوَ حَبْلٌ تَوَضَّأَ
وَنَامَ وَبَدَّلَ ثِيَابَهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد
سوئے سونے کا اور نہ تو سوئے سے پہلے غسل
دہر کرتے۔

۶۰۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتُوكُيْبُ بْنُ
قَارِمًا وَكُثَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَمَةَ ابْنِ كَعْبٍ
عَنْ كُذَيْبِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ
دَاوُدَ قَامَ مِنْ بَيْتِهِ فَقَفَضَ نَحْبَهُ ثُمَّ مَسَدَ
وُجْهَهُ وَبَدَّلَ ثِيَابَهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد
سوئے سونے کا اور نہ تو سوئے سے پہلے غسل
دہر کرتے۔

يَتِمُّ أَمْرِيَّامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ
كَانَ يَفْعَلُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَكَذَلِكَ تَوَصَّلُ
قَدْ كُنْتُ أَرْحَمُ بِهِ النَّاسِ فَجَعَلَ فِي الْأُمُودِ سَعَةً

کیا کرتے تھے نیند سے پہلے غسل کرتے تھے یا
نیند کے بعد حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اب وہ غسل
کرتے تھے کبھی غسل کر کے سوتے وہ کبھی وضو کر کے
سوتے میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے
میں پر سلامتی فرمائی ہے۔

۶۱۳۔ وَحَدَّثَ ثَمِيمُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَأْتِي
الرَّحِمُ بْنُ قَهْقَرٍ - وَحَدَّثَ ثَمِيمُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ تَأْتِي وَهَبُ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی یہ
حدیث صحیح منقول ہے۔

قَالَ تَأْتِي وَهَبُ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے
کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری ہو رہا ہو
یہ عمل کرنا چاہے تو درمیان میں وضو کر لیا کرے۔

۶۱۵۔ وَحَدَّثَنَا سُوَيْبُ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ
نُزَيْعَاتُ - وَحَدَّثَنَا أَبُو ثَوَابٍ قَالَ قَالَ
وَحَدَّثَنَا ثَمِيمُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ ثَمِيمٍ قَالَ قَالَ
بْنُ مَعَاوِيَةَ الْغَدَرِيُّ قَالَ قَالَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ ابْنِ
الْمُثَوَكِلِ عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْأَخْدَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ
لَمْ يَأْكُلْ دَرَاهِمَ يَغُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ رَدَّ بَوْبُكَ فِي
عَدِيَّتِهِ يَنْسِفُ وَضُوءًا وَقَالَ ثُمَّ أَمَرَ أَنْ
يُجَاوَدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات طہارت کے بائیں
پہلو سے ہرگز اُٹھے۔

۶۱۶۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى شُعْب
الْحَدَّثَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَرِيذٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ غُيَّ بَنِي
بَغْدَادَ

مجاہد کے بعد دوبارہ مجاہدیت کرنے یا سونے سے پہلے وضو کرنے کا استحباب

علامہ یحییٰ بن خروف فرماتے ہیں۔

اس باب کی تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کے لیے غسل سے یہ کھانا پینا سونا اور جہاد کرنا جائز ہے
اور اس پر سب کا اتفاق ہے، اور اس پر جہاد ہے کہ جب کسی کا ملک اس کا پسینہ پاک ہے، اور ان احادیث میں یہ بات
بھی ہے کہ ان کاموں سے پہلے نہیں کا وضو کرنا مستحب ہے خصوصاً اس وقت جب اس طہارت سے جہاد کرنا
جائز ہے جس سے جہاد کیا ہو اس وقت اس لیے ذکر کو دہرنے کا استحباب مؤکد ہے، اور طہارت سے استحباب ہے

اس کی تصریح کی ہے کہ جنبی کا وضو سے پہلے کھانا پینا اور جماع کرنا مکروہ ہے، اور یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ وضو واجب نہیں ہے، امام مالک اور جہور کا بھی یہی قول ہے، البتہ بعض مالکیہ اور داؤد ظاہری نے یہ کہا ہے کہ یہ وضو واجب ہے، اور وضو سے مراد نماز کا، وضو کامل ہے جب اعتراض یہ ہے کہ سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سو جاتے تھے اور پانی کو نہیں چھوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، حدیث جواب یہ ہے کہ آپ پانی کو نہیں چھوتے تھے اس سے مراد یہ ہے کہ غسل نہیں کرتے تھے، تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ پانی کو بہانہ جوڑنے کے لیے نہیں چھوتے تھے، کیونکہ اگر آپ ہمیشہ سونے سے پہلے وضو کرتے تو اس سے وضو کرنے کے وجوب کا دہرہ موتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازدواج مطہرات کے پاس ایک غسل سحر طواف کرتے تھے تو یہ بھی احتمال ہے کہ آپ درمیان میں وضو کر لیا کرتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ بیان جوڑنے کے لیے وضو کو ترک کر دیا کرتے تھے، کیونکہ سنن ابوداؤد میں یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غام ازدواج کے پاس ایک رات میں گئے اور اس کے پاس غسل کرتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے ایک ہی غسل پر کیا ہے کیوں نہ کر لی، آپ نے فرمایا اس میں زیادہ یا کمزوری اور جہالت ہے، امام ابوداؤد نے کہا یہی حدیث زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات بیان جوڑنے کے لیے غسل نہ کیا ہو اور بعض اوقات قصد نفیست کے لیے غسل کیا ہو۔

جنابت کے بعد سونے سے پہلے غسل کیا جاتا ہے اس کی حکمت کے بیان میں بعض علما، شافعی نے کہا تاکہ خدشہ میں تخفیف ہو، علامہ مائیدی ماکی نے کہا تاکہ وہ طہارت پر سونے کے بعد اس دوران موت جائے تو طہارت پر موت آئے، علامہ مائیدی نے کہا کسی قیاس پر جائزہ کو بھی سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، درملہ دتا مبر نے کہا کہ عائد کے وضو کرنے کا کرنی لازم نہیں ہے۔

بالی رہا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غسل کے ساتھ تمام ازدواج مطہرات کے پاس گئے تو یہ ہو سکتا ہے کہ آپ سب کی رضامندی سے ان کے پاس گئے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس زمانہ کی بات ہو آپ نے اس سے اجازت لے لی ہو، اس ناول کی اس وقت ضرورت ہے جب یہ کہا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ازدواج کی باویلوں کی تقسیم واجب تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ پر باویلوں کی تقسیم واجب تھی تو پھر کسی ناول کی ضرورت نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج کی تعداد کی تفصیل اور تحقیق | امام بخاری روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کے کسی ایک حصہ میں تمام ازدواج کے پاس جاتے تھے اور وہ گیارہ ازدواج جن میں ازلی کتاب سے ہیں حضرت انس سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طاقت رکھتے تھے، حضرت انس نے کہا ہم یہ کہتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی قیمت دی گئی ہے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن سیرین روضی متوفی ۶۸۰ھ، شرح مسلم ج ۲، ص ۴۲، مطبوعہ دارالحدیث کراچی، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۴۱،

ایک زوجہ کچھ عرصہ ساتھ رہیں اور بعد میں آپ نے ان کو طلاق دے کر نکاح کر دیا، مشہور ہے کہ آپ کی گیارہ زوجات تھیں اور جس وقت آپ کا وصال ہوا اس وقت نو ازواج صلوات حیات تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تعدد ازواج کے اعتراضات کے جوابات | اس حدیث میں یہ ہے کہ صحابی نے اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں تیس مردوں کی طاقت کا ذکر ہے اور امام ابو یوسف نے سند صحیح کے ساتھ سلطنت کیا ہے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی، اور امام ترمذی نے جنت کی صفت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں اتنی جماعت کی قربت کر لیا کہ میں رسول اللہ اکرام کی طاقت رکھے گا، آپ نے فرمایا اس کو سو مردوں کی طاقت دی جائے گی، اور امام حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سلطنت کیا ہے کہ جب ہم نے چالیس کوسو میں ضرب دی تو اس کا حاصل چار ہزار ہوا (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں چار ہزار مردوں کی طاقت ہے) اور علامہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کے اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت کی غائب قربت حاصل تھی (آپ چار ہزار مردوں کی طاقت رکھتے تھے، اس کے باوجود صرف مجاہد ازواج پر تاقوت کی) اور کہانے میں بھی آپ قناعت سے کام لیتے تھے اور جس طرح احمد شریفیہ میں مذکور ہے کہ آپ نے آپ کی فیصلتیں جمع کی تھیں، اسی طرح احمد و نیادیہ میں بھی آپ کے اندر فضیلتیں جمع کی تھیں تاکہ درج میں آپ کا حال کامل ہو۔

یہ بھی کہ عام مردوں کی بہ نسبت مدت زادون وقت کی عافیت سے، حضرت داؤد علیہ السلام کی سوا زواج تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زب سے زوج تھیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم چار ہزار مردوں کی طاقت رکھتے تھے اس کے باوجود آپ نے صرف گیارہ زوجات کو اختیار کیا، اور یہ تصور غلط ہے کہ آپ نے قصداً شہوت کے لیے زیادہ شادیاں نہیں کیں، شہوت کا رد و جہاد کے ایام میں ہوتا ہے آپ نے تیس بیویاں کی عمر میں ایک بیوہ خاتون سے نکاح کیا، اور پچیس سال کا عمر صرف ان سے ساتھ گزارا اور دوسرا عقد نکاح کیا پچاس سال کی عمر کے بعد آپ نے چار اور عقد کیے اور یہ عقد تھیں مسکینوں کی وجہ سے کیے گئے کہ ان کو نکاح سے نہ بعد ایک اور خاندان سے بڑھ کر نام نہاد تھے، ان کے ساتھ ملنے جلنے سے تبلیغ کے زیادہ مواقع پیدا ہوتے، دوسری وجہ یہ ہے کہ تعدد ازواج کی وجہ سے آپ کے گھر کے حالات اور خانگی معاملات کو دیکھنے والیاں اور امت تک پہنچانے والی زیادہ عقانیں نہ تھیں، ورنہ ہر عدل کر کے دکھایا اور امت کو یہ بتلایا کہ تعدد ازواج میں عدل کو گراں سمجھتے ہو اور میں نے بیک وقت نو ازواج میں عدل کر کے دکھایا ہے، سلام سراسر نبی امی پر جس کا عمل مردان میں فراموش سے بڑھ کر ہے۔

۱۔ بحث ہم نے شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۰۶-۳۰۳ میں بھی کی ہے لیکن بعض چیزوں کی یہاں زیادہ تفصیل ہے۔

بَابُ وَجُوبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

وجوب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق کی دادی ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ اگر کوئی عورت اس طرح کا خواب دیکھے جسے مرد خواب دیکھتا ہے تو وہ کیا کرے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (روایات میں) برہنیں اسے کہہ رہی تھیں کہ اگر وہ عورت کو بولے کہ حضرت عائشہ لایہ کہنا یہ طوطا ملے گی تو قائم رہے تو طور توں کوڑھ مندا کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ سے کہا کہ تمہارے ہاتھ ہاک آؤ دوں (پھر حضرت رسول سے مخاطب ہو کر فرمایا) اسے ام سلیم جب عورت کا خواب دیکھے تو اس کو غسل کرنا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت ایسا خواب دیکھے جسے مرد خواب دیکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت ایسا خواب دیکھے تو غسل کرے عورت اور مرد کہتی ہیں کہ مجھے شرم آتا ہے کہ میں نے یہ سنا ہے یا نہیں؟ ایسا طاعت نہیں کہ تم اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرو گے اگر ایسا ہو تو بچوں کا مشابہت کیسے ہو رہا ہو گا؟ اور یہ سفید موتیوں کی طرح ہوتی ہیں اور مرد و عورتوں میں سے جس کو ایسا خواب ہو یا ساقی ہو یا بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۴۱۷۔ وَحَدَّثَنِي دُرَيْمٌ عَنْ حَذِيبٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَاءٍ قَالَتْ لَنَا عَمْرُو بْنُ عَمْرٍاءَ قَالَ لَأَسْأَلَنَّ عَنْ ذَلِكَ شَيْءٌ أَنَسَ لَكُمْ مَا يَكُونُ قَدْ خَافَتْ أَمْ سَكُنِيكُمْ وَهِيَ جَذَّةٌ لَأَسْأَلَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَافَتْ لَمْ يَكُنْ يَشْتَبُهْ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى مَا تَرَى الرَّجُلُ فِي انْتِمَاءٍ فَتَرَى مِنْ نَفْسِهِ مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَخَافَتْ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍاءَ يَا أُمَّ سَكُنِيكُمْ فَخَضَعَتْ النِّسَاءُ قَرِيبَتْ يَمِينُكَ قَوْلَهَا قَرِيبَتْ يَمِينُكَ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍاءَ بَعْدَ نِسَاءِ بَنِي النَّبِيِّ قَرِيبَتْ يَمِينُكَ نَعَمْ فَلْتَعْتَبِلْ يَا أُمَّ سَكُنِيكُمْ إِذَا آمَأَتْ ذَلِكَ

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ بَيْتَ ابْنِ مَرْثَدٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سَكُنِيكُمْ حَدَّثَتْهُ عَنْهَا سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آمَأَتْ ذَلِكَ النَّبِيُّ قَدْ فَلْتَعْتَبِلْ قَدْ لَتَ أُمَّ سَكُنِيكُمْ وَتَسْتَحِينِي مِنْ ذَلِكَ قَدْ لَتَ سَهْلٌ يَكُونُ هَذَا فَقَالَ بَنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قِيمٌ يَكُونُ بَيْنَهُ إِنْ مَاءَ الرَّجُلِ غَلَبَ الْمَاءَ وَالْمَرْأَةُ دَرَقِيٌّ صَغِيرٌ قِيمٌ آتِيهَا عَذَابٌ وَسَنَقُ يَكُونُ مِنَ الشَّيْءِ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ رَسِيْدٍ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ

ثُمَّ قَالَ نَأْبُو مَا لَكَ إِلَّا شَجِيءٌ عَنْ أَهْلِ
نُونَ مَا لَكَ قَاتَلْتِ امْرَأَةً وَاسْتَوْلَ اللَّهُ مِنْكَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَوَى فِي مَتَابَعِهَا
يَتَوَى الذَّجَلُ فِي مَتَابَعِهِ فَقَالَ إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا
يَكُونُ مِنَ الْأَجْدِ مَلَكْتُمْ تَقْبَلُ

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ عورت خواب میں وہ چیز دیکھے جو مرد خواب میں دیکھتا
ہے، آپ نے فرمایا اگر اس سے وہی چیز نکلے جو مرد سے
نکلنے سے تو اس پر غسل فرض ہے۔

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَّ
أَبُو صَخْرٍ وَدَّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَةَ عَنْ
رَبِيعِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ خَالَفْتُ
أُمَّ سُلَيْمَةَ أُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَدَ رَاكِبًا لِي فِي
الْحَقِّ قَبْلَ عَقْلِ الْمَرْأَةِ مِنْ عُسْبٍ إِذَا احْتَمَمْتُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَ
رَأَيْتِ امْرَأَةً قَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ
تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَتَقُولُ تَرَاهُ يَدُ إِلَهِ فِيمَ يَقِفُهَا وَلَهُهَا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت
ام سلمہ ہی اگر وہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں
اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات کو (شرم کی وجہ
سے) رک نہیں کرتا کیا احکام سے محبت پر بھی غسل فرض
ہوتا ہے، آپ نے فرمایا ہاں جب وہ منی دیکھ لے۔
حضرت ام سلمہ سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احکام
ہوتا ہے، آپ نے فرمایا ہاں اسے اللہ خاک اور مولا
اگر یہ بات نہ ہوتی تو کچھ میں اسے متاثر کیا کرتا۔

۶۲۱۔ وَحَدَّثَنَا نُوَيْرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَكَهْزَبُ بْنُ
حَزْرَبٍ قَالَا نَرَاهُ فِي كِتَابِهِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ
تَأْتِيَانِ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَةَ
بِثَنٍّ مَعْنَاهُ وَتَرَاوَدَّ لَتْ قُلْتُ فَصَحِبَ الْبَيْتَ

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کی اور اس میں
کے ساتھ روایت میں یہ اضافہ ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی
اللہ عنہا نے ام سلمہ سے فرمایا کہ تم نے تمہارے قول کو شرم
کے ساتھ

۶۲۲۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُلَيْمٍ
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَرْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَفِيلُ بْنُ
خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّكَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ
بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَدَّقَتْهُ
وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي أَنَّ مَرْسُومَ ابْنِ أَبِي صَخْرٍ
وَحَدَّثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى
حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ خَالَفْتُ
نَأْبُو لَكَ أَكْرَى السُّرَاةَ دَلِيلٌ

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث بیان
کی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ام سلمہ کی بات سن کر حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم پر ان سے کیا عورت میں اس قسم
کے خواب دیکھتی ہے۔

۶۲۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي
سَهْلٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَكْثَمٍ كُنِيَ وَالتَّقَطُ لِي فِي كُرْبٍ
قَالَ سَهْلٌ سَلَوُكَ قَالَ لَا أَخْبَرْتُ أَنَّ ابْنَ أَبِي دَاوُدَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ جب عورت کو احکام ہو اور وہ منی بھی دیکھے تو کیا اس

پر نسل واجب ہے آپ نے فرمایا ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا تمہارے ہاتھ خاک آلود اور زخمی ہوں حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اس کو چھوڑو! اولاد کی مشابہت اسی وجہ سے مرقی سے جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ اپنے ماموں کے مشابہ ہو جائے اور اگر مرد کا پانی عورت پر غالب آ جائے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہو جائے۔

عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُطْعِمِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمِّمًا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْءُ إِذَا اخْتَلَمَتْ دَأْيَصَرَتِ الْمَاءُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَوَبَّتْ يَدِي وَأَنْتِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ اشْتِبَاءُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ إِذَا عَلِمَ مَا دَأْيَمَاءُ الرَّجُلِ الْخَبْرَ الْوَلَدُ أَحْوَالُهُ وَإِذَا عَلِمَ مَا دَأْيَمَاءُ نَفْسِهِ أَعْوَامُهُ

مرد اور عورت کی منی کی خصوصیات اور یہ کہ بچہ ان کے پانی سے پیدا ہوتا ہے

بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مُخْلُوقٌ مِنْ مَّا بَيْنَهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمام حضرت ثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا تھا، علامہ بیہود میں سے ایک عالم حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا، "اسلام علیک یا محمد" میں نے اس کو زور سے دھکا دیا جس سے وہ گرتے گرے بچا۔ کہنے لگا تم نے مجھے کیوں دھکا دیا میں نے کہا تم نے یا رسول اللہ کہوں نہیں کہا، کہنے لگا ہم ان کو اسی نام سے پکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر والوں نے جو میرا نام رکھا ہے وہ محمد ہی ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم کو کچھ تیلادوں تو تم کو کچھ فائدہ پہنچے گا، اس نے کہا میں غور سے آپ کی بات سنوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تھکے سے زمین پر گریہ کرتے تھے آپ نے فرمایا "یو جیو" یہودی کہے لگا جب زمین اور آسمان بدل چکے ہوں گے اس وقت لوگ

۴۲۴ رَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَوَاتِيُّ أَنَّ قَالًا أَبُوتَوْبَةَ وَهُوَ رَمِيَهُ بْنُ تَابِعٍ قَالَ قَامُوا بِهِ يُعْقِبِي أَنْ سَلِمَ عَنْ رَيْدٍ يُعْقِبِي أَحَا اللَّهُ سَمِعَةُ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَّ سَمَاءَ الرَّحْبِيَّ أَنَّ كُوبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَجَاءَ عِبْرَتِي مِنْ أَحْمَرَ الْيَهُودِ فَقَالَ اسْتَمِرْ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْنَاهُ دَفْعَةً كَادَ بِفَرْسِهِ مِنْهَا فَقَالَ يَمُوتُ فَعِنِّي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّكُمْ تَدْعُوهُ يَا سَمِيحَ الْكَرَى سَمَاءُ بِمِ آهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّيِّئَ مُعْتَمِدٍ لِي فِي سَفَافِي بِهِمْ أَهْلِي فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ بِحُشْتِ اسْأَلُكَ فَقَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْتَعْلَمُ شَيْءٌ أَنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ اسْمُهُ يَأْدَى فَتَنَكْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِي مَعَهُ فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضُ مِنْ عَيْنِ الْأَرْضِ

وَالشُّرُوكُ فَقَالَ تَمُوتُ فَمَاذَا تَعْبُدُ فَقَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَنَدَّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَهُمْ فِي الظُّلُمَةِ دُونَ الْجُبْرِ قَالَ فَمَنْ أَذُنُ النَّاسِ
 إِجَارَةٌ قَالَ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرُونَ قَالَ لَيْسَ بِذِي قُوَّةٍ
 كُنْهُمْ جِئْتُمْ يَدُ عُلُوتِ الْعَصَةِ قَالَ يَدُ الْكَبِدِ
 الشُّرُوكِ قَالَ فَمَا عِندَ أَذُنِهِمْ عَلَى أَكْبَرِهَا قَالَ يَنْحَرُ
 لَكُمْ قَوْمُ الْجَنَّةِ الْوَقْفُ كَمَا كَانَ عَلَى مِنْ أَطْلَافِهَا
 قَالَ فَمَا كُنْ أَبْغَضَ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ غَيْبِ جَنَّتِمْ
 سَلَسِيلًا قَالَ حَتَّى قَاتَ وَجْهَتْ أَتَى لَكَ عَنْ
 شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ لَا يَنْبَغِي
 رَجُلٌ أَوْ تَجَلَّابٌ قَالَ يَسْمَعُهُ رُحْمَةُ قَتْلِكَ قَالَ
 أَسْمَعُهُ بِأَذُنٍ قَالَ يَعْنِي أَتَى لَكَ عَنْ شَيْءٍ
 مَا مِمَّا لَرُحْمٍ بَيْعُ وَمَا لَرُحْمَةٍ أَضْمَرُ فَإِذَا
 جُتِمَتْ أَعْلَامُ مَيْتِ الرُّحْمِ مَيْتِ الرُّحْمَةِ أَذُنُ
 بِأَذُنِ الْوَقْفِ وَكَأَنَّ مَيْتِ الرُّحْمَةِ مَيْتِ الرُّحْمِ
 أَتَى بِأَذُنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لَيْسَ بِذِي قُوَّةٍ
 وَرَأَى لَكَ لَيْسَ لَكَ أَنْتَ فَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَعْتُ هَذَا بَيْنَ
 تَبَذُّرٍ تَابَعْتُ عَنْهُ وَمَنْ لِي عَنْهُ لَيْسَ وَمَنْ لِي عَنْهُ
 أَتَى اللَّهُ بِهِ

کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ
 اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے، اس نے
 پوچھا سب سے پہلے پل صراط سے کون گزرتے گا؟
 آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین، اس نے پوچھا وہ جنت
 میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے انہیں کیا کھدایا جائیگا
 آپ نے فرمایا پھلی کی گھجی کا ٹکڑا، اس نے پوچھا اس کے بعد
 انہیں کیا کھدایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ان کے سینے جنت
 کا درجہ مل کر کیا جائے گا جنت میں جہاں کرنا تھا اس
 نے پوچھا اس کے بعد انہیں کیا پلا یا پائے گا؟ آپ نے
 فرمایا انہیں سلسبیل نامی کب چھتر سے پانی پلایا جائیگا۔
 اس بیرونی ملائے نے کہا آپ نے کچھ فرمایا، لیکن میں آپ سے
 وہ بات پرچھے، ہاں میں جس کو روئے زمین پر جہاں کے
 سوا صرف ایک یا دو آدمی جانتے ہیں۔ آپ سے فرمایا:
 اگر میں تم کو وہ بات بتاؤں تو تم کو فائدہ پہنچے گا؟ اس نے
 کہا میں فوراً سے سنوں گا، اس نے کہا میں آپ سے پوچھتی
 ہوں کہ کچھ کس ثروت پیدا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ
 کمالی سفید درخت کو یا زعفران کا درخت، اس سے سب
 یہ درخت پانی جیسے مٹاؤں درخت کی منی عورت زنی پر زنا
 عورت کے ترشہ کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر
 عورت کی منی مرد کی پر مال ہو جائے تو اس کے حکم
 سے کچھ پیدا ہوتا ہے یہودی کے کہ بلاشبہ آپ نے
 سچ فرمایا اور آپ حقیقتہً اللہ کے نبی ہیں، چہ وہ یہودی
 ہو گا، اس سے جاے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انہوں نے جن چیزوں کے بارے میں پوچھا میں ان کو صرف سچ
 نہیں تھا، اللہ تعالیٰ سے مجھے ان چیزوں کی طرف متوجہ
 کر دیا۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا اس
 سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مرسل ہے۔

۶۲۵ وَحَدَّثَنَا زَيْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 النَّدَوِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ حَدَّثِكَ قَالَ نَأْمَقًا وَبَشَرًا
 ثُمَّ سَأَلَنِي فِي هَذَا الرَّجُلِ وَبَشَرِهِ خَيْرًا لَمْ يَكُنْ

قَائِدًا مَعْنَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَأَنَّ نَائِدَهُ يُكِيدُ النَّوْثِينَ وَقَالَ ذَكَرُوا وَأَنْتَ ذَكَرَ
لَهُ بَقِيَّةَ أَذْكَرًا أَذْكَرًا

بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْجَنَابَةِ

۴۲۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الْقِشْرِيُّ قَالَ أَنَا
أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثُمَّ
يُغْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ قَرْنَهُ ثُمَّ
يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِيَقْضِيَ لَمْ يَأْخُذْ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ صَاحِبَهُ فِي رُغُولِ الشَّعْرِ حَتَّى دَاخِيَ
فَيَسْتَبْدِئُ حَقْنَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ يَذَلُّ حَقَابَتَهُ ثُمَّ
أَخَافُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

۴۲۷ - وَحَدَّثَنَا مُتَيْسَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَرَافِعُ
بْنُ خَزِيمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ
قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
كَأَبٍ عَنْ ثَمِيمِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
فِي حَدِيثِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

۴۲۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ عَنْ أَبِي نَصْرَةَ وَرَافِعُ
بْنِ خَزِيمٍ قَالَا نَاهِيَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَبِيَّ
مَنْ لِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ
بِغَسْلِ كَفَيْهِ كَلَامًا ثُمَّ ذَكَرُوا حَقْنَ عَيْنَيْهِ إِذَا
مَعَاوِيَةَ وَتَوَضَّأَ كَرُغَسْلٍ أَيْ حَبِثِينَ

۴۲۹ - وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ
بْنِ عَفْرِ وَقَالَ نَائِدُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ
يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ يَدَا فِي يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ

غسل جنابت کا طریقہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو
پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھرتے پھر دائیں ہاتھ سے اپنے
ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجا کرتے اس کے بعد مکمل وضو کرتے
پھر پانی سے کرسمز پر ڈالتے اور انگلیوں کی مدد سے بالوں
کی جڑوں تک پانی پہنچاتے پھر جب دیکھتے کہ سر صاف
ہو گیا ہے تو زمین پر توجہ کر کے پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر
پانی ڈالتے اللہ پھر پیر دھو لیتے۔

امام مسلم ایک اور سند کے ساتھ بھی روایت بیان
کر کے دیتے ہیں کہ اس روایت میں بعد میں ہیروں کے
دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کی تہہ ۱۰۰ بار اٹھا
دھونے سے کہ اس روایت میں بھی پیروں کے
دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو
برتن میں اٹھا ڈالنے سے پہلے اس کو تین بار دھو لیتے
پھر اس کے بعد مکمل وضو فرماتے۔

۶۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
قَالِبِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ
يُعْتَبِدُ مِنْ كَأَنَّهُ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْعَصَابَةِ.

۶۳۵۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ كُنْتُ لَيْثُ
وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمَيْحٍ أَخْبَرَنَا الْكَلْبِيُّ ح وَحَدَّثَ قُتَيْبَةُ
بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْوَلِيدِ وَ
زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا سَمِعْنَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْتَبِدُ فِي الْقَدْرِ وَهُوَ نَهْرٌ وَ
كُنْتُ أَعْتَبِدُ أَنَا وَهُوَ فِي زَكَاةٍ الْوَاحِدَةِ وَفِي
حَدِيثِ شُعْبَانَ مِنْ مَنَافِعِ الْأَحَدِ قُتَيْبَةُ قَالَ
سَمِعْنَا وَالْفَرَقُ تَدْنِي ص.

۶۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَعْمَدِ بْنِ
نَسَائِبٍ عَنْ أَبِي ثَكْرٍ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَ عَلِيٌّ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي سُنَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بَيْتِهِ وَدَعَا إِلَى اللَّهِ قَدْرًا
فَأَعْتَبِدْتُ وَبَيْتُهُ سُنَّةٌ وَأَخْرَجَتْ عَلِيٌّ
وَأُسْطُ ثَلَاثَ حَلَّاتٍ وَكَانَ زَكَاةً زَكَاةً نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ زَكَاةٍ وَبَيْتِهِ حَتَّى تَكُونُ
كَالْوَضْئَةِ.

۶۳۷۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ
نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ
زَيْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ
عَائِشَةَ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى
غُسْلَ بَدَنِ بَيْعِيهِ فَصَبَّ عَلَيْهِمَا مِنَ الْمَاءِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے لیے ایسا
برتن استعمال کرتے تھے جس میں تین صاع دسائے تیرہ
لیٹر پانی آتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
تین صاع دسائے تیرہ لیٹر پانی کی مقدار کے ایک
برتن سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں
اکٹھے غسل کرتے۔

برسہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہاں دو دھڑکیں بھائی تھیں
عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدت میں حاضر ہوتے اور حضرت
عائشہ سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل
جنابت کے پانی سے کرتے تھے حضرت عائشہ نے
ایک صاع دسائے چالیس پانی شنگایا اور اسے
اور دسائے دو میان ہوا وہ ڈال کر غسل کرنے لگیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مین مارا اور برسہ کہتے ہیں کہ میں
وہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کے لیے
بال کاٹ دیتی تھیں، چاک تک کہ وہ صحت کندھوں کے
برابر رہ جاتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے فر
دائیں ہاتھ پر پانی سے دھو کر غسل کی تہہ کرتے تھے
دائیں ہاتھ سے نہایت پر پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ
سے اس کو صاف کرتے، اور اس عمل سے فارغ ہو کر

فَلَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءُ عَلَى الْأَذَى الْوَدِيُّ بِمِ
بِعَيْنَيْنِمْ وَعَسَدَ عَنْهُ رِيَسْمَالِيهِ حَتَّى إِذَا خَرَّ سَوْ
مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَاثِمَةُ كُنْتُ

أَعْتَمِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنِّي
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ زَاكِيًا بَيِّنًا
قَالَ كَانَتْ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِمْرَانٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمَكْدِيرِ بْنِ
الرَّزْبِيعِ عَنْ عَاثِمَةَ إِسْمَاءَ كَانَتْ تَعْتَمِدُ هِيَ قَائِمَتِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِتَاءٍ وَجِدَ يَسْعَى كَدَّشَ
أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيْبًا قَدْ دَاكَمَ

۴۳۹ - وَحَدَّثَنَا سَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ
قَالَ أَنَا أَفْلَحُ بْنُ حَمِيدٍ بَيْنَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَنْ
عَاثِمَةَ كَانَتْ كُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنِّي وَوَحِيدٌ مُعْتَمِدٌ الْوَدِيُّ

بَيْنَهُ مِنَ الْبَحَا بَيِّنًا
۴۴۰ - وَحَدَّثَنَا الْيَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو
خَلِيمَةَ عَنْ عَائِشَةَ الْأَحْوَبِ عَنْ مُدَاذَ عَنْ عَاثِمَةَ
كَانَتْ كُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ إِتَاءٍ وَبَيِّنٍ وَجِدَ فَيَسْرُ وَرَقَ حَقِ
أَقُولُ وَنَوَالِي وَخَرِيْفَتِ وَهَذَا أَجْمَعُونَ

۴۴۱ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ بِزَوْجِهِ
إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ بَنِي عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ تَأْتِيَانِ
عَنْ غَيْرِ عَنْ أَبِي الشَّعَثِ عَنْ نَسْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي
كَأَمْرُهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَتَمَّ كَانَتْ تَعْتَمِدُ هِيَ
الْبَيْتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَتَاءٍ وَاجِدٍ

۴۴۲ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ مُحَمَّدُ
بْنُ بَكْرِ قَالَ أَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ
دِينَارٍ قَالَ الْكَبَرِيُّ عَنِ الْوَدِيِّ يَعْنِي عَلَى بَدَلِي

سر پر پانی ڈالتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل کر ایک برتن سے
مسل کرتے، اور ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پر لیڑ کے
قریب ایک برتن سے پانی لے کر وہ اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم غسل کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک برتن سے
ارسی بارہا پانی لے کر مسل جنابت کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک برتن سے
پانی لے کر جنابت غسل کرتے، حضور مجھ سے پہلے
پانی لے لیتے اور میں گنتی میرے سے بھی توجہ دیتے
میں سے لے لیتے تھے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک برتن سے پانی لے
کر مسل کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
کے بچے میمونے پانی سے مسل کرتے تھے۔

أَنَّ بَابَ الشَّعَاءِ أَخْبَرَ فِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِقُضْلٍ مَبْنُوعٍ
۶۳۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ رَأَى مُعَاذُ
بْنُ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ تَيْحِيٍّ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ
قَالَ - بَوَسَّكُمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَيْكَ بْنَ هِنْدٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ كَانَتْ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ
فِي بِلَاءٍ لَوْ جَدَّ مِنْ حَبَّةٍ نَبَا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے پانی لے کر غسل
جنابت کرتے تھے۔

۶۳۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْذُوغٍ قَالَ رَأَى
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ رَأَى سُوَيْدُ بْنُ
أَبِي هَاشِمٍ قَالَ رَأَى سَعْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ
بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ كَانَ مُوَدُّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِخَمْسٍ مَكَارِنَ
يَتَوَضَّأُ بِمَكُونٍ وَقَالَ بَنُو مُثَنَّى يَغْتَسِلُ مَكَارِنَ
وَقَالَ بَنُو مُعَاذٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ بَنُو جَعْفَرٍ
۶۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ مَا وَكَيْتُهُ عَنْ
مُسْلِمِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَكْرَسَةَ أَنَّ سَيِّدِي صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِمَكُونٍ وَيَغْتَسِلُ بِمَا هُوَ
رِجْلُ خَمْسَةٍ أَمْكَادٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً پیرنے سات سیڑ پانی سے
غسل کرتے تھے اور تقریباً ایک لیٹر پانی سے وضو
کرتے تھے۔

۶۳۶- وَحَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْجَعْفَرِيُّ وَابْنُ
نُجَيْمٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَسْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ رَأَى كَاهِلَ
نَابِخَةَ قَالَ نَأْبُو رِيحَاكَةَ عَنْ سَعِيدَةَ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغْتَسِلُ نَقَاءً مِنْ نَسَاءِ
مِنَ الْجَنَابَةِ وَكَيْفَ وَشَدِيدٍ لَسَدٍ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ساڑھے چار لیٹر پانی
سے غسل کرتے تھے اور سوالیٹر پانی سے وضو کرتے تھے۔

۶۳۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُتَيْبَةَ قَالَ نَأْبُو
أَبِي خَلِيفَةَ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَنَّ نَسْرَةَ سَمْعِيلَ
عَنْ بَرِّ رِيحَانَةَ عَنْ سَعِيدَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِمَا هُوَ رِجْلُ خَمْسَةٍ وَتَقْطَعُهُ بِالنَّمِيَّةِ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ساڑھے چار لیٹر پانی سے غسل کرتے
تھے اور سوالیٹر پانی سے وضو کرتے تھے۔

نہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے ساتھ غسل کرنے کی وضاحت

حدیث نمبر ۶۳۵ میں ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے پانی لے کر کٹے غسل کرتے تھے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں وضو کے لیے ایک لیٹر پانی کافی ہے اور غسل کے لیے چار لیٹر پانی کافی ہے حضرت عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک ساتھ غسل کرتے تھے تو وہ کپڑے پہن کر غسل کرتے تھے۔ الم ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن مولی عائشۃ قالت ما ریت ہرجا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط۔ ۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہ نہ کبھی نہیں دیکھی۔

لا اقل قاری اور علامہ مناوی نے اس روایت کا بھی ذکر کیا ہے:

وحادی روایتاً عنہا یصح ما رایت منہ و

لاری منی یعقوب الفزیری رحمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی ہے میں نے کبھی حضور کی تہ نہ دیکھی نہ آپ نے کبھی میری تہ نہ دیکھی۔

کیونکہ عورت کا پورا جسم واجب الستر ہوتا ہے، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لباس پہن کر غسل کرتی تھیں۔ بعض احادیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے موئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا ہے، اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک برتن سے پانی لے کر غسل کریں گے تو لازم آئے گا کہ جس برتن سے حضرت عائشہ نے پانی لیا ہو اس کے بعد آپ ہی برتن سے پانی لیں، اس سے عورت کے بچے موئے پانی سے غسل کرنا لازم آئے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مع فرما نا تنزیہ کے لیے تھا اور عمل بیان جاننے کے لیے ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غسل کر کے دکھانا اور اس پر اعتراض کا جواب

حدیث نمبر ۶۳۶ میں ہے دو

آدمیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے غسل کے پانی کی مقدار پوچھی تو آپ نے سارے چار لیٹر پانی منگا یا اور حجاب کے نیچے ان کو غسل کر کے دکھا دیا۔

اس حدیث پر منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ ان احادیث کو ماننے سے لازم آتا ہے کہ اجنبی مرد حضرت عائشہ سے سوال کرتے تھے اور وہ ان کو غسل کر کے دکھا دیتی تھیں، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مرد جنبی نہ تھے،

۱۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۰۴ھ راجع ترمذی ص ۵۹، مطبوعہ نوحدہ کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۲ھ، مع اوائل ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ دار المسعودیہ المطابع کراچی

حضرت جبریل علیہ السلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غسل کے بارے
میں بحث کرنے لگے، ایک شخص نے کہا کہ میں تو اس طرح
اپنے سر کو دھو رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سن کر فرمایا میں اپنے سر پر پانی کے تین یلہاؤں ہوں۔

[illegible]

حضرت جبریل بن مسلم رضی اللہ عنہ میان کستے ہیں
 نہیں ملے اللہ علیہ وسلم کے سامنے فضلِ جنات کا ذکر
 مولا علیؑ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پاؤں
 ڈالتا ہوں۔

٤٣٩ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ
بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ عَنْ أَحْمَدَ السَّهْمِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ
بْنِ صُرَدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ الْيَقِينِيِّ عَنْ أَبِي
عَلِيٍّ وَكَانَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَأَكْبَرُ مِنْهُ الْكَلْبِيُّ مِنَ الْحَقَائِدِ
فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَمِنْهُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا -

حضرت عابدین علیہ السلام رضی اللہ عنہما بیان کرتے
 ہیں: وہ ثقیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: ہمارا علاقہ بیت المقدس
 پر حمل کیسے کیا کریں؟ آپ نے فرمایا میں دوسرے پانچ
 مرتبہ جاتی ہوں۔

[illegible]

حضرت عابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ حیات کرتے تو اپنے سر پر تین چیلو پانی ڈالتے اس سے حسن بن محمد نے کہا میرے بال تو بہت زیادہ ہیں، حضرت عابر نے کہا میں نے کہا اسے میرے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال تھا اسے مالوں سے زیادہ لمبے اور پاکیزہ تھے۔

٤٥١- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ
اَوْ هَؤُلَاءِ يَقُولُ الْعَقَدِيُّ قَالَ لَمَّا جُمِعَ عَنِّي اَمِيرٌ مَعَهُ
جَابِرُ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا أُغْتِيلَ مِنْ جَنَابَةٍ حَتَّى تَعْلَمَ رَأْسُهُ ثَلَاثَ
حَقَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْعَجَسُ ابْنُ مُعْتَمِدٍ اِنَّ
شُعْرِي كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ يَا ابْنَ اُحِيٍّ كَافٍ كَانَ شَعْرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شُعْرِي وَ
أُظْهِرَ -

فت: اس باب کی حادوث میں کئی مسائل میں بحث اور متناظرہ کا ثبوت ہے اور اہم اور اسے تانے کے لئے

کے شاگردوں کے بحث کرنے کا بیان ہے، نیز ان احادیث میں غسل کے وقت سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان ہے اور
ہمارے فقہاء نے اس پر قیاس کر کے تمام بدن پر تین بار پانی ڈالنے کو حاکم کیا ہے، نیز جب وضو میں اعضا کو تین
بار دھونا مستحب ہے تو غسل میں تمام بدن کو تین بار دھونا بہ طریق اولیٰ مستحب ہونا چاہیے۔

بَابُ حُكْمِ ضَفَايِرِ الْمُغْتَسِلَةِ

غسل میں مینڈھیوں کا حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
ﷺ کو اپنے سر پر بہت کس کر مینڈھیاں پاندھتی ہوں کہ
میں غسل جنابت کے لیے نہیں کھول سکتا کہ وہ انہیں
فرمایا نہیں، نہایت سے یہ سر پر نہ تین چار پانی بہا دینا
کافی ہے۔ پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا دینا تو غم یا کم
ہو جاوے گا۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُتِبَ عَنِ
أَبِي حَتْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي حَتْمٍ عَنْ
مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْعَمَشِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ زَيْدٍ عَنْ مَرْثُومٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ كَأَنَّكَ قُلْتَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْرًا أَشَدَّ ضَعْفًا مِنِّي أَذْهَبَ
بِغُسْلِي أَنْ جَنَابَتِي قَالَ كَلَامُكَ بِكَلِمَتِكَ رَخِيخِي عَلَى
رَأْسِكَ فَكُلِّدَتْ حَتَّى بَلَغَتْ تَقْصِيفَ عَيْنَيْهَا نَسَاءً
فَتَطَهَّرَتْ.

ام سلمہ فرماتے ہیں کہ ایک اہل سند کے ساتھ اس کا
خرج کی روایت منقول ہے مگر اس میں حیض و جنابت کا
ذکر ہے۔

۴۵۳۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ لَاحِدٍ قَالَ نَزَلْتُ
بِأَهْلِ هَارُونَ وَوَعَدْتُكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَأْتِيهِ
الْإِسْرَافُ قَالَ إِنَّ الْغُرَبَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ عَنْ مُوسَى
بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ كَأَنَّكَ
بِالْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ كَعَالٍ لَا تُشَدُّ كَرِيْمَتِي حَيْثُ
أَبُو حَتْمٍ.

ام سلمہ فرماتے ہیں کہ یہ اہل سند کے ساتھ اس کا
کہ روایت منقول ہے اس میں غسل جنابت میں مینڈھیاں کھرنے
کا ذکر ہے حیض کا ذکر نہیں ہے۔

۴۵۴۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ
كَالٍ تَارِكِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ زَيْدٍ
عَنْ زَوْجَرِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَتْمٍ عَنْ مُوسَى
بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ قَائِمٍ مِنَ الْخَنَابَةِ
وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ.

عبد بن حمیر بیان کرتے ہیں کہ حدیث ماضیہ صحیحہ
رضی اللہ عنہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے کہ حدیث حدیث میں عمر اور تین کو
غسل کے وقت مینڈھیاں کھرنے کا حکم دینے میں حدیث
ماضیہ سے فرمایا عبد اللہ بن عمر بعد تعجب ہے کہ وہ حدیث

۴۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ بَكْرِ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُتِبَ عَنِ
يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَتْمٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَائِشَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ إِذْ اذْكُرْتَ نِعْمَتِي إِذْ تَعَذَّرْتَ لَوْ كُنْتَ فَظًا
فَقُلْتُ يَا نَجِيُّ لِي مِنْ هَذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا
اصْطَفَيْتُكَ لِيَقْضِيَنَّ رُغُوصَهُنَّ أَكَلًا يَا مُوسَى
أَنْ يَحْبِلَ لَكَ رُغُوصُهُمْ لَقَدْ كُنْتُ أَغْثِيلًا
كَرَّسُوكَ اللَّهُ صَاحِبًا عَلَيْهِ سُلُوكُكَ مِنْ رَأْيِكَ وَاجِبًا
وَمَا يَرِيدُ عَلَى أَنْ أَفِيدَ عَلَى رَأْيِي شَلَا مَثَلًا
إِنْهَا غَايَاتُ

کر غسل کے وقت نیٹھیاں کھونے کا حکم دیتے ہیں وہ
 عورتوں کو نہ منہ دوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے
 حالانکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
 برتن سے پانی لے کر غسل کرتی تھی اور اپنے اعضاء پر
 صرف تین بار پانی ڈالتی تھی۔

فت: جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ جب غسل کرے والی عورت کے سر کے بالوں میں ہاون کو کھوسے بغیر بال سترے
 ملے تو اس کے لیے سر کے بالوں کو کھونا ضروری نہیں ہے۔ اگر بالوں کو کھوسے بغیر اس کے سر میں پانی نہ پیچے تو
 پھر بالوں کو کھونا واجب ہے۔ در حضرت امام شافعی رحمہ اللہ عنہا کی حدیث سے یہ معمول ہے کہ بال کے بالوں میں
 پانی پیچ جاتا تھا۔

بَابُ اسْتِجَابِ اسْتِعْمَالِ انْفِئْسِلَةٍ مِنَ الْحِصْنِ

حافظہ کا نسل کے بعد خون کی جگہ خوشبو لگانے کا استقباب

فَرَصَتْ مِنْ مَسْكِ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ
٤٥٩. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مَحْمُودٍ أَنَّهُ يَقُولُ
إِنَّمَا جَمِيعًا عَنْ بَنِي عُبَيْدَةَ فَإِنَّهُمْ كُنَّا سَنُفِي
بَنِي عُبَيْدَةَ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
وَأَنَّهَا سَأَلَتْ أَمْرًا فِي الْكَلْبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَيْفَ تَقْبَلُ مِنْ حَبِيبَتِهَا قَالَ كَذَلِكَ كَرِهْتُ أَنْ
كُنْتُ تَقْبَلُ لَكُنْتُ حَدِيثُ مَنْ مَسَّكَ فَتَقَبَّلَتْ
بِهَا فَأَلَتْ كُنْتُ أَنْ تَقْبَلُ بِهَا قَالَ تَقْبَلُ بِهَا دُسُحَاتُ
لَهُ وَاسْتَحْرَقَ أَشَارَ كُنْتُ سَلَمَاتُ بَنِي عُبَيْدَةَ عَلَيْهِ
وَجِيعُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَخْتَابُهَا وَكَرِهْتُ
مَا أَزَادَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلْتُ تَقْبَلُ بِهَا
لَدَا الدَّمِ وَكَرِهْتُ أَنْ تَقْبَلُ بِهَا قَالَ تَقْبَلُ بِهَا
بِهَا أَنْ تَقْبَلُ بِهَا

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک لڑکتی سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ حیض کے بعد کس طرح غسل کرے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضرت نے اس کو بقیہ بتلایا اور دیکھا کہ غسل کے بعد مطہر لگا دیا ایک کپڑے سے سر سے تھام لیا کہ اس سے وہ کہنے لگی کیسے یا کیڑی یا صلیٰ ٹروں، آپ صبر فرمایا اس سے پاکی لگ کر صلیٰ کر دیا اس نے کہا کیسے نبی نے جہان نثار کو رشہ میرے اہل بیت سے احباب حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو یہی ناصت کی تھی اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب سمجھایا اور کہا شش گنا تو اس کپڑے سے صلیٰ کر کے آٹھ بار دھو۔

٤٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ رَجَعَ قَالَ
بِأَحَدَاتٍ قَالَ رَأَيْتُ قَالَ مَا أَتَقَرُّ بِشَيْءٍ مِنْهُ
فَإِنَّهُ أَكْبَرُ أَصْرًا وَسَيِّئَ الْبَشَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے کس طرح غسل کیے ؟

كَيْفَ أَخْبَرْتُ عَنْهُ فَقَالَ خُذِي فِيهِ صَبْرًا
مُتَشَكِّكًا فَتَوَضَّعِي لَهَا ثُمَّ دَاوَسَتْهُ حَيْثُ مَقِيَّتُ
۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْبٍ وَابْنُ يَزِيدَ
الْبُزْجَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
بِشْرِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ سَمِعَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ
سَمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عِيسَى
الْحَبَشِيِّ فَقَالَ تَأْخُذُ أَخَذَ لَوْ أَنَّ مَاءَ هَذَا وَسَدْرُهَا
فَتَطَهَّرَ فَتُحْبِسُ الْمَطْبُورَ ثُمَّ نَضَّتْ عَلَى يَدَيْهَا
فَقَالَتْ لَكَ ذَلِكَ شَيْءٌ عَزِيزٌ لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ مِنْ سَمَاءَ
تَوَضَّعَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ نَفَرَتْ خَدَّيْهَا فَتَشَكَّكَتْ
فَتَطَهَّرَ بِهَا فَقَالَتْ سَمَاءُ كَيْفَ تَصِفُهُ بَيْتٌ
فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ تَصِفُهُ بِرَبِّهِ فَقَالَتْ مَا تَعْنِي
نَحْيِي ذَلِكَ تَتَتَبِعِينَ شَوْبَهُ وَمَا تَعْنِي عِزُّ عِيسَى
الْحَبَشِيِّ فَقَالَ تَأْخُذُ مَاءً فَتَطْرُقُ فَنَحْسُ قَعْمُو
أَوْ تَبْلُغُ الْمَطْبُورَ ثُمَّ نَضَّتْ عَلَى يَدَيْهَا قَالَتْ لَكَ
حَتَّى تَسْمَعَ مَسْمُورٌ رَأْسَهُ ثُمَّ تَدَسُّ عَيْنَهَا نَسَاءً
فَقَالَتْ عَالَمَتْ يَغْفِرُ بِهَا بَابُهَا ثُمَّ تَقُولُ
يَكُنْ يَسْمَعُهَا الْحَيَّ ثُمَّ يَتَلَقَّ مِنْ قِيَمِ

آپ نے فرمایا کسی کیڑے پر مشک لگا کر پاکیزگی حاصل
کرو اس کے بعد بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت
اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عیسیٰ
سے بدل میں خرچ کیا جائے؟ آپ نے فرمایا پہلے یاں کو
پیر کر کے پتھر کے ساتھ لاکر اس سے پاکیزگی حاصل کر
پھر بھی خرچ و فروز کرے۔ عقیقہ ہر ایسے سے بد پانی نکالتا
اور جو محل میں درود سے حتیٰ کہ ہانی باول کی جڑوں
تک پہنچ جائے پھر سب سے بد پانی نکالتا ہے پھر ایک
پتھر سے میں مشک لگا کر اس سے پاکیزگی حاصل کر کے
حضرت اسماء سے کہا اس کوں پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ
نے فرمایا جہنم اس سے پاکیزگی حاصل کرو پھر اللہ تعالیٰ
عائشہ نے چپکے سے حضرت اسماء و ثویان مشک لگا
کر کپڑے کر کے حوض کا اثر مٹا دیا۔ یہ حضرت
اسماء سے اسو سے محل جنابت کے، اسے میں پوچھا
آپ نے فرمایا پہلے ہانی سے درود کرو۔ پھر تین بار
اپنے سر پر اچھڑا کر پانی ڈالو حتیٰ کہ پانی بالوں
کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر سب سے بد پانی نکالو
حضرت عائشہ صلی اللہ علیہا نے فرمایا کہ نصاریٰ عورتیں بھی
کہ عذاب نہیں وہ دنیا میں مل موم کر کے یہ عذاب نہیں
کرتی تھیں۔

اسم سلم ایک اور سند سے یہ روایت بیان کرتے
ہیں جس میں کچھ الفاظی تغیر ہے۔

۱۵۹ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ
كَانَ نَاسُهَا يَهْدُونَ لَهَا دَنُورًا وَفَرَسًا
اللَّهُ تَطَهَّرَ بِهَا سَعِيدٌ
۱۶۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ أَبِي
أَسَاةٍ يَحْيَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَمِعَةَ بْنِ مَرْثَدٍ
بِشْرِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ سَمِعَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ
سَمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عِيسَى
الْحَبَشِيِّ فَقَالَ تَأْخُذُ أَخَذَ لَوْ أَنَّ مَاءَ هَذَا وَسَدْرُهَا
فَتَطَهَّرَ فَتُحْبِسُ الْمَطْبُورَ ثُمَّ نَضَّتْ عَلَى يَدَيْهَا
فَقَالَتْ لَكَ ذَلِكَ شَيْءٌ عَزِيزٌ لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ مِنْ سَمَاءَ
تَوَضَّعَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ نَفَرَتْ خَدَّيْهَا فَتَشَكَّكَتْ
فَتَطَهَّرَ بِهَا فَقَالَتْ سَمَاءُ كَيْفَ تَصِفُهُ بَيْتٌ
فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ تَصِفُهُ بِرَبِّهِ فَقَالَتْ مَا تَعْنِي
نَحْيِي ذَلِكَ تَتَتَبِعِينَ شَوْبَهُ وَمَا تَعْنِي عِزُّ عِيسَى
الْحَبَشِيِّ فَقَالَ تَأْخُذُ مَاءً فَتَطْرُقُ فَنَحْسُ قَعْمُو
أَوْ تَبْلُغُ الْمَطْبُورَ ثُمَّ نَضَّتْ عَلَى يَدَيْهَا قَالَتْ لَكَ
حَتَّى تَسْمَعَ مَسْمُورٌ رَأْسَهُ ثُمَّ تَدَسُّ عَيْنَهَا نَسَاءً
فَقَالَتْ عَالَمَتْ يَغْفِرُ بِهَا بَابُهَا ثُمَّ تَقُولُ
يَكُنْ يَسْمَعُهَا الْحَيَّ ثُمَّ يَتَلَقَّ مِنْ قِيَمِ

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا أَنْ تَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتَكُونَ مِنَ الْمُحْذَرِينَ
الَّذِينَ أُتُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَهُمْ هُمْ الْكَافِرُونَ
فَأَعْتَسَمُوا بِرُءُوسِهِمْ فَكَانَتْ تَقْتَسِلُ مِنْهُ كُلُّ صَلَاةٍ
قَالَ النَّبِيُّ ابْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرُوا ابْنَ تَمِيمٍ أَنْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً حَسْبَهُ
يَمُتُ حَسْبُكَ أَنْ تَقْتَسِلَ مِنْهُ كُلُّ صَلَاةٍ وَالْكَسْبُ
شَوْءٌ فَعَلَيْتُمْ هَؤُلَاءِ وَقَالَ أَبُو رُمَيْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنُ
حَسْبُكَ لَمْ يَذْكُرُوا مَرْحُومَةً

٤٦٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَّةٍ أَنَّهُ سَمِعَ دُرَيْدَ بْنَ
كَأْبَةَ بْنَ الْأَنْبُوتِ وَهَيْبَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَعْرَابِ عَنْ
ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَعُمَرُ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَلرَّسُولِ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ وَسَلَّمَ وَكَفَعَتْ عَنِّي الرَّحْمَنُ بْنُ عَوْفٍ
أَسْتَحْيِيكَ سَبْعِينَ سَنَةً وَأَسْتَغْفِرُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنْ هَدَيْتَ نَفْسَكَ بِأَخِيصَةِ وَبِكَ هَذَا عَرَفْتُ
كَ عَائِشَةَ وَفَتَى قَالَ عَائِشَةُ فَكَانَتْ
تَغْتَسِلُ فِي مِزْكٍ فِي حَبْرَةٍ أَوْ خَمْرَةٍ رَائِبَةٍ يَدُوتُ
جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُوحَهُ الْكُثْمُ لَمَّا قَرَأَ
يَتَهَافٍ وَحَدَّثَنَا ذَلِكَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَبْنُ الْأَعْرَابِ بْنِ هَاشِمٍ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ هَذَا الْوَحْشُ
مِيعَتْ يَهْدِيهِ الْفَتَى وَأَمَّا إِنْ كَانَتْ لَشَيْءٍ كَمَا

٤٤٥ - وَحَدَّثَنِي أَبُو يَمْرُوتَ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ رِيَّادٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُعْنِي ابْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ كَأَلَتْ حَمَامَةً كَرَّ حَبِيبِيَّةُ يَدْتُ جَعْفَرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اسْمُهَا حَبِيبَةُ سَبْعَ سِتِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

نے فرمایا یہ ایک لگ ہے جس سے خون نکلتا ہے بھل کر
اور غصہ نہ پڑھو اور ہر نماز کے بعد غسل کیا کرتی
تھیں بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت ام حبیبہ بنت جحش کو ہر نماز کے وقت
غسل کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ خود ایسا کرتی تھیں اور بعض روایات
میں بنت جحش کا ذکر ہے حضرت ام حبیبہ کا نام نہیں
ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شیر کسبتی ام حبیبہ بنت
عمر جہر حضرت عبد الرحمن بن عوف کی منگوتہ تھیں، ان کو
سات سال سے مسلسل خون آ رہا تھا، انہوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مصورت کا حکم معلوم کیا،
آپ نے فرمایا یہ خون ہے بلکہ یہ ایک رگ سے نکلتا
ہے غسل کر کے ناز ٹھہرا کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ اپنی بہن زینب بنت
عمر کے کھڑے کمر میں اکبر رحمن میں بیٹھ کر غسل کرتی تو خون
کی سڑی پانی کے اوپر تھاقی بن شہاب نے یہ حدیث ابو بکر
سے بیان کی اور حدیث کہ اللہ تعالیٰ بند پر رحم فرمائے
کاشیں وہ یہ فتویٰ سن لیتیں لہذا وہ اس بات پر روتی تھیں
کہ وہ اس حالت میں نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، ان کو سات سال سے حیض آ رہا تھا، اس کے بعد حدیث منقولہ سابقہ ہے۔

وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدَهُ قَدْ يَغْتَسِلُ وَكَانَ حَمَّةً
الْبَلْعَةُ تَسْكُرُ مَا يَشْرَبُ۔

۶۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُمَيْرٍ فِي الْمَنَاجِيرِ قَالَ أَنَا
لَكَيْتُ عَنْ تَيْبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَنْبَلٍ
أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ مَوْفِقَ بْنَ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ كُنْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِغَنِيٍّ مَكَّةَ وَفِي سُرَّةِ
النَّوْصَلِيِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عُصِيدَ كَسْرَتْ عَلَيْهِ
فَأَطْمَأَنَّ ثُمَّ أَخَذَ كُوبًا فَاشْرَبَ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّى لَمَّا
رُكِعَتْ سُبُحَةُ الصُّلْحِيِّ۔

۶۴۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو نُزَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ تَيْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَنْبَلٍ عَنْ
زَيْنَادٍ قَالَ فَسَرَّتُهُ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ يَتَوَضَّعُ
أَخْتَلَّ أَخَذَ مَا كَانَ يَحْفَظُ فِيهِ ثُمَّ فَمَّ فَصَلَّى كَمَا
يَعْتَادُ ابْنُ دَاوُدَ مَثَلِي۔

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ
قَالَ أَنَا مُوسَى بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ
عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ
عَنْ مَيْمُونَةَ فَذَكَرَتْ وَصَفَتْ بِلَقَائِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كَانَ قَسْرَتُهُمَا فَأَخْتَلَّ۔

علیہ وسلم اس کی اورش میں نماز پڑھتے۔

حضرت ام ابی بنی ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ واقعہ مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بندہ چلتے میں تھے اللہ غسل کرنا چاہتے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کی اورش کی غسل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا اپنے گرد پیٹا، اور پاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

۴۔ مسلم اس منہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے ہاتھ سے پردہ ڈال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا، چہرہ ایک کپڑا پیٹ کر پاشت کی آٹھ رکعت پڑھیں۔

حضرت اسمٰئین میری رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا لایا لی رکھا، پردہ ڈال، پھر یہاں سے غسل فرمایا۔

نوٹ: اس باب کی احادیث میں یہ دلیل ہے کہ نشان محرم کی موجودگی میں پردہ کی اورش میں ہاں سکتا ہے، اور اپنی بیٹی سے خدمت کے مکانات۔ حدان احادیث میں یہ بیان ہے کہ پاشت کی نماز سنت ہے اور اس کی آٹھ رکعت ہیں۔

پرانی شرم گاہ دیکھنے کی حرمت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کو شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے اور وہ مرد برمنہ ہو کر ایک کپڑے میں نہ لپٹیں نہ وہ عورتیں برمنہ ہو کر ایک کپڑے میں لپٹیں۔

باب تحريم النظر إلى العورات

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ ذَكَرْتُ
الْحَبِيبَ بْنَ لُطَيْفَةَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ
بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رُوْحَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَتِ الرَّجُلِ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى

مَوْتَرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يَمْنَعِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي
كُذِبٍ وَاجِبٍ وَلَا تَقْنَعِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي
الْعُزْبِ الْمَرَجِيءِ

۶۷۷۔ وَحَدَّثَ زَيْبِرُ هَارُودُنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَدَّثَ
بُتْرُاجِيَّةٌ قَالَتْ ابْنُ أَبِي قُدَيْلِكَ قَالَ كَانَ الْقَسْحَانُ يُبَيِّنُ
عُثْمَانَ يَهْفُؤُا إِسْنَادُ وَكَانَ عَوْنُ عَزِيْزَةِ الرَّعْبِ وَكَانَ يَسْتَوِي ۳۰

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
بھی یہ روایت کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ مروی ہے۔

محارم اور اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی شرکاء اور باقی بدن کو دیکھنے کے
شرعی احکام

مرد کا مرد کی شرکاء کو دیکھنا حرام ہے اور عورت کی شرکاء کو دیکھنا حرام ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف
نہیں ہے۔ اسی طرح مرد کا اجنبی عورت کی شرکاء کو دیکھنا و مرد کی شرکاء کو دیکھنا بلا حرج حرام ہے
البتہ میری اور شوهر ایک دوسرے کے تمام بدن کو دیکھ سکتے ہیں وہ مخصوص شرکاء کو دیکھنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کے
تین قول ہیں ایک یہ ہے کہ بلا ضرورت دیکھنا ایک کے لیے مکروہ ہے، دوسرا یہ ہے کہ بلا ضرورت دیکھنا
حرام ہے، تیسرا یہ ہے کہ مرد کے لیے حرام ہے اور عورت کے لیے مکروہ ہے۔ یہ عورت کی باطن فرج کو دیکھنا
شدید مکروہ ہے۔

مرد کے لیے اپنی عورتوں کو دیکھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ عام حالات میں ۴۰ سال و درخوست کے وقت
جبنا جسم دکھائی دیتا ہے تاہم دیکھ سکتا ہے یعنی چہرہ، ہاتھ، اور پیر، اسی طرح عورت کے لیے اپنے شوهر مرد کو
کو دیکھنے کا حکم ہے ناف اور دیکھنے کے درمیان جسم کو کس کے لیے دیکھنا جائز نہیں ہے۔

مرد کے لیے اجنبی عورت کے پردے بدن کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح عورت کے لیے اجنبی مرد کے پردے
بدن کو دیکھنا حرام ہے خواہ ۴۰ سال کے بعد و مرد کے شہوت کے ساتھ دیکھیں یا بیہ شہوت کے یہ حکم اس وقت ہے جب
کوئی ضرورت شرعیہ نہ ہو، لیکن جب کوئی ضرورت شرعیہ ہو، مثلاً خرید و فروخت، علاج و شہادت کے وقت
اجنبی عورت کے چہرہ کو دیکھنا جائز ہے، لیکن اس حالت میں بھی شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے، تنہائی میں کسی شخص
کا ضرورت کی وجہ سے اپنی شرکاء کو پردے کرنا جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے، ایک قول یہ ہے کہ حرام ہے۔
ستر اور حجاب کی زیادہ تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بیان کی ہے۔

تنہائی میں برہنہ غسل کرنے کا جواز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

بَابُ جَوَازِ الْغَسَالِ عُرْيَانًا فِي الْخَلْوَةِ

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَائِجٍ قَالَ تَابَعْتُ ابْنَ

حَتَّى يَنْصَارِيَ قَالَا أَتَى الْمَأْتَمَةَ بَنُو سَهْلٍ
بَنُو حَتِيفِ بْنِ نَصَارٍ عَنِ ابْنِ سَوْرٍ مَعْمَرَةَ قَالَا
أَقْبَلْتُ بِحَبْرٍ حَوْلَهُ ثِقِيلٌ وَهَلْ رَأَى حَتِيفٌ
قَالَ فَالْحَدَّثَ رَأَى وَصَحِيحٌ لِحَبْرٍ كَمَا سَمِعْتُهُ
أَقْبَلَهُ حَتَّى بَلَغَتْ بِهِ رَأَى مَوْجِبُهُ قَالَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَنْصَارِيَ فَتَخَذَ ذُو
لَا تَنْتَشِرُوا حَتَّى تَمُوتُوا ۝

چھ ما سائے بند باعدھا ہوا تھا، اچانک میرے بند کھل
گیا اور میرے کندھے پر دونی پتھر تھا اس وجہ سے
میں تو بند کو اٹھا نہیں سکا یہاں تک کہ میں نے پتھر کو اس
کی جگہ نہیہ نہی رہا، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اپنا تہ بند تو اس کو باندھ دو دستہ بستی
نہ پھر کرو۔

فت: اس باب کی عادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تھا ان کے صریح کردہ بیان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی
میں ہی زمانہ جاہلیت کے بڑے صابی سے غوطہ درامون تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں میں کہا، جو وہ ہے چھ کا حکم ماننے کے لیے
تبند تاروا تھا ایک چونکہ نبی آپ کی بائیں ہاتھ کے عزت و شرف سے آپ نے نہ تاروا نہ تاروا کر گئے، ان عادت سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غلط و جیٹا مال پر یہ کیا تھا حتیٰ کہ آپ کی مٹی سے بھی یہ وہ جیٹا دار تھے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ

نہری نے بیان کیا ہے کہ جس وقت قریش نے مدینہ کو بنایا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مان تیں ہوتے تھے
ابن ابی بنی نے کہا، اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، درمیان میں ہے کہ مدت حدیث سے بیان کے دن میں مدینہ
نے کہہ کر تیرہ سال وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، اسی میں کہ حدیث میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے، علامہ سیوطی نے کہا ہے
کہ ہر سکتا ہے یہ واقعہ دوبارہ ہوا تو ایک بار کہہ کر مدینہ ہوا اور ایک بار کہہ کر مدینہ بنایا گیا تو۔

بَابُ التَّسْتَبْرِحِ عِنْدَ النَّبِيِّ

تَحْضُرُ الْجَمْعِ فِي وَقْتِ الْمَدِينَةِ

۶۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْطٍ عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ سَمَاءَ لَيْثِيٍّ عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ
هَمْلَةَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مَخْمَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَعْقُوبَ عَنْ نَحْسٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مَوْقِفِ بْنِ جَعْفَرٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْدَثَ يَوْمَ حَفْصَةَ فَاسْتَرْقَاهُ
حَتَّى سَأَلَهُ أَحَدُ ثَوْبَيْهِ أَكْتَأَمِينَ الدَّائِسَ وَكَانَ حَتَّى
مَا سَمِعُوهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَافَتْهُ هَذَانِ وَكَانَتْ تَحْدِثُ قَالُوا إِنَّ أَسْمَاءَ فِي حَوَائِثِهِ يَنْبَغِي حَافِظَةً نَحْبَهُ.

حضرت امہ اللہ بن حفصہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے، ایسے ہی تھے
مکہ میں پہنچا، پھر یہ کہ وہاں میں ایک روز کا تھا
جس میں میں کہیں بیان میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ملنے کے وقت، انہوں نے کہا کہ وہاں تک کہ وہاں کے حضرات
اوپر لایا وہ پسند تھا۔

غسل جماع کے احکام

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا جب محمد بنی ساء کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کے مکان پر تشریف لائے اور حضرت عثمان کو آواز دی، وہ آیا تب عبد بن مسعود سے موسیٰ بن زکریا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تو کو وقت سے پہلے بڑیا حضرت عثمان نے بوجھ یا رسول اللہ یہ بتلائیے کہ جو شخص اپنی بیوی سے ہم ہتھی میں مشغول ہو وہ انزل اور روجہ منی سے پستے سے علیحدہ ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل مزال سے واجب ہوتا ہے۔

ماہر مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے فرمایا، غسل کر لے سے واجب ہوتا ہے۔

ابو احمد اس منکر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض روایات میں وہ کسی روایت کو منسوخ کرتی ہیں جس طرح قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کو منسوخ کر دیتی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انصاری کے مکان سے گزر رہا تھا، آپ نے ان کو بلوایا، وہ اس حال میں گھر سے

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُنْزَلَ الْمَنِيَّ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ ۴۸۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ وَكُثَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى تَابُوا وَقَالَ الْأَعْمَشُ تَابُوا اسْتَفِيدُوا وَهُوَ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيدٍ يَعْنِي ابْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ رَجُلَيْنِ إِلَى قُبَاٍ حَتَّى أَقَامَا فِي بَيْتٍ سَابِغٍ وَكَفَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَابِ عَتَبَانَ فَصَرَ بِهِ ذَعْرِيَّ يَجْعَلُ رَأْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ رَجُلٌ فَقَالَ عَتَبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْبَدُ عَيْنَ امْرَأَتِهِ وَكَطَرِيَّتُهَا مَا ذَا سَلَيْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتَ لَنَا لَمَّا نَمَسْنَا مِنْهَا ۴۸۴ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْمِيُّ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَنْهُ عَنْ ابْنِ نَجْدَةَ عَنْ ابْنِ شَرِبَةَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا رَأَيْنَا الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ ۴۸۵ - حَدَّثَنَا عُثَيْبُ اللَّهِ بْنُ مَعْقِلٍ عَنْ ابْنِ قَالٍ تَابُوا الْمَعْمَرُ قَالَ تَابُوا قَالَ تَابُوا الْمَعْمَرُ وَابْنُ الشَّيْبَانِ قَالَ تَابُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِ حِدْيَتَهُ نَحْضَةً نَحْضَةً كَمَا يَسْتَسْقِ لُزْنُ بَعْضُهُ بَعْضًا ۴۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَابُوا عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُحَيْثٍ وَابْنُ شَرِبَةَ قَالَ تَابُوا مَعْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ تَابُوا هُفْنَةَ عَنْ

۱۰۰۔ اے گھٹیا لوگو! اے سب سے پانی کے قطرے ٹپکے سے
تھے آپ نے فرمایا تم سے تم کو وقت سے بیٹے بابا
اس کے ہمارے ہیں یہ رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب بھی
تو کہو پیرائے ل کے طلحہ مونا پر کے تو تم پر مسل واجب
ہیں سے حق و حق کو ہا کر د

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جی اگر کوئی
تھیں نبی مہر کا کے ساتھ ہم ستر ہو اور بیہوشی کے
علیحدہ ہوئے سے تو اس کے پیچھے کیا حکم ہے اب نے
۱۰۱۔ اس کے حکم پر عورت کے اندام نہانی سے نکل کر
خارج ہو کر اس کو دھو لے پھر دھو کر اس کے
پانی سے دھو لے گا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جو شخص اپنی ہونک
سے عورت پر بھر دے اس سے کیا حکم ہے پھر فرمایا ہے
۱۰۲۔ اس سے نہ کو دھو کر نہ دھو کر۔

۱۰۳۔ بنی ہاشم میں کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ جب کوئی
شخص اپنی ہونک سے عورت پر بھر دے تو اس سے کیا حکم ہے حضرت
عثمان نے فرمایا میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ وہ شخص اپنے آلہ و دھوئے اور اس کے بعد
دھو کرے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَخْضَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ
فَوَضَعَ نعليه فليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما

۹۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَخْضَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ
فَوَضَعَ نعليه فليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما

۹۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَخْضَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ
فَوَضَعَ نعليه فليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما
وَأَمَّا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ فَليقللهما أو يمسح بهما أو يمسح بهما

۶۹۰- وَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْقَدِيرِ
قَالَ حَدَّثَنِي إِخْمَعْنُ عَنْ جَدِّي عَنْ عَيْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ
يَحْيَى وَخُبَيْرٍ فِي الْكُوفَةِ عَنْ عُمرُو بْنِ لَاحِقٍ الْوُضَّاعِ
أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَمِعَهُ دَلِيلًا مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو الوارث بن عبد القدر
رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
طرح روایت کیا ہے۔

۶۹۱- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ
عَسَاكٍ لَيْسَ بِمَعْنَى سَمْعٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
وَأَبُو بَشِيرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَدِّهِ
إِخْمَعْنُ عَنْ قَتَادَةَ وَطَرِيقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ
عَنْ إِخْمَعْنُ أَنَّ ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ كَتِفَيْهَا رُكِبَ ثُمَّ جَهَنَّمَ هَا
فَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ وَفِي حَدِيثٍ طَرِيقٍ
لَمْ يُنْزَلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْهَقِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ
لَا رَيْبَ -

حضرت ابو حرب زہیر بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب
کوئی مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے ہو اس
موضع پر بیٹھے ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز ادا کرے
ورنہ کفر و کفر کا بدلہ ہوگا۔

عورت کی چار شاخوں سے مرد اس کے اوپر نہیں بیٹھتا اس وقت جب تک کہ عورت اٹھ کر
عورت کی اٹھ نہ پائی میں غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے اگر وہ نماز ادا کرے
احادیث کے یہی مانع سے ہیں کہ اس کے بغیر انزال کے غسل واجب نہیں ہے۔

۶۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنْدٍ وَبَنُو عَدُوٍّ
جَمْعًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِخْمَعْنُ عَنْ جَدِّهِ
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ
عَنْ مُعْبِثَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَدِيٍّ
فِي حَدِيثٍ شُعْبَةَ ثُمَّ جَهَنَّمَ وَلَوْ يَكْفُرُ لَمْ
يُنْزَلْ -

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ جب عورت کو سناں
تو اس وقت جب تک کہ عورت اٹھ کر
کا ذکر نہیں ہے۔

۶۹۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ فَاهْتَبِطَ بَنُو حَسَّانَ قَالَ
فَأَخْبَرَهُ بَنُو هِلَالٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا
سَمِعَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَ فَاهْتَبِطَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ هِلَالٍ
وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا

حضرت ابو موسیٰ مغیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ جب حسیب بن اور انصار کا اس بات میں اتفاق ہوا
کہ بغیر انزال کے غسل واجب ہوتا ہے تاہم انصار
صحابہ کہتے تھے کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا
ہے اور مہاجرین کہتے تھے کہ کوئی عورت نہ ہونے سے
غسل واجب ہوتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا

اُخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَهْطٌ مِمَّنْ لَمْ يَجْعَلُوا الْغُسْلَ
 قَطًّا وَلَا تَوَارِثُونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا هُوَ مَا تَنَزَّلَ
 كُوفِيَ الْمَاءُ وَقَالَ لَمْ يَجْعَلُوا يَجُوزُونَ مِنْ إِذَا خَلَطَ قَدْ
 وَجِبَ الْغُسْلُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى قَاتَا أَشْفِيكَهُ
 مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ قَامْتُ ذَمُّتُ عَلَى عَشْرَةِ قَائِدٍ
 فِي خَدِّكَ تَهَانِي أَمَّا كُوفِيَا أَمَّا سُرْمِيْنِ إِيَّايَ
 أَيْدِيكَ أَنْ أَسْتَدِيكَ عَنْ سَكْنِي وَإِيَّائِي تَسْتَجِيْبُكَ
 فَكَأَلْتُ وَتَسْتَجِيْبِي أَنْ تَسْكُنِي عَشْرًا كُنْتُ سَائِدًا
 عَنْهُ أَمَّا إِيَّايَ وَلَكَ ذِكْرٌ فَكُنَا أَنَا مَثَرُ قَدِّ
 قَتَا يُوجِبُ الْغُسْلُ قَاتَا عَلَى الْغَيْبِ سَعَطُ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَا جَلَسَ
 بَيْنَ نُسْعِيْمَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخَيْشَانِ أُنْجَتَا فَقَدْ
 وَجِبَ الْغُسْلُ

۴۹۴. حَدَّثَنَا حَارُثُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَذَا يَزِيدُ
 ابْنُ سَيْمُودٍ زَيْدِيُّ قَالَ قَالَ أَبُو خَبْرٍ
 يَحْيَا عَنْ مَنْ عَنِ الْقَدِّ عَنْ أَبِي رَسَدَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ
 عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمْ كُلُّهُمْ عَنْ عَائِشَةَ وَوَجْهِ الشَّيْخِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأَلَّاهُ وَجَلَّ سَقْلُ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَزْحِ نَهَامَةٍ
 أَهْلَكَ ثُمَّ يَكْبَلُ هَدَّ عَيْنَيْهِمَا الْغُسْلُ وَدَا بَسْمُ
 جَابِسَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّايَ
 لَا كَقَدِّ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ لَمْ تَعْتَمِدِي

غسل جنابت کا سبب

علامہ بخاری بن شرف نووی لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۲۹۱ میں ہے جب ہم میں سے کوئی شخص عورت کی جاہ متاعوں کے لیے بیان
 منجے اور اس کے تھکاتے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

امت کا اب اس پر اجماع ہے کہ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو
 بعض صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل صرف انزال سے واجب نہ تھا چہرہ ان میں سے بعض نے نہ جوع کہ لیا اور بعد میں سب
 کا اس پر اجماع ہو گیا کہ غسل صرف دخول سے واجب ہو جاتا ہے حضرت ابوہریرہؓ کی زیر بحث حدیث پر تمام
 فقہاء کا عمل ہے اور جس حدیث میں ہے: غسل صرف انزال سے واجب ہے یہ معنی ہے یا اس کا عمل یہ ہے کہ خواب

۶۹۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قُسَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي عَتَايَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ لَحْمَ صَلَى وَنَهَى يَتَوَصَّاهُ

۶۹۷ - وَحَدَّثَنَا دُحَيْمُ بْنُ حَزْزَابٍ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ هِشَامٍ مِنْ بَنِي مُزَيْنَةَ قَالَ قَالَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَثَّانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَتَايَةَ عَنْ أَبِي عَتَايَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ لَحْمَ صَلَى وَنَهَى يَتَوَصَّاهُ

۶۹۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي عَتَايَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ لَحْمَ صَلَى وَنَهَى يَتَوَصَّاهُ

۷۰۰ - قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَدَسٍ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي عَتَايَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ لَحْمَ صَلَى وَنَهَى يَتَوَصَّاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شاذ کا گوشت کھایا پھر ناز پر بھی روکنے میں فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بکری کا گوشت کھانے کے وقت کھانا پھر ناز پر بھی روکنے میں فرمایا یا پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

عمر بن ابی حمزہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شاذ کا گوشت کھانے کے وقت کھانا پھر ناز پر بھی روکنے میں فرمایا۔

عمر بن ابی حمزہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شاذ کا گوشت کھانے کے وقت کھانا پھر ناز پر بھی روکنے میں فرمایا۔

عمر بن ابی حمزہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شاذ کا گوشت کھانے کے وقت کھانا پھر ناز پر بھی روکنے میں فرمایا۔

حضرت ابو بکر سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی

گواہ ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
جبری کا بھیجی بھون رہا تھا آپ بھیجی کا سب سے اچھر
آپ نے ناز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وردھ بن ابی
بھر پالی سنگھ کر گل کی اور فرمایا اس میں ایک قسم کی چٹا
ہوتی ہے۔

امام مسلم سے ایک اور سند کے ساتھ بھی اسی قسم کی
ایک روایت نقل کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے
پھر ناز کے لیے نکلے، اس وقت آپ کے پاس ایک
شخص گوشت و روٹ کا دیہ لیا۔ آپ نے اس سے
تیس روٹے کھائے اور لوگوں کو ناز پڑھائی، روٹ پالی کو
بڑھ نہیں لگایا۔

امام مسلم بیان فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے
حضرت ابن عباس سے یہ حدیث مروی ہے لیکن اس
میں ناز پڑھنے کا ذکر ہے اور لوگوں کو ناز پڑھانے
کا ذکر نہیں ہے۔

يَعْقُوبُ بْنُ ابْنِ الشَّيْخِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمَّا رَأَيْتُ
سَعِيدُ بْنُ أَبِي هَدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نَافِعٍ عَنْ أَبِي غَطَفَانٍ عَنْ أَبِي نَافِعٍ قَالَ أَتَيْتُ
لَكُنْتُ أَشْوَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَطْنِ الشَّامَةِ كُنْتُ مَعَهُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

۴۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَافِعُ
عَنْ عَقِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ نَبْتًا
كُنْتُ مَعَهُ يَوْمَ فَتَنَ مَضَيْقَ وَقَالَ رَأَيْتُ دَسًّا۔

۴۰۳۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيْنِي قَالَ حَدَّثَنَا
ابْنُ وَهْبٍ قَالَ دَاخِدُ بْنُ عُمَرَ ۳ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ
ابْنِ حَرْبٍ قَالَ يَعْنِي لِي سَعِيدُ بْنُ زَادٍ رَأَيْتُ
وَحَدَّثَنِي حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ مَا بَيْنَ وَهْبٍ
قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ كُنْتُ مَعَهُ وَعَنِ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ
بِمُسْنَدِ عَقِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ يَفْعَلُ۔

۴۰۴۔ وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ مَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ مَعَهُ بَنَاتُ بَنِي
مُحَرَّرٍ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَتْهُنَّ بِهَدِيَّةٍ تَحْبِيبٍ وَلَحْظَةٍ كَقِي
كُنْتُ لَقَمٍ لَكُمْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَنَسَا مَشْرَ
مَاءً۔

۴۰۵۔ وَحَدَّثَنَا هُشَيْرُ بْنُ أَبِي حَرْبٍ قَالَ نَافِعُ بْنُ
عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ مَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ
عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَنَافِعِ بْنِ
يَعْقُوبَ حَدِيثِ ابْنِ حَرْبٍ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
شَرِبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
صَلَّى وَلَمْ يَفْعَلْ بِالنَّاسِ۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ
الظَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدِيثِ فَلَهُ
أَنْ يُصَلِّيَ بِظَهَارَتِهِ تِلْكَ

جس شخص کو وضو کا یقین ہو پھر وضو ٹوٹنے کا
شک ہو جائے تو وہ اس وضو سے نماز
پڑھ سکتا ہے

۴۰۸۔ وَحَدَّثَنَا عَنْهُمُ الثَّانِجِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ
حَرْبٍ وَوَحْدَةُ بْنُ زُهَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ
هَيْوَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَيَقَّنَ
الظَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدِيثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بِظَهَارَتِهِ تِلْكَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
شکایت کی کہ میں نماز کے درمیان وضو ٹوٹنے کا شک
لاحق ہوتا رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس وقت نماز نہ توڑو جب تک کہ تم یقین نہ ہو کہ
نہ ہو جائے یا تم پر کچھ لازم نہ ہو۔

یعنی اگر کسی نے وضو ٹوٹنے کا شک نہ کرے تو نماز نہ توڑے۔

۴۰۹۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَوَحْدَةُ بْنُ
زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَيَقَّنَ
الظَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدِيثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بِظَهَارَتِهِ تِلْكَ

۴۰۸۔ وَحَدَّثَنَا عَنْهُمُ الثَّانِجِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ
حَرْبٍ وَوَحْدَةُ بْنُ زُهَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ
هَيْوَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَيَقَّنَ
الظَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدِيثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بِظَهَارَتِهِ تِلْكَ

شک سے یقین زائل نہیں ہوتا

علامہ یحییٰ بن شرف نوروی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اسوہ کے اصول اور قواعد میں سے ایک عظیم اصل اور
قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے نماز کی اصل پر باقی رکھنے کا حکم یہ جانتا ہے کہ اس سے شک نہ ہو جائے
اور اگر اس کی اصلی حالت کے خلاف شک پیدا ہو تو وہ شک اس میں کوئی تفریق نہیں دے گا، جمہور میں یہ تاہمین اور مہنامہ کا
یہی مسلک ہے، البتہ اہم ممالک کا یہ قول ہے کہ اگر اس کو غلطی از نماز تک واقع ہوا تو وضو نہ کرے اور دوسرا قول یہ
ہے کہ اس پر ہر حال میں وضو لازم ہے۔

مردار اور جانور کی کھال کا رنگنے سے پاک ہونا

بَابُ الظَّهَارَةِ جُلُودِ الْمَيِّتِ بِالدِّبَاغِ

۴۱۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَعَنْهُمُ النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَقِيتُ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بَشَاءَ قَتْلِ قَتْرٍ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ هَذَا أَخَذْتُهَا (قَاتِلًا) قَدْ بَعَثْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمُوهُ فَقَالُوا إِنَّمَا مَيْمُونَةُ فَقَالَ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا قَتْلَ أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَيْثُ بَيَّهْتَا عَنْ مَيْمُونَةَ .

۴۱۱۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ بُرَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةَ مَيْمُونَةَ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجُلْدِ هَذِهِ لَوْ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا . وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَالِكٍ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ يُونُسَ

۴۱۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةَ مَيْمُونَةَ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجُلْدِ هَذِهِ لَوْ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا . وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةَ مَيْمُونَةَ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجُلْدِ هَذِهِ لَوْ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا .

۴۱۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةَ مَيْمُونَةَ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجُلْدِ هَذِهِ لَوْ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کو کسی شخص نے صدقہ میں ایک بکری دی، اور وہ مر گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگنے کے بعد اس کی کھال سے ناز و حاصل کرتے ان لوگوں نے عرض کیا، جھوٹا تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا عار جانور کا دین کھانا حرام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو حضرت میمونہ کی باندی کی صدقہ میں ملی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے اس کی کھال سے ناز و حاصل کیوں نہ کیا؟ اضرل کے عرض کیا یہ تو مردار ہے آپ نے فرمایا عار جانور کا دین کھانا حرام ہے۔

هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجُلْدِ هَذِهِ لَوْ إِنَّمَا حَزَمَ كُلُّهَا .

۴۱۴۔ اہم مسلم، جسے ابن کریم اور سند سے بھی یہ طابت کی طرح مستقر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ بکری دیکھی جو حضرت میمونہ کی باندی کی صدقہ میں ملی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگنے کے بعد اس کی کھال سے ناز و حاصل کرتے ان لوگوں نے عرض کیا، جھوٹا تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا عار جانور کا دین کھانا حرام ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی نے اس کی باندی کو کسی شخص نے صدقہ میں ایک بکری دی، اور وہ مر گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگنے کے بعد اس کی کھال سے ناز و حاصل کرتے ان لوگوں نے عرض کیا، جھوٹا تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا عار جانور کا دین کھانا حرام ہے۔

ہی ہوئی تھی وہ مگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
تم نے اس کی کال کیوں نہ اتار لی، پھر تم اس سے نفع حاصل
کرتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سمیرہ کی باندی کی
زمرہ پر عریضے پاس سے گزرتے، آپ نے فرمایا تم
میں سے کون سا ایسا شخص ہے جو اس سے نہ اٹھایا۔

حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھال
کو رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں ایک اور منہ سے بھی اس
حدیث کی مثل منقول ہے۔

ابو اکثیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن ولید سہمی کو ایک
پرستین (عجڑے کی قمیض یا کوٹ) پہنے ہوئے دیکھا
میں نے اس پرستین کو تھپو کر دیکھا، اس نے کہا تم اس
کو کیوں چھو کر دیکھ رہے ہو، میں نے حضرت عبداللہ
بن عباس سے اس بارہ میں مسئلہ معلوم کر لیا تو میں نے
کہا تھا کہ ہم سفر کی مٹائی میں رہتے ہیں اور ہمارے
ساتھ قوم پرست لڑکے رہتے ہیں اور کبھی
ذبح کرتے ہیں، ہم ان کا ذبیحہ نہیں کھاتے اور ہمارے
پاس وہ مشک لاتے ہیں جس میں وہ جہر ڈالتے ہیں

بُن دِينَارٍ قَالَ اخْبِرْ فِي عَطَاءٍ مِنْهُمْ حِينَ قَتَلَ
الْحَبَشِي ابْنَ عَبَّاسٍ اَنْ مَيَّمُوْنَةً اخْبَرْتُهُ اَنْ دَاجِنَةً
كَانَتْ لِبَعْضِ بَنِي دَسْلُوكٍ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلَا اَخَذْتُمْ اِهَاتِهَآ مَا سَنَمْتَعْتُمْ بِهَآ .

۱۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي
سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنْ اَسْبَغَ صَلَّى
اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً بِشَاوَةِ رَسُوْلِهِ مَيَّمُوْنَةً فَقَالَ
اَلَا اَتَشْعُرُوْنَ بِاِهَاتِهَآ .

۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا سُلَيْمَانُ
بْنُ يَزِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
وَعْلَكَةَ اخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ اَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رَدَّ دِيْبَةٍ
اِلَى هَابٍ فَقَدْ طَهَّرَ .

۱۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَمْدُو
الْقَاضِي قَالَا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ
عَنِ اسْحَقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ
مُكَلَّمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْلَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

۱۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اسْحَقَ عَنْ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبُو بَكْرِ اَنْ
اسْحَقَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ نَا وَقَالَ بُوْنُ مَسْعُوْدٍ اَمَّا
عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ اَمَّا يَحْيَى بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ
بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ اَنْ اَبَا اَلْخَبَرِ حَدَّثَنَا قَالَ رَأَيْتُ
عَلِيَّ ابْنَهُ وَهْلَةَ اسْتَسْبَغَتْ قَوْمًا اَقْسَمْتُ لَكَ فَقَالَ
مَا لَكَ تَمَسَّهَ قَدْ سَأَلْتُ عَمْرَةَ اَللّٰهُ ابْنِ عَبَّاسٍ قُلْتُ
اِنَّ اَنْتَ كُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَنَعْتَا الْبُرْبُرَ وَتَجْعَلُوْنَ
قُوْفِي بِالْمَغْرِبِ قَدْ دَخَلُوْهُ وَنَحْنُ كُنَّا كُنَّا
وَمَا يَحْفُوْهُ وَاَيُّ اَنْتُمْ بِالْمَغْرِبِ يَجْعَلُوْنَ وَنَحْنُ

رہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پرچھا تھا آپ نے فرمایا تھا کھال کی پاکیزگی رنگنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ ابن دہبلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے پرچھا ہم مغربی ملک میں رہتے ہیں جہاں پاس آتش پست شکون میں پانی اور چربا لے کر آتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے پانی پی کر دو، میں نے پرچھا کیا آپ اپنی اس کے سے فرما رہے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

الْوَدَّعَ قَتْنًا بَعْدَ عَقَبٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَبِأَعْدَا طَهْرُهُ ۝

۱۹- وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادٍ ابْنُ إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَسْمَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبَةَ لَسْبِقُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ مَا لَكُمْ بِالْمَغِيرِ قَبْلًا وَبَيْنَا الْمَغِيرُ مَا زِلْنَا يَتْبَعُ جَهَنَّمَ وَالْوَدَّعَ فَقَالَ اشْرَبْ قُلْتُ مَا لَكَ قَوْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَبِأَعْدَا طَهْرُهُ ۝

روایت سے کھال کے پاک ہونے میں مذاہب فقہاء علامہ نجفی بن شرف نور علی شافعی جتے ہیں:

مدار کھال کو رنگنے اور رنگنے سے اس کے پاک ہونے میں سات مذاہب ہیں:

- ۱- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ کھال کو رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے اور جہاں میں سے کسی ایک سے پیدا ہوا اس کی کھال بھی پاک نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں، کھال کا طہر بھی اور باطن بھی اور اس کا تر اور خشک چیزوں میں استعمال جائز ہے خواہ وہ کھال حلال جائز کی ہو یا نہیں۔
- ۲- حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، امام احمد کا مشہور قول اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ رنگنے سے کوئی کھال پاک نہیں ہوتی۔
- ۳- امام ابو حنیفہ، ابن المبارک، ابو ثور اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ حلال جانور کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے اور حرام جانور کی کھال رنگنے سے پاک نہیں ہوتی۔
- ۴- امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ خنزیر کے سوا تمام کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔
- ۵- امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تمام کھالیں رنگنے سے پاک ہو جاتی ہیں مگر کھال کا طہر ہی حصہ پاک ہوتا ہے باطنی حصہ پاک نہیں ہوتا، اور اس کو خشک چیزوں میں استعمال کرنا جائز ہے اور تر چیزوں میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے اوپر ہی حصہ پر فاجر پڑھی جا سکتی ہے۔
- ۶- ولید و غلابی، غیر متقدمین اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ بہ شمول کتے اور خنزیر، رنگنے سے تمام کھالیں طہر اور باطن پاک ہو جاتی ہیں۔

۷۔ زہری اور فقہاء شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ رنگے بغیر بھی مردار کی کھال سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ اس کا تر اور خشک چیزوں میں استعمال جائز ہے۔

وباعت شرہ کھال کے شرعی احکام | ہر اس چیز کے ساتھ مردار کی کھال کو رنگنا جائز ہے، جو کھال کے فضلات کو پاک اور صاف کر دے، اور اس سے کھال کا فساد اُسڑنا اور بدبودار ہونا، محض جو ہلے، مثلاً انار کے چھتوں، قنطریل کے پتوں، فرشادوں اور دیگر کیبیائی اجزاء سے فقہاء شافعیہ کے نزدیک دھوپ میں سکھانے سے کھال پاک نہیں ہوگی اور فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ گھریب میں رکھنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ لاکھ اور مٹی۔ سے کھال پاک نہیں ہوتا، آیا نجس دھواؤں سے کھال پاک ہوتی ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔

جب کھال پاک ہو جائے تو اس سے نفع حاصل کرنا، وفاق جائز ہے۔ اور اس کو فروخت کرنے کے متعلق دو قول ہیں، زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جائز ہے، اور یہ کھال کا کھانا جائز ہے، اس میں تین قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ کسی حال میں جائز نہیں، درمیان قول یہ ہے کہ جائز ہے تبصر قول یہ ہے کہ حلال جاہلوں کی کھال کو کھانا جائز ہے، اور حرام جاہلوں کی کھال کو کھانا جائز نہیں ہے (یہ تفصیل مردار کی کھال کے متعلق ہے جس کو رنگ کر پاک کر لیا گیا ہو) جب مردار کی کھال رنگنے سے پاک ہو جائے ز فقہاء شافعیہ کے نزدیک اس کے ہاں پاک نہیں ہوتے کیونکہ ان کے نزدیک مردار کے ہاں نجس ہیں، فقہاء احناف کے نزدیک مردار کے ہاں پاک ہیں، خلاصہ۔ ۱۔ ۲۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

تیمم

حضرت عائشہ صدیقہ نبی اللہ علیہا مہمان کرتی ہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، جب مقام مبارک یا فوات اکبیش پر پہنچے تو میرا بارگشت رہ گریا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بار کو توش کرنے کے لیے ٹک گئے، اور پہلے کھاتہ تمام نہ دیکھ گیا، اس جگہ پانی تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا، صحابہ نے حضرت ابو بکر سے شکایت کی اور کہنے لگے کہ تم نہیں دیکھ سکتے کہ (حضرت عائشہ نے کیا کیا ہے) تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہر آیا، اس مقام پر پانی سے

۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَدٍّ مِمَّنْ رَوَى عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْجَنٍ اسْتَقَامَ بِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالسُّدَّةِ أَوْ رَيْدَتِ الْعَجِيشِ انْقَطَعَ مَعْجَنِي فَعَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اسْتِقَامِهِ وَاقَامَ مَعَنَا مَعْدًا وَكُنُوسًا عَلَى مَاءٍ وَكُنُوسٍ مَعَهُمْ مَاءٌ وَكَانَ النَّاسُ إِلَى آفٍ بَنِي قُحَاوٍ أَلَّا تَدَى إِلَى مَا صَفَعَتْ عَائِشَةُ أَهَامَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِالنَّاسِ مَعَهُ وَيَتَسَوَّأُ عَلَى مَا هُوَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ
مَاءٌ فَبَجَاءَ الْوُبُكُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاصْبِرْ رُسَدُ عَلَى فُجَيْدِي قَدْ نَامَ فَقَالَ
خَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ
وَيَتَسَوَّأُ عَلَى مَا هُوَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ مَعَانِي
أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا سَأَلَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَحَقْلُ يَطْفُلٍ
يَبِيدُ فِي حَامِيَةٍ فَمَا بَمَنْعُنِي مِنَ التَّحَرُّيْ رَا
مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
فُجَيْدِي قَدْ نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَقْلُ أَصْبَرَ عَلَى عَيْرِ مَا هُوَ قَاتَرَبَ اللَّهُ تَعَالَى
أَيُّهُ السَّيِّئُ فَمَبْتَمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ
حُضَيْرٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّقَفَاءِ مَا هُوَ بِأَوَّلِي تَرْكِيكُمْ
يَا أَيْ بَكْرٍ قَالَتْ عَمَّا يَسْتَفْ فَبَعْسًا لِعَيْرِ تَرَى
كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا لِعِفْدَ نَحْنُ

[illegible]

اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ یہ شکایت سن کر، حضرت ابو بکر میرے پاس آئے اور اس وقت صلہ اللہ علیہ وسلم میرے زانوؤں پر بیٹھ رکھے تھے۔ محمد بن عبد اللہ، حضرت ابو بکر نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام صحابہ کو پریشان کیا ہے اور ایسا جگہ رک بیکار جہاں بالکل پانی نہیں ہے، نہ صحابہ کے پاس پانی ہے نہ پھر حضرت ابو بکر ناراض ہو کر جو کچھ ان کے دل میں آیا کہتے رہے اور اپنے اہل بیت سے میری کرکھ میں اپنی انگلی جھپٹے رہے اور میں رسول اللہ علیہ وسلم کے آرام میں غفلت آنے کے خیال سے اپنی جگہ سے اٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حال میں میری جب کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا، صبح ہو گئی، اس وقت اللہ تعالیٰ نہایت تیمم نازل فرمائی، پھر نقباء میں سے حضرت اسید بن حنیف نے کہا اے ابوبکر یہ گھروں آپ کی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تم نے اس اونٹ کو کھڑا کیا جس پر میں سوار تھا تو اس اونٹ کے پیچھے سے نکل آیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک بار عاریتہ لیا اور وہ سفر میں گھر ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے بعض کو اسے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا، اسی اثنا میں نماز کا وقت آ گیا اور انہوں نے نمیز و وضو کے نماز پڑھ لی، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ سے اس بات کی شکایت کی، اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی، اور اسید بن حنیف نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جہنم سے خیر دے۔ آپ پر کوئی پریشانی نہیں آئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پریشانی کو آپ سے نکل کر دیا، اور مسلمانوں کے لیے اس

میں برکت رکھ دی۔

شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر کسی شخص پر غسل فرض ہو اور اس کو ایک ماہ تک پانی نہ مل سکے تو وہ شخص کس طرح نمازیں پڑھے گا حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا وہ شخص تیمم نہ کرے خواہ اس کو ایک ماہ تک پانی نہ ملے حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا پھر آپ سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا جواب دیں گے قلہ تجدوا ماء فتیمموا صبیحا طیثا جب تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کرو حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے حدیث ہے کہ اگر اس آیت کی بناء پر لوگوں کو تیمم کی عبادت دے دی جائے تو وہ پانی عند اللہ کی بناء پر جو تیمم کو ناشروع کریں گے حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کیا آپ نے احذت مارا کہ یہ حدیث نہیں سنی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا راستہ میں (حب میں سیر کر) مجھ پر غسل فرض ہو گیا پس میں خاک پر اس طرح لوٹ پھرت ہونے لگا جس طرح جانور لوٹ پھرت ہوتے ہیں پھر حب میں نہی کریدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تم اسے کیسے یہ کافی تھا کہ تم اس طرح کرتے پھر آپ نے دو وزن اقد زین پر ایک مرتبہ مائے ادریا میں اقد سے داغیں پر مسح کیا اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر ادریا پر مسح کیا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کیا تمہیں چاہیے کہ حضرت عمر نے حضرت مارا کی حدیث پر اطمینان نہیں کیا تھا۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے ساتھ مثل سابق روایت ذکر کی لیکن اس میں اتنا فرق ہے کہ رسول اللہ

۶۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَتَى مَعَاذَ اللَّهِ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ حُفِنَ رَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَرَفًا كَيْفَ يَغْتَسِلُ بِالسَّائِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَتَيَمَّمُ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ فَلَمْ يَقَالَ أَبُو مُوسَى كَيْفَ يَمْدُ وَالْأَيْتُ فِي مَسْأَلَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَبِيحًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ تَوَدَّ حَصَ لَهْمُ فِي هَذِهِ الْأَيْتَةِ لَا وَشَدَّ إِذَا بَدَّ عَنْتَهُمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالنَّصِيصِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَغْتَسِلُ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ تَسْمَعُ قَوْلَ عُمَارَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَجَنَّبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي النَّصِيصِ كَمَا تَرْتَمِي الْأَكْبَةُ شَمْرَ أَتَيْتُ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَنَا فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْبِيكَ أَنْ تَقُولَ يَدَيْكَ هَكَذَا ثُمَّ كَسَبْتَ يَدَيْكَ إِذَا رَضَى فَزَيْدًا وَجَدَّ لَمْ تَسْمَعْ الْإِسْمَالَ عَلَى النَّصِيصِ وَطَلَّاهُ كَفَّيْهِ وَجَهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَتَمَرَّغْتُ ثُمَّ يَفْتَحُ يَقُولُ عُمَارَ

۶۲۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ لَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ زمین پر سے اٹھائے اور چہرے اور ہاتھوں پر مس کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مثل جنابت کی عمارت تھارے لیے اس قدر تیمم کافی ہے۔

بڑی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں نہیں جانتا کہ میں نے کیا کیا ہے اور میں نے کیا کیا ہے اور میں نے کیا کیا ہے۔ اسے میرے مؤمنین کہا کہ اگر آپ اس میں جب میں اور آپ کب سفر میں تھے۔ عمر دونوں جہیں ہو گئے اور ہمیں پانی نہیں ملا۔ آپ نے بہر حال نماز نہیں پڑھی بلکہ میں نے میں برائے پرٹ کر گیا اور میں سے نماز پڑھ لی (جب حضور کی خدمت میں میں پہنچا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہہ دیا) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا کافی ہے کہ تم دونوں ہاتھ زمین پر مارتے ہو۔ پھر تمہارے ہاتھ گرد اڑا دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مس کرتے۔ حضرت عمر نے کہا: اے عمار خدا سے ڈرو اور حضرت عمار سے کہا: اگر آپ فرمائیں تو میں یہ حدیث کسی اور سے نہ بیان کروں، امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے یہ اضافہ کیا کہ حضرت عمار کے جواب کے بعد حضرت عمر نے فرمایا: تم تمہاری روایت کا بوجھ متیوں پر ڈالتے ہو۔ امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ مثل سابق حدیث بیان کی جس میں حدیث عمار کا یہ قول ہے کہ: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت مجھ پر واجب کی ہے اگر آپ فرمائیں تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں۔

أَبُو مُوسَى يَعْبُدُ اللَّهَ وَسَأَلَنِي الْحَبِيبُ يَقُضِيَتُمْ نَحْوَهُ
عَبْدُ اللَّهِ إِذَا مَضَى يَوْمٌ عَلَيْهِ آتَانُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذَا يَكْفِيكَ أَنْ تَقُونَ
هَكَذَا وَتَصْرَبَ بِبَيْدَيْهِ مَمْسُوعَةً وَجَهًا وَكَفْيًا
۲۴۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ يَعْبُدُ اللَّهَ
قَالَ تَأْتِيَنِي يَمِينِي ابْنُ سَعِيدٍ يَقُولُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ وَثْقَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
ابْنِ أَبِي عَرَبٍ أَنَّ رَجُلًا أَقْبَلَ عَلَى النَّبِيِّ فِي حَيْثُ
قَلَّمَ أَجْدَمًا فَقَالَ لَا تَقْرَأُ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا تَدْرِي
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا كُنْتَ فِي سِرِّيَةٍ فَأَجْنَبْنَا
فَلَمْ نَجِدْ مَا نَقَامُ أَنْتَ فَلَكَ تَقَرُّرٌ وَمَتَابُكَ
فَتَمَعَلْتُ فِي الْقُدْرَةِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ ابْنُ أَبِي
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقْرَأَ بِهَذَا
تَذَكَّرَ لَمْ تَنْتَهِ عَنْ تَمَسُّعِهِ بِهِمْ وَجَهْلِكَ وَ
كَفْيِكَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ لَمْ يَأْمُرْ فَقَالَ إِنْ
يُشَدَّتْ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ فَقَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِي
عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي عَرَبٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
دَرَّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ وَثْقَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
الْقَدْوِيِّ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ لَمْ يَأْمُرْ
كَوْنَتْ

۲۵۔ وَحَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ قَالَ
الْبَقْرِيُّ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ إِنْ شَعْبَةُ عَنْ نَحْوِهِ قَالَتْ
دُرَّةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عَرَبٍ قَالَ قَالَ الْحَكَمُ
وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عَرَبٍ
أَنَّ رَجُلًا أَقْبَلَ عَلَى النَّبِيِّ فِي حَيْثُ قَلَّمَ أَجْدَمًا
فَقَالَ عَمَّارٌ مَا تَدْرِي قَالَ فَقَالَ عَمَّارٌ قَرَأْتَ بِهَذَا
الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شَدَّتْ لَمْ أُحَدِّثْ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَوْ لَمْ يَأْمُرْ
كَوْنَتْ

عَنْ دَاوُدَ -

۴۶ - قَالَ مُسْلِمٌ وَدَاوُدُ الْكَلْبِيُّ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
 جَعْفَرِ بْنِ زَيْبَعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُنْهَرٍ عَنْ
 عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَبِلْتُ أَنَا وَعِنْدَ
 الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ وَمُؤَيِّمُكُمْ رُوِيَ ابْنُ يَزِيدَ عَنْ
 اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْجَعْفَرِ ابْنِ
 الْعَلَاءِ ابْنِ ابْنِ بَصَمَةَ ابْنِ نَصَارَةَ قَالَ بَوَّاهُ خَلْفَهُ
 أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَحْوِ
 يَثْرُوجَ بَلِّ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتَّى
 أَقْبَلَ عَلَى ابْنِ جَدَارٍ كُنْسَةً وَجْهَهُ وَدَيْدِيرَ نَحْوَهُ
 وَكَذَلِكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ -

۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمِيرٍ
 قَالَ قَالَ ابْنُ كَالٍ نَسَبُهُ قَيْنَا سَلَّمَ ابْنُ عَثْمَانَ
 عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَجُلٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ -

تیمم کی شرائط اور شرعی احکام میں فقہاء کے نظریات

وَأَنْ كُنْتُمْ مَرُوفًا (وَعَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمْ يَسْتِمْ السَّاءُ فَلَمْ يَجِدْ مَا يَسْتِمْ فَرَأَى ظِلًّا فَمَسَحَ بِهِ فَمَسَحَ بِوُجُوهِكُمْ وَإِذَا يَكُونُ مِنْهُ مَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ -

(ماثد ۶۱۵)

علامہ بخاری بن شریف لکھتے ہیں:

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے
 قضا ناجائز کر کے گئے یا تم نے عورتوں سے قریب
 کی ہو چھو پانی نہ پاؤ تو پاک ٹھوسے تیمم کرو پس اپنے
 چہروں اور اپنے (پیر سے) ہاتھوں پر اس (پاک ٹھوسے)
 سے مسح کرو، اللہ تم پر تمہاری کرنا نہیں چاہتا، لیکن اللہ
 تمہیں عجب پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمت
 پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

تیمم کتاب، سنت اور امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے، تیمم کی خصوصیت سے اللہ تعالیٰ نے
 صرف اس امت کو سرفراز کیا ہے، امت کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث الصراحت یا حدیث اکبر، تیمم صرف چہرے
 اور ہاتھوں پر کیا جاتا ہے، ہمارا اور چہرہ کا اس پر اجماع ہے کہ تیمم کے لیے دو ضروری احوال ہوں گے پہلا

ماننا ضروری ہیں، ایک ضرب سے چہرے پر مس کیا جائے اور ایک ضرب سے کہنیوں سمیت باطن پر مس کیا جائے۔ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حسن بصری، شعبی، سالم بن عبداللہ بن عمر، سفیان ثوری، امام مالک، امام ابو حنیفہ، اصحاب رائے اور دوسرے تمام فقہاء رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، عطاء، یحییٰ، اوزاعی، امام احمد، اسحق، ابن المنذر اور عاتق الحدیثین کا مسلک یہ ہے کہ چہرے اور باطن کے لیے صرف ایک ضرب واجب ہے۔ زہری نے یہ کہا، جو کہ باطن پر نفلوں تک مس کرنا واجب ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے کہ کہنیوں سے ماوراء یتیم نہیں ہے، اور ابن میرین سے منقول ہے کہ یتیم میں تین ضربات ہیں، ایک ضرب چہرے کے لیے دوسری ضرب یتیموں کے لیے اور تیسری ضرب کلائیوں کے لیے۔

علی کا اس پر اجماع ہے، یتیم حدیث اصغر کے لیے بھی سے اور حدیث اکبر رضی عنہما کے لیے بھی سے، سلف اور خلف میں سے اس کا کوئی من لفظ نہیں ہے، اسواعتہ ثمر بن الخطاب اور حنفیہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان دونوں نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا، جنہی کے لیے تیر کے ہزار کے ثبوت میں بکثرت احادیث مشہورہ مروی ہیں، جب جنہی تیر سے ناز پڑھ لے تو اس پر غسل کرنا باجماع واجب ہے اس میں من ابو سلمہ عبدالرحمن، اس کا قول مناعت ہے لیکن یہ قول بالا جماع متروک ہے اور احادیث صحیحہ مشہورہ میں وارد ہے کہ جب یا نل گیا تو ٹہنی سے اللہ میر دھوئے جنہی کو غسل کرنے کا حکم دیا، اگر مسافر کے پاس پانی نہ ہو تو وہ پھر بھی اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے، وہ اگر اتنا پانی ہو تو اپنی شریکوں کو دھو کر یتیم کریں اور ناز پڑھ لیں اور اگر انھوں نے اپنی شریکوں کو دھو لیں تو ان پر ناز کا اعادہ نہیں ہے، اور اگر مرد نے اپنے آلہ کو نہیں دھو یا اور اس پر طہارت نہ لگائی ہوئی تھی تو جس قول کے مطابق رطوبت فرج نہیں ہے اس کو ناز کا اعادہ کرنا، نوکادہ نہیں، جس شخص نے کسی مرض یا زخم کی وجہ سے یتیم کیا تو اس پر ناز کا اعادہ نہیں ہے اور جس نے پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے یتیم کیا تو اگر وہ ایسی جگہ ہے جہاں پر مائٹا پانی نہیں ہوتا، مثلاً سفر میں سے تو اس پر عادی واجب نہیں ہے اور اگر وہ ایسی جگہ ہے، جہاں پر کھجی کھجی پانی نہیں ہوتا اور کثرت سے تو اس پر ناز کا اعادہ ہے، جو شخص ڈیڑھ انگریزی میل کی مسافت پر شہر سے دور ہو اور اس کو پانی دستیاب نہ ہو تو وہ مقدار احیات کے نزدیک یتیم کر سکتا ہے اور اس پر ناز کا اعادہ نہیں ہے۔ (ہلین)

امام شافعی، امام احمد، ابن المنذر، داؤد بن علی اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یتیم صرف ایسی جگہ مٹی کے ساتھ ہونا ہے جس کا بار مسافر کے ساتھ لگ جائے، وہاں جو حنفیہ اور امام مالک یہ کہتے ہیں کہ نہ لگ کر تمام اوقات یتیم کرنا جائز ہے، حتیٰ کہ محلے محلے پتھر سے بھی یتیم کرنا جائز ہے، اور بعض اصحاب مالک نے یہ کہا ہے کہ جو چیز زمین کے ساتھ متصل ہو اس کے ساتھ یتیم کرنا بھی جائز ہے، اللہ برف کے متعلق ان کی دو روایتیں ہیں، اور اوزاعی اور سفیان ثوری نے یہ کہا کہ برف اور ہر وہ چیز جو زمین پر ہو اس کے ساتھ یتیم کرنا جائز ہے۔ فقہاء شافعیہ اور اکثرین کا مذہب یہ ہے کہ یتیم حدیث کو رائل نہیں کرتا بلکہ ناز کو باجماع کرتا ہے اس کے ساتھ زمین ناز اور جس قدر چاہیں نوافل پڑھ سکتا ہے، اور ایک یتیم کے ساتھ دو فرض جمع کیے جائیں، مگر یتیم سے زمین پڑھنے کی نیت کہ تو اس سے نفل بھی پڑھ سکتا ہے، مگر یتیم سے نفل کی نیت کہ تو اس سے نفل پڑھنا

بائز ہے فرض جائز نہیں ہے، وہ ایک تیمم سے فرض نماز اور نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے اور وہ نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے تیمم نہ کرے، جس شخص نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا اگر اس نے نماز کے دوران پانی دیکھ لیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور وہ نماز پوری کر سکتا ہے۔
علامہ مرغینانی حنفی سمجھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہر اس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو مثلاً مٹی، ریت، چونا، پتھر، زرد مٹی وغیرہ، متغیر وغیرہ سے تیمم کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس پر شہار بھی ہو، تیمم کرنے والا جب طہارت یا نماز کی نیت کرے تو جائز ہے، تیمم کے ساتھ فرائض اور نوافل جس قدر پاسے پڑھ سکتا ہے اور جب تک اس کا مذقائم سے وہ ایک تیمم کے ساتھ کئی فرائض پڑھ سکتا ہے اور اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا اور نماز کے دوران اس نے پانی دیکھ لیا تو اس کا تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی نے بیان کیا کہ اس حدیث سے حسب ذیل مسائل
حدیث تیمم سے استنباط شدہ مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

- ۱۔ بعض علماء (علامہ ابن حبان، مستطانی) نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ سب تیمم کرنا جائز ہے، جہاں پانی نہ ہو اور اس راستہ پر سفر کرنا جائز ہے جہاں پانی نہ ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی جگہ سفر اور قیام کیا تھا۔
- ۲۔ کسی شادی شدہ ماہر کی شکایت اس کے والد سے کرنا خواہ اس کا نام موجود ہو، صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس لیے شکایت کی تھی کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، وہ صحابہ کرام آپ کو نیند سے بیدار نہیں کرتے تھے۔
- ۳۔ کسی فعل کی نسبت اس کے سبب کی طرف کہنا کیونکہ پانی نہ ملنے کا سبب حضرت عائشہ کے بار کاٹ ہونا تھا۔
- ۴۔ کسی شخص کا اپنی بیٹی کے یا اس کا خواہ اس وقت اس کا نام نہ ہو جب اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کا نام اس پر رضی ہوگا۔
- ۵۔ کسی شخص کا اپنی بیٹی کو منہ زنی کرنا خواہ وہ بیٹی شادی شدہ ہو اور صاحب منصب ہو۔
- ۶۔ اگر کسی شخص کو ایسی تکلیف یا آفت پہنچے جو حرکت اور اضطراب کا موجب ہو تو وہ مبرا کرے اور اپنے جہ کو اپنے سے باز رکھے جبکہ اس کی حرکت سے کسی سونے والے، بیمار یا ماری یا قاری یا علم میں مشغول شخص کی تشویش اور بے آرامی کا قصہ نہ ہو۔
- ۷۔ سفر میں تہجد کی زحمت، یہ اس قرآن پسند کے آپ پر تہجد کی ناز واجب تھی۔
- ۸۔ پانی کو تلاش کرنا صرف اس وقت واجب ہوتا ہے جب نماز کا وقت آجائے، کیونکہ عمر بن خطاب کی روایت

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۷۰۷ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ دار محمد امجد لطیف کراچی، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر عینی حنفی متوفی ۷۵۹ھ، عللہ اولین ص ۳۸-۳۹، مطبوعہ دار الفکر کراچی

میں ہے ناز کا وقت آگیا تب پانی کو تراش کیا گیا۔

۹۔ آیت فحوا کے نازل ہونے سے پہلے وهو واجب تھا، اسی وجہ سے ان کو بہت تشویش اور عدم لائق ہوا کہ وہ ایسی جگہ ٹھہرے ہیں جہاں پانی نہیں ہے، اور حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ پر ناز سنی کا ظہار کیا، علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ تمام اہل سیرت اس پر متفق ہیں کہ جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز فرمایا ہوئی ہے، آپ نے وضو کے ساتھ ناز پڑھا ہے، آیت وضو تکم کے، تو وہ دن ہوئی ہے یہ سہ ماہیہ کی آیت نمبر ۶ ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ وضو پہلے ہی واجب تھا تو آیت وضو کو نازل کرنے میں کیا حکمت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے تاکہ آیت وضو کی نہ نیت کی قرآن مجید میں تلاوت ہو۔ نیز پہلے وضو کی فرضیت سنت سے قطعی اسباب وضو کی فرضیت قرآن مجید سے ہو گئی، بعض روایات میں ہے کہ حضرت اسلمی (عمری) جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سواری بنائے تھے، ایک دن انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نبی ہوں تو تمہیں کیا آیت نازل ہو گئی، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت نیت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا واقعہ بھی ہارگم جو نے مارے دن پستیس آیا ہو، کیونکہ وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کرتا تھا اور سواری دلاتا تھا۔

۱۰۔ اس حدیث میں تیمم میں نیچے کے وجوب پر دلیل سے کیونکہ تیمم کا مٹی سے قصد کرو۔

۱۱۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ تندرست، مرلیش، بے دھوا اور چھٹی سب کے بے قیوتہ واسب، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہما جنہی کے لیے تیمم کا نہ نہیں قرار دیتے تھے، لیکن لغتہ میں سے کسی نے ان کے قول پر عمل نہیں کیا کیونکہ عاویہ صحیحہ میں جنہی کے لیے تیمم کا حزم ثابت ہے۔

۱۲۔ اس حدیث میں سفر میں تیمم کرنے کے نزدیک دلیل ہے، اس پر سب کا اجماع ہے، اور سفر میں تیمم کرنے میں امتکان ہے، امام مالک اور ان کے اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ سفر اور حضر میں تیمم کرنا مساوی ہے، جب پانی نہ ملے یا مرض یا خوف شدید یا وقت بٹھانے کے خوف سے پانی کو استعمال کرنا مشکل ہو، علامہ ابوہریرہ بن عبد البر مائل سے کہا کہ امام الوضیۃ اور امام محمد کا مٹی جی قول ہے، امام شافعی نے کہا جو شخص تندرست ہو اور معقم ہو اس کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اتفاقاً کہ اس کو اپنی جان کی طاقت کا خوف ہو، علامہ طبرانی نے کہا امام ابو یوسف اور امام زفر کے نزدیک معقم کے لیے مٹی اور خروج۔ وقت کے خوف کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، امام شافعی، لیسٹ اور طبرانی نے یہ بھی کہا ہے کہ جب خروج وقت کا خوف ہو تو تندرست اگر بیمار دونوں تیمم کر سکتے ہیں وہ لازماً پڑھ میں اور ان پر اعادہ لازم ہے، اور علامہ ابن الباری نے یہ کہا ہے کہ جب پانی دستیاب ہو تو مرلیش اور غیر مرلیش دونوں تیمم کریں، میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن عبد البر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ خروج وقت کے خوف سے تیمم جائز ہے، امام الوضیۃ کے نزدیک معقم کے لیے خروج وقت کے خوف کے سبب سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۳۔ امن کے زمانہ میں، رواج کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے، اگر ایک شخص کی کئی بیویاں ہوں تو وہ کسی ایک کو ساتھ لے جائے، اور قرعہ اندازی کر کے اس کو لے جانا مستحب ہے جس کے نام کا قرعہ نکلے، امام مالک امام شافعی

اور امام احمد کے نزدیک قرعہ اندازی کرنا واجب ہے۔

- ۱۳۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مال حلال محترم ہے اس کو فتنہ نہ ہونے دیا جائے۔ یہ بار بارہ درمہ مالیت کا قلعہ
- ۱۵۔ مال کی حفاظت کرنے کا جو درخواہ اس کی تلاش میں اتنا وقت لگے کہ مال کے لیے پانی نہ مل سکے۔
- ۱۶۔ گم شدہ چیز کو تلاش کرنا توکل کے عملان نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔
- ۱۷۔ اگر کسی ایک فرد کا نقصان جو ترسب رگوں کو مل کر اس کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بار کو تمام قلعے والوں نے مل کر تلاش کیا۔
- ۱۸۔ کسی چیز کو عاریتہ لینے کا جواز حد ماریتہ کی ہوتی چیز کے ساتھ اس کے مالک کی اجازت سے سفر کرنے کا۔
- ۱۹۔ عورت کا اپنے نادہد کو طہریہ یا شل کے لیے اور دیگر زیورات پہننا۔
- ۲۰۔ شوہر کا اپنی بیوی کے زانو پر سر رکھ کر سونے کا جواز۔
- ۲۱۔ کسی مصلحت کی وجہ سے مشقت کو برداشت کرنا کیونکہ حضرت ابو بکر کے چکیاں لینے کے باوجود حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے آڑی کے خدشہ سے اپنے آپ کو بچنے سے باز رکھا۔
- ۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے آیت تیمم کا نازل ہونا اور حضرت عائشہ کی شہادت۔
- ۲۳۔ اگر آیت تیمم نازل نہ ہوتی تو لوگ حضرت عائشہ پر طعن کرتے کہ اس کی وجہ سے انھوں نے بے وضو نماز پڑھ لی۔
- تھانے سے آیت تیمم نازل فرما کر حضرت عائشہ سے اس طعن کو دور کیا اور جو لوگ حضرت عائشہ کی شکایت کر رہے تھے وہی حضرت عائشہ کی برکت کو بیان کرنے لگے۔
- ۲۴۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت عائشہ پر طعن یا ان کی مذمت گوارہ نہیں ہے۔ جب منافقین نے ان پر تمہت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت میں ان کی برکت سے حد فتنہ کا قانون نازل کیا جس کی وجہ سے قیامت تک تمام خواہن کی حزیں محفوظ ہوئیں اور اس موقع پر ان کی برکت سے آیت تیمم نازل فرما دی جس کی وجہ سے قیامت تک کے تمام مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل ہوئی کہ اگر وہ بیمار ہوں یا سفر میں پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لیں۔

حضرت عائشہ کے گم شدہ مال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی بھرت | اس حدیث میں ہے: فرمایا: ہم نے اس اونٹ کو اٹایا جس پر میں سوار تھا تو اس کے نیچے سے بٹل نکل آیا۔

علامہ یحییٰ بن شریک لکھتے ہیں:

صحیح بخاری میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا تو اس کو مار مل گیا ایک روایت میں دو شخصوں کا ذکر ہے۔ اور یہ ایک ہی واقعہ ہے، علامہ نے کہا ہے کہ جس شخص کو جیہاد حضرت اسید بن حضیر اور ان کے متبعین تھے وہ لگے تو ان کو کچھ نہیں ملا، پھر واپسی میں حضرت اسید کو اس اونٹ کے نیچے سے وہ مار مل گیا۔

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ و عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰۔ مطبوعہ ادارۃ المطابع النیریہ ص ۱۳۴۸

۲۔ علامہ یحییٰ بن شریک لکھتے ہیں: ترمذی ص ۶۰، ترمذی ص ۶۰، مطبوعہ دار الفکر ص ۱۲۰، مطبوعہ دار الفکر ص ۱۲۰، مطبوعہ دار الفکر ص ۱۲۰، مطبوعہ دار الفکر ص ۱۲۰

بعض لوگ اس حدیث سے علم رسالت پر طعن کرتے ہیں کہ اگر آپ کو غضب کا علم دیا گیا ہوتا تو آپ کو علم ہوتا کہ ہمارے کہاں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا علم تمدنی ہی ہے، مثلاً یہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف ہمارے بشارت دی ہو، مثلاً یہ کہ اگر آپ علی الغرہ تیار دیتے کہ ہمارے کہاں سے قرأت تیمم کے نازل ہونے کا واقعہ اور واسطہ ہمیشہ نہ آتا اور وہ تمام مسائل معلوم نہ ہوتے جن کا ہم نے علماء فنی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

تیمم کے بعض مسائل

تیمم کے بعض مسائل

حدیث نمبر ۷۰۰ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار سے تیمم کیا۔
 یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ اس وقت پانی نہیں تھا، لہذا جب پانی موجود ہو اور اس کے استعمال پر قدرت ہو تو تحریم جاتا نہیں ہے، خواہ ذرا ناز، ناز، عیب، یا ناز، خاند کے قوت، ہونے کا خوف، ہو، یہ اہم ثانی
 کا مذہب ہے، اور امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عید اور جنازہ کے ارث ہونے کے خون کی وجہ سے تیمم ہائے
 ہے، کیونکہ ان کی تفسار نہیں ہے۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مٹی کی جس سے تیمم کرنا ضروری ہے اور اس پر
 غبار، ہونا ضروری نہیں جیسا کہ احناف کا مذہب ہے کیونکہ عام طور پر دیوار پر غبار نہیں ہوتا، اگرچہ اعتراض ہو کہ دیوار
 کے مالک کی اجازت کے بغیر آپ نے کیسے تیمم کر لیا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دیوار مباح تھی، یا کسی ایسے شخص کی دیوار
 تھی جس کو آپ جانتے تھے اور آپ کو ظاہر تھا کہ آپ کے تصرف سے اس کو اعتراض نہیں ہوگا، اس حدیث میں تو غسل کے
 یہ تیمم کرنے پر بھی دلیل سے رہنمائی ہے کہ تھے وقت جس نے یہ کہ سلام کیا آپ نے اس کا اور جواب نہیں دیا، اس
 میں یہ دلیل ہے کہ تفسار حاجت کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی سلام کرے تو اس حالت میں اس کا جواب
 دینا بھی مکروہ ہے، اسی طرح اس حالت میں سلام کرنے اور اس کے رسول کا ذکر کرنا بھی مکروہ ہے، اسی طرح جماع کی
 حالت میں بھی ذکر کرنا مکروہ، تو یہی ہے اور اس حال میں مطلقاً کلام کرنا مکروہ چیز ہی ہے لیکن ضرورت کے مواقع
 مستثنیٰ ہیں مثلاً کسی نابینا کو کہیں کی طرف بڑھنا، دعا دیکھنے، قربان دے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ

٤٢٨ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَهُ يَحْيَى
يَعْقُبُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ وَحْدَةَ كُنَّا أَمْثَلِكِرُهُ
أَبِي خُثَيْبَةَ وَالْفُطَيْطُ كُنَّا قَالَا أَسْمِعِينِي نَسْمَعُكَ عَنْ
حُمَيْدِ الْقُرَيْشِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ
وَهُوَ جَدْبٌ قَانَسَلُ فَدَخَلَ مَا عَسَلَ فَتَقَعَدَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَادَّاهُ قَالَا أَيْنَ كُنْتَ
يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقِيتُنِي وَأَنَا جَدْبٌ

مسلمان کے نجس نہ ہونے پر دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
مَدِیْنَةُ کے کسی راستہ میں ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ وہ جنبی تھے۔ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چپکے سے غسل کر نے کے لیے
چلے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش کیا،
جب ابوہریرہ آئے، تو آپ نے پوچھا: "سے برہنہ
تم کہاں تھے۔" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! جب آپ
نے مجھ سے ملاقات کی، اس وقت میں جنبی تھا، میں نے

فَكَرِهْتُ أَنْ حَاطَيْتَ حَتَّى أَغْتَسِلَ فَعَلْتُ مَسْنُونًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَّاحًا لِقَوْلِهِ سَمُوْهُ مِنْ
يَنْجَسُ -

۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبُخَارِيُّ
فَارُكَانُ وَكَيْفَةُ عَنْ جَسَعِ بْنِ جَسَعٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ
عَنْ سَدِّيقَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْبِضُ دَهْرًا جُنُبًا فَيَجِدُ دَعَةً كَأَنَّهَا تَنْجَسُ
فَقَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَلِمَاتُ الْمُتَمَسِّمَةِ لَا يَنْجَسُ

اس حالت میں آپ کے ساتھ بلا غسل رہنا نا پسند سمجھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا اللہ نرسن نجس
نہیں ہوتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماں میں طائبات
موتی کہ وہ نجی تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
الگ ہو کر غسل کرنے چلے گئے، جب وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غسل کر کے حاضر ہوئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان
اللہ! مومن نجس نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۲۹ میں سے مومن نجس نہیں ہوتا۔
علامہ یحییٰ بن سنی نے شرح فرمائی ہے:

مسلمان خواہ زندہ ہو یا مردہ یہ حدیث اس کی طہارت میں اس لحاظ سے زیادہ مسلمان کی طہارت پر مسلمانوں کا جماع ہے
حق کہ چھٹ کا کچھ جو اس کا دل سے ساقل ہو جائے اور اس پر نفقہ کی رطوبت لگی ہوئی ہو وہ بھی طہارت ہے یہ زندہ
مسلمان کا حکم ہے اور مردہ تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام شافعی کے، اس میں دو قول ہیں، صحیح یہ ہے کہ وہ حلال
ہے اس لیے اس کو غسل دیا جاتا ہے، امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے تفسیر روایت کی ہے کہ مسلم کہیں نہیں
ہوتا، خواہ زندہ ہو یا مردہ، اور اس کے متعلق فقہاء شافعیہ اور جہور مسک یہ ہے کہ وہ مسلمان کے حکم میں ہے، یعنی
وہ بھی پاک ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ، اور قرآن مجید میں جو ہے: اَمَّا الْمَيِّتُ فَكُلُّهُ جَسَدٌ مَشْرُكٌ بِجَسَدِ اللَّهِ
اس سے ان کے اعتقاد کی نجاست مراد ہے یہ مراد ہے کہ ان کے اعضا بول اور ہمار کی طرح نجس ہیں، ورنہ
یہ ثابت ہو گیا کہ آدمی طہارت سے خواہ مسلم ہو یا کافر تو اس کا پسینہ، عاب اور آنسو جی پاک ہیں لہذا مشرکین کے
کپڑوں سے نیاز پڑھنا جائز ہے اور کسی مانع چیز کو ان کے ساتھ تناول کرنا جائز ہے، اس کے دلائل سنت اور
اجماع سے مشہور ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ہر نفس کا احرام کرنا مستحب ہے، ہر نفس کے مصاحب کی تنظیف اور
تولید کرنا چاہیے۔ فقہاء نے کہا ہے کہ طالب علم کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے شیخ کے لباس سے
اچھے لباس اور سب سے بہتر کیفیت میں حرام ہو، جن بول کو کاتن چاہیے وہ کٹے ہوئے ہوں، مافق کٹے ہوئے
ہوں اور بدبودار اور نا پسندیدہ لباس سے پاک ہو، کیونکہ اس میں علم اور عباد کا احترام ہے۔ لہ

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ
وَعِظَرِهَا

۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَ
أَبُو إِبْرَاهِيمَ بْنُ مُوسَى قَالَا سَمِعْنَا مِنْ
عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَدُوٍّ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ
حَالَهُ كُلِّ أَحْيَانٍ .

جنابت ہو یا غیر جنابت ہر حال میں اللہ تعالیٰ
کا ذکر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

جنبی اور مائض کے لیے قرآن مجید کی تلاوت ممنوع ہے |

سبح، حمید، تہلیل، تکبیر اور دوسرے دُعا کے جواز کے لیے یہ حدیث سنی ہے۔ فقہاء کا اختلاف
اس میں ہے کہ آیا جنبی اور مائض کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں یا مہجور نفل کے نزدیک ہے
پھر قرآن مجید کی تلاوت کرنا حرام ہے۔ ہمارے نزدیک اس میں ایک آیت یا آیت کے ختم میں کوئی فرق نہیں ہے ان
سب کا پڑھنا جنبی اور مائض پر حرام ہے۔ اگر مائض نے بسم اللہ یا الحمد کہا اور اس سے قرآن مجید کی تلاوت کا قصد
کیا تو یہ حرام ہے اور اگر اس سے ذکر کا قصد کیا یا کسی چیز کا قصد نہیں کیا تو حرام نہیں ہے۔ اور جنبی اور مائض کے لیے
دل میں قرآن مجید کی آیات کو پڑھنا، اور مصحف کریم کو دیکھنا جائز ہے (البتہ چھوٹا ہاتھ نہیں ہے) اور ان کے لیے
مستحب ہے کہ غسل کے وقت ذکر کے قصد سے بسم اللہ پڑھیں۔ بول مرزا اور جامع کے وقت اللہ تعالیٰ
کا ذکر کرنا مکروہ ہے اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اور غالب اوقات میں نہ ان سے
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے خواہ وضو سے ہوں، سے وضو بولیں یا جنبی ہوں۔ مگر ہرگز بڑا دفعہ کے عاب میں آپ
ہاں سے ذکر نہیں کرتے تھے لیکن آپ کا دل ہر وقت یا نہ میں مشغول رہتا تھا۔

بَابُ جَوَازِ كُلِّ الْمُحَدِّثِ انْصَعَامَ وَائْتِ الْكَوَاهِلَةَ

فِي ذَلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ كَيْسَ عَلَى نَقْوَرِ
۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ابْنُ أَبِي حَتْمٍ وَابْنُ
الزُّبَيْرِ قَالَا سَمِعْنَا ابْنًا حَسَنًا مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَا سَمِعْنَا
ابْنًا مِنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ قَالَا سَمِعْنَا ابْنًا مِنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ قَالَا سَمِعْنَا
ابْنًا مِنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ قَالَا سَمِعْنَا ابْنًا مِنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ قَالَا سَمِعْنَا

بے وضو کے کھانے کا جواز اور علی الفور

وضو کا واجب نہ ہونا

حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت نکلتے سے آگے تو
آپ کے سامنے کھانا لایا گیا۔ حاضرین نے آپ کو غصہ
یا دیر یا آپ نے فرمایا کیا میں نماز کا ارادہ کر رہا ہوں جو

خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فَابْتِغَاهُ وَكَرَاهَهُ الْوُضُوءَ
فَقَالَ أَيْدِيَّ أَنْ أُصَلِّيَ فَاتَّوَضَّأَ

وضو کروں۔

۴۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ مِنَ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ بَقْلًا
لَهُ أَلَا تَتَوَضَّأُ قَالَ يَوْمَ أُصَلِّيَ فَاتَّوَضَّأَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں نے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے آپ
بیت اکمل سے آئے تو آپ کے سامنے کھانا لایا گیا،
اور آپ کو وضو یاد دلایا گیا، آپ نے فرمایا کیوں، میں
جس وقت نماز پڑھتا ہوں اس وقت وضو کرتا ہوں۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا مُعْتَمِدٌ
بْنُ مُسَيْبٍ لَقَاءَ يَحْيَى بْنَ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ وَعَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْحُوَيْرِثِ مَوْلَى ابْنِ الشَّائِبِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ
عَمْرِو بْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ مِنَ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ
بَقْلًا لَهَا أَلَا تَتَوَضَّأُ قَالَ لَعَلَّ لِي لُحْلُؤٌ

حضرت محمد بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اکمل سے نکلے
تو آپ کے سامنے کھانا لایا گیا عرض
کیا گیا یا رسول اللہ! کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے آپ
نے فرمایا کس وجہ سے، کیا نماز پڑھتی ہے؟

۴۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ
عَبَّاسٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ سَعِيدَ
بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ
ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ
مِنْ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ بَقْلًا لَهَا أَلَا تَتَوَضَّأُ
قَالَ لَعَلَّ لِي لُحْلُؤٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ مِنَ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ
بَقْلًا لَهَا أَلَا تَتَوَضَّأُ قَالَ لَعَلَّ لِي لُحْلُؤٌ
فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ
مِنْ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ بَقْلًا لَهَا أَلَا تَتَوَضَّأُ
قَالَ لَعَلَّ لِي لُحْلُؤٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ مِنَ الْعَالِيَةِ أُنْثَى يَحْمِلُ
بَقْلًا لَهَا أَلَا تَتَوَضَّأُ قَالَ لَعَلَّ لِي لُحْلُؤٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ جب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اکمل سے نکلے
تو آپ نے وضو کیے بغیر کھانا کھایا بعض
روایات میں یہ زیادتی بھی ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا
کہ کیا آپ وضو میں کوئی چیز لے کر فرمایا میرا نماز پڑھنے کا
اطلاع یہی ہے جو وضو کروں۔

من: علماء الاسرار اجماع سے کہ بغیر وضو کے کیا پین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن مجید پڑھنا، تہنات نہیں
اور درود شریف وغیرہ پڑھنا حرام ہے، اور اس میں سے کوئی کام مکروہ نہیں ہے، احادیث صحیحہ اللہ اجماع امت
سے اس پر حلال موجود ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَرَادَ دُخُولَ الْخَلَاءِ

بیت اکمل جانے کے وقت کی دعا۔

۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

رَبِّهِ دَقَّانَ يَحْيَىٰ ابْنًا هَشِيمًا وَلَا هَمًّا عَنْ عَبْدِ
الْعَزِيزِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ فِي حَبَابِكَ حَقًّا
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ
الْكُفَيْفَ قَالَ تَلَمَّذَ ابْنُ أَعُوذٍ بِكَ مِنَ الْخُبَيْثِ
وَالْخَبَائِثِ.

اللہ جلے اللہ علیہ وسلم سبب بیت اکملہ میں داخل ہوتے
قریب دعا پڑھتے اللہم فی عود ملک من لحدن و لحدن
را سے اللہ میں ناپاکی اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ
میں آتا ہوں۔

۴۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ قَالَا لَا إِشْرَافَ عَلَى رُفُودِ شَيْئَةٍ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ هَاشِمٍ الْأَشَدِّ دَقَّانَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ
الْخُبَيْثِ وَنَحْوَاتِهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ جلے اللہ علیہ وسلم بیت اکملہ جاتے وقت یہ الفاظ
کہتے: عود بانہ من لحدن والحدن.

ن: اس حدیث میں خبیث درجہ ثانی سے پناہ مانگنے کی رہا ہے، اس سے اوپر سے، ایک قول یہ ہے اس
سے کفر مراد ہے، ایک قول یہ ہے کہ خبیث سے مراد شیعیین میں اللہ نہایت سے مراد معاصی ہیں، ابن ماجہ
نے کہا کلام عرب میں خبیث مکرر کہتے ہیں، خبیث کلام سے مراد کلام کراہ ہے، خبیث ملت سے مراد کفر ہے
خبیث طعام سے مراد حرام ہے، خبیث مشروب سے مراد سفیرت قنار حاجت سے پہلے یہ وہ بیت اکملہ
کے ساتھ نام نہیں ہے، اگر کسی جنگل یا میدان میں قنار حاجت کرے تو اس سے پہلے بھی یہ دعا مانگے۔

بَابُ الدَّرِيلِ عَلَى نَوْمِ الْجَالِسِ لَا
يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

۴۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَنَا سَمِعْتُ
بْنَ شَيْبَةَ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ قَدْرٍ قَالَا نَفَّ
عَبْدُ الْوَارِثِ بِكَ لَا هَمًّا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سُهَيْبٍ
إِذَا أَمْسَمَتِ الْعَصَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَحِيًّا يَرْجُو فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَ
نَحِيًّا بِكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ الدَّرِيلَ فَنَمَّ
أَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى تَأْتِيَ الْعَصَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرنے ہیں کہ نماز
کی اقامت کہی گئی، وہ بھی اکرم جلے اللہ علیہ وسلم ایک
شخص سے سرگوشیوں میں مصروف رہے حتیٰ کہ لوگوں
کو نیند آگئی، پھر رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے دروگوں کو نماز پڑھانی۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْدٍ الْعَصْبِيُّ
قَالَ نَأَى فَدَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سُهَيْبٍ
مِمَّنْ مَسَّ بِنَافِثٍ قَالَ أَيْمَنَتِ الصَّلَاةُ وَنَحِيًّا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ دَرِيًّا فَنَمَّ فَنَمَّ فَنَمَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں نبی جلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی فرما
رہے تھے کہ نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ پر مقدمہ
درگوشی فرماتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے صحابہ

سو گئے پھر آپ تشریف لائے اور انہیں نہ پرچھا نہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہیں
اترے صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سو جاتے پھر ناز پرچھے
اور پوچھیں کہ تھے شعبہ کجبت میں نے تو دیکھے کہ تم نے اس
حیث کو خود حضرت انس سے سنا ہے! نہیں کہا ہاں! خدا کی قسم۔

حَقِّي نَامَ آفَافِيَّةٌ ثُمَّ جَاءَهُ فَصَلَّى بِهِمْ
۳۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْبُخَارِيُّ كَانَ
تَاكَلَيْدًا وَمَوْلَانِ ابْنِ الْحَارِثِ كَانَ تَا شَعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ
كَانَ يَمِيعُتُ أَكْسَا يَقُولُ كَانَتْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُونَ تَوَرُّعُونَ وَلَا
يَتَوَضَّعُونَ قَالَهُ قَدِّمْتُ يَمِيعَةَ مِنْ أَكْسَى قَالَتْ لِي وَ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عشاء
کی ناز کی اقامت کر دی گئی تھی کہ ایک شخص نے حضور
سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے آپ اس
سے سرگوشیوں میں بات کرتے رہے ہیں کہ کچھ لوگ
سو گئے، ہر اصول سے ناز پرچھے۔

۴۰۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَفْوَانَ قَالَ
كَانَ تَلَحُّبًا قَالَتْ فَاحْتَدَتْ عَنْ نَبِيِّ آفَةِ
قَالَتْ إِذَا أُمِيعَتْ صَلَوَةُ الْعِصَةِ فَفَعَلْتُ دَجْلًا
حَاجَةً فَفَعَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيعَةً
حَقِّي نَامَ الْعَوْمَرُ وَبَعَثَ الْعَوْمَرُ ثُمَّ صَلَّوْا

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں :
اگر ایک جماعت کی موجودگی میں ایک شخص کسی دوسرے
شخص سے سرگوشی کرے تو وہ جائز ہے اور ایک آدمی کی موجودگی میں دو آدمیوں کی ایک دوسرے سے سرگوشی
منع ہے۔ ناز کی اقامت کے بعد کسی ہم معاملہ میں گستاخ کرنا جائز ہے اور کسی غیر اہم معاملہ میں اقامت کے بعد
گستاخ کرنا منسوب ہے اور جب کسی اہم جماعت میں ہوں تو ان میں سے ہم امر کو مقدم کی جاتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ناز کی اقامت کے بعد اس شخص سے دین کے کسی ایسے اہم معاملہ میں سرگوشی جو جماعت شریعہ کے اسے پر مقدم
تھی اور اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جو شخص بیٹھا ہو ہر اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور اس باب میں بھی مسئلہ مقصود سے
اس مسئلہ میں فقہاء کے حسب اہل مذاہب ہیں۔

- ۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر اور شعبہ کا مذہب یہ ہے کہ کسی حال میں بھی نیند وضو
کو نہیں توڑتی۔
- ۲۔ حسن بصری، زہبی، ابو یوسف، قاسم بن سلام، اسحاق بن زہریہ اور امام شافعی کا ایک غیر معروف قول یہ ہے کہ
نیند ہر حالت میں وضو توڑ دیتی ہے۔
- ۳۔ زہری، ربیعہ، ازہلی، امام مالک اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ گھبراہٹ نیند ہر حالت میں وضو توڑ دیتی
ہے اور کبھی نیند کسی حالت میں وضو نہیں توڑتی۔
- ۴۔ امام ابو یوسف، دارقطنی اور امام شافعی کا ایک غیر معروف قول یہ ہے کہ جب ان کو ناز کی کیفیت مثل قاضی
رکوع، سجود اور قنودہ میں نیند آئے تو اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا خواہ وہ ناز میں ہو یا ناز سے باہر ہو اور اگر
انسان چٹ لیا ہو یا کروٹ کے بل لیٹا ہو تو اس حالت میں نیند سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۵۔ امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ صرف رکوع اور سجود کی حالت میں نیند سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

قرآن کریم میں نیت سے زیادہ ناز کا ذکر کیا گیا ہے۔ ناز اسلامی عبادات کا سب سے زیادہ نیک ہے۔ تمام عبادات میں صرف ناز ہی کی یہ خصوصیت ہے جو امید و فریب، بڑھ چڑھ اور حرجان، مدد اور عورت، محبت مند اور بیمار، ایک پر یکساں فرض ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی، اگر گھر سے ہو کر ناز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو، اگر بیٹھ بھی نہیں سکتے تو لیٹ کر پڑھو، اگر بول نہیں سکتے تو اشاروں سے پڑھو، اور قسطنطنیہ، گرجہ میں سکتے تو چلتے ہوئے پڑھو، اور اوقاف و حالت جنگ یا سفر میں اگر سواری سے اتر نہیں سکتے تو سواری پر پڑھو، بہر حال ناز کسی حال میں مسلمان سے ساقط نہیں ہوتا۔ درود اوقاف و ترغذی،

یا ان لائے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سب سے پہلے جس حکم کے ساتھ مکلف کیا ہے وہ ناز ادا کرنا ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد کسی شخص پر ایک دن بھی نہیں "نیت" مگر ادا کرنا ناز کے ذریعہ اس شخص کا گھر یا کھوٹا ہونا پرکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دین میں خدا کے سامنے ٹھکانا ہو اس میں کوئی جہاد نہیں، نیز آپ نے فرمایا: ناز دل کی روشنی ہے، ناز میری آنکھوں کی ضدک ہے، آپ سے فرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان صرف ناز سے امتیاز ہوتا ہے، بہت اہمیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار منشی طاری ہوتی تھی حسب ہوش اتنا سب سے پہلے ناز کے بارے میں پوچھتے تھے کہ حیات طاری کے آخری لمحہ میں آپ کی زبان پر جو سلف بار بار آتا تھا وہ ناز و الصلوٰۃ تھا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مگر جگہ انسانوں سے پوچھا ہے کہ جب تم پر مصیبتیں آتی ہیں، جب سمندر میں طوفان اٹھتا ہے اور جب تباہ جہاز بھونچتی ہیں تب تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جس کو تم پکارتے ہو، تمہاری کھیتوں میں سبز و کون، لگاتار ہے، تباہی سے پہلے کے ہے انسان سے بادلوں کے ذریعہ اور زمین میں کنوؤں اور چشموں کے سبب پانی کا لمس نے نقل و حرکت کے تھوڑے ساٹھ لینے کے لیے فضاؤں میں حواہی کے سنہرے کس نے رواں دواں کیے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ تم سے یہ تمام نعمتیں پھینکے تو کائنات میں کس کی شکی ہے جو ان نعمتوں کو دینا چاہے پھر ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے ماز پڑھنا اس لائق الشکر علیہم احسان ہے۔

جب مصیبتوں کی تکلیف اور تکلیف کی حدت حد سے بڑھ جاتی ہے، جب انسان کی روح مضطرب ہو جاتی ہے، جب زمین اور زمین دونوں موات ہے تو اسے اپنے درد کا درماں اور دل کا علاج صرف اللہ ہی میں ملتا ہے جب تک کسی مسلمان میں رقی حیات باقی ہے جب تک اس کے گوش و حواس سلامت ہوں، ناز اس سے ساقط نہیں ہوتا، قرآن اور حدیث میں ناز کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، ناز کی دینی و دنیاوی سستی کو نفاق کی علامت اور عذاب کا استحقاق تھا، کیا ہے ناز کے رک و رکنا کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماز دین کا ستون ہے، یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ ساتھ نازل ہوا اور اس کی تکمیل حسب معراج ہو گئی۔ قرآن کریم کی تفسیر کے مطابق دنیا میں کوئی رسول یا نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنا امت کو اللہ تعالیٰ سے تڑپے خود غافل کر رکھا ہو یا ناز کا حکم دیا ہو، حضرت ابراہیم فرماتے ہیں

اے میرے رب مجھ کو اور میری اولاد کو ناز پڑھتے

والا بتا

رب اجعلنی مقیمہ لصلوٰۃ ومن دینی

(ابراہیم: ۴۰)

حضرت اسماعیل کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

وكان يأموهم بالصلاة

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

يا بني اقم الصلاة

حضرت موسیٰ سے ارشاد ہوا:

اقم الصلاة لذكرك

بنی اسرائیل کو حکم ہوا:

واقموا الصلوة

حضرت یحییٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

واوصاني بالصلاة

”وہ اپنے اہل و عیال کو ناز کا حکم دیتے تھے:

”اے میرے بیٹے نماز پڑھو۔“

”میری یاد کے لیے نماز پڑھیے۔“

”ناز پڑھو۔“

اللہ تعالیٰ نے مجھے ناز کا حکم دیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ اس سے پہلے کسی امت پر پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئیں۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل پر بھی صرف دو نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ امام نسائی نے حدیث صحیحہ کے ساتھ بیان کیا ہے اس کے اخیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے ناز کی تکلیف کے ذکر ہے:

ثم رددتني خمس صلوات قال فارجع

الى ربك فاستل للنصف فانه قد عصى

عني بنی اسرائیل صلواتی فدا صو

بعضاً له

”میں نے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا، پھر میں پانچ

نمازیں لے کر واپس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

اپنے رب سے مزید تخفیف کا سوال کیجئے، کیونکہ

بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض کی گئی تھیں، لیکن وہ

ان کو بھی د پڑھانے لگے۔“

اس کے علاوہ ناز کے سلسلے میں امت محمدیہ علیہا صلوة والسلام کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان پانچ نمازوں سے عشاء کی نماز اس سے پہلے کسی امت پر فرض نہیں کی گئی۔

امام بروافہ اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

فقال اعتموا بعدہ صلوة فیکم فمصلتکم

نہا علی سائر الامم ولہ صلوة امم

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے

ناز (عشاء) کو تاخیر سے پڑھا کر دیکھو کہ تم کو اس نماز

سے۔ قاضی بیضاوی سے بھی اسے کہ بنی اسرائیل پر پچاس نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

لہ۔ امام ابو عبد الرحمن نسائی مترنی ۳۰۳ ج ۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۵۲، مطبوعہ مکتبہ سفیہ لاہور

مسلم ۷

کہ جب سے بچھل تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔

اس سلسلہ میں ایک تفسیری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک نماز کسی رکعت اور دو رکعتی نماز میں سے گزرا یا ایسا با یقین مسلمہ و مستحکم پڑھی ہوئی تمام نمازیں اس امت پر فرض کر دی گئیں اور یہ ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

علامہ حبشی اور زانی کی شرح مسند ترمذی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حج کی بار پڑھی حضرت داود علیہ السلام سے ظہر کی نماز پڑھی، حضرت سلیمان علیہ السلام سے عصر کی نماز پڑھی، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے عشاء کی نماز پڑھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی۔

عشاء کی نماز اس وقت سے پہلے نہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی، بلکہ اس وقت سے پہلے صرف عصر کی نماز تھی، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس نماز کے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

روسی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پہلی وحی سے ساتھ فرض ہو گئی تھی، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کہ ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر آپ نے جبریل کے ساتھ نماز پڑھی اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اس وقت تک نماز نہیں پڑھی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا دیکھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا دیکھا، جب کہ آپ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے آتے تھے آپ کو نوبت سے پہلے دو رکعت کی نماز پڑھنا تھی، اس لیے کہ یہ نماز تھی دو رکعت کی موقت تھی۔

امام ابن حجر سے بن سعد کی سند کے ساتھ یہ حدیث تھوڑی قسرت سے روایت کر لی ہے۔

عبداللہ بن مسعود بن ہشام فرماتے ہیں:

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا دیکھا، جب کہ آپ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے آتے تھے آپ کو نوبت سے پہلے دو رکعت کی نماز پڑھنا تھی، اس لیے کہ یہ نماز تھی دو رکعت کی موقت تھی۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں کفار سے چھپ چھپے نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک کفار کا ایک گروہ آگیا انہوں نے نماز کی مذمت شروع کی، اللہ مسلمانوں سے لڑنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اونٹ کی ایک ٹہنی کا فرک مار دی اور اس کا سر بھیڑ دیا، اسلام کی راہ کا ذکر بھایا جانے والا یہ پہلا خون تھا۔ ۱۷

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور باہر اس کے ساتھی دہلیز میں بیٹھے ہوتے تھے ان میں سے کسی ایک نے کہا کہ کوئی شخص ایسی محنت کر سکتا ہے کہ غلام کے گھر جو آج اونٹنی ذبح ہوتا ہے اس کی اونٹنی لاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر اس وقت کی دے جب وہ سجدہ سے اٹھیں۔ یہ سنت کر سب سے بد بخت انسان (عقوبہ بن ابی معیط) اٹھا اور اس سے وہ اونٹنی لاکر بھی کر دے۔ اللہ علیہ وسلم کی شیت پر سجدہ کی حالت میں رکھ دی۔ بالآخر اس کو سینہ کا ٹھکڑا لگنے سے آپ کی پشت سے اٹھا کر پھینک دیا۔ ۱۸

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتے ہیں کہ حدیث روایت کرنے میں ہمیں کاغذ ملا ہے کہ حضرت ابوبکر کے نماز پڑھنے کی وجہ سے کفار پریشان ہوتے تھے کہ ان سے قرآن کی روگ کہیں اسلام قبول نہ کریں، انہوں نے آپ کو تنگ کیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے تیار ہو گئے، ابن دغغل نے آپ کو روک دیا اور کفار سے یہ کہا کہ اب تمہیں ان سے شکایت نہ ہوگی، حضرت ابوبکر نے اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنے کی جگہ بنالی، اللہ بلند آواز سے نماز میں قرآن کریم پڑھنے لگے جس کو سننے کے لیے کفار کی گزریں اور بچے جت ہو جاتے تھے۔ ۱۹

حافظ ابن کثیر نے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ تمام واقعات بعثت کے پانچ سال بعد

شعب ابی طالب میں مقرر ہوئے اور اس صبا کے توڑنے کے بعد واپس ہوئے۔ ۲۰

اس تمام تفصیل سے یہ تو نا منظور تھا کہ پانچ ماہوں کی فترت میں شب صحابہ سے جوئی سے اس سے پہلے رات کی ایک نماز مسلمانوں پر فرض تھی، اور ان کے مختلف اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نمازیں پہلے کفار سے چھپ کر اور بعد میں علانیہ پڑھا کرتے تھے۔

تبارک صلوٰۃ کے بارے میں فقہاء کے حسب ذیل مسائل ہیں:

۱۷۔ محمد بن عبد اللہ بن ہشام متوفی ۲۰۳ھ، السیرۃ النبویہ، مل بائیں الروض الاثالث ج ۱ ص ۱۱۸، مطبوعہ مکتبۃ

۱۸۔ علامہ علاء الدین بن ترکی ابن حجر عسقلانی مل بائیں السیرۃ ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ مکتبۃ

۱۹۔ امام بخاری متوفی ۲۵۵ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۷، مطبوعہ مجمع لطائف کرمی، ۱۳۸۱ھ

۲۰۔ حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۳ھ، صلی اللہ علیہ وسلم والنبیاء ج ۳ ص ۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص نے وقت گزر جانے کے بعد بھی فرض نماز نہیں پڑھی، اس کو حد ارتوار سے قتل کر دیا جائے گا تاہم وہ شخص ان کے نزدیک مرتد نہیں ہوا۔
امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایسا شخص مرتد ہو گیا اور اس کو قتل کر دیا جائے گا۔
امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو شخص نماز پڑھے اس کو قید کر دیا جائے گا اور اس کو قمر یا سزا دی جائے، یہاں تک کہ وہ نائب ہو کر نماز ہی نہ دے۔

غیر مقلدین کا مسلک بھی اللہ تعالیٰ کی طرح یہ ہے کہ تاکہ الصلوٰۃ کو قتل کر دیا جائے گا۔ لے
اللہ تعالیٰ اور غیر مقلدین نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

فادعوا لافحام الصلوٰۃ والحق الزکوٰۃ
پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ
دیں قرآن کا راستہ چھوڑ دو۔

لیکن یہ آیت احناف پر مجتہد نہیں ہے کیونکہ اس میں مفہوم مخالف سے استدلال کیا گیا ہے، یعنی اگر وہ نماز نہ پڑھیں قرآن کا راستہ نہ چھوڑ دے اور مفہوم مخالف سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا عید کہ کتب اصول میں تحریر ہے۔
شاید اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ نماز نہ پڑھنے والوں کا راستہ نہ چھوڑ دے تو اس سے یہ کب مانہ آتا ہے کہ ان کو قتل کر دو، اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو قید کر دو اور ان کو اس وقت تک سزا و جوب تک وقتاً تک ہو کر نماز نہ بن جائیں اور یہ مطلب دیگر دلیل سے مویہ بھی ہے۔

دوسری دلیل ان کی یہ حدیث ہے:

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال (جہاد) کروں، یہاں تک کہ وہ توحید اور رسالت کی گواہی دیں، مانہ قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں (الحکیت) لے

اس حدیث میں بھی اور ان تو مفہوم مخالف سے استدلال سے اور وہ احکام میں معتبر نہیں ہے، تاہم مفہوم مخالف کی صورت میں بھی نماز نہ پڑھنے والے سے قتال اور جہاد کا حکم ثابت ہوتا ہے، کہ جس کو قتل کرنے کا اور قتال اور جہاد اسی صورت میں ہو گا جب کہ نماز نہ پڑھنے وال نماز پڑھنے سے انکار اور نہ پڑھنے پر اصرار کرے اور ایسی صورت میں احناف کے نزدیک بھی اس سے جہاد واجب ہے، ہکت اس میں سے کہ جو شخص کسبی یا غفلت سے نماز نہیں پڑھتا، لیکن اس کے باوجود نماز پڑھنے سے انکار بھی نہیں کرتا اس کا کیا حکم ہے، ایسے شخص کو قتل کرنا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے اس کو یہ درست پرانے کا وہی طریقہ صحیح ہے جو امام اعظم نے تجویز کیا ہے۔

علاوہ ازیں ان حضرات کے نزدیک بھی زکوٰۃ نہ دینے والے کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے جبر زکوٰۃ

۱۔ محمد بن علی بن محمد شرمکانی متوفی ۱۲۵ھ، نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۲۱، مطبوعہ مدینہ

۲۔ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت

رسول کی جائے گئی اغواء اس کے لیے قتال کرنا پڑے، اور حدیث شریف میں نماز اور زکوٰۃ دونوں کا ایک کلمہ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے لازم آیا کہ نماز نہ پڑھنے والے کو بھی قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے جب نماز پڑھنا جائے گی خواہ اس کے لیے قتال کرنا پڑے۔

جو شخص سستی اور غفلت سے نماز ترک کرے اس کو قتل نہ کرنے پر امام اعظم کا دلیل یہ حدیث ہے جسے شیخ ولی الدین تبریزی بخاری اور مسلم کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله إلا بأحدى ثلاث: لنفسه أو لنفسه أو بغيره
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہو، اس کو بھرتہ تین وجہ سے قتل کرنا جائز ہے وہ کسی شخص کو قتل کرے، شادی شدہ زانی ہو، یا اپنا دین چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہد وادب سے کہ ان تین وجہوں کے سوا اور کسی وجہ سے مسلمان شخص کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور تارک الصلوٰۃ بہر حال مسلمان ہے اس لیے اس کو قتل کرنا جائز نہ ہوگا۔ نیز جو شخص سستی یا غفلت سے نماز چھوڑ دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قضاء واجب کی ہے اگر اس کو قتل کرنا مطلوب ہو تا اس پر قضاء لازم کرنے کا کوئی معنی نہ ہوتا۔

امام نسائی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز کے وقت سو جاتا ہے یا غفلت سے نہیں بڑھتا، آپ نے فرمایا اس کا کفار و یہود سے کہ جب اس کو ناپاوار آئے اس کو ادا کرے۔ ۳

اس تحقیق اور تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ تارک نماز کے بارے میں امام اعظم، حنفیہ رحمہم اللہ کا مسلک قرآن اور حدیث کے مطابق ہے اور ائمہ ثلاثہ اور غیر مقدسین نے تارک نماز کے بارے میں جو تشدید کی ہے اور اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، کتاب و سنت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

X

۱۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۲۸ھ، مشکوٰۃ ص ۲۹۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی
 ۲۔ حافظ ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۴۰۰ھ، نسائی ج ۱، مطبوعہ مکتبہ سفیر رمہ

کا بندہ ہے اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر تسلیم و رضا ہے اور اگر کوئی انسان کو غفلت سے سنبھال دیتا ہے تو خود پانچ نمازوں کی افادوں کی تکمیل اور غفلت سے بچنے میں سنبھالتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ مصائب کو دور کرنے کے لیے اذان دینی چاہیے۔

قبر پر اذان دینے کی تحقیق | علامہ شامی فرماتے ہیں کہ علامہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے حاشیہ میں ہے کہ بعض کتب میں مذکور ہے کہ نومولود غلام کو دو بار گریز متناہی عفتہ سے مدد کرنا اور بدخلق شخص سے حال میں ڈرنا، جدا میں نمک و بنک کے وقت اور آگ لگنے کے وقت اذان دینا سنت ہے۔ یہی طریقہ ہے کہ قبر پر اذان دینے کو مسنون بھی ہے تاکہ میت کی اعتباراً جہاد کے اور موت میں دشمنی کے موانع ہو جائیں۔ یعنی جس طرح دنیا میں آتے وقت اذان سننے سے اسی طرح دنیا سے جاتے وقت بھی اذان سن کر ہمارے، علامہ ابن حجر مکی نے میت کو قبر میں تار سونے کے وقت اذان دینے کے مسنون ہونے کو مستدرک اہلبیت علیہ السلام خیر مدین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کے مسنون کرنے میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔

علامہ ازہر ابن حجر کو زیادہ سنت پر اذان کے مسنون کرنے میں ضرور ہے، یہی دلی کے وقت اذان کے مستحب ہونے میں کسی شخص کو شبہ نہیں ہو چاہیے، کیونکہ اذان اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے اور جب غلام دو یا چار سال میں چلتے دھارے یا جس شخص کو جن شب کو یا ہفتہ ان سب کے لیے اذان دینا مستحب ہے، اگرچہ شخص اپنے سن کی آخری منزل میں جا رہا ہو اس کے لیے اذان دینا بطریق اولیٰ مستحب ہو گا کیونکہ ایک معنوم غلام یا کورنگ زرد شخص کی نسبت میت کو ست تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی یاد ضرورت ہے، کیونکہ یہ سفر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اس لیے اگر ساری سورت یا قی نماز یا زیادہ آسان موزوں ہیں۔ اور اگر میں جب مشکل ہو تو قیاتی نماز یا زیادہ مشکل ہو تو ہی سہا اس نفل کے ساتھ ذبح اور واجب کا سامان نہیں کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے کی تحقیق | اذان کے سلسلہ میں ایک بحث یہ بھی طاری ہے کہ اذان دینے سے یا نہیں دی، امام ترمذی نے بات ترمذی میں اپنی سند سے ساتھ ایک حدیث ترمذی سے لکھا ہے کہ امام کے ساتھ ایک سفر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحوادثی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری پر اذان دینے کا حکم دیا۔

لیکن علامہ قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کا اختصار کیا ہے کیونکہ سند وہ صحیح ہے۔

۱۔ علامہ سید ابن عابد بن شاہی متوفی ۵۲۰ھ، ۱۰ مجاز ج ۱ ص ۳۵، حدود متبع عثمانیہ، مستعمل ۱۳۳ھ

۲۔ امام ابو نعیم محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، سنن ترمذی ج ۱ ص ۸۷، مطبوعہ دار محمد کارخانہ کتاب کتب کربلا

میں اس سند کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے اور اس میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ انھیں لے کر اذان اور آقامت کہے۔

اس حدیث کے بارے میں ممکن ہے حقائق کا یہ راز ہمارے لیے کھلا ہو جس سے ہم سب کو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو اپنے کلام میں لکھ کر رکھا ہے تاکہ ہم اس سے استفادہ کر سکیں۔

حضرت عقیق بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ میں سفر میں تھا۔ جب ظہر
کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ظہر
کی افان اور اقامت کی اور علامہ سیوطی نے فرمایا
مجھے اس موضوع پر ایک اور حدیث مرسل ملی تھی جس کو
مسجد بن منصور نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بار افان دی اور
فرمایا اے علی! اصلاح دین اور امر مرستیے پر توجہ دینا
میں کی فکر کا حامل کی گنجائش نہیں ہے۔

دو سہ ہجری عقیقہ بن عمر فاروقی کہتے
 مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر ہذا
 زالت الشمس ادا بنقشہ واقام و صلی
 الظهر و قال السیوطی حضرت یحییٰ بن
 مرسل اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ قال
 ادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرة مع
 حی علی الغار و ہذا لا یقبل لت و بل یك

علامہ زرقانی نے یہ بھی مؤطا امام اہلکس کی شرح میں علامہ سیوطی کی شرح سناری کے حوالے سے جن مباحثہ
 کا اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

بیز علامہ زرقانی مواہب اللعینہ کی شرح میں لکھتے ہیں؛

جامع ترمذی کی روایت سے علامہ حلی نے شرح منہاج میں یہ بات لال کیا ہے کہ ابی ہشام نے احمد بن محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے، لیکن اسی سند کے ساتھ مسند احمد اور دارقطنی میں یہ روایت ہے کہ ابی ہشام نے احمد بن محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔ اس لیے علامہ سیوطی اور علاء الدین ابن حجر مستطانی کا رائے یہ ہے کہ جامع ترمذی کی روایت میں اختصار ہے اور اس میں سبب کی طرف اشارہ ہے۔ ابی ہشام سیوطی بنی یمن کی شخصیت ہیں جیسے ایک اور مسل حدیث کی ہے جس کو امام سیوطی انکسور نے سنن میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ اذان دینی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ روایت تاویل کو قبول نہیں کرے گی۔ علامہ سیوطی کی عبارت ختم ہوئی اس سے یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ یہ معتد واقعات میں کسی نہ کسی کی سندیں مختلف ہیں، اور جس شخص نے یہ کہا کہ ابی ہشام نے احمد بن محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے اسے اس بات

کر نہیں کیا اور غافل ہے اور سختہ میں نکھاسے کو بھی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اذان دی اور کہا، شہد ان محمد رسول اللہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اذان کی تفصیلات کو بیان فرمایا کہ قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی، اس کے باوجود آپ نے ہمیشہ اذان نہیں دی، کیونکہ آپ اذان کی بہ نسبت زیادہ افضل کاموں میں مشغول رہتے تھے، مثلاً جہاد، مقدمات کے فیصلے، احکام شریعہ کی جمیع وغیرہ، شیخ ابوالحسن شاذلی اور علامہ میثاق پوری نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اگر آپ اذان دیتے تو جہاں تک آواز پہنچتی ان سب لوگوں پر مسجد میں آنا فرض ہو جاتا اور اس سے لوگ مشقت میں پڑ جاتے۔

علامہ شامی نے بھی علامہ زرقانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں اذان دی گراخروں نے شہد انی رسول اللہ لقن کیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہاں سے

لقد کان لکھ رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

یہ پیغمبر میں نمونہ ہے۔

یعنی ہر عمل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نمونہ ہے تو ضروری ہوا کہ اذان کے لیے بھی آپ کی زندگی میں نمونہ ہو، نیز کوئی عبادت اس وقت تک مرتبہ اہمال کو نہیں پاسکتی جب تک کہ اس عبادت کے عابد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں اس لیے اذان کو کمال اور عروج بھی حاصل ہوا جب اذان اعمال رسول اللہ کے دامن سے وابستہ ہو اور آپ کی سنت ہو۔

وقت سے پہلے اذان دینے کی تحقیق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی اذان کو بھی اس کے وقت سے پہلے دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اذان کا مقصد مسلمانوں کو یہ جہان ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے، اگر نماز کے وقت سے پہلے اذان دے دی جائے تو اول تو یہ مقصد فوت ہو جائے گا، ثانیاً ہو سکتا ہے کہ وقت سے پہلے اذان کی سورت میں کوئی شخص اذان سن کر نماز پڑھ لے اور وقت سے پہلے بالاتفاق نماز نہیں ہوتی پس اس سورت میں قبل از وقت نماز پڑھنے کی وجہ سے جس کی نماز جمیں ہوگی، اس کا ذمہ وار وقت سے پہلے اذان دینے والا ہو گا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مؤذن، میں ہوتا ہے۔

المؤذن مؤذن، جامع رحمہ اللہ ص ۵۷۔

کیونکہ مسلمانوں کی نمازیں اس کی امانت ہوتی ہیں، اس کے برخلاف امام شافعی کے نزدیک فجر کی اذان وقت سے پہلے دینا جائز ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں

۱۔ علامہ محمد عبدالباق زرقانی متوفی ۱۱۶۲ھ، شرح المواہب اللغویہ ج ۱، ص ۳۸۰-۳۸۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت۔
 ۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱، ص ۴۶۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال، یبلاؤ یؤذون بلیل
فکلوا واشربوا حتی یؤذن ابن ام مکتوم .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلاں رات کے
وقت اذان دیتے ہیں پس تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ
ابن ام مکتوم اذان دیں۔

(بخاری ص ۱۰۷)

اس حدیث سے یہ قرین ثابت ہوتا ہے کہ فجر سے پہلے رات کو اذان دی گئی لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ اذان
فجر نماز کے لیے تھی، اگر یہ نماز فجر کی اذان ہوتی تو دوبارہ حضرت عبداللہ بن عمر مکتوم سے اذان دلوانے کی کیا ضرورت
تھی؟ ثانیاً یہ کہ اس حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ اذان رمضان میں (سحری کے لیے ہوتی تھی اور اس پر مزید
تقریب یہ ہے کہ امام بخاری اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جلال کی اذان اس کر کوئی شخص سحری کھانا نہ چھوڑے، کیونکہ ان کی اذان اس لیے ہوتی تھی کہ سحری کے لیے
تہجد پڑھنے والا تہجد ختم کر دے یا سونے والا بیدار ہو جائے (صحیح بخاری ص ۸۷) نیز امام ابو داؤد
اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جلال نے طلوع
فجر سے پہلے اذان دے دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان دہرانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اعلان کس
کہ انھوں نے مجھ سے اذان دے دی تھی۔ اسی باب میں امام ابو داؤد ایک اور سند کے ساتھ حضرت جلال
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تؤذن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت
تک اذان نہ دو جب تک کہ فجر ظاہر نہ ہو جائے۔

حق یقین لك الفجر رسن ابو داؤد ص ۱۰۹

بَابُ بَدْءِ الْآذَانِ

اذان کی ابتداء

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا اِبْنُ سُرَيْجٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ قَالَ كَانَ اَبُو هُرَيْرَةَ حُرًّا وَحَدَّثَنِي هُرَيْرُ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَلْبُ لَهُ قَالَ كَانَ خَدِجَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَدْ
قَالَ اَبُو جَبْرِ عَنْ اَبِيهِ فِي رَأْسِ مَوْفَى بْنِ عَمْرٍو
عَبْدَ اللَّهِ اَبِي عَمْرٍو رَضِيَ قَالَ كَانَ مُسْلِمًا حُرًّا
قَدِيمًا قَدِيمَةً يَجْعَلُونَ قَبْلَ صَلَاتِهِمْ اَصْوَةً وَ
يُسْمِيَانِ بِهَا اَحَدًا فَتَكْتُمُونَ يَوْمًا فِي ذِيكَ فَقَدْ
بَعْضُهُمْ تَحْدُثُ وَاَنَا كُتُوبًا مَتَدَنَّ كُتُوبُ التَّصَدَّقِ
وَقَالَ نَعَصْنَاهُ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ اَيْسَهُودٍ فَقَالَ هَرُّ
اَوْ لَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يَدْعُو بِالصَّلَاةِ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَكْرُ اَلَمْ تَقُمْ فَدَعَا الصَّلَاةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ مدینہ میں آنے کے بعد مسلمان نماز کے وقت
جمع ہو کر نماز پڑھتے اور اس وقت کوئی شخص الا ان
نہیں دینا تھا، ایک دن مجھ نے اسی مسجد میں گنگو
کی بعض نے کہا جیسائیوں کی طرح نماز نہ بناؤ یعنی
نے کہا یہودیوں کی طرح سینکڑے بار حضرت عمر نے
کہا ایک آدمی کہ کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کے
وقت لوگوں کو آواز دے کر بلائے، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جلال اٹھو اور لوگوں کو
نماز کے لیے بلاؤ۔

(ناقوس سے مراد سب سے بڑی ڈنڈی پر چھوٹی ڈنڈی مارنا)۔

اذان کی مشروعیت کا بیان | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہم ائمہ میں باہمی مشورہ کرنا چاہیے، اور یہ کہ صحابہ کرام اسلام کی مدح اور اس کے تقاضوں سے باخبر تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، اس لیے اس کے ارکان کی ادائیگی کے لیے ایک مربوط نظام ہونا چاہیے، لہذا نازوں کی ادائیگی کے لیے بھی ایک وقت مقرر ہو اور سب مسلمان اس وقت میں نماز ادا کریں، تاکہ امت ایک وقت پر مجتمع ہو اور وحدت ملی قائم رہے، اس سبب سے تعین وقت کی علامت پر انھوں نے باہم غور و فکر اور مشورہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کے طریقہ کو ناپسند فرمایا کیونکہ اسلام اپنے لیے ایک مستقل نظام کا متقاضی ہے، اسلام کسی اور مذہب کا تابع نہیں، بلکہ تمام مذاہب کا مانع اور مستقل دین ہے جس طرح عبادات میں اسلام کسی کا تابع نہیں بلکہ سب سے منفرد اور سزا دین سے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے تمدن اور معاشرت، تہذیب اور ثقافت میں بھی منفرد اور یگانہ ہوں، اور کسی قوم کی ثقافتی اقتدار کی پیروی نہ کریں، خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کی تہذیب اور ثقافت سے اپنے آپ کو بالکل الگ رکھیں۔

حضرت عمرؓ نے جو کہا نماز کے وقت لوگوں کو آواز دے کر بلایا جائے، یہ اذان کی معروف صودت نہیں تھی اس سے محض دعوت و نداء مقصود تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس طائے کو پسند کر لیا، اس میں ان کی فراست اور محنت دیکھنے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں ایک فرشتہ کو اذان کے کلمات کہتے سنا، امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ایک صبح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے اپنا خواب بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو خواب میں سنئے کلمات بتلاؤ اور پھر یہ ان کلمات کے ساتھ اذان دیں، کیونکہ ان کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے جب حضرت عمرؓ نے اذان کی آواز سنی تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی خواب میں یہ کلمات سنئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ہے اور وہی لائق ستائش ہے۔ ا۔ م۔

اذان کی مشروعیت کا مدار حضرت عبداللہ بن زیدؓ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے خواب پر نہیں ہے، کیونکہ اصحاب کے خواب وحی نہیں ہیں اور نہ وہ شائع ہیں، اذان کی مشروعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے ہوئی ہے جو آپ نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دیا جس میں فرمایا کہ یہ کلمات بلالؓ کو سکھاؤ تاکہ وہ اذان دیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حکم نہ دیتے تو غرار صحابہ کرام بھی ان کلمات کو خواب میں سن لیتے تب بھی اذان ان خوابوں سے مشروع نہ ہوتی۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اس خواب کے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی موارد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کے مقتضی کے مطابق اذان دینے کا حکم دیا ہو تاکہ آپ ﷺ کیسے کہ آپ کو اس حکم پر جرات نہ رکھا جاتا ہے یا نہیں، یہ جواب اس منظر پر مبنی ہے کہ آپ احکام شریعیہ میں اجتہاد کرتے تھے، نیز یہ وہم نہیں کرنا چاہیے کہ اس خواب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کلمات کا علم نہ تھا، بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج فرشتے سے اذان کے کلمات سنے تھے، اللہ یہ بات تحقیقی سے ثابت ہے یہ اور علامہ جلال الدین خوارزمی تحریر فرماتے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ اذان کا ثبوت صحابہ کرام کے خوابوں سے نہیں ہوا، بلکہ شب معراج جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ پہنچے تو حضرت جبرائیل نے اذان دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنیاد جیمہ اسلام اور فتنوں کو ناز پڑھائی۔ تھ

امام بخاری نے اس حدیث کو چن سند کے ساتھ تفصیل سے بیان کیا ہے تھ، جس کا ہم مفتر بہ علامہ سیبیل کے حوالے سے ذکر کریں گے۔

علامہ زرقانی ان احادیث کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اذان کی وحی کی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اذان سکائی، اس حدیث کی سند میں علامہ بن زید متروک راوی ہے، ورنہ اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نماز فرمیں گئی تو حضرت جبرائیل نے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان دینے کا حکم پیش کیا، اس حدیث کی سند میں شیف ہے، امام ابن مردودہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب معراج کو ان گنی تو حضرت جبرائیل نے اذان دی، فرشتے نے یہ گمان کیا کہ شاید حضرت جبرائیل نماز پڑھائیں گے، لیکن حضرت جبرائیل نے اس کے بعد اس میں سے نماز پڑھائی، اس حدیث کی سند میں مجہول راوی ہیں اور سند بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کی تعلیم دینے کا ارادہ کیا تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل برائی سے کہ آئے آپ اس پر حواہ سرے الیٰ لہذا اس حدیث کے ساتھ کہ چھ ایک فرشتہ جواب سے ظاہر اس لئے کہا اللہ اکبر، حدیث، اس کی سند میں ایک متروک راوی ہے، اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کو ان کے لئے بھیجا گیا جیسے کہ اس کے واقعات متعدد ہیں اور یہ واقعہ دینہ منورہ میں ہوا ہو، اور حق یہ ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی حدیث بھی سنداً صحیح نہیں ہے اور

۱۔ علامہ محمد عبداللہ زرقانی متوفی ۱۴۲۲ھ، شذات موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیرہ بہ منہ

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۲۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۰۰، مطبوعہ تہذیبیہ کتب خانہ

۳۔ علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ علی باخش مستحق التقدير ج ۱ ص ۲۱۰، مطبوعہ مکتبہ ترویج رضویہ سکھ ۱، علوم القرآن بیروت

۴۔ امام ابو بکر احمد بن محمد بن عبد عاتق العتیک الیزار متوفی ۲۹۲ھ، اسرار الزمان المعروف بمسند البراج ج ۲ ص ۱۴۰، ۱۴۱، مطبوعہ توسل

امام بن المنذر نے وثوق سے کہا ہے کہ جب سے نازک میں فرمائی ہوئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اذان کے نازک پڑھتے تھے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی پھر الان کے سلسلہ میں مشورہ ہوا جیسا کہ حضرت ابن عمر کی روایت میں اور حضرت عبد اللہ بن زید کی روایت میں ہے۔
میں کہتا ہوں کہ یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں لیکن یہ متعدد طرق اور اسانید سے مروی ہیں اور حدیث ضعیف جب طرق متعدد سے مروی ہو تو وہ حسن وغیرہ ہو جاتی ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہم کی روایت سے یہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کا علم نہیں تھا۔ اہم طبرانی، دارقطنی، ابن کثیر وغیرہ کی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے اذان کا علم تھا، اس ظاہری قیاس کے علاوہ سبب سے دور کیا ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں :

صحابی کی زبان سے اذان کہ جاری کرانے میں حکمت یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کو سات آسمانوں کے اور پناہ، اور یہ وحی سے قوی ذریعہ تھا جو حسب اذان کی مشاعرہ و نصیحت نازک و فریفتہ سے متاخر ہو گئی و اللہ تعالیٰ نے ان کو اذان کی خبر دینے کا ارادہ کیا تو ایک صحابی نے خواب دیکھی اور اس کو آپ سے بیان کیا اللہ یہ خواب اس اذان کے موافق تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن چکے تھے اس لیے آپ نے فرمایا یہ شک یہ خواب حق ہے اور اس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ آسمان میں اذان سنائے سے اللہ تعالیٰ کی مزا یہ تھی کہ یہ زمین میں سنت ہو جائے اور اس کی مزید تقویت حضرت عمر کے خواب سے ہوئی کیونکہ حضرت عمر کی زبان سے جتن جاری ہوتا ہے نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر سے اذان کی خبر دوانے میں حکمت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قد و منزلت زیادہ ہو اور دوسروں کی زبانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مستحکم ہو اور آپ کی شریعت کی تقویت ہو، اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے ورنہ نالک و کسرت قیام کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ آپ کے غیر کی زبان سے آپ کا ذکر بلند کیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سات آسمانوں کے اور اذان سنوائی گئی یکس کی رعایت سے، تو کہہ سکیں گے کہ اس حدیث کو امام ابو جعفر نے سننے میں سند میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کا علم دینے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل آپ کے پاس براق کو لے کر آئے آپ اس پر سوار ہو کر اس حجاب تک پہنچے جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہے اس وقت ایک فرشتہ اس حجاب سے نکلا آپ نے پر جہاں سے جبرائیل یہ کون ہے حضرت جبرائیل نے کہا یہ اللہ کی مخلوق میں سب سے مقرب فرشتہ ہے اور میں جب سے پیدا ہوا ہوں میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا، اس فرشتہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو حجاب کی اوٹ سے آواز آئی میرے بندہ نے سچ کہا، میں اکبر ہوں میں اکبر ہوں، پھر اس فرشتہ نے کہا اتسعد ان لا الہ الا اللہ تو حجاب کی اوٹ سے آواز آئی میرے بندہ نے سچ کہا میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، پھر فرشتہ نے کہا اشہد ان محمدًا رسول اللہ

کلمات اقامت کی تعداد میں امام ابو حنیفہ کے مذہب پر و لا ایل الا اللہ کے پیش نظر امام

احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ اذان میں کلمات دو دو مرتبہ کہے جائیں اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے سوا سب کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جائیں۔ اس کے برعکس امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اقامت میں بھی اذان کی مثل دو دو بار کلمات کہے جائیں۔ اور ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اذان کے الفاظ میں سے ایک لفظ کو دو لفظوں کی مقدار کے برابر پھینچ کر پڑھا جائے، کیونکہ اذان میں آہستہ آہستہ طمان کرنا مقصود ہوتا ہے اور اقامت (تکبیر) میں ایک لفظ کو ایک لفظ کی مقدار کے برابر پڑھا جائے، کیونکہ اقامت میں سرعت مقصود ہوتی ہے۔

ربا یہ کہ امام اعظم کے مسلک پر کیا دلیل ہے جس کی وجہ سے ان احادیث کی یہ توجیہ کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ اذان اور اقامت دونوں میں احاطہ اذان کو دو دو بار پڑھا جائے ملاحظہ فرمائیے:

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفعاً شفعاً فی راد و الاقامۃ۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مبارک ہیں اذان اور اقامت دونوں میں کلمات دو دو بار کلمات اقامت دو دو بار پڑھے جاتے تھے۔

ا واضح ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے غراب میں فرشتہ کو اذان اور اقامت کہتے سنا پھر دوبار رسالت میں یہ عرب بیان کیا اور اس کے بعد مکرار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا۔

یہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سند واسانید کے ساتھ حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

الاقامۃ مسموعۃ کلمۃ۔

اقامت میں سترہ کلمات ہیں۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

اور یہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کلمات اقامت کو اذان کی طرح دو دو بار پڑھا جائے۔

اس کے علاوہ امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ ابن ابی سیسی سے روایت کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ناز کے لیے ایک مقررہ وقت پر جمع کرنے کے طریقہ پر غور کر

تے۔ امام ابویسی محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی جس ۵۵، مطبوعہ ترجمہ کار حار تہجارت کتب کراچی

۵۵، جامع ترمذی جس ۵۵

۵۵، امام ابو داؤد سلیمان بن شعث سبستان متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۵۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانی لاہور ۱۳۰۵ھ

رہے تھے تو اس وقت آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی آئے اور عرض کیا

یا رسول اللہ اے نبی صلاحت لیا ایت من

اھتمامک دیت رجلا کان علیہ ثوبین احضرت

فقام علی المسجد فادن لمرقد قعدة لمرقام فقل

مثله لا نہ یقول قد قام نصلوة فقل رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ارر اللہ حیرہ

بللا فلیؤدب لہ

یا رسول اللہ! جب میں آپ کو طریقہ وقت متہ کرنے کے بارے میں متفکر دیکھ کر گھبر گیا تو اس کے بعد میں نے عراب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے درمیان کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ شخص مسجد میں کھڑا ہوا تھا اس نے اذان دی پھر دو حقوڑی دیر بیٹھا اور پھر اس نے اذان کی مثل کلمات کہے اور اخیر میں قدنا مت اللہ جی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے چھا عراب دیکھا، اے یہ کلمات تذکران سے اذان دروازہ۔

اس حدیث کو امام برداد نے ایک اور سند کے ساتھ بھی ابن ابی سیل سے روایت کیا ہے ورنہ دونوں حدیثوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ اذان اور اقامت میں قدنا مت اللہ کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے نیز اذان اور اقامت دونوں میں کلمات اذان کو دو دو بار کہا جاتا ہے۔ امام برداد کے علاوہ اس حدیث کو ابن ابی سیل سے حافظ بیہقی نے بھی روایت کیا ہے سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۹۱۔

حافظ ابن ابی شیبہ اپنا سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان دیتے تھے اور اذان اور اقامت میں دو دو بار کلمات کہتے تھے۔

کان عبد اللہ بن زید انصاری یؤذن النبی صلی

اللہ علیہ وسلم یتفعہ زدار و لاقامة لہ

نیز حافظ ابن ابی شیبہ اپنا سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت میں دو دو بار کلمات کہتے تھے۔

ان یبلا لا کان یثنی الادان و لاقامة لہ

اور امام طحاوی اپنا سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت میں

عن بلال انہ کان یثنی الادان و لاقامة لہ

۱۔ امام برداد سلیمان بن شعث متوفی ۲۷۵ھ سنن برداد ج ۴ ص ۴۴، مطبوعہ مطبعہ مجتہدین پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

۲۔ حافظ عبداللہ بن زید بن شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۳۸، مطبوعہ مکتب

۳۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۹۴، مطبوعہ مطبعہ مجتہدین لاہور

اذان میں ترجیع کرنے کی تحقیق

امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ اس کے برخلاف امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اذان کے شروع میں دو مرتبہ اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ امام مالک اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جب کہ حماد بن عمار، اللہ لال دوسری احادیث سے ہے جن میں اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کا ذکر ہے مثلاً ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو مخنف سے یہی حدیث روایت کی ہے، اور اس میں اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کا ذکر ہے، دیکھئے سنن ابن ماجہ ص ۵۲ اور سنن ابو داؤد ص ۵۳۔

ان کے علاوہ حافظ جتوئی نے ابو مخنف سے ان کے دو کلمات روایت کیے ہیں ان میں اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کا ذکر ہے۔

اور ان حدیث کے تمام راوی شیعہ ہیں اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول سوتی ہے، اس لیے یہ احادیث مسلم شریف کی حدیث پر ترجیح دیں۔ در حدیث مسلم جرح سے نیز اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر مؤثرین سے بھی جرح کی گئی ہے۔ ابو مخنف عبد اللہ بن زید جو اذان کے باب میں اصل میں ان کی اذان میں بھی اللہ اکبر کا چار مرتبہ ذکر ہے اور بلال بھی یا مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ دیکھئے سنن ابو داؤد ص ۵۳ سنن ابن ماجہ ص ۵۲ بہر حال اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا احادیث سے ثابت اور ترجیح سے اور اس کے برخلاف امام مالک کا مسلک صحیح نہیں ہے۔

امام مالک اور شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اذان میں ترجیع کرنا چاہیے یعنی اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر محمد رسول اللہ کو چار مرتبہ آہستہ آہستہ آواز سے کہنا چاہئے اور بدین دو مرتبہ بلند آواز سے کہنا چاہئے اور امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں کرنی چاہئے یعنی ماتی کلمات اذان کی طرح شہادتین کو بھی صرف دو مرتبہ پڑھنا چاہئے اور امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ ہر اذان کو اقیامت خواہ ترجیع کرے یا نہ کرے۔

امام مالک اور امام شافعی کی دلیل حدیث مذکورہ سے جس میں ابی بکر ابو مخنف نے ترجیع روایت کی ہے اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ابو مخنف نے کفار کے خون سے شہادتین کو آہستہ آہستہ پڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ان سے بلند آواز سے شہادتین کو پڑھا دیا۔

ثانیاً ابو مخنف وہ چرخہ پیسے کا دھتے اور اسلام کو ناپسند کرتے تھے اس لیے انہوں نے شہادتین کو آہستہ پڑھا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل میں شہادتین کو راسخ کرنے کے لیے دوبارہ بلند آواز سے شہادتین کے کلمات کو پڑھوایا لہذا اس حدیث سے ترجیع کا مسنون ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

امام مالک امام شافعی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس کو ابو داؤد نے ترمذی نے مسند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت ابو مخنف نے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اذان کا طریقہ بتاؤ، انہوں نے فرمایا: "میں نے پیشانی

شہ حافظ ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر کی فتاویٰ ص ۳۶۳، ان تفسیرات میں صاحب المصنف، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۲۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ كَلْبَةَ
الَّتِي قَالَتْ نَا الْفَاسِيَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَشَكَّةَ۔
امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

نا بینا کے اذان دینے کا جواز
مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم جو مسجد نبوی میں اذان دیتے تھے۔ مکہ میں حضرت ابو ہریرہ مؤذن تھے اور قبا میں سعد قرظی رضی اللہ عنہم۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسجد میں ایک سے زیادہ مؤذن مقرر کیے جاسکتے ہیں اور یہ کہ، بینا شخص بھی اذان دے سکتا ہے بشرطیکہ کوئی شخص اس کو وقت کی خبر دے۔ نیز یہ کہ کسی شخص کا پہچان بتلانے کے لیے اس کا کوئی پیدائشی عیب ذکر کر دیا جائے مثلاً نایا یا سگڑا، اکو، وغیرہ تو غیبت نہیں ہوتی غیبت تب موتی جب اس کا عیب بیان کر لے سے اس کی مذمت کرنا مقصود ہو۔ غیبت کی مکمل تحقیق شرح صحیح مسلم جلد ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن ام مکتوم کی سوانح
حضرت ابن ام مکتوم کا پورا نام عمرو بن ام مکتوم ہے۔ زیادہ مشہور یہی نام ہے بعض حضرات نے عبد اللہ بن ام مکتوم بھی ذکر کیا ہے۔ ابن ام مکتوم ان صحابہ میں سے تھے جو مکہ میں ابتداء اسلام لانے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے حضرت ابن ام مکتوم کو نازل فرماتے کہ یہ اپنا غلیظہ اور نائب مقرر کر جاتے۔ ابن عبد اللہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوات میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا غلیظہ بنایا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ میں آپ تہیہ ہو گئے۔ اور بعض مؤذنین نے ذکر کیا ہے کہ جنگ قادسیہ سے آپ واپس آگئے تھے اس کے بعد آپ وفات پا گئے۔ آپ کے بارے میں قرآن کریم میں سورہ بقرہ اور غیر اولی الامر ایک آیت نازل ہوئی۔

بَابُ جَوَازِ اَذَانِ الْاَعْمٰی اِذَا كَانَ مَعَهُ بَصِيْرٌ
جب نابینا کے ساتھ بینا ہو تو اس کی اذان کا جواز

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نَعْمَانَ
الْقَسْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ يَرْوِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ
بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ يَرْوِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَدِّيَنَ يَرْثِيهِ اَبُو بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَعْمٰی۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان دیتے تھے اور وہ نابینا تھے۔

۴۳۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيهِ
امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

قَالَ نَاعِدُ النَّبِيَّ وَهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَفْوَانَ عَنْ جَدِّهِ إِذَا شَأْنُكَ

ت: علامہ فرمائی سمجھتے ہیں:

جب نابینا کے ساتھ بعیر ہو کر اس کی اذان صبح سے اور جو کراہت جائز ہے، جیسے حضرت خالد بن ولید حضرت
ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما دو موزن تھے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ صرف نابینا کو موزن رکھنا مکروہ ہے۔

بَابُ الْإِذَا مَسَّكَ عَيْنُ الْإِنْفَارَةِ عَلَى قَوْمٍ
فِي دَارِ الْكُفْرِ إِذَا سَمِعَهُ فِيهِمْ لَا دَانَ
دار الکفر میں کسی قوم کے علاقہ میں اذان کی آواز
سننے کے بعد ان پر حملہ کر لی گئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے وقت
کفار کی بستیوں پر حملہ کرتے اور کانٹا لگا کر اذان
سناتے، اگر کسی بستی سے اذان کی آواز آتی تو حملہ
کر دیتے اور نہ حملہ کر دیتے۔ آپ نے ایک
شخص کو کہتے ہوئے سنا اللہ اکبر اللہ اکبر، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علی الفطرة یعنی یہ شخص
مسلمان ہے، پھر اس نے کہا اشمہ ان لا اہ الا اللہ
اشمہ ان لا اہ الا اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جہنم سے آزاد ہو گیا، صحابہ کرام نے اس
شخص کو دیکھا تو وہ ایک بکریاں چرانے والا تھا۔

۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ هَيْبِ بْنِ عَفْوَانَ عَنْ جَدِّهِ إِذَا شَأْنُكَ
عَلَى النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيرُ دَارَ الْكُفْرِ وَكَانَ لَسَمِيعِ
الْإِذَا دَانَ سَمِعَهُ أَذَانَ أَصْحَابِ دَارِ الْكُفْرِ فَيُجِبُهُ
رَحْمَةً يَقُولُ اللَّهُ اكْبِرُ اللَّهُ اكْبِرُ فَكَانَ رَسُولُ
لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِفَرَسِهِ نَدَاتُ
أَشْمَهُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْمَهُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ فَعَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْ
خَرَجَتْ مِنَ الدَّيْنِ فَصَارَ دَارُ الْكُفْرِ هُوَ مَرَجِي
مَعْرُوفِي۔

ت: اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس جگہ اذان دی جا رہی ہو وہاں نہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اذان کی آواز
ان کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ توحید و رسالت کی گواہی کا اظہار مسلم ہے۔
اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی شخص کو نہا کسی جنگل میں ناز یڑھنی پڑے، تو اس کو اذان دینی چاہیے، اور
یہ کہ اذان شمار اسلام سے ہے نیز اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر دلیل ہے، کیونکہ
آپ نے اس بکریاں چرانے والے کو جہنم سے نجات پانے کی بشارت دی اور آخرت کے اعزاز اور
غیب سے ہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَوْلِ فِي قَوْلِ مُذَرِّفٍ
مَنْ سَمِعَهُ تَقْرِئُصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَ لَهُ الْوَسِيلَةَ

۵۲۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي خَالٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بَابَ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ يَزِيدَ التَّمِيمِيِّ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَحْدَرِيِّ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَهُ فَقُولُوا بِمِثْلِ مَا
يَقُولُ الْمُذَرِّفُونَ .

۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَةَ الْمُزَنِّيُّ قَالَ
كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَسْعِينِ بْنِ كَيْسٍ
أَبُوهُ وَغَيْرِهِمَا عَنْ كَعْبِ بْنِ عُلْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ
يُحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَنَسَمِعُهُ يُذَرِّفُونَ
فَقُولُوا بِمِثْلِ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَى قَائِدِهِ مَنْ
صَلَّى عَلَى صَلَاةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا عَشَرَ ثُمَّ صَلَّى
اللَّهُ فِي الْوَسِيلَةِ فَإِنَّهَا مَزْكَةٌ فِي الْجَنَّةِ نَبِيٌّ
لَا يُعْبَدُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَارْجُوا أَنْ أَكُونَ كَالْهَوِ
كَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ فِي الْوَسِيلَةِ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّعْةُ عَدَا .

۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ السَّعْدِيَّ قَالَ سَمِعْتُ
يَحْيَى بْنَ عَمْرٍو عَنْ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفِ بْنِ عَمْرٍو
الزَّكَنِينِ بْنِ سَافٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْأَخْطَابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ نَبِيِّ الْأَخْطَابِ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ
يُذَرِّفُونَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَكُلُّ أَحَدٍ لَوْ أَنَّ اللَّهَ
أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اذان کا جواب دیتے اور پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھتے اور آپ کے
لیے وسیلہ کے سوال کرنے کا استحباب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تہذیب سنو تو اس کے جواب میں وہی کلمات کہو جو
مُذَرِّفَانِ کہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم مومن سے اذان سنو تو اس کی مثل کلمات کہو چھ
مجدد پر درود پڑھو کیونکہ ہر شخص مجھ پر ایک بار درود
پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا
ہے۔ پھر میرے لیے جنت میں "وسیلہ" کی دعا مانگو۔
کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ
کے بندوں میں سے ہر ایک بندہ کو ملے گا، اور
مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں مومن کا اور جنت میں رہے
لیے اس مقام کی دعا مانگے گا اس کے حق میں یہ شفاعت
واجب ہو جائے گی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
مُذَرِّفَانِ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم بھی کہیں کہ اللہ
اس کے جواب میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر مُذَرِّفَانِ
اشھد ان لا اله الا اللہ کہے تو وہ بھی اشھد ان لا اله الا
اللہ کہے پھر مُذَرِّفَانِ اشھد ان محمد رسول اللہ کہے
تو وہ بھی اشھد ان محمد رسول اللہ کہے پھر مُذَرِّفَانِ
صلی الصلوٰۃ کہے تو وہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ

بجنت۔ ۱۰

آنکھوں میں، ٹکڑے رکھ کر چرمے میں اس کی تیادت
کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کر دوں گا۔

اس کے متقاسب المعنی حدیث غلطی سے بھی مرفوعاً ذکر کی ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ فضائل کمال
میں اس قسم کی اعادیت کافی ہیں۔ ۱۰

اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے:

دکن مایرو دی فی ہذا خلاصہ دفعہ بہتہ
قلت واد ثبت علی الصابون فیکفی العمل بہ
لقولہ علیہ السلام ھدیکم لسننک وسنة بعدہ
المرتبہ ۱۰

علامہ سخاوی نے کہا انکو ٹکڑے چرمے کے ہائے
میں اعادیت کی اسانید صحیح نہیں ہیں (یعنی حسن یا ضعیف
میں) سلاطین قرسی کے جواب میں فرماتے ہیں جب
صحیح سند سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے
ادان میں انکو ٹکڑے چرمے میں قویہ ہمارے عمل کیسے
کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا "جو میرے خلاف ارشاد میں کسبت پر
عمل کرے گا"

افان سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اس حدیث میں

اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے درود مانگ کر لے کے یہ مریا ایک اناجست یعنی درود شریف، دوسرے وسیلہ
یعنی جنت میں مقام خاص کے حصول کی جگہ۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص اس اقتداء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو
رحمت اور درود شریف کرے کہ اس کی دعا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی فائدہ پہنچے گا، اور اس کی دعا سے
آپ کو کوئی رحمت حاصل ہوگی یا سوچا یقیناً اگر میں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود رحمت ختم ہیں
رحمت اللعالمین میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ آپ پر رحمت نازل فرماتا رہتا ہے، اس کے فرشتے آپ کے لیے
طلب رحمت کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کے روحانہ نور پر ہزار فرشتے سفید درود پڑھتے ہیں۔ ۱۰
اس لیے افان سن کر شخص درود نہ پڑھے وہ یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس درود پڑھنے میں میرا فائدہ ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ اس باندے سے مجھ پر اس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ نیز جب میں یہ کار پر درود پڑھوں گا اور آپ کے

۱۰۔ علامہ سید محمد بن ابی عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔ ۱۱۔ المختار فی ص ۳۶۰۔ ۱۲۔ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ ستمبر ۱۳۲۰ھ

۱۳۔ علامہ سید احمد ظہری دہلوی متوفی ۱۲۳۱ھ۔ ۱۴۔ حاشیہ الطحاوی علی مرقی المفاریح مطبوعہ مطبعہ جامعہ عثمانیہ الدار ۱۳۵۲ھ

۱۵۔ علامہ ابن سلطان محمد بن شامی متوفی ۱۰۱۲ھ۔ ۱۶۔ مکتوبات بحیث ۶۲۔ ۱۷۔ مشہور مجمع مہتمم دہلوی فیکیری میرزا رقی متوفی ۱۳۱۳ھ

۱۸۔ علامہ ابن منصور زہری متوفی ۱۲۹۵ھ۔ ۱۹۔ تہذیب فی فضائل الشیخ ابن حجر متوفی ۱۲۹۵ھ۔ ۲۰۔ علامہ ابن

یہ دعا رحمت کر دل کا قزمیرا شمار بھی آپ کے خیر خواہوں اور نیک خور غلاموں میں ہو جائے گا۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کے معمول کا شرعی حکم | اس حدیث میں بنی ہر اذان سننے پڑھنے کا حکم ہے، لیکن بعض علما نے بھی سب کے یہ حکم اذان دینے والے کو بھی شامل ہے، اور اس حدیث میں درود شریف پڑھنے کو میر یا جبر کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا، اس لیے اذان کے بعد آہستہ درود شریف پڑھنا اور بلند آواز سے پڑھنا ہر طرح جائز ہے۔ بعض مساجد میں اذان سے پہلے درود شریف پڑھا جاتا ہے، ہر چند کہ اذان سے منقطع پہلے درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے تاہم اگر اذان کے بعد درود شریف پڑھا جائے تو اس حدیث کے مطابق ہوگا نیز اذان کے بعد درود شریف ہمیشہ جبر کے ساتھ نہ پڑھا جائے بلکہ کبھی آہستہ اور کبھی جبر کے ساتھ پڑھا جائے، کہ یہ لازم نہ آئے کہ اپنی خواہش سے درود شریف کو کمال جبر کے ساتھ مقید کر لیا ہے، بعض مساجد میں اذان سے پہلے فاتحہ جبر سے درود شریف پڑھتے ہیں ہر چند کہ اس کے جواز کی بھی گنجائش ہے تاہم یہ طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طوٹ سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے، تاہم جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اذان سے کچھ پہلے یا کچھ بعد درود شریف پڑھتے ہیں اس کو بدعت سیئہ کہنا بھی حد اعتدال سے تجاوز ہے۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کی ابتداء کب سے ہوئی؟ | علامہ غلامی لکھتے ہیں:

اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء مساجد میں بھی کے بیچ آخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا اس کے دس سال بعد عرس کے سوا تمام نمازوں میں درود شریف سلام پڑھا جانے لگا اور پھر غریب میں بھی بدعت حسنہ بنے۔

تسلیم بعد لادن حدث ق۔ سہ زحرسة
سبعاً ثلثة واحدى و تسعين في عشاء ليلة
الافنتين لحد يوم الجمعة ثم بعد عشر مسنين
حدث في السك الا المعروف ثم صبح مرس وهو
بدعة حسنة

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

مؤرخوں نے عید اور مسیح کے علاوہ زائیس کی تمام اذانوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، وہ ان نمازوں میں صلوٰۃ و سلام کو اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں صلوٰۃ و سلام بالکل نہیں پڑھتے کیونکہ اس کا وقت تنگ

قد احدث المؤمنون صلوٰۃ و السلام
على رسول الله صلى الله عليه وسلم عقب الاذان
للمر انهن خمس لا تسعة و اجمعة فامهم
يقدمون ذلك فيجاء على لادن و الا المغرب
فانهم لا يفعلونه اصلاً لضيق وقتها و كان ابتداء

صلوٰۃ۔ علامہ غلامی و الدین، کھسکی مترق ۱۰۰۰ھ، در مختار علی امش لروج، جس ۱۰۴۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ، ستمبر ۱۳۲۰ھ

حدوث ذلك من أيام السلطان ناصر صلاح الدين
 ابن المظفر يوسف بن أيوب و هو كما دأب قبل
 ذلك فأنزلنا قتل الحاكم بن نمير مروتا خت
 بخت الملت ان يسلو على ولده الظاهر فسلو
 عليه بما صومته السلام على الامام الظاهر ثم
 استمر السلام على خلفاء بعده خلف بعد سيف
 او ان ابعده صلاح المذكور حردى حين وقد
 اختلف في ذلك هل هو مستحب او مكروه او
 بدعت او مشروع واستدل الاول بقوله تعالى
 و افعلوا الخير و معلوم ان الصلوة والسلام
 من اجل القرب لا سيما وقد توارثت الاخبار
 على احدث على ذلك مع ما جاء في بعض الروايات
 عقب الادان والملت ذخير من اللين و قرب
 الفجر والصواب انه بدعت حسنة يوجبها الله
 بعسن نية به

ہو تا ہے۔ اس کی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین نے
 یوسف بن ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی
 سے پہلے جب حاکم ابن ابی بکر قتل کیا گیا تھا تو بنو
 ک بن جرہ و شاہ ک بنی قحی اس سے حکم دیا کہ ان کے
 بعد اس کے بیٹے ظاہر پر سلام پڑھا جائے جس کی
 یہ صورت تھی السلام علی الامام الظاهر
 اس کے بعد یہ طریقہ اس کے خلفاء میں جاری رہا تا آنکہ
 سلطان صلاح الدین نے اس کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ
 اس کو جزائے خیر دے۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام
 پڑھنے میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ
 ہے، بدعت ہے یا جائز ہے اس کے استحباب پر
 متعدد روایات اس قول سے استدلال کیا گیا ہے
 از ترجمہ تنبیہ کے کام کر رہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ
 صلوٰۃ و سلام عبادت کے قصد سے پڑھا جاتا ہے،
 خصوصاً جب کہ اس کی ترغیب میں کثیر احادیث درو
 یں، علاوہ ازیں اذان کے بعد دعا کرنے سے احادیث
 نہایت کثیرہ میں دعا کرنے کی مفیصلت میں ہیں
 احادیث میں اور صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنة
 اور اس کے فاعل کو حسن نیت و عبادت سے اجملے کا۔

علامہ شافعی، اور علامہ طحاوی، و علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ کہہ دی ہیں کہ یہ بدعت حسنة قرار دے
 اور اس عبادت کو مقرر رکھا ہے۔
 علامہ سخاوی اور علامہ ملائی کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام، تنبیہ صدی ہجری
 میں سلطان صلاح الدین ابو المظفر کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا جو دسویں صدی کے خیرے پانچواں ناز
 کی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔
 ہر چند کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے استحباب، جواز، کہ سنت اور بدعت ہونے میں علماء اختلاف

۱۔ علامہ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ، القول البدیع ص ۱۹۳۔ ۱۹۴، مطبوعہ لائپزگ کتب خانہ سیالکوٹ

۲۔ علامہ ابن عابدین شافعی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد مختار ج ۱ ص ۳۶۳، مطبوعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۴ھ

۳۔ علامہ سید احمد طحاوی متوفی ۱۲۳۴ھ، حاشیہ الطحاوی علی مرقاۃ المفاتیح ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ الدیالہ بغداد شام ۱۳۵۲ھ

علیٰ کل حال۔ ۵

کس طرح تسلیم نہیں دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم چھینک کے بعد الحمد للہ علی
کل حد کہیں۔

اس شخص نے جو چھینک کے بعد الحمد للہ و تسبیح علی رسول اللہ کہا تو اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا اور نہ یہ بات تھی کہ حضرت ابن عمر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی بنا پر اس کو چھینک کے بعد درود شریف پڑھنے سے منع کر رہے تھے،
ان کا مطلب صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبادات جس طرح شروع و مقرر فرمائی ہیں، ان کو کسی
تزمین اور اضافہ کے بغیر و اگر تا تابع رسول و جماعت صحابہ کے ساتھ و بسنگی سے اور اپنی رائے سے ان میں
کسی سائلہ اور لاحقہ کا اضافہ کرنا بہر حال رقیق شائش نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک رحمت اور پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہونے
کی توجیہ

اس حدیث میں ہے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے
یعنی درود شریف پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک رحمت نازل ہوتی ہے اور پڑھنے والے
پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اس سے یہ دہم نہ ہو کہ پڑھنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ رحمت
ملتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایک رحمت نازل ہوتی ہے وہ آپ کے مقام کے لحاظ سے
نازل ہوتی ہے اور ہم پر جو دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ ہمارے حیثیت اور ہمارے قوت برداشت کے لحاظ
سے ہوتی ہیں، مثلاً ایک شخص کو ایک ہزار لاکھ لوٹ دیا جائے اور دوسرے شخص کو ایک ایک کے دس نوٹ دیے
جائیں تو جس شخص کو دس نوٹ ملے ہیں وہ یہ نہ سمجھے کہ اس ہزار کے ایک نوٹ سے مقابلہ میں مجھے زیادہ سزا ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دہم میں ایک اور ایک ہزار کی نسبت بھی نہیں ہے جو ہرق ہمارے وجود کے
مقام میں ہے و ہر فرق نازل ہونے والی رحمتوں میں ہے۔

اذان کی تفصیلات اور اذان سن کر شیطان کا
بھاگنا

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے
پاس مؤذن نے اذان کو غنائ کے لیے پڑھا تو
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

بَابُ فَصْلِ الْاَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ
عِنْدَ سَمَاعِهِ

۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُبَيْرٍ قَالَ
كَأَنَّكَ عَنْ كَلْبَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمِيَّةَ بْنِ كَثْمَةَ عَنْ
مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ

۵۷۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ جامع ترمذی ص ۳۱ مطبوعہ دار محمد کاخانہ شہرت کتب گرجی

عید و مسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مژدن نہیں گئے
تو ان کی گردنیں سب سے بلند ہوں گی۔

۵۴۔ مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حدیث
معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کی نقل وایت بیان
کی ہے۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شیطان
اذن کی آواز سن کر مقام روحاء ملک جہاگ مانتا ہے۔
ابو سفیان نے بیان کیا کہ روحاء مدینہ سے پچیس میل
ہے۔

۵۵۔ مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان جب
اذن سناتا ہے تو گندہ آواز سے ریگ خارج کرنا چاہتا
ہو ابھٹکتا ہے تاکہ اذن کی آواز سن سکے، جب اذان
تہ ہو جاتی ہے تو پھر اگر لوگوں کے دلوں میں دوسرے
ذاتیں ہوں، جب اقامت (بجیر) ہوتی ہے تو پھر
جہاگ جاتا ہے تاکہ آواز سن سکے اور جب مژدن
قامت کہہ چکنا ہے تو پھر اگر دوسرے ڈالنے لگتا ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مژدن

تقبلوۃ فعل مع ویت سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول المؤمنون اھوں سے مراد
یوم البقیۃ

۵۴۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اسْحَقَ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ أَمَّا
الْمَوْءَاظُ فَإِنَّ سَعْيًا يَكُونُ طَلْحَةً بَيْنَ بَعْضِ عَمَلِ
يَعْنِي ابْنَ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَوَى
اللَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُثْلِهِ .

۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُمَرَانُ بْنُ إِفْرِ
شَيْبَةَ وَاسْحَقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ اسْحَقُ أَنَا وَقَالَ
الْأَخَرَانِ تَاخِرِيذُ عَنِ الْأَخْبَازِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ عَمِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ ابْتِدَاءَ صَلَاةٍ يَقُولُ
وَهَبْ حَقِّي يَكُونُ مَكَّانَ لَوْحَاءَ قَالَ مُثَلِّدٌ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ الرُّوحَاءِ فَقَالَ هُوَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةً
وَأَكْثَرُونَ مِيلًا .

۵۹۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اسْحَقَ بْنِ مَنْصُورٍ
كَرْبُ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
يَزِيدَ .

۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُمَرَانُ بْنُ إِفْرِ
شَيْبَةَ وَاسْحَقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ اسْحَقُ أَنَا وَقَالَ
الْأَخَرَانِ تَاخِرِيذُ عَنِ الْأَخْبَازِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ عَمِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ ابْتِدَاءَ صَلَاةٍ يَقُولُ
وَهَبْ حَقِّي يَكُونُ مَكَّانَ لَوْحَاءَ قَالَ مُثَلِّدٌ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ الرُّوحَاءِ فَقَالَ هُوَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةً
وَأَكْثَرُونَ مِيلًا .

۶۱۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اسْحَقَ بْنِ مَنْصُورٍ
كَرْبُ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
يَزِيدَ .

قیامت کے دن مؤذنون کی مہی گردنیں ہونے کی تشریح | حدیث نمبر ۵۶۰ میں سے قیامت کے دن جب مؤذن اٹھیں گے تو ان کی گردنیں سب سے لمبی ہونگی۔

قیامت کے دن مؤذنون کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن میدان حشر میں سب سے ممتاز اور متفرد نظر آئیں گے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور انہیں کثیر ثواب کو بچھینے کا اشتہاق ہوگا اور جس شخص کو کسی چیز کے بچھینے کا اشتہاق ہو وہ گردن اٹھا کر دھیت ہے اس لیے ان کی گردنیں لمبی نظر آئیں گی۔
تیسرا مطلب یہ ہے کہ ان میں شہ قادیان کی نسبت کی زیادہ امید ہوگی، جس شخص کو کسی چیز کی امید ہوتی ہے وہ گردن اٹھا کر مہی گردن بن کر دھیت ہے۔

پہلا مطلب یہ ہے کہ مؤذن اپنے اعمال زیادہ اور شہ سار نہیں ہوں گے بلکہ مدام اور شہ سار ہوں گی۔
گردن جھکی ہوئی ہوتی ہے گردن کی گردنیں بلند ہوں گی۔

پانچواں مطلب یہ ہے کہ میدان حشر کی طرف سے نام نہان پھیر میں گردن نم ڈرے ہوئے ہوں گے اور مؤذنون کی گردنیں بلند ہوں گی۔

چھٹا مطلب یہ ہے کہ چونکہ مؤذن کی اذان سن کر لوگ مسلمانانہ انداز میں جانتے ہیں تو غازی تابع اور مؤذن مقبول ہوا اور مقبول چونکہ سرور ہوتا ہے اس لیے اس کی گردن بلند ہوگی تاکہ اس کا سر نمایاں نظر آئے۔

ساتواں مطلب یہ ہے کہ گردن مہی ہونے سے مؤذن کے کان کی کثرت کی طرف اشارہ ہے اور یہ کثرت اس وجہ سے ہے کہ مؤذن کی اذان سن کر جس قدر لوگ نماز پڑھیں گے ان تمام کے اعمال مؤذن کے اعمال میں گنے جائیں گے، اگرچہ نمازیوں کے اپنے اپنے ثواب میں کمی ہوگی۔

حدیث نمبر ۵۶۰ میں ہے: جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو گرز ٹکانا مولا جانتا ہے۔

علمائے بیان کیا ہے کہ شیطان ہر گزرت سے کہتا ہے کہ وہ اذان کی آواز سنتا ہے اور اس کو قیامت کے دن اذان کی شہادت پر مجبور نہ ہونا پڑے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان کی آواز کو جو بھی سن کر انسان سنبھلے وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا، اتفاقاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جنوں اور انسانوں میں سے جو میں میں وہ اس کی شہادت دیں گے، اور کافر شہادت دیں گے نہ وہ شہادت کے بل ہیں، نہ ان کی شہادت قبول ہوگی، ایک قول یہ ہے کہ اذان سننے والے شہادت دیں گے، جو عاقل سننے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ بلکہ تمام بیوقوف اور جنات شہادت دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں اذان کا درجہ و معرفت پیدا کر دے گا، شیطان ہیشہ پھیر کر اس سے جانتا ہے کہ اذان میں قرآن و احکام اور دین کے شائعہ کا اظہار اور اعلان ہے۔

اقامت کے دوران امام اور نمازیوں کے حسی علی الصلاح پر کھڑے ہونے کی تہنیت

ہمارے زمانہ میں اس مسئلہ میں کافی بحث کی جاتی ہے کہ جب مؤذن اقامت کہے تو امام درمستی اقامت

کے ابتداء سے کھڑے ہوں، یا جب مؤذن حتیٰ صل الافلاح کے اس وقت کھڑے ہوں، اور یہ بحث اس صحت میں ہے جب امام عراب یا مصلیٰ امامت پر موجود ہو، پھر پہلے حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا ذکر کریں گے اور مذہب اخلاف کو بیان کریں گے اور اس کے بعد باقی ائمہ کے مذاہب کا ذکر کریں گے، حسون و باللہ التوضو وہ الاستعاذۃ یلیق:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قیمت الصلوۃ فارتقوا صواحتی تروی - ۱۰
حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک کہ تم مجھے نہ کہو۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:
مستقر میں نماز کا اس مسئلہ میں ختوں سے کہ لوگ نماز کے پہلے کس وقت کھڑے ہوں اور ایک اور جہد علامہ مسلک یہ ہے کہ اس میں قیام کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ ہر حال میں اسے یہ کہنا ہے کہ جب مؤذن اقامت شروع کرے تو اس وقت کھڑے ہونا مستحب ہے اور حضرت مسند بن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب مؤذن اقامت الصلوٰۃ کہتا تھا، اور پھر امام شافعی کہتا تھا، اس کو امام ابن ابی شیبہ نے سہارن غفلت سے روایت کیا ہے اور سعید بن مسیب اور عمر بن عبد العزیز سے یہ روایت ہے کہ جب مؤذن کہے کہ کھڑے ہو، واجب ہے، اور جب وہ حتیٰ علی الصلوٰۃ کہے تو صفیں برابر کر لی جائیں اور جب وہ لا الہ الا اللہ کہے، تو امام اکبر کہے، اور امام ملا کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو، امام شافعی کہے، اور معتزل میں ہے کہ بشارت نے مؤذن کے اقامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے، اور امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو، اس وقت تک لوگ کھڑے نہ ہوں، امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ جب مؤذن اقامت الصلوٰۃ کہے اس وقت لوگ کھڑے ہوں، امام زکریا کا بھی یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ جب مؤذن حتیٰ علی الصلوٰۃ کہے اس وقت لوگ صفوں میں کھڑے ہوں اور جب مؤذن اقامت الصلوٰۃ کہے تو امام اکبر کہے کیونکہ مؤذن شرفاً میں ہے اور اس نے نماز کے قیام کی خبر دی ہے تو اس کی نصیحت واجب ہے اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام کو دیکھ نہ لیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نماز کی اقامت کہی گئی سو تم کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے پہلے تم نے صفیں درست کر لیں،

اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نماز کی آدھ مت کہی جاتی تیس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے پہلے صفوں کو درست کر لیتے۔ اور ایک روایت میں ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نماز کی اقامت کہی جاتی اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی جگہ پر کھڑے ہونے سے پہلے صفیں درست کر لیتے" اور حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سجدے کے زمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبر سے) باہر آنے سے پہلے اقامت نہ کہتے اور جب آپ اسے آتے اور وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت کہتے، ان روایات کا صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث سے تعلق ہے، وہ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ حضور کے تے سے پہلے صفیں درست نہ کرائیں نہ ایک یا دو مرتبہ کسی فرد کی وجہ سے یا بیان جواز کے لیے ہونے یا یہ پہلے کے واقعات میں اور اس کے بعد آپ نے فرمایا: تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھو۔" لہ

علامہ نووی نے بھی ان احادیث کے جواب میں یہی لکھا ہے کہ یہ بیان جواز یا مذکر کی وجہ سے بلکہ یہ لازمہ کے واقعات ہیں یا یہ پہلے کے واقعات ہیں اور بعد میں آپ نے پہلے کھڑے ہونے سے اس حدیث میں منع فرمادیا "تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھو۔" لہ

حافظ ابن حجر مستدرانی نے بھی یہی جواب ذکر کیا ہے۔ لہ

مالگیری میں ہے:

گر اگر کسی نے گھڑی اور شخص اذان دے اور نماز امام کے ساتھ مسجد میں مولیٰ توجیب مؤذن کی منیٰ افواج کہتے تب امام در نمازی کھڑے ہوں، ہاتھ تپوں، ہاتھوں کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

ان كان يؤذن غير امام وكان يقوم معه امام في المسجد فقام يقوم امامه ويقوم امامه في يؤذن حتى على بعدة من عساكر القادة وهو يصيح.

علامہ شربلہ لکھتے ہیں:

مار کے منہات میں سے یہ ہے کہ جب قاضی نے اذان کی منیٰ افواج کہے تو اذان اور امام کھڑے ہو جائیں جیسا کہ امام محراب سے قریب رخصت ہو کر مؤذن سے کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اس لیے اس پر عمل کیا جائے، اور اگر امام نماز

ومن ركب مقدمه فقام يقوم امامه كان حاضر القوم المعروف حينئذ وقت دور بغيره حتى يذاع لانه امره ببعثه وان يركب حاضرنا يقوم كل صف حين ينتهي اليه الامام في الاظهر له

۱۔ علامہ بدر الدین محمد بن محمد بنی حنفی متوفی ۵۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۵۴، مطبوعہ دارۃ المطابع النیرین، مصر۔
۲۔ علامہ یحییٰ بن سیرین متوفی ۲۵۵ھ، تہذیب ص ۲۲۱، مطبوعہ دارۃ المطابع النیرین، مصر۔
۳۔ حافظ احمد بن علی بن محمد مستقل شافعی متوفی ۱۰۵۲ھ، فتاویٰ الناری ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ دارۃ نشر الکتاب الاسلامیہ لاہور۔
۴۔ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ، فتاویٰ مالگیری ج ۵ ص ۵، مطبوعہ مشجد میرزا کبری ورق مصر، ۱۳۰ھ

یہ سورت جس صنف کے پاس سے امام گزرتے وہ لوگ
کھڑے ہو جائیں۔

علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

وَادَّخَذَ مَعُوذَاتٍ فِي الْأَقَامَةِ وَدَحْدَحَ فِي
الْمَسْجِدِ حَتَّى يَفْعَدَ وَلَا يَنْتَظِرَ فَتَشَأُ فَانْهَ مَكْرُوهٌ
كَمَا فِي الْمَصْرُاتِ فَعَسَا فِي دِيْعِهِمْ مِنْهُ كَرِهَتْ
الْقِيَامُ أَمَّا الْأَقَامَةُ وَالْمَسْجِدُ مِنْهُ لَعَلَّ يَدْرُونَ

جب مؤذن نے اقامت شروع کی اور اس وقت
کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے اور
کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے
مطہرات اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اقامت کے
شروع میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل
ہیں۔

حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس لیے اس سے پہلے کھڑا ہونا مستحب کے خلاف ہے
اور عاشیہ طحاوی اور اسی طرح عالمگیری میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے اس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے اللہ
در اصل یہ خلاف اولیٰ ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ مستحب کے ترک پر ملامت نہیں کی جاتی، اس لیے جو لوگ
اقامت کے وقت پہلے سے کھڑے ہو جائیں ان کو ملامت میں کوئی جہاں نہیں اور مستحب کے ساتھ واجب کا
مخالفہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کسی مستحب کو ترک کرنے میں اتنی قباحت نہیں ہے۔ جتنی کسی مستحب کو واجب قرار
دینے میں قباحت ہے، اور اگر کچھ لوگ حی علی الفلاح پر اسٹینے والوں کو ملامت کریں کہ یہ دیر سے اٹھتے
ہیں اور ان کو اقامت کی تبدل میں کھڑا ہونا چاہیے تھا تو یہ اور زیادہ مذموم ہے۔
علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔

سب مؤذن تقد قاعدت الصلوٰۃ کہے اس وقت کھڑے ہونا مستحب ہے۔ ۱۰
علامہ زوی شافعی لکھتے ہیں:

امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو اس وقت
تک کسی کا کھڑا نہ ہونا مستحب ہے۔ ۱۱
امام مالک فرماتے ہیں:

وَمَا قِيَامُ الْمَأْمُورِ حَتَّى تَقَامَ الصَّلَاةُ حَتَّى يَسْمَعُوا
اقامت کے وقت لوگ کب کھڑے ہوں؟ میں

۱۔ علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی متول ۱۰۶۹ھ، مراقی الفلاح ص ۲۶۲، مطبوعہ مصطفیٰ ابالی دار وہ مصر ۱۳۵۴ھ

۲۔ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی حنفی متول ۱۰۳۱ھ، عاشیہ طحاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ مصطفیٰ ابالی دار وہ مصر ۱۳۵۴ھ

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن تدار حنبلی متول ۶۲۰ھ، المنقح ص ۲۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۰۵ھ

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف زوی شافعی متول ۶۵۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۵۰ھ

اسمہ فی ذلک بعد یقام لہ الا اقری ذلک
علی قدر وطاقة الناس فان منعہ الثقیل و
العطیف ولا یستطیعون ان یکونوا کرجل
دحد۔ ۵

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوِ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ
تَكْبِيرَةِ الْاِحْرَامِ وَالزُّكُوفِ وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الزُّكُوفِ
وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ
۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الْقَتِيبِيُّ وَشُعَيْبُ
بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَدُوذُ بْنُ زَيْدٍ
وَرُفَيعُ بْنُ خُزَيْمٍ وَأَبْنُ ثُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ
بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ بِيَحْيَى وَابْنِ شَيْبَةَ
عَنِ الزُّعْفَرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
الْإِمَامَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ نَفَسُ رَفْعِ
يَدَيْهِ حَقٌّ يُعَادَى مُكْبَرٌ وَقِيلَ أَرَأَيْتُمْ يَدَا رَفْعِ
مِنَ الزُّكُوفِ وَلَا يَذَرُفُهُمَا تَبَعٌ

۶۶۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ قَالَانَ عَنْ خَدِيجِ بْنِ خَالِشٍ عَنْ سُرَيْبِ
عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ ثُمَيْلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ
اللَّهِ مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دَخَلَ صَلَاةً رَفَعَ
يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَدْرُسُ رُكُوعَهُ
أَنْ يَذْكُرَهُ فَعَلَّ يَحْدُثُ ذَلِكَ قَوْلُهُ رَفَعَ مِنْ زَيْدِ بْنِ
فَعَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ رَفْعُ يَدَيْهِ
السُّجُودِ

۶۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَحْنُ وَ
هُوَ مِنْ ثُمَيْلٍ قَالَ قَالَ لَيْتَ عَنْ عُقَيْلٍ حَدَّثَنِي

نے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہرگز نہیں سنا ہے میری۔ سب سے
بڑے کہ یہ لوگوں کی عادت پر موقوف ہے کیرنگ بہن
کا بدن جاری کرتا ہے اور بعض کا ہکا اور سرگ
ایک آدمی کی طرح نہیں ہوسکتے۔

تکبیر احرام کے ساتھ رکوع میں اور رکعت
سراٹھاتے وقت کندھوں تک رافعین
کرنے کا استحباب

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ
جب نماز شروع کرتے تو بائیں کندھوں تک
بلند کرتے سوا چ رکوع میں جانے سے پہلے
رکوع سے سراٹھاتے وقت اللہ دو سجدوں کے
درمیان رافعین یا ائمہ مذکور نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے
کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے ہاتھ
رافعین کرتے جو تکبیر کے اور اسکا طے دیکھیں
جاسے سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھا کر سر اٹھانا
کرتے اور سجدہ سے سر اٹھا کر رافعین نہیں کرتے
تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے

کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے بائیں ہاتھ
یدین کرتے اور پھر اللہ اکبر کہتے۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَهْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بَنِي سَلَمَةَ
قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَلَا هَمَامًا عَنِ الرَّهْزِيِّ
بِهَذَا الْإِسْتِوَاكِفَاتِ قَالَ بَنِي جَدِّهِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ بِمَشْهُورَةٍ رَفَعَ يَدَيْهِ
حَتَّى تَكُونَ أَحَدُ دُمْنَيْكَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

ابن قہر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالک بن
حورث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے
تو اللہ اکبر کہہ کر رفع یدین کرتے اور جب رکوع میں
جانے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب
رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور انہوں
نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی
طرح کرتے تھے۔

۶۸. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ بَنِي سَلَمَةَ
عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي قَلْبَةَ شَرَّاهُ مَالِكِ بْنِ
أَبِي يُوسُفَ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَإِذَا رَأَى
أَنَّ يَرْكَعَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَإِذَا رَفَعَهُ رَأَى أَنَّهُ مِنَ الْكُفَّاءِ
رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَنَا بَنِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَلَمَةَ كَانَ يَفْعَلُ هَكَذَا.

حضرت مالک بن حورث رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے
تو اٹھتے کہ کافروں کے بائیں ہاتھ کرتے اور جب رکوع
سے سر اٹھاتے تو سمیع اللہ لمن حمد فرماتے اور اسی
طرح رفع یدین کرتے۔

۶۹. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ بَنِي سَلَمَةَ
عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي قَلْبَةَ شَرَّاهُ مَالِكِ بْنِ
أَبِي يُوسُفَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى بَيْتَهُ أَوْ يَسْتَوِي
وَأَذَى رَفَعَهُ رَأَى أَنَّهُ مِنَ الْكُفَّاءِ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ
حَتَّى تَكُونَ أَحَدُ دُمْنَيْكَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے کہا حضرت
مالک بن حورث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں

۷۰. وَحَدَّثَنَا كُثَيْبُ بْنُ مَرْثُومٍ قَالَ سَمِعْتُ
بَنِي سَلَمَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي قَلْبَةَ شَرَّاهُ مَالِكِ بْنِ

تَعْلَمُ زَايَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَعَلًا
حَقِّ تَعَاوُنِي بِهَذَا كَمَا دَسَّ اَكْثَرُ نَفْسِي

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانوں کی دھمک دیا
بلکہ کرتے ہوئے دیکھا۔

علامہ یحییٰ بن شرف لودوی لکھتے ہیں:

رفع یدین کی حکمتیں

امام شافعی نے فرمایا میں رفع یدین اللہ تعالیٰ کا تعظیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیے کرتا ہوں۔ بعض علما نے کہا اس میں اطمینان گزاری کا اظہار ہے اور قیدی جب مغلوب ہو جائے تو اطمینان گزاری کے طور پر اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے۔ بعض نے کہا اس میں نماز کی تنظیم کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا اس میں موردیا کو ترک کرنے اور باطل پر مار مار کر اپنے سب سجاد کی طرف متوجہ ہونے کا اشارہ ہے۔ بعض نے کہا اس میں نماز میں دخل کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا ناگزیر ہونی رفع یدین کرنے سے جاں سے کہ وہ نماز میں شروع ہو گیا ہے۔ بعض نے کہا اس میں شکر سے برکت کا اظہار ہے اور بعض نے کہا کہ رفع یدین مار کی نوعیت ہے۔

علامہ دشتستانی ابی امامی لکھتے ہیں:

رفع یدین کی حد میں مذاہب فقہاء

امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور ان سے ایک طاعت سینہ تک ہاتھ اٹھانے کی ہے۔ وہ ایک روایت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی ہے۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کندھوں کے بالمقابل ہاتھ اٹھائے اس حیثیت سے کہ اس کی انگلیوں کی اطراف کانوں کے اوپر ہی حد کے، انگوٹھا کانوں کے اوپر ہی حد کے، درمختصاں کندھوں کے بالمقابل ہوں۔ علامہ ابن قدام مثیل لکھتے ہیں:

نازہی کو اختیار ہے کہ وہ کانوں کے اوپر ہی حد تک ہاتھ اٹھائے یا کندھوں تک اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ حدیث حدیث ابو جبر اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے۔ اور یہ امام شافعی اور سحاق کا قول ہے اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی حدیث حدیث دامت بن جبر و حدیث مالک بن جبر و حدیث مسدد بن عبد اللہ بن مسدد سے مروی ہے اور بعض علما مثلاً امام اعظم رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں اور امام احمد و میلان پہلی حدیث کی طرف زیادہ سے ترمیم کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ ہاتھ اٹھائے تو انہوں نے کہا کندھوں تک ہاتھ اٹھائے کیونکہ حدیث ابن عمر سے اسی طرح روایت ہے اور جس نے کہا کانوں تک ہاتھ اٹھائے تو وہ بھی سنس ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی حدیث کے زیادہ زیادہ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں اور دوسرا اعلیٰ جہان سے کیونکہ اس کی روایت صحیح صحیح ہے اور

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف لودوی شافعی متوفی ۶۵۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ دارالحدیث بیروت ۱۴۰۵ھ
۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلف دشتستانی ابی امامی متوفی ۸۳۸ھ، اکمل الکمال، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ
۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف لودوی شافعی متوفی ۶۵۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ دارالحدیث بیروت ۱۴۰۵ھ

برکت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک طریقہ پر عمل کیا اور کبھی دوسرے طریقہ پر۔

مافظ المرغیانی حتی یختصی ہیں:

نمازی اپنے انگلیوں کو کانوں کے مقابل تک اٹھائے، ہمارا دلیل حضرت وائل بن حجر، حضرت برادر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو کانوں تک ہاتھوں کو بلند کرتے اور رفع یدین ہرے کو نماز کی خبر دینے کے لیے ہے اور یہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے سے ہو گا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حالت غزیر پر محمول ہے۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے متعلق احادیث اور آثار

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیہ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو آپ نے تکبیر کہی اور ہاتھ بلند کیے۔ ہمارے بیان کیا کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔

عن وائل بن حجر انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوۃ کبر وصف ہما حیال اذنیہ۔

امام احمد روایت کرتے ہیں:

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

عن البراء بن عازب قال، کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیه حتی یکون ابهاما عند اذنیہ۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی متروک اسانید سے روایت کیا ہے اور اس کی بعض اسانید سے روایت ہے آپ صرف پہلی بار رفع یدین کرتے تھے اور بعض اسانید سے یہ روایت ہے پھر نماز کے اختتام تک دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۱۔ مکارموفی الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ منبلی متوفی ۶۲۰ھ، المستخرج ص ۷۸۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۲ھ، ۴۰۱، مطبوعہ مطبعہ محمد علی کاندھار تہذبات کتب کراچی

۳۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۷۵ھ

۴۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۷۵ھ

۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

۶۔ امام علی بن محمد دارقطنی متوفی ۷۲۰ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۲ - ۲۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

اس حدیث کو امام محمد ہی نے بھی روایت کیا ہے۔
امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن انس قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كبر حتى جادى بأبهاميه، أدنيه الحديث.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے تکبیر کہی حتیٰ کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کے بالمقابل تھے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔
حافظ نور الدین البیہقی بیان کرتے ہیں:

عن حميد بن هذال قال: حدثني من سمع الأعرابي قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يصلي قال: رفعه ربه من ركوعه ورفعه كفیه حتى حاذى أذنيه فرفع أذنيه بمكرواه أحد.

حمید بن ہلال کہتے ہیں مجھ سے اس شخص نے مدینہ شریف کی جس نے ایک اعرابی سے سنا، انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے، اس حدیث کو امام محمد نے روایت کیا ہے۔

حضرت محکم بن علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی کثیف ہے۔

عن لحكم بن عمرو قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا إذا قمنا إلى الصلوة: فأرفعوا أيديكم ولا تغالغوا، أدانكم الحديث: رواه الطبراني في الكبير وفيه يحيى بن يعقوب لا سلفي وهو ضعيف.

ہر چند کہ مؤخر الذکر دونوں حدیثیں سند ضعیف ہیں لیکن ہم نے ان کو اس سے درج کیا ہے کہ یہ دوسری احادیث صحیحہ کی سرید ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن فاضل بن حجاج قال: قدمت المدينة

حضرت فاضل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۔ ۲۸۸ بحوالہ ابن حجر عسقلانی، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ مطبعہ مجتہبان پاکستان لاہور

۲۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نشر السنۃ قطن

۳۔ امام ابو نعیم احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۹، مطبوعہ مشرک سنۃ قطن

۴۔ حافظ ابوالحسن علی بن ابی بکر بیہقی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ کتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

۵۔ حافظ ابوالحسن علی بن ابی بکر بیہقی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۱۲

بھی مستحب ہے۔ امام مالک سے بھی ایک ہی روایت ہے۔ امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ اسی سلسلہ میں حضرت ابن عمر سے صحیح بخاری میں حدیث ہے، اور سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے، ابو بکر بن منذر ابوعلی طبری اور بعض محدثین نے کہا ہے کہ سجدہ میں رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے، امام ابو حنیفہ، فقہاء کوفہ اور امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تکبیرہ تحریمہ کے اسی میں رفع یدین کرنا مستحب نہیں ہے، اور اس پر اجماع ہے کہ نماز کے کسی رکن میں بھی رفع یدین واجب نہیں ہے، البتہ داؤد ظاہری سے یہ حکایت ہے کہ تکبیرہ تحریمہ میں رفع یدین واجب ہے۔

علامہ دشتانی بی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ رفع یدین کے محل میں اختلاف ہے، امام مالک سے زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ رفع یدین تکبیرہ تحریمہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیرہ تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے درجہ نہیں کرتے تھے، اور ایک مشہور روایت یہ ہے کہ تکبیرہ تحریمہ کے علاوہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

صرف تکبیرہ الاولیٰ میں رفع یدین کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صرت سات مواضع پر رفع یدین کیا جائے: تکبیرۃ الافتتاح، تکبیرۃ القنوت، تکبیرات البیہدین، وہ چار حج کے مواقع ہیں، تکبیرہ صرفات، تکبیرۃ التیمیم، تکبیرۃ العضا والمردہ اور تکبیرۃ الاستلام، اور جن حدیث میں رکوع اور رکوع کے بعد رفع یدین مذکور ہے وہ اجتہاد پر محمول ہے، اسی طرح حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

امام بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ کہ میں اٹھنے مٹنے، امام اوزاعی نے کہا آپ رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہے؟ امام حنفیہ نے فرمایا کیونکہ اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث منقول نہیں ہے، امام اوزاعی نے کہا یکے نہیں ہے، زہری نے سالم سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح نماز کے وقت رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے، امام ابو حنیفہ نے کہا مجھے حماد نے ابیہم سے انھوں نے طلحہ اور اسود سے انھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ

۱۔ علامہ بخاری، مشرف تعدی تاسی متوفی ۲۵۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸، مطبوعہ دار محمد الحج المذہب کراچی، ۱۳۳ھ

۲۔ علامہ ابوعبید اللہ محمد بن خلفہ دشتانی بی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال، ج ۲ ص ۱۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ مورخ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہایہ اولین ص ۹۲، مطبوعہ کارخانہ محمد علی کراچی

حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف افتتاح نماز کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر بائیں
 رفع یدین نہیں کرتے تھے، امام ابو داؤد نے کہا میں آپ کو از زہبی از سالم از عبد اللہ بن عمر حدیث بیان کرتا ہوں اور
 آپ مجھے از حماد از ابراہیم حدیث بیان کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ نے فرمایا حماد، زمری سے زیادہ فقیہ ہیں اور
 ابراہیم، سالم سے زیادہ فقیہ ہیں، اور علقمہ حضرت ابن عمر سے تفرقہ میں کم نہیں ہیں ہر چند کہ ان کو ثروت صحابیت
 حاصل ہے لیکن اسود کو زیادہ فضیلت حاصل ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود تو وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں، امام
 ابو حنیفہ نے راویوں کے تفرقہ کو ملو اسناد پر ترجیح دی، اور ہمارے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے، اور ہم طحاوی
 اور امام بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر کا طب پہلی تکبیر کے وقت
 رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے اور انہوں نے کہا ابراہیم اور حماد بھی اسی طرح
 کرتے تھے، حاکم نے اس کا سار حوالہ حدیث سے کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد
 رفع یدین کرتے تھے اور امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اس کے
 بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، اور زہبی نے جو روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر سے یہ ہے اور کوثر کے بعد اور کوثر کے بعد رفع یدین کرتے تھے وہ
 حدیث میں حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ بعد رکوع کے بعد رفع یدین منسوخ ہے۔
 رفع یدین کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اور آثار مہاجرین بہت زیادہ ہیں اور امام طحاوی
 وغیرہ نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد ترک رفع یدین اور رفع یدین کرنا
 دونوں امر احادیث اور آثار سے ثابت ہیں اور قارئین کے وقت ترجیح کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمارے نزدیک
 ترجیح ترک رفع یدین کو ہے کیونکہ پہلے نماز میں گفتگو کرنا اور جنس نماز کے علاوہ اہل کرنا مباح تھے، پھر
 ان کو منسوخ کر دیا گیا اس لیے یہ مستحب نہیں ہے کہ تکبیر و تحمید کے علاوہ رفع یدین کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہو،
 اہل قولہ اور شیخ پر ویل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو رکوع کے وقت رفع یدین کرتے
 ہوئے دیکھا تو کہا چھوڑو، یہ وہ کام ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا اور پھر ترک فرما دیا اور حضرت ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے رفع یدین کیا اور آپ نے رفع یدین ترک
 کیا تو ہم نے رفع یدین ترک کر دیا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، مشرہ و مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم
 میں سے کوئی شخص بھی تکبیر و تحمید کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حد رکوع
 کے وقت اور رکوع کے بعد رفع یدین کی روایت سے وہ منسوخ ہے، کیونکہ مجاہد نے کہا میں نے دو سال حضرت
 ابن عمر کی اقتداء میں نماز پڑھی اور میں نے ان کو پہلی تکبیر کے علاوہ کبھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور جب
 راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی روایت ساقط ہو جاتی ہے۔ ۱۱۱

رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کے منسوخ ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

۱۱۱۔ علاء الدین ابن ہمام سنن ۲۶۱، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۱-۲۶۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ مصر

عن جابر بن سمرة قال أخبرني عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما لي راكعاً
دفعني أيدى يديه كأنها أذناب خيل شمس استكثرت
في الصلوة الحديث ۵۰

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف
لائے اور فرمایا کیا وہ ہے کہ میں تم کو سرکش ٹھہروں
کی دھول کی طرح رنغ یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں
نماز سکون کے ساتھ پڑھو۔

اس حدیث کی بعض علماء نے یہ تاویل کی ہے کہ بعض صحابہ نماز کے بعد اقامت سے اشارہ کر کے سلام کرتے تھے
اس حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، یہ تاویل صحیح نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں اس رنغ یدین سے منع کیا گیا ہے
جو نماز میں کیا جانا تھا کیونکہ کنہی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سکون کا حکم دیا ہے، عبد اللہ بن قیس کی روایت میں جو حدیث
بائیں سلام پھیرتے وقت اقامت اٹھا کر اشارہ کرنے سے منع کیا ہے وہ دوسرا واقعہ ہے۔
صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے سے پہلے اور رکوع کے بعد رنغ یدین کرتے تھے، لیکن یہ روایت منسوخ ہے کیونکہ حضرت
ابن عمر خود رنغ یدین نہیں کرتے تھے، اور جب راوی کامل اس کی روایت کے خلاف ہرگز وہ روایت اس کے
تذویک منسوخ قرار دی جاتی ہے۔
امام طحاوی روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر
فلما يكن برفع يديه، لا في التكبيرة الاوى
من الصلوة ۵۱

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر
کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر
میں رنغ یدین کرتے تھے۔

نیز امام بخاری اور امام مسلم کے اسناد، امام حمیدی نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف تکبیرہ تحریرہ کے وقت رنغ یدین کرتے تھے اور رکوع سے پہلے
اور رکوع کے بعد رنغ یدین نہیں کرتے تھے مسند حمیدی ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبہ سلغیہ مدینہ منورہ، مسند حمیدی
— کیا یہ روایت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مشہور روایت جس میں رکوع سے پہلے اور رکوع
کے بعد رنغ یدین کا ذکر ہے پہلے کا واقعہ ہے اور اس حدیث سے منسوخ ہو چکا ہے۔

مکبیرہ تحریرہ کے علاوہ رنغ یدین کے ترک پر فقہاء احناف کی مؤید احادیث اور آثار !!

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:
عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود

علقمة بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود

۵۰۔ امام ابو حسیں مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار الحرمہ، مجمع المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
۵۱۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح صانی الآثار ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانی پاکستان، ۱۴۰۲ھ

الاصلی بکرم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی ذل مرة فذل بو عیسی
حذیث ابن مسعود حدیث حسن وہ یقول غیر واحد
من اهل العلم من صحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین

نے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ
پڑھاؤں؟ پھر انھوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار
رفعی یدین کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود
کی حدیث حسن ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مستند و صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد، امام طحاوی، امام ابن ابی شیبہ، امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور حافظ
ابن شیمہ نے امام ابو یوسف کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔
یہ امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کال اذا افتتح الصلوة رفع یدیه الی خرب
من اذنیہ ثم لا یعود رکع

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا افتتاح
کرتے تو کافوں کے قریب تک اٹھ اٹھاتے تھے
پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

اس حدیث کو امام طحاوی، امام دارقطنی اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔
یہ امام طحاوی روایت کرتے ہیں:

عن الاسود قال رایت عبد بن الخطاب
رضی اللہ عنہ یرفع یدیه فی ذل مرة ثم لا یعود
ورایت ابواھیدم والنسعی یصلان ذلک

اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب
کو دیکھا کہ صرف پہلی بار رفع یدین کرتے تھے پھر
نہیں کرتے تھے، اور ابواھیدم اور نسعی کی گواہی ہے۔

- ۱۔ امام ابویوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۰۹ھ، جامع ترمذی ص ۶۵-۶۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
- ۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن شعث متوفی ۲۰۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مکتبائی پاکستان لاہور، ۱۳۵۰ھ
- ۳۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۰ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۸۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۲ھ
- ۴۔ امام ابوبکر عبد الستار بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۲۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ
- ۵۔ امام عبد الرزاق بن یحییٰ متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۰ھ
- ۶۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۴۵۸ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۲ھ
- ۷۔ امام ابو داؤد سلیمان بن شعث متوفی ۲۰۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مکتبائی پاکستان لاہور، ۱۳۵۰ھ
- ۸۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۰ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۲ھ
- ۹۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۲-۲۹۳، مطبوعہ نشر سنیہ عمان
- ۱۰۔ امام ابوبکر عبد الستار بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۲۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ
- ۱۱۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۰ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۲، مطبوعہ مطبعہ مکتبائی پاکستان لاہور، ۱۳۵۰ھ

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن علقمہ عن عبد اللہ قال: صلیت

مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، معی بکر ومع عمر

رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا یدھما الا عند

لتکبیرۃ الاولى فی فتناہ الصلاۃ۔

علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی یہ سب
نماز کے شروع میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفیع
یدین کرتے تھے۔

امام بیہقی اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں یہ محمد بن جابر کا تفسر ہے اور وہ ضعیف ہے اور حماد کے سوا
دوسرے راوی نے اس کو ابراہیم سے مرسل روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود کا یہ فعل بھی مسلم نے علیہ وسلم تک
مردع نہیں کیا۔

علامہ ابن اسرکالی لکھتے ہیں: امام ابن مدینی نے ذکر کیا ہے کہ اسحاق اپنے سے افضل اور اوثق شیوخ کی
جماعت پر محمد بن جابر کو ترجیح دیتے تھے، ان سے بڑے بڑے ائمہ نے احادیث روایت کی ہیں مثلاً ایوب
ابن یونس، ہشام بن حسان، سفیان اور شعبہ وغیرہم، فلاس نے کہا وہ صدوق ہیں، امام ابن حبان اور حماد بن ابی
سیلمان نے ان کی ثقافت میں داخل کیا ہے بخاری کے سوا ایک جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں
اور یحییٰ قطان، احمد بن محمد، ترمذی نے ان کی ثقہ قرار دیا اور شعبہ نے کہا وہ صدوق ہیں اور جب اصل میں لائن
اور رفع مع الوقت میں تارض ہو تو اصل اور رفع کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے زیادتی کی ہے اور ثقہ کی
زیادتی مقبول ہوتا ہے۔

حافظ ابی ثنی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان اسی صلی اللہ علیہ و

سلم قال لا ترفع الایدی الا فی مبعہ موطن حین

یفتتحہ الصلوۃ وحین یدخل المسجد الحرام فیبصر

ابو البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم

علی المروۃ وحین یقف مع الناس عتیۃ

عرفۃ وبعثہ وبعثہ امین حتی یرمی

الجمار۔ رواہ الطبرانی فی التکبیر والادب

وفی الاستاد الاول محمد بن ابی لیلی وھو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف سات مواقع پر
رفع یدین کیا جائے، نماز کے افتتاح سے وقت جب
مسجد حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ کو دیکھے، جب صفا
پر کھڑا ہو، جب مروہ پر کھڑا ہو، جب میدان عرفات
میں لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو، مزدلفہ میں اور رمی جمار
کے وقت، امام طبرانی نے اس حدیث کو بحکم کبیر اور
بحکم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی پہلی سند میں

۱۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۵، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۲۔ امام ابو بکر احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۸۰-۸۱، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۳۔ علامہ ملاذاد بن علی بن عثمان مارونی الشہیر بابن الزکاء متوفی ۸۲۵ھ، المعجم الصغیر ج ۲ ص ۸۰، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

سَيِّدُ الْحِفْظِ وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ رَحِمَهُ
محمد بن ابی یسار ہے وہ بد حافظ ہے اور اس
کی حدیث حسن ہے۔

حافظ ابی یسار نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر و دونوں کی روایت سے بھی ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔
امام حمید کی روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَصَاةَ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوِ مَنْكِبَيْهِ وَدَاوَدَ بَيْنَ يَرْكَعٍ وَبَعْدَ
مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ يَرْكَعٍ فَلَا يَرْفَعُ وَرَبِّهِ
اسْتَعْدَّتَيْنِ ۚ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے افتتاح
کے وقت کندھوں تک رفع یدین کرتے اور رکوع
کے وقت اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے
تھے اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے
تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَلِيٍّ
كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوْ فَتَحَ لَمَسَاقَ تَمَّ لَا
يَعُودُ ۚ

عن الشعبي أن يار يرفع يديه في
التكبير ثم لا يرفعهما ۚ

عن أبيه أن كان يقول إذا اكبرت
في فاتحة الصلوة فادفع يديك ثم لا ترفعهما
نمياً بقى ۚ

ما حم بن كلب اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ حدیث علی رضی اللہ عنہ افتتاح نماز کے وقت
رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔
شعبی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے
پھر نہیں کرتے تھے۔

ابو اسیم نخعی کہتے ہیں جب تم نماز کے شروع میں
اتہ اکبر کہو تو رفع یدین کرو پھر آلی نماز میں رفع یدین
نہ کرو۔

۱۔ حافظ نور الدین اللہ بن ابی عمر ابی یسار متون ۱۰، مجمع الروا ج ۳ ص ۲۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۳۰۲ھ

۲۔ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳

۳۔ امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متون ۲۲۵، المستدر ج ۱ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الفکر ۱۳۱۶ھ

۴۔ حافظ عبداللہ بن زبیر حمیدی متون ۲۱۹، المستدر ج ۲ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب بیروت

۵۔ امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متون ۲۳۵، المستدر ج ۱ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الفکر ۱۳۰۲ھ

۶۔ المستدر ج ۱ ص ۲۳۷

۷۔ المستدر ج ۱ ص ۲۳۷

میں مذکور ہے کہ مشرہ مشرہ صرف بحکیر الفتح میں رفع یدین کرتے تھے۔ یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن سمیرہ، حضرت بلال بن عاصب، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

حضرت برادر کی حدیث میں یزید کے تغزو اور ضعف کا جواب | ہمارے اصحاب نے حضرت برادر بن مازن رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ناز شروع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہتے تو کانوں کی ٹونک رفع یدین کرتے اور پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ "اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بیہقی شیعہ سے روایت کیا ہے، امام ابو داؤد نے اس پر یہ حوالہ اعلیٰ کیا ہے کہ اس حدیث کو جثیم، خالد اور ابن اوس نے از یزید بن ابی زیاد از عبد الرحمن بن ابی نعیم از راؤرہ سے روایت کیا ہے اور انھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ "آپ پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے" خطابی نے کہا سواشک کے یہ کسی نے نہیں کہا، اللہ نے کہا اس میں یزید متغزو ہے، معاملہ اس حدیث کو برادر سے روایت کیا ہے وہ یہ روایت نہیں کیا کہ پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، ہزار نے کہا یزید کی رفع یدین وہی حدیث میں پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ "صحیح نہیں ہے، عباس دودھ کا نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے یہ صحیح الاسناد نہیں ہے، امام احمد نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے، چلے یزید اس حدیث میں یقظ نہیں کہتا تھا پھر اس کو یہ غلط تفسیر کیے گئے تو کہنے لگے۔

جہاں اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ امام ابو داؤد کے قول کے معارضہ "کامل" میں امام بیہقی کا یہ قول ہے کہ حدیث کو جثیم ترکیب اور ان سے ساتھ ایک حدیث نے یزید سے روایت کیا ہے اور ان سب نے یہ کہا ہے کہ آپ پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ شک ایک اس فقرہ کی زیادتی میں متغزو نہیں ہے، اس جواب سے ظاہر خطابی کا حوالہ اعلیٰ بھی ساقط ہو گیا، اگر یہ کہا جائے کہ یزید ضعیف ہے اور اس کی زیادتی میں متغزو ہے تو میں کہوں گا کہ یہ غلط ہے کیونکہ عیسیٰ بن مہازر حمان نے بھی اس حدیث کو ابن ابی سیسی سے روایت کیا ہے، اسی حدیث امام طحاوی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ شارب ہے کہ یزید کی اس حدیث میں متابعت کی گئی ہے اور وہ متغزو نہیں ہے اور یزید کی لغت لغت ہے، جملی نے کہا وہ جائز حدیث ہے اور یعقوب بن مسعیان سے کہا کہ وہ مقبول القول عدل اور ثقہ ہے، ہم ابو داؤد سے کہا۔ چند کہ اس کے غیر کی حدیث مجھے ریاہ پسند ہے لیکن میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اس کی حدیث کو ترک کیا ہو، اور ابن شاذان سے کتاب الثقة میں لکھا ہے۔ احمد بن صالح نے کہا یزید ثقہ ہے اور جثیم اس پر جرح کرے وہ مجھے پسند نہیں ہے، امام ابن خزیمرہ نے جہنم صحیح میں اس کی حدیث کو روایت کیا ہے، ساجی اور امام ابن جان نے کہا وہ صدوق ہے، امام مسلم نے اس کی حدیث کو روایت کیا ہے، احمد امام بخاری نے اس سے استنباط کیا ہے، اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ یزید نے ایک دفعہ اس حدیث کا بعض حصہ بیان کیا ہو یا اس کو اجازت بیان کیا ہو اور بعد میں اس کو مکمل بیان کر دیا ہو۔

ثبوت رفع یدین کی احادیث ابتداء اسلام کے زمانہ پر محمول ہیں | جن احادیث سے دوسرے ائمہ نے استدلال
 وقت اور رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے وہ ابتداء اسلام پر محمول ہیں بعد میں اس عمل کو منسوخ کر دیا گیا
 اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو کعبہ میں نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے
 اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا ایسا نہ کرو یہ وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے کیا اور پھر اس کو ترک کر دیا اور اس کے منسوخ ہونے کا تاہد اس سے ہوا ہے کہ امام طحاوی
 نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا میں نے حضرت ابن عمر کے چچے نازر بن حنیس سے وہ ستر
 بکیر اول کے وقت رفع یدین کرتے تھے اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے مخالفین
 کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکوت کیونکہ طاؤس نے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رکوع سے پہلے اور
 رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ جو سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر پہلے رفع یدین کرتے
 ہوں اور جب ان کے نزدیک نسخ ثابت ہو گیا تو پھر انہوں نے رفع یدین ترک کر دیا۔

حضرت ابو حمید ساعدی کی روایت سے استدلال کا جواب | اگر مخالف حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث
 سے استدلال کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو کئی سندوں کے ساتھ امام احمد سے روایت کیا ہے اور اس میں رکوع کے
 وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اور جس سند کے ساتھ اس میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ عبدالحمید بن جعفر سے
 روایت ہے اور وہ ضعیف ہے اگر یہ ستر ابن جوہر وہ علم کے رجال میں سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ
 مسلم کے رجال سے ہونا اس کے ضعف کے منافی نہیں ہے اور اگر انہم یہ مان لیں تو یہ حدیث ایک اور وجہ
 سے معمول ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد بن عمر اور ابن عطاء نے اس حدیث کو حضرت ابو حمید سے نہیں سنا اور نہ
 ابو قتادہ وغیرہ نے جن کا ان کے ساتھ ذکر ہے کیونکہ حدیث ابو حمید وید بن یزید بن عبد اللہ کی خلافت میں
 فوت ہو گئی تھی اور اس کی خلافت ایک سو پچیس ہجری میں تھی اسی وجہ سے ابن حزم نے کہا ہے کہ
 عبدالحمید بن جعفر کو محمد بن عمر اور ابن عطاء سے روایت کرنے میں وہم ہے اگر یہ واقعہ اسی ہو کہ امام عینی نے
 کتاب المعرفۃ میں لکھا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے کہ عبدالحمید نے حضرت ابو حمید سے سماع
 کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام شیبہ نے یہ تصریح کی ہے کہ اس نے حضرت ابو حمید سے سماع نہیں کیا
 اور اس باب میں بھی کئی بات حجت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے استدلال کا جواب | اگر مخالف حضرت ابو ہریرہ کی اس روایت سے
 استدلال کرے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو نماز کے افتتاح رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کا جواب یہ ہے
 کہ یہ حدیث اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے اور مخالفین اس کو غیر شایعین میں حجت نہیں مانتے امام نسائی
 نے کہا اسماعیل ضعیف ہے امام ابن حبان نے کہا وہ حدیث میں بہت خطا کرتا تھا اور وہ لائق استدلال نہیں ہے

ہے، امام ابن خزمیہ نے کہا اس سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

حضرت وائل بن حجر کی روایت سے استدلال کا جواب | اگر مخالف حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کریں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی تکبیرہ اولیٰ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو امام ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معارضی وہ حدیث ہے جس کا برابر ہم شخص نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیرہ اولیٰ کے سوا رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت حضرت وائل سے زیادہ مقدم ہے اور وہ آپ کے افضل کن سے زیادہ سمجھتے تھے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند کرتے تھے کہ نماز میں مہاجرین آپ کے قریب میں اور انھیں نماز کو محفوظ رکھیں، اید حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہ کثرت حاضر ہوتے تھے اور حضرت وائل بن حجر مدینہ میں ۹۰ سال ہوئے تھے اور ان دونوں کے اسلام قبول کرنے میں انیس سال کا عرصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ جب مغیرہ نے حضرت وائل کی یہ حدیث بیان کی تو ابراہیم نے کہا اگر حضرت وائل نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے تو حضرت ابن مسعود نے پچاس مرتبہ آپ کو رکوع کے وقت اور اسی کے بعد رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ابراہیم کی روایت متصل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو نہیں پایا حضرت بن مسعود شام میں مدینہ یا کوفہ میں فوت ہو گئے تھے وہ ابراہیم ۵۰ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ امام ابو حبان نے تصدیق کی ہے تو میں کہوں گا کہ ابراہیم کی عادت یہ ہے کہ وہ اس حدیث میں ارسال کرتے ہیں جس کی صحت ان کے نزدیک ثابت ہو اور اس کی بہ کثرت روایات، مول اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک جماعت کی روایت واحد کی روایت سے زیادہ قویٰ اور زیادہ اول ہے۔

حضرت علی کی روایت سے استدلال کا جواب | اگر مخالف حضرت علی کی روایت سے استدلال کرے جس کو سنن اربعہ نے روایت کیا ہے اور اس میں رکوع سے پہلے دو رکوع کے بعد رفع یدین کا ذکر ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی نے اس کے برعکس ترک رفع یدین کی روایات بھی مروی ہیں، امام طحاوی اور امام ابن ابی شیبہ نے غاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نماز کی تکبیر اول میں رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، اور یہ ممکن نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہو اور پھر اس کو ترک کر دیا ہو اس لیے اس کا محمل یہی ہے کہ ان کے نزدیک اس کا فسوت ہونا ثابت ہو گیا تھا، اور غاصم بن کلیب کی روایت امام مسلم کے شریک کے مطابق صحیح ہے۔

نازیں ہاتھ باندھنے کی جگہ میں مذاہب فقہاء | علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد سے یہ روایت ہے کہ دونوں ہاتھ نائف کے نیچے باندھے جائیں، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، ابو بکر، عثمان، اور اسحاق وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ کیونکہ امام ابو داؤد، اور امام احمد نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ سنت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر نائف کے نیچے رکھا جائے اور یہ طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر محمول ہے، اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ نائف کے اوپر باندھے جائیں۔ سعید بن جبیر اور امام شافعی کا یہی قول ہے کیونکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے دونوں ہاتھ ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر سینہ پر باندھے، امام احمد سے تیسری روایت یہ ہے کہ اس میں اختیار ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں اہم مرویات ہیں۔ علامہ دستغالی بی، لکھی لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں ملا کا اختلاف ہے، امام مالک اور مہر کا قول یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے، کیونکہ یہ ڈرلے والے کی صفت ہے۔ امام مالک لیث اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ ہاتھ باندھنا مکروہ ہے، اسی کی وجہ یہ خدشہ ہے کہ کوئی اس کو واجب نہ سمجھ دے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باطن کے خلاف ہے، (یعنی ظاہر خشوع ہے اللہ باطن میں اکثر خشوع نہیں ہوتا) امام مالک نے فرض نازیں میں ہاتھ باندھنے کو مکروہ کہا ہے نہ کہ نفل میں، امام اوزاعی اور فقہاء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ہاتھ باندھنے اور ہاتھ چھوڑنے میں اختیار ہے۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

ہمارا اور مہر کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نائف کے اوپر سینہ پر ہاتھ رکھے جائیں، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، ابواسحاق مروزی، کا مذہب یہ ہے کہ نائف کے نیچے ہاتھ رکھے جائیں، حضرت علی سے یہی مسلک میں دو روایتیں ہیں، امام احمد سے بھی دو روایتیں ہیں، تیسری روایت اختیار کی ہے، امام مالک سے دو روایتیں ہیں ایک یہ ہے کہ سینہ کے اوپر ہاتھ باندھے جائیں، دوسری روایت یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، مہر کا حکم کا مشہور قول یہی ہے۔ علامہ مرفیانی حنبلی لکھتے ہیں:

نازیں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر نائف کے نیچے رکھے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سنت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر نائف کے نیچے رکھے، یہ حدیث امام مالک پر مجتہد ہے کیونکہ ان کا

۱۔ علامہ موفق الدین عبد الستار ابن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المتوفی ۵۲۸ھ - ۲۸۱ھ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۰۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ دستغالی بی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، نکال اکاں المسلم ج ۲ ص ۱۵۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ علامہ یحییٰ بن خضر نووی متوفی ۷۲۷ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار محمد، مجمع المطابع کراچی، ۲۰۰۵ھ

قل اتمہ چھڑنا ہے اور امام شافعی پر حجت ہے کیونکہ ان کا قول سین پر اتمہ باندھنا ہے اور نات کے نیچے اتمہ رکنا تنظیم کے زیادہ قریب ہے۔ ۱۷

نات کے نیچے اتمہ باندھنے کے متعلق احادیث اور آثار | امام احمد روایت کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نازانہ میں سنت یہ ہے کہ تھیلوں کو تھیلوں پر نازانہ کے نیچے رکھا جائے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنة في الصلوة وضع الاكف على الاكف تحت السرة۔ ۱۸

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نازانہ میں سنت یہ ہے کہ دایاں اتمہ بائیں اتمہ پر نازانہ کے نیچے رکھا جائے۔

عن علی رضی اللہ عنہ انه كان يقول ان من سنة الصلوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة۔ ۱۹

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ سنت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ نازانہ میں تھیل کو تھیل پر نازانہ کے نیچے رکھا جائے۔

عن ابو حنیفة ان علیاً قال من السنة وضع الكف على الكف في صلوة تحت السرة۔ ۲۰

برصغیر کے نامہ بین نے سنن ابو داؤد کے نسخوں کے متن میں اسی حدیث کو شامل نہیں کیا البتہ حاشیہ میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن الاثری کے نسخہ ابو داؤد میں ہے۔ ۲۱ امام ابی شعیبہ روایت کرتے ہیں:

علقمة بن وائل بن حنبل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نازانہ میں دایاں اتمہ بائیں اتمہ کے اوپر نازانہ کے نیچے رکھا۔

عن علقمة بن وائل بن حنبل عن ابيه قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة۔ ۲۲

- ۱۷۔ عمار ابو الحسن علی بن ابی الجبر الرضی عن صفی ستونی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ۸۸۵ھ، مطبوعہ دارالحدیث محمد علی گڑھی
- ۱۸۔ امام احمد بن حنبل ستونی ۲۳۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ
- ۱۹۔ امام دارقطنی علی بن عمر ستونی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۸۶، مطبوعہ نشر السنۃ لبنان
- ۲۰۔ امام ابو داؤد سلیمان بن شعث ستونی ۲۰۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۰۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
- ۲۱۔ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ دارالحدیث محمد علی گڑھی
- ۲۲۔ امام ابی الجبر عبد اللہ محمد بن ابی شعیبہ ستونی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۲۰۰۲ھ

ابن عباس نے سینہ پر ہاتھ باندھے، اس روح کے متعلق ابن عدی نے کہا کہ یہ ثابت اور یزید قاضی کے غیر محفوظ احادیث روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے کہا یہ موضوع احادیث روایت کرتا ہے اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ ابن عدی عمر و ثکری نے کہا یہ ثقات سے منکر احادیث روایت کرتا ہے اور یہ سارق الحدیث، الوسی، موصول نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ چہرہ، ربیعہ، یحییٰ نے ابو جہز سے نان کے اور پردہ باندھنے کو نقل کیا ہے، پیراۃ غلط سے ابو جہز کا مذہب نان کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے جیسا کہ ابو عمر نے سند حید کے ساتھ تنبیہ میں اور امام ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بیان کیا ہے۔ ابن معین نے بھی امام بیہقی پر یہ طعن من کیا ہے کہ انہوں نے بغیر سند کے ابو جہز کی طرف یہ کیے منسوب کر دیا۔

ابن حزم نے کہا ہے کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت کیا ہے نان میں نان کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھے جائیں، اور حضرت انس نے کہا میں چیزیں صدق نبوت سے ہیں، بعدی افطار کرنا، دیر سے سحری کرنا اور نان میں نان کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔
خلاصہ یہ ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے والی تمام احادیث سند ضعیف ہیں اور نان کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث میں سے صرف ایک حدیث کی سند کو مار بیہقی نے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ حدیث مستند و اسانید سے ثابت ہے اس لیے یہ حدیث راجح ہے بز فقہاء۔ احناف نے دونوں حدیثوں پر عمل کیا ہے مردوں کے حق میں نان کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ اس میں زیادہ ادب اور زیادہ تفریق و تامل ہے اور مردوں کے حق میں سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ مردوں کے لیے اس میں زیادہ ستر ہے۔

رکوع سے اٹھنے کے علاوہ ہر دفعہ اٹھتے
وقت اور جھکتے وقت تکبیر کا ثبوت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجِلَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَلَا تَأْكُلُوا ذَاكُمْ ذِكْرًا وَلَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ سِتْرُكُمْ ۚ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو نماز پڑھ کر دکھائی جس میں سر بارہ جب جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو احوال سے کہا کہ تم میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتا تو سر سے

۴۴۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ قَاتِلَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجِلَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَلَا تَأْكُلُوا ذَاكُمْ ذِكْرًا وَلَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ سِتْرُكُمْ ۚ

۴۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَايِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجِلَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَلَا تَأْكُلُوا ذَاكُمْ ذِكْرًا وَلَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ سِتْرُكُمْ ۚ

۴۴۱۔ علامہ علاء الدین بن علی بن حسان مار وریخہ الشہیرہ جامعہ کئی مرتبہ ۸۲۵ھ ہجری الفتح ج ۲ ص ۳۲ مطبوعہ مصر

آبِی بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ
إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ
رَأْسَهُ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ
صُلْبَهُ مِنْ لُكْبِهِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا
وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا
ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ
يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ
مِثْلَ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَفْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ
حِينَ يَقُومُ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْجُزْأَيْنِ ثُمَّ
يَقُولُ أَتُوعِيزُكَ رَبِّي لَا تُشَبِّهْكُمْ صَلَاةَ يَرْسُوبٍ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کرتے تو پہلے قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر کھڑے
وقت تکبیر کہتے رکوع سے کھڑے ہوتے وقت
فرماتے سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَہ، اور جب سیدھے کھڑے
ہوتے تو فرماتے ربنا دلک الحمد پھر سجدہ میں جاتے
وقت تکبیر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر
کہتے پھر سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدہ
سے اٹھتے وقت تکبیر کہتے پھر تمام رکعات میں اسی طرح
کرتے تھے کہ نماز پوری ہو جاتی۔

دوسرے کے بعد جب تشہد سے
فارغ ہوتے تھے اللہ اکبر کہہ کر اٹھتے، حضرت ابو ہریرہ
بیان فرماتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناجات میں نماز پڑھتا ہوں۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ رَوَى
مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَفِيْبِ بْنِ يَسَافٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ
يَقُومُ بِحَتْلٍ حَدَّثَنِي أَبُو جَرِيرٍ وَنُظَيْرُهُ كُتِبَ
قَوْلُ آبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے
قیام فرماتے تھے کہ کہہ کر اٹھتے، باقی حدیث مثل سابق ہی
لیکن اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ کا یہ قول نہیں
ہے کہ میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے مناجات میں نماز پڑھتا ہوں۔

۴۴۔ وَحَدَّثَنِي حُزَيْمَةُ بْنُ يَعْقِبٍ قَالَ رَوَى
وَهْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَتْمِيمٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ يَقُولُ
كَانَ حِينَ يَسْتَحْبِلُ مَرْدُونًا عَلَى الْمَدِينَةِ وَقَامَ
لِلصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ قَدْرَ ثَلَاثِينَ حَتَّى إِذَا
جُزِئَ فِي حَيْثُ بَيْنَهُ قَرَأَ أَمَّا هَاوَسَلَهُ أَفْئِدَ
عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ ذَلِكَ فِي نَفْسِي سُبْحَانَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب مردان
مدینہ کا نام باکریا تو پھر نماز کے قیام کے وقت کہہ کر اٹھتے
باقی حدیث مثل سابق سے اور نماز پوری کر کے
بعد اہل مسجد سے مخاطب ہو کر کہتے کہ بخدا میں تم سب
سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناجات
نماز پڑھتا ہوں۔

لَا شَبَّهَكَ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۴۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهْرَانَ الزَّائِرِيُّ قَالَ
 سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَوةِ النَّبِيِّ
 أَتَى فِي كَيْفِيَّةِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ
 يُكَيِّدُ فِي الصَّلَوةِ كُلَّ مَرَّةٍ وَوَصَّاهُ فَقَعْدَ بَابِ
 هُرَيْرَةَ مَا هَكَذَا الشَّكِيُّ فَقَالَ إِنَّهُ لَصَلَاةُ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 نماز کے تمام احوالات میں اللہ اکبر کہتے تھے کہ
 ابو ہریرہ سے پوچھا اسے ابو ہریرہ یہ کبھی تکبیر
 میں ۶ اُٹھوں نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نماز ہے۔

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا يَعْقُوبَ
 يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ هِنْدٍ عَنْ
 هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُكَيِّدُ كُلَّمَا خَلَعَ رِجْلَهُ وَيُحَدِّثُ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْعَدُ
 ذَلِكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام احوالات
 میں تکبیر اور حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ وَخَلْفُ سُوَيْدِ بْنِ
 جَسَاءٍ حَيْثُ هُوَ حَقَّاقٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ
 يَقُولُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ
 هَنْبَلٍ أَنَّ أَوْسَمَ بْنَ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ
 أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ أَرَادَ أَنْ يَخْبُرَ بِرَأْيِهِ فِيهِ
 كَيْفَ كَانَ يَقْعُقُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ثُمَّ قَعَقَ اسْتَرْجَ
 مِنْ الصَّلَوةِ فَدَسَّ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ
 صَلَّيْتُ بِهَا هَذِهِ الصَّلَاةَ مَسْرُوعًا مَسْرُوعًا وَفَرَّقَ
 ذَاتِي هَذِهِ الصَّلَاةَ صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مطرف کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ بن مسعود
 سے حدیث سنی ہے۔ یہاں علی رضی اللہ عنہ کی اللہ اوہین
 نماز پڑھی وہ جب بھوکے تھے تو تکبیر کہتے جب
 بھر سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے وہ جب دو رکعت
 کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ مطرف کہتے ہیں
 جب وہ نماز سے فارغ ہوئے کہ وہ کہتے ہیں ہاں
 بڑا درد کا تھا کہ میں نے کہا یہاں علی رضی اللہ عنہ
 کی نماز پڑھنا تھا یہاں کہ انہوں نے مجھے یہ حکم مل گیا
 علیہ وسلم کی نماز پڑھنا۔

نماز کی تکبیرات میں مذہب تم

نماز کی تکبیرات میں مذہب تم

وَمَا تَبَكَ فَكَيِّدَ۔ رَدِّتُ
 اور نماز کی باتی تکبیرات سنت میں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام کو ماریاں تھیں تو
 تکبیر پڑھنے کے بعد وہاں تکبیرات کا ذکر نہیں فرمایا۔
 امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تکبیر تحریر واجب ہے اور ان کی تکبیرات سنت میں۔ اور امام احمد
 بن حنبل کے نزدیک تمام تکبیرات واجب ہیں۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۲۹) فروق علی تہجہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۹
 اکمال المسلم ج ۲ ص ۱۴۶

یہ سب باتیں یہاں لکھی ہیں کہ ابھی اللہ اکبر ہو۔
 اور نماز کی باتی تکبیرات سنت میں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام کو ماریاں تھیں تو
 تکبیر پڑھنے کے بعد وہاں تکبیرات کا ذکر نہیں فرمایا۔
 امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تکبیر تحریر واجب ہے اور ان کی تکبیرات سنت میں۔ اور امام احمد
 بن حنبل کے نزدیک تمام تکبیرات واجب ہیں۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۲۹) فروق علی تہجہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۹
 اکمال المسلم ج ۲ ص ۱۴۶

اس حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اٹھتے تو سمیع اللہ من حمد اور ربنالک الحمد کہتے۔ احناف کے نزدیک یہ حدیث تنہا ناز پڑھنے پر محمول ہے شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ امام ہو یا مقتدی، اکیلہ ناز پڑھے یا باجماعت ہر حال میں رکوع سے اٹھتے وقت یہ دونوں کلمات کہنے لازم فردی نے اس حدیث سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت برومیریہ نے یہ ناز تنہا پڑھا تھا، اس کے برخلاف احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر تنہا ناز پڑھے تو رکوع سے اٹھتے وقت دونوں کلمات کہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ اور اگر باجماعت ناز پڑھے تو امام صرف سمیع اللہ من حمد کہے اور مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے۔ کیونکہ امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت برومیریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ان الامام سمیع اللہ من حمد و ربنالک الحمد فردی"۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمیع اللہ من حمد کہے تو ربنالک الحمد کہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کی صورت میں امام صرف سمیع اللہ من حمد کہے اور مقتدی صرف ربنالک الحمد کہے۔ یہی احناف کا مسلک ہے اور جب کوئی شخص اکیلہ ناز پڑھے تو رکوع سے اٹھ کر سمیع اللہ من حمد اور ربنالک الحمد دونوں کلمات کہے جیسا کہ مسلم شریف کی اس حدیث مذکور میں ہے۔ وہی فقہاء احناف کا مسلک ہے جس کی طرف یہ ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو گیا بخلاف شافعیہ کے، کیونکہ ان کے مسلک کی بنا پر جامع ترمذی کی حدیث کی مخالفت لازم آئے گی۔

بَابُ دُجُوبِ قِرَاءَةِ الْقَائِمَةِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ وَ
 أَنَّهُ إِذَا كَرَّمَ يَحْسِنُ الْقَائِمَةَ وَلَا أَمَّكَتْ
 تَعْلَمَهَا قَرَأَ مَا تَبَسَّرَ لَهَا غَيْرَهَا
 سرکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا جو ب
 اور جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو اس کو
 قرآن مجید کی جو آیات یاد ہوں ان کو پڑھے

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرُهُ
 الشَّافِعِيُّ عَنْ سُرَّجٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمٍ
 قَالَ أَبُو بَكْرٍ تَمَّ سَفِيَانُ بْنُ شَيْبَةَ عَيْنُ سُرَّجٍ عَنْ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِيعٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ لُقْمَانَ
 يَنْدَعُ بِهِ إِشِيءَ مَتَّى لَقِيَ قَلْبَهُ وَسَلَّذَ لَا صَلَافَ لَا
 يَمَنْ يَقْرَأُ بِهَا يَحْزَنُ الْكِتَابُ
 حضرت عباد بن حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو ناسخہ کامل نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ هِرَاقَةَ بْنِ زَيْدٍ
 عَنْ يُونُسَ بْنِ حَزْمَةَ عَنْ يَحْيَى قَالَ
 أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ
 حضرت عباد بن حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناسخہ کامل نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

نہ پڑھے۔

يَتَهَابُ قَالَ اخْبِرْنِي بِمَعْمُودَيْنِ اَوْ بِمِيعَةٍ عَنْ
 هَبَادَةَ بَنِي الْعَنَابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةٌ يَسْتَنْ تَعْرِفُ قَوْلَ يَأْمُ الْقُرْآنِ .
 ۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَحْلُوًا قَالَ قَالَ
 قَائِلُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَأْيُ عَنْ
 صَلَاحٍ عَنْ أَبِي يَتَهَابٍ أَنَّ مَعْمُودَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ
 الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 قَبْلِهِ مِنْ يَتَهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَبْدَةَ بْنَ الصَّامِتِ
 أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا صَلَوَةَ يَسْتَنْ تَعْرِفُ إِلَّا بِمِيعَةٍ .
 ۸۱۔ وَحَدَّثَنَا الْكَافِرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرُهُ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَفَعَهُ يَوْمَئِذٍ مَعَهُ فِي الْوُجْهِ فِي

حضرت عبود بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس
 شخص کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو ام القرآن (سورۃ
 فاتحہ) نہ پڑھے۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ بیان
 فرمایا کہ اس سند سے بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے
 نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) کو نہ
 پڑھا تو اس کی نماز ناقص ہے یہ کلمہ آپ نے تین
 بار کہا اور فرمایا کہ وہ نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا اس وقت ہر امام کی قنڈ
 میں نماز پڑھتے میں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 نے جواب دیا: سورۃ فاتحہ کے سوا کسی اور کلمہ
 کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے
 کہ میرے امیر میرے بندہ کے درمیان مکمل
 (سورۃ فاتحہ) کے دو حصہ کر دیے گئے اور
 میرا بندہ جو مانگے گا وہ اس کو ملے گا جب بندہ
 کتاب ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے میرے بندے میری حمد کہ جب وہ
 کتاب ہے بحسن الرحیم تو اللہ عزوجل فرماتا ہے

۸۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَحْلُوًا عَنْ
 أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ
 عَنْ أَبِي يَتَهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِمِيعَةٍ الْقُرْآنِ
 فَهِيَ جَدَّةٌ ثَلَاثٌ غَيْرُ شَيْءٍ يَفِيدُ بِهَا يَوْمَئِذٍ
 إِذَا كُنْتُ وَمَا كُنْتُ فِيهَا فَكَانَ قَدْ رَفَعَهُ لِيَسْأَلَ
 فَإِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قُتِبَ عَبْدِي بِمِيعَةٍ وَبِئْسَ
 عَبْدِي بِمِيعَةٍ وَيَعْبُدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ لَعَنَ
 اللَّهُ عَبْدِي وَبِئْسَ عَبْدِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ
 عَبْدِي وَإِذَا قَالَ لَعَنَ لَعَنَ لَعَنَ لَعَنَ لَعَنَ
 جَلَّ ثَنَا عَنِّي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَا يَكُ يَوْمَئِذٍ
 قَالَ مَجْدِي عَبْدِي وَقَالَ مَجْدِي قَوْلِي عَبْدِي
 قَوْلِي قَالَ يَا لَكَ تَعْبُدِي مَا سَأَلَ لَعَنَ لَعَنَ
 بِيَوْمِي وَمِنْ عَبْدِي وَيَعْبُدِي مَا سَأَلَ قَوْلِي
 إِلَهِي وَالْقُرْآنُ لَعَنَ لَعَنَ لَعَنَ لَعَنَ

عَلَيْهِمْ غَيْرُ لَمْ يَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَلَا لَمْ يَضْرِبْنَ.
قَالَ هَذَا الْعَبْدُ فِي وَدَّعْبُدِي مَا سَأَلَ قَالَ
سُفْيَانُ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ يَحْيَى وَخَلَّتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مَدِينَةُ فِي
بَيْتِهِ فَسَأَلَتْهُ كَأَنَّ عَنْهُ.

میرے بندہ نے میری تعریف کی، جب وہ کہتا
ہے مالت یوم مدین قرآن تالی فرما کہ
میرے بندہ نے میری تعظیم کی اور ایک بار فرمایا
بندہ نے اپنے آپ کو مجھے کوپا اور جب وہ کہتا
ہے ہاں عبادت کیا نہ مستعین قرآن تالی
فرما کہ یہ میرے اور میرے بندہ کے بھیمان
سب اور میرا بندہ جہان گئے گا وہ اس کو ملے گا اور
جب وہ کہتا ہے اھو نصر اھو المستقیم صراط اللہ
اھو عیہ عید لمعصوب علیہم ولا یضرب
ماتہ تالی فرماتا ہے یہ میرے بندہ کے لیے سب
اور میرا بندہ جہان گئے گا وہ اس کو ملے گا
امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَدِينِ
بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ نَعْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَمِيعِ
أَبَا سَعْدٍ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زَمْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ
بَاهُ يَزِيدَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۸۴۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ قَالَ تَأْتِنِي حَدِيثِي قَالَ أَخْبَرَنِي نَعْلَانُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى
بَنِي عَبِيدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَمْرَةَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ
سَمِيعَ بْنَ هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً ثُمَّ يَقْرَأَ فِيهَا بِأَرْبَعِ
الْفَرَاغِ بِمِثْلِ حَبِيبَاتِ سُفْيَانَ وَفِي حَدِيثِهِمَا
قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ
عَبْدِي يَصِفَانِ فَيُصَفُّهُمَا فِي وَدَّعْبُدِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
نے نماز پڑھی وہ اللہ کے ان کو نہ پڑھا، بات
حدیث مثل سابق سب اور یہ فرمایا کہ نماز میرے
اور میرے بندہ کے درمیان آدھی دھاری ہے
نصف میرے لیے سب در نصف میرے
بندے کے لیے۔

۸۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرٍ الْبَغْدَادِيُّ
قَالَ قَالَ النَّصْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ تَأْتِنِي
قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
وَكَلَامًا جَلِيلًا فِي بَيْتِهِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
شخص نے نماز پڑھی اور ام القرآن (سورۃ فاتحہ)
کو نہ پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز
ناقص ہے۔

لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَبُخِيَ خَدَّاهُ بِقَوْلِهَا قُلَامٌ بِعَشْرٍ حَدِيثُهُمْ -

۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ تَابُوا سَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْقَيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَبُخِيَ خَدَّاهُ بِقَوْلِهَا قُلَامٌ بِعَشْرٍ حَدِيثُهُمْ -

۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ تَابُوا سَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْقَيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَبُخِيَ خَدَّاهُ بِقَوْلِهَا قُلَامٌ بِعَشْرٍ حَدِيثُهُمْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نماز قرآن پڑھنے کے بغیر نہیں مگر جس نماز میں آپ نے قرآن بلند کرنے سے پڑھا اس میں ہم نے بھی بلند کرنے سے پڑھا کہ سنایا اللہ جس نماز میں آپ نے چپکے چپکے پڑھا قرآن میں بھی میں چپکے چپکے پڑھا۔

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز میں قسمیں پڑھا جاتے ہیں جس نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن بلند کرنے میں ہم نے بھی بلند کرنے میں، اور جب نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آہستہ قرآن کیا، ہم بھی آہستہ آہستہ قرآن کرتے ہیں، ایک شخص نے پوچھا اگر میں سورۃ فاتحہ پر زیادتی کر دوں تو کیا حکم ہے، فرمایا اگر زیادتی کرے تو بہتر سے وہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا کافی ہے۔

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نماز میں قرآن پڑھا جائے گا جن نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا، ہم نے بھی قرآن پڑھا، قرآن سناتے ہیں اور جب نمازوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ پڑھتے ہیں جس کے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی دو اس کے سے کافی ہے اور اس سے ان سے زیادہ بہتر وہ افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے ایک آدمی (اعرابی) نے اگر نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر سلام عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں مگر

۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ تَابُوا سَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْقَيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَبُخِيَ خَدَّاهُ بِقَوْلِهَا قُلَامٌ بِعَشْرٍ حَدِيثُهُمْ -

۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ تَابُوا سَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْقَيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَبُخِيَ خَدَّاهُ بِقَوْلِهَا قُلَامٌ بِعَشْرٍ حَدِيثُهُمْ -

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ
 تَهْتَضِلُ فَارْجِعْ رُجُوعًا فَصَلِّ كَمَا كَانَ صَلَاتِي
 ثُمَّ خَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَعَلَيْكَ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
 ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَقَّ نَعْرِ دِينِكَ
 لَمْ تَرَ مَا رَأَيْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي يُعْتَدُّ
 بِالْحَقِّ مَا أُخِرْتُ عَنْ هَذَا عِلْمِي قَاتِلًا إِذَا
 قُتِلْتُ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَثُرَتْ ثُمَّ أَقْرَأَ مَا يُتَشَرَّعُ
 مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ
 رَأْسُكَ ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَدَمَاكَ ثُمَّ
 اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى
 تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ نَعَسَ فِيكَ فِي صَدْرِكَ
 كُلَّهُ

٤٩. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَا أَبُو سَامَةَ وَكَانَ ابْنُ شَيْبَةَ عَنْ
ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ شَيْبَةَ عَنْ
ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
فَضَّلِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
بَاجِيَةٍ وَنَاقِ الْوَلَدِ يَمْتَلِكُ هَذِهِ الْبَضْعَةَ وَنَادَى
فِيهِ إِذَا قُبِلَ إِلَى الصَّلَاةِ فَدَعَا بِسُورَةِ
الْمُتَقِيلِ الْقَبِيلَةِ فَكَثُرَ

قرآن خلف الامام میں فقہاء و شافعیہ کا نظریہ | حدیث نمبر ۱۰۰ میں ہے۔ جو شخص سوئے فائتہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

فناں در عالم منتیں مرقی ۔

علاء الدین یحییٰ بن شرف نروسی شافعی لکھتے ہیں :

اس حدیث سے نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرات کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور اس سورت کا نماز میں پڑھنا متعین ہے، اس کے سوا کوئی دوسری سورت اس سے کفایت نہیں کرتی، لہذا یہ کہ کوئی شخص اس کی قرات سے عاجز ہو، یہ امام مالک، امام شافعی، جمہور فقہاء، صحابہ، تابعین اور بعد کے علماء کا مذہب ہے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ایک قبیل جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا پڑھنا واجب ہے، نیز مکرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کچھ تم آسانی سے

پڑھ سکودہ پڑھو (علامہ نووی نے یہ صحیح نہیں لکھا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے کیونکہ فرضیت قطع الثبوت اور قطع الدلالة دین سے حاصل ہوتی ہے اور اس حدیث کی بناء پر امام ابوحنیفہ نے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں، امام اہلکلام مذہب میں ان شاء اللہ عنقریب بیان کیے گئے۔
 علامہ رسول سیدی غفرلہ، اندھجور کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ام القرآن (سورۃ فاتحہ) کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی" اگر انھوں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی تو یہ غلات ظاہر سے (جگہ ہی ظاہر سے کیونکہ اس باب کی حدیث نمبر ۸۸) میں ہے جس نے سورۃ فاتحہ کو نہیں پڑھا اس کی نماز ناقص ہے، یہ کلمہ آپ نے نہیں مارا، اور ناقص کے مقابلہ میں کامل سے، اگر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ فرماتے جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز باطل ہے، علامہ رسول سیدی غفرلہ، اور اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث سے ہوتی ہے وہ نماز کافی میں ہوتی جس میں سورۃ فاتحہ کی قرأت نہ کی جائے اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ابوہریرہ بن حبیب نے بھی بیان کیا ہے، اور جس حدیث میں سے جو کچھ تم آسانی سے پڑھ سکو دو پڑھو، وہ سورۃ فاتحہ پڑھنے پر مجبور ہے کیونکہ اس کا پڑھنا آسان ہے، یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مفظہ صا ہے جو عام ہے سیدی غفرلہ)۔

اس حدیث میں امام شافعی اور ن کے موافقیں کے مذہب پر دلیل سب جویہ کہتے ہیں کہ امام مقتدی اور متغیر سب پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے کسی نے کہا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کیا کریں باحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورۃ فاتحہ کو دل میں پڑھو اس کا معنی ہے اس کو چپ چپکے پڑھو جس کو تخریض اور بعض ماکینہ پریم نے جو اس کا یہ عمل بیان کیا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے معانی میں تدبر کرو یہ غیر مقبول ہے، کیونکہ قرأت کا، اللہ تعالیٰ صرف زبان کی اس حرکت پر مؤثر ہے جو سنائی دے، اس وجہ سے اس پر اتفاق ہے کہ جہنی اور ماضی اگر زبان کی حرکت کے بغیر قرآن مجید کے معانی میں تدبر کریں تو اس پر قرأت کا، اللہ تعالیٰ نہیں مہربان ہے۔
 علامہ نووی کا یہ جواب صحیح نہیں ہے، زبان کی جو حرکت سنائی دے، وہ ہمیشہ بازو سے دو قرأت لفظی سے قرأت نفسی نہیں ہے، قرأت نفسی کا معنی یہی ہے کہ الفاظ کے معانی میں تدبر کیا جائے جیسا کہ علامہ نووی نے بعض ماکینہ سے نقل کیا ہے، اور اگر معنی قرآن کے معنی میں تدبر کرے تو اس کو قرأت نفسی کہہ سکتے ہیں۔

علامہ ابن قدامہ منبلی لکھتے ہیں:

قرأت خلف الامام میں فقہاء حنفیہ کا نظریہ صحیح مذہب یہ ہے کہ حرکت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، یہ امام مالک، امام ابوہریرہ اور امام شافعی کا مذہب ہے امام احمد سے ایک روایت

یہ ہے کہ نماز کی صرف دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، غنمی، غزالی اور امام ابو حنیفہ سے بھی یہی طرح روایت ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور دوسری دو رکعتوں میں تسبیح کرو، نیز اگر باقی رکعات میں قرأت واجب ہو تو تو جہری غزالیوں میں ان میں جہر سے قرأت واجب ہو تو حسن جہری سے روایت ہے کہ اگر ایک رکعت میں بھی قرأت کر لی — تو کافی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فاقرءوا مما تيسر من القرآن۔ (مزل، ۲۰) قرآن سے جتنا تم پر آسان ہو پڑھ لیا کرو۔

اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر تین رکعات میں قرأت کر لی تو کافی ہے کیونکہ وہ نماز کا اکثر حصہ ہیں، جہری و ذہلی یہ ہے کہ اور بخاری اور امام شافعی نے روایت کیا ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں زیادہ قرأت کرتے اور دوسری میں کم، اور کبھی ہم کو قرأت سناتے تھے، اور دوسری دو رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے، نیز امام بخاری اور امام مسلم کی روایت میں ہے: اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم سمجھو نماز پڑھتے ہو، یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص — رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے اس کی نماز مکمل نہیں ہوتی، اور حضرت ابو سعید اور حضرت عبادہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کو پڑھیں، نیز جس شخص نے بھی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تھی اس کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی پہلی رکعت سکھائی تو اس کو زیادہ رکعات اس طرح پڑھو اور یہ حکم تمام رکعات میں قرأت کو بھی شامل ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت نماز پڑھی اور اس میں قرأت نہیں کی تو اس کی یہ نماز صحت امام کے پیچھے ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے، بعد ازیں اس حدیث کو امام مالک نے غلطیوں سے روایت کیا ہے، اور اس سے پہلے جو حضرت علی کا اثر بیان کیا گیا ہے اس کی سند میں عارضہ ہے اور اس کو شعبی نے کذاب کہا ہے، نیز حضرت عمر و حضرت جابر سے اس کی مخالفت کا ہے۔

نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام کے لیے مستحب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد کچھ دیر خاموشی سے اور اگر دیکھے کہ اس وقت میں مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ لیں تاکہ مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھنے میں امام کے ساتھ کھینچ سکیں، اگر امام اذاعی، امام شافعی اور اسحاق کا مذہب ہے، امام مالک اور اصحاب طائفہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، چنانچہ دلیل یہ ہے کہ امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعتیں پڑھیں، ایک سکتہ عجیبہ تحریر کے بعد اور ایک سکتہ عید مغنوب علیہم ولا الصالحین۔ کہ قرأت کے بعد عمران نے اس کا انکار کیا اور ان دونوں نے حضرت ابی بن کعب

کہ خود کئی اہل حق نے جواب دیا کہ تم یہ نہ بیٹھ سکتے ہو۔ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہا: امام کے بیٹھنے کے لئے
ہی ان میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کو فضیلت جانو، ایک سکتے نماز کے شروع کے وقت ہے اور ایک سکتے جب
دو دو سالہ کہے، غرض یہی نہیں کہ میں امام کے ان دو سکتوں کو فضیلت جانتا ہوں جب وہ غیر معصوم
عظیم درجہ والے ہوں۔ لہذا اسے قرأت سورۃ فاتحہ پڑھ لیتا ہوں اور جب وہ سورت ختم کرتا ہے
تو میں رکوع سے پہلے قرأت کر لیتا ہوں یہ روایات میں پر دلالت کرتی ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا
ان کے نزدیک معروف تھا۔

علامہ دمشقانی اہل مالکی کہتے ہیں:

قرأت خلف امام میں فقہاء مالکیہ کا منظر یہ | قاضی امام مالک نے بیان کیا ہے کہ اشعوبہ مالکی
بن زبیب باقی اور کوفیوں کا قول یہ ہے کہ امام کے پیچھے کس حال میں قرأت نہ کی جائے۔ صحیح مسلم میں حضرت
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نہ ناقص ہے نہ اسے کہنا یا کہ پڑھنا وقت امام
کے پیچھے ہوتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ نے کہا اس وقت اسے دل میں پڑھو اس حدیث کا معنی یہ ہے
کہ جب امام قرأت کرے تو اس کے معانی میں تدبر کرو تا بعین کی ایک جا مدت کا یہ قول ہے کہ امام کے پیچھے
کس حال میں قرأت نہ کی جائے وہ ہونے میں کہ سرت سرٹ ہونے یا نہیں اور خود کو کہیں نہ کہے اور نہ کہے خود
کو نہ بپا اس نے اچا کیا امام مالک و مالک کے امام صاحب اور بہت سے متقدمین نے یہ کہا ہے مقتدین امام
سے ساتھ قری نمازوں میں پڑھے اور جہری نمازوں میں نہ پڑھے امام احمد نے یہ کہا ہے کہ امام کے پیچھے نہ
اد جہری دونوں نمازوں میں سورۃ فاتحہ پڑھے امام شافعی کے امام میں کہیں توں میں ایک قول کہ قرآن شافع ہے
ایک قول امام احمد کہ مثل ہے اور ایک قول جہور صحابہ و تابعین نہیں ہے امام احمد اور داؤد غامری کے نزدیک
سورۃ فاتحہ کا یہ نمازوں میں پڑھنا قرآن سے بہت سے نزدیک میں میں قنوت ہے ایک قول سنت سے
اور ایک قول سنن ہے۔

علامہ غیبی نے ان کے بیان:

قرأت خلف امام میں فقہاء احناف کا منظر یہ | فقہ حنفی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے جو مالکی
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص کا امام معروف اور قنوت میں قنوت سے اس میں ہوتا ہے
وہ حاکم ہے اور اس پر صحابہ و تابعین سے یہ رکن اور در مقتدی دونوں سے یہ بیان مشہور ہے لیکن مقتدی کا امام یہ
ہے کہ وہ غامری نہیں ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب امام قرأت کرے تو غامری نہ پڑھے
محمد سے ایک روایت یہ ہے کہ قنوت قرأت کرنا مستحسن ہے اور امام بر حنیفہ اور ابو ہریرہ کے نزدیک
امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے کیونکہ میں پر وعید ہے۔

تہ مدار مفتی لدیں محمد بن احمد بن قمر غیبی متوفی ۶۶۰ھ، الفاتی ج ۱، ص ۹۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۵ ص ۲۵
تہ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن قمر دمشقانی اہل مالکی متوفی ۶۶۸ھ، ایک ایک ص ۲۵، ج ۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۵ ص ۲۵

اللہ عزہ نے کبھی پر رواقعہ بیان کیا اور کبھی صرف اس کا حکم بیان کر دیا اور کبھی امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت کو بیان کیا۔

اس حدیث کے معانی یہ روایت سے مجھ سے قرآن کیوں کہیں یا ہمارا ہاتھ اگر کسی مقتدی نے ضرور قرآن پڑھنا ہو تو وہ صحت سورہ فاتحہ پڑھے اسی طرح امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت عبود بن ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا تو آپ پر قرآن پڑھنا شروع ہوا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: شاید تم اپنے امام کے پیچھے قرآن پڑھ رہے تھے یا تم نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: سورہ فاتحہ کے اس حوالہ کو کہ جو سورہ فاتحہ سے پیشے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے اس کی سند زیادہ قوی ہے اور اس میں ممانعت کلی الاطلاق ہے اس لیے قوت سند اور عموم کی وجہ سے وہ حدیث ان عوارض پر مقدم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دیگر عوارض سے مزید ہے، مگر چونکہ ان کی ساریہ ضعیف ہیں اور صحابہ کے مذاہب سے بھی مزید سے حتیٰ کہ صاحب ہدیہ نے یہ کہا کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر اجماع صحابہ ہے وہاں حدیث حسب ذیل میں:

۱۔ امام مالک نے بنی موطائیں از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا: جب تم میں سے کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت میں سے لیے کافی ہے اور جب وہ تنہا نماز پڑھے تو قرأت کرے، اور حضرت بن عمر امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

۲۔ امام دارقطنی نے اس حدیث کو مذکور بیان کیا ہے اور یہ کہا اس کا مرفوع مونا روای کا وہی ہے لیکن یہ حکم مرفوع ہے کیونکہ حضرت بن عمر کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع پر محمول ہے۔

۳۔ امام ابن عدی نے کمال میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شخص کا امام مروتہ امام کی قرأت اس شخص کی قرأت ہے اس حدیث کی سند میں اسحاق بن عقیق راوی سے اس کا کوئی متابیع نہیں ہے۔

امام ابن عدی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے، بلکہ اسماعیل کا متابیع سے نفی بن عبد اللہ، امام طبرانی نے مجمع وسط میں نفی بن عبد اللہ زحمن اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حسن سے سند و متناہی روایت سے امام طبرانی نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے بیان اس میں کلام ہے۔

۴۔ امام اطحاوی نے شرح معانی الآثار میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن مقاسم نے حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کسی نماز میں بھی امام کے پیچھے قرأت نہ کرو۔

۵۔ امام محمد بن حسن نے اپنی موطائیں اپنی سند کے ساتھ ابو داؤد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت بن عمر

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا خاموش ہو نماز میں صرف ایک شغل ہے اور تہائے لیے امام کافی ہے اور اسی کتاب میں حضرت سعد کے بعض بیٹوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں انگارے ڈال دوں اس کو امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے بخاری کی روایت میں ہے میں اس کے منہ میں تھیلہ ڈال دوں۔

۶۔ امام محمد بن اپنی موطا میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے ناش اس کے منہ میں پتھر ہوتے اس اثر کو امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔

۷۔ امام محادی نے اپنی سند کے ساتھ ابو حمزہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت بن عباس سے پوچھا کیا میں امام کے ہوتے مسکنے قرأت کروں؟ انہوں نے کہا نہیں!

۸۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرو خواہ چہری نماز ہو یا سری۔

۹۔ امام عبد الرزاق نے اپنی روایت کیا ہے کہ حدیث میں مذکور ہے جس شخص سے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے غلطی میں خلا کی۔

۱۰۔ امام نسائی نے حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے سواں کہا کیا ہر نماز میں قرأت ہے فرمایا ہاں انصار کے ایک شخص نے کہا قرأت واجب ہو گئی حضرت ابو درود کہتے ہیں میں نے اس کی طاعت میں کر دیکھا اور کہا جب آدمی کسی قوم کو نماز پڑھانے میں قرأت قوم کے لیے کافی ہے۔ گزیر لڑکے ایسی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہ ہو بلکہ حضرت ابو درود کا کلام ہو تو یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ یہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کریں کہ ہر نماز میں قرأت ہے پھر امام کی قرأت کو مقتدی کی قرأت قرار دیں، یا اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان کو یہ علم ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی کی قرأت کو امام کی قرأت قرار دیا ہے۔

اسی حکم کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت منقول ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے ائمہ شامل ہیں اور محدثین نے ان تمام صحابہ کے اسناد کو ضبط کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ قرأت نماز کا ایک رکن ہے اور اس میں امام اور مقتدی دونوں شریک ہیں، ہم کہتے ہیں کہ دونوں مسترک ہیں، لیکن مقتدی کا حصہ قرآن مجید سنتا اور نماز میں رہتا ہے کیونکہ قرأت سے مطلوب تہجد اور تفکر ہے اور اس پر عمل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کتاب اللہ لکھنا اور یاد رکھنا

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادركها قبل ان يقيض لا ما رصده

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اقام کی پشت سیدھی ہونے سے پہلے امام کو رکعت میں پایا اس نے نماز کی رکعت پکڑ لیا۔

سورہ فاتحہ کی عدم فرضیت پر قرآن مجید، احادیث اور آثار صحابہ سے استدلال اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا

فاقرءوا ما تيسر من القرآن - (مزمّل ۲۰۱)

اس آیت سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے نماز میں سورہ فاتحہ یا کسی اور میں سویت کے پڑھنے کو فرض نہیں کیا بلکہ قوم اور اطلاق سے یہ حکم دیا ہے کہ جس قدر آسان ہو اتنا ہی پڑھ لیا کرو، اور اگر سورہ فاتحہ کو نماز میں فرض کیا جائے تو قرآن مجید کا ہر واحد سے شروع کرنا غیر واحد سے قرآن مجید پر لیاری لازم آئے گی، اور یہ جائز نہیں ہے

اور امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فدخل وجعل فصلی فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد وقال ارجع فانك لم تصل فارجع ففعلی كما صلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجع فصلی فانك لم تصل ثم قال فقال والذي بعثك بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوة فکذب ثم اقم ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا واكمل فی صلوتك کلها

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھ لی تھی جس سے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: آج کو پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ لوٹ گیا اور پھر یہی طرح نماز پڑھی، پھر اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام دیا، آپ نے فرمایا: آج نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی، یہ یہ کالم تین بار ہوا، اس کے بعد اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ صبروت پائے میں اس سے ابھی نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے بتائیے، آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر قرآن مجید سے جو تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو وہ پڑھو پھر تم رکعت کو دھتی کہ تم اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکعت

۱۔ ابو یوسف بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ سن دارقطنی ج ۱ ص ۳۴۰ بطور نشر سنہ ۱۲۸۱

۲۔ امام محمد بن سہیل سیوطی متوفی ۸۵۰ سنہ ۱۲۵۰ مطبوعہ دارالحدیث المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

کھڑے ہو جی کہ سیدھے ہو جاؤ پھر سجدہ کر دینی
کہ تم ایمان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے اٹھو جی
کہ ایمان سے بیٹھ جاؤ اور پھر نماز میں اس طرح

یہ کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے
صحابہ کی اس حدیث میں بھی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً قرآن مجید پڑھنے کی تعلیم دی ہے اگر
غازی سورہ فاتحہ کو پڑھنا فرض کرتا تو جس شخص نے اچھی طرح نماز نہیں پڑھی تھی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سورہ
فاتحہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے کیونکہ یہ تعلیم کا موقع تھا جب یہاں بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ فرمایا
کہ جہنم کو آسان گئے وہ پڑھ لیا کرو تو معلوم ہوا کہ ان میں مطلقاً قرآن مجید پڑھنا فرض ہے بخیر صاف سورہ فاتحہ
پڑھنا فرض نہیں ہے اور جس حدیث میں یہ ہے کہ فاتحہ کتاب کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے
کہ فاتحہ کتاب کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی جس طرح حدیث میں ہے مسجد کے پڑوسی کی مسجد کے بغیر نماز
نہیں ہوتی یعنی کامل نماز نہیں ہوتی، اور جس طرح حدیث میں ہے جو شخص بسم اللہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا
یعنی کامل وضو نہیں ہوتا اور حدیث میں ہے جو شخص ات سیر کرے گا گناہ سے اور اس کا پڑوسی ہجر کا ہجر
مومن نہیں ہے یعنی مومن کامل نہیں ہے اور ہی طرح قرآن مجید میں ہے۔

اگر یہ لوگ، بہتے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ

وان نکثوا یمانہم من بعد عہدہم

وہی اور تہمتے دین میں طعنہ زنی کرے گی تو ان سے
جنگ کرو، ان لوگوں کی قسمیں (کامل) نہیں ہیں۔

و طعنوا فی دینکم ففکروا فیما کفر

اہم ذایمان لہم۔ تو یہ ۱۲۱

صلی اللہ تعالیٰ نے کافر سرداروں کی قسموں کا ذکر کیا بجز ایمان کی قسمیں نہیں ہیں اس کا یہی مطلب ہے
کہ ان کی قسمیں کامل نہیں ہیں، اس کی طرح قرآن مجید اور احادیث میں مطلقاً اتنے قرآن مجید کا پڑھنا لازم کیا جس کا
پڑھنا آسان ہو ہر حدیث میں آپ کا ارشاد ہے سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو اس کا بھی یہی مطلب ہے
کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ دوسری روایات میں سے
سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے اور ناقص کامل کے مقابلہ میں ہے اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ سورہ فاتحہ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۶۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۲۲، مطبع مجتہبی پاکستان لاہور، ۱۳۰۵ھ

۳۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۲۹ھ، جامع ترمذی ص ۷۰، مطبوعہ نور محمد کراچی، تجارت کتب کراچی

۴۔ امام ابو عبد الرحمن احمد بن حنبل شعیب نسائی متوفی ۲۴۱ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۸۹، ۹۰

۵۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۱ھ، سنن ابن ماجہ ص ۷۵، ۷۶

کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے نیز اس پر اجماع ہے کہ جس شخص کو رکوع مل جائے اس کو نماز کو وہ رکعت مل جاتی ہے اگر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ کر ہوتی اور نماز کا رکن ہوتی تو اس کے بغیر وہ رکعت شمار نہیں ہوتی جیسے رکوع اور سجود کے بغیر رکعت کا شمار نہیں ہوتا۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر فقہاء احناف کے دلائل اور بحث و نظر امام اپنے
کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له اثم فقرأه الامام له
فدفع له
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا اثم ہو تو اور کی قرأت اس شخص کی قرأت ہے۔

اس حدیث کی سند پر یہ اعتراض ہے کہ اس کی سند میں جابر بن عبد اللہ جعفی ہے اور وہ مجروح ہے خود امام ابو حنیفہ نے بھی اس کو کذاب کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے خود بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے:

قال محمد احيونا ابو حنيفة قال حدثت
ابو الحسن بن ابي عاصم عن عبد الله بن شداد
بن الهاد عن جابر بن عبد الله عن ابي حنيفة
وسواء قال من صلى خلف الامام فقرأه الامام له فمحوه
امام ابو حنيفة از ابو الحسن از عبد اللہ بن شداد از
حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

امام دارقطنی اور ہاربیسمی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث کو حضرت جابر سے صرف ابو حنیفہ اور حسن بن علی نے روایت کیا ہے اور امام دارقطنی نے کہا یہ دونوں ضعیف ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ امام دارقطنی کا امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہنا خود ضعیف قول ہے اور لائق مذمت ہے امام دارقطنی نے متعدد صحابہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور یہ چند کہ ان میں سے بعض اہادیث کو ضعیف کہا ہے لیکن جب کوئی ضعیف حدیث متعدد طرق سے مروی ہو تو وہ حسن لغیر وہ ہر جاتی ہے خصوصاً جب کہ اس کی مؤید دیگر
۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن مارہ مترقی ۲۳۷ھ سن ۱۰۵ھ میں ۶۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کرچی

۷۔ امام محمد بن حسن نیبانی مترقی ۱۸۵ھ ۸۔ مؤطا ۱۱۰ھ محمد میں ۲۲۳ھ مطبوعہ نور محمد جامع المطابع کرچی

۹۔ علامہ مینی لکھتے ہیں اگر دارقطنی میں ادب اور حیا رہتی تو وہ امام ابو حنیفہ کو ضعیف نہ کہتے جس کے علوم سے شرق اور مغرب مستفید ہوا ہے امام ابن مین نے کہا کہ امام ابو حنیفہ ثقہ اور مامون ہیں کسی نے ان کی تضعیف نہیں کی، شیعہ بن حجاج ان کو حدیث بیان کرنے کے لیے لکھتے تھے، شیعہ کہتے تھے امام ابو حنیفہ ثقہ اور حدیث میں صدوق ہیں، بڑے بڑے ائمہ مثلاً عبد اللہ بن مبارک، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبد الرزاق، مالک، امام شافعی اور

امام احمد نے ان کی فضیلت بیان کی ان کا کہنا تھا ہر مسند دارقطنی کی کیا حیثیت ہے جس کی کتاب (سنن دارقطنی) میں حدیث سقیمہ معلولہ منکرہ، غریبہ اور موقوفہ ہو رہی ہو یہی مسند دارقطنی کا ناسخ تصدیق جس کی ساری اس سنن ابو حنیفہ کو ضعیف کہا (لوقا تالکج ہنگی)

صحیح الاسانید احادیث ہوں۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفه رجل يقرأ فنهأ رجل من اصحابه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما انصرفا، تنأ زعاً فقال: انتهاني عن القراءة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنأ زعاً حق مدبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى خلف اماماً من قومه له قراءة ورواية للبيت عن ابي يوسف عن ابي حنيفة - ۱

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ کے پیچھے ایک شخص نماز میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے اس کو منع کیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں سخت کرنے لگے اس نے کہا کیا تم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت سے منع کرتے ہو؟ وہ بحث کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ غیر پشیمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو امام کی قرأت اس شخص کی قرأت ہے۔ اس حدیث کو یسٹ نے حسن ابی یوسف از ابی حنیفہ روایت کیا ہے۔

امام دارقطنی نے اس حدیث کو غیر حرج کے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور نکاحا ہے کہ ایک جماعت نے اس حدیث کو امام بیہقی کے قولاً روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن مبارک نے اس کو ان سے ملنا روایت کیا ہے اور یہی محفوظ روایت ہے۔ لہٰذا امام عبد الرزاق نے بھی اس حدیث کو مرسل روایت کیا۔

عن جابر بن عبد الله ان رجلاً خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبح اسم ربك الا على علمه نصر و سى صلى الله عليه وسلم قال من قرأ منكبه بسبح اسم ربك الا على، فسك

حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں سورہ سبح اسم ربك الا على پڑھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ جو کہ جو

۱۔ امام علی بن محمد دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۲۵-۳۲۴، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۲۔ امام ابو نعیم احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن بیہقی ج ۲ ص ۵۹

۳۔ امام عبد الرزاق بن حاتم متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۳۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔
عن المختار بن عبد الله ان علياً قال انما
يقف خلف الامام من ليس على الفطرة بل
الامام وار قطنی نے اس حدیث کے سند کو بھی بغیر جرح کے ذکر کیا ہے۔
عن ابی الدرداء قال سئل رسول الله

صلى الله عليه وسلم افي كل صلوٰۃ قرآۃ قال
نعم فقال رجل من الانصار وجبت هذه
فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم
كنت اقرب القوم اليه ما اري را ما ادا
ام القوم الا كفاهم كذا قال وهو وهم
من ريد بن الحباب والصواب فقال سواد
ما اري الامام الا كفاهم۔
حضرت ابو مرداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ہر
نماز میں قرأت سب سے پہلے فرمادیں انہما کے لپٹ ٹھٹھنے کہا
یہ قرأت واجب ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لے مجھ سے فرمایا کہ ان حائیکہ میں حضور کے سب
سے زیادہ قریب تھا، آپ نے فرمایا میرا گمان ہے
یہ ہے کہ امام کی قرأت قوم کے لیے کافی ہے، امام
راشخنی نے کہا کہ اس قل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد قرار دینا زید بن حباب کا وہم ہے، صحیح یہ ہے
کہ یہ حضرت ابو مرداد رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تو یہ اخات کے مذہب کے مدعوئے مطابق
ہے اور اگر یہ حضرت ابو مرداد رضی اللہ عنہ کا قول ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہ بات اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے اور
وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے بعد ہی یہ کہہ سکتے ہیں۔
اس حدیث کو امام نسائی اور احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من كان له امام فقرأ الله به قرآۃ
ابو يعبي التميمي ومحمد بن عباد ضعيفان۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
کا امام ہو تو امام کی قرأت اس شخص کی قرأت ہے۔
اس حدیث کی سند میں ابو یحییٰ التمیمی اور محمد بن عباد

- ۱۔ امام ابو یزید عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۳۷۷، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ
- ۲۔ امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۳۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ
- ۳۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۳۳، مطبوعہ نشر السنۃ عمان
- ۴۔ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۲۲
- ۵۔ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۲ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۹۳، مطبوعہ دار محمد کراچی نہ تجارت کتب کراچی
- ۶۔ امام ابو یزید احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۶۳-۱۶۲، مطبوعہ نشر السنۃ عمان
- ۷۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۳۳

العصر شیئا فقتل، لای

اور عصر میں امام کے پیچھے قرأت کرتے ہیں ہاتھوں
نے کہا نہیں!

قرأت خلف الامام کی ممانعت کی ایک حدیث پر اعتراض کے جوابات | امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کو امام اس
لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی آیت اُکلی جائے۔ اس حدیث
میں حضرت ابو ہریرہ نے یہ لحاظ زیادہ کیے جب امام
قرأت کرے تو خاموش رہو، امام ابو داؤد نے کہا
یہ زیادتی یعنی جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو،
محفوظ نہیں ہے، ہمارے نزدیک یہ ابو خالد کا وہم ہے۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال انما جعل الامام لیؤتم بہ بهذا الخبر
ناد واد اقراء فانصتوا لیست بمعصوۃ
لوہم عندنا من بی حاد۔ ۱۱۴۷

علامہ منذری مکتے ہیں:

اس حدیث کو امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے، امام داؤد کا الزام پر وہم اور ثقہ و کاثر
صحیح نہیں ہے، اس کا پرانا نام سلیمان بن حیوان الاحمر ہے، یہ ان ثقہ راویوں میں سے ہے جس سے امام بخاری رحمہ
امام مسلم نے اپنی صحیح میں استدلال کیا ہے اس کے علاوہ وہ اس زیادتی میں متفق نہیں ہے، اس حدیث میں اس کی
مناہت ابو سعد محمد بن سعد، نصاریٰ امسئل مدلی نے بھی کہا ہے اور اس نے بن محمدان سے مناسبت جس کی یہ بھی
بن مسین اور محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عبد الرحمن نسائی نے توشیح کی ہے اور اس زیادتی کو امام نسائی نے ابو خالد
احمر اور محمد بن سعد کی روایتوں سے روایت کیا ہے، امام مسلم نے بھی اس زیادتی کو حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت
سے درج کیا ہے، یہ سند از جریر بن عبد الحمید عن سلیمان بن علی بن قتادہ سے، امام دارقطنی نے کہا سلیمان بن علی
کی قنادہ روایت میں سے کسی نے مناعت میں کی، لیکن حفاظ نے اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا، ورنہ اس کا اس کی
منافعت کرنا اس کے وہم کی دلیل ہے، لیکن امام مسلم کے نزدیک سلیمان بن علی کا قنادہ سے تفرق اس حدیث میں
معر نہیں کیونکہ وہ ثقہ اور حافظ ہے، امام مسلم نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔ ۱۱۴۷
نیز امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

حطان کی روایت میں یہ اضافہ ہے جب امام
قرأت کرے تو خاموش رہو، امام ابو داؤد نے کہا
تو خاموش رہو، یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں، سلیمان بن علی

عن حطان بن عبد اللہ لرقاشی بهذا
الحديث ناد فاد اقراء فانصتوا قال ابو داؤد
قوله و نصتوا ییس بعد محفوظ لم یجئ بہ

۱۔ امام محمد بن زاذلی بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۱ ص ۱۴۱، مطبوعہ مکتبہ اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ
۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۸۹، مطبوعہ مطبعہ مجتبیٰ پاکستان، ۱۴۲۵ھ
۳۔ حافظ ذوالکالدین ابو محمد منذری متوفی ۷۵۶ھ، معتمد ابو داؤد ج ۱ ص ۹۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

الاسديمان الترمي في هذا الحديث يه
 کے سوا کسی نے اس حدیث میں ان الفاظ کو روایت
 نہیں کیا۔

امام ابو داؤد کے اس اعلیٰ مرتبہ کا خواب بھی علامہ منذری کی تقریر سے ظاہر ہو گیا۔

امام مسلم کی جس عبارت کا علامہ منذری نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

حدثنا اسحق بن ابراهيم عن سليمان
التيهى كل هؤلاء عن قتادة في هذا الاستاد
بمثله في حديث جويو عن سليمان عن
قتادة من الزيادة فاذا قرأنا نصتوا
الى قوله فقال له ابو بكر وحديث
ابو هريرة فقال هو صحيح يعنى و
اذا قرءنا نصتوا فقال هو عندي
صحيح فقال له لم لو تضعه ها هنا
قال ليس كل شيء عندي صحيح
وضعته ها هنا انها وضعت ها هنا
ما اجمعوا عليه .

اسحق بن ابراہیم سلیمان تمہی سے، اور یہ سب
 قنادہ سے اس سند کی مثل روایت کرتے ہیں
 اور جریر نے سلیمان تمہی سے انھوں نے قنادہ سے
 اس زیادتی کو روایت کیا ہے، جب امام قرأت
 کو سے قنہ موش روم، ابو بکر نے امام مسلم سے
 کہا حضرت ابو ہریرہ کہ یہ حدیث مجیب امام قرأت سے
 قنہ موش روم، ایسی حدیث ہے، امام مسلم نے
 کہا یہ میرے نزدیک صحیح حدیث ہے، ابو بکر
 نے کہا چہرہ پسنے میں کوہیاں درست کیوں نہیں کیا،
 امام مسلم نے کہا میں نے ہر اس حدیث کو ہیاں درج
 نہیں کیا جو میرے نزدیک صحیح ہو بلکہ میں نے ہر اس
 حدیث کو ہیاں پر درج کیا ہے جس کی صحت پر سب
 کا اجماع ہو۔

امام مسلم نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی واضح تصریح کی ہے اس کے باوجود مخالفین کو یہ کہنا کہ حضرت ابوہریرہ سے اس روایت میں البغلاء متفرد ہے بالکل غلط ہے کیونکہ امام نسائی نے ابو خالد کے علاوہ ابوسعید محمد بن سعد انصاری سے بھی اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ امام نسائی روایت کرتے ہیں:

أخبرنا محمد بن عبد الله بن مبارك
حدثنا محمد بن سعد الأنصاري، قال حدثني
محمد بن عجلان عن زيد بن أسلم عن أبي صالح
عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم إنما الأمام ليؤثر فيه فإذا كبر فكبروا

محمد بن سعد انصاری، محمد بن عجلان سے
 زید بن اسلم سے وہ ابوصالح سے وہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کو اس لیے امام بنایا جلتا
 ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، جب وہ اللہ اکبر کہے

۱۔ امام ابراہیم دہلوی بن اشرف متوفی ۲۴۵ھ سنن ابراہیم درج ص ۱۲۰، مطبوعہ مطبعہ مجتبائی پاکستان لاہور، ۲۰۵۰ء
۲۔ امام سلیم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح سلیم درج ص ۱، مطبوعہ نزد محمد صالح السطیج کراچی، ۱۳۷۵ھ

وإذا قرءنا نصتوا قال بوعبد الرحمن كان
نم عمرى يقول هو ثقة يثق محمد بن سدر
الانصارى به

تو اے اکر کہو اور جب دو قرأت کرے تو اس میں
 رجب نام نہانی کہتے ہیں کہ عزرائلی کہتے تھے کہ محمد بن
 انصاری ثقہ ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

امام دارقطنی نے اس حدیث کو ابو خالد حمزہ سے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ محمد بن سعد اشجلی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ نیز انھوں نے اس حدیث کو محمد بن سعد اشجلی سے بھی روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح کا ہے۔ ایک درمست کے ساتھ انھوں نے سہاب بن مانعہ سے روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح کا ہے۔ نیز احمد بن حنبلہ سے بھی روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن هارون الخصامي
ثنا محمد بن يحيى القطي ثنا سألنا عن نوح
ثنا عمر بن عمرو وسعيد بن جابر عن
قتادة عن يونس بن حمير عن حماد بن عبد الله
الرقاشي قال صلى بن سوسني فقل يومئذ
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمنا
انما صلى بن قال اسماء فقل زعمتم يومئذ
كبر فكمبروا وادعوا فادعوا

سالم بن فرح کہنے میں کہ مراد اور سید بن
ابن عربیہ قتادہ سے وہ یونس بن جبیر سے سلطان
سے روایت کرتے ہیں کہ تم کو حضرت ابو موسیٰ نے
غازیر میں تو حضرت ابو موسیٰ نے کہا یہی اللہ علی
ہد علیہ وسلم میں غازیہ سے وقت یہ سیم ویت
کہ ہرگز یہاں سے ہمارا غایا جانا ہے کہ اس کا اقتدار
کی جائے جب وہ مجھ کے تو کبھی نہ ہو اور جب وہ
قرأت کرے تو غایت میں رہے

امام دارقطنی نے لکھا ہے کہ سام بن نوح تری نہیں ہے لیکن انھوں نے اس حدیث کو اور بھی کئی آسا
سے روایت کیا ہے۔
پھر حال اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ ابو خالد کے متعدد خلاف میں اور مخالفین کا اس حدیث کو ابو خالد کا
تفرد کہنا صحیح نہیں ہے۔

امام احمد اس حدیث کو ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں:

حد ثنا عبد اللہ حد ثنی اخی حد ثنا سعد
عبد اللہ اپنے والد سے وہ سعد سے وہ
محمد بن میسر حد ثنی محمد بن عثمان سے وہ اپنے

۱۷۰۔ امام ابو عبد الرحمن محمد بن قسیمی نسائی متوفی ۳۰۴ھ، سلف نسائی ج ۱، ص ۵۳، مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۵۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یسید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ۔ منہج ابن ماجہ ص ۷۰۔

۳۰ امام علی بن محمد راقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن راقطنی ج ۱ ص ۲۳۱-۲۳۲، مہجور و فحش سنۃ سلطان

۱۵۰ امام المکی محمد احمد بن حسین بیہقہ متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۶ - ۱۵۰

- ۱۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز نصف کرہ کی نہی سب سورہ فاتحہ اور انیس ہے اور نماز کا حقیقی معنی مراد ہے۔
یہ جواب صحیح حکم ہے کیونکہ حدیث میں پوری سورہ فاتحہ کی سات آیات کا ذکر کیا گیا ہے اور احمد بن حنبلہ و ابی
لعین بن شریح اور و ابی نعیم نے یہ روایت ہے جب کہ نماز میں فاتحہ نہیں ہوتی۔ (سعیدی غفرلہ)
۲۔ اس حدیث میں سورہ فاتحہ کی آیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

گبار اللہ الرحمن الرحیم فاتحہ آیت سے یہ جواب اجماع کے خلاف ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

- ۳۔ مراد یہ ہے جب بندہ بسم اللہ پڑھتا ہو اور الحمد للہ رب العلمین پڑھتا ہو۔
یہ جواب حدیث میں زیادتی کا مستلزم ہے، اگر بسم اللہ بیان مراد ہوتی تو حدیث کے سیاق و سباق کے اعتبار
سے یوں ہوتا جب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو کہتا ہو کہ بندہ نے میرا نام لیا۔ (سعیدی غفرلہ)
نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھنے پر فقہاء حنبلیہ کے دلائل | علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے

اکبر اہل علم کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ اور ہر سورہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا مشروع
ہے، امام مالک اور اوزاعی یہ کہتے ہیں کہ نماز میں سورہ فاتحہ کی ابتدا میں بسم اللہ نہ پڑھے ہمیشہ کہ حضرت انس کی حدیث
ہے، اور عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ یہ بسم والدین کے لئے ہے، نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے
ہوئے سنا تو فرمایا اے بیٹے یہ بدعت ہے اور تم بدعت سے بچو، اور میں نے اپنے والد سے زیادہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو بدعت سے بغض رکھنے والا نہیں دیکھا میرے والد نے کہا میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، اور میں
نے ان میں سے کسی کو نماز میں بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا تم بھی نہ پڑھا کرو میں جب نماز پڑھتا ہوں تو الحمد
لله رب العالمین کہتا ہوں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ
یہ حدیث حسن ہے۔

(علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں ہمارے دلیل یہ ہے کہ امام نسائی نے روایت کیا ہے نصیم مجر نے کہا کہ میں نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ کوڑھا پھر سورہ فاتحہ کو پڑھا
پھر کہا اس نکتہ کی قسم جس کے تقبہ و قدس میں میری جان ہے میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ
نماز پڑھا رہا ہوں، اور ابن منذر نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھی، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے بسم اللہ کہہ کر انہیں سنا وہ بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے اور اس کی صراحت شعبہ اور
شیبان کی حدیث میں ہے وہ قنادہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں

ان میں سے کوئی بھی جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتا تھا اور ایک روایت میں ہے وہ سب آہستہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے اور ابن شاکب نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ (آہستہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے اور عبداللہ بن مسعود کی روایت کا بھی یہی محل ہے تاکہ احادیث میں تطبیق ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھے جہراً نہ پڑھے، اس کے برعکس امام شافعی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نماز میں جہراً پڑھتے ہیں، علامہ ابن قدامہ کے ذکر کردہ تمام دلائل امام ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہیں، اور ابوبکر بسم اللہ کا سورہ فاتحہ کا جزء نہ ہونا تو وہ صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث سے بالکل واضح ہے۔

فرض نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہ پڑھنے پر فقہار مالکیہ کے دلائل علامہ وغستانی الی مالکی لکھتے ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کا جز نہیں ہے، کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں، پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے اور آخری تین آیات میں بندہ کے سوا اور دعائیں اور ایک آیت درمیان میں ہے۔
یا اے نبی! و یا اے مستعین اور اس طرح یہ سات آیات ہیں اگر بسم اللہ جس سورہ فاتحہ میں ہوتی تو لٹکا کی چار آیات ہوتیں اور بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سورہ فاتحہ نصف نصف تقسیم نہ ہوتی، حالانکہ حدیث میں ہے سورہ فاتحہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کی گئی ہے۔

بعض روایات میں ہے بندہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ نے میرا ذکر کیا، یہ محمد بن سمان کی روایت سے ہے اور وہ ضعیف راوی ہے وہ اس نے اس زیادتی میں تمام حفاظ اور ثقات کی مخالفت کی ہے۔

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

نماز میں قرأت کے افتتاح کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک نے فرمیں نماز میں سورہ فاتحہ یا کسی در سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے سے منع کیا ہے، آہستہ سے نہ بلند آواز سے، اور نقل نازول میں جائز کہا ہے امام ابو حنیفہ ثوری اور امام احمد نے کہا ہے کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ ہر رکعت میں پہلے آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، امام شافعی نے کہا جہری نازول میں جہر سے بسم اللہ پڑھے اور تہری نازول میں آہستہ سے بسم اللہ پڑھے ان کے نزدیک یہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے، امام احمد، ابو ثور، اور ابو حنبلہ کے نزدیک بھی یہ

۱۔ علامہ سرفراز الدین عابد بن احمد بن محمد بن علی متوفی ۴۰۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۸۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۸۵ھ
۲۔ علامہ ابوعبد اللہ محمد بن عیاض وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۳۸ھ، اکال الکمال المجلد ۲ ص ۱۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس کے انکار کی حدیث صحیح بخاری کی حدیث کے پاسے کی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حازن ظنی کی روایت حضرت انس کے بڑھاپے کی روایت ہو اور بڑھاپے میں انسان بعض باتیں بھول جاتا ہے۔ اے

سورہ فاتحہ میں یا کسی اور سورت کے اقل میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کا جز نہیں ہے

امام طحاوی نے کہا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تلازمین جبرائیل پر ثنائت ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کو ایسی ہی سورت کا جز نہیں ہے کیونکہ اگر یہ سورت کا جز نہ ہو تو آپ سورہ سے پہلے اس کو جبراً پڑھتے کیا یہ معلوم نہیں کہ سورہ محل میں جو بسم اللہ الرحمن الرحیم مذکور ہے اسی کو جبر سے پڑھا جا چکا ہے اور یہ ثابت ہے کہ جس طرح تلازمین ثنائی اور اعوذ باتہ کو آجرتہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح بسم اللہ کو بھی آجرتہ پڑھا جاتا ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ جہاں بھی لکھی جائے وہ قرآن مجید کی آیت ہے۔
اس کے باوجود وہ سرسودت کا جز نہیں ہے، بلکہ یہ سورت کے شروع میں ایک آیت نکھی گئی ہے اور
ہر سورت سے پہلے ایک الگ آیت کی حرکت کی باقی ہے جیسا کہ آپ نے اس وقت بسم اللہ کی تلاوت کی
جب آپ یہ انا اعطینا الکوثر نازل ہوئی اس بنا پر شیخ حافظ الدین نسفی نے کہہ دیا کہ یہ قرآن مجید
کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے نازل ہوئی ہے اور حضرت ابن عباس سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سورت کا فصل اسی وقت پہچانتے تھے جب آپ پر بسم اللہ نازل
ہوئی تھی، ایک روایت میں ہے کہ آپ کسی سورت کا اختتام اسی وقت پہچانتے تھے۔ اس حدیث کو امام
ابوداؤد و الدعائم نے شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سورہ کثر
سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ وہ سورت کی جز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے یہ لازم
نہیں آتا کہ ہر سورت کے اول میں بسم اللہ ہے بلکہ یہ اس پر دلیل ہے کہ یہ ایک الگ آیت ہے اور ہر سورت
سے پہلے بسم اللہ کے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حدیث بدو النوحی میں ہے فرشتہ نے نازل ہو کر آپ
سے تعین فرمایا کہ پڑھیے پھر کہا: ﴿قُلْ بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ اگر بسم اللہ ہر سورت سے پہلے
ایک آیت ہو تو فرشتہ آپ سے کہتا پڑھیے بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿قُلْ بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾
نیز اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد و ترمذی، نسائی و ابن ماجہ میں یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کی ایک سورت نے ایک شخص کی
شفاعت کی حتیٰ کہ اس کی مغفرت کر دی گئی اور وہ ہے تبارک الہی بیدۃ المثلث، امام ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن ہے، امام احمد نے اس کو اپنی سند میں اور امام ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا

ہے اور عالم نے مستدرک میں اگر لیسم اللہ ہر سورۃ کے اقل میں ہر قی تر آپ بسم اللہ الحمد للہ الرحمن
تبارک الذی بیدہ المثلث فرماتے۔

بَابُ نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْدِهِ
بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ

امام کے پیچھے بلند آواز سے قرأت کرنے
کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور
عصر کی نماز پڑھانی، پھر فرمایا تم میں سے کسی نے
میرے پیچھے یہ آیت پڑھی تھی، اس پر اس پر بک
الاعلیٰ، ایک شخص نے کہا میں نے پڑھی تھی
اور میں نے اس کو پڑھنے سے خیر کے سوا اور
کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نے
یہ مانا کہ تم میں سے کوئی شخص میری قرأت کو ابھارا
ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز
پڑھانی، ایک شخص نے آپ کے پیچھے سب سے
اسم پر بک الاعلیٰ۔ پڑھنا شروع کر دیا، نماز سے
فارغ ہونے کے بعد آپ کے پوچھا تم میں
سے کسی نے قرأت کی یا کون قرأت کرنے والا
تھا، ایک شخص نے کہا "میں" آپ نے فرمایا مجھے
یوں محسوس ہوا کہ تم میں سے کوئی میری قرأت میں
خلل ڈال رہا ہے۔

امام مسلم نے ایک اور سند بیان کی اور اس
کے بعد فرمایا کہ قنادہ اس سند کے ساتھ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَصَيْفِيُّ
بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ قَالَ سَمِعْتُ
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ
أَدَى عَنْ يُمَيْرِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى يَتَارَعُونَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ لَهُ لُطْفُهُو قَاتِلُ
لَقَالَ أَلَيْكُمْ قَرَاءَةُ حَنِيفِي بِسْمِ اللَّهِ رَبِّكَ لَا مَعَى
فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا وَلَمْ يَرِدْهَا إِلَّا سَعِيدٌ قَالَ
قَدْ عَدِمْتُ أَنْ بَعْضَكُمْ خَالَجَ بَيْنَهُمَا

۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُمَيٍّ وَابْنُ كَثِيرٍ
قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ قَتَادَةَ
قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بْنَ أَدَى يُحَدِّثُ عَنْ يُمَيْرِ بْنِ
حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى لُطْفُهُ فَبَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِسْمِ اللَّهِ
رَبِّكَ الْأَعْلَى فَقَامَ انْتَصَرَفَ قَالَ أَلَيْكُمْ قَرَاءَةُ آدَى
أَلَيْكُمْ لَعَارِي قَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ عَدِمْتُ
أَنْ بَعْضَكُمْ وَخَالَجَ بَيْنَهُمَا

۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمِيَّةٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُودَ بَدَا

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ رَمْثَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
لُثْمَةَ قَالَ قَدْ عَجِبْتُ أَنْ يَعْصِمَكَ خَلْفُكَ .
ظہر کہ نماز پڑھائی۔ اور فرمایا مجھے محسوس ہوا کہ زمین سے
بشمک سے میری قرات میں خلل نکلا ہے۔

قرأت خلف یہ مسند سے مانعت کی علت | علامہ خطابی لکھتے ہیں :
نہی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس لیے منع کیا کہ آپ
کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ شخص بھی پڑھ رہا تھا۔ دو قراتیں ایک دوسرے میں داخل ہو سکتی تھیں اور
ایک دوسرے کو پہنچ رہی تھیں۔ البتہ سورہ فاتحہ کو پڑھنا حلال میں واجب ہے اگر ہمارے ہاتھ کے
درمیان پڑھ سکتے تو نہایت درجہ امام کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔
میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ امام کے پیچھے قرات سے مانعت کی علت یہ بیان کی ہے کہ دو قراتیں ہیں
اور متداخل سرے سے ہم کہ قرات میں خلل رہتا ہے اور سورہ فاتحہ کو ہمارے پیچھے پڑھنا جسے قرین علت
پھر بھی موجود ہے اور وہ جسٹن۔ وادود اور جامع ترمذی کی روایت میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ امام
کے پیچھے قرات نہ کرو۔ یہ حدیث اول قرآن مجید کے مزاج میں ہے کیونکہ قرآن مجید میں قرات کے وقت
سننے اور چپ رہنے کا حکم دیا ہے۔ تاہم حدیث ن عاریت اور شمار سے مزاج میں یہ امام کے
پیچھے قرات سے منع کیا گیا ہے اور وہ عاریت اور انار وادود و ترمذی کی روایت سے زیادہ قوی ہیں۔
نیز علامہ خطابی لکھتے ہیں :

اس مسئلہ میں علامہ ائمہ اربعہ نے بھی ایک جماعت مروی ہے کہ انہوں نے امام کے پیچھے قرات
کو واجب کیا اور دوسرے صحابہ سے یہ مروی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے اور فقہاء کے
اس میں تین قول ہیں :

- ۱۔ محمول اور زامی، و شافعی و راہزور کہتے ہیں کہ ناز سری مروی جہزی امام کے پیچھے قرات نہ مروی ہے۔
- ۲۔ زمیری، امام مالک، ابن المبارک، امام احمد بن حنبل و اسحاق یہ کہتے ہیں کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے
قرات کرے اور جہزی نمازوں میں امام کے پیچھے قرات نہ کرے۔
- ۳۔ سلیمان ثوری اور اصحاب رائے یہ کہتے ہیں کہ ناز سری مروی جہزی امام کے پیچھے بالکل قرات نہ کرے
انہوں نے اس پر عبد بن شہد اول ایک مسئلہ حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس شخص کا امام
موقوف امام کی قرات اس شخص کی قرات ہے۔

یہ علامہ خطابی کا ہے یا تعصب ہے ورنہ یہ حدیث سند متصل کے ساتھ بھی مروی ہے جیسا کہ ہم
تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ان احادیث سے مسلم ہوا کہ نماز رسالت میں صحابہ کرام نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے قرآن کریم نہیں پڑھا کرتے تھے ایک محال نے آپ کے پیچھے قرآن مجید پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حدیث سے علماء نووی کا یہ سمجھنا کہ نماز میں پچھلے قرآن کریم پڑھتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس نے سب سے پہلے اللہ رب العالمین پڑھا ہے تو میں نے ایک محال نے جواب دیا اور اس کو بھی ٹوک دیا گیا اور جب رمی نازوں میں امام آہستہ پڑھتا ہے تو مقتدی کا پڑھنا منع ہے تو جہری نازوں میں بطریق اولیٰ ممنوع ہو گا کیونکہ ان میں امام بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے اور اس میں امام کی قرات میں خلل کا زیادہ اندیشہ ہے علاوہ انہیں قرآن مجید کی تلاوت کے وقت غلو سے رہنا اور اس کو سننا نفل کتاب سے فرض ہے۔

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ لَا يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ
 ۱۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ بَنُو شَاهِبٍ
 بَلَاغًا عَنْ عُذْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
 مَعْقَرٍ قَالَ سَأَلْتُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْقَرًا عَنْ
 قَالٍ صَدَّقْتُ مَعْرُوفًا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ وَكَرِهَ أَنْ يَجْهَرُ
 بِقُرْآنِهِ يَقْرَأُ بِسَمْعِهِ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ کو مستر پڑھنے والوں کے دل
 حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر حضرت
 عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں نماز پڑھی
 مگر میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن
 الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ لَا يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ
 ۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ بَنُو شَاهِبٍ
 بَلَاغًا عَنْ عُذْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
 مَعْقَرٍ قَالَ سَأَلْتُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْقَرًا عَنْ
 قَالٍ صَدَّقْتُ مَعْرُوفًا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ وَكَرِهَ أَنْ يَجْهَرُ
 بِقُرْآنِهِ يَقْرَأُ بِسَمْعِهِ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ الرَّحِيمِ

ابن مسلم نے ایک اور سند بیان کر کے فرمایا
 کہ حدیث اس سے یہی فرمایا تھا۔

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ لَا يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ
 ۱۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ بَنُو شَاهِبٍ
 بَلَاغًا عَنْ عُذْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ
 مَعْقَرٍ قَالَ سَأَلْتُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْقَرًا عَنْ
 قَالٍ صَدَّقْتُ مَعْرُوفًا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَجْهَرُ بِالسَّبْعَةِ وَكَرِهَ أَنْ يَجْهَرُ
 بِقُرْآنِهِ يَقْرَأُ بِسَمْعِهِ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ الرَّحِيمِ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ وہ نماز میں سب سے پہلے اللہ رب العالمین پڑھتے
 تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم
 کی اقتداء میں نماز پڑھی یہ سب بسم اللہ
 رب العالمین سے قرات شروع کرتے تھے کہ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ قرات کے اول

يَا مُعْتَمِدِيْنِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاةٍ وَكَذٰلِكَ اَجِيْرُهَا -

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ
الْوَلِيدَ بْنَ مَسْلُوْعٍ لَّا وَرَ اَبِيْ قَالَ تَخْبِرُنِيْ
اِسْتَحَقَّ ابْنُ عَبَّادٍ اللّٰهُ بِنِ اَبِيْ خَلْعَةٍ نَّهْ سَمِعَ
اَنْتَ بِنِ مَا لَيْتَ يَذْكُرُ ذٰلِكَ -

نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے متعلق مذاہب ائمہ کا خلاصہ

سے کہ سورۃ نمل میں جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے وہ قرآن مجید کی آیت ہے اس کے علاوہ کسی ایک سورت سے پہلے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے وہ اس سورت کا جز ہے سورۃ سے پہلے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم مذکور ہے وہ سورت کا جز نہیں ہے بلکہ ایک سورت کو دوسری سورت سے ممتاز کرنے کے لیے ہر سورت کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو لکھا گیا ہے۔

اسی طرح سورۃ فاتحہ سے پہلے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے وہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین جہری فاضلوں میں بسم اللہ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ البتہ سورۃ فاتحہ سے پہلے ہر رکعت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اخاف کے نزدیک سنت سے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ بعض فقہاء اخاف نے ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھنے کو واجب لکھا ہے ان احادیث میں فقہاء اخاف کے مذہب پر واضح دلیل ہے۔

اہم مالک کے نزدیک فرض نماز میں خواہ وہ سری ہو یا جہری بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مکروہ ہے البتہ نفل نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مکمل ہے۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے تاہم ان کا مذہب ہے کہ بسم اللہ کو جہری نمازوں میں آہستہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح سری نمازوں میں بھی۔

امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے اور اس کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے سری نمازوں میں آہستہ پڑھنا فرض ہے اگر بسم اللہ پڑھی تو غلط باطل ہو جائے گی۔ امام شافعی کا یہ مذہب شاذ ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اس پر تفصیل بحث ہم باب نمبر ۱۵ میں کر چکے ہیں۔

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَبْسَلْتُ اَيَّهٖ مِّنْ

جن لوگوں کے نزدیک سورۃ توبہ کے سوا
بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے ان کے دلائل
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے

اَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ يُّسَوٰى بِرَآءَةِ
۴۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ يَحْيٰى قَالَ

ثُمَّ قَالَ نَا لَمْ نَعْمَتَ بِكَ ابْنُ قُلَيْبٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَوَاهُ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَالْفُطَيْلَةُ قَالَ نَا عَنِ ابْنِ مُسَيْبٍ
عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيَّتَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَامَتْ يَوْمَ بَيْنِ
أَطْرَافِنَا إِذَا أَعْطَى إِعْقَاءً كَقَرَفَةٍ رَأْسَهُ
مُتَبَيِّتًا قُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
تَرَبَّتْ عَلَى إِيْقَافِ سُوْرَةٍ قَفَرْتُ بِسَمِ اللَّهِ تَوْحَنَ
الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ لَكُوْزَ فَصْلٍ لِيَوْمِكَ
وَالْخَيْرَانِ شَايِنَكَ هُوَ زَنْزَرُ شَقِّكَ فَكَانَ
أَتَدُرُّونَ مَا لَكُوْزُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ قِيَامَةُ نَهْرٍ وَعَدَيْنِي تَرَقَّى عَزَّ
وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَتَبْتُ وَهُوَ خَوْصٌ تَرَدُّ عَلَيْهِ
أَمْرِي يَوْمَ لَيْلِيَّةٍ أَيْكُنْهُ عَدَدُ الْخُجُومِ فِي
الْعَبْدِ مِنْهُمْ قَفُورٌ رُبَّ نَهْرٍ مِنْ قَبِيْ
فَيَقُولُ مَا تَدْرِي مَا أَخَذْتُ بَعْدَكَ رَأَى
ابْنُ حَنْجَرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَ أَطْرَافِنَا فِي السَّجْدِ
وَقَالَ مَا أَخَذْتُ بَعْدَكَ

۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَدَةَ
قَالَ نَا ابْنُ قُتَيْبٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ قُلَيْبٍ
قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ أَعْطَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَاءً لَا يَنْحَوِ
حَدِيثُ ابْنِ مُسَيْبٍ عَلَيْهِ رَأَى قَالَ نَهْرٌ وَعَدَيْنِي
تَرَقَّى عَزَّ وَجَلَّ فِي الْبَحْتَةِ عَلَيْهِ خَوْصٌ لَكُوْزُ
أَيْكُنْهُ عَدَدُ الْخُجُومِ

ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں
تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ کو اذگھائی پھر آپ
نے سکراتے ہوئے نہ اٹھایا ہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ آپ کس وجہ سے سکراتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
ابھی مجھ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطٰیْنَاكَ لَکُوْزَ فَصْلٍ لِّیَوْمِکَ
اِنَّا شَاہِدُکَ ہُوَ اَلَا بَسُو۔ پھر آپ
نے فرمایا تم جانتے ہو کھڑکیا ہے؟ تم نے عرض
کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ
نے فرمایا کھڑوہ نہر ہے جس کا میرے رب نے
مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں خیر کثیر ہے وہ
ایک حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت
کے دن پانی پینے کے لیے آئیں گے اس کے
برتن ستاروں کے برابر ہیں ایک شخص کو حوض
کھڑے مٹایا جانے گا میں کہوں گا اسے میرے
رب پر یہ میری امت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا
تم اذغوب ہیں جانتے کہ انھوں نے تمہارے ہاتھ
یا دین اختراع کر لیا تھا اور ایک روایت میں یہ بھی
ذکر ہے کہ یہ واقعہ مسجد میں پیش آیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذگھائی آگئی، امام مسلم
فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حدیث منہل سابق ہے
البتہ اس میں یہ ہے کہ کھڑکھنت میں ایک نہر ہے
جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس
پر ایک حوض ہے، اس روایت میں یہ نہیں ہے
کہ اس کے برتن آسمان کے ستاروں کے برابر
ہیں۔

ہر سورت کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے جزو ہونے کے دلائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے سورہ کوثر سے پہلے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر سورت کے
 اول میں بسم اللہ اس سورت کا جز ہو، اگر ایسا ہوتا تو آخر بسم اللہ لفظی خلق سے پہلے سورت
 الرحمن الرحیم نازل ہوتی نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبری نمازیوں میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم
 اللہ الرحمن الرحیم کی جبراً تلاوت کرتے، نیز ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ایک سورت مسلمانوں کی شفاعت کرے گی اور وہ تدریس لفظی میدہ لعلک ہے اگر ہر سورت کے
 اول میں بسم اللہ اس کا جز ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے بسم اللہ الرحمن الرحیم تدریس میدہ
 لعلک۔ اس لیے تحقیق یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید کی ایک آیت ہے جو ہر سورت
 کے درمیان فصل کے لیے نازل ہوئی ہے اور یہ دلیل یقین کسی ایک سورت کا جز ہے، ہر سورت
 کا جز نہیں ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سورہ کوثر سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا
 فصل اور امتیاز کے لیے تھا، یا تینا تھا۔

علامہ دمشقانی ابی مائی لکھتے ہیں:

کسی شخص نے یہ قول نہیں کیا کہ بسم اللہ سورہ کوثر کی آیت ہے اور نہ ہی حدیث سے یہ لازم آتا
 ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ دیر کے لیے مسجد

میں سونا جائز ہے البتہ مسجد میں سونے کو مادت نہیں بنانا چاہیے۔

حرف کوثر، اس کے تہذیب کی تعداد وہاں امتوں کے یا ان پین کے لیے آنا اور مزہ لوگوں کا لڑا دیا
 جانا یہ سب احوال آخرت اور امور غیب میں سے ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ بتاتے نہ
 ہم کو نہ چنانہ چلتا۔ اس غیب کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ہمیں اس غیب کی خبر دی اس سے معلوم ہو کہ جب تک کسی شخص کو غیب کا علم اور اس پر ایمان نہ ہو، مسلمان
 نہیں ہو سکتا، البتہ امور غیب کی جزئیات میں فرق ہے، عام مسلمانوں، ادبیاء اللہ، صحابہ کرام میں سے ہر شخص کو
 اس کے ظرف کے مطابق غیب کا علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ
 امور غیب کا علم ہے۔ اور ظناً عام غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ یہ چند کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو عطا الہی سے علم غیب حاصل ہے لیکن معذرتاً یہ نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ غیب پر مطلق ہیں یا آپ پر غیب ظاہر کیا گیا ہے یا
 آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے کیونکہ جب مطلقاً علم غیب کا ذکر کیا جائے تو اس سے مقابلاً علم ذاتی ہوتا
 ہے، اعلیٰ حدت امام احمد رضا غاں فی فضل بریوی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

اعلیٰ حدت رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

العلیہ بیرو

لہ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ دمشقانی ابی مائی سنو ۸۲۸ھ، اکال اکال، علم ج ۲ ص ۷۷، مطبوعہ دار کتب

علم مافی الخد کے بارہ میں ام المؤمنین کا قول ہے جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الخد تقادیر ہو تا ہے اس سے مطلق علم کا انکار نہ کرنا محض جہالت ہے، علم جبکہ مطلق ہوا جائے حضور صاحب کرم کی طرف مضائقہ نہ ہو تو اس سے مراد ظلم ذاتی ہوتا ہے، اس کی تشریح ماتیہ کشف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ یقیناً حق ہے کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی ظلم ذاتی مانے یقیناً کاذب ہے۔

بَابُ وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى
بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهِ
فَوْقَ سُرَّتِهِ وَوَضْعِهِمَا عَلَى الْأَرْضِ
حَذُّ وَمَنْكِبَيْهِ

سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر
دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا
اور زمین پر دونوں ہاتھوں کو کندھے
کے برابر رکھنا

٨٠٠ - حَدَّثَنَا هَيْثُ خُزَيْبٌ قَالَ سَأَلَ
قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَبَّادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ
الْحَكِيمِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلَى
نَهْمٍ تَهُمَا حَدَّثَنَا عَنْ يَمِينٍ وَابْنِ أَبِي
أَسَدٍ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَدَايِهِ
حِينَ رَحِمَهُ فِي الْقَبْرِ كَبُرَتْ صَفَ هَتَاهُ حَيَاتًا
أَدْنَاهُ ثُمَّ التَّحَفَ بِخُزَيْبٍ ثُمَّ صَعِدَ الْيَمِينِ
عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا رَأَى أَنَّ يُزَكَّرُ خَرَجَ يَدَايِهِ
مِنَ الْكُتُوبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَثَّرَ فَرَكَهُ فَلَمَّا قَامَ
تَمَعَهُ ثُمَّ سَمِعَ حَمْدَهُ فَتَمَعَهُ يَدَايِهِ فَلَمَّا سَمِعَ تَجَدَّدَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حضرت وال بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار شہوت کرتے وقت کانوں کے بالحقاں بالحقوا کو بلند کیا اللہ اکبر کہا پھر ہاتھ کپڑے میں لپیٹ لیے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا پھر جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرنے کو ہاتھ کو کپڑے سے نکال کر رنٹ بدین کرتے پھر رکوع کرتے پھر جب منہ شہ من حمدہ کہتے رنٹ بدین کرتے پھر جب سجدہ کرتے سر و تن پھیلانے کے درمیان سجدہ کرتے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق ائمہ مذاہب کا خلاصہ

ذیل میں:

۱۔ امام مالک کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا چاہیے۔ ان کے نزدیک ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا
فرض میں مکروہ ہے۔ نفل میں جائز ہے۔ ۲۔

۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بدایونی شریفی ۱۳۴۰ھ، المخطوط ج ۲ ص ۴۰-۴۱، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور ۱۳۴۰ھ
۲۔ علامہ ابوالوہید بن رشید قرطبی شریفی ۵۵۹ھ، بدایۃ المجتہد ج ۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

- ۲۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے نزدیک سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر رکھے اور ہاتھ نانات کے نیچے باندھے۔
- ۳۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور بائیں ہاتھ کے نیچے ہاتھ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور پھنگل سے ملے بنائے۔ مرد نانات کے نیچے ہاتھ باندھے اور عورت سینہ کے اوپر۔
- ۴۔ امام شافعی کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے نزدیک سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر رکھیں اور سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ ۱۵
- امام شافعی کے مسلک پر مذکور ذیل حدیث دلیل ہے جس کو امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

مؤمل بن سماعیل بن ستوری عن عام
بن کلیب عن یحییٰ بن زید عن زید بن
صوفی عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ
وضعت علی صدرہ۔ ۱۵

مؤمل کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے
کہ حضرت ذی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ نے اپنے سینہ کے اوپر دایاں ہاتھ بائیں
پر رکھا۔

لیکن علامہ ابن ترکیانی فرماتے ہیں کہ صاحب کمال نے ذکر کیا ہے کہ مؤمل نے اپنی حدیث کی کتاب میں
دفن کر دی تھیں اور وہ محض اپنے ملاحظہ سے احادیث نقل کرتا تھا اور یہ شخص کثیر الخطا تھا۔ امام بخاری
نے کہا کہ یہ منکر احادیث تھا ابو حاتم نے کہا کہ اس کی روایات میں بہت غلطیاں مرقیٰ تھیں۔ بیہقی نے اس
قسم کی دو حدیثیں روایت کیں لیکن ان سب کی اسانید میں شدید ضعف ہے۔ امام بیہقی کی ذکر کردہ
احادیث کی اسانید پر جرح کرنے کے بعد علامہ ابن ترکیانی احادیث کے مسلک پر استدلال کرتے ہوئے
لکھتے ہیں:

قال ابن حزم مردینا عن ابی ہریرۃ قال
وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت لیسۃ
وعن انس قال ثلاث من اخلاق نبوۃ فھیل
الافطار و تاحیر السحور و وضع الید الیمی
علی الیسری فی الصلوۃ تحت السرۃ۔ ۱۶

ابن حزم نے حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت
ذکر کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ناز
میں ناز کے نیچے ہاتھ پر رکھا جائے اور
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین
چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں، روزہ جلدی
افطار کرنا، ویرے سے سوئی کرنا، اور نماز میں ناز

۱۵۔ علامہ عبد الرحمن الجزیری، الفقہ علی المذاهب الاربعہ ج ۱ ص ۲۵۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت
۱۶۔ امام ابو یوسف احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ نشر السنۃ عمان
۱۷۔ علامہ ابن ترکیانی متوفی ۴۲۵ھ، البحر المنقہ علی البیہقی ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

کے لیے ہیں۔ اسے نبی آپ پر سلام ہو، اور
اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں بہر پر سلام
ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ — بلاشبک محمد، صلی اللہ
علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے بندے کے واسطے رسول
ہیں۔

ادامہ سلم نے ایک اور سند کے ساتھ سی
حدیث کی تصدیق بیان کی ہے لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ
اس کے بعد جو یہ ہے دعا ملے گی۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ پہلی حدیث
 کی مثل بیان کی ہے اس میں حسب خواہش دعا کرنے کا
 حکم ہے۔

حقیقت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشہد
 میں بیٹھتے تھے اس کے بعد پہلی حدیث کی مثال
 بیان کی اس پر حسب خواہش دعا کرنے کا بھی ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشدد کی تعلیم اس حال میں دینا کہ میری تحصیلِ پ کی دروزاں بتیسیلیوں کے درمیان تھی اور یہ تعلیم ایسے وحشیانہ آپ مجھے قرآن کی کہی حدت کی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد انھوں نے تشدد کا پورا واقعہ اسی طرح بیان کیا کہ یہ بتی حدت میں ہو کر ہو چکا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اے

٨٠٦. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثَمٍّ وَابْنُ سَعْدٍ
قَالَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ شُعْبَةُ عَنْ شُعْبَةَ
بِهِدٍ عَنْ إِدْرِيسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَتِّافٍ
عَنْ شُعْبَةَ بْنِ سَعْدٍ

۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَجُلًا عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ
مِثْلَ حَدِيثِهِمْ وَكَذَلِكَ فِي نَحْوِهَا ثُمَّ لَيْتَ حَتَّى
يَهْدَى مِنْ لَيْسَ لَهُ مَا يَكُونُ وَكَذَلِكَ

١٠٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ
مُعَاوِيَةَ بْنَ رَافِعَةَ عَنْ شَيْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
مَرْثَدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَهْلِ الْحِمْيَرِ أَنَّ
عَلِيًّا سَأَلَ فِي الصَّلَاةِ بِسْمِ اللَّهِ فَجَاءَهُ
قَالَ ثُمَّ لِيَتَعَلَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ

٨٥٥ - حَدَّثَنَا كُوَيْلِبُ بْنُ قُسَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
بُزْجِيمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
سَمِعْتُ مُجَاهِدَ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَائِهِ كُنِيَ
بَيْنَ كُفَيْهِ كَمَا يُحِبُّنِي شَرٌّ لِي مِنْ بَقَرٍ
فَانْقَضَ الْقِسْمُ مِنْهُمَا فَتَمَسَّ

٨٠٦ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
٧ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ سَمِعْتُ

مَا لَيْتُكَ سِرَّيْ فِي نَزِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ
 هَذَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الشَّهَادَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا
 السُّورَةَ فَمِنْ أَنْفَرِ آبَاءِ قَوْمٍ يَقُولُ الشَّحْدَاتُ
 الْعِبَارَةُ كَمَا تَضَعُ الطَّلَبَاتُ يَدَهُ لِسَانَهُ
 عَلَيْكَ يَتْلُو الشَّيْءَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَكَانَتْ شَرَاءَ
 عَيْنِي دَعَا يَبْنِي وَاللَّهُ نَصَابِيحِينَ شَهَادَاتٍ
 لَا أَسْأَلُ اللَّهَ وَتَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
 اللَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ نَسَبُهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا أَنْفَرُ
 ۸۰۷. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ شَيْبَةَ قَالَ
 يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ سَمِعْتُ زُخْرَمِينَ بْنَ حَبِيبٍ قَالَ
 حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ هَذَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا
 الشَّهَادَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ فَمِنْ أَنْفَرِ آبَاءِ
 ۸۰۸. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ قَسَمَةَ بْنِ
 سَعِيدٍ وَابْنِ كَامِلٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ وَابْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ
 أَبِي عَوْنٍ وَابْنِ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ
 حَقْلَانَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي
 أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ صَلَوَاتُهُ عَلَى كَامِلٍ وَعَلَى
 نَعْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ مَنْ لَقِيَ قَتَادَةَ فَقَالَ قَتَادَةُ
 يَا بَنِيَّ وَابْنُ كَوْنٍ قَتَادَةُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْعَلِيُّ
 وَسَلَّمَ نَصَرَفَ فَقَالَ ابْنُ كَوْنٍ لَقِيَ شَرَّ كَلِمَةٍ
 كَذَّابًا قَالَ قَتَادَةُ لَقِيَ شَرَّ قَوْمٍ لَقِيَ لَقِيَ
 كَلِمَةً كَذَّابًا قَتَادَةُ فَقَالَ قَتَادَةُ لَقِيَ شَرَّ كَلِمَةٍ
 قَتَادَةُ مَا قَتَادَةُ لَقِيَ شَرَّ كَلِمَةٍ لَقِيَ شَرَّ كَلِمَةٍ
 يَتْلُو قَتَادَةُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمٍ دُفِنَ وَهُوَ
 بِهَا لَا أَحْبَبُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى مَا تَعْمَلُونَ كَيْفَ
 تَقُولُونَ فِي صَلَوَاتِكُمْ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تعلیم دیتے تھے جس طرح ہمیں قرآن کریم کی کس بوقت
 کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے انھیں یہ
 صلوات الطیبات اللہ السلام علیک ایہ النبی
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لسلام علیہ وعلوہ
 اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد
 ان محمدًا رسول اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شہادت کی طرح
 سکھاتے تھے جس طرح قرآن کریم کی کوئی عورت سکھاتے
 ہوں۔

امان بن عبد اللہ رقی شمی بیان کرتے ہیں کہ
 ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو موسیٰ شمری رضی اللہ
 عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، جب وہ قعدہ کے قریب
 تھے وہ اب تک نہیں نے کہا یہ نماز بھی اور پاکیزگی کے
 ساتھ پڑھیں گے سب سے جب وہ نماز سے فارغ
 ہو گئے تو انھوں نے مڑ کر دیکھا اور پوچھا کہ میں نے
 کس نے یہ بات کی تھی۔ سب خاموش رہے ابھی
 سے ہم دوبارہ پوچھا کہ تم میں سے کس نے یہ بات
 کی تھی۔ وہ گپ پھیرنا موش سے ہے۔ اس موقع پر حضرت
 ابو موسیٰ نے مجھ سے کہا اسے امان شامی سے
 یہ کلمہ تھا، میں نے کہا میں نے نہیں سنا، اس نے
 آپ کا ذکر تھا چہ تو گویں میں سے کس شخص نے کہا میں
 سے یہ کلمہ کہا تھا اور میری نیت سوائے صلوات
 اور کچھ نہ تھی حضرت انھوں نے کہا تم نے یہ
 بات سننے نماز میں کیا کہنا سیتے۔ میں نے کہا

ثُبِّنَ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ زَيْدٍ كَرَادَ قَرَأَ قَرَأْنَا
وَكَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحْمَدَ مَعَهُمْ قِيَارَ اللَّهِ هَرَّ وَجَدَ
قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَهُ
اللَّهُ يَمْنُ حَمْدًا لَا فِي رِدَائِهِ أَيْ كَأَمَلٍ وَخَدَّه
عَنْ أَبِي عَوَانَةَ كَانَ أَبُو سُهَيْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
ابْنُ أُخْتِ أَبِي النَّضْرِ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ فَقَالَ
مُسَيْبٌ يُرِيدُ أَحْفَظَ مِنْ سُنَنِ قَتَادَةَ لَوْ كُنَّا
فَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَ
إِذَا خَرَّجَ فَتَصَيَّرَ قَتَادَةَ هَذَا عِنْدِي صَحِيحٌ
فَقَالَ لَهُ لَمْ تَصْنَعْ هَهُنَا فَقَدْ نَبَسَ كُلُّ شَيْءٍ
عِنْدِي صَحِيحٌ وَصَنَعْتَ هَهُنَا إِنَّمَا وَصَنَعْتَ هَهُنَا
قَالَ أَجْمَعُوا عَلَيْهِ.

اہم مسلم سے بحث کی تو امام مسلم نے فرمایا سلیمان
(اس سند کا ایک راوی) سے زیادہ تمہیں اور کون حافظ
ملے گا، ابو بکر نے پوچھا کہ پھر ابو ہریرہ کی روایت
کیسی ہے جس میں یہ ہے کہ جب امام قرأت کرسے
تو تم خاموش رہو، امام مسلم نے کہا کہ وہ حدیث صحیح ہے
ابو بکر نے کہا پھر آپ نے اس سند کے ساتھ اس حدیث
کو اپنی اس کتاب میں ذکر کیا نہیں کیا امام مسلم نے فرمایا
میں نے اس کتاب میں یہ حدیث کو ذکر نہیں کیا جو فضیلہ
نزدیک صحیح ہو بلکہ میں نے اس کتاب میں ان احادیث
کو ذکر کیا ہے جن کے صحیح ہونے پر سب کا اتفاق
ہے۔

۸۱۰۔ حَدَّثَنَا الشُّعْبِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ بِي
عَمْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ هَذَا
الْحَدِيثِ وَكَانَ فِي الْحَدِيثِ قِيَارَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
قَطَعَنِي عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَهُ
اللَّهُ يَمْنُ حَمْدًا.

امام مسلم نے ایک اور سند سے ساقیہ حدیث
بیان فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان پر سَمِعَ اللَّهُ لَكُمْ حَمْدًا جاری فرمایا۔

تشہد میں مذکور امام احمد امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں تشہد اول اور ثانی دونوں واجب ہیں، امام مالک
رضی اللہ عنہ کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں، امام شافعی کے نزدیک تشہد
اول سنت ہے اور تشہد ثانی واجب ہے، اور امام احمد کے نزدیک اول تشہد واجب اور ثانی تشہد
فرض ہے۔ امام اعظم اور امام احمد کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود کے تشہد کی روایت پر حنا افضل ہے
کیونکہ حدیث بخاری سے زیادہ قوی ہے، اور امام شافعی کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت
کو پُر حنا افضل ہے کیونکہ اس میں لفظ مبارکات نہ ملتا ہے اور امام مالک کے نزدیک حضرت عمر کی روایت
کو پُر حنا افضل ہے (نور الدین علی شریح مسلم ج ۱ ص ۳۱۱ مع تفسیر)
سلام ایک دعائیہ کلمہ ہے جس شخص کو سلام کیا جائے، اس شخص کے حق میں سلامتی کی دعا کی جاتی ہے۔
صحابہ کرام جب اسلام علی اللہ کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تعین
سلام ہے اور وہ سلامتی کی دعا ہے پاک ہے۔

تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصد سلام عرض کرنے کی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ یقین کی کہ

دلالت ہے

کی بارگاہ میں سلام کا ہدیہ پیش کر رہا ہے اور تشہد پڑھتے وقت واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا قصد نہ کرے۔

اور علامہ ابن ماجہ میں فرماتے ہیں:

لا يقصد الاحتفاء والتحية عند وقوع المعركة من صلى الله عليه وسلم ومن رآه سبحانه

تغھد پڑھتے وقت واقعہ معراج میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو مکالمہ ہوا تھا اس کی نقل اور حکایت کا قصد نہ کرے۔

علامہ شریف بلخی بھی تشہد کی بحث میں فرماتے ہیں:

في قصد المصطفى صلى الله عليه وسلم والثناء له قاصدة معبودة لله سبحانه وتعالى من عند كانه يحيى الله سبحانه وتعالى ويسلم على صلى الله عليه وسلم

خاندانی تشہد میں ان الفاظ کے معانی کا قصد کر کے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کا ہدیہ پیش کر رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔

اور علامہ طحاوی تشہد کی بحث میں فرماتے ہیں:

رحكايته سلام رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کی حکایت نہ کرے۔

ورقہ حنفی کی مشہور کتاب عام گہ کی میں ہے:

ولا بد من قصد بالعبادة والتشديد لله في وضعته لها من عند كانه يحيى الله تعالى ويسلم على النبي

مازنی کے یہی مازنی سے کہ الفاظ تشہد سے ان کے معانی کا قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کا ہدیہ پیش کر رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام عرض کر رہا ہے۔

اور علامہ زبیر الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ تشہد کی بحث میں فرماتے ہیں:

و لا بد من قصد لله في المشاهدة بالعبادة المصنوعة بعد الاخذ مع الله في موافقة له على

بجہ سے لغوی تشہد کے بعض معانی بعض اس لیے ذکر کیے ہیں۔ حسب مازنی یہ الفاظ نیزہ سے قرآن

- ۱۔ علامہ زبیر الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۸۰۰ھ و کتابہ علی المستمسک ص ۲۶۹ مطبوعہ مطبعہ فتاویٰ سبیل ۱۳۲۰ھ
۲۔ علامہ سید ابن عابدین تاجی متوفی ۲۵۲ھ و کتابہ علی المستمسک ص ۲۶۹ مطبوعہ مطبعہ فتاویٰ سبیل ۱۳۲۰ھ
۳۔ علامہ نسیم بن طہارت بلخی متوفی ۷۹ھ و کتابہ علی المستمسک ص ۲۶۹ مطبوعہ مطبعہ فتاویٰ سبیل ۱۳۲۰ھ
۴۔ علامہ محمد علی دہلوی حنفی متوفی ۱۲۰۰ھ و کتابہ علی المستمسک ص ۲۶۹ مطبوعہ مطبعہ فتاویٰ سبیل ۱۳۲۰ھ
۵۔ علامہ نظام الدین متوفی ۱۲۰۰ھ و کتابہ علی المستمسک ص ۲۶۹ مطبوعہ مطبعہ فتاویٰ سبیل ۱۳۲۰ھ

وجه الانشاء كما صرح به المجتبی بقوله ولا
بدل من ان يقصد بالفاظ التشهد معناه
التي وصفت لها من عده كانه يحيى الله وسيله
على النبي صلى الله عليه وسلم

علامہ عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

انتم اهل الشأ وعالم المصلى بالصلاة والسلام
على رسول الله صلى الله عليه وسلم في التشهد
لبنية الغافلين في جلوسهم بين يدي الله
عز وجل على متهودنيهم في تلك بحصة
فانه لا يفرق حضرة الله اذ يخاضونه
— بالسلا مندهة —

سوائی کا قصد کرے کہ یا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
عبادت اور رسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہے، اسی طرح مجتبیٰ نے بیان
کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نازی کو تشہد میں رسوں اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام دوس کر کے کا اس
سے عکریا سے تاکہ جو نازی غفلت سے نہ کہ بارگاہ
میں بیٹھے ہیں وہ اس حقیقت پر متنبہ ہو جائیں کہ اس
بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں۔
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں سے کبھی جدا نہیں ہوتے، اس لیے نازی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر قصد صلوة
وسلام دینا کرے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ابی عثمان کا قول نقل کرتے ہیں:

ان المصلين لا يستعجلون برب ملكوت
بالحجيات دونهم باند حول و حريم
الذي لا يموت فقرات اعينهم بالانجات
فتمهوا على ان ذلك بواسطة بنى الرحمة
وبركة متابعتة فاذا التفتوا فاما الحبيب
في حرم الحبيب حاضر فاقبلوا عليه
فاثلين السلام عليه ايها النبي ورحمة
الله وبركاته

نازیوں نے جب عبادت کے تحفے پیش
کر کے باب ملکوت بردستک دی تو اعلیٰ بارگاہ
اور میت میں داخل کی اعانت مل گئی اور اللہ تعالیٰ
سے مناجات کرنے کے سبب ان کی آنکھیں کھل گئیں
یونہی، اچھا ان کو تا کہ یہ مرتبہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحمت برکت اور آپ کی پیروی سے طا
سے جب وہ اس تنہی سے متوجہ ہوئے تو دنیا
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو
کر سلام عرض کیا السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ

۱۔ علامہ زبیر بدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۰۰ھ جو رشتہ ج ۱ ص ۳۴۲، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ شمس ۱۳۱۰ھ
۲۔ علامہ عبدالوہاب شہرانی متوفی ۱۰۴۳ھ، لکھ ان کے ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبعہ مسند بنی و دی، مصر ۱۳۵۹ھ
۳۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، لکھ ان کے ج ۱ ص ۱۱، مطبوعہ دارۃ الشاہدۃ امینہ، مصر ۱۳۴۸ھ

تشدید بحث میں پسینہ ہی ساریت عارضہ میں جسہ مسکنانی شیعہ متوفی ۹۵۶ھ سے فتح لہری میں ۱۰۰۰
 میں ۳۵۸ھ میں ملازم محمد بن عبد اللہ قانی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ سے تہجد لہری میں ۱۲۶۶ھ میں ملازم
 عبد المجیب بکھنوی متوفی ۱۳۰۲ھ سے سایہ ج ۲ ص ۲۲۴ ید اور شیخ شعیب محمد قانی دیرمدی سے فتح المسیح ج ۲ ص ۲۲۴
 میں بیان کی ہے۔

ور شیخ عبد الحق محمد شیعہ دہلوی بیان فرماتے ہیں۔

وقال بعض العارفين ان ذلك سواد
 الحقيقة المحمدية في ذرائع الموجودات و
 افراد الكائنات كلها فهو صلو الله عليه
 وسلم موجود وحاضر في ذوات المصنفين
 وحاضر عند هـ فينبغي للمؤمن ان لا
 يغفل عن هذا السبب عند هذا القول
 لينال من انوار القلوب ويقو براسم اربعة
 صلو الله عليه وسلم بار رسول الله وسلم۔

بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ
 سے تہجد و تہجد و تہجد میں سوار میں وجہ سے
 دعویٰ کیا ہے کہ حقیقت محمدی وہ ہے کہ تمام
 کے نور و نور میں و تمام ان کے نور میں وجہ
 سے رسول اللہ سے تہجد و تہجد کہ سوار میں
 وقت توکل آپ سے سادہ سے ہلال نور کہ نور
 علیہ السلام ہوتے حاصل کر لیں اس تہجد کے
 رسول آپ پر صلوٰۃ و سلام ہوا۔

شیخ عبد الحق محمد شیعہ دہلوی نے بیان فرمایا ہے کہ اس وقت اس وقت میں ۳۳۷
 طبع وریہ رضویہ میں بیان کیا ہے کہ ساری تہجد کے ساتھ تہجد بنات مستند عالم دین و اب
 عبد بن حسن ہوا ہے اس سے صلیب کھانہ زنگی خوش لہری ج ۲ ص ۲۵۹ میں بیان کیا ہے۔
 مولانا عبد المجیب کے والد مولانا عبدالمعین قرطبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

تشہد کا یہ حصہ بھی اسی قسم سے سلام علیک یا میں ورتہ تہجد و سلام

تشہد کے ان کلمات میں ہی صلیب اللہ علیہ وسلم و خطاب جابجا ہے کہ یہ سب حقیقت محمدیہ
 موجود ہیں طہر و گشت بارہ کے اصل میں موجود ہے کہ یہ سب کلمات پر سے نور پیدا ہو جاتی
 ہے اس طرح خطاب کا اصل سا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی صلیب تہجد و سلام سے خطاب کر دیا جاتا ہے بعض
 صوفیاء نے فرمایا ہے جب اللہ کی حمد و ثناء سے متون ہو گیا تو کہہ لے کہ تم میں اللہ کی حمد و ثناء
 مل گئی اور اس کی بے حدیت و شش ہو گئی تو میں نے صلیب کو حمد و صلیب میں رونہ دیا کہ صلیب کی طرف متوجہ ہو
 گیا اور کہہ اٹھا کہ سلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نازی تشہد میں سلام علیک ایہا النبی کہتے وقت رسول اللہ صلیب تہجد و سلام کو سلام کہنے کا قصد کرے
 اس بات پر اب تک ہم نے قرآن حدیث اور فقہاء اسلام کے دلائل پیش کیے ہیں اب ہم فارغین سے

۱۔ شیخ عبد الحق محمد شیعہ دہلوی متوفی ۱۱۲۲ھ میں لکھتے ہیں ج ۲ ص ۲۵۹، مشہور لہری

۲۔ مولانا عبد المجیب قرطبی علیہ السلام متوفی ۱۲۸۸ھ میں لکھتے ہیں ج ۲ ص ۲۵۹، مشہور لہری

بِالصَّلَاةِ أَحَبُّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ
 فِي مَجْلِسٍ مَعَهُ بِيْعَةِ قَعَانٍ بِبَشِيرٍ
 مَعَهُ مَرَّةً لَمْ يَزَلْ يَنْصَبُ نَصْبًا
 رَسُولُ اللَّهِ فَكَيْفَ نَصَبِي عَيْنِي قَدْ نَسِيتُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّ كَمَتَيْتُ
 لَهُ سَهْرَيْسَهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوا لَمْ يَزَلْ يَنْصَبُ عَنِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ
 ثُمَّ يَنْصَبُ وَنَارِي عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتُ عَلَى رُوحِهِ فِي الْعَالَمِينَ
 رَأَيْتُكُمْ حَمِيدًا مُجِيدًا وَشَرًّا كَمَا قَدْ
 عَلِمْتُمْ

تہ تہا نے میں حکم دیا ہے کہ یہ صلوٰۃ
 درود شریف پڑھیں آپس تم کس طرح آپ پر درود
 پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
 ہم نے سوچا کاش اس نے سوال کیا کہ کیا ہوتا ہے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو۔

اللہم صل شو محمد وعلی آل محمد
 کما صلیت علی رجبہ وعلی محمد وعلی آل محمد
 کما صلیت علی رجبہ فی العالمین اے اللہ حمید
 مجید۔

ترجمہ: اے اللہ محمد و آل محمد پر رجب نہ دیکھا کہ
 ترسے گا سریم پر رحمت نازل فرمائی اے محمد اور
 آل محمد پر رحمت نازل فرما جب کہ ترسے گا سریم پر
 تمام جہانوں میں رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اے اللہ
 عزوجل کے لائق حمد و ثناء سے اور سلام پڑھو جس
 طرح میں سر سے۔

۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
 تَمَّارٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ لُثْمٍ قَالُوا مُحَمَّدُ بْنُ
 حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ عَيْنَ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ
 أَبِي كَيْسَ قَالَ لَقِيتُ كُوفَ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَا
 أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً مَخْرُجَةً عَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَقَدْ عَرَفْتُ كَيْفَ
 سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نَصَبِي عَيْنِي قَدْ قُلْتُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ رَأَيْتُكُمْ حَمِيدًا مُجِيدًا فَلَمْ

حضرت عتب بن محمد بن محمد بن لثم نے بیان کرنے میں
 کہ اس سے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت
 میں اس کا نہیں معلوم کر گیا کہ (فراموشی) آپ پر سلام کس
 طرح پڑھیں آپ اس میں سمجھے کہ آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں
 کہ یہ آپ سے فرمایا کہ محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 و علی آل محمد کما صلیت علی رجبہ
 اے اللہ حمید مجید اے اللہ باریک بینی محمد
 و علی آل محمد کما باریک بینی علی ابراہیم
 و آل ابراہیم مجید۔

ترجمہ: اے اللہ محمد و آل محمد پر رجب نہ دیکھا کہ
 ترسے گا سریم پر رحمت نازل فرمائی اے محمد اور
 آل محمد پر رحمت نازل فرما جب کہ ترسے گا سریم پر
 تمام جہانوں میں رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اے اللہ
 عزوجل کے لائق حمد و ثناء سے اور سلام پڑھو جس
 طرح میں سر سے۔

۸۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
 تَمَّارٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ لُثْمٍ قَالُوا مُحَمَّدُ بْنُ
 حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ عَيْنَ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ
 أَبِي كَيْسَ قَالَ لَقِيتُ كُوفَ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَا
 أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً مَخْرُجَةً عَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَقَدْ عَرَفْتُ كَيْفَ
 سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نَصَبِي عَيْنِي قَدْ قُلْتُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ رَأَيْتُكُمْ حَمِيدًا مُجِيدًا فَلَمْ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس درود میں حضرت ابراہیم کے لیے نازل ماضی میں نازل کی گئی ایک رحمت کا ذکر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ رحمت تک کی بابت شمار رحمتوں کا ذکر ہے۔
 درود شریف کی بحث میں ایک یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ درود ابراہیمی نازل کے ساتھ خاص ہے یعنی نازل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی درود شریف پڑھا جاسکتا ہے، نازل کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور الفاظ سے بھی درود شریف پڑھا جاسکتا ہے۔
 امام احمد بن حنبل ایسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

اقبل رجل حتى جلس بين يدي نبي
 صلى الله عليه وسلم : فقرأ سورة قل
 رسول الله صلى الله عليه وسلم : اما بعد
 فقد عرفنا فليكن بعدك : والحمد
 صليتنا في صلواتك صلى الله عليه وسلم
 رسول الله صلى الله عليه وسلم حق احسن
 ان الرجل لم يزل يقول : اللهم صل على
 فقروا اللهم صل على محمد وحمده بحديث . ۵

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
 میں حاضر ہوا اور سامنے کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا
 یا رسول اللہ! سلام پڑھنے کو تو ہم نے مجھ پر کیا ہے
 اب فرمائیے کہ مجھ پر کیا ہے آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں؟
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: خوش ہو گئے یہاں
 تک کہ مجھ نے سوچا کاش وہ سوال ہی نہ کرتا، پھر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نازل میں تم صلوٰۃ
 پڑھو تو یہاں پڑھنا : اللہم صل علی محمد

علامہ شامی کہتے ہیں:

درود شریف میں سیدنا محمد کہنے کا بیان

ہے علامہ حنفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر میں ہے کہ اس میں "اللہم صل علی محمد" سے پہلے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے۔ یہ ادب کا تقاضا ہے اور لفظ سیدنا کرنا کرنا کہنے سے بہتر ہے۔ اور جس حدیث میں ہے کہ
 سردار نہ کہو وہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ کہ جب یہ حدیث آئے کہ ہمارے امام نے کہا ہے کہ اگر
 تشبیہ میں زیادتی کی باکمی کی زیادہ کردہ ہے میں کہتا ہوں کہ تشبیہ میں زیادتی نہیں ہے بلکہ درود میں زیادتی سے
 لغت تشبیہ میں آپ کے نام مبارک سے بے سیدنا نہ کہے۔

جن مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

درود شریف کو بہ وقت بقدر الامکان پڑھنا مستحب
 ہے۔ بیشتر جگہ کوئی ماضی نہ ہو، علماء نے یہ فقہ کی
 ہے کہ حسب ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ ۱۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی طاعت کو۔ ۲۔ مفتی انور
 مدنی کے دن، کیونکہ ان تین دنوں سے مسلمان احمدیہ درود میں ۳۰۔ جمعہ کے وقت ۴۰۔ شام کے وقت
 ۵۰۔ صبح میں داخل و خروج کے وقت ۶۰۔ بیعتیں اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے وقت ۷۰۔ عشاء

۱۔ امام احمد بن حنبل متون ۲۴۱ ص ۱۱۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۲۰۰۸ء
 ۲۔ علامہ سید محمد امین بن عابد بن شامی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵۶ ص ۴۹ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کتب خانہ ۲۰۰۲ء

کہ نہ کہ تالی اہل، آخر درود تہن کو قول فرماتے گا اور اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ درمیان میں کیے
 ہونے کو درود دے، نیز مدار غازی نے اس کی شریعت میں لکھا ہے کہ کل اعمال میں سے بعض مقبول ہوتے
 ہیں اور بعض مردود ہوتے ہیں جیسے کہ بعد از نماز پر پڑھے ہوئے درود کے وہ صرف مقبول ہے مردود نہیں
 ہے، علامہ باجی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب تہن تشریف لے جاتے ہیں تو
 اپنی دعا میں بھی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا درود مقبول ہوتا ہے
 اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ جیت بھرت کہ وہ حق کے بعض حصہ کے قبول کرے اور بعض کو رد کر دے
 شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے عاتی نے کہا مجھے یہ مذہب حدیث
 نہیں ملی، یہ حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔

درود شریف کے قلمی طور پر مقبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بالکل رد نہیں ہوتا جب کہ بعض
 اوقات کلمہ شہادت رو کر دیا جاتا ہے، اس وجہ سے مدار سنوسی وغیرہ نے اس پر فترت کیا ہے اس لیے
 سلف کے کلام کو ان معنی پر نہیں کرنا چاہیے کہ درود شریف دلا سے وہ بعض دعا میں مقبول ہوتی ہیں اور
 بعض مردود ہوتی ہیں، بلکہ مدد کی دعا کو بعینہ منقول و ثابت اس لیے کہ کبھی اپنی حکمت کے تقاضے سے اس دعا کو
 کسی صورت میں مقبول فرماتا ہے، اس لیے درود تہن دہ کے نام حکم سے خارج ہے کیونکہ نہ
 سبحانہ خود ہمیشہ ہمیشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود تہن پڑھتا رہتا ہے، چہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 عباد و مومنین پر احسان فرمایا اور انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تاکہ ان کو درود
 شریف پڑھنے کی وجہ سے زیادہ شرف اور فضیلت حاصل ہو، درود نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کے
 کے درود پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کے درود سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے جب یوں درود تہن پڑھ کر
 رب ہی نہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نزول رحمت کو طلب کرتا ہے تو یہ دعا قلمی طور پر مقبول ہے، کیونکہ
 اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ روپ پر دانا رحمت نازل فرماتا رہتا ہے، اور باقی دعاؤں و صلوٰۃ کا یہ حکم
 نہیں ہے اور یہ جو کہتا ہے کہ درود تہن قلمی طور پر مقبول ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو قلمی
 طور پر ثواب ملے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ پر نزول رحمت کا جو سوال کیا ہے تو یہ دعا مقبول
 ہے اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرماتا ہے، گائی را کلات زودہ انی شہد کے ساتھ ملے گا، تارکی اس
 تقریر سے واضح ہو گیا کہ یہ جو سلف نے کہا ہے کہ درود تہن قطعاً مقبول ہے اس کی سند فوری ہے اور
 وہ سند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و ناس کو وہ آپ پر ہمیشہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

درود شریف پڑھنے کا فائدہ آیا صرف پڑھنے والے کو پہنچتا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
 کو بھی؟

اللہ دہرکاتہ، قری مازامری سے

کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ دودھ پیتے ہیں خبر
فرمائی دیکھتی۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام ترمذی، امام حنفی، اور امام دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۵۷
میز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن أسامة بن زيد قال أرسلت بعثت
النبي صلى الله عليه وسلم اليه ان ابنا لي
قبض فأتنا فأرسل يقر في السلام —
الحدث ٦

اور امام ابو دؤد روایت کرتے ہیں،

عن غالب قال قال جلوس بيا ب الحسن
اذ جاءه رجل فقال حدثني ابي عن جدي
قال بعثني ابي الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال ايتني فاقرا السلام فقال
فاتيتني فقلت ان ابي يقرئك السلام فقال
عليك وعلى اسلك السلام

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کا صاحبزادہ فرست جو علیہ آپ تشریف لائیں، آپ نے ان کے پاس پیغام بھیجا، اور سلام کھڑا

غالب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن کے دروازہ پر پیش ہوا تھا کہ ایک تنگس نے کہا مجھ سے میرے والد نے یہی دعا واسے زہدیت کے بیان کیا ہے کہ مجھے مہرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا ہا کہ حضور کو سونپ دیتا ہوں کہ وہ انھوں نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہی دعا ہے والد آپ کو سلام عرض کرتے ہیں آپ نے فریاد تم پر اور تم سے والد پر سلام عرض کیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف فردوسی لکھتے ہیں،

جب کسی شخص سے ایسی کسی قصہ یا خط کے ذریعہ کسی کا سلام پہنچے تو اس پر اس سلام کا جواب دینا واجب ہے غلام واحدی اور دوسرے سے ملاوئے جس اسی طرح نوکر کیا ہے۔

۱۳۸۰
۱۔ امام محمد بن اسماعیل بن زبیر متوفی ۱۵۶ھ تصنیف سنائی ج ۱ ص ۵۳۲ ج ۲ ص ۹۲۳-۹۲۴ مطبوعہ نور محمد نجف مطبع کراچی
۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۰۵ھ سنن بوداد ج ۲ ص ۲۵۲ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
۳۔ امام ابو یوسف محمد بن یونس نزدیکی متوفی ۲۲۵ھ جامع ترمذی ص ۳۸۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۴۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۲ ص ۴۱-۴۵۰ مطبوعہ مکتبہ اسلامی بدست ۱۳۹۹ھ
۵۔ امام عبد اللہ بن شد رحمان داری متوفی ۲۵۵ھ متن داری ج ۲ ص ۸۵ مطبوعہ نشر السنہ طہان
۶۔ امام محمد بن اسماعیل بن زبیر متوفی ۲۵۵ھ تصنیف سنائی ج ۱ ص ۵۳۲ ج ۲ ص ۹۲۳-۹۲۴ مطبوعہ نور محمد نجف مطبع کراچی ۱۳۹۹ھ
۷۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۰۵ھ سنن بوداد ج ۲ ص ۲۵۲ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

نیز سمجھتے ہیں: جب کوئی شخص کسی شخص سے دعا کرے اور اس کے لئے کوئی نیکوئی ہو تو اس کو ملے گا اور اگر کوئی نیکوئی نہ ہو تو اس کو ہلاک کرے گا اور اگر کوئی نیکوئی نہ ہو تو اس کو ہلاک کرے گا اور اگر کوئی نیکوئی نہ ہو تو اس کو ہلاک کرے گا۔

اسلامیہ ہے کہ متعدد احادیث صحیحہ میں غائب کو عید السلام کہنے کی تصریح ہے۔ اور اموات کو سلام کہنے کی بھی تصریح ہے اور یہ غلام جو جینی کہ جس کی تسمیہ سے تو پھر اگر عید اسلام یا ملی عید اسلام کہنے پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر ہم نے شرح صحیح مسلم بدشانی کی کتاب از کوثر بن حضرت عبد اللہ بن ابی الدن کی حدیث کی تصریح میں بحث کیا ہے اور بعض وجوہ سے وہاں زیادہ تفصیل کی ہے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ وَالتَّحْنِيطِ وَالتَّامِيمِ
سمیع اللہ لمن حمدہ، ربنا یک الحمد اور آمین کا

بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت امام سمیع اللہ من حمدہ کہے تو تم ربنا تکبیر کہو جس کا یہ قول فرشتوں کے قول کے مطابق ہو جائیگا اس سے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۸۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا قَامَ الرَّسُولُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ نَحْمَدُكَ حَيَاتُكَ وَمَوَدَّتُكَ قَوْلُكَ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِنْ دُونَ

وہ فرمادے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی مثل سابق حدیث مروی ہے۔

۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُعَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ رَأَيْتُ يَحْيَى بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا قَامَ الرَّسُولُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ نَحْمَدُكَ حَيَاتُكَ وَمَوَدَّتُكَ قَوْلُكَ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِنْ دُونَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت امام آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس شخص کی آمین و شتوں کی آمین کے موافق ہو جائے گی اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۸۱۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا قَامَ الرَّسُولُ بَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ نَحْمَدُكَ حَيَاتُكَ وَمَوَدَّتُكَ قَوْلُكَ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِنْ دُونَ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۲۷ھ، ۱۳۲۸ء دار الفکر بیروت

فَاتَّخَذَ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِثْلَهُ تَامِنٌ شَخَاوَعُفَرٌ لَهُ
مَنْ تَقَعْدَ مَرِّ مِنْ دَيْنِهِ فَإِنْ مَنَّهُ بِكَ رَسُوْلٌ
لَهُ صَلَاتِي اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَمِيْنٌ .

۱۲۰ - حَدَّثَنَا حُزَيْمَةُ بْنُ يَعْقِبَ قَالَ سَأَلَ
وَهْبُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الصَّبِيحِ وَبُزْ
سَمِعَ سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ هَارِيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ بَنِي عَدِيٍّ وَاسْتَدْرَجَهُمْ
حَدِيثَ مَا يَلِيْكَ وَتَحْرِيدُ كُرْحُوْنًا بَنِي قَهْدَابٍ .

۸۲۱ - حَدَّثَنَا حُزَيْمَةُ بْنُ يَعْقِبَ قَالَ سَأَلَ
وَهْبُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بَا
يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ
صَلَاتِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا فِي
لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَدِيْنَةِ فِي شَمَالِ الْأَمِيْنِ كَوَافٍ
يُحَدِّثُهُمَا رَأَيْتُ عَفِيْرًا مِمَّنْ تَقَعْدَ مَرِّ مِنْ دَيْنِهِ .

۸۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بَلْعَنِي
قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلٌ عَلَيْهِ صَلَاتِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَمِعْتُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ حَسَنًا مِنْ وَاسِيْتِهِ فِي
الْأَمِيْنِ فَوَقَفْتُ خَدَّيْ خَدَّيْ رَأَيْتُ
عَفِيْرًا مِمَّنْ تَقَعْدَ مَرِّ مِنْ دَيْنِهِ .

۸۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَأَلَ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ هَمَّادِ بْنِ مُنِيْمٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ بَنِي صَالِي بَنِي سَالِيٍّ وَاسْتَدْرَجَهُمْ

۸۲۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَأَلَ
يَعْقُوْبُ بْنُ يَعْقِبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ شَهْبَازٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلٍ عَلَيْهِ صَلَاتِي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَمِعْتُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ رَسُوْلًا يَنْدُبُ رَسُوْلًا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ عَفِيْرًا مِمَّنْ تَقَعْدَ مَرِّ مِنْ دَيْنِهِ
فَوَقَفْتُ خَدَّيْ خَدَّيْ رَأَيْتُ عَفِيْرًا مِمَّنْ تَقَعْدَ مَرِّ مِنْ دَيْنِهِ

ہم مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی حدیث
مردی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے
کوئی شخص دین میں آئیں کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں
میں کہتے ہیں ایسے دو میں سے ایک کی میں دوسرے
سے موافق ہو جائے گا مگر کسی کے پیچھے غلطی ہو جائے
گناہ ممان کر دیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم میں سے کوئی شخص آئیں کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں
میں کہتے ہیں ایسے دو میں سے ایک کی میں دوسرے
سے موافق ہو جائے گا مگر کسی کے پیچھے غلطی ہو جائے
گناہ ممان کر دیے جاتے ہیں۔

اسلم روایت میں کہ ایک اور سند سے بھی اسی
نقل حدیث مروی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم
غیر المنصور علیہم ولا الضالین کہے وہ اس کے پیچھے
مقدم کی جگہ نہیں لے سکتے اور اس پر جسے وہ کہتا ہے کہ
کے موافق ہو جائے گا مگر کسی کے پیچھے غلطی ہو جائے
گناہ ممان کر دیے جاتے ہیں۔

نَقَدَّ مَرَمٌ دَيْبٌ -

علامہ یحییٰ بن شرف فروہی لکھتے ہیں:

آمین کہنے کے متعلق فقہاء فقہیہ کا نظریہ

آئین ہے جسے سنی عقیدہ پرست اقلیتی کا نظریہ ہے۔ اس باب کی عادیات سے معلوم ہوا کہ امام مقتدی اور
 منفرد سب کے لیے سرورِ فائقہ کے بعد آئین کہنا مستحب ہے، اور یہ کہ مقتدی اہم کے ساتھ آئین کہتے
 امام سے پہلے کہتے اور نہ امام کے بعد کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب امام ولایت میں کہے تو
 آئین کہو، امام مقتدی کے لیے ہر آئین کہنا مستحب ہے، امت کا اس پر جھٹکا ہے کہ یہی نماز
 میں امام مقتدی اور منفرد میں کہیں وہ حضور کے نزدیک سی طرح حرجی نمازوں میں، اور امام مالک رحمہ اللہ کا
 قول ہے کہ جہری نمازوں میں امام نہیں کہتے، امام و منفرد میں خداوند کو نہیں اور امام مالک کا مذہب ہے کہ
 آئین بالجہر نہ کہی جائے اور اکثرین کا مذہب ہے کہ جب ناجہ کہی جائے۔

غلام دوستان کی ماکھی جیتے ہیں۔

اکمین کہنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مندرجہ

آمین کہنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا تشہیر یہ [قاضی مباحث مالکی نے کہا ہے کہ میں پر تفاق سے مستند
ام اور مستند مدعی نمازوں میں کہیں اور جہری نمازوں میں اختلاف سے ایک جماعت کا قول سے کہ آمین
کے نام مالک کے اس میں دو قول ہیں ، نام مالک وہ کہ فیہ کا قول یہ سے کہ مستند میں کہے ، وہ ہاتھ ملانی
اور مستند میں کا قول یہ ہے کہ آمین کے حدیث میں دونوں روایات سے ایک قول یہ سے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں جہرا آمین کہتے تھے ، تاکہ آپ لوگوں کو یہ خبر دی کہ وہ کہے آمین کہیں ، اسی وجہ
سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ کہا ہے کہ آپ بلند آواز سے آمین کہتے تھے جیسے میں آمین کا تکرار دے
رہے ہوں ۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ مصروفیت یہ ہے کہ میں مستی کہیں جاسے، اس میں اختلاف ہے کہ نہ ہی نماز میں مقتدی آمین کس طرح کہے جب قرا یہ ہے کہ وہ غور و فکر کرے، میں کہے، ایک تو ایسے کو وہ نہیں کہے، بلکہ کہ آمین کا جسے اور اس کو اسیت میں نہ رہنا سہج سے رہی، اور اللہ تعالیٰ کے ہر اور جب وہ سوچ کر آمین کہے گا تو اس کو صحت مفاد پر نہیں کہہ سکے گا۔ یہ

نظامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

آمین کہنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

ایمن کہنے کے متعلق فقہاء علیہ السلام کا طریقہ سنت ہے کہ ماہ اور تختہ حد میں نازوں میں آئین باجمہر کہیں اور ستر میں نازوں میں آہستہ آئین کہیں، امام ابو حنیفہ نے یہ کہا ہے کہ آہستہ آئین کہیں، امام مالک کا بھی ایک قول بھی ہے کیونکہ آئین ایک دعا ہے لہذا دعا تقبیہ کی طرح اس کو بھی آہستہ کہنا مستحب ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آئین اور آواز بلند کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام

۱- علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۹ھ، شرح مسلم ج ۱، ص ۱۷۶، مطبوعہ نور محمد، صحیح السیاح کراچی، ۱۳۵۵ھ
۲- علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفه و شافعی بی ناکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال العلم ج ۲، ص ۱۷۶-۱۷۷، مطبوعہ دار کتب العلم، کراچی

کی آئین کے وقت آئین کہنے کا حکم دیبے تو اگر جہاد آواز سے آئین نہ کہی گئی تو یہ اس پر چسپاں نہیں ہوگی وہ
انہوں نے جو آئین کے دعا ہوئے سے آہستہ آہستہ آئین کہنے پر استدلال کیا ہے وہ باطل ہے کیونکہ سورۃ فوج
بھی دعا ہے اور اس کو جہاد پڑھا جاتا ہے اور تشہد کے بعد کہ دعا تشہد کے تابع ہے اور آئین آہستہ
پڑھا جاتا ہے۔ اس سے اس کو جہاد آہستہ پڑھا جائے گا۔ اور آئین قرأت کے تابع ہے۔ لہذا جب جہاد
قرأت ہوگی تو آئین بھی جہاد کہی جائے گا۔

علامہ رفیعی حنفی لکھتے ہیں:

آئین کہنے کے متعلق فقہاء احناف کا منظر یہ

حسب امام و الفضالین کہے تو امام بھی آئین کہنے

مقتدی ہیں۔ امام مالک یہ کہتے ہیں کہ آئین نہ کہے کیونکہ صحیح سند سے حدیث میں ہے کہ جب امام دعا پڑھا
کہے تو آئین کہو۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کر دی ہے کہ ہر من و اذان میں کہے
اور شکی حدیث آئین۔ لیکن یہ سند لاں صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ کہ امام آئین کہتے
اور آئین آہستہ کہیں۔ کوئی حدیث ابن مسعود سے روایت ہے کہ با چیزوں کو دعا آہستہ کہتے مسلمان
۶۷۷۔ عود بنکھ میں لفظوں کو حیح سے دعا۔ حیح وجہ دعا اور آئین کہنے کا باب الاذان اور دعا میں ۱۹
طبع دارۃ القرآن کراچی۔ نیز آئین دعا سے اور دعائیں عمل خاص سے۔
علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام احمد، امام ربیع و طحاوی اور امام جریر نے اپنی مسانید میں دعا جہادانی نے اپنی معجم میں امام
دارقطنی نے اپنی سنن میں دعا کہنے سے مستدرک میں مقتدی بن ولید سے انہوں نے اپنے وقت میں روایت
کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناز پڑھی۔ جب آپ نے غزوہ معصوم علیہ السلام لکھنا
پڑھا تو پھر فرمایا آئین اور آئین آہستہ کہی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الا سند ہے اور اس کو امام بخاری نے
امام مسلم نے روایت نہیں کیا۔

مگر یہ اعتراض کہ امام ابو داؤد اور ترمذی نے حدیث ولید بن جبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا پڑھتے تھے تو آئین کہتے۔ امام ترمذی کی روایت
میں ہے آپ آواز کر لیتے تھے یعنی کہہ سے پڑھتے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔
اسی طرح امام نسائی نے عبد الجبار بن ولید سے لکھنے سے روایت کیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد آواز سے دعا کہی۔ امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ نے حدیث ابو ہریرہ
سے روایت کیا ہے کہ جب آپ آئین کہتے تو صاف اول میں آپ کی آواز سنائی دیتی اور امام ابن ماجہ کی روایت
میں ہے مسجد گرجی تھی۔ اس حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے تصحیح کی شرط پر مستدرک میں

۱۔ علامہ سرفراز الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ منبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المغنی ج ۱، ص ۲۹۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۰۵۰

۲۔ علامہ ابراہیم بن علی بن ابی بکر رفیعی حنفی متوفی ۵۵۰ھ۔ ہدایہ ترمذی ص ۸۷، مطبوعہ دار الخاند محمد علی کراچی

اور دارقطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو داؤد اور امام ترمذی کی روایت کے معارض دوسری روایت ہے جس کو امام ترمذی نے علقر بن وائل کے والد سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے آپ نے پست آواز سے آمین کہی اگر کہا جائے کہ اس حدیث کی سند میں شعبہ سے جس نے کئی جگہ خطا کی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شعبہ کی غلطی مکان خود خطا ہے کیونکہ شعبہ میر، المؤمنین فی الحدیث میں دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس میں علقر نے زیادتی کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علقر ثقہ راوی ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے، تیمر الاعتراض یہ ہے کہ امام دارقطنی نے کہا اس حدیث میں شعبہ کو ویم موابہ، اصل روایت یہ ہے آپ نے مد کے ساتھ آمین کہی، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شعبہ کا وہ نہیں ہے بلکہ سفیان کا وہ جس نے مد کے ساتھ پڑھنے کی روایت کی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں سندیں صحیح ہوں، اور ممکن ہے کہ یہ کہا ہے کہ جہ کے ساتھ آمین کہنے کی اور پست آواز کے ساتھ آمین کہنے کی دونوں روایتیں صحیح ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے جبرائیل باکبر کی روایت ہے اس کی سند میں بشر بن رافع، بڑا سادہ جرحی ہے اور یہ ضعیف راوی ہے، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد اور امام ابن حبان نے اس کو ضعیف کہا ہے، امام ابن القطان نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے، وہ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ کے علم زوطبہ سے روایت کرتا ہے اور عبد اللہ بن عمر، بحال سے اور بشر کے علاوہ کسی حدیث کی حدیث کو عبد اللہ سے روایت نہیں کیا، اس وجہ سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اس قدر یہ ہے کہ کہا ساقط ہو گیا کہ یہ حدیث شیعین کی شجرہ پر صحیح ہے اور دارقطنی نے جو اس کی قسمیں لی ہے وہ بھی ساقط ہو گئی۔

ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو امام محمد نے کتاب الآثار (ص ۱۶) میں ابراہیم بنی سے روایت کیا ہے کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے عوذ بآئذہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم، سبحانک اللہ، آمین اس حدیث کو امام عبد الرزاق نے بھی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور اس میں سبحانک اللہ کی جگہ ربنا محمد ہے اور امام ابیانی نے تہذیب الآثار میں ابو داؤد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے کہی گئی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہ کے ساتھ کہنا تھا نہ آمین، نیز ہمارے اصحاب نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ آمین دعا ہے اور دعائیں اصل خطا ہے اس لیے آمین کر بھی آہستہ کہنا چاہیے۔

علامہ ابن تہامہ حنبلی کا دعوت شعبہ سے معارضہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اگر ایک چیز کسی جگہ اصل کے خلاف ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو ہر جگہ خلاف اصل پر محمول کیا جائے۔

آمین بالسر پر و لائل | امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان من الأئمة فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه - له

حضرت ابو۔ برہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام مین کہے تو آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی، اس کے چھپے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں فرشتوں کی آمین سے موافقت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور فرشتے ہمستہ آمین کہتے ہیں اس لیے ان سے موافقت اس وقت ہوگی جب آمین کہیں جائے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔

عن علقمة بن وائل عن أبيه أن النبي
صلى الله عليه وسلم قرأ غير المفضوب
عليهم ولا الضالين فقال آمين وخفف بها
صوته

ملفوظ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے
 ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید بمعصوب
 علیہ ص ۱۰۰ ص ۱۰۱ میں ہڑھا اور آہستہ
 آہستہ کہیں۔

امام محمد روایت کرتے ہیں:

عن ابراهيم قال: اربعة يخافون بهن
الامام، سببائك الله وبعمدك والتعويذ
من الشيطان وسم الله الرحمن الرحيم، و من
قال محمد وبه تأخذ وهو قول ابي حنيفة
عليه السلام.

ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ چیزوں کو امام جعفر
 علیہ السلام سے لے کر عود ماہ تک مناسبت
 الہیہ سے لے کر الرحمن الرحیم سے
 کہا جاتا ہے اسکا یہ علم کرتے ہیں اور یہی امام باقر علیہ
 السلام سے ہے۔

امام کی اقتداء کرنے کا بیان

بَابُ التَّمَامِ الْمَوْجِبِ إِدْمَادِ

١٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَجَوٍ وَنُسَيْبُ بْنُ
سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَفْرَةُ ابْنُ قَدْرٍ
وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْأَكْبَرُ بْنُ جَمِيلٍ عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ سَفْيَانَ بْنُ عُيَيْنَةَ
عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَسْبَ بْنَ مَالٍ يَقُولُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھوڑی سی
گر پٹ سے درآپ کی ٹیس جانب زخمی ہو گئی۔ ہم
آپ کی میاوت کے لیے حاضری ہوئے۔ اس وقت
ماز کا وقت ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، بیچ بخاری ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ محمد امجد الحق المطابع کراچی، ۳۸۰
۲۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۱ھ، جامع ترمذی ص ۶۳، مطبوعہ نور محمد کاروباری، دہلی، کتب کوچی
۳۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۲۴۱ھ، کتاب الاثمار ص ۱۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۲۰۰۰

سَقَطَ إِلَيَّ صَليَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَدْرٍ
فَجَحِشْتُ شِقَّةً لَا يُؤْمَنُ قَدْ خَلَتْ عَلَيْهِ
تَعَوُّدٌ فَتَحَضَّرْتُ الصَّلَاةَ فَصَلَّيْتُ بِمَا قَاعِدًا
فَصَلَّيْتُ وَرَأَى لَا تَعَوُّدٌ أَفَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ
قَالَ رَتْنَا جُعِلَ رِمَا مَرِيئُؤَسَّوِيْمَ قِيَا كَبَرُ
فَلَكِيْمُ دَاوُدَ سَجْدًا سَجْدًا وَرَأَى قَدْ رَفَعُوا
وَأَذْ قَالَ سَمِعْنَا لَمَنْ جَمِدًا قَعْلًا لَمَنْ يَكُنْ
لَكَ لِحْمَدُ قِيَا صِلَقَ قَاعِدًا فَصَلُّوْا تَعَوُّدًا
أَجْمَعُونَ

۸۲۴۔ حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَوَاهُ مَا مَحْمَدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا
بَنِيَّابَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَدْرٍ فَجَحِشْتُ شِقَّةً لَا يُؤْمَنُ
۸۲۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ حُرْمَةَ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ الْخُبَرِيُّ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ قَالَ الْخُبَرِيُّ
أَنَّ بَنِي مَالِكٍ أَنَّ سَمِعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صِرَعًا عَنْ قَدْرٍ فَجَحِشْتُ شِقَّةً لَا يُؤْمَنُ يَتَجَوَّ
حَدِيثُهُمَا وَرَأَى قَدْ صَلَّيْتُ قِيَا فَصَلُّوْا
قِيَا

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ مَالِكٍ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي
دَسُؤَانَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً قَرَأَ فِيهَا
عَنْ فَجَحِشْتُ شِقَّةً لَا يُؤْمَنُ يَتَجَوَّ حَدِيثُهُمَا
وَرَأَى قَدْ صَلَّيْتُ قِيَا فَصَلُّوْا قِيَا مَا
۸۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ ابْنُ مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ حُرْمَةَ أَنَّ سَمِعُوا النَّبِيَّ
بُنْ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ
مِنْ قَدْرٍ فَجَحِشْتُ شِقَّةً لَا يُؤْمَنُ وَبَنِي
الْحَدِيثِ وَبَنِي رِيَا دَاوُدَ يُونُسَ وَمَالِكٍ

نے ہم کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، ہم نے بھی آپ کے پیچھے
بیٹھ کر نماز پڑھ لی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا امام سے یہ بتایا جاتا
ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ جب امام تعجب کیے تو
تکبیر کہو، اور جب امام سجدہ کرے تو سجدہ کرو اور
جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے تو سجدہ سے سر
اٹھاؤ اور جب امام سمعنا اللہ لعن حمدا
کہے تو رت۔ مالک بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑی سے گر
پڑے اور آپ کی کھال چھل گئی چھپ سے تھیں
بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑی سے گر
پڑے اور آپ کی کھال چھل گئی۔ اس
حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
بھی ہے کہ جب امام کہے ہو کہ نماز پڑھائے
تو کہو کہ نماز پڑھو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑی پر سوار
ہوئے، آپ اس سے رکتا رہے کہ وہیں جانب کی کھال چھل
گئی اس حدیث میں یہ بھی رشتہ ہے۔ سبب امام
کہنے سے ہو کر نماز پڑھے تو کھٹکتا ہو کر نماز پڑھو۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑی سے گر پڑے
اور آپ کی کھال چھل گئی۔

۸۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّبِّ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَشْتَكِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَلَّ عَلَيْهِ تَأْسٍ مِنْ أَفْعَائِهِمْ يَوْمَئِذٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَارِسًا فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا قَدْ شَاءَ إِلَيْهِمْ أَنْ أَحْلِسُوا فَجَلَسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَتْ لِمَ جَعَلَ لِمَا يُؤْتَمُّ بِهِمْ قِيَادَ رَكْعَةٍ فَزَكُّوا وَزَكُّوا قَامُوا فَعَمُوا قَدْ أَصَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّيْنِ سَهْلٌ قَالَ قَالَ حَقَّادُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُوَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ سَلِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلِيمٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُمَيْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا إِسْنَادٍ نَحْوَهُ

۸۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْثُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَشْتَكِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ وَرَأَوُهُ وَهُوَ قَائِمٌ وَأَبُو بَكْرٍ يُسَمُّهُ نَتْنًا فَكَبَّرَ وَكَانَتْ بَيْنَنَا نَوَازِلُ بَيْنَ مَا قَامَ سَاءَ لَيْسَ فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصُورَتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالُوا إِنْ كُنْتُمْ أَيْتُ تَفْعَلُونَ قَائِمًا وَتُرُومَ يَكُونُونَ عَلَى مَلَكُوتِهِمْ وَهُوَ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ثُمَّ تَوَلَّى بِأَيْمَنِ كُورِنَ مَنَى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَرَيْنَ مَنَى قَائِمًا فَصَلُّوا قُعُودًا

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، چند صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے اور صحابہ کرم کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، صحابہ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ہاں صحت کرے یہ نبیاء کا سب سے زیادہ تہ کی تہ، کہ ہلنے انداز جب وہ کھڑے کرتے تھے کھڑے کرو، جب وہ کھڑے رہا کرتے تھے کھڑے رہا کرو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو ابھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ اور سلم فرماتے ہیں: ایک در سند سے بھی مثل سابق حدیث مروی ہے۔

حضرت عابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے، ہم نے آپ کی عیادت میں نماز میں آپ کی جگہ پر بیٹھ کر پڑھنے لگے اور حضرت ابو بکر کو آپ کی عیادت پر لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں بیٹھ رہے تھے اور ہمیں کھڑے دیکھ کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر فرمایا تم سرد رہیے۔ ہم نے سوئے ہیں اور وہ ان کے سامنے کھڑے رہتے ہیں پس اس طرح دیکھا کرو، اپنے اماموں کی اقتداء کرو، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں

تو کہہ کرے ہو کہ نماز پڑھو اور گروہ بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور حضرت ابو بکر آپ کے پیچھے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تو حضرت ابو بکر میں نہیں سنانے کے لیے تکبیر کہتے، ہاں حدیث میں سابق سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام صرف اس پر نماز پڑھتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہذا اس سے تم کو دور رہو، جب وہ تکبیر کہتے تو تم بھی کہو اور جب وہ رکوع کرے تو رکوع نہ کرو، اور جب وہ سجۃ اللہ من بعدہ کہتے تو سجۃ اللہ من بعدہ کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی اس کی مثل حدیث مروی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیسری حدیث سے کہ امام تکبیر کہتے تو تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرنا کہو اور جب وہ سجۃ اللہ من بعدہ کہتے تو سجۃ اللہ من بعدہ کہو۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ سے اس کی مثل حدیث مروی ہے اور ایک روایت میں ہے وہ دعائیں کہ بعد میں کہو اور اس سے پہلے نہ پڑھو۔

۸۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَدْتُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَتْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَكَّلْتُ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لَيْسَ بَعْدَ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَوْثَ حَدِيثِ النَّبِيِّ .

۸۳۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَدْتُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَبَّرَ زَيْدٌ مِنْكُمْ فَكَبِّرُوا وَلَا تَخْلِفُوهُ عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَامَ فَاقْصِدُوا رِجْلَكُمْ فَتَمَكَّنْوا مِنْ أَلَمِ الْفَرْسِ .

۸۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَجَوَةَ قَالَ أَخْبَدْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَكَّلْتُ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لَيْسَ بَعْدَ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَوْثَ حَدِيثِ النَّبِيِّ .

۸۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَدْتُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَتْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَكَّلْتُ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لَيْسَ بَعْدَ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَوْثَ حَدِيثِ النَّبِيِّ .

۸۳۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَدْتُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَكَّلْتُ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لَيْسَ بَعْدَ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَوْثَ حَدِيثِ النَّبِيِّ .

- ۳۔ سواری سے گرنے والے کے لیے تسبیح ہو کر وہ اس حال میں بھی شرف ہا تھا تو یا غسل کر رہا ہے۔
- ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھال بچل گئی اور آپ زخمی ہو گئے تو زخمیوں کے لیے تسبیح کو سامان بنی ہو گیا کہ یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی گذرا ہے۔
- ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی مرنے سے صحابہ کرام کو شرف عیادت حاصل ہوا۔
- ۶۔ یہ معلوم ہوا کہ استغاثہ شیخ عیسیٰ بن قیس کی عیادت کرنی چاہیے۔
- ۷۔ یام عیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات امت کے لیے نمونہ بن گئے۔
- ۸۔ عیادت کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔
- ۹۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا مشاہدہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت بھی نہ گھٹتی تھی اور یہ کہ نماز کی حالت میں عمل قلیل جائز ہے۔

امام کے لیے سنا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنے کی مشورہ و نصیحت میں مذکور ہے کہ امام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں سے جب کہے تو تم سنا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہو۔

اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مرقع پر ذیل ہے کہ امام بن سبغہ رحمہ اللہ میں سے کہے اور مقتدی مرتبہ بہت **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہے، اس کے برعکس امام شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ وہ یہ دونوں کلمات کہے، ماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقسیم کر کے۔ ایک کا حصہ بیان فرمایا ہے کہ امام صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے اور مقتدی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہے اور تقسیم کر کے منافی ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

یہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنا سننا ہی کے لیے مشروع ہے، یہ امام احمد سے ایک روایت سے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے، امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ منفرد **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہے اور دونوں کلمات کو جمع کر سکتا ہے، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ امام کے ساتھ یہ دونوں کلمات مشروع میں ہیں کیونکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو تم **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہو۔

جب امام بیٹھا ہو تو اس کے پیچھے مقتدیوں کے بیٹھنے کے متعلق مذکور ہے کہ

علامہ یحییٰ بن شریک نورانی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور امام صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ علامہ مولانا عبد اللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی سن ۴۲۰ھ، المعنی ج ۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

كُنْتُ أَحَقُّ بِذَلِكَ قَامَتْ فَصَلَّى بِهَذَا
أَبُو بَكْرٍ يَذْكُرُ لَكَ لَا يَأْمُرُ شَقَدَانِ رَمُوزٍ مَدِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ تَفْسِيهِ
خَفَافَةً فَخَذَرَهُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا
نَعْبَاسُ يَصَلُّوهُ الطَّهْرُ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي
بِأَمْرٍ مِنْ قَلْبِهِ إِذَا أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لَيْتَ أَخُو
فَأَوْفَى أَيْمَنَ بَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَفَازَ هَبَا أَجْلَسَ وَارِ
جَنِبِهِ فَاجْلَسَا لَأَنْ جَنِبَ أَبُو بَكْرٍ كَانَ
أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ يَصَلُّوهُ
أَيْمَنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَنْ سَرَّ
يُصَلُّونَ يَصَلُّوهُ وَتَكَرَّرَ بَنِي عَمِّي
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأَيَّدَ فَكَانَ عَقِيدُ
لَهُ فَكَانَتْ عَلَى سَبِيلِ تَدْنِي
غَبَّ بِسَ فَعَلْتُ لَمْ لَا أَعْرِضُ عَلَيْهِمَا
حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مَرْثُومٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ هَابَتْ فَعَدَّ هَبَتْ
حَنِيفَتُهُ عَلَيْهِ قَدْ أَتَوْهُ عَقْدُهُ تَسْبِيحُ
عَبْدُ أَتَى فَتَانَ أَسْمَتْ كَلَّ سَرَّ سُدَّ
لَدِي كَانَ مَعَ اُنْحَتْ بِسَ فَعَلْتُ رَدَّ
هُوَ عَلَى مَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ .

ارشاد اللہ تعالیٰ کے پاس ایک شخص کو یہ خیال ہوا کہ میں
کرمیہا کروہ لوگوں کو نماز پڑھاؤں، ان شخص سے حضرت
ابوبکر کے پاس چکر لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ

اَبُو بَكْرٍ كَرَّمَ كَرَّمَ بَرَّحَامِيں حضرت ابوبکر بہت رقیق
القلب تھے، غرض نے حدت اللہ سے کہا کہ تم
میں لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت عمر نے کہا آپ امامت
کے زیادہ حقدار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، پھر ان
یام میں حضرت ابوبکر امامت کرتے تھے، پھر جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افادہ محسوس
فرمایا تو آپ دو آدمیوں کے ساتھ طہر پڑھنے کے
لیے مسجد میں تشریف لائے، ان دو میں سے ایک
حضرت عباس تھے اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز
پڑھاتے تھے، جب ابوبکر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس سے (پچھنے لگے)
لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ کو پچھنے لگے کہ اشارہ کیا اور دونوں سے
فرمایا ہے ابوبکر کے چہرے میں بھی دو، انہوں نے کہا
میں نے اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر کے چہرے میں بھی دیا،
حضرت ابوبکر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی افتادہ کرنے لگے، اور وہ حضرت ابوبکر کی بیعت
میں کرنا پڑھتے رہے جب کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر امامت فرماتے تھے، بعد ازاں
کہتے ہیں کہ میں عبادت بن عباس کے پاس گیا اور میں
نے کہا کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایام خلافت کی حدیث و سنن جو میں سے حدت عائشہ
سے سنی ہے، انہوں نے کہا سناؤ، میں نے وہ
روایت سنائی، انہوں نے حدیث میں کسی چیز سے
اختلاف میں کیا سوا اس بات کے کہ انہوں نے دیکھا

کیا حضرت عائشہؓ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ ملے
دوسرے شخص کا نام بتایا تھا میں نے کہا نہیں !
فرمایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر
ابتداء بیمار ہوئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمام ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ کے گھر
ایام ملاقات میں رہنے کی اجازت طلب کی تمام ازواج
نے آپؐ کو اجازت دے دی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل بن عباسؓ اور ایک
اور شخص کے سپاہی سے مل کر اس حال میں گئے کہ آپ
کے پیروں پر گھسٹ رہے تھے، عبید اللہ
کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا کہ
جس شخص کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں
لیا جانتے ہو وہ کون تھا تو "حضرت علی" تھے
رضی اللہ عنہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ
اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیمار ہوئے اور آپ کا درد شدید ہو گیا تو آپ
نے تمام ازواج مطہرات سے میرے گھر ایک ملاقات
میں رہنے کی اجازت طلب کی، تمام ازواج نے اجازت
دے دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں
کے ساتھ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ
کے پیروں پر گھسٹ رہے تھے، ایک حضرت
عباسؓ تھے اور دوسرے ایک اور شخص، عبید اللہ
کہتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے
سنا، ان کی تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں معلوم ہے
وہ دوسرا شخص کون تھا میں کا حضرت عائشہؓ نے نام
نہیں لیا، میں نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ حضرت علی

۸۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ
وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ لَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ
أَنَا مَعَهُ قَالَ لَوْ هِيَ وَأَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ
بُنُ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ
أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا أَشْتَكِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي مَيْمُونَةُ وَاسْتَدَنَ
أَرْوَاحُ الْجَدِّ أَنْ يُسْرَمَ فِي بَيْتِيهَا فَأَيُّنَ قَالَتْ
فَخَرَجَ وَبَيَّضَ لَهَا عَلَى الْفُغْغِلِ نَبِيَّ عَنَّا بِنِ
يَدُ عَلَى رَجُلٍ أَحَدَهُ وَهُوَ يَحْطُ بِرُجُلَيْنِ فِي
الْأَرْضِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ تَشَبَّهَ بِهِ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَذِيرُنِي مِنْ رَجُلٍ تَذِيرُنِي عَنْ
نُسْرَةِ عَائِشَةَ وَهُوَ عَلَى رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۸۴۲- حَدَّثَنِي عَنْ سَلِيلِ بْنِ شُعَيْبٍ بْنِ
الْكَثِيرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي
عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ سَهَابٍ أَخْبَرَنِي
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرَةَ بْنِ مَسْعُودٍ
أَنَّ عَائِشَةَ وَفَوَاحِشَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ تَمُتُّ لَهَا رُسُومًا مَتْنِي اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاسْتَدَنَ بِهَا وَجَعَتْ اسْتَدَنَ وَفَوَاحِشَ
فِي أَنْ يُعْرَضَ فِي بَيْتِي قَدْ رَأَى فَوَاحِشَ بَيْنَ
رَجُلَيْنِ تَحْطُ بِرُجُلَةٍ فِي كَرَارٍ مِنْ بَيْنِ عَنَّا بِنِ
بُنِ عَبِيدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ أَحَدَهُ قَالَ
عَبِيدُ اللَّهِ وَخَبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِأَيُّنَ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ نَبِيَّ عَنَّا بِنِ هَلْ تَذِيرُنِي مِنْ
الرَّجُلِ لَا تَذِيرُنِي لَمْ تُسْرَمَ عَائِشَةُ قَالَ

قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ -

۸۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ
الْكَثِيرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حَدِيثٍ قَالَ حَدَّثَنِي
عَقِيلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ تَيْهَابٍ أَخْبَرَنِي
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَفْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ
أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَتْ لَقَدْ مَرَّ اجْعَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثَرَةِ
مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ تَطَيَّرَ فِي قُبَيْبِي نَ يُجِيبُ
النَّاسَ بَعْدَهُ دَخَلَتْ مَرَّ مَقَامَهُ أَبَدًا أَوْ لَا
إِنِّي كُنْتُ أَمُرِي أَنَّهُ نَن يَقُومَ مَقَامَهُ خَدُّ
إِلَّا يَتَشَاءُ مَرَّ الشَّيْءَ مَا رَدَّتْ أَنْ يَغْدِلَ
ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي نَكْرٍ

۸۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَةَ وَعَبِيدُ
بُنْ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي رَافِعٍ قَالَ عِنْدَ كُنَادٍ
قَالَ ابْنُ رَافِعٍ مَا عِنْدَ الرَّاقِ قَالَ أَنَا مَقَرُّ
قَالَ ابْنُ مَرْوَةَ وَخَبَرَنِي خَمْرَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ
بْنِ نَعْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي قَالَ مَوَدَّ
أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصِلْ بِمَا بَيْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ رَقِيقٌ إِذَا
قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دُمْعَةً فَلَوْ أَمَرْتُ
غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ خَلَّتْ دُمْعَةُ مَا لِي لَا كَرَاهِيَّةَ
رَبِّ بَشَاءَ مَرَّ النَّاسُ يَا ذَا لِمَنْ يَقُومُ فِي مَقَامِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَالَ
فَرَأَيْتُهُ مَرَّ تَيْنِ وَفَلَدَتْ فَقَالَ يَصِلُ بِالنَّاسِ
أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكَ مَوَاجِبُ يُوسُفَ -

۸۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
أَبُو مَعَاوِيَةَ وَذَكِيَّةٌ مَرَّ وَحَدَّثَتْ بِيحْنِي بِنْتُ نَحْيٍ

تھے (رضی اللہ عنہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے امام نہ بنانے پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا اور اس کی وجہ یہ
تھی کہ مجھے اس بات کا خیال نہ تھا کہ اگر اس شخص
سے محبت کریں گے جو آپ کی جگہ کھڑا ہو، بلکہ میرا
خیال یہ تھا کہ جو شخص آپ کی جگہ کھڑا ہوگا اگر اس سے
بے نیکی کریں گے اس لیے میں نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی جگہ کسی اور شخص کو
امام نہ بنائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے
تو آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ جماعت کرائیں۔
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ میں
جب وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو اپنے
ہنسوں کو نہیں روک سکتے، آپ حضرت ابوبکر کی جگہ
کسی اور شخص کو نماز پڑھانے کا حکم نہ دیں۔
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قسم بخدا یہ بات میں نے
صرف یہاں وجہ سے کہی تھی کہ میں نے یہ بدشگونی نہ
میں کہ جو شخص سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے منسے پر کھڑا ہوا وہ ابوبکر تھے، آپ فرماتے ہیں
میں نے دو تین بار اصرار کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ جماعت کرائیں تم
یہ شخص علیہ السلام کے عہد کی عورتوں کی طرح ہو۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور نہ تھ لال

وَالْفَقُّ لَہٗ قَالَ اَنَا بَرُّوْهُمَا وَیَا عِبْر
 اَلْعُمَرٰی عَنْ اِبْرٰہِیْمَ عَنِ رُسُوْدِیْنِ عَمَّا یُشَہَدُ
 قَالَتْ لَمَّا تَعْلَمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَسَلَّمْ جَاءَ بِکُلِّ یَوْمٍ ذِیْنُہٗ یَا صَلَوٰۃَ فَقَالَ
 مَرُّوْا اَبَا بَکْرٍ فَلِیُصَلِّ بِاَسْتَاِیْسِ فَتَاَلَتْ
 فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ
 اَسِیْفٌ وَاِنَّہٗ مَتٰی یَقْرَءُ مَقَامَکَ لَا یُسِیْءُ
 النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتُ عُمَرَ قَالَ مَرُّوْا اَبَا بَکْرٍ
 فَلِیُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقُلْتُ یَحْفَظُہٗ قُوًی
 لَہٗ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ وَاِنَّہٗ مَتٰی یَقْرَءُ
 مَقَامَکَ لَا یُسِیْءُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتُ عُمَرَ
 فَقَالَتْ لَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِنَّ کُلَّ لَانْتُنَّ مَوَاجِبُ یُوْسُفَ
 مَرُّوْا اَبَا بَکْرٍ فَلِیُصَلِّ بِاَسْتَاِیْسِ فَقُلْتُ
 فَلَمَّا دَخَلَ فِی صَلَوٰۃٍ وَجَدَ رَسُوْلَ اللّٰہِ
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مِنْ نَفْسِہٖ خِیْفَةً فَقَامَ
 یُہَادِی بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَیَرْحَلُہٗ تَحْفَظُ فِی
 الْاَرْضِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ اَسْبَحَ سَبْعَ
 اَبُو بَکْرٍ یُحْمَدُ وَهَبَ یَتَاَخَذُ فَاَذِیْ رَاِیْبِ
 رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ثُمَّ مَلَکَ
 وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ حَتّٰی
 جَلَسَ عَنْ یَسَارِہٖ اَبُو بَکْرٍ فَتَمَّتْ کُلُّ رَسُوْلٍ
 اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یُصَلِّ بِاَسْتَاِیْسِ
 جَالِسًا وَاَبُو بَکْرٍ قَائِمًا یَقْتَدِیْ اَبُو بَکْرٍ
 یُصَلِّوۃَ اِیْتِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَیَقْتَدِیْ
 النَّاسُ بِصَلَوٰۃِ اَبِی بَکْرٍ وَفِی اللّٰہِ عَمَدٌ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلانے
 آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”
 ابو بکر سے کہو کہ وہ جماعت کو ان میں سے حضرت عائشہ
 فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر بیت
 رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے
 تو لوگوں کو قرآن نہیں سن سکیں گے آپ حضرت عمر کو
 امت کے لیے فرمائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ” ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو جماعت
 کو ان میں سے حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر میں نے حضرت
 حفصہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 عرض کرو کہ ابو بکر رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کی
 جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہیں سن
 سکیں گے آپ حضرت عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیں
 حضرت حفصہ نے یہی کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا تم حضرت یوسف کے زمانہ کی مرتقل
 کی طرح ہو ابو بکر سے کہو کہ وہ جماعت کو ان میں
 حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضرت ابو بکر نے
 نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عرض میں خلیفہ محسوس کی آپ دو آدمیوں کے ساتھ
 سے آئے۔ درساں یکہ آپ کے پیروں سے
 یکہ پڑ رہی تھیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب
 آپ مسجد میں آئے تو حضرت ابو بکر نے آپ کی آہٹ
 محسوس کی تو منہ سے پیچھے ہٹنے لگے، رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ
 کھڑے رہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں
 کہ حضرت ابو بکر کی اسی جانب بیٹھ گئے، حضرت
 عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر
 جماعت کو کہہ رہے تھے اور حضرت ابو بکر کھڑے
 ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتداد میں

نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات پہ نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ ماتی کہ مرض وقت میں (بعض روایات میں سے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکر وحشت، ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات پہ نماز ادا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کو اسے لگے اور حضرت ابو بکر بلند آواز سے تکبیر پڑھتے رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیہوشی میں حکم دیا کہ ابو بکر جماعت کو میں حضرت ابو بکر نماز پڑھاتے رہے۔ وہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام ٹھوساں ہو انرا آب باہ تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابو بکر جماعت کو اسے بتاتے تھے جب حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے ان کو روک دیا کہ وہ کہتے رہے کہ اے زبیر! چاروں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرا حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو اٹھ کر ان لوگوں نے حضرت ابو بکر کی پیٹھ پر رکھ کر ان کو اٹھارہ سو گرا کر ان نماز ادا کیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں (حضرت) ابو بکر جہد کرتے تھے حتیٰ کہ پیر

٨٣٦ - حَدَّثَنَا مُنْجَبَاتُ بْنُ لُحَايَةَ الْقِشْرِيُّ
قَالَ أَبَا بَكْرٍ مُشَيْمٍ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَافِعُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ يُونُسَ
يَاكُوعُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ
خَدِيجٍ عَنْ لُحَايَةَ عَنْ مُنْجَبَاتٍ عَنْ
عَلِيٍّ وَاسْلَمَ مَرْصُومٌ يَدُو تَوَاتُ فِي رَمِيهِ فِي حَدِيثِ
ابْنِ مُشَيْمٍ قَالَ يَرْسُوْنَ بِنْتَهُ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَاسْلَمَ حَقُّ أَجَلِيهِ إِي جَنِيهِ وَكَانَ يَقُولُ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِلَيْسَ وَابْنُكَ يَرْسُوهُمْ
الْكَبِيرُ فِي حَدِيثِ عِيسَى فَعَلَسَ رَسُوهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَبُو بَكْرٍ وَجَنِيهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُعْمِدُ النَّاسَ
٨٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآلُ
كَرْبُيْبٍ قَالُوا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ هِشَامٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ
شَيْبَةَ عَنْ أَبِي طَاهِرٍ عَنْ مُتْقَنٍ وَابْنُ أَبِي قَالَتْ
هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا بَكْرٌ يُصَلِّي بِالنَّاسِ
فِي مَوْضِعِهِ لَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ كَوْنَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ
جَنِيهِ وَخَدْرٌ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ النَّاسِ
فَكَانَ مَا أَهْلُ أَبِي بَكْرٍ اسْتَأْخَرُوا فَكَانَ مَا رَأَيْتُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَسَ
نَسَبَ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَمَاعَةً أَيْ بَكْرٍ وَجَنِيهِ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِمَنْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَاسٌ يُصَلُّونَ بِمَنْ يَصَلُّونَ بِبَكْرٍ

٨٢٨ حَدَّثَنِي عَنْهُ التَّيْمِيُّ وَحَسَنُ
الْحَكْوِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَنْ خُبَيْرٍ
وَقَالَ زَاهِرُ بْنُ يَعْقُوبَ وَهُوَ بْنُ أَبِي هِنَةَ نَسِ

تَعْبِدُ قَالَ نَا فِي عَنْ صَلَاحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ خَبَرَنِي
 أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَتَّبِعُ لِقَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَذِي تَوَاقُ فِيهِ
 حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُوَ صُفُوفٌ فِي
 الصَّلَاةِ كَشَفَ رَمْلُهُ نَبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَّ
 الْحُجْرَةَ فَظَرَأَ بَيْنَهُمَا وَهُوَ قَائِمٌ وَجْهَهُ وَرَقْمُهُ
 مُصَافٍ ثُمَّ تَبَشَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنَاجِكًا قَالَ فَبِهِتَتْ وَرَحُنَّ فِي الصَّلَاةِ مِنْ
 قَوْمٍ بِخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكْصُ
 بُوَيْكِرٍ عَلَى عَقْبَتِهِ لِيَصِلَ الصُّفُوفَ رَأَى رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَارَةً يَمْضِيَةٌ فَتَأَرَّ
 رَابِعُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ بِهَيْدَمٍ أَنَّ
 آتَيْتُمُو أَصْلَوتَكُمْ قَالَ لَمْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرْجِي الشَّرَّ قَدْ كَسُوْنِي
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ
 ذِيكَ -

۸۴۹. وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو بْنُ شَاهِدٍ وَرَعِيْدُ بْنُ
 حَرْبٍ قَا رَا تَابِعِيْنَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي
 عَنِ أَبِي قَالَ أَخْبَرْتُهُ نَصْرَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ لَيْسَ رَاةً دَفْرًا مَسِيْرٍ
 بِهَيْدَةٍ لِقَائِهِ وَحَدَّثَنِي صَلَاحٌ عَنْهُ وَاسْتَبْعَمَ
 ۸۵۰. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ وَعَمْرُو
 بْنُ حُسَيْنٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
 عَنِ ابْنِ أَبِي قَاتِبٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ
 كَانَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِخَيْرِ حَوَائِجِهِمْ -

۸۵۱. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ لُثْمٍ وَهَارُودُ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَا رَا تَابِعِيْنَ الْقَدِيْقَانِ يَتَّبِعُ فِي بَحْثَاتٍ
 قَا رَا تَابِعِيْنَ بِعَرَبٍ عَنْ أَبِي قَالَ لَمْ يَخْرُجْ خَرِيْقِي
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَرْنَا قَا قِيَمَتِ الصَّلَاةُ

کے دن جب تمام صحابہ صفت باندھے نماز پڑھ
 رہے تھے تو ابابکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حجرہ کا پردہ اٹھایا پھر کھڑے ہو کر ہمارے طرف
 دیکھا اس وقت آپ کا رخ اللہ ورنق قدر ان کی طرح
 نکلتا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر اپنے
 حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور زیارت سے
 ناز کی حالت میں ہم خوشی سے دیوانے ہو گئے
 اور حضرت ابوبکر اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ناز کے لیے تشریف لارہے ہیں
 پیچھے مٹ کر صفت میں ملنے لگے، تو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ
 کر کے صحابہ سے فرمایا کہ تم اپنی ناز چھوڑو
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں واپس چلے
 گئے اور پردہ گرہا اور اسی روز رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 میں نے آخری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 میرے دن اس وقت دیکھا جب آپ نے حجرہ
 کا پردہ اٹھا کر دیکھا۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے ساتھ
 ہی حدیث اس سے ایسی ہی حدیث ملتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک ہمارے
 پاس تشریف نہیں لائے، اور ان ایام میں حضرت
 ابوبکر جماعت کراتے رہے، اس کے بعد ایک

قَدْ هَبَ بَوَّابُكَ يَتَقَدَّمُ فَفَرَّ بَنِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عِيَابَ قَرْقَعَةٍ قَتَمًا وَخَصَمَ تَنَا
وَجَهْرُ بَنِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقَرُّ مَا
مَنْظَرًا أَقْطَرَ كَانَتْ أَعْيَابَ لَيْتًا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعَهُ لَنَا قَاوِي بَنِيَّ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو إِلَى أَبِي بَكْرٍ
أَنْ يَتَقَدَّمَ مَرَدَّ رُحَى بَنِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْعِيَابَ قَلَمَ تَقْدِيرُ عَيْنِهِ حَقٌّ مَاتَ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ کے) پردہ
کے پاس کھڑے ہوئے اور پردہ اٹھا دیا، پھر جب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اللہ وکالی
دیا اور ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ لریبا
سے بڑھ کر خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کی طرف اشارہ
کیا کہ وہ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں اس کے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ گرادیا،
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہم آپ
کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور جب
آپ کا مرض شدید ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر
سے کہو کہ وہ جماعت کرائیں، (حضرت عائشہ نے
کہا یا رسول اللہ، (حضرت) ابو بکر رقیق، اقلب بن
جنب وہ آپ کی جگہ مصلے پر کھڑے ہوں گے تو حالت
نہ کر سکیں گے، آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا
ابو بکر سے کہو کہ وہ جماعت کر میں، تم تو یوسف علیہ
السلام کے نادر مورقوں کی طرح ہو، پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری عرصے تک حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھتے رہے۔

۸۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ت
حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَعِشِيِّ
عَنْ يَحْيَى بْنِ سُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ مَوْصِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَتَّ مَوْصِ
فَقَالَ مَوْصِ أَا بَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِأَمَّا مِنْ قَدْ نَبَّ عَائِشَةَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ بَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَجُلٌ مَنِ تَقَرُّ
مَنْ مَلِكٌ لَا يَسْتَعِينُهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِأَمَّا مِنْ قَدْ نَبَّ
مَوْصِ بَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِأَمَّا مِنْ قَدْ نَبَّ مَوْصِ
يُؤَسِّفُ قَالَ فَقَضَى بِهَذَا أَمْرًا حَيًّا كَمَا مَوْصِ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا آپ کے شافی الامراض ہونے کے منافی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۴ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے موشی طاری ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے موشی طاری ہونے سے یہ ثابت ہو کر انبیاء علیہم السلام کا مرض
میں مبتلا ہونا جائز ہے تاہم ایسے امراض جن سے لوگ طبعا نفرت کرتے ہیں، جیسے بدن میں کیڑے
پڑ جانا یا جراثیم نفرت کے غلاف ہوں، مثلاً جنون وغیرہ وہ انبیاء علیہم السلام کو لاحق نہیں ہوتے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اخیر عمر میں دوسرا وہ بے موشی کے مرض میں مبتلا ہوئے اور اس مرض کے دوران نفاق

حقیقی سے جلتے۔ اس میں یہ بتلانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بیماروں کو شفا یا
کی مثلاً حضرت ابو بکر کی زہر خوردہ ایڑی میں لعاب دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئے (مشکوٰۃ ۵۶۶) حضرت علی
کی رکعتی ہوئی آنکھ میں لعاب دہن لگایا تو ٹھیک ہو گئی (بخاری ج ۱ ص ۴۱۳) حضرت قتادہ بن نمان کی آنکھ
کا ڈھیلا نکل گیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے لعاب دہن لگا کر ڈھیلا ان کی آنکھ
میں رکھ دیا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گئی، (اصابہ ج ۲ ص ۲۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان بیماروں کو محض اپنے لعاب دہن سے شفا دے کر یہ بتا دیا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں اور خود یہ وہی
کے مرض میں مبتلا رہ کر یہ سمجھا دیا کہ میں خدا جیسا نہیں ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

مکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبودیت کہاں
بند ہیں وہ سر نہاں یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضرت ابو بکر کا امامت کرانے سے اندر پیش کرنے کا سبب

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے باوجود حضرت عمر کو امامت کرنے کے لیے کہا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو بکر
بہت زیادہ رقیق القلب تھے انھیں خدشہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے غیر موجودگی
میں نماز پڑھانے کے سبب ان پر رنج و غم کا ایسا غلبہ طاری ہو گا کہ وہ اپنے آنسوؤں کو اور بے اختیار
نکل جانے والے سسکیوں کو روک نہ سکیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام کو اندر لائق ہو تو وہ کسی دوسرے شخص کو پناہ عینہ
مقرر کر سکتا ہے، نیز اس حدیث سے حضرت ابو بکر کی تمام صحابہ کرام پر فضیلت ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ
نگاہ رسالت میں اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور شخص افضل ہوتا تو آپ اس کو امام بنانے
کا حکم دیتے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حضور کے بعد خلافت کے سبب سے زیادہ مستحق حضرت ابو بکر
نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کا مقام ہے کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رقت نبوی کی بناء پر جب خود کو مندور پایا تو تمام صحابہ میں
سے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناز پڑ جانے کے لیے کہا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ افضل جب اپنا
حق مفضول کو پیش کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ حق افضل ہی کو نوازدے اور اس کو نہ قبول کرے، جیسا کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کی پیشکش کش کے باوجود حضرت ابو بکر کو امام بنایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام علالت میں سترہ نازیں پڑھائیں۔

اس حدیث میں ہے جب

عین حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے کا بیان

حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پہچنے نہ گئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھا رہے تھے، اور اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے لین حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اور خود پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمیٹنے پر بھاویا اور اپنی امامت کو منافق کے درمیان سے چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو اس فعل سے ہمیں ردا کا اور یہ نہیں فرمایا کہ عبادت کے دوران تم میری تعظیم کرو رہے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ:

”اور شیخ یا اسی جیسے اور لوگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی جہت کرنا دینا اپنا ہی اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بڑا ہے، کیونکہ شیخ کا انجیل تر تعظیم اور بزرگی کے ساتھ اس کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو تو اس قدر حسد پیدا کی جاتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور نہ بزرگی جو نماز میں محض موردِ شکر کی طرف کیونچ کرے ہاقی ہے، غور فرمائیے اس امامت کے پیش نماز میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف تعظیم سے خیال لانا شکر قرار پایا تو زمین حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی با عقل تعظیم کرنا کتنا بڑا شکر اور کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو بکرؓ کو اس شکر سے نہ ردا کا تو آپ پر یہ حکم لگے گا۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ صلیت اللہ علیہ وسلم قال: سمی اللہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ذات ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی، آپ بہت دیر تک کھڑے رہے، حتیٰ کہ میں نے ایک بری بات کا رادہ کیا، ہم نے پرچہ آپ کے کیا رادہ کیا تھا، کہا میں نے یہ رادہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ باؤں اور ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا رہنے دوں۔

فعلی نماز بیٹھ کر پڑھنا باز ہے لیکن حضرت بن مسعودؓ نے اس کو برا مانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے رہیں و وہ بیٹھ جائیں اس لیے ان کا یہ قیام صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے تھا اور نہ تعظیم میں حالت نماز میں تھا۔

حضرت ابو بکرؓ کی اقتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناتواپ پڑھنے کا بیان

علامہ قاری
فرماتے ہیں کہ:

۱۔ سنن اسماعیل دہلی شریف ۱۲۴۶ھ، صراطِ مستقیم ص ۵۵، اناری، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری شریف ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۱۵۳-۱۵۴، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، مطابع کراچی ۲۸۸ھ

امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ جو آخری نماز پڑھی ہے وہ حضرت ابوبکر کی اقتداء میں پڑھی ہے اور مسلم شریف کی اس روایت میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا ذکر ہے یہ ہفتہ یا اتوار کے دن ظہر کی نماز تھی اور پیر کے دن صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی اقتداء میں پڑھی۔ راویہ کہ بخاری اور مسلم کی روایات میں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن صبح کی نماز کی جماعت کے وقت جہد دست باہر نکلتے اور لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر خوش ہو کر واپس چلے گئے قرآن صبح کی پہلی رکعت کا واقعہ ہے کیونکہ موسیٰ بن عقبہ نے مذہبی میں اور بکر نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ یہ صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بخار اتر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل بن عباس اور ایک نوجوان کے سامنے مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگ اس وقت حضرت ابوبکر کی اقتداء میں ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برعکس پہلو میں کھڑے تھے۔ حدیث ابوبکر نے پیچھے ہٹنا یا بائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آگے کر دیا ورنہ دوسری رکعت رکول تکلیف علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی اقتداء میں دینی اس کے بعد آپ نے ہر رکعت روگنی تھی وہ پڑھی۔

یہ سہرا۔ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز تھی اس کے بعد آپ کا دس سال ہو گیا۔ پھر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ نماز میں حضرت ابوبکر کو امام بنایا ورنہ آپ نے وہ تمام صحابہ نے منبر پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھی۔ سنہ اوسرہ حضرت ابوبکر کی خلافت کی طوٹ وٹا اشارہ ہے اور ملازمین نے شہر فرمایا کہ یہ روز نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ستر ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ستر آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے غش تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ستر واقعہ میں ستر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانب تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری جانب سبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے تھے کبھی اسامہ بن زید اور کبھی نفل بن عباس رضی اللہ عنہم نہ پونہ دو سو ہی جانب کو زمین شغف نہیں تھا۔ اس سے آپ نے جبل احرہ دوسرا شخص فرمایا تاکہ اس غلط فہمی کو مٹا دے اور سب کو شل ہے۔

حضرت ابوبکر کی اقتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے متعلق احادیث

الم ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

عن عائشۃ قالت صلی رسول اللہ صلی اللہ

۱۔ حاکم ترمذی متون ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱

علیہ وسلم خلف ابی بکر فی موضعہ الذی مات
فیہ قاعدۃ ۱۵

جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
ہوئی اس میں آپ نے حضرت ابوبکر کی خدمت میں
بیٹھ کر نماز پڑھی۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن انس قال أخر صلوٰۃ صلاھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع القوم صلی فی
ثوب واحد متوشعھا خلف ابی بکر ۱۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ
جو آخری نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی
نفاذ میں پڑھی وہ اس کا ایک آپ نے ایک چادر
پہنی ہوئی تھی اور سینہ پر اس کی گمرہ باندھی ہوئی
تھی۔

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن انس قال أخر صلوٰۃ صلاھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مع القوم صلی فی ثوب واحد
متوشعھا خلف ابی بکر ۱۷

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ
جو آخری نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر کی خدمت میں تھی
وہ اس کا ایک آپ نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی اور
سینہ پر اس کی گمرہ باندھی ہوئی تھی۔

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابویعلیٰ روایت کرتے ہیں:

عن انس قال صلی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم خلف ابی بکر جاسا
فی ثوب متوشعھا فی موضعہ الذی
مات فیہ ۱۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
جس مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
ہوئی اس میں آپ نے حضرت ابوبکر کی خدمت میں
ایک چادر پہن کر نماز پڑھی وہ اس کا ایک آپ نے سینہ
پر اس کی گمرہ باندھی ہوئی تھی۔

۱۵۔ امام ابوالحسن محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ جامع ترمذی ص ۷۹، مطبوعہ دارالحدیث دارالکتب کراچی

۱۶۔ امام ابوالعباس احمد بن حنبل شیبہ نسائی متوفی ۲۴۱ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۰

۱۷۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۱۵۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

۱۸۔ حافظ عبد اللہ بن علی بن ابی بکر حبشی متوفی ۸۰۰ھ، مؤرخ، الطحاوی زوائد ابن حبان ص ۱۰۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۹۔ حافظ عبد بن علی الحبشی التمیمی متوفی ۲۰۰ھ، مسند البیہقی ج ۴ ص ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، مطبوعہ دارالحدیث بیروت ۱۴۰۵ھ

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

اخیرنا ابو عبد الرحمن السلمي من صل

کتابہ ثناء یو العباس الاہم ثناء ابو امیہ یعنی الطرسوسی

ثناء شایہ ابن سوار ثناء شعبہ ثناء یحییٰ بن ابی ہند قال

صححت ابنا اائل یحدث عن مسروق عن عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا ان بابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلی بالناس

فی رجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصف و

ھکذا اداء بدل بن المحبر عن شعبہ رواخبرنا ابو

عبد اللہ محافظ بیا عند اللہ بن محمد النفاکھی

ثناء ابن ابی مسرک ثناء مد بن الدجر فد کوہ مبتل

روایۃ الطرسوسی عن ثناء بن زید عن انس

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی خلف فی بکر

رضی اللہ عنہ قال سنا فی رحمہ اللہ بکرمی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلف فی بکر مرقۃ لم یعدک

ان یکون صلی خلفہ ابو بکر احری ہار الشیخ وقد ہب

موسی بن عقبہ فی معازیہ ان بابکر صلی من صلاۃ

الصبر یوم الاثنين رکعتہ وھو الیوم الذی توفی فیہ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجد النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فی نفسه خفۃ فخر بہ فصلى معہ فی بکر رکعتہ

فلما سلم بو بکر فیہ صلی بکرمۃ الاخری یحدث

ان تكون هذه الصلاۃ مراد من دوی افہ صلی

خلف فی بکر فی مرضہ فاما الصلاۃ الخ صلاۃ

ابو بکر خلفہ فی مرضہ فہی صلوۃ طہریہ

الاحد او یوم السمیت کما روینا عن

عائشہ وابن عباس فی بیان الظہر فلا

تکون ینہما منافاة ویصح الاحتجاج

بالخبر الاول -

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی مترقی ۴۵۸ھ سن ۴۷۱ھ ج ۳ ص ۸۳، مطبوعہ نشر السنۃ عمان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درود تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابہ کو نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحن میں تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اگر ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ اس کے غلام نہیں ہے کہ دوسری بار حضرت ابو بکر نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو امام موسیٰ بن عقبہ نے معاذی میں لکھا ہے کہ پیر کے دن صبح کو حضرت ابو بکر نے ایک رکعت نماز پڑھائی اور اسی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس دن بھی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاتہ شکس ہوا تو آپ نے اگر حضرت ابو بکر کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی جب حدیث ابو بکر نے سلام پھیرا تو آپ نے دوسری رکعت پڑھی جن لوگوں نے منہ منہ وفات میں حضرت ابو بکر کے پیچھے حضور کے نماز پڑھنے کی روایت کی ہے، ہر گز اس سے یہی مراد ہو اور حدیث ابو بکر نے جو نماز ایام مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی، انہیں کاسحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ذکر ہے ورنہ یہ یا تو ان کے دن لہر کی نماز تھی جس کو حدیث عائشہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے پس دونوں حدیثوں میں قائل نہیں ہے۔

وفي هذه الرواية الصحيحة، ان النبي صلى الله عليه وسلم تقدم في تلك الصلاة، وعلق ابو بكر رضي الله عنه صلاة بصلوته، وكذا ثبت رواة از سود بن يزيد، من احتسأ ردة بن زبير وكذا رواه الامام احمد بن حنبل عن حميد بن عبد الله بن عمار بن حرقان ابو عيسى محمد بن الحسين العلوي، قال احمد بن ابراهيم بن رزي قال حدثنا ابراهيم بن عبد الله، قال حدثنا شعبة بن سوار، قال حدثنا شعبة، عن نعيم بن ابي هند، عن ابي وائل، عن مسروق، عن عائشة، قالت، صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرصه الذي مات فيه حلف و لم يعدا، وكذا ثبت روى عن از سود بن عائشة في احدى الروايتين عن الاعمش

امام بخاری اور امام مسلم کی صحیح روایت میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر مصیبت پر کھڑے ہو گئے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ (الحی قول) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضی وفات میں حضرت ابو بکر کی اقتداء میں بیٹھ کر نماز پڑھی

امام بیہقی نے اس حدیث کی متعدد سانچہ بیان کیں یہ ایک اور سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدثت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کی اقتداء میں ایک کپڑا پہنے ہوئے نماز پڑھی جس کی دو طرفوں میں دسینہ پس گرہ لگی ہوئی تھی۔ جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: اسامہ بن زید کو بلاؤ۔ وہ آئے تو آپ نے ان کے سینہ سے اپنی پشت کی ٹیک لگائی یہ آپ کی پڑھی ہوئی آخری نماز تھی اس میں یہ دسینہ ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر کی اقتداء میں جو نماز پڑھی وہ صبح کی تھی یعنی امیر یہی آپ کی آخری نماز تھی جس میں آپ نے حضرت اسامہ کو بلا یا تھا۔

یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ پیام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار خود ہی بکونا نماز پڑھائی (جس کا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ذکر ہے) اور ایک مرتبہ حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی جیسا

احمد بن ابوسعید محمد بن موسیٰ بن سل، قال حدثنا ابو العباس محمد بن حنبل قال حدثت محمد بن اسحاق الصغافی قال حدثنا ابن ابي مريم، قال احمد بن حنبل، قال ايوب قال حدثت حميد الصويل من ثابت البثاني، حدثته عن الحسن بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى خلف ابي بكر رضي الله عنه في ثوب واحد برد مخالفا بين طرفيه فلما اراد ان يقوم، قال ادع لي اسامة بن زيد، فجاء فاستند ظهره الى فحرة فكانت آخر صلاة صلاها

وفي هذا دلالة على ان هذه الصلاة التي صلاها خلف ابي بكر كانت صلاة الصبح فانها آخر صلاة صلاها، وهي الق دعاءامة

لن۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی مترجم ۵۵۸، دار الکتب العربیہ ج ۱، ص ۱۹۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

بما ذكره اهل المغازي - قلت فاذى تدل عليه
هذه الروايات مع ما تقدم من النبي صلى الله عليه وسلم
صلى خلفه في تلك الايام التي كان يصلي بالناس
مرة وصلى ابو بكر خلف مرة وعلى هذا احدهما
الشافعي رحمه الله في مغازي موسى بن عقبة وسيرة
بيان الصلوة التي صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
عصتها خلف ابي بكر وهي صلاة العصبه من يوم
الاثنين وفيما روينا عن عبيد الله بن عائشة
وابن عباس بيان لصلوة النبي صلى الله عليه وسلم خلفه
بعد ما اتمها بالناس - وهي صلوة الظهر
من يوم السبت والاحد فليثبتا فيان - له
عائظ نور الدين الشافعي بيان كونهما
عن جابر بن رسول الله صلى الله عليه وسلم
صلو صلى خلف ابي بكر رواه الطبري في الصغير
والاوسط - له

کہ امام شافعی اور امام موسی بن عقبہ نے بیان کیا ہے
کہ آپ نے حضرت ابو بکر کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ
پیر کے دن صبح کی نماز تھی، اسے صبح کی نماز کی دوسری رکعت
تھی، صحیح بخاری میں جو ذکر ہے کہ آپ نے پیر کے
دن صبح کی نماز میں جبرہ سے نکل کر صحابہ کو نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا اور واپس چلے گئے وہ پہلی رکعت
کا واقعہ ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس
سے جو وہی سب کہ امام وفات میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آئے، اور حضرت ابو بکر کے پیچھے پڑھنے
گئے وہ حضور نے نماز پڑھا کی، یہ ہفتہ یا آٹھ
کے دن ظہر کی نماز تھی، سو ان حدیثوں میں کوئی خاص نہیں ہے

حضرت بابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابو بکر کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس کو امام طبرانی
نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے متعلق علماء شیعہ کا نظریہ ابراہیم
اہل بکھتے ہیں۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رس سنا، تو
آپ نے حضرت ابو بکر کو یکم دیا کہ وہ ہی جو نماز
پڑھائیں اور ان کے لیے حضرت ابو بکر نے کتنی
نمازیں پڑھائیں اس میں اختلاف ہے، فقید کاظم
یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے صحابہ کو صرف ایک نماز
پڑھا لی تھی اور یہ وہی نماز ہے جس میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے اور حضرت
علی اور حضرت فاطمہ کے درمیان ان کے کدھوں

فلما اشتد به العرض اجماعا بکرات
يصلي بالناس وقد اختلف في صلوة بهم
فالشيعة تزعم - لم يصدر بهما صلوة
واحدة وهي الصلوة التي خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم منها يتهاذي بين
علي والفصل فقام في المحراب مقامه
وتأخر ابو بكر وصحبه عندي وهو الاكثر
از شهر انما لم تكن احد الصلوة في حيوة

۱۔ امام ابو بکر احمد بن حنبل متوفی ۲۵۸ھ، دلائل القبرت ج ۱، ص ۱۹۳-۱۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۔ عائظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۹، ص ۲۶، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۲ھ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ حَمْدًا وَ
 اِنْ اَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِالنَّاسِ بَعْدَهُ لَمْ يَكُنْ
 يَوْمَئِذٍ شَوْهَاتٍ لَّهُ

سہل سے تہل کر گئے تھے، پھر آپ محراب میں
 حضرت ابو بکرؓ کے کھڑے ہوئے اور وہ پیچھے
 ہٹ گئے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور
 یہی جمہور کا عقار ہے اور مشہور ہے کہ یہی علی
 اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی آخری جماعت کرانے
 کی ناز نہیں تھی، اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے دو
 دن صبح کو نازیں پڑھائیں پھر آپ کی وفات ہوئی
 جب امام کے بسے میں دیر ہو تو کسی اور
 شخص کو امام بنانے کا جواز

حضرت سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود
 بن عون کے ہاں صبح کرانے تشریف لے گئے
 جب ناز کا وقت ہو گیا تو موزن حضرت ابو بکرؓ کے پاس
 گیا اور کہنے لگا اگر آپ جماعت کر میں تو میں تکبیر
 کہوں، انھوں نے کہا ہاں، حضرت سہل کہتے ہیں کہ
 حضرت ابو بکرؓ نے جماعت شروع کرادی، اور
 اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
 لے آئے اور پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے
 حضرت ابو بکرؓ چونکہ تنہا ہی تھاک اور استعزاء سے
 ناز پڑھتے رہے، یہی بکرام نے جب دیکھا
 کہ حضرت ابو بکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 آنے کا پتا نہیں چلا، تو انھوں نے اللہ پر اتنا مانا
 شروع کیے، جب تکبیرت اقامت سے کی آواز
 سنائی دی، تو حضرت ابو بکرؓ متوجہ ہوئے اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز میں دیکھا، رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اشارہ کیا کہ اسی

بَابُ تَقْدِيرِ الْجَمْعَةِ مَنْ يُصَلِّي بِهِمْ اِذَا
 تَاَخَّرَ الْاِمَامُ وَلَوْ كَانَ فَوَافِقًا لِلتَّقْدِيمِ
 ۸۵۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ كَرِهْتُ لِي
 مَا لِكَ عَنْ أَبِي حَارِثٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَعْدِي
 اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى
 بَنِي عُبَيْرٍ بَنِي حَارِثٍ بِمَضِيحَةٍ يَنْسَهُمْ قَعْدَتِ
 الصَّلَاةِ فَجَاءَ السَّوْدِيُّ اَيُّ الْبَنِي فَقَالَ قُضِيَ
 بِالنَّاسِ فَتَيَمَّمُوا فَتَعْمَدُوا فَتَضَوُّوا بِبُيُوتِهِمْ
 قَالَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَاسْتَأْذَنَ فِي الصَّلَاةِ فَتَحْتَمِلُ حَتَّى وَقَفَ فِي
 الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ دَكَاءَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ
 فِي الصَّلَاةِ فَتَنَ كَثُرَتْ لَنَا مِنْ الصَّفِيفِ ثَمَنٌ
 قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِ
 يَمِيزُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ
 امْكُتْ مَكَانَكَ فَزَعَمَ اَبُو بَكْرٍ يَذِيحُ نَعِيمًا
 اللَّهُ عَلَى مَا مَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَحْدَثَ اَبُو بَكْرٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَ
 تَقَدَّمَ اَلْمَشِيقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ نَصَرَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ
تَثْبُتَ إِذَا أَمَرْتُكَ قَالَ كَيْتُوبِكُمْ مَا
كَانَ لِأَبْنٍ وَخَافَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي
رَأْيِكُمْ أَكْثَرُكُمْ التَّضْيِيقُ مِنْ تَابَةِ
شَيْءٍ فِي صَلَاتِهِ فَنُفِيتَهُ قَدْ تَبَيَّنَ إِذَا سَبَّحَ
إِلْتَمَتَ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَتَضْيِيقُ لِلنَّسَاءِ .

طرح نماز پڑھاتے رہیں، حضرت ابو بکر نے دوڑنا
ہم قدر بلند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس حکم پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر حضرت ابو بکر غنی
سے پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے صلی پر اگر (بقیہ نماز کی) جماعت
کرائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا
"اے ابو بکر میرے حکم دینے کے بعد تم کو جماعت
کرائے سے کس چیز نے روکا تھا، حضرت ابو بکر
نے جواب دیا "ابن تمنا سے یہ ہو ہی نہیں
سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحت
ہونے وہ جماعت کرائے " پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی طرف توجہ ہوئے اور فرمایا
تم اس قدر کثرت سے لم تھو پر ہاتھ کیوں مارے
تھے، جب نماز میں کوئی امر حادث ہو تو سبحان
اللہ کہا کرو۔ جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو
امام توجہ موبائے کمال البتہ عورتوں میں امام کو ٹوٹنے
کے لیے) ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث بیان
کی ہے کہ میں یہ ہے کہ ابو بکر نے واروں
ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اسے پاؤں دھو
کر صف میں مل گئے۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی عمرہ میں عوف
میں صلی کمرانے تشریف لے گئے، البقیہ حدیث
حسب سابق ہے البتہ اتنا اضافہ ہے کہ جب
آپ آئے تو آپ مفلح کو پیر کر پھل صف میں شامل

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَبْدَ الْعَزِيزِ يَحْمِي أُنْزِي حَارِمَ مَرْثَا قُتَيْبَةُ
ثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَدْرِيِّ كِلَاهُمَا
عَنْ أَبِي حَارِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَمْتَدُ حَدِيثُ
مَا لَيْكَ وَفِي حَدِيثِهِمَا قَدْ رَفَعَهُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ وَرَجَعَهُ لِقَهْقَرَى وَرَأَى حَتَّى وَفِي مَشْنِي
۸۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْيَمَ
قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْلَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَارِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَنَا عُمَيْرُ قَالَ دَهَبَ بَنِي رَسُولِ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلُّونَ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ
يُمْتَلِ حَدِيثُهُمْ وَرَأَى حَتَّى رَمَوْهُ اللَّهُ صَلَّى

بھی یہ روایت منقول ہے اس میں یہ ہے کہ غیرہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف کو پیچھے کرنا پایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دو۔

قَالَ مَا عَيْدٌ مِّنَّا رَقِ عَنِ ابْنِ حُرَيْثٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهَابٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُخْتَرٍ عَنْ تَعْدِيٍّ عَنْ حَمْرَةَ بِنْتِ الْحَكِيمِ أَنَّهَا تَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَابَةَ أَنَّ تَابِعَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا.

باب مذکور کی احادیث کے مسائل | اس باب کی احادیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں: (۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کا مقرر شدہ امام اگر ناز کے وقت پر نہ آ سکے تو کوئی اور شخص اس کی جگہ جماعت کرا سکتا ہے۔

۲۔ مؤذن رسول نے تمام صحابہ کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر سے جماعت کرانے کے لیے عرض کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤذن رسول اہتمام صحابہ کرام کے ذہنوں میں یہ بات موجود تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر سب سے افضل ہیں اور وہی جماعت کرانے کے اہل ہیں۔ ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز کی کچھ مقدار حدت ابوبکر کی اقتداء میں پڑھی اور یہ حضرت ابوبکر کی اہم فضیلت ہے۔

۴۔ تمام صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر بہ کثرت ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پھیلایا اور اس کا سبب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی ذریعہ بلکہ امام بنیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم صحابہ کرام نے بین حالت ناز میں کی اس سے معلوم ہوا کہ ناز میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یا آپ کا نام آئے تو آپ کا تصور تعظیم سے کرنا لازم ہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو جماعت کرتے رہنے کا اشارہ کیا اس کے باوجود حضرت ابوبکر پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ادب کا مقام حکم پر مقدم ہے۔ ۶۔ ناز میں حضرت ابوبکر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیچھے ہٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب تھا اس سے معلوم ہوا کہ بین حالت ناز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو متنبہ کرنے کے لیے مردوں کو حکم دیا کہ وہ سبحان اللہ کہیں اور عزلا کو حکم دیا کہ وہ ایک ہاتھ کی تکمیل دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں اور یہ اس لیے تھا کہ عورت کی آواز بھی عورت سے اور بلا ضرورت شرعیہ عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بولنا جائز نہیں ہے۔ ۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی اقتداء میں بھی ناز پڑھی ہے اس موقع پر حضرت ابوبکر موجود رہے تھے۔

۹۔ لوگوں کے درمیان صبح کرانے کی فضیلت، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے

اس صلح کرانے لگے

- ۱۰۔ امام کی غیر موجودگی میں اس شخص کو امام بنایا جائے جو باقی لوگوں میں سب سے افضل ہو۔
- ۱۱۔ مژدن کو چاہیے کہ وہ اس موقع پر کسی افضل شخص سے نماز پڑھانے کے لیے کہے اور وہ اس کی موافقت کرے۔
- ۱۲۔ ضرورت کی بنا پر نماز میں مڑ کر دیکھنا کیونکہ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مڑ کر دیکھا۔
- ۱۳۔ جب کوئی نعمت ملے تو اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا استجاب، کیونکہ حضرت ابو بکر نے اس پر شکر کا حمد کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کو بقرار رکھا۔
- ۱۴۔ نعمت کے حصول پر نماز ہی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کر لے اور دعا کے لیے دعا مانگنے کا جواز۔
- ۱۵۔ نماز میں ایک دو قدم چلنے کا جواز، کیونکہ حضرت ابو بکر نماز میں پیچھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔
- ۱۶۔ درمیان نماز میں کسی دوسرے شخص سے نماز پڑھوانے کا جواز۔
- ۱۷۔ جب مقبوع اور مطاع اپنے تابع اور مطیع کو اس کے اطرار و اکرام کے لیے کسی نام کا حکم دے تو اس کے لیے اس کا کرنا نہ درمی نہیں ہے بلکہ اس کو نہ کرنا جائز ہے، اور یہ اس کے حکم کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اس کا ادب و توقیر صحیح ہے۔
- ۱۸۔ حضرت ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے باوجود منہ سے پیچھے ہو گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف آپ کے حکم پر عمل کر کے نماز پڑھاتے رہے۔ حضرت ابو بکر نے الادب فوق الامر پر عمل کیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے الامار فوق الادب پر عمل کیا۔
- ۱۹۔ اکابر کے سامنے ادب کرنا لازم ہے۔
- ۲۰۔ نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرنے کی فضیلت۔
- ۲۱۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اگر عورتوں نے امام کو متنبہ کرنے کے لیے تالی بھائی تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ تالی بھانا نہ ہو ورنہ صحیح ہے۔

۱۰۔ امام کو متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ

کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ باریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ باریں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الرَّجُلُ وَتَصْفِيْقُ امْرَأَةٌ

إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ

۸۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَرْكِيٍّ أَيْ سَمِعَهُ وَعَبْدُ

التَّائِبُ وَغَيْرُهُ بَيْنَ حَدِّبٍ فَإِنْ حَدَّثَ سُبْحَانَ

لِلْعِيشَةِ عَنِ الزَّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَعْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ

بْنُ مَعْرُوفٍ وَحُزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا بَيْنَ وَحْدٍ

قَالَ هَذَا نَزَلَتْ فِيَّ هَذَا مَوْثِقًا يَخْفَى عَلَى رُكُوعِكَ
وَرَأَى لِحْوِذِكَ وَرَأَى لِحْوِذِكَ وَرَأَى لِحْوِذِكَ

۸۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَبْنُ بَشْرٍ قَالَا
نَاخِعُ بْنُ حَنْمٍ قَالَ نَاخِعُ قَالَ سَمِعْتُ قَسْدًا
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَنِی مَالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُوفُوا شُحُودًا قَوْلَهُ فِي
لَا رَأْيَ لِحْوِذِكَ وَرَأَى قَوْلَ مَنْ خَلَا فِيهِ رَأَى
رُكُوعَهُ وَتَحَدَّثَ ثُمَّ

۸۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو عَثَانَ التَّمِيمِيُّ قَالَ
مَعَاذُ يَخْفَى ابْنُ وَشَّاحٍ قَالَ كَانَ أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَاخِعُ بْنُ حَنْمٍ قَالَ سَمِعْتُ قَسْدًا
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَنِی مَالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُوفُوا شُحُودًا قَوْلَهُ فِي
لَا رَأْيَ لِحْوِذِكَ وَرَأَى قَوْلَ مَنْ خَلَا فِيهِ رَأَى
رُكُوعَهُ وَتَحَدَّثَ ثُمَّ

ہمہارا رکوع مخفی ہوتا ہے نہ سجود اور نہ ہے شک
میں تم کو اپنی پس پشت سے مجھ دیکھتا ہوں۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود
اچھی طرح دیکھا کرو، قسم اللہ کی بلا شک و شبہ میں میں
اپنی پس پشت سے مجھ دیکھتا ہوں بعض دوسروں
میں تم کہتا ہے رکوع اور سجود کی حالت میں مجھ دیکھتا
رہتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود پورا
پورا کیا کرو پس بخدا میں اپنی پشت کے پیچھے سے
تم کو تمہارے رکوع اور سجود کی حالت میں مجھ دیکھتا
رہتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بسمارت کے دائمی ہونے کا بیان کرتے ہیں

عن أبي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال هل ترون قبلتي ههنا والحمد
لنحفي على ركوعكم ولا حشوعكم ولا
لأبأكهم من وراء ظهري

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تم یہ کہتے ہو کہ میں صرف سامنے دیکھتا ہوں قسم
بخدا نہ مجھ پر تمہاری نماز کی نماز کی حالت پر شیعہ ترقی
ہے اور نہ ہی حضور شروع بہ شک میں تمہارا پیچھے سے دیکھتا

بخاری اور مسلم کی ان احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران
اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے سامنے اور پس پشت سب کچھ دیکھتے تھے اور نمازیوں کے احوال
میں سے کوئی مال آپ کی نگاہ سے مخفی نہ تھا۔ ان کا رکوع اور سجود، ظاہر اور باطن تہجد و تہذیب
سب آپ کے سامنے عیاں اور بیاں تھا، یہ تو نماز کے دوران کی کیفیت تھی اور نماز کے علاوہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی کیفیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت اسرار رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتی ہیں جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من متی بعد ان اریتہ الاما یتہ فی مقامی هذا حتی الجنة والنار۔
 اس مقام پر مجھے ہر وہ چیز دکھادی گئی جو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی دکھا دی گئی۔

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھنے کی یہ صفت دائمی تھی یا مائتہ راقم الحروف کا فہم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت دائمی تھی کیونکہ نازب کے اندر ابد ہر تمام کائنات کو تمام حیات سے دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت سے اور اللہ تعالیٰ کا قانون سے کہ وہ نعمت دے کر اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک بندہ ناشکری نہ کرے اور اگر شکر ادا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں زیادتی فرماتا ہے اور ثواب دے:

لئن شکرت لآزیدنک۔
 اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارا

نعمتوں میں زیادتی کرے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص شکر گزار نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی اس صفت میں ترقی تو متوقع ہے کسی ممکن نہیں اس لیے یہ گناہ سے گناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت دائمی وجہ الترقی ثابت ہے۔
 نیز اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

وقل رب زدنی علماً۔
 آپ دعا مانگیں کہ اے اللہ میرے علم میں

زیادتی عطا فرما۔

۱۲۰۔

غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں زیادتی ہو اور کائنات کو تمام حیات سے دیکھنا علم کا سبب ہے اور دارا دیکھنا علم میں زیادتی کا سبب ہے تو اللہ تعالیٰ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں زیادتی کا خواہش ہے وہ آپ کو حقائق اشیاء ایک بار دکھا کر روک لے گا یا دائیاً علی سبیل الترقی دکھاتا رہے گا!
 نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و یكون الرسول علیک ستھیلاً۔

۱۲۱۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے گواہ ہیں اس لیے وہ دیکھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام امتوں اور ان کے احوال و اعمال کو دیکھ کر گواہی دیں اگرچہ سن کر بھی دی جاتی ہے مگر گواہی میں اصل یہ ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے اور کامل گواہ وہی محتاسب جو واقعہ کو دیکھ کر گواہی دے گا اللہ! اللہ! وہ ایسے گواہ ہیں کہ وہ ہر شے اپنی امت کی گواہی دیں گے آخرت میں انبیاء سابقین کی گواہی دیں گے میدان

حشر میں جب کفار انبیاء علیہم السلام کی ہر حجت اور ہر دلیل کو رد کر دیں گے تو انبیاء کا دام مبارک حضور کی شہادت ہوگا وہ کیسا عجیب وقت ہوگا جب کفار نبیوں کو جھٹکا چکے ہوں گے اور نبیوں کی نگاہیں آپ کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی ہوں گی، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے کر ان کی صداقت پر مدد لگادیں گے، انبیاء علیہم السلام سرخرو ہوں گے اور کفار جھوٹے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی منتظر کشی کرتے ہوئے فرماتا ہے!

فکیف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هولاء شهدا۔
 وہ کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے، اور ان نام گواہوں پر آپ کی شہادت پیش کریں گے۔

۳۱۱
 اللہ اللہ! وہ کس کس کے گواہ ہیں دنیا میں لوگوں نے خدا کو جھٹلایا تو خدا کی ذات پر گواہی دی آخرت میں کفار نے _____ انبیاء کو جھٹلایا تو انبیاء کی رسالت پر گواہی دی اور جب آخرت میں امت کو گواہی کی ضرورت پڑی تو ان کی صداقت پر گواہی دی۔

کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ شہادت سن کر بھی ہوتی ہے اس لیے ہو سکتا ہے آپ نے امت کے حق میں سن کر گواہی دی ہوگی، امت کی ذات و صفات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے بڑھ کر تو نہیں ہیں جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی گواہی سن کر نہیں دیکھ کر دی ہے تو امت کے اعمال و احوال کس شمار قطار میں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ نہ سکتے!

شاہ عبدالحق دہلوی دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر میں فرماتے ہیں! یعنی باوجود رسول شاہ شاہ گواہ نہ ہو کہ اسطرح امت بخیر نبوت برآمد تہہ بہ متدین بدین خود کہ وہ کلام درجہ از دین من رسیدہ و تحقیقت ایان الہیہ است و حجابیہ کہ برآں نہ تری مجرب ماند امت کلام امت پس اسے شناسد کن ان شمارا و درجات شمارا و اعمال نبیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔
 جتنی تہائے نبوت شمارا سے اوپر گواہ ہیں۔
 کیونکہ وہ نور نبوت سے۔ دیندار کے دین چہرہ مطلع ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایان الہیہ حقیقت کیا ہے اور جس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کر سکا وہ کون سا ہے، پس وہ تہائے گناہوں اور ایان کے درجہ اور تہائے اچھے برے اعمال اور اخلاص و نفاق کو پہنچاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہ ہونے کی بحث میں یہ بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آگئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر چیز کو ہمہ جہت سے دیکھنے کی صفت والہی تھی، وہ جب حیات ظاہری سے اس کائنات میں جلوہ فرورہتے اس وقت بھی سب کو دیکھ رہے تھے اور جب کہ قبر اللہ

میں ہیں اب بھی سب کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

ایک اور وجہ سے غور فرمائی کہ کسی شخص کو کوئی نعمت دانا دینے کی پار و جہیں ہوتی ہیں اول یہ کہ دینے والے میں نعمت دینے سے کوئی کمی آجاتی ہو، اس لیے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ دینے والے میں تو کمی نہیں آتی لیکن لینے والا اس نعمت کا اہل نہیں ہوتا نعمت کو ضائع کر دیتا ہے اس لیے نعمت واپس لے لی جاتی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ لینے والا نعمت دینے والے کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کر دیتا ہے اس لیے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے، چوتھی وجہ یہ ہے کہ نعمت لینے والے سے زیادہ کوئی اور محبوب مرتا ہے اس لیے وہ اس سے نعمت لے کر اپنے محبوب کو دے دیتا ہے۔

اب سورجیہ اللہ تعالیٰ، ملک، ملک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی یہ تعلیم نعمت دینے سے اس کے ہر کوئی کمی نہیں کی ہوتی تو ابتداً اور تباہی نہیں، اس لیے جو سبب نہیں ہے در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی وراثت رکھنے کا حدیث والا بھی نہیں اس وجہ سے دوسرا سبب بھی نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کرنے والے ہیں بلکہ ان کا تو یہ مقام ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قل ان اتبعہ الا ما یوحی الی
آپ فرمادیکھئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے
بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نازل ہونے کا بڑا حکم ملتا ہے جبکہ اس نے دنیا اور آخرت
میں خود آپ کو ماضی کرنے کے اعلان فرمائے ہیں،

فسیح واطرح انہما ولعلک ترحم
آپ صبح و شام تسبیح کریں تاکہ آپ اللہ سے
راضی ہو جائیں۔

ولسوف یعطیک ربک فترحم
روزِ محشر کو، مستقریب اللہ تعالیٰ آپ کرنا
وے گا کہ آپ کو رخصی کر دے گا۔

اس لیے نعمت دے کر واپس لینے کا تیسرا سبب بھی نہیں ہو سکتا۔ گناہ نعمت واپس لینے کا چوتھا
سبب تو وہ یہ ہے کہ نعمت لینے والا اللہ کا محبوب نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر
اللہ کا کوئی محبوب نہیں ہے یہ کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کوئی نعمت وراثت عطا
کرے اور پھر واپس لے لے۔

مجازی محبت میں بھی کوئی شخص اپنے محبوب کو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا، محبت ثروت مانے
تب بھی وسیع النظرات محب، محبوب سے چیز واپس نہیں لیتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے
حقیقی محبوب ہیں جہاں محبت میں ٹوٹنے کا تصور بھی نہیں، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب
کو کوئی نعمت دے اور پھر واپس لے لے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے اندر اور نماز کے باہر
ہر جہات دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی اور یہ نعمت دے کر واپس نہیں لے کہ دانا عطا فرمائی ہے، کیوں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے ہیں اور شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ نعمت میں زیادتی کرتا ہے، دوسرے اس لیے کہ اللہ کا مطلوب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں زیادتی ہو اور زیادتی اس نعمت کے دوام سے حاصل ہوگی نیز اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے احوال و اعمال پر گواہ بنایا اور جنہوں نے خدا کی ذات و صفات کی گواہی بھی دیکھ کر دی ہے، وہ امت کے احوال و اعمال کی گواہی نیز دیکھنے کے کیے دیں گے اور یہ جب ہی ہوگا جب یہ نعمت دائمی ہو چھٹی وجہ یہ ہے کہ قافران محبت میں یہ ہے کہ محبوب کو کوئی نعمت دے کر اس سے واپس نہیں لیتے اس لیے یہ کہنا پوشے کا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی یہ نعمت دینا دی ہے اور علیٰ اشرقی دی ہے۔

دائم کدائی سخن گر محبت
کہ مالاً حرمی ناپیمہ من گو محبت

اہل علم کی ضیافت طبع کے لیے مہر دہن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ انی لاکہ من دنیا طعمی البھاری یہ جملہ اسمیہ ہے جس میں نخبہ نفل مضارث ہے جو کہ دوام تجدیدی پر ولایت کرتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوام کو قہر اور دام خیرین تاکہ اس سے قطع نہ کیا آخر کوئی وجہ کوئی جو اس دوام کو سرکار نے اس قدر رکھ دیا، نیز دوام تجدیدی انقطاع آنی کے منافی نہیں مگر تا، اس لیے جن مآثرات میں یہ آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں چیز کو نہیں دیکھا وہ اس دوام کے منافی نہیں، ورنہ اجاب یہ ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجلیات الہیہ کے مشاہدہ میں مستغرق اور منہک ہوتے رہتے جب وہ اس کے مجوس میں کھوٹے ہوتے ہیں تو محو فیہ کہ بظاہر دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور ایسے ہی عالم میں بعض چیزوں کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہوتی، اس لیے آپ کے دائمی علم اور دائمی رویت پر کوئی اشغال نہیں ہوتا، واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت دوام سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو جب علم اور رویت دی جب سے دوام ہے اور یہ دوام بھی تجدیدی ہے جس میں مختلف حکمتوں کی وجہ سے انقطاع آثار بتا ہے اس لیے اس دوام کو دائم ثباتی کے دوام ثبات سے کوئی نسبت نہیں جہاں ایک عطف کے لیے بھی انقطاع متصور نہیں ہے۔

یہ سب شیخ حضرت علامہ سید احمد حمید کاشمی قدس سرہ کی موصوف پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جبرائیل علیہ السلام نے شوق صدر مبارک کے بعد قلب طہ کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو ربانے لگے: قلب سعید فیہ عینان تصدوان وادخان تسععات - ترجمہ: قلب مبارک کہ قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے۔ اس میں دوا نکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دوکان ہیں جو سنتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۸۱)

قلب مبارک کے یہ کان اور آنکھیں عالم محسوسات سے ورنہ اور حقائق کو دیکھنے اور سننے کے لیے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحادی مالا ترون واسمع مالا
تسمعون۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور
وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

جب اللہ تعالیٰ قتل شانہ نے بطور خرق عادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں ہتھکیں
اور کان پیدا فرما دیے ہیں تو اب یہ کہنا کہ ماوراء عالم محسوسات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلچینا اور سینا
حیانا ہے، دائمی نہیں قطعاً باطل ہو گیا، جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا اور اک دائمی ہے تو قلب مبارک
کے کانوں اور آنکھوں کا اور اک کیونکر عارضی اور اچھٹا ہو سکتا ہے؟ البتہ حکمت الہیہ کی بناء پر کسی عارضی
کی طرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھیان نہ رہنا اور عدم توجہ اور عدم انتفات کا حال طاری ہو جانا
انفوسے جس کا کوئی منکر نہیں ہے اور وہ علم کے منافی نہیں ہے، لہذا اس حدیث کی روشنی میں حقیقت
بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطنی سماع اور بھارت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ نہ
شیخ خلیل احمد انیسٹروی دیکھتے ہیں:

خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں: لا ادری ما یعمل فی ولا یکدر احدیت اور شیخ عبدالحق روایت کرتے
ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کاجھ علم نہیں ملے۔ اس حدیث میں روایت کی نفی ہے، علم اور بعد کی نفی نہیں
ہے، اور روایت کا معنی ہے اپنی عقل سے از خود جانتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المور غیبیہ کو اللہ تعالیٰ
کی تعلیم سے جانتے ہیں زخرو نہیں جانتے، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس روایت کو بے اصل
قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی دیکھتے ہیں:
صواب آنست کہ حیانتہ قلب شریف آن حضرت
راصلی اللہ علیہ وسلم ماوراء وستی و درک و علم معقولات
و اذہو اس لطیف اور متعالیہ احاطہ و درک محسوسات
بمختلہ اندو جہات مترا و درک یک جہت گردانیدہ
واللہ اعلم و این ماشر کاں می آرد کہ وہ بعضی روایات
آمدہ است کہ گفت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ من بندہ ام بنید افم انچہ بد پس این دیوار است،
جو انش آنست کہ این سخن اصل ندارد و روایت بدان
صحیح نشدہ است و اگر باشد گفتیم کہ آن انکشاف
مخصوص بحال نماز است و اگر عام است موقوف
باعلام الہی و خلق اوست علم را چنانچہ در سائر منہیات

صحیح یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے قلب کے ادراک میں وسعت ہے
اور وہ تمام معقولات کو محیط ہے اسی طرح آپ
کے جو اس لطیفہ بھی تمام محسوسات کو محیط ہیں،
اللہ شش جہات آپ کے سامنے ایک جہت کے
حکم میں ہیں واللہ اعلم، جس جگہ یہ شکال ہے
کہ ابن روایات میں ہے: میں بندہ ہوں اور یہ ہیں
جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ اس کا جواب
یہ ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور
اس کو روایت کرنا صحیح نہیں ہے، اور اگر بالفرض
یہ روایت صحیح ہو تو جواب یہ ہے کہ آپ کا برکت

۱۔ نظام رسد، حاکم شریفی ۱۴۰۶ھ، مقالات کا لکھا ج ۱ ص ۴۲، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، میرٹھ

۲۔ شیخ خلیل احمد سہارنپوری ۱۳۴۲ھ، راجن قاطع ص ۱۵، مطبوعہ مطبعہ ملی ٹرہور

اللّٰهُ قَالَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے ایک اور سند سے ابھی یہ روایت مروی ہے۔

۸۶۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

۸۶۶ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ هِشَامٍ وَكَوْثَرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

۸۶۷ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

۸۶۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

۸۶۹ حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص امام سے پہلے یہ اٹھاتا ہے کیا وہ یہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ میں لاسہ لگدھے کے (کے طرح) بنا دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی نماز میں امام سے پہلے پناہ اٹھاتا ہے کیا اس کو یہ خوف نہیں ہے کہ اللہ اس کی صورت گدھے کی طرح بنا دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس شخص کو یہ خوف نہیں ہے کہ اللہ اس کے منہ کو گدھے کے منہ کی طرح بنا دے۔

علامہ ابن حجر مکتبہ میں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کرنے کی وجہ سے گدھے کی صورت میں مسخ کرنے کی وجہ سے

غلاب سے محفوظ رکھا ہے، اس وجہ سے سزاں پیدا ہوتی ہے کہ امام پر بیعت کرنے کی وجہ سے مقتدی کا چہرہ کیز کر سخی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ غفلتِ حق میں ہوگا یا صورت سے مراد صفت ہے یعنی اس میں گدھے کی صفت پیدا ہو جانے کی یا مطلب یہ ہے کہ ہر گز مسخ نہیں ہوگا اگر کسی ایک دھڑکھٹ کی صورت مسخ ہوگئی تو وہ علوم کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ الذَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی نہی

۸۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ
قَالَا يَوْمَ مَدْيَنَةَ عَنْ زَاْعَمِشٍ عَنْ مُسَيْبٍ عَنْ
يَعْلَمِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ جَبْرِ بْنِ مَثَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى بَيْنَ خَوْفٍ مَوْ
تُفَعِّسُ بَصَرَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَا تَرَجِعُ إِلَيْهِمْ

۸۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سُوْدٍ
قَالَا عَنْ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ
جَعْفَرٍ بْنِ رَيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدُوٍّ أَنَّ
هُوَ يُدْعَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَلْمُتَرَبِّعِينَ قَوْماً عَنْ فَعِيْدٍ بَصَرَهُمْ هَذَا
الْعَدُوُّ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ سَمَاءٌ ذَاكَ خَصَصَ بَصَرَهُ هَذَا

علامہ نووی کہتے ہیں

اس حدیث میں نماز کے دوران آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے پر شدید وعید ہے، اور اس کی نیت پر اجماع ہے، تافاضی عیاض نے کہا ہے کہ نماز کے دوران دیکھنے کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کی نیت میں اقلوں سے تہذیب نے اس کو بھی مکروہ کہا ہے اور اکثر علماء اسے حاکم کہا ہے، غلوں کے سامان وہاں کا قیدیت صلب کہ نماز کا قید ہے۔ انہی تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالسَّلَامُ رَقْدُهُ وَمَا تَوَعَّدُونَ اور آسمان میں تہوار رزق شرف و برکت سے دہلے کیا جاتا ہے

(خداویات، ۲۲)

بَابُ الْأَمْرِ بِالشُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ وَتَهْيِ
عَنِ الْإِشَارَةِ بِأَيْدٍ وَرَفْعِهَا عِنْدَ التَّكْوِيْنِ
إِتْمَامِ الصُّلُوفِ الْأَوَّلِ وَالتَّرَقُّصِ فِيهَا
وَالْأَمْرِ بِإِخْتِمَامِهَا

سکون کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم، سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے اور ہاتھوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت اور پہلی صفت کو مکمل کرنے اور مل کر رکھنے سے ہونے کا حکم

۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُرَيْبٍ قَالَا إِنَّا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ زَيْدِ بْنِ زُرْعَمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَوْقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بِكَ كَذَا رَأَيْتُ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَانُ خَيْدٍ شَنِسٍ اسْكُمُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَةَ مَدْيَنَةَ فَقَالَ كُنْزُ بْنُ قُلَيْبٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ عَلَيَّ فَقَالَ لَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِشَّةً رَافِعًا قَالَ يَتَشَوُّنَ أَصْفَ لَا ذَنْبَ وَيَكْرَهُونَ فِي الصَّفِّ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پاس تشریف لائے اور دبا دیا کیا وہ سے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دھوکے کی طرح ناز میں نہیں دینا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں ناز سکن کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر دوبارہ تشریف لائے تو ہم کو متغنی معلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم متغنی طور پر کیوں بیٹھتے ہو تم میں طرح صفت کیوں نہیں بناتے جس طرح ملائکہ اپنے رب کے سامنے صفت بناتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ پہلے پہل صفت پور کر رہے ہیں اور صفیں ایک ٹہنہ کے ساتھ مل کر کھڑے ہو رہے ہیں۔ ام سلمہ زمانے میں کہ ایک اور سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۸۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجَرِيُّ قَالَ زَكِيَّةٌ ۚ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَيْثَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ جَمِيعًا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ زُرْعَمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَوْقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بِكُمْ كَذَا رَأَيْتُ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَانُ خَيْدٍ شَنِسٍ اسْكُمُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَةَ مَدْيَنَةَ فَقَالَ كُنْزُ بْنُ قُلَيْبٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ عَلَيَّ فَقَالَ لَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِشَّةً رَافِعًا قَالَ يَتَشَوُّنَ أَصْفَ لَا ذَنْبَ وَيَكْرَهُونَ فِي الصَّفِّ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ناز پڑھتے تو سلام پھیرنے کے وقت اللہ علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور دونوں جانب اٹھ کر اشارہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے منع فرمایا اور فرمایا کہ تم سرکش گھوڑوں کی دھوکے کی طرح اشارہ کیوں کرتے ہو، تمہارے لیے یہ کافی ہے کہ تمہارے اٹھنا ان لوگوں پر ہوں اور تم اپنے بھائی کی طرف دائیں بائیں سلام پھیرو۔

۸۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَوْقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بِكُمْ كَذَا رَأَيْتُ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَانُ خَيْدٍ شَنِسٍ اسْكُمُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَةَ مَدْيَنَةَ فَقَالَ كُنْزُ بْنُ قُلَيْبٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ عَلَيَّ فَقَالَ لَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِشَّةً رَافِعًا قَالَ يَتَشَوُّنَ أَصْفَ لَا ذَنْبَ وَيَكْرَهُونَ فِي الصَّفِّ -

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں کے اشارہ سے "السلام علیکم" سلام علیکم

۸۷۴- وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ بْنُ زَكِيَّةٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ زَيْدِ بْنِ زُرْعَمٍ عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَوْقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بِكُمْ كَذَا رَأَيْتُ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَانُ خَيْدٍ شَنِسٍ اسْكُمُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَةَ مَدْيَنَةَ فَقَالَ كُنْزُ بْنُ قُلَيْبٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ عَلَيَّ فَقَالَ لَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِشَّةً رَافِعًا قَالَ يَتَشَوُّنَ أَصْفَ لَا ذَنْبَ وَيَكْرَهُونَ فِي الصَّفِّ -

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت منقول ہے۔

۸۷۶۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغ اور غنچہ لوگ میرے قریب کھڑے ہوں پھر حوض کے قریب ہوں اس طرح تین بار فریادیں کرنا آپ سے فرمایا بازار کی غوہا تو اس سے بچو۔

۸۷۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفوں کو درست رکھ کر دو کیونکہ نماز کی صفوں کو درست کرنا نماز کے اتمام میں ہے۔

۸۷۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی صفوں کو مکمل کیا کہ دو کیونکہ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔

۸۷۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی عظیم بیان کیں جن میں سے ایک یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی صفوں کو درست رکھو کیوں کہ صفوں کی درستگی نماز کے حسن میں ہے۔

۸۸۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست رکھو کہ دو کیونکہ میں تمہارے پیچھے دو طرفوں سے دیکھتا ہوں۔

۸۸۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

حضرت نoman بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست رکھو کہ دو کیونکہ میں تمہارے پیچھے دو طرفوں سے دیکھتا ہوں۔

۸۸۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُثْمَرَ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُمَيْرَةَ يَهْدِيهِ إِسْحَاقُ

يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْسَتْ فِي صُفُوفِهِ حَتَّى كَانَتْهُ يَسُودُ بِهَا يَتَدَفَّعُ
حَتَّى تَرَى أَنَّ قَدِ عَقَبَتْ عَنْهُ سَحَابٌ خَرَجَ يُؤَمِّقُهُ
حَتَّى كَادَ يُلْغُو قَرَارَى رَحْمَةً بِأَدْوِيَّ صَدْرَهُ مِنْ
الْحَبِّ وَقَالَ عِبْدُ اللَّهِ تَسْوَرُ صُفُوفَكُمْ أَذْ
لِيَحَابِعَنَّ اللَّهَ بَيْنَ وَجْهِكُمْ

کو جس طرح درست کرتے تھے جس طرح تیروں کو
برابر کر کے رکھتے ہیں، یہاں تک کہ آپ نے خیال
فرمایا کہ ہم نے اصطفیٰ درست کرنا سمجھ لیا ہے پھر
ایک دن آپ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے اور
تبکیر کہنا چاہتے تھے کہ آپ نے اس شخص کو دیکھا
جس کا سینہ صفت سے باہر نکل ہوا تھا، اس وقت
آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندو اپنی صفیں سیدھی
رکھ کر درجہ نہ نہا جائے ورنہ میان محدث و قائل
دے گا۔

ہم مسلم فرماتے ہیں کہ ایک درمند سے بھی
یہ روایت منقول ہے۔

۸۸۳۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ اَبِي نَجْرٍ قَبُولِي
أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُو خَالِصٍ ۷ وَحَدَّثَنَا ثَابِتُ
بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَدُوٍّ شَرِيفًا رِاسَةً وَجُودًا
۸۸۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ ثَوْبَانُ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ سَمِيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ
السَّخَّابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَوْبَعُكُمْ أَسْمَاءُ مَا فِي
أَسْدَائِهِمُ وَالصَّيْفُ لَا ذِي ثَمَرٍ تَعْبُدُ يَجِدُ دَارَهُ
يُسْتَبِيحُ عَلَيْهِمْ لَا سُبْحَانَهُمْ وَلَا تَوْبَعُكُمْ مَا فِي
نَهْجِهِمْ لَا سُبْحَانَهُمْ وَلَا تَوْبَعُكُمْ مَا فِي
الْعِظَمِ وَالصَّبِيرُ رَأْسُ هَدًى وَتَوَحَّيُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو سوجھ بوجھ کے کہ ان میں سے اور
صفت احوال میں بیٹھنے کا کتنا اجر ہے اور ان
کو قرعہ ہدایتی کے سوانہ کاموں کا موقع نہ ملے
تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے اور اگر ان کو سخت
دوپہر میں نماز کے لیے جانے کے ثواب کا پتا
میں جانے تو وہ ضرور جانیں گے اور اگر ان میں پتا
میل جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں جانے کا
کتنی ثواب ہے تو وہ ان نمازوں کو پڑھنے
کے لیے ضرور جانیں خواہ ان کو گھسٹ کر جانا پڑے۔
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے جتنے دیکھنا چاہو
میں نے فرمایا آگے بڑھو اور میری پیروی کرو اور میرے
بعد رہو میری پیروی کریں گے اور ایک جہت
پہنچے منتہی رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے
فضل سے (موت) کر دے گا۔

۸۸۵۔ حَدَّثَنَا سَيِّبَانُ بْنُ قَرْدُوبٍ
بُورًا شَهْبَ عَنْ يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدُوٍّ
يَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَفِيَ فِي أَصْحَابِهِ فَأَخْرَجَ فَقَالَ لَهُمْ تَقَعُّ مَوَادُّ يَتَوَرَّ
فِي ذُلِّهَا كَذَلِكَ يَكُونُ مِنْ تَعْبُدُكُمْ كَذَلِكَ يَتَوَرَّ
بِتَخَرُّونَ حَتَّى يُؤْخَذَ هَذَا اللَّهُ
۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مسجد کے آخر میں دیکھا اس کے بعد مثل سابق (حدیث ہے)

حضرت ابو سریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کتنا اجر ہوتا ہے تم اس کے لیے قرعہ اندازی کیا کرو۔

حضرت ابو سریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کی ستریں صف پہلی ہے اور بدترین آخری اور عورتوں کی بدترین صف آخری ہے اور بدترین صف پہلی ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ حدیث منقول ہے۔

علامہ یحییٰ بن شریف نووی کہتے ہیں، اس باب کی احادیث ہیں یہ ذکر ہے کہ افضل شخص

کو صف اول میں اور امام کے قریب کھڑے ہونا چاہیے اور اس میں اس کی فضیلت کے اہل بار اور اعزاز والوں کا بیان ہے، نیز کبھی امام کو کشتی میں کئے خلیفہ بنانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو افضل شخص کو خلیفہ بنانے کا موقع ملے گا، نیز جو شخص امام اور مقل میں زیادہ ہوگا وہ نور سے ناز پرشے گا اور امام کو سہو پر متنبہ کر سکے گا، اور یہ امر صرف ناز کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ سنت یہ ہے کہ صاحب فضیلت کو ہر مجلس میں مقدم رکھنا چاہیے، اور قضا، ذکر، مشاورت، جہاد، امامت، صلاة، تدریس، افتاء اور سماع حدیث کی تمام مجالس میں صاحب فضیلت شخص کو صدر مجلس کے قریب بٹھانا چاہیے اور لوگوں کو علم، دین، عقل، شرف، علم اور کفو کے مرتبہ کے اعتبار سے اپنے مرتبہ کے مطابق بٹھانا چاہیے، اور احادیث صحیحہ میں اس کی تائید سے یہ

عشار کی ناز کو عتہ کہنے کی توجہ ہے | حدیث نمبر ۸۸۴ میں ہے اگر لوگوں کو تباہل جانے کو عتہ (عشاء) اور صبح کی ناز میں کتنا اجر ہے تو ان کو اگر گھسٹ گھسٹ کر بھی ناز پڑھنے

الذاری فی قال لَمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَوَّكَ يَتَّى قَدْ تَأْخُذُ بِنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْخَيْرِ يَرْقِي عَنْ أَبِي تَهْمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا فِي مَوْجِدِ الْمَسْجِدِ قَدْ كَرِهْتُمْ لَهُ

۸۸۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَزْبٍ الْعَاسِطِيُّ قَالَا نَاعَمُ مِنْ كَهَيْتَةِ بَرْقِصَ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ أُرَيْحَلُونَ مَا فِي لَقِيفِ الْمَقْدَمِ لَكُنْتُمْ مُرَعَّةً وَقَالَ نَحْزِبُ الصَّفَّ الْأَوَّلَ مَا كُنْتُمْ تَرَوْنَ

۸۸۸- حَدَّثَنَا رُحَيْدُ بْنُ حَزْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا صُفُوفَ الرِّجَالِ أَوْ نَحْوَهَا وَنَحْوَهَا وَخِيَرَةُ صُفُوفِ النِّسَاءِ أَوْ نَحْوَهَا

۸۸۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سُهَيْلٍ بِمِثْلِ الْإِسْنَادِ

کے لیے آنا پڑے تو وہ اٹھیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شریف نووی لکھتے ہیں :

اس حدیث میں عشاء اور صبح کی نمازوں پر بہت زیادہ براہِ گنجہ کی ہے اور ان کے عظیم اجر و ثواب کا بیان کیا ہے۔ کیونکہ ان نمازوں کو پڑھنے کے لیے میندا اور آرام کو چھوڑنے کے لیے بہت مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اسی وجہ سے یہ دونوں نمازیں منافقین پر دشوار سمجھیں۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی ناک کو طمٹہ فرمایا ہے، حالانکہ حدیث میں عشاء کی ناک کو طمٹہ کہنے کی ممانعت ہے، کیونکہ طمٹہ کا معنی اندھیرا ہے اور ناک کو طمٹہ سے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا عشاء کو طمٹہ فرمانا بیان جواز کے لیے ہے اور یہ کہ ممانعت تحریم کے لیے نہیں تھی، دوسرا جواب یہ ہے کہ وہابی منسوب کی ناک کو بھی عشاء کہتے تھے، اگر آپ یہاں عشاء کا مفظ فرماتے تو وہ اس کو مغرب پر محمول کر سیتے، اس لیے آپ نے طمٹہ کا مفظ فرمایا۔

مردوں کے پیچھے نماز پڑھنے والی عورتیں
مردوں سے پہلے سجدہ سے مبرا نہ اٹھائیں

بَابُ أَمْرِ النِّسَاءِ الْمُصَلِّيَّاتِ وَمَرَأَةِ
الرِّجَالِ أَنْ لَا يَرْفَعْنَ رُؤُوسَهُنَّ مِنْ
السُّجُودِ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

حضرت سہیل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ
میں نے دیکھا کہ وہ دنگ کی وجہ سے بچوں کی طرح
تہیندنگے میں اندھکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیچھے نہ رہ پڑتے تھے، اس موقع پر کشتیوں
نے کہا کہ اسے عورت با تم نماز میں (سمجھو کہ وقت
مردوں سے پہلے ایسا نہ نہ اٹھایا کرو۔

٨٩٠. حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ رَأَى شَيْخَهُ قَالَ سَأَلْتُ
عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَبَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَادِي أَدْرِيَهُمْ فِي غَنَائِهِ
وَمَثَلُ الْيَسْبِيَانِ مِنْ صَبِيحِ الْأَمْرِ خَلَعَتْ اسْتَبَقِي
إِلَهُ عَلَيْهِمَا سَلَامٌ فَتَلَّ بِمَا مَقَصَّرَ الْيَسْبُ
لَا تَرْفَعَنَّ رُؤُوسَكَ حَتَّى تَرَى الرِّجَالَ -

ن: اس حدیث میں شہ گاہ کے متہ کا حکم ہے، اور قول کو مہ دوں سے پہلے سجدہ سے مہ نہانے سے اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں سجدہ سے اٹھتے وقت مہ دک شہ گاہ کھل جائے اور اس پر عورت کی نظر پڑ جائے۔

باب خروج النساء إلى المسجد إذا لم يترقب
عليه فتنة وإنها لا تخرج مصيبة

جب قتنہ کا خوف نہ ہو تو عورتوں کے مباحہ
میں جانے کا جواز بہ شرطیکہ وہ خوشبودن لگائیں

[illegible]

٨٩٢ - حَدَّثَنَا حَرْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ
أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَا تَتَّبِعُوا نِسَاءَكُمْ لَمَّا جَاءُوا إِذَا نَسُوا دَمَكُمْ أَلْتَقُوا
قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ سَمِعْتُهُنَّ قَالِ
قَاتِلْ عَلَيْكِ عَبْدُ اللَّهِ نَسَتْ سَبَّ سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ
سَبَّ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ الْخَيْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُبُّوا وَاللَّهِ كُنْتُمْ هُنَّ

٨٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
قَالَ سَأَلْتُ زَيْنَ بْنَ قَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
ثَابِتٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَرْثُومٍ عَنْ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا أُمَّةً مِنْهُمَا حَتَّى يَمُوتَ

٨٩٣- حَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَرِيرٍ
فَأَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ سَائِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا
عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا اسْتَأْذَنَ لَكُمْ يَسَاءَ كَرِهَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَذَرُوهُنَّ

٨٩٥ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نا أَبُو مُنَاوِيَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْسَعُوا الْيَسَاءَ
مِنَ الْخُدُوجِ إِلَى الْعَسَاجِدِ بِالنَّيْلِ فَقَالَ ابْنُ
لُعْبُدٍ إِنَّهُ أَنْزَلَ عَنْهُ لَا تَدْعُهُمْ وَيَخْرُجُ فَيُكَيِّدُهُ
ذَلِكَ قَالَ فَزَجَرَهُ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ اللَّهِ هَهُمَا وَقَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تیار کی عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو مسجد میں جانے سے منع نہ کرو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بلالؓ نے کہا قسم بخدا ہم ان کو مسجد میں جانے سے منع نہ کریں گے، رافیؓ کہتا ہے کہ پھر عبداللہ بن عمرؓ پر اس قدر شدید ناراض ہوئے کہ اتنا کسی اور پر ناراض نہیں ہوئے تھے، اور فرمایا کہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتا ہوں، اور تم کہتے ہو کہ میں منع نہ کروں گا۔

حضرت عبد القدوس عمر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی بندہوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو۔

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہاری عورتیں مسجد میں جائے گی، اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری اقدیں رات کو مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو مسجد میں جانے سے نہ روکو حضرت عبداللہ بن عمر کے بیٹے نے کہا ہم ان کو اجازت نہیں دیں گے ورنہ یہ بڑے کاموں کے لیے بہانہ بنالیں گی۔ راوی

أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
تَقُولُ لَا تَدْعُهُنَّ .

کہتا ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو خوب ڈانٹا اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ علم بازت نہیں دیں گے۔

٨٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ
عَنِ الْإِسْمِ يَهْدِي سُنَادُ مِثْلِهِ.

امام سلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ
بھی یہ روایت اس طرح منقول ہے۔

[illegible]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی طرف
گھبراتے وقت مسجد میں جانے کی اجازت دو
ان کے پیشے واقعہ نے یہ بھریہ عورتیں اسی اجازت
کو برائی کا بھانہ بنائیں گی یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر
نے ان کے سینہ پر ہاتھ اور فرمایا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حد بیان کرتا ہوں اور تم انکار کرتے ہو۔

٨٩٨ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُصَرِّقِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى
ابْنَ أَبِي اسْتَبَاتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُزِيَ سِتْرُ
حُطْرُوهِنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ سَتَ دَلَكُمْ فَقَالَ بِلَالٌ
وَأَبُو لَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ عِنْدَهُ قُورَاءُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَنْتَ تَسْمَعُهُنَّ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورتوں کو مسجد میں جانے کے ثواب سے روکنا کوئی بدعت اہل سنت میں (ان کے شیے) بدلنے کا ہے۔ تم بھلا تم ان کو ضرور روکیں گے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں وہ تم کہتے ہو کہ ہم ان کو ضرور روکیں گے۔

٨٩٩. حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّائِي قَالَ
أَبُو وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسَيْرِ
ابْنِ سَعِيدٍ أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ الشَّافِعِيَّ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَهِدْتَ
أَحَدَ كُنْ الْعَيْتَةَ فَلَا تَطْلُبْ بِلَاكِ الْمَلِيَّةِ .

زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا جب تم
(عمود قرآن) میں سے کوئی عشارک ناز پڑھے جسے بدلے
تو غزوہ بدر لگا کر دیا جائے۔

٩٠٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّارَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍاءَ
قَالَ حَدَّثَنِي كَثْرُ بْنُ شَيْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ عَمْرِو

حضرت سید الشہداء بن مسعود رضی اللہ عنہ، کی زوجہ
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبیب تم میں

مِنْ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَهِدْتَ إِحْدَاكَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَا تَمْسُ طِيْبًا .

سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔

۹۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاسْمَعِيلُ بْنُ بَرَاءٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعْتَدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قُرَّةٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُصَيْنَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا آمَنَّا أَنْفَرْنَا فَلَمْ تَشْهَدْ مَعَآ لَيْسَ لَكُمْ لَاحِظَةٌ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگائے وہ ہمارے ساتھ شہادت کی نازیسیں شریک نہ ہو۔

۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَاسُ قَبَائِلٍ يَحْيَى ابْنُ يَزِيدٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ مَعِينٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ رَحْمَنِ أَنَّهَا تَمِيعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَذِي أَيْمَنٍ مَتَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ لَوَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ الْبَنَاءُ لَسْتَعْفَفَ الْمَسْجِدَ كَمَا مُوَعِّثُ بَنَاءَ بَنِي سُرَيْجٍ قَالَ فَقُلْتُ يَحْمَدُ يَسَاءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ مَنِعَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (بنو اسرائیل) کو دیکھ دیتے جو عورتیں اب کرتی ہیں قرآن کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا۔ میں نے عمر سے پرچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا، انہوں نے کہا ہاں۔

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَاصِبُ بْنُ قَابٍ يَحْيَى ابْنُ سَمِيْعٍ وَحَدَّثَنَا غُرُورٌ وَاسْمَعِيلُ قَالَ نَاسُ قَبَائِلٍ بَنُو عُيَيْنَةَ سَوْدٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو ثَكَلٍ بْنُ أَبِي سَيْنَةَ قَالَ نَاصِبُ بْنُ حَزْمٍ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ ابْنُ عَسَى بْنُ يُونُسَ كَلَّمَكَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَعَكُمْ .

اسلم بیان کرتے ہیں کہ دیگر اسانید سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

مساجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت کے دلائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

روکنے کو منع فرمایا ہے یہ بھی تنزیہی ہے، امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جو ان عورتیں مطلقاً نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہ جائیں اور بڑھی عورتیں مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں جا سکتی ہیں۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے (مسلم) نیز سند بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مرد جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے کر ہم پر سبقت کر گئے، ہم یہ جواب

کس طرح پائیں، آپ نے فرمایا "تم میں سے جو خدمت گھر پر بیٹھے گی وہ مجاہدین کی سبیل اللہ کا ثواب پائے گی" (بخاری، روح المعانی ج ۲۲ ص ۶۷) نیز احادیث مسلم میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتوں کا بناؤ سنگھار دیکھ لیتے تو ان کو مساجد میں جانے سے روک دیتے۔ اور موجودہ دور میں عورتوں کی نمود و نمائش بناؤ سنگھار میں لباس اور پاناسل میں بے رادہ رنگوں کی کثرت خصوصیت کے ساتھ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں پابند رکھا جائے اور شمع خانہ کو چراغ محفل خانے سے روکا جائے۔

عورت اپنے خاوند کی اجازت سے والدین کی زیارت، اقامت کی عیادت اور تعزیت کے لیے پردہ کے استقام کے ساتھ گھر سے باہر جاسکتی ہے یا پھر حج کے لیے خاوند یا کسی محرم کے ساتھ جاسکتی ہے اس کے علاوہ عورت کو قونین، یوتھن، راجوب، ۱۳۳۰ھ اپنے گھروں میں رہو، کے حکم کے مطابق گھر کی پار دیواری میں رہنا پسند ہے، اور نماز گھر میں پڑھنی چاہیے۔

حدیث نمبر ۹۰۳ میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتوں کا بناؤ سنگھار دیکھ لیتے تو ان کو مساجد میں آنے سے روک دیتے۔

علامہ بدیع الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس زمانہ میں عورتوں کے میک اپ میں طرح طرح کی بناؤ اور منکرات کو دیکھ لیتیں تو اس سے بھی زیادہ شدت سے عورتوں کے مسابہ میں جانے کا انکار کرتیں۔ خصوصاً شہر کی خواتین کا میک اپ، کیونکہ اس کی خرابیاں بیان سے باہر ہیں۔ (راہ آج کل بیوٹی پارلر میں جس طرح عورتیں میک اپ کراتی ہیں اگر مدد بینی اس کا مشاہدہ کر لیتے تو مار سے حیرت کے بے برش بر جانے۔) بعض خرابیاں حسب ذیل ہیں:

۱۔ عورتوں کا تنگ، چست اور نمبو بال باس پن کر گھر سے باہر نکلنا۔
ب۔ عورتوں کا بے تقاب ہو کر مردوں کی بھیڑ میں خوشبو لگا کر بازاروں میں شاپنگ کے لیے ناز و انداز سے چلنا۔

ج۔ عورتوں کا بے پردہ مختلف سواریوں پر سوار ہو کر جانا۔
د۔ حاصل سمندر پر مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر بلند آواز سے باتیں کرتے ہوئے جانا۔
۴۔ بیویوں کا خاوندوں پر حکم چلانا اور ان کو اپنا تابع بنا کر رکھنا۔
و۔ مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا بلند آواز سے چیزیں فروخت کرنا، ہمارے زمانہ میں عورتوں کا سیل گون ہونا، دفاتر، بینکوں، برٹنوں، ہسپتالوں اور ہوائی جہاز کی مسدوسز میں اجنبی مردوں کے ساتھ مخلوط رہ کر کام کرنا۔

ز۔ عورتوں کا بطور موسیقی گول محراب، افلاق کاموں میں مشغول رہنا۔
ج۔ ٹرین اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بے پردہ اجنبی مردوں کے ساتھ سفر کرنا۔

ط۔ بعض عورتوں کا جسم روشنی کے لیے بس شاپس، پارکوں، تفریحی گاہوں اور مٹھوں میں لگا بھل کر نانا انداز کی مختلف تریبہاں اور تحریکات سے اپنی طرف مائل کرنا اور کنہ کی عظمت دینا۔
 ح۔ کلبوں، حماروں اور سوئنگ بول میں عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ تیرنا اور ان کے جسم کو مساج کرنا۔
 ک۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ رقص کرنا۔

ل۔ عورتوں کا اجرت پر گانا سنانا، آرگٹ کے نام پر ٹاوی ٹیلا میں اور ریڈیو پروگراموں میں اجنبی مردوں کے ساتھ کام کرنا۔

م۔ موڈل گرل بننا اور فلم سٹوڈیوز میں اداکاری کے جوہر دکھانا جس میں اجنبی مردوں کے ساتھ ناچ بگانا، ہم آغوش ہونا اور دیگر فحش کام شامل ہیں۔ پھر اسٹیج اور اسکرین پر اپنے حسن و جمال اور جسم کے نیم عریاں نشیب و فراز کرنے سے زیادہ سے دکھانا۔

ن۔ اجنبی مردوں کے ساتھ برکٹ، بالی، فٹ بال، کینا اور موٹر میں حصہ لینا۔

س۔ عورتوں کا لیڈر بننا، اجنبی مردوں سے بات چیت کرنا اور مردوں کے اجتماع میں جو شش و خروش سے تقریریں کرنا۔

ع۔ عورتوں کا اپنے مطالبات کے جلوس کانا اور مظاہرے کرنا۔

ف۔ روپے کو بہ طور سکاٹ گیسے میں ڈالنا اور سینہ کھلا چھوڑ کر بازاریوں اور تفریح گاہوں میں گھومنا۔
 ص۔ عورتوں کا فوج اور پولیس میں بھرتی ہونا۔

ش۔ مخلوط تعلیم کا سکول، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہونا، اور مردوں کا عورتوں کو اور عورتوں کا مردوں کو پڑھانا، اسی طرح جنس مخالف کو سیکرٹری رکھنا۔

یہ اور اس جیسی بہت سی غیبتہ می باتیں ہیں جن کو اب عورتوں نے ایجاد کر لیا ہے اور فحش احمد کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے کہ ایک شریف اور باجواد خاتون کا پردہ کی حدود میں گھر سے نکلتا بھی ابتلا مصیبت کے خطرہ سے خالی نہیں رہا، ایک طرف مسجد میں باجماعت نانا پڑھنے کی فضیلت ہے اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں فسق و فجور میں مبتلا ہونے اور عزت اور عصمت کے مٹ جانے کا شدید خطرہ ہے اور ایسی شکل میں جب کم فائدہ زیادہ نقصان اٹھانے کے بعد پر عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ اس کم فائدہ کو ترک کر دیا جائے اور زیادہ نقصان اٹھانے کا خطرہ نہ مول لیا جائے، اس لیے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے ایجاد کیے ہوئے ان نئے کاموں کو دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیسے جان لیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کاموں کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ کو معلوم تھا کہ دین اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ فتنہ اور فساد کی جڑ کاٹ دی جائے اور جس چیز میں فتنہ اور فساد کا خطرہ ہو اس کو ترک کر دیا جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خواہش کے باوجود کعبہ کو منہدم

کر کے اس کی بناء ابراہیم پر مدعا تفسیر نہیں کی، (بخاری ج ۱ ص ۱۲۲) نیز حضرت عائشہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان کام کو اختیار فرمایا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو (شمالی ترمذی ص ۵۹۶) نیز صحیح مسلم میں ہے جب ترمذی سے کوئی محدث مسجد میں جائے تو غرضتوں نہ لگائے، اور سنن ابوداؤد میں ہے غرضتیں بد فوار حالت میں مسجد جائیں، ان احادیث میں بھی اشارہ ہے کہ جب غرضتیں غرضتوں نہ لگائے اور غرضتوں نہ لگائے کی عادی ہوں تو پھر ان کی مسجدوں میں جانے سے منع کیا جائے یہاں پر شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ہم نے محدثوں کے ستر و حجاب، انگریزوں کے باہر نکلنے اور مسجد میں نہ سنا پڑھنے کی ممانعت کے متعلق زیادہ تفصیل سے احادیث کی روشنی میں لکھا ہے اور مذہب میں بیان کیے ہیں۔

بَابُ التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ
الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ إِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مُفْسِدَةً
جہری نمازوں میں متوسط آواز کے ساتھ
قرآن مجید پڑھنا

حکایت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی آیت مبارکہ ولا تجهر بصوتك ولا تخافت بها کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب میں چھپ کر بندہ اذان سے قرآن پڑھ کر صحابہ کو جہالت کہتے، مگر کہیں جب قرآن سنتے تو قرآن مجید کو قرآن مجید مان کر کہنے والے اللہ تعالیٰ کو اور قرآن ماننے والے کو بڑا کہتے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے سینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اس قدر غصہ آؤ کہ قرآن مجید نہ پڑھیں کہ مشرکین سن میں اور نہ آنا آستہ پڑھیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بغرضی اور پستی کے درمیان قرآن شریف پڑھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ملا تجمہر بصوتك ولا تخافت بها، ملا کہ بیان میں نالہ ہوئی ہے۔

۹۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ هُشَيْمِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُشَيْمٍ قَالَ أَنَا أَبُو هُشَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَجْهَرُ بِصَوْتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا قَالَ قَرَأْتُ وَرَأَوْنِي مَعَهُ صَوْتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْمُورٌ يَمْكَنُ فَكَانَ يَدُ مَلِكِي بِأُذُنِي يَهْزُؤُهُ صَوْتُهُ يَنْتَهَرُ بِهَا فَإِذَا سَمِعَهُ دَيْتُ الْمُشْرِكُونَ شَوْ الْفَرَّ وَفَرَّ بَرٌّ وَمَنْ خَدَّ بِهِ فَغَالِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَنْبِيتُهُ صَوْتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرُ بِصَوْتِكَ قِسْمُهُ الْمُشْرِكُونَ قَوْلُهُ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا عَنْ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي حَسَنٍ عَنْ نَعْرِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ تَجْهَرُ ذِيكَ بَيْنَ ذِيكَ مَيْسَدًا يَقُولُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ
۹۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُمَرَ عَنْ قَاسِمِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَجْهَرُ بِصَوْتِكَ وَلَا تُخَافِتُ

المعجم ص ۱۳۲

علامہ بدرالدین محمود بن محمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، محمد بن عبد القاری ج ۷ ص ۱۵۹-۱۵۸، مرفوعاً و موطأً مطبوعاً دار الفکر

بِهَاقَاةِ اُتْرُكْ يَهْدَايِ اِسْدُغِي

٩٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَقَالَ نَاحِثُ
يَعْقُوبُ بْنُ زَيْدٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ أَبُو سَامَةَ وَدَكِيمٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْبٍ
قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ
وَشَكَّةُ بْنُ زَيْدٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي

بَابُ الْإِسْتِمَاعِ لِلْقُرْآنِ

٩٠٤ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبُخَارِيُّ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْتَحَقُّ بْنُ يَزِيدَ وَهَيْثَمُ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ
كَانَ أَبُو كُرَيْبٍ نَاجِرِيٌّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْسَى
بْنِ عَائِشَةَ عَنْ مَعِينِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي
قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَلَّى عَلَيْهِ جَرِيرٌ يَأْتِي
كَانَ وَمَا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَدْغِيهِ
فَكَانَ ذَلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ
تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ أَخَذَ
إِنَّ عَلَيْكَ جَمْعَهُ وَقُرَّاهُ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ تَجْمَعَهُ
فِي صَدْرِكَ وَتُرَاةً فَتَقْرَأُ كَمَاذَا قَرَأَ مَا
قَرَأْتَهُ قَرَأَهُ كَانَ أَنْزَلْنَا فَتَسْمَعُهُ لَهُ إِيَّاهُ
عَلَيْكَ بَيِّنَاتٌ أَنْ تُبَيِّنَ بِمَسَانِدِكَ فَكَانَ إِذَا
كَانَ جَرِيرٌ يَأْتِيهِ قَرَأَ وَهَبَ قَرَأَ كَمَا
قَعَدَ اللَّهُ تَعَالَى -

٩٠٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
عَوَاتِقَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَدَى فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكُ
بِهِ يَمَانِكَ لِتَعَجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُحَارِعُ مِنْ مَشْرِئِهِ سِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ
سَقْبَتَهُ فَقَالَ يَا أَبْنُ عَتَّاسِ إِنَّا أُحَرِّقُهَا لَكَ

اہم مسلم بیان کہتے ہیں کہ ایک اور منہ کے
ساتھ بھی یہ روایت منقول ہے ۔

قرآن مجید سننے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت مبارکہ
لا تعجل بہ سאלک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب
جبرائیل وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم (یاد کرنے کی خاطر) پندرہ دن تک اور
ہفت روزہ کر جلدی جلدی ملتے، اس وقت اللہ تبارک
وقت نہ لے یہ آیت نازل فرمائی لا تعجل بہ سאלک
لتعجل بہ ان علیہ حد وقوانہ۔ آپ یاد کرنے کی خاطر
زبان کو جلدی نہ ہلائیے، قرآن کو آپ کے سینہ میں جمع
کرنا اور آپ سے پڑھوانا اہلک سے فساد ہے اور
فلا افرا ناہ فاتعہ قدرانہ کی تفسیر میں فرمایا حب م
آپ پر قرآن نازل کر میں تو آپ غم سے نہیں اور
علینا یہاں کہ تفسیر میں فرمایا ہم آپ کی زبان سے
قرآن بیان کرائیں گے اس کے بعد حب جبرائیل
آتے تو آپ گردن جھکا کر بیٹھ جاتے اور جب وہ
چلے جاتے تو آپ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق
پڑھنا شروع کر دیتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بہ سائل کہ تعجب نہ
 کہ تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن
 کے نزول کے وقت بہت مشقت اٹھاتے تھے
 اور اپنے ہونٹ ہلاتے تھے ، یہ کہہ کر حضرت
 ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا میں تم کو ہونٹ
 ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهَا
فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَّ أَحَدَهُمَا كَمَا
كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَنَزَلَ
اللَّهُ تَعَالَى لَا تَحَرِّكْ بِهِنَّ لَسَانَكَ فَتَكْفُرَ بِهِِنَّ
عَيْنَا حَمْدَهُ وَقَدْ أَنَا قَالُ جَنَفْتُ فِي صَدْرِي لَمْ تَفْرَا
فَإِذَا قَرَأْتَهُ مَا تَبِعَهُ قَدْ أَنَا قَالُ فَاسْتَمِعْهُ وَلَقَدْ
تَحَلَّلْتُ عَلَيْهِ أَنْ تَفْرَا قَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيلُ أَمْسَمَ قَبْلَ أَنْ
يَنْطَلِقَ جِبْرِيلُ قَدْ آتَاهُ لَيْلَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ

ہوٹ ہلاتے تھے پھر سجدے کہا میں تم کو اذیت
ہلا کر دکھلاتا ہوں جس طرح حضرت ابن عباس نے ہرٹ
ہلائے تھے، اس مرتبہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات
نازل فرمائیں کہ تیرے بہ لسانک نہ تیرے بہ ان عیب حمد تیرے۔
حضرت ابن عباس نے اس کی تفسیر میں کہا کہ
قرآن مجید کو آپ کے سینہ میں جمع کریں گے اس آپ سے
پڑھو میں گئے اور قد فرما، فاتحہ قد سمعہ۔
اس کی تفسیر میں فرمایا آپ فاموشی سے قرآن مجید میں
پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ سے قرآن مجید پڑھوائیں
اس کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام آئے تو ردوائے
صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سنتے اور جب جبرائیل
چلے جاتے تو آپ اس کی قُرأت کے مطابق قرآن
مجید پڑھتے۔

قرآن مجید سنتے کا شرعی حکم | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ لَعَلَّكَ
تُرْحَمُونَ (۱۵۱، اہ، ۲۸۳)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں :

نماز اور غار از نماز روزوں جگہ قرآن مجید کا سننا مطلقاً واجب ہے، کیونکہ یہ آیت اگرچہ نماز کے
مطلق نازل ہوئی ہے لیکن اعتبار علوم الفاظ کا ہوتا ہے خصوصیت سبب کا اعتبار نہیں ہوتا مجید قرآن مجید
کا سننا اس وقت واجب ہے جب کوئی غرض ہو، اسی وجہ سے قنیر میں لکھا ہے کہ جب گھر میں بیکہ
قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور گھر والے کام میں مشغول ہوں تو وہ قرآن مجید کے نہ سننے میں غفلت ہیں بشرطیکہ
اس نے ان کے کام میں شروع ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کیا ہو، ورنہ وہ غفلت میں ہیں، اسی طرح
قرآن مجید پڑھنے کے دوران نظر کو پڑھنے کا حکم ہے، اور اسے تقدیر میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ ایک
شخص فقہ کر نکھر رہا ہے اور اس کے پاس کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور پڑھنے والے کے
لیے قرآن مجید سننا ممکن نہیں ہے، تو اس کا گناہ پڑھنے والے پر ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص حیات
پر قرآن مجید پڑھے اور لوگ موتے ہوئے ہوں تو پڑھنے والا گناہ گار ہوگا، کیونکہ اس کے نہ سننے
کا سبب وہ شخص ہے یا اس لیے کہ وہ ان کو بیدار کر کے انہیں ایذا پہنچا رہا ہے، شرح المنیر میں لکھا ہے
کہ قرآن مجید کا سننا فرض کفایہ ہے، کیونکہ قرآن مجید کا حق یہ ہے کہ اس کی طرف ترجیح دے تاکہ قرآن مجید

کا پڑھا جانا ضائع نہ ہو، اور بعض لوگوں کے سننے سے یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے، جس طرح سلام کے جواب کے لیے سب کا جواب دینا ضروری نہیں ہے، بعض کا جواب دینا کافی ہے تاکہ مسلمان کا حق ادا ہو جائے، البتہ قرآن مجید پڑھنے والے پر قرآن مجید کا احترام کرنا واجب ہے۔ بایں طور کہ وہ بالادریٰ میں اور لوگوں کی مشغولیت کی جگہوں میں قرآن مجید نہ پڑھے، اور اگر اس نے ایسی جگہوں پر قرآن مجید پڑھا تو دوسری قرآن مجید کے احترام کو ضائع کرنے کا سبب ہو گا اور نہ سننے کا گناہ اسی کو ہو گا اور جو لوگ مشغول ہیں ان کو گناہ نہیں ہو گا، تاکہ لوگ حرج میں مبتلا نہ ہوں، اور واقعی القضاۃ یحییٰ مستقار زادہ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید کا سننا فرض عین ہے۔ لہٰذا تحقیق یہی ہے کہ قرآن مجید کا سننا فرض کفایہ ہے۔

علامہ آکوسی حنفی لکھتے ہیں:

مقدم مفسرین نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل اور خطبہ جمعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور مجاہد سے اصحاب کی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سننا مطلقاً واجب ہے اور ضائع میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص فقر لکھ رہا ہو اور اس کے پاس کئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور اس کے لیے قرآن سننا ممکن نہ ہو تو اس کا گناہ پڑھنے والے پر ہو گا۔ لہٰذا

باہر کے لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینوں کا شرعی حکم | ہمارے ہاں عام علاج یہ ہے

کہ مساجد میں باہر کے لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینہ پڑھتے ہیں جس کی آواز باہر بازاروں، دکانوں اور محلہ کے گھروں میں جاتی ہے، لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اور قرآن مجید نہیں سن سکتے جس سے قرآن مجید کا احترام ضائع ہوتا ہے، اس کا گناہ اور ذہال ان لوگوں پر ہو گا جو باہر کے اسپیکر کو کھول دیتے ہیں مسجد کی انتظامیہ پر واجب ہے کہ وہ صحت اندیشی کے لیے اسپیکر کھولیں یا بغیر اسپیکر کے تراویح اور شبینہ پڑھیں۔

صحیح کی نماز میں جہراً قرأت کرنا اور سہجوں پر قرآن مجید پڑھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے سامنے قرآن پڑھا اور ان کو دیکھا، بلکہ اصل واقعہ یہ

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقُرْآنِ فِي الصُّبْحِ وَالْقُرْآنِ عَلَى الْحَجَرِ

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ خَدَّاجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَةَ عَنْ أَبِي يَشِيرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۱۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۰-۵۰۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول

۲۔ علامہ سید محمد آکوسی حنفی متوفی ۱۲۶۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

فَسَلَّمَ عَلَىٰ نَحْنٍ وَمَا أَمْطَرَ اللَّهُمَّ أَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ
عَامِدِينَ إِلَىٰ سُورٍ عَكَازٍ وَقَدْ جُعِلَ بَيْنَ شَيْخَيْنِ
وَبَيْنَ خَبِيرٍ اِسْمَاءُ وَارْتَبَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ
فَرَجَعَتِ اشْيَاخُ بَيْنَ إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ
قَالُوا اجْبِرْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبِيرِ اِسْمَاءُ وَارْتَبَتْ
عَيْنُ الشُّهُبِ قَالُوا مَا ذَاكَ لَا مِنْ شَيْءٍ خَدَّ
كَ ضَرْبُ امْتَدَادٍ لَّا رِيحٍ وَمَقَارِبُهُ قَالُوا كُنَّا
هَاهُنَا الَّذِي خَدَّ سَيْنَتِ وَبَيْنَ اِسْمَاءُ وَارْتَبَتْ
يَضْرِبُ يَوْمَ مَشْرِدٍ لَّا رِيحٍ وَمَقَارِبُهُ خَدَّ
اِسْمَاءُ الَّذِي خَدَّ وَنَحْوُ تَهَامَةٍ وَهَرِ مَخْلٍ
عَامِدِينَ إِلَىٰ سُورٍ عَكَازٍ وَهُوَ يُحْبِقُ
يَا صَحَابِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ كَمَا سَمِعُوا لَقَرْنَ
سَمِعُوا لَهُ وَقَالُوا هَذَا الَّذِي خَدَّ سَيْنَتِ
وَبَيْنَ خَبِيرٍ اِسْمَاءُ وَارْتَبَتْ إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَقَالُوا
يَا قَوْمَنَا كَمَا سَمِعْنَا قَرْنَ بِحَبِّ تَهَامَةٍ وَ
لَوْ شِدَّ قَامَتِيهِ دَنْ نُّنْ تَهَامَةٍ يَوْمَ تَهَامَةٍ
فَكَانَ لَكَ اِسْمَاءُ عَلَىٰ يَمِينِهِ مُحْتَمِدٌ صَوْنُ لَكَ
عَلَيْهِ وَاسْتَحْرَقَ اِدْحَىٰ اِيَّكَ اِسْمَاءُ
كَفَرًا وَمِنْ بَحِيرٍ

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے
ساتھ مکہ کے بازار کی طرف جا رہے تھے اور
اس وقت جنات کا آسمان پر جان اور دن سے
خبر میں لانا بند ہو چکا تھا اور ان پر شہاب ثاقب
پھینکے جانے لگے، اس وقت پر جنات اپنی قوم
کے پاس گئے اور پوچھا کیا ماجرا ہے، قوم نے
کہا ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی
چیز خال ہو گئی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب پھینکے
جاتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس کا سبب ضرور کوئی
نیا واقعہ ہے اس لیے تمام مشرق اور مغرب میں
بھیرا اور دیکھو وہ کیا چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی
خبروں کے درمیان خال ہو گئی ہے، اس کے بعد
جنات نے دسے زمین کے تمام مشرق و مغرب
کا دور کیا ان میں سے کچھ تباہ کئے، اس
وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے
بازار میں مقام محل میں مہی بہ کلام کو صبح کی نماز پڑھ
رہے تھے جب جنات نے قرآن مجید کی آواز
سنی تو خوف سے سنا شروع کر دیا اور کہنے لگے
کہ یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں
کے درمیان خال ہو گئی ہے پھر وہ اپنی قوم کے
پاس واپس گئے اور کہنے لگے اے قوم! ہم
نے ابک عجیب کلام سنا ہے جو سیدھی راہ کی
طقت ہدایت دیتا ہے ہم اس پر ایمان لاتے
ہیں اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک
نہیں ٹھہراتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت
نازل کی قُلْ اَدْعُوْا فِیْ ذٰلِكَ اَسْمَاءُ مَعْرِ اَجْو
”آپ کہئے کہ محمد پر یہ دعویٰ نازل کی گئی ہے کہ جنات
کا ایک جماعت ہے جس نے قرآن سنا۔“

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي
عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ
عَلْقَمَةَ هَذَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِيدًا مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْحِجْرِ قَالَ
فَقَالَ عَلْقَمَةُ أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ
فَقُلْتُ هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْحِجْرِ
قَالَ لَا وَلَكِنْ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَشِيرٍ فَقَدْتُ
فَقُلْتُ لَمْ أَشْهَدْ فِي الْأَذْيَةِ وَالْبَيْتِ
فَقُلْتُ اسْتَطِيعَ أَوْ اُعْتَمِدَ لَمْ يَكُنْ
يَشِيرُ لَيْلَةَ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا
إِذَا هُوَ حَامٍ مِنْ قَبْلِ حِزَامٍ قَالَ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَحَدَّثَكَ فَقُلْتَ لَمْ
تَجِدْ لَمْ يَكُنْ يَشِيرُ لَيْلَةَ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ
فَقَالَ أَتَى دَارِي الْحِجْرِ فَذَهَبَ مَعَهُ
فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْفُرْقَانَ فَانْقَضَتْ
قَادَانَا أَثَارَهُمْ ذَاتَ يَشِيرٍ بِهِمْ
سَأَلُوهُ الرَّادَ فَقَالَ نَكُذُ كُلَّ عَصَمٍ ذَكَرَ
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَفْعُ فِي أَيْدِيكُمْ وَفَرَمَا
يَكُذُرُ لَعْنَةً وَكُلَّ نَفَرٍ عَظَمَ يَدَ بَيْتِهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَزَنَّهُمَا صَفَا
إِخْوَانِكُمْ

عام کہتے ہیں کہ میں نے ملکہ سے پرچھا
کیا حضرت عبداللہ بن مسعود لیلۃ الجنرات سے
طلاقات کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تھے، ملکہ نے کہا میں نے یہ بات حضرت
عبداللہ بن مسعود سے پرچھی تھی کہ کیا آپ میں سے کوئی
لیلۃ الجنرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھا انہوں نے فرمایا نہیں لیکن ایک رات ہر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (چاہے)
آپ نگاموں سے اوجھل ہو گئے، ہم پیاروں
کی نگاہوں اور داریوں میں آپ کو تلاش کرنے لگے
ہم نے سوچا کہ شاید آپ کو جن سے گئے یا کسی
نے آپ کو ہبید کر دیا، وہ رات ہم نے سخت بے
چینی سے گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا
کہ آپ دروازہ حرام کی جانب سے آ رہے ہیں ہم
نے عرض کیا یا رسول اللہ رات کو آپ ہم سے اوجھل
ہو گئے، ہم نے بہت دھوڑا اٹھا آپ نہیں ملے۔
یہ رات ہم نے اس طرح گزاری جیسے کوئی قوم سخت
گمراہ اور بے چینی سے رات گن رہی ہے آپ
نے فرمایا میرے پاس جنات کی طرف سے ایک
نارندہ آیا تھا میں اس کے ساتھ گیا اور جنات کے
ساتھ قرآن پڑھا پھر آپ ہمیں اپنے ساتھ لے
گئے اور ہم کو جنات کے اندر ان کی آگ کے شمار
دکھائے۔ جنات نے آپ سے اپنی خوراک کے
بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا ہر وہ جانور جس کو
اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا اس کی ہڈی تمہاری خوراک
ہے تمہارے پاس آتے ہی وہ گوشت سے
پھر ہو جائے گی اور ہر اونٹ کی مینگنی تمہارے
جانوروں کا پارس ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ان دو چیزوں سے استنجاء

یہ بھی معلوم ہوا کہ اوائل نبوت میں مسیح کی نمار باجماعت فرض ہو چکی تھی اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے جس ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ بعد کا واقعہ ہے۔

اس بات میں تمام علماء اتفاق ہے کہ جنات احکام شریعہ کے مکلف ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ - میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت

(ذاریات ۵۶)

کے لیے پیدا کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی، علامہ سبکی سے نقل فرماتے ہیں کہ جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے تمام احکام کے مکلف ہیں اور بعض علماء سے نقل کرتے ہیں کہ جنات مختلف عقائد پر مشتمل ہیں مثلاً بعض ضعیفہ و غیرہ بدعتیہ فرقے بھی ہیں، نیز ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تمام احکام شریعہ میں جن ہماری طرح مکلف ہیں نیز علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جنات میں سے جو عورتیں ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں، رخت پہنتے ہیں، حج کرتے ہیں، طواف کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور انسانوں سے اس طرح علوم سیکھتے ہیں کہ انھیں پتا نہیں چلتا۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو جن کفار میں سے ہیں ان کو آخرت میں مذاب ہوگا، کیونکہ قرآن کریم میں ہے:

لَا مَلْفُتْ جَهَنَّمَ مِنَ الْعَذَابِ مَا تَسِي - میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھروں گا۔

البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ برائے جن جنت میں داخل ہو کر جنت کی نعمتوں سے بہرہ لیں گے یا ان کو جہنم کی طرف ہی بنا دیا جائے گا۔ لیکن مذہب یہی ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے اللہ یہی حسن بصری، منی، مالک بن انس اور ابن ابی سبیل وغیرہ کا مسلک ہے۔

جنات کے متعلق زیادہ تفصیل اور تحقیق تم نے شرح صحیح مسلم جلد ثانی میں بیان کی ہے اور علوم میں جو مشہور ہے کہ جن انسان کے جسم پر تصرف کرتے ہیں اس کے متعلق ہم نے زیادہ تفصیل کے ساتھ شرح صحیح مسلم جلد سابع میں لکھا ہے۔

ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرات

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھانے پر پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورہ

۹۱۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْقَنْزِيُّ قَالَ نَأْتِيْنَ آيَةَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ يَعْني الصَّلَاةَ وَ عَنْ يَحْيَى وَ هُوَ يَرْوِي عَنْ اَبِي كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَبِي بَكْرِ

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کی متوفی ۹۷۲ھ، فتاویٰ ابن حجر ج ۴۰، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البانی و اولادہ بمصر ۱۳۵۶ھ
۲۔ علامہ محی الدین نووی متوفی ۷۶۲ھ، شرح صحیح مسلم علی ذیل مسلم ج ۱ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار محمد ص ۱۸۵، المطبعہ المدنیہ کراچی ۱۳۵۵ھ

قَتَدَ وَأَبَى سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَدَةَ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمَا يُقَرُّ
فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي بَعْضِ اللَّحَاتَيْنِ الْأُولَى لِمَا
يُقَالُ فِيهِ نَبِيٌّ وَمُؤَدِّينَ وَيَسْمَعُونَ نَزِيَّةً حَيَّةً
وَكَانَ يَقُولُ بَرُّ نَجْعَةٍ أَرْقَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَرُّ

پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں (تعلیم کے لیے) سنا تے بھی تھے اور ظہر کے پہلے رکعت میں (دوسری رکعت کی نسبت زیادہ قرات کرتے تھے، اسی طرح صبح کا نماز میں کرتے تھے۔

[illegible]

۹۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمِ بْنِ يَحْيَى عَنْ هُشَيْمِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الْقَتَادِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَعْدِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْمِلُ قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُبْرِ وَالْمَغْصِرِ وَحَوْرَةَ قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ رُؤُوسَيْنِ مِنَ الْقَهْرِ قَدَرُ قَرَأَتْهُ أَلَمْ تَنْزِيلُ الشَّجَدَةِ وَحَوْرَتُ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَى كَقَدَرِ يَتَصِفُ مِنْ ذَلِكَ وَحَوْرَتُ قِيَامِهِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَى كَبَيْنِ مِنَ الْقَهْرِ عَلَى قَدَرِ قِيَامِهِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْقَهْرِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ

تَطَهَّرُوا فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا مِنْ عَصْرِ غَدَا لِيَمُوتَ مِنْ دِيكَ وَتَذَرُ
يَذْكُرُوا أَوَّلَكُمْ فِي رَأْسِ الْكَاتِمِينَ وَذَرُوهَا ثَلَاثِينَ يَوْمًا -
۹۱۸ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ كَرْدٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَنَسٍ عَنْ مَعْمُورٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَزَّلُ فِي صَلَوةِ
يُطَهِّرُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدَرًا

جلد اول

الرَّخَاءِ بِالصَّلَاةِ -

۹۲۳ - حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ رَشِيدٍ قَالَ قَالَ الْوَلِيدُ
يَعْقُبُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ نَفَثَ
نَبِيُّ هَبِّ الدَّاهِيَةَ الْبَقِيْعَ فَيَقِيْضُ حَاجَتَهُ
ثُمَّ يَتَوَضَّعُ ثُمَّ يَأْتِي دَرَسُونَ اَللَّهِ صَلَاتِي اَللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَةِ رُذُلِي مِمَّا يَقْرَأُ فِيهَا -

۹۲۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ
ثَابِتُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْبُودٍ عَنْ مَدْيَنَ بْنِ
مَالِكٍ عَنْ تَرْبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَزَعَةُ قَالَ ثَبَتُ
أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مَكْتُوْبٌ
عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ اَللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اَللَّهِ
عَلَّمَكَ مَا لَكَ هَذَا رَأَوْا عَنْهُ فُلْتُ سَبَّكَ لَكَ عَنْ
مَسُوْرَةٍ رَسُوْلِ اَللَّهِ صَلَاتِي اَللَّهُ وَسَلَوَ قَالَ مَا لَكَ
فِي ذَلِكَ مِنْ حَيْرٍ فَاعَادَهَا عَلَيْهِ فَكَانَتْ
صَلَاةُ الظُّهْرِ لَكَ مَرَّ فَيَسْطَبِقُ اَحَدَايَا يَفْقِيْهُ
فَيَقِيْضُ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِي اَهْلَهُ فَيَتَوَضَّعُ ثُمَّ
يَرْجِعُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اَللَّهِ صَلَاتِي اَللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَةِ رُذُلِي -

مجھے نماز سکھاتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ظہر کی جماعت کھڑی ہو جاتی اور پھر کوئی شخص
بہنچ جا کر پنا کام کر آتا پھر وضو کرتا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت میں ہونے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس قدر طویل پڑھتے
تھے۔

تقریباً بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید خدری
کے پاس گیا اس وقت وہاں جماعت سے ایک موجود
تھے، جب وہ آدمی چلے گئے تو میں نے کہا میں
آپ سے وہ باتیں پوچھنے نہیں آیا جو باتیں یہ لوگ
پوچھ رہے ہیں بلکہ میں آپ سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھنے آیا
ہوں، حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ اس سوال میں تیرے
سے بعد کی نہیں ہے۔ کیونکہ تم ایسی نماز نہیں پڑھ
سکتے اس نے جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت
ابو سعید خدری نے فرمایا کہ جماعت کھڑی ہو جاتی
اور ہم میں سے کوئی شخص بقیع جا کر اپنے کام سے
فاسخ ہو کر آتا پھر اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد
میں جاتا تو ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت
میں ہوتے۔

صبح کی نماز میں قرات

حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مکہ
مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھانی اور سورۃ المؤمنون کی قرات
شروع کی، جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا
یا عیسیٰ علیہ السلام کا راوی کو شک سبب (نور) ہوا

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ

۹۲۵ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ ثَابِتُ
حَبَّابُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَيِّدُ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ رَجَبٍ وَثَّقَنَا فِي اَلْاَقْطَابِ اَلنَّاسِ
عَيْنُ الرَّعَايَةِ اَنَّا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ اَنَّ اَبَا بَرْزَةَ

وَرَبَّنَا قُلْ

۹۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْيَوْمُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَرَّبُ فِي سَعْدِ سَاعَةٍ وَانْقَرَبَ
الْبَحِيحُ وَكَانَ صَلَواتُهُ تَعْدُ تَخْفِيفًا

۹۳۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحُمَيْدُ
بْنُ زَائِدٍ وَابْنُ أَبِي رَجَعَةَ قَالُوا سَمِعْنَا عَنْ
أَدَمَ قَالَ قَالَ رَبِّي قَالَ سَلِّتَ بَنِي آدَمَ
لَوْ أَنَّكَ تَعْلَمُ صَلَواتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَقَالَ كَانَ يُحَقِّقُ صَلَوةً وَذِي صَلَوةٍ مِثْلَ صَلَوةٍ قَدْ
كَانَتْ فِي أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو
لِفَخْرِهِمْ وَانْقَرَبَ سَبْعِينَ وَتَحَقَّقَ

۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ سَمِعْتُ
بُرْهَانَ بْنَ مَرْثَدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْفَرٍ
عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَرَّبُ
فِي تَطَهُّرٍ بِاللَّسِّ إِذَا بَغَضَ فِي لَعْنَةِ نَجْوَى
وَفِي صَلَوةٍ أَهْوَأَ مِنْ دَعْوَى

۹۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَنْ سَعْدِ بْنِ
جَعْفَرٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقْرَأُ فِي تَطَهُّرٍ بِسَبْعِينَ سَمْعًا مِنْ دَعْوَى
فِي تَطَهُّرٍ بِأَعْدَابٍ مِنْ دَعْوَى

۹۳۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَنْ سَعْدِ بْنِ
جَعْفَرٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَوةٍ بِسَبْعِينَ سَمْعًا مِنْ دَعْوَى

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَنْ سَعْدِ بْنِ
جَعْفَرٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہتے ہیں کہ آپ نے سورہ ق کو پڑھا۔

حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں پہلی
رکعت میں ق اور بقرہ المجید پڑھتے اور دوسری
رکعت میں تخفیف کرتے۔

سنا کہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمہ
رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تخفیف سے نماز پڑھتے تھے
اور لوگوں کی طرح نماز میں پڑھتے تھے بلکہ سچ
کہ نماز میں ق اور بقرہ المجید۔ یا اس کی
مثل سورہ میں پڑھتے تھے۔

حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں
دلیل و بعضی اور صبح کی نماز میں اس
کی مثل قرات کرتے اور صبح کی نماز میں اس سے
بہی قرات کرتے۔

حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں
سبحہ سمیعہ و بعضی اور صبح کی نماز میں اس
سے بہی قرات کرتے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساڑھیں
سے لے کر سوا قول تک پڑھتے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں

ساتھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

أَبُو بَرَزَةَ قَالَ لَأَسْلُكَنِي قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بَيْنَ التَّيْسَتَيْنِ إِلَى الْيَمَانَةِ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے مجھ کو سورۃ والمعات عرفا پڑھتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے اس سے میرے بیٹے ہمارے اس سورت کو پڑھنے سے مجھے یاد آگئی کہ میں نے ہماری مرتبہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے کی نماز میں سنی تھی۔

۹۳۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَمْرًا لَفُضِّلَ بِذَلِكَ الْخَارِطِ سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقْرَأُ مَرَّةً غَرَفَ ثَقَاتٍ يَا لَيْتَ لَعَدْتُ ذَكَرْتَنِي يَقْرَأُ بِكَ هَذِهِ أَمْشُورَ كَرِهْتُهَا لِأَجْرُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْغَرْبِ -

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ نے اپنی وفات تک بار نہیں پڑھائی۔

۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَرَزَةَ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَمْرًا لَفُضِّلَ بِذَلِكَ الْخَارِطِ سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقْرَأُ مَرَّةً غَرَفَ ثَقَاتٍ يَا لَيْتَ لَعَدْتُ ذَكَرْتَنِي يَقْرَأُ بِكَ هَذِهِ أَمْشُورَ كَرِهْتُهَا لِأَجْرُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْغَرْبِ -

حضرت حمیر بن مسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی نماز میں سورۃ تہود سنی۔

۹۳۸ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِالْطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ -

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۹۳۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَرَزَةَ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِالْطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ -

عَنِ لَوْ هَرِي بِهَذَا الرَّسْتَا دِهْمْدَا -

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ

۹۴۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْبُخَارِيُّ قَالَ قَاتِلُ بْنُ أَبِي حَالٍ نَاخِعِيَّةٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ فِي سَفَرٍ قَصَصَ الْوُشَاءَ لَا حَرَّ قَرَأَ فِي رُحْدَى الْمَكْعَتَيْنِ وَالْيَتِيبِ وَالزَّائِتُونَ - ۹۴۱ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ عَنْ سَمِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَاتِبٍ عَنْ الْأَنْبَرِيِّ بْنِ عَمَارٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِجَاشًا قَرَأَ بِالْيَتِيبِ وَالزَّائِتُونَ -

۹۴۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنِيرٍ قَالَ نَافِعُ بْنُ أَبِي يَسْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْوُشَاءِ وَالْيَتِيبِ وَالزَّائِتُونَ قَتَبَةُ سَمِعْتُ أَحَدًا أَمْسَرَ حَرَّكَاتِهِ -

۹۴۳ - حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي قَوْمِهِ قَوْمَهُ فَصَلَّى نِيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُشَاءَ ثُمَّ أَلَى قَوْمَهُ قَامَتْهُمْ قَامَتْهُمْ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَكَتَرَتْ رَعْدًا فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَخَدَاةً وَتَصَرَّفَ تَكَالُفًا أَنَا فَمَنْتَ يَا فَلَانُ قَالَ لَا وَنَدُوهُ وَتَدَايَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْنَاهُ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِيَّا

عشاء کی نماز میں قسرات

حضرت مراد بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی ایک رکعت میں سورۃ والیتین والزیتون پڑھی

حضرت مراد بن عازب بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، آپ نے سورۃ والیتین والزیتون پڑھی۔

حضرت مراد بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کہ نماز میں سورۃ والیتین والزیتون سنا، آپ کے ملازم کسی اور شخص کو میں نے ایسی خوشامیالی سے قرآن پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حضرت عابر بنی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اگر اپنی قوم کو نہ پڑھاتے، ایک دن انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وُشَاءَ کی نماز پڑھی پھر اگر اپنی قوم کو جماعت کرائی اور اس میں سورۃ بقرہ شروع کر دی، ایک شخص سلام پھیر کر حالت سے نکل گیا اور اپنی علیحدہ نماز پڑھ کر چل گیا، انھوں نے اس سے کہا کیا تم منافق ہو گئے ہو، اس نے کہا نہیں بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

أَمْحَابُ تَوَاضِعٍ تَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَآرَ مَعَاذَ
صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ لَمْ أَقِ فَفَتَنَهُ وَسُورَةُ
الْبَقَرَةِ فَذُكِّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى مَنَادٍ فَقَالَ يَا مَعَاذَ أَفْكَانٍ أَنْتَ إِحْشِرْ
بَيْنَ أَهْلِ قَوْمٍ يَكْذِبُونَ كَذِبًا سَفِيحًا فَقَعَتِ لَعْنُهُ
أَنْ أَبَا الرَّبِّ بِرَحْمَتِكَ عَنْ جَدِّهِ إِنَّهُ قَالَ قَرَأَ
وَالشَّمْسُ وَصُحُفَهَا وَالْأَبْلُ إِذَا يَعْتَشَى وَسَبَّحَ
أَمُّهُمُ رَبَّكَ الرَّحْمَنُ فَقَالَ عَمْرٌ وَنَحْوُهُ -

میں حاضر ہوں گا اور تمہاری شکایت کروں گا پھر وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور کہنے
لگا یا رسول اللہ! مجھ کو دن بھر اذیتیں پہنچا رہی ہیں اور کھانا
میں اور معاذ آپ کے ساتھ شام کی نماز پڑھ کر آیا،
پھر اگر ہماری جماعت کرائی، اور نماز میں سورۃ البقرہ
شروع کر دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کی
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے معاذ اب کیا تم نے کچھ
ہوا (نماز میں) فلاں فلاں سہرت پڑھا کرو اور حضرت
بابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے د

الشمس ودرجہ سہادہ بدر اذ یعشای سمعہ منہ علی
جیسی صورت میں بتائی گئیں۔

۹۴۴. حَدَّثَنَا قُسَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ رَأَيْتُ
مَنْ حَدَّثَنَا أَبُو رُمَيْحٍ قَالَ كَانَ سَبَّحْتُ عَنْ يَدِ رَسُولِ
عَنْ جَدِّهِ إِنَّهُ قَالَ صَلَّى مَعَاذُ بْنُ حَبِيبٍ لَعْنُهُ
بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فِي نَهْزَةٍ فَجُرْ
فَمَا مَعَلَى فِي مُغِيرٍ مَعَاذُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ مَدَّ يَدَهُ
فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ مَا كَانَ مَعَاذُ
فَقَالَ لَهُ الْيَحْيَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرْتَهُ
تَكُونُ فَكَانَ يَا مَعَاذُ إِذَا قَامَتْ لَيْلٌ فَخَرَّ
بِالشَّمْسِ وَصُحُفَهَا وَاسْتَبَّحَ أَمُّهُمُ رَبَّكَ الرَّحْمَنُ
وَأَقْرَأَ بِأَصْحَابِهِ رَبَّكَ وَالشَّمْسُ إِذَا يَعْتَشَى -

حضرت حابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
معاذ بن جبل انصاری نے اپنے ساتھیوں کو عشاء
کی جماعت کرائی اور نماز میں قرأت بہت لمبی کر دی
تو ہم میں سے ایک شخص نے جماعت سے پیچھے
ہو کر نماز پڑھی، حضرت معاذ کو جب اس بات کا پتا
چلا تو انہوں نے کہا وہ شخص منافق ہے اللہ
جب اس شخص کو یہ بات پہنچی تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مارگاہ میں حاضر ہوا اور بتایا
کہ اس بناء پر، حضرت معاذ نے اس کو منافق
کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث
معاذ سے کہا۔ اسے معاذ اب کیا تم نے کچھ
ہوا! جب تم جماعت کراؤ تو اللہ شمس و صحیفہ

سمعہ منہ ربك الاعلى، اقرأ باسم ربك
اور والقیل اذا یعشای - (جیسی
صورت میں) پڑھا کرو۔

حضرت حابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
عشاء کی نماز پڑھتے پھر صبح اپنی قوم کو عشاء کی نماز

۹۴۵. وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ رَأَيْتُ
عَنْ مَتَّوِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَبْرِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
أَنَّ مَعَاذُ بْنَ حَبِيبٍ كَانَ يُصَلِّيُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ رُ
قَوْمِهِ قِيصَتِي بِهِمْ ذَلِكَ لَعَلَّهُمْ

۹۴۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ثَوَابِتِ
الزَّاهِرَةِ قَالَتْ قَالَ أَبُو الثَّوَابِ عَمَّا حَدَّثَنِي أَنَّ بَنِي
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
كَانَ مَعَهُ دُيُفْيُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بُعِثَ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ قَوْمِهِ قِيصَتِي بِهِمْ -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں
کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنی مسجد
میں باکر و گول کو جماعت کراتے۔

مستقل کی اقتدار میں مفترض کی ناز کی مانعت میں مذاہب اربعہ اور جمہور فقہاء کے لائل

اس باب کی تمام حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز دوبار پڑھتے تھے ایک
بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اور ایک بار اپنی قوم کو مسجد میں حاکم و ملک نما جماعت کے ساتھ پڑھاتے
تھے۔ امام شافعی نے ان احادیث کا یہ مطلب بلکہ ہے کہ حضرت معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض
پڑھتے اور اپنی قوم کو باکر جب عشاء کی نماز پڑھاتے تو وہ نفل کی نیت کر بیٹے اور قوم فرض کی نیت کرتی پھر
امام شافعی یہ اجتہاد کرتے ہیں کہ امام نفل پڑھ رہا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے فرض پڑھیں تو یہ جائز ہے اس
کے برخلاف امام عظیم ابو حنیفہ، امام مالک و امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء
میں فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

امام اعظم اور دوسرے فقیہوں نے کہا کہ یہ صحیح میں روایت کرتے ہیں۔

عن و هـ يروى عن سى صى الله عليه و
سلم قال اما بعد الامام يروى به حد
تختلوا عليه حداب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کو اس لیے امام
بنادنا تاکہ اس کی اتباع وہ پیروی کی جائے نہ

اور اس سے بڑھ کر امام کی حق حنت کیا ہوگی کہ امام نے نفل کی نیت کی ہو اور مقتدی فرض کی نیت کر لیں اس
لیے جب امام نے نفل کی نیت کی ہو تو اس کے پیچھے فرض پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے مفترض کی اقتداء
میں نفل پڑھنے سے بھی تراجم سے اختلاف ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ نفل نماز شروع کرنے کے بعد فرض برحق
سے حتیٰ کہ اگر اس کو توڑ دے تو اس کا ارادہ کرنا واجب ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی اپنی جامع میں روایت کرتے ہیں:

۱۔ عبد الرحمن بن عذریٰ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت
۲۔ امام محمد بن اسماعیل البخاری سنن ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۰ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں یہ تصریح کر دی ہے کہ ایک فرض دو مرتبہ نہیں پڑھتے جلتے اور حضرت معاذ کے لیے دو باتوں میں سے کوئی ایک بات متین کر دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں فرض پڑھ لیں یا اپنی قوم کو تحقیق کے ساتھ فرض پڑھائیں، اس کی مزید تفصیل علامہ زلیخا کی عبارت میں ہے۔

۱۔ علامہ زلیخا نے ذکر کیا ہے کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ابتدائی دفعہ میں ایک نماز دو مرتبہ پڑھ لی باقی تمام ایسے حضرت معاذ ایسا کرتے تھے، بعد میں یہ عمل منسوخ ہو گیا اور نسخ پر امام طحاوی نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: لا تصلی صلوٰۃ فی یومہ صلاتیں ایک نماز ایک دن میں دوبارہ پڑھیں جلتے۔

۲۔ چونکہ حدیث معاذ ان صحیح حدیثوں کے خلاف ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ متصل کے نیچے مختلف نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لیے حدیث معاذ کی ترجیح میں نہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اجتہاد دور کا معاملہ خاصاً جب زیادہ اہم دیتے تھے اس لیے بامجبوری اس نفل کو بات کھا گیا بعد میں حدیث ابن عمر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے یہ عمل منسوخ کر دیا گیا۔

۳۔ ارشاد می کے نزدیک متصل کی قضا میں فرض نماز ہو جاتی ہے اور جمہور ائمہ کے نزدیک نہیں موقوف اور عبادات خصوصاً نماز میں احتیاط لازم ہے اس لیے احتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ متصل کی اقتداء میں فرض نماز ادا کیے جائیں۔

۴۔ حدیث معاذ سے علیٰ سبیل ترجیح زیادہ اہمیت ثابت ہوگئی دو دوسرے وسائل سے ترجیح ثابت نہ ہو۔ اس علم پر بھی نہیں کہ محمد بن کو اہمیت پر ترجیح دی جاتی ہے۔

۵۔ ابن سعد میں سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے اور ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نمازوں پر حال قرآن جماعت میں کے ساتھ کھڑی ہوئی اور آپ دو مرتبہ جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھاتے۔ پھر یہ جماعت ملتی جاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیت کرتے۔ بہتے اور جب پہلی جماعت آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دوسری رکعت پڑھاتے پھر دوسری جماعتیں باقی ایک رکعت اپنے اپنے طور پر پڑھ لیں اگر ایک فرض کو دو مرتبہ پڑھنا یعنی ایک مرتبہ طحاوی کے اور دوسری مرتبہ بطور نفل کے پڑھنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کو فرض پڑھاتے دیتے اور پھر دوسری جماعت جب فرض پڑھنے کے لیے آتی تو آپ نفل کی نیت کرتے یہ دو جماعت فرض پڑھ لیتی اور جب اللہ کے رسول نے نفل کی نیت سے فرض نہیں پڑھائے تو پھر کس اسکے لیے کیسے نماز ہو سکتی ہے کہ وہ نفل کی نیت کے فرض نماز پڑھنے والوں کو فرض پڑھانے سے منع

*

بَابُ أَمْرِ الرُّكْمَةِ بِتَخْفِيفِ الصَّلَاةِ فِي نَعَامٍ

٩٧٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا مُعْتَمِدٌ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي
مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا دَجْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأَكْثَرُ عَنْ صَوْتِ
الْقُبْرِ مِنْ أَجْلِ فَلَا يَمُوتُ يُمْسِكُ يَمُوتُ فَمَا
ذَا بَيْتُ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِي
مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَسَدُ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُبْعِرِينَ قَاتِلِيكُمْ
مَرَّ النَّاسُ فَمَكَثُوا جُرُودًا مِنْ وَرَائِهِ لِكَيْدِ
وَالْقَهْقِفِ وَوَالْعَاجِزِ

ائمہ کو تحقیف سے نواز پڑ جانے کا حکم
 حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک
 شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کی بی قرأت
 کرنے کی وجہ سے صبح کی نماز سے رو جاتا ہوں
 حضرت ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں نے اس دن سے
 پہلے نصیحت کے موقع پر کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اس سے زیادہ غضب میں نہیں دیکھا تھا آپ
 نے فرمایا اسے روکنا تم میں سے بعض اشخاص لوگوں
 کو دین سے متنفر کرتے ہیں اتم میں سے جو شخص
 بھی نماز پڑ جانے پر تحقیف کرے اس لیے کہ
 اس کے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند
 اشخاص جن موستے میں۔

امام سید فرماتے ہیں کہ ایک انداز سے
 بھی حدیث سابعہ کی مثل ہدایت منقول ہے۔

٩٧٨ - وَحَدَّثَنَا أَبُو نَجْرٍ بْنُ أَبِي كَسْبَةَ قَالَ
نَا هَشِيمٌ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ كُوفَةٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو نَجْرٍ قَالَ
أَخْبَرَنَا أَبُو نَجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو نَجْرٍ قَالَ
كُلُّهُمْ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ فِي هَذَا الْبَيْتِ بِمِثَرِ
حَدِيثِ أَبِي نَجْرٍ هَشِيمٌ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں
سے کوئی شخص جماعت کرے تو تحقیق کرے
یعنی زیادہ دیکھنا نہ بڑھائے، اس لیے کہ جماعت
میں بچے، بڑے، کمزور اور بیمار بھی ہوتے ہیں
اور حجت تمنا ناز پڑھے تو جس طرح پاس پڑھے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں
سے کوئی شخص نماز پڑھ جائے تو تحقیق کرے
پڑھ جائے، کیونکہ جماعت میں بڑے میں ہوتے

٩٤٩ - حَدَّثَنَا مُتَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
هَذَا ابْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي عَرَفَةَ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَا أَحَدُكُمْ مَاتَ
فَلْيَخَفِ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ الضَّعِيفَ
وَالرَّيْفَ فَإِذَا مَاتَ أَحَدٌ فَخَيَّرْ كَيْفَ تَأْتِي
٩٥٠ - وَحَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ الرَّقِيَ
قَالَ نَسِمْتُ عَنْ هَذَا ابْنِ مُتَيْبٍ قَالَ هَذَا مَا
حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولٍ لِلَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ أَنْ يَمُوتَ مِنْهَا وَقَالَ

عبد اول

قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِئَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قُرَّةٍ
قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ
ابْنُ أَبِي الْعَاصِ قَالَ أَخْرَمَ مَا عَمِدَ بِكَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَمَّتْ قَوْمًا فَاحْتِ بِهَمْ هَلْوَةً

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو مجھے آخری نصیحت کا تھی وہ یہ تھی کہ جب تم
جماعت کراؤ تو اس میں تخفیف سے کام لو۔

۹۵۵ - حَدَّثَنَا حَنْفِ بْنِ هِشَامٍ وَابْنُ
الزُّهَرِيِّ قَالَا نَحْنَاهُ مِنْ رِثْدِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
صُهَيْبٍ عَنْ سَيِّدِ بْنِ سَبْيَةَ عَنْ سَيِّدِ بْنِ سَبْيَةَ وَكَرَّ
كَانَ يُوجِدُ فِي الصَّلَاةِ وَيُتَمُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تخفیف سے
اور کمال پڑھاتے تھے۔

۹۵۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَفَتْحَةُ
بْنُ سَعِيدٍ قَالَا بَحِيَّ أَقَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ نَابُو
عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَرْثَرٍ رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ مَنْ صَلَّى فِي النَّهَارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ کسی امام کی اقتداء میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہ نسبت کمال اور تخفیف
سے نماز نہیں پڑھتی۔

۹۵۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَفَتْحَةُ
بْنُ سَعِيدٍ قَالَا بَحِيَّ أَقَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ نَابُو
عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَرْثَرٍ رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ مَنْ صَلَّى فِي النَّهَارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کسی
ایسے بچہ کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی
ماں کے ساتھ سوتا ہے چھوٹی صورت پڑھ کر
نماز میں تخفیف کر دیتے۔

۹۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَحْنَاهُ
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ تَابِطِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ قَتَادَةَ
رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ بُكَاءَ
الصَّبِيِّ مَعَهُ وَهُوَ فِي سَجْدَةٍ قِيَّةٍ بِالشُّوْبَةِ
الْخَفِيفَةِ فَإِنْ شَوَّرَ سَقَمِيَّةً

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
نماز پڑھائی شروع کرتا ہوں اور اسے مبارک بنے
کا اذکار پڑھتا ہوں پھر کسی بچہ کے رونے
کی آواز آتا ہے تو اس خیال سے نماز میں تخفیف
کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو اس کے رونے کی

۹۵۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الصُّوَيْرِيُّ
قَالَ نَابُوْلَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
لَا دُخْلَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ طَلَمَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ
الصَّبِيِّ فَتُخَفِّفُ مِنْ سَجْدَةٍ وَتُخَفِّفُ مِنْ سَجْدَةٍ

وجہ سے سخت تکلیف ہوگی۔

مغرب کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قرأت کرنے کی توجیہ | اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں، بوڑھوں اور ضرورت مند لوگوں کی رعایت سے اگر نماز میں تخفیف کرنے کا حکم دیا ہے، یعنی نماز میں کم قرأت کیا کریں، حالانکہ بعض احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات مغرب کی نماز میں دو پارے بھی قرأت کیے ہیں۔ امام ابو داؤد درایت کرتے ہیں:

عن مردان بن محمد قال قال فی زید بن ثابت مالد یقرأ فی المغرب بقصا المفضل و قدریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب بحوی نحو بیس قال ما طوی الطول لیس قال یزید و لاخر الامام و سالت ابی بن فی ملبکة فکان لی من قبل نفسه الشاذة و انما ان فی

مردان بن محمد کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا تم مغرب میں پھرتی چھوٹی سورتیں کیوں پڑھتے ہو؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس نے کہا وہ لمبی لمبی سورتیں کون سی تھیں، انھوں نے کہا ایک اعرات اور دوسری انعام، اور میں نے ابی عیکہ سے سوال کیا تو انھوں نے پی ان سے سورۃ مائدہ اور سورۃ اعرات بتایا۔

سورۃ اعرات سو پارے کی ہے اور سورۃ النور پانچ پارے کی ہے اور سورۃ مائدہ ایک پارے کی ہے اس حدیث میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ منہ کی ایک رکعت میں سورۃ اعرات اور دوسری میں سورۃ انعام یا سورۃ مائدہ پڑھتے تھے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں رکعتوں میں سورۃ اعرات پڑھتے تھے اور کبھی سورۃ انعام اور کبھی سورۃ مائدہ پڑھتے تھے۔ بہ حال منہ کی نماز میں آپ دو پاروں کی مقدار اور یا سو پارہ کی مقدار قرأت کرتے تھے جب کہ مغرب کی نماز کا وقت بھی کم ہوتا ہے۔

اس پر یہ اشکال ہے کہ آپ نے ہی نماز پڑھانے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ نمازیوں میں کمزور، بیمار اور کام کو جانے والے لوگ بھی ہوتے ہیں اور خود آپ نے مغرب کی نماز میں تقریباً دو پارے قرأت کیے ہیں اس کے جواب میں علامہ قاری رحمہ اللہ ابی نے یہ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے تو اس کے سننے میں سننے والوں کو ایسا کیف اللہ سر دے آتا تھا اور ان پر اس طرح دمہ طاری ہوتا تھا کہ کمزوروں کو اپنی کمزوری بھول جاتی تھی، بیماروں کو بیماری بھول جاتی تھی اور کام فلوں کو کام بھول جاتے تھے ان کی یہ توجہ تھی کہ کاش ان کو قیامت تک کی عمر بھی ملے تو وہ یوں ہی آپ کے پیچھے اس ماند میں گزر جانے

۱۳۰۵ھ۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مجتہباتی پاکستان لاہور

اور میرا ذوق یہ ہے کہ آپ کے پیچھے جب کمزور نماز پڑھتے تو ان کی کمزوری دور موحاتی تھی، بیادیں کی بیماری جاتی رہتی تھی اور کام والوں کے کام بن جاتے تھے، اور یہ خشک ہے کہ مغرب کی نماز میں وقت کم ہوتا ہے لیکن جب آپ قرائت کرتے تھے تو وقت کی ہفتیں بھی رگ جاتی تھیں اور اگر دشمن سلام نہا بھی ٹھہر جاتی تھی۔

بعد میں آنے والے نمازی کے لیے امام کا رکوع کو لمبا کرنے کا شرعی حکم [احمد رضا رحمہ اللہ] حنفی سمجھتے ہیں،

کسی نمازی کو جماعت میں شامل کرنے کے لیے امام کا قرات کو لمبا کرنا یا رکوع کو لمبا کرنا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ وہ بیجا نہ ہو کہ فلاں شخص آ رہا ہے، وگرنہ اس کو پتہ ہو کہ کون سا تہجد مکروہ نہیں ہے اور اگر وہ شخص اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے تو ہر اتفاق مکروہ نہیں ہے، لیکن یہ نادر ہے اور اس کا نام سند یا رکھی گیا ہے اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے علامہ ابن عابدین شافعی سمجھتے ہیں:

بدائع اور ذخیرہ میں امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے اس کے متعلق سوال کیا تو ان دونوں نے اس کو مکروہ کہا، اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا مجھے ایسے امام کے متعلق بہت بڑے گناہ جیسی شکل کا حد نہ ہے، امام محمد نے بھی اس کو مکروہ کہا ہے، امام مالک اور امام شافعی کے قول حدید میں بھی اس کو مکروہ قرار دیا ہے، بعض لوگوں نے اور اہل علم کے کلام کا یہ مطلب لیا کہ وہ شخص حقیقتہً مشرک ہے اور اس کا خوب بات ہے لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ ان کی اس سے بدشگونی نہیں ہے کیونکہ اس کے رکوع کا اول حصہ تہ کے لیے تھا اور اس کے رکوع کا آخری حصہ آنے والے نماز کے لیے اس کی تکمیل نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس نے نماز کے لیے تہ کے تہ و عبادت کا ارادہ نہیں کیا۔

اگر امام کو پتہ چلے کہ کون سا تہ اور وہ عبادت پر امانت کے قصد سے رکوع کو لمبا کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اپنی عادت سے صرف ایک یا دو سیچیں زیادہ پڑھتے تاکہ باقی نمازیوں پر دشواری نہ ہو تاہم افضل یہی ہے کہ ایسا نہ کرے کیونکہ یہ عبادت میں ایسا کام نہ ہوتا جس میں عذر تھا جس کا شبہ ہے اور بلاشبہ اس کا ترک افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کام میں شبہ ہو اس کو ترک کر دو، اور وہ کام کہ جس میں شبہ ہو، کیونکہ اگرچہ اس میں بذیہر عبادت پر عادت ہے لیکن اس میں حقیقتہً نماز میں کمی اور بروقت جماعت میں شامل نہ ہونے اور جماعت میں ہونے کے اثر نام نہ کرنے پر عادت ہے اس لیے اس کو ترک کرنا اولیٰ ہے۔

عثمانیہ استقبال ۱۳۲۷ھ

الحمد للہ علامہ محمد بن علی بن محمد حنفی ترقی ۱۰۰۰ھ در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۳ ص ۳۶۲ مطبوعہ مطبعہ

۹۶۳ - حَدَّثَنَا حَنْفِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قَالَ حَقَّادُ بْنُ مَرْدِيٍّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا زَايْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَامًا كَانَ تَكَانَ أَسْوَى يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَتْ ذَا دَعْوَةٍ مِنْ لَوْ كُؤُورٍ مُتَّصِبٍ قَايِمًا حَتَّى يَفْعُوزَ الْفَاعِلُ قَدْ نَبِيَّ قَوْهَ رَفَعَهُ وَنَسَبَهُ مِنْ اسْتِجْدَاةٍ مَكَتَ حَتَّى يَفْعُوزَ نَفِيَّ حَدَّثَنِي

۹۶۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو نَكْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَابَهُ قَالَ مَا أَحْسَنُ قَالَ أَنَا نَابِيٌّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ أَحَدٍ أَوْ جَرَّ صَوْرَةً قَبْلَ صَوْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَامٍ كَانَتْ صَوْرَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْقَرِبَةً وَكَانَتْ صَوْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ مَنُحَصِبًا مَدَى فِي صَوْرَةِ نَافِعٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو دَعْوَةَ ذَا نَبِيَّةٍ اللَّهُ يَتَمَنَّى حَمْدَهُ قَدْ حَتَّى نَقُولَ قَدْ وَهَمَ ثُمَّ يَنْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ اسْتِجْدَاةٍ تَبِيٍّ حَتَّى نَقُولَ قَدْ وَهَمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تیس ایسی نماز پڑھا نے میں کوئی کمی نہیں کرتا جیسے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا تھے رومی اثبات کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کی نماز میں وہ چیز نہیں دیکھتا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز میں تھی۔ وہ جب رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوتے تو قمر میں اتنی دیر لگاتے کہ ان شخصوں کو گناہ تھا کہ شاید یہ سب جوں جوں میں میں جہت سب سجدہ کر کے بیٹھتے تو شی دیہ لگاتے کہ رک رک بگتے کہ شاید آپ جوں جوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نماز کسی شخص کے پیچھے میں پڑھی جو تھقیف سے موسیٰ کے باوجود کامل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے تمام رکعات متناسب ہوتے تھے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز میں متناسب ہوا تھا کسی امر علم رضی اللہ عنہ نے دور عدالت میں بھی کی نماز پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب من بعد من بعد کہتے رات میں وہ کھڑے رہتے کہ یہ یہ لگن کرتے کہ شاید آپ جوں جوں اسی طرح دو سجدہ کے درمیان آپ اتنی دیر بیٹھتے کہ میں یہ وہم ہوتا کہ شاید آپ جوں جوں

رکوع اور سجدوں میں مقدار قیام کے برابر تسبیحات پڑھنے کی توفیق

یہ حدیث یا تو اپنے ظاہری معنی کے مطابق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی دیر میں قیام کرتے اتنی ہی دیر رکوع، سجدہ اور رکوع کے بعد کھڑے ہونے اور سجدہ کے بعد بیٹھنے میں لگاتے اس صورت میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیان جواز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس طرح بھی نماز پڑھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ اکثر احوال میں آپ قیام کرتے تھے یہاں تک مغرب کی نماز میں سورہ اعراف اور نعام پڑھا کہ تھے (جہی وجہ سے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی عام حالات میں اس طرح نماز نہیں پڑھتے تھے) دوسرا مطلب اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ حضور نماز کے قیام میں لمبی قرأت کرتے تو رکوع میں بھی زیادہ تسبیحات پڑھتے اور

قَالَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ تَرْكُوعِهِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ
لَمْ يَزَلْ قِيَامًا حَتَّى تَوَافَا قَدْ وَصَلَ جَمْعُهُ فِي رُكُوعٍ ثُمَّ نَبَّحَهُ

۹۶۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ مُثَنَّى
قَالَا سَمِعَا بَنِي عُيَيْنَةَ قَالَ أَنَا أَنَا وَغَيْرُهُ
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَيْلٍ عَنِ الْبَرَاءِ
قَالَ لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يَخْضُوا أَحَدًا قِمَاطًا هُمْرًا حَتَّى تَرَءَا قَدْ سَجَدَ
وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا لُكُؤِيُّ بْنُ
أَبِيهِ وَغَيْرُهُ قَالَ حَتَّى تَرَءَا يَسْجُدُ

۹۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ بَنِي عُيَيْنَةَ
قَالَ تَأَخَّلْتُ بَنِي حُمَيْدٍ رَأَى شَيْعِي بَنُو أَحْمَدَ
عَنِ الْقَيْدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ مَرْوَى ابْنِ عَمْرِو بْنِ مُرَيْشٍ
عَنْ مَرْوَى بْنِ مُرَيْشٍ قَالَتْ صَلَّيْتُ حَلَّتْ بَنِي
مُتَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ كَتَمِيْعَةُ فَهَرَأُ كَرَا
أَقْسَمَ بِالْحُسَيْنِ نَجْوَى نَكْمَسَ دَكَانَ زَيْنَبِي
وَجَلَّ رَمَاطًا هُمْرًا حَتَّى يَسْتَيْمَ سَاجِدًا

ف رکوع سے نہ اٹھانے کے بعد امام کیا کہے اس میں احناف و شوافع کا اختلاف ہے شوافع کہتے
ہیں کہ سَمِعَ اللَّهُ لَعَنَ حِدَهُ و سَمِعْنَا لَكَ حَمْدُ و رُكُوعِ لَهَات کہے جبکہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ
سَمِعَ اَللّٰهُ لَعَنَ حَمْدَهُ کہے و مقتدی و سَمِعْنَا لَكَ الْحَمْد کہیں اس حدیث میں احناف کے مسلک
پر واضح دلیل ہے۔

ان اعاذیش سے صحابہ کرام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا اظہار بھی مرتب ہے
کیوں کہ ان کے لیے نازی میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ممکن ہوتا وہ آپ کو دیکھتے
رہتے تھے۔

نمازی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہے

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ

۹۷۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالُوا

میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اٹھتے
مبارک اٹھاتے تو یہ کلمات فرماتے اللہم ربنا من
بعثنا ملائکة السموات وملائکة الارض وملائکة ما بین
من شیء بعد۔

اے اللہ تو اس ترفیع کا مستحق ہے جس سے تمام
آسمان اور زمین بھر جائیں اور اس کے بعد توجہ ہے
وہ بھر جائے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات
کے ساتھ دعا مانگتے تھے (ترجمہ) اے اللہ تو
میں اس حمد کا مستحق ہے جس سے تمام آسمان اور
زمین بھر جائیں اور اس کے بعد جس طرف کو توجہ ہے
وہ بھر جائے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات
کے ساتھ دعا فرماتے تھے (ترجمہ) اے اللہ تو
میں اس حمد کے لائق ہے جس سے آسمان اور
زمین بھر جائیں اور جس طرف کو توجہ ہے وہ بھر جائے
اے اللہ مجھے ہر طرف و لوں اور ٹھنڈے پانی
سے پاک کر دے اے اللہ اب مجھے گناہوں
اور غلوں سے ابھاریک صاف کر دے جیسے
سفید کپڑا میل پھیل سے صاف ہو جاتا ہے۔
اہم سند بیان کرتے ہیں کہ ایک اور سند سے
بھی یہ روایت کی طرح منقول ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع

مُعَاوِيَةَ وَرُكُيَّةَ عَنِ الزَّعْمَرِيِّ عَنْ مُجِيبِ بْنِ حَسَنٍ
عَنِ ابْنِ أَبِي أُوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ طَعْمًا مِنْ لُكُومِهِ قَالَ
يَعْمَلُ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَهْزَعْ تَمَنَّا لَكَ لِحَمْدِهِ
مِلَّةَ السَّمَوَاتِ وَمِلَّةَ الْأَرْضِ وَمِلَّةَ مَا بَيْنَهُمَا
مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَحْنُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ عُثَيْدِ بْنِ
أَحْسَنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رِزْقٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعُو بِهَذِهِ الدُّعَاءِ بَعْدَ
رَبَّنَا لَكَ لِحَمْدِهِ مِلَّةَ السَّمَوَاتِ وَمِلَّةَ الْأَرْضِ وَمِلَّةَ مَا
بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

۹۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا ابْنُ مُثَنَّى نَحْنُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ
عَنْ جُزْأَةَ ابْنِ زُهْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رِزْقٍ
أَوْ فِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَمْ يَهْزَعْ تَمَنَّا لَكَ الْحَمْدُ وَمِلَّةَ السَّمَوَاتِ
وَمِلَّةَ الْأَرْضِ وَمِلَّةَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ لَمْ يَهْزَعْ
طَعْمًا مِنْ لُكُومِهِ وَتَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيِّدُ الْمَلَكُوتِ
طَهَّرَ لِي مِنْ سُوءِ الْوَبِّ وَالْحَصَايَا كَمَا يَنْتَقِي سَوْبُ
الْأَبْيَضِ مِنَ الْوَسْخِ۔

۹۷۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثَيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
نَازِخَةَ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَازِخَةُ
بْنُ هَارُونَ كَلَامًا عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْإِسْلَامِ فِي رُكُوعِهِ
مُعَاذِ كَمَا يَنْتَقِي السَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ لَدَرٍ وَفِي
رُكُوعِهِ يَزِيدُ مِنَ الدَّائِسِ۔

۹۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنُ يَحْيَى قَالَ نَحْنُ مُرْدَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْإِسْطَنْبُولِيُّ

قَالَ لَا تَسْعِدُ ابْنُ عَبِيدٍ الْفَزَارِيَّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ كَيْسٍ
عَنْ قَزْعَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا
كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَهُ
وَأَسَمَهُ مِنْ الرُّكُوعِ قَالَ رَبِّتْ لَكَ الْخَمْدُ مِلَّةَ
السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ مِنْ دِمِزْ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ
يَعْدُ أَهْلُ النَّسَبِ وَأَسْجِدُ أَحَقُّ مَا قَالَ عَبْدُ
وَكَلْنَا لَكَ عَبْدُ لَمْ نَعْرِ مَا يَعْبُدُ مَا غَطِيَتْ
وَرَمَضُطِي لِمَا مَسَعَتْ وَرَبِّتْ لَكَ بَعْدَ بَعْدِ مِنْكَ
الْجَدُّ.

سے سرائحاتے تو فرماتے تھے (ترجمہ) اسے التمر
تو ایسی حمد کا مستحق ہے جس سے تمام آسمان اور
زمین بھر جائے اور جس طرف کو توہ چاہے وہ بھر
جائے تو کجا شاد اور بزرگی کے لائق اور بندے
کے دل کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ درہم
سب تیرے بندے ہیں، اسے اللہ جو چیز
تو عطا کر دے اسے کوئی چھیننے والا نہیں اور
جس سے تو کوئی چیز سے سے کوئی لینے
والا نہیں اور تیرے مقابلہ میں کسی کو شمش کرنے
والے کی کرشمش سود مند نہیں ہے۔

۹۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو تَرْكٍ بْنُ يَحْيَى شَيْبَةَ قَالَ نَا
هَاشِمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ هَذَا مِنْ حَتَّارٍ عَنْ
قَلْبِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَسْعُودَةَ عَنِ ابْنِ عَبِيدٍ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَهُ رَأْسَهُ
مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ لَمْ نَعْرِ مَا تَتَّكَ الْخَمْدُ مِلَّةَ
السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ مِنْ دِمِزْ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ
يَعْدُ أَهْلُ النَّسَبِ وَأَسْجِدُ أَحَقُّ مَا قَالَ عَبْدُ
وَكَلْنَا لَكَ عَبْدُ لَمْ نَعْرِ مَا يَعْبُدُ مَا غَطِيَتْ
وَرَمَضُطِي لِمَا مَسَعَتْ وَرَبِّتْ لَكَ بَعْدَ بَعْدِ مِنْكَ
الْجَدُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے
ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع
سے سرائحاتے تو فرماتے: اللہم ما ملک الحمد ملا
سموت و ملا روض و ما یسب و ملا ما تنسب من شیء بعد
اھل السناء و بعد لا مانع من غطیت و لا معطى لا سموت
ولا ینفع و بعد ملک الجداں صریح میں، حق ما مال
لعبد و کلنا لک عبد کے انداز میں ہے۔

۹۷۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَقِيقُ قَالَ
نَاهِشَامُ بْنُ مَسْعُودَةَ قَالَ قَالَ قَلْبِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ
عَنِ ابْنِ عَبِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَمْ نَعْرِ مَا تَتَّكَ الْخَمْدُ مِلَّةَ
السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ مِنْ دِمِزْ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ
يَعْدُ أَهْلُ النَّسَبِ وَأَسْجِدُ أَحَقُّ مَا قَالَ عَبْدُ
وَكَلْنَا لَكَ عَبْدُ لَمْ نَعْرِ مَا يَعْبُدُ مَا غَطِيَتْ
وَرَمَضُطِي لِمَا مَسَعَتْ وَرَبِّتْ لَكَ بَعْدَ بَعْدِ مِنْكَ
الْجَدُّ.

امام مسلم نے کہا اور سند سے یہ روایت
نقل کی ہے جس میں ملا ما تنسب من شیء بعد
کہ دعا منقول ہے اور اس کے بعد کے الفاظ نہیں ہیں۔

حمد سے زمین اور آسمان کے بھر جانے کی تشریح | حمد سے آسمان اور زمین بھر جائیں
کا ایک مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی حمد کو اگر محکم کیا جائے تو اس کے حجم سے تمام آسمان اور زمین بھر جائیں اور یا جو طرف تو چاہے وہ
بھر جائے یعنی اس کی حمد کو اگر جسمانی شکل دے دی جائے تو تمام آسمان اور زمین مل کر بھی اس کا احاطہ
نہیں کر سکتے اور چونکہ انسان کی نظر میں آسمان اور زمین کے علاوہ دوسری طرف نہیں ہے اس لیے
فرمایا اور جو طرف تو چاہے وہ بھر جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد لا محدود ہے تمام آسمانوں اور زمینوں میں بھی اس کی حمد نہیں
سما سکتی بلکہ اس کے بعد اور ظریف کی ضرورت پڑے گی اور میرا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی
نعمتوں پر جس قدر بھی حمد کرے وہ کم ہے بلکہ اس کی کسی ایک نعمت پر حمد کر کے — یہی اور آسمانوں
کو بھر دے تب بھی وہ اس کی پوری حمد نہیں کر سکا کیونکہ نہ وہ آسمانوں اور زمین کو اپنی حمد سے بھر سکتا
ہے اور نہ اس کے پار اس کی رسائی ہے۔

تیسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ حمد کا سبب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کے اپنی مخلوق پر اتنے احسان
ہیں کہ اگر تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے احسانات کو مجسم کر کے رکھ دیا جائے تو وہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے
بلکہ ان کے علاوہ اور ظریف کی جس حد دست پڑے گی۔

اس باب میں جتنی دعاؤں کا ذکر ہے وہ علی قاری نے صحیح ابن حبان اور سنن دارقطنی کی احادیث کے حوالے
سے ذکر کیا ہے کہ بحیثیت تحریر کے بعد جتنی دعاؤں کا ذکر ہے وہ نماز کی ابتدائی حالت پر محمول ہے یا داخل پر۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي
الرُّكُوعِ وَالتَّجَوُّدِ

۹۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَرْثُومٍ وَأَبُو نَكْرِ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَرُحَيْمَةُ بْنُ خَرِّبَ قَالَوا نَسْتَفِيزُ عَنْ
قَالَ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي
بُن مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَنِي سَتَّارٍ قَالَ كَشَفَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتَامَاءَ وَ
النَّاسُ صَفَافًا خَفَ بِي نَكَرًا فَتَرَى
الَّذِينَ يَكُونُونَ مِنْ مُنْشَرِّبَاتٍ مَعَهُ وَإِلَّا يُؤْمِنُوا
الْقَائِلَةَ يَرَاهَا السُّلَيْمَةُ أَوْ تُرَى لَهَا وَفِي يَمِينِ
أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَكْعَةً أَوْ سَاجِدَةً فَإِنَّمَا أُرْكَعُ
فَعِظْمُوا فِيهِ الرَّقَبَ وَرَأَى السُّجُودَ فَأَجْتَنِبُهُ وَفِي
الدُّعَاءِ وَنَاسِخَاتٍ لَكُمْ قَالَ قَالَ أَبُو يَسْفَرٍ
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَزِيدَ قَالَ تَابِعُ
بُن جَعْفَرٍ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ
بُن جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَنِي سَتَّارٍ قَالَ كَشَفَ
عَنْ عَيْنَيْهِ بَنِي سَتَّارٍ قَالَ كَشَفَ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض فرماتے
میں (حجرہ کا پردہ اٹھایا اس وقت صحابہ کرام حضرت
ابوبکر کی اقتداء میں صف باندھے کھڑے تھے
آپ نے فرمایا اے لوگو! بشارات نبوت میں
سے بشارت اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں جنہیں
ابک مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے
کوئی اور شخص دیکھتا ہے اور یاد رکھو مجھے رکوع
اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع
کیا گیا رہا رکوع تو اس میں سبحان رب اعظم کہو اللہ
سجدہ میں عجب کوشش سے دعا مانگو امید ہے
کہ تمہاری دعا مقبول ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ عرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے (حجرہ کا) پردہ اٹھایا اس وقت آپ کے
سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی آپ نے تین بار فرمایا

اے اللہ میں نے تمہیں کر دیا ہے نیز فرمایا
بشارت نبوت میں سے اب صرف اچھے خواب
باتی رہ گئے ہیں جس کو نیک شخص دیکھتا ہے
یا اس کے لیے کوئی اور دیکھتا ہے۔ بقیہ
حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع
فرمایا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے
سے منع فرمایا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ
میں مجھے قرآن شریف پڑھنے سے منع کیا اور میں
یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میرے محبوب نے مجھے رکوع اور سجدہ کی حالت
میں قرآن کریم پڑھنے سے منع کیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع کی
حالت میں قرآن کریم پڑھنے سے منع کیا ہے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التبرور رُئِیَ مَعْرُوبٌ
فِي مَوْجِعٍ بَيْنَ مَاتٍ فَبَيِّنَ فَقَالَ اللَّهُمَّ بَعَثْ
لَكَ مَرَاتٍ اللَّهُ لَمْ يَنْبَغِ مِنْ مَبْشُورٍ لَمْ يَنْبَغِ
إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَدَا هَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ إِلَى
قَوْلٍ كَمَا كُنْتَ وَكَذَلِكَ حَدِيثُ سَفِيَّانَ .

۹۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّائِبُ وَمَرْثَدَةُ بْنُ
ثَابِتٍ وَهَبُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُثَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ
سَمِعَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ رِيَاءٍ وَسُجُودٍ .

۹۸۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ
الْعَلَاءِ قَالَ سَأَلْتُ يُونُسَ مَاتٍ عَنْ كَوْنِ بَيْدِ يَحْيَى
ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ حُثَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَمِعَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رِيَاءٍ وَسُجُودٍ .

۹۸۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
أَبِي مَرْثَدَةَ قَالَ أَدَّ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَوْلَ
الْحَبَشِيِّ قَوْلَهُ بَنِي أَسْلَمَةَ عَنْ ابْنِ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ حُثَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
أَلَا أَدْرِي فِي رِيَاءٍ وَسُجُودٍ وَلَا قَوْلٍ نَبِيٍّ كَرَّمَ .

۹۸۲ - وَحَدَّثَنَا رُحَيْمُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحْيَى
بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا أَنَا أَبُو عَامِرٍ نَعْقِدُ يَحْيَى قَالَ سَأَلْنَا
دَوْدَ بْنَ قَيْنِسٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ
بْنِ حُثَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ
سَمِعْتُ جَدِّي أَنَّهُ قَرَأَ الْقُرْآنَ كَمَا وَسَّاجِدٌ .

۹۸۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ
الْبَصْرِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

روایت میں سجدہ کا ذکر نہیں ہے

وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا بَنُ أَبِي
 قُدَيْلٍ قَالَ نَا سَمْعَانُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا
 الْمُعَدِّي قَالَ نَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جَدَلَةَ
 حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ أُرْبُلِيُّ قَالَ نَا بَنُ
 وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَرْيَدٍ حَدَّثَنَا
 يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ أَبُو نَاسِمٍ
 يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ
 سَعْدٍ حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا عَبْدُ
 عَنْ مُحْتَدِ بْنِ إِسْحَاقَ كُلُّ هَذِهِ عَنْ ابْنِ هِشَامٍ
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَأَى
 الصَّخَّارَةَ وَابْنَ جَدَلَةَ كَوْنَهُمَا رَأَى ابْنَ حُثَيْبٍ
 عَنْ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيْقٍ وَصَلَّى لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ
 قَامُوا تَهْنِئَةً عَنِ ابْنِ مَرْيَدٍ وَابْنِ أَبِي كُرَيْبٍ وَابْنُ مَرْيَدٍ
 فِي رَوَايَتِهِمَا النَّهْيَ عَنْهَا فِي الشُّجُوْر كَمَا ذَكَرُوا هَهُنَا
 وَابْنُ مَرْيَدٍ وَابْنُ أَبِي كُرَيْبٍ وَابْنُ مَرْيَدٍ وَابْنُ مَرْيَدٍ

ابن مسلم نے ایک اور سند سے مثل سابق حدیث
 ذکر کر ہے۔

۹۸۴۔ وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
 حَاتِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحْتَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ
 بْنِ الْمُثَنِّكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُثَيْبٍ عَنْ عَلِيٍّ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
 کہ مجھ کو رکوع میں قرآن کریم پڑھنے سے روکا گیا

۹۸۵۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا
 مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا سَعْنَةُ عَنْ ابْنِ بَكْرِ بْنِ جَعْفَرٍ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُثَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالَا
 يُهَيِّئُ أَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ قَامَا أَيْ كَرِهَا زَيْدٌ كَرِهِي
 لِإِسْنَادِهِمَا

حدیث نمبر ۹۸۵ میں ہے بشارات نبوت
 رکوع اور سجود کی تسبیحات پڑھنے میں مذاہب فقہاء
 میں سے اب صرف اچھے خوب مانی رہ گئے ہیں۔
 اس فرمان میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کی وفات کا وقت اب قریب ہے اور یہ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی
 نہیں آئے گا کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے بعد صرف اچھے خواب باقی رہ جائیں گے اور وحی کا
 سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔

ماز میں قیام عزت کی حالت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جاتا ہے اور رکوع اور سجود و زلّت کی حالت میں جن میں جہد اللہ تعالیٰ کے راہ کو کرتا ہے اس لیے رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے سے منع فرمادیا تاکہ اللہ کے کلام اور بندہ کے کلام کے محل میں فرق رہے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک رکوع اور سجود میں تسبیحات پڑھنا سنت ہیں البتہ امام احمد نے ان تسبیحات کو واجب قرار دیا ہے، مجہور کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو جو نماز کی تسبیح دے اس میں ان تسبیحات کا ذکر نہیں کیا، نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجود میں بھی دعا مانگنی چاہیے جیسو راہ کا یہی مسلک ہے۔ درسمہ میں سبحان ربی الاعلیٰ۔ کہتے۔ ابو داؤد، ابن ماجہ امام احمد، حاکم، بیہقی صحابی بیہقی اور حافظ بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ مبارک تسبیح یا سبحان ربی الاعلیٰ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سے فرمایا اس پر اپنے رکوع میں مل کر دو یعنی سبحان ربی الاعلیٰ۔ کہہ کر اور جب سبحان ربی الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا اس پر اپنے سجود میں مل کر دو یعنی سبحان ربی الاعلیٰ۔ کہہ کر۔

عن عقبہ بن عامر الجعفی رضی اللہ عنہ
انہ قال لما نزلت تسبیح باسم ربک العظیم
قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوها
فی رکوعکم فلما نزلت سبحان اسم ربک الاعلی
قال لنا اجعلوها فی سجودکم۔

حاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد سے لیکن شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔

رکوع و سجود میں کیا کہے

حضرت برہہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجود کی حالت میں اپنے رب سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے اس لیے کہ وہ سجود میں بہت قریب ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۹۸۶۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَعُمَرُ بْنُ سُوَادٍ قَالَا سَمِعْتُ سَدِيدَ بْنَ قَيْسٍ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَأْيِهِ وَهُوَ سَاجِدٌ قَائِمًا كَثِيرًا أَوْ سَاجِدًا فِي السُّجُودِ۔

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۹۸۷۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو لَيْثٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَأْيِهِ وَهُوَ سَاجِدٌ قَائِمًا كَثِيرًا أَوْ سَاجِدًا فِي السُّجُودِ۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن مسلمہ و تسانی ابی امامی متوفی ۸۵۵ھ، اکابر الکمال المسلم ج ۱ ص ۳۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۔ حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن بیہقی ج ۲ ص ۹۷، مطبوعہ نشر السنۃ مکتبہ

۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۴۰۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

عَبْدُ اللَّهِ قَالَ إِنَّ ابْنَ وَلَهْبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَزِيدَ عَنْ
لُحْجَةَ بْنِ خُرَيْمَةَ عَنْ مَتَّى مَرْوَى ابْنِ بَكْرِ عَنْ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ
فِي مُجَرَّدِهِ أَلَهُمْ لِيُفَادِلَ بَنِي كَلْبَةَ وَقَتَهُ وَجَلَّةً وَذَلَّةً وَ
أُخْرَةً وَفَلَا يَنْتَهِي وَيَسْتَرْكَا.

۹۸۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَحْنُ نُرَوُّ عَنْ مَتَّى عَنْ أَبِي الطَّحَفِيِّ
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ
وَيُخَوِّدُهُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّتَ وَيَحْمَدُكَ
اللَّهُمَّ اعْقِرِي بَيْتَ ذَا شُرَانَ اللَّهُمَّ سَلِّبِي

۹۸۹ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَبُؤ
كَرَيْبٌ قَالَا نَحْنُ نُرَوُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ مُسْلِمٍ
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتُمُ أَنْ يَقُولَ قُلْتُ يَزِيدُ
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّتَ وَيَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ سَلِّبِي
كُتُبُ أَبِيكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هُنَّ
أَكْبَرُ النَّبِيِّ أَرَأَيْكَ حَدَّثَنِي عَنْهَا قَالَتْ جُعِلَتْ
لِي عَلَامَةٌ فِي كُمِّي دَرَاهِمُ فَدَسْتُهَا ذَا جَمْعٍ نَحْوُ
أَلْفٍ وَالْفَتْحُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ.

۹۹۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ
يَحْيَى بْنَ أَدَمَ كُنَّا مُفَضَّلَيْنَ عَنِ دَعْمَشٍ عَنْ سُلَيْمِ
بْنِ صَبِيحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا
كَانَتْ ابْنَتِي صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَّ تَوْنًا عَلَيْهِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا مانگتے
تھے اللہم غفری دہی کلمہ دتہ وجلدہ دہہ و اخروہ
و جلدایتہ و سورہ اے اللہ میرے تمام
گناہ ممان فرما دے اچھا وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اقل
ہوں یا آخرہ ظاہر ہوں یا باطن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں بہ کثرت
پڑھتے سبحانک اللہم بنا و بحمدک

اللہم اغفر لی۔ (اے اللہ! ہمارے رب
تو ہی پاک ہے اور محمد تجھ ہی کو نبی ہے، اے
اللہ میری مغفرت فرما، یہ دعا مانگ کر رسول اللہ صلی
تہ علیہ وسلم قرآن کریم کی اس آیت پر عمل کرتے تھے

فَسُبِّحْ بِحَمْدِكَ يَا بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ
کی پاکیزگی و حمد بیان کرو اور اس سے مغفرت ہو کر
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال سے پہلے کثرت
یہ نکات فرماتے تھے سبحانک اللهم ربنا و بحمدک
استغفرک و اتوب الیک۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اب یہ نکات
کیوں پڑھنے شروع کر دیے، جنہیں میں آپ
کو پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں، آپ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ایک علامت مقرر کر
کھیں ہے جب میں امت میں اس علامت کو دیکھتا
ہوں تو سورۃ اذ جاء نصر اللہ و الفتح پڑھتا ہوں اور میں

اس سورت میں جو حکم ہے اس پر عمل کرتا ہوں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب
سے سورۃ اذ جاء نصر اللہ و الفتح آپ پر نازل ہوئی
اس وقت سے میں دیکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جب بحر نماز پڑھتے تو یہ دعا مانگتے:

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ بَقِيَ صَلَوةً رَدَعًا
أَوْ قَالَ فِيهَا سُبْحَنَكَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُكَ كَلِمَةُ
الْغِيَاثِ

۹۹۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ نَا دَاوُدَ بْنَ عَاصِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَكْتُبُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُكَ سُبْحَانَ
لِلَّهِ وَأَكْتُوبُ رَأْسَهُ قَالَتْ فَكُنْتُ بِ رَسُولِ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ لَكَ كَيْدًا مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُكَ سُبْحَانَ
لِلَّهِ وَتَكْتُبُ رَأْسَهُ فَقَالَ خَيْرٌ مِنْ قَوْلِي فِي سُبْحَانَ
عَلَمَةٍ فِي مِثْلِي قَالَتْ رَأَيْتُكَ كُنْتُ مِنْ قَوْلِ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُكَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَكْتُبُ رَأْسَهُ
فَقَدْ رَأَيْتُهَا إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ رَفَعَهُ مَكَدًا
وَرَأَيْتُ مَنْ يَذْهَبُونَ فِي دِينِ اللَّهِ فَنُوحًا
فَسُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُكَ رَبِّي وَتَكْتُبُ رَأْسَهُ فَكَانَ
كَلِمَةً

بسمائك دے و بسمك اللهم اغفر لي * اے
میرے رب تو پاک ہے اور تجھی کو حمد و ثناء
اے اللہ! میری مغفرت فرما

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ کثرت فرماتے
تھے سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ و انوب اللہ
اللہ تعالیٰ کہ حمد اور تسبیح کے ساتھ میں اس سے
مغفرت طلب کرتا رسول اللہ تو یہ کرتا ہوں میں نے
حکم کیا رسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ بہ کثرت
یہ دعا فرماتے ہیں سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ
و انوب اللہ - آپ نے فرمایا مجھے یہ
پروردگار نے خبر دی ہے کہ میں غنقریب پڑا ہوں
میں ایک نشانی دیکھوں گا کہ جب میں اس نشانی کو
دیکھوں تو کثرت سے سبحان اللہ و بحمدہ
استغفر اللہ و انوب اللہ - پڑھوں اللہ
میں نے یہ دو نشانی دیکھ لی وہ یہ ہے

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
وَاسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ كَمَا نَسَى قَوْلًا
أَرَأَيْتَ فَسُبْحَانَ اللَّهِ كَمَا نَسَى قَوْلًا
مِنْ دَاخِلِ مَوْنًا وَرَأَيْتَ نَسَى قَوْلًا لِي حَمْدًا وَتَسْبِيحًا
بِإِلَهِ كَرَامَتِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
بیان کرتی ہیں کہ ایک رات مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں ملے میں یہ سمجھی کہ شاید آپ بعض دوسری
افواج کے پاس گئے ہیں میں نے آپ کو دوسرے
اللہ میں پھر واپس آئی تو آپ رکوع یا سجدہ میں تھے
اللہ یہ پڑھ رہے تھے بسمك و بحمدك
اللہ کلامت رسل اللہ حمد اللہ تسبیح تجھی

۹۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى
رَأْفَةَ قَالَ نَا جَبْدَ لَوْ رَأَيْتَ قَالَ نَا نَسَى قَوْلًا
فَقُلْتُ عَمَّا كَيْفَ تَعْلَمُ نَسَى قَوْلًا
سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُكَ رَبِّي رَأَيْتَ فَخَيْرِي
نَسَى قَوْلًا عَمَّا كَيْفَ تَعْلَمُ نَسَى قَوْلًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَلِكَةٍ فَطَلَسَتْ لَهُ دَهَقًا
إِلَى بَعْضِ نَسَائِهِ فَتَجَسَّسَتْ شَعْرًا جَعَلَتْ دَا

اور سجدہ کی بہ نسبت قیام میں زیادہ مشقت ہے۔ نیز تراویح سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بہت طویل قیام کرتے تھے، حدیث شریف میں ہے:

عن النبیۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورث قداماہ رطلہ
حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل قیام کیا کہ آپ کے ہمارک پیروں میں دم آ گیا۔

قرآن کریم کی آیت مبارکہ اور حدیث شریف سے حسب یہ ظاہر ہو گیا کہ سجدہ کی حالت میں نہ ہی اسپنڈ کے بہت قریب موتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی سجدہ میں دعا مانگتے اور ہمیں بھی تلقین کہ ہے اس لیے سجدہ میں انتہائی خضوع خشوع اور ریہ وزاری کے ساتھ دعا کی کوشش کرنی چاہیے خصوصاً نوافل میں۔

حدیث نمبر ۹۸۸ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں بہ کثرت استغفار کرتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کرنے کے محامل | قرآن کی بعض آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کا حکم دیا جیسے ارشاد ہے: **مَسِجِدَ مَجْدَدٍ رِبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ** اللہ تعالیٰ نے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کے ساتھ اس سے مغفرت طلب کیجیے جو توبہ قبول کرنے والا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا: **وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ** (نفس خود کے لیے) اپنے (بہ ظاہر) غلات اولی کاموں پر توبہ کیجئے۔ اور حدیث شریف میں ہے:

قال ابو ہریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول واللہ انی رستغفر اللہ و توب بہ فالیوم اکثر من سبعین مرۃ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک دن میں اللہ سے توبہ مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں اور مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیخاف علی قلبی وانی لا استغفر اللہ فی کل یوم ما شئت مرۃ
حضرت مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دل پریشان ہو جاتا ہے اور میں سرور اللہ تعالیٰ سے سو سے زائد مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲ مطبوعہ دار محمد امجدی المطابع کراچی ۲۸

۲۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۳

۳۔ امام ابو داؤد سیحان بن اشعث متوفی ۲۵۵ ھ۔ سنن بروود ج ۱ ص ۲۰۲ مطبوعہ مطبعہ محققان پاکستان لاہور ۳

آیا طول قیام میں زیادہ فضیلت ہے یا کثرت سجود میں؟ | نماز کے ارکان کی ایک دوسرے سے
پر فضیلت میں تین مذاہب ہیں

امام ترمذی اور امام بخاری کا مسلک یہ ہے کہ رکعت رکعت اور سجدہ سجدہ کرنا در سجدہ کو لمبا کرنا افضل ہے اور حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نقطہ نظر یہ ہے کہ عمل سجود (طول قیام سے) افضل ہے کیونکہ اس حدیث شریفہ
میں مذکور ہے کہ نازی کو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے نیز بازار
سے مقصود تذلل اور عاجز سے اور انتہائی ذلت سجدہ کی حالت میں ہوتی ہے کیونکہ نازی سجدہ کی حالت میں اپنے
جسم کا عظیم ترین حصہ یعنی اپنا چہرہ ہی جگہ رکھ دیتے جو پتھروں تلے روندی جاتی ہے، بنی پیشانی کو رگ
پر رکھ دیتے، نیز امام غزالی نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
ابن آدم سجدہ کی قرأت کرتا ہو سجدہ کرنا سب سے وسیع ان رقت ہوا جاگ جاتا ہے اور کہتا ہے اے انیسویں
اسے سجدہ کا حکم ملا اللہ اس نے سجدہ کیا اور اس کو صحت مل جائے گی اور مجھے سجدہ کا حکم ملا اور
میں نے انکار کیا اور مجھے دوزخ ملے گی نیز فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز ہمیشہ نماز پر سجدہ
کیا کرتے تھے۔ ۱۷

اس حدیث شریفہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے قریب پر قرآن کریم بھی ناطق ہے (و سجدہ قتر مہین ۱۱)
”سجدہ کر کے اللہ تعالیٰ کے قریب مود نیز فرمایا سیدنا جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے ارکان میں سجدہ اور سجود افضل ہے
میں پرکرم) کی علامت یہ ہوگی کہ اس کی پیشانی پر سجدہ کا نشان ہوگا۔ ان دلائل کے پیش نظر امام شافعی طول
سجود کو طول قیام پر فضیلت دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ طول سجود کی بہ نسبت طول قیام
افضل ہے کیونکہ حدیث شریفہ میں تصریح ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
فضل الصلوۃ حول القنوت ۱۸
حضرت عابد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے ارکان
میں سب سے افضل قیام ہے۔

نیز قیام میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے اور سجدہ میں تسبیح کی جاتی ہے اور تلاوت قرآن تسبیح سے
افضل ہے علاوہ ازیں قیام میں مشقت ہوتی ہے اور سجدہ میں آسائش ہے اور حدیث شریفہ میں ہے
عبداللہ بن عباس قال سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائے فضل فقال
احسنھا۔ ۱۹
حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے
فرمایا جس میں زیادہ مشقت ہو۔

۱۷۔ امام محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۵۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
۱۸۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ج ۱ ص ۱۳۷
۱۹۔ علامہ ابن اثیر متوفی ۷۰۲ھ نہایہ ج ۱ ص ۴۴، مطبوعہ مکتبۃ مطبوعات دار الفکر بیروت ۱۳۷۴ھ

هُوَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا يَقُولُ سُبْحَانَكَ وَيَا حَمْدُكَ
كَرَّمَكَ أَنْتَ فَقُلْتُ لِأَيِّ آتٍ وَبُحْرِي قِيْلَ كَيْفِي
نَسَائِنَ وَإِنَّكَ لَيَقِيَنَّ أَحَدًا -

کوزیہ ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت
نہیں ہے) میں نے کہا میرے ماں باپ آپ
پر خدا ہوں میں کیا سمجھ رہی تھی اور آپ کس حال میں
ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک
رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے
بستر پر نہیں دیکھی میں آپ کو ڈھونڈنے لگی اتریز
ہا تھا آپ کے تھکے پر پڑا اور دعا کا لکھ آپ
سجدہ میں تھے اور آپ کے دونوں پیر کھڑے
تھے اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے :

اللهم اني اعوذ بربك من سخطك ومعذاتك
من عقوبتك واعوذ بك منك لا احمي ثنت
عليك انك كما انيت على نفسك -

"اے اللہ! میں تیرے عفو سے تیری خوشنودی
کو پناہ میں آتا ہوں وہ تیری سزا سے تیری معافی
کو پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے ڈر کر تیری ہی
پناہ میں آتا ہوں، میں تیری حمد و ثناء ایسی نہیں کر
سکا جیسی حمد و ثناء تو خود اپنے لیے کرتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعت اور سجود
میں یہ پڑھتے تھے: سبحو عدد دس ربنا ورب
العشكة والودج -

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے
بھی حضرت عائشہ صدیقہ سے ایسی ہی روایت منقول
ہے۔

۹۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّاتٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِجٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنْ أَيْفَاشٍ كَالْتَمَشْتُهُ
فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ وَهُوَ فِي التَّسْبِيحِ
وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ لَتُخَفِّرَنِي أَعُوذُ
بِرَبِّكَ وَمِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ
عُقُوبَتِكَ وَأَسْتَغِيثُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي نَسَاءً
عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَقْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ -

۹۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ الْعَبْدِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ عَنِ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْخٍ
عَنْ عَائِشَةَ بَيَّنَّتْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُحًا قَدْ دُوسَ رَبَّتْ
وَدَتْ لَتَمْسِكَ وَالرُّوْحَ -

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ
دَاوُدَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ
بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَائِشَةَ عَنْ بَيِّنَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَعْنَى تَحْدِيثِهِ -

اب سوال یہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سید المرسلین ہیں، ہر قسم کے گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، سہو ہوں یا عمدًا، اظہار نہرت سے پہلے ہوں یا بعد ان سب سے معصوم ہیں بلکہ محققین کی تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اجتہادی خطا سے بھی معصوم رکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت طلب کرنے کا مکمل حکمت کی بناء پر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز اس قدر کثرت سے استغفار کس سبب سے کرتے تھے، اس کے متعلق جوابات ہیں:

- ۱۔ علامہ فردی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرما، عبودیت کا تقاضا تھا یا اللہ تعالیٰ کی طرف استغفار اور اعتیاج کی وجہ سے تھا۔
- ۲۔ علامہ دشتی فرماتے ہیں کہ آپ کا استغفار کرنا بطور تواضع تھا یا ترقی درجات کے اعتبار سے یعنی جب آپ ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف ترقی کرتے تو پہلے مرتبہ کو دیکھ کر توبہ اور استغفار کرتے (اگرچہ آپ کا ہر مرتبہ عزت و جل کے اعتبار سے تمام انبیاء کے مراتب سے بلند ہے) سید بنی غفر۔
- ۳۔ ابن بطل فرماتے ہیں کہ انسان فطرۃً حق عبادت ادا کرنے سے قاصر ہے اگر وہ زندگی کا ہر سانس عبادت میں گزار دے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا، لہذا آپ کا توبہ و استغفار کرنا اس قصور فطری کی بناء پر ہے۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لامحدود ہیں اور انسان کا شکر کرنا محدود ہے اور ظاہر ہے کہ متناہی شکر فیہ تنابہی نعمتوں کا متکفل نہیں ہو سکتا اس لیے انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مطابق شکر ادا کرنے سے فطرۃً عاجز ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توبہ و استغفار کرنا اس عجز فطری کی بناء پر تھا۔
- ۵۔ طاعنی قاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض رسالت، مصالح امت اور تبیینی امور میں اشتغال کی وجہ سے بعض اوقات مشغول رہتے، فائز و صفات میں مہنگ در رہتے اور اس وجہ سے استغفار کرتے۔
- ۶۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے اور دیگر مباح امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہذات و صفات میں مستغرق نہ رہتے، اس وجہ سے استغفار کرتے۔
- ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات امور طبعیہ مثلاً بول و ہزار اور جنابت وغیرہ کے عارض ہونے کی وجہ سے مشاہدہ فائز و صفات نہ کرتے، اس بناء پر استغفار فرماتے۔
- ۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض احوال میں عوارض بشریہ (مثلاً نیند وغیرہ) عارض ہونے کی وجہ سے زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ فرماتے (اگرچہ دل یاد الہی میں مشغول ہوتا) اس وجہ سے استغفار فرماتے۔
- ۹۔ انبیاء سابقین نے استغفار کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات

کے جامع میں اس لیے استغفار فرماتے۔

- ۱۰۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تمہیں دینے کی عرض سے استغفار فرمایا۔
- ۱۱۔ علامہ جلال الدین محلی لکھتے ہیں کہ آپ نے استغفار اس لیے فرمایا کہ جب ہم تو بہ اور استغفار کریں تو ہمیں آپ کی اقتداء کرنے کا شرف حاصل ہو جائے۔
- ۱۲۔ شیخ ابوسعود لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی اور انکسار کے لیے استغفار کیا۔
- ۱۳۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور مقام قرآن میں پہلی آن سے بلند تھا تھا اور حضور اس پہلی آن کے لحاظ سے استغفار فرماتے۔
- ۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا، یہ تعبہ می تھا جس طرح آپ کعبہ سے افضل ہونے کے باوجود کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔
- ۱۵۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ رَیْبُہٗ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے توبہ فرماتے تھے۔
- ۱۶۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ جس طرح ایک جھپکائی بغیر اگر ہم نکاتا کسی چیز کو دیکھیں تو اس سے ہمیں مشقت ہوگی اور اگر دیکھنے کے دوران ایک نکتے پر ایک جھپکائیں تو یہ ایک جھپکا نا نظر کے لیے حجاب ہونے کے باوجود رحمت ہوگا اور مسرت ہمارے نظر کے تسلسل میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہوگا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس عالم کے مشاہدہ میں مشغول ہوتے ہیں تو اس کا تسلسل مشاہدہ کرنا آپ کے لیے باعث مشقت ہوگا اس لیے گاہ گاہ سے آپ کے قلب پر انوار و سبحیات کا حجاب چھا جاتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اِنَّ بَیْضَانَ سَیِّئَ قَلْبٍ ۖ مِیْہٖ سَیِّئٌ دَلٌّ ۚ اَبْرَءُ مَا یَہٗ ۚ ہر چند کہ یہ حجاب آپ کے تسلسل مشاہدہ میں کوئی قابل ذکر فرق پیدا نہیں کرتا تاہم آپ اپنے مقام عالی کے پریشیں نظر اس حجاب کی وجہ سے بھی توبہ اور استغفار فرماتے۔
- ۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت استغفار کا سبب "امت میں کثرت کی ملامت" بتلایا یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ نفع مکہ کے بد مسلمانوں کا بہ کثرت مسلمان ہونا اللہ تعالیٰ کے نفع و نصرت عطا کرنے کی علامت تھی اس علامت کے ظہور پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح بیان کرتے اور اللہ تعالیٰ ان نعمت کے طور پر بصورت استغفار شکر ادا کرتے یا جس طرح خدمت مہدی بن محمد بن محمد علیہ السلام سے دانا کو نفع مکہ کے بد لوگوں کا کثرت مسلمان ہونا دنیا کی دولت اور دھمال کے قرب کی علامت تھی اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمد و تسبیح اور توبہ و استغفار کرتے۔
- حدیث نمبر ۹۹۲ میں ہے حضرت عائشہ کا کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے لگا دریاں حالیکہ آپ سجدہ میں تھے۔

عورت کے لمس سے وضو ٹوٹنے میں مذاہب فقہاء امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اگر عورت کے جسم کے لمس سے لذت حاصل ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ لذت حاصل ہو یا نہ ہو مطلقاً جب عورت کے لمس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام اہل علم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے جسم کا لمس وضو ٹوٹنے کا سبب نہیں ہے، یہ حدیث امام اعظم کی روایت سے کیونکہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ہر المؤمنین حضرت عائشہ نے حضور کے تھوڑے تھوڑے لگا کر اور ان حالیکہ حضور سجدہ میں تھے درجنوں بدستور نماز میں مشغول رہے، معلوم ہوا کہ عورت کے جسم کے لمس سے وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز۔

جس طرح اللہ تعالیٰ خود بہشتی حمد و ثناء فرماتا ہے کوئی اور نہیں کر سکتا حدیث نمبر ۹۹۳ میں ہے ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تعریف تراپنی خود فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اللہ! میں تیری جیسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تعریف تو خود اپنی کرتا ہے اس جہاں سے آپ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ تعریف کسی صفت پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بیانت ہی ہیں اور کوئی مخلوق غیر تعالیٰ چیزوں کا علم اور ادراک نہیں رکھتی اس لیے ان صفات پر اللہ تعالیٰ ہی تعریف کر سکتا ہے کسی مخلوق میں یہ طاقت نہیں، تعریف نعمت پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی غیر تعالیٰ میں اس لیے ان کی تعریف بھی کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں ہے اور تعریف ذات کی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات درحقیقت کسی مخلوق کو معلوم نہیں اس لیے ان کی تعریف کرنا کسی کی طاقت میں نہیں ہے یا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مراتب غیر تعالیٰ میں اور مخلوق کو جس قدر معرفت ہوگی وہ قدر ہی ہوگی اس لیے اس کی تعریف وہ خود ہی کر سکتا ہے اور جیسی تعریف وہ خود کرتا ہے کوئی نہیں کر سکتا۔

سلوچ کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیب سے پاک ہے اور فساد کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں جیسے ترکیب و عینہ اور رب الملائکہ و لوح میں روح سے مہر و حضرت جبرائیل علیہ السلام میں۔

بَابُ فَضْلِ الشُّجُودِ وَاحْتِثَانِهِ ۹۹۶۔ وَحَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ قَالَ لَوْ لَيْدٌ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ حَتَّى لَوْ لَيْدٌ بْنُ هِشَامٍ لَأَقْنِيَنَّكَ قَالَ حَدَّثَنِي سجدہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب حدیث بن مسلم بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثروان بنی اللہ غنہ سے سنا اور میں نے ان سے عرض کیا

مَعْدَنُ بْنُ أَبِي فَلَحَةَ أَيْبَعْمَرِي قَالَ يَقِينُ ثَوْبَانِ
مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ
أَخْبِرْنِي بِمَنْ أَعْمَلُهُ يُدْخِلَنِي اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ
وَقَالَ قُلْتُ بِأَحَبِّ رَأْعَمَالٍ إِلَى اللَّهِ فَسَكَتَ
فَلَمَّا سَأَلْتُهُ فَمَنْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ
بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسُحُّدُ يَدِي
سُحُودَةً إِلَّا مَا تَعْبَتْ يَدِي بِهَا وَحَدَّ حَدَّ
عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَنُ ثُمَّ يَقِينُ
أَبَا الدُّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَا كَانَ
لِي ثَوْبَانِ -

مجھے ایسا مل جاتا جس کو کرنے سے اللہ تعالیٰ
مجھے جنت میں داخل کر دے یا یہ کہا مجھے وہ مل
جتا جسے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب
ہو حضرت ثوبان خاموش رہے میں نے دوبارہ
سوال کیا وہ پھر خاموش رہے، میں نے سہارہ
سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھی تھی تو
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے کثرت
سجود کو لازم کرو اللہ تعالیٰ کے لیے صرف ایک
سجود کرنے سے اللہ تعالیٰ تیار ایک درجہ بند
کرے گا، اور تیار ایک گناہ سے اس کا سداں
کہتے ہیں کہ اس سے حد میری ملاقات حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے بھی
یہی سوال کیا، وہ انھوں نے بھی حضرت ثوبان
والا جواب دیا۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور آپ کے سنبھار
اور وضو کے لیے پانی لاتا ایک مرتبہ آپ نے
فرمایا "مانگ کیا مانگتا ہے" میں نے عرض کیا
میں آپ سے جنت کی رفاقت مانگتا ہوں آپ
نے فرمایا میں کے علاوہ اور کچھ "میں نے کہا
مجھے جی کافی ہے آپ نے فرمایا تو پھر زیادہ
سجدے کر کے اپنے معاملے میں میری مدد کرو۔

۹۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ
قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ
قَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَكِينٍ قَالَ حَدَّثَنِي
أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زُبَيْعَةُ بْنُ سَلَفٍ
قَالَ كُنْتُ أَتَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا تَبَيَّنَ يَوْمَئِذٍ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ بِيْ سَلْ
فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَّةً فَتَقْدِرَ لِي لَحْظَةً فَقَالَ أَوْ
عِنْدَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَابْتَدَأَ عَلَيَّ
تَفْصِيْلَ بَكَثْرَةِ السُّجُودِ -

حدیث نمبر ۹۹۶ میں ہے سجدہ سے
کثرت سجود اور طول قیام کے ثواب میں موازنہ
مشتاب ہے۔

حضرات شافعی اس حدیث کے پیش نظر یہ کہتے ہیں، کثرت سجود، طول قیام سے افضل ہے
کیونکہ ایک سجدہ کرنے سے ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے تو نازی چھٹے سجدے

کرے گا اس کو تنہا نیکیوں میں لگا اس لیے کثرتِ سجود، طولِ قیام سے افضل سے ان کی اس دلیل کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک سجدہ سے ایک نیکی ملتی ہے لیکن ناز کی حالت قیام میں نازی جب قرآن کریم پڑھتا ہے تو قرآن کریم کے ہر حرف کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اس لیے جتنا طولِ قیام ہوگا اتنا زیادہ قرآن کریم پڑھا جائے گا اور اسی کے حساب سے اتنی زیادہ نیکیاں ملیں گی، کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک نیکی ملتی ہے جو کہ دس کے برابر ہے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ آیت ایک حرف ہے بلکہ ایک حرف قیام دو حرف ہے اور قیام تیسرا حرف ہے یعنی ص اور پڑھنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں، اس طرح ناز میں جتنا طولِ قیام کرے گا اس کی نیکیوں میں اس قدر اضافہ ہو جائے گا اور بیکیوں کا حصول گناہوں کے معافی کے مستلزم ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

ان الحسنات یبدلھن السیئات۔ ہود ۶۰

بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

نیز حدیث شریف میں ہے:

عن ابن عباس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای رکن من رکن الصلوٰۃ احسن؟

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کن سا عمل زیادہ افضل ہے، فرمایا جس عمل میں زیادہ مستقیم ہو۔

اور بالکل واضح بات ہے کہ طولِ قیام میں کثرتِ سجود کی نسبت زیادہ مستقیم ہے، کیونکہ با وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا طولِ قیام فرماتے کہ آپ کے مبارک پاؤں پر دریا بہتا، جبکہ سجدہ میں نازی کو آرام ملتا ہے اس اعتبار سے بھی طویل قیام کثرتِ سجود سے افضل ہے اور ایک حدیث میں صاف مذکور ہے کہ:

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تسبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناز کے ارکان میں سب سے افضل رکن طویل قیام ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۸ - جامع ترمذی ج ۱ ص ۸۸)

حدیث شریف میں اتنی واضح صراحت کے بعد اس امر میں بحث کرنے کی مطلقاً گنجائش نہیں رہتی کہ سجدہ افضل ہے یا قیام کیونکہ اس حدیث میں قیام کے افضل ارکان صلوٰۃ مومن کی روشن تصریح ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے

۱۔ علامہ علاء الدین علی متقی متوفی ۹۱۱ھ، جامع ترمذی دستبردک بحوالہ کنز العمال ج ۱ ص ۵۹، مطبوعہ بیروت، ۱۴۰۵ھ
۲۔ علامہ محمد جبرری ابن ابی شیبہ متوفی ۲۰۲ھ، المہاجر فی غریب، مکتبہ دارالترجیح، ص ۴۴۰، مطبوعہ ایران، ۱۳۶۴ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار اور آپ کی عطا کی وسعت | حدیث نمبر ۹۹ میں ہے کہ
فرمایا: "ما ملک کیا مانگتا ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "ما ملک کیا مانگتا ہے؟" اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کی ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں جتنا چاہیں ریشہ و مراعات تقسیم عطا کر دیں۔

علامہ سننسی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں کہ حضور کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ:
اطلب ہد وعبودہ مناسبہ
فوقت جنتہ من کے علاوہ کچھ اور یا تو
طلب کرو۔

اور علامہ علی قاری رح الباری لکھتے ہیں:

ويؤخذ من طلاقه عليه السلام زمر
بأن السؤال ان الله تعالى مكنه من عطاء كل ما
اراد من حزن حق ومن ثم قال نعمت من
خصائصه عليه السلام نه يخص من شاء
شاء كجعله شهادة بن ثابت شهادته
رداء الفخري وفي ترويضه في النياحة زمر
عطية في ال فدان خاصة زمره مسلم
قال النووي بالتأري في يخص من حمود
ما شاء وبالخصية باعث في ربي برده
بن نيار وغيره وذكر بن سبعة في خصه
وغيره ان الله تعالى قطع رحمة الجنة
يعطى منها ما شاء بمعن شاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مطلقاً فرمایا
"ما ملک جو مانگتا ہے؟" اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو خزان حق سے جو چاہیں عطا کرنے پر
قادر فرمادیا ہے، اسی وجہ سے ہماتے ائمہ نے
کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات
میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص کو جس ملک کے
ساتھ چاہیں خاص فرمادیں جیسے حضرت خدیجہ بن خویلد
رضی اللہ عنہ کی ایک شہادت کو آپ نے دو شہادتوں
کے برابر کر دیا۔ (بخاری) نیز آپ نے ام مطلقہ رضی
اللہ عنہا کو ایک خاص نذران کے لیے فرستے
کی اجازت دی (مسلم) علامہ نووی کہتے ہیں کہ شائع
عام حکام سے جس کو یا جسے خاص کر دے جیسے
برودہ بن نیار اور ان کے علاوہ بعض صحابہ کے لیے
چھ ماہ کا بکرا قربانی کے لیے جائز کر دیا اور بن سنان
نے حضور کی خصوصیات میں ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو جنت کی زمین کا مالک بنا دیا ہے کہ آپ

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف سننسی ماہی متوفی ۴۵۵ھ۔ مکمل کمال، طبع ۲ ص ۱۱۱، معبود دار مکتبہ اسلامیہ بیروت

۲۔ علامہ علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۰۰ھ۔ مراعات ج ۳ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ المدینہ لندن ۱۳۹۰ھ

اس میں سے جو چاہیں جس کو یا میں معاف رہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَّنَا مِنْ اَعْطَاكَ كُلَّ مَا رَدَّ مِنْ خَيْرِ اَنْتَ بَعْدُ وَنَهَ يَحْصُ مِنَ السَّالِكِينَ مِمَّنْ شَاءَ مِمَّا شَاءَ فَانَّهُ بَعْدَ فَضْلٍ وَكُورٍ وَكَمَالٍ لَا سَاحِلَ لَهُ يَه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کسی قید کے ذریعہ مانگو "اس سے" معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خزانوں میں سے ہر چیز کے عطا کرنے پر قدرت دی ہے جس کا آپ ارادہ فرمائیں اور یہ کہ آپ مانگنے والوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ یا جس کا نہیں، کیونکہ آپ فضل و کرم اللہ کے کا اب مستند ہیں جس کا کوئی سائل نہیں ہے۔

یہ حضرت شیخ فرماتے ہیں:

ان اطلاق سوال کہ فرمودہ اس - و تحفیس مکرر بطلوب خاص معلوم سے شود کہ کار محمد بدست جنت و کرامت اوست جسے اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہ ہر گز اخواہ باذن پروردگار خود بدہ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاف فرمایا کہ "مانگو" اور اسے کسی خاص مطلوب کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرر ہوتے ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

ان تمام حوروں سے ثابت ہوا کہ سابقین علیہ السلام کا اس حدیث فریفت کی روشنی میں یہ مسلک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ مرتبہ عطا فرماتا ہے کہ آپ مل کو چاہیں جو چاہیں رہنما و نعت تقدیر عطا فرمادیں اور چونکہ آپ کا یہ عطا فرمادہ تقاضا کسی کی سہ نعت کے ساتھ مقید ہے اس لیے یہ سوال وارد نہیں ہوگا کہ حیرت ہے کہ کے تمام مشرکین کو مسلمان کیوں نہ کر دیا خاص کر اپنے چچا ابوطالب کو کیوں نہ مسلمان کر دیا کیونکہ حضور تو بے شک ہی پاستے تھے کہ سارے دنیا کے مشرکین کو مسلمان ہو جائیں لیکن یہ تقاضا الہی میں نہیں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہم مشیت و بندگی کے مطابق اور تقاضا الہی کے مطابق ہوتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کہ وہ جو چاہے کرے وہ کسی کو نہ منی مشیت اور اجازت کا پابند نہیں ہے۔

۱۔ شیخ محمد بن عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ ص ۴۲، مطبوعہ لاہور

۲۔ استیعاب معانی ج ۱ ص ۴۹۶، مطبوعہ مطبعہ تہذیبیہ لاہور

بَابُ ۱۸۲ اَعْضَاءُ السُّجُودِ وَالتَّهْنِ عَنْ
كَفِّ الشَّعْرِ وَالتَّوْبِ وَعَقِصِ الرَّأْسِ
فِي الصَّلَاةِ

۹۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُشَيْرُ بْنُ
الْوَهَّابِ قَالَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَا وَقَالَ أَبُو سُرَيْبٍ كَاخْتِ
نُفٍّ تَرِيدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْبٍ
أَبْنِ عَتَّابٍ قَالَ أَمَرَ سَيِّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ قَرِيبًا بِمَاهِدٍ حِينَئِذٍ يَحْيَى وَقَالَ أَبُو
سُرَيْبٍ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ
وَتَحْتَفَةُ.

۹۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ عَمْرِو
بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْبٍ عَنْ
أَبْنِ عَتَّابٍ قَالَ أَمَرَ سَيِّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ قَرِيبًا بِمَاهِدٍ حِينَئِذٍ يَحْيَى وَقَالَ أَبُو
سُرَيْبٍ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ
وَتَحْتَفَةُ.

۱۰۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُشَيْرُ بْنُ
الْوَهَّابِ قَالَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَا وَقَالَ أَبُو سُرَيْبٍ
أَبْنِ عَتَّابٍ قَالَ أَمَرَ سَيِّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ قَرِيبًا بِمَاهِدٍ حِينَئِذٍ يَحْيَى وَقَالَ أَبُو
سُرَيْبٍ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ
وَتَحْتَفَةُ.

۱۰۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُشَيْرُ بْنُ
الْوَهَّابِ قَالَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَا وَقَالَ أَبُو سُرَيْبٍ
أَبْنِ عَتَّابٍ قَالَ أَمَرَ سَيِّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ قَرِيبًا بِمَاهِدٍ حِينَئِذٍ يَحْيَى وَقَالَ أَبُو
سُرَيْبٍ عَلَى سَعَةِ اعْطَمٍ وَنَحْيَى أَنْ يَكُفَّ
شَعْرَهُ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ وَتَبَّ لَكُمُ الْيَوْمَ
وَتَحْتَفَةُ.

اعضاء سجود کا بیان اور سر پر جوڑا
باندھنے اور ناز میں کپڑے موڑنے

کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات
تہہ بوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ناز کی حالت
میں ماویہ کو سوار کرنے اور کپڑے سے سبٹنے سے منع
کیا گیا ہے یہ حدیث صحیح کی روایت کے مطابق
ہے وہ ابوراسد کی روایت میں سات تہہ بوں پر
سجدہ کرنے، اور ماویہ کو سوار کرنے و کپڑوں
کو سبٹنے کی ممانعت کا ذکر ہے (وہ سات تہہ بوں
پر سوار ہوا، دو تختیاں، دو گھٹنے، دونوں قدم اور
پیشانی۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
سات تہہ بوں پر سجدہ کا حکم دیا گیا حدیث صحیح
میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
سات تہہ بوں پر سجدہ کا حکم دیا گیا حدیث صحیح
میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
سات تہہ بوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا حدیث صحیح
میں ہے۔

نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد

بأعلى جبهته على قعاص الشعر -

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۳۹)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی کے اوپر دوسے حصے پر سجدہ کر رہے تھے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ میں پیشانی کا لگانا فرض ہے اور اس کے ساتھ ناک کا لگانا سنت یا استحباب ہے۔ امام الوضیفہ اور امام مالک کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی کا بھی مختار قول یہ ہے البتہ امام احمد بن حنبل ناک اور ریت کی دوڑوں کو سجدہ میں لگانا واجب قرار دیتے ہیں۔

امام الوضیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا مشہور مسلک یہ ہے کہ ناری سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر جہرہ اور امام مالک کا مسلک اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ ناری سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے رکھے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه قال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سجد

احدكم فليضع يديه قبل ركبتيه ولا

يدرك بركبتيه البعير - (سنن ترمذی ج ۱ ص ۲۳۹)

اور جہرہ کی دلیل یہ حدیث ہے:

عن وائل بن حجر قال رایت رسول

الله صلى الله عليه وسلم اذا سجد وضع

ركبتيه قبل يديه وادسنه روعه يديه

ركبتيه اخراجه ابو داود والنسائي والترمذي

قال الخطابي هذا اصح من حديث

ابی هريرة وسواء عن ابی سعيد قال

كنا نضع اليدين قبل الركبتين فامرونا

بوضع الركبتين قبل اليدين وهذا

يدل على نسخ ما تقدمه وقد روى

الترمذي حديث ابی هريرة اذا سجد

احدكم فليبدأ بركبتيه قبل

يديه ولا يدرك بركبتيه القبل -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا آپ نے ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھا اور جب سجدہ سے اٹھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھائے، اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی و نسائی سے اپنی اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور خطابی نے بیان کیا کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے زیادہ قوی ہے اور حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ ہم (سجدہ میں) گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھ کر بیٹھتے تھے تو یہ حکم دیا گیا کہ ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھیں حدیث حضرت ابو ہریرہ کی روایت کے مندرج

۱۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی ترمذی، سنن ترمذی ج ۱ ص ۲۳۹، مسطورہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

جوسے یہ دلیل ہے، ثرم نے بوم سے
 یہ روایت کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی غفلت
 سجدہ کرے تو باحقوں سے پہلے زمین پر
 گھٹنے رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔

اثرم کی ہدایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کی ہدایت مضطرب ہے اور حضرت ابو سعید کی ہدایت
 سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کی روایت منسوخ ہے اس لیے اس منسوخ اور مضطرب روایت نہ ہو
 کہ حضرت وائی بن جبہ کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے کہ نازی سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے چڑھا تو
 پھر چہرہ رکھے اور جب سجدہ سے اٹھے تو پہلے چہرہ پھراتا تو اور گھٹنے اٹھائے۔

بعض متاخرین مشائخ، حدیث
 سجدہ میں پیر زمین پر رکھنے کی فریضت کا تحقیق
 کہتا ہے کہ سجدہ میں دو دروں پر رکھنا فرض ہے اور بعض صاحبان نے کہا ہے کہ
 صرف ایک پیر کا رکھنا فرض ہے، لیکن یہ اقوال صحیح نہیں ہیں کیونکہ امام نے یہ قلعہ نسخ کی ہے
 کہ سجدہ میں صرف چہرے کے بعض حصہ کو رکھنا فرض ہے، درہم حقوں گھٹنوں اور پیروں کا رکھنا
 فرض نہیں ہے۔

مولانا امجد علی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

پیشانی کا زمین پر جہاں سجدہ کی حقیقت ہے، در پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ گنا مثلاً۔ تو اگر
 کس نے اس طرح سجدہ کیا کہ دروں پاؤں زمین سے اٹھے رہیں ناز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک
 زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت دگ نا غل میں (در مختار، فتاویٰ رضویہ)۔
 مولانا امجد علی رحمہ اللہ نے یہ صحیح لکھا ہے کہ سجدہ کی حقیقت پیشانی کا زمین پر رکھنا ہے، البتہ ان
 کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ پیروں کا زمین پر رکھنا شرط ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

سجد سجد سجود وضع جہتہ الارض بشا
 علامہ غفری لکھتے ہیں:

وقی السجود امنا من جہتہ الارض
 علی الارض علی فی حیضہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔ مولانا امجد علی متوفی ۱۳۷۶ھ، بہار شریعت ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ شیخ غلام علی نندسٹر کرچی ۱۳۳۳ھ
 ۲۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ مکتبۃ الترغویہ
 ۳۔ شمس الدین محمد بن محمد غفری متوفی ۷۴۳ھ، مبسوط ج ۱ ص ۱۸۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۵۲ھ

اور علامہ ابن ہمام کہتے ہیں:

ان لفظاً امرت مستعمل فیما هو اعم
من الندب والوجوب وهو معنی طلب
منی ذلک، ثم هو فی انجسمة وجوب
وفی غیرها معہ اندب اور فی التندب
بخصوصہ۔

امرت (مجھے حکم دیا گیا ہے) کا لفظ وجوب
اور استحباب میں عام ہے، اور اس کا معنی ہے کچھ
سے اس کو طلب کیا گیا ہے، اور یہ پیشانی میں
وجوب کے لیے ہے اور باقی میں وجوب کے
ساتھ استحباب کے لیے یا بالخصوص استحباب
کے لیے ہے۔

اور علامہ جلال الدین خوارزمی لکھتے ہیں:

اما اعضاء السجود فسبعة وفريضة
السجود تتعلق بعضها واحد منها في قول
ابن حنيفة رحمه الله وهو الوجه۔

سجدہ کے سات اعضاء میں اور سجدہ کی
فرضیت ان میں سے اہم ابو حنیفہ کے نزدیک
صرف ایک عضو کے ساتھ متعلق ہے اور وہ چہرہ
ہے۔

علامہ ابن نجیم، علامہ ابن ہمام اور علامہ خوارزمی کی عبارات کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں سجدہ کا حکم
دیا گیا ہے اس لیے سجدہ فرض ہے اور سجدہ کی حقیقت زمین پر چہرہ کو رکھنا ہے اور زمین پر پیشانی
یا ناک گھسنے سے زمین پر چہرہ لگ جاتا ہے، اس لیے پیشانی یا ناک میں سے کسی ایک کے گھسنے سے
فرض سجدہ ادا ہو جاتا ہے اور حدیث میں جن سات اعضاء پر سجدہ کا حکم دیا گیا ان میں سے صرف
پیشانی کو زمین پر رکھنا فرض ہے جبکہ قرآن مجید کے مطابق ہے اور باقی اعضاء یعنی دونوں ہاتھ،
دونوں گھٹنے اور دونوں پیرسوان کا زمین پر رکھنا مستحب ہے، کیونکہ خبر و حد سے فرضیت ثابت
نہیں ہوتی اور علامہ مرغینانی نے قدوری سے جو یہ نقل کیا ہے کہ سجدہ میں پیروں کا زمین پر رکھنا فرض
ہے تو اس کے متعلق علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وذكر القدوري ان وضعهما فرض وهو
ضعيف واما اليد فمظاهر الرواية عدم
افتراض وضعهما قال في التجميع والجملة
وعليه فتوى مشايخنا۔

قدوری نے یہ ذکر کیا ہے کہ سجدہ میں پیروں
کا رکھنا فرض ہے، یہ ضعیف قول ہے اور
راہ مقول اور گھٹنوں کا رکھنا ترغابہا روایت کے
مطابق ان کا رکھنا بھی فرض نہیں ہے، تجميع خلاصہ
الفتاویٰ میں لکھا ہے ہمارے مشائخ کا یہی پر

۱۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدر ج ۱ ص ۲۶۴، مطبوعہ مکتبہ قدیریہ رضویہ سکھر

۲۔ علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ علیٰ مشن فتح القدر ج ۱ ص ۲۶۵

۳۔ علامہ زین الدین بن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۰۱ھ، البحر الرائق ج ۱ ص ۳۱۸، مطبوعہ مکتبہ قدیریہ رضویہ سکھر

فتویٰ ہے۔

نیز علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

ودھب شیخ الاسلام ان وصحہ
سنة فتکون الحکومة تنزیہة۔اور شیخ الاسلام کا مذہب یہ ہے کہ دونوں
پیروں کا ہر دو زمین پر رکھنا سفیت ہے اور
دونوں کا اٹھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

علامہ حنفی لکھتے ہیں:

وذكر صاحب الترتیب فی بیان بیدین وبقا
سواء فی عدم تعریضة وهو لدی
یدل علیہ کلام صاحب الاسلام فی مبسوط و
هو الحق۔اور مرتبہ ثانی نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ
دو دونوں پر فرض نہ ہونے میں برابر ہیں،
مبسوط میں شیخ رحمہ اللہ کا کلام بھی اسی پر دلالت
کرتا ہے اور یہی حق ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قد وردی، کہنی اور جھماکے سے یہ لکھا ہے کہ سجدہ میں نہ ہی پر دونوں ہاتھوں کا رکھنا فرض ہے،
اور جلال نے یہ ذکر کیا ہے کہ بہ سنت ہے، قدوری کی عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ایک ہاتھ
لیا تو جائز نہیں ہے، درحدیث اتفاق میں لکھا ہے کہ اگر ایک ہاتھ لیا تو جائز ہے اور اس
کو مکروہ نہیں کہا، اور فتاویٰ قاضی خاں میں اس کو مکروہ لکھا ہے اور جامع تہذیبی میں لکھا ہے کہ اگر
دونوں پر اور دونوں ہاتھ نہیں رکھے تو جائز ہے، درمحیط میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ کے وقت دونوں
گھٹنے زمین پر نہیں رکھے تو جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

پیروں کا رکھنا سجدہ میں اس لیے فرض ہے کہ سجدہ میں دونوں ہاتھ لیے تو بہ تنظیم اور
اجلال کے بھانپنے سے زیادہ مشابہ ہے در ایک اعلیٰ کارکن کافی سے دروجہ میں
لکھا ہے کہ دونوں پیروں کا رکھنا فرض ہے اگر ایک ہاتھ رکھی در ایک کو خفیہ تو یہ کہ بہت کے
ساتھ جائز ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے۔علامہ ابن ہمام کی اس عبارت پر بہ غلط فہم ہے کہ ذہنیت قضی الثبوت اور قطع لدلالة دلیل سے
ثابت ہوتا ہے جیسا کہ خود انھوں نے شروع میں لکھا ہے، محقق کسی کی رائے سے ذہنیت ثابت

- ۱۔ علامہ زین الدین بن نجیم مصری حنفی متوفی ۷۹۰ھ، البحر الرائق ص ۳۰۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ بیروت، مصر
- ۲۔ علامہ ابن فراموز خرمی متوفی ۸۸۵ھ، دررکحلام فی شرح غررالحکام ج ۵، مطبوعہ مطبعہ فنی وایکسٹریکشن ۱۹۱۱ھ
- ۳۔ علامہ بدر الدین محمد بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، نایہ ج ۱ ص ۶۵۳، مطبوعہ مطبعہ فنی وایکسٹریکشن
- ۴۔ علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۰۰ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ بیروت، مصر

نہیں ہوتی اور تلاعب کے ساتھ مشابہت کا جواب یہ ہے کہ فرض کیجئے کسی نے ایک پیر بہت زیادہ امثال
یا تزیہ بھی تلاعب کے مشابہ ہے حالانکہ صرف ایک پیر کو اٹھانے سے صاحب الصلوٰۃ قاضی نماز اور
اکثر نقباء کے نزدیک ناز جانوسے نیز تلاعب کے ساتھ مشابہت اس وقت ہوگی جب دونوں پیر بہت
زیادہ اٹھالیے جائیں اور اگر دونوں پیر زمین پر گئے نہ ہوں صرف منہلی سے اٹھے ہوتے ہوں تو یہ تلاعب
کے ساتھ مشابہ نہیں ہے، حاصل بحث یہ ہے کہ سجدہ میں گھٹنوں کی طرح بالخصوص پیروں کا زمین
پر رکھنا بھی فرض نہیں ہے، ان پیشانی کو زمین پر رکھنے کے لیے یہ قدری ہے کہ بائیں کے ساتھ گھٹنوں
یا پیروں میں سے کسی ایک کو زمین پر رکھا جائے، اس لیے سجدہ میں بائیں کے ساتھ گھٹنوں اور پیروں میں
سے کسی ایک کا لامل استینار زمین پر رکھنا فرض سے خصوصیت کے ساتھ پیروں کا رکھنا فرض نہیں ہے اللہ
یہ فرض ظنی ہے جو ممکن واجب ہے۔
علامہ بابرؒ حنفی لکھتے ہیں:

قلوبہ می نے ذکر کیا ہے کہ سجدہ میں پیروں
کو زمین پر رکھنا بھی فرض ہے، پس جب نازی
نہ سجدہ کیا اور اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں کو
زمین سے اٹھایا تو یہ مافوق نہیں ہے اس طرح
کرنی و رجھا میں نے بھی ذکر کیا ہے اور اگر ایک پیر
کو رکھا تو یہ جائز ہے اور قاضی نماز نے کہا مکروہ
ہے اور امام ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ دونوں
ہاتھ اور دونوں پیر ہم فرضیت میں برابر ہیں، مبسوط
میں شیخ الاسلام کا کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے
اور ہر کی حق ہے۔

واما وضع القدمین فقد ذكر نقد روى
انه فرض في السجود فاما سجد وضع اصابع
رجليه عن الارض لا يجوز كذا ذكره مكرخي
والجصاص ولو وضع احد هاتين
فأعني خالف ويكره ذكره لا مام القم تاتق
ان اليدين والقدمين سواء في عدم العريضة
وهو الذي يدل عليه كلام شيخنا نساه
في مبسوطه وهو الحق - طه

علامہ ملاؤ الدین کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

واختلف في محل إقامة فرض السجود
قال أصحابنا العدة هو بعض الوجه
وقال نافع والشافعي السجود فرض
على الأجزاء السبعة الوجه واليدين و
الركبتين والقدمين احتجنا بما روى عن
النبي صلى الله عليه وسلم إنما قال أصرت

سجدہ میں کس چیز کو قائم کرنا فرض ہے اس
میں اختلاف ہے۔ ہمارے اصحاب ثلاثہ نے یہ کہا
ہے کہ چہرہ کے بعض حصہ کو رکھنا سجدہ میں فرض ہے
مام شافعی اور امام نفع نے یہ کہا ہے کہ سجدہ میں
ساتھ اعضاء چہرہ، دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو پیروں
کا رکھنا فرض ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی

طرح نکھا ہے اور اگر صرف ایک پیر کو رکھا تو قاضی خاں نے کہا یہ مکروہ ہے اور اہم تر متاثری نے یہ ذکر کیا ہے کہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر عدم فرضیت میں بلا ہیں، مہسوط میں شیخ الاسلام کے کلام کی بھی اسی پر روایت ہے اور اسی طرح نہایت اور غلبہ میں ہے، مجتہد میں نکھا ہے میں کہتا ہوں کہ مختصر کر ہی، محیط اور قدوری کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ جب نماز نے ایک پیر رکھا اور ایک اٹھا تو یہ جائز نہیں ہے، اور میں نے بعض نسخوں میں بھی اس میں دو روایتیں ہیں، فیض اور خلاصہ میں یہ نکھا ہے کہ اگر ایک پیر رکھا اور ایک اٹھا تو یہ جائز ہے، اس لیے اب اس مسئلہ میں تین روایات ہو گئیں، (۱) دونوں پیروں کا رکھنا فرض ہے (۲) ایک پیر کا رکھنا فرض ہے (۳) کسی پیر کا رکھنا بھی فرض نہیں ہے۔ اور اہل سہرہ سے کہ پیروں کا رکھنا سنت ہے، ابھار میں بھی نکھا ہے کہ شیخ الاسلام کے نزدیک دونوں پیروں کا رکھنا سنت ہے تو دونوں پیروں کا اٹھانا مکروہ تنزیہی ہوگا غلبہ میں اسی تیسری روایت کو اختیار کیا ہے، اور کھانے میں حق ہے اور درمیں اس کو بہر قرار رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کا تحقق پیروں کے رکھنے پر موقوف نہیں ہے اور اس کو فرض نہ کرنے سے خبر واحد سے کتاب پر زیادتی لدم آئے گی، لیکن شرح منیہ میں اس تحقیق کو ذکر دیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ کوئی فقہی روایت اس کی موافقت نہیں کرتی اور روایت اس کی نفی کرتی ہے، کیونکہ فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہو سکتا ہے اور جب ہمارے اندک تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ بافتوں اور گشتوں کا رکھنا سنت ہے نہ کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ یہ فرض ہیں اتواب اگر پیروں کا رکھنا بھی فرض نہ ہو تو سجدہ میں بافتوں اور گشتوں اور پیروں کو زمین پر رکھے بغیر پیشانی کو زمین پر رکھنا کیسے ممکن ہوگا، اس سے زمین پر پیشانی کا رکھنا دونوں پیروں یا ایک پیر کے زمین پر رکھنے پر موقوف ہوگا ورنہ فرض کا مقدمہ موقوف علیہ بھی فرض ہوتا ہے اس لیے جب سجدہ میں زمین پر پیشانی رکھنا فرض ہے تو زمین پر دونوں پیروں یا کسی ایک پیر کا رکھنا بھی فرض ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ تقدیر سہرہ امہ غلط ہے اول تو اس لیے کہ خارج منیہ کا یہ کہنا غلط ہے کہ کوئی رقت اس کی موافقت نہیں کرتی، کیونکہ ہم پہلے باحوالہ بیان کہ چکے ہیں کہ ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک سجدہ میں صرف چہرہ کا بعض حصہ رکھنا فرض ہے اور باقی اعضاء کا رکھنا سنت ہے، مہسوط، ہلایہ اور بدائع الصنائع کے حاکم نے گذر چکے ہیں اور شیخ الاسلام اور اہم تر متاثری کے حوالوں سے یہ تصریح گذر چکی ہے کہ پیروں کو سجدہ میں رکھنا فرض نہیں ہے، سنت ہے نیز شارح منیہ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ بافتوں اور گشتوں کا رکھنا فرض ہے، کیونکہ محیط کے حوالے سے یہ گذر چکا ہے کہ گشتوں کو زمین پر رکھے بغیر سجدہ جائز نہیں ہے، اور شارح منیہ نے یہ جو کہا ہے کہ فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہوتا ہے یہ صحیح ہے، لیکن زمین پر پیشانی کا رکھنا صرف زمین پر پیر رکھنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اگر نمازی نہ دونوں متقیہاں اور گشتوں کے رکھنے کے بغیر سجدہ کر کے بھی زمین پر پیشانی رکھی جا سکتی ہے اور ہیئت

سجدہ متحقق ہو سکتی ہے، یا مرن گھٹنے اور پھیلیاں رکھے اور پیروں رکھے پھر بھی میثت سجدہ متحقق ہو سکتی ہے، اگرچہ کامل اور سنت کے مطابق میثت سجدہ میٹوں کے رکھنے سے ہوگی اس سے رون پیروں کو سجدہ کا موقوف علیہ کہنا غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ دونوں گھٹنے اور دونوں پیروں میں سے کوئی ایک عضو را علی التین میثت سجدہ کا موقوف علیہ ہے، یا مخصوص پیروں کا زمین پر رکھنا سجدہ کا موقوف علیہ نہیں ہے۔ یا غنمہ ہد۔ بحدید فائدہ من حصائص ہد۔ اکتاد۔
اس کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں:

شرح منیہ کی تقریر کی تاہم اس سے موتی کے مصنف نے شرح اربعین میں یہ لکھا ہے کہ سجدہ میں ہاتھوں اور گھٹنوں کا رکھنا سنت ہے کیونکہ سجدہ کی بابت پیشانی در پیروں کے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے، اسی طرح کفایہ میں نام ہی کرنی اور صراح کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے سجدہ میں دونوں پیروں کو اٹھایا تو سجدہ نہیں ہوگا، اور اگر ایک پیر کو اٹھایا تو سجدہ ہو جائے گا، فیض میں لکھا ہے کسی پر فتویٰ ہے اور علیہ میں لکھا ہے اس کی زیادہ ترجیح یہ ہے کہ یہ واجب ہے، اور دلیل کے متنازعے متوسط قول یہ ہے کہ اقول اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا واجب ہے اور پیروں کا رکھنا بھی واجب ہے، البحر الرائق، عمدہ شریعہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، میں کہتا ہوں جن مشائخ نے پیروں کے رکھنے کو فرض کیا ہے اس کو بھی وجوب پر محمول کر دیا جائے، در سطح الاسلام اور امام ترمذی نے جو فرضیت کی نقل کی ہے وہ وجوب کے ثبوت کے متنازعے نہیں ہے، اور قدوری نے جو پیروں کے رکھنے کو فرض کہا ہے تو اس کی تاویل یہ ہے کہ فرض کاطلاق کبھی واجب پر بھی کر دیا جاتا ہے اور شرح منیہ نے جو غنایہ کی عبارت پر بحث کی ہے اس پر یہ القرض سے کہ زمین پر پیشانی کا رکھنا پیروں کے رکھنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ پیشانی کے رکھنے کا توقف ہاتھوں اور گھٹنوں پر زیادہ واضح ہے، نو سجدہ میں پیروں کے زمین پر رکھنے کو فرض کہنا ترجیح جہاں صحیح ہے، بلکہ ترجیح بالمرجح ہے، در نقی روایات میں یہ لکھا ہے کہ پیروں کا اٹھانا جائز نہیں ہے یہ نہیں لکھا کہ پیروں کا رکھنا فرض ہے اور عام جہاں وجوب کے خلاف ہوگی صادق آتا ہے، ذیضت کا قول صرف قدوری کا ہے اسی وجہ سے البحر الرائق میں لکھا ہے کہ قدوری کا یہ قول ضعیف ہے، حاصل بحث یہ ہے کہ کتب مذہب میں پیروں کے رکھنے کو فرض لکھا ہے اور دلیل اور قواعد کے اعتبار سے اس کا فرض نہ ہونا راجح ہے اسی سے غنایہ اور در میں بحث ہے کہ ہی حق سے پھر اس کی ترجیح یہ ہو سکتی ہے کہ فرض کی نقل کو وجوب پر محمول کر دیا جائے۔

علامہ شامی نے البحر الرائق کے حاشیہ پر بھی تقریر بخشی ہے لیکن یہاں زیادہ تفصیل کی ہے۔
علامہ شامی کی اس عبارت میں بھی تشکیک ہے، حتیٰ کہ زمین پر پیشانی کا رکھنا خصوصیت کے ساتھ

۱۔ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متروقی ۱۲۵۲ھ۔ رد المحتار ج ۳ ص ۴۷۰۔ ۴۷۱ مطبوعہ مطبعہ قدوسیہ تہران
۲۔ علامہ محمد بن علی بن محمد حنفی متروقی ۱۰۹۰ھ۔ درمنا علی مسر راجح ج ۳ ص ۴۷۰، مطبوعہ مطبعہ کتابیہ سستون ۱۳۲۰ھ

پیروں پر موقوف نہیں ہے بلکہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ گھٹنوں اور پیروں میں سے کسی ایک پر لاعلیٰ التین موقوف ہے اس لیے ہاتھوں کے ساتھ ان دو اعضاء میں سے کسی ایک کا زمین پر رکھنا واجب ہے اور دونوں کا بیک وقت رکھنا سنت ہے اور جب نازی نے سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنیں رکھے ہوئے ہوں اور دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اس سے نازنا سجدہ نہیں ہوگا الا یہ کہ کوئی نازی مد فاشش تک پیر بالکل اوپر اٹھائے تو یہ عمل تکائب کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگا۔

سجدہ میں کسی ایک انگلی کے پیٹ لگانے کے فرض نہ ہونے کی تحقیق

دیالیا کہ سجدہ میں کم از کم ایک انگلی کا پیٹ لگانا بایں طہ کہ انگلی کا پیٹ قبلہ کی طرف ہو فرض ہے درگہ سجدہ میں کسی انگلی کا پیٹ زمین پر نہیں لگنا تو نازنا سجدہ ہونے کی یہ قول بھی بلا دلیل اور باطل ہے کیونکہ جب پیر کا رکھنا ہی فرض نہیں ہے تو کسی انگلی کا پیٹ لگانا کیسے فرض ہوگا۔ اور اس کی بنیاد و مختار کی ایک عبارت ہے جس کو ہم پیش کر رہے ہیں:

علامہ محمد بن علی بن محمد حنفی لکھتے ہیں:

يفترض وضع اصابه لقدم ونحو
واحدة نحو بقية و زعم تجزؤ من اس
عنه عافون۔ ۳۰

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کر کے رکھنا سواہ ایک انگلی ہو یہ فرض ہے ورنہ ناز ہائز نہیں ہوگا اور لوگ اس مسئلہ سے نادان ہیں۔

علامہ ابن مابین شامی اس عبارت کے متعلق جتنے ہیں:

کہ اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ قبلہ کی طرف انگلیوں کو متوجہ کرنا سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ برجدی اور قہستانی میں سے اور اس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ ۳۱

۳۰۔ علامہ محمد بن علی بن محمد حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ درمختار علی المشراہ متاخر ج ۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۳۲۷ھ
۳۱۔ علامہ سید محمد امین ابن مابین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ درمختار ج ۲، ۴۶۸ھ

مے زمین پر ہوتے کے ساتھ پیشانی رکھنا تو دو اعضاء پر موقوف ہے۔ دونوں ہاتھوں کے ساتھ دونوں گھٹنوں یا پیروں میں سے کوئی ایک لاعلیٰ التین تاہم یک عضو کے ساتھ جس پیشانی زمین پر رکھی جا سکتی ہے مثلاً دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں اور گھٹنیں اور پیر دونوں زمین سے اٹھائیں یا دونوں گھٹنیں زمین پر رکھیں اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر زمین سے اٹھائیں، مگر اس میں دقتاری ہے جو یہ ہے کہ صرف ہاتھوں سے بھی سجدہ ہو سکتا ہے و صرف گھٹنوں سے بھی سجدہ ہو سکتا ہے، لہذا صرف پیروں سے سجدہ نہیں ہو سکتا بایں طہ کہ صرف پیروں کے زور پر پیشانی کو زمین پر رکھا جائے اور ہاتھوں اور پیروں کو نہ رکھا جائے اور (حاشیہ صفحہ نمبر ۳۲۷ صفحہ بریل خط نمبر ۱۰)

پھر اس کی تفصیل میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

صاحب تصویر الابعاد کے ماقبل نے لکھا ہے انگلیوں کی اطراف کو قبلہ کی طرف متوجہ کرے اور اگر نہیں کیا تو یہ مکروہ ہے جس طرح اگر بلا غدر ایک پیر کو رکھا اور دوسرے کو اٹھایا تو یہ مکروہ ہے۔ اسی طرح صاحب ہدایہ نے پنجپیس میں لکھا ہے اور علامہ رملی نے حاشیہ ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ یہ سنت ہے اور اس کو برجہ دی اور صاوای سے نقل کیا ہے اور اس کی مثل دیا منسوبی اور قسستانی نے جلالی سے نقل کیا ہے اور علیہ میں لکھا ہے کہ مسجد کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرے، کیونکہ صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناسی سے بیان میں منقول ہے جب نمازی مسجد گھر سے نرا اپنے ہاتھوں کو بچھانے اور سکیڑے بغیر نہ جین پر رکھے اور اپنی انگلیوں کی پیروں کو قبلہ کی طرف کرے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پیر رکھنے کے بارے میں تین اقوال ہیں فرضیت، وجوب اور سنت۔ یہاں علامہ شامی کو ترجیح ہو اسے انھوں نے پہلے یہ تین قول بیان کیے تھے (۱) دونوں پیروں کا رکھنا فرض ہے۔ (۲) ایک پیر کا رکھنا فرض ہے (۳) کسی پیر کا رکھنا فرض نہیں ہے (سیدہ غفرلہ)۔ اور پیر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ پیر کی انگلیاں رکھی جائیں خواہ ایک انگلی رکھ جائے اور کتب مذہب میں پہلا قول مشہور ہے۔ اور ابن میرزا سے علیہ میں دوسرے قول کو ترجیح دی ہے اور یہاں تصریح کی ہے کہ انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اصل اختلاف صرف پیروں کے رکھنے یا نہ رکھنے میں ہے، پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرنے میں نہیں ہے، اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرنے کے متعلق ہمارے تمام فقہاء کا ایک ہی قول ہے کہ یہ سنت ہے اس کے برعکس صاحب درمختار نے تہذیب منیہ راہدی معتزل کے متابع میں اس کو رد کیا ہے اور اس کی تائید اس سے مولیٰ ہے کہ محقق بن ہام نے نہ راہ نقیہ میں لکھا ہے کہ مسجد کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ انگلیوں کے سرور کو قبلہ کی طرف کیا جائے، اور گھٹنوں کو زمین پر رکھا جائے، اور پیروں کے رکھنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ اس عبارت میں محاسبے مؤلف کا قصہ ہے کیونکہ علامہ ابن ہمام نے وثوق سے کہا کہ انگلیوں کے سرور کو قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے اور یہ کہا کہ اصل اختلاف پیروں کے رکھنے کے حکم میں ہے کہ آیا پیروں کو رکھنا فرض ہے یا وجوب ہے یا سنت ہے، اس تحریر کو فقہیت مجہولہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اور اس پر متنبہ ہوا۔

میں نے یہ بات واضح کرنے میں بہت تفصیل اور تحقیق کی ہے کہ مسجد میں دروں یا کسی ایک

(حاشیہ صفحہ سابق) تعجب اور حیرت اس پر ہے کہ شامی نے مسجد میں عرف اہل حق اور صرف گھٹنوں کے رکھنے کو فرض نہیں کیا جن میں سے ایک مسجد کا مستقل متوطن علیہ سے، اور پیروں کے رکھنے کو فرض کہا ہے، جس کے بغیر مسجد ہو سکتا ہے، الغرض پیروں کو زمین پر رکھنے کا مسجد میں کوئی دخل نہیں ہے۔ سیدہ غفرلہ۔

علامہ سید محمد احسن ابن عابد بن شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۷۰، ۴۷۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ بیروت، ۱۳۲۰ھ

پیر کا رکھنا فرض نہیں ہے، نہ واجب ہے اور نہ کسی ایک انگلی کے پیٹ کا لگانا سجدہ میں فرض یا واجب ہے، اور جب سجدہ میں نمازی کے دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر ہوں اور اس کے دونوں یا ایک پیر زمین سے اٹھ جانے یا اس کی کسی بھی انگلی کا پیٹ زمین پر نہ لگے تو اس کی نماز سجدہ نہیں ہوتی، البتہ یہ عمل سنت کے خلاف ہے اور صرف مکروہ تنزیہی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بعض متشدد و رگ نمازیں لوگوں کی انگلیاں دیکھتے رہتے ہیں اور اگر کسی امام کی نماز میں کوئی انگلی زمین سے نہ لگے تو اس امام سے خلاف نقووں کا طوفان اٹھا لیتے ہیں اور اس طریق کو مسجدت نکالی کر دم لیتے ہیں، کیونکہ امام دستیاب اردو کی کتابوں میں یہ مسئلہ بھی موصوفہ ہے کہ سجدہ میں کسی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر رکھنا فرض ہے، ہر چند کہ بعض متاخرین مشائخ احناف نے اسی طرح کھنا ہے لیکن ان کا یہ قول صرف ذرا حق محید، امام دین اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد اور ان کے بعد شیخ الاسلام، امام غزالی، امام ترمذی، امام قسطلانی، امام عسکری، امام شافعی اور دیگر محققین کی تعمیرِ کج کے خلاف ہے، کیونکہ سجدہ کی حقیقت صرف پستی یا ناک کو زمین پر رکھنا ہے اور بس! البتہ اس کے معنی کے لیے ہاتھوں کے ساتھ گھٹنوں یا پیروں میں کسی ایک کا لای علی لتعبیر زمین پر رکھنا واجب ہے کیونکہ فرض کا مقدمہ فرض ہوتا ہے اور چونکہ یہ فرض ظنی ہے اس لیے یہ حکم واجب ہے۔

میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے پہلے کسی اور نے اس موضوع پر اتنی تفصیل سے لکھی ہو اور چونکہ لوگوں میں مشہور وہی ہے جو امام دستیاب اردو کی کتاب میں لکھی ہو اس لیے اس سے بہت ناہمکنہ ذمہوں اور عقلمندوں کو گروں کو نہ دے اس سے اضطراب ہو گا، لیکن میں اظہارِ حق میں کبھی رگوں کے چین بد نہیں ہونے کی پرواہ نہیں کرتا، ہم کو یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہیے کہ ہم صرف مبلغ میں شارع نہیں ہیں کسی چیز کو فرض یا واجب اور سنت یا مستحب قرار دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے، ہم نیز وہیں شرعی کے کسی چیز کو فرض نہیں کہہ سکتے، جن بعض فقہاء نے سجدہ میں سر رکھنے کو فرض کہا، اطوہا نے بالخصوص پیروں کے زمین پر رکھنے کو سجدہ کا موقوف علیہ سمجھ لیا، یہ ان کی اجتہادی خداداد ہے جس میں وہ عند اللہ ماجور ہیں۔ لیکن ہم پر یہ واضح ہو گا کہ بالخصوص پیروں کا رکھنا سجدہ کا موقوف علیہ نہیں ہے تو تم کو جان ہو چکہ مکھی پر مکھی مارنا نہیں چاہیے، اور اس پر غور و فکر و اصرار نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ان فقہاء کے درجات بلند کرے وہ یقیناً تسلط اور تقویٰ میں ہم سے بہت جدا اور برتر رہتے اور ہم ان کی گرد و را کو بھی نہیں چسپتے لیکن اس کے باوجود وہ بشر اور انسان تھے اور اجتہادی خطاؤں سے منزہ انہیں تھے اور نہ ہم ہیں، اگر چند مسائل میں ان کی اجتہادی خطا نکلی آئے تو اس سے ان کی علمی عظمتوں میں کوئی فرق نہیں آتا وہ یقیناً علم دنیا میں لقمہ کے آفتاب اور ماہتاب ہیں، اور ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ دین اسلام آسان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سہل اور آسان، حکام بیان کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے بلاوجہ سخت اور دشوار قوت سے قائل کر کے مسلمانوں کو مشکل میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔ واخود عنواناں، الحمد للہ رب العالمین

يُضَيِّطُ أَحَدَكُمْ بِدِينِ الْآخَرِ إِنَّكُمْ تَكُفُّونَ

کو (سجدہ میں) کہنے کی طرح نہ پچھلے۔

نوٹ: یہ حکموں کے لیے عورتوں کی ناز کا طریقہ، نشاء اللہ منقریب شرح میں آئے گا یہ غرض

١٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمِّ مَيْمُونٍ وَابْنُ بَشِيرٍ
قَالَا مُعْتَدُ بْنُ جَعْفَرٍ ٧ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ
حَبِيبٍ قَالَا خَالِدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ عَارِبٍ قَالَ
سَمِعْتُ يَهُذَا السَّامِدِيَّ حَدَّثَنَا ابْنَ جَعْفَرٍ وَكَأَنَّ
يَتَبَسَّطُ أَحَدُ كُذِّبَ عَنْهُ بِسَاءَ تَكْلِيفٍ .

١٠٠٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ
اللهِ بْنَ اَبِي اَدٍ عَنْ اَبِي رِيٍّ يَنْبَغِي عَنْ اَبِي رُوَاحٍ
قَالَ رَأَيْتُ اَبِي عَنَّا اَلَمْ تَعْلَمْ وَسَمِعْتُ اَبَا سَجْدَةَ
قَصَصَ كَفَيْكَ دَارَهُ مِنْ رَفِيقِكَ .

١٠٠٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
وَهُوَ ابْنُ مَرْثَدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَجُلٍ
عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَجْمَةَ بْنَ مُسَرَّةٍ
الْمَدَنِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
يَكُونُ حَتَّى يَبْدَأَ بِأَمْرِ نَجْمَةٍ -

١٠٠٨. حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَّابٍ قَالَ سَأَلْتُ أَمِيرَ دِينِ الْحَارِثِ
وَالْكَلْبِيِّ سَعْدَ بْنَ كِلَابَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ زَيْدٍ
يَهْدِي أَيْسَارَهُ دُرِّيَّةً وَزَيْدٌ سَيِّدٌ فِي الْحَارِثِ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْدُمُ
يُجْعِلُهُ فِي سَجُودِهِ حَتَّى يُرَى وَصَهُ يُنْصِبُهُ
فِي زِيَارَةِ الْكَلْبِيِّاتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْدُمُ
فَرَجَ يَذِيرُهُ عَلَى الْبَطْنِ حَتَّى يَرَى لَارِدَ نَيْبٍ نَصِيبِ

١٠٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا
سَمِعْنَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ بَعَثَنِي أَمَّا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ لَا صَدَقَ عَنْ عَمِّهِ يَرِيدُ
بُنَى الْأَصَدِّ عَنْ مَيْمُونٍ قَالَ كَانَتْ بَنُو صُلَيْمٍ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ وَأَنْ تَسْجُدَ لَوَلَدِهَا وَتُهْمَنَ لَكُمْ لَمْ يَكُنْ

حضرت برداشی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنی مٹیلیاں (زمین پر) رکھو اور کہنیاں زمین سے بلند رکھو۔

حضرت عبد اللہ بن ماسک بن یحییٰ رضی اللہ عنہ
 بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس
 وقت نازل پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو سن لکھنا
 رکھتے رہے آپ کی ہاتھوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

حضرت عمرو بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے بالعموم کو کٹ رہا دیکھتے یہاں تک کہ آپ کی نعل کی سفیدی یا سفیدی کا جگہ سفید نظر آتی اور بیٹھ کر سلامت میں ہر بار کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے بالعموم کے بعد رکھتے تھے کہ میں آپ کی نعلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مسجد کرتے کہ اگر بکری کا بچہ آپ کی بیوی کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

أَنَّا جِئْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ عِبَادِكَ وَمِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ
تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَفْتِيهِ اسْمُ اللَّهِ يَا سَكِينَةُ يَا زَيْنَبُ يَا لَيْسَ بِكَ
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا ذَكَرَكَ تَعَبُّهُ حَقَّ رَأْسُهُ وَكَانَ
يُضَوِّبُهُ وَيَكْنُ يَنْ يَنْ وَمَا كَانَ إِذَا رَفَعَهُ رَأْسَهُ مِنْ
لُزْكَوْرِهِ مَحْجُودًا حَقَّ يَسْتَفْتِيهِ قَائِلًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَهُ
رَأْسَهُ مِنْ سَجْدَةٍ لَمْ تَسْجُدْ حَقَّ يَسْتَفْتِيهِ جَانِبًا
وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ سَجْدَةً وَكَانَ يُقْرَأُ
رِخْلَهُ يَسْتَفْتِيهِ وَيَنْصَبُ رِخْلَهُ الْيَمْنَى وَكَانَ
يَبْهِي عَنْ عَقْبِهِ اسْتَفْتِيهِ هُوَ يَبْهِي رِخْلَهُ الْيَمْنَى
وَكَانَ يُحْمِلُ مَقْصُودًا بِسَلَامَةٍ فِي رِخْلَيْهِ يَسْتَفْتِيهِ
أَيُّ عَالِمٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عَقْبِ لَحْيَتَيْنِ

الحمد لله رب العالمين سے شروع کرتے اور رکعت
میں پشت کو بالکل سیدھا رکھتے، سر نیچے رکھتے نہ
اوپر اور گریٹ سے جب سر اٹھاتے تو سیدھے
کمرے ہوئے بغیر سجدہ نہ کرتے اور جب سجدہ
سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک
نہ کرتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے، ہر
دور رکعات کے بعد التحیات پڑھتے (بیٹھتے) پھر
پایاں تیار کچھاتے اور دایاں پیر کچھارتے۔
شیطان کی طرح بیٹھنے اور درندوں کی طرح کابیایں
بیچھانے سے منع فرماتے اور سلام کے ساتھ
ناز کو ختم کرتے در ایک روایت میں ہے کہ ایک
مذہب شیطان سے منع کرتے تھے۔ (عقب
تھکان کی تشریح شرح میں ملاحظہ کریں)۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کے سورۃ فاتحہ کے جز نہ ہونے پر دلائل حدیث

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد بن محمد بن حنبل سے قرأت شروع کرتے تھے۔
امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی جز نہیں ہے، اس لیے ہمارے ہاں بسم اللہ سورۃ
سورۃ فاتحہ کو آہستہ پڑھا جائے گا اور جبرائیل علیہ السلام (قرأت الحمد للہ) قرأت الحمد للہ سے
شروع کی جائے گی اور امام شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے اس لیے جب ہی
نار میں بسم اللہ کو بھی احمد کے ساتھ بلند آواز سے پڑھا جائے گا (امام ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۵۵) نووی ج ۱ ص ۱۹۴
ج ۱ ص ۱۹۴ اس حدیث میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے مسلک پر واضح دلیل ہے کہ جب ہی نماز میں سورۃ
کہ بلند آواز سے نہیں پڑھا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہی نماز میں قرأت الحمد للہ
دب الغلمین سے شروع کرتے تھے، اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَابَا بَكْرٍ وَحُمَ كَانُوا يَفْتَحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۳)

علامہ نووی نے امام شافعی کی طرف سے اس حدیث کے جواب میں یہ کہا ہے کہ الحمد للہ رب
الغلمین سے شروع سورۃ فاتحہ سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ قرأت سورۃ فاتحہ سے

شروع کرتے تھے اور بسم اللہ چونکہ سورۃ فاتحہ کی جزبے تو قرأت بسم اللہ سے شروع کرتے تھے۔ علامہ نووی کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ترمذی شریف میں صراحۃً بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسفل قال سمعتنی ابی و
انی فی الصلوٰۃ قول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال
لی ی بنی حدث یا ک وحدث قال وہو را حدا من
صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ا یحفظ یہ
الحدث فی الاسلام یعنی منہ قال وقد صلیت مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع ومع
عثمان فلم سمع احدا منهم یقولہا فلما تفرغنا
و اننت صلیت فقلت یحمد منہ رب العہدین
(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۰۰ مطبع سعیدانیہ دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کو ناز میں آہستہ اور الحمد للہ رب العلمین کو جہری ناز میں
بلند آواز سے پڑھنا چاہیے، اس کے ثبوت میں مزید یہ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن قتادۃ قال سمعت انس بن مالک
قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لی
بکر ومع فلم اسمع احدا منهم یحمر بسم اللہ
لرحمن الرحیم و لی فقط و کلہم یخفی بسم اللہ
لرحمن الرحیم و لی فقط و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان لیس بسم اللہ الرحمن
الرحیم و ابی بکر ومع رواہ ابن شاذبین ر ۱۰

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس
بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور حضرت بکر اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہما کے اقتداء میں ناز پڑھی اور میں نے ان میں سے
کسی سے نہیں سنا کہ انھوں نے بلند آواز سے
بسم اللہ پڑھی ہو ایک روایت میں ہے کہ وہ سب
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھتے تھے
ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بسم
اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھا کرتے تھے
ان روایات کو ابن شاذبین نے بیان کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ نماز سر میں یا جہر یا ہر حال میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھیں جائے گی اور جہر یا نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر قرات الحمد للہ رب العالمین سے رہا تو از بندگی جائے گی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھنا اور الحمد للہ رب العالمین کو بلند آواز سے پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم سحر و ناکھ کا جڑ نہیں اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مسلک ہے۔

تشہد کے متعلق ائمہ اربعہ کی آرا | اس حدیث میں ہر دو رکعت کے بعد التَّحِيَّات پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں قعدوں کے بعد تشہد پڑھنا واجب ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ بغیر کسی اختلاف کے تواتر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ دو رکعت کے بعد التَّحِيَّات پڑھتے تھے۔ وہ آپ نے فرمایا صلوٰۃ میں (بخاری ج ۱ ص ۱۰۵) "اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتا ہوں اور سمجھتے ہو" نیز آپ کا حکم ہے "خُذُوا النِّجَابَ مَعَكُمْ" متحیات لہذا یہ مؤخر میں اس سے نہیں ہے کہ آپ نے متحیات سوا آ رہ جانے سے سجدہ سموکو کے نماز اور رکعت الیہ فرض ہو، تو اس کے بغیر نماز نہ ہوگی اور مفتی بن تدر (ج ۱ ص ۳۱۷) علامہ ابن تدر نے تشہد کی بحث میں تشہد کے واجب ہونے کی تفسیر کی ہے لیکن ان کے دلائل سے پتا چلتا ہے کہ وہ واجب یعنی فرض سے رہے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد کے نزدیک تشہد فرض ہے۔

مسک شافعی کی مستند کتاب میں لکھا ہے کہ تشہد سنت ہے۔

علامہ ابو اسحاق شہر ازی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وان كانت الصلوة تزيد على ركعتين
جلس في الركعتين للتشهد ونقل بعض
سلف عن النبي صلى الله عليه وسلم
تشهد بلفظ "....."
کہ نماز دو رکعت سے زیادہ ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑھے کیونکہ یہ تشہد ضروری ہے تا علیہ وسلم تواتر کے ساتھ منقول ہے اور یہ سنت ہے۔

اسی طرح علامہ ابن رشد نے بیان کیا ہے کہ امام مالک کے نزدیک بھی تشہد سنت ہے۔

علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:.....

فذهب مالك وابو حنيفة وجماعة الى ان التشهد ليس بواجب. فذهب مالك وابو حنيفة وجماعة الى ان التشهد ليس بواجب.
امام مالک و امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے کہ تشہد واجب نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ کی طرف جو علامہ ابن رشد نے تشہد کے وجوب کی نفی کی نسبت کی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ وجوب یعنی فرض کیونکہ فرض پر واجب کا اطلاق بھی کر دیتے ہیں اور اس طور پر یہ بھی ممکن ہے کہ مالکیہ

۱۔ علامہ ابن عمام متون ۸۶۱ ص ۸۶، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ مکہ

۲۔ علامہ ابوالوہید محمد بن احمد ابن رشد مالکی ترجمہ متون ۵۹۵ ص ۵۹۵، بذریعہ المجتہد ج ۱ ص ۹۳، مسجد دار الفکر بیروت

کے نزدیک بھی تشہد فرض نہ ہو بلکہ واجب ہو، لیکن ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک تشہد سنت ہی سے کڑوا
علامہ عبد الرحمن جزیری نے بھی یہ تصدیق کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک تشہد سنت ہے۔ نیز علامہ ابن رشد کی طرف
علامہ نووی نے بھی یہی کہا ہے کہ مالکیہ کے نزدیک تشہد سنت ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کے طریقہ میں ائمہ مذاہب کی آراء | احاث کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کا قدم
پیر کھڑا کیا جائے اور بایاں پیر بچھا لیا جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس زیور بحث روایت
میں ملاحظہ ہو۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک نماز میں بیٹھنے کا تمام صورتوں میں تورک سنت ہے یعنی
بایاں پیر نیچے سے نکال کر سر پر بیٹھ جائیں (جیسے عرب میں بیٹھتی ہیں) امام شافعی کے نزدیک پہلے
تقدہ میں تورک کر کے بیٹھے اور دوسرے تقدہ میں تورک کے ساتھ بیٹھے (شرح نووی مع سہم
۵/۱۹۵)۔ امام حنبل کے نزدیک بھی سجدہ کے بعد بیٹھے کا طریقہ احاث کے مطابق ہے۔
علامہ ابن قدام لکھتے ہیں:

السنة ان يجلس بين السجدة تن مفترقا
وهو ان يثني رجليه اليسرى فيسقطها ويجلس
عليها وينصب رجليه اليمنى ويخرجها من تحت
ويجعل بطون اصابعه على الارض معتد اعينها
لتكون اطراف اصابعها الى القبلة قال ابو حميد
في صفة صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثبثني رجلاه اليسرى وقعد عليها ثم غمد
حقى رجليه كل عضو في مرسعه ثم هود ساجدا
وفي حديث النبي صلى الله عليه وسلم الذي
روته عائشة وكان يفرس رجليه اليسرى
وينصب اليمنى

متفق عليه

نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ
دوسرے قدم کے درمیان پیر بچھا کر بیٹھے، اس کا
طریقہ یہ ہے کہ بایاں پیر موڑ کے بچھا لے اور
اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پیر اس طرح نیچے ہٹا
کر سے کہ سر کی انگلیاں زمین پر تقدہ کی طرف جمی رہیں۔
ابو حمید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور بایاں
پیر موڑ کر بچھا کے اس پر بیٹھ جاتے اور بائیں
سیدھے بیٹھتے حتیٰ کہ سر بڑھی، یعنی جبکہ پر آجاتی ہے۔
اس کے بعد دوبارہ سجدہ کرتے اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صفت
بیان کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور بایاں پیر
بچھا لے اور دایاں کھڑا رکھتے یہ حدیث بخاری
اور مسلم دونوں میں ہے۔

امام مالک جس تورک کے قائل ہیں اس کو بعض علماء ائمہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس کے بارے

میں علامہ ابن قدام کھتے ہیں:

دیکھ راقعاً دھواں بقرش قد میہ و

یجلس علی عقبہ ۔

اقواء مکروہ سے اور وہ یہ ہے کہ دونوں باپ

بچی کران کی بیٹیوں پر بیٹھا جائے۔

در اصل اقواء کے دو معنی ہیں ایک وہ جس کو تورک سے تعبیر کرتے ہیں اور جو امام مالک کا طریقہ ہے

جس کا یہاں بیان ہے، یہ حدیث سے ثابت ہے اور اقواء کا ایک معنی یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کے نیچے سے سر میں پر بیٹھا جائے اس اقواء کو حدیث میں سبقت الشیطان اور اقواء صلب کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اس کے استنباب کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نماز میں علی العموم والا ستراق دایاں پر کھڑ کر کے اور بایاں پر بیٹھ کر بیٹھتے تھے، علامہ نووی نے امام شافعی کے مسلک کو ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے کہ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور تورک

کے ساتھ بیٹھتے تھے اس لیے دونوں احادیث جمع کرنے کے لیے انھوں نے کہا کہ پہلے قدم میں بغیر تورک کے بیٹھتے اور دوسرے میں تورک کے ساتھ۔ لیکن یہ دلیل صحیح نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کا عام طریقہ بغیر تورک کے صرف بایاں پر بیٹھا کر بیٹھتا تھا۔ ام بخاری نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور محکمات کی تقدیر پر اس کو کبر سنی پر محمول کیا ہے۔ البتہ بیان جواز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تورک کے ساتھ بھی بیٹھتے ہیں، اس لیے یہ حدیث کبر سنی یا مذہب کا عادت پر محمول ہے۔

نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرنے میں امر مذہب کی آرامی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے ساتھ نماز کو ختم کرتے تھے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرنا

فرض ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

نارک کنبی پائیزگ ہے اور اس کی تحریم تکبیر

مفتا۔ لعلوہ لعلوہ و تحریک

سے وہ اس کی تکمیل (نماز کو ختم کرنا) سلام پھرنا

تکبیر و تحییمہ استلیم۔

پوزنگ پاکیزگی اور تکبیر تحریمہ دونوں فرض ہیں اس لیے کہ شریعت کہتے ہیں سلام پھرنا بھی فرض ہونا چاہیے لیکن یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن فی الذکر قرآن فی الحکم کو مستلزم نہیں ہوتا اس کے علاوہ یہ حدیث خبر واحد سے اور خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

احناف کے نزدیک سلام فرض نہیں ہے کیونکہ مسند امام احمد بن حنبل میں روایت ہے حضرت

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدام صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابو نعیم محمد بن نعیم ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کوچی

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم دی اور امتداد محمد بن عبدہ و رسول کے بعد فرمایا:

فَإِذَا قَضَيْتَ هَذَا وَفَالَ قَدْ أَفْعَلْتَ هَذَا
فَقَطَّ قَضَيْتَ مَلَأَ فَاِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْرَأَ فَقَدْ وَان
شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ - ۱۷

جب تم نے تشہد پڑھ لیا یا یہ کر لیا تو تمہاری ناز پوری ہوگئی۔ اب تم گر گھڑا ہو نا چاہتے ہو تو گھڑے ہو یا ڈاؤر اگر بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھ جاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہو کہ سلام فرض نہیں بلکہ قعدہ اخیرہ فرض ہے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے یہ پڑھ لیا یا یہ کر لیا تو تمہاری ناز ہوگئی اور نہ سلام کا ذکر فرمایا نہ نیت تم ناز کو سلام پر موقوف کیا بلکہ قعدہ اخیرہ پر اتمام کو موقوف کیا اور وہ احاث کے نزدیک ذلیل ہے۔ سلام کے فرض نہ ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس امر ادا کیا کہ ناز کی تعلیم دی جس نے ناز ٹھیک سے نہیں پڑھی معنی اور فرمایا تھا صل مالت مد بعد۔ قرآن میں آپ نے سلام کا ذکر نہیں کیا۔ دیکھیے بخاری ج ۱ ص ۱۰۹) مالا لکم باقی فرائض ذکر کیسے اگر سلام فرض ہوتا تو اس کا بھی ذکر فرماتے۔

البتہ احتیاطی احاث نے سلام کو واجب قرار دیا ہے۔

ناز سے باہر آنے کے لیے احاث کے نزدیک ناز کو ختم کرنا فرض ہے اور اس کی ذمیت پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً عصر کی ناز کا شروع کرنا فرض ہے اور عصر اس وقت شروع ہوگی جب خطہ ختم ہو اگر کوئی شخص غبہ اور عصر کا سالاد وقت غبہ میں خرچ کر دے تو عصر کی ناز کیسے شروع ہوگی اس لیے خلافت کا ختم کرنا فرض ہے تاکہ عصر شروع ہو۔ اور یہ ضروری ہے کہ ناز کو قعدہ کسی ایسے فعل کے ساتھ ختم کیا جائے جو از فیل عبادت ہو ایسے فعل کے ساتھ ناز کو ختم کیا جائے جو ناز کے منافی ہو مثلاً کسی سے بات کرنا یا قہقہہ لگانا۔ ورنہ ناز باطل ہو جائے گا۔

خروج بصنعہ کی تحقیق عام طور پر مشہور یہ ہے کہ اگر نازی تشہد کی مقدار میں بیٹھنے کے بعد مہذ ناز کے منافی کرنی کام کرے تو ناز پوری ہو جائے گی ورنہ نہ کرنے کی بنا پر مسجدہ سبب لازم آئے گا اور اگر قعدہ سے پہلے ناز کے منافی کوئی عمل بلا قصد سرزد ہو گیا تو بالفاظ ناز باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ قعدہ اخیرہ جو فرض ہے ستر رک ہو گیا۔ اگر قعدہ اخیرہ کے بعد فعل منافی سرزد ہوا تو امام اعظم بر حنیفہ کے نزدیک ناز باطل ہو جائے گا کیونکہ اس نے قصداً ناز کو ختم نہیں کیا۔ اور صاحبین کے نزدیک ہو جائے گا۔ ۱۷

علامہ ابو سعید بر روی نے امام اعظم کے اس قول سے یہ مسئلہ مستنبط کیا کہ امام اعظم کے نزدیک خروج بصنعہ (ناز کے منافی کسی عمل کو قصد کر کے ناز ختم کرنا) فرض ہے کیونکہ دوسرے فرض کو ادا کرنا

۱۷۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اسعد سجستانی متوفی ۲۵۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۹ مطبوعہ
۱۸۔ علامہ ابن علی بن محمد حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی الشرح رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۴ مطبوعہ شامیہ استنبول

اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ پہلے فرض کو ختم نہ کیا جائے اور فرض اس وقت ختم ہوگا جب نماز کے منافی کام کیا جائے کیونکہ اگر مواظق کام کیا تو وہ نماز میں سے ہی ہوگا اور جس چیز پر فرض موقوف ہو وہ بھی فرض میں ہوتا ہے۔ اس لیے خروج بھنہ فرض ہوگا لیکن علامہ کرنی نے کہا کہ یہ لفظ سے کیونکہ مطلقاً خروج کسی معصیت (مثلاً عمدہ وضو توڑنے) سے بھی ہو سکتا ہے اگر بالفرض خروج بھنہ فرض ہو بھی تو وہ اس عمل کے ساتھ خاص ہوگا جو عبادت ہو جیسے سلام، علامہ ابوسعید بروہی نے اس مسئلہ کو ان بارہ مسائل سے مستنبط کیا ہے جن میں امام اعظم اور صاحبین کا ناز توڑنے اور نہ توڑنے کا اختلاف ہے۔ مثلاً جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھ رہا ہو وہ اگر مقدار تشبہ بیٹھنے کے بعد اپنی دیکھ سے تو امام اعظم کے نزدیک اس کی نماز مانع ہو جائے گی اور صاحبین کے نزدیک اس کی نماز پوری ہو جائے گی، اس سے ابوسعید بروہی نے استنباط کیا کہ مقدار تشبہ بیٹھنے کے بعد اگر نماز سے کوئی فعل منافی نماز بلا قصد صادر ہو جائے تو امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہوگی، اور خروج بھنہ کی فرضیت کا قول کیا لیکن علامہ کرنی نے اس کا رد کیا اور فرمایا پانی دیکھنے کی صورت میں اس کا فرض قیہ سے وضو کی طرف متغیر ہو جاتا ہے اور عمل منافی صلاۃ سے فرض باطل ہو جاتا ہے، علامہ بروہی کی تخریج کی منافقت ہلایہ اور اس کی شروعات میں ہے اور کنز الدانی اور کافی میں بھی اسی طرح ہے، ابو نعیم ابوسعید ماتریدی کا بھی یہی منار ہے اور صاحب تخویر الابصار اور دیگر محققین نے علامہ کرنی کی منافقت میں فرمایا کہ خروج بھنہ فرض نہیں ہے بلکہ علامہ ابن نجیم کہتے ہیں کہ علامہ کرنی فرماتے ہیں کہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک اس بات پر اتفاق ہے کہ خروج بھنہ فرض نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم نے یہ تشبہ پڑھ لیا یا یہ کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اگرچہ چھ تو کھڑے ہو جاؤ اور چار تو بیٹھ جاؤ، اور امام اعظم نے خروج بھنہ کے فرض ہونے کی تصریح نہیں کی ہے یہ صرف علامہ بروہی نے بارہ مسائل سے استخراج کیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے اگر بالفرض خروج بھنہ فرض ہو تو کسی عبادت مثلاً نفل سلام کے ساتھ قطع ہوگا، اور ان بارہ مسائل میں فرض کی تیسہ بے بخوف نماز میں کلام کے کیونکہ یہ قاطع نماز سے اور عمدہ وضو توڑنا اور تشبہ لگانا نماز کا باطل کر دیتا ہے جبکہ تغیر کرتا ہے مجتہد میں ہے ہمارے محققین نے علامہ کرنی کے قول کو اختیار کیا ہے سراج الدربہ میں ہے تیس ائمہ اہل کوفہ نے فرمایا صحیح وہی ہے جو علامہ کرنی کا قول ہے۔

علامہ کرنی تیس ائمہ اہل کوفہ، زہری، الدین بن نجیم، عدہ زہری، صاحب تخویر الابصار، صاحب مجتہدین اور علامہ شامی کی تصریحات کے مطابق خروج بھنہ فرض نہیں ہے اور یہی قول روایت اور ولایت کے موافق ہے علامہ بکوش کے علم نے خروج بھنہ کی بناء پر فقہاء احناف کو تنقیہ کا نشانہ بنایا۔ علامہ ابن تہامہ منہل اور علامہ

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۰، ج ۲ ص ۵۶، مطبوعہ مطبعہ ثنائیہ استنبول ۱۲۲۰ھ

۲۔ علامہ زہری الدین بن نجیم حنفی متوفی ۹۰۰ھ، البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۶، مطبوعہ مکتبہ مامیہ کوئٹہ

نوری شافعی اور علامہ دمشقی مالکی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو نثریہ ہے
سے بھی ناز کا پورا کرنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ ابوحنیفہ کے نزدیک گونا گونے
سے بھی ناز پوری جو باقی ہے اس لیے میں نے صرف یہ خیال کیا کہ اس مسئلہ میں امام غزالی برصغیر کا
ترقیات ظاہر کر کے حق کے چہرہ سے حجاب اٹھاؤں۔

سلام کے طریقہ میں مذاہب اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک
سلام پھیرا جائے یہ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۶۱۵ سے واضح ہے، امام مالک کے نزدیک صرف سامنے
کی جانب منہ کر کے کہا جائے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، علامہ ابن تائم مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مدنی
سامنے کی طرف منہ کر کے کہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور منہ دوار مقتدی دائیں بائیں منہ کر کے دو مرتبہ
سلام پھیریں۔ ۲۰

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي وَتَذْيِ الصَّلَاةِ نازی کے سترہ اور سترہ کی طرف منہ کر کے ناز
إِلَى سُتْرَةٍ وَالتَّهَيُّ عَنْ الرُّؤْيِ بَيْنَ پڑھنے کا استحباب، نازی کے سامنے
يَدَيِ الْمُصَلِّي وَحُكْمُ الرُّؤْيِ وَدَفْعُ سے گزرنے کی ممانعت اور گزرنے والے
الْمَاءِ وَجَدَائِرُ لِأَعْتِرَافِ بَيْنَ الْمُصَلِّي کا حکم اور گندہ نے والے کو روکنا، نازی
وَالصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْأَمْرِ کے سامنے لیٹنا، سواری کی طرف
بِالدُّنْيَا مِنَ السُّتْرَةِ دَبَّانِ منہ کر کے ناز پڑھنا، سترہ کے قریب
السُّتْرَةِ وَمَا يَتَعَلَّقُ ہونے کا امر اور سترہ اور اس کے متعلق

امور کا بیان

بِذَلِكَ

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ بن علی متوفی ۵۶۲ھ متنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۳۲۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن غفر دمشقی ل مالکی متوفی ۸۴۸ھ، اکمل النکاح ج ۲ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار الفکر الطبعیہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھے تو اپنے سامنے پالان کی پچھل کڑھی کے برابر کوئی چیز رکھ لے پھر اس کے آگے سے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے تھے اور ہمارے سامنے سے گزرنے والے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ اگر پالان کی پچھل کڑھی کے برابر کوئی چیز تھوڑے سامنے ہو تو پھر اس کے آگے سے کس چیز کا گزرنا تھوڑے سے بے مضرت نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ پالان کی پچھل کڑھی کے برابر ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ پالان کی پچھل کڑھی کے برابر ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز پڑھنے جاتے تو نیزہ کاڑھے کا ٹکڑا دیتے آپ کے سامنے نیزہ کاڑھ دیا جاتا پھر لوگوں کو بھات کر لے آتے آپ سفر میں اس کا اہتمام کرتے تھے اس

۱۰۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَثَيْبَةُ بْنُ سَيْبٍ وَبُخَيْرُ بْنُ أَبِي مُثَنَّى قَالَ يَحْيَى أَمَا وَقَالَ زَيْدُ بْنُ نَافِلٍ أَخُو مِثْلٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مَوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعْتُمْ أَحَدَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيَقِلَّ وَكَذِّبْ بِلِيٍّ مِنْ مَمَرٍ وَرَأَاهُ ذَلِكَ۔

۱۰۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمَيْهِ السَّخَوِيُّ يُسَمِّيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ تَعْيِيزٍ نَاعِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ يَحْيَى عَنْ مَوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ لِي صَاحِبٌ وَالدَّاءِ آتٍ لَمْ يَبِينَ يَدِيْنَا قَدْ كَرْنَا دِيَكَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَسْوَدَ لَمْ يَصُرْ دَمَامًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ ابْنُ تَعْيِيزٍ كَذِّبَتْ عَنْ مَوْسَى بْنِ يَحْيَى۔

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ يَزِيدَ قَالَ أَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي رِيثٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَارِبٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعْتُمْ أَحَدَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ۔

۱۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ يَزِيدَ قَالَ أَنَا حَمْدُ بْنُ عَدُوٍّ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَعِينٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ عَارِبٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعْتُمْ أَحَدَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ۔

۱۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ تَعْيِيزٍ عَنْ مَوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعْتُمْ أَحَدَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ۔

لَا يُؤْمِنُ شَيْءٌ مِّنَّا نَحْنُ رَاكِعَتَيْنِ ثُمَّ لَمَنَ بَيْنَ
يَدَيْهِ رَاكِعَتَيْنِ حَتَّىٰ رَجَعَا إِلَىٰ أَسْمَانِنَا

حق علی الخلاج کہتے تھے پھر آپ کے لیے نیزہ لگاڑا گیا اور آپ نے آگے بڑھ کر ظہر کی دو رکعات پڑھائیں، روبرو حضرت کے، آپ کے آگے سے گدے اور کتے گزرتے رہے، لیکن آپ نے غصے نہیں روکا پھر اس کے بعد آپ نے صبح کی دو رکعات پڑھیں، پھر آپ یونہی چار رکعات مال ناز کی دو رکعات پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے جو کچھ بیان کرتے ہیں کہ
انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ چھڑے
کے خمیہ میں دیکھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے بال کو دیکھا
کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا بچہ ہوا
پانی لے کر نکلتے ہیں نے دیکھا کہ گلگ اس پانی کو
لینے کے لیے چھیننے لگے پھر جس کو پانی مل گیا اس
نے بدن پر مل لیا اور جس کو پانی نہیں ملا اس نے
اپنے ماتھی کے ماتھے سے اٹھڑ کر دیا پھر میں
نے دیکھا کہ بلاں نے ایک نیزہ نکال کر گاشا اور صل
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ قندہ پہنے ہوئے اس کو
سمیٹے ہوئے رکھے اور نیزے کی طرف کھڑے
ہو کر وگوں کو دور رکھا تا کہ یہ مائی اور میں نے
دیکھا کہ آدمی اور جانور اس نیزہ کے سامنے سے گزر رہے

ہم (کنوٹر) کا ساتھ پوری حالت کا ساتھ موات۔ سعیدی (کنوٹر)
 ہم مسلم نے ابو حنیفہ سے اس کی مثل ایک اور
 روایت ذکر کی ہے۔ لیکن اس میں یہ اضافہ سے حدیث
 میں یہ تہ غنہ، دوپہر کے وقت نکلے اور اذان
 دیکھا۔

١٠٢٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ
بَعْضَ أَهْلِ النَّاهِضَةِ وَهُمْ إِذَا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا بَنِي عَمْرٍو
بَنِي آدَمَ جَعَلَهُ أَنْ آهَاهُ سَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ آدَمَ قَالَ وَ
رَأَيْتُ بِكَذَا أَخْرَجَ وَضَوْءُ قَدْرِيكَ لِقَاسِ
يَهْدِي رُؤُوسَ ذَلِكَ لَوْ مَوْتَهُ مَن سَابَّ مِنْهُ نَبِيًّا
تَشْتَرِيهِمْ وَهَلْ لَمْ يُصِيبْ مِنْهُ أَحَدٌ مِنْ بَنِي
يَدُ سَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِكَذَا أَخْرَجَ عَمْرٍو ثُمَّ رَأَيْتُ
دَخَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ
حَمْرَاءَ فَسَمِعْتُ أَقْصَى إِلَى الْعَتَرَةِ بِالنَّاسِ مِنْ
رُكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالْمَاءَ دَابَّ يَهْمُ رُونَ
يَلِينُ يَدَايَ نَعْمَةً .

[illegible]

يَلَاكُ قَتَادَى بِالْعَلْوَةِ.

۱۰۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ مُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكِيمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ قَالَ مَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْهَاجِرَةَ إِلَى الْبَطْحَاءِ وَفَتَوَضَّأَ فَصَلَّى الظُّهْرَ كَعَتَيْنِ وَكُتِبَ وَكُتِبَ عَتَيْنِ وَتَيْنِ يَدَيْهِ عَتْرَةً قَدْ سَعَتْ دُرٌّ وَدِينَ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پہر کو بطحار کی طرف گئے، آپ نے وضو کیا اور ظہر اور عصر کی دو دو رکعات پڑھیں۔ آپ کے اگے نیزہ تھا جس کے پار توہین اور گمراہی گزر رہے تھے۔

عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَوْ جَعِيفَةَ وَكَانَ يَمْنَنُ مِنْ وَرَاءِهَا السَّيْرَةُ وَيُحَدِّثُ

۱۰۲۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا ابْنُ سَهْدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِأَبِي سَاهِدٍ جَمِيعًا مِثْلَهُ وَرَأَى ابْنِ حَبِيبٍ الْحَكِيمَ فَبَعَثَ مَثَسُّو يَأْخُذُونَ مِنْ قَطْلٍ وَغَوَّيْهِ.

امام مسلم کہتے ہیں کہ ایک اہل سند سے ابی السی ہی روایت سے لیکن اس میں یہ زیادتی بھی ہے کہ لوگ آپ کے وضو سے نیچے ہوئے پانی کو حاصل کر رہے تھے۔

۱۰۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ سَهْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَأَيْتُ عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدَنُ هَزْزُ الْإِسْحَاقِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَنْهَاسٍ يَمِينِي فَمَدَّ رَأْيِي يَدَيْهِ الصَّبْرَ كَذَلِكَ قَرَأْتُ الْأَتَانِ مَوَاقِعُ وَكَانَتْ فِي الصَّبْرِ مَنَاسِكُ عَلَى أَحَدٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں جس زمانہ میں بلوغت کے قریب تھا میں گدھی پر سوار ہو کر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جماعت کر رہے تھے میں صف کے سامنے آکر انرا اور گدھی کو چرنے چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں صف میں شریک ہو گیا اور مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

۱۰۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ابْنُ سَهْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ سَهْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَفْبَرَ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِرِجْلَيْهِ فِي تَحْجَةِ الْوُدَّاعِ يُصَلِّي بِأَنْهَاسٍ قَالَ فَسَادَ لِيَمْنَنُ يَمِينِي يَدَيْهِ الصَّبْرَ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجة اوداع کے موقع پر منیٰ میں جماعت کر رہے تھے حضرت ابن عباس گدھے پر سوار ہو کر آئے، گدھا بعض صفوں کے سامنے سے گذرا وہ اس سے اتر کر صف میں شامل ہو گئے۔

۱۰۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُ وَالْإِسْحَاقُ قَدَسَتْ عَنْ ابْنِ عُثَيْمَةَ عَنْ زَاهِرٍ قَالَ هَذَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَعْدَ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے اس میں ہے کہ آپ عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۰۲۹ - حَدَّثَنَا الْحَقُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَبُخَارٍ
حُمَيْدٌ قَالَا سَمِعْنَا الرَّبَّ بْنَ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَيْنَ تَوْهِيْدٍ
يَقُولُ يَسْتَأْذِنُ وَكَهْ يَدُ كُورِيْنِهِ وَنَحْنُ وَنَحْنُ فَتَرَى وَفِي
فِي تَحْوِيْلٍ مَوْدِعٍ ذَا يَوْمٍ الْمَطْلُوعِ -

۱۰۳۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُخَارٍ
مَالِكُ بْنُ عَدِيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ نَحْوُ مَا رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كُنْتَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَهَذَا
يَدُكَ أَحَدًا أَيْمَنُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ مَا سَطَأَ
فَإِنْ أَفَى فَيُقَاتِلُ فِي سَمَاءٍ هُوَ شَيْءٌ

۱۰۳۱ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ كَزُوحٍ قَالَ سَمِعْتُ
سَمِيْعَانَ بْنَ سَعِيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَانَ بْنَ هِزَالٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
قَالَ يَمِينًا مَاءً وَصَاحِبَتِي يَقُولُ كَرِهِيَتْ رَدَّ عَنْ
أَبُو صَالِحٍ اسْمَاءُ أُمِّ أُمِّهِ نَحْوُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي
سَعِيْدٍ وَرَأَيْتُ مِنْهُ قَالَ يَمِينًا مَاءً مَاءً أَبِي سَعِيْدٍ
يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَدُ سَمِيْعٍ يَسْتَرُكَ مِنْ بَيْنِ
رَدَّ جَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ مِنْ بَيْنِ مُعِيْبٍ أَرَادَ أَنْ
يَجْعَلَ يَمِيْنُ يَدَيْهِ قَدْ دَخَلَ فِي نَحْوِهِ وَنَحْوِهِ
يَجْعَلُ مَسَاحًا بَيْنَ يَدَيْهِ فِي سَعِيْدٍ قَدْ دَخَلَ
فِي نَحْوِهِ شَدَّ مِنْ أَمْرِ الْأَوَّلَى تَمَثَّلَ قَائِمًا
فَتَنَانُ مِنْ أَبِي سَعِيْدٍ نَحْوُ مَا رَوَى النَّاسُ كَقَوْلِهِ كَقَوْلِهِ
عَلَى مَزُونٍ قَتْلَى رَجُلٌ مَاتَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَرَّ نَوَاصِبُ
عَنْ مَزُونٍ فَقَالَ لَهُ مَزُونُ مَا تَفْعَلُ وَرَبِّ رَحِمَتِ
جَاءَ يَشْكُو لَهُ فَقَالَ أَبُو سَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَوَاضَى
يَشْكُوهُ مِنَ النَّاسِ فَإِنْ أَرَادَ أَحَدًا أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ
كَلْبَةً فَفِي نَحْوِهِ فَإِنْ أَفَى فَيُقَاتِلُ فِي سَمَاءٍ هُوَ شَيْءٌ

اہم مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے ثابت
ہے اس میں نہ کسی کا ذکر ہے نہ عرفات کا فتح نہ
یا حجت اوداع کا ذکر ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو
اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے نہ دے جسے جہاں
تک ہو سکے اس کو روک کر سے اگر نہ مانے تو اس
سے روکے کیونکہ وہ شیطان سے رونا کی تعلیم
لے لے رہا ہے۔ یہ حکم منسوخ ہے، سیدی

غفری
ابو صالح کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ
عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن منہ کی آگ میں نماز پڑھ
رہا تھا، اتنے میں ابوسعید کا ایک جواں آیا اور
اس نے ان کے سامنے سے گزرنا چاہا، حضرت
ابوسعید نے اس کے سینہ پر ہاتھ اس نے ادھر
دھر دیکھا اور کوئی اور نہ پایا وہ پھر گزرنے
لگا حضرت ابوسعید نے پہلے سے زیادہ زور
کے ساتھ دھکا دیا، وہ سیدھا کھڑا ہو کر ابوسعید
تک لڑنے لگا، اس نے ابوسعید کو گالی دی اور
لوگوں کو دھکا دیا، وہ واپس سے گیا اور مردانہ سے
جا کر شکایت کی، حضرت ابوسعید مردان کے پاس
گئے، مردان نے کہا کہ تمہارے بھتیجے کو تم سے
کیا شکایت ہے، حضرت ابوسعید نے کہا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب
تم میں سے کوئی شخص سترہ قائم کر کے نماز پڑھے
پھر کوئی شخص تمہارے آگے سے گزرے تو اس
کے سینے پر ہاتھ پھر بھی وہ نہ مانے تو اس سے
لڑو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۱۰۳۲۔ حَدَّثَنَا ثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ مُحَمَّدٌ
بْنُ قَالِبٍ

قَالَ تَامَّ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنُ أَبِي كَدَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَقَّارٍ
أَبْنِ عُثْمَانَ عَنْ مَدَّةَ قَتَادَةَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ
أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يُعْرِضُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ جَاءَ
فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ مَعَهُ الْقَرِينُ .

۱۰۳۳۔ وَحَدَّثَنَا ثَنَا إِسْحَقُ بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ
أَبُو بَكْرِ نُحَيْفٍ قَالَ تَامَّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ
نَاصِطَةَ قَتَادَةَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مَدَّةَ قَتَادَةَ بْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمْتَدُّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو کسی
کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ
نہ مانے تو اس سے قتال کرے کیونکہ اس کے
ساتھ شیطان ہے ۔

امام مسلم کہتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی
اس روایت کا مثل منقول ہے ۔

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا ثَنَا نَحْبُ بْنُ يَعْنَى قَالَ قَدَّاتُ عَنِ
مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّظْرِ عَنْ بُسَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ
بْنِ حَالِدٍ الْجُعْفِيِّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ
مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْمَنَاسِكِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي قَالَ أَبُو حَنْظَلَةَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَيْعِلْهُ سَمَاعَةً
بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْكَ لَكَ أَنْ تُبَيِّنَ
أَرْبَعِينَ خَبْرًا مِنْ أَنْ يَكُنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ
أَبُو النَّظْرِ لَا أَذِي عَنِ قَالَ أَرْبَعِينَ بَوْمًا أَوْ
أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً .

بسر بن سید بیان کرتے ہیں کہ زید بن خالد
جبہنی نے انہیں حضرت ابو جہیم انصاری کے پاس
یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ انہوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے آگے سے
گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا منسلک
حضرت ابو جہیم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے
والا بہ جان سے کہ اس پر کیا گناہ ہے تو نمازی
کے آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس تک
کھڑے رہنا اس کے لیے بہتر ہے۔ ابو النضر کہتے
ہیں میں نہیں جانتا بسر نے چالیس دن کہا تھا چالیس
ماہ یا چالیس سال ۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے
بھی اس روایت کا مثل منقول ہے ۔

۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ
أَبِي حَالِبٍ الْعَبْدِيِّ قَالَ تَامَّ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّظْرِ عَنْ بُسَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ
بْنِ حَالِدٍ الْجُعْفِيِّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ لَدَى النَّظَارِيِّ
مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ

اَلْكَلْبُ لَا يَسُودُ مِنَ الْكَلْبِ لَاحْتِمَارٍ مِنَ الْكَلْبِ اَلْاَصْفَرُ
قَالَ يَا ابْنَ اَرْحَمِ سَالَتْ تَسْئَلُ اللّٰهَ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَسَلَّوْا كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ لِكَلْبِ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ

چکر کیا حکم ہے ؟ انھوں نے کہا اسے جھٹکے !
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری
طرح سوال کیا تھا، آپ نے فرمایا سیاہ کتا شیطان
ہوتا ہے۔

رحمۃم دوسری احادیث سے سترہ کے بغیر عورت کا نازی کے آگے ہونا ثابت ہے اس لیے
مہرور فقہاء کے نزدیک اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ ان چیزوں کے گزرنے سے نماز کا خضوع اور خشوع
جاتا رہتا ہے، بشرطیکہ نازی ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو رہا نہ ہو بلکہ نہیں۔ (سیدی غفرلہ)

۱۰۴۰۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ حَزْزَنٍ قَالَ سَمِعْتُ
سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُعْتَمِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مُعْتَمِدًا عَلَى مَنْتَقَى
وَأَبْنِ شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ متعدد اسانید سے
اس روایت کی مثل منقول ہے۔

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ يُوسُفُ بْنُ كَعْبٍ حَدَّثَنَا
الْمَخْزُومِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ وَهَذَا بِرِوَايَةٍ عَنْ
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
عورت اگر گدھے اور کتے کے سامنے سے
گزرنے سے نماز منقطع ہو جاتی ہے اور اس
سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ نازی کے
آگے پالان کی پھلی بکڑی کے برابر کھڑی چیز ہو۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر ہنسنے
اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان عرض میں
جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر سترہ کے اگر نازی کے سامنے عورت اور ناز
کی اصل نازی نہیں ٹوٹتی، صرف نماز کا خضوع خشوع جاتا رہتا ہے، بشرطیکہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو

یا آپ کا منع کرنا تم پر کے لیے تھا اور عمل بیان جواز کے لیے ہے

۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَيْبٍ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ
كَثِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعَاذٍ عَنْ قَانَتِ كَذ
الْقِي صَقَى اللَّهُ قَبِيلَهُ وَسَلَّمَهُ يُصْبِي صَلَوْتَهُ مِنْ
النَّيْلِ كُلِّهَا وَنَا مَعْمَرُ مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ بَيْتِهِ
فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ يَقْطَعُهَا وَتَوَرَّتْ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے تہجد کی
نماز ادا کرتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے
درمیان عرض میں بیٹھ جاتی اور جب مغرب وتر
پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بھی جگادیتے
اور میں وتر پڑھ دیتی تھی۔

۱۰۴۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ دُرَيْسٍ عَنْ أَبِي قَاتَنٍ
مَعْمَرُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ
عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ مَعَاذُ مَا
يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ قُلْنَا التَّمَرُ لَا وَبِحَدِّ قَاتَنٍ
إِنْ تَمَرًا لَا لَدَا بَنَاتٍ سُوِيَتْهُنَّ رَيْبِي مَبِينٌ
يَدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْكِرَةً
تَوَاعِيذُ ابْنِ الْحَنَازِلَةِ وَهُوَ يُصْبِي .

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے پوچھا کیا چیز نماز کو توڑ دیتی ہے
میں نے کہا عورت اور گدھا۔ حضرت عائشہ نے
فرمایا عورت بڑا جانور ہے، میں نے خود دیکھا
سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
جنازہ کی طرح لیٹی رہتی تھی اور حضور نماز پڑھتے
رہتے تھے۔

۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا عَنْ دُرَيْسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْأَشْجِيِّ قَالَ مَا حَقَّقْتُ مِنْ بَيِّنَاتٍ ۚ وَحَدَّثَنَا
عَنْ دُرَيْسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بِلَالٍ وَالثَّقَفِ لَهُ قَالَ
أَبِي قَالَ مَا لَا غَمَشْتُ قَالَ حَدَّثَنِي بِرِّهْنَةُ عَنْ
الْأَسْوَدِ بْنِ عَارِثَةَ قَالَ لَا غَمَشْتُ وَحَدَّثَنِي
مُسْلِمُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ سُرُوقٍ عَنْ عَارِثَةَ وَابْنِ
عَبْدِ هَامٍ يَقُولُ الصَّلَاةُ بِلَالٍ وَالْحِجَابُ وَنَذَاءُ
فَقَالَتْ مَعَاذُ اللَّهِ قَدْ هَبَّتْهُمَا يَا حَمِيمَةَ سَلَابٍ
وَاللَّهِ يَقْنَرُ آيَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يُصْبِي وَيَأْتِي عَلَى الشَّرِيرِ بَيْنَهُ وَتَسِ الْقِلْبَةَ
مُضْطَجِعَةً كَتَلِيدٍ دَالِجٍ أَلَى حَقٍّ كَظُوفَةِ أَنْ
أَجْلِسَ قَدْ وَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَسَلُ مِنْ جَنَابِ رَجَبِي .

مسدد بن سہیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ
کے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ کتنے جگدھے اور
عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی
ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تم نے ہم کو تو
ورد گدھوں کے مشابہ کر دیا۔ مسجد امیں نے دیکھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے
تھے اور میں آپ کے سامنے قبلہ کے درمیان
چارپائی پر بیٹھ کر فی حق مجھے کوئی کام درپیش ہوتا
تو میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا
دینا ناپسند کرتی۔ چارپائی کے پاؤں کے پاس
سے کھسک کر نکل جاتی تھی۔

۱۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
جَبْرِ عَنْ مَسْرُورٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
عَارِثَةَ قَالَتْ عَدَلْتُ لَنَا بِالْجَلَابِ وَالْمُحَرِّ لَقَدْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم
نے ہم کو کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا۔ ابھی
میں نے عود دیکھا ہے کہ میں چارپائی پر بیٹھی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چار پائی کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے آپ کے سامنے سے ٹکنا بڑا محسوس ہوتا تو میں چار پائی کے پاؤں کی طرف کھسک کر جان سے باہر آتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی تھی درمیری ٹانگیں آپ کے قدم کی جانب ہوتی تھیں، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے تو میرا سر دبا دیتے ہیں ٹانگیں کھینچ لیتی اور جب حضور قیام کرتے تو میں ٹانگیں پھیلادیتی، ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے آپ کا کپڑا اٹھ کر لگ جاتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نائز پڑھتے اور میں حیض میں آپ کے پہلو کی طرف ہوتی مجھ پر جو چادر ہوتی اس کا کچھ حصہ آپ پر بھی ہوتا۔

وَأَمَّا نَحْنُ مُعْتَصِمَةٌ عَلَى السَّرِيرِ فَيَقْبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَقَّظُ السَّرِيرُ فَيُصَلِّيُ فَكُرَّةً أَنْ أَسْبَعَهُ فَأَسْلُفُ مِنْ قِبَلِ رَجُلَيْنِ السَّرِيرِ حَتَّى الْكَلِّ مِنْ يَحَارِي.

۱۰۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَدَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي لُقْطَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِخَرِيفِي قَبْلَتِهِمْ فَإِذَا اسْبَعَهُ غَمَزُوا فَيَبْصُتُ رَجُلًا وَإِذَا قَامَ بَسَّطَهُمَا قَائِلًا لَبِئْسَ يَوْمٌ هَذِهِ لَيْسَ فِيمَا مَصَابِيحُ.

۱۰۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَدَهُ بَنُو عَمْرِو بْنِ وَحْدَةَ الثَّوْبَكَرِيُّ بْنُ سَيِّفٍ شَيْبَةَ قَالَ قَدَأْتُ عَمْرًا وَابْنُ لُقْطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَوْ بَنِي الْهَادِ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْ صَدِّقٍ كَرْدُومٍ سَبِيحَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَحَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ وَدَحَا يُعْرِى وَرُبَّمَا أَحَدُهُمَا كَوَسَاوَا مَجْدًا.

۱۰۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرُ بْنُ دَكِيقٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَقَّظُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّيُ فَكُرَّةً أَنْ أَسْبَعَهُ فَأَسْلُفُ مِنْ قِبَلِ رَجُلَيْنِ السَّرِيرِ حَتَّى الْكَلِّ مِنْ يَحَارِي.

سترہ کی تعریف اور اس کا حکم | سترہ نمازی کے سامنے کسی چیز کی اوٹ اور آڑ بنانے کو کہتے ہیں اس کے دو نمائندے ہیں ایک تو نمازی کو کہ اس کی نظر سترہ کے پار نہ جا سکے اور ایک نائزہ دوسروں کو ہے کہ انہیں نمازی کے سامنے سے گزرنے میں تکلیف نہ ہو کیونکہ نمازی کے اگلے سے گزرنا سخت گناہ ہے اور جب اس کے اور نمازی کے درمیان سترہ

مائل ہو گا تو وہ سترہ کے پار گذر سکتا ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے کہ سترہ و دو اقد کا ہونا جاہلیتِ ماضی کا عیب ہے۔
 ہدایہ میں لکھا ہے کہ سترہ ایک اقد یا اس سے زیادہ کا ہونا جاہلیتِ ماضی اور ایک انگلی جتنا ہونا جاہلیتِ
 پتھر جمع کر کے اور پتلے بھی کھسے جاسکتے ہیں، امام احمد بن حنبل کے نزدیک خط بھی کھینچا جاسکتا ہے۔ سنن
 ابو داؤد میں بعض امارت اس کی روایت ہیں لیکن وہ ضعیف اور مضطرب ہیں اگر اوندھ یا اوندھ یا کرد اوندھ جازر
 آگے برقرار جیسا کہ حدیث میں ہے اس کو بھی سترہ بنایا جاسکتا ہے لیکن نماز کی عبادت اسے تسلسلہ بعض اقد
 کی عبادت اور جازر کی تنظیم پیش نظر ہو جن جازروں کی عبادت کی جاتی ہے جیسے گائے وغیرہ ان کو
 سترہ نہیں بنانا چاہیے۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ جب امام کھلے میدان میں نماز پڑھتا ہے تو اس کو اپنے آگے سترہ گاڑ دینا
 چاہیے اور سترہ کو اپنی بائیں یا دھڑ میں بائیں رکھے، اگر کسی کو سترہ نہ ہو تو اسے سترہ کر کے کاٹ دے۔
 علامہ ابن تیمیہ نے اس کے ثبوت میں ایک حدیث ذکر کی ہے:

عن المقداد بن الاسود قال ما ريت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي على غور ولا عمود ولا شجرة ولا جعله الى صاحبه الا يس او لا يسرد لا يعمد له عمداً
 حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لڑائی میں یا درخت، ان دونوں میں سے کسی کے جب بھی نماز پڑھتے تو اس کی دھڑ یا بائیں جانب ریتے اور ان چیزوں کا کبھی تکیہ نہیں کرتے۔

صاحب ہدایہ مدر، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ خط کھینچنا سترہ نہیں ہے لیکن علامہ ابن تیمیہ نے ہدایہ میں ۸۶۱ھ میں بیان کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں ہے:-

اذا صلى احدكم فليجعل تلقاء وجهه شيعاً وان لم يجد فليتمص عصا وان لم يكن عصا فليحط خط او لا يصبر ما صبر ما صبر
 جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو عصا رکھے وہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ لے پھر آگے سے گزرے سو سے کی بردار نہ کرے۔

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جب سترہ بنانے کے لیے اور کوئی چیز نہ ہو تو خط کھینچ لینا چاہیے اور حدیث کی اتباع کرنا بہر حال اولیٰ ہے۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف اور مضطرب ہے لیکن اس پر عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مستبرہ کرتی ہے۔

علامہ ہارثی حنفی لکھتے ہیں:

جب نماز کی آگے سترہ نہ ہو تو کتنے فائدہ سے گزرنے والا گذر سکتا ہے ہمسایہ غریب، شیخ الاسلام اور قاضی خاں نے کہا اس کے سجدہ کی جگہ سے گذرنا مکروہ ہے اس کے آگے سے

ہذا کہ اہمیت گزر سکتا ہے (فخر ان سلام نے کہا جب نمازی خشتِ رخ سے نماز پڑھ رہا ہو (یعنی حیم میں اس کی نظر مسجد کا گاہ پر ہو) تو جہاں تک اس کی نظر جاسکتی ہے اس جگہ سے گزرتا مکروہ ہے (اس کے آگے سے گزرتا مکروہ نہیں ہے) بعض تقیہ نے اس فاصلہ کی مقدار دو یا تین صغیں مقرر کی اور بعض نے ڈیڑھ (انگریزی) گز، بعض نے ڈھائی گز اور بعض نے پچیس گز اور بعض نے بیس گز۔ یہ حکم صحرا میں ہے اور مسجد کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ نمازی اور مسجد کے قبلہ کی دیوار کے درمیان سے گزرتا مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پچیس گز کے بعد گزر سکتا ہے۔

علامہ رفیع الحق حنفی لکھتے ہیں:

معنا میں اور مسجد کبیر میں نازی کے آگے سے اس کی مسجد گاہ سے (بغیر سترہ) کے گزرتا مکڑ ہے۔ یہی زیادہ صحیح قول ہے (اور مسجد گاہ کے آگے سے گزرتا مکڑ نہیں ہے) اور مسجد صغیر میں نازی اور دیوار قبلہ کے درمیان سے گزرتا مطلقاً مکڑ ہے۔

علامہ ابن عربین شامی حنفی سمجھتے ہیں:

علامہ مصطفیٰ نے شمس الہدیہ محسن، تاضیوں اور صاحب ہایہ کے قول کو زیادہ صحیح کہا ہے، اور اسی کو صاحب محیط اور زبیری نے مستحسن قرار دیا ہے، اور اس کے مقابلہ میں امام قسز تاشی، صاحب البدائع، نوال سلام، صاحب نہایہ، و علامہ بن ہمام نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جب نازی بغیر منبر کے نماز پڑھ رہا ہو تو تو گزرنے والا اتنے فاصلہ سے بلا کراحت گذر سکتا ہے، جتنے فاصلہ سے خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو گزرنے والا غصہ نہ آئے، یہ حکم صحرا اور مسجد کبیر کے لیے ہے اور گھر میں اگر نماز پڑھ رہا ہو یا مسجد صغیر میں نماز پڑھ رہا ہو تو نازی اور دیوار قبلہ کے سامنے سے گزرنا مطلقاً مکروہ ہے۔ ۳

پھر علامہ شامی لکھتے ہیں:

مسجد مغیر جو ساٹھ ذراع (تیس انگریز گز) سے کم ہو اور ایک قول یہ ہے جو چالیس ذراع (تیس انگریز گز) سے کم ہو۔

مسجد صغير هو ابل من سبيل در ح و
 قبل من اربعين وهو مختار ر است

اس کا مفاد یہ ہے کہ جس مسجد کا طول اور عرض جیس یا تیس گز سے کم ہو وہ مسجد صغیر ہے اس میں اگر نازی بنیہ سترہ کے تراز پڑھ رہا ہو تو نازی اور دیوار قبہ کے اگلے سے گز نامصطفیٰ —

ع۔ علامہ محمد بن محمود بابر قاضی حنفی متوفی ۸۶۷ھ، عنایت علی ہاشمی فتح القدیر ج ۱ ص ۳۵۳، مطبوعہ مکتبۃ ترویج و تفسیر اسلامیہ

۱۷۔ علار محمد بن علی بن محمد حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی امش رو المختار ج ۱ ص ۵۹۳ مطبوعہ مطبعہ شامیہ استنبول ۱۳۴۰ھ

علاء سید محمد امین ابن مایدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، روالتمارج اص ۵۹۳، " " "

" " " " " راجع المراجع ص ۵۹۳ " " " "

مکروہ سے اور اگر مسجد کا طول اور عرض نہیں یا تیس گز سے زیادہ ہو تو نمازی کی سجدہ گاہ سے دو یا تین صفت کے فاصلہ سے بغیر سترہ کے بھی گزرتا بلا کراست جائز ہے کیونکہ اگر نمازی مستور سے نماز پڑھ رہا ہو یا بی طرفی طور پر اس کی غور مسجد گاہ پر ہو تو اس کو اتنے فاصلہ سے گزرنے والا نظر نہیں پائے گا۔ آج کل شہر کی مساجد عموماً تیس گز سے بڑی ہوتی ہیں اس لیے ان میں نمازی کے آگے سے دو صفوں کے بعد گزرتا جائز ہے۔ اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور تحقیق سے ہم نے شرح مسند جلد سابع میں بیان کیا ہے، اہل علم کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے تبرک حاصل کرنے اور آپ کے فضائل کی گواہی کا بیان

حدیث نمبر ۱۰۲۲ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے نیچے ہوئے پانی کو لینے کے لیے صحابہ جھپٹ پڑتے تھے۔
اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے اس کی تائید بخاری شریف میں ہے:

ان سبعة جعل يرمون اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بعينيه دل فو منه ما بلغه رسول الله صلى الله عليه وسلم من مخافة ما دفعته في كف رجل منهم فذلك بعد وجهه وجده واد امرهم ابتر واما امره و... توم كاد وان يقتلوا على وضو.

صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۹

عروہ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو غزو سے منع فرماتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ناک صاف کرتے تو کوئی نہ کوئی صی بی باتھا گئے بڑھا کر اس رینٹ کر اپنے چہرہ اور بسم بر مل لیتا حضور جب کوئی حکم دیتے تو سب اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے اور جب آپ وضو کرتے تو آپ کے وضو کے نیچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لیے صحابہ اس طرف جھپٹ پڑتے گرنے تک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگے ہوئے پانی یا آپ کے وضو سے نیچے ہوئے پانی کو صحابہ کرام اپنے جسم سے ملنے کے لیے سی قدر بیتاب رہتے تھے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑتے۔ اس سے ایک طرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر والہانہ محبت تھی۔ دوسری طرف یہ پتا چلتا ہے کہ بزرگوں کے شمار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع فرما دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناک بھی صاف کرتے تو اس ریشٹ کو کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اس کو اپنے چہرہ اور جسم پر مٹاتا۔

ریشٹ طبعاً مکروہ اور گھناؤنی ہوتی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام آدمیوں کی طرح ہوتے اور آپ کی ریشٹ عام آدمیوں کی طرح ہوتی تو کیوں صحابہ اس کے حصول کے لیے اس قدر بے تاب ہوتے اور حبیب وہ ریشٹ برف سے زیادہ شفاف ہو، مشک وغیرہ سے بہت خوشبودار ہو شہد سے زیادہ میٹھی تر کون بد بخت ہوگا جو اس کے حصول کی خواہش نہ رکھتا ہوگا۔

ریشٹ تر و در کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک بھی طیب و طاهر تھا صحابہ کرام اس کو پی لیتے، اگر کوئی شخص چھنے لگا کر علاج کی خاطر آپ کی ریشٹ کا مٹا تو آپ کا جو خون نکلتا اس کو پی لیتا۔ امت کے حق میں آپ کے تمام فضائل کریمہ ظاہر ہیں۔

علامہ سیوطی سند ابو یعلیٰ، حاتم، دارقطنی اور ابو نعیم کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر گھر کی ایک جانب رکھے مٹی کے برتن میں پیشاب کیا پھر میں رات کو اٹھی میں پیاسی تھی، میں نے اس پیشاب کو پی یا جمع میں نے حضور کو بتلایا آپ ہنسے اور فرمایا آج کے بد تمہیں کبھی پیٹ کی بیماری نہیں ہوگی۔

عن ام ایمن مآلہ قام نبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدیل فی فحارہ فی جانب لبیت فبال فیہا فمعت من اللیل و ناعشا فشر بہت ما بینہا فلد صبح غیرتہ ففجعت وقال انک لن تشکی بصل بعد یومک هذا ابدا۔ لہ

علامہ شامی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ظاہر ہیں جس طرح بغوی اور ان کے علاوہ لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہی بات صحیح ہے، کیونکہ ام ایمن پر کہ جہشیدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی یا زعفران سے ان سے فرمایا تمہارا پیٹ کبھی جہنم میں نہیں جائے گا، اس حدیث کو دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے اور ابو جعفر ترمذی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک ہے کیونکہ وہ طیب ہے اس کو پیا

فضلاتہ علیہ الصلوۃ والسلام ہر ذہن کا جزم بہ البعوی وغیرہ دھوسعتقد زان ام ایمن بوکۃ الحبشیۃ شرب منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لن یدفع لک ریحک صحیحہ لک ارفعی وقال ہو جعفر ترمذی دہ لنبی صلی اللہ علیہ وسلم طاهر لان اماطیہ شربہ و فعل مثل ذلک ابن عمر و شہرہ سلام حنین صلی اللہ علیہ وسلم و حجامۃ ید ذلک فشر بہ فکان ہی صلی اللہ علیہ وسلم من حالط دہ دہ فی لہ تمیمہ لک

لہ۔ علامہ جمال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ ہجری قمری نے ج ۱ ص ۱۱۷ طبع مصر

وہذا ارجحاً دیت مذکورۃ فی کتب الحدیث
الصحیحۃ و ذکرھا فقہاء قاری و متعصب الشافعیۃ
کالشریعۃ فی شرح لغایۃ و فقہاء مالکیۃ
والحنابلۃ و کلمات کالمجسم علیہ فحییۃ
ثبتت ان فضلاتہ علیہ الصلاۃ والسلام تنجی
من النار فکیف من رآہ من دہما و لہما و
رآہ من بطنہا و من کأر من صل خلقہ
انشریفة یدخل النار۔ ۱

اور جب حضور نے اپنی رگ سے نکلو، مآخوذ
ابن زبیر کو دفن کرنے کے لیے دیا تو انھوں نے
اس کو پی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص کے خون کے ساتھ میرا خون مل
جائے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ یہ روایات
احادیث کی کتب میں موجود ہیں اور ان کو ہمارے فقہاء
نے ذکر کیا ہے اور شامی، ماکی و منبلی فقہاء نے بھی
اس کی موافقت کی ہے۔

اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے فضلات سے جہنم سے نجات ملتی ہے
تو آپ کی والدہ جن کے خون اور گوشت سے
آپ کی پرورش ہوئی اور جن کے بیٹ میں آپ
رہے اور آپ کے تمام آباء و اجداد جو آپ کا تعلق
کی اصل میں وہ یکے جہنم میں جائیں گے؟

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:
وقد نکات شریک الاولیۃ علی صلاۃ فضلاتہ
وہذا الاشیۃ ذلک من خصائصہ۔ ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات
کی لہارت پر بہ کثرت دلائل قائم ہیں اور اللہ نے
اس بات کو حضور کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

ابو جود اس بات کے کہ امام ابو حنیفہ مستقل
پانی کی نجاست کے قائل ہیں، جو پانی حضور کے جسم
سے نکل کر گرتا ہے اس کو وہ نجس نہیں کہتے وہ
اس قول سے باطل بری ہیں اور وہ اس پانی کی نجاست
کا توں کیسے کر سکتے ہیں جب کہ وہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیشاب اور تمام فضلات کو پاک قرار

اور علامہ بدر الدین حنفیؒ حضور کے وضو سے پانی سے تبرک کی بحث میں فرماتے ہیں:
الماء الذی یتق طر من اعصابہ الشریفة
فانہ حنیفۃ ینکر ہذا ویقول نجاستہ دلحۃ
لحاتہ منہ و کیف یقول ذلک و هو یقول
بطہارۃ بولہ و سائر فضلاتہ۔ ۳

۱۔ علامہ ابن قادیان شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، الفتاویٰ السامیہ ج ۲ ص ۳۶۵، طبع مصر

۲۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۳، (طبع مصر)۔

۳۔ علامہ بدر الدین حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۲۸ھ

دیتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں:

ومن ثم اختار كثيرون عن اصحاب طهارة فضلاته عليه السلام من

اور اس وجہ سے ہمارے کتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلات کی طہارت کا تو یہ کیا ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ نام مبارک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت مبارکہ عام بشری غذا معتبر سے پاک، صاف، منزه اور طیب و طاهر ہے حضور کے فضلات ایسے خوشبودار اور خوش ذائقہ ہوتے تھے کہ جس بیماری کو موتہ مل وہ ان فضلات کو حاصل کر لیتا۔ وہ ان فضلات کی برکت سے دنیا اور آخرت کی نجات حاصل کرتا۔ علامہ شافعی نے اس طرح نبی علیہ السلام کے خون کی مس سے حضور کے تمام اہل اہل و عیال کا جہنم سے نجات یافتہ ہونا ثابت کیا ہے، اس پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبیات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل جو حضور کے خون سے ہے ان شاء اللہ وہ بھی جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

عقدہ کا معنی اور سرخ رنگ کے لباس کا جوڑ

حدیث نمبر ۱۰۲۶ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا عہد بنا ہوا۔
 حالہ ایک قسم کی دو چادروں کو کہتے ہیں ایک باندھ لیتے ہیں اور ایک ڈال دیتے ہیں، اس حدیث میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد بن مواعظ۔ اسی طرح صحابہ شریفین، ابو داؤد و دیگر بڑی میں بھی سرخ رنگ کے لباس کی تفریح موجود ہے۔ اس حدیث سے دونوں کے لیے سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز معلوم ہوتا ہے، لیکن بعض احادیث سے سرخ رنگ کی چادروں کا کڑھنا بھی ثابت ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمر: قال مر علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهو رجل عليه ثوبان حون فسلم عليه فمد يده فمسح عليهما فسلم عليه

حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گذرا اور اس نے دو سرخ کپڑے لیے ہوئے تھے اس نے سلام کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

ابو داؤد ص ۵۶۳

ایک اور حدیث ہے:

عن عبد الله بن عمر و بن العاص قال رأوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه مصبوغ

حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصبوغ

بعضہ مودد فقال ما هذا فانتقلت فاحرقته
فقال سی صلی اللہ علیہ وسلم ما صنعت
شوبک فقلت حدیثہ قال فلا کسوتہ بعض
اہلک۔

(ابوداؤد ص ۵۷۲)

نے مجھے گلابی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے
دیکھا آپ نے فرمایا یہ کیسا لباس ہے میں نے
جا کر ان کپڑوں کو جلا دیا پھر جب میں حضور کے پاس
آیا تو آپ نے پوچھا ان کپڑوں کا کیا کیا، میں نے
عرض کیا میں نے انھیں جلا دیا، آپ نے فرمایا تم
نے وہ کپڑے اپنی عورتوں کو کیوں نہ پہنا دیے۔

ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لباس سینہ حرام یا مکروہ تحریمی نہیں ہے
کیونکہ حضور نے اس لباس سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے نہ فرمایا ہے منع نہیں کیا، علاوہ ازیں یہ سنن کی احادیث
ہیں اور صحیح کی احادیث سے خود حضور کا راجح لباس سینہ ثابت ہے، اس سے علاوہ شامی نے صریح
لباس کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، اور آپ کا راجح لباس سینہ بیان جو نہ پر محمول ہے۔ نہ رخ رنگ کے
لباس کی پوری تحقیق شرح صحیح مسلم جلد سادس میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث نمبر ۱۰۲۵ میں ہے: حدثنا یثرب عن عبد اللہ بن مسعود

صراط مستقیم کی توبین تمیز عبارت

کہنے لگے: وہ حدیث کے گزشتہ حصے سے نازل ہوئی
جاتی ہے، اور حدیث نمبر ۱۰۲۶ میں ہے: حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے بھی کٹول اور گدھوں کے
برابر کر دیا۔

حالانکہ بالخصوص حضرت عائشہ کا کتوں اور گدھوں کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ چہ بھی حضرت
عائشہ کو اس سے ایذا پہنچی ہو۔ مگر حضور نے اس کو اپنی توبین سمجھا تو سب سے پہلے دہری نے سہوہ
بریلوی کے محفوظ میں غازیہ جناب رسالت مآب کے خیال ہونے کو اپنے بیل اور گدھے کے خیال
سے زیادہ بڑا لکھا ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر ذیت پہنچی ہوگی اور یہ
سہوہ کا رد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس وجہ تہریر ہے۔

شیخ اسماعیل دہری لکھتے ہیں:

زنا کے خیال سے اپنی بیوی سے جماع کا
خیال بہتر ہے اور شیخ و ان جیسے معظمین
خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف اپنی
توجہ کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کے تصور

از دوسو سالہ زنا خیال کا محبت و بدبود بہتر
است و صرف محبت ہونے سے شیخ و مثال تو
از معظمین گو جناب رسالت مآب با تشدد بکندن بہتر
بتر از استغراق در صورت گاہ و نثر خود است

۱۔ جلد ۱۰ ص ۱۰۲۵ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ مطبعہ شاہیہ استنبول ۱۳۲۲ھ
۲۔ شیخ محمد اسماعیل دہری متوفی ۱۳۲۶ھ ج ۱ ص ۲۲۶ مستقیم ص ۸۷ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لہور

میں استغراق سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔

ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے اور آپ کے

پاس کی صفت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا بڑا ہے آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔

اہم مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی اس روایت کا مثل منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باور نہ بند پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑا پہن کر اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے شانوں پہ کچھ کپڑا نہ ہو۔

عمر بن ابی سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صفت ام سلمہ مکان میں اس طرح ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز

بَابُ الصَّلَاةِ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ

صِفَةِ لُبْسِهِ

۱۰۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةٍ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَوْ بِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ

۱۰۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةٍ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَوْ بِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ

۱۰۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةٍ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَوْ بِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ

۱۰۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةٍ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَوْ بِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ

۱۰۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ سَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةٍ فِي تَوْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَوْ بِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۶۰ - حَدَّثَنَا حَرْمَةُ بْنُ بَيْحِقٍ قَالَتْ
أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
الرَّسُولَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى بِحُضْرَتِي
فِي صَلَاتِي فَجِدَّ قَمِيَّتِي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ
وَلَدَيْنِ حَبِيرَةٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُحِبُّ بَصْنَةَ دِينَ

۱۱۶۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بَرْهِيْلَةَ وَهَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ
يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَتَى مَتْلَى مَالَهُ ثَلَاثِينَ دِينَارًا وَكَانَ يَدْفَعُ
عَلَى حَصْبِيٍّ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
كُوبٌ وَجِدَّ مَتْلُو شَحَابٍ

۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو
كَرِيمٌ قَالَا سَمِعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
يُنْصَبُ عَلَى النَّبِيِّ ثَلَاثُونَ مِائَةً مِنْ خَمْرٍ وَنَعْرِ
بِهَذَا لَا تُنْصَبُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثُونَ مِائَةً مِنْ خَمْرٍ وَنَعْرِ
طَوَقِيَّةً عَلَى عَاقِبَتِهِ وَفِي رَأْسِهِ ثَلَاثُونَ مِائَةً مِنْ خَمْرٍ وَنَعْرِ
مَتْلُو شَحَابٍ

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
حضرت ابو ہریرہ کو ایک کمرے میں نماز پڑھتے
موسے دیکھا ماریجوں نے اسے ہاس و رکھتے
موجود تھے حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے
ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت ابوسید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آدھیں نہ آپ ایک چٹائی پر نہ
ٹوٹے رہتے ہیں، اور اس پر سجدہ کرتے
ہیں اور میں نے آپ کو ایک کپڑے میں توشیح
کیے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

مسند فرماتے ہیں کہ یہ روایت اور بھی
اسی سانہ سے تھیں ہے ابو کریم کی کتاب
میں سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں طرفیں اپنے
مذہب پر ڈالنا مونی تھیں اور ابو بکر اور سید
روایت میں توشیح کا ذکر ہے۔

علماء یاونی کے ساتھ نماز پڑھنے کے احتیاب پر دلائل نماز کی حالت میں ستر عورت زانی

کر گھنٹوں تک سے عورت کا ستر نماز میں سے عورت چھوڑ دینا اور یہ وہی کا اسناد سے ہے۔
مجموعہ کی حالت میں ایک کپڑے کے ساتھ بھی نماز پڑھنی چاہیے ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ
نے وصیت دی کہ عورتیں تنوار اور عمار یا ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے، غیہ مقلدین حضرات
اس باب کی احادیث سے ننگے سر نماز پڑھنے پر استدلال کرتے ہیں لیکن عجیب بات یہ کہ وہ
صرف سر کھلا رکھتے ہیں، قبضہ، شلوار، شیعہ و غیرہ سب پہنتے ہیں صرف سر نہ ڈھانپنے کے لیے
وہ حضرت جابر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ انھوں نے باوجود اور کپڑوں سے عورتوں کو اپنے
کے ساتھ نماز پڑھنے پر بھی منع فرما دیا ہے کہ جس دفعہ اور امنیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے

ساتنے جانا فلاں اور بگڑا سنتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی اس سببیت میں کھڑے ہونے سے اجتناب کرنا چاہیے اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز یا ٹوپی سے مر ڈھانپنے کی وسعت دی ہے تو ہمیں اس وسعت کو اختیار کرنا چاہیے۔
علامہ کا سانی فرماتے ہیں:

المستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثۃ: توب
قیص و اذان و عمامۃ۔ ۱۷

مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے، قیص، آہند اور عمامہ۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

فقال اذا دسۃ اللہ فادسۃوا۔ ۱۸

جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو وسعت کو اختیار کرو۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلی حدک فیلبس توبیۃ فان اللہ عن دجل حق۔ ۱۹

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے نیت اختیار کی جائے۔

عن نافع قال دانی بن عمرو عن اسی فی ثوب واحد فقال ھو حکمت قلت ملی قال فلو بعثتک کنت قد ھب ھکذا قلت ھو قال واللہ الحق ان توبین لہ۔ ۲۰

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے مجھے ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کیا میں نے تم کو اور کپڑے نہیں پہننے میں نے کہا کیوں نہیں انہوں نے کہا اگر میں تم کو کسی حد بھیجوں تو کیا تم اسی حالت میں بیٹے کاؤ گے؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا چہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے مزین ہوا جائے۔

۱۷۔ علامہ ابوبکر بن مسعود کا سال متوفی ۵۰ھ، بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۱۶، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۴۰۳ھ۔
۱۸۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳، مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی ۱۴۰۸ھ۔
۱۹۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نشر السنۃ طان۔
۲۰۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نشر السنۃ طان۔

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ تابعین اور صلیف صالحین کا طریقہ نماز یا ٹوپی سے نہ تھا نہ پڑھنا تھا، اس لیے جب انسان کے پاس نماز یا ٹوپی کی وسعت ہو تو وہ ننگے سر نماز نہ پڑھے، نماز باندھ کر یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھے۔

حرف آخر

۱۶/ شبان ۱۴۱۳ھ/ ۱۰ فروری ۱۹۹۳ء کو میں نے شرح صحیح مسلم جلد اول کو از سر نو لکھنا شروع کیا تھا اور ۶ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ/ ۱۵ فروری ۱۹۹۴ء کو یہ ختم ہو گئی۔

مارچ ۱۹۸۶ء میں شرح صحیح مسلم کی تصنیف کا یہ سفر شروع ہوا تھا اور فروری ۱۹۹۴ء میں سات جلدیں مکمل ہونے کے بعد یہ سفر کامیابی کی منزل کو پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ کا بے حساب شکر ہے کہ اس نے مجھ ایسے کم عمر اور بیمار شخص کے ہاتھوں اتنا عظیم کام مکمل کرایا، جب میں کراچی آنے سے پہلے اپنے ماضی کے ان سالوں کی طرف مڑ کر دیکھتا ہوں، جب میری عمر میں شدید درد رہتا تھا، اور اس کی وجہ سے میرے دماغ پر شدید دباؤ تھا، میں کسی سے بات نہیں کرتا تھا، لوگ میرے پاس کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہتے اور میں ان کو خاموشی سے دیکھتا رہتا تھا، کوئی طالب علم میرے پاس فقہ کی کوئی کتاب لے کر اس کی کوئی عبارت سمجھنے کے لیے آتا تو میں کتاب دیکھ کر اسے یہ کہہ کر دباؤں کر دیتا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا، اس کی وجہ یہ تھی کہ میری تصانیف کی وجہ سے میرے ذہن پر شدید دباؤ تھا، کہاں میری یہ حالت تھی اور کہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ میں نے سات ضخیم اور مبسوط جلدوں پر مشتمل شرح صحیح مسلم لکھ ڈالی جس میں تقریباً آٹھ ہزار صفحات ہیں، جب میں لاہور سے کراچی آ رہا تھا تو میرے ایک دوست مولانا عطاء محمد گونڈوی نے کہا: "کراچی جانے کے بعد" مقالات سعیدی کی لکھ کر کوئی کتاب آئی یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ان گنت شکر ہے کہ کراچی آنے کے بعد "مقالات سعیدی" کی بہ نسبت کہیں زیادہ عظیم کام، اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں مکمل کرایا، یہ سب اس قیام و قیوم اور کریم و رحیم کا فضل اور احسان ہے اور اسی کا انعام و اکرام ہے، یہ میرا کارنامہ نہیں ہے، اس میں میرا کچھ دخل نہیں ہے۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اور اب ان شاء اللہ میں دو تین روز بعد "تبیان القرآن" کے نام سے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھنا شروع کروں گا، اور شب کے اس آخری حصہ میں جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آسمان دنیا پر متوجہ ہوتا ہے اور مائنین کو مانگنے کے لیے ندا کرتا ہے اور خصوصیت سے دعائیں قبول فرماتا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے بار بار اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور شکر فرماتا، اس کو تا قیام قیامت باقی رکھنا اور اس کو تمام مسلمانوں کے لیے اثر آفرین بنانا، اور میرے لیے اس کو صدقہ جاریہ کرنا، اور میں

طرح مجھے حدیث شریف کی خدمت کی سادت ملا کی ہے اسی طرح مجھے قرآن مجید کی خدمت کی کرامت سے بھی سرفراز کرنا، اس ترجمہ اور تفسیر میں مجھے حق سمجھنے اور باطل سے بچنے کی ہمت عطا فرمانا اور اس ترجمہ اور تفسیر کو بھی اپنی بارگاہ میں مقبول اور مشکور کرنا اور اس کو قبول عام عطا فرمانا۔

اس کے بارے میں اس کتاب کے مصنف، اس کے کاتب اور مجمع، اس کے ناشرین اور معاونین اور اس کے قارئین، مصنف کے والدین، اس کے اساتذہ اور مشائخ، اس کے تلامذہ اور احباب اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما اور ان کو دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور عذاب سے محفوظ رکھا اور دنیا اور آخرت کی ہر نعمت اور راحت اور جنت الفردوس عطا فرما! آمین یا رب العالمین اجمعین بحیثیک سید العالمین وأخو عوالمنا أن الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین قائم المرسلین شفیع المذنبین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ کآملین الراشدین وأزواجہ الطاهرات اہلہ المؤمنین وعلی اولیاء امتہ وعلماؤ ملتہ من المحدثین والمفسرین والفقہاء المجتہدین اجمعین۔



مَجْمَعُ اِسْلَامِ

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَمَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ (المائدہ)

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

سات ضخیم جلدوں میں شرح صحیح مسلم کی مکمل اور عالم گیر مقبولیت اور شان دار پذیرائی کے بعد
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی علم فیوض کی ایک اور نئی کرائیڈر اور علمی تصنیف
قرآن مجید کی تفسیر بہ نام

تبیان قرآن

اہل علم اور ارباب ذوق کی تسکین کے لیے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے

چند خصوصیات

- ★ قرآن مجید کا سلیس اور با محاورہ ترجمہ اور آسان اردو میں قرآن کریم کی تشریح ،
- ★ احادیث ، آثار اور اقوال تابعین پر مبنی قرآنی آیات کی تشریح ،
- ★ قرآن مجید کی آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلالت اور آپ کی خصوصیات کا استنباط ،
- ★ عقائد اسلامیہ میں عقائد اہل سنت کی حقانیت اور فقہی مذاہب میں فقہ حنفی کی ترجیح ،
- ★ مفسرین کی چودہ سو سالہ کاوشوں کا حاصل ، مجتہدین کی آرا پر نقد و تبصرہ اور تصوف کی چاشنی ،
- ★ مشکلات اعراب قرآن کا حل ، عصری مسائل پر حقائقہ ابحاث اور مذاہب باطلہ کا مہذب رد ،
- ★ یہ ایک ایسی تفسیر ہوگی جس کی مدتوں سے اہل ذوق کو تلاش اور پیاس تھی جس کی ضرورت اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی ۔

پیشہ کنندہ : فرید بک سٹال

۲۸- اردو بازار لاہور